رحمۃ اللہ علیہ
سیرتِ فخرِ ملت
تالیف مصنف
پروفیسر محمد انور جماعتی
سید محمد ظفر حسین شاہ جماعتی
آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت

جماعت علی شاہ صاحب
علی پور سیداں شریف

نام کتاب------------سیرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

مصنف ------------پروفیسر محمد انور جماعتی ایم اے ایم ایڈ

ترتیب وتدوین------------علامہ پیر عرفان الٰہی قادری

معاونین ------------پیر سید ذاکر حسین شاہ جماعتی ایم اے

------------میجر (ر) پیر سید سجاد حسین گیلانی جماعتی ایم اے

اشاعت اول------------۲۰۱۶ء

تعداد ------------۱۱۰۰

ہدیہ ------------۷۰۰ روپے

ناشر ------------بزم امیر ملت محفل فخر ملت لاہور

ملنے کے پتے

۱) مرکزی سجادہ نشین حضور ظفر الملت حضرت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی
آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیداں شریف تحصیل وضلع نارووال

0300-7761415

۲) میجر (ر) پیر سید سجاد حسین شاہ گیلانی جماعتی صاحب

207-A عسکری کالونی 11 بیدیاں روڈ لاہور

0300-5289678,0335-3737207

۳) پروفیسر محمد انور جماعتی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا 0300-6062201

Email.manwarjamati@gmail.com

۴) قادری رضوی کتب خانہ / مکتبہ الحنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

نام کتاب ---------- سیرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
مصنف ---------- پروفیسر محمد انور جماعتی ایم اے ایم ایڈ
ترتیب وتدوین ---------- علامہ پیر عرفان الٰہی قادری
معاونین ---------- پیر سید ذاکر حسین شاہ جماعتی ایم اے
---------- میجر (ر) پیر سید سجاد حسین گیلانی جماعتی ایم اے
اشاعت اول ---------- ۲۰۱۶ء
تعداد ---------- ۱۱۰۰
ہدیہ ---------- ۷۰۰ روپے
ناشر ---------- بزم امیر ملت محفل فخر ملت لاہور

ملنے کے پتے

۱) مرکزی سجادہ نشین حضور ظفر الملت حضرت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی
آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیداں شریف تحصیل وضلع نارووال
0300-7761415

۲) میجر (ر) پیر سید سجاد حسین شاہ گیلانی جماعتی صاحب
207-A عسکری کالونی 11 بیدیاں روڈ لاہور
0300-5289678,0335-3737207

۳) پروفیسر محمد انور جماعتی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا 0300-6062201
Email،manwarjamati@gmail.com

۴) قادری رضوی کتب خانہ رمکتبۃ الحنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَمِنْ عَجَمٍ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

سیرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

سوانح حیات

شہزادہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم، کعبۃ العشاق، ریحان ریاض شہہ جماعت، بدر المشائخ، سلطان الاولیاء، مجدد دوراں، قطب الاقطاب، ولیٔ نعمت، شمس الافاق، مجسمہ خیرو برکت فانی فی اللہ، باقی باللہ، آیت من آیات اللہ، قبلہ عالم، جانشین حضرت امیر ملت فخر ملت الحاج الحافظ القاری مفتی حضرت پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی نور اللہ مرقدہٗ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف تحصیل و ضلع نارووال

حسب الارشاد

شہزادہ فخر ملت ظفر الملت جانشین امیر ملت توقیر ملت

حضرت الحاج الحافظ القاری پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی

مرکزی سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں نارووال

تالیف مصنف

پروفیسر محمد انور جماعتی ایم۔اے۔ایم ایڈ

ترتیب و تدوین

علامہ صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری

مرشد کامل

پڑھ بسم اللہ پھڑ لے دامن مُرشد کامل والا
جے توں چاہیں وصل الٰہی طالب حق تعالیٰ
جے چاہیں عرفانِ الٰہی تھیں کامل دا بردا
کامل دے اک نال اشارے دور ہووے لکھ پردا
جے توں چاہیں علم لدنی چھوڑ کتاباں سبھے
کامل پیر مکمل باجھوں ہر گز رب نہ لبھے
علم لدنی سبق صحائف کامل پیر پڑھاوے
علم لدنی درس لطائف پیر کنوں ہتھ آوے
علم لدنی سرور پایا تے وت اہل کمالاں
علم لدنی مُول نہ لبھے باجھ ولیاں ابدالاں
جے توں چاہیں طالب صادق اکبری حجاں گزاراں
کریں طواف توں پیر اپنے دے لکھ کروڑ ہزاراں
جے توں چاہیں تاج شہانہ فخر عزت وڈیائی
جوڑے مرشد کامل دے رکھ ہر دم سر تے چائی
جے توں چاہیں دوہیں جہانیں روشن دل دیاں اکھیں
خاک قدم دی سُرمے وانگوں وچ آکھیاں دے رکھیں
جے توں چاہیں دیدار الٰہی زیارت پاک نبی دی
رکھ تصور صورت ہر دم کامل پیر ولی دی
جے توں چاہیں عشق الٰہی عاشق تھیں رہبر دا
حق رہبر وچ فرق نہیں ذرا عین اوہو در پردا

حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

خوشبوئے فکر وخیال	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
دریائے جود وکرم	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
راحتِ قلب بے قرار	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
دیباچۂ حیات کا عنوان	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
رحمتِ یزداں کا خزینہ	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
رنگوں اور خوشبوؤں کا سفینہ	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
روحانیت کے شہنشاہ	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
رہبرِ منزلِ عرفاں	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
سلطانِ فخر وغنا	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
سرچشمۂ مہر ووفا	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
سلطانِ صدق وصفا	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
صبحِ درخشانِ جمال	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
طلعت وزیبائی کا پیکر	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
عز ووقار فخر تمنا	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
علم ونظر کا گوہرِ یکتا	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
عز العرب وفخر العجم	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
عالمِ علومِ عرفانی	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
غواصِ بحورِ عرفاں	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
فرمانروائے کشورِ طیبہ	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
فصیح البیان	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
فصیح اللسان	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
سالکِ مسالکِ طریقت	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
سرچشمۂ اوصاف وکمالات	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
سحابِ درخشاں سخاوت	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
سکونِ دیدۂ نمناک	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
سرچشمۂ علم وحلم	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
شہنشاہِ کشور کشا	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

شہریارِ علم وحکمت	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
شاہِ آسمانِ وقار	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
صاحبِ نورِ عظمت	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
فانوسِ ایوانِ جہاں	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
فرمانروائے جہانِ حُسن	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
قلزمِ صدق وصفا	حضور فخر مت رحمۃ اللہ علیہ
قبلۂ اہلِ وفا	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
قلب وروح کے نیّرِ تاباں	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
کعبۂ اربابِ علم وحیاء	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
گوہرِ دریائے مروت وحیاء	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
مطلعِ دل کشاء	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
مظہرِ خلق ومروت	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
مرکزِ نگاہِ فکر وخیال	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
وجہِ سکونِ قلب ونظر	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
وقار وتمکنت کے پیکرِ دلنواز	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
تنویرِ قلب ونظر	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
نقطۂ کمال اوجِ کمال	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

انتساب

سنوسی پاک وہند، ابو العرب، بانی پاکستان محدث یگانہ
حضرت امیر ملت الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب
نقشبندی مجددی محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

شیخ الحدیث والتفسیر، رئیس المتکلمین جانشین امیر ملت
حضرت الحاج الحافظ القاری مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ صاحب
نقشبندی مجددی جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جنکی تعلیمات رفیعہ نے عوام وخواص کو سرفراز فرمایا۔

پروفیسر محمد انور جماعتی

الاھداء

پیکر خلوص ووفا، تاجدار علی پور، شہزادہ امیر ملت، مجسمہ نور ونکہت
چیئرمین حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قندیل نور، نور الملت، جگر گوشہ ظفر الملت، زیب سجادہ
حضرت صاحبزادہ پیر سید نور حسین شاہ صاحب جماعتی مدظلہ العالی

زیب سجادہ، شہزادہ ظفر الملت، سفیر ملت
حضرت صاحبزادہ پیر سید رافع حسن شاہ صاحب جماعتی مدظلہ العالی

زیب سجادہ، نور مصطفےٰ، تنویر فخر ملت، جگر گوشہ ظفر الملت
حضرت صاحبزادہ پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب جماعتی مدظلہ العالی

مژدۂ جانفزا

از جانشین امیر ملت وفخر ملت، توقیر ملت، ظفر الملت، پروردہ آغوش ولایت
حضرت الحاج الحافظ القاری پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی

مرکزی سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت علی پور سیداں شریف نارووال

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

حمد بے حد اُس خدائے پاک کو نور ایماں جس نے بخشا خاک کو
خاک کو پُر نور سر تا پا کیا قطرۂ ناچیز کو دریا کیا

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

رب کریم کا بے حد احسان عظیم ہے کہ جس نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا فرمایا اور ہم پر نوازشات و اکرام کی بارش کی اور ہمیں آقائے نامدار تاجدار کائنات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا شرف بخشا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں عظمت قرآن بیان فرماتا ہے۔

ترجمہ: "قسم ہے لکھی ہوئی کتاب کی جو کشادہ صحیفے میں ہے"۔ (سورہ طور ۳:۲)

قرآن پاک خدا کا کلام ہے جو ساری انسانیت کے لئے منبع علم و ہدایت اور سرچشمہ نور ہدایت ہے۔ جو روشنی، ہدایت، راہنمائی، اور علم و فکر کا باعث ہے۔ اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تمام خوبیوں اور عظمتوں کا خزانہ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ تاریخ صرف ان افراد کی عظمت کو سلام کرتی ہے۔ جو اپنے کردار و عمل کی عظمت سے تاریخ کو عظیم بناتے ہیں۔ اور انسانی فکر صرف ان ذہنوں کی چوکھٹ پر سجدہ تعظیمی کا فرض انجام دیتی ہے۔ جو اپنے علم و فکر سے انسان کی ذہنیت کو معراج عطاء کرتے ہیں۔ ایسے عظیم افراد امت کو تاریخ انسانی ہمیشہ سنہری حروف سے لکھتی ہے۔ اور دلوں میں یاد رکھتی ہے۔

میرے والدِ گرامی قدر جانشین حضرت امیر ملت و جگر گوشہ حضرت جوہر ملت حضور قبلہ عالم فخر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب قدس سرہ العزیز نے اپنے علم و عمل اور کردار و سیرت سے اور شبانہ روز اپنی مجاہدانہ کوششوں سے سرزمین پاکستان کے کونے کونے کو علم و آگہی، معرفت و طریقت، محبت و مودت، فقر و درویشی، مذہبی رواداری اور انسان

دوستی کی ایسی لازوال خوشبو سے مہکا دیا کہ آج پاکستان کی دھرتی ان خوشبوؤں سے سرفراز ہے۔ اور مسلسل مہک رہی ہے۔ حضور فخر ملت کا فکر وعلم وعمل بلاشک وشبہ حضور امیر ملت محدث علی پوری اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ تھا۔ آپ کی ساری زندگی قرآنی تعلیمات اور اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع رہی اور آپ نے ہمیشہ قرآن وسنت سے راہنمائی لی اتباع الٰہی قرآن وسنت آپ کی پہچان بنی۔ حضور فخر ملت کے وصال کے بعد میں نے محسوس کیا کہ اس عظیم ہستی کے سیرت و کردار، علم وعمل خدمت دین اور علمی ومذہبی وسماجی وملی خدمات کو اجاگر کرنے کے لئے اور تاریخ کا باقاعدہ حصہ بنانے کے لئے آپ کی سوانح عمری لکھنے کے لئے تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ تاکہ مخلوق خدا قیامت تک آپ کے علمی ومذہبی کارناموں سے متعارف رہے اور فیض یاب ہوتی رہے۔ یہ حضور فخر ملت اور حضور امیر ملت محدث علی پوری کا فیضان نظر ہے کہ آج ہم سیرت فخر ملت کو شائع کروا رہے ہیں۔ برادرم محترم پروفیسر محمد انور جماعتی جو ایک عرصہ تک میرے والد گرامی قدر کے ساتھ سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اور بے شمار جلسوں میں آپ کے ہمراہ رہے ہیں نے بڑی محنت، تحقیق اور جستجو کے ذریعہ سے یہ کتاب تحریر کی ہے۔ یہ کتاب ۱۶ ابواب پر مشتمل ہے۔ جس میں پہلا باب حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد ومحاسن پر مشتمل ہے۔ اور دوسرا باب قبلہ عالم حضرت امیر ملت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے عظیم کارناموں پر مشتمل ہے۔ جب کہ ۱۴ ابواب عالم اسلام کے عظیم سکالر، مجتہد شیخ طریقت حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری اور علمی ومذہبی وملی کارناموں کا تذکرہ ہے۔ جن افراد نے کسی بھی مرحلہ پر اس کتاب کے لئے مواد جمع کرنے، کمپوزنگ وغیرہ کے فرائض سرانجام دیئے ہیں۔ میں جملہ افراد کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو خیر وبرکت عطا فرمائے۔ آمین۔

گدائے کوئے مدینہ

حافظ سید ظفر حسین شاہ جماعتی

مرکزی سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت

علی پور سیداں شریف، تحصیل وضلع نارووال

۷/مارچ ۲۰۱۴ء

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ الْحَنِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْم صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم۔

تخلیق کائنات کے بعد اللہ رب العزت نے اپنی مخلوق کی راہنمائی کے لئے انبیاء و رسولان کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ جو ساری دنیا کو رب قدیر کی عظمت و بزرگی و عبادت کا سبق دیتے رہے۔ اور یہ ذہن نشین کراتے رہے کہ ہر کمال کا منبع اور موجد و خالق عالم فقط ایک ذات باری تعالیٰ ہے۔ جو سارے جہانوں کا مالک ہے۔ یہ سلسلہ رسالت آقائے نامدار سرور دو عالم سیدنا حضرت محمد ﷺ کی ذات قدسی پر اختتام کو پہنچا۔ حضور سرور کائنات ﷺ جو حسن مطلق کی اداء زینت ارض وسما مظہر ذات رب العلیٰ بحر جود وسخا ابر لطف وعطا حسن صبر ورضا شاہ والانسب بادشاہ عرب سرور ذی حشم سرور کون ومکان مونس انس وجاں رحمت دو جہاں ﷺ ہیں۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ آپ ﷺ سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ حضور سرور دو عالم کے ظاہراً اس دنیائے فانی سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی آپ ﷺ کی تعلیمات و فیوضات و برکات کی نسبت سے ایسے عظیم باکمال علمائے کرام اور پیران عظام اس دنیا میں تشریف لاتے رہے جو نہ صرف آپ ﷺ کی امت بلکہ پوری انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کا فریضہ بہ احسن انجام دیتے رہے۔ اور مخلوق خدا کو اس منزل حقیقت تک پہنچاتے رہے جس تک مخلوق کو پہنچانے کے لیے آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا تھا۔ انہی مقبولانِ خدا و مقربانِ خدا میں سنوسی ھند ابو العرب، معدنِ حلم وحیا، پیکر انوار وتجلیات مظہر نور خدا، پیکر رحمت و برکت، قطب دوراں و مجدد دوراں، شیخ المشائخ، عاشق رسول ﷺ قبلہ عالم حضور امیر ملت محدث علی پوری حضرت الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری کی ذات ستودہ صفات کا شمار ہوتا ہے۔ آپ

عظیم المرتبت وعظیم البرکت ہستی مبارکہ کے مالک تھے۔ حضور امیر ملت محدث علی پوری اپنے وقت کے غوث بھی تھے، مجدد بھی تھے، غزالی زماں بھی تھے۔ اور قطب الاقطاب بھی تھے۔ آپ نے جہالت کے اندھیروں میں علم وحکمت اور نورِ ہدایت کے دیپ جلائے۔ دورِ جدید میں حضرت مجدد الف ثانی اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار زندہ کیا۔ امام اعظم ابوحنیفہ کا کردار زندہ کیا۔ اور ایک مجتہد شیخ طریقت کا کردار ادا کیا۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح اور شاعرِ مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال دعاؤں کے لئے آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے تھے۔ آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ بنارس میں آپ کو امیر ملت منتخب کیا گیا۔ جب سارے ہندوستان کے پیرانِ عظام اور جید علمائے کرام وہاں موجود تھے۔ اس بات کا واضح ثبوت تھا کہ جو خداداد صلاحیتیں اور عظمت و صداقت آپ کو حاصل ہے وہ بے مثل و بے مثال ہے ہیں حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری نے ۱۹۵۱ء میں وصال فرمایا آپ انیسویں صدی کے مجدد اور عظیم مجتہد شیخ طریقت تھے۔ آپ کے بعد آپ کے خاندان عالیہ مقدسہ میں ایک ایسی عظیم نورانی وروحانی عظمتوں، برکتوں، خوشبوؤں والی ہستی مبارکہ کی پیدائش ہوئی جس نے عالم اسلام میں بالخصوص اور دنیا میں بالعموم تجدید واحیائے دین کے لئے عظیم کارنامے نمایاں انجام دیئے۔ کہ آپ کی علمی ودینی ومذہبی وملی خدمات کے پیش نظر مخلوقِ خدا اور امتِ مسلمہ نے آپ کو بیسویں صدی کا مجدد قرار دیا۔ بلاشبہ آپ کروڑوں دلوں کے فاتح تھے۔ جو خانوادہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا لعل شب چراغ تھے۔ آپ کا وجودِ مسعود صداقت اسلام کی روشن دلیل تھا۔ آپ قرنِ اول کی دینی جمعیت کا مجسمہ نور تھے سخاوت کی آبشار تھے۔ اور آپ کا وجود آئینہ رحمت وبرکت تھا۔ آپ کی ہستی مبارکہ ایک چشمہ صافی کی مانند تھی آپ نفرتوں کے بے آب وگیاہ صحراء میں محبتوں، رنگوں اور خوشبوں کے سفیر و نمائندے تھے۔ آپ علم وحکمت کے کوہ ہمالیہ تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے ماہِ منیر اور ولایت کے نیرِ اعظم تھے۔ جانِ علی پور وشان علی پور تھے۔ آپ کی ہستی مبارکہ خوشبوؤں بھرے پر سکون سفید جزیرے کی مانند تھی۔ آپ کی زیارت زیارت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ آپ کا خون خونِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ آپ کا نور نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ نور حسین رضی اللہ عنہ ونور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تھے۔ تصویر امیر ملت ونوید امیر ملت تھے۔ میری مراد شہزادہ رسالت مآب سفیر رسول عربی، وارث علوم مصطفےٰ، شہزادہ ملک سخن، بادشاہِ ملک عظمت، کعبۃ العشاق، العارف ابن العارف ربانی، سلطان الطریقۃ، امام المتقین،

امام المحققین، امام الفقہ، امام الحدیث، قطب و وحدت رئیس المتکلمین، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، فقیہ اعظم، آفتاب رشد و ہدایت، کاشف اسرار حقیقت سلطان الاولیاء، غوث زماں، شمس الآفاق، مجدد دوراں، قطب الارشاد، قطب البلاد، قطب المصارف، قطب الاقطاب، فضیلۃ الشیخ، سیف زباں، شیخ مکتب، شیخ المشائخ، فخر السادات، امیر شہر خطابت، خطیب اعظم، محدث اعظم، ولی کامل، ولی نعمت، کشور خوباں کے صدر نشیں آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب، منبع رشد و ہدایت، منبع علم و ہدایت، پیکر اسلاف، عالم بے بدل، مرشد باکمال، ریحان ریاض شبہ جماعت، چراغ امت، جمال طریقت، پیکر صبر و رضا، منبع جود و سخا، تاجدار علی پور، ابر لطف و عطا، گلاب گلستان امیر ملت، مجسمہ خیر و برکت، قبلہ عالم، آفتاب حرم، سائبان کرم، فضیلت یاب اجمل طیبہ، عظمت فقر حیدر، رہبر امت، شمع بام شریعت، مطلع جاں فزاء، مرشد حقیقت، ماہ طریقت، محسن ملت، محرم اسرار زیست، گوہر ولایت معدن دانش و حکمت، مظہر حسن حقیقت، مفتی اعظم، پیکر رحمت و شفقت، سالار کاروانِ وفا، پروردہ آغوش ولایت، بدر کامل، بدر المشائخ، پیکر خلوص و وفا، ساقی بندہ نواز، چاہتوں کا مرکز و محور، پیکر انوار و تجلیات، مینارہ نور، مرد حق، استاذ العلماء والفضلاء، جامع معقول و منقول، مرد قلندر، تصویر اساطیر اولی، آئینہ رحمت و برکت، مقتدائے عاشقین، حجۃ الکاملین و سند الواصلین، مظہر حق و صداقت، نور دیدہ و جگر گوشہ جوہر ملت، نباضِ ملت، علم و حکمت کا کوہ ہمالیہ، صدائے امر بالمعروف، مجسمہ عطیہ ربانی، فخر الاولیاء، وحید العصر، نابغہ عصر، معدن حلم و حیاء، قاسم عطایا، عالمی مبلغ اسلام، تنویر امیر ملت نوید امیر ملت، جانشین امیر ملت، حضور فخر ملت، حضرت الحاج، الحافظ القاری مفتی پیر سید افضل حسین شاہ قدس سرہ العزیز کی رحمتوں، عظمتوں، برکتوں والی ہستی مبارکہ ہے۔ زیر نظر کتاب سیرت فخر ملت آپ کی سوانح عمری، علمی، روحانی، مذہبی کمالات اور کرامات کا مجموعہ ہے۔ آپ ۱۸ جنوری ۱۹۴۲ء میں پیدا ہوئے ۱۹۸۰ء میں سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف مقرر ہوئے اور ۲۰۱۲ء میں آپ نے وصال پایا۔ یوں آپ کی حیات طیبہ ۷۰ سالوں پر محیط ہے۔ آپ ۳۲ سال تک سجادہ نشین دربار حضرت امیر ملت محدث علی پوری کی مسند ارشاد پر فائز و متمکن رہے۔ اور مخلوقِ خدا کو اپنے فیوضات عالیہ سے نوازتے رہے۔ آپ پیدائشی ولی اللہ تھے۔ طلسماتی روحانی شخصیت تھے۔ آپ کے مریدین پاکستان کے کونے کونے میں بستے ہیں۔ عالم

عرب سے لے کر یورپ کی سرزمین تک لوگوں کی ایک بڑی تعداد آپ کے چاہنے والوں پر مشتمل ہے۔ جہاں بھی تشریف لے جاتے تھے رنگ و نور کی برسات ہوتی تھی۔ آپ علم و دانش کا بحرِ زخار تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی دن رات خدمتِ اسلام میں گزاری، ہزاروں لوگوں کے عقیدے کی اصلاح کی۔ آپ کا یہ فرمان عالیشان تھا کہ سجادہ نشینی خدمتِ خلق کا نام ہے۔ حضور فخر ملت کا شجرہ نسب ۴۲ ویں پشت میں جا کر نورِ مجسم، آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے جا ملتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے سنوسیؒ ہند ابوالعرب بانی پاکستان حضرت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے بشارت دی تھی کہ "پیر سید اختر حسین شاہ کے گھر بیٹا پیدا ہوگا۔ اس کا نام سید افضل حسین شاہ رکھنا، صاحبزادہ حافظِ قرآن بھی ہوگا اور ساری زندگی قرآن پاک یاد بھی رکھے گا۔ اور اللہ کا کامل ولی بھی ہوگا"۔

یہ امر حقیقت ہے کہ حضور فخر ملت ایک بلند مقام اور روحانی فیض کا دائمی ذریعہ ہیں۔ آپ کتاب و سنت اور اتباعِ حق کا ایسا پیکر تھے کہ زیارت کرنے والوں کے لئے خیر القرون کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ آپ بہت بڑے عالم دین تھے۔ فاضل جلیل فصیح البیان اور مبلغ اسلام تھے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو ولایت کبریٰ کے اس عظیم مرتبہ سے نوازا تھا کہ آپ کے مقام اور عرفان سے اہل کشف بھی عاجز ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت حسن سیرت کا ماڈل تھے۔ آپ کے حسن صورت و حسنِ سیرت کی تنویر کی دامن کش اور دلربا گرفت سے کوئی بچ نہیں سکتا تھا۔ آپ کی ذات بابرکات سلف الصالحین کا ایک متبرک و مقدس نمونہ تھی۔ حضور قبلہ فخر ملت نے اپنے والد گرامی قدر جوہر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید اختر حسین شاہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ حضرت شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب نے آپ کو خلافت اور اجازت سے نوازا۔ ۱۹۸۰ء میں حضرت جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ کے وصال کے بعد آپ کے چہلم کے موقع پر خاندان امیر ملت کے متفقہ فیصلہ پر آپ کو سجادہ نشین دربار حضرت امیر ملت محدث علی پوری مقرر کیا گیا۔

حضور فخر ملت ۳۸ سال کی عمر میں جب سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف مقرر ہوئے تو آپ اس وقت مقام شریعت، مقام طریقت، مقام حقیقت اور مقام معرفت طے کر چکے تھے۔ اور شیخ ھدایت اور مجدد دین وملت کی مسندِ عزت و تکریم پر فائز و متمکن ہو چکے تھے۔

سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم راہبر و راہنما و پیشوا حضور قبلہ و کعبہ بابا جی فقیر محمد چوراہی نے حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ کے خاندانِ عالیہ کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ ''حافظ پیر سید جماعت علی شاہ کے خاندان میں ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہوگا۔ جو دین اسلام کی تجدید میں اہم کردار ادا کرے گا۔

حضور فخر ملت کی پیدائش قبلہ عالم حضرت پیر سید جماعت علی شاہ کی پیدائش کے ٹھیک ایک سو سال بعد ۱۹۴۲ء میں ہوئی اور حضور فخر ملت نے اپنے قول و فعل اور اعمال صالح سے ثابت کیا کہ آپ اپنے زمانے کے مجدد تھے۔

حضور فخر ملت کی ہستی مبارکہ ایک قطبی ستارے کی مانند تھی۔ جو اپنے وقت کے لوگوں کے لئے راستے کو روشن کر کے آسان بنا دیتے تھے۔ آپ وقت کے آفاق پر نئے دن کا سورج تھے۔ جو ایسی روحانی قوتوں کے امام تھے کہ مردہ دلوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ آپ خدا کے رازوں میں سے ایک سربستہ راز تھے۔ جن کے ایک اشارے سے آسمانوں سے موتیوں کی بارش ہوتی تھی۔ آپ جود و سخا کا پیکر پابند صوم و صلاۃ اور خلوص و وفا اور ایثار و قربانی کا پیکر تھے۔ آپ خزاں کے موسم میں بہار کا پیغام تھے۔

حضور فخر ملت کی سلطنت سلطنت مصطفےٰ ہے۔ آپ حضور سرور کائنات ﷺ کے تمام خزانوں کے وارث ہیں۔ القصہ مختصر۔

فکر و فن سب جمع تھے میرے شیخ میں
آپ خوبیوں کا اک حسین شاہکار تھے

شہزادہ فخر ملت، جانشین امیر ملت، حضور قبلہ ظفر الملت توقیر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مرکزی سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف کے حکم سے جب ۱۲۰ اکتوبر ۲۰۱۳ء کو میں نے سیرت فخر ملت لکھنے کا آغاز کیا تو میں کافی غور و خوض اور تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ حضور قبلہ عالم فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے شایان شان آپ کی سیرت اور سوانح عمری کی کتاب تحریر کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ جو میرے ناقص علم کے دائرہ اختیار میں نہ تھا۔ لیکن اپنے محبوب عظیم مرشد کامل حضور قبلہ فخر ملت کے اکلوتے لختِ جگر حضور ظفر الملت کا انکار بھی ممکن نہ تھا۔ لہذا میں نے حضور فخر ملت کی نگاہِ کرم اور فیضان نظر کے زیر سایہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی

سیرت لکھنا شروع کی۔ میرے دامن میں عقیدہ ومحبت کے وہ پھول نہیں جو میں حضرت فخر ملت کی مدح سرائی کرسکوں اور آنکھوں میں ارادت ومودت کے وہ چمکتے ستارے نہیں جو جگر گوشہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضور فخر ملت کی ہستی مبارکہ ومقدمہ کے شان شایان ہوں۔

معزز قارئین مکرم: "میرے شیخ طریقت حضور قبلہ فخر ملت کی روح وہ بدر کامل ہے جس سے اندھیرے مٹتے ہیں۔ آپ کا جسم شب قدر ہے۔ جس سے ایمان کی دولت ملتی ہے۔ آپ وہ دریائے مغفرت ہیں جس سے نجات اور بخشش ملتی ہے۔ آپ کی مثل کوئی ہے ہی نہیں۔ آپ بے مثل وبے مثال ہیں۔

حضور فخر ملت تو کعبۃ اللہ کی پاکیزہ خوشبو کی طرح ہیں۔ آپ تو مدینہ منورہ کی پاکیزہ ہوا کی طرح ہیں۔ آپ گنبد خضریٰ کا نور ہیں۔ آپ تو آفتاب ارشاد کا مطلع ہیں۔ آپ دارین کے لئے چشمہ صافی ہیں۔ آپ کی ادا تو فرشتوں کی سی ادا ہے۔ آپ سلطان الاولیا وقطب الاقطاب ہیں۔ آپ تو ٹھنڈے میٹھے پانیوں کا چشمہ ہیں۔ آپ حضور سرور دوعالم کے نمائندہ وسفیر ولاڈلے بیٹے ہیں۔ حضور فخر ملت تو حوض کوثر کے مالک ومختار ہیں۔ آپ جنت الاعلیٰ علیین کے باسی ہیں۔ آپ رفعت وبلندی کا مینارہ نور ہیں۔ آپ پیکر عظمت وصداقت ہیں۔ آپ کا فیضان نزول بارش ہے۔ آپ کعبۃ العشاق ہیں۔ آپ نور حسینؓ، نور فاطمہؓ نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ تو آسمان حضرت امیر ملت کے روشن وتابندہ ستارے ہیں۔ آپ کا خون خون مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ کا نور نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ کا دل دلِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ کا علم علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے آپ کی زیارت زیارتِ مصطفےٰؐ ہے۔ آپ کی سلطنت سلطنتِ مصطفےٰؐ ہے۔ آپ کی ولایت ولایتِ مصطفےٰؐ ہے۔ آپ کی عطاء عطاءِ مصطفےٰ ہے۔ آپ کا احترام احترامِ مصطفےٰ ہے۔ آپ کی نگاہ نگاہِ مصطفےٰؐ ہے۔ آپ قاسم عطایا اور کوثر وتقسیم ہیں۔ آپ نجیب الطرفین ہیں۔ حسنیؓ وحسینیؓ سید ہیں۔ لاکھوں دل آپ کی یاد میں دھڑکتے ہیں۔ فرزدق شاعر نے خانہ کعبہ کے صحن میں کھڑے ہو کر اسی خاندان نبوت کے چشم وچراغ حضرت سیدنا امام زین العابدینؓ کی عظمت وشان کتنے دلکش پیرائے میں بیان کی تھی۔ جس گلستان رسول عربیؐ کے خوشبوؤں بھرے تروتازہ گلاب حضور قبلہ عالم فخر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ ہیں۔ قارئین کرام کے ذوق وشوق کے لئے فرزدق شاعر کا مکمل قصیدہ ترجمہ کے ساتھ تحریر کر رہا ہوں۔

هٰذَا الَّذِیْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَہ وَالْبَیْتُ یَعْرِفُہٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ

یہ وہ شخص ہے جس کے نشان قدم کو اہل حرم پہچانتے ہیں

خانہ کعبہ وہ حل و حرم اسے جانتے ہیں

هٰذَا ابْنُ خَیْرِ الْعِبَادِ کُلِّهِمُ ھذا التقی النقی الطاھر العلم

یہ خدا کے بندوں میں سے بہترین بندے کا فرزند ہے

سب سے زیادہ متقی، پاک وصاف اور بے داغ نشان والا ہے

هٰذَا ابْنُ فَاطِمَةُ الزَّهْرَان کُنْتَ جَاهِله بِجَدِّهٖ اَنْبِیَاءُ اللّٰهِ قَدْ خُتِمُ

اگر تو نہیں جانتا تو سن یہ فاطمہ زہرا کے جگر گوشہ ہیں

ان کے نانا پر اللہ نے نبیوں کا سلسلہ ختم فرمایا ہے

یُبْنُ نُوْرَ الدُّجٰی عَنْ نُوْرِ طَلْعَتِهٖ کَالشَّمْسِ یَنْجَابُ عَنْ اِشْرَاقِهَا الظُّلَمُ

ان کی منور پیشانی سے نور ہدایت اس طرح جلوہ فگن ہے

جیسے آفتاب کی روشنی سے تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں

یُغْضِیْ حَیَاءً وَیُغْضِیْ مَهَابَۃً فَمَا یُکَلِّمُ اِلَّا حِیْنَ یَبْتَسِمُ

یہ اپنی آنکھیں حیاء سے نیچی رکھیں اور لوگ ہیبت سے انکی طرف

آنکھیں اونچی نہیں کرسکتے اور جب یہ بات کریں تو منہ سے پھول جھڑیں

اِذَا رَأَتْهُ قُرَیْشٌ قَالَ قَائِلُهَا اِلٰی مَکَارِمِ هٰذَا یَنْتَهِی الْکَرَمُ

جب کوئی قریش انہیں دیکھتا ہے تو وہ بول اٹھتا ہے

کہ ان پر تمام خوبیاں تمام ہوچکی ہیں

یَنْمِیْ اِلٰی ذُرْوَةِ الْعِزِّ الَّتِیْ قَصُرَتْ عَنْ نَیْلِهَا عَرَبُ الْاِسْلَامِ وَالْعَجَمِ

یہ عزت و منزلت کی ایسی بلندی پر فائز ہیں

کہ عرب وعجم کا کوئی مسلمان ان سے ہمسری نہیں کرسکتا

مَنْ جَدُّهٗ دَانَ فَضْلُ الْاَنْبِیَاءِ لَهٗ وَفَضْلُ اُمَّتِهٖ دَانَتْ لَهُ الْاُمَمُ

ان کے نانا تمام نبیوں سے افضل اور ان کی امت تمام

امتوں سے افضل ہے اور تو بھی ان کی امت کا ایک فرد ہے

يَكَادُ يُمْسِكُهُ عِرْفَانَ رَاحَتِهِ رُكْنُ الْحَطِيمِ إِذَا مَا جَاءَ يَسْتَلِمُ

جب حجر اسود کو بوسہ دینے قریب ہوں تو ممکن ہے وہ ان کی
انگلیوں کی راحت پہچان کر انہیں تھام لے

فِي كَفِّهِ خَيْزُرَانٌ رِيحُهُ عَبِقٌ مِنْ كَفِّ أَرْوَعَ فِي عِرْنِينِهِ شَمَمُ

ان کے دست مبارک میں چھڑی ہے جس کی خوشبو دلنواز ہے
ان کی ہتھیلی کی خوشبو ہر طرف پھیل رہی ہے

سَهْلُ الْخَلِيقَةِ لَا يُخْشَى بَوَادِرُهُ يَزِينُهُ اثْنَانِ حُسْنُ الْخُلْقِ وَالشِّيَمُ

یہ نرم خو ہیں خنگی و غصہ کا ان سے کوئی اندیشہ نہیں
یہ اپنی دو خوبیوں سے یعنی حسن اخلاق اور پاکیزہ خصلت سے آراستہ ہیں

مُشْتَقَّةٌ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ نَبْعَتُهُ طَابَتْ عَنَاصِرُهُ وَالْخِيمُ وَالشِّيَمُ

ان کے اوصاف حمیدہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہیں
ان کے عناصر اور ان کی خو، بو پاکیزہ ہے

فَلَيْسَ قَوْلُكَ مَنْ هٰذَا بِضَائِرِهِ العرب تعرف من انكرت والعجم

اے ہشام! تیرا انکار کرنا انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا
انہیں تو عرب و عجم سب پہچانتے ہیں

كِلْتَا يَدَيْهِ غِيَاثٌ عَمَّ نَفْعُهُمَا تَسْتَوْكِفَانِ وَلَا يَعْرُوهُمَا الْعَدَمُ

ان کے دونوں ہاتھ ایسے ہیں جن کا فیض بارش کی مانند ہے
ان کی بخشش ہر وقت جاری ہے حتیٰ کہ تنگدستی میں بھی ختم نہیں ہوتی

عَمَّ الْبَرِيَّةَ بِالْإِحْسَانِ فَانْقَشَعَتْ عَنْهَا الْغَيَابَةُ وَالْإِمْلَاقُ وَالظُّلَمُ

خدا کی تمام مخلوق پر ان کا احسان عام ہے
جس سے گمراہی، تنگدستی اور ظلم وزیادتی پراگندہ ہو کر رہ گئے ہیں

لَا يَسْتَطِيعُ جَوَادٌ بُعْدَ غَايَتِهِمْ وَلَا يُدَانِيهِمْ قَوْمٌ وَإِنْ كَرُمُوا

کسی سخی کی سخاوت ان کی بخشش کی حد تک نہیں پہنچ سکتی اور کوئی
قوم ان کے برابر نہیں پہنچ سکتی اگرچہ شمار میں کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو

هُمُ الْغُوثُ اِذَا مَا اَزمَۃٌ اَزَمَتْ ۔۔۔ وَالْاُسْدُ اُسْدُ الشَّرٰی وَالنَّاسُ مُحْتَدِمٗ

یہ حضرات قحط سالی کے زمانہ میں بارش کی مانند سیراب کرتے ہیں

یہ شیر ببر ہیں جب کہ لوگ جنگ کی بھٹی میں جل رہے ہیں

مِنْ مَعْشَرٍ حُبُّهُمْ دِیْنٌ وَبُغْضُهُمْ ۔۔۔ کُفْرٌ وَقُرْبُهُمْ مَنْجًا وَمُعْتَصَمٗ

یہ اس گروہ سے ہیں جن سے محبت کرنا دین اور ان سے بغض رکھنا

کفر اور ان سے وابستہ رہنا نجات اور پناہ دینے والا ہے

اِنْ عُدَّ اَهْلُ التُّقٰی کَانُوْا اَئِمَّتَهُمْ ۔۔۔ وَقِیْلَ مَنْ خَیْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ قِیْلَ هُمٗ

اگر تمام اہل تقوی کو جمع کیا جائے تو یہ ان سب کے امام ہوں گے اگر اہل

زمین سے اچھے لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے تو سب کہیں گے کہ یہی ہیں

سِیَّانِ ذٰلِکَ اِنْ اَثْرَوْا وَاِنْ عَدِمُوْا ۔۔۔ لَا یَنْقُصُ الْعُسْرُ بَسْطًا مِنْ اَکُفِّهِمٗ

ان کے لیے تو نگری و مفلسی دونوں برابر ہیں

تنگدستی ان کے ہاتھوں کی فراخی کو کم نہیں کرتی

اَللّٰهُ فَضَّلَهٗ کَرَمًا وَشَرَّفَهٗ ۔۔۔ جَرٰی بِذٰلِکَ لَهٗ فِی اللَّوْحِ وَالْقَلَمٗ

اللہ نے انہیں فضیلت دی اور ان کو شرافت و بزرگی سے نوازا

اور لوح و قلم میں ان کے لئے یہی حکم نافذ ہو چکا ہے

مُقَدَّمٌ بَعْدَ ذِکْرِ اللّٰهِ ذِکْرُهُمْ ۔۔۔ فِیْ کُلِّ بَدْءٍ وَمَخْتُوْمٌ بِهِ الْکَلِمٗ

ان کا ذکر، ذکرِ خدا کے بعد مقدم ہے

ہر میدان میں ان کے کلمات ثبت ہیں

اَیُّ الْقَبَائِلِ لَیْسَتْ فِیْ رِقَابِهِمْ ۔۔۔ لِاَوَّلِیَّةِ هٰذَا اَوْلَهُ نِعَمٗ

وہ کونسا قبیلہ ہے جن کی گردنوں پر ان کا اور ان کے

آباو اجداد کے احسان کا بوجھ نہیں ہے

مَنْ یَعْرِفِ اللّٰهَ یَعْرِفْ اَوَّلِیَّتَهٗ ۔۔۔ وَالدِّیْنُ مِنْ بَیْتِ هٰذَا نَالَهُ الْاُمَمٗ

جسے خدا کی معرفت ہے وہ ان کی برتری کو پہچانتا ہے

چونکہ ان کے گھر سے دین ساری امت کو پہنچا ہے

سیرت فخر ملت لکھنے کے لئے حضور ظفر الملت مدظلہ العالی کے حکم سے حضور فخر ملت کے وصال کے بعد مواد جس میں حضور والا کی کرامات، حالات آپ کی رحلت پر تاثرات جمع کرنے کا کام ۲۰۱۲ء میں شروع ہو چکا تھا۔ اکتوبر ۲۰۱۳ء میں حضور ظفر الملت مدظلہ العالی کے حکم سے آپ کے زیر نگرانی سیرت وسوانح عمری حضور فخر ملت لکھنے کا میں نے آغاز کیا۔ اگر چہ یہ ایک مشکل اور کٹھن مرحلہ تھا لیکن حضور فخر ملت کے فیضان نظر اور جانشین فخر ملت و جانشین امیر ملت حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی کی قدم قدم پر راہنمائی میرے لئے چراغ راہ بھی تھی اور نشان منزل بھی تھی۔

میں یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ اگر حضور ظفر الملت سیرت فخر ملت کے لکھنے میں میری راہنمائی وحوصلہ افزائی نہ کرتے تو یہ کام ممکن نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ حضور امیر ملت محدث علی پوری اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق حضور ظفر الملت زیدہ مجدہ اور آپ کے جملہ شہزادگان حضرت پیر سید نور حسین شاہ صاحب، حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب، حضرت پیر سید رافع حسن شاہ کو خیر و عافیت اور خوشیوں کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین

دیا جن کے صدقے میں سب کچھ الٰہی
تیرا فضل ان پر سدا مانگتے ہیں
اور قیامت تک ان کا ہو بول بالا
صبح و مسا یہ دعا مانگتے ہیں

مجھے عالم اسلام کے عظیم سکالر و داعی اسلام حضور فخر ملت کے ساتھ ۱۸ سال تک بطور سٹیج سیکرٹری فرائض انجام دینے کی سعادت حاصل رہی۔ حضور فخر ملت کی شفقت و راہنمائی اور دعائیں ہمیشہ میرے شامل حال رہیں۔ اور آج بھی آپ کی نوازشات وکرم اور فیوضات کا سلسلہ جاری ہے۔ مجھے ذاتی طور پر آپ کے ہمراہ سینکڑوں محافل میں شرکت کا موقع ملا۔ عرس مبارک کی تقریبات جو علی پور سیداں شریف میں منعقد ہوتی تھیں ان میں بطور سٹیج سیکرٹری میں نے ۱۹۹۴ء سے لے کر ۲۰۱۲ء تک حضور والا کے استقبال سے لے کر جلسوں کے اختتام تک فرائض انجام دیئے۔ زیر نظر کتاب کے لکھنے میں یہ ساری معلومات اور مشاہدات معاون ثابت ہوئے۔

سیرت فخر ملت کے تحریر کرنے میں بیشار لوگوں نے میری راہنمائی کی اور حضور والا کے متعلق معلومات فراہم کیں۔ خاندان امیر ملت میں سے خلیفہ فخر ملت، فخر السادات، سچائی و اخلاص کے پیکر، مجسمہ عجز و انکساری، حضرت الحاج پیر سید اعجاز حسین شاہ مدظلہ العالی نے ہمیشہ میری حوصلہ افزائی ورہنمائی فرمائی آپ نے ہمیشہ میرے محسن وراہنما کا کردار اداء کیا۔

دورِ حاضر کی رابعہ بصری سیدہ عالمہ، پیکر رحمت وبرکت و مجسمہ نورانیت حضرت آپا جی صوفیاء دامت برکاتہم العالیہ اور سیدہ آپا جی طاہرہ بی بی دامت برکاتہم العالیہ ان دونوں ہستیوں نے حضور فخر ملت کی پیدائش اور بچپن کے واقعات ارسال کیے میں ان کا مشکور ہوں۔ مدرس مدرسہ نقشبندیہ، جماعتیہ محترم قاری افتخار احمد صاحب نے کتاب کے لکھنے میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آستانہ عالیہ ساہو چک شریف کے زیب سجادہ خلیفہ فخر ملت محترم علامہ صاحبزادہ پیر عرفان الٰہی قادری صاحب نے مجھے ہر موقع پر راہنمائی وشفقت کا اظہار فرمایا میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کا مشکور ہوں۔ حضور قبلہ فخر ملت کے بچپن کے ساتھی اور کلاس فیلو حافظ عبدالمجید صاحب نے حضور والا کے زمانہ طالب علمی کے بارے معلومات فراہم کیں۔ اللہ تعالی انہیں جزائے خیر عطا کرے۔

چک ۵ جنوبی بھلوال، ضلع سرگودہا سے محترم حاجی محمود اختر جماعتی، حاجی حسن جماعتی اور عتیق حسین جماعتی تینوں بھائیوں کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ کتاب کی کمپوزنگ میں ان کا ساتھ رہا۔ محمد ظریف شاد، راجہ محمد فیصل جماعتی نے بھی کتاب کی کمپوزنگ اور درستگی میں فرائض انجام دیئے۔ حاجی محمد اکرم جماعتی، محمد عثمان جماعتی نے بھی بھلوال میں میرا ساتھ دیا۔

جہلم سے خلیفہ فخر ملت حضرت پیر سید ذاکر حسین شاہ جماعتی، حضرت علامہ محمد عمیر حمید صاحب فاضل بھیرہ شریف اور حضرت علامہ محمد سرفراز نقشبندی صاحب زوہیب آصف کیانی صاحب کا مشکور ہوں۔ کہ انہوں نے کتاب میں موجود قرآنی آیات وعربی عبارات پر اعراب لگانے اور کتاب کی کمپوزنگ کا اہم فریضہ انجام دیا۔

کراچی سے محترم سید کاشف حسین شاہ صاحب اور خواجہ فخر الحسن ندیم بھائی نے حضور والا کے کراچی کے دورہ جات کی تفصیلات فراہم کیں۔ لاہور سے خلیفہ فخر ملت محترم میجر (ر) پیر سید سجاد حسین گیلانی جماعتی، سید حماد حسین گیلانی جماعتی کا مشکور ہوں کہ انہوں نے حضور قبلہ فخر

ملت کی تقاریر کو تحریر کی شکل میں تبدیل کیا۔ لاہور سے ہی سجادہ نشین کا ہنہ شریف وخلیفہ فخر ملت حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ اور ان کے صاحبزادے سید نعمان حسین شاہ صاحب نے معلومات فراہم کیں۔ ان دوہستیوں کا بھی شکر گزار ہوں۔ آخر پر میں حضور فخر ملت کی نگاہ کرم کا طلبگا ہوں اپنے اپنی زوجہ اپنے والدین بیٹے محمد حسان انور اور بیٹی حرم فاطمہ کے لئے جنہوں نے کتاب کے لکھنے میں ایثار وقربانی کا مظاہرہ کیا اور مجھے سہولیات فراہم کیں۔

اللہ تعالی میری اس کاوش کو قبول فرمائے جو میں نے اللہ کے کامل ولی، حضور فخر ملت کی سیرت وسوانح عمری تحریر کرنے میں کی اور جملہ افراد جنہوں نے میری معاونت کی ان کی صحت اور لمبی عمر کے لئے دعا گوں ہوں۔ اللہ تعالی حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین کے تصدق خاندان امیر ملت محدث علی پوری خاندان حضور قبلہ فخر ملت کو شاد و آباد رکھے اور ان کے فیوضات عالیہ سے مخلوق خدا فیض یاب ہوتی رہے۔ حضور فخر ملت کے جملہ مریدین ومتوسلین اور چاہنے والوں کے لئے بھی دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی ان تمام کو حضور فخر ملت کے تصدق خیر وبرکت عطا فرمائے۔

سیرت فخر ملت لکھنے کا آغاز میں نے ۲۰ اکتوبر ۲۰۱۳ء کو کیا۔ جو آج ۱۵ مارچ ۲۰۱۴ء کو کتاب کا مقدمہ لکھنے کے ساتھ مکمل ہوا۔

خاکپائے فخر ملت سیکرٹری فخر ملت

احقر العباد پروفیسر محمد انور جماعتی ایم۔ اے۔ ایم ایڈ

تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا

۱۵ مارچ ۲۰۱۴ء بمطابق ۱۳ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ

حرفِ گفتنی

اہل اللہ کے تذکارِ جلیلہ وجمیلہ قلب وروح کو جلا بخشتے ہیں۔اور بالخصوص وہ لوگ جن کی صفات کتاب مبین میں اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ ○ کے خوبصورت اوردلآویز مضمون کے ساتھ موجود ہیں۔اور جن کے لیل ونہار وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا کے مصداق ہیں۔جن کو لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ کا مژدہ جانفزا سنایا گیا ہے اور جن کو پیغامِ اجل بھی یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ○ جیسے عالمگیر فرمان کے تحت سنا کر وُجُوْهٌ یَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ○ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ○ جیسا انعام بھی عطا فرمایا جاتا ہے۔انہی پارسا و پاکباز نفوسِ قدسیہ میں حضور شیخ الاسلام والمسلمین پیکر حلم ووفا فخر ملت حضرت قبلہ خواجہ حافظ پیر سید محمد افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ہوتا ہے۔"سیرتِ فخر ملت" وہ کتاب مستطاب ہے کہ جس کے اندر قبلہ پیر صاحب کی سوانح حیات کے تمام تر پہلو عیاں کیئے گئے ہیں۔جو کہ عوام وخواص اور بالخصوص علماء وصوفیاء کیلئے مشعلِ راہ ہیں۔حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی کامل ہیں کہ جنہوں نے ۴۲ سال کا طویل عرصہ مسندِ امیر ملت پہ جلوہ فگن ہو کر امت مصطفوی کی خدمات سرانجام پائیں۔جسکی مثال آج کے اس مادیت، پُر آشوب اور پُر فتن دور میں ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔چونکہ آپ کی حیات طیبہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کی مصداق تھی جو کہ آپ اکثر سنایا کرتے تھے۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

کتاب ھذا کے مصنف جناب پروفیسر محمد انور جماعتی صاحب نے بڑی محنت کے ساتھ خوبصورت الفاظ کا چناؤ کر کے اس کو مکمل کیا ہے۔اور بالخصوص تصوف وروحانیت کے پہلو کو قرآن وسنت کی روشنی میں اُجاگر کیا ہے۔جو کہ عوام اہلسنت اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کیلئے زادِ راہِ حقیقت ومعرفت کی حیثیت رکھتے ہیں۔دُعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو

فیضانِ امیر ملت و فخر ملت رحمۃ اللہ علیہما سے مستفیض فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰاهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلٰهَا ۝

ترجمہ:۔ "الٰہی میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اس کو پاک کر تو بہترین پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا مالک اور مددگار ہے"۔ آمین!

تراب اقدام الاولیاء
عرفان الٰہی قادری عفی اللہ تعالیٰ عنہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ ساہو چک شریف ضلع سیالکوٹ
چیف ایڈیٹر و موسس ماہنامہ مناط الاسلام سیالکوٹ
۱۵/ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۵/ مارچ ۲۰۱۶ء
بروز جمعۃ المبارک بوقت قبل از نماز مغرب

باب اول

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد کثیر الصفات و السماء وعلیٰ اله الطیبین و اصحاب الکرام و بارك وسلم۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهك المنیر لقد نور القمر
لایمکن الثناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توهی قصه مختصر

ترجمہ:۔اے پیکر حسن اور سرتاج انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً (چودھویں کا) چاند آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نور افشاں چہرے سے روشن ہوا۔ ہے۔(پوری انسانیت بھی ایک زبان ہو کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف وکمالات بیان کر پائے؟ یہ ممکن ہی نہیں۔اس (بے پناہ) داستان کو یوں مختصر بیان کرتا ہوں کہ خدا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات بزرگ و برتر ہے۔حضرت شمس الدین محمد حافظ شیرازی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں۔جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔جس نے ہمیں بے شمار اور بے حساب نعمتیں بخشی ہیں۔پانی کی بوند سے لیکر ۹ ماہ تک شکم مادر میں اُسکی نعمتوں ہی نے ہمیں نوازے رکھا۔حرارت برورت ورطوبت غذائیت اور ماہیت کی رسد برابر پہنچتی رہی۔آکسیجن بھی حمد حیات اور مفرح ذات بنی رہی۔پھر اس کلی نے ثمہ انشانہ خلقاً آخر کا پھول بن کر فتبرك الله احسن الخالقین کی خوشبو سے دنیا کو مہکا دیا۔ہاتھ پاؤں، ناک، کان، آنکھیں دل ودماغ تمام اعضاء اختیار عقل شعور ذہن وخیال تصور، ارادہ نطق صحت حفاظت گویا کہ بے شمار ضروریات زندگی ہر سانس کے بعد دوسری سانس کی عطا یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔و ان تعد و نعمت الله لا تحصوها۔(پارہ ۱۳ ع ۱۷)

ترجمہ:۔اگر خدا کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کو پورا گن نہ سکو۔

خدائے لم یزل کی ان گنت بخششوں، احسانوں، رحمتوں، رافتوں، کرموں اور عطاؤں میں سب سے بڑی نعمت سب سے بڑا احسان سب سے بڑی بخشش سے بڑی رحمت سب سے بڑا کرم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت ہے۔اسوہ خیر الانام کے نور میں گامزن ہوتا ہے

تیرے جلوؤں سے چراغاں کا سماں رہتا ہے
جگمگا اٹھتی ہے یہ منزل ویراں ہر شب
تیری سانسوں کی مہک جس میں بسی رہتی ہے
ان ہواؤں سے مہکتا ہے شبستاں ہر شب

حقیقت محمدیہ نور ذاتی ہے

سب کچھ ملا جو مجھ کو تیرا نقش پا ملا منزل ملی مراد ملی مدعا ملا

حضرت شیخ صاوی حضرت شیخ ابوالحسن الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی صلاۃ النور الذاتی کی شرح میں فرماتے ہیں: اللهم صلی علیٰ وسلم وبارك علی سیدنا محمد ن النور الذاتی ای نار ذات الله ای الذی خلقه الله تعالیٰ بلا مادة لانه صلی الله علیه وسلم مفتاح الوجود و مادة بکل موجود یعنی اے اللہ درود وسلام اور برکت نازل فرما ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نور ذاتی ہیں۔ یعنی جو اللہ کی ذات کے نور ہیں۔ یعنی جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر مادہ کے پیدا کیا ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مفتاح وجود اور ہر موجود کے مادہ ہیں۔

نور ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بغیر واسطہ کے اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلی سے ظاہر ہوا۔ (واللہ اعلم) (البینات شرح مکتوبات شریف)

حضور سرور کائنات آقائے نامدار سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نور ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انوار و تجلیات الٰہی کا حقیقی مظہر ہیں۔ بقول شاعر

سر سے لیکر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
اور گفتگو سرکار کی قرآن کی تفسیر ہے
رخ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر یہ کہتی تھی دنیا
کہ وہ مصور کیسا ہو گا جس کی یہ تصویر ہے

حبیب خدا کے فضائل محاسن کا جمع کرنا انسانی طاقت سے بالاتر ہے۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ذات مجتمع کمالات کی تعریف وتوصیف میں زبان کو ناطق کرنا اور پھر کما حقہ، اس کی ذات لامحدود اور صفات لامتناہیہ پر حاوی ہونا مطابق قرآن شریف بشری طاقت سے بالاتر ہے۔ تو بھلا اس کے محبوب کی شان میں زبان کو گویا کر کے یہ کس طرح ممکن ہے

کہ اس کی مدح سرائی کا حق کما حقہ ادا کریں گے۔ کیونکہ وہ احکم الحاکمین کا حبیب اور اوصاف جمیلہ موصوف اور اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی (حدیث) ترجمہ:۔ "اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا"۔ سے مزین اور بعد از خدا بزرگ تو ہی قصہ مختصر، سے ملقب اور ہم جو کہ سیئات وخطیات کا نمونہ۔ ہمارے علوم ناقص، ہماری ہمتیں قاصر اور علم فانی اور ہم فانی، کس طرح اس فرض کو ادا کر سکتے ہیں۔ غرضیکہ رسول خدا ﷺ کی تعریف وتوصیف لکھنے کیلئے دنیا کے سمندر سیاہی بن جائیں۔ اور درخت قلموں کا کام دیں۔ زمین و آسمان سے قرطاس کا کام لیا جائے۔ جن وانسان اور ملائکہ کاتب مقرر کیے جائیں۔ تو پھر بھی مدح وثنائی تکمیل کو نہیں پہنچتی۔ فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ حَدٌّ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٍ۔ (بوصیری) ترجمہ:۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی بزرگی کی کوئی حد ونہایت نہیں ہے، جس کو بولنے والا بیان کر سکے۔ حبیب خدا کے فضائل ومحاسن کا جمع کرنا انسانی طاقت سے کیوں بالاتر نہ ہو جبکہ آپ ﷺ سید الاولین و الآخرین، روح الموجودات، صاحب لواء اور ازل میں نبی ہونے کا علم قدرت کی طرف سے حاصل کیے ہوئے ہیں۔ اور تمام پیغمبران خدا کو جو کچھ خداوند جل جلالہٗ سے مرتبے اور درجے عنایت ہوئے ہیں۔ سب انہی کے ذریعے ملے ہیں۔ اور ان سے جس قدر مصائب وتکالیف رفع ہوئی ہیں سب انہی کے وسیلہ سے، اور ان کو جو کچھ انعامات وخطبات بارگاہ ایزدی سے میسر ہوئے ہیں اور ہوں گے وہ سب میرے مولا محبوب خدا ﷺ کے طفیل ہیں۔ غرض جدھر نظر دقیق سے کام لیکر دیکھو اسی ذات کے انوار و برکات، محاسن وفضائل، اخلاق وخصائل نظر آرہے ہیں۔ یہاں تک کہ شمس وقمر، وحوش وطیور آپ کے تابع اور ان کی ہستی آپ کے نور کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ احجار واشجار، ارض وسماں آپ کے زیر فرمان اور ان کی ہستی آنحضرت ﷺ کے طفیل ہے۔

تین ہزار سے زائد معجزات کا ظہور

معجزات کی کمی بیشی کو اگر افضلیت رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ السلام کا معیار قرار دیا جائے تو اس صورت میں بھی محبوب خدا ﷺ تمام رسل عظام سے فوقیت لے جائیں گے۔ کیونکہ انبیاء کرام کے پاس جو معجزات ان کی رسالت کو واجب کرتے تھے۔ اور یقین دلاتے تھے کہ واقعی یہ خدا کی طرف سے سچے نبی ہیں، وہ آنحضرت کے معجزات کی نسبت بہت کم ہیں۔ اور محبوب خدا مقبول الٰہی حضرت محمد ﷺ سے خدا تعالیٰ نے تین ہزار سے زائد معجزات ظاہر کیے تھے۔ بعض تو

قدرت کے متعلق تھے جیسے آنحضرت ﷺ نے خلق کثیر کو طعام قلیل سے سیر کر دیا۔ اور آب قلیل سے لشکروں کی پیاس بجھادی۔ اور ذخیرہ کیلئے پانی جمع کر لیا گیا۔ اور بعض علم کے متعلق تھے جیسے آپ ﷺ نے زمانہ ماضی اور مستقبل کی خبریں ظاہر کیں۔ جو ہو بہو اپنے وقت پر پوری ہو رہی ہیں۔ اور قیامت تک پوری ہوتی رہیں گی۔ اور فصاحتِ قرآن و بلاغت فرقان کو مخالفین کے سامنے پیش کیا کہ اس جیسی کم از کم تین آیات ہی تیار کر کے لے آؤ۔ لیکن سب باوجود دعویٰ فصاحت و بلاغت و شعر خوانی، تین آیات لانے سے عاجز رہے۔ اور قیامت تک مخالفین عاجز و قاصر رہیں گے۔ اور بعض آنحضرت ﷺ کی ذات کے متعلق تھے۔ جس طرح شجاعت، خلق، حلم، وفا، فصاحت، سخاوت، شرافت و نسب وغیرہ۔

وہ پتھر مارنے والوں کو دیتے ہیں دعا اکثر
کوئی لاؤ مثال ایسی شرافت ہو تو ایسی ہو

خالق دو جہاں نے آپ ﷺ کی عمر کی قسم کھائی ہے۔

مولیٰ کریم خالق دو جہاں نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی شان کا اظہار اور فضیلت و بزرگی کا علم اس طرح بھی بلند کیا ہے کہ آپ ﷺ کی حیات و عمر کی قسم کھائی ہے۔ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۷۲) ترجمہ: اے محبوب: تمہاری جان کی قسم! بے شک یہ لوگ اپنے نشہ میں بھک رہے ہیں۔

اہل تفسیر کا اتفاق ہے کہ اس سے بڑھ کر آنحضرت کی شرافت و عظمت کیا ہوگی کہ خداوند عالم آپ ﷺ کی مدت حیات کی قسم کھا رہا ہے۔

علامہ ابوالجوزہ لکھتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے کسی کی مدت حیات کی قسم نہیں کھائی۔ مگر اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کیونکہ آپ ﷺ تمام مخلوق سے افضل و اکرم ہیں۔ اور کوئی بھی خلق و بشر فضائل و مراتب میں آپ ﷺ کے مساوی نہیں۔ قرآن پاک کے مطابق امم سابقہ رسل کرام کو ان کے نام لیکر پکارتی تھیں۔ لیکن ہمارے نبی ﷺ کی شرافت و منزلت ظاہر کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے وحی نازل فرما کر سب اہل اسلام کو تنبیہ کی کہ "خبردار! میرے پیارے حبیب ﷺ کا اسم مبارک اس طرح بے ادبی کے ساتھ نہ لیا کرو۔ جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کا نام لیکر پکارتے ہو"۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (سورۃ نور ۶۳) ترجمہ: رسول

کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ یہ فضیلت و شرافت سب حضرات انبیائے کرام علیہ السلام میں سے صرف آپ ﷺ ہی کی ذات سے مختص ہے۔ اور اپنے پیارے نبی ﷺ کے حق میں بہت سی قسمیں کھانے کے بعد تاکید کے ساتھ فرمایا: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔

ترجمہ:۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔

بے مثال حلم اور عفو کے حامل

حضرت رسول مقبول ﷺ حلم اور عفو کے اعتبار سے بھی سب حضرات انبیاء پر فائق تھے۔ کیونکہ انبیائے کرام ﷺ علیہ السلام کو جب کفار نے مختلف قسم کی تکلیفیں پہنچائیں تو انہوں نے بارگاہ ایزدی میں درخواست کی اور ان کا قلع قمع کرا دیا۔ لیکن ہمارے پیارے رسول ﷺ ایسے شفیق، ایسے حلیم، ایسے صابر تھے کہ کفار سے ہزاروں درد و رنج سہنے کے باوجود آپ ﷺ کی پاک روح نے گوارا نہ کیا کہ کسی کے حق میں دعاء ہلاکت کر کے عذاب الٰہی کی تمنا کریں۔ بلکہ جب بھی کفار پر بددعا کرنے کا ذکر آتا یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت ﷺ کو عذاب نازل ہونے کیلئے سفارش کرتے یا خدا تعالیٰ کی طرف سے ملائکہ جب بھی خدمت میں حاضر ہو کر کفار کو تکلیف دینے کی اجازت طلب کرتے تو آپ ﷺ بجائے دعا کرنے کے ان کے حق میں ہدایت کے طالب ہوتے اور ان کی گوناگوں تکالیف پر صبر و شکر بجا لاتے تھے۔ مروی ہے کہ جنگ احد کے دن جب آنحضرت ﷺ کے دانت مبارک شہید کر کے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک کفار نے زخمی کیا تو صحابہ کرام کو سخت ناگوار گزرا اور حضرت محمد ﷺ کی خدمت اقدس میں کفار پر بددعا کرنے کی نسبت عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس لیے نہیں آیا کہ لوگوں پر بددعا کر کے ان کو تکلیف پہنچاؤں۔ بلکہ میرا منصب تو یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اور جس طرح ہو سکے اُن کو راہ راست پر لاؤں۔ اس لیے میں بجائے بددعا کرنے کے یہ کہتا ہوں کہ "اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے۔ کیونکہ یہ میرے مرتبے کو نہیں جانتے"۔

حضرت رسول اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگ کر صرف یہی ظاہر نہیں کیا کہ یہ قابل معافی ہیں بلکہ سبب شفقت بھی معبود دربار میں ظاہر کر کے ان کی طرف سے یہ عذر پیش کر دیا کہ یہ میری قدر نہیں پہچانتے۔ اور میرے منصب سے جاہل ہونے کے باعث ان حرکات ناشائستہ کے

مرتکب ہو رہے ہیں۔ تو ان کو راہ مستقیم دکھاتا کہ میری قدر پہچانیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک سے تمام قوم مسلمان ہو گئی

ایک دفعہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ایک الگ درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہو کر قیلولہ میں مصروف تھے۔ غورث بن حارث نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علیحدہ پا کر آپ کو تکلیف پہنچانے کا موقع پایا۔ تلوار تان کر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر کھڑا ہو گیا۔ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک چونکہ ہر وقت بیدار رہتا تھا، دیکھا تو ایک مخالف سر پر ننگی تلوار لیے کہہ رہا ہے مَنْ یَمْنَعُکَ مِنِّیْ ترجمہ:۔ مجھ سے آپ کو کون بچا سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ! نام خدا سنتے ہی اس کے ہاتھ سے تلوار گر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں آئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ یَمْنَعُکَ مِنِّیْ؟ ترجمہ:۔ مجھ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذات حلیم و شفیق، کریم، محسن اور معاف کنندہ ہے۔ جس طرح ارادہ ہو میرے ساتھ سلوک کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا قصور معاف کر دیا۔ وہ رہائی پا کر اپنی قوم کے پاس پہنچا۔ اور جاتے ہی یہ سنایا کہ میں تمہارے پاس ایسے شخص کے دربار سے واپس آیا ہوں جو خیر الناس اکرم الاولین والآخرین سید الرسل سے موصوف ہے۔ اس کے کہنے پر اس کی تمام قوم مسلمان ہو گئی۔ اور ہمیشہ کیلئے عذاب الٰہی سے رہائی پا گئی۔

میٹھا میٹھا ہے میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام

علامہ نور الدین حلبی انسان العیون میں لکھتے ہیں کہ بعض حفاظ حدیث نے بھی اس کو قریب الصحۃ کہا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے ہاں لڑکا پیدا ہو وہ اگر میری محبت کے باعث اور میرے نام سے تبرک حاصل کرنے کی غرض سے لڑکے کا نام محمد رکھے تو دونوں باپ بیٹا جنت میں داخل ہوں گے۔ علامہ قاضی عیاض شفاء شریف میں شریح بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ خداوند عالم سے فرشتوں کی ایک جماعت کیلئے یہ عبادت مقرر ہوئی کہ جن گھروں میں اسم احمد یا محمد کا کوئی مسمی ہو ان کی شب و روز حفاظت کرو۔ چنانچہ وہ سیر کرتے رہتے ہیں اور اپنی ڈیوٹی پر برابر کمر بستہ ہیں۔ حضرت جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن پکارنے والا پکارے گا کہ جس مسلمان کا نام محمد ہے وہ جنت میں اس نام کی عزت و حرمت کے باعث داخل ہو جائے۔ علامہ اسمٰعیل حقی روح البیان لکھتے ہیں کہ جس شخص

کی عورت حاملہ ہو اور اگر وہ یہ نیت کرے کہ میں اس بچے کا نام محمد رکھوں گا اللہ تعالیٰ اس شخص کو لڑکا ہی عطا فرماتا ہے۔ اور روح البیان میں یہ بھی لکھا کہ جس کی اولاد زندہ نہ رہتی ہو وہ اگر یہ نیت کر لے کہ پیدا ہونے والے بچے کا محمد رکھوں گا تو وہ لڑکا صحیح وسالم زندہ رہتا ہے

میٹھا میٹھا ہے میرے محمد ﷺ کا نام
ان پہ لاکھوں کروڑوں درود و سلام

لطافت جسمی وطہارت ظاہری

خداوند تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو باعتبار لطافت جسمی وطہارت ظاہری کے بھی تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت عنایت فرمائی تھی۔ قاضی عیاض اپنی معرکۃ الآراء کتاب شفاء شریف میں حضرت انس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمر بھر کوئی عنبر یا کستوری نہیں سونگھی جو آنحضرت ﷺ کے پسینہ مبارک سے اطیب وانفس ہو۔ حضرت جابر بن سمرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص حبیب پاک ﷺ سے مصافحہ کرتا وہ تمام دن اپنے ہاتھوں میں حضرت رسول اکرم ﷺ کی خوشبو محسوس کرتا رہتا۔ اور اگر حضرت محمد ﷺ کسی بچہ کے سر پر اپنا دست شفقت ومحبت رکھتے تو وہ بچہ باعتبار ایک عجیب خوشبو، تمام بچوں سے ممتاز ہوتا تھا۔ اور ہر کسی کو معلوم ہو جاتا تھا کہ اس بچہ کے سر پر حبیب خدا ﷺ نے ہاتھ رکھا ہے۔ ایک دن رسول پاک ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر خواب استراحت فرما رہے تھے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ایک شیشی لے کر حضرت حبیب پاک ﷺ کا پسینہ مبارک جمع کرنے لگیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ عرض کیا میرے آقا ومولیٰ! ہم آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کو اپنی خوشبو میں ملائیں گے تو پھر وہ خوشبو دنیا کی تمام خوشبوؤں میں ہر ایک خوبی میں فوقیت لے جائے گی۔

امام بخاری نے تاریخ کبیر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب بھی راستہ میں گزرتے تھے تو آپ ﷺ کو ڈھونڈنے والے آپ ﷺ کی خوشبو پا کر ڈھونڈ لیتے تھے۔ اور جس گلی وکوچہ میں خوشبو آتی تھی معلوم ہو جاتا تھا کہ آپ ﷺ اسی گلی وکوچہ میں تشریف لے گئے ہیں۔ الغرض خدا کا حبیب ﷺ ظاہراً باطناً تمام کدورتوں اور مکروہ چیزوں سے پاک وصاف تھا۔ اور بنی آدم میں جو چیزیں باعث نفرت معلوم ہوتی ہیں اس سب سے ہمارا

سردار منزہ و مبرا تھا۔ یہ فضائل و محاسن بھی ہمارے حبیب پاک ﷺ کے ساتھ ہی مختص ہیں۔ جن سے باقی سب حضرات خالی ہیں۔

با کمال بصارت

حدودِ طائر سدرہ حضور ﷺ جانتے ہیں
کہاں ہے عرش معلی حضور ﷺ جانتے ہیں
بروز حشر شفاعت کریں گے چن چن کر
ہر اک غلام کا چہرہ حضور ﷺ جانتے ہیں

علامہ وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ میں نے اے کتابیں دیکھیں۔ ان سب میں لکھا تھا کہ حضور ﷺ ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک بلحاظ عقل تمام لوگوں سے ارفع و اعلیٰ ہیں۔ بلکہ دوسری روایت میں یہ مضمون اس طرح ہے کہ ابتدائے دنیا سے لیکر اس دنیا کے ختم ہونے تک تمام لوگوں کو خداوند تعالیٰ نے اس قدر تھوڑی عقل دی ہے کہ وہ حضرت رسول اکرم ﷺ کی عقل کے مقابلے میں ریت کے ایک ذرے کے برابر بھی نسبت نہیں رکھتی۔ یہ خصوصیت بھی ہمارے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہے کہ آپ ﷺ اندھیرے اور روشنی میں ایک جیسا دیکھتے تھے۔ اور اپنے پیچھے بھی اسی طرح اپنی نورانی آنکھوں سے دیکھتے تھے جس طرح اپنے آگے کی چیزوں کو ملاحظہ فرماتے تھے۔

عدیم المثال سخاوت

ہمارے نبی کریم ﷺ سخاوت میں اعلیٰ درجے پر ممتاز تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی زبان مبارک پر سوال سننے کے وقت کبھی بھی لفظ لا نہیں آیا۔ جب کبھی کوئی سائل آتا تو آپ ﷺ اس کے سوال کو برضا و مسرت پورا کرتے۔ اور آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر بل نہیں پڑتے تھے۔ بلکہ آپ ﷺ سائل کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے۔

بھر کے جھولی میری سرکار نے
مسکرا کر کہا اور کیا چاہیے

ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک سائل کو اس قدر بکریاں دیں کہ دو پہاڑوں کے درمیان سما

سکتی تھیں۔ وہ سائل خوش ہو کر اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اسلام لاؤ۔ کیونکہ محمد ﷺ ایسا جواد اور سخی ہے کہ اس کو فاقہ کا ہرگز ڈر نہیں۔ وہ بلا دھڑک شب و روز سخاوت ہے۔

ایسا کریم ایسا سخی اور کون ہے منگتا جو آیا مانگنے سلطاں بنا دیا

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول اکرم ﷺ سے ملاقات کیلئے جبرائیل علیہ السلام رمضان شریف میں آئے تو اس وقت آپ ﷺ تیز ہوا سے بھی زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ حضور سید دو عالم ﷺ نے اکثر و بیشتر سائلوں کو ایک ہی دفعہ سو سو اونٹ دیے تھے۔ حضرت صفوان کو تو آپ ﷺ نے تین سو اونٹ عنایت فرمائے تھے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ کے پاس نوے ہزار درہم کی کثیر رقم آئی۔ آپ ﷺ نے اسی وقت اس کو تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اپنے گھر کیلئے ایک درہم تک بھی نہ رکھا۔ حضرت عباسؓ کو ایک دفعہ فرمایا جس قدر سونا اٹھا سکتے ہو اٹھا لو۔ چنانچہ انہوں نے اٹھا لیا اور بمشکل گھر پہنچے۔

رحمۃ اللعالمین

مصطفیٰ ﷺ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

رحمت کے معنی ہیں پیار، ترس، ہمدردی، غمگساری، محبت اور خبر گیری کے۔ اور لفظ عالم کا ستعمال خدا کی ساری مخلوق کیلئے ہوتا ہے۔ عالمین اس کی جمع ہے۔ رب العالمین نے حضور ﷺ کو رحمۃ اللعالمین فرما کر یہ ظاہر کر دیا کہ جس طرح پروردگار کی الوہیت عام ہے۔ اور اس کی ربوبیت سے کوئی چیز بھی مستثنیٰ نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح کوئی چیز حضور ﷺ کی خبر گیری اور فیضان محبت اور ہمدردی سے مستثنیٰ نہیں۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ ہر نعمت تھوڑی ہو یا بہت چھوٹی ہو یا بڑی، جسمانی ہو یا روحانی، دینی ہو یا دنیاوی، ظاہری ہو یا باطنی، روز اول سے اب تک، لمحہ موجود سے قیامت تک، قیامت سے آخرت تک، اور آخرت سے ابد تک، مومن ہو یا کافر، فرمانبردار یا نافرمان، خلق یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوی اللہ میں جسے جو نعمت ملے یا ملتی ہے یا ملے گی۔ انہی کے ہاتھ پر بٹی یا بٹتی ہے۔ اور بٹے گی۔ یہی اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اعظم ہیں۔ یہی ولی نعمت عالم ہیں۔ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں:

انا قاسم واللہ معطی ترجمہ:۔ دینے والا تو اللہ ہے اور تقسیم کرنے والا میں ہوں۔
غرض خدائی نعمتوں کی تقسیم انہی کے مبارک ہاتھوں سے ہوتی ہے۔ اور بارگاہ الٰہی سے
جسے جوملتا ہے انہی کے واسطے سے ملتا ہے۔ بقول اعلیٰ حضرت بریلوی۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا — سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قامت زیبا کا سایہ نہ تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشری جسم اقدس کو ایسا لطیف و نظیف اور پاکیزہ و برگزیدہ بنایا تھا کہ اس میں کسی قسم کی عنصری اور مادی کثافت نہ تھی۔ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس مادی کثافتوں سے پاک اور سراپا نور تھا۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نور اور سراج منیر فرمایا گیا۔ حضرت ذکوان تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری ظل فی شمس و لا قمر۔
ترجمہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں نظر آتا تھا نہ چاندنی میں۔ (ترمذی فی نوادر الاصول زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰)

حضرت امام قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ و ما ذکر من انہ کان لا ظل لشخصہ فی شمس و لا قمر لانہ کان نوراً و ان الذباب کان لایقع علیٰ جسدہ و لا ثیابہ (شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۲۴۲)

ترجمہ:۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل نبوت و رسالت میں یہ بات بھی مذکور ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم انور کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے۔ اور مکھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اور لباس پر نہ بیٹھتی تھی۔

علامہ امام شہاب الدین خفاجی مصری اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک بہ سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامات وفضیلت کے زمین پر نہ ڈالا گیا۔ اور تعجب ہے کہ باوجود اس کے تمام آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے میں آرام کرتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں، بہ تحقیق قرآن کریم ناطق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور روشن ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ (نسیم الریاض) بقول احمد ندیم قاسمی۔

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں جہاں بھر میں ہے سایہ تیرا

لبِ شیریں اور دندانِ مبارک

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دندان مبارک کشادہ تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانتوں سے نور نکلتا تھا۔

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی اپنی تالیف لطیف ذکر جمیل میں رقم طراز ہیں:۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک نہایت خوبصورت اور سرخی مائل تھے۔ دندان مبارک کشادہ، روشن و تاباں تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تو دندانِ مبارک سے نور نکلتا دکھائی دیتا تھا۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے تو دیواریں روشن ہو جاتیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی جمائی نہیں آئی۔ باوجود اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک انتہائی چمکیلے اور صاف تھے پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی صفائی کا بھرپور اہتمام فرماتے۔ احادیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک کسی نماز کیلئے تشریف نہ لے جاتے جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک نہ فرما لیتے۔ اور جب بھی کہیں باہر سے گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام مسواک کرتے۔ یہ سب کچھ امت کی تعلیم کیلئے تھا۔ چنانچہ فرمایا! مسواک ہمیشہ کیا کرو کہ وہ سبب ہے منہ کی صفائی اور رب تعالیٰ کی رضا کا۔ نیز فرمایا دو رکعتیں جو مسواک کر کے پڑھی جائیں بغیر مسواک کیے ستر رکعتوں سے بہتر ہیں۔ بقول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ خصوصی نام

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ویسے تو بے شمار اسماء گرامی ہیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف شانوں اور صفات کی ترجمانی کرتے ہیں لیکن پانچ نام ایسے ہیں جن کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی طور پر ذکر کیا ہے۔ امام ترمذی نے جبیر بن مطعم کے حوالہ سے یہ حدیث پاک نقل کی ہے:: رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں، احمد ہوں، میں الماحی ہوں، یعنی اللہ میرے ذریعہ سے کفر کو مٹا دے گا میں الحاشر ہوں یعنی لوگ حشر کے دن میرے قدموں میں جمع ہونگے۔ میں العاقب ہوں یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

عیون الاثر لابن سید الناس جلد اول صفحہ ۳۱

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر نور کا مبداء

مولانا سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ خطبات کاظمی جلد سوم میں بیان کرتے ہیں

یہ درست ہے کہ نور کی کئی قسمیں ہیں۔ وہ نور بصر اور نور سمع بھی ہو سکتا ہے۔ وہ نور عقل اور نور عالم بھی ہو سکتا ہے۔ وہ نور ہدایت اور نور ایمان بھی ہو سکتا ہے۔ وہ ظاہری یا باطنی نور بھی ہو سکتا ہے۔ وہ معنوی یا حقیقی نور بھی ہو سکتا ہے۔ وہ نور حسی بھی ہو سکتا ہے اور عقلی بھی مگر چونکہ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ میں کوئی قید نہیں لگائی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور مطلق ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم و عرفان کا نور ہیں۔ تو عرش و کرسی کا نور بھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقویٰ و ہدایت کا نور ہیں تو لوح و قلم کا نور بھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام اور ایمان کا نور ہیں تو شمس و قمر کا نور بھی۔ الغرض اس عالم امکان میں ہر نور کا مبداء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ نور کا ادراک صرف نور ہی کر سکتا ہے۔

اگر آنکھ نور سے خالی تو آفتاب نصف النہار بھی دکھائی نہ دے گا۔ ملائکہ کے نور حقیقی ہونے سے کوئی انکار کر سکتا ہے۔ وہ ہمہ وقت ہمارے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کا نور ہے ہمہ وقت ہر جگہ موجود ہے۔ اس کے باوجود بے شمار جگہوں پر اندھیرا بھی ہوتا ہے۔ جب یہ اندھیرا ملائکہ بلکہ رب کے نور ہونے کے خلاف دلیل نہیں بن سکتا تو محبوب رب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کے انکار کا ثبوت کیسے بن سکتا ہے۔ جبکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ملائکہ کے نور سے زیادہ لطیف ہے۔ اس پر کلام کرنا ہمیں زیب نہیں دیتا۔

نور کی ہے خبر بس نور کو اور جانے کون بارے نور کے

رفعت شان و فضیلت

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس وجہ سے بھی سب سے افضل ہیں کہ قیامت کے دن مولیٰ کریم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود عنایت فرمائے گا۔ اور وہ مقام ایسا مقام ہے کہ تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رشک کریں گے۔ اور تمنا کریں گے کہ کاش ہمیں بھی ایسا مقام

نصیب ہو۔ کسی شاعر نے اس بات کو شعر ذیل میں یوں بیان کیا ہے:

هذا المقام الذی ما نا له احد

سوی محمد ن المبعوث بالحکم

ترجمہ:۔ مقام محمود حبیب خدا اشرف الانبیاء حضرت رسول اکرم ﷺ کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کے اوصاف و محاسن، احاطہ تحریر میں نہیں آسکتے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء نامدار متقدمین و متاخرین اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے عجز و انکسار کا اظہار کر کے اپنی تصانیف کو نامکمل چھوڑ گئے ہیں۔ سیدنا حسان بن ثابتؓ نے حضرت محمد ﷺ کی شان میں دو شعر اجمالاً کہے ہیں

واحسن منك لم ترقط عینی

واجمل منك لم تلد النسآء

خلقت مبرأ من کل عیب

کانك قد خلقت کما تشآء

آپ ﷺ سا حسین کبھی آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ اور آپ ﷺ سا جمیل کبھی کسی عورت نے فرزند نہیں جنا۔ آپ ﷺ تو تمام عیوب نقائص سے منزہ و مبراء پیدا کیے گئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی حسب منشاء پاک وصاف اخلاق حسنہ سے مزین، فضائل و محاسن سے موصوف دنیا میں ظاہر ہوئے ہیں۔

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت و شان و فضیلت کے فوائد اس طرح بیان کیے ہیں۔

☆ حضور ﷺ آگے پیچھے، اوپر اور نیچے یکساں دیکھتے تھے۔

☆ اندھیرا حضور ﷺ کیلئے حجاب نہیں ہے۔

☆ وہ اندھیرے اور روشنی میں بھی یکساں دیکھتے تھے۔

☆ حضور ﷺ ساری دنیا اور جو کچھ بھی اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو مثل کف دست ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

☆ حضور ﷺ حاظر و ناظر ہیں۔ اور ہر امتی کے ظاہری و باطنی تمام حالات حضور ﷺ کے

پیش نظر ہیں۔

☆ حضور ﷺ نے اپنے رب کو بے حجاب ان آنکھوں سے دیکھا۔

☆ عرش وفرش، جنت ودوزخ، لوح محفوظ اور اولیاء اللہ ان کے پیش نظر ہوتے ہیں۔

غرض افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ومناقب احاطہ تحریر سے بالاتر ہیں

❀❀❀❀❀❀❀❀❀

باب دوم

آباؤ اجدادِ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

شجرہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

تصنیف: الحاج پروفیسر مولانا حامد حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ

رحم اے رحیم اپنی ہی قدرت کے واسطے
دیتا ہوں تیری رحمت و آفت کے واسطے

کر مجھ پر رحم ختم نبوت رسالت کے واسطے
صدیق اولیں کی صداقت کے واسطے

سلمان فارسی کی ریاضت کے واسطے
قاسم کی اتقا و اطاعت کے واسطے

جعفر کے علم وفضل و امامت کے واسطے
اور شاہ بایزید کی اطاعت کے واسطے

ہاں بوالحسن کے خرقہ عزت کے واسطے
ہاں بوعلی کے پایہ رفعت کے وسطے

یوسف کے حسن ذوق عبادت کے واسطے
خالق کے خلق نیک وکرامت کے واسطے

عارف کی حق شناسی طبیعت کے واسطے
محمود کے محامد خصلت کے واسطے

امیتنی صاحب برکت کے واسطے
محمود کے محامد خصلت کے واسطے

میر کلال تارک کثرت کے واسطے
اور نقشبندی اول و حدت کے واسطے

عطار عطر بیز مودت کے واسطے
یعقوب اشک ریز محبت کے واسطے

احرار کے فقر و دولت کے واسطے
زاہد کے زہد وترک وقناعت کے واسطے

درویش بادشاہ ولایت کے واسطے
اور مقتدائے راہ ہدایت کے واسطے

باقی بحق فنا کن بدعت کے واسطے
شیخ احمد مجدد امت کے واسطے

معصوم خواجہ صاحب عصمت کے واسطے
اور نقشبندی ثانی و حجت کے واسطے

خواجہ بیر ہادی ملت کے واسطے
قطب سپہر جاہ و جلالت کے واسطے

شاہ جمال روئے طریقت کے واسطے
عیسیٰ آسمان حقیت کے واسطے

فیض خزانہ صمد یت کے واسطے
نور یگانہ احدیث کے واسطے

بابا فقیر و سنت کے واسطے
میرے امام شاہ جماعت کے واسطے

شاہ جماعت آیہ حکمت کے واسطے
ان کے کمال شان وفضیلت کے واسطے

ہاں ان کی عفت اور عدالت کے واسطے
ان کے سخاوت و شجاعت کے واسطے

علم حدیث و فقہ شریعت کے واسطے
قرآن کے حفظ و تلاوت کے واسطے

ان کی بزرگی ان کے سیادت کے واسطے
اُن کی ہدایت ان کی قیادت واسطے

اُن کے حج اور ان کی زیارت کے واسطے ۔۔۔ عشق نبی میں قطع مسافت کے واسطے
ہاں اُن کی ماہتاب سی صورت کے واسطے ۔۔۔ ہاں اُن کی آفتاب سی سیرت کے واسطے
ان کی جلائے طبع قریحت کے واسطے ۔۔۔ ان کی صفائے خاطر وطنیت کے واسطے
ان کی ولائے نام نبوت کے واسطے ۔۔۔ اُن کی ملک خصال طبیعت کے واسطے
ان کی ادا شناسی قدرت کے واسطے ۔۔۔ ان کی صلائے عام اخوت کے واسطے
ان کے وسیع سایہ رحمت کے واسطے ۔۔۔ ان کی فقیری اور امارت کے واسطے
ان کے مجاہدات و ریاضت کے واسطے ۔۔۔ ان کی افادت او افاقت کے واسطے
ان کے خلوص و پاکی نیت کے واسطے ۔۔۔ ان کے وثوق قصد و عزیمت کے واسطے
ہاں ان کی بے نظیر خطابت کے واسطے ۔۔۔ ہاں ان کی بے عدیل فصاحت کے واسطے
ہاں ان کی نہی منکر و بدعت کے واسطے ۔۔۔ ہاں اُن کے امر خیر و شریعت کے واسطے
احکام دین سے ان کی محبت کے واسطے ۔۔۔ ادائے دیں سے ان کی عداوت کے واسطے
ان کے وفور جوش غیرت کے واسطے ۔۔۔ کافی ہے جو عقول کی حیرت کے واسطے
ان کے عجیب قوت و ہمت کے واسطے ۔۔۔ جو وقف ہے جہاں کی خدمت کے واسطے
ان کے فیوض حلقہ بیعت کے واسطے ۔۔۔ ان کے تمام اہل ارادت کے واسطے
ان کی عطائے فخر خلافت کے واسطے ۔۔۔ اور ان کے صاحبان اجازت کے واسطے
ان کی تمام آل کی عترت کے واسطے ۔۔۔ اولاد برگزیدہ سریت کے واسطے
فرزند اکبر اہل کرامت کے واسطے ۔۔۔ مخدوم قوم خادم ملت کے واسطے
نور نگاہ نور ہدایت کے واسطے ۔۔۔ سب اختران چرخ سیادت کے واسطے
کر فضل اے خدا مرے حضرت کے واسطے ۔۔۔ اس خضر گم ہان ضلالت کے واسطے
دے علم مجھ کو کسب فضیلت کے واسطے ۔۔۔ دولت دے اپنے بندوں کی خدمت کے واسطے
زندہ رہوں میں تیری محبت کے واسطے ۔۔۔ دو جاں دین حق و صداقت کے واسطے
یاں عزم جاں ہو منزل رفعت کے واسطے ۔۔۔ دوں حکم فتح یاب ہو جنت کے واسطے
حکم قیام جب ہو قیامت کے واسطے ۔۔۔ اذن کرم ہو میری شفاعت کے واسطے
یہ سب کرم ہو شاہ جماعت کے واسطے ۔۔۔ یارب کرم ہو شاہ جماعت کے واسطے
طفیل نقشبندی ان گرامی ۔۔۔ الٰہی کارما یا بد تمامی

سلام: بحضور امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

السلام اے شہ زمین و زماں
السلام اے خاصہ دوراں

السلام اے شہ علی پوری
کعبہ جان و قبلہ ء ایماں

السلام اے کریم ابن کریم
بحر ذخار رحمت یزداں

السلام اے امیر ملت و دیں
سید و صدر سرور و سلطاں

السلام اے فدائے عشق رسول
یادگار صحابہ ذی شاں

السلام اے ولی و مرشد و قطب
غوث الاعظم و خاصہ خاصاں

السلام اے ظہور آیت حق
مظہر لوح و معنٰی قرآں

السلام اے صدور مصدر کن
و جان و جانان جلوہ گاہ فکاں

السلام اے فروغ دانش و داد
جان دیں روح شرع راح رواں

السلام اے چراغ بزم ازل
مہر چرخ ابد فروغ جہاں

السلام اے ایہا الطبیب علیک
بشنو از قادری سوز بجاں

السلام علیک یا سندی
یا حبیبی تعال خذ بیدی

منقبت بحضور امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

وہ جماعت علی شہ ذی جاہ — حق گزیں حق شناس حق آگاہ
اسوۂ مصطفیٰ کی زندہ مثال — مسلک عشق حق میں مشعل راہ
ہو تو ہو بس وہ قرون اولیٰ میں — نہیں ایسا جہاں میں اب واللہ
عین خلق رسول ﷺ کردارش — گفتہ اش جملہ گفتہ اللہ
علم میں ابو حنیفہ دوراں — فضل میں غوث وقت و خلق پناہ
فکر میں ثانی مجدد ہند — ذکر میں نقشبندی عالی جا
ہر ہدف نا رسیدہ نگردا ہند — تیر از شست رفتہ راز رای
تھی رضا جوئی ان کی خالق کو — اور وہ خود تابع رضائے آلہ
شافی قلب مضطر ان کا خیال — حل مشکل کو کافی ان کی نگاہ
قطب ارشاد بھی وہ سید بھی — اس صدی کے وہی مجدد بھی

علی پور سیداں شریف

علی پور سیداں شریف ضلع نارووال سے تقریباً ۱۶ کلومیٹر کے فاصلے پر نارووال پسرور کے درمیان ایک گاؤں ہے اس گاؤں کو حضرت الحاج پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے اباؤ اجداد نے مغلیہ دور میں آباد کیا۔ اس گاؤں میں اکثریت آبادی سادات کرام پر مشتمل ہے جن میں زیادہ تر خاندان امیر ملت محدث علی پوری کے نفوس قدسیہ ہیں علی پور سیداں شریف فقط ایک گاؤں یا بستی ہی نہیں ہے بلکہ رحمتوں برکتوں کی جگہ ہے۔ یہاں پر حقیقی نسب رکھنے والے سادات کرام آباد ہیں۔ جن میں بڑی بڑی برگزیدہ ہستیاں گزری ہیں۔ لاکھوں کروڑوں لوگ علی پور شریف کے سادات عالیہ مقدسہ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے ہیں۔ یہاں پر ہمہ وقت باران رحمت برستا ہے، نعمتوں کی بارش ہوتی ہے، انوار و تجلیات کا ظہور ہوتا ہے۔ علی پور شریف میں حاضری دینے والے انسان کا ظاہر و باطن صاف شفاف پانی کی طرح دھل جاتا ہے۔ اس کے جملہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات کی پابندی کرنے لگ جاتا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ علی پور سیداں شریف میں ساری برکتیں رحمتیں عنایات ایک عظیم اور لافانی مقدس ہستی کے وجود اطہر مسعود کی مرہون منت ہیں جن کو زمانہ سنوسئی ہند، ابولعرب قدوۃ السالکین۔ زبدۃ العارفین امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پور کے بابرکت مقدس نام سے پکارتا ہے۔ آپ کا مزار پُر انوار علی پور شریف کی سرزمین پر اس سارے علاقے کے لئے باعث برکت و رحمت ہے۔ آسمانی مخلوق ملا اعلیٰ سے جوق در جوق آپ کے مزار اقدس پر اُترتی ہے۔ اور صلی اللہ کے نغمے الاپتی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں زائرین ہر سال آپ کے مزار اقدس پر حاضری دیتے ہیں اور اپنی دلی مرادیں پاتے ہیں۔

مدینہ منورہ سے علی پور سیداں شریف کو خاص نسبت لگن اور تعلق ہے۔ اس گاؤں کے نفوس قدسیہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص دلی محبت کرتے ہیں محافل میلاد عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کانفرنسز ثناخوانی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا معمول ہے۔ دلوں میں عشق الٰہی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیپ جلانے شمع روشن کرنے میں ان نفوس قدسیہ کا خاص کردار ہے۔ یہاں پر آنے والے ان گنت لوگوں کی اصلاح ہوتی ہے۔ اُن کے عقیدے درست ہوتے ہیں۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے

لیے غلامان رسول ﷺ بن جاتے ہیں۔

مدینہ منورہ سے نور کی کرنیں تر بتر معطر ہوائیں علی پور شریف کے صاحب مزار حضرت سید جماعت علی شاہ کے روضہ مبارک کی طرف روزانہ سفر کرتی ہیں۔ اور اپنے ہمراہ فیوض و برکات اور نور مصطفے ﷺ کی روشنی لاتی ہیں کسی شاعر نے اس تناظر میں شعر بیان کیا ہے۔

گنبد خضریٰ سے لے کر گنبد بیضی تلک
رحمتیں ہی رحمتیں ہیں نور کے دریا رواں

حقیقت یہ ہے کہ انسان کو دیکھنے والی آنکھ چاہیے۔ جو مقام و مرتبہ حضرت امیر ملت کے خاندان عالیہ مقدسہ کا ہے وہ سرزمین پاکستان پر کسی اور خاندان کو حاصل نہیں ہے ان نفوس قدسیہ کو یہ ارفع مقام ولایت حاصل ہے۔ کہ یہ ہر وقت برائے راست دربار رسالت مآب ﷺ سے رہنمائی لیتے ہیں اور مخلوق خدا کی خدمت کرتے ہیں پاکیزہ و مقدس پیکر عشق و محبت میں سب سے بڑھ کر یہ سادات عالیہ کرام حد درجہ مہمان نواز ہیں ان کی مہمان نوازی اور بندہ پروری پوری دنیا میں مشہور ہے۔ کسی کو خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے یہاں خالی دامن آتے ہیں۔ اور جھولیاں بھر کر جاتے ہیں۔ دور جدید میں آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب چمنستان امیر ملت محدث علی پوری کے روشن ستارے اور ولی کامل حضرت الحاج الحافظ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ نے اور حضرت رابعہ بصری کا خطاب حاصل کرنے والی عالمہ حافظہ سیدہ آپا جی صوفیہ ان دو مبارک و مقدس ہستیوں نے رحمتوں اور برکتوں کے وہ خزانے لٹائے کہ فی زمانہ کوئی ان کا ثانی نہیں حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ کی بدولت علی پور شریف کا نام پوری دنیا میں مشہور ہوا۔ حضرت فخر ملت دراصل ایک تحریک اور خوشبو کا نام تھا لاکھوں لوگ ان کے دست شفقت پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے بعد آپ نے علی پور سیداں شریف کو وہ عزت و مقام بخشا کہ آج پوری دنیا میں اس گاؤں کا نام عزت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ حضرت فخر ملت نے امیر ملت کے عظیم اور روحانی مشن کو بحال کیا اور ایک عظیم مجتہد اور محدث کا کردار ادا کیا۔

حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے مزار پر انوار کے احاطہ میں سالانہ عرس مبارک کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں بڑے بڑے جید علماء کرام پیران عظام ان تقریبات میں شرکت کرتے ہیں اور اپنے مواعظہ حسنہ سے لوگوں کو مستفید کرتے ہیں دربار شریف کے احاطہ

میں مدرسہ جماعتیہ نقشبندیہ کی عمارت بھی ہے جہاں طلبہ حفظ قرآن اور حصول علم کی کلاسیں پڑھتے ہیں۔ دربار اقدس سے ملحقہ مسجد نور ہے جس کو سفید سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت فخر ملت نے اپنے دور میں دربار شریف میں کافی تعمیراتی کام کروائے ہیں علی پور شریف میں حضرت نے مہمان خانے تعمیر کراوئے ہیں۔

حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام حضرت سید کریم شاہ تھا جو کے اپنے زمانے کے کامل ولی اللہ تھے۔ جو بھی دعا فرماتے تھے فوری پوری ہوتی تھی۔ حضرت سید کریم شاہ صاحب پابندہ شریعت تھے۔ روحانی اور باطنی علوم پر آپ کو دسترس حاصل تھی۔ آپ نے تقریباً ۱۲۵ سال کی عمر پائی حضرت سید کریم شاہ صاحب کشف وکرامات ولی اللہ تھے۔ آپ کی زندگی کرامات سے بھری ہوئی ہے۔ تقویٰ پرہیز گاری میں کوئی اُن کا ثانی نہ تھا۔ حضرت سید کریم شاہ کے تین فرزند تھے۔

۱۔ حضرت سید نجابت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ بڑے پایہ کے بزرگ اور سیف زبان تھے نہایت خوبصورت خوش مزاج خوش گفتار انسان تھے فرائض وواجبات ونوافل ادا کرتے۔

۲۔ حضرت قبلہ عالم سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت سید صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید کریم شاہ کے تیسرے فرزند تھے۔ جو کہ بڑے متقی پرہیز گار صاحب شریعت تھے اور ولی کامل تھے۔

حضرت امیر ملت کا بچپن اور امتیازی خصوصیات

حضرت امیر ملت کا بچپن عام بچوں سے جداگانہ تھا۔ آپ ابتداء ہی سے ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

فاذکرونی اذکرکم ترجمہ: تم مجھے یاد رکھو تو میں تمھیں یاد رکھوں گا۔

کے حکم ربانی پر عمل پیرا رہتے۔ حضرت قبلہ عالم پاکیزہ اخلاق اور پسندیدہ اطوار کے مالک تھے۔ صفائی اور پاکیزگی کا بچپن ہی سے لحاظ رکھتے تھے خود دار صاحب مروت اور مہمان نواز تھے۔ بچپن میں بھی آپ کا لباس نہایت صاف ستھرا ہوتا اور ہمیشہ اخلاقی گفتگو فرماتے۔

حفظ قرآن اور اتباع شریعت:۔ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری نے بڑی چھوٹی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ گاؤں کی مسجد میں قرآن پاک سنایا تو سب نمازی بے حد

متاثر ہوئے اور آپ کے حافظہ کی تعریف کی علی پور سیداں شریف میں حضرت قبلہ عالم وہ پہلے خوش قسمت بچے تھے جنہوں نے قرآن پاک حفظ کیا آپ کو بچپن ہی سے اتباع شریعت کا اہتمام تھا۔ کبھی کوئی نماز قضاء نہیں ہوتے دی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا بچپن ہی سے خیال رکھتے تھے۔ آپ کی رفاقت میں رہنے والے دوسرے نوعمر بھی احکام شریعت کے پابند ہو گئے تھے۔ آپ کا فیض عام آپ کے بچپن ہی سے ہر ایک کی رہنمائی کا ضامن تھا۔

تحصیل علم:۔ حضرت قبلہ عالم کے اساتذہ گرامی کے پورے نام کسی کو معلوم نہیں مگر یہ حقیقت ہے کہ آپ کے اساتذہ آپ کے ساتھ کامل شفقت اور خصوصیت کا برتاؤ کرتے تھے آپ نے حافظ قاری شہاب الدین صاحب کاشمیری سے قرآن پاک حفظ کیا اور پھر ہر سال رمضان شریف میں قرآن پاک سنایا کرتے تھے۔ آپ بڑی خوش الحانی کے ساتھ قرآت کیا کرتے تھے۔ قرآن پاک حفظ کر لینے کے بعد آپ کو مولوی عبدالرشید صاحب علی پوری کی شاگردی میں دے دیا گیا حضرت قبلہ عالم نے اُن سے اردو فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور گلستان۔ بوستان اور مولانا جامی کی احسن القصص پڑھیں۔

جوانی میں آپ نے حضرت مولانا مولوی صوفی قاری عبدالوھاب صاحب امرتسری سے علوم صرف ونحو منطق وغیرہ پڑھے حضرت قبلہ عالم کی ذھانت وفطانت اور ذوق شوق نے آپ کو اپنے ہم سبق ساتھیوں میں امتیازی حیثیت دی۔ اس کے بعد آپ حضرت مولانا غلام قادر صاحب بھیروی کی خدمت میں علوم دینیہ کی تحصیل کے لیے حاضر ہوئے اس کے بعد آپ سہارن پور تشریف لے گئے اور حضرت مولانا محمد مظہر صاحب نے علوم دین کی تعلیم حاصل کی۔ جنہوں نے حضرت امیر ملت کو اپنے علم وعرفان کے سمندر سے بڑی فراخ دلی کے ساتھ فیض یاب کیا۔ اس کے بعد حضرت امیر ملت نے استاد کل حضرت مولانا مولوی فیض الحسن سہارن پوری سے تفسیر وحدیث کے درس حاصل کیے سہارن پور سے آپ لکھنوء گئے اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ناظم ندوۃ العلماء سے تلمذ اختیار کیا۔

اس کے علاوہ آپ کانپور شریف میں مولانا احمد حسن صاحب کانپوری کے درس حدیث میں شرکت کی اور فیض یاب ہوئے اس کے علاوہ جن اکابر اساتذہ کرام نے آپ کو اسناد اعطاء فرمائیں ان میں حضرت محمد عمر ضیاالدین (ترکی) حضرت مولانا مولوی عبدالعلی محدث پانی پتی حضرت مولانا مولوی عبدالحق الٰہ آبادی مہاجر مکی شامل ہیں۔ (ماخوذ سیرت امیر ملت)

اعطائے خلافت:۔ کچھ عرصہ کے بعد قبلہ عالم حضرت باباجی فقیر محمد صاحب کی خدمت عالیہ میں چورہ شریف میں حاضر ہوئے۔ یہ آپ کی چورہ شریف میں پہلی حاضری تھی جب واپس ہونے لگے تو حضرت باباجی نے اپنی دستار مبارک اُتار کر حضرت قبلہ عالم کے سر پر رکھی اور آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور کہا کہ یاد الٰہی کیا کرو کرو اور لوگوں کو اللہ نام بتایا کرو بعض حضرات نے چہ می گوئیاں شروع کیں اور شکایت کی کہ ہم عرصہ دراز سے حاضر خدمت ہیں دن رات محنت کرتے ہیں تعمیل ارشاد میں سرگرم رہتے ہیں۔ اور یہ ابھی آئے اور ان کو ابھی بلند رتبہ عطا کر دیا گیا۔ حضرت قبلہ باباجی نے فرمایا۔ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا حافظ جی صاحب چراغ بتی، تیل سب کچھ اس کا دیا ہوا ساتھ لائے تھے۔ میں نے تو فقط چراغ کو روشن کیا ہے۔

امیر ملت کے اخلاق:۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری کا طریق محبت تھا۔ آپ کمال شفقت و محبت کا برتاؤ کرتے۔ جود و سخا کا یہ حال تھا کہ کبھی کسی سائل کو واپس نہیں کرتے تھے۔ آپ خُلق عظیم کے بلند رتبے پر فائز تھے۔ آپ کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر لاکھوں کافر مسلمان ہوئے۔ کبھی آپ نے خلاف شریعت کوئی کام نہ کیا۔ حضرت قبلہ عالم پابندی شریعت اور اتباع سنت کے ساتھ ساتھ نہایت متقی و پرہیز گار بھی تھے۔ خدمت و ایثار کا جذبہ رکھتے تھے۔ اپنے دشمنوں کو بھی نوازتے تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی کمال عاجزی اور سادگی کے ساتھ گزاری۔ حضرت قبلہ عالم درویش صفت اور سخی ولی اللہ تھے۔ بڑے مہمان نواز تھے۔ دن رات مہمان آتے آپ طرح طرح کے کھانے پکواتے اور اُن کو دستر خوان پر عزت کے ساتھ بٹھا کر کھانے کھلاتے آپ کی ذات اقدس میں فقر و حیا پایا جاتا تھا۔ علماء کرام ثناخوان مصطفٰے کی دل کھول کر خدمت کرتے تھے۔ آپ نے کبھی دینی، قومی، یا فلاحی کام کے لئے کر اپنے مریدین و متوسلین سے چندہ طلب نہیں کیا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ اور مکمل ایمان تھا حضرت امیر ملت نے طویل عمر پائی آپ نے اپنا سارا وقت تبلیغ و ارشاد میں گزارا حضرت امیر ملت محدث علی پوری اپنے پیر خانہ کا حد درجہ احترام فرماتے تھے۔ پیر خانے سے جو بھی درویش علی پور شریف آتے آپ ان کی ایسی خدمت کرتے وہ بہت خوش ہو کر واپس جاتے حضرت قبلہ عالم نے اتنے زیادہ حج کیے کہ کسی کو بھی صحیح تعداد معلوم نہیں جب بھی حج کے لیے تشریف لے جاتے بیشتر مریدین کو اپنے ہمراہ لے جاتے قبلے کے زمانہ میں آپ حجاز مقدس تشریف لے جاتے تو

عربوں کی دل کھول کر مدد کرتے آپ نے مدینہ فنڈ قائم کیا جسکی وجہ سے آپ کو ابوالعرب کا لقب عطا کیا گیا۔ دربار رسالت ﷺ میں آپ کو خصوصی مقام حاصل تھا۔ آپ حضور سرور کائنات کے لاڈلے بیٹے ہیں آپ کا رابطہ ہر وقت دربار نبوی ﷺ سے قائم دائم رہتا تھا آپ قاسم تھے حضور ﷺ سے فیوضات حاصل کرتے تھے۔ اور مخلوق خدا میں تقسیم کرتے تھے۔

امیر ملت و تصوف :۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری اپنے وقت کے مجدد و غوث اور قطب تھے وہ سلطان الاولیا تھے غوث اعظم کے درجہ ولایت پر متمکن فائز تھے۔ مجتہد شیخ طریقت ملت اسلامیہ تھے۔ آپ فقط ہندوستان کے کامل ولی و مرشد نہ تھے۔ بلکہ پوری دنیا میں آپ کو بلند وارفع مقام ولایت حاصل تھا عرب ہو یا عجم آپ کی ولایت کے زیر سایہ تھا تاجدار کائنات کے منظور نظر تھے۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری کا تصوف ترک دنیا نہ تھا۔ آپ اچھا نہایت پاکیزہ لباس پہنتے اور دنیاوی کام سرانجام دیتے۔ شریعت و سنت کے پابند تھے اور یاران طریقت کو بھی شریعت و سنت کی پابندی کی تاکید کرتے تھے۔ جو لوگ اطمینان قلب کے ساتھ ایسا کرتے ہیں ان کے قلوب پر صفات الٰہی کا پرتو پڑتا ہے۔ اور وہ مقامات بلند پر فائز ہوتے ہیں یہ تصوف ہے اور یہی حضور ﷺ کا اسوہ حسنہ ہے۔ حضرت قبلہ عالم نے تصوف کو زندہ کیا آپ کا سلسلہ نقشبندہ مجددیہ تھا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی تقلید شریعت اور اتباع سنت کی از بس تاکید فرماتے یہ قبلہ عالم کا شیوہ اور طریقہ تھا جملہ عبادات اور اطاعات کو سنت کے مطابق انجام دینے کو آپ تصوف کی روح سمجھتے تھے اللہ کا ذکر کرنا تہجد کی پابندی کرنا درود شریف پڑھنا نماز روزہ اور دیگر فرائض حقوق العباد ادا کرنا اخلاق اعمال و عادات میں سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرنا آپ کا معمول تھا۔

یہ بات حقیت ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جملہ سلاسل اولیا سے بڑا افضل سلسلہ ہے حضرت مجدد الف ثانی طریقہ نقشبندیہ کو زیادہ افضل سمجھتے تھے حضرت قبلہ عالم نقشبندی تصوف پر سختی سے قائم تھے اور بزرگان سلسلہ عالیہ کے تصوف کی تجدید و توسیع میں کوشاں رہتے تھے۔ طریقت کے پانچ ارکان ہیں۔

۱۔ ذکر ۲۔ فکر ۳۔ مراقبہ ۴۔ محاسبہ ۵۔ رابطہ

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یک زمانہ صحبت با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا او نشیند در حضور اولیاء

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے۔

طریقہ ما از نوادر است دعوۃ الوثقیٰ است

انیسویں اور بیسویں صدی میں تصرف و روحانیت کا یہ نمونہ حضرت قبلہ عالم نے پیش کیا۔ آپ نے پیروی شریعت اور اتباع سنت کے اصل نقشبندی طریق پر عمل کیا اور دوسرں کو بھی اس راہ پر چلنے کا پابند کیا۔ اچھا کھانا اور اچھا کھلانا صاف اور اچھا لباس پہننا اور دوسروں کو اس کی ہدایت کرنا سنت نبوی ﷺ کی پیروی امور دنیا کو احکام شریعت کے مطابق انجام دینا حقوق اللہ اور حقوق العباد جو اچھی طرح کرنا پاکیزہ اخلاق و اختیار کرنا دن رات خدا کے ذکر میں مشغول جو یاران طریقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ اُن کے گھر اور کاروبار کی تفصیلات معلوم کرتے تھے اُن کے لیے دعا فرماتے تھے حضور قبلہ عالم کا تصوف شریعت و سنت پر مبنی تھا آپ نے طریقت و تصوف کو قرون اولیٰ کی سیدھی سچی راہ پر چلایا دوسرے ملکوں میں پہنچ کر تصوف میں غیر اسلامی عناصر شامل ہو گئے ہیں اُن کو یکسر اجتناب کیا اور اُسی پرانے تصوف پر عامل و کاربند رہے۔ جو عہد رسالت اور دور سلف صالحین کا خاصہ اور جسے مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ نے اختیار کیا ہے۔

تحریک پاکستان وامیر ملت:۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور نے ۶/اپریل ۱۹۷۰ء کو اپنی اشاعت ملی میں ایک مقالہ "تحریک پاکستان کا نڈر مجاہد" کے عنوان سے شائع کیا تھا۔ جس میں مقالہ نگار نے لکھا تھا۔

"حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کی بصیرت کا یہ عالم تھا کہ وہ ہر تحریک جو ہندوستان میں چلائی جاتی۔ آپ اُس کا بغور مطالعہ فرماتے اور ایسی تحریکیں جو مسلمانوں کے خلاف ہوتیں یا مذہبی و دینی لحاظ سے اُن کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتی تھیں۔ آپ حکومت وقت کی پرواکیے بغیر اُن کے خلاف نبرد آزما ہو جاتے تھے۔"

۱۹۴۰ء میں جب قرارداد لاہور پاس ہوئی تو آپ نے اُس کی زبردست حمایت کی اور پاکستان کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ایک سرگرم مبلغ کی حیثیت سے مسلمانان پاک و ہند کو بیدار کیا۔ آپ مسلم لیگ کے زبردست حامی تھے اور قائد اعظم کی مقبولیت کے لیے کام کرتے رہے۔ پیر صاحب نے اپنے مریدوں سے کہہ رکھا تھا کہ میں اُس شخص کی نماز جنازہ نہیں

پڑھاؤں گا جس نے تحریک پاکستان میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ نہ لیا ہو۔

حضرت قبلہ عالم نے تحریک قیام پاکستان کی تائید وحمایت کے لیے سارے برصغیر کے دورے فرمائے تھے۔ مسلم لیگ کو مقبول بنانے کے لئے آپ نے تقاریر کیں جملہ یاران طریقت کو مسلم لیگ کی حمایت کرنے کا حکم فرمایا۔

حضرت قبلہ عالم نے برصغیر پاک وہند میں اپنی سادات برادری کو بھی خطوط لکھے اور مسلم لیگ کی حمایت کی تلقین کی۔ آیان ٹالبوٹ نے تحریک پاکستان کے لئے حضرت امیر ملت کی کوششوں اور مسلم لیگ کی پنجاب میں کامیابی کیلئے آپ کے کردار پر اپنی کتاب

THE GROWTH OF MUSLIM LEAGUE IN PUNJAB

میں تفصیلاً روشنی ڈالی ہے مسلم لیگ کی کامیابی وتائید واعانت کے لیے قبلہ عالم نے خاص طور پر علمائے دین، مشائخ عظام کو خاص طور پر توجہ دلائی۔ اور بتایا کہ

"یہ دین کا کام ہے۔ آپ سب خدمت قوم حمایت دین پر مستعد ہو جائیں۔ صوفیائے کرام سے آپ خاص طور پر کہتے آپ نے تمام عمر گوشہ نشینی میں گزار دی ہے اب دین کی خدمت کا وقت آ گیا ہے اس لیے میدان عمل میں آ جایئے اور اپنا فرض ادا کیجئے"

سُنی کانفرنس (جمعیۃ العلمائے ہند) کے عظیم الشان اجتماع میں بھی آپ نے مسلم لیگ کی حمایت کا زور وشور سے اعلان کیا تھا۔ اس طرح ہر اجتماع میں بلاخوف وخطر آپ حق کی حمایت میں آواز بلند فرماتے اور اس کا خاطر خواہ اثر ہوتا تھا۔ آپ کی تقریر کے دوران بعض مخالفین نے سوال کیا کہ جناح کافر ہے یا مسلمان آپ نے برجستہ فرمایا۔ تم نے کونسی اُس کے ساتھ رشتہ داری کرنی ہے جو اس کا مذہب دریافت کرتے ہو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ہم نے جناح صاحب کو اپنا امام یا قاضی یا نکاح خوان مقرر نہیں کیا بلکہ وہ ہمارے وکیل ہیں ہم سب کا کام ہے جس کو وہ کر رہے ہیں۔ یہ پوچھنے سے کیا حاصل کہ اُن کا مذہب ومسلک کیا ہے۔ اہل جلسہ اس اسلوب بیان مطمئن ہو گئے۔ حضرت مولوی نعیم الدین صاحب نے بڑھ کر حضرت کے پاؤں پکڑ لیے اور اعتراف کیا کہ اب مسئلہ صاف ہو گیا۔

حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا "مولوی صاحب وہ پاکستان بنانے کی کوشش کر رہا ہے اُسے کامیابی ہو گی" پھر آپ نے فرمایا۔ پاکستان کے مخالفین کان کھول کر سن لیں کہ پاکستان بن کر رہے گا اللہ رب العزت سے اُس کی منظوری ہو چکی ہے پاکستان ہم سب کا

ہے اکیلے مسٹر جناح کا نہیں ہے وہ ہمارا کام کر رہے ہیں۔ ہمارے وکیل ہیں۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری کی جب کشمیر میں قائداعظم محمد علی جناح سے ملاقات ہوئی تھی تو حضور قبلہ عالم نے قائداعظم کو دو جھنڈے عطا کیے ایک سبز دوسرا سیاہ نقد سو روپیہ بھی عطا کیا اور پاکستان کی کامیابی کے لیے دعا فرمائی۔

۱۹۴۶ء کے انتخابات کو تحریک پاکستان میں بڑی حیثیت اور اہمیت حاصل تھی۔ حضرت قبلہ عالم نے بنفس نفیس ملک بھر کے دورے کیے حضور قبلہ عالم کے خلفاء نے بھی اپنے حلقوں کے دورے کیے اور سب تک حضور کا یہ پیغام پہنچایا کہ ''ہر شخص صرف مسلم لیگ کو ووٹ دے''

حضرت قبلہ عالم نے اشتہارات چھپوائے اور ایک فتویٰ اخبارات میں شائع کیا کہ ''جو شخص مسلم لیگ کو ووٹ نہ دے اُس کا جنازہ مت پڑھو اور اسے اپنے قبرستان میں مت دفن ہونے دو''

قائداعظم نے الیکشن کے لیے موزوں امیدواروں کو ٹکٹ دیے تھے کچھ علما حضرات قبلہ عالم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور التماس کی کہ ہم کو بھی جناح صاحب سے کہہ کر ٹکٹ دلوایئے آپ نے ہر ایک سے فرمایا۔ ''مولوی صاحب میں نے خود اپنے لیے کوئی ٹکٹ نہیں لیا آپکو کیسے دلواؤں'' اُن کے اصرار پر فرمایا۔

آپ کا کام قال اللہ قال الرسول اللہ مسلمانوں تک پہنچانا ہے جاؤ اپنا کام کرو یہ جن کا کام ہے اُن کو کرنے دو۔

جب الیکشن کا وقت آیا تو مسلم لیگی اُمیدوار آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے کہ انتخابات میں ہماری مدد فرمایئے چنانچہ الیکشن کی کامیابی کے لیے حضور قبلہ عالم نے دوبارہ ہندوستان کے مختلف علاقوں کے دورے فرمائے۔

تحریک پاکستان میں حضور قبلہ عالم نے جتنا روپیہ خرچ کیا اُس کا اندازہ لگانا دشوار ہے۔ لاکھوں روپے مسلم لیگ کو چندے میں دیے اور لاکھوں روپے الیکشن پر بھی خرچ کیے۔ جب تقسیم برصغیر اور پاکستان کا اعلان ہوا تو حضرت قبلہ عالم بے حد مسرور ہوئے کہ آج ہماری کوششوں کا مثبت نتیجہ نکل آیا ہے آپ نے قائداعظم اور دوسرے زعما کو مبارک باد کے تار ارسال کیے۔

قائداعظم محمد علی جناح کو آپ نے مبارکباد کے تار میں تحریر فرمایا

''ملک گیری آسان ہے ملک داری بہت مشکل ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ملک داری کی توفیق عطا فرمائے''

امیر ملت اور ختم نبوت:۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو مسلمان بے حد مضطرب ہوئے سب علماء اور صلحاء نے اُس کے دعوے کی تکذیب کی اور حضرت امیر ملت بھی اس فتنے کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے نومبر ۱۹۰۴ء میں سیالکوٹ کے مسلمان وفد بنا کر حضور کے پاس آئے اور اطلاع دی کہ مرزا غلام احمد اپنے مذہبی تبلیغ کے لیے سیالکوٹ آنے والا ہے۔ آپ فوراً سیالکوٹ پہنچ گئے اور مختلف بازاروں محلوں اور مساجد میں بڑے پیمانے پر جلسے منعقد کیے دوسرے علماء کو بھی دعوت دے کر بلایا چنانچہ آپ نے تقریباً ایک ماہ سیالکوٹ میں قیام فرمایا سارے اخراجات بذات خود برداشت کیے۔

اسی طرح ایک بار مسلمانانِ لاہور کا ایک وفد علی پور سیداں آیا اور حضرت امیر ملت سے مرزا کے مقابلے کے لیے لاہور چلنے کی درخواست کی لاہور آپ ۱۹۰۸ء میں تشریف لے گئے بادشاہی مسجد میں جمع پڑھایا اور جمعہ کے بعد ایک عظیم لشان جلسے سے خطاب فرمایا۔

آپ نے فرمایا میری عادت پیشن گوئی کرنے کی نہیں ہے لیکن میں پیشن گوئی کرتا ہوں کہ مرزا غلام احمد عنقریب ذلت و رسوائی کی موت مریگا اور تم اُسکی موت اپنی آنکھوں سے دیکھو گے'' اسی جلسے میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ۔ اگر مرزا میرے روبرو آ کر اپنے دعویٰ و رسالت کو صحیح ثابت کر دے یا کوئی روحانی طاقت دکھا دے تو میں اُس کو پانچ ہزار روپے نقد انعام دینے کو تیار ہوں''

حضور امیر ملت محدث علی پوری نے یہ بھی اعلان کیا کہ'' جب تک مرزیہاں سے چلا نہ جائے میں لاہور سے نہیں جاؤں گا پھر آپ نے جلسہ کے شرکاء سے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرنے والا کہاں ٹھہرا ہوا ہے وہ تو ہمارے سامنے آنے کی کیا ہمت کرے گا چلو ہم اُس کے پاس چلتے ہیں''

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف سے تشریف لائے تھے ایک جمعہ کی نماز اور جلسہ کے بعد حضرت قبلہ عالم سے انہوں نے فرمایا کہ شاہ صاحب میں تو واپس جاتا ہوں آپ اپنا کام جاری رکھیں حضرت قبلہ عالم نے اُن سے کہا آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر کیسے تشریف لے جائیں گے

حضرت پیر صاحب نے فرمایا میں گھر سے شکار کرنے آیا تھا مگر مجھے معلوم ہوا کہ یہ شکار میرے مقدر میں نہیں بلکہ آپ کے مقدر میں ہے اس لیے آپ ٹھہریں اور اپنا کام کرتے رہیں۔ حاجی مہتاب دین صاحب لاہوری ان جلسوں کے اہتمام میں پیش پیش رہتے تھے یہ جلسے ہر روز ہوا کرتے تھے علماء کرام تشریف لاتے حاضرین سے وعظ فرماتے آخر میں حضرت قبلہ عالم خطاب فرماتے اور ختم نبوت کے مسئلہ پر روشنی ڈالتے۔ ان جلسوں میں جید علما کرام شریک ہوتے مخلوق خدا بھی ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں جلسوں میں حاضر ہوتے آخر کار ۲۴۔۲۵ مئی کی درمیانی رات حضور قبلہ عالم نے اعلان فرمایا کہ ''میں مرزا کو چوبیس گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں کہ وہ آ کر میرے ساتھ مباحثہ کرے پھر سب لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں آپ سب کے روبرو اعلان کرتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے وہ میرے مقابلے کو نہیں آئے گا کیونکہ میرا نبی ﷺ سچا ہے اور میں سچے دل سے اس سچے نبی ﷺ کا غلام ہوں اللہ تعالیٰ آئندہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے اس جھوٹے نبی سے ہمیں نجات عطا فرمائے گا مرزا غلام احمد نے ایک بار کہا تھا کہ جو ہیضے کی موت مرے گا وہ کتے کی موت مرے گا آسمان کا تھوکا منہ پر آیا جس رات قبلہ عالم نے جلسے میں پیشن گوئی فرمائی اسی رات تھوڑی دیر بعد مرزا کو ہیضہ ہوا نصف شب گزرنے تک مرض نے شدت اختیار کرلے آخر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کی صبح تک مرزا غلام احمد مر گیا ۔حاجی مہتاب احمد صاحب نے حضور قبلہ عالم کو مرزا کی موت کی خبر سنائی حضور سنتے ہی سجدہ شکر بجالائے کہ اللہ نے مسلمانوں کے ایمان کو محفوظ رکھا اور اپنے حبیب پاک کی صداقت ظاہر فرمائی۔

تعلیمات امیر ملت:۔ حضرت قبلہ عالم علوم نقلی و شرعی کے جید عالم فقیہہ اور محدث تھے چنانچہ آپ کامل طور پر احکام شرعیہ کے پابند رہے۔ اور مریدین و متوسلین کو بھی اسی راہ شریعت پر عمل پیرا فرماتے تھے آپ شاہباز اوج طریقت تھے تمام عمر یاران طریقت کو تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کرتے رہے۔ اور سب کو اعلیٰ روحانی مدارج پر پہنچا دیا۔ حضور سرور کائنات ﷺ کی پیروری فرماتے تمام یاران طریقت کو بھی حضور ﷺ کی پیروی کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔

''نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور دیگر فرائض کی ادائیگی کی سخت تاکید فرماتے''

جزئیات وفروعات میں بھی پابندی شریعت کا تاکیدی حکم دیتے تھے۔ اسی طرح مکروہات سے دور رہنے کا بھی حکم دیتے تھے۔ اور معمولات زندگی میں ہر طرح کی ممنوعات

شرعیہ سے باز رہنے کی سخت تاکید فرماتے تھے۔ ساز۔ طبلہ۔ میوزک سننا ناجائز سمجھتے تھے تمباکو نوشی، حقہ، سگریٹ، بیڑی سگار وغیرہ نہ پینے کی سخت تاکید فرماتے تھے۔

حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے فیض اور توجہ سے سینکڑوں۔ ہزاروں عورتیں بے حد نیک اور پارسا بن گئیں۔ آپ عورتوں کو نماز روزے کے مسائل بتاتے اور پابندی کی سخت تاکید فرماتے تھے۔ حضور امیر ملت محدث علی پوری یاران طریقت کو پابند شریعت وسنت بنانے میں خصوصی توجہ فرماتے تھے خطا کاروں اور گنہگاروں پر آپ زیادہ توجہ فرماتے تھے اور حضور کی توجہ سے اُن کی دنیا اور دین سدھر جاتے تھے۔ الغرض حضرت امیر ملت کا ہر ہر فعل اقوال سنت محمد ﷺ اور احکامات خداوندی کے تابع تھا۔

لما تقو لون مالہ تفعلون وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔ حضرت امیر ملت نے پہلے اپنی ذات گرامی اقدس کو عملی نمونہ پیش کر کے ثابت کیا پھر دوسروں کو حکم دیا۔

یہ حقیقت ہے کہ حضرت امیر ملت محدث علی پوری کی تعلیمات ہمارے لیے صراط مستقیم پر چلنے کے لیے مشعل راہ ہیں آپ کی زندگی امت مسلمہ کے لیے مثالی نمونہ ہے آپ کی تعلیمات پر کار بند ہو کر ہم اپنے دینی دنیاوی مسائل حل کر سکتے ہیں اور سیدھی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ حضور سرور کائنات ﷺ کے تصدق حضرت کے درجات بلند فرمائے آمین۔ تاریخ میں اُن کا نام نامی مبارک روشن وتاباں ہے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تاریخ ان کی مساعی جمیلہ پر اُن کو سلامی پیش کرتی رہے گی۔

وصال مبارک امیر ملت:۔ انجمن خدام الصوفیہ کا سالانہ جلسہ ۱۰۔ ۱۱ مئی ۱۹۵۱ء حضرت قبلہ عالم کی زیر صدارت منعقد ہوا ۹ رمضان المبارک کو آپ مسجد میں تراویح ادا کر رہے تھے۔ کہ آپ کو بخار ہو گیا۔ تراویح کے بعد آپ نے حکم دیا کہ جوہر ملت سید اختر حسین کو فیصل آباد سے فوری طور پر بلایا جائے حضرت قبلہ عالم کے حکم کے مطابق حکیم خادم علی صاحب کو بلایا گیا اور علاج شروع کیا گیا بخار اتر گیا، لیکن کمزوری زیادہ ہو گئی۔

حضرت قبلہ عالم کے خلف اکبر اور سجادہ نشین اول حضرت پیر سید محمد حسین شاہ سفر پر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اور حضور کے وصال سے چند روز قبل واپس علی پور شریف تشریف لائے تھے ایک مائی سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کے لیے آئی اور آپ نے اس کو حکم فرمایا کہ محمد حسین شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لے حضرت جوہر ملت فرماتے ہیں کہ آپ کی بیماری کے

دوران ایک دن میں نے جرأت کر کے عرض کیا کہ ہمارے لیے جو مناسب حکم ہو صادر فرمایا جائے۔ تا کہ ہم ساری زندگی اُس پر عمل کرتے رہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

میرا ایمان رہا ہے کہ خلقِ خدا کی خدمت سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں تمھارا بھی اگر اسی پر عمل رہا تو پھر تمھیں دنیا و آخرت میں کوئی پرواہ نہیں رہے گی۔ آخری دن مہمانوں کو حسب الحکم کھانا کھلا دیا گیا۔ آپ نے معمول کے مطابق اپنے وظائف پورے کیے پھر دریافت کیا کہ ساتھ والے کمرے میں کون ہے۔ جوھر ملت نے عرض کیا کہ گھر کی عورتیں۔ آپ نے حکم فرمایا کہ اُن سے کہا جائے کہ گھر کو جائیں اور کوئی فکر نہ کریں۔ بس اتنا فرمانا تھا کہ آواز رک گئی اور سانس آنا بند ہو گیا۔ آخر کار ۲۶، ۲۷۔ ذیقعد ۱۳۷۰ ہجری بمطابق ۳۰، ۳۱۔ اگست 1951 کی شب آپ نے اس دارِ فانی سے سفر فرما کے بقائے دوام حاصل کیا آپ کے آخری دیدار کے لیے اور جنازہ میں شرکت کے لیے پاکستان کے طول وعرض سے لاکھوں کی تعداد میں مخلوق خدا علی پور شریف میں جمع ہونا شروع ہو گئی تھی۔ جنازہ کے ساتھ لمبے لمبے بانس مضبوطی سے باندھ دیئے گئے تھے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ کندھا دے سکیں۔ ہجوم کی زیادتی کے باعث جنازے کو گاؤں سے کافی دور لے جا کر کھلے میدان میں رکھا گیا۔ حضرت قبلہ عالم کے پیر و مرشد کے پوتے حضرت صاحبزادہ محمد شفیع صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ چورہ شریف نے نماز جنازہ پڑھائی پھر لاکھوں عقیدت مندوں نے روئے مبارک کی زیارت کی تیسرے دن قل شریف میں بے شمار خلقت اور یاران طریقت شامل تھے ختم شریف اور صلاۃ وسلام پڑھ کر حضرت قبلہ عالم کی روح مبارک کو ایصال ثواب کیا گیا۔ ہر جمعرات کو ختم شریف کے بعد ایصال ثواب کیا جاتا تھا۔ چہلم شریف کو چورہ شریف کے صاحبزادگان نے حضرت الحاج الحافظ سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ کی دستار بندی کی۔ (ماخوذ از سیرت امیر ملت)

منقبت بحضور حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

حق نے کیسی بخشی ہے؟ فطرت علی پوری — جان جانِ جاناں ہیں حضرت علی پوری
اس کی حاضری ہوگی بالیقین درشاہ پر — جس کے دل میں مضطر ہے حسرت علی پوری
نور برستا ہے روز و شب فضاؤں میں — کیا بیاں ہو لفظوں میں نکہت علی پوری
کیوں نہ تڑپیں پروانے سوز جذب ایماں سے — شمع سریزداں ہیں جلوت علی پوری
مجھ کو اہل عرفاں بھی اہل عشق کہتے ہیں — کیا حسیں ودیعت ہے نسبت علی پوری
ذرہ ذرہ مرقد کا کیوں نہ مہر تاباں ہو — شمع حق مجسم ہیں حضرت علی پوری
فیض شاہ افضل سے جس طرف نگاہ پہنچی — خود چمک اٹھی دل میں صورت علی پوری
حضرت منور نے وہ نور کا حق بخشا — ذروں میں نمایاں ہے کثرت علی پوری
آفتاب تاباں ہیں ایسے حضرت خورشید — ہر کرن سے چھنتی ہے زینت علی پوری
کیوں نفیسؔ کی نظریں مشتعل نہ جلوے ہوں — چشم و دل پہ چھائی ہے رحمت علی پوری

سجادہ نشینان حضور امیر ملت علی پور سیداں

سجادہ نشین اول: سراج الملت حضرت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین دوم: شمس الملت حضرت پیر سید نور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین سوم: جوہر الملت حضرت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین چہارم: فخر الملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین پنجم: ظفر الملت حضرت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی

سراج الملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضور قبلہ عالم کے خلف اکبر تھے آپ کی تاریخ پیدائش غالباً ۱۸۸۰ کی ہے آپ نے چھوٹی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ آپ ہر سال ترتیل کے ساتھ تراویح میں قرآن پاک سنایا کرتے تھے۔ آپ نے امرتسر میں حضرت الحاج مولانا نور احمد صاحب سے عربی کی درسی کتب پڑھیں۔ امرتسر سے آپ دھلی گئے اور وہاں مدرسہ امینیہ میں داخلہ لیا درس نظامی کی تمام

اعلیٰ کتابیں، تفسیر۔ حدیث۔ فقہ ادب وغیرہ کی تکمیل آپ نے یہاں پر کی۔ مدرسہ امینیہ میں آپ نے دورہ حدیث ختم کیا تو دستار بندی کے لیے حضرت مولانا مولوی محمود الحسن صاحب تشریف لائے تھے انہوں نے اپنی دستار اُتار کے آپ کے سر پر رکھی اور آپ کے لیے دعا کی حضرت سراج الملت کو عربی اور فارسی زبان پر کامل عبور حاصل تھا اپنی تحریر و تقریر میں ان دونوں زبانوں کا استعمال بڑی جرات سے فرماتے تھے۔

۳۳۔۱۹۳۲ میں حج کے موقع پر آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے تو جہاں دوسرے لوگوں نے ڈھیروں تبرکات اور تحفے خریدے آپ نے بھی لاتعداد عربی کتابیں خرید فرمائیں۔ یہ کتابیں ہندوستان میں نایاب تھیں۔ آپ نے علی پور شریف میں کتب خانہ قائم کیا۔ حضرت سراج الملت نے مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف کا تمام انتظام و انصرام بڑے احسن طریقہ سے سرانجام دیئے۔

حضرت سراج الملت اپنے وقت کے کامل مرشد اور جلیل القدر عالم محدث اور فقیہہ تھے۔ آپ مشکل سے مشکل مسائل پر بھی قلم برداشتہ فتویٰ لکھ دیتے تھے۔ حضرت سراج الملت نہایت متقی۔ پرہیزگار پابند شریعت و پابند سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ شریعت و سنت پر عمل آپکی سرشت بن چکا تھا۔

حضرت قبلہ عالم کی مانند آپ بھی بڑے سخی و جواد تھے۔ یتیموں اور بیواں کی خاص طور پر خبر گیری فرماتے تھے۔ مدرسہ کے طلباء کی بھی ہر قسم کی ضروریات پوری کرتے تھے حضرت سراج الملت تحریک پاکستان میں پیش پیش رہے۔ اور تقاریر فرماتے تھے اس سلسلے میں آپ کو ملک کے دور دراز علاقوں میں دورے بھی کرنے پڑتے تھے۔ ہر جگہ پند و نصائح اور قومی معاملات پر گفتگو فرماتے تھے حضرت سراج الملت بڑے متواضع اور حلیم الطبع بزرگ تھے ہر ایک سے شفقت اور نرمی سے پیش آتے تھے۔ طبیعت میں بڑی سادگی تھی حضرت سراج الملت کی شادی آپ کے تایا حضرت پیر سید نجابت علی شاہ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ کے تین بچے تھے۔ حضرت سید اختر حسین شاہ حضرت سید انور حسین شاہ اور سردار فاطمہ حضرت سراج الملت نے ۱۶ را کتوبر ۱۹۶۱ء کو وصال فرمایا اور خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کو حضرت قبلہ عالم امیر ملت کے مزار اقدس کے دائیں طرف مغرب کی سمت دفن کیا گیا۔ وصال مبارک کے وقت آپ کی عمر پچاس سال تھی۔

خادم الملت حضرت الحاج الحافظ سید خادم حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ قبلہ عالم کے منجھلے صاحبزادے تھے آپ بڑے ذہین اور متقی تھے ہمیشہ نماز فجر کے بعد کلام پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ تبلیغ وارشاد کے لیے پاکستان کے دور دراز علاقوں کا سفر کرتے تھے اور لوگوں کو اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرماتے تھے یاران طریقت کی خوشی غمی میں شریک ہوتے تھے۔ آپ وسیع الاخلاق خوش مزاج بردبار اوصاف حسنہ سے آراستہ تھے غرباء و مساکین کی دست گیری اور حاجت روائی آپ کا شیوا تھا آپ کی شادی آپ کے تایا حضرت سید نجابت علی شاہ کی صاحبزادی سے ہوئی جن سے آپ کا ایک صاحبزادہ پیدا ہوا جن کا نام گرامی حضرت الحاج الحافظ پیر سید نذر حسین شاہ تھا۔ آپ نے اپنا ایک ذاتی کتب خانہ قائم کیا تھا۔ آپ کو مطالعہ کتب کا بہت شوق تھا۔ اپ کا وصال مبارک ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو ہوا اور آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے آپ کو حضرت قبلہ عالم کے روضہ شریف میں بائیں جانب طرف مشرقی سمت میں دفن کیا گیا۔

نجم الملت حضرت الحاج الحافظ صاحبزادہ پیر سید نذر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سید نذر حسین شاہ عالم دین حافظ قرآن ولی کامل تھے۔ آپ خوش اخلاق متقی پرہیز گار اور پابند شریعت، پابند سنت نبوی تھے، آپ کی ذات گرامی ایک روشن تابندہ ستارے کی مانند تھی آپ ایک ہر دلعزیز ہستی کے مالک تھے۔ یاران طریقت آپ کے فیوضات مقدسہ سے مستفید ہوتے اور آپ کے پاس ہر وقت مخلوق خدا کا ہجوم ہوتا تھا بڑے ملنسار تھے، خوشبوں محبتوں کا پیکر تھے۔ آپ دربار شریف اور یاران طریقت کی خدمت میں اپنا وقت صرف فرماتے تھے۔ بفضلہٖ تعالیٰ ان کے دو صاحبزادے حضرت پیر سید منظر حسین شاہ صاحب اور حضرت پیر سید اشتیاق حسین شاہ صاحب ہیں اور دو صاحبزادیاں ہیں خدا اُن سب کو اپنے فضل و کرم سے نوازے آمین۔ حضرت نجم الملت بڑے دور اندیش اور درویش صفت مرد مومن تھے۔ ہمیشہ حق بات کرتے تھے سچائی کا ساتھ دیتے تھے آپ نے ۸ فروری ۲۰۰۸ء کو وصال فرمایا اور خالق حقیقی سے جا ملے خدا اُن کے درجات بلند فرمائے آمین۔

شمس الملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید نور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت قبلہ عالم کے تیسرے اور سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے آپ کی تاریخ پیدائش ۱۸۹۹ء ہے آپ شکل وصورت میں حضرت قبلہ عالم کی مشابہت رکھتے تھے۔ آپ نے قاری شہاب الدین سے قرآن پاک حفظ کیا آپ نے مدرسہ نقشبندیہ میں کئی علماء فضلاء سے درس لیا پھر مولانا ہزاروی صاحب سے کتب تفسیر و حدیث کی تکمیل کی حضرت شمس الملت ابتداء سے ہی پابندی شریعت اور اتباع سنت پر کاربند تھے۔ تقویٰ پرہیزگاری خوش طبعی دریادلی آپ کے اوصاف حسنہ کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ حضرت قبلہ عالم آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ رب تعالیٰ نے اس کو میرے دل سے خاص حصہ عطا فرمایا ہے۔

حضرت شمس الملت کئی دفعہ حج بیت اللہ اور زیارت روضہ نبوی کے لے تشریف لے گئے۔ حضرت شمس الملت کو تبلیغ وارشاد سے کامل دلچسپی تھی اکثر طویل دورے فرماتے تھے اور دور دراز مقامات کا سفر کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خدمت کرتے تھے۔ مہمان نوازی آپ کی طبیعت مبارکہ کا خاصہ تھی۔

حضرت شمس الملت نے اپنے فیض سے ہزاروں لوگوں کو مستفید کیا ضرورت مندوں اور سائلوں کی بھرپور مدد فرماتے تھے حضرت قبلہ عالم کی دینی ملی اور رفاہی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے حضرت شمس الملت کی شادی حضرت پیر سید علی حسین شاہ کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ جن سے ایک صاحبزادہ حضرت پیر سید بشیر حسین شاہ پیدا ہوئے۔

حضرت صاحبزادی بنت رسول عرف بوجی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا

حضرت قبلہ عالم کی اولاد میں صرف ایک ہی صاحبزادی تھیں۔ آپ کا نام بنت رسول اور عرف بوجی صاحبہ تھا آپ کی دینداری۔ تقویٰ، خوش اخلاقی زبان زد خاص وعام ہے آپ کی شادی حضرت صادق علی شاہ کے صاحبزادے حضرت پیر سید اولاد حسین شاہ سے ہوئی تھی۔ آپ کی صرف ایک اولاد تھی حضرت حاجی حافظ مولوی پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب۔ ان کی شادی حضرت شمس الملت کی صاحبزادی سعید فاطمہ صاحبہ سے ہوئی۔

حضرت بوجی صاحبہ بڑی فراخدل اور غریب نواز خاتون تھیں آپ کسی کو دکھی اور غمگین دیکھتی تو ہر طرح سے انکی مدد فرماتیں تھیں آپ کا عرس شریف کے دن ۱۱ مئی ۱۹۵۳ کو اعلیٰ علیین

کے روانہ ہوگئیں۔ آپ کو حضور قبلہ عالم کے روضہ شریف کے اندر ایک کونے میں دفن کیا گیا۔

حضرت سیدہ آپاجی صوفیہ دامت برکاتہم العالیہ

حضرت شمس الملت کی صاحبزادی حضرت سیدہ آپاجی صوفیہ آج کے دور کی رابعہ بصری ہیں آپ نہایت ہی متقی پرہیزگار نیک دل اور درویش صفت ہیں آپ خاندان امیر ملت کے لیے باعث عزت وتکریم ہیں۔ چمنستان سرور عالم کی روشن کلی ہیں۔ آپاجی صوفیہ بڑی مہمان نواز ہیں مہمان نوازی میں کوئی آپ کا ثانی نہیں۔

سارا دن مہمانوں کو کھانا کھلانا اور تحفے تحائف دے کر رخصت کرنا آپ کا شیوا ہے۔ مخلوق خدا دور دراز سے آپ سے دعائیں کروانے علی پور شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور اپنی مرادیں پوری کر کے اور جھولیاں بھر کر جاتے ہیں۔

آپاجی صوفیہ کی شادی حضرت پیر سید انور حسین شاہ سے ہوئی تھی۔

حضور سرور کائنات ﷺ حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے تصدق حضرت سیدہ آپا جی صوفیہ کو لمبی زندگی خیر وبرکت کے ساتھ عطا فرمائے۔ آمین

جوہر الملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین سوئم جوہر ملت حضرت الحاج الحافظ حضرت پیر سید اختر حسین شاہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے جلیل القدر پیر طریقت حضرت قبلہ عالم حضرت پیر سید جماعت علی شاہ کے جانشین تھے آپ شمس الملت حضرت پیر سید نور حسین شاہ کے وصال مبارک کے بعد سجادہ نشین دربار حضرت امیر ملت محدث علی پوری مقرر ہوئے آپ عظیم عالم دین اور مصنف تھے۔ فقیہہ وحدیث کے امام تھے حضرت امیر ملت کی زندگی اور آپ کے کارہائے نمایاں پر آپ نے ایک مستند اور معرکۃ الآراء کتاب سیرت امیر ملت کے نام سے تحریر کی جو کہ علم وحکمت کا بیش بہا خزانہ ہے۔

آپ جلیل القدر عالم دین اور فصیح البیان خطیب تھے۔ آپ نے عربی فارسی کی مکمل تعلیم حاصل کی اور درس نظامیہ کے بعد دورۂ حدیث ختم کیا آپ دربار شریف میں اُمور خانہ داری اور مہتمم اعلیٰ کی حیثیت رکھتے تھے اسی لیے آپ کا زیادہ تر وقت انتظامات کی نذر ہو جاتا تھا مگر اس پر بھی آپ کے تبلیغ وارشاد کے مشاغل جاری رہتے تھے۔ اور فتویٰ نویسی میں آپ مفتی مدرسہ کی راہنمائی بھی فرماتے رہتے تھے۔ حضرت جوہر ملت تبلیغی اور مذہبی جلسوں میں بھی شرکت

فرماتے تھے۔ اور حاضرین بڑے شوق سے آپ کے عالمانہ اور مدلل خطابات سُنتے اور فیض حاصل کرتے تھے۔

حضرت قبلہ عالم کے ہمراہ پاکستان کے طول وعرض میں سفر بھی کرتے تھے۔ اور آپ کی خدمت بجالاتے تھے اسی طرح انجمن خدام الصوفیہ کے کاموں میں اور دینی خدمات میں پیش پیش رہتے تھے۔

حضرت جوہر ملت حلیم الطبع، متواضع اور مہمان نواز بزرگ تھے۔ فیاض طبعی اور سیر چشمی کے ساتھ ساتھ حزم واحتیاط معاملہ فہمی اور دور اندیشی کی صفات سے آراستہ تھے۔ دور دور سے لوگ اپنی مشکلات اور معاملات میں مشورہ اور راہنمائی حاصل کرنے آتے تھے۔ اور آپ بڑی بردباری اور دانشمندی سے اُن کو اپنے مشوروں سے سرفراز کرتے اور اُن کی اعانت فرماتے۔

حضرت جوہر ملت کی شادی آپ کے ماموں حضرت پیر سید علی حسین شاہ کی صاحبزادی سے ہوئی تھی آپ کے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں

جگر گوشہ جوہر ملت حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جگر گوشہ جوہر ملت چیئرمین حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ ایک عظیم ہستی مبارکہ تھی۔ آپ کے چہرہ اقدس سے نور امیر ملت اور نور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جھلکتا تھا آپ حکمت وبصیرت و دانش مندی کا زندہ ماڈل تھے فیض مسلسل کی طرح تھے باران رحمت تھے آپ جوھر ملت کے بڑے صاحبزادے اور حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ کے بڑے بھائی تھے آپ کو فخر ملت سے کمال قلبی محبت تھی وفا کے موتی آپ کی ذات میں چمکتے تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی حضرت فخر ملت اور حضرت امیر ملت کے مہمانوں کی خدمت گزاری میں گزاردی لنگر شریف دربار عالیہ علی پور شریف کے جملہ انتظامات آپ کے ذمہ تھے۔ اور آپ نے یہ فرائض بہ احسن انجام دیئے۔

حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ ایک چمکتے قیمتی ہیرے کی مانند تھے۔ نبض شناس بھی تھے اور وسیع النظر بھی۔ حضرت فخر ملت کو قبلہ عالم مانتے تھے۔ اور حضرت فخر ملت کے مقام ولایت کا مکمل ادراک رکھتے تھے یہی وجہ تھی اگرچہ عمر میں بڑے تھے لیکن اپنے چھوٹے بھائی فخر ملت کا احترام ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔ اپنے آپ کو پیر نہیں فقیر کہلواتے تھے۔ پیروں کے دیس میں فقیر

بن کر رہے۔ جو بھی آپ کو ملنے آتا آپ سے بیعت کی تمنا کرتا اُسے حضرت فخر ملت کی طرف بھیجتے تھے۔ اور اُسے فرماتے تھے کہ فخر ملت اپنے زمانے کے کامل ولی ہیں ان سے جا کر بیعت کرو۔

حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ بڑے سخی دل، مہمان نواز تھے عرس مبارک کے موقع پر میں نے بذات خود اُن کو سارا دن اور ساری رات مخلوق خدا کے لیے لنگر شریف پکواتے دیکھا حضرت کو شہادت نصیب ہوئی آپ کسی پیر بھائی کی صلح کروانے مرید کے تشریف لے گئے تھے راستے میں مرید کے نارووال روڈ پر آپ کی گاڑی کو حادثہ پیش آیا ۲ مارچ ۲۰۰۷ کو آپ کا وصال ہوا حضرت فخر ملت کو آپ کی جدائی کا بڑا غم تھا آپ کے وصال کے بعد حضرت فخر ملت اکثر آپ کو یاد کرتے تھے اور آپ کے درجات کی بلندی کے لیے دعا فرماتے اللہ اس عظیم شہزادہ رسالت مآب کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطاء فرمائے آمین۔

چیئرمین حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ کی شادی حضرت حاجی حافظ پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب کی صاحبزادی حضرت سیدہ مسرت فاطمہ سے ہوئی تھی۔ آپ کے کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔

منقبت بحضور حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کس چمن کے جوہر ہیں حضرت اشرف حسین
سر بسر معطر ہیں حضرت اشرف حسین
آفتاب جہاں بھی چشم جھکاتا ہے
اس جناب کا در ہیں حضرت اشرف حسین
سرمۂ بصیرت سے کس طرح نہ ہو تعبیر
آل پاک حیدر ہیں حضرت اشرف حسین
حسرتوں کی دنیا بھی مظہر طہارت بھی
دل میں یوں منور ہیں حضرت اشرف حسین
جان و روح میں بس کر قلب میں کیوں نہ چمکیں
روح مشک و عنبر ہیں حضرت اشرف حسین
اس دیار فانی میں کانٹوں سے جدا ہو کر

پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی صاحب
کے مختلف محافل میں اندازِ کریمانہ

خلد کے گل تر ہیں حضرت اشرف حسین
عالم تحیر میں اس زمیں کا کیا کہنا
مثل ماہ و اختر ہیں حضرت اشرف حسین
غوثیت کے پرتوں سے روضہ مطہر میں
کیا نفیس و اطہر ہیں حضرت اشرف حسین

باب سوئم

سیرت طیبہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

وہ صانع افضل بہت افضل ماوراء افضل
وہ مقصود افضل خوب افضل بے گمان افضل
یہ حروف افضل الفاظ افضل نام افضل
شان افضل پیر افضل یہ خیال افضل

افضل حسین شاہ تھے یکتا ہی شان میں
ان کی مثال اب کہاں پورے جہان میں
جب بھی یہ نام نامی لبوں پہ آئے گا
حلاوت ملے گی آپ کو اپنی زبان میں

شجرہ طیبہ

فرمان الٰہی ہے: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ۔ (پارہ ۲۷)

ترجمہ ''اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملایا اور ان کے عمل میں ذرا سی بھی کمی نہیں کی۔''

حضرت قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب والدین کی جانب سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ اس طرح آپ نجیب الطرفین ہیں۔ آپ کے آباء واجداد سب کے سب مومن و متقی، صالح و برگزیدہ حیثیت کے حامل تھے اور آیت بالا کے صحیح مصداق۔ گویا آپ کا شجرہ نسب صحیح معنی میں اس آیت شریفہ سے مطابقت رکھتا ہے۔

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ

ترجمہ ''مثل اس پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ قائم ہے اور شاخیں آسمان میں ہیں۔''

حضرت قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اس مقدس اور مستحکم درخت کی وہ پاکیزہ شاخ تھے، جن کا شجرہ نسب ان کے تقدس کی دلیل اور جن کے اعمال صالحہ ان کی علوشان پر شاہد عادل ہیں۔ آپ کی حیات پاک اپنے آباء واجداد اور بالخصوص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکمل اتباع میں بسر ہوئی اور اس آخری دور میں آپ نے اعلائے کلمۃ الحق اور اتباع سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ایمان افروز اور روح پرور مثال قائم کی کہ باید وشاید۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ترجمہ ''یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہے اپنے فضل سے نوازے۔''

حضرت فخر ملت حسنی وحسینی سید ہیں آپ کا شجرہ نسب آپ کے والد گرامی جو ہر الملت حضرت پیر سید اختر حسین شاہ کی طرف سے اور آپ کی والدہ ماجدہ کی طرف سے حضور سرور کائنات سے جا ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کا مقام ومرتبہ آپ کی حقیقی نسبت محمدیہ کی بدولت بلند سے بلند ہوتا چلا گیا ہے۔ آپ غوث الاعظم اور سلطان الاولیاء کے درجہ ولایت پر فائز و متمکن ہوئے آج پوری دنیا میں آپ کی عظمت وجلالت وشان وشوکت کا ڈنکا بجتا ہے اور آپ کے نام لیوا لوگوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔

پدری شجرۂ نسب

۱	رسول اکرم و نبی محترم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۲	سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (زوجہ) حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام
۳	حضرت حسین ابن علی سید الشہداء رضی اللہ عنہ
۴	حضرت علی ابن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ
۵	حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ
۶	حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ
۷	حضرت محمد مامون قطب شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
۸	حضرت علی عارض رحمۃ اللہ علیہ
۹	حضرت حسین رحمۃ اللہ علیہ
۱۰	حضرت سید طاہر احمد رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	حضرت سیّد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ
۱۲	حضرت سید عارف رحمۃ اللہ علیہ
۱۳	حضرت سیّد خسرو رحمۃ اللہ علیہ
۱۴	حضرت سیّد اسد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۵	حضرت سیّد کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ
۱۶	حضرت سیّد نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۷	حضرت سید عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۸	حضرت سید شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ
۱۹	حضرت سید خلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۲۰	حضرت سید حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۱	حضرت سید نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۲	حضرت سید منصور رحمۃ اللہ علیہ
۲۳	حضرت سید جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۴	حضرت سید علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۵	حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ
۲۶	حضرت سید امام الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۷	حضرت سید میر احمد رحمۃ اللہ علیہ
۲۸	حضرت سید محی الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۹	حضرت سید حسین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
۳۰	حضرت سید محمد سعید نوروز رحمۃ اللہ علیہ
۳۱	حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ
۳۲	حضرت سید میر محمد رحمۃ اللہ علیہ
۳۳	حضرت سید میر عبد الرحیم محمد رحمۃ اللہ علیہ
۳۴	حضرت سید امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۵	حضرت سید محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ
۳۶	حضرت سید محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ
۳۷	حضرت سید منور علی رحمۃ اللہ علیہ
۳۸	حضرت سید کریم شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۹	امیر ملت محی السنت مجدد دوراں قیوم زماں قدوۃ السالکین حضرت حاجی حافظ پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ۔
۴۰	سراج الملت حضرت پیر سید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۴۱	جوہر الملت حضرت پیر سید اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۴۲	فخر الملت حضرت پیر سید محمد افضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

مادری شجرۂ نسب

۱	رسول اکرم و نبی محترم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم
۲	سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (زوجہ) حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام
۳	حضرت حسین ابن علی سیّد الشہداء رضی اللہ عنہ
۴	حضرت علی ابن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ
۵	حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ
۶	حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ
۷	حضرت محمد مامون قطب شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
۸	حضرت علی عارض رحمۃ اللہ علیہ
۹	حضرت حسین رحمۃ اللہ علیہ
۱۰	حضرت سید طاہر احمد رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	حضرت سیّد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ
۱۲	حضرت سید عارف رحمۃ اللہ علیہ
۱۳	حضرت سیّد خسرو رحمۃ اللہ علیہ
۱۴	حضرت سیّد اسد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۵	حضرت سیّد کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ
۱۶	حضرت سیّد نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۷	حضرت سید عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۸	حضرت سید شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ
۱۹	حضرت سید خلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۲۰	حضرت سید حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۱	حضرت سید نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۲	حضرت سید منصور رحمۃ اللہ علیہ
۲۳	حضرت سید جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۴	حضرت سید علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۵	حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ
۲۶	حضرت سید امام الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۷	حضرت سید میر احمد رحمۃ اللہ علیہ
۲۸	حضرت سید محی الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۹	حضرت سید حسین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
۳۰	حضرت سید محمد سعید نوروز رحمۃ اللہ علیہ
۳۱	حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ
۳۲	حضرت سید میر محمد رحمۃ اللہ علیہ
۳۳	حضرت سید میر عبدالرحیم محمد رحمۃ اللہ علیہ
۳۴	حضرت سید امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۵	حضرت سید محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ
۳۶	حضرت سید محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ
۳۷	حضرت سید منور علی رحمۃ اللہ علیہ
۳۸	حضرت سید کریم شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۹	حضرت سید نجابت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۴۰	حضرت سید علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۴۱	حضرت سیدہ منیر فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا
۴۲	فخر الملت حضرت پیر سید محمد افضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

شجرہ طریقت

۱	رسول اکرم و نبی محترم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۲	امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
۳	حضرت سیدنا سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ
۴	حضرت سیدنا قاسم ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
۵	حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ
۶	حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
۷	حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
۸	حضرت بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ
۹	حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰	حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	حضرت خواجہ محمد عارف دیوگری رحمۃ اللہ علیہ
۱۲	حضرت خواجہ محمد انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۳	حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ
۱۴	حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ
۱۵	حضرت خواجہ میر کلال رحمۃ اللہ علیہ
۱۶	حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ (نقشبندی اول)
۱۷	حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
۱۸	حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ
۱۹	حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
۲۰	حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ
۲۱	حضرت خواجہ درویش رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت

امام المتقین امام المحققین رئیس المتکلمین جامع معقول ومنقول۔ سلطان مبلغ الاولیاء سلطان الطریقہ قدوۃ السالکین۔ زبدۃ العارفین۔ عارف ربانی عظیم البرکت وعظیم المرتبت۔ آفتاب رشد وہدایت فقیہہ عظم عالمی مبلغ اسلام تاجدار علی پور کاشف اسرار حقیت وطریقہ شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء والفضلاء۔ شہزادۂ رسالت مآب جانشین امیر ملت جگر گوشہ جوہر الملت حضور قبلہ فخر الملت حضرت الحاج الحافظ قاری مفتی پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی ۱۸ جنوری ۱۹۴۲ء بمطابق ۳۰ ذوالحجہ ۱۳۷۰ھ بروز اتوار خانوادۂ امیر ملت میں پیدا ہوئے۔ شجرہ نسب ۴۲ ویں پشت میں جا کر نور مجسم آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ سے جا ملتا ہے آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے سنوسئ ہند ابوالعرب بانی پاکستان حضرت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے بشارت دی تھی کہ سید اختر حسین شاہ کے گھر بیٹا پیدا ہوگا اُس کا نام سید افضل حسین شاہ رکھنا۔ صاحبزادہ حافظ قرآن بھی ہوگا اور ساری زندگی قرآن یاد بھی رکھے گا اور اللہ کا کامل ولی بھی ہوگا۔

آپ کی پیدائش پر آپ کے دادا اور اُس وقت کے عظیم شیخ طریقت سراج الملت حضرت پیر سید محمد حسین شاہ نے ۴۰ دیگیں پکوائیں اور مخلوق خدا میں تقسیم کیں۔

حضرت سیدہ آپا جی طاہرہ بی بی دامت برکاتہم العالیہ علی پور شریف نے مجھے یہ بات بتائی کہ حضور قبلہ فخر ملت کی والدہ محترمہ نے بتایا کہ جب حضور فخر ملت کی ولادت باسعادت ہوئی تو اُس سے پہلے مجھے خواب میں ایک ولی اللہ ملے۔ اُن کے ہاتھ میں ایک نورانی بچہ تھا۔ اُنہوں نے وہ بچہ میری گود میں ڈال دیا۔ میں نے دیکھا اس کے چہرے سے نور نکل رہا تھا۔ وہ فرماتی ہیں کہ مجھے اُن بزرگوں نے فرمایا کہ یہ تبرک ہے رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے بھیجا ہے۔ اس کے بعد حضور فخر ملت مجھے عطا ہوئے اور ان کی پیدائش مبارکہ ہوئی۔

آپ فرماتی ہیں کہ حضور قبلہ فخر ملت جب میرے شکم مبارک میں تھے تو میری غیبی مدد ہونا شروع ہوگئی۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں سوٹ کیس اور بیگ کھولتی تو اُدھر پیسے پڑے ہوتے اور اگر تکیہ ٹھیک کرتی تو پیسے پڑے ہوتے برتنوں میں پیسے پڑے ہوتے اور وہم وگمان میں بھی نہ ہوتا کہ یہ پیسے کہاں سے آئے ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ قبلہ کی والدہ محترمہ نے یہ بھی بتایا کہ جب حضور فخر ملت پیدا ہوئے تو اُن کی دائیں آنکھ سے ایک نور کی لاٹ نکلی تھی روزانہ کسی نہ کسی

وقت میں وہ لاٹ یعنی روشنی دکھائی دیتی تھی لیکن انہوں نے اس بات کو عام نہیں کیا کہ کہیں کسی کی نظر نہ لگ جائے۔ وہ بتاتی ہیں کہ بعض دفعہ حضور قبلہ فخر ملت کی آنکھ مبارک سے اتنا زیادہ نور اور روشنی نکلتی کہ دیکھی نہیں جاتی تھی اور آنکھیں چندھیا جاتی تھیں۔

(حضور قبلہ فخر ملت کی والدہ محترمہ آپ کی پیدائش کے بعد دو سال زندہ رہیں)

حضور قبلہ فخر ملت کی پیدائش سے پہلے محمود خان جماعتی جو قبلہ عالم محدث علی پوری کے مرید تھے۔ اُنہوں نے خواب سنایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ کہ آقائے نامدار سرکار دو عالم ﷺ بھی تشریف فرما ہیں اور باقی اور بھی کافی افراد بیٹھے ہیں۔ اتنے میں ابو العرب حضور قبلہ عالم محدث علی پوری تشریف لائے اور اُن کے ساتھ ایک بچہ بھی انگلی پکڑے ہوئے آ رہا ہے۔ میں نے پوچھا حضور یہ بچہ کون ہے؟ تو حضور قبلہ عالم محدث علی پوری نے فرمایا یہ بچہ سرکار دو عالم ﷺ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب کے لیے تحفہ لائے ہیں محمود خان صاحب کہتے ہیں کہ میں اُٹھا اور فوراً اپنی بیوی کو پوچھا کہ ضرور حضور قبلہ فخر ملت کی والدہ محترمہ پر اللہ تعالیٰ نے کوئی مہربانی کی ہوئی ہے۔ تو اُن کی بیوی نے کہا کہ جی ہاں۔ آج کل ان کے ہاں بیٹا یا بیٹی ہونے کو ہے تو محمود خان کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ضرور بیٹا ہی ہوگا۔ خان صاحب نے پھر سب کو پہلے ہی بتانا شروع کر دیا کہ اختر پیر صاحب کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ کچھ دن بعد افضل پیر صاحب کی پیدائش ہوئی۔

بچپن

حضور فخر ملت بچپن ہی سے عادات واطوار میں جداگانہ شخصیت کے حامل تھے۔ آپ سنجیدہ طبیعت اور خوش گفتار تھے صفائی اور نفاست پسند تھے۔ آپ میں ان گنت اخلاقی خوبیاں تھیں۔ بچپن ہی سے کرامات کا ظہور تھا۔ آپ نے اپنا بچپن کھیل کود میں ضائع نہیں کیا بلکہ آپ کی رغبت حصول علم میں تھی آپ کو بچپن سے ہی اللہ کی پاک کلام قرآن مجید سے محبت تھی سات سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ بڑوں کا ادب کرنا اور عزت واحترام کرنا آپ کو ورثے میں ملا تھا۔ حضرت امیر ملت اور حضرت جوہر الملت کی رہنمائی اور شفقت ومحبت آپ کو ہر لمحہ حاصل تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ منیر فاطمہ تھیں جو نہایت پاکباز اور متقی تھیں۔ انہوں نے کمال شفقت کے ساتھ آپ کی پرورش کی۔

جب فخر ملت ۱۹۲۲ء میں علی پور سیداں کی مقدس سرزمین پر پیدا ہوئے حضرت امیر ملت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ اُس وقت زندہ تھے آپ نے فخر ملت کے متعلق فرمایا تھا کہ

''میرے بعد ولی کامل عظیم عالم دین ہوگا اور مخلوق خدا کی خدمت کرے گا''

حضرت فخر ملت بچپن ہی سے بڑے ذہین خاموش طبع اور صبر و تحمل مزاج کے حامل تھے۔ اپ کی خوش اخلاقی سخاوت، پاکیزگی آپ کے اوصاف حسنہ کی امتیازی صفات ہیں۔ آپ اوائل عمر سے ہی بڑے پرہیزگار دین دار متقی، سادہ مزاج، اور حلیم الطبع تھے آپ بچپن سے ہی شریعت اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے صفائی کو بے حد پسند فرماتے تھے۔ اور عادات واعمال میں سنت نبوی کی پیروی کرتے تھے۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ نے فخر ملت کو بچپن سے ہی ظاہری اور باطنی علوم سے بہرہ ور فرمایا تھا۔ وہ کم سنی میں ہی برکتوں اور رحمتوں والے سید زادے تھے چہرہ مبارک سے ایسا نورِ حقیقت عیاں تھا کہ ہر کوئی چھوٹی سی عمر میں بھی آپ کا ادب واحترام کرنا اپنے لیے فخر سمجھتا تھا حضرت فخر ملت پر بچپن سے ہی حضور سیدنا سرور کائنات ﷺ کی نگاہ کرم تھی حضرت امیر ملت محدث علی پوری کی راہنمائی آپ کے لیے چراغ راہ تھی۔ آپ کو علم حقیت سے نوازا گیا تھا۔ کم سنی میں سیف زباں مشہور ہو چکے تھے لوگ آپ سے چھوٹی عمر میں ہی دعائیں کرواتے تھے اور اُن کی مرادیں پوری ہو جاتیں تھیں۔

حلیہ مبارک

روشن چہرہ: جو ماحول کو منور کر دے۔ عقابی آنکھیں: جن میں ایمان کی چمک۔ نور بکھیرتی ہوئی کشادہ پیشانی: جس پر سجدوں کے نشان۔ موتیوں کی طرح لڑیوں میں پروئے ہوئے آبدار۔ دانت: جنھیں دیکھ کر ستاروں کی چمک یاد آئے۔ رسیلے ہونٹ: جن سے خطابت کا رس ٹپک ٹپک کر الفاظ کے دوش پر بیٹھ کر سامعین کے کانوں میں اترتا چلا جائے۔ گوری رنگت، دلکش نقوش، من موہنی صورت، اک پیکر رعنائی وزیبائی، جیسے کسی مصور کا شہ پارہ چلنے میں وقار، بیٹھنے میں افتخار، اُٹھنے میں یلغار، ملنے میں انکسار، ہر پہلوئے شخصیت چمکدار۔

جمال یار کی رنگینیاں بیاں نہ ہوئیں
گرچہ ہزاروں کام لیا ہم نے خوش بیانی سے

حضرت فخر ملت کے چہرۂ اقدس سے نور مصطفےٰ روز روشن کی طرح عیاں تھا بہار کی سی تروتازگی دکھائی دیتی تھی۔ جو بھی آپ کی زیارت کرتا تھا آپ کا دیوانہ ہو جاتا تھا۔ سرخ وسفید چہرہ جو چاند کی طرح روشن وتاباں تھا۔ آپ صبح درخشاں کے نمائندے تھے۔ آسمانی مخلوق دکھائی دیتے تھے۔ آپ حقیقی شجرہ نسب رکھنے والے جگر گوشہ، سرور دو عالم تھے حسنی وحسینی سید تھے جدھر بھی تشریف لے جاتے تھے ماحول کو رنگ ونور سے روشن کر دیتے تھے۔ سادہ لباس پہنتے تھے۔ اور سادہ غذا تناول فرماتے۔ آپ کی چشمان مقدس سے نکلنے والا نور دراصل نور مصطفےٰ ہوتا تھا۔ جو دلوں میں اُترتا چلا جاتا تھا۔ اور تقدیر بدل دیتا تھا۔

جوانی

حضرت فخر ملت شریف النفس پاکباز اور جود وسخا کا پیکر اتم تھے حسین وجمیل تھے خلق محمدی ﷺ کی تمام صفات آپ کی ہستی مبارکہ میں پائی جاتی تھیں۔ آپ نے اپنی جوانی علم نافع حاصل کرنے اور عمل صالح کرنے میں گزاری خوش خلقی صدق وصفا اور ایثار وقربانی کا جذبہ آپ کی ذات قدسی میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جوانی میں بھی آپ کے علم وفضل، کشف وکرامات کے چرچے دور دور تک پھیل چکے تھے مذہبی وعلمی کتابیں پڑھنے کا آپ کو بڑا شوق تھا حضرت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب نے علی پور سیداں شریف میں کتب خانہ قائم کیا تھا جہاں پر انہوں نے دنیا کے کونے کونے سے نادر کتابوں کے نسخے جمع کئے تھے حضرت فخر ملت کتب خانے کی دیکھ بھال اور نگرانی بھی فرماتے تھے اور بڑے ذوق وشوق کے ساتھ کتابوں کا مطالعہ بھی کرتے تھے۔ آپ فصیح البیان نوجوان خطیب تھے عشق رسول اور محبت اہل بیت پر بڑی جامع تقاریر فرماتے تھے دور دراز شہروں سے آپ کو مجالس میں تقریر فرمانے کے لیے دعوت نامے آتے تھے لوگ بڑی منت وسماجت کر کے آپ کو محافل میں شرکت کے لیے اپنے ہمراہ لے جاتے تھے اور آپ کے شیریں ودلپسند خطاب اور مواعظ حسنہ سے مستفید ہوتے تھے حضرت فخر ملت بچپن اور نوجوانی سے ہی سچے اور پکے عاشق رسول ﷺ تھے آپ کی اکثر تقاریر میں اپنے جدامجد فخر کونین ساقی کوثر حضور سیدنا محمد ﷺ سے عقیدت ومحبت کا رنگ غالب دکھائی دیتا تھا خود بھی احکام خداوندی کی پابندی فرماتے تھے۔ اور اپنے یاروں دوستوں اور پیروکاروں کو بڑی سختی کے ساتھ شریعت الٰہی اور طریقت محمدی پر کاربند ہونے کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ کی گفتگو میں عجیب

چاشنی ہوتی تھی۔ جو لوگوں کو آپ کا گرویدہ کر لیتی تھی۔ آپ اکثر مجالس میں حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے عظیم کارنامے بیان فرماتے تھے۔ اور قبلہ عالم کی ہستی ستودہ صفات کو خراج عقیدت پیش کرتے تھے۔ نور و رحمت کا پیکر تھے جدھر بھی جاتے تھے رحمتیں اور برکتیں بانٹتے جاتے تھے۔ علم و حکمت کا سمندر تھے مسائل دینی کی تشریح بڑے آسان الفاظ میں پیش کرتے تھے۔ کہ عوام الناس کو آپ کے خطابات زبانی یاد ہو جاتے تھے۔

شادی

حضور سیدی فخر ملت کی شادی حضور پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ آپ کا نکاح مبارک ۱۱ رمئی کو عرس مبارک والے دن ہوا تھا۔ نکاح کے بعد حضور قبلہ فخر ملت نے لوگوں سے خطاب بھی فرمایا تھا اور آپ کے خطاب کا عنوان نماز تھا۔ آپ کے الفاظ تھے ”جو لوگ جنت کے لیے نماز پڑھتے ہیں وہ تاجر ہیں اور جو دوزخ سے ڈر کر پڑھتے ہیں وہ غلام ہیں۔ نماز اگر پڑھنی ہے تو احکام الٰہی سمجھ کر پڑھو کیونکہ یہ نبی پاک سرور دو عالم سیدنا محمد ﷺ کا پسندیدہ فعل اور ارشاد گرامی قدر ہے“

عرس سے اگلے دن حضور قبلہ فخر ملت کا ولیمہ تھا جس میں مخصوص لوگوں کی شرکت تھی۔ تقریب بڑی ہی سادہ لیکن پر وقار تھی۔ سنت نبوی ﷺ کی پیروری مقصود تھی۔ نہ نمود و نمائش نہ فضول خرچی۔ حقیقتاً اسلامی تعلیمات کے مطابق عاجزی و انکساری الغرض حضور قبلہ فخر ملت کی جوانی بھی پاکیزگی۔ سادگی۔ عاجزی اور وقار کا نمونہ و ماڈل تھی۔

تعلیم و حفظ قرآن مجید

حضور فخر ملت نے ۱۹۴۹ء میں یعنی سات سال کی چھوٹی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا بعد آزاں درس نظام اور دورہ حدیث شریف مکمل کیا۔ ۱۹۴۹ء میں جب حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نارووال میں نماز جمعہ پڑھانے کیلئے تشریف فرما ہوئے تو آپ نے فرمایا ”نارووال والو! دیکھو اتنی چھوٹی عمر میں میرے پڑپوتے نے قرآن مجید حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اور اب یہ تمہیں قرآن پاک سنائیں گے“۔ تو حضور فخر ملت علیہ الرحمہ نے حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں ہزاروں لوگوں کے اجتماع میں منبر پر کھڑے ہو کر قرآن پاک سنایا جس سے حاضرین پر عجب وجد طاری ہو گیا۔ آپ نے جید اساتذہ محترم مولوی عبدالرشید جھنگوی

اور مولانا غلام رسول صاحب سے ابتدائی تعلیم مکمل کی اُس وقت سے لے کر تادم وصال قرآن مجید آپ کو یاد رہا اور ہر سال رمضان شریف میں نماز تراویح میں قرآن پاک سنانے کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ آپ اپنے وصال تک تقریباً چھپن (۵۶) مصلے تراویح میں سُنا چکے تھے۔ آپ کو قرآن پاک سے بے پناہ محبت تھی۔ ایک دفعہ سابق صدر پاکستان پرویز مشرف نے مشائخ کونشن اسلام آباد میں منعقد کیا جس میں ڈی سی او نارووال کے ذریعہ سے سجادہ نشین امیر ملت حضور فخر ملت کو شرکت کے لیے دعوت نامہ بھیجا گیا۔ علامہ قاضی محمد یعقوب رضوی صاحب نے حضور فخر ملت کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دعوت نامہ پیش کیا اور عرض گزار ہوئے کہ ڈی سی او صاحب نے اصرار کیا ہے کہ آپ ضرور اسلام آباد تشریف فرما ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ

''میں مشرف کی بات سنوں یا رمضان شریف میں نماز تراویح کے دوران اللہ کا قرآن سناؤں میرے لیے یہ بات اعزاز کی بات ہے کہ میں حضرت قبلہ عالم کے آستانے پر اللہ کا قرآن سناؤں''

حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اُردو، فارسی، اور عربی کی ابتدائی تعلیم علی پور شریف میں ہی حاصل کی اپنے وصال تک تقریباً چھپن (۵۶) مصلے تراویح میں قرآن پاک کے سنا چکے تھے۔ بچپن ہی میں آپ کو فارسی کی کتاب بوستان زبانی یاد تھی۔ فارسی کی دونوں کتابیں گلستان اور بوستان بڑے شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ آپ جو کتاب بھی ایک دفعہ پڑھ لیتے تھے۔ وہ آپ کو زندگی بھر نہ بھولتی۔

حافظ عبدالمجید محلہ جلال آباد جھنگ صدر والے آپ کے بچپن کے ساتھی اور ہم جماعت ہیں وہ بیان کرتے ہیں میرے محسن عظیم المرتبت پیر سید افضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ پانچ سال کی عمر سے میرے ہم جماعت رہے ہم دونوں کو سیدہ آپا جی صوفیہ سرکار نے پالا ہم دونوں نے اکٹھے قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ کا حافظہ اتنا تیز تھا کہ آدھا آدھا پارہ سبقاً ایک ہی وقت میں یاد کر لیتے تھے۔ درس نظامی جب شروع ہوا تو صرف ونحو کے حافظ شمار ہوئے فارسی اور عربی زبانوں پر اتنا عبور تھا کہ آپ کا ایک عظیم کارنامہ جس کا شاید کسی کو علم نہ ہو جس کا میں گواہ ہوں وہ یہ تھا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی گلستان کا عربی میں آپ نے ترجمہ کیا جس پر اساتذہ کرام نے حضرت فخر ملت کا یہ عظیم کارنامہ قرار دیا۔ ممکن ہے اُس زمانے کا لکھا ہوا مسودہ دارالعلوم کی لائبریری میں اب بھی موجود ہو۔

حافظ عبدالمجید مزید بیان کرتے ہیں کہ قطبی میر قطبی منطق و فلسفہ کی اہم اور مشکل ترین کتابیں آپ کو زبانی یاد تھیں۔ کتابوں کا مطالعہ کر کے سبق یاد کرتے اور اساتذہ کو زبانی سنا دیتے تھے جس پر اساتذہ کرام کو مزید تشریح کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔

دورہ حدیث کی تعلیم کے دوران اُستاد صاحب اس انتظار میں رہتے کہ عبارت سنتے ہوئے کہیں عربی عبارت کی غلطی پیش آئے تو آپ کی سرزنش کی جائے لیکن آپکی صرف ونحو کی قابلیت اور صرف ونحو کا استعمال اتنا قوی تھا کہ کبھی احادیث کی کتاب میں جن پر کوئی اعراب نہیں ہوتا کبھی زیر زبر کی غلطی سرزد نہ ہوتی تھی۔ حضرت فخر ملت کا عظیم کارنامہ جس کا تذکرہ کئے بغیر میں نہیں رہ سکتا وہ یہ تھا کہ قرآن مجید کے ہر صیغہ کو اُستاد صاحب کے سامنے آپ نے بیان کیا اور اُسکی وضاحت کی کہ یہ کیوں مرفوع اور منصوب ہے۔ مشکل ترین قرآن پاک کے صیغہ جات علماء کرام کے سامنے بیان فرماتے۔ تو صاحبان علم آپ کی علیمت کو دیکھ کر دنگ رہ جاتے میں یہ کہنے کے لیے کوئی دریغ نہیں کروں گا کہ یہ علمی طاقت خداداد ہی تھی جس میں حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری کی نظر کرم کا واضح اثر نظر آتا تھا۔ بڑی سرکار حضور قبلہ عالم محدث علی پوری جب تک حیات رہے میں اور میرے ساتھ حضور فخر ملت نماز عشاء کے بعد آپا جی صوفیہ سرکار کو قرآن پاک کا ایک سپارہ باری باری سنایا کرتے تھے۔ جس کو سن کر حضور امیر ملت بہت خوش ہوتے تھے اور حضرت فخر ملت کو خصوصی دعاؤں سے نوازتے تھے۔ حضرت فخر ملت کے والد گرامی جو ہر ملت حضرت پیر سید اختر حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ آپ کی تعلیم کے بارے میں اتنی سختی فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ قرآن پاک کی منزل سناتے ہوئے کچھ غلطیاں ہوئیں تو اُستاد صاحب نے غصے میں آ کر چھڑیاں ماریں جس سے آپ کے نازک بدن پر نشانات اُبھر آئے روتے روتے اپنے والد محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُستاد صاحب کے مارنے کی شکایت کی تو آپ نے بازو پکڑا اور استاد صاحب کے سامنے لا کر بٹھا دیا اور فرمایا مجھے اس کی تعلیم چاہیے بے شک اُستاد صاحب کی مار سے مرتا ہے تو مر جائے تو مجھے کوئی شکوہ نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے آپ کا علم تمام علمائے کرام کی طرح سطحی نہ تھا بلکہ ہر چیز کی تہہ میں جا کر اُس کی حقیقت بیان فرماتے تھے۔

افضل افضل ہی رہتا ہے

حافظ عبدالمجید مزید بیان کرتے ہیں کہ

ہم نے پندرہ سال اکٹھے تعلیم حاصل کی اسی دوران جب بھی کوئی امتحانات ہوئے

تو حضرت فخر ملت نے ہمیشہ اوّل پوزیشن حاصل کی میری کوشش ہوتی کہ میں کبھی تو آپ سے زیادہ نمبرز حاصل کرسکوں مگر میری یہ کوشش ناکام رہی اور اُستاد صاحب یہی کہتے کہ۔

''افضل ہمیشہ ہی افضل رہتا ہے''

ایک دن ایک عالم دین مدرسہ نقشبندیہ میں تشریف لائے تو انہوں نے اُستاد گرامی مولانا عبدالرشید صاحب سے تقاضا کیا کہ کوئی طالب علم جس پر آپ کو ناز ہو پیش کریں۔

تو اُستاد صاحب نے حضرت فخر ملت رحمتہ اللہ علیہ کو منطق اور فلسفہ کی کتابیں دے کر بھیجا اور فرمایا اگر میرے شاگرد کا امتحان لینا ہے تو یہ کتابیں حاضر ہیں ان میں سے جہاں سے چاہیں امتحان لے سکتے ہیں چنانچہ مولانا صاحب نے ''شمس بازغہ'' کی ایک عبارت پڑھنے کو کہا آپ نے عبارت پڑھنا شروع کی وہ اس انتظار میں تھے کہ آپ کوئی اعرابی غلطی کریں تو میں ٹوکوں لیکن آپ نے باریک ترین لکھا ہوا ''شمس بازغہ'' کا آدھا صفحہ پڑھ دیا جب کوئی اعرابی غلطی محسوس نہ ہوئی تو مولانا صاحب نے کتاب بند کر دی اور فرمایا جو طالب علم اس مشکل ترین کتاب کی اعرابی غلطی نہیں کرسکتا وہ اسکے مفہوم کی وضاحت میں کیسے غلطی کرسکتا ہے۔

الغرض حضرت فخر ملت علم قرآن، علم تفسیر، علم حدیث، اصول تفسیر، اصول حدیث، علم فقہ، علم حکمت، علم الکتاب، علم تصوف، علم فصاحت و بلاغت، علم خطابت، علم ظاہر و علم باطن، اور تمام علوم کے سرتاج تھے۔

حضور فخر ملت کے اساتذہ کرام

(۱) حضرت علامہ مولانا جناب عبدالرشید جھنگوی رحمتہ اللہ علیہ

حضور قبلہ فخر ملت رحمتہ اللہ علیہ کے پہلے واجب الاحترم اُستاد گرامی حضرت مولانا مولوی عبدالرشید جھنگوی تھے آپ نے ان سے قرآن مجید حفظ کیا تھا اس کے بعد اردو فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم بھی علی پور شریف میں انہی سے حاصل کی حضرت علامہ مولانا عبدالرشید جھنگوی رحمتہ اللہ علیہ بڑے بلند پایا عالم دین اور اُستاد گرامی تھے حقیقتاً ایک روحانی شخصیت بھی تھے۔

عرصہ تیس سال تک مدرسہ نقشبندیہ جماعتیہ علی پور سیداں شریف میں مدرس کے فرائض انجام دیتے رہے نہایت ہی متقی و پرہیز گار انسان تھے اُن کے درس و تدریس سے ہزاروں طلبہ نے استفادہ کیا سینکڑوں حضرات اپنے وقت کے عظیم اور جلیل القدر علمائے کرام بنے آپ بڑے

بلند پایہ بزرگ تھے سچے عاشق رسول تھے حضرت مولانا عبد الرشید جھنگوی رحمتہ اللہ علیہ حضرت مولانا قطب الدین جھنگوی کے فرزند تھے جو کہ قبلہ عالم حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز بھی تھے۔ آپ نے ہی آپ کو شیر پنجاب کا لقب عطا کیا تھا۔ حضرت فخر ملت نے درس نظامی کی تعلیم بھی مولانا عبد الرشید جھنگوی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

(۲) حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل جماعتی دامت برکاتہم العالیہ

حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل جماعتی بلند پایہ بزرگ ہیں انہوں نے ساری زندگی آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت کے بزرگان کی خدمت کرتے ہوئے گزاری ہے حضرت امیر ملت محدث علی پوری سمیت تمام سجادہ نشینان دربار حضرت امیر ملت نے ان کو خلافت واجازت سے نوازا ہے حضرت فخر ملت بچپن میں حضرت مولانا محمد اسماعیل جماعتی سے فارسی کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ فارسی کی کتابیں بوستان اور گلستان آپ نے مولانا سے پڑھیں۔ مولانا کو حضرت فخر ملت نے خلافت سے بھی نوازا حضرت فخر ملت مولانا کا بے حد احترام کرتے تھے آپ نے مولانا کو حج کے لیے بھی بھیجا اور سارا خرچ خود برداشت کیا حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل جماعتی عرصہ دراز سے علی پور سیداں شریف میں منشی کے فرائض انجام دے رہے ہیں خط وکتابت سے لے کر تعویذ لکھنا بینک اکاؤنٹ کے حساب رکھنا مولوی صاحب کی ذمہ داری ہے۔

(۳) ماسٹر کرامت الٰہی صاحب

ماسٹر کرامت الٰہی صاحب کو بھی حضور قبلہ فخر ملت کا اُستاد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ بڑے ذہین اور قابل اُستاد گرامی تھے حضرت فخر ملت نے آپ سے انگریزی کی تعلیم حاصل کی آپ اپنے استادِ گرامی کا بڑا احترام کرتے تھے۔ ماسٹر کرامت الٰہی صاحب بڑی محنت وخلوص کے ساتھ آپ کو انگریزی کی تعلیم دیتے تھے۔ لوگوں کی اکثریت کا یہ خیال ہے کہ حضرت فخر ملت ایک عظیم عالم دین اور بلند پایہ شیخ طریقت ہیں۔ عربی، اردو اور پنجابی زبانوں پر آپ کو عبور حاصل ہے شاید انگریزی نہیں جانتے لیکن یہ امر حقیقت ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت کو انگلش زبان پر بڑا عبور تھا آپ جب انگلینڈ تشریف لے جاتے تھے واپسی پر نامی گرامی اسلامی سکالرز کی انگلش میں لکھی ہوئی کتابیں ساتھ خرید کر لاتے تھے اور بڑے ذوق وشوق کے ساتھ مطالعہ فرماتے تھے۔

(۴) حضرت علامہ مولانا مفتی غلام رسول جماعتی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام رسول جماعتی رحمتہ اللہ علیہ ایک جید عالم دین اور مفتی

اعظم تھے ان کو بھی حضرت فخر ملت کا استاد گرامی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ نے حضور قبلہ فخر ملت کو اسلامی علوم، فن تقریر، اور اسلامی شرعی مسائل کی تعلیم دی۔ حضور فخر ملت حضرت مولانا مفتی غلام رسول جماعتی کا بڑا احترام فرماتے تھے اور آپ نے مولانا صاحب کو خلافت واجازت بھی عطا فرمائی تھی۔ حضرت مولانا اعلیٰ ظرف کے حامل مقرر شعلہ بیاں تھے۔ اسلامی فقہ پر مکمل دسترس رکھتے تھے اور علوم عقلیہ ونقلیہ پر آپ کو کامل عبور تھا۔ آپ نے دین متین کی سمجھ بوجھ اور اسلامی فقہ کی تدریس میں ہمیشہ خلوص دل کے ساتھ حضرت فخر ملت کی راہنمائی فرمائی۔ ایک بلند پایہ امیر شہر خطابت اور بے مثل عالم اسلام اور مفکر اعظم کی مسند عزت وتکریم پر فائز ومتمکن ہوئے۔ حضرت علامہ مولانا مفتی غلام رسول جماعتی صاحب اپنے وقت میں مسائل شرعیہ و اسلامی فقہ پر اپنے فتویٰ ومسائل کی وضاحت وتشریح کے لیے بڑے مشہور تھے۔

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام رسول جماعتی رحمتہ اللہ علیہ چالیس سال سے زائد عرصہ علی پور شریف میں رہے اور حضور قبلہ فخر ملت کو درس نظامی بھی آپ نے پڑھایا۔ مفتی غلام رسول صاحب جب پیر صاحب کے بیعت ہوئے تو بہت سے احباب کو حیرت ہوئی کہ حضرت مفتی صاحب تو حضور قبلہ فخر ملت تک تمام پیران عظام علی پور شریف کے درمیان رہے لیکن کسی کے بیعت نہ ہوئے اور کتنے سالوں بعد جب تمام پیران عظام اس دنیائے فانی سے جا چکے تو وہ حضور قبلہ فخر ملت کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ آپ تمام پیران عظام کو چھوڑ کر حضور قبلہ فخر ملت کے بیعت ہوئے اس کی کیا وجہ ہے تو مفتی صاحب نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میں حضور قبلہ فخر ملت کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں بتا سکتا۔ ایک دفعہ اتفاق سے مفتی صاحب اور حضور قبلہ فخر ملت اکٹھے ایک جگہ تشریف فرما تھے۔ اس وقت انہوں نے آپ کی اجازت سے بتایا کہ ایک دفعہ میں انگلینڈ میں تھا اور ایک مسجد میں فجر کی نماز ادا کی اور مسجد میں چہل قدمی کرنا شروع کر دی باہر بارش ہو رہی تھی کہ اچانک بادل کا ایک ٹکڑا کھڑکی میں سے اندر داخل ہوا اور جب میں نے بادل میں دیکھا تو میرے سامنے اچانک حضور قبلہ فخر ملت کھڑے تھے اور میں نے آپ سے پوچھا کہ جناب آپ یہاں کب تشریف لائے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ رات کو ہی پہنچا ہوں۔ اتنی بات کر کے آپ میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گئے اور میں نے جلدی سے فون اٹھایا اور جس پیر بھائی کے گھر پیر صاحب کا فون آیا کرتا تھا اُسے فون کیا اور پوچھا کہ حضور فخر ملت تشریف لائے ہیں؟ تو اس نے بتایا کہ ہاں وہ رات کی فلائیٹ سے ہی آئے ہیں

اور ابھی ہمارے گھر میں بیٹھے ہیں۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے تیاری کی اور حضور قبلہ فخر ملت سے ملنے ان کے گھر چلا گیا وہاں پہنچا تو حضور وہاں موجود تھے حضور مسکرائے اور مجھے بیٹھنے کو کہا کیونکہ میں حضور قبلہ فخر ملت کے اخلاق، علم، مقام اور ولایت سے پہلے ہی بخوبی واقف تھا تو اس واقعے کے بعد میں اور کچھ سوچ بھی نہ سکا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور آپ کو اپنا استاد اور مرشد بنا لیا اور ولی کامل مان لیا۔ یہ تاریخ کا انوکھا اور دلچسپ واقعہ ہے کہ استاد اور گرامی قدر مفتی اعظم اپنے شاگرد رشید کا مرید ہوا اور بیعت کی۔

حیات طیبہ فخر ملت

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۝

(سورہ الاحزاب پارہ ۲۲ آیت ۳۳) ترجمہ "اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو اور تم کو پوری طرح پاک صاف کرے"۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ کسی کو آنے کی اجازت نہ دینا۔ حضرت فاطمہ تشریف لے آئیں میری مجال نہ تھی کہ میں انہیں اپنے والد محترم کی ملاقات سے روکتی پھر حضرت حسن تشریف لائے انہیں بھی اندر آنے سے روکنا میرے بس کی بات نہ تھی پھر حضرت علی تشریف لے آئے انہیں روکنا بھی میرے لیے ناممکن تھا۔ جب چار حضرات اکٹھے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی چادر اوڑھا دی اور فرمایا:

"یہ میرے اھل بیت ہیں اے اللہ ان سے پلیدی کو دور کر دے اور انہیں خوب پاک کر دے"۔

یہ آیت اُس وقت اتری جب یہ چادر پر اکٹھے ہو چکے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں بھی؟ لیکن اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسرت کا اظہار نہ کیا اور فرمایا "تم خیر کی طرف ہو"۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۸۰۷)

مظہر حُسن حقیقت محرم حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ چمنستانِ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرمدی پھول اور

اھل بیت اطہار کا روشن تابندہ ستارہ تھے۔ آپ کی نسبت نسبت علی المرتضیٰ ہے آپ کی نسبت نسبت فاطمۃ الزھراؓ ہے اور آپ کی نسبت حسن وحسین ہے آپ اُسی خاندان عالیہ مقدسہ کا نور حقیقت ہیں جس کا ذکر قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیت کریمہ میں کیا گیا۔ ہے اور تفسیر ابن کثیر میں جس کو تفصیلا بیان کیا گیا ہے حضرت امام احمد رضا خان نے کتنے دل کش پیرائے میں بیان کیا ہے۔

سر تا بقدم ہیں تن سلطان زمن پھول
لب پھول دھن پھول ذقن پھول بدن پھول
کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زھرا ہے کلی جسکی حسین و حسن پھول

فخر ملت کی حیات مبارکہ لاریب زندگی کے ہر ہر پہلو میں پاکیزگی وطہارت اور تقویٰ و پرہیز گاری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ اپنی اکثر تقاریر میں سورہ الاحزاب کی اس آیہ مبارکہ کی تلاوت فرماتے تھے پھر شان وعظمت اھل بیت بیان فرماتے تھے۔

آپ کی حیات مبارکہ احکامات خداوندی اور سنت نبوی ﷺ کے تابع تھی آپ بچپن ہی سے شریعت کی پابندی فرماتے تھے صوم وصلوۃ کے پابند تھے آپ کا لباس اکثر سنت نبوی کی پیروی میں سفید ہی ہوتا تھا اور اُسے ہی پسند فرماتے تھے۔

حضور فخر ملت کی رات کی مصروفیات اسطرح ہوتیں تھیں کہ آپ نماز عشاء کے بعد ۹ بجے کی خبریں سن کر صرف ایک گھنٹہ آرام فرماتے تھے۔ پھر آپ ساری رات رب کریم کے حضور عبادت میں مشغول رہتے نماز نفل اداء کرتے اور تسبیحات پڑھتے پڑھتے ساری رات گزار دیا کرتے تھے۔ یہ آپ نے اپنی زندگی کا ایک بھی لمحہ ضائع نہیں کیا بلکہ ہمہ وقت ذکر الٰہی اور ذکر مصطفےٰ میں گزارا صحیح اسلامی اقدار پر کاربند رہے اور پرچار بھی کرتے رہے آپ نے اپنی سیرت و کردار سے حقیقی اسلامی ضابطہ حیات کا ماڈل ونمونہ پیش کیا۔

حضرت فخر ملت کو فقط اللہ اور اس کے رسول سے محبت تھی آپ راتوں کو تہجد کے سجدوں سے زندہ رکھتے تھے اور دن کے وقت مخلوق خداوندی کی خدمت کرتے تھے۔ گویا آپ ''الحب للہ'' کے مصداق تھے۔ آپ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول ﷺ سے کئی دفعہ مشرف ہوئے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں مخلوق خدا کو اپنے خرچ پر حج وعمرہ کروایا۔ مجھے راقم الحروف کو ۲۰۰۰ء میں جب میں ابھی طالب علم تھا اپنے ذاتی خرچہ پر عمرہ شریف کے لیے بھیجا۔

آپ بڑے خوبصورت سادہ مزاج اور پایہ کے بزرگ اور سیف زباں تھے۔ جو زباں سے نکل جاتا تھا آنا فانا پورا ہوتا تھا۔ آپ ایک سچے اور پکے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ فنافی الرسول تھے۔ آپ کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا، بولنا، سونا، جاگنا، کھانا، پینا، بلکہ عادات واطوار اور لباس عین سنت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھا۔ طبیعت میں اعلیٰ درجہ کی انکساری تھی۔ تحمل و بردباری کے پیکر تھے۔ غرباء، مساکین اور یتیم بچوں کی بڑی امداد فرماتے تھے۔ آپ ملک پاکستان بلکہ بیرون ملک برطانیہ میں جا کر بھی اشاعت دین اور تبلیغ دین کے لیے پرعزم اور سرگرم عمل رہتے تھے۔ حضرت فخر ملت کے زمانہ سجادہ نشینی میں دربار امیر ملت محدث علی پوری کے جملہ انتظامات زمینداری و کاشتکاری آپکی نگرانی میں بخیر وخوبی سرانجام پاتے تھے۔ آپ بڑے مہمان نواز بھی تھے۔ عرس مبارک کے موقع پر آپ اکثر اپنی تقاریر میں فرمایا کرتے تھے کہ آپ لوگ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان ہیں اگر آپ کی مہمان نوازی میں ہم سے کوئی کمی، غلطی یا غفلت ہو جائے تو ہمیں معاف فرمانا۔ آپ ہمیشہ مہمانوں کی خدمت اپنا فرض سمجھتے تھے اگر گاؤں سے برادری یا گھر کا کوئی فرد آتا تو بڑی شفقت ومحبت اور مہربانی سے پیش آتے تھے۔

حضرت فخر ملت کے اخلاق حسنہ حلیم طبع یا ور شفقت ومحبت شہرہ آفاق تھی۔ آپ نے بچپن سے آخر تک عشق رسول اللہ اور محبت صحابہ واھل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں پوری زندگی بسر کی۔ فخر ملت کے اوصاف حمیدہ اور پاکیزہ اطوار میں ایک خاص وصف آپ کی خلق خدا اور اپنے مریدین کے ساتھ محبت تھی۔ جو بھی آتا تھا آپ کا ہو کے رہ جاتا تھا ھر کسی کے غم اور خوشی میں برابر شریک ہوتے تھے۔ انتہائی ملنسار تھے اور عوام وخاص سے یکساں مہر ومحبت پرمبنی سلوک کے لیے مشہور تھے۔ مشکل ودقیق مسائل کو آسان فہم اور لطیف پیرائے میں بیان کرنے پر خاص قدرت رکھتے تھے آپ کے ان اوصاف عالیہ کی بدولت لوگ آپ کے معتقد اور معترف تھے۔

اوصاف حمیدہ

حضور فخر ملت ایک بلند مقام اور روحانی فیض کا دائمی ذریعہ تھے۔ آپ کتاب وسنت اور اتباع حق کا ایسا پیکر تھے کہ زیارت کرنے والوں کے لیے۔ خیر القرون کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ آپ بہت بڑے عالم دین فاضل جلیل فصیح البیان اور مبلغ اسلام تھے۔ آپ عظمت وہدایت کا وہ

آفتاب تھے کہ آپ کے اوصاف حمیدہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتے اللہ رب العزت نے آپ کو ولایت کبریٰ کے اُس عظیم مرتبہ سے نوازا تھا کہ آپ کے مقام وعرفان سے اہل کشف بھی عاجز ہیں آپ کو جہاں اللہ رب العزت نے ایسا بے مثال جمال ظاہری عطاء فرمایا تھا کہ دیکھنے والے اکثر پہلی نظر میں ہی آپ کے گرویدہ وشیدا ہو کر رہ جاتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو حسن سیرت سے بھی نوازا گیا تھا۔ آپ کی ہستی مبارکہ میں ملائکہ جیسی صفات پائی جاتی تھیں خوش خلق و خوش گفتار تھے ہمیشہ حق اور سچ بات کہتے تھے۔ قرآن پاک کی آیت مبارکہ ہے۔

قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ترجمہ: ہمیشہ سیدھی اور سچی بات کرو

کا پیکر مجسم تھے۔ آپ نے کبھی وہ بات نہیں کی جس پر خود عمل نہ کیا ہو قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لِمَا تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ۔ ترجمہ: وہ بات کیوں کرتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔

حضرت فخر ملت کے اوصاف حمیدہ کی بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ نے اپنی ساری زندگی قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق گزاری اور دوسروں کو بھی قرآن وسنت پر چلنے کی تاکید کرتے رہے۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمتہ اللہ علیہ حسن سیرت کا ماڈل تھے۔ آپ کے حسن وصورت وحسن سیرت کی تنویر کی دامن کش اور دلربا گرفت سے کوئی بچ نہیں سکتا تھے۔ اپ ہر خصلت میں بے نظیر و بے مثال تھے۔ اپ کریم لنفس شریف الطبع، شیریں کلام، نرم خو، خودار، اور خوگر صبر وقناعت تھے۔ ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ قدرت نے آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ نہایت عالی ظرف، فراخ دل، بلند حوصلہ، صوفی باصفا مرد مجاہد اور روحانی ولی کامل تھے۔

نگاہ میں برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
یہ بات کیا ہے انہیں دیکھنے کی تاب نہیں

آپ کی آواز مبارکہ شیریں، پرسوز، اور باوقار تھی۔ متانت وپختگی اور سنجیدگی سے گفتگو فرماتے کہ ایک ایک لفظ جداگانہ اہمیت کا حامل ہوتا تھا۔ اور سماعتوں سے ٹکرا کر سننے والوں کے دل میں اُترتا چلا جاتا تھا۔ آپ کے الفاظ مبارکہ سننے والوں کے دل ودماغ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نقش ہو جاتے تھے۔ صاحبزادہ حضرت علامہ پیر عرفان الٰہی صاحب نے کیا خوب لکھا کہ۔

حق و صداقت کی باتیں یوں پیار سے سناتے رہے
بھٹکے ہوئے بندگان خدا کو راہ حق دکھاتے رہے
قلب کے ظلمت کدے میں شمع وحدت جلاتے رہے
عرفان سب کے دلوں پہ وہ نقش اپنا جماتے رہے

حضرت قبلہ فخر ملت کی ذات بابرکات سلف الصالحین کا ایک متبرک ومقدس نمونہ تھی اسلام کی خدمت جس انداز میں آپ نے کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی ہستی مبارکہ ان صفات کی حامل ہے جو ایک مرد کامل اور رہبر شریعت اور پیر طریقت میں ہونی چاہیے۔ آپ کو خدا نے قبول عام اور محبوبیت کی وہ خلعت فاخرہ عطا فرمائی کہ جسکی مثال آج اس مادہ پرستانہ دور میں ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ جہاں کہیں بھی اپ تشریف فرما ہوتے آپ کے وجود مسعود سے بڑھ کر دلکش اور جاذب نظر اور کوئی چیز وہاں معلوم نہ ہوتی کسی جگہ بھی آپ کی تشریف آوری کی قبل از وقت اطلاع ہو جاتی تو وہاں آناً فاناً ہزاروں لوگ جمع ہو جاتے تھے اس خداداد مقبولیت کے احاطہ میں آ کر کوئی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ یہ بات حقیقت ہے کہ عارفین حق ہمیشہ تواضع اپناتے ہیں محبوبان خدا اولیائے کرام کے اوصاف حمیدہ سے ایک خاص امتیازی وصف ہے۔ وہ یہ کہ مردانِ خدا میں سے جس قدر کوئی عظیم المرتبت ہوگا اسی قدر وہ متواضع اور منکسر المزاج ہوگا۔ حضور قبلہ فخر ملت نہایت ہی متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ اسی تواضع وانکساری کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ اللہ رب العزت نے آپ کو اپنے زمانہ مبارکہ میں وہ رفعت عطا فرمائی کہ جس کی مثال ملنا ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے آپ کے مزاج گرامی پر تواضع وانکساری اتنی غالب تھی کہ آپ اپنی تعریف وتوصیف کسی رنگ میں پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ جود وسخا اور فیوض وبرکات ظاہری وباطنی کا منبع وماخذ اور مرکز تھے۔ آپ کے درفیض پر تشنگانِ لوگوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ ہر شخص اپنی حاجت آس ومراد اور اپنا دکھ درد پیش کرنے کے لیے حاضر ہوتا اور مکمل توجہ حاصل کر کے اور دامن مراد اپنے مقصود سے بھر کر ہی واپس جاتا تھا آپ عشاق کا مرجع اور ملجا وماویٰ تھے اور آپ کے مریدین ومتوسلین تو آپ کے اس قدر شیدا تھے کہ آپ کو دیکھ کر وہ سب دکھ درد اور غم وآلام بھول جاتے تھے۔

دکھ درد کے ماروں کو غم یاد نہیں رہتے
جب سامنے آنکھوں کے غمخوار نظر آئے

حضور قبلہ فخر ملت کسی سائل اور حاجت مند کو خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے تھے سائل کی ضرورت اور حاجت ہر حال میں پوری فرماتے تھے اپنوں اور غیروں عقیدت مندوں اور زائرین کا کوئی لحاظ نہ تھا غریبوں کی مدد کرنا آپ کا شعار تھا اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ آپ کی خدمت اقدس میں کوئی چیز بطور نذرانہ پیش ہوتی تو آپ کسی ایسے سفید پوش حاجت مند کو عطا فرما دیتے جو اسی غرض سے حضور کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوتا تھا۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپ کو مجسمہ اخلاص و اخلاق بنا کر بھیجا تھا۔ آپ اس قدر مہمان نواز تھے کہ ہر آنے والے کو پہلے لنگر شریف کھانے کا حکم صادر فرماتے اور یہ حقیت ہے کہ آپ کے در دولت پر چوبیس گھنٹے لنگر عام ہے۔

حضور سیدی وسندی، مرشد کامل فخر ملت حضرت امیر ملت کی مسند طریقت پر بیٹھ کر لوگوں کے دلوں میں محبت رسول ﷺ محبت آل واصحابؓ اور تعلیمات بزرگان دین کا اُجاگر کرتے رہے۔ دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں شب و روز مکمل اور بیرون ملک مصروف عمل رہے۔

بیعت وخلافت واجازت

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○ (سورۃ المائدہ آیت ۳۵ پارہ ۶)

ترجمہ:۔ ”اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ اور جدوجہد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ“۔

مفسر قرآن جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت مقدسہ کی تفسیر لکھتے ہیں کہ:

”ابن منظور لفظ وسیلہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں یعنی جس چیز کے ذریعہ اُس تک پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل ہو اسے وسیلہ کہتے ہیں۔ ایمان نیک اعمال، عبادات، پیروی سنت اور گناہوں سے بچنا یہ سب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں اور مرشد کامل جو اپنی روحانی توجہ سے اپنے مرید کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اُتار دے

دل میں یاد الٰہی کی تڑپ پیدا کر دے۔

اُس کا وسیلہ ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہے کاملین امت نے ایسے مرشد کی تلاش میں سینکڑوں ہزاروں کوس کی مسافت کو پا پیادہ طے کیا ہے اور اُن کی راہنمائی و دستگیری سے آسمان معرفت وحکمت پر مہر و ماہ بن کر چمکتے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس آیت وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے شاہ اسمٰعیل صاحب دہلوی کو بھی لکھنا پڑا:

اهلِ سلوك این آیت را شارت بسلوك مے فهمند ووسیله مرشد رامے داند پس تلاشِ مرشد بنا بر فلاحِ حقیقی وفوزِ تحقیقی پیش از مجاهده ضروری ست و سنت الله برهمیں منوال جاریست لهٰذا بدون مرشد راه یالی نادر است۔ یعنی سالکانِ راہ حقیقت نے وسیلہ سے مراد مرشد لیا ہے۔ پس حقیقی کامیابی اور کامرانی حاصل کرنے کے لئے مجاہدہ وریاضت سے پہلے تلاشِ مرشد ازبس ضروری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے سالکانِ راہِ حقیقت کے لئے یہی قاعدہ مقرر فرمایا ہے۔ اسی لئے مرشد کی رہنمائی کے بغیر اس کا ملنا شاذ و نادر ہے۔

دمِ عارف نسیمِ صبحدم ہے — اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیبؑ آئے میسر — شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

(اقبال)

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے تقویٰ اختیار کرنے، وسیلہ تلاش کرنے کے علاوہ ہر دم مصروف جہاد رہنا بھی ضروری ہے۔ جہادِ اصغر بھی اور جہادِ اکبر بھی۔ کفار سے بھی اور نفسِ امارہ سے بھی اور ان تمام نظریات اور افکار سے بھی جو کسی حیثیت سے اسلامی عقائد اور مسلمات سے ٹکراتے ہیں۔ تب جا کر فلاح و کامرانی نصیب ہوگی،،۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ۴۶۶)

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی قدر عالم اسلام کے عظیم سکالر و مجتہد شیخ طریقت رہبر شریعت جوہر الملت حضرت پیر سید اختر حسین شاہ جماعتی نور اللہ مرقدہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

حضور شمس الملت پیر طریقت و رہبر شریعت حضرت پیر سید نور حسین شاہ جماعتی نور اللہ مرقدہ نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ سجادہ نشین سوئم و جانشین حضرت امیر ملت اور آپ کے والد گرامی قدر جوہر الملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو بعد حضرت جوہر ملت کے چہلم شریف کے موقع پر خاندان امیر ملت کے متفقہ فیصلہ پر آپ کے سر پر دستار فضیلت و عظمت رکھی گئی۔ اور اسطرح سے آپ سجادہ نشین چہارم و جانشین حضرت امیر ملت مقرر ہوئے یہ وہ زمانہ تھا جب آپ کی عمر شریف تقریباً اڑتیس (۳۸) سال تھی آپ دور و نزدیک اور اطراف و اکناف میں شیخ بارکہ اور شیخ ہدایت کے طور پر مشہور ہو چکے تھے عظیم الشان محافل میلاد کے جلسوں میں جا کر وعظ فرمانا آپ کا معمول تھا پاکستان کے طول و عرض سے لوگ آپ کے پاس دعاؤں کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ اور بامراد جاتے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ آپ آسمان امیر ملت پر ایک روشن و تاباں ستارے کی طرح اُبھرے اور قبلہ عالم محدث علی پوری کے سنہری دور کی یاد تازہ کر دی۔

حضور قبلہ فخر ملت کی ہستی مبارکہ میں ایک کامل ولی اللہ کی تمام خوبیاں اور صفات موجود تھیں شیخ عبداللہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ ولی کی کیا تعریف ہے۔ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ هو الذی فی وجه حیا و فی عینه بکاء و فی قبله صفاء و فی لسانه ثناء وفی یده عطاء و فی وعده و فا و فی نطقه شفاء

ترجمہ: ''ولی وہ ہے جس کے چہرہ پر حیاء ہو آنکھوں میں گریہ ہو دل میں پاکیزگی ہو زبان پر اللہ اور رسول ﷺ کی تعریف ہو ہاتھ میں بخشش ہو وعدہ میں وفا اور بات میں شفاء ہو''۔

یہ امر حقیقت ہے کہ ولی کامل کی جو تعریف حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے حضور قبلہ فخر ملت اس تعریف اور اس معیار پر بدرجہ اتم پورا اُترتے تھے وہ حق و صداقت، شرم و حیاء، پاکیزگی و طہارت، علم و عرفان صبر و برداشت اور رحمتوں برکتوں کا عظیم شہکار تھے انہیں آقائے نامدار تاجدار رسالت سے حقیقی نسبت و راہنمائی حاصل تھی حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے روحانیت کے خزانوں کے وارث تھے۔ آپ کے ہاتھوں میں بخشش و رحمت تھی جب آپ کے پاکیزہ و متبرک ہاتھ بارگاہ خدا میں دعاء کے لیے اُٹھتے تھے تو آسمانوں سے باران رحمت ہوتی تھی۔ الغرض حضرت کا بچپن رحمت تھا اور آپ پیدائشی ولی کامل تھے جب آپ حضور

قبلہ عالم امیر ملت کی مسند ولایت پر فائز و متمکن ہوئے اور جانشین حضرت امیر ملت بنے تو آپ نے فیض خداوندی اور فیضان رسالت مآب و فیضان امیر ملت کے وہ خزانے لٹائے جو نا قابل بیان ہیں اور جن کی کوئی مثال نہیں۔

سجادہ نشینی

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے حضور قبلہ فخر ملت ۱۹۸۰ء میں حضور قبلہ جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ جماعتی کے وصال کے بعد آپ کے چہلم شریف کے موقع پر آپ کی دستار بندی کی گئی خاندان امیر ملت محدث علی پوری کے تمام افراد نے متفقہ طور پر حضرت فخر ملت کو سجادہ نشین دربار حضرت امیر ملت مقرر کیا اور خوشی کا اظہار کیا۔ حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ بتیس سال دربار حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے سجادہ نشین رہے۔

آپ کے علو مرتبت، شان و شوکت، مقام غوثیت اور مقام قطبیت کا الفاظ میں احاطہ کرنا محال ہے۔ آپ کو وقت کے جلیل القدر علماء کرام پیران عظام اور ارباب دانش و بینش جھک جھک کر سلامی دیتے تھے آپ حقیقتاً بغیر کسی مبالغہ آرائی کے علم و معرفت اور حکمت و دانش کا بے کنار سمندر تھے حضور سرور عالم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم ظاہری و علوم باطنی کے بے حساب خزانوں سے اور حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ کے فیوضات و برکات سے آپ کی ہستی مبارکہ و مقدسہ کو وافر حصہ عطاء کیا گیا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۔

ترجمہ: ''جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا وہ اپنے رب کی طرف سے ایک نور پر ہوتا ہے''۔

معرفت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی پہچان ہے جب ولی کامل پر حقائق منکشف ہوتے ہیں اور وہ حق الیقین کی منزل پر پہنچ جاتا ہے تو اُسے عرفان کی دولت و نعمت حاصل ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے معرفت الٰہی کے بارے میں پوچھا گیا ہے آپؓ نے فرمایا۔

''میں نے اللہ کو اللہ سے پہچانا اور جو ماسوا اللہ تھا اُسے اللہ کے نور سے دیکھا''۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ ''معرفت وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے لطائف انوار سے دلوں میں ودیعت کرے'' یہ دراصل اپنی ہی پہچان ہے: من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ''جس نے اپنے آپ کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا

حضور قبلہ فخر ملت کوئی روائتی سجادہ نشین نہ تھے نہ ہی فقط نگران یا وارثتی شیخ طریقت تھے وہ حقیقتاً اس منصب ولایت کے حق دار تھے۔ جانشین امیر ملت کے عظیم الشان اور بلند پایا منصب ولایت پر فائز و متمکن ہونے کے لیے اُن کی ہستی مبارکہ میں تمام اوصاف اور خوبیاں موجود تھیں۔ شریعت، طریقت، حقیت، اور معرفت، کے علم میں آپ کو کمال درجہ مہارت و سند حاصل تھی۔ علم حقیت میں آپ ایک اتھارٹی کا درجہ رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ اپنے دور کے عارف تھے اور مجدد و مجتہد بھی تھے۔

قال النبی ﷺ شریعه اقوالی وطریقة افعالی و حقیقیة احوالی و معرفة اسراری ''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شریعت میری گفتگو ہے اور طریقت میرا کردار ہے اور حقیت میرا حال ہے اور معرفت میرے بھید کا مشاہدہ ہے''۔

تکمیل سلوک و تصوف اور شیخ کامل بننے کے لیے چار مقامات ہوتے ہیں۔

۱۔ شریعت ۲۔ طریقت ۳۔ حقیت ۴۔ معرفت

ان چاروں مقامات کا آپس میں گہرا ربط ہے کوئی بھی ایکدوسرے کے بغیر کامل و مکمل نہیں صوفی باصفا شیخ کامل کو پہلے شریعت سے پھر مقام طریقت پھر مقام حقیقت سے گزرنا پڑتا ہے ہے تب جا کر مقام معرفت نصیب ہوتا ہے۔

جانشین امیر ملت، حضور فخر الملت رحمۃ اللہ علیہ اڑتیس سال کی عمر مبارک میں جب سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف مقرر ہوئے تو آپ چاروں مقام۔ مقام شریعت، مقام طریقت، مقام حقیقت اور مقام معرفت طے کر چکے تھے اور شیخ ھدایت اور مجدد دین و ملت کی مسند عزت و تکریم پر فائز ہو چکے تھے اس کی بڑی وجہ ہے کہ آپ نے سلوک و تصوف اور شیخ کامل بننے کی تمام منازل بڑی تیزی کے ساتھ طے کی تھیں وہ یہ تھی کہ آپ کو سنوسی ہند سلطان الاولیا ابوالعرب امیر ملت حضرت الحاج الحافظ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور آقائے نامدار فخر کونین سرور دو عالم سیدنا محمد ﷺ کے ساتھ جسمانی نسبت بھی تھی اور روحانی نسبت بھی تھی۔ ان دونوں مبارک ہستیوں کے نور فیض سے اور نگاہ کرم سے سالوں اور صدیوں کا سفر طے

ہو گیا تھا۔ اور آپ کو تمام روحانی وعلمی قوتیں ایک ساتھ ہی ٹرانسفر کر دی گئی تھیں۔

شریعت ہے جان اور طریقت نشاط
شریعت ہے منزل طریقت رباط

شریعت غذا ہے طریقت دوا
شریعت چمن ہے طریقت ھوا

شریعت عبادت ہے اللہ کی
طریقت محبت ہے اللہ کی

شریعت کی خدمت کا سب سے لگاؤ
طریقت کی لذت پہ من یشاء

شریعت میں ہے نارو جنت کا رنگ
طریقت میں ہے وصل وفرقت کا رنگ

شریعت کتابوں کی ہے متحمل
طریقت میں ہے درس الواح دل

شریعت طریقت میں نہ تو الجھ
وہ قرآن ہے اور یہ اسکی سمجھ

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح وسجادہ دلق نیست

شریعت میں دین اور ایمان ہے
طریقت میں تسکین اور ایقان ہے

عبادت سے عزت شریعت میں ہے
عبادت کی لذت طریقت میں ہے

شریعت میں تائید ضبط نفوس
طریقت میں ذوق عمل باخلوص

طریقت قدم ہے شریعت ہے راہ
شریعت زبان ہے طریقت نگاہ

شریعت در محفل مصطفیٰ ﷺ
طریقت عروج دل مصطفیٰ ﷺ

شریعت میں ہے قیل وقال حبیب ﷺ
طریقت میں محو جمال حبیب ﷺ

شریعت میں ارشاد عہد الست
طریقت میں ہے یاد عہد الست

تقویٰ و پرہیزگاری

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ ”وہ لوگ جو ایمان لائے اور جو تقویٰ کرتے ہیں“

حضور سیدنا فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ متقی، پابند صوم و صلوٰۃ اور پرہیزگار شخصیت تھے ایمان و یقین اور تقویٰ و پرہیزگاری آپ کی ذات قدسیہ کا خاصہ تھی،

آپ کے پاس یقین اور ایمان کا اُجالا بھی تھا۔ اُمید کا سہارا بھی تھا۔ تقویٰ کی ڈھال بھی تھی اور استقامت کا کمال بھی عجز کا تاج بھی اور معرفت کا جمال بھی تھا دنیائے فانی میں رہنے والوں کو اس عظیم شیخ طریقت کی بلندی پرواز کا اندازہ نہ ہوسکا کوئی چشم تصور ایسی نہ تھی جو حضرت فخر ملت کے عزم ناز کی پیمائش کرسکتی۔

یہ حقیقت ہے کہ ہر دور میں ایسے افراد ملتے ہیں جو صفحہ قرطاس پر موتیوں کی طرح چمکتے نظر آتے ہیں لیکن نگاہ نظارہ یار کو خیرہ کردینے والی عہد آفریں شخصیت حضرت فخر ملت جیسے محبوبانِ خدا صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ جو لاکھوں کروڑوں عشاق کے دلوں پر حکمرانی کرتے ہیں جو جگمگاتے ولولوں، دہکتے حوصلوں، دمکتے جذبوں، درخشندہ ارادوں، تابندہ عقیدتوں۔ لودیتی آرزوؤں تمتماتی جستجوؤں اور روشن تمناؤں کے علمبردار ہوتے ہیں۔ جن کی پیروی کرنے والے چاند چہروں اور سورج پیشانیوں کی تاحد نگاہ ایک کہکشاں نظر آتی ہے۔

علم و تقویٰ کے نور سے منور چہرہ، جرأت و بہادری سے مزین سراپا، گفتگو کریں تو منہ سے پھول جھڑیں، مسکرائیں تو چمن میں بہار آئے شاہراہ علم و حکمت کا مسافر، تصوف و طریقت کی جلیل القدر امانتوں کے امین آفتاب گداز و مہتاب حضرت فخر ملت کے ذکر و فکر کا عنبر آج پوری

دنیا میں مہک رہا ہے اور روشنی کی ملاحت بھری کرنیں تقسیم کر رہا ہے اور اپنے چاہنے والوں کے دل و دماغ کو روشن و تاباں کر رہا ہے حضور قبلہ فخر ملت ایسے پیکر تسلیم و رضا اور پرہیز گار ولی کامل تھے جن کی زندگی کا ایک ایک پل اور ایک ایک لمحہ احکامات خداوندی کے تابع تھا وہ بندۂ مومن تھے انہیں ایمان کامل یقین محکم اور اطمینان قلب حاصل تھا ایمان ، نور یقین ، کی اُس حسین و دلنشین کیفیت کا نام ہے جو اگر دل کے ویرانے میں جلوہ گر ہو جائے تو اُسے اُجالوں سے معمور کر دیتا ہے اگر سینے کے سونے پن میں مہک اُٹھے تو اُسے شگفتہ اور بہار آفریں گلستانوں میں تبدیل کر دیتا ہے دل کے چمن میں کھلنے والے یقین کے یہ سدا بہار، عنبر بار پھول اتنے دل آویز ہوتے ہیں کہ شکوک و شبہات کے کانٹے ان کے قریب بھی نہیں بھٹکتے۔

ایمان کے تین درجات ہیں۔

۱۔علم الیقین ۲۔عین الیقین ۳۔حق الیقین

جب تک انسان علم الیقین کے درجے میں ہو تو اُس کے ایمان کی کیفیت مستحکم نہیں ہوتی۔ اُس کے دل میں شکوک و شبہات پیدا ہو سکتے ہیں۔

عین الیقین کے درجے میں اُس کے ایمان میں مضبوطی اور قوت آ جاتی ہے وہ لازوال حقائق کو اپنی آنکھوں کے سامنے بے حجاب دیکھ کر اور سربستہ اسرار کا مشاہدہ کر کے بے یقینی کی دلدل میں پھنسنے کے خطرات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

حق الیقین کے درجے میں اُس کی ذات پر سب کچھ آشکار ہو جاتا ہے۔ وہ صرف مشاہدہ ہی نہیں کرتا بلکہ آزماتا بھی ہے اُسے اطمینان کی وہ کیفیت حاصل ہوتی ہے جہاں کوئی خطرہ نہیں ہوتا اس منزل پر تمام شکوک و شبہات پیچھے رہ جاتے ہیں اور مومن اسرار کی اُس دنیا میں داخل ہو جاتا ہے جہاں حقائق خود بولتے ہیں۔ ایک مثال کے ذریعہ سے ان درجات و کیفیات کی وضاحت کی جاتی ہے۔

حضور سرور کائنات نے فرمایا میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جسے سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا وہ باہر آ کر دوزخ سے کہے گا میرے رب کا شکر ہے کہ اس نے مجھے تجھ سے نجات دی۔

پھر عرض کرے گا یا اللہ دوزخ کا منظر بہت خوفناک ہے اسے میری نظروں سے اوجھل کر دے اور جنت کا منظر دکھا دے چنانچہ دوزخ اوٹ میں چلی جائے گی اور جنت اپنی تمام تر رعنا

یوں اور دائمی بہاروں کے ساتھ اُسکی آنکھوں کے سامنے آجائے گی وہ باغ باغ ہو جائے گا پھر ایک موقع پر عرض کرے گا۔

یا اللہ مجھے اس جنت کے قریب کردے تاکہ میں اس کے مناظر دیکھ سکوں اللہ کا ارشاد ہوگا اے بندے تو اس کے بعد اور سوال داغ کرے گا بندہ عرض کرے گا میرے پاک معبود نہیں میں اس کے سوا اور کچھ نہیں مانگوں گا۔

وہ از سر نو عہد و پیماں کرے گا اور اُسے جنت کے دروازے کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہ جنت کے لہلاتے درخت، چہکتے پرندے، بہتی نہریں، خوش رنگ پھول، خوشبو کے جھونکے، زمردیں سبزہ، لٹکتے پھل دودھ و شہد کی نہریں نفیس کھانے اور حسین ترین ماحول دیکھ کر پھر بے قرار ہو جائے گا۔ اور عرض کرے گا یا اللہ! مجھے جنت میں داخل کردے ارشاد ہوگا بندے تو نے تو کچھ اور نہ مانگنے کا پکا وعدہ کیا تھا۔ بندہ اپنے رب کی رحمت پر ناز کرتے ہوئے کہے گا۔ میرے اللہ جنت میں داخل نہ ہونا تو میری بدبختی ہے ان نعمتوں کو دیکھ کر ان سے محروم رہنا نہیں چاہتا لہٰذا میری ذات سے بدبختی کے اثار مٹادے اور مجھے اس میں داخل کردے۔ اپنے بندے کی اس گزارش اور حسن طلب پر مالک حقیقی خوش ہو کر فرمائے گا اے ابن آدم تجھے صبر نہیں آئے گا آہم تجھے نوازتے ہیں پھر اُسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور حکم ہوگا کہ جس چیز کی خواہش ہے مانگ لو تو اپنی بساط کے مطابق مانگے گا مگر اُسے دنیا سے بھی دگنی یا دس گنا جنت عطا کردی جائے گی اور اسی میں سکونت پذیر ہوگا۔

جنت ایمان کے تینوں درجات کی مثال اسطرح بنتی ہے کہ پہلے اُسی شخص کا علم جنت کے بارے میں صرف علم الیقین کی حد تک تھا جب اُس نے مناظر جنت کو دیکھ لیا تو اُسے عین الیقین ہو گیا اور جب وہ اُس میں چلا گیا تو اُسے حق الیقین ہو گیا۔

فخر ملت اور اطمینان قلب

چونکہ اطمینان قلب علم قدس کا نور ہے جو ذوق یقین پیدا کرتا اور ایمان کو تازگی بخشتا ہے اس لیے اہل اللہ اسے بہت اہمیت دیتے ہیں اور ایسے عجیب و غریب اور حیرت انگیز اور مظہر قدرت کرشموں کے مشاہدے کی تلاش میں رہتے ہیں جو اُس کے اس ذوق کی تسکین کرے ایک دفعہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے قلب اطہر میں اس قسم کا خیال پیدا ہوا۔ کہ آپ ساحل

سمندر کے قریب سے گزر رہے تھے کہ ایک حیرت انگیز منظر نے آپ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ایک بہت بڑی چٹان نما مردہ مچھلی وہاں ریت میں دھنسی ہوئی تھی۔ اس مردہ مچھلی کے اردگرد فضائی مردار خور پرندے اور زمینی درندے جمع تھے۔ اُسے نوچ نوچ کر کھا رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ مردہ مچھلی ہزاروں پیٹوں میں چلی گئی اور ہواؤں، فضاؤں، پانیوں، اور میدانوں میں بکھر گئی اُسے زمینی درندوں نے بھی کھایا سمندری مچھلیوں نے بھی کھایا اور ہوائی پرندوں نے بھی نوچا۔

یہ عجوبہ منظر دیکھ کر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جب مرنے کے بعد صور پھونکا جائے گا اور نئی زندگی کا آغاز ہوگا تو اس مچھلی کے زندہ ہونے کا منظر بڑا عجیب ہوگا۔ حکم ربانی سے اس کی تقسیم شدہ اعضاء مختلف پیٹوں سے اور جگہوں سے نکل کر فضا میں پرواز کرتے ہوئے آئیں گے اور اُس کے ڈھانچے کے ساتھ پیوست ہو جائیں گے۔

اس تصور نے آپ کے دل میں شوق پیدا کر دیا کہ دنیا ہی میں یہ منظر دیکھنا چاہیے۔ چنانچہ بارگاہ خداوندی میں عرض کی اے میرے رب مجھے یہ منظر دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا رب تعالیٰ کا فرمان ہوا

اَوَلَمْ تُؤْمِنْ "کیا تجھے یقین نہیں؟"

عرض کیا مجھے یقین تو ہے میں تو فقط اطمینان قلب کے حصول کے لیے یہ عرض کر رہا تھا حکم ہوا اے ابراہیم چار پرندے لے کر پالو انہیں عرصہ تک اپنے پاس رکھو تا کہ وہ مانوس ہو جائیں اور آپ بھی انہیں پہچاننے لگ جائیں پھر انہیں ذبح کر کے اُن کے گوشت کا قیمہ بنائیں ہڈیاں تک پیس ڈالیں پھر قیمہ اور ہڈیاں آپس میں اس طرح ملا دیں کہ سارا آمیزہ یک جان ہو جائے اس کے اور قیمے کے اس ڈھیر کے کئی حصے کر لیں اور ہر حصہ الگ الگ پہاڑ پر رکھ دیں پھر ان پرندوں کو آواز دیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا جب آپ نے انہیں پکارا تو آپ کی آنکھوں کے سامنے ہر پہاڑ سے قیمے کے ڈھیر بلند ہوئے اور فضاؤں میں پرواز کرتے ہوئے آپ کے قریب پہنچے اور آپ کے دیکھتے ہی دیکھتے الگ الگ ہوئے ہر پرندے کے اجزاء آپس کے ساتھ اُس کے ساتھ جڑے ہڈیاں بنیں اُن پر گوشت چڑھا نمودار ہوئے اور آن کی آن میں وہ زندہ ہو کر محو پرواز ہو گئے۔

رب قدیر کی قدرت کا یہ شاندار نظارہ دیکھ کر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا ایمان تازہ ہو گیا اور اطمینان قلب کا وہ حسین و جمیل مقصد پورا ہوا جس کے لیے آپ نے درخواست فرمائی۔

قارئین کرام یہ ایک نظر آنے والی حقیقت ہے کہ تقویٰ و پرہیز گاری عبادات، خشیت الٰہی اور اطمینان قلب کا نور جو شمس الآفاق کشور خوباں کے صدر نشین حضور قبلہ فخر ملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی کی عظمتوں اور برکتوں والی ہستی میں تھا وہ پوشیدہ یا چھپا ہوا نہ تھا بلکہ اُجالا بن کر سپیدۂ سحر کی طرح حضرت کے چہرہ سے جھلکتا تھا اور آپ کے رخ تاباں کو اتنا دلکش بنا دیتا تھا کہ جو ایماندار آپ کو دیکھتا تھا وہ آپ کا ہو کے رہ جاتا تھا اور بے اختیار آپ سے پیار کرنے لگتا تھا۔ ایسی مقناطیسی طلسماتی شخصیت پاکستان کی دھرتی پر آپ کے وقت میں نہ تھی جیسا کہ آپ کی تھی وجہ یہ تھی کہ جب نور ایمان اور اطمینان قلب جو حضرت کو حاصل تھا حقیقت بن کر دل کے نہاں خانے میں جلوہ گر ہوتا تھا تو پھر وہ آپ کے دل کی وسعتوں تک ہی محدود نہ رہتا تھا بلکہ لاکھوں کی تعداد میں آپ کے مریدین و متوسلین کے دلوں تک بھی منتقل ہو جاتا تھا۔

نور و تقویٰ اور اطمینان قلب کی دولت آپ فقط اپنے آپ تک محدود نہ رکھتے تھے بلکہ وہ اپنے چاہنے والوں کو بھی ٹرانسفر کر دیا کرتے تھے۔ حضرت کی نگاہ کرم سے ہزاروں لاکھوں دل اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال ہوئے اور سچے اور پکے متقی و بندگان خدا بنے۔

حضور قبلہ فخر ملت کے عارض تاباں اور رخ زیبا پر بے پناہ جاذبیت تھی چونکہ یہ نور رب تعالیٰ کی یاد، خلوص و محبت اور عبادت و ریاضت کے صلہ میں آپ کو عطا ہوا تھا اس لیے جو بھی آپ کی زیارت کا شرف حاصل کرتا تھا اُسے بے اختیار اللہ یاد آجاتا تھا اسی لیے اولیا اللہ کی ایک علامت بیان کی گئی ہے کہ جب ان کی زیارت کی جائے تو اللہ یاد آتا ہے۔ اسی نور کو شرح صدر بھی کہا گیا ہے جب مرد مومن کو شرح صدر کی یہ دولت عظمیٰ نصیب ہو جاتی ہے تو وہ عا ممانداروں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ سورۂ زمر میں ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

ترجمہ ''بھلا اللہ نے جس شخص کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا ہو تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر فائز ہو جاتا ہے''۔ (الزمر ۲۲ پارہ ۲۳)

قارئین کرام یہ نور و تقویٰ یہ اطمینان قلب عبادات و ریاضت نماز روزے کی پابندی اور صدقات و خیرات اور دوسرے نیک اعمال کی بدولت بتدریج حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ کسی کو سال کسی کو دس سال کسی کو پچاس سال اور کسی کو زندگی کے آخری لمحات میں میسر آتا ہے۔ یہ اپنے اپنے نصیب اور قابلیت کی بات ہے کسی اللہ کے بندے کی محبت اور سنگت اس مقصد کے لیے تریاق ہے کبھی پل بھر میں یہ نعمت عظمیٰ عطاء کر دیتی ہے اور کبھی صدیوں کا صفر لمحوں میں طے ہو جاتا

ہے اس لیے قرآن پاک نے ان کی سنگت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے کہ۔
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہل صدق (کی معیت) میں شامل رہو۔ (التوبہ ۱۱۹ پارہ ۱۱)

یک زمانہ صحبت با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

رب کائنات نے اپنے عظیم بندوں کو دنیا میں۔ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً بنا کر بھیجا۔ کبھی لقد کرمنا کا تاج پہنایا اور کبھی فضلنا کا ہار گلے میں ڈال کر عزت فرمائی۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم ہستی مبارکہ تھی جو ایک ہی وقت میں اپنے زمانے کے قطب و ابدال بھی تھے اور غوث بھی رب کریم نے آپ کو بلند مقام و مرتبہ عطاء فرمایا تھا کہ کہکشائیں آپ کے دم قدم سے قائم تھیں اور آپ کا وجود مسعود برکتوں و رحمتوں کا خزانہ تھا مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت شریح ابن عبید سے بروایت حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یسقیٰ بھم الغیث وینصر بھم علیٰ الاعداءِ و ینصر بھم علیٰ الاعداءِ و یصرف بھم عن اھل الشام العذاب (مشکوٰۃ باب ذکر وشام)
ترجمہ: ''یعنی اُن چالیس ابدال کے وسیلہ سے بارش ہوگی۔ دشمنوں پر فتح حاصل کی جائے گی اور شام والوں سے عذاب دور ہوگا''۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے وسیلہ، جلیلہ سے رحمتوں اور انعام و اکرام کی بارش ہوتی ہے فتح و نصرت و کامرانی حاصل ہوتی ہے پریشانیاں اور مصیبتیں کم ہوتی ہیں اور بلائیں دفعہ ہوتی ہیں۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ شریف تھا وہ فرماتیں تھیں: ھذا جبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت عند عائشۃ فلما قبضت قبضتھا و کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبسھا فنحن نغسلھا للمرضی تستشفی بھا (مشکوٰۃ شریف کتاب اللباس) ترجمہ: یہ جبہ شریف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ کے پاس تھا اُن کی وفات کے بعد میں نے اُسے لیا اس جبہ شریف کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے تھے اور اب ہم یہ کرتے ہیں کہ مدینہ میں جو بیمار ہو جاتا ہے اسے دھو کر اُسے پلاتے ہیں اس سے اُسے شفا ہو جاتی ہے۔

فنافی اللہ و فنافی الشیخ اور حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کی پہچان اللہ کی ذات سے کی ہے اور جو کچھ بھی اللہ کی مخلوق ہے اُسکی پہچان اللہ کے نور کی روشنی سے کرتا ہوں۔

حضرت بایزید فرماتے ہیں کہ اللہ کے کچھ خاص بندے ہیں اگر اللہ تعالیٰ جنت میں اُن سے پردہ فرمالے گا تو وہ اللہ سے درخوات کریں گے اُن کو جنت سے نکال دیا جائے کیونکہ وہ ایسی جنت میں رہنا پسند نہیں کرتے جہاں اُن کو اللہ نظر نہ آتا ہو۔آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے برگزیدہ بندوں کے لیے ایسے ہے کہ اگر اللہ اُن سے محبت کرتا ہے تو انہیں تین عنایات فرماتا ہے۔ سخاوت اور سمندر کی سخاوت اور عنایات جسطرح سورج کی کرنیں زمین پر گرتی ہیں اور عاجزی وانکساری جیسا کہ زمین کی عاجزی وانکساری ایک بندے نے حضرت بایزید بسطامی سے کہا کے مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کے ذریعہ سے میں اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرسکوں آپ نے فرمایا اللہ کے ولی سے اسطرح اور اتنی زیادہ محبت کرو کہ وہ تم سے محبت کرنے لگے کیونکہ اللہ اپنے ولی کے دل پر نگاہ رکھتا ہے اور وہ تمہارہ نام اللہ کے ولی کے دل میں لکھا ہوا پڑھ لے گا اور تمھیں معاف کردے گا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مریدین کو سب سے پہلا سبق جو دیا جاتا ہے وہ اپنے شیخ طریقت کی طرف سے جو بتلایا جاتا ہے وہ اپنے شیخ کے ساتھ محبت اور عقیدت کا سبق ہے حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ کا پہلا سبق اپنے مرید کے لیے اپنے شیخ کی محبت اور محبت رسول ہوتا تھا اپنے شیخ طریقت سے محبت کے ذریعہ سے مرید کے روحانی درجات بلند ہوتے جاتے تھے روحانی منازل تیزی سے طے ہوجاتیں۔

فنافی الشیخ کے ذریعہ سے سالوں کا سفر لمحوں میں طے ہوجاتا ہے۔ نقشبندی جماعتی طریقت میں حضرت امیر ملت محدث علی پوری کا طریق تھا محبت شیخ کو دنیا و آخر میں کامیابی و کامرانی کی کنجی کی ضمانت سمجھا جاتا ہے۔ فناہ کی دو اقسام ہیں۔ ایک فنافی اللہ ہے دوسری فنافی الشیخ۔

فنافی اللہ کا مقام و درجہ اللہ کے برگزیدہ بندوں کاملین کو حاصل رہتا ہے ہر کوئی اس مقام تک رسائی نہیں رکھتا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس پر فائز تھے ایک دفعہ ذوالنون

مصری کا ایک مرید حضرت بایزید بسطامی کے ہمراہ سفر کر رہا تھا بایزید بسطامی نے اُس سے سوال کیا تم کس کو پسند کرتے ہو؟ اُس نے جواب دیا میں بایزید کو پسند کرتا ہوں آپ نے فرمایا میرے بیٹے بایزید بسطامی تو چالیس سال سے بایزید بسطامی کو تلاش کر رہا ہے اور وہ اسے ملا نہیں۔ ذوالنون مصری کا یہ مرید بھاگتا ہوا ذوالنون مصری کے پاس گیا اور اُسے یہ تمام واقعہ سنا دیا یہ واقعہ سن کر ذوالنون مصری بے ہوش ہو گیا ہوش میں آنے کے بعد ذولنوان نے وضاحت کی کہ بایزید بسطامی اللہ کی ذات میں فنا ہو چکا ہے اور وہ اپنی ذات کو تلاش کرنے میں دشواری محسوس کرتا ہے۔

جس طرف اُٹھے نظر آئے تیرا جمال
فخر ملت حسین و مہ لقاء کے واسطے

حضرت فخر ملت بذات خود فنافی اللہ کے بلند مقام ولایت پر فائز تھے فنافی اللہ فنافی الرسول کی بدولت آپ پر ہر لحہ عنایات الٰہی اور عنایات سرور دو عالم کی بارش ہوتی تھی جو بھی آپ سے محبت و عقیدت رکھتا تھا آپ کے نقش قدم پر چلتا تھا اور آپ کے احکامات اور ارشادات کی پیروی کرتا تھا وہ تیزی سے منازل طے کرتا ہوا بلند مقام پر پہنچ جاتا تھا حضرت فخر ملت نے ہزاروں لاکھوں کی قسمت بدلی جس پر نگاہ قلندر نہ ڈالتے تھے جو بھی آپ کی محبت میارکہ میں چند گھڑیاں گزار لیتا وہ اپنے وقت کا ذی شعور برگزیدہ ہو جاتا تھا۔

حضرت فخر ملت نے اپنے روحانی تصرف اور اپنی نگاہ قلندرانہ سے اپنے مریدین و متوسلین کے دلوں میں ایسی محبت پیدا کی جو قیامت کے دن تک کم نہ ہو گی لاکھوں مریدین جنہوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی وہ فنافی الشیخ کے درجہ بلند پر فائز ہوئے اور فنافی اللہ کے درجہ تک پہنچے۔ محبت اور اُنسیت کے عظیم سمندر سے جو جام انہوں نے اپنے عقیدت مندوں کو پلایا اُس کا نشہ اترنے والا نہیں آج لاکھوں دل اُن کی جدائی میں زخمی ہیں ان کے تذکرے ہر گھڑی ہوتے ہیں آپ کی یادوں سے دل روشن ہیں۔

داغ ہائے معصیت دامان دل سے دور کر دے
یا خدا حضرت فخر ملت جیسے دل ربا کے واسطے

اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی سورۃ الحج آیت نمبر ۲۶ میں ارشاد فرماتے ہیں نہ تو میری جنت اور نہ ہی میری زمین مجھے برداشت کر سکتی ہے۔ لیکن میرے بندہ مومن کا دل میرا گھر ہے اور ان

لوگوں کے لیے مرا گھر مقدس ہے جو اپنی عبادت میں کھڑے ہو کر جھک کر یا سجدوں میں مجھے یاد کرتے ہیں۔

فخر ملت اور خدمت اسلام

حضرت فخر ملت نے علم وحکمت کے پوشیدہ راز کھولے اور مذہبی اور روحانی اصولوں کو عیاں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علم وافر عطا فرمایا تھا کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا جو خدائی حکمت و بصیرت آپ کو حاصل تھی اُسکا ادراک کرنا مشکل ہے سرزمین پاکستان پر مذہبی و روحانی علم کو پھیلانے میں جس ذمہ داری کا مظاہرہ آپ نے کیا اُسکی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپ ایک مقدس با صلاحیت روحانی راہنما و پیشواء تھے اسی وجہ سے آپ کو فخر ملت کا لقب ملا تھا۔ آپ کا روحانی و وجدانی علم آپ کی زندگی اور آپ کی حکمت وبصیرت پر پوری اُمت مسلمہ اور ملت اسلامیہ کو بجا طور پر فخر تھا آپ مہربان دل بے داغ کردار فطرتاً نیک اور پاکیزہ روح رکھتے تھے۔

آپ اپنا زیادہ تر وقت عبادت الٰہی میں گزارتے تھے یہ ایک عام انسان کی پہنچ سے باہر ہے کہ وہ آپ کے علم وراہنمائی کے گہرے اثرات کا اندازہ لگا سکتے ہیں جو آپ اپنے مریدین ومتوسلین کے دل ودماغ پر نقش کرتے تھے آپ فقہ وحدیث کے علم کی آبشار تھے آپ قرآن پاک حضور سرور کائنات کی سنت کا گہرا علم رکھتے تھے آپ کی تقاریر میں متواتر قرآن وسنہ سے حوالے ہوتے تھے آپ کی ذات گرامی میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ دنیا کے پیچھے نہیں بھاگتے تھے آپ اپنا قیمتی وقت اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ ذکر اور مخلوق خدا اور اُمت مسلمہ کی خدمت و فلاح وبہبود میں گزارتے آپ فقط اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہر کام کرتے تھے۔ آپ کو سرور دوعالم ﷺ کے بیش بہا خزانوں سے وسیع علم عطا کیا گیا تھا۔ آپ اپنے وقت کے مشہور عالم تھے آپ راتوں کو جاگ کر اپنا زیادہ تر وقت عبادت الٰہی میں گزارتے تھے دن کے وقت مخلوق خدا کے مسائل سنتے تھے دین اسلامیہ کے لیے آپ کی خدمات ناقابل بیان ہیں۔

فخر ملت کی خدمت اسلام کارہائے نمایاں سے بھری پڑی ہے پاکستان کی دھرتی پر کم پیران عظام ہوں گے جنھوں نے صحیح معنوں میں عوام الناس کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ شریعت الٰہی اور طریقت محمدی ﷺ کو پاکستان میں رواج دینے میں آپ نے اہم کردار ادا کیا آپ جہاں تبلیغ وارشاد کے سلسلہ میں تشریف لے جاتے اسلامی تعلیمات اسلامی کلچر اور اسلامی طریقہ

زندگی کی کما حقہ تشریح فرماتے تھے آپ نے ہمیشہ تقوئی پرہیز گاری سادگی تحمل بردباری برداشت صبر اور ایثار کا درس دیا سادگی وقناعت کا درس دیا۔

حضرت فخر ملت علمائے کرام صوفیائے عظام اور حفاظ کی خدمت کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے آپ نے اپنا قیمتی وقت اثر ورسوخ اور دولت خدمت اسلام کے لیے وقف کر رکھی تھی اسلامی شعار کے فروغ میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے آپ اعتدال اور میانہ روی کو پسند فرماتے تھے اور اسلامیان پاکستان کو میانہ روی اور اعتدال پسندی کا سبق دیتے۔

حضرت فخر ملت اور خدمت خلق

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

ترجمہ: ''مخلوق خدا کی خدمت کا نام طریقت ہے، نہ کہ تسبیح پڑھنے مصلی پر بیٹھنے یا گودڑی پہننے میں ہے''۔

حضرت فخر ملت کی ہستی مبارکہ نمود ونمائش یا دکھلاوے کا نام نہ تھی بلکہ آپ سادگی و مروت کا ماڈل اور شہکار تھے خدمت خلق آپ کو اپنے والد گرامی جوہر ملت حضرت الحاج پیر سید اختر حسین شاہ سے ورثے میں ملی تھی حضرت امیر ملت محدث علی پوری کا خاندان خدمت خلق کے لیے پوری دنیا میں مشہور ہے حضرت فخر ملت نے بھی اس روایت کو جاری رکھا آپ صبح وشام مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف رہتے تھے جس خندہ پیشانی اور اخلاق حمیدہ کے ساتھ آپ یاران طریقت اور زائرین امیر ملت سے پیش آتے تھے وہ بیان سے باہر ہے ہمدردی، شفقت، کہ ملنساری ایسی کہ آپ کو ملنے والا اپنے سارے دکھ درد بھول جاتا تھا مہمان دور سے آتے یا نزدیک سے سب سے پہلے ان کو کھانا کھلاتے۔ پھر اُس کی حاضری کا مقصد معلوم کرتے لوگوں کی خوشیوں میں بھی شریک ہوتے تھے اور غموں میں بھی برابر حصہ دار ہوتے تھے آپ بڑے نرم دل اور مہربان تھے آپ کے جسم اطہر میں گوشت کا لوتھڑا نہیں بلکہ ایک دھڑکتا ہوا لطیف دل تھا رقیق القلب تھے اس دل میں درد بھی تھا احساس بھی تھی چاشنی بھی تھی چاہت بھی تھی ہمدردی بھی تھی یقین بھی تھا امید بھی تھی یاد مصطفٰی بھی تھی۔ یاد خدا بھی تھی اور مخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ بھی تھا۔

حضرت فخر ملت نے خدمت خلق کے جذبے سے سرشار ہو کر اندرون ملک اور بیرون

ملک طویل تبلیغی دورے کیے لوگوں کو راہ راست پر گامزن کیا انہیں اتحاد و یگانگت اور امن وسلامتی کا پیغام دیا۔

آپ منافقتوں کے بے آب وگیاہ صحراؤں کے درمیان ٹھنڈے میٹھے پانیوں والے نخلستانوں کا سفیر تھے نگہتوں سے بھری عنبریں ساعتوں یم بہ یم راحتوں کے نمائندے تھے ساری زندگی مخلوق خدا کو نوازتے رہے آپ علماء کرام سے بہت زیادہ محبت وشفقت فرماتے تھے اور اُن کی بہت زیادہ خدمت فرماتے تھے تحفے تحائف اور بے شمار طرح طرح کی چیزوں سے اُن کو نوازتے آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ اللہ ورسول کے لیے کام کرو ہم تمھارے لیے بندوبست فرمادیں گے۔

حضور قبلہ فخر ملت شیش محل میں تشریف فرما ہوتے تھے زائرین حضرت امیر ملت جوق در جوق اپنے شیخ طریقت اور محبوب شیخ کی بارگاہ بیکس بے پناہ میں حاضری کے لیے آتے آپ کا فیوض وبرکات کا سمندر طغیانی پر ہوتا تھا خلق خدا جھولیاں بھر کر آپ کی عظمت وجلالت کے گیت گاتے ہوئے رخصت ہوتے تھے آپ کی ذات اقدس میں جلال وجمال کا ایک حسین امتزاج تھا آپ شمع توحید کے پروانوں کے لیے دعوت نور سرور تھے۔

اک حسن کا دریا ہے اک نور کا ہالہ ہے
اس پیکر خاکی میں یہ کون خراماں ہے

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالی ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا

ترجمہ: ”اور رحمٰن کے وہ بندے ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں“ (الفرقان ۶۳ پارہ ۱۹)

حضور قبلہ فخر ملت کی ذات بابرکات عاجزی وانکساری تواضع اور خدمت خلق کا مجموعہ تھی آپ مال و دولت جمع نہیں بلکہ خرچ کرتے تھے اور مخلوق خدا میں تقسیم کردیا کرتے تھے۔ ہمیشہ پاکیزہ زندگی گزاری کبھی کسی کو تکلیف نہیں دی نیکی اور اچھائی کا ساتھ دیا حضرت کعب مصریؓ سے روایت ہے۔

ترجمہ: ”سعادت ہے اُس شخص کے لیے جس نے معصیت کے علاوہ تواضع کی جس نے ہاتھ پھیلانے کے علاوہ اپنے تذلل کو ظاہر کیا اور جو مال اُس نے جمع کیا تھا اُسے خیر کے کاموں میں خرچ کردیا جس نے ادنیٰ درجے کے لوگوں پر رحم کیا اور فقہ اور حکمت کے علماء کی محبت اختیار

کی سعادت ہے اس کے لیے جس کا کسب پاکیزہ ہے جس کے باطن کی اصلاح ہو چکی ہے جس کا ظاہر باعزت ہے جس نے لوگوں سے اپنے شر کو دور رکھا اپنے زائد مال سے خرچ کیا اور اپنی زائد بات کو روک کے رکھا"۔ (الترتیب وترحیب ۴/۵۵۸ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علمی وروحانی منازل

حضور قبلہ فخر ملت ایک عالم بے بدل اور مرشد کامل تھے آپ کی علمی سطح سمندر کی طرح وسیع وعریض تھی آپ کا علم علم نافع تھا ہمیشہ سنجیدہ علمی گفتگو فرماتے تھے بڑے بڑے جید علماء کرام آپ کی علمی وروحانی خدمات کے معترف تھے عظیم الشان جلسوں میں گھنٹوں خطاب فرماتے اور دلائل دیتے تھے لوگ آپ کی علمی تقریر سننے کے لیے دور دراز سے سفر طے کر کے آپ کے جلسوں میں شرکت کرتے تھے حضرت قبلہ فخر ملت کے سر میں دماغ عالمانہ دل صوفیانہ اور آپ کا انداز بیان محققانہ تھا آپ کی ہر ہر ادا سے علم جھلکتا تھا ان کی صحبت سے تصوف چھلکتا تھا اور اُن کی زباں سے ادب برستا تھا۔ آپ کا اسلوب بیان محققانہ طرز زیست قلندرانہ اور انداز نگارش ہمیشہ ساحرانہ رہا۔ جو فقط عالم ہو وہ خشک مزاج ہوتا ہے لیکن حضرت فخر ملت انتہائی رقیق القلب تھے جو محض صوفی ہو گوشہ گیر ہوتا ہے لیکن حضرت مرد میداں تھے۔ آپ کی ذات مقدسہ میں تقویٰ بھی تھا۔ عالمانہ اور صوفیانہ رنگ بھی تھا آپ قرینہ تربیت بھی جانتے تھے۔ اور تزکیہ نفس بھی رکھتے تھے۔ آپ کاغذی تصویر نہیں بناتے تھے۔ بلکہ روحانی تاثیر رکھتے تھے۔ آپ ایک ہمہ جہت شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کی شخصیت مقدسہ میں دینی رنگ بھی تھا اور دنیاوی ہم آہنگی بھی تھی۔ روحانیت کا علم بھی رکھتے تھے اور دینی رنگ بھی تھا اور دنیاوی ہم آہنگی بھی تھی جدید علم بھی رکھتے تھے اور قدیم کا علم بھی رکھتے تھے۔ رازی کا فلسفہ بھی جانتے تھے اور رومی کا لہجہ بھی رکھتے تھے۔ آپ کی ذات مقدسہ میں صوفیانہ جمال تھا اور محققانہ کمال پایا جاتا تھا الغرض وہ ایک ایسا چراغ علم تھا جو شہر شہر قریہ قریہ نگر نگر علم کی روشنی بانٹتا رہا۔

ان کا سایہ اک نظر اُن کا نقش پا چراغ
یہ جدھر سے گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

حضرت فخر ملت کا انداز بیان مٹھاس بھرا شریں اور دلپذیر تھا کہ آپ کی تقریر سننے والے دم بخود رہ جاتے تھے۔ علم وآگہی اور حکمت وبصیرت کا مرکز ومحور تھے۔ آپ کا خطاب سننے

والے محو حیرت ہوتے کہ سالوں اور صدیوں کا سفر لمحوں میں طے ہو جاتا تھا سادہ لوح مطمئن کہ گفتگو دل کو چھوتی تھی صاحبان علم و دانش مطمئن کہ موضوع پر گرفت مضبوط علم فقہ کا خوشہ چیں سراپا نیاز کہ استنباط و استخراج کا مچلتا سمندر علم و حدیث کا طالب علم مست کہ جرح و تعدیل کا سیل رواں علم تصوف کا خوگر دو زانو کہ معرفت و حکمت کا فیض بار چمنستان زہد و عبادت پر کمر بستہ ہمہ تن گوش کہ اطاعت انقیاد کا ایک جہان دلپذیر تقریر ایسی فرماتے تھے کہ بصارت جگمگا نے لگتی مفہوم کی وضاحت بڑے دل کش انداز میں فرماتے الغرض حضرت کے علم سے آج بھی لاکھوں قلب و نظر کے فانوس جگمگا رہے ہیں۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے ان کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اللہ رب العزت نے اولیاء کرام کو وسیع اختیارات اور بے شمار تصرفات عنایت فرما کر عام بندوں سے ممتاز فرما دیا ہے اولیاء کرام میں ایک گروہ ابدال کا ہے یہ وہ عظیم جماعت ہے جس پر پوری دنیا کے قیام کا انحصار ہے اور ان کی بدولت دنیا اور اہل دنیا پر طرح طرح کی نوازشیں ہوتی ہیں اور مصائب آلام نحوستیں اور مصیبتیں ٹلتی ہیں حضرت انس فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا زمین چالیس ایسے آدمیوں سے کبھی خالی نہ ہوگی جو حضرت ابراہیمؑ کی مثل ہوں گے ان ہی کی برکت سے دنیا والوں کو سیراب کیا جاتا ہے انہی کی وجہ سے ان کی مدد کی جاتی ہے ان میں سے اگر کسی کا وصال ہو جائے تو اللہ کسی دوسرے کو اُس کی جگہ بٹھا دیتا ہے۔

اور ایک دوسری حدیث پاک جو حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہمیشہ میری اُمت میں تیس ابدال رہیں گے ان ہی کی وجہ سے زمیں قائم رہے گی۔ ان ہی کے سبب تمہیں بارشیں دی جائیں گی اور اُن ہی کی بدولت تم مدد کیے جاؤ گے۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ اپنے مقبولین بارگاہ کو تصرفات یعنی اختیارات سے نوازتا ہے تصرف کا معنی ہے پھیر دینا کچھ کا کچھ کر دینا اختیارات قبضہ تغیر و تبدیل وغیرہ تو شان امتیازی سے خالق کائنات نے جگر گوشہ امیر ملت آیت من آیات اللہ حضور قبلہ فخر ملت کو نوازا تھا اللہ نے آپ کو وہ اذن عطاء فرمایا تھا کہ جس کو جو چاہتے جیسا چاہتے عطاء فرماتے یا بنا دیتے آپ نے ہزاروں خام لوگوں کو کیمیا ناقصوں کو کامل کر دیا اور جاہلوں کو عارف بنا دیا۔

کعبۃ العشاق باشد ایں مقام
ہر کہ ناقص آمد اینجا شد تمام

یہ آپ کا تصرف تھا کہ نابینے بینا ہورہے۔ بہرے سن رہے ہیں گونگے بول رہے ہیں آپ کی زبان حق سے جو نکلتا رب کائنات اس کو پورا فرمادیتا تھا اور تصرف کا یہ عالم تھا کہ مسجد نبوی شریف میں نماز مغرب اداء فرمارہے تھے کہ دل میں خیال پیدا ہوا کہ امام صاحب سورۂ فلق اور سورۂ والناس کی تلاوت بالترتیب رکعتوں میں پڑھیں ادھر خیال پیدا ہوا کہ تصرف ایسا ہوا کہ امام صاحب نے پہلی رکعت میں سورۂ فلق اور دوسری میں سورۃ الناس کی تلاوت کی چنانچہ آپ نے جملہ اقوال وافعال غرض کے آپ کا ہر قدم اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک زندہ کرشمہ اور اُس کے امر کن کا ٹھوس مظاہرہ تھا اور آپ اُن محبوبان خدا سے ہیں کہ جنکی خاطر اللہ تعالیٰ اپنے امر کو تبدیل کر دیتا ہے۔ اس کو تصرف کہتے ہیں۔

فخر ملت خلوص ووفا کا پیکر

حضور قبلہ فخر ملت پیکر خلوص ووفا پیکر نورانیت پیکر ایثار وقربانی پیکر محبت ومودت اور پیکر فیضان امیر ملت وپیکر فیضان سرور دوعالم تھے آپ کی گفتگو میں چاشنی، چاہت اور خلوص و محبت کا جذبہ غالب تھا جو کام بھی کرتے تھے اُس میں خلوص ووفا شامل ہوتی تھی۔

فیض بخشی نور عالم سر حق روشن ضمیر
نور عین شاہ جماعت ہر کساں را دستگیر

حضرت فخر ملت حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر کسی کے ساتھ خلوص ومحبت اور شفقت ومہربانی کا سلوک کرتے تھے آپ کی ہستی مبارکہ میں حضور قبلہ عالم کی تمام صفات بدرجہ اتم موجود تھیں اور یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ آپ صحیح معنوں میں حضور امیر ملت محدث علی پوری کا نور مجسم تھے۔

آپ کی حیات مبارکہ مینارۂ نور تھی آپ درخشاں وتابندہ ستارۂ علم وفقر تصوف تھے آپ کی ہستی مبارکہ خوشبوؤں، نور اور رنگوں کا پیکر تھی عظمتوں صداقتوں کا پیکر تھی حضرت قبلہ فخر ملت منفرد اور دل آویز شخصیت کے مالک تھے۔ نور ونکہت کا پیکر تھے وہ آفتاب حرم تھے اور فیضان سرور دوعالم سیدنا محمد ﷺ کے پاسبان وامین تھے۔ ارشاد خداوندی کے مطابق آپ ہر

وقت مخلوق خدا کو خدائی احکامات اور نیکی کے کاموں کی تبلیغ کرتے تھے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ (سورۃ نحل آیت ۱۲۸ پارہ ۱۴)

ترجمہ: "یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو اُس سے ڈرتے ہیں اور جو نیک کاموں میں سرگرم رہتے ہیں"۔

مصنف تفسیر ضیاء القرآن پیر محمد کرم شاہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ تبلیغ و اشاعت اسلام میں کامیابی کا انحصار فقط تائید الٰہی اور نصرت ربانی پر ہے اس لیے مبلغ اسلام کو بتا دیا گیا ہے کہ یہ سعادت صرف ان پاکبازوں کو بخشی جاتی ہے جو زیور تقویٰ سے آراستہ ہوں اور خلق خدا کے ساتھ احسان و خیر خواہی کے جذبات سے اُن کے دل معمور ہوں دین کے داعی کو اپنی وسعت علمی بیان پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اس کا کلی اعتماد معیت و تائید ایزدی اور نصرت ربانی پر کار بند ہو

یہ امر حقیقت ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت نے اپنی ساری زندگی تبلیغ و اشاعت اسلام کے لیے وقف کیے رکھی بڑے اخلاص بڑی وفاداری اور بڑی جانفشانی کے ساتھ آپ نے اللہ کے پیغام کو دنیا میں پھیلایا آپ حقیقتاً ایک بلند پایا عالم دین تھے آپ کی علمی سطح بڑی وسیع تھی لیکن کبھی آپ نے اپنے علم و فضل پر تکبر و غرور کا اظہار نہیں کیا کبھی اپنی برتری کی نمائش نہیں کی آپ کو اگر بھروسہ و اعتماد تھا تو وہ فقط نصرت ربانی اور تائید ایزدی پر تھا خدائے بزرگ و برتر کے فرمانبردار اور وفا شعار بندے تھے ہمیشہ تقویٰ ایثار صبر اخلاص کا مظاہرا کرتے تھے خدائی احکامات کی پابندی آپ کو ہر وقت مدنظر ہوتی تھی۔ اور اپنے مریدین و متوسلین کو بھی خدا اور خدا کے رسول ﷺ کے احکامات کی پابندی کرنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔

صبر و استقامت

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّکُمْ ؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ ؕ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝

ترجمہ: "آپ فرمائیے! اے میرے بندو جو ایمان لے آئے ہو ڈرتے رہا کرو اپنے رب سے (اور یاد رکھو) ان کے لیے جنہوں نے نیک اعمال کیے اس دنیا میں نیک صلہ ہے اور اللہ کی زمین

بڑی وسیع ہے۔ (مصائب و آلام میں) صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا''۔

(سورہ الزمر آیت ۱۰ پارہ ۲۳)

حضور قبلہ فخر ملت کی ہستی مبارکہ سراپا تحمل و برداشت۔ فقر میں فخر اور مصیبت میں پیکر صبر و رضا اور توکل کی انتہا۔ جہد مسلسل اور مجسم صدق و صفا۔ قارئین کرام: کسی نے صبر و تحمل و استقامت سیکھنا ہو تو وہ حضرت فخر ملت کی زندگی کا مشاہدہ کرے۔ آپ نے ساری زندگی کمال صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا۔ آپ کی حیات مبارکہ میں ہزاروں مشکلیں و تکالیف آئیں۔ لیکن آپ نے کبھی اپنی زبان سے ان کا تذکرہ تک نہ کیا۔ غم و دکھ کی کیفیت میں اس نور مجسم کے چہرہ اقدس پر مسکراہٹ ہوتی۔ صبر و توکل ہی دراصل سلوک کا راستہ ہے۔ جسے طریقت کا نام دیا گیا ہے۔

حضرت ذوالنون مصری کا قول ہے۔

''صوفی وہ ہے جو اپنی ہستی خدا کی ہستی میں فنا کر دے جس قدر زیادہ فنا فی اللہ ہوتا ہے اسی قدر زیادہ عرفان حاصل کرتا ہے''

انسان جس ہستی سے محبت کرتا ہے اس کی ذات کے چمن سے وہ نہ صرف فکر و نظر کے پھول چنتا ہے بلکہ اس کے وجود سے سوز و گداز کی کلیاں بھی جن سے وہ اپنے دل کا چراغ روشن رکھتا ہے۔ جن سے وہ تنہائیوں میں بھی انجمن آراء رہتا ہے، حضرت فخر ملت کو قبلہ عالم محدث علی پوری کی ذات ستودہ صفات سے بے پناہ محبت تھی آپ اکثر اپنی تقاریر میں حضرت امیر ملت کی دینی و مذہبی و ملی خدمات کو بیان فرمایا کرتے تھے۔ صبر و استقامت اور تحمل و برداشت کا سبق آپ نے حضور قبلہ عالم کی حیات مبارکہ سے پڑھا تھا۔ جنہوں نے طویل جدوجہد اور شبانہ روز کوششوں کے بعد قیام پاکستان کا خواب دیکھا تھا۔ ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ حضرت فخر ملت صبر و استقامت کا کوہ ہمالیہ تھے۔ آپ ساری زندگی مخالفتوں اور منافقتوں کا سامنا کرتے رہے لیکن آپ نے صبر کا دامن نہیں چھوڑا ہمیشہ دعائے خیر کی۔ پیار و محبت اور عاجزی و انکساری کا اظہار فرمایا۔

فخر ملت دراصل ایک خوشبو کا نام تھا جو دنیائے فانی کو معطر و منور کرتا رہا خزاں کی تند و تیز ہواؤں نے اس روشن چراغ مصطفے کو بجھانے کی ہزار کوششیں کیں۔ لیکن وہ چراغ جلتا رہا۔ روشنی و نور کی خیرات تقسیم کرتا رہا۔ دراصل چہرہ جمال کی تابانی کا نام فخر ملت تھا۔ ہر خاموش روح

کی ترنگ اور فصل بہار کی شادابی اور ہر کھلتے پھول کی رعنائی کا نام فخر ملت تھا۔ ارتقائے شب و روز میں عہد پریشان کو رعنائی دینے اور حلقہ آفاق میں دھنک کے رنگ سجانے کا نام فخر ملت تھا۔ حضرت کی زندگانی تاریخ صداقت کا ایک ورق ہے۔ ایک کھلی کتاب ہے۔ جو ریگزاروں کے لیے ابر کرم تھا جو شعور و علم و حکمت کا حقیقی امتزاج تھا۔ جو بحر علم و فضل و شہر جود و معیار ادب تھا۔ اسلامی اقدار کی پیشانی پر حضرت فخر ملت کی شرافت و تحمل و برداشت کا عکس دوام قیامت تک چمکتا و دمکتا رہے گا۔

واں بھی تیز رکھی ہے ہنر کی لو میں نے
جہاں ہوا نہ کسی کا چراغ جلنے دے

فخر ملت مُرشد باکمال

حضور قبلہ فخر ملت ایک ایسا مرشد باکمال جو بجلیوں کی چمک، وطن کی آن، چمن کی شان، عظمتوں کا سراغ اور لاکھوں کروڑوں ہتھیلیوں کی دھڑکنوں میں جلنے والا چراغ نور ہے۔ جس کا ثانی نہ کوئی تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔ بقول شاعر

حضرت فخر ملت علم کا وہ سورج تھا جس نے اپنے دور کے جہالتوں میں ڈوبے ہوئے تاریک آسمان کو روشن کر رکھا تھا۔ آپ شریعت و طریقت کی وہ آبشار تھے جنہوں نے اپنے دور کے تشنگان معرفت و حکمت کو سیراب کر رکھا تھا۔ حضرت فخر ملت ایک قطبی ستارے کی مانند تھے جو اپنے وقت کے لوگوں کے لیے راستے کو روشن کر کے آسان بنا دیتے تھے۔ آپ وقت کے آفاق پر نئے دن کا سورج تھے جو ایسی روحانی قوتوں کے امام تھے جو مردہ دلوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ آپ خدا کے رازوں میں سے ایک سربستہ راز تھے جن کے ایک ارشارے سے آسمانوں سے موتیوں کی بارش ہوتی تھی۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے امام تھے۔ اسلام کا ورثہ تھے۔ ایسے مرشد باکمال تھے۔ جنہوں نے لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لا کھڑا کیا۔ نفرتوں کو ختم کر کے محبتوں کو رواج دیا۔ حضرت فخر ملت ایسے کامل ولی اللہ تھے جو اپنے مریدین کو اللہ کی محبت کی طرف راغب کرتے تھے۔ اُن کے راستے کو روشن و منور فرما دیتے تھے اور بالآخران کو فنائے مقام تک پہنچا دیتے تھے۔ مرشد کامل وہ ہوتا ہے جو لازمی طور پر پاکیزہ اور مقدس ہوتا ہے جو فنا و بقاء

کے مختلف مراحل کو سمجھتا ہے۔ وہ لازمی طور پر جانتا ہو کہ گناہ گار کو پاک وصاف کیسے کرتا ہے۔ اگر ایک راہِ حق کا متلاشی مرشد کامل تک پہنچتا ہے تو وہ پورے اخلاص اور سچائی کے ساتھ مرشد کامل کی راہنمائی کا طلبگار رہتا ہے تو مرشد کامل اسے مرید بنانے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ وہ اس بات کا پورا یقین کرتا ہے کہ یہ اپنے مقصد ومنزل کو پالینے میں اتنا قابل اعتماد ہوگا۔ وہ اُس کی صلاحیتوں کا درست اندازہ لگاتا ہے اور اس کی وفاداری کا پورا یقین کرتا ہے۔ پیغمبر پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

"موتو قبل موتو" "مرنے سے پہلے مرجاؤ"

مرشد باکمال ولی کامل اپنے مرید کو مشکلات ومصائب سے نکال کر بلند مقام پر فائز کر دیتا ہے اور اُسے پاک وصاف کر دیتا ہے۔

سلطان الاولیاء حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے فرمایا:

"شیخ کامل وہ ہے جسے خود پتا ہو کہ خدائے بزرگ و برتر نے اُسے مرشد کامل بنایا ہے اور نوازا ہے اُسے معلوم ہو کہ اُس کا مرید کس مقام ومرتبہ کا حامل ہے اور کس طریقہ سے وہ خدائی عنایات حاصل کر سکتا ہے۔ اگر مرشد کامل ایسا علم نہ رکھتا ہو تو اسے مریدین کی راہنمائی کرنے کا کوئی حق نہیں شیخ کامل کا دھیان اپنے مریدین کی دولت کی طرف نہیں ہونا چاہیے"

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید آپ کے پاس آیا اور اپنی ساری دولت ومال و متاع آپ کو دینے کی کوشش کی لیکن آپ نے لینے سے انکار کر دیا جب مرید کچھ وقت گزرنے کے بعد فنافی الشیخ کے درجے تک پہنچ گیا تو اُس نے دوبارہ آپ کی خدمت میں اپنا مال ودولت پیش کیا۔ اس وقت حضرت جنید نے فرمایا: ہاں میں قبول کرتا ہوں کیونکہ اب تم اپنے اس عمل پر افسردہ یا پچھتاؤ گے نہیں۔

قارئین کرام! یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت ایسے شیخ کامل تھے جن کے قلب اطہر میں نور معرفت الٰہی تھا جو اپنے مقام ومرتبہ کے بارے بھی مکمل آگاہی رکھتے تھے اور اپنے مریدین ومتوسلین کے مقام واحوال سے بھی بخوبی آگاہ ہوتے تھے۔ آپ امراء کی عزت واحترام اس لیے نہیں کرتے تھے کہ آپ ان سے کوئی دنیاوی یا مالی فائدہ حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اپنے مریدین کی صحیح معنوں میں راہ حق پر راہنمائی فرماتے تھے۔ اپنی تمام قوتوں کو حق وصداقت اور رشد وہدایت کے لئے وقف کیے رکھتے تھے۔

میر کی پہچان یہی ہے ثاقب
مجھ کو دیکھو تو خدا یاد آئے

فخرِ ملت اور جود و سخا

حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی عطاء کے انداز نرالے تھے۔ آپ اپنی رحمت بکھراں سے سب کو نوازتے رہتے تھے۔ کسی پہ چشم عنایت قرطاس قلم کے حوالے سے کسی پہ فیضان نظر قلب پہ القاء کی صورت میں کسی پہ لطف وعطا سوچ سے ماوراء جمال فکر کے انمول موتی کے ذریعے نگہت گل سے مہکتی ہوئی رات کے ریشمی آشنائی کے سبب دل کو دو عالم سے یوں بیگانہ کرتے تھے کہ انسان خود ہی اپنے آپ سے ہم کلام رہنے لگتا تھا۔

جود و سخا لغت میں ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ قاموس میں ہے کہ جود سخا ہے اور سخا جود ہے۔ یہ دونوں ایسے الفاظ ہیں جن کے معانی قریب قریب ہیں لیکن لغت عرب کے ماہرین نے ان میں بڑا لطیف فرق بیان کیا ہے۔ جس کے سمجھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مترادف ہونے کے باوجود ان الفاظ میں انفرادیت موجود ہے۔ قاضی عیاض الشفاء میں اس فرق کو بیان فرماتے ہیں

الکرم: الانفاق بطیب النفس فیما یعظم خطرہ و نفعہ

ترجمہ: ”ایسی چیز کو خرچ کرنا جو بڑی قدر و منزلت کی مالک ہو اور نفع بخش ہو۔ اور خوش دلی سے خرچ کرنا اس کو کرم کے لفظ سے تعبیر کیا جائے گا“

لغت و نحو کے امام نحاس جواد کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں

”جواد وہ ہے جو مستحق کو عطا کرتا ہے اور جو سوال نہ بھی کرے اُس کو بھی دیتا ہے اور جب دیتا ہے عطا کرتا ہے تو قلیل نہیں دیتا بلکہ کثیر دیتا ہے اُسے فقر و افلاس کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔ موسلا دھار بارش کو عرب مطر جواد، تیز رفتار گھوڑے کو فرس جواد اور جو سائل کے سوال کرنے سے پہلے اس کی جھولی بھر دیتا ہے یا جس میں یہ صفات پائی جائیں اسے اہل عرب جواد کہتے ہیں۔ جواد کا مقام و مرتبہ سخی سے ارفع ہے“۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جواد کی حقیقت یہ ہے کہ بے غرض ہو اور بدلہ طلب نہ کرے اور یہ صفت حقہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ بغیر کسی غرض اور بدلہ کے تمام ظاہری و باطنی نعمتیں اور حسی و عقلی کمالات مخلوق کو مرحمت فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے

بعد تمام جوادوں کے جواد۔ اجواد الا جودین اُس کے رسول ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کے بعد اُمت کے علماء کرام ہیں کہ علم دین کو پھیلاتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے۔ حضور سرور کائنات نے فرمایا: ''اللہ سب سے بڑا اجواد ہے پھر میں بنی آدم میں سب سے بڑا اجواد ہوں اور میرے بعد بنی آدم میں وہ مرد جو علم کو سکھلائے اور اُسے پھیلائے۔

السماحة: التجافي عما يستحقه المرء عند غيره بطيب النفس

ترجمہ: ''کسی آدمی کی کوئی چیز کسی دوسرے کے قبضہ میں ہے خوش دلی سے اس چیز کو اس سے واپس نہ لینا اور اس کو نظر انداز کر دینا مساحت کہلاتا ہے''

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری اُمت میں چالیس آدمی (ابدال) ہمیشہ رہیں گے جن کو دل قلب ابراہیمی کی مانند ہوں گے ان کے صدقے اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عذاب ٹالے گا انہیں ابدال کہا جائے گا پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا انہوں نے یہ ابدالیت والا رتبہ کثرت صوم وصلوٰۃ اور صدقہ کے ذریعے نہیں پایا ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ پھر کس چیز کے ذریعے انہوں نے یہ رتبہ پایا؟۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سخاوت اور مسلمانوں کے لیے خیر خواہی کے ذریعہ سے''

(روضۃ السالکین ص:۱۵۹ بحوالہ امام طبرانی و امام ابونعیم)

جود و کرم اللہ تعالیٰ کی عظیم صفات میں سے ہے جن کا مظہر اتم حضور سید عالم محبوب خدا احمد مجتبیٰ حضرت محمد ﷺ کی ذات جامع الصفات ہے۔ محبوبان خدا و عشاقانِ مصطفےٰ اولیائے کرام بھی اس امتیازی وصف سے سرفراز ہوتے ہیں۔ ہر دور میں اولیائے کرام اس فطری کمال میں امتیازی شان کے مالک چلے آتے رہے ہیں۔ حضور پر نور قاسم فیضان نبوت حضور قبلہ فخر ملت اس وصف میں بلا مبالغہ ایک خصوصی شان رکھتے تھے بلکہ جود و سخا تو اُن کی گھٹی اور خون میں شامل تھا

ظاہر از اہل بیت نور نبی ہمچو در ماہ نور خورشید است
از ازل تا ابد بود ظاہر زانکہ ایں نور، نور جاوید است

ترجمہ: ''یعنی اہل بیت کرام سے حضور ﷺ کا نور یوں ظاہر ہو رہا ہے۔ جیسے سورج کا نور چاند سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ نور تا ابد اسی طرح ظاہر ہوتا رہے گا۔ کیونکہ پہلا ابدی اور سرمدی نور ہے''

جس طرح حضور سید کائنات ﷺ کا نور آپ سے ظاہر ہوتا تھا۔ اسی طرح حضور ﷺ

کی سخاوت اور جود و عطا کی مظہر ذات فخر ملت علیہ الرحمہ تھی۔ حضور قبلہ فخر ملت کی ذات والا صفات کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مجسمہ جود و سخا بنا کر بھیجا تھا۔ آپ کی ذات گرامی جود و سخا کا ایک بحر بیکراں تھی۔

بے مثال اندر کرم حاتم گدائے کوئے او
ہست احساں خانہ زادش زادِ خوانش حل اتی

آپ کے فطری کمالات میں جذبہ ایثار و سخاوت کو ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ قدرت کاملہ نے آپ کی ذات والا صفات میں رحمدلی اور بے سہارا لوگوں کیلئے جذبہ ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ غریبوں، حاجت مندوں اور دُکھی انسانوں کے لیے ہر وقت آپ کا دروازہ رحمت کھلا رہتا۔ بلا تخصیص امیر و غریب و آشنا و نا آشنا ہر ایک کے دکھ درد کی رُوداد سنتے اور بیان کرنے والے کی تکلیف کو حقیقی طور پر محسوس فرماتے اور ایثار و سخاوت کا دریا بہا دیتے تھے۔
اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ آپ کی خدمت اقدس میں کوئی چیز بطور نذرانہ پیش ہوتی تو آپ فوری طور پر وہ کسی ضرورت مند کو بھیج دیتے۔ غریب تو غریب امیر بھی آپ کے در کے محتاج نظر آتے۔

ہر ایک کے لب پر یہی جملہ نظر آتا
تیرا در ہے در حقیقت میری زیست کا سہارا

اور بلاشبہ حضور فخر ملت کی ذات ستودہ صفات میں جود۔ کرم۔ سخا اور سماحت جیسی صفات یکجا نظر آتی تھیں۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کار کشاو کارساز
خاکی و نوری نہاد بندہ مولا صفات
ہر دو جہان سے غنی اُس کا دل بے نیاز

پابندِ صوم وصلوٰۃ

تصوف و طریقت میں تمام منازل کی سیڑھی عبادت الٰہی ہے۔ اولیا اللہ فرائض و واجبات کے ساتھ نفلی عبادات سے قرب الٰہی حاصل کرتے ہیں اولیاء اللہ ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا و

خوشنودی کے لیے کرتے ہیں اور جو عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو وہ عبادت ہے اُن کا مقصود دنیا نہیں بلکہ رضائے الٰہی ہے اور وہ اسی کے حصول میں کوشاں رہتے ہیں۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام اعظم کی شب بیداری کا سبب یہ تھا کہ ایک بار ایک شخص نے آپ کو دیکھ کر کہا یہ وہ شخص ہے جو عبادت میں پوری رات جاگ کر گزارتے ہیں ۔امام ابو حنیفہ نے یہ سنا تو فرمانے لگے ہمیں لوگوں کے گمان کے مطابق بننا چاہئے اس وقت سے آپ نے رات کو جاگ کر عبادت کرنی شروع کی یہاں تک کہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھا کرتے اور چالیس سال تک لگاتار اس معمول پر قائم رہے۔ (الخیرات الحسان صفحہ ۸۲)

''حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ماں کے پیٹ سے بہرہ ور با نصیب پیدا ہوئے۔آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ خواجہ میرے پیٹ میں تھے۔ ہر آدھی رات کو میرے پیٹ میں حرکت کرتے اور یا اللہ یا اللہ کی آواز نکالتے اور میں آدھی رات سے ایک پہر تک لگا تار یہ آواز سنتی'' (سبع سنابل صفحہ ۴۳۸)

اولیاء اللہ کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ رات کے پچھلے پہر اُٹھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں قیامت کی ہولناکیوں اور دوزخ کے عذاب کو سامنے تصور کر کے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ساری ساری رات عبادات الٰہی میں گزار دیتے ہیں ۔قرآن پاک میں ارشاد مبارک ہے:۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا۔

ترجمہ: ''اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام میں''

(سورہ الفرقان آیت ۶۳،۶۴)

حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ و مقدسہ کا یہ معمول تھا کہ آپ عشاء کی نماز کے بعد تھوڑی دیر کیلئے آرام فرماتے تھے پھر اُٹھ جایا کرتے تھے اور ساری ساری رات رب کریم کی بارگاہ میں عبادت کرتے ہوئے گزار دیتے تھے۔ قاری قرآن ایسے کہ سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ باقاعدہ ۵۶ مصلے رمضان شریف میں تراویح کے دوران قرآن پاک سنایا۔ سفر کے دوران گاڑی میں بھی قرآن پاک کی تلاوت جاری رکھتے تھے۔ نماز، روزہ، حج، زکو

کی سختی سے پابندی فرماتے تھے اور دوسروں پر بھی پابندی لازم کرواتے تھے۔ آپ کی زندگی کا ہر ہر لمحہ یاد الٰہی سے منور تھا۔ فرائض و واجبات کی پابندی ساری زندگی کی عبادات و ریاضت تقویٰ و پرہیزگاری میں آپ کو بلند مقام حاصل تھا۔ دلپذیر و شیریں انداز میں قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ قرآنی احکامات شریعت الٰہی وسنت واتباع سرور عالم ﷺ میں گزاری۔ آپ جیسا متقی، پرہیزگار کوئی اور نہ تھا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور محبوب بندوں میں شمار ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بے حساب انعامات و کرامات کے حاصل کرنے والے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ۔ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ۔ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ۔ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔ ترجمہ: ''بیشک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہیں۔ اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے۔ بیشک وہ اس سے پہلے نیکوکار تھے۔ وہ رات میں کم سویا کرتے اور پچھلی رات استغفار کرتے'' (سورہ الذّٰریٰت آیت ۱۵ تا ۱۸)

حضور فخر ملت زھد، توکل، فقر، تسلیم و رضا اور ورع و تقویٰ کی ارفع و اعلیٰ صفات رکھتے تھے۔ آپ کی حیات مبارکہ صلحاء، صوفیا، علماء اور اتقیاء کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ کے فقر میں فخر تھا۔ مصیبت و مشکل میں پیکر صبر و رضا تھے۔ توکل کی انتہا تھی۔ زندگی سراپا ایثار و محبت تھی۔ جہد مسلسل، صبر و استقامت اور عاجزی و انکساری آپ کی طبیعت مقدسہ کا لازمی جزو تھی۔ آپ کی مذہبی و روحانی و فکری صلاحیتوں کا ایک زمانہ معترف ہے۔

فخر ملت کے اخلاق حسنہ

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق حسنہ مخلوق خدا کے لیے شمع ہدایت ہیں۔ آپ کے اخلاق ضابطہ حیات کسی پیروی و تقلید عشاقانِ مصطفےٰ کے لیے دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کی کنجی ہے۔ حضرت فخر ملت قدیم پیکر میں جدید اور جدید پیکر میں قدیم صفات کی حامل شخصیت تھے۔ آپ کی تقاریر اور گفتگو کا ایک ایک لفظ آپ کے حسن اخلاق پر دلالت تھی۔ دراصل آپ کے اخلاق حسنہ حکم خداوندی اور اطاعت و اتباع سنت رسول عربی کا مظہر ہیں۔ حضرت فخر ملت اپنے خطبات اور اپنی تقاریر میں سامعین کے دلوں میں تاجدار کائنات ﷺ کی یاد کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانے کا پیغام اس دلنشین و دلکش انداز اور دلپذیر پیرائے میں دیتے تھے کہ ہر آنکھ نم ہو جاتی

تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ مجمع پر رحمت کا نزول ہو رہا ہے۔ دراصل حضرت کی تقریر آپ کے اخلاق حسنہ کا پرچار ہوتی تھی۔ جو باران رحمت کا نزول ہوتا تھا بارش نور ہوتی تھی۔

زور کلام تھا کہ ادائے کلیم تھی
جو بات اس نے کی وہ دل میں اتر گئی

حضرت فخر ملت کی سیرت طیبہ اور اخلاق حسنہ موسم بہار میں عطر بیز ہواؤں کی مہک کا نام ہے۔ آپ کی طلسماتی شخصیت کی سحر انگیزی سے مخلوق خدا کا سمندر ہلچل میں آ جاتا تھا۔ حضرت کا حُسنِ صورت ایسا جیسے چودھویں رات کا چاند اپنے پورے جوبن پر چمکتا ہے اور حسن اخلاق ایسا جیسے خزاں کے موسم میں بہار کا پیغام ہو۔ ہر اک صدی شاہِ جماعت محدث علی پوری کی صدی ہے اور حضرت فخر ملت پیغام حق کا وہ داعی ہے جس کو عشق نبی ﷺ کا پرچم عطاء ہوا جس نے اپنے حسن اخلاق اپنی اُحسن گفتگو اور اپنے علم اور عمل سے اور عزم و حوصلہ اور تحمل و برداشت سے دنیائے فانی کے ہر اک اُفق پر پیغام الٰہی پیغام مصطفےٰ پہنچایا۔ فخر ملت وہ عظیم ہستی مبارکہ عظمت کا تاج جس کے سر اقدس پر سجا ہوا تھا۔ اور وہ نفرتوں کے دور میں عظمتِ رسول ﷺ کی محبتوں کا سفیر تھا جس نے اپنا یہ فریضہ بہ احسن انجام دیا۔

ظلمت دھر میں سر بہ سر روشنی
آئینہ رو برو صبح تابندگی
گلشنِ مصطفےٰ ﷺ کی وہ تازہ کلی
علم و عرفان و ایقان کی آگہی
اور سایہ فگن اس پہ فیض نبی ﷺ

نشاط روح کا سامان تھے۔ مطلع عرفان، مشکل عرفاں، قلزم عرفاں، صبح درخشاں اور فیض کا معدن اور نور کا مخزن تھے۔ آپ کو نور رحمت نے اپنے خزانوں سے وافر علم و اخلاقیات اور دانش و حکمت عطاء فرمائی تھی۔

"لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ" حضرت فخر ملت اپنے ہر قول اپنے ہر فعل میں اسوہ حسنہ حضور سرور کائنات ﷺ کو مد نظر رکھتے تھے۔ آپ کی ہر ہر ادا پر اتباع رسول ﷺ کا رنگ غالب دکھائی دیتا تھا۔ اپنی گفتگو میں بڑے ادب و احترام کے ساتھ سرور عالم کا ذکر فرمایا کرتے تھے صحیح معنوں میں عاشق رسول عربی ﷺ تھے۔

ایمان جن کے حسن تصور کی بات ہے
خلق خدا میں ایک محمد ﷺ کی ذات ہے
بس اُن کا ذکر و فکر و تصور جو مل گیا
عاشق رسول کے واسطے یہی سب کائنات ہے

حضرت فخر ملت حسن اخلاق کا پیکر اتم تھے نہ صرف ہر ایک کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے تھے بلکہ جو آپ کے مخالف ہوتا تھا اس کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرتے تھے آپ کی ذات قدسی میں حلم اور بردباری تھی۔ پیغمبر پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک بندہ حلم یعنی بردباری کے ذریعہ سے دن کو روزہ رکھنے والے اور رات کو قیام کرنے والے کا درجہ پالیتا ہے'' (الترغیب والترہیب جلد ۲ صفحہ ۳۲۳ ضیاء القرآن لاہور)

حلم، بردباری، توکل اور آزمائشوں پر ثابت قدم رہنا حضور قبلہ فخر ملت کی ہستی مبارکہ کا خاصہ تھا۔ آپ نے اپنے اخلاق حسنہ سے ثابت کیا کہ آپ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ اور اسکے پاک پیغمبر سیدنا محمد ﷺ کی رضا و خوشنودی میں مصروف و مشغول رہتے تھے۔ آپ ہر وقت کلام الہٰی کی تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔ لوگوں کو حضور کی احادیث اور اُن کی نعمتیں سناتے تھے آپ کا ہر عمل بھی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی اطاعت میں تھا اور آپ کا حدف اور نصب العین بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا تھا۔ آپ کے اخلاق حسنہ رہتی دنیا تک عوام و خواص کے لیے مشعل راہ ہیں اور دنیا و آخرت میں کامیابی اور کامرانی کا زینہ ہیں۔

سلطنتِ فخر ملت

حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی سلطنت سلطنتِ مصطفےٰ ہے۔ آپ کی رحمت بیکراں سے فخر ملت کو وہ کچھ عطا ہوا جو عوام و خواص کے وہم و گمان میں بھی نہیں آپ کونین کے شہنشاہ، دارین کے مالک و مولیٰ، شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ کے لاڈلے جگر گوشہ اور نمائندہ و سفیر رسول عربی ﷺ ہیں۔ آپ نمائندہ و سفیر رسول عربی ﷺ ہیں۔ آپ کو حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ مندرجہ ذیل نسبتیں حاصل ہیں۔

پاکیزہ جسمانی نسبت	روحانی نسبت
علمی نسبت	نورانی نسبت

آپ حسنی اور حسینی سید زادے ہیں آپ کا شجرہ نسبت پدری اور مادری ہر دو نسبتوں سے آقائے نامدار سرورِ دو عالم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ یہ نسبت ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی ہے اور در اصل یہ آپ کی ہستی مبارکہ کی منفرد عظمت و شان و شوکت کا مظہر ہے۔ روحانی نسبت کہ آپ کا خاندان عالیہ مقدسہ روحانی فیوضات و برکات کا منبع و مآخذ ہے۔ سنوسی ہند، ابو العرب امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری دربارِ رسالت میں وہ اعلیٰ وارفع مقام رکھتے ہیں جو کسی کو نصیب نہیں۔ لہٰذا جسمانی و روحانی ہر دو واسطوں سے حضرت فخر ملت حضور سرور کائنات کے تمام خزانوں کے وارث اور سلطنت مصطفےٰ کے تاجدار ہیں۔

علم و حکمت و دانشوری کے بے بہا خزانے جو حضرت فخر ملت نے دنیا کے کونے کونے میں دریا کی طرح بہائے اور لوگوں کو حقیقی مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روشناس کروایا وہ آپ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے علمی نسبت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

قارئین کرام! حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی سلطنت سلطنتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا چہرہ اقدس روشن و منور ہے۔ آپ کی زیارت کرنے والا دم بخود رہ جاتا تھا اور نور کی وادیوں میں پہنچ جاتا تھا۔ آپ کی صحبت و زیارت سے دورِ مصطفوی کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ ایسے ولی کامل پیکر نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے۔ لمحوں میں لوگوں کی دلی کیفیت بدل دیا کرتے تھے۔ حضرت کا مقام ولایت ان چار نسبتوں کی بدولت جو میں نے بیان کی ہیں انسانی عقل سے ماوراء ہے۔ اس مقام ولایت کی کوئی حد نہیں۔ اہل بیت اطہار کا مقام و مرتبہ و عظمت و شان و شوکت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال بیان کرتے ہیں۔

ادب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و با یزید ایں جا

اسی بات کو اک اور شاعر نے کتنے دلکش پیرائے میں بیان کیا ہے۔

اونچے اونچے یہاں جھکتے ہیں
سارے انہیں کا منہ تکتے ہیں

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ۔

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جاؤ''

اس آیت کریمہ میں بارگاہ نبوت ورسالت ﷺ کا ادب سکھایا گیا ہے۔ادب واحترام اور اطاعت وفرمانبرداری وہ اصول محبت اور دولت ہے جو انسان کو کامیابی وکامرانی کے راستوں پر گامزن کر دیتی ہے۔صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے اس اصول محبت پر عمل کیا۔جب پیغمبر پاک ﷺ کسی صحابی کو پکارتے اگر صحابی ﷺ نماز بھی پڑھ رہے ہوتے تو چھوڑ کر خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے

قارئین کرام: خالق کائنات نے حضور سرور کائنات ﷺ کو کونین کا مالک ومختار بنایا ہے۔زمان کے مالک، آسمان کے مالک، رب کے احکام کے مالک اور انعام کے مالک خالق کُل نے آپ کو مالکِ کُل بنا دیا۔دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ اختیار میں جس کو چاہیں اپنے رب کی عطا سے عطا فرما دیں اور آپ ﷺ نے حضرت فخر ملت کو بے حساب عطا کیا۔انہیں قاسم عطایا مقرر فرمایا۔حضرت کو حضور ﷺ کی ہستی مبارک سے ہر قسم کا فیض عطا کیا گیا۔اور آپ کو سلطنت مصطفےٰ ﷺ کا وارث مقرر کیا گیا۔حضرت فخر ملت کی سلطنت سلطنت مصطفےٰ ہے۔ سلطنت محبت ہے۔سلطنت امیر ملت محدث علی پوری ہے۔سلطنتِ علم وحکمت ہے اور سلطنت نور مصطفےٰ ہے۔بقول شاعر

حکم نافذ ہے تیرا سیف تیری خامہ تیرا
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

ارشاد ربانی ہوتا ہے۔اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ (سورۃ الکوثر آیت ا پارہ ۳۰)

ترجمہ: ''اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کو کوثر دے دیا''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کوثر عطا فرمایا۔کوثر سے مراد حوض کوثر ہے۔یا بہت بھلائی یا مقام محمود یا شفاعتِ کبریٰ یا بہت سے معجزات یا دنیاوی غلبہ یا ملکوں کی فتوحات یا علم کثرت وغیرہ۔اس سے ثابت ہوا کہ اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کو بہت کچھ دیا اور بے حساب عطا فرمایا اور محبوب ﷺ نے لے لیا۔جو کچھ حضور سرور کائنات ﷺ کو دیا گیا وہ فقط کثیر نہیں۔اکثر نہیں بلکہ کوثر ہے جس کے معنی ہیں بہت ہی زیادہ۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا (۱۴۸_۱)

ترجمہ: "بے شک اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمائی"

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔ ترجمہ: "اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تم کو تمہارا رب اتنا دے گا کہ پیارے تم راضی ہو جاؤ گے"

اللہ تعالیٰ نے حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا عطا فرمایا کہ آپ دونوں عالم سے غنی ہو گئے اور وعدہ فرمایا گیا کہ اور بھی بہت کچھ دیں گے۔ جب خدا دے چکا اور محبوب لے چکے تو ثابت ہو گیا کہ ہر چیز پر ملکیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جسے چاہیں عنایت فرما دیں اور جسے چاہیں عنایت نہ فرمائیں۔ مرضی فقط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (۶-۱۱۳)

ترجمہ: "اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے"

حضرت سلیمان علیہ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کی بادشاہت دی مگر رب تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ نہ فرمایا کہ اُن پر بڑا فضل ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ تخت و تاج سلیمان بھی میرے آقا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت کا ہی ایک صوبہ یا شہر ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ

أعطيت الكنزين الاحمر والابيض: پیغمبر پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مجھے دو خزانے عطا فرمائے گئے ایک سرخ اور ایک سفید"

مشکوٰۃ شریف باب اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لو شئت لسادت معی جبال الذهب ترجمہ: اگر ہم چاہیں تو ہمارے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں:

مشکوٰۃ شریف کتاب العلم میں درج ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

انما انا قاسم والله يعطى ترجمہ: "اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور ہم بانٹنے والے ہیں"

ان احادیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوا کہ جب بھی جسکو خدا دیتا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تقسیم سے ملتی ہے۔ مشکوٰۃ شریف باب السجود فضل میں ہے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ربیعہ ابن ابی کعب اسلمیؓ سے خوش ہو کر فرمایا "سل" کچھ مانگ لو۔

انہوں نے عرض کیا اسلك مرافقتك في الجنة یعنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مانگتا

ہوں کہ جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں۔ ارشاد فرمایا!

وغیر ذلک ۔ کچھ اور مانگنا ہے عرض کیا بس یہی۔

اس حدیث شریف سے تین طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت ظاہر ہوئی اولاً اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ مانگو یہ نہ فرمایا کہ فلاں چیز مانگو اور یہ وہی کہ سکتا ہے جس کے قبضے میں سب کچھ ہو۔ پھر حضرت ربیعہ ؓ نے بھی خوب سوچ کر وہ چیز مانگی جو بے مثل ہے یعنی جنت اور جنت کا دار اعلیٰ علیین جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ہو۔ دوسرا حضرت ربیعہ ؓ نے عرض کیا۔ **اسئلك** میں آپ سے مانگتا ہوں یہ نہ کہا کہ میں خدا سے مانگتا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تمہیں عطا کی جاتی ہے۔ میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ اور مانگ لو کہ جنت کے علاوہ کچھ اور دینے پر بھی قادر ہیں۔ مگر حضرت ربیعہ ؓ نے سمجھ لیا تھا کہ جب اس باغ عالم کا پھول مل گیا تھا تو پتوں کی کیا ضرورت ہے۔

امام ابن حجر علیہ الرحمتہ اپنی کتاب "الجواہر المنظم" کے صفحہ ۵۲ پر فرماتے ہیں

هو صلى الله عليه وسلم خليفة الله الاعظم الذى جعل خزائن و كرامته و مواعد نعمه طوع يديه و ارادته تعطى من تشاء ما يشاء ۔

ترجمہ: "حضور اللہ کے بڑے خلیفہ ہیں کہ رب کے خزانے اور اس کی نعمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے میں ہیں جس کو چاہے دے دیں"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی "اشعۃ اللمعات" جلد اول صفحہ ۴۶۳ میں فرماتے ہیں

"قدرت و سلطنت وے ﷺ زیادہ بر آں بود، ملک و ملکوت جن و انس تمام عوالم بہ تقدیر تصرف الہی عزوجل در محیط قدر و تصرف وے بود"

ترجمہ: یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت اس سے بھی زیادہ تر ہے۔ ملک اور ملکوت جن و انس اور سارے عالم رب کی عطاء سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ سارے عالم ملکوت، عالم ارواح، عالم اجسام اور عالم امکان غرضیکہ ساری مخلوق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہی و سلطنت ہے۔

خالق کل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ اختیار میں

امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی ''مواہب لدنیہ'' جلد اول صفحہ ۳۴۶ پر فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ''میرے ماں باپ اس شہنشاہ پر قربان جو اس وقت سے بادشاہ ہیں جب کہ آدم علیہ السلام مٹی اور پانی میں جلوہ گر تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ چاہیں تو اس کے خلاف نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی ان کو روک سکتا ہے''۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی سے سلطان کونین ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کن

امام قسطلانی ''مواہب لدنیہ'' جلد اول صفحہ ۱۹۵ پر فرماتے ہیں

وکنته ابو القاسم لانه یقسم الجنة بین اهلها

ترجمہ: ''حضور کی کنیت ابو القاسم ہے کیونکہ جنتی لوگوں کو جنت بانٹتے ہیں''

فقط اشارے میں سب کو نجات ہو کے رہی
تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
جو شب کو کہہ دیا دن ہے تو دن نکل آیا
جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

قارئین کرام! حضور سیدی فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام خصائص و خزانوں کے وارث ہیں۔ آپ سلطنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نگران و پاسبان ہیں۔

دنیا کے بادشاہ جب تک زندہ رہتے ہیں اُن کا حکم چلتا ہے۔ اُن کی آنکھ بند ہوتی ہے۔ تو ان کا کوئی نام بھی نہیں لیتا لیکن یہ حضرت فخر ملت کی سلطنت ہے جو سلطنت محبت ہے۔ جس سلطنت کے آپ شہریار ہیں۔ آج لاکھوں دلوں پر آپ کی حکمرانی قائم ہے۔ لاکھوں دل آپ کی یاد میں دھڑکتے ہیں۔ آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اور آپ کی عظمتوں، رحمتوں و برکتوں کے نغمات الاپتے ہیں۔

حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی شان جلالت و عظمت آپ کی سلطنت کی حکمرانی کی حدود و قیود کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ آپ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے بیٹے ہیں اور جنت کے اعلیٰ مقام دار اعلیٰ علیین میں بلند مقام و مرتبہ پر فائز و متمکن ہیں۔ ملاءِ اعلیٰ سے نوری مخلوق روزانہ جوق در جوق آپ کے مزار اقدس پر اترتی ہے اور صل علیٰ کے نغمے گاتی ہے۔

حضرت امام بوصیری قدس سرہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنیَا وَضَرَّتَهَا ۝ وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوحِ وَالْقَلَمِ

یعنی رسول اللہ ﷺ کو دنیا و آخرت آپ کی سخاوت سے تھی اور لوح و قلم کے علم آپ ﷺ کے علموں کا ایک حصہ ہیں۔

فراخدلی اور فخر ملت

حضور سیدی فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کمال درجے کے فراخ دل تھے۔ آپ کی فراخدلی سمندر کی لہروں کی مانند تھی جو سائلین کی منتظر رہتی کہ کب کوئی آئے اور آپ اُس کو نوازیں پھر کسی کے سوال کرنے کا انتظار نہیں فرماتے۔ سوالی کے سوال کرنے یا طلب کرنے سے پہلے ہی اُسکی خالی جھولی گوہر مراد سے بھر دیا کرتے تھے۔ چونکہ آپ کو حضور ﷺ نے قاسم عطایا مقرر کیا تھا۔

لہٰذا آپ جس کیلئے دعا فرماتے تھے اور جس کو اپنے دست شفقت سے نوازتے تھے مالا مال کر دیتے تھے اور اُسے دوبارہ مانگنے کی حاجت نہیں رہتی تھی۔ فقیر آتے بادشاہ بنا دیتے۔ جاہل آتے عالم بنا دیتے۔ گناہ گار آتے پارسا بنا دیتے دولت دنیا سے بھی مال کرتے اور دولت ایمان سے بھی مالا مال کر دیتے تھے۔ آپ حقیقتاً، فراخ دلی، وسعت النظری، جود و سخا اور فیوض و برکات کا منبع و مآخذ تھے۔ یہ آپ کا بنیادی وصف تھا کہ کسی ضرورت مند یا حاجت مند کو خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے تھے۔ سائل کی حاجت ہر حال میں پوری کرتے تے۔

حضرت کی درگاہ اور آستانِ کرم ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ ہر کسی کو اسکی نسبت اور نصیب کے مطابق ملتا تھا۔ جو دنیاوی مال کی خواہش لے کر آتا اُسے دین وایمان نصیب ہوتے جو عشق رسول ﷺ کی دولت کا متلاشی ہوتا۔ اُسے عشق رسول ﷺ کی دولت عطا ہوتی جو فیض الٰہی کا طلب گار ہوتا اُسے فیض الٰہی مل جاتا۔ رب کائنات نے حضور قبلہ فخر ملت کو مجسمہ نور و نکہت بنا کر بھیجا تھا۔ اللہ رب العزت نے آپ کو غیب کے خزانے حضور سرور کائنات ﷺ کے بے پناہ خزانوں سے آپ جس کو چاہتے جتنا چاہتے تھے عطا فرما دیتے تھے۔

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدر گاہش بیاد ہرچہ میخو اہی تمنا کی

ترجمہ: "یعنی سارے کام حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہیں جس کو بھی چاہیں اپنے رب کے حکم سے دیدیں اگر دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتے ہو تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں آؤ اور جو چاہو مانگ لو"۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض آج بھی جاری ہے۔ آپ کے خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ علم و معرفت کے متلاشی آپ کے آستانہ کرم پر حاضر ہوتے ہیں اور اپنی جھولیاں بھر کر جاتے ہیں۔ وہ آستانہ کرم جہاں روز و شب انوار و برکات کی بارش ہوتی ہے۔ جس آستان کو رفعت ہی رفعت ہے۔ بلندیاں ہی بلندیاں ہیں۔ تصوف و حکمت کی خیرات بانٹنے والا حضرت فخر ملت ہے ساری کائنات سوالی ہے نہ دینے والے کے خزانے کم ہو رہے ہیں نہ مانگنے والوں کی کمی ہے۔ ایک خوشبو ہے جس سے سارا جہاں مہک رہا ہے۔ جن کی مہک روح میں رچی ہوئی ہے اور جن کی چمک و دمک آنکھوں میں بچی ہوئی ہے۔ جن کی یاد سے دل زندہ ہیں اور جن کے تصور سے دماغ روشن ہیں۔

تیری چاہت کا سفر جیسے کوئی دور تلک
سونگھتا جائے ہے مہکتے ہوئے خوش رنگ گلاب

آفتاب نو بہار

جو سرور و کیف ملتا ہے تیرے افکار سے
وہ کسی مے میں نہ ساغر میں نہ میخانوں میں ہے
کون چھینے گا تجھے میرے بدن کی روح سے
تو تو میرے گوشہ دل کے نہاں خانوں میں ہے

فتاویٰ افریقہ میں ہے "بے پیر فلاح نہ پائے گا"

سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف میں فرماتے ہیں:۔

سمعت کثیرا من المشائخ یقولون من لم یر مفلحا لا یفلح

ترجمہ: "یعنی میں نے بہت اولیائے کرام کو فرماتے سنا کہ جس نے کسی فلاح پائے ہوئے کی زیارت نہ کی وہ فلاح نہ پائے گا"۔

سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں۔
"جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام شیطان ہے" (فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۲۸)
حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔
"مرید پیر کے آئینہ کے بغیر مطلوب کو نہیں دیکھ سکتا"

ہیں۔ ان کے کمالات سے کمال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ لگتا ہے کہ جب اُس شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں ہر طرح کے کمالات ہیں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا کیا کہنا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو دو قسم کے فیض دیئے ظاہر کا فیض اور باطن کا فیض ظاہری فیوض علماء دین سے اُمت تک پہنچ رہے ہیں اور باطنی فیوض اولیاء اللہ کے ذریعہ سے جیسے دل کا فیض اعضاء بدن تک رگوں کے ذریعہ پہنچتا ہے۔ اگر رگیں کٹ جائیں تو موت واقع ہو جاتی ہے ایسے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ساری اُمت کو بذریعہ اولیاء اللہ پہنچتا ہے کہ ولایت درمیان میں نہ ہو تو اُمت کی موت واقع ہو جائے۔ بجلی کا نور قمقموں سے ملتا ہے حضرات اولیائے کرام فیضان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلب ہیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چمکتے ہیں اور ہم گناہ گاروں کو روشنی دیتے ہیں اور اندھیروں کو دور کرتے ہیں پھر جس بلب کی جیسی طاقت ویسی ہی اُس کی روشنی ہوتی ہے۔ قیامت میں لوگوں کو اُن کے امام و پیشوا و مشائخ کے ذریعہ بلایا جائے گا یوم ندعوا کل اناس بامامھم

ترجمہ: ''ہم ہر شخص کو اُس کے امام کے ساتھ پکاریں گے''

دنیا میں جس کا کوئی شیخ نہ ہوا اس کا شیخ شیطان ہے (تفسیر نعیمی جلد ۱ صفحہ ۳۹۵)

اولیاء اللہ کی محبت میں رہنا دل کو زندہ رکھنے کے مترادف ہوتا ہے۔ دل اسی کا زندہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ جو قرب اور معرفت کی آنکھ سے دیکھے گا اس کی نظر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی۔ اگر دل میں قرب الٰہی کا بادل ہوگا تو نگاہ بجلی اور وعظ بارش کی مانند ہوگا اس کی زبان ایسا قلم ہوگی جو دلوں پر معرفت کی دوات سے لکھے گی۔ جو شخص امر بجالائے اور نہی سے بچے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرے اُسے یہ مقام حاصل ہوگا اور اُس کا علم اور قرب اور بڑھے گا۔ (مقالات امینہ حصہ چہارم صفحہ ۱۶۸)

قارئین کرام: رب کائنات نے حضرت فخر ملت کو صاحب خشیت بنایا تھا۔ صاحب تقویٰ بنایا تھا۔ صاحب ورع بنایا تھا۔ صاحب جود وسخا بنایا تھا۔ صاحب عبادات بنایا تھا۔ صاحب ریاضات بنایا تھا۔ صاحب اتباع خدا بنایا تھا اور صاحب اتباع مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنایا تھا۔ حضرت کا ظاہر شریعت الٰہی سے منور تھا اور حضرت کا باطن طریقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے روشن و تاباں تھا۔ آپ کے نور حقیقت سے ایک جہان روشن و منور ہے اور آپ آفتاب نور بہار ہیں۔ نئی صبح کے اجالوں کا پیغام ہیں۔

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندہ مومن کی اذاں سے پیدا

صبح درخشاں

جگر گوشہ سرور دو عالم ﷺ امیر ملت حضرت فخر ملت مرشد کامل تھے۔ مادہ کامل تھے اور مرکز ایمان کامل ہیں۔ آپ کی ہستی ستودہ صفات صلِ علیٰ کے نغموں کا پیکر ہے کہ آپ کی جسمانی پاکیزہ نسبت حضور اکرم ﷺ سے ہے۔ آپ کا وجود مسعود صبح درخشاں کا پیغام ہے اور باغ دنیا آپ کے لطف و کرم و عنایات سے مہک رہا ہے۔ آپ حسن محبت بھی ہیں حسن عقیدت بھی ہیں اور آفتاب ولایت بھی ہیں۔

آپ کا ظاہر و باطن انوار و تجلیات الٰہیہ کا آئینہ تھا۔ اور آپ صبح نور محمدی ﷺ کی روشنی تھے۔ صاحب دل بھی تھے۔ صاحب نظر بھی تھے آواز میں سوز بھی تھا اور جذبات میں گداز بھی تھا۔ عالم اسلام کے عظیم مفکر و مجتہد شیخ طریقت تھے۔

ادھر سے کون گزرا تھا کہ اب تک
دیارِ کہکشاں میں روشنی ہے

جس طرح نور کے تڑکے میں کوئی دھیرے دھیرے جنت کی طرف رواں دواں ہو۔ جس طرح نگہتیں من کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر کر دھیمے دھیمے لہجوں میں سرگوشیاں کر رہی ہوں جس طرح روشنی کی دھنک رنگ لہریں آلام کا جگر کاٹتی چلی جا رہی ہوں بالکل اسی طرح سے آسمان نقشبند کے روشن ستارے حضرت فخر ملت اپنے مریدین و متوسلین کے دل و دماغ میں ہر لحہ جلوہ گر ہوتے ہیں اور صبح درخشاں اور امید نو کا پیغام دیتے ہیں۔

حضرت اپنے وجود مسعود میں ساری کی ساری کہکشائیں سمیٹے ہوئے تھے۔ آپ کی حکومت و حکمرانی لازوال و بے مثال تھی۔ آپ کا نور اپنے وقت کے مجدد کا نور تھا۔ آپ کا نور اپنے وقت کے عظیم مفکر و مفسر کا نور تھا۔ آپ کا نور اپنے وقت کے محدث کا نور تھا اور آپ کا نور نابغہ عصر شخصیت کا نور تھا۔

مسلمانوں کی تاریخ جو قصہ ماضی کے افسانے بننے والی تھی۔ وقت کی گردش نے مسلمانوں کے کردار کو دھندلا دیا تھا۔ میدان علم و عمل میں جو دھندلاہٹ پیدا ہو گئی تھی اس میں روشنی چمک دمک اور صبح درخشاں سے ہمکنار کرنے والی ہستی مبارکہ آپ کی ہستی تھی۔ آسمان آپ کیلئے کہکشاں سجاتے تھے اور آپ اپنے علم و نور اور حکمت و بصیرت سے جہالت کے اندھیروں کو

روشنی میں تبدیل کر دیتے تھے۔ اسطرح سے آپ نے لاکھوں کی تعداد میں مخلوق خدا کو فیضان امیر ملت سے مستفید کیا۔

قارئین کرام: وہ بلند بخت اور ارفع ہستیاں جنہوں نے دنیا میں عشق رسول ﷺ کی دھوم مچائی اُن میں حضرت فخر ملت کا نام مبارک بہت نمایاں اور روشن ہے۔ آپؒ کے ہر قول اور ہر عمل پر حب رسول عربی ﷺ کی چھاپ لگی ہوئی ہے۔ حضرت کا شمار اُن تابندہ، عظیم و جلیل اور روشن و تاباں ہستیوں میں ہوتا ہے۔ جن کی محبتیں اور توجہات کرم کی خشبوئیں مشام ہستی کو معطر کرتی ہیں اور وہ تاریخ کے اوراق میں ایسے نظر آتے ہیں جیسے کوئی نور کے تڑکے میں دھیرے دھیرے جنت کی طرف رواں دواں ہو۔ وہ روحوں میں ایسے اُتر جاتے ہیں جیسے شبنم شب تیرہ و تار کا کلیجہ چیر کر پھولوں کی پتیوں پر آ بیٹھی ہو۔ اُن کی گدڑیوں کی دھول میں ہیروں کی چمک ہوتی ہے۔ اُن کے فقر میں خسروی حکمتیں پنہاں ہوتی ہیں۔ وہ اس جہانِ فانی میں نظر نہ بھی آئیں تو اُن کے مرقدوں کی مٹی زندگی کی سوغات تقسیم کرتی رہتی ہے۔ حضرت فخر ملت اپنے سینے میں سمندر سے کھلا اور بادلوں سے زیادہ فیاض دل رکھتے تھے۔ اُن کے در پر اپنا غیر جو بھی آتا اُسے پھر مانگنے کی تمنا نہ رہتی تھی۔

حضرت فخر ملت سراپا روشنی تھے۔ قرآن و حدیث کی روشنی شریعت و طریقت کی روشن نور مصطفےٰ ﷺ و نور امیر ملت کی روشنی۔ آپ کی چشمان مقدس سے نور کی شعاعیں پھوٹتی تھیں اور آپ کے رُخ اطہر سے جمال یوسفی کی رعنائی جھلکتی تھی اور آپ حقیقتاً صبح درخشاں کے نمائندے دکھائی دیتے ہیں۔ بقول علامہ ڈاکٹر اقبال

اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو
لاہور سے تا خاک بخارا و سمر قند

نور و نکہت کا پیکر

لہ النسب العالی فلیس کمثلہ
حسیب نسیب منعم متکرم

ترجمہ: "یعنی حضور اکرم ﷺ کا خاندان عالیہ مقدسہ اس قدر بلند مرتبہ ہے کہ کوئی بھی حسب و نسب والا اور نعمت و بزرگی والا آپ کے مثل نہیں ہے"۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندانِ نبوت میں سبھی حضرات محترم و محتشم اپنی گوں خصوصیات کی وجہ سے بڑے نامی گرامی اور بلند مرتبہ ہیں مگر چند ہستیاں ایسی ہیں جو آسمانِ فضل وکمال پر چاند تارے بن کر چمکے ان باکمالوں میں سے ایک آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضور قبلہ فخر ملت ہیں۔ جن کا خاندان عالیہ حسب ونسب، نجابت وشرافت میں تمام دنیا کے خاندان سے اشرف واعلیٰ ہے اور آپ اپنے خاندان عالیہ مقدسہ میں بہت ہی نمایاں ہیں۔

حضرت امام بوصیری قصیدہ بردہ شریف میں لکھتے ہیں۔

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا
یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

ترجمہ: "یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ عظمت کے سورج ہیں اور سارے پیغمبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تارے کہ سب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے لے کر اندھیرے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا نور لوگوں پر ظاہر کیا ہے"۔

حضرت فخر ملت نور ونکہت کا پیکر اتم تھے۔ حسن وجمال اور شرافت وعظمت وسادگی کو آپ پر فخر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح کمال سیرت میں آپ کو ممتاز اور افضل واعلیٰ بنایا تھا۔ اسی طرح آپ کو جمال صورت میں بھی بے مثل وبے مثال بنایا تھا۔ آپ کی ذات قدسیہ میں جمال نبوت حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیاں تھیں کیونکہ آپ کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمانی نسبت تھی اور آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اہل بیت اطہار تھے۔ کسی مداح رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب کہا۔

لم یخلق الرحمن مثل محمد ابداً وعلمی انہ لا یخلق

ترجمہ: "یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل پیدا فرمایا ہی نہیں اور میں یہی جانتا ہوں کہ وہ کبھی نہ پیدا کرے گا"

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کے بقول

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیرے خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا، تیرے خالق حسن وادا کی قسم

قارئین کرام: حضور قبلہ فخر ملت کی سیرت وصورت اس قدر دل کش، ایمان افروز اور روح پرور ہے کہ چمنستان شہرت وعزت میں پھولوں کی طرح مہکتی دکھائی دیتی ہے اور آسمان عزت و

عظمت پر روشن ستاروں کی کہکشاں بناتی دکھائی دیتی ہے۔ آپ باران کرم کی مانند تھے۔ لہلاتے گلاب کے پھول کی مانند تھے۔ پیکر نورانیت تھے۔ لاکھوں تمناؤں کا مرکز ومحور تھے۔ ایسی عظیم و معتبر ہستی مبارکہ جو جہالتوں کے دور میں علم وحکمت کا روشن آفتاب تھا۔ روح کے تپتے صحراء میں ٹھنڈک کا پیغام تھا اور دنیا میں پھیلے ہوئے اندھیروں میں پرنور اجالا تھا۔ نصف صدی تک حضرت کی طلسماتی وکرشماتی شخصیت مقدسہ کا جادو چھایا رہا انوار وتجلیات کی بارش رحمت برستی رہی اور دلوں میں عشق مصطفےٰ ﷺ کی قندیلیں روشن ہوتی رہیں۔ روحانیت کے اس چشمے سے پیاسے سیراب ہوتے رہے۔ بیمار شفایاب ہوتے رہے۔ حضرت کی ہستی مبارکہ سراپا رحمت و برکت تھی۔ ایک فیض مسلسل تھا۔ جو قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ حق کے متلاشی فیض یاب ہوتے رہیں گے اور آپ کی ذات ستودہ صفات کو خراج عقیدت پیش کرتے رہیں گے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

حسن وخوبی کا شہکار

دنیا متاع حقیقی کا بنایا ہوا ایک کینوس ہے جس میں ہر سو مختلف رنگ بکھرے ہوئے ہیں۔ اس عالم آب وگل میں شجر وحجر، برگ وگل کی رنگینیاں، جھرنوں کی گنگناہٹ، سمندروں کی تندو خرابی اور پہاڑوں کی فلک بوسی عارف کائنات پر وجدانی کیفیت طاری کر دیتی ہے۔ فطرت کا فنکار، حسن کائنات کا شیدائی جب اس حسن ودلکشی کو رنگوں کے قالب میں ڈھالتا ہے تو تصویر بن جاتی ہے۔ مصور کا جتنا ارتکاز حسن کائنات میں ہوتا ہے کینوس کے سینے پر اتنی ہی حسن ورعنائی بڑھ جاتی ہے۔ سندھی زبان کے مشہور شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی اپنے کلام میں بیان کرتے ہیں

مانو سب نہ سوہنا، تے پکھی سب نہ ہنج
کہ کہ ہے مانو منج، اِھے گوئے بہار تیج

ترجمہ: ''سارے پرندے ہنس نہیں ہوتے اور سارے لوگ خوبصورت بھی نہیں ہوتے لیکن بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن سے بہار کی خوشبو آتی ہے''۔

باطن کی پاکیزگی وطہارت کا نور چھن چھن کر حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ

کے چہرہ اقدس پر جلوہ گر تھا۔ جو بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا پکار اٹھتا یہ ولی کامل ہے۔ باطن کی پاکیزگی کبھی آپ کے چہرے پر نکھرتی تھی کبھی آپ کے ہاتھوں پر سنورتی تھی۔ کبھی آپ کی آنکھوں سے دکھائی دیتی تھی۔ کبھی آپ کی زبان پر مچلتی تھی۔ آپ کی ذات میں کئی اوصافِ جمیلہ تھے۔ جو تمام تر حُسن و خوبی کے ساتھ جلوہ گر دکھائی دیتے تھے۔ حضرت شب زندہ دار بھی تھے اور مجاہد فی النہار بھی تھے۔ آپ خام کو کندن اور بے کمال کو باکمال بناتے رہے۔ آپ کے پاس جہاں خوف و خشیت میں دھڑکنے والا دل تھا۔ وہاں محبت و شوق میں بے خود ہونے والی روح بھی تھی۔ حضرت اپنی پر تاثیر زبان سے اپنے حلقہ طریقت اور حلقہ ارادت میں بیٹھنے والے مریدین و معتقدین و متوسلین کے احوال حیات میں ہلچل پیدا کر دیتے تھے۔ آپ کی نگاہِ کرم اور نگاہِ ولایت بگڑے ہوؤں کو راہ راست پر لا کھڑا کرتی تھی۔

صفائے قلب و باطن کی دولت سے جہاں خود روشن تھے۔ وہاں دوسروں کو بھی روشن و منور کرتے رہے۔ حضرت کے لاکھوں مریدین حضرت کے رنگ میں رنگ گئے۔ اُن کے دلوں میں آپ کا نقش پختہ ہو گیا اور وہ فنافی الشیخ کے مقام تک جا پہنچے۔

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

حضرت فخر ملت تقویٰ و صالحیت، خلوص و للّٰہیت، نیکی و خیر کے فقط تنہا ہی اپنی ذات میں جامع نہیں بلکہ سراپا ناصح بن کر مخلوق خدا کے لیے فیض رساں بھی رہے۔ آپ کا علم علم نافع تھا۔ جس کو آپ نے عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کیا۔ آپ وہ چراغ اُمید تھے کہ جس کی کرنیں اُس شمع مصطفوی ﷺ سے خوگر تھیں جو حریم گنبد خضریٰ میں اپنی پوری تابانیوں اور جلوہ سامانیوں کے ساتھ فروزاں ہے اور جس کی ضوفشانیوں میں تاحیات کوئی کمی واقع نہیں ہو گی۔

فکر و فن سب جمع تھے میرے شیخ میں
آپ خوبیوں کا اک حسیں شاہکار تھے

حضرت فخر ملت ایک عظیم رہبر و رہنما تھے۔ مربی و مشفق تھے۔ اور آپ کا شمار ہمیشہ مقتدایان اسلام میں ہوتا رہے گا۔ ظاہراً ہم سے جدا اور باطناً ہمارے ساتھ ہیں اور آپ کا سایہ شفقت و عاطفت ہمیشہ ہمارے سروں پر موجود رہے گا۔ اور آپ کے فیوض و برکات نہ صرف

آپ کے متوسلین کیلئے بلکہ ساری اُمت مسلمہ پر ہمیشہ فیض کی بارش بن کر برستے رہیں گے۔

چاہتوں کا مصداق

یہ قلب و جگر یہ فکر ونظر کیا میں ان کی نذر کروں
پاس مرے اشکوں کے علاوہ اور کوئی سوغات نہیں

حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ چاہتوں کا مصداق ہستی مبارکہ ہے جن کا تذکرہ ہوتے ہی آنکھیں عقیدت وارادت کے آنسوؤں سے وضو کرنے لگتی ہیں اور دیر تلک عشق ومحبت کے ستارے پلکوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر دامن میں نور کی کرنیں بھرتے رہتے ہیں۔ اگر چہ میرے دامن میں عقیدت و محبت کے وہ پھول نہیں جو حضرت قبلہ فخر ملت کی مدح سرائی کر سکیں اور آنکھوں میں ارادات و مودت کے وہ چمکتے ستارے نہیں جو جگر گوشہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فخر ملت کی ہستی مبارکہ و مقدسہ کے شان شایان ہوں۔

تیری رحمت سے الٰہی پاس یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے

باعث صد رشک ہے وہ دل جو حبیب کبریا سیدنا محمد کی یاد میں دھڑکتا تھا باعث صد آفریں ہے وہ زبان حضرت فخر ملت جن کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی درود کی حیثیت رکھتا ہے وجہ صد افتخار ہے وہ دماغ جس میں خوشبوئے فکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی تھی۔ اور عرش مقام ہے وہ زبان اقدس جو قریہ قریہ نگر نگر ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیت گاتی رہی اور دلوں کو عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منور کرتی رہی۔ جو سینہ قرطاس پر مدحت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موتی بکھیرتی رہی اور سینوں میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ جلاتی رہی۔ حضور قبلہ فخر ملت کے خطبات اور تقاریر کا ایک ایک لفظ عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ادب واحترام اور کمال محبت کے ساتھ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کرتے تھے۔ آپ کا یہ نغمہ جاں فزا ہر محفل، ہر تقریب اور ہر مجلس میں گونجتا تھا کہ

میرے لفظوں میں خوشبو بسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے نغموں کی وابستگی
آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں میرے احساس کی تازگی

میرے افکار کی روشنی آپ ﷺ ہیں
آپ ﷺ کی یاد سے دل کو راحت ملے
آپ ﷺ کے ذکر سے دل کا غنچہ کھلے
آپ ﷺ کا نام ہے جن کے وردِ زباں
ان کا سرمایہ زندگی آپ ﷺ ہیں

حضرت قبلہ فخر ملت وہ عظیم شیخ طریقت ملت اسلامیہ جو محبتوں، روشنیوں خوشبوؤں کا مرکز ومحور تھے۔ چاہتوں کا مصداق تھے لاکھوں دل آپ ﷺ کی یاد سے روشن ہیں۔ صبح وشام آپ ﷺ کا ذکر خیر ہوتا ہے۔ اہل عقیدت ومحبت کے لئے آپ ﷺ کی ذات گرامی ایک مشعل ہدایت کی طرح ہے۔ جب کوئی کسی کو یاد کرتا ہے دل میں سجاتا ہے نگاہوں میں بساتا ہے روح میں سموتا ہے جان میں گھلاتا ہے تو اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے کوئی سبب ہوتا ہے کوئی نسبت ہو تی ہے کوئی تعلق ہوتا ہے بات تعلق کی مضبوطی کی ہے۔ لطف وعطا کی بارش اس کے بغیر نہیں ہوتی۔

حضور فخر ملت چاہتوں کے ایسے مصداق ہیں کہ کروڑوں دلوں میں بستے ہیں دھڑکنوں میں اتر تے ہیں۔ جذبوں وشوق کے طوفانوں اور مہر ووفا کے ساحلوں پر چلتے ہیں۔ ہزاروں لوگ اپنے قلب کی گہرائیوں میں تڑپتی ہوئی امنگوں کو آپ کی عقیدت کی راہ دکھلاتے ہیں پیاسی نگاہوں میں آپؒ کی دید وزیارت کے ارمان سلگتے ہیں۔ حضرت فخر ملت کے آستان کرم پر عشاقان فخر ملت کا ہجوم بے کراں اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ساری محبتوں، عقیدتوں، چاہتوں کا منبع ومصداق آپ ہیں۔ آپ کے دیوانے آپ کے وفاشعار جب بے چین وبے قرار ہوتے ہیں تو کشاں کشاں درمحبوب پر حاضری دیتے ہیں۔ جہاں آپ کے نورنظر فیضان فخر ملت کے پاسبان۔ شہزادہ رسالت مآب توقیر ملت کے ظفر الملت حضرت الحافظ پیر سید ظفر حسین شاہ سجادہ نشین حضرت امیر ملت علی پور شریف اپنے دیدار فرحت آثار سے عشاقان فخر ملت کے دلوں کو اطمینان وسکون اور محبت ومودت کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں۔

افضیلت واکملیت کا معیار آخر

شمس الآفاق شیخ طریقت ملت اسلامیہ حضرت فخر ملت کی سراپا نگاری، سیرت دراصل

محبت وعقیدت کے ان منزہ جذبوں کا اظہار ہے جو ہمارے لئے سرمایہ بھی ہیں۔ آپ کی جسمانی نسبت اہل بیت اطہار خاندان نبوت ﷺ سے ہے جن کی دربانی کے لئے حضرت جبرائیل علیہ اسلام جیسے جلیل القدر فرشتے بھی ہاتھ باندھے منتظر کھڑے رہتے ہیں۔ جہاں پہ جنید و بایزید کا زہد وتقویٰ گوہر شبنم کی طرح آبدیدہ اور شوکت سنجر وسلیم قبائے گل کی طرح دریدہ نظر آتے ہیں۔

شرم سے جو نہیں اٹھتی وہ نظر لایا ہوں
اپنی بھیگی ہوئی شاموں کی سحر لایا ہوں
اپنی آنکھوں کے تیرے در پہ گہر رکھتا ہوں
صرف ایک نظر عنایت تیرے پاؤں پہ سر رکھتا ہوں

قارئین کرام! میں جس غواص بحر علم، ماہر اسرار علم وحکمت وحید العصر اور صاحب فضل وکمال ہستی مقدسہ کا تذکرہ کر رہا ہوں۔ وہ عظیم البرکت، تشنا ور علوم شریعت وطریقت فخر الملت حضرت الحاج پیر سید افضل حسین شاہ کی مبارک ہستی ہے۔

علم کو بھی حضرت کی ہستی مبارکہ پر فخر تھا اور بینش و دانش تو گویا آپ کے گھر کی لونڈی تھی۔ جب آپ خطاب فرماتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ایک متموج سمندر ہے کہ جسکی موجوں کی لہروں سے سیپ اور موتی بلکہ جواہرات نکل رہے ہوں۔ علم کا وہ سمندر کہ بڑے بڑے غواص اور غوطہ شناسوں کی رسائی بھی وہاں تک ممکن نہیں، مفتی اعظم اور سینکڑوں کتابوں کے مصنف بھی دم بخود رہ جاتے۔ طرز استدلال ایسا کہ علم وعقل کے ساتھ ساتھ عشق وتصوف کی چاشنی بھی پائی جاتی تھی حضرت فخر ملت کا انداز بیان فرقہ پرستانہ نہیں بلکہ دلربانہ تھا۔ آپ شعلے اگلنے کے قائل نہیں تھے بلکہ لوگوں کے دل اور مزاج بدلنے کے قائل تھے۔ جس کسی کو بھی اُن کے کوچہ خطابت سے گزرنے کا موقع ملا وہ بے اختیار پکارا اٹھا

جدھر بھی نظر اٹھاؤ چراغ روشن ہیں
یہ کون آیا ہے محفل میں دیدہ ور بن کر

حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے کہ
"عارف جہاں کا زمانہ بہار کا زمانہ ہوتا ہے"

یہ امر حقیقت ہے کہ حضرت فخر ملت کا ۳۲ سالہ سجادہ نشینی کا دور بہار کا زمانہ تھا۔ اور آپ کی ہستی مقدسہ یادگار زمانہ ہستی ہے۔ آپ تصوف وطریقت کی جلیل القدر امانتوں کے

امین تھے اور ہیں آپ راہ محبت وعقیدت کے مسافر تھے اور شاہراہ علم وحکمت کے مسافر تھے۔
حضرت اپنی ساری زندگی اپنے دل کی طشتری میں محبت رسول ﷺ اور محبت امیر ملت سجا کر بارگاہ رسالت میں ارمغان عقیدت کے نغمے الاپتے رہے۔ ظلمتوں کے اُفق پر تنویر حق تھے اور راہنماؤں کے راہنما تھے۔ افضیلت واکملیت کا معیار آخر تھے۔ حضرت فخر ملت ایک عہد ساز شخصیت تھے۔ امیر شہر خطابت صبح نو کا پیغام، ایک قادر الکلام خطیب، اپنے وقت کے داعی، مفکر، مصلح، مجدد، مجتہد تھے وہ عظیم ہستی کہ جس کی ہتھیلیوں پر اپنے عہد کی سچائیاں اور دانائیاں درج تھیں۔ جن کی ایمان افروز نکتہ آفرینیاں ان کا فن خطابت لفظ لفظ میں جھلکتا تھا۔ جو اپنے علم و عرفان، نور باطن اور رشد وہدایت سے لوگوں کی جھولیاں بھرتا رہا۔ وہ چراغ صبح جو آج بھی آسمان کی بلندیوں پر جھلمل جھلمل کرتا دکھائی دیتا ہے۔ الغرض کارواں بھی بے مثال تھا اور راہنما بھی لاجواب تھا۔

میں اسکی محبت میں مہکتا ہی رہوں گا
وہ شیخ گلابوں کے جزیرے کی طرح ہے

فخر ملت میزبان علی پور

جو ہو طلب تو علی پور جاؤ تشنہ لبو!
کہ اُن کے گھر سے گزرتی ہے آب جوئے رسول

علی پور سیداں شریف کی مقدس سرزمین اور پاکیزہ نسب والے اہل بیت اطہار کی زیارت وصحبت دنیاء کے مصائب ومشکلات اور دوزخ کی آگ سے بچاؤ کا راستہ ہے۔ یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کا رابطہ ہر وقت سرور دو عالم ﷺ کی ہستی ستودہ صفات سے ہر گھڑی قائم رہتا ہے مدینہ منورہ سے تربتر معطر ومقدس ہوائیں ۲۴ گھنٹے علی پور شریف کی مقدس سرزمین کی طرف چلتی رہتی ہیں۔ حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کا وجود مسعود اور فخر ملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ کی ذات بابرکات آب جوئے سیدنا محمد ﷺ ہے۔ جہاں سے تشنہ لب اپنی پیاس بجھاتے ہیں دلوں کو نور مصطفے ﷺ سے منور وتابان کرتے اور اپنی آخرت کو سنوارتے ہیں۔ مریدین ومرشدین کے درمیان جو مضبوط قلبی تعلق استوار ہے اس سے غلامانِ امیر ملت وعشاقان فخر ملت کو ایک لڑی میں پرو کر ایک پاکیزہ خاندان بنا دیا ہے۔

بیعت در بیعت اور نسل در نسل اور ارادت در ارادت یہ ورثہ آنے والی نسلوں کو ایسا منتقل ہوا کہ محدث علی پوری کی ایک صدی سے زیادہ محیط حیات مبارکہ اور پھر دو صدیوں پر محیط دور سجادگی اور خاص طور پر حضرت فخر ملت کا ۳۲ سالہ سجادہ نشینی کا سنہری دور گواہ ہے کہ حضرت کے خاندان عالیہ مقدسہ کا ایک مرید بھی کسی جدید تحریک یا فلسفے سے متاثر ہو کر دہلیز علی پور چھوڑتا نظر نہیں آتا۔ حکم ربانی ہے۔

قو انفسکم و اھلیکم ''خود اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو آگ سے بچاؤ''

حضرت امیر ملت ، حضرت فخر ملت نے اپنے مریدین اور متوسلین اور اُن کے خاندانوں کو بد عقیدگی ، گمراہی ، جہالت سے نکالا اور پاکیزہ و مقدس شاہراہ عقیدت و محبت پر گامزن کیا۔ حضرت فخر ملت نے میزبان علی پور کی حیثیت سے حضرت امیر ملت کے دور کی یاد تازہ کی۔ آپ نے اپنی مقناطیسی شخصیت اور کمال محبت اور دانشمندی اور روحانی قوتوں سے اسلامی اقدار کو زندہ کیا کہ یاران طریقت بالخصوص عوام الناس بالعموم آپ کی شبانہ روز مساعیِ جمیلہ پر آپ کے مشکور ہیں۔

حضرت ابوھریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اُسے کچھ ضرورت تھی۔ حضور ﷺ نے اُسے گھر بھیج کر ازواج مطہرات سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا کہ گھر میں پانی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ اسے کون ہمراہ لے جاتا ہے یا فرمایا کہ کون اسکی مہمان نوازی کرتا ہے۔ یہ سن کر انصار میں سے ایک صحابیؓ نے عرض کی کہ یہ خدمت میں کرتا ہوں چنانچہ وہ اُسے اپنے ہمراہ اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان کیلئے کھانے کا بندوبست کرو۔ اُس نے جواب دیا کہ گھر میں تو صرف بچوں کے لیے کھانا ہے۔ صحابی رسول ﷺ نے کہا کہ وہی لے آؤ چراغ بند کر دو اور بچے کھانا مانگیں تو ان کو سلا دو چنانچہ وہ کھانا لے آئی چراغ بند کر دیا اور بچوں کو سلا دیا۔ پھر چراغ کو درست کرنے کے بہانے سے اُٹھی اور اُسے بجھا دیا۔ وہ مہمان کو یہی محسوس کرا رہے تھے کہ یہ دونوں میاں بیوی بھی ساتھ ہی کھانا کھا رہے ہیں۔ پھر دونوں بھوکے ہی سو گئے۔ صبح ہوئی تو وہ صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا۔ تم دونوں کی کارکردگی پر اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوئے ہیں اور یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ہے۔

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ (سورۃ حشر آیت ۹ پارہ ۲۸)

ترجمہ: ''اور آپ پر ان کی ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچ جائیں گے وہی کامیاب ہیں'' (الادب المفرد ۷۴۲)

ایک اور مقام پر کریم آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کہ جو شخص مہمان نواز نہیں اُس میں خیر نہیں''

ابو رافع رضی اللہ عنہ جو حضور ﷺ کے غلام تھے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ فلاح یہودی سے کہو مجھے آٹا قرض دے کیونکہ میرے پاس مہمان آیا ہے اور میں ماہ رجب میں ادا کر دوں گا۔ یہودی نے کہا کہ میرے پاس کوئی شے رہن (گروی) رکھو۔ بغیر رہن میں کچھ نہ دوں گا۔ میں واپس آ گیا اور حضور نبی پاک ﷺ سے بیان کیا۔ حضور نے سن کر فرمایا کہ واللہ میں زمین میں بھی امین ہوں اور آسمان میں بھی امین ہوں اگر وہ دے دیتا تو میں ضرور اُسے ادا کر دیتا لو میری زرہ لے جاؤ اور اسے رہن رکھ دو میں لے گیا اور گروی رکھ آیا۔ (کیمیائے سعادت ص ۲۲۸)

حضرت فخر ملت جو کہ اسوہ رسول کے علمبردار تھے اولاد رسول ﷺ بھی ہیں اور کامل تبع رسول ﷺ بھی جو کہ ایک کامل ولی اللہ کی واضح دلیل ہے۔ ایسے جانشین امیر ملت کی کہیں مثال نہیں ملتی ہر آنے والا خواہ غریب ہو یا کہ امیر ہوتا میزبان علی پور حضور قبلہ فخر ملت حکم فرماتے پہلے کھانا کھاؤ۔ پھر میرے پاس آؤ۔ آپ فرماتے کہ جبکہ تم حضرت امیر ملت کے مہمان ہو کھانے میں دیر ہوئی تو کہیں حضرت امیر ملت ناراض نہ ہو جائیں۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ فقیری مہمان نوازی کا نام ہے۔ آپ کے لنگر کا ایسا انتظام جو کسی درگاہ پہ نہیں ملتا۔ عرس کے موقع پر بھی لاکھوں کا اجتماع اور کھانے کا حکم پہلے ملتا اور خود بھی کبھی بغیر مہمانوں کے کھانا نہیں کھایا۔

حضرت قبلہ فخر ملت ایسے عظیم مہمان نواز تھے کہ فرمایا کرتے تھے کہ فرائض و واجبات کے بعد سب سے بڑی عبادت مہمان نوازی کی ہے۔ کچھ پاس نہ بھی ہوتا تو اُدھار لے کر بھی لوگوں کی خدمت کرتے تھے۔

عرس کے موقع پر ثنا خوان مصطفےٰ ﷺ، علماء کرام و پیران عظام دور دراز سے عرس کی تقریبات میں شرکت کے لیے آتے تھے۔ سب کی دل کھول کر خدمت کرتے تھے۔ آپ خود تو بڑی سادہ خوراک تناول فرماتے مگر مہمانوں کے لیے بڑے لذیذ کھانے تیار کرواتے بلکہ کبھی کبھی

تو ایسا ہوتا کہ مہمان ابھی دور ہی ہوتا یا باہر دروازے پر ہوتا تو آپ خدام سے فرماتے اس کے لیے فلاں چیز لاؤ اور فلاں کھانا تیار کرواؤ۔ عرس کے موقع پر اگر چہ زائرین کی تعداد لاکھوں میں ہوتی تھی لیکن حضرت کمال فیاضی سے چھوٹا گوشت پکواتے تھے

ان کے در پہ ہزاروں گزارا کریں
ایسا مہمان خانہ سلامت رہے

فخر ملت اور عشق سرور دو عالم ﷺ

سرکار دو عالم، آقائے نامدار سرور ذی حشم، سرکون ومکاں، مونس انس وجاں، رحمت دو جہاں ﷺ کی عزت وتکریم اور عشق ومحبت ہر مسلمان پر فرض ہے ایمان کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہوتی۔ جب تک دل میں آپ ﷺ کی تکریم کا والہانہ جذبہ موجود نہ ہو۔ یہ تکریم وتوقیر جس طرح حضور ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں لازمی اور ضروری تھا۔ اسی طرح حضور ﷺ کے وصال کے بعد بھی آپ ﷺ کا ادب واحترام لازمی ہے۔ حضرات صحابہ کرام جس طرح سے آپ ﷺ کا حیات ظاہری میں احترام کرتے تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے اس ظاہری دنیا سے وصال فرما جانے کے بعد بھی تعظیم وتوقیر کے تمام قرینے ملحوظ خاطر رکھتے تھے کتب سیر میں ملتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عبدالرحمن بن قاسم کے پاس جب نبی کریم ﷺ کا ذکر خیر ہوتا تو یوں محسوس ہوتا کہ فرط ہیبت سے ان کا خون نچوڑ لیا گیا ہے۔ اور ان کی زبان خشک ہو جاتی تھی۔ صحابہ کرامؓ کے دل آپ ﷺ کی محبت واحترام سے اس قدر معمور تھے کہ آپ ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرام کو کسی پل اپنے محبوب مکرم ﷺ کے رخ انور کے دیدار کے بغیر چین نہیں آتا تھا جب بھی آپ ﷺ کا ذکر خیر ہوتا صحابہ کرام کی نگاہوں سے اشکوں کے بادل امڈ آتے ان پر ہچکی اور گریہ طاری ہو جاتا اور وہ سراپا عجز ونیاز بن جاتے تھے۔

صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم میں آپ ﷺ کے قرابت داروں اور آپ ﷺ کے اہل بیت اطہار کا بھی حد درجہ احترام بجالاتے تھے۔

قارئین کرام: حضور سیدی وسندی فخر ملت علیہ الرحمہ عشق ومحبت رسول عربی ﷺ میں خاص مقام رکھتے تھے۔ آپ خاندان نبوت ورسالت ﷺ کا چمکتا چراغ اور گلستان محمد عربی ﷺ کا مہکتا پھول تھے۔ جسمانی نسبت اور روحانی خصائص میں کوئی آپ کی ہمسری نہیں کرسکتا،

ایمان وایقان کے نور سے آپ کا سینہ روشن تھا اور آپ کی چشمان تمنا ہر وقت دیدار مصطفےٰ ﷺ کے شرف سے مشرف ہونے کی منتظر رہتی تھیں۔ اپنے جد امجد حضور سرور دو عالم ﷺ کے دیدار فرحت آثار کی کرنیں ہمہ وقت آپ کی نگاہوں میں فروزاں رہتی تھیں اور آپ کے قلب اطہر و منور کی دنیا حبیب مکرم ﷺ کی محبت لازوال سے ضوفشاں رہتی تھی۔ آپ کے خطبات دلنشیں کا ایک ایک لفظ محبت رسول ﷺ سے لبریز ہوتا تھا۔ آپ کے مواعظہ حسنہ قطرہ قطرہ عشق رسالت مآب کی خبر دیتے تھے۔ یہ حضرت فخر ملت کی ہستی مبارکہ کا وصف ہے کہ آپ نے نگر نگر قریہ قریہ عشق رسول عربی ﷺ کے چراغ روشن کئے اور آج پاکستان کے طول وعرض میں محبت رسول ﷺ کے جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ آپ کے حریم دیدہ ودل میں عشق الٰہی اور محبت رسول ﷺ سے ہر وقت چراغاں ہوتا ہے۔ آپ تعظیم وتکریم رسالت مآب کا ایسا پیکر جمیل تھے کہ تاریخ آپ کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ الغرض حضرت فخر ملت عشق رسول کے بے مثل پیکر تھے۔

ثناخوان رسول ﷺ صبیح الدین صبیح نے کتنے دلکش انداز میں مدحت سرائی کی ہے

لب پر نعت پاک کا نغمہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
میرے نبی ﷺ سے میرا رشتہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
جن کے فیض سے بنجر سینوں نے شادابی پائی ہے
موج میں وہ رحمت کا دریا کل بھی تھا اور آج بھی ہے
پست وہ کیسے ہو سکتا ہے جس کو حق نے بلند کیا
دونوں جہاں میں ان کا چرچا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

قرآن پاک میں حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم کے بارے بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ: ”پس جو لوگ آپ پر ایمان لائے اور جنہوں نے آپ ﷺ کی تعظیم اور نصرت کی اور اس نور کی پیروی کی جو آپ ﷺ کے ساتھ اتارا گیا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں“

حضور قبلہ فخر ملت اقلیم ولایت کے وہ درخشاں ستارے تھے جن کی ولایت کا نام بھی عشق رسول ﷺ تھا اور جنکی طریقت کا نام بھی عشق رسول ﷺ تھا۔ فقہ وحدیث کا ایسا امام جو ہر آنے والے سالک ومرید کو درس عشق مصطفےٰ دیتا تھا ادب وتعظیم وتکریم سیدنا محمد ﷺ کا پیغام دیتا تھا۔ جس کی ہستی مبارکہ خود بھی سراپا عشق مصطفےٰ تھی اور اپنے مریدین متوسلین کو بھی اسی رنگ میں رنگ دیتا تھا۔ حضرت عشق نور مصطفےٰ کی دولت لازوال سے مالا مال تھے۔

ثناخوان مصطفیٰ کی خدمت کرنا اور انہیں انعامات و کرامات سے نوازنا اپنے لئے اعزاز سمجھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والوں کی عزت و احترام کی جو مثال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کی تاریخ میں وہ سنہرے حروف کے ساتھ لکھے جانے کے قابل ہے۔

اذکی النسب اعلی الحسبی
کل العربی فی خدمته
فمحمد نا ھو سیدنا
فالعزلنا الی اجابته

باب چہارم

تصوف اور حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

تصوف کا مفہوم

تصوف اللہ رب العزت سے ایسی بے لوث اور بے غرض دوستی اور محبت کا نام ہے جو کہ دنیوی لالچ بلکہ اخروی طمع سے بھی پاک ہو۔ اور اس راہ کے مسافر کا دل تعلق باللہ میں دنیوی اور اخروی مصلحتوں اور ہر قسم کے اندیشہ و خطرے سے پاک ہونا چاہیے۔ نیت و عمل کے اخلاص کا جذبہ ظاہر و باطن میں اس قدر ہو جائے کہ انسان کی بندگی خالصتاً رضائے الٰہی کیلئے نہ ہو کہ دنیا و آخرت میں انعام و جزا کی آرزو ہو۔ تعلق باللہ کی لذت اور محبت الٰہی کی چاشنی کو اس طرح جان کی ضرورت بنالیا جائے کہ بارگاہ رب العزت میں حاضری کے وقت غیر کا خیال بھی بندے کے دل میں راہ نہ پا سکے۔ اور پھر اسی طرح اسے ہر وقت کی بندگی نصیب ہو جائے۔

تصوف سے مراد وہ طریق زندگی ہے جس کو اپنا کر قلب انسانی گناہوں کی سیاہی اور آلودگیوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ آئینہ دل صاف و شفاف ہو کر فسق و فجور کے زنگ سے یکسر پاک ہو جاتا ہے۔ باطن سے غفلتوں اور نافرمانیوں کی ظلمتیں چھٹ جاتی ہیں۔ اور قلب مومن انوار الٰہی کا مرکز بن جاتا ہے۔ مسلسل گناہوں سے انسان کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ اگر وہ گناہ سے باز نہ آئے تو وہ سیاہی نقطہ پھیل جاتا ہے اور اس کا دل مکمل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس کا دل ظلمت کدہ بن جاتا ہے۔ اس مرحلے پر فسق و فجور میں مبتلا رہنے والا شخص اپنی خطاؤں اور سیاہ کاریوں پر احساس ندامت سے بھی عاری ہو جاتا ہے۔ اور اس کے برعکس جو شخص نیکی کا کام کرتا ہے اس کے دل میں نور کا ایک نقطہ منقش ہو جاتا ہے۔ اور مسلسل نیکیاں کرنے کے باعث وہ پھیلتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا دل مصدر انوار بن جاتا ہے۔ جو نہ صرف اس کے بدن کو منور کر دیتا ہے بلکہ جو کوئی بھی صدق دل کے ساتھ اس کی صحبت میں آتا ہے منور ہو جاتا ہے۔ پس صوفی وہ شخص ہے جس نے اپنے قلب و باطن کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک اور نفس کو رذائل اخلاق کی تاریکیوں سے پاک کر لیا ہو اس کے آئینہ پر گناہوں کے نشان بھی باقی نہیں رہتے۔ تزکیہ و تصفیہ باطن کی راہ کو تصوف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس پر اقوال اولیاء و صلحاء پیش کر رہا ہوں۔

مخدوم الاولیاء مظہر العلوم الخفی والجلی داتا گنج بخش السید علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

''کلمہ تصوف باب تفعل سے ہے، جس کا فاصلہ ہے کہ یہ تکلیف فعل کا متقاضی ہو اور اصل کی فرع ہے لغوی حکم اور ظاہری معنی میں اس لفظ کی تعریف کا فرق موجود ہے''۔

اَلصَّفَا وِلَایَۃٌ وَلَھَا آیَۃٌ وَالتَّصَوُّفُ حِکَایَۃٌ لِلصَّفَا بِلَا شِکَایَۃٍ۔

ترجمہ: ''صفا ولایت کی منزل ہے اور اسکی نشانیاں ہیں اور تصوف صفا کی ایسی حکایت و تعبیر ہے جس میں شکوہ و شکایت نہ ہو''۔

حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہاں تصوف کی تین قسمیں بیان فرماتے ہیں۔

ایک صوفی دوسرے صوفی کو متصوف اور تیسرے کو مستصوف کہتے ہیں۔

(۱) صوفی وہ ہے جو خود کو فنا کر کے حق کے ساتھ مل جائے۔ اور خواہشات نفسانیہ کو مار کر حقیقت سے پیوستہ ہو جائے۔

(۲) متصوف وہ ہے جو ریاضت و مجاہدے کے ذریعے اس مقام کی طلب کرے اور وہ اس مقام کی طلب کے حصول میں صادق و راست باز رہے۔

(۳) مستصوف وہ ہے جو دنیوی عزت و منزلت اور مال و دولت کی خاطر خود کو ایسا بنالے اور اسے مذکورہ منازل و مقامات کی کچھ خبر نہ ہو۔

تصوف کا قرآنی ماخذ

صوفیائے کرام اپنے مسلک کی تائید جن قرآنی آیتوں سے کرتے ہیں۔ وہ اہل ذوق کے مطالعہ اور فرحت کے لئے پیش خدمت کی جارہی ہیں۔ اکابر اولیاء اللہ انہی پر عمل پیرا رہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی انہی پر کاربند رکھے لیکن یہاں صفحات کی قلت کے باعث ترجمہ ہی پیش کیا جائے گا۔

(۱) فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ ۝

ترجمہ: ''اور جب آپ ارادہ کرلیں (کسی بات کا) تو پھر توکل کرو اللہ پر بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے توکل کرنے والوں سے''۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۵۹ پارہ ۴)

(۲) اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

ترجمہ:۔ ''بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں بڑی نشانیاں ہیں اہل عقل کے لئے۔ وہ عقل مند جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں (اور تسلیم کرتے ہیں) اے ہمارے مالک! نہیں پیدا فرمایا تو نے یہ (کارخانہ حیات) بے کار۔ پاک ہے تو ہر عیب سے بچالے ہمیں آگ کے عذاب سے''۔

(سورہ آل عمران آیت ۱۹۰،۱۹۱، پارہ ۴)

(۳) يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○

ترجمہ:۔ ''اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدم رہو (دشمن کے مقابلہ میں) اور کمر بستہ رہو (خدمت دین کے لئے) اور ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ (اپنے مقصد میں) کامیاب ہو جاؤ''۔ (سورہ آل عمران آیت ۲۰۰ پارہ ۴)

(۴) وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○

ترجمہ:۔ ''اور رجوع کرو اللہ تعالیٰ کی طرف سب کے سب اے ایمان والو! تا کہ تم (دونوں جہانوں میں) بامراد ہو جاؤ''۔ (سورۃ النور، آیت ۳۱، پارہ ۱۸)

(۵) وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ○

ترجمہ:۔ ''اور جو بلند ہمت مصروف جہاد رہتے ہیں ہمیں راضی کرنے کے لئے ہم ضرور دکھا دینگے انہیں اپنے راستے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر وقت محسنین کے ساتھ ہے''۔

(سورہ العنکبوت آیت ۶۹ پارہ ۲۱)

(۶) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ○

ترجمہ:۔ ''اور ذکر کیا کرو اپنے رب کے نام کا اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو''۔

(سورہ مزمل آیت ۸ پارہ ۲۹)

(۷) قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ○ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ○

ترجمہ:۔ ''بے شک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا۔ اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا''۔ (سورہ الاعلیٰ آیت ۱۴،۱۵ پارہ ۳۰)

تصوف کا تاریخی پس منظر

حضرت شیخ ابو النصر عبداللہ بن علی السراج الطوسی ﷫ ''اللمع'' کے اندر ارشاد فرماتے ہیں۔

''آپ کو بہت کم ایسے لوگ ملیں گے جو ہمارے بیان کردہ علم (علم تصوف) کی طرف توجہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ علم ایسا ہے۔ جو خاص لوگوں کے حصے میں آتا ہے اس میں کڑواہٹ ہوتی ہے۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اس کا نام سنتے ہی انسان تھکا ہوا محسوس ہونے لگتا ہے۔ دل کو غمزدہ کرنے والا ہے۔ آنکھوں میں آنسو لاتا ہے۔ بڑے کو چھوٹا اور چھوٹے کو بڑا کر دیتا ہے۔ لہٰذا ایسے علم کے قریب کوئی کیسے جائے گا؟ اس کا مزہ کیسے چکھے گا؟ کیسے اس کے پاس آئے گا۔ جبکہ نفس کے بہلانے کے لئے اس میں کچھ بھی نہیں ہوتا، اس کا دارومدار ہی نفس مارنے پر ہوتا ہے۔ حس ختم کرنے پر ہوتا ہے۔ اور یہ اپنے ارادوں سے دوری کا نام ہے۔ اور یہی ایک درجہ ہے جس کی بنا پر علماء اس علم کو چھوڑ چکے ہیں۔ وہ ایسے علوم میں مشغول ہیں۔ جن میں مشقت نہ آئے اور وہ ایسا علم پڑھتے ہیں جس میں آزادی ہو، گنجائش مل سکے اور مسئلہ کو توڑا موڑا جا سکے۔ دراصل نفسانی خواہشات یونہی پوری ہوتی ہیں اور جو لوگ حقوق الٰہیہ ادا کرنے سے بھاگتے ہیں۔ نفسانی تسکین تلاش کرتے ہیں۔ اور سرکش نفس پر کم سے کم بوجھ ڈالنا چاہتے ہیں وہ لازماً ایسا ہی علم پڑھیں گے۔ حقیقی علم اللہ ہی کے پاس ہے''۔ (اللمع صفحہ ۴۷)

عہد نبوت ﷺ و دور صحابہ ﷢:

تصوف کی ابتدا بعثت نبوی ﷺ کے ساتھ ہی ہو چکی تھی۔ بلکہ حضور نبی رحمت آقائے نامدار ﷺ کی بعثت مبارکہ کا مقصد ہی کتاب و حکمت کی تعلیم دینا اور تزکیہ نفس کرنا تھا۔ اور یہ اعمال ہی تصوف کی بنیاد ہیں۔ اگر ہم حضور سید عالم ﷺ کی حیات طیبہ کا تجزیہ کریں تو تصوف کے تمام رنگ نظر آتے ہیں۔

بچپن میں معصومیت، بے فائدہ کھیل کود سے اجتناب، پاکیزہ جوانی میں ایماندار تاجر کی حیثیت سے رزق حلال کا حصول اور طہارت و پاکیزگی کے ساتھ اخلاق حسنہ اور نیک کردار کا بے مثال نمونہ تھا۔ صادق اور امین نبوت سے قبل غار حرا میں گوشہ نشینی، مادی دنیا سے بے نیاز ہو کر کچھ وقت تنہائی میں بیٹھ کر غور و فکر کرنا۔ معرفت الٰہی، معرفت کائنات اور معرفت نفس انسانی کا حصول

معرفت الٰہی کے لئے یا تو غار حرا تھی۔ یا شب بھر کی تنہائی یا رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف، کچھ وقت کے لئے دنیا سے کٹ کر خالق کی طرف روحانی عروج، رات کے سناٹوں میں، وقت تہجد کی خاموشی میں، چپکے چپکے اپنے خالق کو یاد کرنا تصوف ہی ہے۔ کفار کی تکلیفوں پر صبر اور توکل کرنا ان کے ظلم کے بدلے دعا دینا، عفو ودرگزر کی انتہا کر دینا، سراپائے رحمت اور پیکر تسلیم رہنا، جیتے جاگتے معاشرے میں رہ کر زہد، قناعت اور فقر کی بلندیوں کو چھو لینا، شدید اور ناساعد حالات میں بھی تبلیغ دین اور ترویج اسلام کے لئے مساعی جمیلہ، کیا یہ سب کچھ تصوف ہی نہیں؟

معلم انسانیت، مکارم اخلاق، منبع جود وسخا، یاد الٰہی میں استغراق، خوف الٰہی میں توبہ واستغفار، دنیا سے زہد واستغناء، فقر میں فخر، مصیبت میں پیکر صبر ورضا اور توکل کی انتہا، زندگی سراپا ایثار ومحبت، جہد مسلسل، مجسم صدق وصفا اور جلال وجمال کا حسین امتزاج یہ سب کچھ کیا ہے؟ یہ تصوف کی بنیادیں ہی تو ہیں جن پر دین اسلام کی عظیم الشان عمارت کھڑی ہے۔

اور اسی سنت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنایا۔ اسی پیغام حق کو لوگوں تک پہنچایا۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اہل بیت اطہار صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اور اصحاب صفہ کا یہی مسلک تھا۔ سلوک کا یہی راستہ ہے جسے طریقت کا نام دیا گیا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایثار، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زہد وتقویٰ، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا صبر وتوکل اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا استغناء اور صبر ورضا کس سے پوشیدہ ہے۔ ان کی زندگیوں میں صوفیانہ رنگ نہیں تو اور کیا ہے؟

دور خلافت میں بھی درویشی ہی نظر آتی ہے۔ صوفیا نے بعد میں اسی مسلک کو اپنایا یہ تہذیب مدینہ ہی تھی۔ جس کو اولیاء کرام نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا، جو لوگ یونانی تہذیب وثقافت کو صوفیاء پر انڈیلتے ہیں یا ایران کے تمدن کے چھاپ لگاتے ہیں۔ کیا وہ ان حقائق کو سامنے نہیں پاتے؟ اسلام ایک دین ہے اس کا اپنا ایک نظام ہے۔ اپنی ایک ثقافت اور کلچر ہے۔ یہ کسی دوسرے مذہب سے کچھ نہیں لیتا بلکہ کچھ دیتا ہے۔ یہ ہماری اپنی کمزوریاں تھیں کہ ہم نے اغیار کو موقع دیا کہ وہ یونانی، مجوسی، اور ہندووانہ تہذیب وثقافت کے میلے کچیلے رنگ اسلامی تصوف کے اجلے لباس پر بکھیر دیں۔ اور یہ کہ صوفی کو تارک الدنیا، رہبانیت کا شکار اور جوگی سادھو کے پیکر میں پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی کہ صوفی کو شریعت سے کیا مطلب؟ درویش

کو بیوی بچوں سے کیا واسطہ؟ اللہ لوک کا آبادی میں کیا کام؟

صوفی کا مافوق الفطرت اور غیر اسلامی سا تصور پیش کر کے تصوف اور اسلامی تہذیب و تمدن کو غلط رنگ دے دیا گیا۔

حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت سیدنا امام حسین سید الشہداء علیہ السلام کا مقام طریقت بہت ارفع و اعلیٰ اور بلند ہے۔ ان میں زہد، توکل، فقر، تسلیم و رضا اور ورع و تقویٰ کی صفات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے صرف اس لئے اقتدار حضرت معاویہ کو دے دیا کہ مسلمانوں میں خون ریزی نہ ہو۔ زہد و استغناء کی اس سے بڑھ کر اور مثال کیا ہو سکتی ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کمال صبر و استقامت سے جام شہادت نوش فرمایا۔ اہل بیت اطہار اور صحابہ کی زندگیاں امت کے صلحاء، صوفیاء اور اتقیا کے لئے مشعل راہ ہیں۔ جن میں اصحاب صفہ کا کردار نہایت اہم ہے۔ جو ہمہ وقت معلم انسانیت، رہبر کامل اور ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نور میں حاضر ہو کر دین سیکھا کرتے تھے۔ جہاں شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت کے تمام اصول سمجھائے جاتے تھے۔ ان کی روحانی تربیت ہوتی تھی۔ حکمت سکھائی جاتی تھی۔ انہی اصحاب صفہ کی علمی روحانی اور فکری صلاحیتوں کا ایک زمانہ معترف ہے۔ ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت سالم رضی اللہ عنہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ براء بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ زید بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ اور حضرت حارثہ بن نعمان زیادہ مشہور ہیں۔

ان کے مقام کا اندازہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ کہ آپ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم اصحاب صفہ کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت ہمارا ایک ساتھی ہمیں قرآن پڑھ کر سنا رہا تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ حلقہ بنا کر بیٹھ جاؤ۔ ہم نے حلقہ بنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مودب ہو کر بیٹھ گئے۔ آقائے نامدار حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ تم کیا کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ یہ شخص ہمیں قرآن پڑھ کر سنارہا تھا۔ اور ہمارے لئے دعا کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے کام میں دوبارہ مصروف ہو جاؤ۔ اللہ کا شکر ہے کہ میری امت میں ایک ایسی جماعت موجود ہے جس کے ساتھ بیٹھنے کا مجھے حکم ہوا ہے۔''

یہ ہیں وہ نفوس قدسیہ جن کے نقش قدم کی پیروی صوفیا نے کی۔

مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور مصر میں حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص نے اسی تصوف کی درس گاہیں قائم کیں۔ جہاں پر تصوف کے چراغ جلے، اوران چراغوں سے ہزاروں لاکھوں چراغ روشن ہوئے اور اسلام کی یہ روشنی دنیا کے کونے کونے میں صوفیاء کرام نے پہنچائی۔ جس کی ضیاء پاشیوں سے جہالت و گمراہی کے اندھیرے چھٹ گئے۔

تصوف اور دور تابعین رضی اللہ عنہ: (۱۷۰ ہجری تک):

تابعین ہی وہ بزرگ ہستیاں ہیں جنہوں نے حضور سید عالم آقائے نامدار حضرت محمد مصطفی تاجدار مدینہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو ایمان و یقین کی نظروں سے دیکھا، ان سے فیض حاصل کیا اور اس فیض کو آگے پہنچایا، دور تابعین عہد صحابہ کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اول تابعی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ دور صحابہ میں موجود تھے۔ اور وہ جنگ صفین میں حضرت سیدنا مولی علی المرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف سے لڑتے ہوئے ۳۷ ہجری میں شہید ہو گئے

دور صحابہ رضی اللہ عنہ کے وقت اسلامی مملکت بہت وسیع ہو چکی تھی۔ اسلام دور دور تک پھیل چکا تھا۔ مفتوحہ علاقوں کی تہذیب و تمدن، مال و دولت کی کثرت اور دنیاوی جاہ و جلال کے عروج نے اسلام کی فطری سادگی اور روحانیت کو بہت متاثر کیا۔ تابعین کی مقدس جماعت نے صحیح اسلامی تشخص کو بیدار کرنے کی مساعی جمیلہ فرمائی۔ یہ حضرات اپنے اپنے دور اور علاقے میں زہد و تقویٰ اور فقر و استغناء کا بہترین نمونہ قرار پائے۔ اسلامی و شرعی علوم مثلاً تفسیر حدیث، فقہ اور کلام میں بھی ان کا درجہ بہت بلند تھا۔ ان میں درج ذیل بزرگ ہستیاں ایسی ملتی ہیں جنہوں نے اپنے قول و فعل سے تصوف پر گہرا اثر ڈالا۔

(۱) حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام

(۲) حضرت اویس رضی اللہ عنہ بن عامر القرنی

(۳) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت عامر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بصری

(۵) حضرت مسروق رضی اللہ عنہ بن عبدالرحمٰن

(۶) حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ بن حیان

(۷) حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

(۸) حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ

(۹) حضرت سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ

صاحبان حقیقت ومعرفت نے مخلوق خدا کو جو تعلیم دی اس کا خلاصہ یہ تھا۔

''دنیا میں رہ کر دنیا سے بے نیاز ہو جانا۔ یاد الٰہی اور خوف وتوکل کو شعار بنانا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی۔ تزکیہ نفس۔ تصفیہ اخلاق وکردار۔ عمل صالح پر استقامت، آخرت کو دنیا پر ترجیح دینا، دنیا کو دارالعمل جان کر آخرت کے لئے توشہ تیار کرنا۔ ذکر وفکر کرنا، اسلام کی تبلیغ وترویج کے لئے دن رات کوشاں رہنا''۔

تصوف اور دور تبع تابعین (۲۶۰ ہجری تک):

تبع تابعین کا دور اسلامی تصوف میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس دور میں تصوف یعنی خالص اسلامی نظام حیات کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ تزکیہ نفس، زہد وتقویٰ اور ذکر الٰہی میں مداومت پیدا کرنے کے لئے صوفیاء کرام نے باقاعدہ تربیت گاہیں قائم کیں۔ جو خانقاہوں کے نام سے مشہور ہوئیں۔ طریقت کے سلاسل قائم ہوئے اور ہر سلسلے نے باقاعدہ ایک تنظیم کے تحت مریدین کی اصلاح شروع کردی۔ ذکر وفکر کے حلقے قائم ہوئے۔ اصول وضوابط مقرر کیے گئے اور تصوف کو بہت عروج ملا۔ اگر اس دور کو تاریخ تصوف اسلام کا ''عہد زریں،، کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

دور صحابہ رضی اللہ عنہ کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے بھی روحانی درس گاہیں اور تربیت گاہیں قائم کیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مدینہ منورہ میں حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن المسیب، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن حارث، حضرت سیدنا امام زین العابدین بن الحسین بن علی المرتضٰی

علیہ السلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ۔

مکہ مکرمہ میں۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بن جبیر، حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

کوفہ میں۔ حضرت علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اسود بن یزید النخعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

بصرہ میں۔ حضرت خواجہ بصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

شام میں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت رجا بن حیوۃ الکندی رحمۃ اللہ علیہ اور مکحول بن ابی مسلم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

مصر میں۔ حضرت ابوالخیر مرشد رحمۃ اللہ علیہ بن عبداللہ، حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

یمن میں۔ حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ بن کثیر وغیرہ۔

ان کے علاوہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بشر بن حارث الحافی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت احمد بن حضرویہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم نے بھی روحانی تربیت کے لئے خانقاہیں قائم کیں۔

تبع تابعین تا گیارھویں صدی ہجری تک:

تبع تابعین کے بعد اولیاء، صوفیاء کرام شب و روز کی محنت سے مخلوق خدا کو مقربین بارگاہ الٰہی بناتے رہے۔ بالخصوص المختصر کہ پانچویں اور چھٹی صدی ہجری میں چند ایسی شخصیات اس کائنات میں جلوہ افروز ہوئیں کہ جن کے علوم کی شہرت چاردانگ عالم میں پھیل گئی۔ انہوں نے ان تمام مبہم اور پیچیدہ نظریات کی تفسیر و تشریح کی جنہیں تصوف میں مختلف راستوں سے منکرات تصوف نے داخل کر کے بہت سی غلط فہمیاں پیدا کر دی تھیں ان میں سرفہرست مخدوم الاولیاء حضرت سیدنا علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ سیدنا

عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نام شامل ہیں۔

ان کے علاوہ حضرت سیدنا لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ، سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو حفص شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ بن عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی، حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ العالم بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم۔

یہ اولیاء کرام علم و عمل اور پابندی شرع میں بہت ممتاز تھے۔ تبلیغ و ترویج اسلام ان کی زندگی کا اولین مقصد تھا۔ ان کے حلقہء ارادت میں بیٹھنے والوں کی تعداد لاکھوں پر مشتمل تھی۔ جنہوں نے اس عمل تصوف کو بعد میں جاری و ساری رکھا۔ انہوں نے ہر دور میں بدعات کو دور کیا اور تصوف پر غیر شرعی اثرات کو اپنی روحانی اور اخلاقی قوتوں سے زائل کیا۔ یہ دور خاص طور پر برصغیر پاک و ہند اور سمرقند بخارا میں تصوف کے عروج کا دور تھا۔ اس دور میں اسلامی تشخص خاص طور پر ہندو مذہب کے مقابلے میں بہت نمایاں ہوا۔ اور اسی دور میں "سماع"، کا بھی رواج ہوا۔ اور تصوف میں سلسلہ چشت اہل بہشت نے سماع کو اہم مقام دیا۔

گیارھویں صدی ہجری تا حال:

اس دور میں بھی ایسی شخصیات ملتی ہیں جنہوں نے تصوف کی حقیقت کو برقرار رکھا۔ اور اس پر کسی غلط نظریئے کو مسلط نہیں ہونے دیا۔ چونکہ یہ دور مادیت اور فرقہ پرستی کا ہے لیکن پھر بھی اولیائے کاملین نے تمام لغویات کا رد فرما کر کلمہ حق جاری رکھا۔ اور تعلیمات تصوف پر خود بھی عمل پیرا رہے اور مخلوق خدا کو بھی اس سے روشناس فرمایا۔ اس دور میں سلسلہ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ اور چشتیہ نے بہت ترقی کی۔ ان سلاسل کے صوفیاء عظام نے شب و روز ان تھک محنت کی اور اس پاکیزہ شجر کی آبیاری فرمائی۔ اس دور کے چند مشہور اولیاء اللہ کے ناموں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ جنہوں نے اپنے قول و فعل سے مخلوق خدا کو معرفت الٰہی کا راستہ دکھایا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں محمد میر قادری رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاول شیر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت باواجی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مخلص الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ حسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، پیر صاحب آف مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ، پیر صاحب آف زکوڑی شریف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابو غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ، اعلیٰحضرت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید نور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید انور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ محمد معصوم موہروی رحمۃ اللہ علیہ، اور شیخ الاسلام والمسلمین حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم

ان اولیاء عظام نے ہر حال میں تعلیمات تصوف کو جاری وساری رکھا اور کٹھن سے کٹھن حالات میں بھی مجاہدہ وریافت میں مشغول برمعمول رہے اور اسی طرح یہ نظام تصوف دور عہد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک قائم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت تک اسی طرح قائم رکھے۔ آمین

تصوف اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

قطب الاقطاب غوث الاغیاث حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی حروف تصوف کو یوں بیان فرماتے ہیں: کلمہ تصوف کے چار حروف ہیں۔ ت، ص، و، ف۔

"ت" سے مراد توبہ ہے۔ یہ دو قسم پر مشتمل ہے۔ توبہ ظاہراً اور توبہ باطناً۔ توبہ ظاہراً یہ ہے کہ انسان قول وفعل سے اپنے تمام اعضائے جسمانیہ ظاہریہ کو ہر قسم کے گناہوں اور برائیوں سے پاک رکھے۔ اور احکام شرعیہ پر عمل پیرا رہے۔ شریعت کے حکم کے خلاف نہ کرے۔ اس کے ہر حکم کو بجالائے۔ اگر خلاف شرع کوئی بات ہو جائے تو فوراً توبہ کرے۔ باطنی توبہ یہ ہے کہ انسان قلبی کدورتوں کو نکال دے۔ اور ہر قسم کی آلائش سے دل کو صاف شفاف رکھے۔ اور احکام شریعت پر خلوص عمل سے مستعد رہے یہاں تک کہ سیئات، حسنات میں تبدیل ہو جائیں گی۔ تو پھر "ت" کی تمام منازل پوری ہونگی۔ گویا کہ توبہ کو قبولیت کی سند عطا ہو جائے گی۔

''ص'' صفائی سے عبارت ہے۔اس کی بھی دوقسمیں ہیں قلب کی صفائی اور مقام سر کی صفائی۔قلب کی صفائی یہ ہے کہ اسے بشری کمزوریوں کدورتوں آلائشوں سے پاک، صاف کرے۔جو عام طور پر دل میں موجود ہوتی ہیں۔یعنی کھانے پینے سونے باتیں کرنے اور سننے کی خواہش وتمنا نیز دنیاوی منفعت کی رغبت، یعنی وسیع تجارت وکاروبار زیادہ ہو عیش وعشرت ہو اور خواہشات نفسانیہ کی تکمیل کیلئے جماع کثرت اور اہل وعیال سے حد سے بڑھ کر اظہار محبت وغیرہ۔

مذکورہ عادات قبیحہ، مذمومہ سے دل کو شفاف رکھنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ابتداء مرشد کامل کے ارشادات کے مطابق ذکر بالجبر کو لازماً وظیفہ خوب با آواز بلند ذکر واذکار میں ہمیشگی دکھائے یہاں تک کہ ذکر خفی کا مقام سر آئے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ۔ (سورۃ الانفال آیت ۲ پارہ ۹)

ترجمہ:۔بے شک وہی کامل ایمان والے ہیں جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل وجد میں آجاتے ہیں۔

یعنی خوف الٰہی سے کانپتے ہیں لرزتے ہیں۔مقصد یہ ہے کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی عظمت، خشیت وہیبت سے پر رہیں۔خیال رہے کہ عظمت خداوندی کا خوف دل میں تب پیدا ہوتا ہے جب قلب غفلت سے بیدار ہو اور دل کا شیشہ عبادت اور ریاضت کی قلعی سے ایسے چمکنے لگے کہ اس میں خیر وشر کا امتیاز غیبی قوت سے واضح نظر آئے۔چنانچہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اَلْعَالِمُ یُنَقِّشُ وَ الْعَارِفُ یُصَقِّلُ۔ ''عالم نقش جماتا ہے اور عارف قلعی کرتا ہے''۔

گویا علما کرام خیر کی خوبیاں اور شر کا نقشہ دکھاتے ہیں۔جب کہ عرفاء دلوں سے زنگ صاف کرتے ہیں۔مقام سر کی صفائی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک سے اعراض کرنے اور اسی کی محبت اور اسماء حسنیٰ کا زبان سر سے دائمی وظیفہ بنانے سے حاصل ہوتی ہے۔پس انسان جب اس مقام پر کلی طور پر فائز ہو جاتا ہے تو کلمہ ص، کی منزل مکمل ہو جاتی ہے۔

''د'' ولایت سے مراد ہے یہ بھی ایک مرتبہ ہے جو تصفیہ قلب کے بعد نصیب ہوتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (سورۃ یونس آیت ۶۲)

''آگاہ رہو بے شک اولیاء اللہ بے خوف اور بے غم ہیں''۔

ولایت کا ثمرہ یہ ہے کہ انسان اپنے اندر اخلاق خداوندی پیدا کرے جیسے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اپنے دل میں اخلاق خداوندی پیدا کرو اور لباس شریعت اتار کر اوصاف الٰہیہ کا لباس پہنو۔! چنانچہ حدیث قدسی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں اپنے کسی بندے کو محبوب بناتا ہوں تو میں اس کے زبان، کان، ہاتھ پاؤں اور آنکھ بن جاتا ہوں۔ پھر وہ میری ہی عطا کردہ طاقت سے سنتا، دیکھتا، بولتا، پکڑتا اور چلتا ہے (مشکوٰۃ شریف)

لہٰذا غیر سے اپنے باطن کو صاف، شفاف تو کریں۔ پھر حق ہی حق نظر آئے گا باطل ختم ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۔ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

ترجمہ:۔ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمایئے بے شک حق آ گیا باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل نے مٹنا ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۱)

"ف" سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں فنا ہونا ہے۔ جب بشری اوصاف فنا ہونگے تو اوصاف خداوندی جنہیں بقاء دوام حاصل ہے۔ وہی نظر آئیں گے۔ اس لئے کہ ذات اقدس حی وقیوم ہے۔ اسے فنا اور زوال سے کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا عبد فانی کو اس ذات فانی کے ساتھ انکی محبوبیت و پسندیدگی کے باعث باقی باللہ کا رتبہ نصیب ہو جاتا ہے۔ اور قلب فانی کو سر باقی کی معیت میں بقا حاصل ہو جاتی ہے۔ پس جب اس ذات بقاء کی خوشنودی و رضا کیلئے بندہ اعمال صالحہ کی کوفت سے گزرتا ہے۔ تو رب کریم جل مجدہ کی رضا کو پالیتا ہے۔ تو پھر وہ مقبول و محبوب بارگاہ جسے رضائے الٰہی حاصل ہو چکی ہوتی ہے۔ بقا کی منزل پالیتا ہے۔ اور اعمال صالحہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بندہ خدا جو باطنی طور پر انسان حقیقی بن چکا ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ: اسی کی طرف کلام طیب پرواز کرتا ہے

یعنی اعمال صالحہ سے مراتب بڑھاتے رہتے ہیں۔ ہر وہ عمل جس میں غیر اللہ کا عمل دخل ہو ہلاکت و بربادی کا باعث ہے۔ جب بندہ مکمل طور پر فنا کی منزل پالیتا ہے تو اسے عالم قریب میں بقا کی نعمت عطا ہو جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فِىْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ۔ (سورۃ القمر)

مجلس صداقت میں عظیم قدرت والے شہنشاہ کی بارگاہ کے مقرب ہیں۔

یہی مقام نبوت ہے جب انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور اولیائے کرام کیلئے مخصوص ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے::

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ ''اللہ صادقین کے ساتھ ہے''۔

حدیث قدسی ہے۔ پس حادث جب قدیم سے ملتا ہے تو اس کا وجود فانی ہو جاتا ہے۔ (پس رہے نام اللہ کا)

حضور فخر ملت اور اکابر صوفیاء کرام

۱۔ حضرت ابن ابی سعدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''صوفی وہ ہے جو احوال و آثار کی تاثیر و تصوف سے نکل گیا ہو''۔

۲۔ حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صوفی وحدانی الذات ہوتا ہے۔ نہ اس کو کوئی قبول کرتا ہے نہ وہ کسی کو قبول کرتا ہے۔ اس کے بصر و بصیرت میں اللہ من حیث الظاہر اور اللہ من حیث الباطن بس جاتا ہے۔ وہ غیر اللہ سے منقطع ہو جاتا ہے۔

۳۔ حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''صوفی وہ ہے جو خدا سے ہی تعلق رکھتا ہو، خدا ہی کا تصور کرتا ہو اور خدا سے محبت رکھتا ہو''۔

۴۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں:

''صوفی وہ ہے جس کے دل میں خدا کی محبت اس طرح سما جائے کہ کسی دوسرے سے محبت کرنے کی گنجائش ہی نہ رہے''۔

۵۔ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''صوفی وہ ہے جس میں فقر، زہد، اور محبت یہ تینوں چیزیں پائی جائیں''۔

۶۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور قول نقل کیا جاتا ہے:

''صوفی وہ ہے جو اپنی ہستی خدا کی ہستی میں فنا کر دے۔ جس قدر زیادہ فنا فی اللہ ہوتا ہے اسی قدر زیادہ عرفان حاصل کرتا ہے''۔

۷۔ حضرت ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں::

''صوفی وہ ہے جس کے نزدیک اس کی اطاعت بھی گناہ ہو پس وہ توبہ کرتا رہے''۔

۸۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''صوفی وہ ہے جو سوائے اللہ تعالیٰ کے دنیا اور خلق میں مشغول نہ ہو''۔

۹۔ حضرت ابوعلی احمد محمد الرودباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''صوفی وہ ہے جو صفائے قلب کے ساتھ صوف پوشی اختیار کرتا ہے۔ ہوائے نفسانی کو سختی کا مزہ چکھاتا ہے۔ شرح مصطفوی کو لازم کر لیتا ہے۔ اور دنیا کو پس پشت ڈال دیتا ہے''۔

شمس الآفاق آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضور قبلہ فخر ملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند صوفی باصفا اور ولی کامل تھے۔ آپ نے اپنے اکابر اولیاء اللہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کمال دانشمندی کے ساتھ دین اسلام کی سربلندی و عظمت کیلئے اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے اپنی کمال نگاہ ولایت سے لاکھوں کو شفایاب کیا۔ آپ رحمتوں برکتوں والے صوفی کامل تھے۔ آپ کی دعاؤں میں جادو اثر تھا۔ حصول برکت کیلئے یہاں آپ کی ایک کرامت بیان کرتا ہوں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سید منیر شاہ صاحب کاہنہ شریف والے بہت زیادہ بیمار ہو گئے۔ آپ کو کمر کا مسئلہ تھا۔ آپ نے اسی حالت میں علی پور شریف حاضری دی۔ اور بیماری کا یہ عالم تھا کہ علی پور شریف سٹیشن سے تانگے پر بٹھا کر آپ کو لایا گیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضور فخر ملت چھوٹے تھے۔ منیر شاہ صاحب نے حضور فخر ملت سے عرض کی کہ حضور میرے لیے دعا کریں کہ میں جلد صحت یاب ہو جاؤں۔ حضور فخر ملت نے سید منیر شاہ صاحب کے کان میں کہا کہ آپ چند دن میں ٹھیک ہو کر دکان میں چلے جائیں گے۔ آپ نے باقاعدہ دنوں کا تعین بھی کیا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ سید منیر شاہ صاحب اتنے ہی دنوں میں ٹھیک ہو کر دکان پر آ گئے۔ اور وہ یہ بات علاقے میں اکثر لوگوں کو بتایا کرتے تھے کہ میں اس گھرانے کا غلام ہوں جس کا بچہ بچہ ولی کامل ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حضرت فخر ملت اور حقیقت تصوف

حضرت شیخ ابو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ تصوف کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہر اعلیٰ خلق میں داخل ہو جانا اور ہر خلق رزیلہ یا ادنیٰ سے نکل آنا۔ پس

جب تصوف کی تعریف اولیٰ اخلاق کا حصول اور ادنیٰ اخلاق کا رد قرار پائی اور اس طرح اس کی حقیقت کا اختبا کر لیا گیا تو اس وقت ثابت ہوا کہ تصوف زہد اور فقر دونوں سے بڑھ کر ہے۔(عوارالمعارف صفحہ ۱۹۹)

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ''صوفی وہ ہے کہ جب بات کرے تو اس کا بیان اپنے حال کے حقائق کے اظہار میں ہو۔ مطلب یہ کہ وہ کوئی بھی ایسی بات نہیں کہتا جو خود اس میں موجود نہ ہو۔ اور جب خاموش رہے تو اس کا معاملہ اور اس کا سلوک اس کے حال کو ظاہر کرے۔ اور علائق سے کنارہ کشی اس کے حال پر ناطق ہو۔ یعنی اس کا بولنا بوقت کلام اصول طریقت پر صحیح ہو۔ اور اس کا کردار بوقت سکوت مجرد محض ہے۔ اور یہ دونوں حالتیں ہوں۔ جب بولے تو اس کی ہر بات حق ہو اور وہ جب خاموش رہے تو اس کا ہر فعل فقر ہو'' (کشف المحجوب)

حضرت ابوالحسن نوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اَلتَّصَوُّفُ تَرْکُ کُلِّ حَظٍّ لِلنَّفْسِ تصوف تمام نفسانی لذات و حظوظ سے دست کشی کا نام ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک رسم یعنی مجاز دوسری حقیقت۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اگر نفسانی لذتوں کو چھوڑ چکا ہے اور ترک لذت بھی ایک لذت ہے۔ اسی کو رسم مجاز کہا جاتا ہے۔ اور اگر وہ اس کا بھی تارک ہے تو یہ فنائے لذت و حظ کہلاتی ہے۔ اس معنی کا تعلق حقیقت و مشاہدے سے ہے لہٰذا ترک حظ و لذت بندہ کا فعل ہے۔ اور فنائے حظ و لذت، حق تعالیٰ کا فعل ہے۔ لہٰذا بندے کے فعل کو رسم و مجاز اور حق کے فعل کو حقیقت کہا جائے گا۔

آپ علیہ الرحمہ یہ بھی فرماتے ہیں: ''صوفیاء کرام کا گروہ وہ ہے جس کی زندگیاں کدورت بشری سے آزاد اور آفت نفسانیہ سے پاک صاف ہو کر آرزو اور تمناؤں سے بے نیاز ہو گئی ہیں۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ کے حضور بلند درجے اور صفت اول میں آرام گستر ہیں۔ اور ماسوائے اللہ کے سب سے قطعاً کنارہ کش ہو چکے ہیں''۔ آپ علیہ الرحمہ یہ بھی فرماتے ہیں: ''صوفی وہ ہے جس کے قبضہ میں کچھ نہ ہو اور نہ وہ خود کسی کے قبضہ میں ہو۔ یہ عبارت عین فانی ہے۔ فانی الصفت نہ مالک ہوتا ہے نہ مملوک۔ کیونکہ ملک موجودات پر درست آتی ہے۔ اس قول شریف کا مطلب یہ ہے کہ صوفی دنیوی ساز و سامان اور اخروی زیب و زینت میں سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ خود بھی تو کسی کی ملکیت ہے۔ وہ اپنے نفس کے حکم کا پابند نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ غیر کی خواہش و ارادہ کے غلبہ سے وہ خود کو گھلا چکا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ غیر کو بھی بندگی کے طمع سے فنا کر چکا ہوتا ہے۔ یہ قول

مبارک دقیق ولطیف ہے۔اس منزل کو گروہ صوفیا فنائے کل سے تعبیر کرتے ہیں“

شیخ العالمین، مجدد دوراں، ولی نعمت، آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”کہ تصوف کی حقیقت یہ ہے کہ مخلوق خدا کی خدمت اور حسن سلوک کیا جائے“۔حضرت اپنے خادموں اور غلاموں کے ساتھ کمال درجے کا حسن سلوک اور شفقت اور مہربانی فرماتے تھے۔مولانا محمد اسماعیل جماعتی حضور قبلہ فخر ملت کے منشی ہیں اور حساب کتاب رکھتے ہیں۔انہوں نے بتایا کہ میں نے ۲۰۰۸ء میں پیر افضل حسین شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کی جناب مجھ سے مدرسہ کا حساب لے لیں۔اور یہ چیک بک ہے۔زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔قبلہ پیر صاحب نے فرمایا مولوی صاحب ابھی تو آپ کی لمبی زندگی ہے۔اسے اپنے پاس رکھیں۔مولوی صاحب کہتے ہیں ایک بار میں بڑا بیمار ہو گیا۔جوڑوں کی دردیں بہت سخت ہو گئیں۔میں چل پھر نہیں سکتا تھا۔تین ماہ مسلسل پیر صاحب کی خدمت میں حاضری نہ دے سکا۔مولوی صاحب کہتے ہیں کہ پھر میں نے ۲۰۱۰ء میں پیر صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ جناب اکاؤنٹ جوائنٹ (Joint) کر لیں۔یہ بات تین چار دفعہ عرض کی لیکن پیر صاحب نے ہر دفعہ انکار کر دیا۔اس واقعہ سے پتا چلتا ہے کہ پیر صاحب کیوں انکار فرماتے تھے۔اس لیے کہ آپ حقیقت کا علم رکھتے تھے کہ ابھی مولوی صاحب کے وصال کا وقت نہیں ہے۔

مولانا محمد اسماعیل صاحب آپ کے شفقت ومہربانی اور حسن سلوک وسخاوت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضور قبلہ پیر صاحب نے اپنے تمام نوکروں، خادموں اور درویشوں کو حج کروایا۔وہ کہتے ہیں کہ ۱۹۹۷ء میں پیر صاحب کے پاس سلام کیلئے حاضر ہوا تو مجھے پیر صاحب نے فرمایا کہ تم اور خادمہ محمودہ بی بی حج کی تیاری کرو۔اور مجھے میرا اور اپنے گھر کی خادمہ کا سپانسر دیا کہ بنک میں جا کر فارم جمع کرا لو۔مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں اور محمودہ بی بی اسی سال حج کیلئے گئے۔اور حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔

حضور فخر ملت اور نور معرفت

امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن القشیری حضرت سری بن مغلس سقطی کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ تصوف تین معنوں کیلئے بولا جاتا ہے۔

۱۔ صوفی کا نور معرفت ایسا ہو کہ اس سے اس کی پرہیزگاری متاثر نہ ہو سکے۔

۲۔ دل سے وہ بات نہ نکالے جو نصوص کتاب وسنت کے خلاف ہو۔

۳۔ کرامات دکھانے کے شوق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام کردہ کاموں میں نہ پڑے (الرسالۃ القشیر ۶۲)

چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل — بہ تنہائی اندر صفائے نہ بینی

ترجمہ: جب ہر وقت تیرا دل ہر جگہ بھٹکتا ہے تو خلوت میں بھی کوئی رونق نہ دیکھے گا

ورت مال وجاہ است وزرع تجارت — چو دل با خدا ایست خلوت نشینی

ترجمہ:۔ اور اگر تیرے پاس مال ومرتبہ اور کھیتی وتجارت ہے جبکہ تیرا دل خدا سے لگا ہے تو خلوت نشین ہے۔ (گلستان سعدی صفحہ ۱۰۲ حکایت ۲۴ باب ۲)

حضرت رویم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف تین خصلتوں پر مبنی ہے۔ اول تمسک بالفقر و افتقار (فقر ومحتاجگی کو اختیار کرنا) دوم بذل وایثار ہونا سوم تعرض اور اختیار کو ترک کرنا (یعنی مشغولیت اور اختیار کو چھوڑ دینا)۔ (عوار المعارف صفحہ ۱۹۷)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے جب تصوف کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ بغیر کسی علاقہ کے رہو۔

حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف نام ہے حقائق کے حصول اور اخلاق کے مال ومتاع سے ناامیدی کا (دنیا ومخلوق) کے مال سے کچھ امید نہ رکھنا اور جو شخص صاحب فقر نہیں، صاحب تصوف نہیں۔ (عوار المعارف صفحہ ۱۹۸)

قارئین کرام! حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو طریق تصوف میں معرفت وحقیقت کا خاص مقام حاصل تھا۔ آپ اپنے نور معرفت سے اپنے مریدین ومتوسلین کی نہ صرف رہنمائی فرماتے تھے بلکہ ان کے مسائل بھی حل کرتے تھے۔ اور مستقبل کی خبر بھی دیتے تھے۔ شیخ سعید اختر لاہور والے اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد حافظ اقبال صاحب نے ایک شخص کو پینتیس (۳۵) لاکھ روپے دیے۔ اور وہ شخص لیکر باہر امریکہ چلا گیا۔ والد صاحب نے بتایا کہ وہ شخص ہمارے پیسے لیکر بھاگ گیا ہے۔ ہم سب سخت پریشان ہو گئے۔ اسی پریشانی کے عالم میں قبلہ پیر افضل حسین شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے والد صاحب جب پیر صاحب کو عرض کر رہے تھے تو رو رہے تھے۔ حضور قبلہ پیر صاحب نے والد صاحب کو تھپکی دیتے ہوئے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں میں تمہارے پیسے لیکر دوں گا۔ اس کو کہتے ہیں ولی کامل اور ولی نعمت جو نور معرفت رکھتا

ہو۔ حقیقت و تصوف کا ادراک بھی رکھتا ہو، خیر و نظر بھی رکھتا ہو اور جس میں قوت روحانی موجود ہو کہ وہ سائلین کے مسائل کو حل کر سکے۔ حضور قبلہ فخر ملت کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ اللہ رب العزت نے پورے کیے اور شیخ سعید اختر صاحب کے ڈوبے ہوئے پیسے ان کو واپس مل گئے۔

حضرت فخر ملت۔ تصوف اور خلق عظیم

حضرت محمد بن علی بن امام حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

اَلتَّصَوُّفُ خُلُقٌ فَمَنْ زَادَ عَلَيْكَ فِي الْخُلُقِ زَادَ عَلَيْكَ فِي التَّصَوُّفِ۔

ترجمہ:۔ پاکیزہ اخلاق کا نام تصوف ہے جس کے جتنے پاکیزہ اخلاق ہوں گے اتنا ہی زیادہ وہ صوفی ہوگا۔

حضرۃ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَلصُّوْفِيُّ لَا يَرٰى فِي الدَّارَيْنِ مَعَ اللّٰهِ غَيْرَ اللّٰهِ۔
صوفی وہ ہے جو دونوں جہاں میں بجز ذات الٰہی کچھ نہ دیکھے۔ (کشف المحجوب صفحہ ۶۵)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف کی بنیاد آٹھ حصوں پر ہے۔

۱۔ سخاوت ۲۔ رضا ۳۔ صبر ۴۔ اشارہ
۵۔ غربت ۶۔ گدڑی ۷۔ سیاحت ۸۔ فقر

یہ آٹھ خصلتیں آٹھ نبیوں کی اقتداء میں ہیں۔ سخاوت حضرت خلیلؑ سے کیونکہ آپؑ نے اپنے فرزند کو فدا کیا۔ اور رضا حضرت اسماعیلؑ سے کیونکہ بوقت ذبح اپنی رضا دی اور اپنی جان عزیز کو بارگاہ خداوندی میں پیش کر دیا۔ صبر حضرت ایوبؑ سے کہ آپؑ نے بے حد غایت مصائب پر صبر فرمایا۔ اور خدا فرستادہ ابتلاء و آزمائش پر ثابت قدم رہے۔ اور اشارہ حضرت زکریاؑ سے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اَنْ لَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا۔ آپ نے تین دن لوگوں سے اشارہ کے سوا کلام نہ کیا۔ اور اسی سلسلہ میں ارشاد ہے کہ۔ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا۔ انہوں نے اپنے رب کو آہستہ پکارا اور غربت حضرت یحییٰؑ سے کہ وہ اپنے وطن میں مسافروں کی مانند رہے اور خاندان میں رہتے ہوئے اپنوں سے بیگانہ رہے۔ اور سیاحت حضرت عیسیٰؑ سے کہ آپؑ نے یک وتنہا مجرد زندگی گزار دی۔ اور بجز ایک پیالہ و کنگھی کے کچھ پاس نہ رکھا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ کسی نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر پانی پیا ہے تو انہوں نے پیالہ بھی توڑ دیا۔ اور جب آپؑ نے

دیکھا کہ انگلیوں سے بالوں کو کنگھی کر رہا ہے تو کنگھی بھی توڑ دی۔ اور گدڑی یعنی صوف کا لباس حضرت موسیٰ سے کہ انہوں نے پشمینی کپڑے پہنے۔ اور فقر سید عالم ﷺ سے ہے کہ جنہیں روئے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں عنایت فرمائی گئیں۔ اور ارشاد ہوا کہ آپ ﷺ خود کو مشقت میں نہ ڈالیں۔ بلکہ آپ ﷺ ان خزانوں کو استعمال کریں۔ آرائش اختیار فرمائیں۔ لیکن آپ ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے خدا! مجھے اس کی حاجت نہیں ہے۔ میری خواہش تو یہ ہے کہ ایک روز شکم سیر ہوں۔ تو دو روز فاقہ کروں۔ دوستو! تصوف کے یہ آٹھ اصولی خصائل ہیں جو افعال و کردار میں محمود ہیں۔ (کشف المحجوب صفحہ ۶۶)

حضرت عمر بن احمد مقری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اَلتَّصَوُّفُ اِسْتِقَامَۃُ الْاَحْوَالِ مَعَ الْحَقِّ "حق کے ساتھ احوال کی استقامت کا نام تصوف ہے"۔

امام احمد جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ابوبکر بن مناقب نے شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی سے تصوف کی حقیقت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: "ہر بری عادت سے اجتناب اور ہر عمدہ خصلت سے ہمکنار ہونے کا نام تصوف ہے"۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "اس علم میں کلام کرنے والوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ تصوف خلق کا ہی نام ہے"۔ (بستان العارفین صفحہ ۲۴)

شیخ احمد بن عجیبہ حسنی رحمۃ اللہ علیہ اس علم کا تعارف کرواتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ "تصوف وہ علم ہے جس سے بواطن نفس، روح، دل کا بری عادات سے تصفیہ، مکارم اخلاق سے تعمیر و تزئین اور مالک حقیقی کی بارگاہ میں سلوک اور حاضری کی کیفیت کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ اس کا آغاز علم ہے۔ درمیان عمل ہے اور انجام عطاو بخشش ہے"

(بستان العارفین صفحہ ۲۵ بحوالہ معراج التشوف الی حقائق التصوف)

قطب مصر شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ تصوف اسلامی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"نفس کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کا عادی بنانے اور اسے خدائی احکام کی طرف لوٹانے کا نام تصوف ہے"۔ (بستان العارفین صفحہ ۲۶ بحوالہ حقائق عن التصوف مطبوعہ لندن)

شیخ الاسلام ذکریا انصاری حقیقت تصوف کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "تصوف ایسا علم ہے جس سے ابدی سعادت کو پانے کی خاطر ظاہر و باطن کی تعمیر تصفیہ اخلاق اور تزکیہ نفوس کے مدارج کی معرفت نصیب ہوتی ہے"۔ (حاشیہ رسالہ قشیریہ)

حضرت ابو العباس احمد رزوق فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''تصوف ایسا علم ہے جس سے مقصود دلوں کی اصلاح اور انہیں صرف ذات باری تعالیٰ کیلئے خاص کرنا ہے''

(بستان العارفین صفحہ ۲۶ بحوالہ قواعد التصوف قاعدہ ۱۳)

قارئین کرام! تصوف وطریقت خلق عظیم اور مخلوق خدا کی خدمت کا نام ہے۔ حضور قبلہ فخر ملت کے تصوف میں یہ کمال تھا کہ مخلوق خدا پر خصوصی نظر کرم فرماتے تھے۔ آپ متحرک شیخ طریقت تھے۔ مخلوق خدا پر نظر کرم کا ایک واقعہ آپ خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ محمد عاشق جماعتی بیان کرتے ہیں کہ میرا بھائی گھر سے ناراض ہو کر چلا گیا۔ اپنے علاقے کے پیروں سے رابطہ کیا کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ۔ ایک پیر صاحب نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ آپ کے بھائی نے نہر میں چھلانگ لگا دی ہے اور مر گیا ہے۔ میرے والد صاحب نے کہا کہ تم اپنے پیر صاحب کے پاس جا کر عرض کرو۔ پھر میں پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ساری بات عرض کی۔ آپ نے فرمایا تمہارا بھائی زندہ ہے تین دن کے بعد گھر آ جائے گا۔ میں گھر واپس آ گیا اور ٹھیک تین دن کے بعد میرا بھائی واپس گھر آ گیا۔ ہم نے گھر واپس آنے کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں راولپنڈی میں تھا اور گھر واپس آنے کا کوئی ارادہ نہ تھا پر ایک طاقت تھی جو مجھے واپس لے آئی۔ پھر میں علی پور حاضر ہوا اور پیر صاحب کے پاس حاضری دی۔ میرے پاس واپسی کا کرایہ نہ تھا۔ قبلہ پیر صاحب نے مجھے کرایہ کی رقم عطا فرمائی اور میں گھر واپس پہنچ گیا۔

مساجد کی تعمیر و توسیع میں دلچسپی

حضور قبلہ فخر ملت کے طریق تصوف میں محبتِ الٰہی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ آپ مساجد کی تعمیر میں خاصی دلچسپی لیتے تھے۔ لاہور میں ایک جگہ ایک مسجد جو کہ ابھی زیر تعمیر تھی میں جلسے کا اہتمام کیا تھا۔ وہاں پر آپ کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ سردی کا موسم تھا، شامیانے لگائے گئے تھے۔ مسجد کی دیواریں کھڑی تھیں۔ لیکن لینٹر ابھی نہیں ڈالا گیا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مسجد کی تعمیر میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ یہ اللہ کا گھر ہے۔ پھر آپ نے مسجد کی انتظامیہ کو پچاس ہزار روپے دیئے کہ جلد از جلد مسجد کا لینٹر ڈلوا کر اس کو مکمل کیا جائے۔ محمد عاشق نے بیان کیا جس مسجد میں ہمارے گاؤں لمبے جاگیر میں ہم نماز پڑھتے تھے مسجد چھوٹی تھی۔ آپ

نے خطاب فرمایا اور حکم فرمایا کہ فوری طور پر اس مسجد کو بڑا کیا جائے۔ جب مسجد میں توسیع ہو گئی اور کافی نمازیوں کیلئے گنجائش ہو گئی تو حضور قبلہ فخر ملت اگلے سال جلسہ میں تشریف لائے تو آپ نے فرمایا مسجد کو چاہے جتنا بڑا کر لو لیکن لوگ پھر بھی زیادہ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد حضور قبلہ فخر ملت جب بھی ہمارے گاؤں تشریف لاتے مسجد شاہ جماعت لوگوں سے بھر جاتی۔ جب حضور قبلہ فخر ملت جمعہ پڑھاتے تو لوگ گھروں کی چھتوں پر اور گلیوں میں نماز جمعہ ادا کرتے۔ لیکن پھر بھی تعداد زیادہ ہوتی۔ حضور فخر ملت نے مجھے فرمایا ہم لوگوں کو اطلاع نہیں کرتے لیکن جو اللہ عزوجل کا ولی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ خود مخلوق خدا کو اس کی بارگاہ میں بھیج دیتا ہے۔

تصوف فخر ملت اور علم غیب

حضور سیدی و مرشدی حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص صدام حسین نے بتایا کہ میں حضور فخر ملت کے ساتھ حاصل پور گیا۔ دوران سفر راستے میں پیر صاحب نے رکنے کا حکم دیا اور کہا کہ وہ سامنے جو نلکا نظر آ رہا ہے اس سے پانی لے کر آؤ۔ میں پاس گیا نلکے کو چلانے کی کوشش کی مجھے محسوس ہوا کہ اس سے پانی نہیں آئے گا۔ ساتھ ہی ایک ڈیرہ تھا وہاں سے ایک شخص اونچی آواز سے کہا کہ یہ نلکا تو دو تین سال سے خشک ہے۔ اور پانی نہیں دے گا۔ آپ مرے پاس سے آکر پانی پی لو۔ میں پیر صاحب کے پاس واپس آ گیا تو آپ نے مجھے فرمایا دوبارہ اس نلکے کے پاس جاو۔ اس کو چلاؤ تو یہ پانی دے گا۔ میں آپ کے فرمانے پر جب دوبارہ اس نلکے کے پاس گیا اور چلایا تو وہ پانی دینے لگ گیا۔ پیر صاحب نے اس سے وضو کیا اور نماز پڑھی۔

دوسرا واقعہ فیصل آباد میں چک نمبر ۱۶۴ کا ہے۔ حافظ صدام صاحب نے بتایا کہ میں حضور قبلہ فخر ملت کے ساتھ ایک کمرے میں آرام کر رہا تھا۔ حضور اچانک اٹھے اور مجھے آواز دی۔ صدام باہر دو آدمی کھڑے ہیں ان کا نام بھی بتایا۔ شہباز اور انور۔ فرمانے لگے کے باہر سردی ہے اور بارش ہے انہیں اندر لے آؤ۔ میں نے رات کو وقت دیکھا تو گھڑی پر تین بج کر پندرہ منٹ بج گئے تھے۔ میں دروازہ کھول کر باہر آ گیا تھا۔ ادھر ادھر دیکھا کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر میں نے سامنے دیکھا تو وہ دونوں ایک ستون کے پاس کھڑے تھے۔ میں نے ان کو کہا تمہارا نام یہی ہے۔ تمہارے متعلق پیر صاحب نے فرمایا ہے ان کو اندر لے آؤ۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت کی یہ شان ہے کہ اور آپ کا علم غیب ہے کہ رات کا وقت ہے، دروازہ بھی

بند ہے۔ باہر کھڑے ہوئے آدمیوں کے متعلق آپ نے فرمادیا۔ حتیٰ کہ ان کے نام بتادیے۔ اور اپنے عقیدت مندوں کی تکلیف کا احساس بھی کیا۔

سادگی تصوف ہے

حضور فخر ملت کا فرمان عالی شان ہے: کہ "سادگی تصوف ہے" آپ نے ہمیشہ سادگی اختیار کی۔ عاجزی و انکساری کا راستہ اپنایا۔ حضرت ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری اپنی شہرہ آفاق تصنیف کشف المحجوب میں کچھ یوں رقمطراز ہیں:

"جس کی محبت پاک و صاف ہے وہ صافی ہے اور جو دوست میں مستغرق ہو کہ اس کے غیر سے بری ہو وہ صوفی ہے"۔

حضور فخر ملت کا طریق تصوف سادگی و عاجزی اور مخلوق خدا کی خدمت تھا۔ وہ پیکر سادگی تھے۔ سادہ لباس، سادہ گفتگو پسند کرتے۔ اور تکبر و گھمنڈ کو بالکل ناپسند فرماتے تھے۔ آپ کو رب کائنات کے ساتھ سچی محبت تھی۔ آپ ہر وقت خدا کی بندگی میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کا فقر تحمل و برداشت اور قناعت و سادگی تھا۔ دراصل حضور فخر ملت کا طریق تصوف ذکر خدا اور ذکر مصطفی ﷺ تھا۔ جس میں آپ صبح و شام مشغول رہتے۔

صفات حسنہ کا مظہر

ایک تحقیق یہ ہے کہ صوفی کا لفظ صفہ سے مشتق ہے۔ اہل صفہ وہ نفوس قدسیہ تھے جو عہد رسالت مآب ﷺ میں مسجد نبوی شریف کے چبوترہ پر دن رات اللہ کی عبادت کرتے۔ اور حضور ﷺ کی قربت میں رہتے۔ ان کی تعداد مختلف اوقات میں ستر سے چار سو تک بتائی گئی۔ یہ لوگ توکل اللہ کی حقیقی تصویر تھے۔ اور قناعت کے پیکر تھے۔ غربت کی حالت میں دنیا کی آسائشوں کو چھوڑ کر رجوع الی اللہ کرتے ہوئے رضائے الٰہی پر مطمئن و مسرور دکھائی دیتے تھے۔ جب حضور ﷺ کی زیارت کرتے۔ تو بھوک پیاس دور ہو جاتی۔ ان کی صفتوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ "اور ان لوگوں کو مت نکالو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں"۔

زہد و تقویٰ آپ کا خاص وصف تھا۔ اور متاع دنیا سے بالکل بے نیاز ہو کر ذکر الٰہی میں

مشغول رہتے۔ معلم انسانیت تاجدار کائنات حضرت محمد ﷺ سے کتاب وحکمت کی تعلیم حاصل کرتے۔ جہاد میں حصہ لیتے۔ اور بعض اوقات انہیں مدینہ منورہ سے باہر تبلیغ دین کیلئے بھیجا جاتا۔

قارئین محترم! صوفی تمام صفات حسنہ کا مظہر ہوتا ہے۔ اور جس میں قرآن وسنت کے مطابق جامعہ صفات پائی جائیں، اسے صوفی کہا جائے گا۔ اور بلاشبہ حضور فخر ملت ایک ایسی کامل شخصیت تھے جو ایک ہی وقت میں شیخ طریقت تھے۔ شیخ حقیقت بھی تھے۔ اور شیخ معرفت بھی تھے۔ رومی عصر بھی تھے۔ غزالی زماں بھی تھے۔ تصوف آپ کی حیات مقدسہ کا لازمی جزو تھا۔ آپ تصوف وطریقت کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ آپ کی سیرت طیبہ میں ہر ہر لمحے پر تصوف ہی تصوف نظر آتا ہے۔ آپ کا دل اللہ کی محبت میں سرشار تھا۔ اور آپ جو بھی کرتے اپنے رب قدوس کی خاطر کرتے تھے۔ نمود ونمائش کبھی آپ کے پاس سے بھی نہیں گزری۔ تصوف کا یہ عالم تھا کہ لندن کی گلیاں ہوں اور حضرت فخر ملت تبلیغ دین کیلئے اور اپنے مریدین کو بارگاہ خداوندی سے مستحکم کرنے کیلئے جلوہ افروز ہیں کہ قدمین شریفین میں وہی نائیلون کی سوفٹی جو علی پور شریف کی گلیوں میں پہن کر پھرتے ہیں۔ بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ بادشاہان وقت آپ کی قدم بوسی کیلئے حاضر ہوتے۔ تصوف کا یہ عالم تھا کہ بندہ بعد میں حاضر ہوتا پہلے فرماتے کہ کھانا کھاؤ بعد میں بات ہوتی ہے۔ تصوف کی یہ تصویر کہ سادہ لباس اور سر مبارک پر رومال جو بزرگان دین کا خاصہ ہے۔ سادگی تصوف یہ ہے کہ جس قالین پہ خود جلوہ افروز ہیں اسی پر آنے والے غلاموں کو بٹھایا جاتا ہے۔ حلم کا یہ عالم کہ ایک مرتبہ آستانہ عالیہ ساہو چک شریف میں محفل پاک تھی۔ آپ جلوہ افروز تھے دربار شریف کے صحن میں محفل منعقد تھی۔ اچانک موسم خراب ہونے کے باعث دریاں اڑیں۔ اور گرد آپ کے جسم مبارک پر پڑی۔ لیکن عشق رسول ﷺ اور محبت الٰہی میں اس طرح مگن کہ چہرے پر ناگواری کا احساس تک نہ ہوا۔ بلکہ تبسم آیا اور محبت بکھر گئی۔ کبھی خدام کی غلطی پر ناراضگی کا اظہار نہ کیا۔ بلکہ محبت کے جملے فرماتے تھے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ اور اللہ محبت کرتا ہے احسان کرنے والوں کے ساتھ۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنین کے قریب ہے۔

لَقَدْ رَضِىَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے راضی ہو گیا۔

باب پنجم

مقام ولایت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

نسیما جانب بطحا گذر کن
ز احوالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم را خبر کن

ولی کی تعریف ومفہوم

لغوی اعتبار سے ولی کے معنی دوستی کے ہیں۔ (فیروز اللغات صفحہ ۸۵۳)

اصطلاحی اعتبار سے ولی اس کو کہتے ہیں جو عارف باللہ ہو۔ اس کی صفات یہ ہوں کہ وہ بقدر ممکن اطاعت والے کاموں میں ہمیشگی رکھتا ہو۔ اور گناہوں سے بچتا ہو۔ اور لذات اور شہوات سے اعراض کرتا ہو۔ جیسا کہ علم الکلام کی مشہور کتاب عقائد نسفی میں ہے۔

ولی ایسی ہستی کو کہتے ہیں جو عارف باللہ ہو اور اس سے بقدر ممکن اطاعت کے کاموں میں مواظبت پائی جا رہی ہو۔ اور ساتھ ساتھ گناہوں سے بچنے والا ہو۔ اور لذات اور شہوات سے اعراض کرتا ہو۔ (بہار شریعت ص ۲۱۲)

حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر نعیمی میں ولی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ولی کے معنی ہیں قرب، محبت، مدد لحاظہ ولی کے معنی ہوئے قریب والا، محبت والا، اور مدد ونصرت والا۔ یہاں ولی بامعنی فاعل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے قرب رکھنے والا یا بمعنی مفعول یعنی جسے اللہ تعالیٰ نے قرب بخشا۔ محبت عطا کی۔ اس کی مدد کی۔ کیونکہ رب تعالیٰ انہیں یہ صفات خود عطا فرماتا ہے۔ (تفسیر نعیمی جلد ۱۱ ص ۳۸۹)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"ولایت ایک قرب خاص ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل وکرم سے عطا کرتا ہے"۔ (بہار شریعت جلد ۱ حصہ ۱)

ولایت کی اقسام

یوں تو ولایت کو دو قسموں میں تقسیم کرسکتے ہیں پہلی قسم عامہ، دوسری قسم خاصہ۔

ولایت عامہ تمام اہل ایمان واسلام کو شامل ہے۔ اور ولایت خاصہ راہ سلوک میں مقربان خدا کو حاصل ہے۔ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے اولیاء کرام کے چودہ (۱۴) درجات بتائے ہیں۔

۱۔ صلحاء ۲۔ سالکین ۳۔ قانتین ۴۔ واصلین
۵۔ نجباء ۶۔ نقباء ۷۔ ابدال ۸۔ بدلا
۹۔ اوتاد ۱۰۔ امامین ۱۱۔ غوث ۱۲۔ صدیق

۱۳۔ نبی ۱۴۔ رسول (فتاویٰ بریلی ص ۲۰۶)

ولایت خاصہ کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ ولایت کسبی ۲۔ ولایت فطری ۳۔ ولایت عطائی

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولایت خاصہ کی تین قسموں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "ولایت کسبی جو تقویٰ، عبادات، مجاہدات، مراقبات سے حاصل ہو۔ ولایت فطری یعنی مادر زاد ولی جیسے حضرت مریم سلام اللہ علیہا مادر زاد ولیہ تھیں۔ آپ سے کرامات بچپن سے ہی ظاہر ہوئی تھی"۔ ولایت عطائی جو کسی ولی یا نبی کی نظر کرم سے آناً فاناً مل جائے۔ (تفسیر نعیمی جلد ۱۱ ص ۳۹۴)

ولایت خاصہ وہ ولایت ہے جو ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ محبوبان خدا و مقربان خدا کو نصیب ہوتی ہے۔ اور جن کو یہ مقام و مرتبہ حاصل ہوتا ہے وہ اپنے وقت کے مجدد ہوتے ہیں۔

ولی کی پہچان

بعض ولی ایسے ہوتے ہیں جو اپنے چہرے سے پہچانے جاتے ہیں۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک حدیث شریف نقل کرتے ہیں

یعنی حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اولیاء وہ ہیں جن کو دیکھنے سے خدا یاد آ جائے

(تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۷۵ دار الایماء بیروت)

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولی کی پہچان بیان کرتے ہیں کہ ان کی آسان پہچان کا طریقہ وہ ہے جو قرآن پاک نے بیان فرمایا ہے۔ کہ اس کے دل میں ایمان ظاہری تقویٰ ایسا ہو کہ عام مخلوق بھی اُسے ولی کہے۔ اس کی دل کھینچے اور انہیں دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔ (تفسیر نعیمی جلد ۱۱ ص ۳۹۴)

لہٰذا پتا چلا کہ ولی اللہ نہ صرف متقی و پرہیزگار ہوتا ہے بلکہ مخلوق خدا کے نزدیک اس کا رتبہ بہت بلند ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے وقت کی مشہور ہستی ہوتا ہے۔

اولیاء اللہ کے اوصاف

اولیاء اللہ کے اوصاف قرآن پاک نے بیان فرمائے ہیں

اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ الصّٰبِرِیْنَ

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ۔ ''وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ صبر والے اور سچے اور ادب والے اور راہ خدا میں خرچ کرنے والے۔ اور پچھلے پہر سے معافی مانگنے والے'' (سورۃ آل عمران آیت ۱۶۔۱۷)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ۔ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ۔ ''بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہیں۔ اور اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے بے شک وہ اس سے پہلے نیکوکار تھے۔ (سورۃ الذاریات آیت ۱۵،۱۶)

یہ حقیقت ہے کہ اولیاء اللہ ایثار، مجاہدات، عبادات، صلہ رحمی، درگزر، برداشت، تقویٰ کا پیکر ہوتے ہیں۔ مولانا رحیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ولی کی اصل ولاء ہے جو قرب ونصرت کے معنی میں ہے۔ ولی وہ ہے جو فرائض سے قرب الٰہی حاصل کرے اور اس کا دل نور جلال الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو۔ اور اس کا ہر قول وفعل اطاعت خداوندی کا تابع ہو۔

فخر ملت صدی کا مجدد

اللہ تعالیٰ اپنے دین کی اقامت، احیاء اور غلبے کیلئے ہر صدی میں ایک مجدد پیدا کرتا ہے۔ جو اس فریضے کو بہ احسن انجام دیتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی قدر اسی حقیقت کو بیان کرتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ اس امت کیلئے ہر صدی کے آغاز میں ایک ایسا شخص مبعوث فرماتا ہے جو اس امت کیلئے اس کے دین کی تجدید کرتا ہے

بلاشبہ حضور قبلہ فخر الملت رحمۃ اللہ علیہ اپنی صدی کے مجدد اور مجتہد شیخ طریقت تھے آپ کے کام سے معاشرے میں عقائد کی اصلاح، اقدار کا احیاء، احیائے اسلام وغلبۂ دین حق کی بحالی، مردہ دلوں کو زندگی، ظاہری وباطنی اصلاح، اخلاق کی درستگی، توحید ورسالت کے تمام تصورات کو قرآن وسنت سے دلائل کے ساتھ ثابت کرنا، تصوف وروحانیت کو عہد رسالت مآب ﷺ کی طرح زندہ ومتحرک کرنا، عہد حاضر کے جدید علوم کو قرآن سے ثابت کرنا اور ان تمام کا منبع وسرچشمہ قرآن پاک کو قرار دینا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی کام عہد حاضر میں حدیث مبارکہ کا مصداق ہے۔ حضرت فخر الملت رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ایک بہتے دریا کی مانند تھا۔ قریہ قریہ نگر نگر

تعلیمات اسلامی کو پھیلانے اور شریعت وطریقت کے صحیح تصور کے اجاگر کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

رکے تو چاند، چلے تو ہواؤں جیسا ہے
وہ اک شخص دھوپ میں چھاؤں جیسا ہے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت ولایت کاملہ کی دلیل ہے۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صورت محبت دوام کا عکس جمیل ہے۔آپ کا جمال جمالِ یگانہ ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کشف کرامات میں ذوق درخشندہ کی علامت تھے۔ولایت ومعرفت کا ایسا آفتاب عالم تاب جس کی روشنی میں آج بھی وہی حرارت موجود ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت فخر الملت رحمۃ اللہ علیہ کو ایسی شان عطا فرمائی تھی کہ جس پر لوگ رشک کرتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تصوف اس قدر تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نگاہ سے لوگوں کی تقدیر بدل جاتی تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ جس چیز کا ارادہ کرتے تھے آناً فاناً پورا ہو جاتا تھا۔

اولیاء اللہ کی شان تو یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ سے جس چیز کا سوال کریں اللہ انہیں عطا فرماتا ہے بلکہ جو ان کے وسیلے سے مانگے اسے بھی عطا فرماتا ہے۔اور اولیاء اللہ اگر کسی معاملے پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو اللہ پر قسم کھالیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسموں کو پورا فرما دیتا ہے۔

(صحیح البخاری۔صحیح مسلم۔ابوداؤد۔مشکوٰۃ۔رقم الحدیث دار الکتب العلمیہ بیروت)

جس طرح اولیاء اللہ کی شان کو دنیا میں دیکھا جاتا ہے کہ دنیا سے پردہ کرنے کے بعد بھی انکے مزارات پر لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ان کیلئے دعائے خیر کی جارہی ہوتی ہے۔لنگر تقسیم ہوتے ہیں۔ایسے ہی کل قیامت کے دن ان کی یہ شان ہو گی کہ اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو دکھائے گا کہ یہ میرے محبوب بندے ہیں اور یہ اولیاء اللہ جس کی شفاعت کریں گے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔روز محشر میں رب العزت اولین وآخرین کو جمع کر کے حضور ﷺ سے فرمائے گا۔

یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور اے محمد ﷺ میں تمہاری رضا چاہتا ہوں۔

نسبت رسالت ﷺ کا فیض

یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ نبوت و رسالت اللہ کی بہترین نشانیاں ہیں۔ اور مقصد رسالت کی شان کو اُجاگر کرنے والا انسانوں کا گروہ، طبقہ یا کوئی جماعت ہے تو وہ صرف اولیائے عظام کی پاک عظیم ہستیاں ہیں۔ وہ فقط سادات کرام کی مقدس ہستیاں ہیں ان پاکیزہ ہستیوں کی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو نسبتیں ہوتی ہیں۔ ایک جسمانی نسبت اور دوسری روحانی نسبت۔ جسمانی نسبت کی بدولت یہ نفوس قدسیہ سادات کرام کی مسند عزت و تکریم پر فائز ہوئے۔ اور روحانی نسبت کے ذریعے سے تقرب خداوندی کے حامل یہ اولیاء اللہ انسانیت کو انبیائے کرام کے عظیم الشان کارناموں سے روشناس کرا کے مقتدائے عالم بن گئے۔ جہاں یہ دونوں نسبتیں یکجا ہو جائیں اور اکٹھی ہو جائیں وہاں پر پیکر نور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہو اقف اسرار حقیقت مجدد دوراں۔ سلطان اولیاء۔ قطب الاقطاب حضور قبلہ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نورانی، روحانی نقشہ ابھر کر سامنے آجاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ میں وہ جامعیت، اکملیت، نورانیت، ہمہ گیریت اور انفرادیت تھی کہ جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی عیاں نہ ہونے دیا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں سے ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی فیض کے علمبردار ہیں۔ اور روحانی فیض کے بھی علمبردار ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بیسویں صدی کے عظیم مجدد اور مجتہد ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اور نسبت حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اُن برگزیدہ اولیائے کاملین میں سے ہیں۔ جنہوں نے اپنے اعمال صالحہ سے اور اتباع شریعت سے وہ بلند مقام حاصل کیا جس کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وُجُوْهٌ یَّوْمَىِٕذٍ نَّاعِمَةٌ ۝ لِّسَعْیِهَا رَاضِیَةٌ ۝ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۝ لَّا تَسْمَعُ فِیْهَا لَاغِیَةً ۝ فِیْهَا عَیْنٌ جَارِیَةٌ ۝ فِیْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝ وَّزَرَابِیُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝ (سورۃ الغاشیہ آیت ۸ تا ۱۶ پارہ ۳۰)

ترجمہ:۔ "کتنے ہی چہرے اس دن بارونق ہوں گے۔ اپنی کاوشوں پر خوش ہوں گے عالی شان جنت میں نہ سنیں گے وہاں کوئی لغویات۔ اس میں چشمہ جاری ہوگا اس میں اونچے اونچے تخت (بچھے) ہوں گے۔ اور ساغر (قرینے سے) رکھے ہوں گے۔ اور گاؤ تکیے قطار

ورقطار لگے ہوں گے۔ اور قیمتی قالین بچھے ہوں گے"۔ (سورۃ الغاشیۃ آیت ۸تا۱۶ پارہ ۳۰)

قرآن پاک میں کئی مقامات پر ایک ایسی جماعت کا ذکر کیا گیا ہے جس کے دلوں میں نور معرفت۔ سینوں میں محبت خدا اور عشق مصطفی ﷺ اور آنکھوں میں وحدت الٰہی کی مستی ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی تمام تر قوتوں کو ہر وقت اور ہر حالت میں مستعد رکھتے ہیں۔ اور وہ جماعت ہمیشہ احکام الٰہی اور شریعت محمد مصطفی ﷺ کی پابند رہتی ہے۔ اور وہ دنیا کے ہر رشتے سے منہ موڑ کر صرف خدا اور رسول ﷺ سے محبت رکھتی ہے۔ اور اسی مقدس جماعت کو اللہ تعالیٰ نے دوست بنا لیا ہے اس روحانی و نورانی جماعت اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے صالحین اور اولیاء اللہ کا خطاب دیا ہے۔ کبھی متقین کا نام دیا جاتا ہے کبھی حزب اللہ اور کبھی اصحاب الیمین کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے۔ یہی وہ جماعت ہے جس کا ایک ایک فرد اپنے اپنے مقام پر بیٹھا مخلوق خدا کو اپنے ظاہری و باطنی فیوضات و برکات سے مستفیض کرتا رہتا ہے۔ تشنگان راہ حقیقت و معرفت کو اپنے چشمۂ روحانیت سے پیالے بھر بھر کر پلاتا رہتا ہے۔ بندگان خدا کو جہالت و گمراہی سے نکال کر راہ مستقیم اور رشد و ہدایت دکھاتا رہتا ہے۔ ذکر الٰہی، یاد خداوندی اور عشق مصطفی ﷺ سے بیگانے انسانوں کے دلوں میں جذب و مستی اور اللہ ھو کی ضرب قلندری سے محبت الٰہیہ اور عشق رسول ﷺ کی ایک ایسی شمع روشن کر دیتا ہے جو کبھی نہیں بجھتی۔ (تجلیات مرشد صفحہ ۸۶)

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"ولی وہ ہے جس میں محبت الٰہی کی علامات پائی جاتی ہیں۔ اور وہ اخلاق و اعمال میں متابعت سنت رسول ﷺ پر کاربند ہو"۔ (الفقر و فخری صفحہ ۳۴)

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"اگر تم کسی درویش کو ہوا میں پرواز کرتا دیکھو تو اس کی کرامت سے دھوکا نہ کھاؤ۔ جب تک تم یہ نہ دیکھ لو کہ وحال وقال، حفظ حدود اللہ اور امر و نواہی میں کیسا ہے۔ اگر شریعت و سنت کا پابند پاؤ تو اس کی ولایت کا یقین کرو ورنہ اس کے برعکس سمجھو"۔ (الفقر و فخری صفحہ ۵۳)

ولی کامل اور تعلق الٰہی

حضرت سیدنا قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ

"تعلق الٰہی کے لحاظ سے مسلمانوں کے دو گروہ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو خطاؤں اور

یہ حقیقت ہے کہ رب تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے چن لے اور مقام ولایت عطا فرمادے۔ کسی کو مجال چون و چرا نہیں۔ حضرت خواجہ فخرالحسن صاحب ندیم بھائی کراچی کے والد گرامی حضرت خواجہ سمیع الحسن صاحب نقشبندی جماعتی جو حضور قبلہ فخر ملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں نے بارہا یہ ارشاد فرمایا کہ ہم علی پور شریف میں تھے مئی کا عرس شریف تھا۔ شیش محل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ نماز کا وقت تھا جماعت میں کچھ پیر بھائیوں کے ساتھ شریک تھے کہ حضرت قبلۂ عالم امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور نماز کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب فرمایا جسے تمام پیر بھائیوں نے جو کہ جماعت میں شریک تھے نے سنا۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی باتیں ارشاد فرمانے کے بعد حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کیلئے یہ ارشاد فرمایا: ان سے کہہ دو اپنے آپ کو نہ چھپائیں ایک دن ظاہر ہو جائے گا کہ یہ قطب وقت ہیں اور غوث وقت ہیں۔ عالمِ برزخ میں ان کی تربیت ہوئی ہے۔ ہر سو سال بعد ایک مادر زاد ولی پیدا ہوتا ہے جو یہ ہیں۔ اور خدا کا شکر ہے کہ میرے خانوادے میں یہ موجود ہے۔

وقت کا غوث

قبلۂ عالم حضور امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ سے بچپن میں قرآن پاک کی تلاوت سنا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جب دل اداس ہوتا تو آپ افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلا لیتے گھنٹوں اپنے پاس بٹھائے رکھتے اور تلاوت سنتے۔ ایک دفعہ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کا زمانہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مل نہیں رہے تھے۔ قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ڈھونڈ کر لاؤ۔ میرا دل اداس ہے۔ میں نے افضل پیر صاحب سے ملنا ہے۔ کافی دیر بعد حضور قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ۔قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا افضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کدھر چلے گئے تھے۔ تو افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور میں آپ کی زندگی مانگنے گیا تھا۔ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا افضل پیر وقت کا غوث ہے۔

مادرزاد ولی اللہ

حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے پیدا ہونے سے چند ماہ پہلے علی پور سیداں شریف کے

تمام افراد قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج پر گئے۔ حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت پیر سید خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نہیں گئیں تھیں۔ اُس زمانے میں لوگ بحری جہاز کے ذریعے حج پر جایا کرتے تھے۔ روانگی کے چند دن بعد خبر آئی کے جس جہاز پر وہ گئے تھے وہ ڈوبنے لگا ہے اور پاکستان کے کنٹرول سے باہر ہو گیا ہے۔ اور لاپتہ ہو گیا ہے۔ پیر سید خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ بہت پریشان ہوئے۔ خیرات اور صدقات کرنے شروع کر دیے۔ اور دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔ اُن دنوں چونکہ علی پور شریف میں ایک ولی اللہ کی پیدائش ہونے والی تھی اور خاندان میں یہ بات مشہور تھی کہ ولی پیدا ہونے والا ہے تو پیر سید خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اس ہونے والے بچے کو ولی مان جاؤں گا اگر جہاز صحیح سلامت پہنچ جائے۔ تو چند دنوں بعد اطلاع آئی کہ جہاز بخیریت پہنچ گیا ہے۔ پیر سید خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اطلاع سنتے ہی یہ فرمایا کہ بے شک آنے والا بچہ اللہ کا ولی ہے

بچپن میں علمی فراست

ایک دفعہ حضور قبلۂ عالم محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر سید اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر سید انور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہمراہ لے کر کوٹ والی مسجد علی پور جا رہے تھے۔ اُس وقت حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ بچے تھے اور انگلی پکڑ کر ساتھ چل رہے تھے۔ حضور قبلۂ عالم محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے انور پیر صاحب سے سوال کیا کہ بتاؤ کہ قرآن پاک میں حمزہ کتنی بار آیا ہے۔ انور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سوچنے لگے اتنے میں افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتا دیا کہ قرآن پاک میں حمزہ کتنی بار آیا ہے۔ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے انور پیر صاحب سے کہا دیکھو جس سوال کیلئے آپ کو سوچنا پڑا افضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اس کا جواب دے دیا۔ قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو سینے سے لگا لیا اور بوسے دینے شروع کر دیا۔ اور دعائیں دیتے رہے۔ بچپن میں حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک حفظ کر چکے تو درس نظامی کیلئے بھکھی شریف تشریف لے گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کے بڑے بھائی پیر اشرف شاہ صاحب جماعتی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ وہاں موجود ایک طالبعلم جواب ایک بہت بڑے عالم ہیں (مولانا عبدالحفیظ جلالی نقشبندی) انہوں نے بتایا کہ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں بڑے ذہین تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ان سے عمر میں بڑا تھا

اور پانچ چھ سال سے وہاں پڑھ رہا تھا۔ ہماری کلاس علیحدہ ہوا کرتی تھی۔ اور افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علیحدہ پیر صاحب سالِ اول میں پڑھایا کرتے تھے۔ اور ہم چوتھے یا پانچویں سال میں تھے۔ استاد صاحب جب افضل پیر صاحب کو پڑھا لیا کرتے تھے تو پھر ہمیں پڑھایا کرتے تھے۔ اکثر یہ ہوتا کہ ہمیں کسی سوال کا جواب نہ آتا تو افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دیا کرتے تھے۔ ایک بار استاد صاحب نے پوچھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اگلے سالوں کی کتابیں پڑھیں ہیں کیا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا نہیں! اس پر استاد صاحب نے پوچھا پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ اگلے سالوں کی کتابوں کا علم کیسے جانتے ہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا جب آپ انہیں پڑھاتے ہیں تو میں سنتا رہتا ہوں اور مجھے اسطرح ان کا سبق یاد ہو جاتا ہے۔ تو استاد صاحب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف کی۔ بھکھی شریف میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کچھ دن رہے۔ پھر اشرف پیر صاحب وہاں سے چھوڑ کر گھر آ گئے۔ اور اختر پیر صاحب نے وہاں سے افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو واپس بلا لیا۔ اور علی پور شریف میں ہی درس نظامی پڑھنے کیلئے داخل کروا دیا۔

فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ سیف زباں

حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی قدر حضرت الحاج الحافظ پیر سید اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ نارووال جانے لگے۔ اس زمانے میں ریل گاڑی علی پور شریف کے ریلوے اسٹیشن پر رکتی تھی۔ اور پیر صاحب کیلئے خصوصی وقت دیا جاتا تھا۔ تسلی کی جاتی تھی کہ کہیں ان میں سے کوئی رک نہ جائے۔ گھر سے روانہ ہوتے وقت حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت بچے تھے نے ضد کی کہ ابا جان میں نے بھی ساتھ جانا ہے۔ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو باتوں میں الجھانے کی کوشش کی۔ لیکن حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو نہ ٹال سکے اور کہہ دیا کہ نہیں لے کر جا سکتے اور چلے گئے۔ حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے نہیں لے کر جا سکتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی نہیں جا سکتے۔ حضرت پیر سید اختر حسین شاہ اسٹیشن پر رکے اور گاڑی رکی ہی نہیں۔ اور اس وقت ٹرانسپورٹ نہیں چلتی تھی۔ بالآخر آخری گاڑی بھی نکل گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو واپس گھر آنا پڑا۔ اختر پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حیران رہ گئے جو گاڑی ہمارا انتظار کر کے جایا کرتی تھی آج وہ ہمیں دیکھ کر بھی نہیں رکی۔ گھر آ کے آپ رحمۃ

اللہ علیہ نے سب کو بتایا کہ افضل شاہ تو بچپن میں ہی ولی ہو گیا ہے۔ اس نے ہمیں بھی نہیں جانے دیا۔

ایک دفعہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچپن میں علی گوہر صاحب کے گھر چکوال تشریف لے گئے۔ اُس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف صرف چار سال تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت خوبصورت تھے اور پیاری پیاری باتیں کرتے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ علی گوہر صاحب کے گھر گئے تو گندم باہر پڑی تھی جو شاید انہوں نے دھوپ لگنے کیلئے رکھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ چڑیاں گندم کھا رہیں تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم سب لوگ ان کی گندم کو خراب کر رہی ہو تم سب کی سب مر جاؤ۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جیسے ہی یہ الفاظ بولے وہ ساری کی ساری چڑیاں وہیں کی وہیں مر گئیں۔ اس سارے معاملے کو دیکھ کر وہاں موجود علی گوہر صاحب کی بیٹی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں پکڑ لیے۔ اور کہنے لگی کہ حضور میرے لیے دعا کریں کہ میرے گھر اولاد نہیں ہے۔ میں بہت پریشان ہوں۔ سرکار فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے گھر دو بیٹیاں عطا فرمائیں گے۔ ایک نے مر جانا ہے اور دوسری نے زندہ رہنا ہے۔ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک ہوئی اور ان کے گھر ایک یا دو سال بعد جڑواں بیٹیاں پیدا ہوئیں ایک مر گئی اور دوسری آج بھی زندہ ہے۔

دو عالم کے سرور کا وارث یہی ہے
جگر گوشہ فاطمہ اور علی ہے

فخر ملت صاحب کشف

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف ہونے کے ساتھ ساتھ محدث اعظم، فقیہ اعظم اور شریعت وطریقت کے امام بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقیری، زہد ورع، اور عاجزی وانکساری آپ کے ولی کامل ہونے کی بڑی دلیل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ روحانیت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے۔ آپ صوفیاء، اولیاء اور عرفاء کے امام تھے۔ قطب وحدت تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سلطنت، سلطنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ بڑے بڑے اولیائے کرام، قیوم زماں، قطب اور غوث آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زیر نگیں تھے۔

قرآن پاک کی سورہ یونس میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

"خبردار! بیشک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ یا غمگین ہونگے"۔

جن کے چہروں کے دیکھ کے اللہ یاد آئے۔ جن کی باتوں کو سنو تو دین کی حکمت نصیب ہو۔ جن کے اعمال کو دیکھو تو آخرت یاد آئے۔ مجلس میں بیٹھنا ہو تو ایسے لوگوں کی مجلس میں بیٹھو۔ اور جس مجلس میں یہ چیزیں نصیب نہ ہوں اُن کی صحبت میں نہ بیٹھو۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ پیکر ورع وتقویٰ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ میں خود پسندی اور رعونت نام کو نہ تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہر ارادہ اور ہر کام اللہ کی رضا کی خاطر ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ امتِ محمدی ﷺ کو ہر وقت ہدایت کی نصیحت کرتے تھے۔ اور لوگوں کے رشد وہدایت کیلئے کوشاں رہتے تھے۔ حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اَرْبَعُ خِصَالٌ تَرْفَعُ الْعَبْدَ۔ "چار خوبیاں بندے کو بلند کردیتی ہیں"۔

۱۔ العلم ۲۔ الادب ۳۔ الامانۃ ۴۔ العفۃ

۱۔ العلم

علم سے مراد علم نافع ہے۔ صوفیاء کرام غیر نافع علم کو ہلاکت مانتے ہیں۔ علم وہ ہے جو عمل صالح سے جڑا ہوا ہو۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں نے اپنی زندگی میں غور کیا تو میں نے سب سے مشکل عمل اس سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا کہ بندے کو جتنا علم ہو وہ اس پر عمل کرے"۔

علم ایک بہت بڑی آزمائش ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ علم نافع ایک بہت بڑی نعمت بھی ہے۔ حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "میں نے علم حاصل کیا یہاں تک کہ قطب کے مقام پر فائز ہوگیا" یہ علم ہی ہے جو عمل میں ڈھل کر انسان کو قطب بنا دیتا ہے۔ اسی علم کی تلاش میں حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں۔ اور علم لدنی کے حصول کیلئے انہیں تلاش کرتے ہیں۔

۲۔ ادب

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بندے کو بلند کرنے والی دوسری خصلت ادب ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے

ہیں۔ انہوں نے حسرت کے ساتھ یہ بات بیان کی کہ میں نے بیس سال حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں گزارے۔ اٹھارہ سال تک وہ مجھے ادب سکھاتے رہے اور پڑھایا نہیں۔ اور صرف دو سال پڑھایا اب میں سوچتا ہوں کہ کاش باقی دو سال بھی ادب سیکھنے میں گزار دیتا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مجھے میرے رب نے ادب سکھایا"۔

رئیس المتکلمین، واقف رموز حقیقت، عظیم البرکت تاجدار علی پور، جانشین حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ علم نافع کا منبع و مآخذ بھی تھی اور ادب کے قرینوں کا پیکر بھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ امتِ مسلمہ کے ایسے صاحب نعمت لوگوں میں ایک عظیم فردِ فرید تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے علم و فضل اور حکمت و دانش کے ساتھ ساتھ بصیرت سے بھی نوازا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دور رس نگاہ نے دعوتِ دین اور اشاعت و فروغ اسلام کیلئے ایسی حکمت عملی اپنائی جس کے فوائد صدیوں تک امت مسلمہ کو حاصل ہوتے رہیں گے۔ اور دنیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل اور حکیمانہ اسلوب کو خراج تحسین پیش کرتی رہے گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر و وعظ علم و ادب کا حسین مرقع ہوتے تھے۔ مٹھاس اور چاشنی پائی جاتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ اور حرف عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور خشبوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا تھا۔ حکمت کے موتی جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقاریر کے ذریعہ سے دنیا میں بکھیرے وہ انمول اور حکمت سے بھرپور ہیں۔ اور علم کے متلاشی کی پیاس بھی بجھاتے ہیں۔

۳۔ امانت

بلندیٔ درجات کیلئے تیسری اہم چیز امانت کو قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امانت داری کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا۔ (سورۃ النساء)

اللہ کی عبادت کرنا امانت ہے۔ حسن اخلاق کی امانت ہے۔ دین کی پاسداری کرنا امانت ہے۔ حلال کھانا اور حرام سے بچنا امانت ہے۔ خیانت نہ کرنا امانت ہے۔

۴۔ عفت

جسم کے جملہ اعضاء، آنکھوں، کانوں، زبان، ہاتھ کی پاکیزگی و طہارت کا خیال رکھنا

تقویٰ و پرہیز گاری پر کار بند رہنا عفت کہلاتا ہے۔

حضور قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ علم و ادب کے حوالے سے اور امانت و دیانت کے ساتھ اور پاکیزگی و عفت کے حوالے سے شاہکار زمانہ ہستی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر کام خالصتاً محبتِ الٰہی اور رضائے الٰہی کیلئے کرتے تھے۔ اور ہر کام اور ہر فعل میں ادب اتباع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے

آپ رحمۃ اللہ علیہ علم کا منبع و مآخذ تھے۔ ادب و احترام کا پیکر تھے۔ امانت و دیانت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے رب تعالیٰ سے سچی محبت تھی۔ اللہ سے محبت اور دوستی کیسی ہونی چاہیے۔ آیئے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے ہیں: ایک دفعہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا بیمار ہو گئیں۔ لوگ عیادت کیلئے آتے تو کسی کو کچھ وجہ بتاتی کسی کو کچھ۔ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ آگئے تو پوچھا اصل بات بتائیں بخار کیوں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رات کو قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی تلاوت کرتے کرتے جنت الفردوس اور جنت کی نعمتوں کا ذکر آیا۔ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ مولیٰ جنت میں وہ جگہیں مجھے بھی عطا فرما۔ جب یہ خواہش پیدا ہوئی ادھر رب کی طرف سے عتاب آیا۔ فرمایا رابعہ دوستی اور عشق و محبت کا دعویٰ ہم سے اور ہوس جنت کی۔ ایک شے سے دوستی رکھ یا طالبِ جنت بن یا طالب مولیٰ۔ دوستی نام ہے ترک ہوس کا جس میں حرص آگئی وہ طالب نہ رہا

جو ہو صدق طلب سلطان بحر و بر سے ملتا ہے
سکون دل قرار جاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے در سے ملتا ہے
مدینہ میں ہے جلوہ گر مدینہ علم و حکمت کا
نشان جادۂ بخشش اسی رہبر سے ملتا ہے
خدا کی دوستی مشروط ہے انہی کی اطاعت سے
پتا اللہ کا بس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے ملتا ہے
غم ہستی سے میں شہزاد جب بے تاب ہوتا ہوں
مجھے اک حوصلہ سا گنبد خضریٰ سے ملتا ہے

حضور قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اپنی مثال آپ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا زہد و عبادت و ریاضت سنتِ مطہرہ کی کامل اتباع اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کردار اخلاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا

مظہر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صبر وایثار کردار مصطفی ﷺ کی جھلک، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جود وسخا میں عطائے مصطفی ﷺ کا رنگ۔ الغرض حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مقدسہ کا کونسا ایسا پہلو ہے۔ جو تعلیمات مصطفی ﷺ کی مکمل عکاسی نہ کرتا ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مقدسہ کا کونسا ایسا گوشہ ہے جو سیرت مصطفی ﷺ کی پیروی میں نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا کونسا ایسا عمل ہے جو محمد عربی ﷺ کی حیات مبارکہ کے تابع نہیں ہے۔

دعوت حق کا داعی

نگاہ نبوت کا یہ اعجاز ہے کہ وہ مکان وزماں کی حدود سے بھی آگے دیکھ لیتی ہے۔ اس لیے حضور سرور کائنات ﷺ کی تعلیمات ہر خطے، ہر علاقے، ہر دور، ہر زمانے کیلئے روشنی ہیں۔ آپ ﷺ کی رحمت وبرکت زمانوں، صدیوں کو اپنے احاطے میں لیے ہوئے ہے۔ اور آپ ﷺ کی مسند کے وارث اولیائے عظام اور علماء ربانین کو بھی آپ ﷺ کی نگاہ فیض کا فیض ملتا ہے۔ چنانچہ انہیں ایسی بصیرت عطا ہوتی ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ مستقبل کے تقاضوں اور چیلنجوں کا ادراک کر لیتے ہیں۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت مقدسہ میں ہمہ گیریت پائی جاتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور ملفوظات دور جدید کے تقاضوں کے عین مطابق ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت حق کا داعی بن کر عوام الناس کو صحیح اسلامی اقدار سے نہ صرف روشناس کرایا بلکہ لوگوں کے عقیدے بھی درست کیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات حقیقتاً گمراہ کن معاشرے کی اصلاح کا سبب بنے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ دعوت حق کے ایسے داعی تھے کہ آپ کی سیرت ہر ایک کیلئے حق کا پیغام تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صورت حق کی متلاشی لوگوں کیلئے جادوی اثر تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرنے والا گمراہی اور جہالت کو چھوڑ کر صراط مستقیم پر گامزن ہو جاتا تھا۔ آقائے نامدار احمد مصطفی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آجائے۔ (البخاری)

قرآن مجید کی اکثر آیات اور زبان مصطفی ﷺ کی بے شمار احادیث مبارکہ اس امر کا وضح ثبوت ہیں کہ خانوادۂ اہل بیت ہر لحاظ سے غیر معمولی کردار کے نفوس قدسیہ ہیں۔ حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ خانوادۂ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو حضور اکرم ﷺ سے جسمانی

نسبت کی وجہ سے غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا علم، علمِ لدنی تھا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علم کے ذریعے جہاد کیا۔ جہالت وگمراہی کے خلاف جنگ لڑی۔ یہ حضرت کی کامل حکمت ودانش تھی کہ جس نے لاکھوں دلوں پر علم وادب کے نقش ثبت کر دیے۔ اور ہزاروں لوگوں کے علم کی دولت سے مالا مال کر کے عالم دین بنا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علم کے ذریعہ سے اپنے مریدین ومتوسلین کو ادب واحترام مصطفیٰ ﷺ اور ادب اہل بیت اطہار سکھلایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایسے مینارِ ہدایت تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کرم سے ان گنت بے ادب پیکر ادب وتعظیم بن گئے۔ اور عشق رسول عربی ﷺ کی دولت لازوال سے مالا مال ہو گئے۔ المودۃ فی القربیٰ کا آئین وادب سیکھ گئے۔ اور حقیقی معنوں میں مسلمان بن گئے

میرے نبی ﷺ کے نقش کفِ پا کا احترام
رکن و مقام و مروہ و بیت و حرم کریں
عرش بریں پہ نام ہے جن کا لکھا ہوا
دل پہ ہم ان کا اسم گرامی رقم کریں

حسن سلوک

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ حسنِ سلوک اور حسن اخلاق کا پیکر ومجسمہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن مقبول بزرگان خدا کے سردار تھے جن کا علم وعمل، ذکر وفکر، ایمان واعتقاد اور اخلاق مبارکہ آقائے نامدار نور مجسم سیدنا محمد ﷺ کی سنت مبارکہ کی عکاسی وپیروی کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن سلوک اور حسن اخلاق کی ساری دنیا دلدادہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن سلوک کے ہزاروں واقعات بیان کیے گئے ہیں جن کو صفحہ قرطاس کی زینت بنانا انتہائی مشکل کام ہے۔ حصول برکت کیلئے چند ایک واقعات تحریر کرتا ہوں۔ سید امیر شاہ جماعتی فیصل آباد والے بیان کرتے ہیں کہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ بڑے اعلیٰ ظرف، بندہ پرور اور سخی تھے۔ فیصل آباد میں کئی دوکاندار جن میں سے کسی نے بیس ہزار، کسی نے تیس ہزار حتیٰ کہ ایک دوکاندار نے ساٹھ ہزار روپے کرایہ ادا کرنا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ شاہ جی ان کو کہو میں تمہیں کرایہ معاف کر دیتا ہوں تم دوکان کو خالی کر دو۔ انہوں نے دوکانیں خالی کر دیں۔ لیکن اُن سے کرایہ جو لینا تھا معاف کر دیا۔

سید امیر شاہ صاحب نے ہی بتایا کہ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں

حاضر ہوا۔ اور کسی کام کے متعلق میں نے عرض کی اور ساتھ ہی یہ کہا کہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی منت کرتا ہوں کہ آپ میرا یہ کام کر دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے پیار سے فرمایا شاہ جی یہ منت کا لفظ استعمال نہ کریں۔ اس کے علاوہ جو کچھ چاہیے آپ بتائیں میں آپ کو دوں گا۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اعلیٰ ظرفی، بندہ پروری اور حسن سلوک تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے منت کا لفظ کہنے سے منع فرمایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اخلاق حسنہ کا اظہار فرمایا۔

یہ بات حقیقت ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اپنے نوکروں، خادموں اور خاص طور پر غریبوں سے خصوصی شفقت اور حسن سلوک کا برتاؤ کرتے تھے۔ ان کی مدد بھی کرتے، کام بھی کرتے اور ان کیلئے دعا بھی فرماتے تھے۔ کمال لجپال شیخ طریقت تھا۔ کرم نواز تھا بندہ پرور تھا مشفق و مہربان تھا۔ اعلیٰ ظرف تھا یہی وجہ ہے کہ آج دنیا ان کا ذکر کرتی ہے اور خراج تحسین پیش کرتی ہے

آتا ہے فقیروں پر انہیں کچھ پیار ایسا
خود بھیک دیں اور کہیں منگتے کا بھلا ہو

سید امیر شاہ صاحب فیصل آباد والے نے ہی بتایا کہ ایک مرتبہ حاجی یوسف جماعتی کے بھائی کی شادی تھی۔ اُس نے نکاح پر حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی یوسف کو پوچھا شاہ صاحب کو نہیں بلایا۔ اُس نے عرض کی جناب نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فون کیا اور فرمایا شاہ جی کہاں ہو۔ میں نے عرض کی جناب گھر میں ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہاں آجاؤ۔ شاہ جی کہتے ہیں میں انہی سادہ کپڑوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے ساتھ والی کرسی پر آکے بیٹھ جاؤ۔ حالانکہ وہاں بڑے بڑے امیر لوگ تھے۔ جب کھانا شروع ہوا تو حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ سے کھانا پلیٹ میں ڈال کر مجھے دیا۔ قریب ہی ایک بڑا امیر شخص بیٹھا ہوا تھا اس نے پلیٹ اٹھا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب کی کہ مجھے بھی ڈال دیجیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ کھانا پڑا ہوا ہے آپ ڈال لو خود۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق عالیہ تھے اور حسن سلوک تھا کہ ایک غریب کو امیر پر فوقیت دی۔ اور مجھ غریب شخص کو بڑے بڑے امیر لوگوں کی موجودگی میں اپنے پاس بٹھایا اور بہت زیادہ شفقت فرمائی۔ یہ آپ کی شفقت، مہربانی اور حسن سلوک کی واضح دلیل ہے کہ مجھ

جیسے غریب شخص پر اتنی کرم نوازی فرمائی جبکہ امیروں کی بالکل پرواہ نہ کی۔

ان مندرجہ بالا تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مبارکہ میں بے حد عاجزی وانکساری تھی۔ اور غریبوں کی دلجوئی اور تالیف قلوب کا خاص طور پر بہت خیال کرتے تھے۔

رشک ولایت

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے عالی مرتبت، شان وشوکت، اور عظمت و جلالت کے حامل ولی کامل تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے جملہ اولیاء کرام، پیران عظام اور علماء وفضلاء کیلئے رشک ولایت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ولایت انتہائی بلند تھا۔ ہدایت یافتہ لوگوں کیلئے باعث تقلید اور راہنمائی کا باعث تھے۔ پاکستان کے بڑے بڑے مشائخ وعلماء آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا ''اور زیادہ کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت یافتہ لوگوں کے نور ہدایت کو اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں۔ آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے اور انہیں کا انجام اچھا ہے''۔ (سورۃ مریم آیت ۷۶ پارہ ۱۶)

حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ولایت یہ تھا کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے جو کہ مولانا محمد فیصل جماعتی نے اپنے ایک عزیز جمیل حیدر جماعتی فیصل آباد کے متعلق بیان کیا۔ اس نے کہا کہ میرے دل میں ایک مرتبہ یہ خیال آیا ابھی اس وقت حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے۔ کہ تمام پیر صاحبان عمرہ کیلئے حرمین شریفین تشریف لے جاتے ہیں لیکن حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نہیں جاتے۔ معلوم نہیں کہ اس میں کیا راز ہے۔ کہنے لگا ایک رات میں سویا خواب میں اپنے آپ کو علی پور شریف میں پایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ عرس مبارک کی تقریب میں خطاب فرما رہے تھے۔ قبلہ پیر صاحب خطاب کے دوران ہی فرما رہے تھے کہ لوگ میرے بارے میں خیال کرتے ہیں کہ میں مدینے شریف نہیں جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم بیٹھے ہوئے علی پور شریف میں ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں مدینے شریف ہوتے ہیں۔ اس ارشاد عالیہ سے آپ کی جو عظمت وشان ظاہر ہوتی ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

جسمانی طور پر یہاں جلوہ افروز ہوتے ہیں لیکن روحانی طور پر ہر وقت مدینہ منورہ شریف میں ہوتے ہیں۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے تصرفات اور مشکل میں اپنے مریدین کی دستگیری کرنے کے واقعات بھی بے شمار ہیں۔ جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مقام ولایت کو ظاہر کرتے ہیں۔ آیئے یہاں پر ایسا ہی ایک واقعہ پڑھتے ہیں

محمد انور جماعتی فیصل آباد دو مہیس گاؤں والے نے مجھے بتایا کہ اس کی بیوی کی کچھ زمین تھی۔ کچھ لوگوں نے ہمیں وہ زمین فروخت کرنے کیلئے کہا لیکن ہم نے انکار کر دیا۔ ان لوگوں نے ہمیں بلیک میل کرنے کیلئے مجھ پر ایک جھوٹا مقدمہ چوری کا تھانے میں درج کروادیا۔ کہ اگر اس طرح سے نہیں مانتے تو پھر ایسے مان جاؤ گے۔ ایس۔ ایچ۔ او نے مجھے تھانے بلوایا میں بڑا پریشان ہوا کہ یہ کیا ہو گیا۔ اسی پریشانی میں میں سویا رات کو خواب میں حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ آپ مجھے فرمانے لگے تم پریشان کیوں ہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم فکر کیوں کرتے ہو۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ صبح لوگوں کو اکٹھے نہ کرتے رہنا اکیلے ہی جانا۔ جب صبح ہوئی میں اکیلا ہی تھانے چلا گیا۔ تھانے جب پہنچا تو ایس۔ ایچ۔ او کے کمرے میں مخالف پارٹی کے آٹھ نو افراد تھے۔ ایس۔ ایچ۔ او مجھے کہنے لگا تم پر یہ پرچہ ہے۔ کیا ایسا ہی ہے۔ میں نے کہا کہ جناب میں نے کوئی چوری وغیرہ نہیں کی ہے۔ البتہ ان سے ہی پوچھ لیں۔ مخالف پارٹی کا ایک آدمی خود ہی بول پڑا کہ میرے گھر میں گاڑی بھی کھڑی ہے اور سامان بھی پڑا ہوا ہے۔ مجھے فلاں عورت نے کہا تھا میں نے کہا تم سچ کیوں نہیں کہتے کہ وہ عورت کون تھی۔ کہنے لگا میری بیٹی تھی۔ اس کے بعد ایس۔ ایچ۔ او نے مجھے اور دوسرے لوگوں کو مٹھائی کھلائی پھر مجھے کہنے لگا آپ جا سکتے ہیں۔ اب دوبارہ آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی کرم نوازی سے اور روحانی تصرف سے میری اس مصیبت سے جان چھوٹ گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے میرے خواب میں تشریف لانے اور دستگیری کرنے سے پتا چلتا ہے کہ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں لیکن اب بھی مریدین کی مدد فرماتے ہیں۔ اور جانتے ہیں میرا کونسا مرید کس مصیبت میں گرفتار ہے۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ولایت ہے اور آپ رشک ولایت ہیں۔

انوار و تجلیات کی مشعل

حضور قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی ستودہ صفات ،انوار و تجلیات اور انوار و روحانیت کی روشن مشعل تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثال آپ تھے۔نور مجسم و روح منور تھے۔علم و معرفت اور اسرار و رموز کی جو شمع آپ رحمۃ اللہ علیہ نے روشن کی وہ تا قیامت عشق الٰہی اور عشق مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی چار سو بکھیرتی رہے گی۔اور بندگان خدا کیلئے قلوب واذہان کو حقیقت اور علم کی راہیں دکھاتی رہے گی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ جس نور کا پیکر اتم تھے اس کو بیان کرنے کیلئے صدیاں درکار ہیں۔بقول شاعر

غم زلف و رخت را شرح دادن
شبے باید دراز و ماہتابے

"تیری زلف و چہرے کو بیان کرنے کیلئے ایک لمبی رات اور چاند کی ضرورت ہے"

شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت بابا پیر فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور قبلۂ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ارشاد فرمایا حافظ جی کی اولاد میں سے اللہ تعالیٰ عزوجل ہر سو سال بعد ایک مادر زاد ولی اللہ پیدا فرمائے گا۔یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ حضور قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت حضور قبلۂ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے سو سال بعد ہوئی۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی اللہ اور زمانے کے قطب وحدت پیدا ہوئے۔حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل اور پیدائش کے فوری بعد ظہور پذیر ہونے والے واقعات اور کرامات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و جلالت اور شان و شوکت کا مظہر اور عکاس ہیں۔جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔حصول برکت اور حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے تصرفات کے اظہار کیلئے یہاں دو واقعات بیان کرتا ہوں۔

(۱) نعیم اکبر جماعتی گجرات سے انہوں نے مجھے بتایا کہ میں ان دنوں ملک سے باہر اٹلی میں رہائش پزیر ہوں۔حضور قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کے سبب یہاں ہوں۔پہلے جرمنی میں تھا جب اٹلی میں امیگریشن کھلی تو میرا دل بھی چاہتا تھا کہ میرے کاغذات بن جائیں لیکن پاس پیسے نہیں تھے۔اس لیے صبر کر کے چپ ہو گیا۔ایک رات خواب میں حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت

کا شرف حاصل ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چند کاغذات میرے ہاتھ میں دیئے۔ اور فرمایا کہ یہ آپ کے اٹلی کے کاغذات ہیں۔ تب مجھے یقین ہو گیا کہ اب مجھے کاغذات ضرور مل جائیں گے۔ پھر اس کے بعد راستے کھلتے گئے، کام بھی مل گیا۔ روپے بھی آ گئے اور کاغذات بھی مل گئے۔ یہ سب کچھ مجھے حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم کے سبب ملا۔ اب الحمدللہ میں پیشنلٹی ہولڈر ہوں۔ اٹلی میں رہ کر بھی بہت مشکلات آئیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی نگاہ کرم سے تمام مسائل حل ہو گئے۔

(۲) محمد ناصر جماعتی قلعہ احمد آباد سے انہوں نے مجھے یہ واقعہ سنایا کہ میں ابھی حضرت قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا مرید نہیں ہوا تھا۔ میرا دیوبندیوں اور وہابیوں سے گہرا تعلق تھا۔ اسی لیے میں پیروں کو نہیں مانتا تھا۔ ایک مرتبہ کاروبار کی وجہ سے بہت پریشانیاں آئیں اس پریشانی میں نماز حاجت پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر عرض کی یا الٰہی مجھے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ السلام کی زیارت کرا دے۔ تا کہ مجھے تسلی ہو جائے اور مجھے کچھ نہیں چاہیئے۔ پھر عرض کی یا اللہ اس ہستی کی زیارت کرا دے جو تیرے نبی ﷺ کے قرب والا ہو۔ جب میں سویا تو میں نے ایک گھوڑے کو دیکھا جو بڑا ہی نورانی ہے پھر اس پر ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا جو بہت ہی نورانی چہرے والا ہے۔ میں کچھ دیر اس نورانی بزرگ کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے بعد میں نیند سے بیدار ہو گیا کچھ دنوں کے بعد رانا صاحب نے قلعہ احمد آباد میں محفل کروائی اور اپنے پیر و مرشد کو دعوت دی۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے میں نے آپ کی زیارت کی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کی طرف دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کو خواب میں میں نے دیکھا ہے۔ میں نے قلعہ احمد آباد کے اپنے وہابی ساتھیوں سے حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ قبلہ پیر صاحب بڑے عالم اور بزرگ ہیں۔ اس سارے واقعہ کے بعد میں علی پور شریف میں حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے بیعت ہو گیا۔ اور میری ساری پریشانیاں ختم ہو گئیں۔

یگانہ روزگار

نبی محتشم، نور مجسم، آقائے نامدار حضور سرور کائنات ﷺ کے خاندان عالیہ مقدسہ کا چشم و چراغ جسے پوری دنیا حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک و روحانی عظمتوں و برکتوں والے نام

سے پہچانتی ہے۔ حقیقتاً نابغہ عصر اور یگانہ روزگار ہستی مقدس تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ باکمال مرشد اور عالم بے بدل تھے۔ آجکل کے مادہ پرستانہ اور ایمانی زوال کے پرفتن دور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ عظیم کارنامے سرانجام دیئے جو کسی بیان کے محتاج نہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ایک عالم کی حیثیت سے بھی یگانہ روزگار ہستی تھی۔ ایک شیخ طریقت کے طور پر بھی یگانہ روزگار تھے۔ اور ایک روحانی تصرفات والے یگانہ روزگار پیر طریقت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک دن عظمت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی تصرف و روحانی مقام اتنا بلند تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جو ارادہ کر لیتے تھے وہ فوراً پورا ہو جاتا تھا۔ ملتان سے ایک پیر بھائی نے حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے کامل تصرف اور روحانی قوت کا واقعہ بیان کیا ہے۔

(۱) پیر سید شوکت حسین شاہ صاحب ملتان والے انہوں نے مجھے بتایا کہ میں علی پور سیداں میں حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اس دن عرس پاک کی محفل تھی۔ لوگوں کا جم غفیر تھا۔ کچھ پیر بھائی غالباً جہلم سے آئے ہوئے تھے ان میں سے ایک پیر بھائی حویلی میں دوسرے پیر بھائی کو بتا رہا تھا کہ میں نے حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی جناب اس وقت کوئی اللہ عزوجل کا ولی ایسا بھی ہے جو بلقیس کا تخت لائے قبلہ پیر صاحب فرمانے لگے تم مجھے بلقیس کا تخت دکھا دو میں تمہیں لا کر دکھا دوں گا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ جلال میں آ گئے۔ فرمانے لگے تمہاری گاری کے کاغذات کہاں ہیں۔ میں نے کہا لندن میں ہیں۔ پھر حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ٹھیک دو گھنٹے کے بعد تمہاری گاڑی کے کاغذات حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ایک شخص لے کر کھڑا ہوگا۔ وہاں جا کر اپنی گاڑی کے کاغذات لے لو۔ وہ شخص کہتا ہے کہ جب میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر پہنچتا ہوں ایک شخص اجنبی میرے پاس آ کر کہتا ہے میں کتنی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں یہ لو تمہاری گاڑی کے کاغذات۔ میں نے جب اس سے کاغذات لے کر دیکھے تو وہ میری ہی گاڑی کے کاغذات تھے جو میں لندن چھوڑ آیا تھا۔ اس کے بعد جب میں اس آدمی کو دیکھنے لگا تو وہ وہاں نہیں تھا میں بڑا حیران ہوا پھر اچانک میرا ذہن حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف گیا۔ کہ یہ تو آپ کی نظر کرم اور کرامت ہے اور تصرف ہے۔ اور جو میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں بلقیس کے تخت کے بارے میں سوال کیا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روحانی قوت سے لندن سے

میرے کاغذات مجھے پہنچا دیے۔ اور یہ ظاہر کر دیا کہ جو ہزاروں میل دور سے گاڑی کے کاغذات لا سکتا ہے وہ بلقیس کے تخت کو بھی لا سکتا ہے۔

دل طور سینہ و فاراں دو نیم
تجلی کا پھر منتظر ہے کلیم

(۲) صاحبزادہ سید حسان شاہ صاحب جماعتی نے مجھے بتایا کہ چند پیر بھائی آزاد کشمیر سے علی پور سیداں آئے ان میں سے ایک حافظ عباس صاحب تھے۔ وہ کہنے لگے ایک مائی صاحبہ ہمارے علاقے میں رہتی ہیں اس نے ہمیں حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت سنائی۔ کہنے لگی میرے بیٹے کو قتل کے ایک جھوٹے مقدمہ میں پولیس پکڑ کر لے گئی۔ اور اس کو پھانسی کا حکم دے دیا گیا۔ میں بڑی پریشان ہوئی میں اسی پریشانی میں علی پور سیداں شریف حضور امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے۔ میں آپ کی خدمت میں رو رو کر اپنی پریشانی عرض کر رہی تھی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بی بی پیر افضل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا۔ اس وقت افضل پیر رحمۃ اللہ علیہ صاحب بچے تھے۔ میں نے آپ کے پاس آ کر اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مائی پریشان نہ ہو۔ اپنے گھر چلی جا تمہارا بیٹا تمہارے گھر آ جائے گا۔ میں دوبارہ حضور امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اجازت لینے آئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا افضل پیر صاحب نے کیا کہا میں نے عرض کی انہوں نے کہا پریشان نہ ہو نا تمہارا بیٹا گھر میں آ جائے گا۔ یہ سن کر حضور امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! افضل پیر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شان ہے کہ نام بھی افضل ہے کام بھی افضل ہے۔ مائی صاحبہ کہتی ہیں کہ چند دن کے بعد میرا بیٹا قید سے چھوٹ کر گھر صحیح و سلامت آ گیا۔ جیسا حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو پورا کر دیا۔

متواضع و منکسر مزاج

حضور سرور کائنات حضرت سیدنا محمد ﷺ کا ارشاد پاک ہے: ''آدمی اس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے علم کے مطابق عمل نہ کرے''۔ ایک اور جگہ پر ارشاد نبوی ﷺ ہے ''یعنی عمل کے بغیر علم وبال ہے۔ اور علم کے بغیر عمل گمراہی ہے''

قارئین کرام! حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ علم کو عمل کا ذریعہ بنایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غیر معمولی فہم وفراست بھی شہرۂ عام تھی۔ اخلاق پاکیزگی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جوہر خاص تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد وہدایت میں بھی یگانہ روزگار تھے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حسن سلوک بھی کمال درجے کا تھا۔ غایت انکساری، شفقت وترحم، تحمل وبردباری اور تواضع وانکساری کی اتنی مثالیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تذکروں میں ملتی ہیں کہ احاطۂ تحریر میں لانا مشکل ہے۔

(۱) حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت، شفقت وترحم، اور تواضع ومنکسر المزاجی کے بارے مجھے لالہ جیدا نائی جو علی پور والے جو لنگر شریف پکاتے ہیں انہوں نے اپنا واقعہ مجھے سنایا۔ کہ کچھ سال پہلے میری بچی کی شادی تھی۔ لڑکے والے شادی کی تاریخ کے سلسلہ میں ہمارے گھر آئے اور پوچھنے لگے کہ کتنے افراد کی بارات لے کر آئیں۔ میں نے ان کو ساٹھ یا ستر افراد کے متعلق کہا۔ انہوں نے کہا کہ یہ تھوڑے ہیں۔ پھر میں نے ان کو کہا چلو قبلہ پیر صاحب کے پاس جاتے ہیں۔ جتنے آپ فرمائیں گے اتنے آجانا۔ میں نے ان قبلہ پیر صاحب کے پاس لیکر آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا تم نے کتنے افراد کا کہا ہے۔ میں نے عرض کی ساٹھ یا ستر۔ آپ فرمانے لگے تم لوگ تین چار سو افراد کی بارات لیکر آؤ۔ لالہ جیدے نے ان سے کہا کہ ان کے اور ہمارے مہمان ملا کر پانچ سو افراد ہو گئے۔ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کے تمام اخراجات کا انتظام اپنی طرف سے کیا۔ مثلاً کھانے کا، ٹینٹ لگوائے، ویٹر، سب کچھ آپ نے گوجرانوالہ سے منگوائے۔ حتیٰ کہ بچی کیلئے فرنیچر جہاں سے حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی لخت جگر اپنی شہزادی کیلئے بنوایا۔ وہاں سے ہی سانگلہ ہل سے میری بچی کیلئے منگوایا حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت اور تواضع کی کوئی حد ہی نہیں۔ یہ صرف ایک شادی ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں کروائی بلکہ ایسی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ جو حضور رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ صیغۂ راز میں رکھتے تھے۔ بلکہ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں خاص وصف تھا کہ نمود ونمائش کو بالکل پسند نہ فرماتے تھے۔ بلکہ عاجزی وانکساری اپناتے تھے۔ لالہ جیدے نے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق عالیہ کے متعلق بیان کیا کہ جب بارات آگئی تو میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بتانے کیلئے حویلی گیا۔ تو پتہ چلا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نارووال کسی محفل میں تشریف لے گئے ہیں۔ پھر میں نے فون پر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ کیا۔ اور عرض کی جناب بارات آگئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے تم ان کو پانی پلاؤ میں آجاتا ہوں۔ لالہ جیدے نے بتایا کہ ابھی ہم پانی پلا رہے تھے کہ آپ

رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔ میں حیران ہو گیا کہ اتنی جلدی تشریف لے آئے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی نکاح پڑھایا۔ اس واقعہ سے پتا چلتا ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے شہنشاہ ہونے کے باوجود ہم جیسے غریبوں کا کتنا خیال رکھتے تھے۔ اور کتنی زیادہ کرم نوازیاں فرماتے۔ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور پر کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو بلندیاں عطا فرمائے۔ آمین!

فیوض وانوار کی برکت

حضرت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ سند جید کے ساتھ حدیث شریف روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوعمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ روز قیامت نور کے منبروں پر بٹھائے گا اور ان کے چہروں پر نور چھا جائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے حساب کتاب سے فارغ ہو جائے گا"۔

حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ فیوض وانوار الٰہی اور فیوض انوار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُجلی اور صاف زندگی کے سارے زینوں سے آگاہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت خوبیوں کا مرقع ورعنائیوں کا گلدستہ تھی۔ عالم، فاضل، محقق اور مفکر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لہجہ میں ایک وقار ہوتا تھا۔ بصیرت و دانش کا پیکر تھے۔ گفتار میں ایک مثالی انسان تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ایک دائمی فیض ہے۔ جو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے لوگوں کو صراط مستقیم دکھاتا رہے گا۔ اُن تقدس مآب رفعتوں، بلندیوں اور عظمتوں کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھیں۔

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا "اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے"۔ (القرآن)

حضرت امام بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فی ترجمۃ الباب میں اس دعا کا معنی یوں بیان کرتے ہیں۔ "اے رب ہمیں ایسا پیشوا بنا دے کہ ہم تو اپنے پہلے آئمہ واکابر کی پیروی کریں اور ہمارے بعد آنے والے ہماری پیروی کریں یعنی ہمارے ساتھ متصل ہوں"۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم روحانی پیشوا اور رہنما اور خطیب بے بدل تھے کہ جہانِ علم وعرفاں کے میداں کے شہسوار بھی تھے۔ اور بحر معرفت کے مشاق شناور بھی تھے۔ آج بھی ہر سو اس عظیم مہر تاباں کی جلوہ سامانیاں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل دل کیلئے چراغ

راہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فیض مسلسل جاری ہے۔ میرے حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا چراغ آقائے نامدار تاجدار مدینہ محمد ﷺ نے روشن کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سلطنت سلطنتِ مصطفیٰ ﷺ ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا آئینہ آئینہ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی ساری زندگی ایک ہی نعرہ مستانہ بلند کرتے رہے۔ اور وہ نعرہ فقط عشق وادب و تعظیم مصطفیٰ ﷺ ہے۔ در حقیقت حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ حضور سرور کائنات ﷺ کے لاڈلے بیٹے ہیں۔ اور حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرنے والے مریدین ومتوسلین آقائے نامدار محمد عربی ﷺ کے پیرو کار اور غلام ہیں۔

جسے دیکھا وہ نظر آیا مستانہ محمد ﷺ کا
میرے مولا رہے آباد میخانہ محمد ﷺ کا
اگر مانگا خدا بھی تو وہ بھی مل گیا فوراً
بڑا دربار ہے دربارِ شاہانہ محمد ﷺ کا

نسبتِ رسول ﷺ، محبت رسول ﷺ اور غلامی رسول ﷺ ہی اساس دین ہے۔ اور معیار آخر و معیار ایمان ہے۔ غلاموں کا یہی اثاثہ اور یہی سرمایۂ حیات اور زادِ سفر ہے۔

اگر پہچان ہے کوئی تو یہ نسبت کی خوبی ہے
وگرنہ کیا مری اوقات کیا نام و نسب میرا

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیض کا ایک واقعہ جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کرم، اور فیض مسلسل کی ایک روشن دلیل ہے، یہاں حصول برکت کیلئے بیان کرتا ہوں۔ عرفان محمود جماعتی نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اسلام سینٹر ہسپتال کے ڈاکٹر تنویر صاحب اپنی اہلیہ کے ساتھ پیر صاحب سے ملنے آئے۔ ڈاکٹر صاحب کی بیوی نے قبلہ پیر صاحب کی خدمت میں عرض کی جناب میں نے ڈاکٹر سے شادی کی ہے۔ یہ اب سیاست کرنے لگے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سن کر ڈاکٹر صاحب کو دوبارہ تھپکی دی۔ اور فرمایا کہ ابھی تو ہم نے اس کو منسٹر بھی بنانا ہے۔ ڈاکٹر تنویر صاحب کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ وہ بھی کبھی منسٹر بن سکتے ہیں۔ لیکن حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانے کی برکت سے وہ ایک مرتبہ نہیں بلکہ دو مرتبہ منسٹر بنے۔ کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں دو مرتبہ تھپکی دی

تھی۔ اور یہ بات حضور نے ان کے منسٹر بننے سے پہلے ہی بتادی تھی۔ ایک دفعہ وہ مشرف دور کے وزیر بنے۔ اور دوسری مرتبہ پیپلز پارٹی کی حکومت میں انہیں وزیر بنایا گیا۔ جیسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے یہ بات نکلی اللہ تعالیٰ نے اس بات کو ایسے ہی پورا کر دیا۔ یہ اللہ والوں کی شان ہے کہ وہ قطرے کو دریا کر دیتے ہیں۔ اور اپنی نگاہ کرم سے تقدیر بدل دیتے ہیں۔

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

ولی کامل کی پہچان

ولی وہ ہے جو امراض باطنہ سے پوری واقفیت رکھے اور ان کے ازالہ کی تدبیر پر مہارت تامہ رکھتا ہو۔ اس لیے شیخ کامل کا صاحب فن اور صاحب ذوق اور مجتہد ہونا ضروری ہے۔ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ کامل اور ولی کامل کی علامات میں بیان فرمایا ہے کہ ولی کامل کی پہچان تین چیزیں ہوتی ہیں۔

۱۔ دین انبیاء کا سا۔ ۲۔ تدبیر اطباء کی سی۔ ۳۔ سیاست باشاہوں کی سی۔

ایک شیخ کامل میں مندرجہ ذیل خصوصیات کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ دین کا علم رکھتا ہو خواہ تحصیل علم سے یا صحبت علمائے محققین سے۔
۲۔ کسی ولی کامل سے سلسلہ میں اجازت ہو۔
۳۔ خود متقی و پرہیز گار ہو۔
۴۔ حرص و طمع نہ رکھتا ہو۔
۵۔ کافی عرصہ تک کسی شیخ طریقت کی خدمت میں مستعد رہا ہو۔
۶۔ اس کے مریدین اکثریت میں شریعت کے پابند ہوں۔

یہ حقیقت ہے کہ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ جَاهِلًا وَلِيًّا قَطُّ۔
ترجمہ:۔ یعنی اللہ تعالیٰ کبھی کسی جاہل کو درجۂ ولایت پر سرفراز نہیں فرماتا۔
حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

پئے علم چوں شمع باید گداخت
کہ بے علم نتواں خدارا شناخت

ترجمہ:۔یعنی علم کی طلب میں شمع کی طرح پگھلتے رہنا چاہیے۔کیونکہ علم کے بغیر انسان خودکو بھی پہچاننے سے قاصر رہتا ہے۔

ولی کامل کی محبت مرید کو نیک بنا دیتی ہے۔جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا طلبگار ہو اس کو اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھنا چاہیے۔اللہ والوں کی تھوڑی دیر کی صحبت سو سالہ بے ریا طاعت سے بہتر ہے۔نیکوں کی صحبت اگر ایک گھڑی بھی نصیب ہو جائے تو وہ سو سالہ زھد و طاعت سے بہتر ہے۔واقف اسرار حقیقت حضور قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت ومجلس ظاہر و باطن کی پاکیزگی کے لیے اکسیر کی حیثیت رکھتی تھی۔جو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں چند گھڑیاں گزار لیتا تھا وہ خوشبوؤں سے مہک اٹھتا تھا۔بقول سعدی شیرازی علیہ الرحمہ

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دستے محبوب بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دل آویز تو مستم
بگفتا من گلِ ناچیز بودم
و لیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

ترجمہ:۔یعنی حمام میں ایک دن ایک خوشبودار مٹی مجھ کو ملی۔میں نے اس سے کہا کہ تو مشک ہے یا عنبر ہے کہ تیری دلآویز خوشبو سے میں مست ہو گیا ہوں۔اس نے جواب دیا کہ میں نا چیز اور معمولی مٹی ہی تھی مگر ایک مدت تک پھول کی صحبت میں رہی۔میرے ہم صحبت کی خوبی نے مجھ میں اثر کیا ورنہ میں تو وہی خاک ہوں جیسی کہ پہلے تھی۔

قارئین کرام!یہ حقیقت ہے کہ حضور قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے قلب اطہر کو رب کریم نے حکمت و دانشمندی کی وہ دولتِ عظمیٰ عطا فرمائی تھی جس کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔:

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا

''جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکمت کی نعمت ملی اس کو خیر کثیر عطا فرما دیا گیا''۔

تزکیہ نفس اور تصفیۂ باطن کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا "بے شک جس نے نفس کو صاف کیا
۔کامیاب رہا۔ اور جس نے اس کو میلا کیا ناکام رہا"

اس آیت کریمہ میں تزکیۂ باطن کو موجب فلاح اور سلامتی قلب بیان کیا گیا ہے۔ ایمان و عقائد جن پر سارے اعمال کی مقبولیت منحصر ہے قلب ہی کا فعل ہے اور ظاہر ہو کہ جتنے اعمال ہیں سب ایمان کی تکمیل کیلئے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ اصل مقصود دل کی اصلاح ہے جس سے انسان مقبول بارگاہ اور صاحب مدارج و مقام ہو جاتا ہے۔ اسی کا نام تصوف و طریقت ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی قدر ہے کہ
مخلوق پر سب راہیں بند ہیں سوا اس کے جو رسول اللہ ﷺ کے قدم بقدم چلے۔

دراصل اعمال باطنہ تصوف ہے اور اعمال باطنی کے طریقوں کو طریقت کہتے ہیں۔ ان اعمال کی درستگی سے جو قلب میں جلا اور صفا پیدا ہوتی ہے۔ اس قلب پر بعض حقائق بالخصوص اعمال حسنہ و حقائق الٰہیہ منکشف ہوتے ہیں۔

انہی منکشوفات کو حقیقت کہتے ہیں۔ اس انکشاف کو معرفت کہتے ہیں۔ اور صاحب انکشاف کو محقق اور عارف کہا جاتا ہے۔ شیخ طریقت ملت اسلامیہ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اس عظیم خانوادۂ علمی سے تعلق رکھتے ہیں جس خانوادے کو حضور سرور دو عالم ﷺ سے فراست صادقہ بھی حاصل ہے۔ اور عظمت و برکت بھی حاصل ہے۔ حضرت اپنے اعمال حسنہ اور فضائل و کمال کی بدولت کامل شیخ طریقت ملت اسلامیہ تھے۔ اور طریقت و تصوف کے میدان کے شہسوار بھی تھے۔ عارف وقت بھی تھے۔ اور محقق و مجدد دوراں بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خدا کی محبت بھی حاصل تھی اور خدا کے رسول ﷺ کی محبت بھی حاصل تھی۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مقبول عام ولی کامل اور شیخ کامل کے بلند درجۂ ولایت پر فائز و متمکن تھے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں۔ لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو لہٰذا حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اس بندے سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا

دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے بھی اس بندے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر زمین والوں کے دلوں میں بھی اس کیلئے محبت رکھ دی جاتی ہے۔ (البخاری کتاب الخلق۔ روضۃ السالکین صفحہ ۳۱)

محبت شیخ کے فوائد

راہ طریقت میں محبت شیخ دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کی کنجی ہے۔ جس کے بغیر مرید صادق درجات کی بلندیوں کو نہیں چھو سکتا۔ فیوضات باطنی کیلئے پیر و مرید کی باہمی مناسبت و محبت ایک حقیقت ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ شیخ سے مرید کو اس قدر انس و محبت ہو جائے کہ شیخ کے کسی قول و فعل سے مرید کے دل میں طبعی تکدر نہ پیدا ہو۔ یعنی شیخ کی تمام باتیں مرید کو پسند ہوں۔ شیخ کامل کی محبت کے مرید کو بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں جو خوبیاں شیخ کی ہستی مبارکہ میں پائی جاتی ہیں وہ لازمی طور پر مرید کے اندر بھی آتی ہیں۔ اخلاق و عادات میں مرید صادق اپنے شیخ کی اتباع کرتا ہے۔ محبت کی برکت سے مرید کو یہی نفع حاصل ہوتا ہے۔ مرید کے علم و مشاہدہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ مشائخ عظام اعمال صالحہ کرنے کی بنیاد پر باعث برکت ہوتے ہیں۔ اسی لیے ان کی تعلیم میں بھی برکت ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے جلد شفا ہو جاتی ہے۔ اہل اللہ کی محبت بڑی موثر ہوتی ہے۔ ان حضرات کے دل خدا کے نور سے روشن و منور ہوتے ہیں۔ ان کی صحبت و توجہ سے نور آتا ہے۔ اور ظلم ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس نور سے ہر چیز کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے طریقۂ تصوف میں محبت شیخ اور نسبت شیخ کے بے شمار فائدے ہیں۔ مرید صادق محبت شیخ کی بدولت بڑی سرعت کے ساتھ کامیابی کے راستے پر گامزن ہو جاتا ہے۔ شیخ کامل کے ساتھ مضبوط تعلق اور نسبت فلاح دارین کا باعث بنتی ہے۔ زندگی کی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ اور اذہان و قلوب پوری دلجمعی کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ سے فیض حاصل کرنے والے خوش نصیبوں میں سے ایک گجرات کے نعیم اکبر جماعتی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ حضور کی دعاؤں سے میری دو بہنیں جن کے ہاں اولاد نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا فرمائی۔ ایک بہن کو اللہ تعالیٰ نے شادی کے سات سال بعد اور دوسری بہن کو شادی کے گیارہ سال بعد اولاد عطا فرمائی۔ نعیم اکبر جماعتی نے مجھے بتایا کہ جب وہ جرمنی میں تھے تو کسی نے میرے بارے میں

شکایت کردی۔ کہ یہ یہاں پر غیر قانونی طور پر رہائش پذیر ہیں۔ میں جس ریسٹورنٹ میں کام کرتا تھا وہاں پر پولیس نے چھاپا مارا۔ جب پولیس ہوٹل میں داخل ہوئی تو میں نے اپنے پیر طریقت کو یاد کر کے ذکر کرنا شروع کر دیا۔ جس پولیس آفیسر کے پاس مجھے ڈی پورٹ کرنے کے کاغذات تھے میں نے خود اپنی آنکھوں سے وہ کاغذات دیکھے۔ وہ مجھ سے ہی پوچھ رہا تھا اس بندے کو جانتے ہو۔ وہ مجھے میری ہی تصویر دکھا رہا تھا۔ اور پھر کہتا ہے اچھا تم جاؤ حالانکہ جرمن پولیس پوری دنیا میں مشہور ہے مگر علی پور کے لجپال اپنے غلاموں پر کبھی آنچ نہیں آنے دیتے۔

فخر ملت اور محبت الٰہی

محبت الٰہی ایک ایسی انمول دولت ہے جو مقربان بارگاہ خدا کو نصیب ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ "اللہ تعالیٰ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہیں" ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ "اور جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ سے محبت میں بہت مضبوط ہیں"۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو برا سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو برا سمجھتا ہے۔

طبیعت کا ایسی چیز کی طرف مائل ہونا جس سے لذت حاصل ہو۔ اسے محبت کہتے ہیں یہی میلان اگر قوی ہو جاتا ہے تو اس کو عشق کہتے ہیں۔

محبت کے تین اسباب ہوا کرتے ہیں۔ یا تو یہ کہ کوئی ہم پر احسان کرتا ہے اور اس کے احسان کی وجہ سے ہمیں اس سے محبت ہو جائے۔ کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہوا کرتا ہے۔ اور اس کی بہترین شکل محبت ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ: هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۔

ترجمہ:۔ احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ نہیں۔ (سورۃ الرحمٰن ۶۰)

محبت کی دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ محبوب نہایت حسین و جمیل ہو۔ یا پھر اس میں کوئی کمال ہو۔ اور وہ کمال باعث محبت ہو۔ سو انعام و نوال و حسن و جمال و فضل و کمال یہ تمام کی تمام خوبیاں بدرجۂ اتم اگر کسی ذات حقیقی میں پائی جاتی ہیں تو وہ ذات خدائے بزرگ و برتر اللہ عز و جل کی ذات ہے۔ تو جب تک یہ کمالات باقی ہیں اس وقت تک محبت بھی رہے گی اور یقیناً

محبوب حقیقی اور جمال حقیقی کے کمالات ختم نہیں ہو سکتے۔ تو اس کی محبت بھی ختم نہیں ہو سکتی۔ اور نہ کم ہو سکتی ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی بھی بالذات میں کمالات نہیں۔ اسی لیے کاملین کو خدائے تعالیٰ کے سوا کسی سے محبت عقلی نہیں ہو سکتی۔ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ مالک حقیقی خدائے بزرگ و برتر کی محبت میں کمال وصف رکھتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے کہ اطاعت و فرمانبرداری میں خدا کا پیکر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی لمحہ خدا کے ذکر اور خدا کی محبت سے خالی نہ تھا۔ محبت الٰہی کو تمام علوم و فیوضات کا زینہ سمجھتے تھے۔ محبت الٰہی خوف خدا اور اطاعت خداوندی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل لبریز تھا۔ احکامات شریعہ کے پابند تھے۔ اور اپنے مریدین کو بھی احکامات خداوندی پر کاربند ہونے کی تلقین فرماتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

"یعنی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے"

ترمذی و احمد کی روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "آدمی کی سعادت سے ہے راضی رہنا اس پر جو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہو"۔

نگاہ کیمیاء اثر

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نگاہ کیمیاء اثر رکھتے تھے۔ جس کی طرف نگاہ کرم اٹھاتے تھے اس کی قسمت بدل دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ میں بھی اثر تھا۔ اور دعاؤں میں بھی اثر تھا۔ ہزاروں بیماروں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں اور نگاہ کرم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شفاء یاب کیا۔ جانشین امیر ملت شہزادہ فخر ملت ظفر الملت توقیر ملت صاحبزادہ حضرت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی زید مجدہٗ نے مجھے بیان کیا کہ میری موجودگی میں حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک نابینا شخص حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی حضور میرے لیے دعا فرمادیں۔ میری بینائی واپس آجائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا صبر کرو تمہاری بینائی جلد واپس آجائے گی۔ وہ شخص دربار شریف حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ چلا گیا۔ وہاں ساری رات روتا رہا۔ حضرت پیر سید ظفر حسین شاہ جماعتی مدظلہ عالی فرماتے ہیں کہ میں صبح مسجد میں قرآن پاک پڑھنے گیا قبلہ والد محترم کی عادت مبارک تھی کہ صبح دربار میں سلام کرنے کے بعد باہر سیر کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ دربار شریف میں تشریف لائے تو وہ شخص

لیٹا ہوا تھا۔ اور رو رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کون شخص لیٹا ہوا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا گیا کہ فلاں شخص ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ یہ شخص ایسے ہی رو رہا ہے۔ جب تک میں نے سفارش نہیں کرنی اس وقت تک تمہیں بینائی نہیں ملے گی۔ پھر وہ شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رو رو کر عرض کرنے لگا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا رونا بند کرو۔ اب تمہیں بینائی مل جائے گی۔ پھر اسی وقت حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور نگاہ کیمیاء کے اثر سے آنکھوں کی بینائی لوٹ آئی۔ اس واقعے اور کرامت سے پتا چلتا ہے کہ حضرت کی نگاہ ہدایت میں کتنی سرعت تھی۔ کہ جو ارادہ کرتے وہ فوراً اللہ تعالیٰ پورا کر دیتا تھا۔ یہ اللہ والوں کی روحانی طاقت اور روحانی تصرف ہے کہ لمحوں میں بیماروں کو شفاء یاب کر دیتے تھے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اولیاء اللہ کی شان میں کیا خوب صورت شعر تحریر کیا ہے:۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

گمشدہ سامان کا مل جانا:۔

عرفان محمود جماعتی سیالکوٹ والے نے مجھے بتایا کہ ۲۰۰۶ء کا واقعہ ہے۔ میں اپنی فیکٹری کا مال دوسرے ملک جس کا نام چیک ریپبلک Check Republic ہے میں نمونے کے طور پر لے کر گیا۔ مال کی بکنگ کروا دی جب اس ملک میں پہنچا تو میرا سامان وہاں نہ پہنچا۔ پھر اس ملک کے ایک شہر سے دوسرے شہر جانے کیلئے تین گھنٹے بذریعہ سڑک سفر کرنا تھا۔ ہم نے فون کے ذریعے کمپنی کو سامان کی کمپلین لکھوا دی۔ میرے ساتھ ایک اور شخص تھا۔ جب ہم دوسرے شہر جانے کیلئے گاڑی میں بیٹھ گئے۔ تین گھنٹے کا سفر تھا۔ سفر کے دوران میں نے اپنے ساتھی سے حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں کرنا شروع کر دیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں کا ذکر اپنے ساتھی سے کیا۔ جب ہم دوسرے شہر پہنچے تو ہوٹل میں ایک کمرہ بک کروایا۔ ہم ہوٹل کے کمرہ میں داخل ہوئے لیکن ابھی تک ہمارا سامان ہمیں نہیں ملا تھا۔ میں بڑا پریشان تھا۔ دوسرے ساتھی نے مجھے طعنہ دیتے ہوئے کہا کہ تم نے اپنے پیر مرشد کی کرامتیں بتائی ہیں۔ تم سامان کی وجہ سے پریشان ہو تو اپنے پیر و مرشد کو بتاؤ کہ ہمیں سامان نہیں ملا۔ میں نے اسی وقت حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ

علیہ کو فون کیا سلام و دعا کے بعد میں نے عرض کی جناب سامان کی وجہ سے مجھے بڑی پریشانی ہے، گم ہو گیا ہے۔ پتہ نہیں کہاں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فون پر ہی فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھو۔ اور فکر نہ کرو سامان جلد ہی مل جائے گا۔ میں نے چند بار ہی یہ وظیفہ پڑھا تھا کہ مجھے فون آیا کہ تمہارا سامان ہوٹل کے مین گیٹ پر پڑا ہوا ہے آکر لے جاؤ۔ میں نے پھر ساتھی کو بتایا کہ دیکھو پیر صاحب کی نظر کرم کی وجہ سے مجھے سامان مل بھی گیا۔ مجھے بڑی حیرانگی ہوئی کہ ہم نے کمپنی والوں کو فون پر کوئی پتہ نہیں بتایا تھا۔ حالانکہ ہم دوسرے شہر سے تین گھنٹے کے فاصلے پر تھے اور جہاں تھے اس ہوٹل کا پتا بھی نہیں بتایا تھا۔ جب ہم سامان لینے گئے تو دیکھا کہ ہوٹل کے دروازے پر سامان کے بیگ پڑے ہوئے تھے اور وہاں کوئی بھی شخص موجود نہ تھا۔

تیرا شیوہ کرم ہے اور میری عادت گدائی کی
نہ ٹوٹے آس اے مولا تیرے در کے فقیروں کی

فخر ملت مرد مومن

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نابغہ عصر عالم دین تھے۔ بلکہ حقیقتاً ایک مرد مومن تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہر ہر فعل اور عمل سے ایمان صالح کی خوشبو آتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے رب کریم کی ذات پر پختہ ایمان تھا۔ قرآن پاک کی سورۃ الحدید میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔

ترجمہ: ”جس روز آپ دیکھیں گے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو کہ ضوفشانی کر رہا ہو گا ان کا نور ان کے آگے بھی ان کے دائیں جانب بھی مومنوں تمہیں مژدہ ہو آج ان باغوں کا بہہ رہی ہیں جن کے نیچے نہریں۔ تم ہمیشہ وہاں رہو گے۔ یہی وہ عظیم الشان کامیابی ہے۔

(سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۲)

مفسر قرآن جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”اہل ایمان قبروں سے نکل کر جب حشر کے میدان میں تشریف لائیں گے تو ان کی عجیب شان ہو گی۔ ان کے آگے بھی نور ہو گا اور ان کے دائیں جانب بھی نور ہو گا۔ یہ نور ہر شخص کی قوت

ایمان اور اعمال حسنہ کے مطابق ہوگا۔ اس دنیا میں جس قدر کسی نے ایمان کی پختگی کا مظاہرہ کیا ہوگا۔ جس قدر اس نے نیکیاں کی ہوں گی اسی نسبت سے اس کا نور ضوفشاں ہوگا" حدیث پاک میں ہے کہ "بعض مومن ایسے ہوں گے جن کے نور سے مدینہ اور عدن کی طویل مسافت جگمگا رہی ہوگی۔ بعض کے نور سے مدینہ اور صنعا کا درمیانی علاقہ روشن ہو رہا گا۔ بعض کا نور اس سے کم ہو گا۔ اور بعض کے نور سے ان کے قدم رکھنے کی جگہ روشن ہوگی۔ آیت کا مطلب یہ نہیں کہ صرف آگے اور دائیں طرف نور ہوگا بائیں طرف اور پیچھے اندھیرا ہوگا۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ نور تو آگے اور دائیں طرف ہوگا لیکن اس کی روشنی چاروں طرف ہوگی۔ (ضیاالقرآن ج ۵ ص ۱۱۶)

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ایسے مرد مومن تھے جو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرتا تھا وہ پکار اٹھتا تھا کہ یہ کوئی عام بندہ نہیں بلکہ اللہ کا ولی نورانی مخلوق ہے۔ حضرت کے وصال مبارک پر آخری دیدار کرنے والے خوش نصیب لوگ شاہد ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرۂ اقدس پر لحمانیت و تبسم تھا۔ اور نور کی کرنیں آسمان کی طرف بلند ہو رہی تھیں۔ جو کہ سچے مرد مومن کی نشانی ہے۔

نشان مرد مومن باتو گویم
چہ مرگ آید تبسم بر لب اوست

ترجمہ:۔ میں تجھے مرد مومن کی علامات بتاتا ہوں۔ جب وہ وفات پاتے ہیں تو ان کے ہونٹوں پر تبسم ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ○ "اے اطمینان پا جانے والے نفس تو اپنے رب کی طرف اس حالت میں لوٹ آئے کہ تو اس کی رضا کا طالب بھی ہو۔ اور اس کی رضا کا مطلوب بھی۔ پس تو میرے کامل بندوں میں شامل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ (سورۃ الفجر ۲۸،۲۹، پارہ ۳۰)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں نے شریعت و طریقت کے میدان میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے ان کی مثال ناپید ہے۔ اس سلسلہ نے بڑی بڑی نابغۂ روزگار ہستیاں پیدا کیں۔ جنہوں نے قرطاس عالم پر انمٹ نقوش چھوڑے۔ اور مرد مومن کا لقب حاصل کیا۔ عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ

علیہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ جمال رامپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امیر ملت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ مرد مومن ہیں جن کی نام لیوا پوری دنیا ہے۔ انہی نابغۂ روزگار ہستیوں میں حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا شمار مرد مومن کے طور پر ہوتا ہے۔ اور تاریخ ہمیشہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات اور قربانیوں کو یاد رکھے گی۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خوشبو سے مہکتی رہے گی۔

مشامِ روح و دل معمور شداز نکہت جاناں

فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا لطف و کرم

حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ لطف ربانی کی وسعتیں جب کسی ذرے پر پڑتی ہیں تو اسے خورشید بنا دیتی ہیں۔

از لطف تو ہیچ بندہ نو مید نہ شد
مقبول تو جز مقبل جاوید نہ شد
مہرت بکدام ذرہ پیوست دمے
کاں ذرہ از ہزار خورشید نہ شد

ترجمہ:۔ آپ کے لطف و کرم سے کوئی بندہ بھی کبھی ناامید نہیں ہوتا۔ کیونکہ آپ کا لطف سب کی دستگیری فرماتا ہے۔ آپ جسے قبول فرما لیتے ہیں دائمی اقبال مندی کا تاج اس کے سر پر سجتا ہے۔ جس ذرے سے تیری محبت ایک لمحہ کیلئے ہوئی وہ ذرہ تو ہزار ہا خورشیدوں سے آگے نکل گیا۔ (رباعیات نقشبند صفحہ ۲۷)

لطف ربانی کی وسعتیں بھلا محدود بیان میں کب سما سکتی ہیں۔ جب آسمانی ولایت کے آفتاب، پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر لطف ربانی کی بارش ہوتی ہے۔ تو وہ قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ کو بھی پیکر لطف و کرم بنا دیتی ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا لطف و کرم سمندر کی طرح وسیع و عریض تھا۔ جو بھی حاضر خدمت ہوتا اس کو اپنے لطف و کرم سے خوب نوازتے۔ اس کے تاریک دل کو روشن و منور کر دیتے۔ اور اسے اُجالوں کا مسافر بنا دیتے۔

تو نے جس ذرے کو ضو بخشی ستارہ ہو گیا
پڑ گئی جس پر نظر وہ ماہ پارہ ہو گیا

نظر کرم کی ذرہ نوازیاں

غم از نظر تو شادمانی گردد
عمر از تو حیات زندگانی گردد
گر باد بدوزخ برد از کوئے تو خاک
آتش ہمہ آب زندگانی گردد

''آپ کی نگاہ کرم سے غم خوشی وشادمانی میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مشکلات وتنگدستی آپ کی ذات کی وجہ سے زندگی کی زندگی بن جاتی ہے۔ اگر آپ کی گلی سے ہوا خاک اڑا کر دوزخ میں لے جائے تو ساری کی ساری آب حیات میں تبدیل ہو جائے''

ساری بات تو نگاہ کی ہے۔ اور یہ نگاہ کی ہی عظمتیں ہیں کہ زندگی میں انقلاب آ جاتا ہے بے مایہ سرمایہ بن جاتے ہیں۔ جاہل عالم اور کافر مومن بن جاتے ہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

فقط نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوق تو دلبری کیا ہے

یہ نگاہ ہی کی جلوہ ریزیاں ہیں جن سے تقدیر کی چمک دمک دکھائی دیتی ہے۔

(رباعیات نقشبند از محمد صادق قصوری صفحہ ۳۱، ۳۲)

آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ جس چشمۂ لازوال اور چشمہ فیض سے فیض یاب ہوئے اور جس نور حقیقی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چراغ روشن ہوا وہ چشمہ اور چراغ بلاشبہ آقائے نامدار تاجدار کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی ستودہ صفات ہے۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک اور ان پر لطف وکرم کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اپنے قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آؤ۔

یہاں پر حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے حسن سلوک اور لطف وکرم اور احسانات کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ جس کی تفصیلات مجھے محترم جاوید اقبال انسپکٹر ایکسائز وٹیکسیشن لاہور نے بیان کیا۔ وہ بتاتے ہیں کہ جب محترم صاحبزادہ سید اشتیاق حسین شاہ صاحب جو کہ حضور قبلہ

فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی رشتہ دار ہیں جگر کی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ تو آپ کا علاج لندن بسعودیہ عرب سے کروایا گیا۔لیکن آپ صحت یاب نہ ہو سکے۔قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اور ڈاکٹر خلیل صاحب جو کہ لاہور میں رہائش پذیر ہیں ان کو حکم فرمایا کہ کسی اچھے سے ڈاکٹر سے وقت لے کر اشتیاق شاہ صاحب کا معائنہ کروائیں۔اس سلسلے میں محترم ڈاکٹر خلیل صاحب نے شوکت خانم ہسپتال لاہور کے ڈاکٹروں سے رابطہ کیا۔ تو اُنہوں نے مریض کو لانے کو کہا۔سید اشتیاق حسین شاہ صاحب کو ڈاکٹروں کے پاس لایا گیا۔ڈاکٹر نے شوکت خانم ہسپتال میں داخل کرنے کا مشورہ دیا۔اب معاملہ رقم خرچ کرنے کا تھا۔حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس ہسپتال میں لوگوں کا علاج زکوٰۃ کے پیسوں سے ہوتا ہے۔ہم نے زکوٰۃ کے پیسوں سے علاج نہیں کروانا۔جب ہسپتال کی فیسیں ادا کرنے کیلئے ہم نے ہسپتال انتظامیہ سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ علاج بہت مہنگا ہے۔آپ زکوٰۃ کے پیسوں سے علاج کروائیں۔ڈاکٹر خلیل صاحب نے کہا کہ نہیں ہم نے علاج اپنے پیسوں سے کروانا ہے ہسپتال انتظامیہ نے پھر اصرار کیا کہ علاج بہت مہنگا ہے آپ آدھے پیسے زکوٰۃ کے استعمال کریں۔اور آدھے پیسے خود ادا کر دیں۔اس لیے بعد میں آپ لوگوں نے اگر کہا کہ زکوٰۃ کے پیسے دیں تو ہسپتال انتظامیہ نہیں دے گی۔لیکن چونکہ حضرت صاحب کا حکم تھا اس لیے علاج کا مکمل خرچ خود کرنے کا فارم ڈاکٹر صاحب نے بھر دیا۔اور صاحبزادہ سید اشتیاق شاہ صاحب کو ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا۔حضرت سید اشتیاق شاہ صاحب کے ٹیسٹ لینے کیلئے ان کو کمرے میں لے جایا گیا۔دوران ٹیسٹ ان کے معدے میں سوئی لگ گئی۔جس سے ان کی حالت غیر ہو گئی۔فوری طور پر حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو مطلع کیا گیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً ہسپتال پہنچ گئے اور ایمرجنسی ڈاکٹروں کو بلایا گیا۔اور آپریشن کیا گیا۔دوران آپریشن خون کی اشد ضرورت پڑی۔جس کا گروپ نہیں مل رہا تھا۔اشتیاق شاہ صاحب کے گروپ کا خون لینے کیلئے کا ہنہ نو میں سید نعمان شاہ صاحب سے رابطہ کیا گیا۔تو ان سے مل گیا۔جب آپریشن مکمل ہوا تو آپریشن کرنے والے ڈاکٹر نے سب کے سامنے یہ بیان کیا کہ مریض کی زندگی حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں سے بچ گئی ہے۔اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں۔خدا صاحبزادہ سید اشتیاق حسین شاہ صاحب کو خیر و عافیت کے ساتھ لمبی زندگی عطا کرے۔

عنایات خداوندی

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں ولی کی تین نشانیاں ہیں۔

۱۔ اگر تو اس کا چہرہ دیکھے تو تیرا دل فوری طور پر اس کا گرویدہ ہو جائے۔

۲۔ جب وہ مجلس میں حقائق کے بارے میں بات کرے تو سب کے دل کھینچ لے۔

۳۔ ولی کی سب سے بڑی خوبی ہے کہ وہ تمام برے کاموں سے بچے۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کیا میں تمہیں تم میں سے بہترین لوگوں کے بارے میں خبر نہ دوں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آجائے۔ (ابن ماجہ، احمد، الادب المفرد جلد ا ص ۱۱۹)

یہ اور حقیقت ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ پیدائشی ولی اللہ تھے۔ اور آپ کی پیدائش سے قبل ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کا ظہور ہو چکا تھا۔ اس ضمن میں ہم کئی واقعات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کے واقعات میں تحریر کر چکے ہیں۔

۱۔ سیدہ آپا جی صوفیہ صاحبہ دامت برکاتہم العالیہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ کو صحت و تندرستی عطا فرمائے۔ آمین! انہوں نے مجھے بتایا کہ افضل پیر رحمۃ اللہ علیہ ابھی چھوٹے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں۔ میں نے دونوں بھائیوں افضل پیر صاحب اور اشرف پیر صاحب کی پرورش کی۔ جب بھی میں دونوں شہزادوں کو دودھ پینے کیلئے دیتی تو اشرف پیر صاحب کچھ دودھ چھوڑ دیتے۔ تو میں افضل پیر صاحب سے کہتی یہ تم پی لو۔ افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہتے یہ میرے بھائی کا حصہ ہے۔ میں نہیں پیوں گا۔ آپ اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے ہی سنت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا تھے۔ جو کہ عنایات خداوندی اور کامل ولی اللہ ہونے کی نشانی اور دلیل ہے۔

۲۔ سیدہ آپا جی صوفیہ صاحبہ دامت برکاتہم العالیہ نے ہی مجھے بتایا کہ ایک دفعہ حضور قبلہ عالم امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ حج پر جانے لگے۔ اس وقت افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک چند سال تھی۔ انہوں نے حضور قبلہ عالم امیر

ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے بھی اپنے ساتھ حج پر لے جائیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ابھی تم چھوٹے ہو۔جب بڑے ہو جاؤ گے پھر جانا۔حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کافی یاران طریقت کے ساتھ حج کیلئے علی پور شریف سے تشریف لے گئے۔جب حضور امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ علی پور شریف سے روانہ ہونے لگے تھے تو افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر مجھے لے کر نہیں جاتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس دفعہ حج پر نہیں جا سکتے۔حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کا قافلہ کراچی پہنچا تو وہاں پر حضرت بیمار ہو گئے۔مجبوراً آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس دفعہ واپس آنا پڑا۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کراچی سے ہی واپس لوٹ آئے۔حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ ومقدسہ پر عنایات واکرام کی بارش کا سلسلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن سے ہی شروع ہو چکا تھا۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جو بھی اپنی زبان مبارک سے کہتے وہ بات فوری طور پر پوری ہو جاتی تھی۔اس طرح کے سینکڑوں واقعات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بچپن کی برکات کے سلسلہ میں مجھے بیان کیے گئے ہیں۔جو طوالت کے پیش نظر سیرت کی ایک کتاب میں لکھنا ممکن نہیں۔

عنایات رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ محبت کے داعی تھے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی محبت کی طرف نہیں بلاتے تھے بلکہ وہ لوگوں کو آقائے نامدار تاجدار کائنات حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ ومعطر جان بخش محبت کے جام پلاتے تھے۔وہ جس منزل کی طرف لے کر جاتے تھے وہ منزل مدینہ منورہ ہے۔اور صبح قیامت تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادگان اور صاحبزادگان یہی نورانی وروحانی سلسلہ جاری رکھیں گے۔حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہر تقریر اور ہر خطاب کا موضوع فقط ذات مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ تذکرہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم صبح وشام کرتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ جس قدر عنایات رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی پر تھیں۔تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے سارا علم ساری رہنمائی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ سے عنایت ہوتا ہے۔حصول برکت کیلئے یہاں پر چند واقعات پیش کرتا ہوں۔

ا۔حاجی صادق صاحب ڈسکہ والے انہوں نے مجھے بتایا کہ علی پور سیداں شریف

سالانہ عرس مبارک کے موقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیر صدارت محفل ہو رہی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ کے دوران فرمایا کہ کئی لوگوں نے میرے ساتھ رہ کر اس بات کا امتحان لیا ہے کہ پیر صاحب مطالعہ کتنا کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ وعظ بہت ہی اچھا کرتے ہیں۔ قبلہ پیر صاحب فرمانے لگے کہ مجھے حضور قبلہ عالم محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ بتاتے ہیں میں تو وہی وعظ کرتا ہوں۔ مطالعہ کر کے تقریر نہیں کرتا۔

ہر سمت ایک ظہور ہے تیرے جمال کا
تو نور شرق و غرب و جنوب و شمال کا

۲۔ حاجی صادق جماعتی نے مجھے بیان کیا کہ ڈسکہ میں جامع مسجد چوک میں محفل میلاد ہو رہی تھی۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے دوران وعظ فرمایا کہ لوگ میرا امتحان لیتے ہیں کہ قبلہ پیر صاحب مطالعہ کتنا کرتے ہیں اور ان کے علم کی وسعت کتنی ہیں۔ پھر پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے جو کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فقط وہی آگے تم لوگوں کو بیان کر دیتا ہوں۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا قرب حاصل تھا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی پر عنایات رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر وقت بارش ہوتی تھی۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ پر ہر لحہ اور ہر گھڑی عنایات رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارش ہوتی تھی۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا اظہار کبھی نہیں کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شان اور عظمت تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ عاجزی اختیار کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دین اسلام کی خدمت کی۔ عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو عام کیا۔ لا الہ الا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی سربلندی کیلئے صبح و شام کوشاں رہے۔ لیکن کبھی اپنی بزرگی برتری، عظمت کا برملا اظہار نہیں کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر اکثر اپنی تقریر میں پڑھا کرتے تھے۔ شعر

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

حضرت قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارک نے تمام دنیا کو اپنے روحانی فیوضات سے مالا مال کیا۔ اور ہر سو دہر میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجالا کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات کا ایک

ایک لفظ عشق وادب مصطفوی ﷺ میں ڈوبا دکھائی دیتا ہے۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس پر حضور سرور کائنات ﷺ کی عنایات ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رہنمائی اور روشنی گنبد خضریٰ کی سرکار ﷺ سے ملتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا علم دنیاوی نہیں بلکہ خدا سے خدا کے رسول ﷺ کا عطا کردہ تھا۔

حسن ولایت

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ جیسا عظیم المرتبت ولی کامل دنیائے جہاں میں پیدا نہیں ہوا ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ حسن ولایت کا شاہکار و مجسمہ تھی۔ کسی نے ولایت و طریقت کے انداز سیکھنے ہوں تو میرے قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھے۔ بقول شاعر

سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا طالب
بھلا اے دل حسیں ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں

حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ستر سالہ زندگی میں طریقت و شریعت و ولایت کے وہ قرینے سکھلائے جو صبح قیامت تک جو اولیاء اللہ کاملین، علماء کرام اور یاران طریقت کیلئے چراغ راہ بنے رہیں گے۔ اور وہ اس خوگر حسن ولایت سے نشان منزل پاتے رہیں گے۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادگان، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض مسلسل کے امین و پاسباں ہیں۔ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ، محترم المقام پیر طریقت و رہبر شریعت حضرت ظفر الملت حافظ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی و جملہ شہزادگان صاحبزادہ نور حسین شاہ صاحب جماعتی، پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب جماعتی اور پیر سید رافع حسین شاہ صاحب جماعتی حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے نور کا عکس ہیں۔ جو انشاء اللہ العزیز حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کے مطابق دین اسلام، مخلوق خدا اور غلامان امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کرتے رہیں گے۔ اور دلوں میں عشق سرور دو عالم ﷺ کی شمعیں روشن کرتے رہیں گے۔

تیری خیر، تیری طلعتِ زیبا و دلکش تیوریوں کی خیر (آمین)

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادگان، آقائے نامدار، تاجدار مدینہ حضور سرور قلب و سینہ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے لاڈلے بیٹے ہیں۔ اور حضور ﷺ کا

خون ہیں۔ بقول خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

اے دادہ رخ تو ماہ زیبائی
خاک قدم تو دیدہ راہ بینائی
در خدمت تو جان و دل و دیدہ وتن
می در بازم اگر قبول فرمائی

اے کہ تیرا چہرہ چاند کی طرح خوبصورت ہے۔اور تیرے قدموں کی خاک اندھی آنکھوں کو بینا (روشن) کر دیتی ہے۔اگر تو میری طرف نظر کرم فرمائے تو تیری خدمت کیلئے میری جان، دل، اور تن سب کچھ حاضر ہے۔(رباعیات نقشبند صفحہ ۱۷۶)

تفصیل:- یعنی اے ماہ عرب اے محبوب خدا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو چاند کی طرح خوبصورت بنایا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو جو کوئی بھی دیکھتا ہے نثار ہو جاتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خاک میں ایسی تاثیر ہے کہ اگر وہ اندھی آنکھوں میں ڈال دی جائے تو انہیں بینائی مل جائے۔بصارت سے محروم آنکھیں روشن ہو جائیں۔اے ان خوبیوں کے حامل محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بن جائیں اور مجھ پر نظر التفات کریں مجھے میں اپنی غلامی میں قبول کر لیں تو پھر دیکھ کہ میں کیسے جان و دل سے اور دیدہ وتن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی لئے کوشاں رہتا ہوں۔اور اپنی جان نثار کرتا ہوں۔حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت دراصل ولایت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ کو جو نسبت اور قربت حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ ہے وہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ولایت حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے۔لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت ولایتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عطا عطاءِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حسن حسنِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رضا رضائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ادا ادائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔کسی کو مغالطہ اور شک نہیں ہونا چاہیے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خون خونِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور تاجدار مدینہ سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر کا ٹکڑا ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے جگر کا ٹکڑا ہیں۔یہ تو ہماری خوش نصیبی ہے اور خوش قسمتی ہے کہ جو ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں اور مریدوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔یہ سنت دیرپا اور

ہمیشہ قائم رہنے والی ہے۔ یہ بڑے لجپال شیخ طریقت ہیں بڑے سخی ہیں اور اپنی رعایا پر شفقت و مہربانی کرنے والے دلنواز اور مالک و مختار ہیں انہی کی مہربانی اور نسبت سے ہم لوگوں کی بخشش ہوگی۔ اور قیامت کے دن حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس نسبت اور غلامی کو قائم و دائم رکھے۔ آمین!

تیرے آستاں پہ آئے تیری یاد کھینچ لائی
ہے دعا رہے سلامت تیری در سے آشنائی

باب ششم
تصرفاتِ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ نقشبندیہ کا ماہِ منیر

آسمانِ ولایت کے آفتاب جہاں تاب، ولی کامل، مرشد بے بدل، نور مجسم، نور دیدہ و جگر گوشہ جوہر ملت، نوید امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی، آپ کے علمی کمالات، آپ کی روحانی صلاحیتیں اور آپ کے تصوف و طریقت کے میدان میں کارہائے نمایاں اس امر کا واضح ثبوت ہیں کہ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ کے ماہِ منیر تھے۔ آپ نے تصوف و طریقت میں محبت الٰہی اور محبت رسول عربی کو نئے انداز میں پیش کیا۔ آپ نے ہمیشہ دلائل اور منطق کے ساتھ گفتگو کی اپنی تقاریر اور اپنی گفتگو میں ہمیشہ قرآن و حدیث کے حوالے دیئے۔ یہ حضرت فخر ملت کی طلسماتی و کرشماتی شخصیت مبارکہ تھی کہ جید علمائے کرام اور مشائخ عظام آپ کی عظمت و جلالت کے معترف تھے اور آپ کی محبت میں بیٹھنا اپنے لئے باعث عزت و تکریم تصور کرتے تھے۔

جس کے ہونے سے ہر طرف پھول کھلتے تھے
جس کے احساس سے معطر تھی فضاء
جس کے نور سے فروزاں تھا جہاں اپنا
جس کی خوشبو سے مہکتا تھا جہاں اپنا

حضور قبلہ فخر ملت ولی کامل تھے۔ ولایت کے تمام درجات طے کر چکے تھے۔ آپ کے روحانی تصرفات اور آپ کی کرامات زبان زد خاص و عام ہیں۔ آپ ایسے ولی کامل تھے کہ جن کی نگاہِ ولایت سے لاکھوں لوگ فیض یاب ہوئے۔ آپ علم و حکمت کا سمندر تھے۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے بعد آپ نے مذہبی و علمی میدان میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ اپنے مریدین کے دلوں کی گہرائی تک رسائی رکھتے تھے۔ علی پور شریف میں آپ کی موجودگی ہزاروں کی تعداد میں زائرین و متوسلین کے لئے باعث اطمینان ہوتی تھی۔ لوگوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ آپ کی زبان اقدس سے نکلنے والا ہر ہر لفظ علم و حکمت کی روشنی پھیلاتا چلا جاتا۔ آپ کی مجلس نہایت سادہ لیکن پر وقار ہوتی۔ دلوں کو موم کر دیتے۔ آپ روحانیت کا ایسا درخشندہ ستارہ تھے جن کا مقام ولایت آسمان کی بلندیوں کو چھوتا تھا۔ تصرف و ولایت کی روشنی اور نور مصطفےٰ کا منبع ایک ایسا شیخ طریقت جو ایک کامیاب ہیرے کی مانند تھا۔ جہاں بھی تشریف لے

جاتے تھے روشنیاں بکھیر دیتے تھے۔ خوشبوئیں پھیل جاتی تھیں۔

حضور قبلہ فخر ملت کی آمد طلوع آفتاب کا منظر پیش کرتی تھی۔ آپ کے استقبال کے لئے آسمان پر بادل لہراتے تھے۔ بلاشبہ آپ اپنے وقت کے غوث و مجدد تھے۔ حضور فخر ملت کے تصرفات سے لاکھوں لوگ مستفید ہوئے۔ مشرق وسطی سے لے کر یورپ تک آپ کے مریدین کی ایک بڑی تعداد آپ کی نام لیوا ہے۔

حضور فخر ملت کی یاد سے دل روشن ہیں آپ فقط ایک خواب نہیں بلکہ حقیقت ہیں۔ اصل دل کے دلوں میں بستے ہیں اور ان کی راہنمائی فرماتے ہیں۔ یہ حضور فخر ملت کا روحانی تصرف تھا کہ لوگ آپ کا خطاب دلنواز سننے کے لئے دور دراز علاقوں سے آپ کے جلسوں میں شریک تھے۔ آپ کا خطاب سن کر لوگ آبدیدہ ہو جاتے اور آپ کے دست اقدس پر بیعت کر لیتے۔ آپ جو بات فرماتے تھے اللہ تعالی اسے پوری فرما دیتے تھے۔ بے شمار پیر بھائیوں نے اس طرح کے واقعات بیان کئے ہیں کہ حضرت جو فرماتے تھے اسی طرح ہوتا تھا۔ یہ آپ کی شان عظمت وجلالت تھی جس کا آپ نے کبھی اظہار نہیں فرمایا تھا۔

رحمتوں بھری نگاہ دوررس کا کمال

حضور قبلہ فخر ملت جس بیمار پر رحمتوں بھری نگاہ دوررس ڈالتے تھے اسے شفایاب کر دیتے تھے۔ ایسا ہی ایک واقعہ محمد کاشف جماعتی نے بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں سلور سٹار کمپنی لاہور میں ملازمت کرتا تھا۔ میری کمپنی کے ایم ڈی کے بہنوئی کو گردوں کا مسئلہ تھا انہوں نے تقریباً تمام بڑے ڈاکٹروں سے چیک اپ کروایا۔ ڈاکٹرز اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ اس کے گردے تبدیل ہو گئے حتی کہ اس کا علاج کرنے والے ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ ایک دن انہوں نے مجھے اپنے بہنوئی کی بیماری کے بارے میں بتایا تو میں نے ان کو علی پور شریف میں حاضری کا مشورہ دیا ایک دن ہم علی پور شریف میں حاضر ہوئے۔

حضور قبلہ فخر ملت آرام فرما رہے تھے۔ میں نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ میری کمپنی کے ایم ڈی صاحب کے بہنوئی حاضر ہوئے ہیں۔ میرے پیر و مرشد نے کمال محبت و شفقت کا مظاہرہ فرمایا اور ان کو اندر اپنے کمرے میں بلا لیا اور ان سے بیماری دریافت کی۔ جس پر ایم ڈی صاحب کے بہنوئی نے بتایا کہ ان کو ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے اور کہا کہ

تمہارے گردے تبدیل ہو نگے۔ یہ کہنا تھا کہ حضور قبلہ فخر ملت نے اپنی رحمت بھری نگاہ سے ان کی طرف دیکھا اور کچھ لمحوں کے بعد فرمایا کہ آپ کو تو یہ بیماری ہے ہی نہیں۔ آپ کو تو صرف بلڈ پریشر کا مسئلہ ہے لہٰذا آپ صرف بلڈ پریشر کی دوائی لیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے ان کو چار تعویذ دیئے اور فرمایا کہ منرل واٹر کی بوتل میں ڈال لیں اور اکیس دن پئیں اس کے بعد ایک اور بوتل میں دوسرا تعویذ ڈالیں وہ بھی اکیس دن پئیں۔ اس طرح سے چار تعویذ پئیں اور ان کو رخصت فرما دیا۔ تقریباً تین ماہ کے بعد ایک افطار پارٹی میں میری ان سے ملاقات ہوئی انہوں نے مجھے بتایا کہ الحمد للہ میں چار تعویذ پینے کے بعد بالکل تندرست ہو گیا ہوں میں نے دوبارہ ٹیسٹ اور اپنی رپورٹیں کروائی ہیں وہ بالکل صحیح آئی ہیں مجھے جو تندرستی ملی ہے تو یہ صرف اور صرف آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب اور ولی نعمت حضور قبلہ فخر ملت کے صدقے میں اور آپ کی نگاہ کرم سے ملی ہے اب بالکل ٹھیک ہوں اور میرے گردے درست طور پر کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالی حضور قبلہ فخر ملت کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

ولایت کے نیر اعظم

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی شفیق نورانی و روحانی اور علمی شخصیت کا تصور ہی قلوب واذہان کو گرما دیتا ہے۔ مشام جاں معطر ہو جاتی ہے اور انسان کی روح علی پور سیداں کا طواف کرنے لگتی ہے۔ فخر ملت وہ سدا بہار پھول ہے کہ جس کے فیضان کی مہک سے شش جہات فیض یاب ہو رہے ہیں۔ حضور فخر ملت بڑے کریم نواز تھے اور آپ کا آستانہ کرم کا ایسا میخانہ ہے جہاں سے کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا بقول شاعر بیدم وارثی۔

ساغر کی آرزو ہے نہ پیمانہ چاہیے — بس اک نگاہ مرشد میخانہ چاہیے
جب تک ملے نہ دست کرم سے کرم کی بھیک — دروازہ کریم سے جانا نہ چاہیے
بیدم نماز عشق یہی ہے خدا گواہ — ہر دم تصور رخ جاناں چاہیے
کعبے کا شوق ہے نہ صنم خانہ چاہیے — جاناں چاہیے در جاناناں چاہیے

حضور فخر ملت کی خدمت عالیہ میں حاضری سے تمام مسائل حل ہو جاتے تھے۔ قاری ریاض احمد جماعتی نے بتایا میں پیر سید افضل حسین شاہ کے عرس مبارک پر علی پور شریف حاضر ہوا۔ محفل کے بعد حضور فخر ملت سے واپس جانے کے لیے عرض کی تو قبلہ پیر صاحب نے پوچھا

قاری صاحب مسجد میں ڈیوٹی دے رہے ہیں میں نے عرض کی جناب جب سے ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔اس وقت سے نماز نہیں پڑھائی البتہ میرے بارے میں سازشیں ہو رہی ہیں۔قبلہ پیر صاحب نے فرمایا انہوں نے جواب تو نہیں دیا۔ میں نے عرض کی نہیں حضور فخر ملت نے فرمایا قاری صاحب پریشان نہ ہوں۔ان شاء اللہ بہتر ہو جائے گا۔قاری صاحب نے بتایا کہ یہ میرے پیرو مرشد حضرت فخر ملت کا ارشاد گرامی قدر تھا اور نظر کرم کا فیضان تھا کہ جتنے بھی سازشیں کر رہے تھے ناکام رہے اور میں جس ہسپتال کی مسجد میں امامت کرواتا تھا۔ وہیں پر دوبارہ بحال ہو گیا۔

حضور فخر ملت کی شان وعظمت

حضور فخر ملت کو منفرد عظمت وشان وشوکت اور توقیر حاصل تھی وہ کسی بڑے سے بڑے عالم یا ولی اللہ کو بھی نصیب نہ ہوئی۔وقت کے ارباب علم وحکمت مشائخ عظام۔امراء ورؤساء آپ کے آستان کرم پر سر جھکا کر آتے تھے۔اور آپ کے آداب وتکریم کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔جس جگہ پر آپ تشریف فرما ہوتے تھے وہ جگہ عظمت وبرکت والی ہو جاتی تھی۔حافظ غلام مصطفےٰ حال مقیم لندن نے حضور فخر ملت کی عظمت وشان شوکت کے بارے ایک واقعہ بیان فرمایا۔

یہ دسمبر ۲۰۱۰ء کی بات ہے۔میں نے واپس لندن جانا تھا۔جہاز کی پرواز سمبڑیال سے روانہ ہونا تھی۔حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ نے مجھے فرمایا حافظ جی تمہاری پرواز صبح کی ہے تم رات سیالکوٹ میں عرفان جماعتی کے گھر میں رہو۔اس کا ڈرائیور تمہیں صبح کے وقت ایئر پورٹ پر چھوڑ آئے گا۔میں رات ہی کو سیالکوٹ میں عرفان صاحب کے گھر پہنچ گیا۔عرفان صاحب مجھے کہنے لگے میں نے اپنے گھر میں ایک محفوظ کمرہ بنا رکھا ہے۔جہاں قبلہ فخر ملت یا آپا جی صوفیہ سرکار رہتے ہیں۔چونکہ آپ کو حضور نے بھیجا ہے آپ اسی کمرہ میں آرام فرمالیں۔ حافظ جی نے بتایا رات تقریباً دو بجے کے قریب میرے پاؤں کو کسی نے زور سے دبایا میں نے کمبل اپنے چہرے سے ہٹا کر دیکھا۔میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کا جسم پورے کمرے میں پھیلا ہوا ہے۔اس نے سفید لباس پہنا ہوا ہے۔سفید ہی اس کی داڑھی ہے۔میں بڑا خوف زدہ ہوا۔اس کا جسم اتنا بڑا تھا جو کہ پورے کمرے میں پھیلا ہوا تھا۔میں نے محسوس کر لیا یہ کوئی عام انسان نہیں ہو سکتا۔میں نے گھبراتے ہوئے اپنے چہرے پر کمبل لے لیا۔پھر تھوڑی دیر کے بعد میں نے دوبارہ اس کی طرف دیکھا کہ وہی آدمی ایک طرف ہو کر لیٹ گیا ہے۔اس صورت میں

بھی اس شخص کا جسم زمین سے لے کر چھت تک پھیلا ہوا تھا۔ میں ساری رات اس شخص کو دیکھ کر خوف زدہ رہا۔ پھر اس کے بعد میں اٹھ گیا۔ میں نے وضو کیا۔ دو نفل ادا کیے اس کے بعد میں دوبارہ کمرہ میں نہیں گیا۔ میں کمرے کے باہر ہی بیٹھ گیا۔ چار بجے کے قریب عرفان صاحب کا ڈرائیور آیا۔ پھر پندرہ منٹ کے بعد عرفان صاحب بھی آ گئے۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے بیدار ہوئے کافی دیر ہو چکی ہے۔ پھر وہ مجھے ایئر پورٹ چھوڑ آئے۔ جب میں لندن پہنچ گیا۔ کچھ دن کے بعد حضور فخر ملت کا فون آیا کہ حافظ جی خیریت سے پہنچ گئے ہو۔ میں نے عرض کی کہ جناب خیریت سے پہنچ گیا ہوں۔ لیکن عرفان صاحب کے گھر بڑا پریشان ہوا ہوں۔ قبلہ پیر صاحب میری یہ بات سن کر مسکرا دیئے۔ میں نے جس شخص کو دیکھا تھا اس کے متعلق حضور قبلہ کو بتایا۔ قبلہ پیر صاحب نے فرمایا وہ جو دوسری طرف لیٹا تھا وہ تمہیں بتا رہا تھا کہ اس جگہ آ کر تم لیٹو۔ جس جگہ تم آرام کر رہے ہو یہ تمہارے آرام کرنے کی جگہ نہیں ہے۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور فخر ملت کو اس چیز کا علم تھا وہ شخص کون تھا۔ وہ فرشتہ تھا اسی لئے قبلہ پیر صاحب نے حافظ جی کو فرمایا کہ وہ تمہیں بتا رہا تھا جہاں تم آرام کر رہے ہو یہاں تو قبلہ پیر صاحب آرام کرتے ہیں اس جگہ سے اٹھ جاؤ اور دوسری جگہ جا کر آرام کر لو۔

یہ بات فخر ملت نہیں مانتے

حافظ غلام مصطفےٰ جماعتی نے ہی بتایا جب پیر سید اشرف حسین شاہ کا وصال ہوا۔ قبلہ پیر صاحب نے مجھے فون کر کے بتایا کہ اشرف پیر صاحب کا وصال ہو گیا ہے آنا ہے تو آ جاؤ لیکن جنازے کے لئے تمہارا انتظار نہیں کرنا۔ میں لندن سے علی پور سیداں آ گیا۔ جب اشرف پیر صاحب کا چہلم ہوا۔ میں نے چہلم کے بعد واپس لندن جانے کے لئے ٹکٹ خرید لیا۔ میں نے واپس جانے سے پہلے دربار شریف پر حاضری دی۔ میں نے اپنے پیر و مرشد حضور جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی۔ اس وقت میرے دل میں بات آئی کہ اشرف پیر صاحب دنیا سے تشریف لے گئے ہیں ہم سب نے بھی چلے جانا ہے۔ اپنے آپ کو گناہ گار تصور کر کے حضور جوہر ملت سے عرض کی میری وجہ سے تو مخلوق خدا کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچا۔ یا حضرت آپ میری عرض حضور قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں پیش کر دیں کہ میری عمر کے دس سال حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ کو لگ

جائیں۔حافظ صاحب یہ عرض کر کے لندن چلے گئے۔ٹھیک تین ماہ کے بعد میں ایک رات سویا۔ میری خواب میں حضور جوہر ملت پیر سید اختر حسین تشریف لائے۔آپ نے فرمایا میں نے تیری عرض حضور قبلہ عالم کی بارگاہ میں پیش کر دی لیکن افضل پیر صاحب نہیں مانتے۔میں اچانک بیدار ہوا۔یہ کیا ماجرا ہے پھر میں سو گیا۔اس خواب کے تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد قبلہ فخر ملت کا فون آیا۔میں نے فون اٹھایا تو حضور فرمانے لگے۔حافظ جی اٹھ جاؤ۔پھر آپ نے خیریت دریافت کی۔اس کے بعد ارشاد فرمایا۔حافظ جی جو عمر مجھے اللہ تعالیٰ نے دی ہے میں اسی پر راضی ہوں۔آپ بھی اسی پر اتفاق کریں،ضد نہ کریں۔قبلہ پیر صاحب کی یہ بات سن کر میں بڑا حیران ہوا کہ ابھی خواب میں جوہر ملت نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ افضل پیر صاحب نہیں مانتے اور یہی بات پیر صاحب مجھے فون کر کے بتا رہے ہیں۔قبلہ پیر صاحب کے اس ارشاد سے پتہ چلا کہ حضور فخر ملت کو اس بات کا علم تھا جو میں نے حضور جوہر ملت کے مزار پر عرض کی۔آپ کو یہ بھی علم تھا کہ انہوں نے کس سال کس مہینہ اور کس دن اس دنیائے فانی سے رخصت ہونا ہے۔اس لئے آپ نے فرمایا کہ جو عمر مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے میں اس پر راضی ہوں۔حافظ جی کہتے ہیں کہ حضور فخر ملت نے کچھ عرصہ کے بعد مجھے فون کیا کہ میں نے تمہیں ٹکٹ بھیج دیا ہے۔لہذا کچھ عرصہ میرے پاس آ کر گزارو۔آپ کے حکم کے مطابق میں واپس پاکستان آیا۔قبلہ پیر صاحب کو میری پرواز کا پتا تھا۔آپ نے میرے علی پور شریف میں آنے سے پہلے کھانا وغیرہ تیار کروا کے اپنے کمرہ میں رکھا ہوا تھا۔جب میں آپ کے کمرے میں داخل ہوا تو آپ نے وہی بات فرمائی جو آپ نے فون پر ارشاد فرمایا تھا۔کہ حافظ جی جو عمر مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے میں اس پر خوش ہوں تم ضد نہ کرو میں نے عرض کی جناب ٹھیک ہے میں تقریباً اس دوران علی پور شریف میں چھ ہفتے رہا آپ نے علی پور شریف کے میرے قیام کے دوران خصوصی شفقت و مہربانی کا سلوک فرمایا۔حضرت فخر ملت کو حضور قبلہ عالم محدث علی پوری سے بڑی محبت تھی،آپ اکثر ایک حدیث شریف بیان فرماتے تھے کہ جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔امیر ملت محدث علی پور کو آپ سے اور آپ کو حضرت امیر ملت سے محبت تھی۔یہی وجہ ہے کہ آج آپ حضرت امیر ملت محدث علی پور کے پہلو میں دفن ہیں اور مکین گنبد بیٹھی ہیں۔ملا اعلیٰ سے نوری مخلوق آپ کے مزار پُر انوار پر آسمانوں سے جوق در جوق اترتی ہے اور صبح و شام صل علیٰ کے نغمے الاپتی ہے۔

وہاں سے اٹھا کر میرے کمرے میں لے کر آؤ۔ پھر تم میری طرف سے پیر صاحب کی خدمت میں عرض کرنا کہ جناب مفتی صاحب کو بیعت کر لیں میں نے حضور قبلہ فخر ملت کے پاس آ کر عرض کی جناب ایک بات کہنی ہے۔ آپ نے فرمایا کہو۔ پھر میں نے عرض کی جناب یہاں نہیں کمرے میں مفتی صاحب نے کچھ کہنا ہے قبلہ پیر صاحب نے بڑی شفقت فرمائی۔ آپ کمرے میں تشریف لائے مفتی صاحب مجھے کہنے لگے حافظ جی جو میں نے تمہیں کہا تھا۔ میری طرف سے قبلہ پیر صاحب کی خدمت میں عرض کرو میں نے قبلہ پیر صاحب کی خدمت میں عرض کی جناب مفتی صاحب نے کہا ہے کہ آپ انہیں بیعت کر لیں۔ حضور فخر ملت فرمانے لگے حافظ جی قبلہ مفتی صاحب میرے استاد ہیں جو مجھے حکم کرینگے میں کرونگا۔ لیکن قبلہ مفتی صاحب نے حضرت سراج ملت پیر سید محمد حسین شاہ کا زمانہ پایا ہے حضرت شمس ملت پیر سید نور حسین شاہ کا زمانہ پایا ہے۔ حضرت جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ کا زمانہ بھی پایا ہے۔ آپ کو ان کا مرید ہونا چاہیے تھا مفتی صاحب نے کہا اگرچہ میں نے ان کا زمانہ پایا لوگ میرے سامنے ان کے مرید ہوئے لیکن میرا کبھی اس طرف خیال نہیں گیا۔ پھر وہیں حضور فخر ملت نے مفتی صاحب کو بیعت فرمایا۔

فخر ملت ایک فکری تحریک

حضور قبلہ فخر ملت ایک فرد نہیں بلکہ ایک فکری تحریک کا نام ہے۔ آپ نے اپنے قول و فعل سے ثابت کیا کہ آپ امیر ملت محدث علی پوری کے عظیم مشن اور فکری سوچ کے امین اور پاسبان ہیں۔ آپ کی ذات مقدسہ میں وہ تمام اوصاف اور خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں جو امیر ملت محدث علی پوری کی ذات ستودہ صفات میں پائی جاتی تھیں۔ آپ نے اپنے علم و فکر کو اپنے آپ تک محدود نہ رکھا بلکہ لاکھوں لوگوں کے اذہان تک کما حقہ منتقل کیا۔ عشق الٰہی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیپ روشن کیے۔ دین اسلام کی سربلندی و ترویج و اشاعت کے لئے ان تھک محنت کی اپنی صحت کی پروا کیے بغیر روزانہ سینکڑوں میل کا سفر طے کر کے عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کانفرنسز اور محافل میلاد کی صدارت کی اور خطاب ارشاد فرمائے۔ فخر ملت ایک ایسی فکری تحریک کا نام ہے جس نے امت مسلمہ کی سوچوں میں تموج کے آثار پیدا کیے۔ مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگایا اور درست سمت میں ان کی رہنمائی کی۔ انہوں نے دل و دھان پر محبت بھری دستک دی۔ مادہ پرستی کے دور میں روحانیت کی قندیل جلائی۔ ذہنوں کا زنگ اتارا روحوں کا میل دھویا اور بھٹکے ہوئے

معاشرے کو صراط مستقیم دکھایا۔ برائی کے خلاف آواز بلند کی۔ نمود و نمائش سے پرہیز کیا اور سادگی کے ساتھ زندگی گزاری۔

فخر ملت وارث فیضان محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یہ امر حقیقت ہے کہ حضرت فخر ملت وارث فیضان محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ہیں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی ستودہ صفات کے ساتھ جو حقیقی نسبت اور قریبی تعلق آپ کا تھا کسی اور کو بھی نصیب نہ ہوا ہوگا۔ آپ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے بیٹے تھے۔ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمانی نسبت بھی تھی اور روحانی نسبت بھی تھی۔ دربار رسالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مقام خاص حاصل تھا جس پر فرشتے بھی رشک کرتے تھے۔ آپ کے وجود اطہر میں خوشبوئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پائی جاتی تھی۔

سیرت امیر ملت کے مصنف اور آپ کے والد گرامی قدر جوھر الملت حضرت الحاج پیر سید اختر حسین شاہ سیرت امیر ملت میں لکھتے ہیں کہ حضرت فخر ملت سید افضل حسین شاہ وہ واحد شخص تھے جن کو قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری اپنے لئے دعا کے لئے کہتے تھے۔ حضرت فخر ملت جہاں بھی جاتے تھے خوشبوئیں اور روشنیاں بکھیرتے جاتے تھے۔ آپ کی ہستی مبارکہ سے ایک کرامت منسوب ہو چکی تھی اور آپ کے مریدین، معتقدین، متوسلین کو پورا یقین تھا کہ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے تھے۔ بے شک گرمی کا موسم ہوتا لیکن آپ کی آمد اور تشریف آوری کے ساتھ ہی خوشگوار ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہو جاتی تھیں آسمان پر بادل اڑنا شروع ہو جاتے تھے جیسے وہ اس عظیم شہزادہ رسالت مآب کو سلامی دینے کے لئے اور آپ کا استقبال کرنے کے لئے آسمان پر اڑتے پھر رہے ہوں نسیم خوشگوار کا چلنا۔ روشنیوں کا جگمگانا اور آسمان کی وسعتوں پر حسین بادلوں کا لہرانا اس امر کا غماض ہوتا تھا کہ یہ ہستی کوئی عام ہستی نہیں بلکہ امیر ملت محدث علی پوری کا جانشین اور کشور خوباں کا صدر نشین حضرت الحاج الحافظ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ ہے جو اپنے وقت کا مجدد اور محدث ہے۔ جو لاکھوں کروڑوں دلوں کی دھڑکن ہے اور فیضان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی وارث ہے۔

خواب میں زیارت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کروانا

خلیفہ فخر ملت قاری فیاض احمد جماعتی خطیب جامع مسجد پنو راما سنٹر لاہور بیان کرتے

ہیں کہ ۱۹۸۱ء میں جب میں مدرسہ جماعتیہ نقشبندیہ حفظ القرآن نیو سول لائن گوجرانوالہ میں پڑھتا تھا۔ تو مجھے حضور قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے خلیفہ محترم حافظ بشیر صاحب مرحوم نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ مدینہ تشریف لے گئے وہاں ایک پیر بھائی تھے جنہوں نے اپنے گھر میں محفل کروائی اور اپنے دوستوں کو بھی بلایا۔

حضور فخر ملت کے اعزاز میں یہ دعوت اور محفل منعقد کی گئی اس نے اپنے ایک دوست کو دعوت نامہ دیا تو اس نے کہا کہ میں پیروں کو نہیں مانتا تو اس پیر بھائی نے کہا تم نہ مانتا لیکن دعوت میں تو آجانا حتی کہ وہ محفل میں آہی گیا جب محفل میں شامل ہوا اور حضور قبلہ فخر ملت کی زیارت کی تو بے اختیار پکار اٹھا کہ یہ تو واقعی اللہ کے کامل ولی ہیں محفل ختم ہوئی وہ واپس اپنے گھر چلا گیا رات کو سویا تو اس کے خفتہ بخت جاگ اٹھے۔ اس کے خواب میں آقائے نامدار تاجدار مدینہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضور قبلہ فخر ملت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تشریف فرما ہیں اور محو گفتگو ہیں۔ یہ شخص وہاں حاضر ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ میں تو اولیاء کرام کے خلاف باتیں کیا کرتا تھا لیکن ان کا مقام تو اتنا بلند ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محو گفتگو ہیں حتی کہ اس نے عقیدہ اہلسنت کی پہچان کر لی اور ہمارے پیر و مرشد کے مقام و مرتبہ کا بھی ادراک کر لیا۔ بعد میں اس شخص نے علی پور شریف میں حاضر ہو کر حضور فخر ملت کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

فخر ملت صبح نور کا مسافر

حضور فخر ملت کی ہستی مبارکہ میں طمانیت و سکون تھا۔ وہ ایک ایسے بہتے دریا کی مانند تھے جس میں ہلچل نام کو نہ تھی ان کی اکثر تقاریر میں تسلسل اور بڑی فصاحت کیساتھ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے حوالے ہوتے تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت صبح نور کا مسافر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سے صبح کی روشنی پھوٹتی تھی۔ آپ کی موجودگی میں شام یا خزاں کا احساس تک نہ ہوتا تھا۔ آپ کی مجلس وصحبت میں بیٹھنے والوں کو نور کی خیرات ملتی تھی انہیں کمال قلبی اطمینان نصیب ہوتا تھا رنج والم اور دکھ درد بھول جاتے تھے اور وہ نئے عزم اور نئے ولولے کے ساتھ اپنی زندگی گزارنے کا ارادہ کر لیا کرتے تھے۔ وقت کے جید مشائخ عظام، امراء و روساء آپ کے آستانے

پر سر جھکا کے آتے تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت عظمتوں کا نشان اور آفتاب نو بہار تھے۔

کہکشائیں آپ کے دم قدم سے قائم تھیں اور آپ کی ذات میں وفا کے موتی چمکتے تھے۔ سلطنت محبت کے شہریار تھے۔ حد درجہ مہمان نواز و غمگسار تھے۔ پیکر رعنائی و زیبائی تھے۔ پیکر حسن جانفزاء تھے۔ حضرت فخر ملت نے اپنی ساری زندگی کمال مہارت و دانشمندی کے ساتھ دنیا میں پیغام الٰہی اور پیغام رسالت مخلوق خدا تک پہنچایا۔ آپ کی زندگی کا مشن اور مقصد شان و شوکت اسلام اور سربلندی و عظمت شان مصطفےٰ ﷺ تھی۔ آپ سچے عاشق رسول ﷺ تھے آپ کی ہر تقریر میں ہر جلسے میں آپ کی گفتگو کا موضوع زیادہ تر ذات مصطفےٰ ﷺ ہوتی تھی۔

آپ اکثر عظمت اہل بیت اور مقام حضرت امیر ملت پر گفتگو فرماتے تھے۔ حضرت فخر ملت کے خطاب پیغام عشق رسول ﷺ سے بھرپور ہیں۔ کئی کئی گھنٹے خطاب فرماتے تھے عشق مصطفےٰ ﷺ کی کانفرنس میں خصوصی طور پر شرکت فرماتے تھے۔ محافل میلاد کی صدارت اور خطاب آپ کا معمول تھا۔ پاکستان کے چھوٹے بڑے شہروں میں مریدین و متوسلین کی درخواست پر شرکت کرتے اور ہزاروں کے جلسے سے خطاب فرماتے۔ الغرض آپ صبح نور کا ایسا مسافر تھے جن کی حیات مبارکہ پیغام عشق مصطفےٰ ﷺ کی ترویج میں گزری۔

فخر ملت چاہتوں کا مصداق

حضور قبلہ فخر ملت قدس سرہ العزیز صبح درخشاں کی مانند تھے۔ آپ چاہتوں کا مصداق اور حسن و خوبی کا شاہکار تھے۔ رنگوں اور خوشبوؤں کا سفینہ تھے۔ سرچشمہ اوصاف و کمالات تھے۔ الغرض آپ سر تا پا جلوۂ امیر ملت تھے۔ گلشن سرور دو عالم ﷺ کے سرمدی پھول تھے جہاں بھی جاتے تھے ہزاروں لوگ ان کا والہانہ گرمجوشی کے ساتھ استقبال کرتے تھے۔ آپ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرتے تھے۔ آپ آفتاب فلک ولایت تھے۔ اوج شان فصاحت تھے اور مریدین کی آنکھوں کی راحت تھے۔ التفات کا پیکر تھے اور نور و نکہت کا منبع تھے اور لاکھوں کروڑوں دلوں کی دھڑکن تھے۔ حسن و خوبی قدر و منزلت و علم و فضل میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا۔ وہ ایک قیمتی ہیرے کی مانند تھے وہ فضاؤں میں محو پرواز تھے جو کوئی آسمانی مخلوق دکھائی دیتے تھے۔ قدرت کا عظیم شاہکار تھے آپ کی شخصیت میں فقر و غنا بھی تھی اور عاجزی و انکساری بھی تھی۔

عظمت و جلالت بھی تھی اور شان و شوکت بھی تھی وہ تو ایک بحر بیکراں تھے انہوں نے

آج کے مادہ پرستانہ دور میں امام غزالی کا کردار ادا کیا۔ امام اعظم کا کردار ادا کیا اور خزاں رسیدہ شجر دین کو سرسبز و شاداب کر دیا۔ آپ کی علمی ثقافت کی بدولت ہزاروں جاہل عالم بنے۔ آپ کی نگاہ ولایت سے ہزاروں گناہ گار پارسا بنے۔ آپ کی روحانی تربیت سے ہزاروں لوگ پیران عظام بنے آپ کی صحبت میں بیٹھنے والے قاری قرآن و عاشق رسول ﷺ بنے۔

ولی نعمت حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ کی خدمت اقدس میں حاضری اور آپ کا دعاء کیلئے ہاتھ اٹھا دینا گویا مسائل کے حل کی نوید جانفزاء ہوتی تھی۔ عرفان محمود جماعتی سیالکوٹ سے انہوں نے بتایا کہ ابھی مجھے حضور فخر ملت سے بیعت ہوئے تین ہفتے ہوئے تھے میں آپ کی خدمت علی پور شریف میں حاضر ہوا اور دعا کے لئے عرض کی کہ جناب دعا فرما دیں کاروبار کے لئے کوئی اچھی جگہ مل جائے آپ نے فرمایا پہلے چائنہ چوک کے پاس تم گھر خریدو۔ میں نے عرض کی جناب کاروبار کے لئے چاہیے۔ آپ نے فرمایا وہ بھی مل جائے گی۔ یہ آپ کے ارشاد گرامی کی برکت تھی کہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنی جلدی تھوڑی قیمت پر دو کنال جگہ مجھے گھر کے لئے چائنہ چوک پر ہی مل گئی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ جس دن مجھے گھر ملا اور جس مہینہ میں ملا یہ رمضان المبارک کا مہینہ اور جمعۃ المبارک کا دن تھا ٹھیک ایک سال کے بعد اسی دن اور مہینہ میں فیکٹری کے لئے پانچ کنال جگہ اسی قیمت میں مل گئی۔ اس کا سبب ایسے ہوا کہ قبلہ پیر صاحب کی نظر کرم سے ایک بڑی پارٹی نے ایک بڑا آرڈر دیا۔ اسی آرڈر کے منافع سے میں نے فیکٹری کے لئے جگہ حاصل کر لی اور یہ سب میرے پیر و مرشد فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ کی نعمتوں برکتوں اور رحمتوں بھری ہستی مبارکہ کی وجہ سے ہوا۔

دلی ارادہ جان لینا

محترم عرفان محمود جماعتی ہی نے بتایا کہ ایک مرتبہ میاں جی پروفیسر غلام علی صاحب نے فون پر کہا کہ علی پور شریف جانا ہے۔ جلدی آؤ۔ سردی کا موسم تھا میں نے جلدی سے گاڑی نکالی اور میاں جی کے پاس پہنچ گیا۔ میاں جی کہنے لگے بھئی تم نے کوئی سویٹر وغیرہ نہیں پہنا سردی کا موسم ہے چلو گھر سویٹر پہن کر آؤ میں نے کہا پیر صاحب خود ہی پہنا دیں گے۔ اچانک یہ بات میرے منہ سے نکل گئی۔ جب ہم علی پور شریف پہنچے۔ قبلہ پیر صاحب کے کمرے میں داخل ہوئے۔ سلام عرض کرنے کے بعد قبلہ پیر صاحب نے مجھے اپنے قریب ہی بیٹھنے کو فرمایا میں حضور فخر ملت

کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پیر صاحب فرمانے لگے تم کو سردی نہیں لگ رہی۔ مجھے تو سردی لگ رہی ہے میں نے عرض کیا جناب جلدی میں مجھے یاد نہیں رہا۔ قبلہ پیر صاحب نے سرفراز کو فرمایا کمبل لے کر آؤ۔ میرے دل میں خیال آیا کہ میں نے تو سویٹر کیلئے سوچا تھا آپ کمبل کیلئے فرما رہے ہیں۔ قبلہ پیر صاحب نے اُسی لمحہ جب میرے دل میں سویٹر کا خیال آیا آپ نے پیچھے مڑ کر ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز پکڑی پھر سرفراز کو فرمانے لگے یہ کیا چیز ہے۔ اُس نے عرض کی جناب یہ سویٹر ہے۔ آپ نے وہ سویٹر مجھے عطاء فرمایا اور حکم دیا کہ یہ پہن لو۔ اُس سویٹر کو میں نے اُسی وقت پہن لیا۔ اس بات سے حضور قبلہ فخر ملت کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ میں نے سیالکوٹ میں میاں جی سے کہا کہ پیر صاحب خود ہی سویٹر پہنا دیں گے۔ جب ہم آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں تو میرے کچھ عرض کرنے سے پہلے ہی آپ مجھے سویٹر عطاء کر دیتے ہیں۔ قربان جائیں ایسے عظیم شیخ طریقت کی اداؤں پر جو شفقت و مہربانی کا پیکر اور محبتیں بانٹنے والا تھا۔ مریدین کے دلی خیالات کو جان لیتا تھا اور اپنے چاہنے والوں کی خواہشات لمحوں میں پوری کر دیتا تھا۔

فیصل جماعتی سیالکوٹ سے اُنہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ ایک کام کی وجہ سے میں بڑا سخت پریشان تھا۔ میرا وہ کام کسی وجہ پورا نہیں ہو رہا تھا اور میں بڑا پریشان تھا۔ میں نے اپنے پیرو مرشد حضور قبلہ فخر ملت کو فون پر عرض کی حضور میرا یہ کام نہیں ہو رہا۔ آپ دعاء فرما دیں۔ حضور فخر ملت نے فرمایا جلدی کیوں کرتے ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا یہ کام ضرور پورا ہو گا۔ حضرت فخر ملت کی زبان سے یہ الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ وہ کام جو کئی مہینے سے رُکا ہوا تھا۔ اگلے ہی دن پورا ہو گیا۔

علمی و روحانی اتھارٹی

یہ اُمر حقیقت ہے کہ ہر دور میں ایک غوث اور ایک مجدد ہوتا ہے۔ جو اُس دور میں رہنے والے کاملین مشائخ و علماء کیلئے روحانی و علمی سربراہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کو تصوف و طریقت اور روحانیت میں اتھارٹی کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ جس کو براہِ راست روحانیت کے چشموں سے فیض خداوندی اور فیض رسالت مآب ﷺ حاصل ہوتا ہے۔ جسکی روحانی پرواز آسمان کی بلندیوں کو چھوتی ہے۔ جس کا تصرف انسان کے دل کی اتھاہ گہرائیوں کا بھی پتا چلا لیتا ہے۔ حضرت فخر

ملت اپنے وقت کے مجدد بھی تھے اور اپنے وقت کے غوث بھی تھے اور اپنے وقت کے کامل شیخ طریقت بھی تھے۔ انہیں عالم روحانیت سے فیوضات الٰہی اور فیوضات محمدی ﷺ ہر وقت ملتے رہتے تھے۔ آپ کا تصرف روحانی بھی تھا اور باطنی بھی تھا۔ وہ پیکر بشریت تھے۔ لیکن عالم روحانیت کے مسافر تھے آپ کی علمی سطح سمندر کی طرح وسیع و عریض تھی آپ کے روحانی فیوضات شرق سے لے کر غرب تک اور عالم عرب سے لے کر یورپ کی سرزمین تک پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ جامع الکمالات بھی تھے اور جامع الفیوضات بھی تھے۔ حضرت فخر ملت اپنے دور کے ایسے مجدد تھے جن کے پاس دینی علم بھی تھا اور دنیاوی علم بھی تھا۔ آپ تجدید احیائے دین کیلئے ہر وقت اور ہر گھڑی کوشاں رہتے تھے۔ آپ نے ہمیشہ فرسودہ روایات کے خلاف جنگ لڑی۔ اسلام کو اسکی حقیقی روح میں پیش کیا اسلامی فقہہ وحدیث کا علم درست انداز میں اور عام فہم زبان میں پیش کیا۔

حضرت کے فیوضات دنیائے فانی سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی جاری وساری ہیں ایسا ہی ایک واقعہ حامد علی جماعتی ملتان سے بیان کرتے ہیں۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بڑا پریشان تھا کہ حضور قبلہ فخر ملت میرے خواب میں تشریف لائے اور مجھے آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے میرے بازو کو پکڑ کو فرمایا۔ کیا میں مر گیا ہوں۔ یہ جملہ آپ نے دوبار دہرایا۔ جب میں بیدار ہوا پہلے تو میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ آپ تو وصال فرما گئے ہیں پھر میرے دل میں یہ بات آئی کہ حضور فخر ملت تمہیں اپنی بارگاہ میں حاضری دینے کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں گویا کہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضری دے کر اپنی پریشانیوں کیلئے آپ سے التجاء کروں۔ لہذا میں حضور فخر ملت کے روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور حضور والا کی برکت سے میرے پریشانیاں ختم ہو گئیں۔

حضور فخر ملت کی نظر کرم کا کمال

سید امیر شاہ جماعتی فیصل آباد والے بیان کرتے ہیں کہ حضور فخر ملت محبتوں، خوشبوؤں اور رحمتوں بھری ہستی مبارکہ تھی۔ جب بھی حضور فخر ملت فیصل آباد تشریف لاتے تھے۔ اگرچہ میں غریب تھا لیکن آپ مجھے یاد فرماتے تھے اور اکثر میرے غریب خانہ پر جلوہ افروز ہوتے تھے۔ ایک دفعہ حضور والا فیصل آباد میں میرے لکڑیوں کے ٹال پر تشریف لائے میں آپ

کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کو چنیوٹ سے کسی پیر بھائی نے فون کیا ہمارا ایک مریض ہے جسے جوڑوں کی بہت زیادہ تکلیف ہے وہ چلنے پھرنے سے عاجز آ گیا ہے۔ ہم اُسے آپ کی خدمت عالیہ میں علی پور شریف لے کر آ رہے ہیں۔ آپ نے اُن کو فرمایا میں فیصل آباد میں ہوں اور تم ادھر شاہ صاحب کے ٹال پر آ جاؤ۔ وہ کچھ دیر کے بعد آ گئے چار آدمیوں نے اُس آدمی کو جس کو جوڑوں کا درد تھا پکڑ کر گاڑی سے اُتارا۔ جب آپ کے پاس آئے تو حضور فخرِ ملت نے مجھے فرمایا۔ شاہ جی اِس کو قہوہ پلاؤ ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔ میں نے اُس شخص کو قہوہ دیا۔ اُس نے پیا۔ قہوہ پینے کے بعد آپ نے اُس شخص سے پوچھا بتاؤ اب کیا حال ہے۔ وہ شخص عرض کرنے لگا جناب اب مجھے کوئی جوڑوں کا درد نہیں ہو رہی۔ پہلے اُس کو چار آدمیوں نے سہارا دے کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر کیا تھا یہ فقط آپ کی نظر کرم کا کمال تھا اور آپ کے فرمانے سے کہ یہ ابھی ٹھیک ہو جائے گا تندرست ہو گیا۔ پھر وہ شخص خود اُٹھ کر بغیر کسی سہارے کے چلنے لگا اور گاڑی تک چل کر گیا ہم سب آپ کی کرامت دیکھ کر حیران ہو گئے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ مجھے نعیم اکبر جماعتی نے گجرات سے بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بہت بیمار ہو گیا۔ کام کاج بھی نہیں تھا۔ میں بہت ہی مشکل میں تھا۔ میری زوجہ بہت پریشان رہتی تھی میں اُسے کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل پر بھروسہ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ایک رات میری زوجہ نے خواب دیکھا کہ ہم دونوں ایک خاردار راستے سے گزر رہے ہیں اور دونوں طرف گتے ہی گتے ہیں اور راستے کی دوسری طرف حضور فخرِ ملت پیر سید افضل حسین شاہ کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ آ جاؤ آ جاؤ یہ گتے تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اس کے بعد میں تندرست ہو گیا میرے حالات بھی پہلے سے بہت ہی اچھے ہو گئے ہیں اور تمام پریشانیاں بھی ختم ہو گئی ہیں۔ حضور والا کی مجھ پر بے شمار عنایات ہیں جن کو میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔

سیرت و کردار کا حسین ماڈل

حضور قبلہ فخرِ ملت رحمۃ اللہ علیہ عقل و دانش۔ حکمت و بصیرت عفو و درگزر اور سیرت و کردار کا حسین ماڈل تھے۔ آپ کی گفتگو دانشمندی اور عقلمندی کا خوبصورت مرقع ہوتی تھی ایک ایک لفظ عقل و دانش سے بھرپور ہوتا تھا۔ آپ کی گفتگو میں تصنع و بناوٹ نام کو نہ تھی۔ تکبر و غرور کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا۔ آپ کا وعظ روحوں کو شاداب کر دیتا تھا اور جسموں کو سرسبز شاداب کر دیتا تھا۔ آپ

کی حیات مبارکہ لاریب آپ کے متوسلین و مریدین کیلئے بہترین ماڈل و نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

حضور فخر ملت کے اخلاق حسنہ اور سیرت و کردار کے متعلق محترم سید اشفاق شاہ عرف خالو جی علی پور سیداں نے مجھے بتایا کہ افضل پیر صاحب کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ روزہ رکھ کر نماز فجر کے بعد سیر کرنے جاتے تھے۔ پیر صاحب سے کسی نے پوچھا جناب آپ روزہ رکھ کر سیر کرنے جاتے ہیں۔ آپ آرام کرلیا کریں۔ قبلہ پیر صاحب نے فرمایا روزے کا مقصد تو یہ نہیں کہ بندہ روزہ رکھ کر سو جائے میں تو اس لئے چلتا ہوں کہ مجھے بھوک لگے تا کہ مجھے غریبوں کی بھوک کا احساس ہو اور غریبوں، مسکینوں کی کوئی خدمت کی جائے۔

محترم سید اشفاق شاہ صاحب نے ہی بتایا کہ ایک دفعہ حضور فخر ملت حویلی کے باہر بیٹھے ہوئے تھے۔ حویلی کے سامنے جو زمین ہے اُس میں جانوروں کیلئے چارہ وغیرہ اُگایا ہوا تھا۔ کسی شخص کا جانور کھیت میں داخل ہو کر چارہ کھانے لگا۔ کسی شخص نے اس جانور کو پتھر مار کر کھیت سے باہر نکال دیا۔ قبلہ پیر صاحب نے اُس شخص کو اپنے پاس بلوایا جب وہ شخص آپ کے پاس آیا پیر صاحب نے اُس شخص سے پوچھا بتاؤ اگر تم کھانا کھا رہے ہو کوئی شخص تمہارے آگے سے کھانا اُٹھالے اور تمہیں کہے کہ یہاں سے چلے جاؤ تو پھر تمہارے دل پر کیا گزرے گی

پیر صاحب قبلہ فرمانے لگے یہ جانور بھی اللہ تعالیٰ عزوجل کی مخلوق ہے اگر یہاں سے کوئی جانور کھاتا ہے۔ تو اسکو کھانے دو ہم نے یہ چارہ جانوروں کیلئے ہی لگایا ہوا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت جانوروں پر بھی شفقت فرمایا کرتے تھے۔

تحمل و برداشت

حضرت فخر ملت کی ہستی میں مبارکہ تحمل و برداشت حد درجہ پائی جاتی تھی۔ آپ کی شخصیت تحمل بردباری۔ صبر۔ ایثار اور برداشت کا زندہ ماڈل تھی۔ آپ کی زندگی میں بڑے بڑے حادثات آئے۔ مشکلیں پیش آئیں۔ مخالفتیں ہوئیں لیکن آپ نے تحمل و برداشت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا یہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ آپ صبر و برداشت اور ایثار و قربانی کا عظیم پیکر تھے۔ میانہ روی و اعتدال پسندی آپ کی حیات مقدسہ کا جزو لازم تھی۔ آپ نے کبھی کسی کو برا بھلا نہیں کہا حتیٰ کہ اپنے مخالفین کیلئے بھی دعائیں کیا کرتے تھے۔ کبھی غصہ نہیں فرماتے تھے ہر کسی

کے ساتھ نرم دلی اور فراخ دلی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ غلطیوں اور خطاؤں کو معاف کرنے والے تھے۔ اپنے مریدین اور متوسلین کی عزت وتکریم کرنا آپ کا شیوہ تھا۔

حضور فخرِ ملت قدس سرہ العزیز کی ساری زندگی ان تھک محنت۔ مسلسل تبلیغ اسلام کیلئے وقف رہی۔ روزانہ ہزاروں زائرین سے ملاقات کرنا اُن کے مصائب و پریشانیاں سننا اور اُن کیلئے دعائیں کرنا۔ اُن کو حوصلہ دینا آپ کا معمول تھا۔ حضور قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے عظیم مشن اور پیغام مصطفےٰ ﷺ کو دنیا میں عام کرنے کیلئے آپ نے کبھی اپنی صحت و آرام کا لحاظ نہ رکھا۔ ساری ساری رات جلسوں سے خطاب فرماتے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ حضور فخرِ ملت نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ حکم خداوندی کے مطابق گزارا۔ اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ترویج واشاعتِ خدمت اسلام کی اور سلسلۂ نقشبندیہ پر کاربند رہتے ہوئے فیضانِ حضرت امیر ملت محدث علی پوری اور فیضان سرور دو عالم ﷺ کو مخلوقِ خدا تک پہنچایا۔ آپ نے اپنے علم وفضل کو اپنی ذات تک محدود نہ رکھا بلکہ عوام الناس کی فلاح و بہبود اور ترقی کیلئے وقف کردیا۔ لوگوں کی رہنمائی کی ان کے مسائل حل کیے۔ اور مذہبی و دینی میدان میں کامیابی کی ساتھ ایک عظیم مجتہد شیخ طریقت کا کردار ادا کیا۔ آپ کی اس مساعی جمیلہ پر پوری ملت اسلامیہ آپ کی مشکور وممنون ہے۔ حضور فخر ملت کے تصرفات وفیوضات رہتی دنیا تک مخلوق خدا کے لئے رہنمائی وکامیابی کا مژدہ جانفزا سناتے رہیں گے۔

باب ہفتم

فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی مقام

فخر ملت قطب الاقطاب اور غوث اعظم

”وہ خدا کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھے جو زمین پر چلتے تھے لیکن آسمان کی بلندیوں پر اُڑتے پھرتے تھے۔ وہ خدا کے رازوں میں سے ایک راز تھے۔ جو روحانیت کے اُفق پر روشن وتاباں تھے وہ راہنمائی اور قوت اختیارات کا منبع اور ماخذ تھے“

ایک قطب کے پانچ بلند ترین درجات ہوتے ہیں

(۱) قطب (۲) قطب البلاد (۳) قطب المتصارف

(۴) قطب الارشاد (۵) قطب الاقطاب

(۱) قطب

قطب وہ ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اختیارات عطاء فرماتا ہے وہ پیغمبر پاک ﷺ کے روحانی چشمے سے علم وتصوف کی خیرات حاصل کرتا ہے۔ اور دنیا میں تقسیم کرتا ہے وہ پیغمبر پاک کی ذاتِ ستودہ صفات سے نئے علم کی روشنی حاصل کرتا ہے یہ قطب کا پہلا درجہ ہے۔

(۲) قطب البلاد

قطب البلاد کے ذمہ دنیا کا نظام مسائل کا حل ہوتا ہے۔ وہ مخلوق خداوندی کی ضروریات اور مسائل کے حل میں مدد دیتا ہے۔

(۳) قطب الارشاد

قطب الارشاد لاکھوں اولیاء اللہ کا سربراہ ہوتا ہے۔ ان اولیاء اللہ کو مشورے۔ راہنمائی اور نصیحت کرتا ہے۔

(۴) قطب المتصارف

قطب المتصارف وہ ہوتا ہے جو دلوں کے راز تک جانتا ہے اور اسے دنیا کے بارے میں ہر قسم کی معلومات ہوتی ہے۔

(۵) قطب الاقطاب

قطب الاقطاب کو تمام اقطاب پر برتری حاصل ہوتی ہے۔ یہ نگرانی بھی کرتا ہے۔ وقت کے اقطاب پر اسکا حکم بھی چلتا ہے۔ یہ حضور سرور کائنات ﷺ سے انتہائی قربت رکھتا ہے اور ہر وقت حضورؐ کے ساتھ رابطے میں ہوتا ہے۔ اور سیدنا محمدؐ کے فیضان کا وارث ہوتا ہے۔

غوث الاعظم

اور ان تمام اقطاب کا سربراہ اور روحانی پیشوا غوث ہوتا ہے۔ وہ مخلوق خدا اور پیغمبر پاک ﷺ کے درمیان اور مخلوق خدا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان بہترین واسطہ ہوتا ہے علمی و روحانی اتھارٹی کا درجہ رکھتا ہے۔ حضرت سید بہاؤالدین نقشبند اپنے وقت کے غوث تھے حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی اپنے وقت کے غوث الاعظم تھے۔ حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ اپنے وقت کے مجدد اور غوث الاعظم تھے۔ رئیس المتکلمین اور زبدۃ العارفین فخر الملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے اور غوث بھی تھے یہ امر حقیقت پر مبنی ہے کہ اقطاب اور غوث براہ راست حضور سرور کائنات سیدنا محمد ﷺ کے دل سے پیدا ہوتے ہیں اور ۲۴ گھنٹے ان کا براہ راست رابطہ آپ ﷺ کی ہستی ستودہ صفات سے قائم و دائم رہتا ہے۔ سارا علم کائنات اور سارے واقعات اور تمام مظاہر طوفانی ہواؤں سے لے کر زلزلے اور بارشیں ان کے علم میں ہوتی ہے۔ ان کا تعلق لازمی طور پر سادات کرام کے خاندان عالیہ سے ہوتا ہے۔ یہ لازمی اور ضروری ہے کہ ان کا شجرۂ نسب مادری اور پدری دونوں لحاظ سے اھل بیت اطہار حسنیؓ اور حسینیؓ ہوتا ہے اگر کسی بھی لحاظ سے وہ پیغمبر پاک سیدنا محمد ﷺ کے خاندان عالیہ مقدسہ سے تعلق نہ رکھتے ہو اور وہ اس قابل ہوں کہ اس سطح تک پہنچ جائیں تو وہ لازمی طور پر حضرت سلیمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے وراثتی تعلق رکھتے ہیں کیونکہ پیغمبر پاک ﷺ نے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اپنے خاندان عالیہ مقدسہ کا فرد قرار دیا تھا۔ اگرچہ حضرت سلیمانؓ فارس ملک کے رہنے والے تھے لیکن پیغمبر پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا "سلیمان منی اھل البیت"

یہ بھی حقیقت ہے کہ کائنات ارضی کا ہر معاملہ ان اقطاب کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے حضور ﷺ تک پہنچتا ہے۔ حضور اکرم آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ہوتا ہوا ان اقطاب تک آتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنا خدائی تخت اٹھانے کیلئے آٹھ فرشتے پیدا کئے" کوئی اور اس تخت کو اٹھا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان آٹھوں فرشتوں کو اس ترکیب سے بنایا ہے کہ بیان سے باہر ہے یہ بلند مقام فرشتے ہیں جو بخوشی یہ فریضہ انجام دیتے ہیں گھمنڈ نہیں کرتے یہ آٹھوں فرشتے اپنی طاقت اقطاب غوث کو فراہم کرتے ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "میں زمین پر اپنا خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں"

جیسا کہ قطب تعداد میں پانچ ہیں جب ایک دنیا سے چلا جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا لے لیتا ہے ہر ایک منفرد قطب ہوتا ہے۔ جو اللہ کے بابرکت ناموں سے علم حاصل کرتا ہے۔ یہ علم اس کو روحانی بلندیوں پر لے جاتا ہے۔ کہ کوئی اسکی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتا۔ حضرت غوث الاعظم کو سات لاکھ بلندترین مقام حاصل ہوتے ہیں جہاں سے وہ زمین کا مشاہدہ کرتے ہے۔

یہ اقطاب خدائی علم، نور مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں روحانی سفر منازل طے کرتے ہوئے علم اور عقل مندی کے سمندر تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور ان کیلئے تمام پردے اُٹھا دیئے جاتے ہیں یہ ایسے بلندترین مقام معرفت و حقیقت پر پہنچ جاتے ہیں جہاں یہ اپنی کھلی آنکھوں سے نظارہ کرتے ہیں۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمینوں کا اور اس کے نور کی مثال ایک روشن چمکتے چراغ کی سی ہے جسے ایک طاقدان میں رکھا گیا ہے اور اسکی روشنی ہر طرف پھیل رہی ہو۔ اقطاب۔ غوث اس منزل پر رُک جاتے ہیں اس کے آگے ان کو روشنی ہی روشنی نور ہی نور دکھائی دیتا ہے۔ اس سے آگے وہ بڑھ نہیں سکتے۔ حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ اولیاء اللہ کے ارفع و اعلیٰ مقام غوث الاعظم اور قطب الاقطاب پر فائز و متمکن تھے۔ آپ قطب الاقطاب غوث الاعظم کی تمام شرائط پر پورے اُترتے تھے۔ تمام منازل طے کر چکے تھے۔ نور محمدی ﷺ اور خدا کی روشن و منور وادیوں میں اُتر چکے تھے۔ وہ اپنے وقت کے قطب بھی تھے۔ قطب البلاد بھی تھے۔ قطب الارشاد بھی تھے قطب المتصارف بھی تھے قطب الاقطاب بھی تھے اور غوث الاعظم بھی تھے وہ حسنیؓ اور حسینیؓ سید تھے اور اشرافیہ سے تعلق رکھتے تھے وہ وارث فیضان سیدنا محمدؐ تھے سائبانِ کرم و آفتاب حرم تھے۔ کربلا کے مسافر حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے لخت جگر تھے۔ اُن کا مقام بلند سے بلندتر ہوتا چلا گیا۔ حق کے روحانی منازل طے کرتے ہوئے آپ قطب الاقطاب اور غوث الاعظم کے انتہائی ارفع مقام پر فائز ہوئے۔

فخر ملت ہے عزو وقار فخر تمنا
ولیوں میں ہے مقام سب سے اعلیٰ تیرا

افضل حسین ہی افضل ہے زمانے میں لوگو !
آسمان کی بلندیوں تک ہے اُجالا تیرا
ظفر حسین رافع حسین اشرف حسین نور حسین
خدا کرے مہکتا رہے یہ گُلِ لالہ تیرا

حضرت فخر ملت کی شان ہی نرالی تھی۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری آپ کو اپنے لئے دعاء کیلئے کہتے تھے۔ حضرت پیر سید نذیر حسین شاہ آپ کو قبلہ عالم مانتے تھے۔ علماء و مشائخ آپ کو مستند حوالہ سمجھتے تھے۔ ساری دنیا کے لوگ اُنہیں سلطان اولیاء کہتے تھے۔ اُن کا علم بھی معتبر تھا اُن کا فقر بھی معتبر تھا وہ ایک قیمتی خوشبو کی مانند تھے۔ جہاں سے گزرتے تھے در و بام مہک اُٹھتے تھے اُنہیں اولیاء اللہ میں بلند ترین مقام حاصل تھا جو بھی اُن کی صحبت بابرکت میں بیٹھتا تھا اُسکی دلی کیفیت تبدیل ہو جاتی تھی وہ پستیوں و گمراہیوں اور جہالتوں سے نکل کر بلندیوں کو چھو لیتا تھا۔ یہ کیفیت اسکی اپنی پیدا کردہ نہ ہوتی تھی بلکہ وہ حضرت فخر ملت کی روحانی قوت او تصرفات کی بنیاد پر ہوتا تھا۔ وہ آپ کی عنایات کی وجہ سے آپ کی صحبت کی وجہ سے اپنے آپ کو حضور سرور کائنات ﷺ کے قریب پاتا تھا اور بڑی تیزی کے ساتھ منازل طے کرتا چلا جاتا تھا۔ کیونکہ آپ کی روحانی قوتیں بڑی تیزی کے ساتھ اپنے مرید صادق کے دل میں اُترتی چلی جاتی تھیں اور اسکے تاریک دل کو نور مصطفیٰ ﷺ سے روشن کر دیتی تھیں۔ جب ایک بندہ قطب الاقطاب غوث الاعظم فخر ملت سید افضل حسین شاہ سے بیعت کر لیتا تھا آپ کا مرید صادق بن جاتا تھا تو حضرت فخر ملت ہر وقت سائے کی طرح اُس کے ساتھ رہتے تھے چاہے وہ جسمانی طور پر آپ سے ہزاروں میل دور ہوتا تھا۔ حضرت فخر ملت کے ہزاروں مریدین نے بارہا اپنے شیخ کامل کو اپنے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اور راہنمائی کرتے ہوئے واقعات میں بیان کیا ہے جو آپ آگے چل کر کرامات فخر ملت کے باب میں پڑھیں گے۔

حضرت پیر سید مسکین علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو مدینہ منورہ میں مقیم تھے بیان فرمایا کہ اُنہوں نے کئی بار حضرت فخر ملت کو روضہ رسول ﷺ پر حاضری دیتے ہوئے دیکھا جب کہ وہ پاکستان میں تھے حضرت فخر ملت کے وقت میں دنیا کا کوئی ولی آپ کے برابر کا نہ تھا۔ آپ کو تمام پیرانِ عظام، علماء کرام پر برتری اور فوقیت حاصل تھی آپ قاسم عطایا تھے اور ساری دنیا آپ سے علمی و روحانی خیرات لیتی تھی آپ کے وقت میں کائنات ارضی کے تمام اولیاء و مشائخ آپ کے زیر سایہ تھے۔

حضرت فخر ملت سلطان الاولیاء

یہ حقیقت ہے کہ طریقت و تصوف میں سلطان الاولیاء کا درجہ تمام اولیاء اور تمام بزرگوں سے بلند تر ہوتا ہے۔ سلطان الاولیاء کے پاس حضور امام الانبیاء ﷺ کا رازِ حقیقت ہوتا ہے وہ رازِ حقیقت جو پیغمبر پاک ﷺ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ڈالا تھا۔ یہ رازِ حقیقت پیغمبر پاک ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں منتقل کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا یہ رازِ حقیقت سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم روحانی الاولیاء کاملین کے واسطوں سے گزرتا ہوا سلطان الاولیاء حضرت فخر ملت کے دل میں منتقل ہوا۔ سلطان الاولیاء کا بلند درجہ پانے والے سلسلہ نقشبندیہ عالیہ کے کاملین مشائخ عظام کی تعداد کچھ زیادہ نہیں۔ حضرت فخر ملت کے شجرہ عالیہ مقدسہ میں موجود ۴۰ کاملین اولیاء اللہ سلطان الاولیاء کے درجہ ولایت پر فائز ہوئے اور آپ کا مقام بھی کسی سے کم نہیں۔ یہ خدائی رازِ حقیقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا محمد کو عطا فرمایا تھا اور آپ کے قلب اطہر میں ڈالا تھا روحانی پیشواؤں کے دلوں سے ہوتا ہوا بالآخر حضرت فخر ملت سلطان الاولیاء کے دل تک پہنچا اور آپ کو مقام غوثیت پر فائز کیا گیا۔

"دنیا کی ہر چیز سلطان الاولیاء کی دسترس میں ہوتی ہے"

کائنات ارضی کی ہر چیز پیغمبر پاک سیدنا محمد ﷺ کے عزت و وقار کی خاطر پیدا کی گئی ہے۔ اور جو چیز بھی پیدا کی گئی ہے وہ پیغمبر پاک ﷺ کے نور کی روشنی سے پیدا کی گئی ہے۔ دنیا میں ہر چیز جو ہم اپنی نگاہوں سے دیکھتے ہیں وہ دراصل اللہ تعالیٰ کے نور کی روشنی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کو بزرگ و برتر مانتے ہیں اور لا الہ اللہ پڑھنے میں پھر اللہ تعالیٰ اس نور کی روشنی کو نور محمد ﷺ کی روشنی میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اللہ اور مخلوق کے درمیان حضور کی ذات قدسیہ کا واسطہ ہے جسکی وجہ سے ہم محمد رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں۔

ہر وقت اور ہر دو میں ایک بزرگ کامل ہوتا ہے جو ان ساری نورانی روشنیوں کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ حضرت فخر ملت کے دور میں یہ ذمہ داری آپ کو عطا کی گئی تھی آپ سفیر رسول ﷺ تھے شہزادہ رسالت مآب ﷺ تھے۔ اور پیغمبر پاک کے نمائندے تھے حضرت امیر ملت محدث علی پور کے بعد حضرت فخر ملت کو تمام نورانی و روحانی قوتیں عطاء کر دی گئی تھیں

فخر ملت کی دلوں پر حکمرانی

حضرت فخر ملت کی لاکھوں دلوں پر حکمرانی تھی۔ وہ اپنے وقت کے روحانی پیشوا تھے لاکھوں لوگ اُن سے راہنمائی حاصل کرتے تھے۔ حضرت فخر ملت سے بیعت کرنے والے تمام لوگ قیامت کے دن آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے حضرت فخر ملت کو ہر لحہ اپنے مریدین کی خبر ہوتی تھی آپ تمام مریدین کی رکاوٹیں دور کرتے تھے۔ آسانیاں پیدا کرتے تھے دراصل فخر ملت مریدین کی قسمت بدلنے پر قادر تھے فخر ملت رنگ و نور کی آبشار تھے جو اپنے متوسلین کے دلوں کو نور مصطفی ﷺ سے روشن و منور کر دیتے تھے وہ محبتوں کا مرکز و محور تھے۔ حضرت فخر ملت کے وقت میں موجود تمام اولیاء اللہ آپ کو نور مصطفی ﷺ کا علمبردار اور منبع و ماخذ یقین کرتے تھے اور آپ سے روشنی و راہنمائی مستعار لیتے تھے کبھی کوئی درست طور پر اُنکی روحانی پرواز اور علمی درجات کا اندازہ نہ لگا سکا حضرت فخر ملت کی زیارت کرنے والے اور آپ کی صحبت میں چند لمحے بیٹھنے والا اپنے آپ کو دربار رسالت مآب ﷺ میں پاتا تھا اور اپنی خوش بختی پر رشک کرتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ کسی عام شیخ طریقت یا ولی اللہ کی صحبت میں بیٹھا ہوا نہ ہوتا تھا بلکہ وہ سلطان الاولیاء فخر ملت جو کہ غیر معمولی روحانی قوتوں کے پیکر تھے کے زیر سایہ ہوتا تھا جتنا کوئی زیادہ آپ کے قریب ہوتا اور آپ کی مجلس میں بیٹھتا وہ اتنا ہی زیادہ بلند درجات پاتا تھا اور آپ کے روحانی و نورانی رنگ میں رنگ جاتا تھا حضرت فخر ملت خدائی معجزات میں سے ایک معجزہ تھے۔ وہ اپنے وقت کے نمایاں کامل شیخ طریقت تھے آپ کی ولایت کاملہ کا کوئی ادراک نہ کر سکتا تھا مریدین فقط اپنے شیخ کی طرف اپنی دلی رغبت اور کشش کو سمجھ سکتے تھے۔

آپ کے مریدین تو اس راز کو بھی نہ سمجھ سکے کہ اُن کے دل اس انداز میں آپ کی طرف کیوں کھینچے چلے جاتے تھے۔ آپ کے تصرفات کی وجہ سے آپ کی نگاہِ کرم سے اُن کی دلی کیفیت کیوں بدل جاتی تھی۔ اس کی وجہ فقط یہ تھی کہ وہ ایسے ولی کامل اور غوث وقت تھے اور اُن کو وہ روحانی قوت حاصل تھی جسکا کوئی ثانی نہ تھا۔

حضرت فخر ملت عام حالات میں عموماً کرامات کا ظہور نہ فرماتے تھے۔ آپ نمائش اور دکھلاوے یا تکبر و گھمنڈ کے سخت خلاف تھے آپ اپنی روحانی قوتوں کی اپنی برتری کے اظہار کیلئے استعمال نہ کرتے تھے آپ کی کرامات عام طور پر مختلف نوعیت کی ہوتی تھیں۔ آپ روحانی طور پر ہر وقت اپنے مریدین و متوسلین کے ساتھ ہوتے تھے اور اپنے روحانی تصرفات سے اُن کی خبر گیری کرتے تھے اگر کسی وقت آپ کا کوئی مرید آپ کو مدد کیلئے پکارتا تو آپ اُس کی طرف

روحانی تصرف فرماتے تھے اور اُسکے دل کو روحانی روشنی سے منور کر دیتے تھے۔ یہ روحانی روشنی آپ اپنے دل سے مرید کے دل میں داخل کرتے تھے۔ بے شک وہ آپ سے ہزاروں میل کے فاصلے پر ہوتا تھا۔ اس روحانی روشنی سے مرید کے دل کو تقویت ملتی تھی وہ پہلے سے زیادہ بہتر پوزیشن میں آجاتا تھا اپنے اندر قوت محسوس کرتا بہتر طور پر مشکلات و حادثات کا سامنا کرتا اور اُس سے بچ نکلتا تھا جس طرح سے پیغمبر پاک ﷺ کے سنہری وقت میں آپ کے قلب اطہر سے نور کی شعاعیں صحابہ کرام کے پاکیزہ دلوں میں داخل ہوتیں۔ بالکل اسی طرح سے حضرت فخر ملت کے دور میں نور کی شعاعیں آپ کے دل سے آپکے مریدین و متوسلین جو آپ کی مجلس مبارکہ میں حاضر ہوتے داخل ہوتیں تھیں۔

حضرت فخر ملت اپنی روحانی حالت میں ایک وقت میں کئی جگہوں پر موجود ہوتے تھے نقشبندی سلسلہ کے ایک عظیم روحانی بزرگ حضرت بایزید بسطامی کے بارے مشہور ہے کہ ایک وقت میں آپ تقریباً چوبیس ہزار مختلف جگہوں پر موجود تھے اِن جگہوں پر عبادات میں مصروف تھے اُن علاقوں، جگہوں میں ہزاروں لاکھوں لوگوں نے گواہی دی کہ اُنہوں نے بایزید بسطامی کے ساتھ اِن جگہوں پر جمعۃ المبارک پڑھا۔

حضرت فخر ملت کی ہستی مبارکہ طاقت کا سرچشمہ تھی آپ ساری ساری رات محافل میلا سے خطاب فرماتے تھے وہ رحمتوں کے بے کراں سمندر تھے اُن کے چہرہ اقدس پر نور مصطفیٰ ﷺ و نور خدا کی روحانی روشنیاں جگمگاتی تھیں ماحول کو منور و تاباں کر دیتے تھے نور علم لوگوں کے ذہنوں میں سرایت کر جاتا تھا آپ کی زبان اقدس سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ لوگوں کے دلوں کی اتھاہ گہرائیوں میں اُترتا چلا جاتا تھا۔ روحانیت کے پردے اُٹھ جاتے تھے۔ حاضرین و سامعین اپنے اندر عجیب و غریب طمانیت و سکون محسوس کرتے تھے۔ اُن کے جسموں میں روحانی قوت پیدا ہو جاتی تھی۔ اُن کے گناہ ختم ہو جاتے تھے۔ اور اُن کی پریشانیاں اور مصیبتیں کم ہو جاتی تھیں وہ شادابی و تازگی محسوس کرتے تھے۔ فخر ملت کی ہستی مبارک میں خداداد صلاحیتیں و قوتیں تھیں۔ وہ گنہ گاروں کو برائی کے گڑھوں سے نکال کر پیغمبر پاک ﷺ کی ہستی مبارکہ سے جوڑ دیتے تھے۔ لوگوں کا خدا کی ذات سے ٹوٹا ہوا رشتہ بحال کر دیتے تھے۔

دور جدید روحانیت اور فخر ملت

دور جدید گلوبلائزیشن مادیت پرستی اور تیز رفتاری کا دور ہے علمی مذہبی میدان میں نئے اُفق عیاں ہو رہے ہیں دنیا تحقیق اور علم کے شعبے میں بہت ترقی کر چکی ہے سوچنے کا انداز بدل چکا ہے لیکن یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ روحانیت وتصوف کی ضرورت بھی اُتنی ہی شدت کے ساتھ محسوس کی جارہی ہے اگرچہ لوگ، روحانیت، تصوف وطریقت سے بہت دور ہیں ذہنی اور نفسیاتی طور پر مادیت پرستی کے شکنجوں میں جکڑے ہوئے ہیں لیکن تعلیم یافتہ لوگ روحانیت ،تصوف کی ضرورت واہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہمارا مذہب اسلام ہے اسلام کے بے شمار پہلو ہیں تصوف وطریقت اسلام کا شعبہ ہے جو اسلام کو عظمت خوبصورتی مضبوطی عطاء کرتا ہے مذہب کو گہرائی میں جا کر سمجھنے اور عمل پیرا ہونے کا موقع دیتا ہے آیئے قرآن پاک سے ایک مثال لیتے ہیں جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے۔

"وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ"

ترجمہ: "جب میرے بندے میرے متعلق پوچھتے ہیں تو میں درحقیقت اُن کے قریب ہوں"۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔"

ترجمہ: "اے ایمان والوں! اللہ سے ڈرو اور ایمان لاؤ اسکے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اور وہ آپ کو دوگنا نوازے گا اور تمہارے لیے روشنی پیدا کرے گا جس سے تمہیں راستہ ملے گا اور تمہیں معاف کر دے گا اور بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے"

پھر اللہ تعالیٰ روحانی شخصیات اور اُن کے اعلیٰ درجات کے بارے فرماتا ہے

"وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا"

ترجمہ: "اور اللہ کے بندے وہ عظیم ہوتے ہیں جو زمین پر بڑی عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل اُن سے مخاطب ہوتے ہیں تو انہیں سلام کرتے ہیں"

یہ امر حقیقت ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جب آپ ان کو دیکھتے ہیں تو اُن کے چہروں پر بہت زیادہ روشنی ہوتی ہے اور وہ اللہ کی مخلوق کی بڑی سخاوت کے ساتھ مدد کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بہترین لوگ قرار دیتا ہے۔

سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کے بارے میں فرماتا ہے

"وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا"

ترجمہ:" اور وہ جو صبر کرتے ہیں اور صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اُس کے چہرے کو دیکھتے ہیں اور اپنی نظریں نہیں ہٹاتے نہ تو نمود نمائش کو دیکھتے ہیں اور نہ ہی کوئی ایسا حکم مانتے ہے جو اُسکے حکم کے خلاف ہو"

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔قد متم خیر مقدم و قد متم من الجهاد الد صغر الی الجهاد الاکبر ، مجاهده العبده هواه ترجمہ: اب ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف واپس آتے ہیں جو کہ اپنی ذات کے خلاف جہاد ہے۔

دور جدید میں حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے مختصر سے وقت میں دنیا کے کونے کونے میں تصوف وطریقت اور روحانیت کی روشنی پھیلائی ، اسلام کی حقیقی معنوں میں تشریح کی ۔ بڑے بڑے جلسوں، کانفرنسوں سے خطاب کیا۔ آپ نے قرآن وحدیث کے حوالوں سے ثابت کیا کہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو کہ انسانیت کی صحیح ترقی کا راز ہے۔

حضرت فخر ملت دور جدید کے عظیم محدث تھے۔ وہ قرآن کریم کی تشریح اور احادیث کی تشریح بڑے خوبصورت پیرائے میں فرماتے تھے وہ قدیم اور جدید کا حسین امتزاج تھے خبر بھی رکھتے تھے اور نظر بھی رکھتے تھے۔ اور علم نافع رکھتے تھے

حقیقی شیخ طریقت وہ ہوتا ہے جو صحیح معنوں میں اپنے مریدین کو راہنمائی فراہم کرتا ہے قرآن وحدیث کا سبق پڑھاتا ہے۔ برے کاموں سے روکتا ہے اور انہیں صراط مستقیم پہ چلاتا ہے کامل شیخ طریقت کی راہنمائی زندگی میں کامیابی وکامرانی کیلئے ضروری ہوتی ہے۔

حضرت فخر ملت روحانیت کے عظیم بادشاہ تھے۔ تصوف کے مسافر کا سفر آسان بنا دیتے تھے۔ آپ کا خانقاہی نظام روحانیت کا ایسا چشمہ تھا جہاں سے کبھی کوئی پیاسا نہ گیا۔ جو بھی آیا بامراد گیا۔ نامرادی وناکامی کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ مہینوں سالوں کا سفر چند لمحوں میں طے ہو جاتا تھا بقول علامہ اقبال

اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام

اس دنیا کو میں اک بحر بیکراں سمجھا تھا

حضرت فخر ملت کی ذات قدسی میں فرشتوں جیسی صفات پائی جاتی تھیں حضور اکرم ﷺ کے عطا کردہ علوم آپ کے پاس تھے آپ کا واسطہ اور تعلق ہر گھڑی اور ہر وقت حضور ﷺ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے جڑا ہوتھا۔

حضرت فخر ملت برکتوں ورحمتوں کا خزانہ تھے وہ فقط وراثتی شیخ طریقت نہ تھے۔ دراصل وہ تو حقیقی اور اصلی کامل شیخ طریقت تھے جو چلتے زمین پر تھے لیکن رہتے جنتوں میں تھے۔

تصوف وطریقت میں شیوخ کی کئی اقسام ہیں

(۱) شیخ بارکہ

یہ ایسا شیخ طریقت ہوتا ہے جسکو وراثت میں ولایت وقیادت حاصل ہوتی ہے وہ بذات خود روحانی قوتیں نہیں رکھتا لیکن اپنے بزرگوں کی عطاء کردہ روحانی طاقت سے لوگوں کے مسائل حل کرتا ہے۔

(۲) شیخ احوال

یہ ایسا شیخ طریقت ہوتا ہے جو کہ حقیقی معنوں میں لوگوں کے احوال کو سمجھتا ہے۔ روحانی قوت رکھتا ہے۔ اور درست سمت میں راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ تصوف طریقت میں وہ اتھارٹی ہوتا ہے۔ علم وعمل کا حامل ہوتا ہے۔ اور اپنی روحانی قوت کو آگے منتقل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے

(۳) شیخ تربیت

ایسا شیخ طریقت جو تصوف وطریقت کی راہوں میں درست طور پر اپنے مریدین و متوسلین کی راہنمائی کرسکتا ہے علمی وروحانی منازل طے کر چکا ہوتا ہے۔ جس کو چاہے علمی وروحانی طاقت ٹرانسفر کرسکتا ہے اپنے مریدین کی اسلامی تعلیمات کے مطابق تربیت وراہنمائی کرتا ہے شیخ تربیت کو اذن یعنی اجازت حاصل ہوتی ہے۔ وہ سلسلہ میں خلافتیں عطاء کرتا ہے۔

(۴) شیخ مکتب

ایسا شیخ طریقت معلم ومدرس کا کردار ادا کرتا ہے اسے علمی میدان اور فلسفہ وحکمت میں اتھارٹی سمجھا جاتا ہے۔ اپنے مقدس علم روحانیت سے علم کے متلاشی مریدین کو درس دیتا ہے۔

علمائے کرام ایسے شیخ طریقت سے فقہ وحدیث تصوف وطریقت کا سبق پڑھتے ہیں یہ شیخ اپنی تقاریر ووعظ اور تحریروں کے ذریعہ سے علم کی روشنی دنیا میں پھیلاتا ہے قرآن کریم کا علم بھی رکھتا ہے اور حدیث کے علم پر بھی اُس کو مکمل دسترس حاصل ہوتی ہے اس سے لوگ آداب مجلس سیکھتے ہیں یہ تصوف کے کلچر کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ شیخ مکتب کو پوری دنیا تعظیم وتکریم کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور علمی اتھارٹی کا درجہ دیتی ہے۔

(۵) شیخ ہدایت

نویں صدی میں تصوف کے باقاعدہ ادارے قائم ہونے شروع ہوئے اور مریدین اور شیخ طریقت کے درمیان تعلق کا انداز تبدیل ہوا اور اللہ کے مقرب بندوں کو دنیا میں صحیح معنوں میں اتھارٹی تسلیم کیا جانے لگا منظم ادارے بنے اور شیوخ نے نیا کردار ادا کرنا شروع کیا مریدین اپنے شیخ سے باقاعدہ تصوف کا علم پڑھنے لگے خانقاہی نظام کی بنیاد پڑی۔ شیخ ہدایت اُس شیخ طریقت کو کہتے ہیں جسکی نگرانی میں باقاعدہ خانقاہی نظام چل رہا ہو جسمیں علمی، روحانی، راہنمائی، فراہم کی جارہی ہو۔ شیخ ہدایت اپنے مریدین کی اخلاقی، عقلی، راہنمائی کرتا ہے۔ شیخ ہدایت مرحلہ وار اپنے مریدین ومتوسلین کی تربیت کرتا ہے اُن کو عالم دین اور مذہبی پیشوا بناتا ہے اور اسطرح سے دنیا میں اسلام کے پھیلانے میں ہزاروں لوگوں کو تربیت دیتا ہے۔

ایک کامل شیخ طریقت کے درجات اور منازل طے کرنے کیلئے مندرجہ ذیل بنیادی ضروریات ہیں۔

(۱) پختہ ایمان رکھنے والا پکا سنی العقیدہ انسان ہو۔
(۲) ایک عالم دین ہو اسلامی قوانین فقہ وحدیث کا علم رکھتا ہو۔ مذہبی سوالات کے جواب دے سکتا ہو۔
(۳) روحانی سلسلہ میں تربیت ورہنمائی کی مکمل صلاحت رکھتا ہو۔
(۴) مثالی شخصیت رکھتا ہو اور بااخلاق ہو۔
(۵) تصوف وطریقت کے بنیادی پہلوؤں کو جانتا ہو۔ فناء، بقاء، معرفت۔
(۶) اللہ کے احکامات اور حضور ﷺ کی سنت پر کاربند بھی ہو اور پرچار بھی کرتا ہو
(۷) اللہ اور رسول ﷺ کی اجازت کسی مستند سلسلہ میں کسی کامل روحانی بزرگ سے اسی کو حاصل ہو۔

اس تحقیق سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ شیخ طریقت ملت اسلامیہ حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ مندرجہ بالا تصوف وطریقت میں شیخ کامل کی تمام شرائط پر پورے اترتے تھے ۔آپ نے ایک عظیم علمی وفکری تحریک کی بنیاد رکھی۔ خانقاہی نظام کی بحالی اور ترویج کیلئے سلسلہ نقشبندیہ عالیہ کو اپناتے ہوئے گراں قدر خدمات سرانجام دی۔ آپ شیخ بارکہ بھی تھے۔ شیخ احوال بھی تھے شیخ مکتب بھی تھے۔ شیخ تربیت بھی تھے۔ شیخ ہدایت بھی تھے۔ شیخ بارکہ اس لحاظ سے کہ آپ کی مقدس ہستی برکات وفیوضات کا منبع وماخذ تھی۔ جہاں بھی تشریف لے جاتے تھے برکتوں اور رحمتوں کا نزول مسلسل بارش کی طرح برستا تھا۔ آپکے مریدین نے ہزاروں کی تعداد میں آپ کی برکات پر مبنی کرامات ہمیں ارسال کی ہیں جن کو ہم سیرت کی ایک کتاب میں بیان یا تحریر نہیں کرسکتے الغرض حضرت کی شخصیت اقدسہ برکات اور رحمتوں کا بیش قیمت خزانہ تھی۔

شیخ احوال کے درجہ کو پرکھیں تو ہم پر حقیقت کھلتی ہے کہ حضرت فخر ملت کی شخصیت مبارکہ ایسی طلسماتی شخصیت تھی کہ اپنے مریدین ومتوسلین کے احوال سے مکمل آگاہی رکھتے تھے ۔لوگوں کے کچھ بتانے سے پہلے ہی اُن کے احوال اور دل کے راز بتادیتے تھے۔ اور اُن کی پریشانیوں مسائل کو دور کردیتے تھے۔ شیخ تربیت بھی تھے۔ علم وحکمت کا کوہ ہمالیہ تھے اپنے مریدین کی تربیت کا اہتمام کرتے تھے۔ احکام شریعہ کی پابندی اپنے متوسلین پر لازم قرار دیتے تھے اخلاقی روحانی علمی تربیت پر خاص توجہ دیتے تھے۔ عظیم شیخ مکتب تھے۔ رازی کا فلسفہ بھی جانتے رومی کا لہجہ بھی رکھتے تھے تلقین غزالی بھی کرتے تھے۔ اپنے وقت کے جید محدث بھی تھے۔

محرک تھے محدث تھے معلم تھے مدرس تھے
سمٹ اک شخص میں آیا سارا جہاں معلوم ہوتا تھا

حضرت فخر ملت کی ہستی مبارکہ کو جانشین امیر ملت اور شیخ ہدایت ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ وہ امیر ملت محدث علی پوری کے عطاء کردہ خانقاہی نظام کے سربراہ تھے اور یہ حقیقت تسلیم شدہ ہے کہ اُنہوں نے حضرت امیر ملت کے عظیم روحانی مشن کی بحالی اور تکمیل کیلئے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ خاندان امیر ملت۔ امیر ملت کے چاہنے والے اور فخر ملت کے لاکھوں کروڑوں مریدین حضرت کی ان تھک کوششوں کا برملا اظہار کرتے ہیں انہوں نے کمال دانشمندی اور حکمت بصیرت کے ساتھ حضرت امیر ملت کے نام کو پوری دنیا میں روشن کیا۔ آپ خاندان امیر ملت محدث علی پوری کیلئے عزت وتکریم کا باعث بنے ایک نکتہ کمال پہ پہنچے ہوئے شیخ ہدایت

کا کردار ادا کیا۔

فخر ملت فقیہہ اعظم

اُمت مسلمہ کو آج ایسے علماءِ کرام وصوفیائے عظام کی اشد ضرورت ہے جو دنیا کو اسلام کا درست تصور بتا سکیں ۔ درست اور غلط، حلال وحرام میں تمیز کر سکیں جو حق پر یقین کریں اور باطل کی مخالفت کریں امت مسلمہ میں آج ایسے سکالرز اور صوفیائے کرام کی بہت کمی ہے اس کے برعکس آج اسلام کے نام پر منظم انداز میں غلط نظریات کا پرچار کیا جارہا ہے جو مسلمانوں کیلئے بڑے دکھ کا باعث ہے۔ اگر علماء کرام اپنے ضمیر کی آواز سنیں اور اسلام کے ساتھ خلوص اور وفاداری کا ثبوت دیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی صحیح تعلیمات کا پرچار کریں تو حالات تبدیل ہو سکتے ہیں۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْا ترجمہ: ''اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو''

اگر ہم اسلامی تاریخ کا بغور مطالعہ کریں تو تحقیق سے یہ ثابت ہوگا کہ دور جہالت میں حضور سرور کائنات ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے ان تھک محنت کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں اور مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک اسلامی تعلیمات پھیلائیں ان کے بعد تصوف وطریقت میں علماء کرام، صوفیائے عظام نے اپنے دعوت وارشاد کے ذریعہ سے اسلام کو پھیلایا۔ انہوں نے قرآن وسنت کا درست مفہوم سیکھا اور سکھایا۔ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دنیا میں عام کرنے میں امام ابوحنیفہ۔ امام مالک، امام احمد ابن حنبل، امام شافعی نے اہم کردار ادا کیا ان کے علاوہ حضرت حسن البصری، امام جلال الدین سیوطی امام ابو حامد غزالی، سید احمد الفاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے اپنے ادوار میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

ہم اس حقیقت کو چھپا نہیں سکتے کہ آج دور جدید میں چند لوگ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اور صوفیائے کرام کا بھیس بدل کر اور اپنے آپ کو پیر طریقت ظاہر کر کے عجیب وغریب خیالات عوام الناس میں پھیلا رہے ہیں۔ وہ صحیح اسلامی تعلیمات سے اُمت مسلمہ کو دور لے جارہے ہیں ۔ دراصل حقیقی تصوف کی بنیاد زہد اور احسان پر قائم ہے۔ اسلامی دنیا کے عظیم امام حسن جن کے طریق پر ساری امت مسلمہ کاربند ہے۔ حضرات امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کے استاد

محترم اور روحانی پیشوا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت امام شافعی جنہوں نے شعبان الرائی رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جن کے روحانی پیشوا حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ تھے یہ تمام تصوف وطریقت کے بلند مینار تھے

دنیا کی تمام بڑی بڑی اسلامی یونیورسٹیاں مصر، لبنان، اُردن، یمن کے ممالک شافعی مذہبی مسلک کے پیروکار ہیں اور اُن کے نظریات کو پڑھاتے ہیں سوڈان، مراکش، الجیریا، موریطانیہ، لیبیاء، وغیرہ مالکی مذہبی مسلک پر کاربند ہیں سعودی عرب قطر، کویت عمان، حنبلی مکتبہ فکر رکھتے ہیں۔ ترکی، پاکستان، انڈیا، یورپی ممالک اور روس کی ریاستیں حنفی مذہبی مسلک کے پیروکار ہیں زیادہ تر عدالتیں ان ممالک میں ان مسالک کے علمائے کرام کے فتووں پر انحصار کرتی ہیں

حضرت امام مالک کا مشہور ارشاد گرامی ہے کہ

"مَنۡ تَصوفَ وَ لَم یتفقہہ فَقَدِ تضندق وَمَنۡ تفقہہ و لَم یَتَصوف فَقَدَ تفسق ۔ وَمَنۡ تَصوفَ و تَفقھا فقدَ تَحقق۔" ترجمہ: "جس نے فقہہ کے بغیر تصوف کو پڑھا زندیق ہوا جس نے تصوف کے بغیر فقہہ کو پڑھا فاسق ہوا۔ اور جس نے تصوف بھی پڑھا اور فقہہ کو بھی پڑھا وہ سچائی اور حقیقت تک پہنچا۔"

حضرت فخر ملت کا کمال اور حسن کمال یہ تھا کہ وہ تصوف وطریقت کے بھی بلند مینار تھے اور فقہہ وحدیث کے بھی امام تھے اُنہیں علوم فقہہ علوم نحو ازبر یاد تھے آپ نے اپنے وقت کے نامی گرامی علمائے کرام سے فقہہ کے درس حاصل کئے۔ اور فقہہ اعظم کے عزت وتکریم والے درجہ پر فائز و متمکن ہوئے۔ تصوف وطریقت کے میدان میں تو کوئی اُن کا ثانی نہ تھا اور بڑے بڑے پیران عظام اور مشائخ کرام آپ سے تصوف کا درس لینے آتے تھے۔

آپ نے اپنی بے غرضانہ کوششوں سے پاکستان کے کونے کونے میں صحیح اسلامی تعلیمات کا پرچار کیا اور لوگوں کے عقائد کو درست کیا۔ باطل وفاسق نظریات کی نفی کی۔ اور اپنے قول وفعل سے ثابت کیا کہ وہ بلند پایہ سکالر اسلام ہیں زھد اور احسان اُن کا طریق تھا، دعوت و ارشاد اُن کا وطیرہ تھا۔ نرمی ومحبت ومودت اُن کا شیوہ تھی۔ فراخدلی اور مہربانی انکا کردار تھا۔

حضرت فخر ملت خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منتخب شدہ تھے حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے فیضان کے امین و پاسبان تھے انہوں نے اپنی زندگی اپنی ذات کیلئے نہیں بلکہ اُمت

مسلمہ کی بہتری کیلئے وقف کئے رکھی۔

حضرت فخر ملت ایسے عظیم کامل شیخ طریقت ولی اللہ تھے جنہوں نے کبھی شہرت و دولت کی خواہش نہیں کی۔ آج کے دور میں جب ہر کوئی دولت، شہرت کے پیچھے بھاگتا ہے۔ آپ نے عاجزی و انکساری کا مظاہرہ کیا۔ سادگی اپنائے رکھی۔ مادیت پرستی کے دور میں روحانیت کی قندیل روشن کی وہ تو ایک ''زاہد'' تھے اور اللہ کی ذات پر کامل یقین ''بھروسہ رکھتے تھے۔

'' وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ '' ترجمہ: ''ہم نے نہیں بنائے جن اور انسان سوائے اپنی عبادت کے''

حضرت فخر ملت شریعت الٰہی، سنت رسول ﷺ کی مکمل پابندی کرتے تھے۔ اپنے مریدین پر بھی پابندی لازم قرار دیتے تھے۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ عبادت الٰہی سنت رسول ﷺ کی پیروی میں گزرتا تھا۔

فخر ملت اور حقیقت تصوف

پیغمبر پاک ﷺ کے سنہری دور میں تصوف ایک حقیقت تھی لیکن آج تصوف کا نام تو موجود ہے لیکن حقیقت کو فقط چند لوگ سمجھتے ہیں دراصل تصوف محبت ہے۔ تصوف تکمیل ہے تصوف عاجزی ہے۔ تصوف حقیقی اسلام ہے۔ تصوف امن ہے۔ تصوف برداشت ہے۔ تصوف زاہد ہے۔ تصوف احسان ہے۔ تصوف علم روحانیت ہے تصوف وہ روشنی ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر پاکؐ کے ذریعہ سے پھیلائی۔ اس روشنی کو دنیا میں عام کرنے کیلئے فلاح و بہبود کا ذریعہ بنانے کیلئے اولیاء کاملین نے اہم کردار ادا کیا۔

کامل ولی اللہ اور کامل صوفی وہ ہوتا ہے۔ جو ہر لمحہ اللہ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے

سورۂ بقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''تم مجھے یاد کرو اور میں تمہیں یاد کروں گا''

سورۂ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو اُٹھتے۔ بیٹھتے، سوتے یاد کرتے ہیں''

اللہ کا ذکر انسان کے دل کو قوت بخشتا ہے۔ اُسے سکون اور اطمینان دیتا ہے۔ اُسکے دل کو پالش کرتا ہے۔ اور اُسے روحانی قوت عطاء فرماتا ہے۔ اُس دل پر جسمیں اللہ کا ذکر ہوتا ہے

طرف لا الہ الا اللہ تو کلمہ کا وزن زیادہ ہوگا جب تک اس زمین پر اللہ کا ذکر کرنے والے موجود ہیں قیامت کا دن برپا نہیں ہوگا۔ پھر میں نے پوچھا میں ذکر کیسے کروں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ۔اپنی آنکھیں بند کرلو اور مجھے لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے سنو اور پھر تم تین مرتبہ ذکر الٰہی کرو میں تمہیں سنوں گا۔ پھر حضور ﷺ نے ذکر کیا میں نے بلند آواز سے دہرایا۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ الاعراف (۲۰۵) میں ارشاد فرمایا

''اپنے خدا کا ذکر خوف، عاجزی کے ساتھ بغیر آواز بلند کیا کرو صبح وشام اور نظر انداز کرنے والوں میں شامل نہ ہوں''

سلسلہ نقشبندیہ میں دل کے ساتھ ذکر الٰہی کرنے کا طریقہ اپنایا گیا ہے جبکہ ذکر کرنے والے کی نگاہیں اپنے دل کی سمت ہوتی ہیں یہی طریقہ حضرت امیر ملت محدث علی پوری اور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

مبارک ہو جہاں والو کہ مرشد لاجواب آیا
نور کی کرنیں بکھیرتا آفتاب جہاں تاب آیا

قرآن اور تصور علم

علم کی تعریف

فنی اعتبار سے علم کا مادہ ع۔ل۔م ہے۔ جس کے معنی جاننا کے ہیں۔

گویا علم کسی کو اس کی حقیقت کے حوالے سے جان لینے کا نام ہے۔ تو معلوم ہوا کہ علم ایک ایسا تصور ہے جو عالم خارج میں موجود کسی کو جان لینے سے عبارت ہے۔ ہر تصور علم بھی نہیں ہو سکتا۔ وہی تصور علم کہلائے گا جو حقیقت کا مکمل ادراک دیتا ہو۔ علم کے ارکان کی تعداد چار ہے۔

۱۔ ناظر:۔ جو شخص علم کے بارے میں جاننا چاہتا ہے ناظر کہلاتا ہے۔ یہ درجہ اشرف المخلوقات یعنی حضرت انسان کو حاصل ہے۔ اسے معروف اصطلاح میں طالب علم کہتے ہیں۔ یعنی کچھ نیا جاننے کی جستجو میں رہنے والا طالب علم کہلاتا ہے۔ علم ایک بحر بیکراں ہے۔ کوئی شخص کلی طور پر علم حاصل کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ البتہ علم کا طالب جب کچھ جان لے تو اسے عالم کہا جا سکتا ہے۔

۲۔ منظور:۔ منظور وہ شے ہے جسے جانا جا رہا ہو۔ اس سے مراد کوئی حقیقت ہو سکتی ہے خواہ وہ عقلی وجود رکھتی ہو یا حسی۔ یہ کائنات رنگ و بو اور اس کے مادی و غیر مادی موجودات و حقائق منظور کا درجہ رکھتے ہیں۔

۳۔ استعداد نظر:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ناظر جس چیز کا مشاہدہ کر رہا ہو اس میں کسی چیز کو جاننے کی صلاحیت اور استعداد کس قدر موجود ہے۔ کچھ لوگوں کی استعداد علم خدا کی عطا کردہ ہوتی ہے۔

۴۔ منظوریت:۔ علم کے ارکان میں چوتھا اور آخری رکن منظوریت ہے۔ اس سے مراد وہ اصلیت اور مقصدیت ہے جسے جاننے کی کوشش کی جاتی ہے۔ (قرآن کا تصور علم صفحہ ۱۔۲)

تصور علم سورہ علق کی روشنی میں

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○

ترجمہ:۔ (اے حبیب) اپنے رب کے نام (آغاز کرتے ہوئے) پڑھیے جس نے (ہر چیز کو) پیدا فرمایا۔ اس نے انسان کو (رحم مادر میں) معلق وجود سے پیدا کیا۔ پڑھیے اور آپ

کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے سے (لکھنے پڑھنے کا) علم سکھایا۔ جس نے انسان کو (اس کے علاوہ بھی) وہ کچھ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ (سورۃ العلق آیت ۱تا۵)

علم و آگہی روشنی کے سفر کا نام ہے۔ مذکورہ بالا آیت کے ذریعے رب کائنات نے حضور ﷺ کے توسط سے نسل آدمؑ کو باقاعدہ ایک سلسلہ تعلیم سے منسلک کر دیا۔ ذہن انسانی میں ان گنت شعور و آگہی کے چراغ روشن ہو گئے۔ حضور ﷺ کے بعد اولیائے کرام، صوفیاء عظام اور علماء کرام حضور ﷺ کے علوم کے وارث قرار پائے۔

فخر ملت صاحب علم معرفت

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ فقہہ و حدیث کے امام تھے۔ علوم معرفت و حکمت کا بے کنار سمندر تھے۔ دعوت حق کا عظیم داعی تھے۔ علم لدنی رکھتے تھے۔ جدید و قدیم کا علم جانتے تھے اور علوم ظاہری و باطنی کا بحر ذخار تھے۔ قرآنی علوم سے آپ کا قلب اطہر منور تھا۔ آپ دلکش پیرائے میں گفتگو کا فن جانتے تھے۔ محدث اعظم تھے۔ آپ کی اکثر تقاریر میں تسلسل کے ساتھ اور بڑی فصاحت کے ساتھ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے حوالے ہوتے تھے۔ با مقصد، با معنی گفتگو آپ کی تقریر کا خاصہ ہوتی تھی۔ امیر شہر خطابت تھے۔ جہاں بھی وعظ و تبلیغ کے سلسلہ میں تشریف لے جاتے ہزاروں، لاکھوں کا مجمع آپ کا استقبال کرتا تھا۔

اپنے جادو اثر، خوش بو بھرے میٹھے الفاظ کے ذریعے سے سامعین کے دلوں میں اترتے چلے جاتے تھے۔ حق گوئی و صداقت آپ کا شیوہ تھا۔ اسلامی عقائد کی تشریح بڑے دلپذیر انداز میں کرتے تھے۔ صحیح معنوں میں احکام الٰہی کے ترجمان تھے۔ محدث بھی تھے۔ مفکر بھی تھے اور فقیہ باکمال تھے۔

پیکر صدق و صداقت سر حق کے ترجماں
دیدنی تھی جن کی حق آگاہی کی آن بان
محور اہل محبت نازشِ اہل نظر
کاشف اسرار فطرت، صاحب علم و خبر
وہ مفسر و مفکر وہ فقیہ با کمال
منفرد ہے جس کے علم و فقہہ کا جلال

آسمان معرفت کے نور پیکر آفتاب
آپ کے علم و حکمت سے زمانہ فیضیاب

حضور فخر ملت کی علمی خدمات صدیوں تک علم کے متلاشی اور حق کے متوالوں کیلئے چراغ نور بنی رہیں گی۔ اور تحقیق کے نئے افق پیدا رہیں گی۔

آیئے ترغیب علم کیلئے مندرجہ ذیل آیات قرآنی کا مطالعہ کرتے ہیں:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ۔ (سورۃ الزمر ۹ آیت ۳۹)

ترجمہ:۔ آپ فرما دیجئے کہ علم والے اور بے علم کہیں برابر ہوتے ہیں۔ تحقیق سوچتے وہی ہیں جو صاحب عقل ہیں۔

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا۔ (سورۃ طٰہٰ ۲۰: آیت ۱۱۴)

ترجمہ:۔ اور آپ عرض کریں کہ اے میرے رب مجھے علم میں اور بڑھا دیں۔

وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ۔ (آل عمران پارہ ۳ آیت ۷)

ترجمہ:۔ اور نصیحت صرف اہل دانش کو ہی نصیب ہوتی ہے۔

وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَات۔ (المجادلہ پارہ ۱۱ آیت ۵۸)

ترجمہ:۔ اور جنہیں علم عطا کیا گیا ہے (اللہ) ان لوگوں کے درجے بلند کرے گا۔

فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ (النحل پارہ ۱۴ آیت ۴۳)

ترجمہ:۔ سو تم اہل ذکر سے پوچھ لیا کرو۔ اگر خود تمہیں کچھ معلوم نہ ہو۔

یہ امر حقیقت ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت کا علم ایک بحر بیکراں ہے۔ آپ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمی خزانوں کے وارث ہیں۔ آپ کا مقام مقامِ معرفت ہے۔ ہمارا علم اور ہماری سوچ محدود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم آپ کے علم کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ حضور فخر ملت کا علم دراصل خدائی علم تھا۔ آپ کی ہر بات سچ ثابت ہوتی تھی۔ آپ کی تعظیم و تکریم جس والہانہ انداز میں لوگ کرتے تھے وہ بھی اس بات کی عکاس ہے کہ اللہ جس کی تعظیم و تکریم کرانا چاہتا ہے اس کو اپنا علم نور عطا کر دیتا ہے۔

فخر ملت مفکر اسلام

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا (بنی اسرائیل ۱۲:۱۷)

ترجمہ:۔ اور ہم نے (قرآن پاک) ہر چیز کو پوری تفصیل سے واضح کر دیا ہے۔

علامہ ابن برہان اس کی تائید میں فرماتے ہیں:

''کائنات کی کوئی ایسی شے نہیں جس کا ذکر یا اس کی اصل قرآن سے ثابت نہ ہو''

گویا قرآن میں یا تو ہر چیز کا ذکر صراحت کے ساتھ ملے گا یا اس کی اصل ضرور موجود ہو گی۔ یہ بات لوگوں کی اپنی اپنی استعداد اور صلاحیت، فہم وبصیرت اور قوت استنباط واستخراج کے پیش نظر کہی گئی ہے کیونکہ ہر کوئی ہر شے کی تفصیل قرآن سے اخذ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اگر قدرت کی طرف سے کسی کو نور بصیرت حاصل ہو، انشراح صدر ہو چکا ہو، حجابات اٹھ چکے ہوں اور رب ذوالجلال نے اس کے سینے کو قرآنی معارف کا اہل بنا دیا ہو۔ تو اسے ہر شے کا تفصیلی بیان بھی نظر آتا ہے۔ (اسلام اور جدید سائنس صفحہ ۲۰۳)

حضور قبلہ فخر ملت وہ عظیم شیخ طریقت تھے جو قرآنی معارف ومعانی سے مکمل طور پر آگاہ تھے۔ آپ کی تقاریر میں صراحت اور گہرائی کے ساتھ قرآنی آیات کا ترجمہ وتشریح کی گئی ہے۔ جو قرآنی فہم وبصیرت آپ کو حاصل تھی وہ بہت کم علمائے کرام کا خاصہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ لوگ آپ کو مفکر اسلام سمجھتے تھے۔ اور آپ کی حد درجہ عزت واحترام کرتے تھے۔ علم کو آپ پر ناز تھا۔ وقت کے جید علماء کرام اور صاحبان علم وبصیرت آپ کی علمی گفتگو سن کر دم بخود رہ جاتے تھے۔ ارباب دانش وبینش آپ کو علم وحکمت ودانش کا منبع وماخذ سمجھتے تھے۔ حضرت فخر ملت کا علمی مرتبہ انتہائی بلندیوں کو چھوتا ہے۔ آپ امت مسلمہ کے عظیم ہیرو ہیں۔ تاریخ ہمیشہ آپ کی علمی خدمات پر آپ کو سنہری الفاظ سے یاد رکھے گی۔ اور سلامی دیتی رہے گی۔ بلاشبہ آپ اپنے وقت کے لقمان حکیم اور علم وحکمت کا کوہ ہمالیہ تھے۔ آپ کی تقاریر اور آپ کے ملفوظات وارشادات علم کی نئی راہیں دکھاتے رہیں گے۔

حضرت فخر ملت کی تقاریر میں ایسی علمی چاشنی پائی جاتی تھی کہ جو نہ کبھی کسی کتاب میں پڑھی نہ کسی عالم کی تقریر میں سنی۔ اور ایسے واقعات بیان فرماتے تھے کہ انسان کا ایمان تازہ ہو جاتا تھا۔ حصول برکت کیلئے حضرت فخر ملت کی ایک تقریر سے اقتباس ملاحظہ کریں۔

لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ○ وَأَنتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ○ ترجمہ:۔ ''مجھے اس شہر کی قسم ہے

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم اس شہر میں لگے ہیں"۔ مجھے ایک بات یاد آ گئی ہے میں آپ کو سنا دیتا ہوں۔ اللہ آپ سب کو اس شہر میں لے جائے۔ جو مکہ معظمہ جاتے ہیں ان کو علم ہے کہ کعبہ شریف کا طواف کرتے ہوئے حجر اسود سے ابتداء کی جاتی ہے اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ حجر اسود کا بوسہ لیے بغیر طواف شروع نہیں کیا جا سکتا۔ حجر اسود کا بوسہ لینے کے تین طریقے ہیں۔ اگر حجر اسود کا بوسہ لیے بغیر طواف کریں تو وہ طواف قبول ہی نہیں ہوتا۔ ہونٹ حجر اسود کو لگائیں۔ اور اگر ہجوم ہے اور بوسہ لینا ممکن نہیں تو ہاتھ حجر اسود کو لگائیں اور ہاتھوں کو چوم لیں کیونکہ ہاتھوں کی نسبت اسی سے ہو گئی ہے۔ وہ ہاتھ اس قابل ہو گئے ہیں کہ ان کو چوم لیا جائے۔ اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو ہاتھ کو حجر اسود کی طرف کر کے ہاتھ کو چوم لیا جائے۔ جو اس کے بغیر طواف کرے گا اس کا طواف نہیں ہو گا۔ بات سے بات نکلتی ہے جو حجر اسود ہے اس کو اسود کیوں کہتے ہیں۔ اسود کے معنی ہیں سیاہ۔ یہ سیاہ کیوں ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟ یہ آیا کہاں سے ہے؟ لگا کس طرح؟ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے دنیا میں آئے تو دو پتھر ان کے ساتھ دنیا میں آئے۔ یہ دونوں روشنی دیتے تھے جس طرح ٹیوب لائٹس چمکتی ہیں۔ ان کی روشنی جہاں تک جاتی تھی وہ حرم کی حد مقرر ہو گئی۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو خانہ کعبہ میں لگانے کا حکم دے دیا۔ اور ان کی روشنی سلب کر لی گئی۔ حد مقرر کروانی تھی ہو گئی۔ حجر اسود اپنی جگہ پر لگ گیا۔ رکن یمانی اپنی جگہ پر لگ گیا۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب لکھا ہے:۔

آب زم زم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ اب شہہ کوثر کا بھی دریا دیکھو
رکن یمانی سے مٹی وحشت شام غربت
اب مدینہ کو چلو صبح دلارا دیکھو

اپنی اپنی جگہ پر دونوں پتھر لگ گئے۔ وہ دونوں جنت سے لائے گئے تھے اور نور دیتے تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ نور دیتے تھے اور جب اللہ نے ان کی روشنی سلب کر لی تو وہ سیاہ کیسے ہو گئے۔ نام اس کا حجر اسود کیسے ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بوسے لیے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت تھا۔ آپ حج کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔ جب حجر اسود کو بوسہ دینے لگے۔ بوسہ دینے کیلئے جب آپ حجر اسود پاس کھڑے ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اے حجر اسود نہ تو نفع دے سکتا ہے نہ ہی نقصان۔ میں تجھے بوسہ اس لیے دے رہا ہوں کہ میرے

پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے بھی تجھے بوسہ دیا۔ پھر آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اس وقت حضرت علیؓ بھی آپؓ کے پاس کھڑے تھے۔ آپ نے فرمایا اے امیر المومنین! آپؓ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ نفع نہیں دے سکتا، نقصان نہیں دے سکتا؟ یہ نفع بھی دیتا ہے نقصان بھی دیتا ہے۔ انہوں نے طواف کرنا شروع کر دیا جب طواف سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ اے علی رضی اللہ عنہ اب مجھے بتائیں نفع کس طرح دیتا ہے اور نقصان کس طرح دیتا ہے۔ یہ پتھر ہے کوئی جاندار چیز تو نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ سے میں نے خود سنا حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کا دن ہوگا حجر اسود کو اللہ زبان بھی دیں گے اور ہونٹ بھی۔ اور قیامت تک آنے والے لوگ جو اس کو بوسہ دیں گے ان کے نام بھی اس کو یاد ہوں گے اور چہرے بھی۔ یہ اللہ کی بارگاہ میں ان کی سفارش کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی سفارش کو قبول فرمائیں گے۔ اب بتائیں کہ بوسہ لینے والے کو نفع دیتا ہے کہ نہیں اور کیا شفاعت نہیں کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی وقت دعا کی یا اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں ایسی قوم میں زندگی گزاروں جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نہ ہوں۔ یعنی وہاں رہوں جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندہ حجر اسود کا بوسہ لیتا ہے تو حکمت کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ بندے کے گناہ چوس لیتا ہے۔ اور گناہ چوس چوس کر کالا ہو گیا ہے۔ اس لیے اسے حجر اسود کہا جاتا ہے۔

(خطاب حضرت فخر ملت سے اقتباس)

قارئین کرام! حضرت کی تقریر سے یہ اقتباس اس بات کا غماض ہے کہ آپ کا علم مطحی علم نہ تھا بلکہ گہرے مطالعے اور علمی گہرائی کا نتیجہ تھا۔ آپ کی تقریر کا ایک ایک لفظ علم و حکمت اور غور و فکر کے نئے باب روشن کرتا چلا جاتا ہے۔ انداز گفتگو اتنا دلکش و دلربا کہ سامعتوں میں رس گھولتا اور دل و دماغ کو روشنی سے منور کر دیتا ہے۔ آپ کے خطبات قرآن و حدیث کی تشریح ہوتی تھی۔ جو بھی آپ کو تھوڑی دیر سنتا یا آپ کی مجلس میں گزار لیتا وہ برملا اظہار کرتا کہ یہ کوئی عالم دین نہیں بلکہ ایک عظیم مفکر اسلام ہیں۔

مفسر قرآن

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

حضور قبلہ فخر ملت کو بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ کے کلام سے بہت محبت تھی۔ سات سال کی کم سنی کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر چکے تھے۔ قرآن پاک کا ترجمہ و تشریح بڑے دلکش پیرائے میں کرتے تھے۔ معنی و مفہوم میں آپ کو کمال دسترس حاصل تھی۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ترجمہ:۔ ہم نے جنوں اور انسانوں کو پیدا ہی نہیں کیا مگر صرف اسی لیے کہ میری بندگی اپنا لیں۔ (سورہ الذاریت آیت ۵۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کا معنی یوں کرتے ہیں کہ میری معرفت حاصل کریں یعنی میں نے تمہیں اس لیے پیدا کیا ہے کہ تمہیں میری خبر ہو جائے تم مجھے پہچان لو

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ ترجمہ:۔ اے اللہ مجھے صراط مستقیم پر چلا۔ اللہ کے نیک صالح اور منظور نظر اولیاء اللہ جب دنیائے فانی میں اپنے سفر زندگی کا آغاز کرتے ہیں تو ان کا پہلا نغمہ جاں فزا بارگاہ الٰہی میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہوتا ہے۔ وہ صراط مستقیم پر چلنے کی دعا کرتے ہیں۔ جب وہ خدا کے منظور نظر اور صالح بندوں میں شامل ہو جاتے ہیں تو وہ بڑی سرعت کے ساتھ بلندئ درجات کی منازل طے کرتے ہیں۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا صرف سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور امیر ملت کی بے پناہ عنایات و اکرام آپ کی ذات قدسی پر تھے، آپ کو علوم کے خزانے براہ راست ذات حضرت محدث علی پوری اور ذات سیدنا محمد رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوئے تھے۔ جیسا کہ آپ نے کئی موقع پر اپنی تقاریر میں اس امر کا اظہار کیا کہ میں تو فقط وہی بیان کرتا ہوں جو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امیر ملت بیان کرتے ہیں۔ آپ صحیح معنوں میں مفسر قرآن تھے کہ آپ کا علم القرآن فقط کتابوں کا علم نہ تھا بلکہ آپ کو رہنمائی گنبد بہشتی کے مکیں اور گنبد خضریٰ کی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست ملتی تھی۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جس دلکش محبت و ادب اور بامعنی انداز میں قرآن پاک کی آیات کی تشریح و تفسیر آپ بیان کرتے تھے وہ بڑے بڑے مفسر اور عالم کو بھی معلوم نہ ہوتی تھی۔

اپنے وقت کے بڑے بڑے مفتی، علماء کرام ہمہ تن گوش حضور قبلہ فخر ملت سے قرآن کے معارف سیکھنے کیلئے حاضر خدمت ہوتے تھے۔ اور آپ کے علم معرفت کے معترف ہو جاتے تھے۔

آیئے حضور قبلہ فخر ملت کی ایک تقریر سے اقتباس پڑھتے ہیں آپ فرماتے ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک کی دوسری سورۃ بقرہ میں بیان فرمائی تو اس کی ابتداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان فرمائی اپنی زبان کے ساتھ۔ اپنے کلام کے ساتھ دوسری آیت میں قرآن مجید کی عظمت وفضیلت کو بیان فرمایا کہ یہ جو قرآن ہے اس میں شک کی گنجائش نہیں۔ وہ کتاب کونسی ہے قرآن پاک اور وہ لوگ جو نیک متقین ہیں ان کیلئے ہدایت ہے ان کو نیکی کا راستہ دکھلاتی ہے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت فرمائی دوسرا اپنے کلام کی ابتداء کے اندر خود اپنے کلام کی ثناء فرمائی کہ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ یہ تو اس کی عظمت ہوگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی فضیلت اسطرح بیان فرمائی۔

ترجمہ:۔ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ الم پڑھتا ہے یعنی الف الگ حرف ہے، ل الگ حرف ہے اور م الگ حرف ہے۔ اور جو بندہ الف الگ پڑھتا ہے اللہ اسے دس نیکیاں عطا فرمائیں گے۔ دس برائیاں ختم کر دیں گے اور دس درجے اس کی نیکیوں کی صف میں بلند فرمائیں گے۔ اسی طرح جو ل پڑھتا ہے اس کو بھی تیس درجے ملیں گے اور جو م پڑھتا ہے اس کو بھی تیس درجے ملیں گے۔

علماء کرام مفسرین کرام نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کی کوئی انتہا نہیں بلکہ قرآن میں موجود ہے مثال دی ہے اللہ تعالیٰ نے کہ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال یوں ہے جیسے زمین کے اندر کاشتکار فصل کاشت کرتا ہے۔ تو وہ گندم کا ایک دانہ کاشت کرتا ہے اس میں سے سات سٹے اگتے ہیں ہر سٹے میں سو دانہ ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک بندے نے ایک دانہ کاشت کیا تھا اس کو سات سو دانہ ملا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اللہ جس کو چاہے دوگنا عطا فرمادے یعنی ایک دانہ کاشت کرے اللہ تعالیٰ چودہ سو عطا کر دے یعنی یہ تو مثال ہے کہ تاکہ آپ سمجھ سکیں۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ کئی مقامات پہ میرے اللہ لی نے قرآن پاک میں فرمایا ہے اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے عطا کر دیتا ہے۔ یعنی جیسا کہ الف پڑھے گا تو یہ تین حروف ہیں تو الف پڑھنے سے اس کو نو نیکیاں ملیں گی۔

علم الیقین

جام معرفت بھر بھر کر علم کے پیاسوں کو پلاتے ہیں۔ محبتیں بانٹتے ہیں۔ اور روشنیاں تقسیم کرتے ہیں۔ آپ کا فیض فیضِ رسول عربی ﷺ ہے۔ اور آپ کا فیضان فیضانِ امیر ملت ہے۔ جو آج بھی جاری ہے اور آپ کے لخت جگر حضرت ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی کے طفیل یاران طریقت و جملہ متوسلین و معتقدین کو سیراب کر رہا ہے۔

شیخ روز بہان بقلی صاحب عرائس البیان

شیخ روز بہان بقلی صاحب عرائس البیان کی خدمت میں بڑے بڑے محدث آ کر تصیح کرتے۔ اور کتب حدیث پڑھ کر سناتے اور ان سے سند لیتے۔ ایک محدث ان کی خدمت میں بیٹھے حدیث شریف پڑھ رہے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ مراقبے میں بیٹھے رہتے اور وہ کتاب پڑھتا جاتا، کتابوں کی روایات بیان کرتا جاتا۔ روی عن فلاں روی عن فلاں وغیرہ۔ آپ خاموشی سے سنتے جاتے اور جس پر سر ہلا دیتے وہ سمجھ جاتا کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ اس میں کوئی کمزوری ہے یا سقم ہے۔ اگر خاموش بیٹھے رہتے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ یہ صحیح ہے۔ ایک روایت انہوں نے پڑھی آپ نے سر ہلا دیا فرمایا یہ حضور ﷺ کا ارشاد نہیں ہے۔ انہوں نے کہا اور حوالے دیے کہ فلاں نے کہا کہ یہ درست ہے فلاں نے کہا درست ہے۔ جب آپ سارے حوالے سن چکے تو آپ نے اسے بازو سے پکڑ لیا اور فرمایا: ”وہ دیکھو آقا ﷺ سامنے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ میرا قول نہیں ہے تم فلاں فلاں کی بات کرتے ہو ان کی مانوں یا خود حضور ﷺ کی مانوں“۔

اسی لئے اللہ پاک نے اولیائے کرام اور صوفیاء عظام کی طرف متوجہ فرمایا جن کے دل کی کھڑکیاں کھل چکی ہیں۔ اور چشمے بحال ہو چکے ہیں۔ کامل اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے سینے سینہ مصطفیٰ ﷺ کا نور براہ راست حاصل کرتے ہیں۔ یہ تشکیک کے مقام سے آگے گزر جاتے ہیں۔ اور شریعت کے تقاضوں کو پُر کرتے ہیں کیونکہ اس کو پورا کیے بغیر وہ درجہ نہیں ملتا جو کہ اولیاء کرام کا تعلق اور اس کے انداز میں قائم ہے۔ کہ اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ انقطاع نہیں ہے۔ اسی لئے اللہ پاک نے فرمایا: صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ کہ ان انعام یافتہ بندوں کے پیچھے ہو جاؤ۔ جدھر یہ لے جائیں گے وہی راستہ حق کا ہوگا۔ اور اس میں گمراہی کے راستے اور امکانات ختم ہو جائیں گے۔ (بحوالہ سورۃ فاتحہ اور تصور ہدایت صفحہ ۳۲)

قارئین کرام! حضور فخر ملت کا سینہ چراغ سینہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے روشن تھا۔ آپ کا علم دراصل علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ ۲۰ ربیع الاول بمطابق ۲۴ فروری ۲۰۱۱ بروز جمعرات آستانہ عالیہ ساہو چک شریف سیالکوٹ میں آپ نے خطاب فرمایا۔ عربی کا ایک لفظ ہے اسے دو طرح سے پڑھا یا استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک ہے محدِث اور ایک ہے محدَث۔ ان دونوں کے اعراب بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں۔ محدِث وہ ہوتا ہے جو کتابوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پڑھ کر سنائے جس طرح علماء کرتے ہیں۔ ایک واقعہ سناتا ہوں ایک عالم صاحب تھے وہ ساری زندگی کتابیں پڑھاتے رہے۔ مگر ان کا سینہ منور نہیں ہوتا تھا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ میرا سینہ منور کیسے ہو سکتا ہے۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ تھوڑی دیر پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیں اور مرشد کامل کی تلاش میں نکل جائیں۔ جو پسند آئے اس سے بیعت ہو جائیں۔ سلسلے کی نسبت سے اس نے اپنے دل میں ایک نقشہ بنا لیا کہ مرشد میں یہ یہ صفت ہوں گی۔ وہ بہت سے آستانوں پر گیا لیکن جو نقشہ اس کے ذہن میں تھا ایسا مرشد اسے نہ ملا۔ پھر کسی نے کہا تم سائیں توکل شاہ بڑے بزرگ ہیں ان کے پاس جاؤ۔ ان سے فیض حاصل کرلو۔ جب وہ ان کے پاس گئے تو وہ پہلے ہی مجذوب تھے انہوں نے پریشان ہو کر ان سے اجازت لی۔ بزرگ صاحب نے کہا میاں صاحب نہ جاؤ۔ کافی دل لگا ہے۔ آپ کے ساتھ یہاں لوگ بیٹھے ہیں انہوں نے کہا نہیں پہلے ہی شاگرد چھوڑ کر آیا ہوں یہاں پھر شاگرد۔ آپ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو ہم آپ کا یہ شوق بھی پورا کر دیتے ہیں۔ آپ مقررہ وقت پر ہمیں احادیث سنایا کریں۔ مولوی صاحب کو یہ بات پسند آگئی۔ انہوں نے احادیث سنانا شروع کر دیں۔ ایک دن مولانا صاحب حدیث بیان فرما رہے تھے توکل شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے کہا میں نے کتابیں پڑھ کر شرح پڑھ کر سنائی ہے۔ جب محفل ختم ہوئی تو مولوی صاحب نے عرض کی وہی سچ ہے جو کچھ آپ نے فرمایا ہے۔ سائیں توکل شاہ صاحب نے فرمایا کہ جب آپ متن احادیث پڑھ رہے ہوتے تو آپ کی پیشانی سے شعائیں نکلتی تھیں۔ جو آسمان تک جاتی تھیں۔ لیکن اس حدیث سے وہ شعاع نہیں نکلی۔ میں سمجھ گیا یہ حدیث نہیں ہے۔ تو مولوی صاحب نے عرض کی آپ سب سے پہلے مجھے بیعت کرلیں۔ تو اسے محدِث کہتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دن خواب دیکھا۔ کہ فجر کی اذان ہوئی اور میں مسجد نبوی میں نماز کیلئے تشریف لے گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

نماز پڑھائی۔ اور بعد میں دعا مانگنے کی بجائے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف چہرہ مبارک کر کے بیٹھ گئے۔ شاعر لکھتا ہے:

ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہو گا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ ایک عورت کچھ کھجوریں لے کر مسجد نبوی میں آئی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیں تا کہ برکت ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ لگ گئے اور خوشبو والی ہو گئیں۔

ایسی خوشبو نہیں کسی پھول میں
جیسی خوشبو نبی کے پسینے میں ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کھجوروں پر لگ گئے تو میرا بڑا دل کیا کہ کاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ کھجوریں عطا فرمائیں۔ اور میں کھا لوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور عطا کی اور میں نے کھا لی، پھر خیال پیدا ہوا کہ ایک اور مل جائے۔ ایک اور مل گئی۔ پھر خیال پیدا ہوا کہ ایک اور مل جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوکرا اُسے واپس کر دیا۔ اتنی دیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھل گئی۔ فجر کی اذان ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ مسجد میں گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مصلہ پر کھڑے تھے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی وہی رات والی جگہ ملی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جماعت کروانے کے بعد اسی طرح ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ ایک عورت کھجوروں کا ٹوکرا لے کر حاضر ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک کھجور عطا کی۔ ان کا پھر دل چاہا ایک اور کھجور دی۔ تیسری دفعہ پھر دل کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر رات کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیسری مرتبہ کھجور عطا فرماتے تو میں بھی ضرور تیسری مرتبہ کھجور دیتا۔ اسے کہتے ہیں محدَّث۔ یہ بات میں نے آپ کو اس لیے سنائی ہے کہ حضرت قبلہ عالم امیر ملت کو اللہ تعالیٰ نے محدِث اور محدَّث دونوں درجے عطا فرمائے تھے۔ حضرت قبلہ عالم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث دوسروں کو بھی سناتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی باتیں حضرت صاحب کو بھی سناتے تھے۔ (خطاب فخر ملت ساہو چک شریف سیالکوٹ)

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ عالم بے بدل تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی مخلوق خدا کو حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ پڑھ کر سنائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کا دنیا میں چرچا کیا۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دینا آپ کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہوتا تھا۔ جب بھی

آپ کو جلسہ کی دعوت آتی آپ قبول فرماتے اور دین حق کا داعی بن کر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی بیماری یا مصروفیات کو اپنے ارشاد و تبلیغ کے راستے میں رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ آپ کے خطبات کا محور و مرکز فقط قرآنی احکامات اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہوتے تھے۔ آپ محدث بھی تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں تو فقط وہی بیان کرتا ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تقاریر میں بڑی چاشنی و سحر انگیزی پائی جاتی تھی۔ کہ لاکھوں لوگ بدعقیدگی، بے حیائی اور گمراہی کو چھوڑ کر صراط مستقیم کے مسافر بن جاتے تھے۔

فخر ملت ولی نعمت

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ولی نعمت تھے۔ آپ کا علم علم الیقین تھا۔ آپ سلطنت علم و دانش کے تاجدار تھے۔ خدائے ذوالجلال نے اپنے خاص کرم و فضل سے آپ کو حکمت و بصیرت و دانشمندی سے سرفراز کیا تھا۔ آپ سنہری دور میں علم و فضل اور بزرگی میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ یہ تو آپ کے جد امجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی عنایات تھیں اور فیضان حضرت امیر ملت محدث علی پوری تھا کہ آپ کو اوائل عمری سے ہی حکمت و معرفت اور یقین محکم کی لازوال دولت عطا کر دی گئی تھی۔ بلاشبہ آپ ولی نعمت ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی نے المنقذ من الضلال کے نام سے اپنی سرگذشت لکھی ہے۔ اس میں فرماتے ہیں۔

ان علمت یقینا أن الصوفیة هم السالکون لطریق الله تعالیٰ خاصة و ان سیرهم احسن السیرو و طریقهم اصوب الطرق و اخلاقهم ازکی الاخلاق لوجمع عقل العقلا و حکمة الحکماء و علم الواقفین علی اسرار ا الشرع من العلماء لیغیر و اشیاء من سیرهم و اخلاقهم و یبد لوه بما هو خیر منه لم یجدو ا الیه سبیلا وان جمیع حر کاتهم وسکناتهم فی ظاهر هم و باطنهم مقتبسة من نور مشکاة النبوة ولیس وراء نور النبوة علی وجه الارض نور یستضاء به "میں نے یقین کے ساتھ جان لیا کہ اللہ کی راہ پر چلنے والے صرف اور صرف صوفیاء ہیں۔ اور ان کی سیرت سب سیرتوں سے بہتر ہے۔ اور ان کا راستہ سب راستوں سے بہتر ہے۔ ان کا اخلاق سب سے اعلیٰ ہے۔ اگر سارے

عقل والوں کی عقل اور سارے حکمت والوں کی حکمت و دانائی اور علم شریعت رکھنے والوں کے علوم جمع کر لیے جائیں اور یہ خیال کر لیا جائے کہ ان سب کو جمع کر کے صوفیاء سے بہتر شے پیدا کر لی جائے گی یا معمولی سا جزو بہتر پیدا کر لیا جائے گا تو ناممکن ہے۔ اس لیے کہ علم والوں نے علم کتابوں سے پایا۔ عقل والوں نے علم عقل و خرد کے سوتے سے پایا۔ حکمت و دانائی رکھنے والوں نے علم اپنے فکر سے پایا۔ مگر صوفیاء جس راستے سے علم پاتے ہیں وہ نہ حواس کا راستہ ہے، نہ عقل و خرد کا، نہ تعقل و تامل کا راستہ ہے نہ تفکر و تدبر کا۔ نہ فہم و فراست کا راستہ ہے۔ نہ ادراک و بصیرت کا راستہ ہے۔ یہ راستہ سارے راستوں سے آگے گزر جاتا ہے۔ ان کے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ ان کے دلوں کا تعلق براہ راست سینۂ مصطفیٰ ﷺ سے قائم ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی ذات قدسی سے علم و معرفت کے چشمے رواں ہوتے ہیں اور یہ سیراب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے سارے حجابات اٹھ جاتے ہیں۔ وہ سارے راستے جن میں بھٹک جانے کا احتمال ہوتا ہے جن میں تشکیک و گمراہی پائی جاتی ہے وہ سارے امکانات ختم ہو جاتے ہیں۔ اولیاء اللہ اور صوفیاء عظام کو اس رستے پر چلایا گیا ہے۔ جس کا تعلق براہ راست مشکوٰۃ صدر مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ہے۔ آقائے دو جہاں کے قلب اطہر اور سینۂ مصطفیٰ ﷺ میں جو چراغ نور ہدایت جل رہا ہے اور وہ جو ضو فشانیاں کر رہا ہے ان صوفیاء کے سینوں کی ڈوریاں اس چراغ سینۂ مصطفیٰ ﷺ سے جڑ جاتی ہیں۔ چراغ اُدھر جلتا اور اجالا اِدھر ہوتا ہے۔ اسی چشمے سے روشنی پھوٹتی ہے۔ یہاں اس کا انعکاس ہوتا ہے۔ اور جو جو سینے ان کے سینوں سے ملتے جاتے ہیں وہ بھی روشن تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اسی لیے فرمایا کہ ان انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ جڑ جاؤ۔ اور ان کے پیچھے جایا کرو۔ (سورۃ فاتحہ اور تصور ہدایت صفحہ ۳۰۔۳۱)

گر د مستاں گرد، گر دمے کم رسد بوئے رسد
بوئے او گر کم رسد، رویت ایشاں بس است

علامہ بحر الکلام

علامہ بحر الکلام دور اواخر کے بہت بڑے فاضل، محقق، مفکر، مدرس، فقیہ اور امام جنہوں نے مسلم الثبوت کی شرح لکھی ہے۔ فواتح الرحموت اس میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ جنید بغدادی سے کسی نے اعتراضاً کہا کہ جو حدیثیں اور روایتیں تم بیان کرتے ہو وہ کتابوں میں تو ملتی

نہیں۔کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی فرمایا ہے۔آپ ہنس دیئے۔اور فرمایا جو روایتیں حدیث کی کتابوں میں ملتی ہیں اور تم بیان کرتے ہو ان کے راوی مر گئے۔جیسے امام بخاری نے کہا میں نے فلاں سے سنا وہ فلاں بھی وفات پا چکے ہیں۔انہوں نے فلاں سے سنا وہ فلاں بھی وفات پا چکے ہیں۔انہوں نے فلاں سے سنا تھا وہ بھی وفات پا چکے ہیں تو تمہارا پورا سلسلہ اور تمہاری سند میں جتنے لوگ بتانے والے آتے ہیں وہ سب دنیا سے رحلت کر چکے ہیں۔تم ان کو پڑھ کر سن کر مان لیتے ہو اور ہم جن سے سنتے ہیں وہ حی لا یموت ہے۔وہ تو زندہ و تابندہ ہے۔تو ہمارے پردے اٹھا دیے جاتے ہیں۔ہم براہ راست پوچھ کر بات کرتے ہیں۔تو کیا رب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی بات سے بڑی بھی کوئی سند ہے اور اس کے بعد علامہ بحر الکلام فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا یہ الہام جو کتابوں میں بے شک نہ ہو ہے ھُوَ حَقٌ حَقٌ حَقٌ اس لیے اس کا راستہ بھی جدا ہے۔(سورۃ فاتحہ اور تصور ہدایت صفحہ ۳۱)

قارئین کرام! اس طویل بحث کا مقصد فقط یہی ہے جو علامہ بحر الکلام بیان کرتے ہیں کہ اولیاء اللہ جو درجہ مقبولیت پر پہنچ جاتے ہیں ان کیلئے علم و رہنمائی براہ راست مکین گنبد خضریٰ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مہیا ہوتی ہے۔ان کا نور علم اور ان کی روشنی اپنی نہیں ہوتی بلکہ وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور روشنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے۔وہ چراغ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منور و تاباں ہوتے ہیں۔

حضور سیدی فخر ملت علیہ الرحمہ نے ڈسکہ اور نارووال میں جلسوں سے خطاب فرماتے ہوئے کہا لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ میں کتنی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں یا میں نے کن کن علماء کرام سے علم حاصل کیا ہے۔تو فقط میرا جواب یہی ہوتا ہے کہ میں تو نہ ہی علماء سے اور نہ ہی کتابوں سے علم تلاش کرتا ہوں۔میں تو فقط وہی اپنی تقاریر میں بیان کرتا ہوں جو مجھے حضور امیر ملت اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم براہ راست حکم فرماتے ہیں۔ان دونوں جلسوں میں آپ کے ارشاد گرامی نے متعلق دو واقعات جو آپ نے اپنے علم کے بارے میں بیان کئے ہیں۔وہ میں حضور قبلہ فخر ملت کے مقام ولایت میں ذکر کر چکا ہوں جو کہ مجھے محمد صادق صاحب ڈسکہ والے نے بیان کئے ہیں۔جو ان دونوں جلسوں میں موجود تھے۔اور انہوں نے حضور فخر ملت سے سنے تھے۔

باکمال ولی کامل

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ جیسے باکمال ولی کامل اور مرشد کامل دنیائے فانی میں بار بار پیدا نہیں ہوتے۔

قرن ہا باید کہ تا صاحب دلے پیدا شود
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

نہ قرن میں دوسرا اویس قرنی پیدا ہوا نہ بسطام نے آج تک دوسرا بایزید پیدا کیا، حضرت فخر ملت کے پائے کا کوئی بھی شیخ طریقت اور ولی نعمت کبھی پیدا نہ ہوگا

سفر ہو کہ حضر، جلوت ہو کہ خلوت، حضور قبلہ فخر ملت ذکر خدا میں مگن رہتے تھے۔ گاڑی میں سفر کے دوران بھی اللہ اللہ کا ذکر جاری رہتا تھا۔ اللہ اللہ کے ذکر کا نور آپ کے چہرہ اقدس پر یوں چھلکتا تھا کہ جو بھی آپ کی زیارت کرتا دم بخود ہو کہ رہ جاتا۔ اور اس کا دل بھی اللہ کے ذکر میں مگن ہو جاتا تھا۔ جو بھی حضور قبلہ فخر ملت کی مجلس پر انوار میں چند لمحے بیٹھ جاتا تھا اس کا دل، روح اور جسم اللہ کے ذکر میں مگن ہو جاتے تھے۔ اور وہ صحیح معنوں میں بندہ خدا بن کر زندگی گزارنے لگتا تھا۔

ہر کہ با ایشا نشیند یک دمے
روز فردا او کجا دارد غمے

ترجمہ: جوان کے پاس ایک لحہ بھی بیٹھے گا قیامت کے دن اس کو کوئی فکر وغم نہ ہوگا

حضرت فخر ملت کا آخری دیدار کرنے والے اس امر کے گواہ ہیں کہ حضرت کے جسم نوری سے ایسی نور کی شعاعیں نکل رہیں تھیں اور آپ کا چہرہ اقدس پر وہ تبسم تھا جو آپ کی عظمت وصداقت کی دلیل تھی۔

رباعیات نقشبند کے مصنف محمد صادق قصوری دریچہ سخن صفحہ نمبر ۹ میں رقمطراز ہیں کہ "جنید وقت حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کی نظر کرم اور دعائے نیم شبی مسلسل میرے شامل حال رہی۔ اور میرے عظائم کو بلند کیے رکھا۔ اور میں رباعیات نقشبند لکھ پایا"۔

محمد صادق قصوری رباعیات نقشبند میں رقم طراز ہیں کہ

برو اے باد در بستاں گذارا
بگو آں سرو قد شمشاد مارا

بہ تشریف قدوم خود زمانے
منور کن خراب آباد مارا

ترجمہ:۔اے بادِ صبا، براہ کرم اس باغ میں سے گزر کر جس میں میرا سرو قد، شمشاد قد محبوب تمام جہاں سے خوبصورت محبوب اقامت گزین ہے۔جلوہ افروز ہے۔اور بصد ادب اس کی خدمت میں اس عاجز کی طرف سے عرض کرو کہ کسی مبارک وقت میں میرے خراب آباد (ویران گھر) کو اپنی نورانی تشریف سمیت لزوم سے منور فرما۔

اس طرف سے بھی آ نکل اے چاند کے ٹکڑے کبھی
میرے ویرانے میں بھی ہو جائے دم بھر چاندنی

اے محبوب! ذرا میرے ویران کدے میں تشریف لا تو سہی اور میرا ذوق وشوق دیکھ تو سہی۔
حکیم الامت نے کیا خوب کہا:

مانا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں
تو میرا شوق دیکھ تو میرا انتظار دیکھ

قارئین کرام! حضور قبلہ فخر ملت حقیقی نسب والے نجیب الطرفین شہزادہ رسول عربی ﷺ ہیں۔حسنی اور حسینی سید ہیں۔اہل بیت اطہار کا روشن چراغ ہیں۔علم وفضل میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔جسمانی وروحانی ہر دو لحاظ سے آپ فیضان رسالت مآب ﷺ کے پاسبان وامین ہیں۔آپ چراغ مصطفی ﷺ ونور رسول عربی ﷺ ہیں۔

وہ عرش کا چراغ ہیں میں اُن کے قدموں کی دھول ہوں
اے زندگی گواہ رہنا میں غلام رسول ﷺ ہوں

فخر ملت شیخ مکتب

قارئین کرام! اہل اللہ کی نظر بصیرت کا کیا عجیب عالم ہے جدھر بھی نگاہ التفات کرتے ہیں مناظر بدل جاتے ہیں۔شیخ مکتب ہو تو حضرت فخر ملت جیسا جس کی نگاہ نکتہ رس اذہان و قلوب کی کیفیات کو بہاروں کی خوشبو دے دے۔جو مردہ دلوں کو نور بصیرت عطا کر دے۔جو جہالت وتاریکی کے اندھیرے میں عشق سرور دو عالم ﷺ کی شمع روشن کر دے۔جو سہانی رتوں اور سنہرے دور کا شیخ مکتب ہے۔آشنا ہو تو آپ جیسا۔مسلمان ہو تو آپ جیسا۔عالم ہو تو آپ جیسا۔شیخ طریقت، رہبر شریعت، مرشد باکمال، ولی کامل ہو تو آپ جیسا۔

قارئین کرام! ایسا عظیم شیخ طریقت آج کے مادہ پرستانہ دور میں ملنا محال ہے۔ ایسا عالی ظرف کے ہر کسی کو لگے کہ میرا مرشد فقط میرا ہے۔ نگاہ قلندرانہ سے جو دل لوٹ لے۔ بلند نگاہی جس کا طرۂ امتیاز ہو۔ مخلوق خدا پر شفقت و رحمت جس کی عادت کریمانہ ہو۔ جو ہر بندے کے ساتھ حسب مراتب سلوک کرے۔ حضرت فخر ملت کو اپنے زمانے میں وہ رفعت و بلندی ملی جس کی نظیر تاریخ کے جھروکوں میں دکھائی نہیں دیتی۔ علم و فضل حضرت قبلۂ عالم امیر ملت محدث علی پوری حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے خاندان عالیہ مقدسہ کا فطری کمال ہے۔ حضرت فخر ملت علم کا ایسا دریائے عمیق تھے جو اذہان و قلوب کو روشن کر دے۔ حضرت کی بصیرت افروز تقاریر سامعین کے دلوں کو لبھاتی ہیں۔ لوگ لاکھوں کی تعداد میں اس عظیم شیخ مکتب کے جلسوں میں جوق در جوق شرکت کرتے تھے۔ اور علم و خلوص کی دولت لازوال سے اپنی جھولیاں بھر کر لے جاتے تھے۔ آیئے حضور قبلہ فخر ملت کے ایک خطاب دلنواز سے اقتباس پڑھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے زمانے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے زمانے کے اندر چھ سو سال کا فرق ہے۔ مطلب میرا یہ ہے کہ یہ جو چھ سو (۶۰۰) سال کا فرق ہے اس کے اندر کوئی نبی نہیں آیا۔ نبی عام ہوتا اور رسول خاص ہوتا ہے۔ نبی کا درجہ کم اور رسول کا درجہ زیادہ ہوتا ہے۔ تو جب کوئی نبی نہیں آیا تو کوئی رسول بھی نہیں آیا۔ اسی لئے سوچنے والی بات ہے۔ آسان لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس دوران کوئی نبی نہیں آیا ہے۔ اور نہ ہی کوئی رسول آیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جانے کے ساتھ ہی ختم ہو گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قریباً چھ سو سال بعد تشریف لائے۔ اور اس درمیانی زمانے کو زمانہ فترت کہا جاتا ہے۔ گویا کہ آسمان سے وحی نازل نہیں ہوتی تھی۔ جس زمانے میں وحی کا سلسلہ ختم ہو جائے اسے زمانہ فترت کہا جاتا ہے۔ لیکن نظام قدرت تو ویسا ہی چلتا تھا۔ سو اس نظام کو چلانے کیلئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی پسند کے مطابق طریقے اختیار فرمائے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبد اللہؓ کی پیدائش ہوئی تو انکی پیشانی میں نور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم چمک رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی ولادت پر خوشی منائی جائے۔ چونکہ زمانہ فترت تھا وحی تو بند تھی اور خوابیں تو انبیاء کے زمانے میں بھی لوگوں کو آتی تھیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے معجزات میں یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ وہ تعبیر الرویاء کا علم رکھتے تھے۔ خوابوں

کی سچی تعبیر بیان کیا کرتے تھے اور خوابیں آتی تھیں تو اللہ نے یہ علم عطا فرمایا تھا اگر خوابیں نہ آتیں تو تعبیر کی ضرورت ہی پیش نہ آتیں۔ اگرچہ اس نسبت سے قرآن کے اندر زیادہ واقعات ہیں لیکن ایک واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔ قرآن پاک میں آتا ہے اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتے ہیں ان سے کوئی پوچھ نہیں سکتا ایسا کیوں کیا ہے؟ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں عزیز مصر نے خواب دیکھا کے سات موٹی گائیں اور سات کمزور گائیں ہیں۔ لیکن کمزور گائیں موٹی گائیں کو کھا جاتی ہیں۔ سات سٹے تازہ سات سٹے خشک۔ بادشاہ ہر روز یہ خواب دیکھتا ایک دن نجومیوں کو بلایا اور اس خواب کی تعبیر دریافت کی۔ انہوں نے کہا یہ نیند کی باتیں ہیں، ذہنی خیالات ہیں ہم نہیں جانتے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ دو آدمی جیل میں رہتے تھے۔ ان میں سے ایک بادشاہ کا قریبی غلام تھا۔ اس نے کہا اے سلطان اگر اسکی تعبیر چاہتے ہو تو مجھے یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجو۔ میں اس خواب کی تعبیر پوچھ کے آتا ہوں۔ وہ یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے آنکھ جھپکنے سے پہلے تعبیر بتا دی۔ تعبیر یہ تھی کہ سات سال تیز بارش ہوگی خوب فصل ہوگی۔ اور سات سال بارشیں بند ہو جائیگی۔ سٹے خشک ہو جائیں گے اور خزانے کا نام ونشان ختم ہو جائے گا۔ اس نے پوچھا کہ گایوں والی کیا کہانی ہے۔ آپؑ نے فرمایا جو سات سال رزق کما کر رکھو گے وہ قحط کے سات سال میں لوگ کھا جائیں گے۔ غلام نے یہ تعبیر جا کر بادشاہ کو بتا دی کہ جناب کچھ بھوکے مریں گے اور کچھ پیٹ بھر کر کھائیں گے۔ بادشاہ نے کہا جو بندہ یہ بتا سکتا ہے اس سے یہ بھی پوچھو اس سے بچنے کا کیا طریقہ ہے۔ اس نے جا کر عرض کی جناب اس سے بچنے کا طریقہ بھی بتائیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر حفاظت چاہتے ہو تو زمین کے خزانے میرے سپرد کر دو۔ میں ان کی حفاظت کرنا اور خرچ کرنا بھی جانتا ہوں۔ لہذا آپ علیہ السلام وزیر خزانہ مقرر ہوئے۔ آپ نے حکم جاری کر دیا کہ جتنی بنجر زمینیں ہیں ان سب کو آباد کیا جائے۔ زمینداروں کو بیج خریدنے کیلئے رقم دی۔ المختصر آپ علیہ السلام نے ساری بنجر زمینیں آباد کروائیں۔ تو جہاں سو من دانے ہوتے تھے وہاں ہزار من دانے ہوئے۔ انہوں نے کہا اب تو دانے بہت زیادہ ہو گئے ہیں ہمارے پاس تو سنبھالنے کیلئے جگہ نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا یہ دانے سٹوں میں ہی رہیں گے۔ کیونکہ سٹوں میں نہ سسری لگتی ہے نہ کیڑا اور نہ ہی بارشوں سے گلتے ہیں۔

لہذا ثابت ہوا کہ خوابوں کا آنا پرانا طریقہ ہے۔ زمانہ فترت کے ساتھ خاص نہیں

ہے۔لیکن جب زمانہ فترت میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی کی پیدائش پر خوشی منائی۔اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو خواب دکھایا کہ میں عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ذبح کر رہا ہوں۔جس طرح عزیز مصر کو ہر روز خواب آتا تھا۔اس طرح آپ کو ہر روز خواب آنے لگا۔آخر کار آپ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشورہ کیا کہ میں ہر روز یہ خواب دیکھتا ہوں۔وہ آپ کو اس زمانے کے ایک راہب کے پاس لے گئے۔جو کہ تورات اور انجیل کے ساتھ علم نجوم کا بھی ماہر تھا۔آپ نے اس کو یہ سارا واقعہ سنایا اور فرمایا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح نہیں کر سکتا کیونکہ وہ مجھے اپنی ساری اولاد سے پیارا ہے۔لہٰذا مجھے کوئی طریقہ بتایئے۔راہب نے کہا قرعہ ڈالو اور قرعہ کم سے کم دس اُونٹوں سے شروع ہو۔اگر اُونٹوں والی پرچی آئے تو اتنے اونٹ ذبح کرو۔یہ عبداللہ کے گوشت کے برابر ہوگا۔اور اگر عبداللہ کا نام پھر آئے تو دوبارہ دس مزید اونٹ جمع کر کے قرعہ ڈالا جائے۔اس طرح قرعہ ڈالتے ڈالتے دو سو اونٹ تک قرعہ پہنچا تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے دو سو اونٹ ذبح کر کے گوشت لوگوں میں تقسیم کر دیا۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عبداللہ کی ولادت کی خوشی کے پیش نظر یہ طریقہ القاء فرمایا۔جب نور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں چمکتا تھا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ خود فرماتے تھے کہ جہاں جہاں سے میں گزرتا تھا خشک گھاس میرے قدم لگنے سے تازہ ہو جاتی تھی۔درخت کے نیچے جا کر بیٹھتا تو درخت پھلدار ہو جاتا اور سفر کے دوران درخت آگے ہو کر میرے اوپر سایہ کر دیتے مجھے دھوپ میں نہ چلنے دیتے۔اور آپ رضی اللہ عنہ کی یہ شان زمانے میں مشہور ہوگئی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک جس پیشانی میں تھا اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ صفت عطا فرمائی تھی کہ وہ جہاں قدم رکھتے وہ جگہ بھی حیات آفریں ہو جاتی۔جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی یہ صفت مشہور ہوئی تو حاسدین یہودیوں کے راہبوں اور پادریوں نے یہ بیان کرنا شروع کر دیا کہ اس کے اندر نور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔جسکی وجہ اور برکت سے یہ سب کچھ ہوتا ہے نبی آخر الزماں ان کی نسل میں پیدا ہوں گے۔یہودیوں نے یہ ترکیب سوچی کہ نبی آخر الزماں کو پیدا نہیں ہونے دیں گے۔لہٰذا عبداللہ کو قتل کر دو۔ستر کے قریب یہودی تیار ہو گئے۔انہوں نے اپنی تلواریں زہر آلود کیں پھر نشانہ بازی کے ذریعے اپنے آپ کو مضبوط کیا اور کہا کہ ستر آدمی گھیرا ڈال کر ان پر حملہ کر دیں گے۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اکیلے باہر نہ جایا کرو۔آپ نے فرمایا مجھے کوئی ڈر نہیں لگتا۔میرے اوپر تو درخت بھی سایہ کرتے

ہیں۔ سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ ستر یہودی موقع کی تلاش میں رہے کہ آخر ایک دن آپؓ شکار کھیلنے کیلئے باہر گئے۔ تو انہوں نے موقع غنیمت جان کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گرد گھیرا ڈال لیا تو آپ نے دیکھا آسمان سے کئی سو کی تعداد میں گھوڑوں پر سوار آ گئے۔ انہوں نے اسی وقت ستر کے ستر یہودی قتل کر دیئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ خوشی خوشی اپنے گھر تشریف لائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن جلوہ افروز تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔ ایک حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی منائی۔ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت پر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے خوشی منوائی۔

حفیظ جالندھری نے کتنے خوبصورت پیرائے میں اس نسبت سے اشعار لکھے ہیں::

فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی
جناب آمنہؓ سنتی تھیں یہ آواز آتی تھی
سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی

یعنی اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ جاؤ میرے محبوب کی آمد کے جشن مناؤ۔ تالیاں بجاؤ نعتیں پڑھو۔ اور گانے گاؤ۔

اقتباس خطاب فخر ملت بتاریخ: ۲۰ ربیع النور شریف ۱۴۲۶ھ بمطابق ۳۰ اپریل ۲۰۰۵ء
بروز جمعرات بوقت ۱۲ بجے رات ساہوچک شریف سیالکوٹ

قارئین کرام! آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضرت فخر ملت کے خطبات علم و معرفت کے خزانے ہیں۔ جن کو پڑھ سن کر علم کی نئی راہیں متعین ہوتی ہیں۔ عالم عالم تب بنتا ہے جب اس کا علم علم نافع ہوتا ہے۔ یعنی انسانیت کو فائدہ دینے والا علم۔ یہ امر حقیقت ہے کہ حضرت فخر ملت کا علم مخلوق خدا کیلئے علم نافع اور ہدایت و رہنمائی کا باعث ہے۔

مقرر شیریں بیاں

حضور سیدی قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ایک چشمۂ صافی کی طرح تھے۔ آپ کعبۃ اللہ کی پاکیزہ خوشبو کی طرح تھے۔ آفتاب ارشاد کا مطلع اور فرشتوں کی سی ادائیں رکھتے تھے۔ جب آپ اپنی کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی زبان اقدس سے بڑے بڑے جلسوں میں لوگوں کے جم غفیر سے

خطاب فرماتے تھے تو ایسا لگتا تھا کہ نور ونکہت کی تروتازہ شعاعیں براہ راست گنبد خضریٰ کے مکین حضور سرورکائنات ﷺ سے برارراست سامعین کے دلوں میں اتر رہی ہیں۔ آپ کا لہجہ نہایت ہی شیریں اور مٹھاس بھرا ہوتا تھا۔ لفظوں کے مفہوم ومعنی میں اور اظہار میں کمال درجے کا ربط ہوتا تھا۔ کسی شاعر نے کتنے دلکش انداز میں بیان کیا ہے:

ان کی باتیں امرت جیسی کانوں میں رس گھولیں ہیں
یہ بولتے جائیں ہم سنتے جائیں جیون بھی نہ بولیں ہیں

حضور قبلہ فخر ملت کے خطاب دلنواز کو ملاحظہ کریں۔ جو آپ نے ۷/دسمبر ۲۰۰۹ء کو چتوکی میں عظیم الشان جلسہ میں فرمایا۔ روز اول جب اللہ پاک نے ہر چیز بنائی تھی اس وقت رب تعالیٰ نے جن دلوں کے اندر سب سے زیادہ محبت کا مظاہرہ دیکھا یا جو دل سب سے زیادہ محبت والے دیکھے ان کو آپ ﷺ کا امتی بنا دیا۔ کہ یہ پیدا ہو کر میرے محبوب کے ساتھ محبت کریں گے۔ اور جن دلوں کو سب سے زیادہ پاک دیکھا ان کو رسول اللہ ﷺ کا صحابی بنا دیا۔ اس زمانے کے جو شاعر تھے ان کو کسی کے ساتھ محبت نہ تھی۔ تو وہ قصیدے کس کے لکھتے تھے۔ جب حضور ﷺ کا زمانہ آیا تو انہوں نے حضور ﷺ کی شان میں اشعار لکھنے شروع کر دیے۔ لیکن ایک آدمی کافر تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی شان کے خلاف اس نے شعر لکھے۔ آپ ﷺ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے اسے قتل کا حکم دے دیا۔ جب اس کے قتل کا حکم ملا تو سب نے اس سے منہ موڑ لیا۔ آخر کار اس کے بھائی نے اس کو پیغام بھیجا کہ تم یہ نہ سمجھنا کہ تم میرے بھائی ہو۔ اگر تم مجھے مل گئے تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے۔ کسی شاعر نے لکھا ہے:

نہ جہاں میں راحت جاں ملی نہ متاع امن و اماں ملی
دوائے درد نہاں ملی سو ملی تو بہشت جہاں ملی

اسی مناسبت سے ایک اور شاعر نے اپنے عشق رسول ﷺ کا اظہار کیا ہے:

اگر اے نسیم سحر تیرا گزر ہو دیار حجاز میں
میری چشم تر کا سلام کہنا حضور بندہ نواز میں

اس کے بھائی نے کہا اگر بخشش چاہتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ۔ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اس نے اکیلے بیٹھ کر نبی پاک ﷺ کی شان میں شعر لکھا۔ پھر اس نے اپنا منہ سر لپیٹ لیا جیسے نقاب کرتے ہیں۔ اور حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھ گیا۔ ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ کعب

بن زہیر مسلمان ہو کر اپنے گناہوں کی توبہ کر کے کلمہ پڑھ کر معافی مانگنے کیلئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔ کیا اس کو اجازت ہے؟ نبی پاک ﷺ کی صفت کیا ہے۔ رحمت اللعالمین تو جہاں رحمت ہو وہاں زحمت تو آ ہی نہیں سکتی۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: بالمومنین رؤف الرحیم۔ مومنوں کیلئے آپ ﷺ رحیم ہیں۔ اس نے جو کہا مومن بن کے کعب بن زہیر حاضر ہونا چاہتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے رحمت ہی کرنی تھی نا۔ مجھے ایک بڑی پیاری حدیث شریف یاد آ گئی جو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ بازار جا رہے تھے سامنے سے ایک کافر آ رہا تھا۔ یہودی تھا اس نے زور سے آپ ﷺ کے چہرے پر ہاتھ مار دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے بلاوجہ تکلیف دی ہے اگر میں بھی اسی طرح بلاوجہ تمہیں تکلیف دوں اور تمہیں درد ہو تو تمہیں پتا چلے کہ کسی کو بلاوجہ تکلیف نہیں دیتے۔ تو اس نے جواب دیا کہ آپ ﷺ مجھے مار نہیں سکتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں مجبور یا معذور ہوں جو تمہیں نہیں مار سکتا۔ اس نے کہا جو بھی ہے آپ ﷺ مجھے مار نہیں سکتے۔ آخر صحابہ نے پوچھا کیوں نہیں مار سکتے؟ ہم ساتھ ہیں حضور ﷺ ہمیں حکم فرمائیں ہم اپنی جانیں بھی قربان کرنے کو تیار ہیں۔ اسی وقت اس آدمی نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کی یہ شان ہی نہیں کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے دیں۔ اس نے کہا حضور ﷺ میں نے تو بس یہ دیکھنا تھا کہ آپ ﷺ مجھ سے بدلہ لیتے ہیں یا نہیں۔ آپ ﷺ سچے ہیں۔ اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ (ماخوذ خطاب حضور قبلہ فخر ملت)

حضور قبلہ فخر ملت کو حضرت قبلہ عالم سنوسی ہند ابو العرب حضرت حافظ جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری کی ہستی مبارکہ سے والہانہ عشق و محبت تھی۔ آپ اپنی ہر تقریر میں حضور قبلہ عالم محدث علی پوری کا ذکر بڑے ادب و احترام و عقیدت اور شیریں و دلپذیر انداز میں کرتے تھے۔ ایک دفعہ ۱۳ اگست ۲۰۰۰ء کو لاہور میں کاہنہ نو میں عظیم الشان محفل سے خطاب فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا: حضرت قبلہ عالم امیر ملت کے دربار کی نسبت سے ایک شاعر نے شعر لکھا ہے وہ شعر سنانے سے پہلے آپ کی خدمت میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جسے ہم باغ کہتے ہیں وہ پھولوں کے بغیر نہیں ہوتے اور پھول کلیوں کے بغیر نہیں ہوتے۔ کلیاں پتوں کے بغیر نہیں ہوتیں۔ اور پتے شاخوں کے بغیر نہیں ہوتے۔ اور شاخیں درخت کے بغیر نہیں ہوتیں۔ حضرت قبلہ عالم ﷺ اپنے باغ کیلئے درخت کی حیثیت رکھتے ہیں مالک کی حیثیت رکھتے ہیں محافظ کی

حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ہم سب اس باغ کی کلیاں ہیں۔ سبحان اللہ جو شعر میں پڑھوں گا اُس سے یہ سب مراد ہے:

یاد رکھ اس دربار کو جس سے عالم فیض یاب
جب تلک دنیا رہے دنیامیں رہیو کامیاب

اللہ تعالیٰ اس باغ کی شاخیں ہمیشہ تر و تازہ رکھے اس کے ساتھ کلیاں لگتی رہیں کلیوں میں پھول بنتے رہیں۔ ہم سب ان کی خوشبو سونگھتے رہیں۔

(اقتباس خطاب حضرت فخر ملت کا ہنہ نو)

فخر ملت امام الفقیہہ

حضرت محمد بن فضل اللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ علوم تین طرح کے ہوتے ہیں۔

۱۔ علم من اللہ ۲۔ علم مع اللہ ۳۔ علم باللہ

اس کو علم معرفت کہتے ہیں۔ کیونکہ تمام انبیاء و اولیاء نے اسی سے اللہ کی معرفت پائی ہے۔ جب تک انہیں اس کی معرفت نہ ہوئی منزل عرفان حاصل نہ ہوئی۔ اس لئے کہ محض کوشش و محنت کے ذریعہ حصول معرفت ذات حق کے عرفان کیلئے منقطع ہے۔ کیونکہ بندہ کا علم معرفت ذات حق کی علت نہیں بن سکتا۔ درحقیقت معرفت الٰہی کی علت اللہ تعالیٰ ہی کی ہدایت اور اس کی عنایت ہے۔

علم من اللہ کا نام علم شریعت ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے ہماری طرف احکام نازل کر کے اس کی ادائیگی ہم پر لازم قرار دی ہے۔

علم مع اللہ کا نام، علم مقامات، علم طریق حق اور اولیاء کرام کے درجات کا بیان ہے لہٰذا اس کی معرفت شریعت کی پیروی کے بغیر صحیح نہیں ہوتی۔ اسی طرح شریعت کی پیروی اظہار مقامات کے بغیر درست نہیں ہے۔ (کشف المحجوب صفحہ ۵۴)

حضرت ابو علی ثقفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اَلْعِلْمُ حَیٰوۃُ الْقَلْبِ مِنَ الْجَھْلِ وَنُوْرُ الْعَیْنِ مِنَ الظُّلْمَۃِ ترجمہ:۔ جہالت اور تاریکی کے مقابلہ میں علم دل کی زندگی اور آنکھوں کا نور ہے۔

مطلب یہ کہ جہالت کے خاتمہ سے دل کی حیات اور کفر کی تاریکی دور ہونے سے آنکھ کی روشنی ہے۔ جس کو معرفت کا علم نہیں اس کا دل جہل سے مردہ ہے۔ اور جس کو شریعت کا علم نہیں

اس کا دل نادانی کا مریض ہے۔ پس کافروں کے دل مردہ ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کی معرفت سے بے بہرہ ہیں۔ اہل غفلت کا دل بیمار ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کے فرمان سے بہت دور ہیں۔
(کشف المحجوب صفحہ ۵۴)

شیخ المشائخ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے بچو۔ ایک غافل علماء سے، دوسرے مداہنت کرنیوالے فقراء سے، تیسرے جاہل صوفیاء سے۔

غافل علماء وہ ہیں جنھوں نے دنیا کو اپنے دل کا قبلہ بنا رکھا ہے۔ اور شریعت میں آسانی کے متلاشی رہتے ہیں۔ اور مداہنت کرنے والے فقراء وہ ہیں جو ہر کام اپنی خواہش کے مطابق کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ باطل ہی کیوں نہ ہوں اس کی تعریف و مدح کرتے ہیں۔ جاہل صوفیاء وہ ہیں جن کا کوئی شیخ و مرشد نہ ہو۔ اور کسی بزرگ سے انہوں نے تعلیم و ادب حاصل نہ کیا ہو مخلوق خدا کے درمیان بن بلائے مہمان کی طرح خود بخود کود کر پہنچ گئے ہوں۔ انہوں نے زمانہ کی ملامت کا مزہ تک نہیں چکھا۔ اندھے پن سے بزرگی کے کپڑے پہن لیے۔ اور بے حرمتی سے خوشی کا رستہ پکڑ کر ان کی صحبت اختیار کر لی۔ غرضیکہ وہ خود ستائی میں مبتلا ہو کر حق و باطل کی راہ میں قوت امتیاز سے بیگانہ ہے۔

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

میں نے تیس سال تک مجاہدہ کیا مگر مجھے علم اور اس کی پیروی سے زیادہ مشکل اور کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ علم کے ادراک سے عاجز رہنا ہی علم و ادراک ہے نیکو کاروں کی راہ سے ہٹ جانا شرک کے برابر ہے۔ (کشف المحجب صفحہ ۵۶، ۵۷)

قارئین کرام! عالم اسلام کے عظیم مبلغ شیخ طریقت ملت اسلامیہ واقف اسرار حقیقت قدوۃ السالکین عمدۃ العارفین جنید وقت، قطب وحدت جگر گوشہ حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا علم علم معرفت و علم باطنی تھا۔ آپ علم فقہ و حدیث کے بے مثل و بے مثال امام اور آفتاب فلک ولایت تھے۔ علم کی کہکشائیں آپ کے دم قدم سے قائم تھیں۔ بڑے بڑے نامی گرامی مفتی اور علماء کرام حضور قبلہ فخر ملت کے سامنے دو زانو ہو کر علم فقہ کا درس لیتے تھے۔ آپ کے اعمال اعمال صالح اور آپ کا علم علم نافع تھا۔ آپ کے خطبات فہم و دانش اور عقل و بصیرت کا حسین مرقع تھے۔

فقیہ کا ایسا امام جس کا علم روایتی علم نہ تھا۔ فرضی واقعات سنانے کے عادی نہ تھے۔ نہ ہی جوش خطابت یا مصنوعی پن تھا بلکہ پورے یقین محکم کے ساتھ علم کی روشنی جلاتے تھے۔ جو جہالت کی تاریکیوں کو ختم کر دیتے تھی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ اپنے علم و عقل پر تکبر و غرور کا اظہار نہ فرماتے تھے بلکہ سادگی و عاجزی کا راستہ اختیار کرتے۔ حضور فخر ملت نے مجاہدہ و مشاہدہ، علم فقہ، علم و عرفان اور علم معرفت سے دنیائے فانی میں اعلیٰ و ارفع مقام حاصل کیا۔ اور رب تعالیٰ کے فضل و احسان سے اور بزرگی سے بلند مقام حاصل کیا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بہر این آورد ما یزداں بروں
ما خلقت الانس الا لیعبدون

فطانت وفقاہت میں عدیم المثال

حضور قبلہ فخر ملت فطانت و فقاہت میں عدیم المثال تھے۔ فقہ و حدیث کے مفتی اعظم اور محدث اعظم تھے۔ آپ عارف وقت تھے۔ اور آپکا علم معرفت تھا۔ دور جدید میں آپ نے قدیم روایات کی پاسداری کی۔ اور قدیم روایات کو زندہ رکھتے ہوئے دور جدید اور عصر حاضر کے تعلیم یافتہ اور مادہ پرستانہ ذہن میں علم حقیقی اور عشق الٰہی و عشق سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ روشن کیے۔ اذہان و قلوب پر محبت بھری دستک دی۔ اور بھٹکی ہوئی مخلوق خدا کو صراط مستقیم دکھایا۔ علم اور فطانت حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے خاندان عالیہ مقدسہ کی پہچان ہے۔ اس امر میں کوئی شک نہیں اور یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں کہ آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب وحید العصر شخصیت قلب وحدت اور جنید وقت حضرت فخر ملت کی ہستی مبارکہ نے خاندان حضرت امیر ملت کو اپنی فطانت و فقاہت کی بدولت عروج بخشا۔ اور پوری دنیا میں اس مقدس خاندان کی پہچان کروائی۔ یہ حضرت فخر ملت کی شخصیت مقدسہ کا جادو اثر تھا کہ آپ جہاں بھی گئے اپنے علم و فضل اور معرفت کے وہ موتی بکھیرے کہ ہزاروں لاکھوں لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔ جو بھی آپ کے علم و عقل کا تلامذ بنا اور آپ سے بہرہ مند ہوا وہ آپ کے علم و فعل کی سحر انگیزی کا اسیر بن گیا۔

آپ کے ارشادات اور خطبات علم و حکمت و دانشمندی کا وہ حسین گلدستہ ہے جو رہتی دنیا تک حضرت انسان کی ہدایت و رہنمائی کا فریضہ انجام دیتا رہے گا۔ ذہنوں اور دلوں کو نور علم نور

معرفت اور نور عشق سرور دو عالم ﷺ سے روشن و منور کرتا رہے گا۔ حضرت فخر ملت کی فطانت و فقاہت حضرت امیر ملت محدث علی پوری اور حضور سرور دو عالم ﷺ کی عطا کردہ تھی۔ کیونکہ جسمانی نسبت مصطفیٰ ﷺ کا فیض مسلسل ہمہ وقت آپ کیلئے چراغ راہ تھا۔ ان دو پاکیزہ عالی مرتبت، نورانی و روحانی ہستیوں کا سایہ ہر وقت آپ کے سر پر تھا۔ اور آپ کو معرفت الٰہی کی دولت لازوال صبح و شام عطا ہوتی تھی۔ جو آپ کی رہنمائی اور علمی فضل و کمال کا باعث تھی۔

شیخ المشائخ مظہر العلوم، مخدوم الاولیاء، حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان الہجویری رضی اللہ عنہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب کشف المحجوب میں معرفت الٰہی کی اقسام بیان کرتے ہیں۔ آیئے استفادہ کرتے ہیں۔

معرفت الٰہی کی دو قسمیں ہیں ایک علمی دوسری حالی۔ معرفت علمی تو دنیا و آخرت کی تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔ جو بندے کیلئے ہمہ وقت اور ہر حالت میں تمام چیزوں سے زیادہ بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔ ترجمہ:۔ ہم نے جن و انس کو اپنی معرفت کیلئے ہی پیدا کیا ہے۔ مگر اکثر لوگ اس سے ناواقف اور روگرداں ہیں۔

لیکن وہ حضرات جن کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ فرما کر دنیاوی تاریکیوں سے محفوظ رکھا۔ اور ان کے دلوں کو زندہ و تابندہ بنایا۔ ان میں سے ایک حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حال کی خبر دیتے ہوئے حق تعالیٰ نے فرمایا: وَجَعَلْنَا لَهُ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ۔ ترجمہ:۔ اور ہم نے ان کیلئے نور مقرر کیا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے جن کے دلوں پر مہر لگائی اور دنیاوی تاریکیوں میں مبتلا کیا ان میں سے ایک ابو جہل لعنۃ اللہ علیہ کے حال کی خبر دیتے ہوئے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے:

كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا۔ ترجمہ:۔ کون ہے اس کی مثل جو تاریکیوں میں ہے جو کبھی اس سے نکلتا ہی نہیں۔

لہٰذا معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ ہو اور اس کا باطن ماسویٰ اللہ سے خالی ہو۔ اور ہر ایک کی قدر و منزلت معرفت سے ہے۔ اور جسے معرفت نہیں وہ بے قیمت ہے۔ اسی لیے تمام علما و فقہاء علم کی صحت و درستگی کو معرفت الٰہی کے ساتھ موسوم کرتے ہیں۔ اور تمام مشائخ طریقت حال کی صحت و درستگی کو معرفت الٰہی سے تعبیر کرتے ہیں۔

اسی بناء پر وہ معرفت کو علم سے افضل کہتے ہیں۔ کیونکہ صحت حال صحت علم کے بغیر ممکن نہیں۔ اور صحت علم کیلئے صحت حال لازمی ہے۔ مطلب یہ کہ بندہ اس وقت تک عارف نہیں ہو سکتا جب تک عالم بحق نہ ہو۔ البتہ عالم کیلئے یہ ممکن ہے کہ وہ عارف نہ ہو۔ جو لوگ اس معنی اور حقیقت سے ناواقف اور بے خبر ہیں۔ خواہ کسی طبقہ سے ہوں اُن سے مناظرہ کرنا بے فائدہ ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو طریقت کے منکر ہیں اور طبقہ صوفیاء ان سے جدا ہے۔ (کشف المحجوب صفحہ ۳۸۳۔۳۸۴)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے جس وقت معرفت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''میں نے خدا کو اس کی مدد سے پہچانا اور ماسویٰ اللہ کو اسی کے نور سے جانا''۔

قارئین کرام! حضور قبلہ فخر ملت نور معرفت الٰہی کا سمندر بے کنار تھے۔ آپ فطانت و فقاہت کے عظیم بادشاہ تھے۔ عارف وقت اور جنید وقت تھے۔ آپ کا علم حواصل علم معرفت الٰہی تھا۔ قرآنی معارف وعلوم پر آپ کو کمال درجہ کی دسترس تھی۔ آپ نے چتوکی میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قرآنی معارف پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا: قرآن کے اندر چار چیزیں ہیں یعنی قرآن چار حصوں پر مشتمل ہے۔ یا قرآن کی تفسیر چار حصوں میں ہے۔ ایک حصہ جسکا تعلق احکام کے ساتھ ہے۔ قرآن پاک کی کل آیات ۶۶۶۶ ہیں۔ یہ آیتیں چار قسم کی ہیں۔ کچھ آیات ۵۶۰ کے قریب وہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایا یعنی کچھ کاموں کو چھوڑنے کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ کچھ چیزوں کو کھانے کیلئے حلال اور کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے۔ تجارت کو حلال قرار دیا ہے سود کو حرام قرار دیا ہے۔

باقی تین قسمیں ہیں جن میں سے ایک کا تعلق متشابہات سے ہے۔ متشابہات وہ الفاظ ہیں جن کے معنی اللہ اور اس کا رسول ﷺ جانتے ہیں۔ جسطرح الٓمٓ۔ کٓھٰیٰعٓصٓ۔ تیسری قسم ناسخ اور منسوخ بعض وہ آیات ہیں جن کے حکم ختم ہو گئے ہیں اور آیات موجود ہیں۔ بعض وہ آیات ہیں جنھوں نے پچھلی آیتوں کے حکم کو ختم کیا ہے انہیں ناسخ کہا جاتا ہے۔ اور جن آیتوں کے حکم ختم ہوئے ہیں ان کو منسوخ کہا جاتا ہے۔ (اقتباس خطاب فخر ملت چتوکی ۷ دسمبر ۲۰۰۹ء)

مجدد دوراں

آقائے مجسم، تاجدار کائنات، صاحب خلق عظیم، سرور دو عالم ﷺ حضرت سیدنا محمد

ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ""اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین متین کی سمجھ بوجھ عنایت فرما دیتا ہے""۔

یعنی یہ خالق کائنات کا عظیم احسان ہوتا ہے کہ وہ انسان کو دین کی سمجھ اور شعور عطا کرتا ہے۔ علم کی عطا رب کریم کی نعمت عظمیٰ کا حصول ہے۔ علم کی معرفت اور دین کی سمجھ ہر کسی کو نہیں ملتی بلکہ یہ خوش بخت ارفع ہستیوں کا مقدر ہوتی ہے۔ اور فقط خوش بختوں کو ہی عطا ہوتی ہے۔ جسے دین متین کی سمجھ عطا ہو گئی۔ اس کا بیڑا پار ہو گیا۔ انسان کی دنیاوی زندگی کا سب سے بڑا تحفہ ہی یہی ہے کہ وہ اس دنیا میں تمام کام اللہ کے احکامات اور اس کے آخری نبی مکرم ﷺ کی مکمل اتباع کے ساتھ انجام دے۔

قارئین کرام! حضور سرور کائنات ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: ""کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے آغاز پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو امت کیلئے دین کی تجدید کرے گا یعنی وہ مجدد ہو گا""۔ قارئین کرام! مجدد کی ضرورت و اہمیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مجدد ہی وہ باکمال انسان ہوتا ہے جو اپنے دور کے بد عہد اور بد عقیدہ لوگوں کو حسن کردار کی راہ پر ڈالتا ہے۔ جو ذلت و گمراہی میں ڈوبے ہوؤں کو صراط مستقیم کا نور عطا کرتا ہے۔ جو کفر و شرک کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جاتا ہے۔ جو تکبر و انا کے بلند و بالا بتوں کو خاکستر کر دیتا ہے۔ جو صرف اور صرف رضائے الٰہی اپنوں یا بیگانوں سے تعلق استوار کرتا ہے۔ دین حق کی آبیاری کیلئے اپنی عمر بے مثال کے تمام لمحات کو قربان کرتا چلا جاتا ہے۔ اس سلسلے کی اہم کڑی شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی کی شخصیت مقدسہ بطور خاص قابل ذکر ہے۔ ان کی شخصیت کی جھلک یوں تو کئی بزرگان دین میں نظر آتی ہے مگر مجدد الف ثانی کی تصویر کا نظارہ کرنا ہو تو امیر ملت محدث علی پوری کی شخصیت و کردار اس بات کی غماضی کرتا ہے کہ بلاشبہ امیر ملت محدث علی پوری وہ ہستی مبارکہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی میں مجددانہ کردار عطا فرمایا۔ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت امیر ملت کی تکمیل علم و دین و حفظ قرآن میں مماثلت۔ دونوں کی تربیت و اصلاح میں مماثلت، حصول فیض میں مماثلت۔ مرشدان عظام اور طریقہ تبلیغ و تحریک احیاء دین میں مماثلت حتیٰ کہ دونوں کے مرشدان عظام کے تاثرات میں بھی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ حضرت باقی باللہ مجدد الف ثانی کے بارے میں فرماتے ہیں شیخ احمد سرہندی ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ستارے اس اُفق میں گم ہیں۔ کامل اولیاء متقدمین میں سے خال خال ہی ان کے

مثل ہوں گے۔ (زبدۃ المقامات بحوالہ تذکرہ مشائخ نقشبند صفحہ ۱۹۷)

جبکہ حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے مرشد گرامی قدر تاجدار چورہ شریف حضرت بابا فقیر محمد چوراہی فرماتے ہیں کہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے مقام و مرتبہ کا پتا ہی نہیں چلتا کہ کتنا بلند ہے اور حضرت امیر ملت کا کوئی ثانی ان کے عہد میں نہیں ہے۔

ان دونوں عظیم ہستیوں نے چار اہم نکات کیلئے جہد مسلسل کی۔

۱۔ ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں اور نام نہاد مذاہب باطلہ کے خلاف اسلامی نظریے کا پرچار کرنا۔

۲۔ مسلمانان برصغیر کو کامل شعائر اسلامی سے روشناس کروانا۔

۳۔ اللہ کی زمین پر پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا نفاذ کرنا۔

۴۔ خواہش اقتدار سے دور رہتے ہوئے ارباب اقتدار کی اصلاح و تربیت کا بیڑہ اٹھانا۔

ان عظیم مقاصد کے حصول کیلئے حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت امیر ملت نے جو طریقہ اختیار کیا وہ بھی ان کے حالات زندگی کی روشنی میں یکساں نظر آتا ہے۔

۱۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلمانوں کی اصلاح و تربیت۔

۲۔ میدان سیاست میں اتر کر ارباب سیاست سے جرأت و بے باکی سے جہاد کرنا۔

۳۔ صوفیانہ اخلاق و عادات کے ذریعہ سے اپنوں اور بیگانوں اور حق و باطل کو عیاں کرنا۔

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ حضرت امیر ملت اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہما اللہ حالات کی تند و تیز اور مشکل ترین گھاٹیوں سے گزرتے ہوئے اپنے مقاصد حسنہ میں کامیابیوں سے ہمکنار ہوئے۔ اور ان ہستیوں نے پرچم اسلام اپنی پوری عظمت و رفعت کے ساتھ لہرانے کا فریضہ سر انجام دیا۔

ان دونوں ہستیوں کی کامیابی و کامرانی کے چند اہم نکات درج ذیل ہیں۔

۱۔ مسلمانوں کو قوت کردار اور نور ایمان میں کاملیت میسر آتی ہے۔

۲۔ سیرت میں عکس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جھلکنے لگتا ہے۔

۳۔ ارباب اقتدار دونوں مجددین کی عقیدت و محبت کے اسیر نظر آتے ہیں۔

۴۔ غیر مسلم قوتیں اپنے عزائم میں ناکام ہو جاتی ہیں۔

۵۔ حلال و حرام کا فرق اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔

۶۔ دوقومی نظریے کا مسخ شدہ چہرہ واضح ہو جاتا ہے۔

۷۔ مسلمانوں کے دینی و روحانی و ملی جذبے پر لگا زنگ محبت الٰہی، عشق رسول ﷺ اور اتحاد ملی کت رنگ میں بدل جاتا ہے۔

۸۔ جہانگیر بادشاہ حضرت مجدد الف ثانی کے سامنے ادب واحترام اور محمد علی جناح و ڈاکٹر علامہ اقبال حضرت امیر ملت کے سامنے ادب وعقیدت کے رشتے میں بندھے نظر آتے ہیں۔

۹۔ دونوں عظیم ہستیوں کا عشق سرور دو عالم ﷺ اور ناموس رسالت ﷺ کی خاطر جنگ لڑتے ہوئے سفیر عشق رسول ﷺ کی لاجواب تصویر دکھائی دینا بھی مماثلت رکھتا ہے۔

ان دونوں مجددین نے حکمرانوں کو بھی اپنے رنگ میں رنگ لیا تاکہ عوام الناس تک اسلامی تعلیمات کے عملی اطلاق کے اثرات درست طور پہنچ سکیں۔ اسی منظر کو دیکھ کر حضرت امیر ملت کے آخری محبوب خلیفہ ولی کامل حضرت سیدنا چادر والی سرکار کا یہ فرمان دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے کہ ''حضرت مجدد الف ثانی کی نظر جہانگیر بادشاہ پر پڑی تو اسے ولی بنا دیا اور حضرت امیر ملت محدث علی پوری کی نظر محمد علی جناح پر پڑی تو اسے ولی بنا دیا''

قارئین کرام! مجدد وقت، شیخ العالمین، ولی نعمت، شہزادہ رسول عربی ﷺ، جانشین حضرت امیر ملت محدث علی پوری حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب دور جدید میں وہ گوہر ولایت تھے جنہوں نے خدمت اسلام کے دنیا کے کونے کونے میں وہ جھنڈے گاڑے اور ترویج واشاعت اسلام کی وہ مساعی جمیلہ کی کہ وہ مادہ پرستانہ دور میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار بھی ادا کیا اور حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کا کردار بھی ادا کیا اور ان دونوں ہستیوں کا جانشین اور ورثہ قرار پائے۔ اور بجا طور پر آپ کو مجدد دوراں کے نام سے پکارا گیا۔ حضرت فخر ملت نے ان دونوں عظیم ہستیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دنیا کے طول وعرض میں تبلیغی دورے کیے۔ اپنے نور علم سے باطل قوتوں کے خلاف آواز حق بلند کی۔ دلوں میں عشق مصطفی ﷺ کی شمع جلائی۔ اور گمراہی وتاریکی کا خاتمہ کیا۔ آپ حق گوئی و بے باکی، عاجزی و انکساری، تدبر وتفکر، قوت فیصلہ اور طاقت سیف الٰہی کا پیکر اتم تھے۔ عالمی مبلغ اسلام تھے۔ افکار و نظریات میں فیضان مسند نبوت کا کامل واکمل نمونہ بن کر کردار اور کردار وصفات کی پرنور خلعت مصطفی ﷺ پہن کر مخلوق الٰہی میں جلوہ گر ہوئے۔ آپ سائنس وٹیکنالوجی اور مادی ترقی کی اس جدید صدی میں علم وعمل کا زندہ ماڈل تھے۔ پوری دنیا آپ کے علمی وروحانی کارناموں پر آپ کو

20
20

خراج عقیدت پیش کرتی ہے۔ آپ نوجوانوں کے ہیرو تھے۔ مجدد شریعت وطریقت، معرفت و حقیقت، سیادت وقیادت اور فقر وولایت کا خورشید کامل بن کر نصف صدی تک دنیا کے افق پر چمکتے رہے۔ اور پورا عالم اسلام آپ کی ضیا پاشیوں سے منور وتاباں اور فیض یاب ہوتا رہا۔ تاریخ ہمیشہ آپ کے عظیم کارہائے نمایاں کو یاد رکھے گی۔

عالم بے بدل

اللہ تبارک وتعالیٰ نے علماء ربانی کی صفت میں ارشاد فرمایا ہے: اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓءُ۔ ترجمہ:۔ درحقیقت بندگان خدا میں سے علماء ہی خدا کا خوف رکھتے ہیں۔

انسان کا علم علم نافع ہونا چاہیے۔ ایسا علم جس کا کوئی فائدہ نہ ہو اس علم سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''اے خدا میں پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ پہنچائے'' علم کے ساتھ ساتھ عمل بھی لازمی ہے۔ تھوڑے علم کیلئے بھی زیادہ عمل درکار ہے۔ علم وعمل دونوں باہم لازم وملزوم ہیں۔ بغیر علم کے عمل اور عمل کے بغیر علم رائیگاں ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: بے علم عبادت گزار اس گدھے کی مانند ہے جو آٹے کی چکی سے بندھا ہو (کشف المحجوب صفحہ ۴۶)

علم بے عمل کی مثال

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے راستہ میں ایک پتھر پڑا دیکھا اس پر لکھا تھا کہ مجھے پلٹ کر دیکھو۔ جب میں نے پلٹ کر دیکھا تو لکھا تھا جب تم اپنے علم پر عمل نہیں کرتے تو اس کی تلاش کیوں کرتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب تم علم پر عمل نہیں کر سکتے تو اب یہ محال ہے کہ جن باتوں کا ابھی علم نہیں اس کو تم طلب کر سکو۔ لہٰذا پہلے اپنے علم پر عمل کرو۔ تاکہ اس کے بعد اس کی برکت سے دیگر علم کی راہیں تم پر کھل جائیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''علماء کی ہمت درایت یعنی غور وخوض کرنے میں ہے۔ اور ناسمجھوں کی ہمت روایت یعنی نقل کرنے میں ہے۔ (کشف المحجوب صفحہ ۴۷)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''جس نے جان لیا اللہ تعالیٰ ہی اس کا رب ہے اور یہ کہ میں اس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے گوشت اور اس کے خون کو آگ پر حرام قرار دیا ہے''۔ (کشف المحجوب صفحہ ۵۰)

قارئین محترم! آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضور فخر ملت کا علم علم نافع تھا۔آپ عالم بے بدل اور عارف وقت تھے۔عالم باعمل اور پیر طریقت ورہبر شریعت ایسے کہ آپ کے ہر ہر فعل سے عیاں تھا کہ علم وفضل اور عمل وتقویٰ آپ کا اوڑھنا وبچھونا ہے۔حصول علم کیلئے بھی ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے۔اور عمل صالح کا بھی پیکر اتم تھے۔اور اپنے مریدین و متوسلین کو بھی اسی صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی تاکید وتلقین فرماتے تھے۔حضرت فخر ملت کے سینکڑوں خلفاء اور لاکھوں مریدین علم نافع اور عمل صالح کا نمونہ وماڈل ہیں۔جو مخلوق خدا کیلئے ہدایت ورہنمائی کا باعث ہیں۔

یہ امر حقیقت ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا حضرت فخر ملت کا علم، علم نافع تھا۔آیئے حضور فخر ملت کے خطبات دلنواز سے دو اقتباس ملاحظہ کرتے ہیں:

اقتباس:۱

قرآن مجید میں بعض چیزوں کو مسلمانوں کیلئے حلال قرار دیا گیا ہے۔اور بعض چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے۔قرآن مجید میں پانچ سو آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے احکام بیان کیے ہیں۔قرآن پاک کے دوسرے حصے کا تعلق واقعات کے ساتھ ہے۔جن میں اللہ تعالیٰ نے گزرے ہوئے واقعات کا ذکر کیا ہے۔تا کہ ہمارے علم میں اضافہ ہو سکے۔اور ان میں جو کام نبیوں نے کیے یا جن کاموں کو کرنا نبیوں کی سنت ہے اس پر عمل کر سکیں۔وہ آیات جن میں چیزوں کو بیان کیا گیا ہے ان سب کا تعلق واقعات سے ہے۔قرآن کا ہر واقعہ سچا ہے۔اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔تیسرا حصہ قرآن کا ان آیات سے تعلق رکھتا ہے جن میں کچھ آیات نے دوسری آیات کو منسوخ کر دیا ہے۔اس نسبت سے یہ دو قسم کی آیات بنتی ہیں۔ایک منسوخ کرنے والی اور ایک وہ جو منسوخ شدہ ہے۔چوتھا حصہ متشابہات کا ہے۔متشابہات ان آیات کو کہا جاتا ہے، حروف مقطعات، جن کو حروف تہجی بھی کہا جاتا ہے۔مثلاً حٰمٓ، الٓمٓ وغیرہ۔ان حروف کو ہم حروف تہجی کی بنیاد پر پڑھتے ہیں۔ان کے علاوہ بھی بہت سی آیات ہیں جو متشابہات میں شامل ہیں۔ان کا مطلب ومعنی یا تو اللہ جانتا ہے یا اللہ کا رسول ﷺ۔قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(اقتباس خطاب فخر ملت چتوکی ۲۰۰۷ء)

اقتباس:۲

رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے بات ہو رہی ہے۔ یہ رسول پاک ﷺ کی ہی نسبت ہے کہ دعوت کھانا اور کھلانا۔ دعوت کھلانے کی کئی نسبتیں ہیں ایک ہے نبی اکرم ﷺ کے زمانے اور ایک ہے نبی اکرم ﷺ کے بعد۔ اور تیسری قسم ہے نبی اکرم ﷺ کے زمانے سے پہلے۔ یعنی دعوت کھلانے کی تین قسمیں ہیں۔ اب دعوت کی بھی دو اقسام ہیں ایک ہے اللہ کی طرف سے اور ایک ہے مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے۔ تو مولانا جامی نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ کی طرف دعوت کی نسبت کرو تو رسول اللہ ﷺ اللہ کے مہمان ہیں۔ اللہ میزبان ہے اور رسول اللہ ﷺ مہمان ہیں۔ اور اگر نسبت آپ ﷺ کی طرف کرو تو دونوں جہان نبی پاک ﷺ کے مہمان ہیں۔ اور نبی پاک ﷺ اللہ کے مہمان ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

جس کو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول پاک ﷺ کی

فرماتے ہیں آسمان بھی ایک دستر خوان ہے اور زمین بھی ایک دستر خوان ہے اور سارا زمانہ مہمان ہے اور نبی پاک ﷺ میزبان ہیں۔ ہر مسلمان کا عقیدہ، مذہب اور مسلک یہی ہے۔ شیخ بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے آپ ﷺ کی سخاوت دیکھنی ہے تو وہ دنیا و آخرت دیکھ لے۔ یہ جو دنیا قائم ہوئی آپ ﷺ کے صدقے قائم ہوئی ہے۔ اور آخرت بھی آپ ﷺ کے صدقے ہی ملے گی۔ لوح و قلم آپ ﷺ کے عملوں کا ایک حصہ ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت بہت خوش ہے کہ مجھ میں نبی پاک ﷺ کے غلام آ کر رہیں گے۔ شیخ بصری فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء کو جتنے بھی معجزات ملے ہیں آپ ﷺ کے نور کے صدقے ملے ہیں۔ ہمارے مسلک کے امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تھا تو انہوں نے آپ ﷺ کا نام لے کر آگ سے دعا کی تھی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی آگ کو گلزار بنا دیا تھا۔ ان کی پیشانی میں آپ ﷺ کا نور چمک رہا تھا۔ جس کی وجہ سے آگ بجھ گئی۔ خود رسول اللہ ﷺ کی باتیں کریں تو آپ ﷺ نے بارہا اپنے صحابہ کرام کو دعوتیں کھلائیں۔ قرآن پاک میں اس کا ذکر ہے۔ اے ایمان والو حضور ﷺ کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہ ہونا جب کہ حضور ﷺ خود تمہیں دعوت دیں یا بلائیں پھر جانا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے گھر سے کھانا کھا چکو تو پھر باہر چلے جاؤ۔ اور ہاں رسول اللہ ﷺ

کے ادب کا خیال دل سے نہ نکال دینا۔ وہاں بیٹھ کر باتیں شروع نہ کر دینا۔ آپ ﷺ کے آرام میں خلل نہ ڈالنا۔ جب رسول اللہ ﷺ بلائیں تو ضرور جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو باہر چلے جاؤ۔ بہت ہی پیارا واقعہ جو آپ نے کئی بار سنا ہے برکت حاصل کرنے کیلئے سنا دیتا ہوں۔ کہ نماز کے بعد صحابہ کرام مسجد نبوی شریف سے باہر جا رہے تھے۔ اصحاب صفہ کا چبوترہ ہے جہاں ستر صحابہ رہتے تھے۔ آج وہ چھوٹی سی جگہ ہے۔ لیکن اس وقت بہت بڑی جگہ تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کئی دنوں سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ وہ کسی سے سوال بھی نہیں کرتے تھے کہ کہیں بے صبروں میں شامل نہ ہو جائیں۔ بھوک انسان کی بنیادی ضرورت ہے برداشت بھی نہیں ہو رہی تھی۔ تو صحابی جب مسجد نبوی سے باہر جا رہے تھے۔ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی راستے میں تھے۔ وہ بجائے کھانا مانگنے کے یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ ترجمہ: نیک لوگ کون ہیں۔ اللہ کے بندے کون ہیں جو مسکین کو کھانا کھلائے۔ یتیم کو کھانا کھلائے۔ قیدی کو کھانا کھلائے۔

صحابی وہاں سے گزر رہے تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بار بار یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ ان کے آیت پڑھنے کے باوجود کسی نے ان کی بات کو نہ سمجھا۔ پھر آپ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ایک دودھ کا پیالہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ جاؤ اور سب کو بلا لاؤ۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں سب کو بلانے چلا گیا۔ لیکن میرے ذہن میں یہ فکر پیدا ہو گیا کہ اُنہتر (۶۹) وہ ہیں اور سترواں (۷۰) میں ہوں۔ جانے میرے حصے میں دودھ کا گھونٹ آئے گا کہ نہیں۔ میرے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ سب سے پہلے آپ ﷺ دودھ کا پیالہ مجھے عطا فرمائیں۔ کیونکہ مجھے بھوک لگی تھی۔ جب ہم سب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ ادھر آؤ اور یہ پیالہ لو اور سب کو پلاؤ۔ میں ایک طرف سے پلانا شروع کر دیا۔ جب پہلے صحابی نے دودھ پی لیا تو میں نے پیالے کو غور سے دیکھا کہ دودھ کتنا کم ہوا ہے۔ دودھ میں ذرا بھی کمی واقع نہ ہوئی تھی۔ پھر سب کو پلایا آخر پر حضور ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ اب خود پیو۔ جب میں تین بار بھرا ہوا پیالہ پی چکا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ اور پیو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اب میں مزید نہیں پی سکتا۔ تو حضور ﷺ نے پی کر دودھ ختم کر دیا۔ اس پر اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں کہ کیوں جناب کیسا تھا وہ جام شیریں جس نے ستر صحابہ کا منہ دودھ سے بھر دیا۔

(اقتباس خطاب حضرت فخر ملت ڈیفنس لاہور ۱۳ / مارچ ۲۰۰۹ء)

باب نہم
ارشاد و تبلیغ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

عظیم داعی اسلام

حضور قبلہ فخر ملت قدس سرہٗ العزیز عظیم داعی اسلام اور مبلغ اسلام تھے۔ آپ مفسر قرآن و مفکر اسلام تھے۔ شیخ ہدایت اور شیخ طریقت تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی خدمت و تبلیغ و اشاعت اسلام کیلئے وقف کئے رکھی۔ قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ دعوت و تبلیغ اسلام کیلئے ارشاد فرماتا ہے۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ○

ترجمہ:۔"اے محبوب بلایئے (لوگوں کو) اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت سے عمدہ نصیحت سے اور ان سے بحث (مناظرہ) اس انداز سے کیجئے جو بڑا پسندیدہ (اور شائستہ) ہو۔ بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے اسے جو بھٹک گیا اس کے راستہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو"۔ (سورہ نحل آیت ۱۲۵ پارہ ۱۴)

قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مبلغ اسلام کے لئے رہنما اصول مقرر فرما دیئے۔ کہ مبلغ اسلام اور داعی اسلام ایسا ہو جو مخلوق خدا کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک سے پیش آئے۔ اس کا انداز خطابت دل پذیر ہو۔ اپنے رب کا حکم حکمت و دانش مندی سے لوگوں کا سنائے حق و باطل کی پہچان کروائے۔ عاجزی و انکساری کو اپنائے۔ متکبرانہ گفتگو اور گھمنڈ سے اجتناب کرے اور ہمیشہ حق بات بیان کرے دل میں خوف خدا رکھے۔ مہذب و شائستہ گفتگو کرے۔ غصہ کرنے سے پرہیز کرے۔

قارئین کرام! شہزادہ رسالت مآب۔ جگر گوشہ حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے داعی اسلام تھے جو نرم خو شیریں بیاں۔ عاجزی و انکساری کا پیکر۔ اور خندہ پیشانی کا ماڈل بہترین نمونہ تھے۔

حسن ارشاد و تبلیغ

دعوت حق و تبلیغ اسلام کے لئے کوشاں رہنے والے عظیم شیخ طریقت ملت اسلامیہ حضور قبلہ فخر ملت کی ہستی مبارکہ میں مندرجہ ذیل خوبیاں پائی جاتی تھیں۔ یہ آپ کی شخصیت مقدسہ کا جادو اثر تھا۔ کہ آپ کے دست حق پرست پر لاکھوں لوگوں نے بیعت کی۔

علم وحکمت کا سمندر

بلا شک وشبہ حضور قبلہ فخر ملت علم وحکمت ودانش مندی کا سمندر تھے۔ آپ ایک مجتہد شیخ طریقت ومجدد دوراں تھے۔ قرآنی علوم معرفت پر آپ کو بڑی دسترس حاصل تھی۔ آپ کے خطابات آپ کی علمی وسعت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ علم فقہ، علم حدیث۔ علم منطق۔ علم فلسفہ آپ کو ازبر تھے۔ جہاں پر بھی خطاب فرماتے تھے۔ علم کے خزانے بہا دیتے تھے۔ صدیوں تک دنیا آپ کے علمی کارناموں پر آپ کی معترف رہے گی۔ اور آپ کو خراج عقیدت پیش کرتی رہے گی۔

مہذب وشائستہ انداز خطابت

حضور قبلہ فخر ملت بڑے حلیم طبع۔ خوش خصال اور خوش گفتار تھے۔ آپ کا انداز خطابت نہایت ہی مہذب وشائستہ ہوتا تھا۔ حسن اخلاق کے جو قرینے آپ نے سکھلائے اس کی مثال دنیا میں ان کو بیان کرنا محال ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی قدر ہے۔ حسن الخلق من خصال اهل الجنة

ترجمہ: یعنی خوش خلقی اہل جنت کی خصلتوں سے ہے۔

عمدہ انداز نصیحت

آپ کا انداز نصیحت عمدہ ہوتا تھا۔ قرآن وسنت کی گفتگو فرماتے تھے۔ مناسب انداز میں تقریر کا فن جانتے تھے۔ نظریہ مخالفت پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکامات کی تبلیغ آپ کی تقاریر وپند نصائح کا موضوع ہوتے تھے۔

محبت وادب وتعظیم رسول عربی ﷺ

حضرت فخر ملت کی گفتگو کا ایک ایک لفظ محبت وادب وتعظیم رسول عربی ﷺ میں ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ آپ نبی مکرم ﷺ کو دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی کا زینہ سمجھتے تھے۔ محبت رسول ﷺ کی دولت لازوال آپ کی حیات مبارکہ کا لازمی جزو تھی۔ آپ آقائے نامدار حضور سرور کائنات ﷺ کو سرچشمہ علم ودانش ومنبع وماخذ علوم ظاہری وباطنی قرار دیتے تھے۔ اپنے مریدین ومتوسلین کو بھی عشق مصطفےٰ ﷺ کی دولت سے بہرہ مند کر دیتے تھے۔ اور انہیں محبت و

ادب رسول اکرم ﷺ کے قرینے سکھاتے تھے۔

اسلامی اقدار کا فروغ

اسلامی اقدار کے احیاء اور اسلامی تعلیمات کو عام کرنے میں بھی حضور قبلہ فخر ملت نے اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے اپنے قول وفعل سے حقیقی اسلامی قدروں کو معاشرے میں کما حقہ اجاگر کیا اور قرون اُولیٰ کی یاد تازہ کی یہ حضرت کی طلسماتی شخصیت کا اثر تھا کہ آج کے مادہ پرستانہ دور جدید میں نوجوان نسل بے راہ روی اور غلط روایات کو چھوڑ کر صحیح اسلامی تعلیمات کے متبع ہو گئی۔

باطل نظریات کی مخالفت

آپ نے اپنے خطبات کے ذریعہ سے مردہ قوم میں نئی روح پھونکی باطل نظریات اور فرسودہ روایات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے قوانین کے نفاذ کے لئے بھر پور جدو جہد کی۔ جو تعلیمات اور نظریات قرآن وسنت کے منافی ہوتے تھے۔ آپ ان کے خلاف بھر پور انداز میں آواز بلند کرتے تھے۔

صراط مستقیم کی تلقین

حضور قبلہ فخر ملت قدس سرہٗ العزیز نے ہزاروں لوگوں کو جو گمراہی اور تاریکی کا شکار بن چکے تھے۔ صراط مستقیم دکھایا۔ آپ کی نگاہ نکتہ رس میں وہ تاثیر روحانی تھی کہ جو بھی اس کے زیر اثر آتا وہ آپ کے رنگ میں رنگ جاتا تھا اور صحیح معنوں میں مسلمان بن جاتا تھا۔

سادہ ودلنشین لب ولہجہ

آپ کا لب ولہجہ اور انداز گفتگو سادہ ودلنشین ہوتا تھا۔ آپ کی تقاریر میں جادو اثر ہوتا تھا۔ اپنی امرت جیسی میٹھی اور دلکشی گفتگو سے دلوں کی حالت تبدیل کر دیا کرتے تھے۔ آپ واقعات، تاریخی حوالے اور قرآن واحادیث سے حوالے اتنے دلپذیر انداز میں پیش کرتے تھے کہ سننے والے دم بخود رہ جاتے تھے۔

محبت وشفقت کا اظہار

حضور قبلہ فخر ملت ہر کسی کے ساتھ نرمی اور محبت وشفقت کا سلوک فرماتے تھے۔ چاہے

امیر ہو یا غریب آپ مہربانی روا رکھتے تھے۔ یہ آپ کی محبت کا اثر تھا کہ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے تھے۔ آپ کی خوشبو تیز ہواؤں کے ساتھ پھیل جاتی تھی۔ اور آناً فاناً لوگوں کا جم غفیر آپکی زیارت کو پہنچ جاتا تھا۔

خلوص و وفا کا پیکر

آپ خلوص و وفا اور مہر و محبت کا عظیم پیکر تھے آپ خوشبو بھری شخصیت اور وفاؤں سے بھری تر و تازہ ہوا کی مانند تھے۔ بہار کے موسم کی طرح دل و دماغ پر چھا جاتے تھے۔ اور خلوص سے پیش آتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ لاکھوں مریدین کے دلوں میں آج بھی آپ ﷺ کی یاد تازہ ہے۔ لوگ آپ کا ذکر خیر کرتے ہیں اور آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

قادر الکلام خطیب

حضور فخر ملت قدس سرہ العزیز ایک عالی مرتبت عظیم مقرر شیریں بیاں اور قادر الکلام خطیب تھے۔ آپ کی شخصیت مقدسہ میں طلسماتی جاذبیت اور آپ کے خطاب میں سحر انگیزی پائی جاتی تھی۔ آپ نے متعدد بار اپنی تقاریر کے دوران اظہار فرمایا کہ میں لوگوں کے سامنے جو تقاریر کرتا ہوں مجھے راہنمائی براہ راست حضور قبلہ امیر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ اور آقائے نامدار حضور سرور کائنات ﷺ سے عطا ہوئی ہے۔ یہی وجہ تھی آپ کے خطاب کا رنگ حواس پر چھا جاتا تھا۔ اور دل و اذہان کی کیفیت تبدیل ہو جاتی تھی اور محفل کا رنگ بدل جاتا تھا۔

حضور فخر ملت قادر الکلام خطیب ایسے کہ موضوع پر گرفت میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ جو گفتگو جس جگہ پر کرتے تھے اگلے سال اسی جگہ وہیں سے گفتگو کا سلسلہ شروع کرتے تھے۔ نکتہ آفرینی قرآن و حدیث کے حوالے اور واقعات کا تسلسل آپ کی تقریر کا خاصہ ہوتا تھا۔ دراصل آپ کا علم حضور قبلہ عالم حضرت امیر ملت محدث علی پوری کا عطا کردہ تھا۔ محمد سکندر جماعتی جھنگ سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ مجھے حضور قبلہ فخر ملت نے فرمایا کہ سکندر میں نے آج تک کوئی کام حضور قبلہ عالم امیر ملت پیر سید جماعت شاہ محدث علی پوری کی اجازت و مرضی کے بغیر نہیں کیا چاہے وہ کام چھوٹا ہو یا بڑا اور حضرت امیر ملت نے کبھی کوئی کام حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت و مرضی کے بغیر نہیں کیا

حضرت امیر ملت نے اپنے علم و فکر سے اصلاح معاشرہ کیلئے وہ گراں قدر خدمات سر انجام دیں جن کو بیان کرنا یا احاطہ تحریر میں لانا نہایت ہی مشکل کام ہے۔

سالانہ عرس مبارک کی تقریبات

اگر نظر کرم ہو تو نور خدا بھیجتا ہے
آ تھوڑی دیر میرے شیخ کے پاس بیٹھ کے تو دیکھ

آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت محدث علی پوری علی پور سیداں شریف میں ۱۰، ۱۱ مئی کے سالانہ عرس پاک کی تقریبات دراصل رنگ و نور کی بارش ہوتی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں زائرین سنوسئی ہند۔ ابولعرب۔ معدن حلم و حیا منبع جود و سخا حضور قبلہ عالم حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے دربار پر حاضری دیتے ہیں۔ جہاں وہ اللہ کے ولی کامل جنید وقت حضور قبلہ فخر ملت کی زیارت کا شرف حاصل کرتے تھے۔ حضور فخر ملت ایک بہت بڑے ہال میں تشریف فرما ہوتے اور لوگ جوق در جوق آپ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کرتے۔ حضور قبلہ فخر ملت ہر آنے والے سے خندہ پیشانی سے پیش آتے آپ کے چہرہ اقدس پر تبسم بہاراں ہوتا۔ ملاقات کرنے والے اپنے دکھ درد ارغم و آلام بھول جاتے اور اس عظیم شہزادہ رسول عربی ﷺ کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتے ہر کوئی آپ کے کریمانہ مزاج کا اسیر دکھائی دیتا۔ آپ عرس مبارک کے موقع پر طرح طرح کے کھانے پکواتے زائرین امیر ملت کے آرام و آسائش کا بھرپور انتظام کیا جاتا۔ دنیا میں واحد آستانہ آستانہ عالیہ علی پور شریف ہے جہاں سارا سال چوبیس گھنٹے لنگر شریف کا بندوبست ہوتا ہے۔ مہمانوں کو آتے ہی حضور قبلہ فخر ملت کھانا تناول کرنے کا حکم صادر کرتے اس کے بعد ان کی عرض سنتے۔

ہزاروں لوگ عرس مبارک کے موقع پر آپکے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ میں داخل ہوتے اور گناہوں سے توبہ کر کے صراط مستقیم پر چلنے کا عہد کر لیتے عرس مبارک کی تقریبات دو دن ۱۰۔ ۱۱ مئی کو ہوتیں اور آپ ۱۱ مئی کو جلسہ گاہ میں رونق افروز ہوتے علی پور سیداں شریف میں ہر سال عرس مبارک کے موقع پر دنیا کے کونے کونے سے زائرین لاکھوں کی تعداد میں تشریف لاتے ہیں۔ جن میں امیر غریب کی کوئی تخصیص نہیں ہوتی۔ ہر طرف لوگوں کا جم غفیر دکھائی دیتا ہے۔

حضور قبلہ عالم محدث علی پوری کے دربار عالی شان کو خوبصورتی سے سجایا جاتا ہے۔ جلسہ گاہ میں بینرز آویزاں کئے جاتے ہیں۔ قالین بچھائے جاتے ہیں اور چراغاں کیا جاتا ہے۔ حضور فخر ملت کا فقید المثال اور تاریخ ساز استقبال ہوتا۔ فضا جیوے جیوے مرشد جیوے کے نعروں سے گونج اٹھتی۔ جیسے ہی حضور فخر ملت امیٔ کے سالانہ جلسہ کی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لاتے اگرچہ گرمی کا موسم ہوتا لیکن آپ کی آمد کے ساتھ ہی خوشگوار ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہو جاتیں اور ہر طرف خوشبوئیں پھیل جاتیں۔ رنگ و نور کی بارش سارے ماحول کو سحر انگیز بنا دیتی۔ حضور قبلہ فخر ملت کا ہر سال سالانہ عرس کی تقریب پر یہ معمول تھا کہ آپ اسٹیج پر تشریف فرمانہ ہوتے بلکہ زائرین اور مریدین کے درمیان تشریف فرما ہوتے ۔ جو کہ آپ کی محبت و شفقت اور کمال فیاضی و عاجزی کا اظہار ہوتا۔ پیکر نوری کی آمد مبارک کے ساتھ ہی جلسہ گاہ بقعہ نور ہو جاتی ملک کے مشہور و معروف قاری و ثناء خواں مصطفےٰ اور علماء کرام و صوفیائے عظام خصوصی طور پر اس تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لاتے۔ میڈیا کی طرف سے بھی بھرپور کوریج کا اہتمام ہوتا۔ ساری رات حمد و ثناء تقاریر کا یہ سلسلہ جاری رہتا۔ اور آخری شب عالم اسلام کے عظیم سکالر ولی نعمت شیخ العالمین۔ حضور فخر ملت کا خطاب دلنواز شروع ہوتا۔ مخلوق خدا اس عظیم عالم بے بدل اور مرشد باکمال کے مواعظہ حسنہ سے مستفید ہوتے اور صبح کی اذان کے وقت صلوۃ وسلام دعائے خیر کے بعد عرس مبارک کی تقریبات اختتام پذیر ہوتیں۔

محافل میلاد

حضور قبلہ فخر ملت محافل میلاد اور عشق مصطفےٰ ﷺ کی کانفرنسز میں بڑے ذوق و شوق اور محبت و عقیدت کے ساتھ تشریف لے جاتے۔ کئی کئی گھنٹے آقائے نامدار تاجدار مدینہ حضور سرور دو عالم ﷺ کی احادیث مبارکہ لوگوں کو سناتے تھے۔ آپ کی اکثر تقاریر ادب و تعظیم رسول ﷺ کے موضوع پر ہوتی تھیں۔ ساری ساری رات حضور ﷺ کی بارگاہ میں ثناء خوان مصطفےٰ ﷺ ہدیہ عقیدت پیش کرتے اور آپ ہمہ تن گوش بیٹھے رہتے۔ آپ عشق رسول ﷺ کا پیکر تھے۔ ثناء خوان مصطفےٰ ﷺ اور حضور ﷺ کی شان عظمت و صداقت بیان کرنے والے علماء کرام کو خوب نوازتے تھے۔ جہاں سے بھی محافل میلاد میں شرکت کا بلاوا آتا چاہے سینکڑوں

میل کا سفر ہوتا۔ محبت رسول عربی ﷺ سے سرشار یہ پیکر نوری نوید حضرت امیر ملت لے کر اس محفل پاک میں جلوہ افروز ہوتا اور باران رحمت کا باعث بنتا۔

اندرون ملک دورہ جات

حضور قبلہ فخر ملت قدس سرہ العزیز ایک عظیم مجتہد شیخ طریقت تھے۔ سنوسی ھند ابو العرب امیر ملت قبلہ عالم حضرت الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علی پور شریف کی مقدس خانقاہ سے نکل کر اندرون و بیرون ملک تبلیغی و اصلاحی دورے کرتے تھے۔ اور رسم شبیری ادا کرتے تھے۔ آپ متحرک شخصیت کے مالک تھے فقط نگرانی شیخ طریقت نہ تھے بلکہ شیخ بارکہ اور شیخ حدایت تھے۔ چند و نصائح اور تعلیمات اسلام کو عام کرنے اور جلسوں سے خطاب کرنے کے لئے ہر سال ہزاروں میل کا سفر کرتے تھے۔ ملک پاکستان کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے غلامانِ امیر ملت و اسلامیانِ پاکستان کے قلوب و اذہان کو اپنی کوثر و تسنیم سے دھلی زبان کے ساتھ خطاب فرماتے لاکھوں لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔

نارووال وڈسکہ میں خطابات

جانشین حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت نے نارووال کی مرکزی جامع مسجد شاہ جماعت میں بے شمار مرتبہ خطبہ جمعہ دیا۔ جب بھی آپ کی نارووال میں آمد ہوتی دور و نزدیک سے ہزاروں لوگ آپ کی قدم بوسی اور خطاب سننے کیلئے جمع ہو جاتے۔ خطیب جامع مسجد شاہ جماعت نارووال حضرت علامہ مولانا محمد یعقوب رضوی آپ کے منظور نظر افراد میں شامل ہیں وہ آپ کے نارووال میں جلسہ کے جملہ انتظامات بہ احسن انجام دیتے۔ آپ کا خطاب دل پذیر شروع ہوتا تو حاضرین مجلس پر روحانی کیفیت طاری ہو جاتی لوگ اس عظیم شہزادہ رسالت مآب کی زیارت سے مشرف ہوتے اور عشق رسول ﷺ کے پیکر بن جاتے۔ ڈسکہ میں میلاد پاک کی سالانہ محافل میں آپ کو بلاوے آتے اور آپ مخلوق خدا کو اپنے مواعظہ حسنہ سے مستفید کرنے کے لئے ڈسکہ تشریف لے جاتے۔ بازاروں، گلیوں کو خوبصورتی سے سجایا جاتا اور آپ کا شاندار استقبال ہوتا۔ ڈسکہ کے مضافات سے ہزاروں کا مجمع آپ کی آمد کی خبر سن کر جمع ہو جاتا۔

بھلوال و پھلروان میں خطابات

ضلع سرگودھا تحصیل بھلوال اور قصبہ پھلروان بھی وہ علاقے ہیں جہاں حضور قبلہ فخر ملت ہر سال تشریف لاتے۔ بھلوال میں چک ۶ جنوبی میں حضور قبلہ فخر ملت کے ماموں جی ولی کامل سیف زبان جگر گوشہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت الحاج الحافظ پیر سید نذیر حسین شاہ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال یکم جون کو منعقد ہوتا ہے۔ جس کی صدارت حضور فخر ملت فرماتے ہیں۔ صاحبزادگان محترم خلیفہ فخر ملت حضرت الحاج پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب، پیر سید الطاف حسین شاہ، پیر سید ریاض حسین شاہ اور پیر سید فیاض حسین شاہ عرس کی تقریبات کا اہتمام بڑے ذوق شوق سے کرتے۔ ثناء خوانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ نعت پیش کرتے اور پھر حضور فخر ملت اپنے خطاب دلنواز سے لوگوں کو نوازتے اور دعا فرماتے۔ اللہ تعالیٰ اس محفل پاک کو تا قیامت جاری رکھیں۔ آمین

حضور قبلہ فخر ملت صلی اللہ علیہ وسلم بھلوال میں حاجی محمود اختر جماعتی کے گھر قیام فرماتے جہاں آپ کے کھانے کا انتظام ہوتا بھلوال کے گاؤں چک نمبر ۵ جنوبی اور چک ۹ جنوبی میں بھی حضور قبلہ فخر ملت متعدد بار تشریف لائے اور مخلوق خدا کو اپنے ارشادات سے نوازا پھلروان شہر کی آبادی کی اکثریت حضور فخر ملت کے مریدین پر مشتمل ہے۔ آپ تقریباً ہر سال پھلروان تشریف لے جاتے۔ راؤ واجد علی کے گھر آپ کا قیام ہوتا۔ سارے شہر کو خوبصورتی سے سجایا جاتا اور نعروں کی گونج میں اس عظیم شیخ طریقت کا استقبال ہوتا۔ بعدازاں آپ جامع مسجد نوری میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے پھر یاران طریقت کے اصرار پر برکت کے لئے ان کے گھروں میں تشریف لے جاتے۔ ہر سال درجنوں لوگ آپ سے پھلروان و بھلوال میں بیعت کر لیتے۔

ساہو چک شریف سیالکوٹ میں سالانہ عرس و محفل میلاد کی تقریبات

آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضور قبلہ فخر ملت پیر سید محمد افضل حسین شاہ صاحب ہر سال ۲۰ ربیع الاول شریف کو آستانہ عالیہ ساہو چک شریف ضلع سیالکوٹ تشریف لے جاتے تھے۔ بعد نماز مغرب حضور قبلہ فخر ملت کی آمد ہوتی آپ کا استقبال ذکر اللہ ہو سے کیا جاتا۔ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر بے ریا و با صفا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کرتے۔ نماز عشا حضرت خواجہ صوفی احسان الٰہی صاحب کے

حجرہ مبارک میں ادا فرماتے اور پھر محفل پاک میں جلوہ افروز ہوتے۔ محفل پاک میں نہایت پر مسرت اور خوشگوار مزاج ہوتا اور تقریباً رات بارہ (۱۲) بجے کے بعد آپ کا روح پرور اور ایمان افروز خطاب شروع ہوتا۔ رات ۲ بجے دعا فرماتے اور پھر واپس علی پور شریف تشریف لے جاتے۔ اس پروگرام کے علاوہ حضور فخر ملت بے شمار مرتبہ ساہو چک میں تشریف فرما ہوئے۔ اور اکثر تصوف سیمینار ۱۳، ۱۴، ۱۵ نومبر پہ بھی تشریف فرما ہوتے۔ ۱۵ ر نومبر ۲۰۱۱ء میں سالانہ عرس پاک اور تصوف سیمینار کی آخری نشست کی صدارت آپ نے فرمائی وعظ فرمایا اور دعا فرمائی۔ ۱۷ ر جون ۲۰۱۲ء کو دار العلوم حفظ القرآن ساہو چک شریف کا افتتاح بھی آپ نے اپنے دست مبارک سے کیا۔ ان تمام پروگراموں کے منتظم محترم خلیفہ فخر ملت علامہ صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری صاحب ہوتے۔ پیر عرفان الٰہی صاحب بتاتے ہیں کہ سخت گرمی کے دنوں میں بھی جب حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ محفل پاک میں جلوہ افروز ہوتے تو ٹھنڈی ہوائیں شروع ہو جاتیں اور محفل پاک کے اختتام پر بارش ہو جاتی۔

پاکستان کالج برائے خواتین بڈیانہ کا افتتاح

حضور قبلہ فخر ملت علیہ الرحمہ نے ۱۴ ر اگست ۲۰۱۰ء کو حضرت خواجہ صوفی احسان الٰہی صاحب سجادہ نشین ساہو چک شریف کی دعوت پر پاکستان کالج برائے خواتین بڈیانہ کا افتتاح اپنے دست مبارک سے فرمایا۔ اس موقع پر آپ نے حاضرین اور شرکائے جلسہ کو اپنے خطاب دلنواز سے بھی نوازا۔ جب آپ کالج میں تشریف لائے تو بڑے والہانہ انداز میں آپ کا استقبال کیا گیا۔ اس پروگرام کے سارے انتظامات علامہ صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری صاحب اور بانی ادارہ الحاج چوہدری محمد یوسف قادری صاحب نے سرانجام پائے۔

لاہور میں ارشاد و تبلیغ

حضور فخر ملت جب بھی سرزمین لاہور میں تشریف لائے۔ زندہ دلان لاہور نے فقید المثال استقبال کیا۔ اس شہر میں حضور قبلہ فخر ملت کے مریدین و متوسلین کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ جب اور جہاں بھی آپ کی آمد ہوتی مخلوق خدا کا جم غفیر اس عظیم شہزادہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال اور زیارات کے لئے جمع ہو جاتا۔ لاہور میں آپ نے سینکڑوں محافل و کانفرنس کی صدارت فرمائی اور اپنے خطاب دلنواز سے لوگوں کو مستفید کیا ہزاروں کی تعداد میں لاہور میں

لوگوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

والٹن میں خطاب

ایک دفعہ حضور قبلہ فخر ملت کو والٹن لاہور میں جلسہ میلاد مصطفےٰ ﷺ کی صدارت و خطاب کی دعوت دی گئی۔ مجھے بھی اس عظیم شیخ طریقت ملت اسلامیہ کے ہمراہ اس بابرکت محفل میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ عاشقان رسول عربی ﷺ و غلامان حضرت امیر ملت نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا لوگوں کا جوش و خروش دیدنی تھا اور نعروں کی گونج میں آپ جلسہ گاہ میں کرسی صدارت پر رونق افروز ہوتے۔ لوگ قافلوں کی شکل میں پروگرام میں شریک ہوتے گئے اور وہ ہال جہاں پر محفل کا انعقاد کیا گیا تھا۔ لوگوں سے کھچا کھچ بھر گیا۔ باہر سڑک پر دور دور تک لوگوں کا ہجوم تھا۔ رات گئے تک فضائیں صل علی کے نغموں سے گونجتی رہیں۔ آخر شب شہزادہ امیر ملت عالم بے بدل اور مرشد باکمال کا خطاب دلنواز شروع ہوا۔ حاضرین پروگرام میں ڈوبی دلنشیں و دلپذیر علمی گفتگو سنتے رہے۔ اور آپ کے فیوضات و برکات سے مستفید ہوتے رہے۔

جوہر ٹاؤن میں خطاب

خلیفہ فخر ملت حضرت علامہ قاری فیاض احمد جماعتی نے جوہر ٹاؤن لاہور میں ایک دفعہ عظیم الشان جلسہ میلاد مصطفےٰ ﷺ کا اہتمام کیا۔ حضور قبلہ فخر ملت حضرت قبلہ فخر ملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ اس مقدس ایوان میں جلوہ گر ہوئے۔ آپ کی آمد کے ساتھ ہی رنگ و نور کی بارش شروع ہو گئی۔ لوگ دیوانہ وار اس عظیم ولی نعمت۔ نوید امیر ملت نور دیدہ و جگر گوشہ جوہر ملت کی زیارت سے مشرف ہونے کے لئے جوق در جوق حاضر خدمت ہوتے گئے اور جس مسجد کے اندر جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ وہاں قدم رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ حضور قبلہ فخر ملت نے وہ ایمان افروز خطاب فرمایا جو اہل علاقہ کو سالوں تک راہنمائی و ہدایت کی روشنی فراہم کرتا رہے گا۔

الفاسو سائٹی لاہور سالانہ جلسہ میلاد مصطفےٰ ﷺ

حاجی عبدالغفور جماعتی اپنی رہائش گاہ الفاسو سائٹی لاہور میں ایک وسیع و عریض جگہ پر ہر سال جلسہ میلاد مصطفےٰ کا انعقاد کرتے ہیں۔ پنڈال کو بڑی خوبصورتی سے سجایا جاتا ہے۔ حضور

قبلہ فخر ملت ہر سال اس بابرکت روحانی ونورانی محفل پاک میں تشریف لے جاتے اور صدارت فرماتے۔ مجھے بھی کئی بار اس عظیم الشان جلسہ میلاد مصطفےٰ ﷺ میں حاضری کا موقع ملا۔ سارے لاہور سے یاران طریقت اس مقدس محفل میں شریک ہوتے جن کی تعداد ہزاروں میں ہوتی۔ ثنا خوان مصطفےٰ ﷺ رات گئے تک حضور سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ میں مدح سرائی کرتے پھر حضور قبلہ فخر ملت کا خطاب دلنواز شروع ہوتا۔ فضاء جیوے جیوے مرشد جیوے کے نعروں سے گونج اٹھتی۔ خوشگوار ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہو جاتیں جو اس امر کی غماضی کرتیں کہ یہ کوئی عام ہستی نہیں بلکہ خون مصطفیٰ ﷺ ونور مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جلسہ کے اختتام پر حاضرین جلسہ کے لئے حاجی عبدالغفور صاحب کی جانب سے پرتکلف ضیافت میلاد کا بندوبست ہوتا۔

ماڈل ٹاؤن میں محفل میلاد

محترم ہارون خان صاحب ہر سال اپنی رہائش ماڈل ٹاؤن میں عظیم الشان محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت قدس سرہ العزیز اس بابرکت محفل میں خصوصی طور پر شریک ہوتے اور صدارت فرماتے۔ یاران طریقت ہزاروں کی تعداد میں اس روحانی محفل میں شرکت کرتے اور آپ کے دیدار فرحت آثار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتے۔ محترم ہارون خان صاحب وہ خوش نصیب ہیں کہ جن کے والد گرامی محمد احمد خان صاحب مرحوم کو بھی حضور فخر ملت نے خلافت عطا فرمائی۔ خان صاحب ہر سال بڑے ادب واحترام اور عقیدت سے میلاد پاک کی محفل کا انعقاد کرتے ہیں اور میزبانی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

کاہنہ شریف کی تقریبات عرس

حکیم پیر سید محمد منیر شاہ صاحب شیرازی جماعتی خلیفہ مجاز حضور امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کاہنہ شریف لاہور کا تعلق بھر پیر سیداں ہندوستان کے ایک گاؤں سے تھا۔ آپ لاہور سے حکیم حاذق کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد اپنے والد صاحب کے ہمراہ حضور قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ والد صاحب سید اسحاق شاہ صاحب نے پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کو بتایا کہ حضور آپ کی خصوصی دعا سے میرا بیٹا حکیم حاذق بن گیا ہے۔ پیر صاحب نے آپکو حکم دیا کہ مریض کی جیب کی طرف نہیں دیکھنا اگر آپ کے اختیار میں ہے کہ آپ مریض کو بچاسکتے ہو تو دوائی دینی

ہے اور پھر آپ کے لئے خصوصی دعا بھی کی اور اپنا بیعت کر لیا۔ حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری کی بیعت کر لینے کے بعد آپ کی زندگی یکسر تبدیل ہو گئی آپ جس مریض کو دوائی دیتے وہ ٹھیک ہو جاتا۔ دور دراز سے لوگ آپ کے پاس علاج کے لئے آتے آپ اکثر یہی کہتے کہ یہ سب میرے کامل پیر حضرت پیر سید جماعت علی شاہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اور پھر اسی طرح یہ سلسلہ ایسا چلا کہ ایک دن حضور امیر ملت محدث علی پوری کی خصوصی نظر کرم ہوئی اور انہوں نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا آپ کو اپنے پیر خانے سے بہت زیادہ محبت تھی۔ احترام کا یہ عالم تھا کہ حضور امیر ملت کے انتظار میں کافی دیر آپ کھڑے رہتے اور اس کے علاوہ آپ علی پور شریف کی حدود کے اندر پیشاب بھی نہیں کرتے تھے۔ تمام سادات جو کہ علی پور شریف میں تھے سب آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ بھی ان کی دل سے عزت کرتے تھے۔ حکیم سید منیر شاہ صاحب شیرازی ۱۲ اگست ۱۹۸۶ء کو دنیائے فانی سے پردہ فرما گئے۔ آپ کی نماز جنازہ حضور قبلہ فخر ملت نے پڑھائی۔ آپ کے چہلم پر حضور فخر ملت نے پیر سید اشرف حسین شاہ شیرازی جماعتی کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ اس موقع پر حضور قبلہ فخر ملت نے لوگوں سے خطاب فرمایا آپ کے یہ الفاظ تھے کہ میں سید محمد اشرف شاہ صاحب کی دستار بندی کر رہا ہوں۔ آج کے بعد یہ آپ کے پیر ہیں۔ میں ان کو تمام تر اجازت دے رہا ہوں تا کہ یہ فیض تا قیامت قائم دائم رہے۔

اس موقع پر سید محمد اشرف حسین شاہ صاحب نے فخر ملت سے گذارش کی کہ مجھ سے یہ وزن نہ اٹھایا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہر سال عرس پر آیا کرونگا اور ان شاء اللہ العزیز یہ سارے کام ہوتے رہیں گے۔ آپ پریشان مت ہوں ہمارے ساتھ حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری کی دعائیں ہیں اور ایسا ہی ہوا سالانہ عرس مبارک کاہنہ نو میں ہر سال ۱۲ اگست کو ہوتا ہے اور یہ اس علاقہ کی اور اس گھرانہ کی خوش قسمتی ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت ہر سال ۱۲ اگست کو کاہنہ تشریف لاتے تھے اور جلسہ کی صدارت فرماتے تھے اور خطاب و دعا فرماتے تھے لوگوں کے دلوں کو اللہ کے کلام سے منور فرماتے تھے۔ حضور فخر ملت نے اپنی خصوصی توجہ اور فیوضات سے مکمل راہنمائی فرمائی اور کاہنہ نو کے یاران طریقت فیض یاب ہوتے رہے۔ حضور فخر ملت نے اپنے سجادہ نشینی کے ۳۲ سالہ دور میں ایک بار بھی ناغہ نہیں کیا۔

بارش کا واقعہ

ایک سال ۱۲/ اگست کے عرس کے موقع پر آپ براہ راست لندن سے تشریف لا رہے تھے اور اس دن اسلام آباد سے لاہور تک شدید بارشوں کا سلسلہ جاری تھا۔ لیکن آپ جب کاہنہ نو کی حدود میں داخل ہوئے تو وہاں بارش کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ آپ نے یہ بات اکثر بیشتر کئی جلسوں میں اپنے خطاب کے دوران حاضرین کو سنائی بھی تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ سید منیر شاہ صاحب اللہ کے نیک بندے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت ہر سال کاہنہ نو تشریف لاتے اور جلسہ کی صدارت فرماتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ کاہنہ نو تو میرا اپنا گھر ہے یہ پروگرام میرا ہے حضور فخر ملت کاہنہ نو میں مغرب تک پہنچ جایا کرتے تھے۔ آپ کی یہ عادت کریمانہ تھی کہ شام کا کھانا کاہنہ نو میں آ کر کھایا کرتے تھے۔ جلسے کا آغاز اور اختتام حضور فخر ملت جس کو حکم دیتے تھے وہ نعت سنا دیتا یا خطاب کر دیا کرتا تھا۔ پھر آخر میں آپ خطاب فرماتے اور خصوصی دعا فرمایا کرتے تھے۔ یہ حضور فخر ملت کا ہنہ نو پر خصوصی فیضان ہے کہ ہر سال پاکستان کے ہر شہر سے ہزاروں زائرین عرس مبارک کی تقریبات میں شریک ہوتے ہیں۔

حضور فخر ملت کے کراچی کے دورہ جات

حضور قبلہ فخر ملت اپنے آباؤ اجداد کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے سجادہ نشینی کی مسند عزت وتکریم پر فائز ہونے کے بعد ہر سال دسمبر کے مہینے میں کراچی تشریف لے جاتے تھے۔ اور یاران طریقت کی خصوصی تربیت کا اہتمام فرماتے تھے اپنے روحانی فیض کا نور جملہ یاران طریقت تک پہنچاتے تھے۔ ۱۵ سے ۲۰ دن حضور قبلہ فخر ملت کا کراچی میں قیام ہوتا۔ سید مظفر علی صاحب آپ کے دورہ کراچی میں آپ کے ہمراہ ہوتے۔ ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے سید کاشف علی حضور کے دورہ جات سے اور محترم ناصر جمیل صاحب جو کہ حضور کے خلیفہ ہیں ہمراہ ہوتے۔ کراچی میں حضور فخر ملت مختلف علاقوں میں عظیم الشان جلسوں محافل میلاد اور کانفرنسز میں خطاب فرماتے اور اپنے مواعظہ حسنہ سے لوگوں کو مستفید کرتے۔

پرتپاک استقبال

جانشین حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت کی کراچی میں آمد سے کراچی کے لوگوں کو

بہت فیض ملا جس کا اندازہ لگانا محال ہے۔ حضور فخر ملت کی آمد کا اعلان ہوتے ہی جملہ یاران طریقت میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی۔ مخلوق خدا حضرت کی فلائٹ اترنے اور آپ کے انتظار میں بے چین دکھائی دیتے حضور قبلہ فخر ملت کے حکم کے مطابق تمام یاران طریقت کو فلائٹ کا دن اور وقت بتا دیا جاتا۔ جس دن آپ کراچی انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر اترتے لوگوں کا جم غفیر اپنے ہاتھوں میں پھولوں کے ہار لئے اپنے عظیم شیخ طریقت ولی کامل پروردہ آغوش ولایت آفتاب حرم سائبان کرم حضور قبلہ فخر ملت کا پر تپاک اور فقید المثال استقبال کرتا۔ لوگ حضور کی تشریف آوری پر ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کرتے۔ ہر کسی کے چہرہ پر خوشی و انبساط کے تاثرات دکھائی دیتے حضرت سلطان باہو نے سچ فرمایا تھا۔

مرشد دا دیدار وے باہو　　　　مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو

جیسے ہی حضور قبلہ فخر ملت لاؤنج سے باہر تشریف لاتے تو فضائیں نعرہ تکبیر و رسالت اور مرحبا مرحبا کی دل آویز صداؤں سے گونج اٹھتیں۔ ہر طرف خوشبوئیں بکھر جاتیں ہر چہرے پر مسکان اور دلوں میں اطمینان و یقین کی دولت لازوال ہوتی ہر پیر بھائی ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتا کہ وہ دوسروں سے پہلے بڑھ کر حضور فخر ملت کو ہار پہنائے اور دست بوسی کا شرف حاصل کرے۔ حضور فخر ملت جس طرف نظر اٹھاتے آپ کی پیشانی مقدس سے نکلنے والا نور دلوں میں اترتا چلا جاتا اور آپ کی زیارت کرنے والوں کے اذہان وقلوب کو روشن و منور کر دیتا۔

حافظ اقبال صاحب مرحوم کی رہائش گاہ پر قیام

ائیر پورٹ کے استقبال کے بعد یہ کاروان عشق ومحبت گاڑیوں کے طویل جلوس میں روانہ ہوتا اور قبلہ حافظ اقبال صاحب (مرحوم) کی رہائش گاہ پر پہنچتا۔ جہاں حضور فخر ملت قیام فرماتے اور روزانہ صبح ساڑھے سات بجے تا ساڑھے دس بجے جملہ یاران طریقت کراچی کے کونے کونے سے جوق در جوق آتے اور حضور قبلہ فخر ملت یہاں پر سینکڑوں ہزاروں لوگوں کو بیعت کرتے اور سلسلہ عالیہ جماعتیہ نقشبندیہ میں داخل کرتے۔ جب تک حضور کا قیام ہوتا یاران طریقت روزانہ ہجوم در ہجوم حاضر خدمت ہوتے اور آپ کے دیدار فرحت آثار سے فیض یاب ہوتے۔ قبلہ حافظ اقبال صاحب (مرحوم) کے مکان پر روزانہ ناشتے کا اہتمام ہوتا جس میں قبلہ عید محمد فریدی صاحب اور ان کے صاحبزادے آفتاب احمد فریدی صاحب بھی اہتمام

فرماتے۔ سینکڑوں لوگ روزانہ حضور قبلہ فخر ملت کے ہمراہ ناشتہ کرتے پھر اجازت لے کر چلے جاتے کچھ لوگ حضور کی خدمت اقدس میں اپنے مسائل بیان کرتے آپ بڑے تحمل کے ساتھ ان کے مسائل سماعت فرماتے۔ دعائیں فرماتے اور تعویز لکھ کر دیتے۔ یہاں یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ پیر بہنوں کی ایک بہت بڑی تعداد بھی باقاعدگی سے حضور قبلہ فخر ملت کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور حضور فخر ملت فرداً فرداً سب کے لئے دعائے خیر فرماتے۔ ان تمام کاموں سے فراغت کے بعد چارٹ کے مطابق جو کہ حضور قبلہ فخر ملت کی آمد کے پہلے دن ہی تیار کیا جاتا تھا۔ جس میں پہلے دن سے لے کر آخری دن تک معمولات صبح تا شام درج کئے جاتے یعنی حضور قبلہ فخر ملت کی آمد سے لے کر روانگی کے دن تک معمولات کا شیڈول ہوتا۔ حضور قبلہ فخر ملت کراچی کے مختلف حصوں میں رہنے والے یاران طریقت کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور رات گئے تک سفر میں رہتے۔ اکثر جگہوں پر آپ خطاب بھی فرماتے شرعی مسائل پر گفتگو فرماتے اور مخلوق خدا کی اصلاح کرتے۔

نماز جمعہ کا اہتمام

مرشد کامل ولی نعمت عالم بے بدل جگر گوشہ حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت پیر سید محمد افضل حسین شاہ کی آمد پر کراچی میں نماز جمعہ اور خطبہ جمعہ کے لئے خصوصی انتظامات کئے جاتے۔ حضور والا جمعہ کی نماز پڑھانے اور اپنا دلنواز خطبہ جمعہ پڑھانے کے لئے شاہی مسجد لانڈھی نمبر ۵ تشریف لے جاتے اور ایمان افروز خطاب سے دلوں کو نور ایمان سے منور کر دیتے۔ کراچی کے کونے کونے سے پیر بھائی حضور والا کا خطاب سننے کے لئے شاہی مسجد لانڈھی میں جمع ہو جاتے۔ شاہی مسجد میں تمام تر انتظامات محترم قاری دلشاد احمد صاحب فرماتے بعد از نماز جمعہ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ حضور قبلہ فخر ملت کے دست اقدس پر بیعت کرتے بعض اوقات بیعت کرنے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو جاتی کہ چادریں ملا کر باندھنا پڑتیں اور پھر حضور قبلہ فخر ملت مخلوق خدا کے جم غفیر کو داخل سلسلہ فرماتے۔ نماز جمعہ اور بیعت سلسلہ کے بعد آپ قاری دلشاد صاحب کے مکان پر تشریف لے جاتے اور ان کے خاندان کے لئے دعائے خاص فرماتے۔ اور پھر رات گئے تک حضور لانڈھی اور کورنگی میں رہائش پذیر یاران طریقت کے گھروں میں تشریف لے جاتے۔

حیدر آباد میں خطبہ جمعہ

دورہ کراچی کے دوران دوسرا جمعہ پڑھانے کے لئے آپ حیدر آباد جو کہ کراچی سے تقریباً ۱۶۰ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے تشریف لے جاتے۔ وہاں آپ حاجی صدیق صاحب کے مکان پر قیام فرماتے اور ان کے مکان سے ملحقہ مسجد میں جمعرات کی رات محفل میلاد کی صدارت فرماتے اور اپنے مواعظہ حسنہ سے مخلوق خدا کے قلوب کو گرماتے پھر اگلے دن جامع مسجد اکبری میں خطبہ جمعہ ہوتا جسمیں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوتے ازاں بعد آپ حیدر آباد دیاران طریقت کے گھروں میں برکت کے لئے تشریف لے جاتے اور وہاں موجود پیر بھائیوں کو اپنے فیوض و برکات سے نوازتے۔

دورہ ٹنڈو آدم سندھ

حیدر آباد کے اکثر دوروں کے دوران آپ حیدر آباد کے قریبی شہر ٹنڈو آدم بھی تشریف لے جاتے ٹنڈو آدم کے لوگ آپ کا بڑا والہانہ استقبال کرتے اور اس عظیم شیخ بارکہ کی زیارت کی سعادت حاصل کرتے۔ ٹنڈو آدم میں حضور قبلہ فخر ملت محترم توصیف بھائی کے مکان پر قیام فرماتے جہاں پر عظیم الشان محفل میلاد کا اہتمام ہوتا شہزادہ سرور دو عالم ﷺ جگر گوشہ حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت کرسی صدارت پر رونق افروز ہوتے اور فضا مرحبا مرحبا سیدی مرحبا مکی مدنی کی صداؤں سے گونج اٹھتی۔ نور مصطفےٰ ﷺ کی کرنیں سارے ماحول کو منور و شاداں کر دیتیں ثنا خواں مصطفےٰ ﷺ بارگاہ نبوت میں گلہائے عقیدت پیش کرتے اور آخر میں حضور والا کا خصوصی خطاب دلنواز ہوتا جو کہ محفل میں موجود مخلوق خدا کے لئے اصلاح کا باعث ہوتا اس کے بعد آپ کراچی واپس تشریف لے جاتے۔ الغرض حضور قبلہ فخر ملت کراچی میں اپنی آمد کے پہلے دن سے لے کر آخری دن تک مخلوق خدا کو اپنے فیوض و برکات سے مستفید فرماتے اور ان تمام دنوں میں تمام یاران طریقت پر خصوصی شفقت فرماتے۔

فخر ملت کی نوازشات

حضور قبلہ فخر ملت نے کراچی اور حیدر آباد کے علاقوں میں فیوضات محمدی ﷺ کی خیرات تقسیم کی۔ خاص کر کراچی کے علاقے لانڈھی کے لوگوں کو بہت نوازا ہے۔ کثیر تعداد میں لوگ حضرت کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔ آپ کے دور میں کراچی میں سلسلہ کا بہت کام ہوا ہے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے فیوضات سے فیض یاب ہوئے۔ قاری دلشاد احمد جماعتی نقشبندی حضور قبلہ فخر ملت کی ایک

کرامت بیان کرتے ہیں کہ جب میرے مرشد کریم کراچی کا دورہ فرماتے تو لانڈھی نمبر ۵ کی شاہی مسجد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرماتے بعد میں لوگوں کو سلسلہ عالیہ میں داخل فرماتے اور پھر میرے غریب خانہ پر تشریف لے جاتے۔ اس موقع پر علاقہ کی کنواری لڑکیاں دعا میں شرکت کے لئے پہلے آجاتیں تو میری گھر والی جو کہ حضرت ہی سے داخل سلسلہ تھیں (اللہ کریم مرشد کریم کے صدقے میں اس کو غریق رحمت فرمائے) وہ عرض کرتی کہ حضور ان لڑکیوں کے رشتے نہیں ہو رہے حضور ان کے لئے دعا فرماتے پھر ہوتا یہ کہ آئندہ سال حضور قبلہ فخر ملت کے تشریف لانے سے پہلے ان لڑکیوں کی شادی ہو جاتی یا رشتے طے ہو جاتے یہ مشاہدہ ہم نے کئی سال کیا یہاں تک کہ ایک لڑکی کی والدہ کو دیر سے پتہ چلا اور حضور قبلہ فخر ملت آگے تشریف لے گئے تو وہ ہمارے گھر آ کر ناراض ہوئی کہ اسے بتایا نہیں اور بہت افسوس کرنے لگی۔ جب حضور قبلہ فخر ملت کا پہنا ہوا گلاب کا ہار دیکھا تو کہنے لگی یہ ہار کیسا ہے گھر والی نے بتایا کہ یہ وہ ہار ہے جو ہم نے پیر صاحب کو پہنایا تھا وہ ہار بھی سوکھ چکا تھا وہ کہنے لگی کہ ہار مجھے دے دو تو وہ سوکھا ہوا ہار لے کر چلی گئی اور وہ ہار جا کے اپنی بیٹی کے گلے میں ڈال دیا اللہ کا کرنا کہ اس سال اس لڑکی کا بھی رشتہ کسی اچھی جگہ پر ہو گیا اور وہ اس ہار کی برکت سے حضور قبلہ فخر ملت نے پہنا تھا فیض یاب ہو گئی۔

حضور فخر ملت کا آخری دورہ کراچی

حضور قبلہ فخر ملت کا آخری دورہ کراچی خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ آپ چار سال کے وقفے کے بعد کراچی تشریف لائے تھے۔ کیونکہ درمیان میں قبلہ پیر سید نذر حسین شاہ صاحب اور قبلہ پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب کے وصال اور پھر خود حضرت فخر ملت اپنی بیماری کی وجہ سے نہ جا سکے تھے اس لئے تمام یاران طریقت بڑی شدت سے حضور قبلہ فخر ملت کی آمد کے منتظر تھے اور آپکی آمد کا اعلان ہوتے ہی تمام پیر بھائیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ کراچی آمد پر آپ کا فقید المثال استقبال کیا گیا اور یاران طریقت کی ایک بڑی تعداد ائیر پورٹ پر جمع ہو گئی اور آپ کے لاؤنج سے باہر آتے ہی فضاء نعروں سے گونج اٹھی۔ یہ شاندار استقبال دیکھ کر حضور قبلہ فخر ملت بہت خوش ہوئے۔ آپ کی آمد پر آپکے حکم کے مطابق سالانہ جلسے کے لئے محترم سید کاشف شاہ صاحب نے ہال بک کروایا تھا۔ جلسے والے دن حضور قبلہ فخر ملت کی عاجزی وانکساری کی انتہا تھی کہ آپ سب سے پہلے ہال میں تشریف لائے اور یہ اس

جلسے کی سب سے خصوصی بات تھی اور پھر پورے کراچی میں یہ خبر پھیلتے ہی ایک گھنٹے میں ہال کھچا کھچ بھر چکا تھا۔ حضرت والا اہتمام انتظامات دیکھ کر انتہائی مسرور ہوئے اور اپنے ذاتی موبائل سے خود آپ نے پنجاب ٹی وی والوں کو فون کیا۔ بعد میں یہ مبارک محفل پنجاب ٹی وی پر بھی نشر کی گئی۔ اس جلسے کی سب سے خاص بات یہ تھی کہ انتہائی سرد موسم کے باوجود حضور قبلہ فخر ملت آٹھ گھنٹے سے زائد اس روحانی محفل میں موجود رہے اور جملہ یاران طریقت آپ کے فیض اور زیارت سے مستفید ہوتے رہے۔ اس جلسے میں آپ نے بہت ایمان افروز خطاب فرمایا اور دعا کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی ادا فرمائے کہ ہم ہوں یا نہ ہوں اللہ پاک یہ محفل قائم رکھے۔ حضور والا کے آخری دورے کے موقع پر ایک خاص بات یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ کچھ لوگوں کی دلی آرزو جو کئی سالوں سے ان کے دل میں تھی وہ حضور قبلہ فخر ملت نے اس دورہ کے موقع پر پوری کر دی۔

محترم سید کاشف شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس دورہ کی دو باتیں خصوصیات کی حامل ہیں

ا۔ مجھ ناچیز کی کئی سال سے یہ آرزو تھی کہ اگر اللہ پاک مجھے گاڑی عطاء فرمادیں تو میں بھی حضور قبلہ فخر ملت کی خدمت کروں۔ اس چار سال کے وقفے میں حضور قبلہ فخر ملت کے صدقے اللہ تعالیٰ نے مجھے گاڑی عطا کی اور اپنے دورے کے دوسرے دن حضرت والا اس گاڑی کو چھوڑ کر جو خصوصی طور پر آپکے لئے بھیجی گئی تھی میری گاڑی میں تشریف فرما ہوئے اور آخری دن تک آپ نے اس ناچیز کو اپنے ہمراہ رکھ کر میری دلی آرزو کو پورا فرمایا۔

۲۔ مہر زمان صاحب جو کہ گلشن معمار میں رہائش پذیر ہیں نے اپنا گھر تعمیر کیا تو اس میں ایک کمرہ خصوصی طور پر حضور قبلہ فخر ملت کے لئے مخصوص کیا۔ حضور قبلہ فخر ملت نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ جب اگلے سال میں کراچی آؤں گا تو ایک رات تمہارے گھر میں قیام کرونگا۔ اور جب چار سال کے درمیانی وقفہ کے بعد آپ کراچی تشریف لائے تو زمان صاحب یہ بات بھول گئے تھے لیکن حضرت والا کو اپنا وعدہ یاد تھا اور آپ نے یہ وعدہ پورا فرمایا اور آخری رات مہر زمان صاحب کے گھر قیام فرمایا اور وہاں سے ائیر پورٹ تشریف لے گئے۔

حضور قبلہ فخر ملت نے تقریباً آٹھ دن کراچی میں قیام فرمایا اس دوران آپ تقریباً تمام یاران طریقت کے گھروں میں تشریف لے گئے تھے۔ اور کسی بھی پیر بھائی کو مایوس نہیں کیا تھا۔ اور دوران سفر مجھ سے سید کاشف علی سے دریافت کیا تھا ان تمام پیر بھائیوں کے بارے

میں جو بہت ضعیف ہو چکے تھے یا انتقال کر چکے تھے۔

دورہ کراچی میں محافل کا انعقاد

حضور قبلہ فخر ملت دورہ کراچی کے دوران جن محافل ذکر و جلسوں میں تشریف لے جاتے تھے ان کا مختصر ذکر ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ روزانہ صبح ساڑھے سات بجے تا ساڑھے دس بجے تک جناب حافظ اقبال صاحب (مرحوم) کی رہائش گاہ پر عام ملاقات۔

۲۔ جناب خواجہ فخر الحسن عرف ندیم بھائی کے گھر پر محفل کا انعقاد۔

۳۔ جناب محترم عید محمد فریدی صاحب کی رہائش گاہ بمقام لیاقت آباد پر حضور قبلہ فخر ملت کی آمد اور مختصر خطاب اور رات کے کھانے کا اہتمام۔

۴۔ جناب ناظم صاحب رہائش گاہ بمقام گارڈن میں حضور قبلہ فخر ملت کی آمد اور کثیر تعداد میں یاران طریقت و مخلوق خدا کی حضور والا سے ملاقات۔

۵۔ جناب قاضی رشید صاحب کے گھر حضور قبلہ فخر ملت کی آمد کے موقع پر محفل نعت اور حضور والا کا ایمان افروز خصوصی خطاب اور رات کے کھانے کا اہتمام۔

۶۔ جناب سید شجاعت علی کی رہائش گاہ بمقام ڈیفنس فیز ۴ میں حضور کی آمد اور محفل نعت کا اہتمام اور حضور والا کا مختصر ایمان افروز خطاب کثیر تعداد میں پیر بھائیوں اور پیر بہنوں کی شرکت۔

۷۔ محترم سید کاشف شاہ صاحب کے گھر ڈیفنس ویو میں صبح کے ناشتے پر حضور قبلہ فخر ملت کی آمد مختصر محفل پاک اور آپ کا مختصر خطاب دلنواز کثیر تعداد میں یاران طریقت کی شرکت۔

۸۔ قاری دلشاد اور قاری عمران صاحب کے گھر بمقام لانڈھی نمبر ۵ میں بعد نماز جمعہ آمد اور اسکے بعد حاجی نثار صاحب کے گھر پر دعوت عام بہت بڑی تعداد میں پیر بھائیوں کی شرکت اور کھانے کا اہتمام۔

۹۔ خواجہ مشتاق صاحب کی رہائش گاہ بمقام ناظم آباد میں حضور قبلہ فخر ملت کی آمد آخری دورے کے موقع پر رات کا قیام محفل پاک کا اہتمام اور حضرت کی خصوصی دعا۔

۱۰۔ اور اپنے دورے کے آخری دن جناب ناصر جمیل صاحب کی رہائش گاہ بمقام

ماڈل کالونی نزد ائیر پورٹ حضور قبلہ فخر ملت کی آمد اور کثیر تعداد میں پیر بھائیوں کی شرکت۔

۱۱۔ جناب باقر علی صدیقی صاحب کی رہائش گاہ بمقام یونیورسٹی روڈ پر صبح کے وقت حضور قبلہ فخر ملت کی آمد پیر بھائیوں کی کثیر تعداد اور حضور والا کی اصلاحی اُمور پر گفتگو سے مستفید کرنا۔

۱۲۔ جناب سید حسن عسکری صاحب کی رہائش گاہ بمقام ناظم آباد پر دوپہر کے وقت حضور قبلہ فخر ملت کی آمد پیر بھائیوں اور عقیدت مندوں کی بڑی تعداد میں شرکت۔ مختصر محفل میلاد اور حضور کا مختصر خطاب دلنواز کھانے کا اہتمام۔

مختلف ادوار میں کراچی میں منفرد کرامات کا ذکر

محترم سید کاشف شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ فخر ملت کے کراچی کے دورے کے آخری دن جب تمام تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں اور آپ وضو کے لئے تشریف لے گئے کہ اسی اثناء میں ایک نوجوان اندر داخل ہوا اور پیر صاحب کے بارے میں دریافت کیا لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا کہ کاشف بھائی سے بات کریں وہ نوجوان میرے پاس آیا اور کہا کہ میں حضرت صاحب سے اکیلے میں ملنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ ممکن اگر حضور سے کوئی بات کرنی ہے تو آپ قریب ہو کر اپنا مسئلہ بیان کریں یہ سن کر وہ خاموش ہا گیا اور عین اسی وقت حضور قبلہ فخر ملت کمرے میں تشریف لائے اور ہم سب کھڑے ہو گئے۔ اس نوجوان نے حضور قبلہ فخر ملت سے مصافحہ کیا اور ۱۰۰ روپے کا نوٹ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ نوٹ اس نوجوان کی جیب میں واپس ڈال دیا اور فرمایا۔

اللہ برکت فرمائے گا۔

پھر آپ سب سے مل کر ائیر پورٹ پر تشریف لے گئے آپ کے جانے کے بعد میں اس نوجوان سے پوچھا کہ کیا مسئلہ تھا۔ کہنے لگا میرے پاس کوئی ملازمت نہیں ہے اور گھر کے مالی حالات بہت خراب ہیں۔ اور میں یہی عرض کرنے حضور قبلہ فخر ملت کے پاس آیا تھا لیکن بات نہ ہو سکی۔ اس پر میں نے کہا کہ بھائی حضرت نے تمہارا مسئلہ حل کر دیا ہے کہنے لگا وہ کیسے میں نے کہا وہ نوٹ جو حضرت نے تمہیں دیا ہے اسے خرچ نہ کرنا بلکہ اپنے پاس تبرک کے طور پر رکھ لو اور انشاء اللہ تمہارا کام ہو جائے گا اور پھر اگلے سال جب حضور قبلہ فخر ملت تشریف

لائے تو وہ نوجوان خصوصی طور پر حضور قبلہ فخر ملت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اطمینان کی جھلک اس کے چہرے پر موجود تھی اور میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ حضرت کی دعا سے بہت اچھی نوکری مل گئی ہے اور اب گھر کے حالات بھی بہت اچھے ہو گئے ہیں۔ پھر حضور قبلہ فخر ملت اس نوجوان کے گھر بھی تشریف لے گئے۔

محترم سید کاشف شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرا تعلق بھی قبلہ والد صاحب کی طرح محکمہ تعلیم سے ہے ایک مرتبہ میرا تبادلہ میرے متعلقہ افسر نے دوسرے سکول میں کر دیا اور میں وہاں نہیں جانا چاہتا تھا۔ بار بار جانے اور مختلف لوگوں سے سفارش کروانے کے باوجود وہ میرا تبادلہ واپس کرنے پر تیار نہ تھا۔ میں اس سلسلے میں بہت پریشان تھا اسی پریشانی میں کئی دن گزر گئے مگر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک میرے ذہن میں خیال آیا کہ خوامخواہ دنیا والوں کے پیچھے بھاگ رہا ہوں۔ جنہیں اللہ پاک نے اس دنیا کی خلافت عطا فرمائی ہے اور بڑے بڑے لوگ جن کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں۔ اب تک ان سے رابطہ کیوں نہیں کیا حضرت کو فون کیا۔ حضور قبلہ فخر ملت کی آواز سنی تو جیسے دل کو سکون مل گیا۔ حضور والا نے احوال پوچھا تو میں نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ نے بغیر توقف کے فرمایا کہ فوراً مہر زمان کو فون کرو اور کہو کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ مسئلہ حل کریں۔ میں نے فوراً مہر زمان صاحب جو کہ محکمہ تعلیم میں ہیں ان کو فون کی اور من وعن وہ الفاظ جو حضور والا نے ادا کیے انہیں بتائے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا آپ اپنے افسر کا نام اور اسکے گاؤں کا نام مجھے بتا دیں۔ میں نے دوسرے دن یہ معلومات ان کو فراہم کر دیں اور تقریباً دو ہفتے کے اندر وہی افسر جو کسی سفارش کو نہیں مانتا تھا نے میرا تبادلہ واپس میرے پرانے سکول میں کر دیا۔ اور یہ فقط حضور قبلہ فخر ملت کی نظر کرم کا نتیجہ تھا اور مہر زمان صاحب بھی یہی کہتے تھے کہ کام تو حضرت نے کرنا ہے میں تو فقط ایک رابطہ ہوں۔

میرے حضرت مصدر حسنات ہیں
سچ ہے یہ وہ منبع برکات ہیں
تابع حالات ہے عالم تمام
آپ کے تابع مگر حالات ہیں

محترم سید کاشف علی بیان کرتے ہیں کہ حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ جب

کراچی سے واپس علی پور شریف کے لئے روانہ ہوتے اور آپ کی روانگی کا دن آ پہنچتا اور ہم لوگ یہ مشاہدہ کرتے کہ اس وقت آپ بہت رنجیدہ ہو جاتے اور ایک موقع پر آپ نے اپنی روانگی کے دن جدائی کے بے شمار اشعار پڑھے جن کو سن کر وہاں موجود تمام پیر بھائی روتے جاتے تھے اور حضرت والا کی آنکھوں میں بھی آنسو جاتے تھے۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ یہ سب روتے ہیں اور مجھے بھی رلاتے ہیں وہ تمام دورے جو حضور قبلہ فخر ملت نے اپنی حیات مبارکہ میں کراچی میں کئے ان کی مکمل تفصیلات کو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے کیونکہ آپ ایک ہمہ گیر شخصیت کے حامل تھے اور آپ کی ذات قدسی میں موجود اوصاف و کمالات کو بیان کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔ آپ کے خطبات جو آپ نے کراچی میں ارشاد فرمائے علم و حکمت و دانشمندی کا بے بہا خزانہ ہے کراچی میں حضور قبلہ فخر ملت نے بے شمار خوش نصیب حضرات کو خلافت و اجازت سے بھی نوازا جو کہ سلسلہ کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ مجھے تقریباً سولہ (۱۶) خلفائے فخر ملت کے نام کراچی سے موصول ہوئے اور چند خلفاء کے حالات زندگی کے بارے معلومات حاصل ہوئیں جو آپ آگے چل کر خلفائے فخر ملت کے باب میں مطالعہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کراچی میں حضور قبلہ فخر ملت کے فیوضات و برکات کو عام فرمائے آمین۔

مہیس فیصل آباد میں فخر ملت کا استقبال

حضور قبلہ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ ہر سال فیصل آباد کے گاؤں مہیس میں تشریف لے جاتے تھے جہاں آپ تین روز تک قیام فرماتے تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت کی آمد کے روز پورے گاؤں کو خوبصورتی سے سجایا جاتا تھا بڑے بڑے بینرز آویزاں کئے جاتے گاؤں کی تقریباً ساری آبادی حضور قبلہ امیر ملت محدث علی پوری اور حضور قبلہ فخر ملت کے غلاموں پر مشتمل ہے۔ یاران طریقت ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو جاتے اور گاؤں سے باہر تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر آ کر اپنے عظیم پیر طریقت اور ولی کامل کا استقبال کرتے جیسے ہی حضور والا کی گاڑی پہنچتی فلک شگاف نعروں کے ساتھ آپ کا استقبال ہوتا۔ آپ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی جاتیں حتیٰ کہ آپ کی گاڑی پھولوں سے بھر جاتی مجھے بھی ایک بار اس گاؤں مہیس جانے کا اتفاق ہوا میں لوگوں کی اپنے عظیم شیخ کے ساتھ وارفتگی و دیوانگی دیکھ کر حیران رہ

گیا۔ مہیس گاؤں کے لوگوں کی محبت وعقیدت دیدنی تھی ایسا نظارہ میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ مخلوق خدا اللہ کے کامل ولی پر نثار ہونے کے لئے بے تاب تھی۔ لوگوں کا جلوس پیدل حضور قبلہ فخر ملت کی گاڑی کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ نعروں کی گونج میں عظمتوں رفعتوں اور صداقتوں کے پیکر اس ولی نعمت کو گاؤں میں لایا گیا۔ غلامان فخر ملت جو نعرے لگا رہے تھے ملاحظہ ہوں۔

مدینے والا آیا　　علی پور والا آیا

حضور فخر ملت گاؤں کی مسجد میں تشریف فرما ہوتے ثناء خوانی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی۔ علماء کرام خطاب فرماتے اور آخر پر حضور فخر ملت کا خطاب دلنشین ہوتا گاؤں میں اپنے قیام کے دوران حضور فخر ملت تمام یاران طریقت کے گھروں میں تشریف لے جاتے جن گھروں کی تعداد سینکڑوں میں ہوتی ہر کوئی اپنی بساط کے مطابق شہزادہ رسالت صاحب کا استقبال کرتا اور عقیدت ومحبت کے پھول آپ کے قدموں میں نچھاور کرتا۔

حضور فخر ملت کا دورہ چکوال

جانشین حضرت امیر ملت محدث علی پوری حضور قبلہ فخر ملت متعدد بار چکوال میں یاران طریقت کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ خلیفہ فخر ملت حاجی امیر خان جماعتی آپکے دورہ چکوال کیلئے خصوصی انتظامات کروانے میں پیش پیش ہوتے۔ مجھے ایک دفعہ حضور فخر ملت کا حکم ہوا کہ چکوال میں عظیم الشان عرس پاک کی مقدس محفل میں شرکت کرنی ہے۔ حضور والا مقررہ دن کو بھلوال تشریف لائے اور میں آپکے ہمراہ چکوال گیا۔ یاران طریقت چکوال نے بہت بڑی تعداد میں گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں پر سوار ہو کر انٹر چینج چکوال پر حضور فخر ملت کا استقبال کیا۔

اس دورہ میں قبلہ پیر سید اعجاز حسین شاہ مدظلہ العالی اور محترم حاجی محمود اختر جماعتی بھی ہمارے ہمراہ تھے۔ جلوس کی شکل میں حضور فخر ملت کو جامع مسجد شاہ جماعت اور مدرسہ میں لایا گیا اور آپ کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ ہزاروں لوگوں نے جلسہ میں شرکت کی چونکہ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ حضور فخر ملت نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور لاتعداد مخلوق خدا نے آپ کی امامت میں نماز جمعہ ادا کی۔ نماز جمعہ کے بعد سالانہ عرس حضرت پیر سید جماعت علی شاہ کا انعقاد ہوا۔ شام ہونے تک عرس کی تقریب جاری رہی اس موقع پر حضور فخر ملت نے درجنوں لوگوں کو بیعت کیا اور سلسلہ میں داخل کیا۔ مغرب کی نماز کے بعد کھانے کا انتظام تھا۔ پھر قافلے کی شکل

میں حضور فخر ملت کو الوداع کہنے کیلئے یاران طریقت چکوال آپکے ہمراہ موٹر وے تک آئے۔

میر پور میں خطاب

حضور قبلہ فخر ملت کئی بار میر پور آزاد کشمیر تشریف لے گئے۔ میر پور میں آپ حاجی سلیم صاحب کی رہائش گاہ پر قیام فرمایا کرتے تھے۔ حاجی سلیم صاحب کو حضور قبلہ فخر ملت نے خلافت سے بھی نوازا تھا۔ آپ جب بھی میر پور آزاد کشمیر کا دورہ فرماتے حاجی سلیم صاحب آپ کا پر تپاک استقبال کرتے اور آپ کے آرام و آسائش کا بھرپور خیال رکھتے۔ میر پور کے علاقہ سیکٹر ای تھری تھوتھال میں حضور قبلہ امیر ملت محدث علی پوری کے عاشق و خلیفہ حضرت مولوی محمد عالم مدفون ہیں۔ جن کے صاحبزادگان ڈاکٹر شریف احمد پی ایچ ڈی انجمن خدام الصوفیہ کے سیکرٹری کے طور پر کافی عرصہ فرائض انجام دیتے رہے ہیں اور پروفیسر حبیب احمد آزاد کشمیر یونیورسٹی۔ ڈاکٹر احمد اور صاحبزادہ یوسف احمد جون کے مہینہ میں سالانہ عرس مبارک مولوی محمد عالم منعقد کرتے ہیں حضور قبلہ فخر ملت کئی دفعہ اس محفل پاک کی صدارت کے لئے تشریف فرما ہوئے اور حاضرین کو اپنے ایمان افروز خطاب سے نوازا صاحبزادگان مولوی محمد عالم صاحب نے اس علاقہ میں بہت بڑا مدرسہ اور مسجد نور بنائی ہے جہاں پر عظیم الشان جلسہ کا اہتمام کیا جاتا جسمیں حضور قبلہ فخر ملت خصوصی طور پر شرکت کرتے۔ دور نزدیک کے علاقوں سے یاران طریقت کی ایک بڑی تعداد آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتی اور اس قاسم عطایا سے نور کی خیرات سے جھولیاں بھر کے جاتے۔

جہلم میں تبلیغ اسلام

عالم اسلام کے عظیم سکالر حضور قبلہ فخر ملت ہر سال جہلم میں تبلیغ اسلام کیلئے دورہ فرماتے اور اہل علاقہ کو انوار و تجلیات الٰہی سے فیوضات تقسیم فرماتے اس علاقہ کی ایک بڑی آبادی آپ کے مریدین پر مشتمل ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ جی ٹی روڈ پر آپ کا استقبال کرتے پھر آپ مختلف جگہوں پر تشریف لے جاتے۔

نکودر میں سالانہ جلسہ میلاد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

حضور قبلہ فخر ملت ہر سال دسمبر کے آخری دنوں میں نکودر جہلم تشریف لے جاتے۔ حضور قبلہ فخر ملت جہلم کے لوگوں سے بڑی محبت و شفقت کا اظہار فرماتے تھے۔ اپنے دیدار کے

طالب دیوانوں کو اپنے دیدار فرحت آثار سے نوازتے سال میں کئی بار اس علاقے میں آیا کرتے تھے۔ نکودر وہ خوش نصیب علاقہ جہاں دسمبر کا آخری جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ نکودر میں صاحبزادہ سید ذاکر حسین جماعتی کے والد محترم پیر سید خادم حسین شاہ صاحب کا سالانہ عرس مبارک منعقد ہوتا ہے۔ جس میں آپ تین تین گھنٹے خطاب دلنواز فرماتے تھے۔ اور یاران طریقت کے قلوب کو عشق سرور دو عالم ﷺ سے منور کر دیتے تھے۔ آپ کی تقریر کی ایک خاصیت تھی کہ جو بھی سنتا تھا دم بخود رہ جاتا تھا۔ جب تقریر کرتے تو آخر میں فرماتے کہ اگلے سال تقریر یہاں سے ہی شروع کرونگا۔ پورا سال گزرنے کے بعد لوگوں کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوتا کہ پچھلے سال تقریر کہاں ختم ہوئی تھی۔ لیکن حضور قبلہ فخر ملت جب اگلے سال تقریر شروع کرتے تو وہیں سے آغاز ہوتا۔ جب بھی آپ نکودر تشریف لاتے آپ کا فقید المثال استقبال کیا جاتا۔ گلیوں اور مسجدوں کو جھنڈیوں سے سجایا جاتا تھا۔ آپ کی گاڑی پر پھولوں کی بارش کی جاتی تھی۔ مسجد میں تازہ پھولوں کا سٹیج بنایا جاتا تھا۔ لوگوں کا رش اور ہجوم اس قدر ہوتا کہ دو گھنٹے صرف ملاقات کے لئے لگ جاتے اور حضور قبلہ فخر ملت تھکاوٹ کے باوجود مسکراتے جاتے ملاقات کرتے جاتے۔ اور کسی کا دل نہ دکھاتے تھے۔ لوگ جوق در جوق بیعت ہوا کرتے تھے۔ اس کے بعد حضور مہمانوں کا کھانا لگواتے اور خود کھانا بعد میں کھاتے تھے۔

رواتڑہ شریف میں حضور قبلہ فخر ملت کی آمد

رواتڑہ شریف تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم میں واقع ہے۔ اس علاقے کے روح رواں پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب سجادہ نشین رواتڑہ شریف ہیں جو کہ بڑے عالی ظرف اور ملنسار طبیعت کے مالک ہیں وہ ہر سال حضور قبلہ فخر ملت کو رواتڑہ تشریف لانے کی دعوت دیتے تو حضور کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پہاڑی علاقہ رواتڑہ میں تشریف فرما ہوتے۔ جنہوں نے علاقے بھر میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو سلسلہ عالیہ میں داخل کیا۔ رواتڑہ شریف میں ہر سال سالانہ عرس مبارک کی صدارت حضور قبلہ فخر ملت فرمایا کرتے تھے اور خطاب فرماتے تھے۔ جب آپ عرس مبارک کی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لاتے تو لوگ سینکڑوں کی تعداد میں آپ کا استقبال کرتے۔ پھولوں کا ہار اور پتیاں لے کر کھڑے ہوتے تھے اور آپ کا

شاندار استقبال کیا جاتا۔ آپ کا ایمان افروز خطاب سننے کے لئے دور دراز کے علاقوں سے آتے اور آپ کا خطاب سنتے تھے۔

ڈھوک ساہی میں سالانہ عرس پاک کی تقریب میں شرکت

ہر سال مارچ کے مہینہ میں ڈھوک ساہی میں سالانہ عرس مبارک حضور قبلہ امیر ملت محدث علی پوری کا انعقاد کیا جاتا۔ حضور قبلہ فخر ملت کے خلیفہ جناب محترم سید زاہد حسین جماعتی صاحب بڑے عقیدت ومحبت اور پیار کے ساتھ حضور قبلہ فخر ملت کو اس عظیم الشان عرس پاک کی محفل میں شرکت کی دعوت دیتے اور آپ کا شاندار استقبال کرتے۔ کھلے میدان میں جلسے کا انتظام کیا جاتا۔ جہاں جہلم بھر سے یاران طریقت شرکت کیلئے آتے اور حضور قبلہ فخر ملت کی تشریف آوری سے پہلے ہی جلسہ گاہ لوگوں سے بھر جاتی۔ مجھے بھی ایک بار اس نورانی و روحانی محفل میں شریک ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ قبلہ زاہد حسین شاہ صاحب بڑے درویش صفت انسان ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت سے دیوانگی کی حد تک محبت کرتے ہیں۔ شاہ صاحب کا دل ہر وقت اپنے شیخ کی محبت میں دھڑکتا ہے۔ جب بھی آپ سے ملاقات ہوتی ہے۔ حضور قبلہ فخر ملت کے عشق ومحبت میں گرفتار دکھائی دیتے ہیں۔ ڈھوک ساہی میں جب حضور کا خطاب شروع ہوتا تو لوگ فلک شگاف نعروں کی گونج میں آپ کو داد و تحسین دیتے اور پھر ہمہ تن گوش آپ کا خطاب دلنواز سنتے۔ حضرت اپنی زبان اقدس سے ہجوم عاشقاں کو معارف قرآن و احادیث مبارکہ سناتے۔ جلسہ کے اختتام پر ختم شریف اور درود و سلام بحضور آقائے نامدار تاجدار مدینہ سیدنا محمد ﷺ پیش کیا جاتا۔ کھانے کا انتظام ہوتا اور یاران طریقت اپنے شیخ کی عظمتوں و صداقتوں کے گن گاتے ہوئے واپس اپنے گھروں کو لوٹتے۔

موہال گاؤں دینہ میں حضور فخر ملت کی تشریف آوری

خلیفہ فخر ملت حافظ محمد فاروق جماعتی کا تعلق موہال گاؤں سے ہے۔ حضور قبلہ فخر ملت بچپن میں اس گاؤں میں تشریف لایا کرتے تھے۔ پورا گاؤں حضور قبلہ امیر ملت محدث علی پوری کے غلاموں پر مشتمل ہے۔ حضور قبلہ فخر ملت اپنے سجادہ نشینی کے دور میں کئی کئی دن اس گاؤں میں قیام فرماتے تھے۔ حافظ محمد فاروق صاحب کو حضور قبلہ فخر ملت نے ۳۰ راگست ۲۰۰۱ء کو علی پور شریف حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر خلافت و

اجازت سے نوازا۔ آپ پیر خانے کی خدمت بخوبی انجام دے رہے ہیں۔

وزیر آباد میں سالانہ پروگرام

وزیر آباد کے علاقہ گھنٹی آرائیاں میں اور وزیر آباد کے گرد و نواح میں حضرت فخر ملت کے چاہنے والوں کی ایک بڑی تعداد آباد ہے۔ خلیفہ حضور قبلہ فخر ملت محترم قاری محمد حنیف جماعتی اور آپکے صاحبزادہ محترم علاقہ محمد زبیر جماعتی فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف ہر سال حضور فخر ملت کو وزیر آباد آنے کی دعوت دیتے۔ آپ کمال فیاضی اور فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔ ان حضرات کی دعوت قبول فرماتے اور ہر سال جمعۃ المبارک پڑھانے کے لئے وزیر آباد تشریف لاتے۔ دور نزدیک سے ہزاروں کی تعداد میں یاران طریقت صبح ہی سے آپ کے استقبال کیلئے جمع ہونا شروع ہو جاتے۔
مجھے بھی ایک بار اس عظیم الشان پروگرام میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ جیسے ہی حضور فخر ملت وزیر آباد کے علاقہ گھنٹی آرائیاں میں پہنچتے لوگ فلک شگاف نعرے بلند کرتے ہوئے اور آپ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرتے ہوئے دیوانہ وار آپ کی قدم بوسی کرتے۔ مرکزی جامع مسجد میں خطبہ جمعہ کیلئے اجتماع ہوتا۔ بڑے اچھے انتظامات کیے جاتے۔ ساری محفل کے انعقاد میں خلیفہ فخر ملت محترم قاری محمد حنیف جماعتی اور ان کے صاحبزادگان خصوصی دلچسپی لیتے۔ حضور فخر ملت کی آمد کے ساتھ ہی جلسہ گاہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہتی۔ تلاوت کلام پاک سے جلسہ کی کارروائی شروع ہوتی۔ ثناخواں مصطفےٰ بارگاہ رسالت ﷺ میں گلہائے عقیدت ومحبت پڑھتے اور پھر آخر میں حضور فخر ملت کو دعوت خطاب دی جاتی۔ حضرت کئی کئی گھنٹے علم و فراست سے بھرپور علمی گفتگو فرماتے اور لوگوں کے ایمان کو تازہ کرتے۔ اس کے بعد آپ قاری صاحب کے آستانے پر تشریف لے جاتے اور کھانا تناول فرماتے۔

گجرات میں فخر ملت کی آمد

لالہ موسیٰ اور گجرات کے مختلف علاقوں میں حضور فخر ملت کے مریدین او متوسلین کی بڑی تعداد ہے۔ آپ یاران طریقت کی دعوت پر متعدد بار ان علاقوں میں تشریف فرما ہوئے اور کئی مواقع پر آپ نے حاضرین سے ایمان افروز خطابات فرمائے۔ ایک دفعہ حضور فخر ملت گجرات میں نعیم اکبر جماعتی صاحب کے گھر اچانک بغیر کسی پروگرام کے تشریف لے گئے تو

سارے علاقہ میں آپ کی آمد کی خبر آناً فاناً پھیل گئی۔ مریدین و متوسلین کی بڑی تعداد اپنے عظیم شیخ طریقت کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے جمع ہوگئی۔ عجیب دیدنی منظر تھا لوگوں کا ہجوم نعروں کی گونج میں آپ کی قدم بوسی کرنے کیلئے بے تاب دکھائی دیتا تھا۔ گجرات میں حضور فخر ملت نے متعدد بار علاقوں میں خطابات بھی فرمائے لیکن طوالت کے پیش نظر ہر پروگرام کی تفصیلات تحریر کرنا ممکن نہیں۔

سیالکوٹ میں آمد

سیالکوٹ میں حضور قبلہ فخر ملت سال میں کئی بار تشریف لاتے تھے اور لوگوں کو اپنے مواعظہ حسنہ سے مستفید کرتے تھے۔ سیالکوٹ میں آپ نے کئی بار عظیم الشان جلسوں اور محافل میلاد سے خطاب بھی فرمایا۔

جب بھی حضور فخر ملت سیالکوٹ تشریف لاتے تو محترم عرفان احمد جماعتی کے مکان پر قیام فرماتے۔ عرفان صاحب نے اپنی کوٹھی میں ایک علیحدہ کمرہ حضور فخر ملت کے قیام کیلئے خاص طور پر بنوایا ہے جہاں آپ قیام پذیر ہوتے۔ محترم ڈاکٹر تنویر الاسلام سابق صوبائی وزیر بھی حضور فخر ملت کے معتقدین میں شامل ہیں جب بھی آپ سیالکوٹ تشریف لاتے ڈاکٹر صاحب آپ کی خدمت عالیہ میں حاضری دیتے اور آپ کے فیوضات سے مستفید ہوتے۔

سیالکوٹ میں حضور قبلہ عالم محدث علی پوری کے غلاموں کی ایک بڑی تعداد رہتی ہے۔ حضرت کے چاہنے والے آپ کی خوشبو پر لپکتے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں کا مجمع ہو جاتا۔ حضور فخر ملت نے متعدد بار سیالکوٹ میں تاریخی جلسوں کی صدارت کی اور لوگوں کو اپنے ایمان افروز مواعظہ حسنہ سے نوازا۔

گوجرانوالہ میں حضور کے تبلیغی و اصلاحی دورہ جات

حضور قبلہ فخر ملت ہر سال تبلیغ وارشاد کیلئے گوجرانولہ شہر میں تشریف لے جاتے تھے۔ اس شہر میں آپ کے مریدین و متوسلین کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ آپ کے معتقدین نے کئی مدرسے قائم کر رکھے ہیں۔ جہاں ہزاروں بچے حفظ قرآن کرتے ہیں۔ حضور فخر ملت نے کئی مواقع پر مختلف کانفرنسز اور محافل میلاد میں شرکت کی۔ جب بھی آپ اس شہر میں تشریف لاتے تو اہل علاقہ آپ کا فقید المثال استقبال کرتے۔ آپ نے کئی ایمان افروز خطابات فرمائے

۔کئی تقریبات میں مدرسوں کے سالانہ جلسوں کے مواقع پر حفاظ کرام کی دستار بندی فرمائی اور اپنے فیوضات و برکات سے اہل علاقہ کو مستفید کیا۔ گوجرانوالہ میں قاری احمد رضا جماعتی جو کہ بڑے خوش الحان ثناء خوان مصطفےٰ ہیں۔ حضرت فخر ملت کے معتقد ہیں۔ حضور فخر ملت قاری صاحب سے خصوصی شفقت و مہربانی کا سلوک فرمایا کرتے تھے اور اپنے اکثر جلسوں میں قاری صاحب کو اپنے ہمراہ لے کر جایا کرتے تھے۔ راہوالی میں حاجی محمد صدیق جماعتی صاحب اور ڈاکٹر محمد عرفان گورائیہ صاحب کی دعوت و عرض نامے پر آپ جلوہ افروز ہوتے اور اپنے واعظ حسنہ سے نوازتے۔

چتوکی میں استقبال

عالم اسلام کے عظیم سکالر ولی کامل شہزادہ رسول عربی ﷺ جگر گوشہ حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی ہر سال چتوکی میں تشریف لے جاتے تھے جہاں پر خلیفہ فخر ملت محترم حاجی عبدالغفور جماعتی اور خلیفہ فخر ملت محترم حاجی محمد اکرم جماعتی کے گھروں میں قیام فرماتے تھے۔ آپ جب بھی چتوکی میں تشریف لائے یاران طریقت والہانہ انداز میں آپ کا استقبال کرتے اور آپ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرتے۔ حضور والا کئی دن تک چتوکی میں قیام فرماتے اور یاران طریقت کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور ان کو فیوضات و برکات سے مستفید کرتے۔ چتوکی اور گرد و نواح کے علاقوں سے یاران طریقت کی ایک بڑی تعداد آپ کی قدم بوسی کیلئے جمع ہو جاتی اور آپ کی زیارت سے مستفید ہوتی۔

حضرت فخر ملت کا انداز ہی نرالا تھا۔ آپ کے چہرہ اقدس سے جمال مصطفےٰ کی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ آپ نور مصطفےٰ کی جھلک دکھائی دیتے تھے۔ آپ نور مصطفےٰ سے مزین تھے جدھر بھی نگاہ کرم فرماتے تھے۔ دلوں کی کیفیت تبدیل ہو جاتی تھی۔ آپ کی نگاہ ولایت میں بڑی تاثیر تھی۔ گفتگو بھی جادو اثر تھی۔ جو بھی آپ کی صحبت بابرکت میں چند لمحوں کیلئے بیٹھ جاتا تھا۔ اپنے آپ کو دنیا کا خوش قسمت ترین انسان سمجھتا تھا۔ آپ کی زیارت دراصل زیارت مصطفےٰ تھی۔ آپ کی نگاہ نگاہ مصطفےٰ تھی۔ آپ کا قرب مصطفےٰ ﷺ تھا۔ اس لئے کہ آپ کا خون خون مصطفےٰ ﷺ تھا۔ حاجی عبدالغفور جماعتی چتوکی میں آپ کے خلیفہ ہیں جو کہ خوش الحان ثناخوان مصطفےٰ ﷺ بھی ہیں۔ انہوں نے عرس مبارک کے موقع پر بیان فرمایا کہ مجھے میرے

شیخ طریقت کی برکت اور نسبت سے یہ اعزاز حاصل ہوا کہ خواب میں آقا نامدار تاجدار مدینہ حضور سرور کائنات کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضور فخر ملت پتوکی میں ایک عظیم الشان جلسے سے بھی خطاب فرماتے۔ ہزاروں کا مجمع جامع مسجد پتوکی میں ہوتا۔ انوار وتجلیات کی بارش ہوتی اور آپ فیضان سرور دو عالم کی خیرات حاضرین میں تقسیم فرماتے

فخر ملت کی پھول نگر میں تشریف آوری

حضور قبلہ فخر ملت ہر سال لبے جاگیر گاؤں پھول نگر میں تشریف لاتے تھے۔ جہاں یاران طریقت کی ایک بہت بڑی تعداد میں اپنے شیخ طریقت اور ولی نعمت کا فقید المثال استقبال کرتے۔ آپ جامع مسجد شاہ جماعت لبے جاگیر میں ہر سال سالانہ محفل میلاد وعرس پاک کی محفل سے خطاب فرماتے۔ خلیفہ فخر ملت حافظ محمد رمضان جماعتی حضور قبلہ فخر ملت کے استقبال اور جلسے کے انتظامات کرواتے۔ علاقے کے لوگوں کی بڑی تعداد آپ کا استقبال کرتی اور ہزاروں کا مجمع آپ کا خطاب دلنواز سننے کیلئے جمع ہو جاتا۔ ایک دفعہ لبے جاگیر کی مسجد شاہ جماعت کی توسیع کا آپ نے حکم فرمایا۔ یاران طریقت نے مسجد کو وسیع کر کے تعمیر کروایا لیکن جب اگلے سال حضور فخر ملت جلسے سے میں جلوہ افروز ہوئے تو شرکائے جلسہ کی تعداد کئی گنا زیادہ تھی۔ لوگ گلیوں، مکانوں کی چھتوں پر آپ کا ایمان افروز خطبہ سماعت کر رہے تھے۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا حافظ جی مسجد کو چاہے جتنا بڑا کر لو لوگوں کی تعداد پھر زیادہ ہوگی۔ یہ حضرت کی کرامت تھی کہ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے تھے لوگ جوق در جوق آپ کے حاضر خدمت ہوتے تھے۔

فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا دورہ ملتان

حضور قبلہ فخر ملت علیہ الرحمہ ہر سال دورہ ملتان فرماتے تھے۔ جہاں پر قبلہ عالم حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے محبوب خلیفہ ولی کامل حضرت سیدنا چادر والی سرکار کے آستانہ پر آپ کا پرتپاک استقبال ہوتا۔ سجادہ نشین چادر والی سرکار ملتان شریف حضرت پیر سید ولی شاہ صاحب جماعتی، صاحبزادہ پیر سید علی حسین شاہ جماعتی و حضرت پیر سید نور حسین شاہ جماعتی یہ حضرات حضور قبلہ فخر ملت کے خلیفہ ہیں۔ بڑے محبت وعقیدت کے ساتھ اس عظیم شہزادہ رسالت مآب کا استقبال کرتے۔ اس موقع پر حضور قبلہ فخر ملت کا خطاب دلنشین بھی ہوتا

حضور والا کی ایمان افروز اور حکمت و دانش سے بھرپور گفتگو سن کر حاضرین مجلس پر وجد طاری ہو جاتا۔ یہ حضرت فخر ملت کی طلسماتی شخصیت تھی کہ ہر کوئی آپ کا دیوانہ نظر آتا۔

سابق ایڈووکیٹ جنرل پاکستان جناب محترم سید ریاض الحسن گیلانی پی ایچ ڈی نے کیا خوبصورت بات بیان کی ہے۔ علی پور شریف پاکستان میں سب سے بڑا روحانی آستانہ ہے اور حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ تمام روحانی پیشواؤں سے بڑے پیر اور ولیٔ کامل ہیں۔

ملتان شریف میں ۱۲ ربیع الاول کو میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر عظیم الشان تقریب ہر سال منعقد کی جاتی ہے۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی حضور قبلہ فخر ملت ہوتے تھے۔ آستانہ عالیہ چادر والی سرکار پر ہر سال حضور سرور کائنات ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں ہزاروں پاؤنڈ کا کیک کاٹا جاتا اور حضور فخر ملت اس موقع پر خطاب بھی فرماتے۔ اس دفعہ ۲۰۱۲ء میں ۱۲ ربیع الاول کے موقع پر آستانہ چادر والی سرکار پر ۵۰۰۰ پاؤنڈ کا کیک میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر کاٹا گیا۔ اس روحانی تقریب سعید کے مہمان خصوصی مرکزی سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف جانشین حضرت امیر ملت و فخر ملت حضور قبلہ ظفر الملت تو قیر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی تھے۔ جیو چینل نے اپنے خبر نامہ میں اس تقریب کی خصوصی طور پر کوریج پیش کی۔

کہروڑ پکا میں فخر ملت کا استقبال

قلب زمرد کی ملتی ہے آرزو
ذکر نبی ہو ہر گھڑی فریاد ہے
مرشد کو جو پیار ہے جیون کا سنگھا رہے
ہر دولت قربان ہے جاں میری نثار ہے
مرشد میرا سب سے نرالا
ان پہ فدا میرا تن من سارا
مسجدیں روشن ہیں جن سے وہ قافلہ سالار ہے
ٹھنڈی آنکھیں ہوتی ہیں زمرد ان کی دید سے
چاند سا مکھڑا ہے جن کا وہ میری سرکار ہے

حضور قبلہ فخر ملت (سجادہ نشین دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ چراغیہ کبھروڑ پکا پیر سید زمرد حسین شاہ صاحب جو کہ حضرت فخر ملت کے خلیفہ بھی ہیں) کی دعوت پر ہر سال کبھروڑ پکا میں سالانہ عرس مبارکہ چراغ الاولیاء قبلہ پیر سید چراغ النبی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریب سعید کی صدارت فرمایا کرتے تھے اور اپنے دلنشین خطبہ صدارت سے مخلوق خدا کو مستفید فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا استقبال کرنے کیلئے ہزاروں لوگ موجود ہوتے تھے اور آپ کی آمد پر فلک شگاف نعرے لگا کر آپ کو خراج عقیدت پیش کیا جاتا۔

خلیفہ فخر ملت حضرت پیر سید زمرد حسین شاہ صاحب سالانہ عرس پاک کے جملہ انتظامات بڑے پیار و محبت کے ساتھ کرواتے اور حضرت فخر ملت کا شاندار استقبال کرتے۔ حضرت فخر ملت کو خطاب کی دعوت دی جاتی اور جلسہ گاہ لوگوں سے بھر جاتی۔ حضور والا کئی کئی گھنٹے خطاب دلنواز فرماتے۔ حضور فخر ملت اپنے جدِ امجد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان اتنے دلکش پیرائے میں فرماتے کہ حاضرین مجلس کی ذہنی اور دلی کیفیات تبدیل ہو جاتیں اور وہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر دکھائی دینے لگتے۔ کبھروڑ پکا بھی وہ خوش نصیب سرزمین ہے جس کو حضور فخر ملت نے اپنے فیوضات سے نوازا۔

مدینہ منورہ میں حاضری

آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب شہزادہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم جگر گوشہ حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بے شمار مرتبہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں زیارت روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تشریف لے گئے۔ آپ نے کئی حج بھی کئے۔ جب بھی آپ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ تشریف لے جاتے اپنے کئی خادموں کو بھی اپنے ہمراہ اپنے ذاتی خرچ پر لے جاتے۔ یہ حضور فخر ملت کی ہستی مبارکہ کی خاصیت ہے کہ آپ نے سینکڑوں ہزاروں لوگوں کو اپنے ذاتی خرچ پر زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت عطا فرمائی۔ آپ کی مثال کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ بے مثل و بے مثال ذات اقدس کے مالک تھے۔ آپ رحمت کا خزانہ تھے جس سے خلعت عطاء ہوتی تھی۔ آپ کی روح بدر کامل کی طرح تھی جس سے اندھیرے مٹ جاتے تھے۔

آپ کا جسم اطہر نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روشن و منور تھا جب حضور فخر ملت مدینہ منورہ

پہنچتے تو آپ کی عاجزی وانکساری کی انتہا ہوتی۔ آپ محبت وعقیدت رسول اکرم ﷺ کا پیکر دکھائی دیتے۔ مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوتے اور حضور سرور کائنات تاجدار مدینہ سیدنا محمد ﷺ کے مزار پر انور پر پہنچ کر سلام عشق ومحبت پیش کرتے اور عرض گزار ہوتے حضور ﷺ آپ کا نام لیوا آپ ﷺ کا ادنیٰ غلام حاضر ہے جو گلی گلی کوچہ کوچہ آپ ﷺ کے ذکر وفکر سے مخلوق خدا کے دل ودماغ کو آپ ﷺ کی خوشبوؤں سے عطر بیز کرتا ہے۔ جو پیغام الٰہی اور پیغام مصطفےٰ ﷺ دنیا کے کونے کونے میں پھیلاتا ہے۔ آپ ﷺ کی بارگاہ عظمت وجلالت میں حاضر ہے اور نگاہ کرم کی بھیک مانگتا ہے۔

جانشین حضرت امیر ملت حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کئی مرتبہ رمضان شریف میں بھی مدینہ منورہ تشریف لے گئے جب بھی آپ مدینہ منورہ تشریف لے جاتے۔ جماعت منزل مدینہ منورہ میں قیام فرماتے۔ مسجد نبوی شریف میں افطاری کے وقت اپنا دستر خوان بچھاتے اور سینکڑوں لوگوں کیلئے افطاری کا انتظام کرواتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مدینہ شریف میں خرچ کرنے پر دوسری جگہوں کی نسبت لاکھوں گنا زیادہ ثواب ملتا ہے اور روزہ بھی اپنے خرچ پر افطار کرنا چاہیے اور اگر استطاعت ہو تو مخلوق خدا پر زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا چاہیے۔ کیونکہ مسجد نبوی شریف وہ مقدس جگہ ہے جو ساری دنیا سے افضل واعلیٰ اور برکت والی جگہ ہے۔

حضور فخر ملت نور اللہ مرقدہ کی ہستی مبارکہ کا یہ اعجاز وکمال ہے کہ آپ نے سینکڑوں لوگوں کو خواب میں آقائے نامدار حضور سرور کائنات ﷺ کی زیارت کروائی اور ہزاروں لوگوں کو خواب میں مسجد نبوی شریف کے اندر ملاقات کا شرف عطا کیا۔ حصول برکت کیلئے یہاں پر دو واقعات پیش کرتا ہوں۔

۱۔ مہر محمد عثمان جماعتی (بھلوال) نے مجھے بتایا کہ اس کو خواب میں حضور قبلہ فخر ملت کی زیارت ہوئی اس وقت آپ مسجد نبوی شریف میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ عثمان مسجد شریف میں دستر خوان بچھاؤ۔ پھر آپ نے کھانا لگانے کا حکم دیا۔ میں نے دستر خوان لگایا بے شمار مخلوق خدا حضور فخر ملت کی مہمان بنی لوگوں نے کھانا تناول کر لیا تو مجھے حکم ہوا کہ اب خود بھی کھانا کھالو جب میں کھانے سے فارغ ہوا تو حضور والا نے مجھے فرمایا کہ عثمان جاؤ جا کر روضہ رسول عربی ﷺ کی زیارت کر کے آؤ۔ میں مسجد نبوی شریف کے صحن کی طرف گیا اور گنبد خضریٰ کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور فخر

ملت کے شہزادگان کو شاد و آباد رکھے۔ آمین

۲۔ حافظ غلام مصطفےٰ حال مقیم لندن برطانیہ نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ میرے شیخ کامل، پیرومرشد مجھ سے بہت زیادہ خوش تھے ایک رات میں سویا۔ میری قسمت جاگی مجھے حضور فخر ملت کی زیارت ہوئی۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا۔ حافظ جی میرے ساتھ چلو میں آپ کے پیچھے چلتا گیا۔ قبلہ فخر ملت میرے آگے آگے چل رہے ہیں۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے جا رہا ہوں۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہم مدینہ منورہ میں پہنچ گئے۔ مسجد نبوی شریف ہے حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی آگے تشریف فرما ہیں۔ میں آپ کے پیچھے بیٹھ گیا ہوں۔ قبلہ پیر صاحب نے مجھے ہاتھ لگایا فرمایا آگے آؤ۔ میں آگے بڑھا تو آقائے نامدار حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ سامنے کھڑے تھے۔ میں نے حضور ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا میں نے عرض کی یہ سب کرم سلسلہ کیساتھ اور میرے شیخ کامل پیرومرشد فخر ملت کے ساتھ نسبت کی وجہ سے ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس سلسلہ میں نماز بھی شامل ہے پھر اس کے بعد میں بیدار ہو گیا

جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی ہے فدا بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

فخر ملت کا دورہ یورپ و برطانیہ

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ واشاعت و ترویج اسلام کے سلسلہ میں بے شمار مرتبہ برطانیہ و یورپ تشریف لے گئے۔ ۱۹۸۵ء میں حضور فخر ملت لندن تشریف فرما ہوئے تو ڈاکٹر خالد حسن کے ہاں ٹھہرے۔ ڈاکٹر صاحب جو حضور امیر ملت محدث علی پوری کے مرید تھے۔ انہوں نے پی ایچ ڈی کی ہوئی تھی۔ بڑے متقی و پرہیزگار مومن انسان تھے۔ انہوں نے اپنی ایک لائبریری بنائی تھی۔ جس میں کئی ہزار اسلامی کتابیں تھیں۔ حضور فخر ملت جب بھی لندن تشریف لے جاتے تو ڈاکٹر صاحب کی لائبریری سے کتابوں کا مطالعہ کرتے۔ حافظ غلام مصطفےٰ حال مقیم لندن جو کہ حضور فخر ملت کے خادم خاص ہیں نے بتایا کہ ایک مرتبہ حضور فخر ملت نے مجھے اور ڈاکٹر صاحب کو حکم دیا تم فیملی سمیت پہلے عمرہ کرو۔ ہم آپ کے حکم کے مطابق حرم شریف پہنچے۔ بعد میں آپ کے ہمراہ مدینہ منورہ گئے پھر ہم کراچی آ گئے ڈاکٹر صاحب اور میں نے اکٹھے کراچی سے لاہور آنا تھا۔ جہاز میں ہماری ایک ساتھ سیٹ تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا کہ جناب آپ کچھ دیر کیلئے خاموش رہیں۔ میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے

۲۰ منٹ کے اندر حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ایک منقبت لکھی جس کا عنوان تھا ''علی پور کو چل''، جس کے تقریباً ۱۳۵ اشعار ہیں۔

اٹھا اپنا کمبل علی پور کو چل
پڑے گی وہیں کل علی پور کو چل
نہ کر آج اور کل علی پور کو چل

ڈاکٹر صاحب نے یہ منقبت بورڈنگ کارڈ پر لکھ کر مجھے دی اور کہنے لگے حضور فخر ملت کی خدمت میں پیش کردیں۔ میں نے آپ کی خدمت میں پیش کردی۔ پیر صاحب نے منقبت پڑھ کر فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب نے بہت اچھا لکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضور امیر ملت کی شان میں اور بھی کئی منقبتیں لکھی ہیں۔

قبلہ پیر صاحب نے آپ کا ایک شعر دربار شریف کے اندر اوپر والی پٹی میں جہاں اشعار لکھے ہوئے ہیں وہاں لکھوایا ہے جو کہ یہ ہے

ہے ذات پاک تیری پر توانا قاسم
تیرے فقیر کو پھر فکر بیش و کم کیا ہے

پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی مدظلہ العالی کی شادی کا سہرا بھی ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے۔ قبلہ پیر صاحب نے جو کوٹھی پیر سید ظفر حسین شاہ جماعتی کیلئے بنوائی ہے اس پر جو شعر لکھا ہے وہ بھی ڈاکٹر خالد حسن قادری کا ہے۔ ڈاکٹر صاحب تاریخی قطعہ لکھنے کے بھی ماہر تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت شروع شروع میں جب لندن تشریف لے جاتے تھے تو ڈاکٹر صاحب کی رہائش گاہ پر قیام فرماتے تھے۔ حضور فخر ملت دورہ یورپ کے دوران بھی نماز باجماعت اداء کرتے تھے۔ آپ خود بھی نماز کی پابندی کرتے تھے اور تمام لوگ جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ تھکاوٹ کے باوجود جب آپ آرام کرتے اگر ایک گھنٹہ بھی آرام فرماتے تو نماز کا وقت ہو جاتا۔ آپ خود بھی نماز کیلئے اٹھ جاتے اور باقی لوگوں کو بھی اٹھا دیتے۔ حافظ غلام مصطفٰے بیان کرتے ہیں کہ حضور فخر ملت جب بھی دورہ برطانیہ کیلئے لندن تشریف لاتے تو میرے گھر پر قیام فرماتے۔ حافظ جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ لندن تشریف لائے تو مجھے فون کے ذریعہ بتایا کہ میں کس تاریخ کو لندن آؤں گا۔ مقررہ دن کو میں لندن کے ہیتھرو ائیر پورٹ جو کہ میرے گھر سے تقریباً ڈیڑھ سو میل کے فاصلے پر ہے پہنچ گیا

۔میں رات کو لندن پہنچ گیا۔ جب میں سو رہا تھا کہ خواب میں مجھے اس طرح آواز آئی جیسے کوئی اعلان کر رہا ہے کہ وقت کا قطب تشریف لا رہا ہے۔ تم اٹھو اور پاک صاف ہو کر اس کی زیارت کرو پھر اچانک میں بیدار ہوا، میں سمجھ گیا گویا مجھے کسی نے اٹھایا ہے کہ حضور فخر ملت تشریف لانے والے ہیں۔ جلدی جلدی اٹھو ان کی زیارت کرو

یورپ میں سلسلہ نقشبندیہ کی خدمت

حضور قبلہ فخر ملت جب بھی لندن تشریف لاتے آپ یورپ کے مختلف شہروں میں تشریف لے جاتے اور تبلیغ اسلام کا عظیم فریضہ سرانجام دیتے۔ آپ کے شب و روز سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت میں گزرتے۔ جہاں بھی شہر میں اور جس مسجد میں حضور تشریف لے جاتے وہاں آپ کی خدمت میں بے شمار لوگ جوق در جوق آپ کے دست اقدس پر توبہ کرتے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوتے۔ آپ نے یورپ میں رہنے والے مسلمانوں کی دینی اور مذہبی رہنمائی فرمائی اور ان کی مشکلات کو حل فرمایا۔ یورپ میں جتنے لوگ بھی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ علی پور شریف کے ساتھ نسبت رکھنے والے ہیں۔ تقریباً نوے فی صد پیر بھائی حضور فخر ملت کے مرید ہیں۔ اور کئی پیر بھائیوں کو حضور فخر ملت نے علی پور شریف کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر بلا کر ان کو خلافت بھی عطاء فرمائی۔ جن پیر بھائیوں نے بیعت کے بعد آپ کے بتائے ہوئے اسباق پر عمل کیا اور آپ سے محبت و عقیدت کا اظہار کیا ان لوگوں کی رسائی آپ نے حضور امیر ملت محدث علی پوری تک اور پھر آقائے نامدار تاجدار مدینہ حضور سیدنا محمد ﷺ کی بارگاہ تک بھی فرمائی۔ بے شمار ایسے خوش نصیب ہیں جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت اور محبت کی وجہ سے زیارت رسول نصیب ہوئی بطور تبرک چند ایک واقعات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

۱۔ حضور سیدی و مرشدی پیر سید افضل حسین شاہ کے خادم خاص حافظ غلام مصطفےٰ جماعتی نے بتایا کہ ایک مرتبہ حضور فخر ملت برطانیہ تشریف لائے آپ نے مجھے فرمایا حافظ جی اولڈہم شہر جانا ہے۔ میں نے عرض کی جناب ٹھیک ہے۔ ہم اولڈہم میں ایک پیر بھائی کے گھر پہنچے۔ جہاں پر ایک شخص جس کا نام راجہ محمد ظفر ہے اس نے آپ سے بیعت کی پھر کچھ عرصہ کے بعد حضور فخر ملت واپس پاکستان تشریف لے آئے۔

دو تین مہینے کے بعد راجہ ظفر جماعتی نے قبلہ پیر صاحب کو خط لکھا جناب پیر صاحب کامل پیر تو اپنے مرید کو حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کرواتا ہے۔ جو آپ نے مجھے اسباق دیئے تھے میں تو ان پر عمل کر رہا ہوں لیکن ابھی تک مجھ پر یہ کرم نہیں ہوا۔ مجھ پر نظر کرم فرمائیں راجہ صاحب نے خط لکھ کر برطانیہ سے پوسٹ کر دیا۔ ابھی وہ خط پاکستان میں حضور فخر ملت تک نہیں پہنچا تھا کہ ایک رات راجہ صاحب سوئے ان کو عالم اسلام کے عظیم شیخ طریقت ولئ کامل حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ خواب میں ملے۔ آپ نے فرمایا راجہ صاحب اس طرف دیکھو۔ نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ اسطرح آپ ﷺ کی زیارت سے راجہ صاحب مشرف ہوئے۔ اس کے بعد راجہ صاحب نے قبلہ پیر صاحب کو فون کیا اور ساتھ رونے لگے کہنے لگے جناب میں نے آپ کی خدمت میں خط بھیجا ہے۔ پیر صاحب نے فرمایا مجھے تو آپ کا خط ابھی تک نہیں ملا۔ راجہ صاحب نے عرض کی جناب میں نے یہ لکھا تھا کہ میں آپ کے بتائے ہوئے اسباق پڑھتا ہوں۔ لیکن ابھی تک مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا ہے۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے حضور سرور دو عالم ﷺ کی زیارت کرادی ہے۔ قبلہ پیر صاحب نے راجہ صاحب کا فون بند کر کے مجھے فون کیا کہ حافظ جی راجہ صاحب کو فون کر کے مبارک باد دو کہ ان کو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی ہے۔ پھر آپ نے فون کر کے راجہ صاحب کو حکم دیا کہ راجہ صاحب تم علی پور شریف عرس پر آنا۔ راجہ صاحب عرس پر آئے۔ قبلہ پیر صاحب بیان فرما رہے تھے۔ آپ نے راجہ صاحب کی خواب اور زیارت رسول ﷺ کا واقعہ مخلوق خدا کو سنایا۔ پھر پیر صاحب نے فرمایا راجہ صاحب اٹھو لوگوں کو اپنی زیارت کراؤ۔ اس واقعہ کو عرس پر کئی لوگوں نے سنا۔

۲۔ حافظ غلام مصطفےٰ جماعتی نے بتایا ایک مرتبہ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فون کیا کہ میں برطانیہ آ رہا ہوں۔ اس سال میری مالی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ کیونکہ جب قبلہ پیر صاحب تشریف لاتے تو بے شمار پیر بھائی اور عقیدت مندوں کا جم غفیر ہوتا لوگ سلام کیلئے حاضر خدمت ہوتے رہتے تو اس دوران لنگر شریف کا مکمل انتظام میں اپنی طرف سے کرتا۔ اس سال میرے پاس گاڑی بھی نہیں تھی۔ جب قبلہ پیر صاحب نے مجھے فون کیا کہ میں آ رہا ہوں۔ میں نے اپنے دوستوں سے قرض لیا۔ اس میں سے گاڑی خریدی تا کہ قبلہ پیر صاحب کو کسی قسم کی پریشانی نہ ہو

۔حضور قبلہ فخر ملت تشریف لائے۔ اس دوران جتنے بھی پیر بھائی آئے ان کے کھانے کا انتظام میں نے اپنی طرف سے کیا۔ پھر کئی دور دراز شہروں میں قبلہ پیر صاحب تبلیغ اسلام کیلئے تشریف لے گئے۔ میں آپ کے ہمراہ گیا۔ حضور والا نے تقریباً ڈیڑھ ماہ برطانیہ میں قیام فرمایا۔ اس دوران ہزاروں لوگ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں آپکے دست مبارک پر توبہ کر کے داخل ہو گئے اور حضور کا مرید بننے کی سعادت حاصل کی۔

الغرض حضور قبلہ فخر ملت کی ہستی مبارکہ خوشبوؤں کی مانند تھی۔ جنھوں نے دنیائے فانی میں تصوف وطریقت کی خوشبو سے نہ صرف پاکستان بلکہ سرزمین یورپ کو بھی مشک بار کیا۔ مولانا روم: نے کیا خوب کہا

ہرچہ گوید مرد عاشق بوئے عشق
از دھانش می جہد در کوئے عشق
گر بگوید فقہ فقر آید ہمہ
بوئے فقر آید ازآن خوش دمدمہ
ور بگوید کفر دارد بوئے دین
آید از گفت شکش بوئے یقین

ترجمہ:۔ جو مرد عاشق عشق کی خوشبو بکھیرتا ہے اسکی خوشبو سے عشق کی گلی مہک اٹھتی ہے۔ اگر وہ مسائل فقہ بھی کہے تو وہ سراسر معرفت ہوتی ہے۔ اس نقارہ حق کے بولنے سے معرفت کی خوشبو آتی ہے۔ اگر وہ کہے کہ دین کی مہک دبی ہوئی ہے تو اس کے اندر گفتگو سے یقین کی خوشبو پھیل جاتی ہے۔

باب دہم

حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ آخرت

محبتوں و خوشبوؤں کا سفیر

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ محبتوں و خوشبوؤں کے سفیر و نمائندہ رسول عربی ﷺ تھے۔ آپ حقیقی معنوں میں کعبۃ العشاق تھے۔ آپ کی آمد مدینہ منورہ کی پاکیزہ و معطر فضا کی مانند ہوتی تھی۔ آپ کی صحبت دل واذہان کے لئے طمانیت کا باعث ہوتی تھی۔

آپ کا وجود مسعود باعث رحمت و برکت ہوتا تھا۔ جہاں بھی تشریف لے جاتے تھے منظر تبدیل ہو جاتے۔ ظلمت ختم ہو جاتی۔ تاریکیاں کافور ہو جاتی تھیں۔ غم، دکھ، مصائب، و آلام کا خاتمہ ہو جاتا تھا۔ حضرت فخر ملت کی ہستی پیغام محبت تھی، پیغام وفا تھی، پیغام عشق رسول تھی، پیغام الٰہی تھی اور پیغام معرفت و حقیقت تھی۔ آپ امن و سلامتی کا پیغام تھے۔ نفرتوں کے خلاف تھے۔ ساری زندگی محبتیں بانٹتے رہے۔ آپ کی محفل دراصل چاند چہروں اور متقی لوگوں کی کہکشاں ہوتی تھی۔ جدھر بھی نظر کرم اٹھاتے تھے عشق الٰہی اور عشق رسول عربی ﷺ کے چراغ روشن ہو جاتے تھے۔ حضور فخر ملت نے فیوضات محمدی ﷺ کے ان گنت دیپ روشن کیے جو رہتی دنیا تک مخلوق خدا کو ہدایت کی روشنی فراہم کرتے رہیں گے۔ آپ علم و حکمت اور خوشبوؤں و محبتوں کے نمائندہ و سفیر تھے۔ محفلوں کے دیدہ ور تھے۔ اور عقیدتوں کے شناور تھے۔

روشنیوں کا پیکر

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ جگمگاتی روشنیوں کی مانند تھی۔ آپ کا چہرہ اقدس چودھویں کے چاند کی طرح روشن و منور تھا۔ آپ کی آمد طلوع آفتاب کا منظر ہوتی تھی۔ دلی کیفیات تبدیل ہو جاتی تھیں۔ آپ کا روحانی تصرف اور نگاہ لطف و کرم گناہ گار کو متقی و پرہیزگار اور پارسا بنا دیتی تھی۔ ایک ایسا سائبان کرم و آفتاب حرم جو لعل و یاقوت سے بھی زیادہ قیمتی تھا۔ لاکھوں کروڑوں متوسلین جس کی زیارت کے لئے اشتیاق دید اور شوق فراواں کا مظاہرہ کرتے تھے۔ وہ سادگی و مروت کا پیکر کبھی کسی سائل کو مایوس نہیں لوٹاتا تھا۔ وہ عظیم شیخ طریقت، ملت اسلامیہ جو گمراہی میں ڈوبی ہوئی مخلوق خدا کے لئے محبت تھا۔ جسے دیکھ کر بہاریں بھی وجد میں آجاتی تھیں۔ ستارے جھوم جاتے تھے۔ اور خوشبوئیں بڑھ کر نور مصطفےٰ اور نوید حضرت امیر ملت کے مبارک قدموں سے لپٹ جاتی تھیں۔ ہر طرف مرحبا مرحبا کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔ انوار و تجلیات کی بارش ہوتی تھی۔ روحیں شاداب ہو جاتی تھیں۔ اور دلوں میں صل علیٰ کے نغمے

گونج اٹھتے تھے۔ حضور فخر ملت کی آمد سے آسمانوں کے رنگ زمین پر جلوہ گر ہو جاتے تھے۔ چاروں طرف خوشبوئیں بکھر جاتی تھیں۔ اور ٹھنڈک بھری خوشگوار ہوائیں چلنا شروع ہو جاتی تھیں۔

چاہتوں کا مرکز ومحور

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ چاہتوں کا مرکز ومحور تھے۔ کروڑوں دلوں کی دھڑکن تھے۔ آپ کے گرد ہر وقت ہجوم عاشقاں ہوتا تھا۔ آپکے جلسے میں ہزاروں لوگ شریک ہوتے تھے۔ آپ کے دست حق پر بیعت ہونے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ دراصل فخرِ ملت نام ہے پیکرِ محبت کا، فخر ملت نام ہے پیکرِ خلوص ووفا کا، فخر ملت نام ہے علم ودانش کا، اور فخر ملت نام ہے معرفت و حقیقت کا، یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ کہ اللہ کے کامل ولی اور برگزیدہ ہستیاں اپنے عظیم الشان کارناموں کی بدولت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لوگوں کے دلوں میں زندہ رہتی ہیں۔ اور تاریخ انہیں ہمیشہ سنہری حروف میں لکھتی ہے۔ حضور فخر ملت بلاشبہ ایک ایسے عظیم ولیِ کامل تھے جو بے مثل و بے مثال تھے۔ جو عزت وتکریم آپکو حاصل ہوئی وہ بہت کم لوگوں کے نصیب میں ہوتی ہے۔ آپ کی ہستی ٹھنڈے میٹھے پانی کے چشمے کی مانند تھی جہاں سے علوم باطنی وعلومِ ظاہری کے پیاسے اپنی پیاس بجھاتے تھے۔ اور علم ومعرفت کی دولتِ لازوال سے اپنی جھولیاں بھر کر لے جاتے تھے۔ آپ فیوضاتِ الٰہی وفیوضاتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے قاسم عطایا تھے۔ جس کو جتنا چاہتے عطا فرماتے تھے۔ سلطنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو لامحدود اختیارات حاصل تھے۔

قلبِ مطمئنہ

وہ ریحان ریاض شہہ جماعت گلاب گلستان امیر ملت
خدائے پاک کا مقبول بندہ گیا دارِ فنا سے سوئے جنت
وہ نفسِ مطمئنہ رب کی جانب اسی کے حکم سے کی اُس نے رجعت

حضور قبلہ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ قدس سرہ العزیز ایک عظیم انسان، ایک عظیم مسلمان، ایک عظیم مومن، ولیِ کامل، اور ایک عظیم شیخِ طریقت ملتِ اسلامیہ تھے۔ جو قلبِ مطمئنہ رکھتے تھے۔ وہ پروردۂ آغوشِ ولایت اور ابن العارف ربانی تھے۔ تاجدار علی پور اور نویدِ امیر ملت تھے۔ ان کے مقام عظمت وجلالت کو بیان کرنا ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے۔

کیونکہ ان کی ہستی وری الوریٰ ہے۔ اعلیٰ واولیٰ ہے۔ آپ کی ہستی مبارکہ پرسکون سمندر کی مانند تھی، اطمینان ویقین کی دولت لازوال سے مالا مال تھے۔ علم ومعرفت اور روحانیت وطریقت کا سرمدی پیغام تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت کی روح مبارکہ وہ بدرِ کامل ہے جس سے اندھیرے مٹتے ہیں۔ آپ وہ دریائے مغفرت ہیں جس سے نجات ملتی ہے۔ آپ کا جسم مطہر وہ شب قدر ہے جس سے ایمان کی دولت ملتی ہے۔ آپ کی ہستی مبارکہ رحمت کا وہ خزانہ ہے جس سے خلعت عطا ہوتی ہے۔ آپ بیتِ ماموری کی طرح ہیں جس کا فرشتے طواف کرتے ہیں۔

ایک ایسا عظیم شیخ طریقت جس کا تصور دلوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ ایسا مرشد کامل جو حوروں کا مظہر اور جنت کا باغ ہے۔ جو مرشدِ کامل جب اپنے ہونٹوں کو جنبش دیتے تھے تو مشک وعنبر کی خوشبو سے فضائیں معطر اور عطر باغ ہو جاتی تھیں۔ راہ حق کا ایسا عظیم مسافر جس کی گرد راہ کو پہنچنا بھی ناممکن ہے دنیا میں بسنے والے لاکھوں لوگوں کے لئے وہ جان سے پیارے اور پیغامِ باغ و بہاریں جن کی مثل کوئی ہے ہی نہیں جو عالی مقام اور عالی مرتبت ہیں۔ جن کا قرآنی ماہ تاریخ (سال وصال) ۴ رجولائی ۲۰۱۲ء

"اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا"

جہدِ فروغ دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر ہوئے
جس کی حیاتِ پاک کے لمحات روز و شب
خود بھی کیا کرایا بھی اہل جہاں سے
ذکر کثیر رب کریم و شہہ عرب
توصیف اس مجسمۂ خیر کی کروں
اتنا میرا مقام کمالِ سخن ہے کب

کوائف قبل از وصال

۱۰۔۱۱ مئی ۲۰۱۲ء سالانہ عرس مبارک پر خطاب دلنواز:

۱۰۔۱۱ مئی کا سالانہ عرسِ مبارک آستانہ عالیہ علی پور شریف ۲۰۱۲ء میں منعقد ہوا۔ جس کے جملہ انتظامات حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ کے زیر نگرانی بہ احسن انجام پذیر ہوئے۔ حضورِ والا نے اپنی ناسازِ طبیعت کا کسی کو احساس تک نہ ہونے دیا۔ لاکھوں لوگوں کے

لئے کھانے کے انتظامات ان کے آرام و آسائش کا خیال رکھا۔ ہر آنے والے کے مسائل کو صبر و تحمل سے سننا اور دعائے خیر فرمانا جاری رہا۔ آپ نے کسی بھی مرحلہ پر اپنے چاہنے والوں کو مایوس نہ کیا۔

۱۱ رمئی کی رات کو دربار امیر ملت کے وسیع احاطہ میں جب عرس مبارک کی تقریب سعید اپنے عروج پر تھی تو راقم الحروف نے لاکھوں عشاقانِ حضور فخر ملت کے ہمراہ بدر المشائخ، شمس الآفاق، قطب الاقطاب، حضور فخر ملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ کا فقید المثال استقبال کیا۔ آپ کی آمد کے ساتھ خوشگوار ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہو گئی۔ مرحبا مرحبا کے نعروں کی گونج میں فضیلۃ الشیخ کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے۔ ساری رات محفل حمد و نعت کا سلسلہ جاری رہا۔ حضورِ والا ہمیشہ کی طرح تبسم بہاراں فرماتے رہے۔ ثناء خوانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازتے رہے۔ آخر شب حضور فخر ملت نے حاضرین مجلس کو اپنے خطاب دلنواز سے مالا مال کیا۔ صلوٰۃ و سلام بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ قدس میں پیش کیا گیا اور آپ نے مخلوق خدا کے لئے خصوصی دعا فرمائی اور رخصت کی اجازت دی۔ آپ نے دعا کے دوران فرمایا تمام یاران طریقت جو عرسِ مبارک کے موقع پر تشریف لانے میں حضور امیر ملت محدث علی پوری کے مہمان ہوتے ہیں۔ ہم اپنی طرف سے حتی المقدور کوشش کرتے ہیں۔ دل و جان نچھاور کرتے ہیں۔ اور آپ لوگوں کی خدمت کرتے ہیں۔ پھر بھی اگر کوئی خامی یا کوتاہی رہ گئی ہو تو ہم معذرت چاہتے ہیں۔ یہ حضورِ والا کی منکسر المزاجی اور اعلیٰ ظرفی تھی۔ کہ اتنا بلند مقام ولایت ہمہ وقت مخلوق خدا کی خدمت اور پھر عاجزی کا اظہار، قربان جائیں حضور کی دلکش اداؤں پر ساری زندگی کسی کا دل نہیں دکھایا۔ خود تکلیف برداشت کی لیکن اپنے چاہنے والوں کے آرام و سکون کو مقدم جانا۔ ایسی فراخدلی، اعلیٰ ظرفی، شفقت و عنایت اور مخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ کسی شیخ طریقت میں نظر نہ آئے گا۔ جیسا کہ اس عظیم شیخ طریقت ملت اسلامیہ کی شخصیت مبارکہ کا خاصہ تھا۔

یکم جون ۲۰۱۲ء کو بھلوال سرگودھا تشریف آوری:

جانشین امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اپنے وصال کے کافی عرصہ پہلے سے شوگر اور بلڈ پریشر کے امراض میں مبتلا تھے۔ آپ باقاعدگی سے شوگر اور بلڈ پریشر کو کنٹرول میں رکھنے والی ادویات استعمال کرتے تھے۔ ڈاکٹرز حضرات بیشمار مرتبہ آپ کو مکمل آرام کرنے کا مشورہ دے چکے تھے۔ لیکن آپ مسلسل سفر و حضر اور خطبات کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے تھے۔ اپنی جان اور

صحت کی پرواہ کیئے بغیر پاکستان کے کونے کونے میں محافل میلاد، سالانہ عرس مبارک کی محفلوں میں متواتر شریک ہوتے رہے۔ بیماری کے باوجود آپ نے ملتان، لاہور، کراچی وغیرہ کا دورہ کیا۔ صبر و تحمل اور قربانی کا پیکرِ عظیم تھے۔ کہ کبھی تکلیف کے باوجود بھی اپنی بیماری کا ذکر نہیں کیا۔

یکم جون ۲۰۱۲ء کو جب حضور فخر ملت بھلوال میں اپنے ماموں جی حضرت الحاج الحافظ پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب کے سالانہ عرس مبارک کی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے تو آپ کی طبیعت ناساز تھی۔ ناسازی طبع کے باوجود محفلِ پاک میں کئی گھنٹے تشریف فرما رہے۔ بھلوال کے یارانِ طریقت نے حسب روایت حضور والا کو دعوت دی۔ بیماری کے باوجود کئی یارانِ طریقت کے ہاں آپ کی تشریف آوری ہوئی۔ خندہ پیشانی، ملنساری، ایثار، مروت و محبت آپ کی شخصیت، مقدمہ کے نمایاں اوصاف تھے۔ جن پر آپ اپنی حیاتِ مقدمہ کے آخری ایام تک کاربند رہے

۱۷ رجون کا آخری وعظ:

آستانہ عالیہ ساہو چک شریف پہ حضرت خواجہ صوفی احسان الٰہی صاحب کی دعوت پر ۱۷ رجون ۲۰۱۲ء کو دارالعلوم حفظ القرآن ساہو چک شریف کا افتتاح بھی آپ نے اپنے دست مبارک سے فرمایا اور عظمت قرآن پر خطاب دلنواز بھی فرمایا جو کہ آپ کی حیاتِ طیبہ کا آخری وعظ تھا۔ وہاں آپ نے اپنی کمزوری اور نقاہت کا احساس تک نہ ہونے دیا بلکہ جلسہ میں کرسی پر بیٹھ کر ہی لوگوں کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھتے رہے اور اپنے فیضان سے مالا مال فرماتے رہے۔

۲۷ رجون ختم پاک کی محفل

۲۷ رجون ۲۰۱۲ء کو حضور فخر ملت کی صاحبزادی آپا جی عزیزہ فاطمہ (مرحومہ) کے سالانہ ختم پاک کی محفل شیش محل میں منعقد ہوئی، سینکڑوں کی تعداد میں یارانِ طریقت نے اس روحانی محفل میں شرکت کی۔ حضور فخرِ ملت کی طبیعت اس دن کافی ناساز تھی۔ لیکن آپ نے کمال شفقت و مروت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر آنے والے سائل کو خوش آمدید کہا۔ ہر کسی کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ عصر کی نماز کے بعد حضور والا اپنے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے تو سٹیج سیکرٹری (راقم الحروف) نے حضور والا کا استقبال کیا اور اس عظیم شیخ طریقت کو خراج عقیدت پیش کیا جس پر آپ نے تبسم کا اظہار فرمایا اور ساتھ ہی حکم دیا کہ میری طبیعت آج ناساز

ہے۔ لہٰذا میں خطاب نہیں کروں گا۔ ثناء خوانِ مصطفےٰ ﷺ نے گلہائے عقیدت پیش کیے۔ حضرت مولانا محمد یعقوب رضوی صاحب نے مختصر خطاب فرمایا اور حضور والا نے دعا فرمائی۔ لوگوں کے لنگر کھانے تک کرسی پر تشریف فرما رہے۔ پھر اپنے کمرے میں چلے گئے۔

وصال شریف

۲ر جولائی ۲۰۱۲ء کو بدر المشائخ، ولیٔ نعمت، حضور قبلہ فخر ملت کی طبیعت اچانک خراب ہوئی۔ آپ کو سینہ مبارک میں شدید درد محسوس ہوا۔ حضور والا نے میڈیسن استعمال کی لیکن خواطر خواہ فائدہ نہ ہوا۔ تو آپ اپنے خدام صدام اور کاشف کے ہمراہ قلعہ احمد آباد پہنچے۔ اس دن گھر کے جملہ افراد کسی کام کے سلسلہ میں لاہور گئے تھے۔ قلعہ احمد آباد میں ڈاکٹر نے چیک کرنے کے بعد مشورہ دیا کہ دل کی تکلیف ہے کسی بڑے ہسپتال میں چیک کروائیں۔ وہاں سے آپ سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ جہاں پر آپ اسلام سینٹرل ہسپتال سیالکوٹ میں داخل ہوئے۔ خدام کو سختی سے منع کیا کہ کسی کو اطلاع نہ دیں۔ حاجی محمود اختر جماعتی بھلوال بیان کرتے ہیں کہ حضور پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی نے مجھے فون کیا اور حکم فرمایا کہ پیر سید اعجاز حسین شاہ کو بھی حضور والا کی بیماری کی اطلاع کریں۔ اور خود بھی سیالکوٹ آجائیں۔ حاجی صاحب کہتے ہیں کہ یہ اطلاع ہمیں ۳ر جولائی دوپہر کو ہوئی۔ پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب اور سید ظہیر حسین شاہ صاحب اور حاجی حسن جماعتی سیالکوٹ کے لئے اسی وقت روانہ ہو گئے۔ ہم لوگ شام سے تھوڑی دیر پہلے اسلام سینٹرل ہسپتال سیالکوٹ پہنچے۔ جب حضور فخرِ ملت کے کمرہ میں داخل ہوئے تو آپ نے ہمیں دیکھتے ہی اسی دل نواز مسکراہٹ کے ساتھ مخاطب ہوئے جو آپ کا معمول تھا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ لوگ پریشان نہ ہوں۔ مجھے تھوڑی سی تکلیف ہے۔ پھر آپ نے ہمیں کھانا کھلانے کا حکم فرمایا۔ ہسپتال میں بھی آپ کی نوازشات جاری تھیں۔ اس دن آپ کی عیادت کرنے والوں میں حضرت مولانا محمد یعقوب رضوی صاحب، حاجی غالب صاحب، اور حافظ طلعت محمود نارووال سے آئے تھے۔ جن کو آپ نے نوازشات اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کر دیا تھا۔ آپ کے گھر کے افراد جو ہسپتال میں تھے آپ نے ۳ر جولائی کی شام کو تمام لوگوں کو مطمئن کر کے گھر واپس بھیج دیا تھا۔

حاجی محمود اختر جماعتی بیان کرتے ہیں کہ حضور والا کے حکم سے سید اعجاز حسین شاہ

صاحب ظہیر شاہ صاحب، حاجی حسن اور میں علی پور شریف پہنچ گئے۔ اور حضور پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب اور صدام ہسپتال میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر رہے۔ ہسپتال میں جو بھی آپ کی عیادت کے لئے آتا آپ کمال شفقت اور بندہ نوازی کا اظہار فرماتے اٹھ کر بیٹھ جاتے۔ اور فرماتے دیکھو میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔ اور پھر عیادت کرنے والے سے اس کا حال دریافت کرتے اس کو لنگر کھلانے کا حکم فرماتے اور ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ رخصت کر دیتے۔ ایسا ساقی بندہ نواز شیخ بارکہ، ولئ نعمت جو اپنے دکھ درد بھول کر دوسروں کے دکھوں کا مداوا کرے۔ تاریخ انسانی میں کم ہی نظر آئے گا۔ ۳ اور ۴ جولائی کی درمیانی رات تقریباً بارہ بجکر پندرہ منٹ پر حضور فخر ملت اپنے جگر گوشہ صاحبزادہ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کو اپنے کمرہ میں بلایا۔ شفقت و محبت کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا اور وصیت فرمائی اور ضروری امور کے بارے میں ارشادات صادر فرمائے۔ رات ۱ بجکر ۱۵ منٹ پر حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب نے علی پور شریف فون کر کے پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب اور حاجی محمود اختر جماعتی کو ہسپتال میں بلایا۔ اور بتایا کہ حضور فخر ملت کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی ہے۔ اور آپ کو لاہور لے جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ حاجی محمود اختر جماعتی بتاتے ہیں کہ ہم چاروں سید اعجاز حسین شاہ صاحب، ظہیر حسین شاہ صاحب، حاجی حسن جماعتی، رات دو بجے ہسپتال پہنچ گئے۔ حضور فخر ملت پر بیماری کا غلبہ تھا۔ شدید تکلیف کی حالت میں تھے۔ آپ پر غنودگی طاری تھی۔ اور نبض کی رفتار کم اور زیادہ ہو رہی تھی۔ ہم نے ہسپتال کی انتظامیہ کو بتایا۔ کہ ہم فوری طور پر یہاں سے لاہور شفٹ ہونا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ایمبولینس اور ڈاکٹر کا انتظام کیا جائے۔ جو ہمارے ساتھ جائے۔ ڈاکٹر تنویر اسلام صاحب جو کہ حضور قبلہ کے چاہنے والوں میں شامل ہیں نے فوری طور پر جملہ انتظامات کر دیئے۔ رات تین بجے حضور قبلہ فخر ملت نے آنکھیں کھولیں اور پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب جو آپ کے قریب ہی کھڑے تھے کو حکم فرمایا کہ پریشان مت ہوں اور جا کر نماز پڑھیں۔

سیالکوٹ سے لاہور کے لئے روانگی:

حاجی محمود اختر جماعتی بیان کرتے ہیں کہ رات تقریباً تین بجکر پینتالیس منٹ پر ہم سیالکوٹ سے ایمبولینس میں لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔ ایمبولینس میں ایک ڈاکٹر بھی ہمراہ تھا۔ جو کہ وقتاً فوقتاً آپ کا معائنہ کر رہا تھا۔ ایمبولینس کے پیچھے دو گاڑیوں میں حضور پیر سید ظفر

حسین شاہ اور سید اعجاز حسین شاہ صاحب تشریف لا رہے تھے۔ ایمبولینس میں حضور والا کو ڈرپ لگی ہوئی تھی۔ رات چار بجے ڈرپ اتر گئی۔ ڈاکٹر نے گاڑی رکوائی اور دوبارہ ڈرپ لگائی۔ حاجی صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس وقت حضور قبلہ فخر ملت بار بار ایک ہی سوال کرتے تھے۔ کہ کیا صبح کے چار بج گئے ہیں۔ جانشین حضرت امیر ملت، تو قیرِ ملت حضور قبلہ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب زیدہ مجدہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو ہر چیز کا علم ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ان کو اپنی وفات کے وقت کے بارے میں بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ کب وہ دنیا فانی کو چھوڑ کر دارِ بقا کو روانہ ہوں گے۔ حضور فخرِ ملت نے آخری وقت میں مجھے وصیت کی اور احکامات فرمائے اور بار بار مجھ سے ایک ہی سوال کرتے تھے۔ چار بجنے میں کتنی دیر ہے۔ گویا آپ کو اپنے خالق حقیقی سے ملنے کا بے چینی سے انتظار تھا۔ اور حضور قبلہ عالم حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب اور حضور سرور کائنات ﷺ سے ملاقات کرنے کا اشتیاق تھا۔ وقت کے متعلق آپ نے کئی دفعہ پوچھا۔ پھر آپ فرمانے لگے مجھے علی پور شریف لے چلو۔ مجھے ظفر پیر صاحب کے کمرے میں لے جاؤ۔ اس کا کمرہ بہت ٹھنڈا ہے۔ تقریباً چار بج کر پندرہ منٹس کے قریب پسرور ڈسکہ روڈ پر لاہور جاتے ہوئے ایمبولینس میں آپ کی روح مبارکہ ملاءِ اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔ ڈاکٹر نے گاڑی رکوائی اور بتایا کہ حضور والا کی سانس آنا بند ہو گئی ہے۔ اور پھر اس نے گاڑی سے اتر کر ڈاکٹر تنویر الاسلام صاحب کو فون کیا اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ حاجی محمود اختر جماعتی بیان کرتے ہیں کہ میں ایمبولینس میں حضور والا کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ جب ڈاکٹر آپ کے وصال کی تصدیق کر رہا تھا۔ تو ڈرپ چل رہی تھی۔ میں نے ڈاکٹر کی توجہ اس جانب مبذول کروائی تو اس نے دوبارہ آپ کا معائنہ کیا۔ اور بتایا کہ حضور وصال فرما گئے ہیں۔

نشانِ مردِ حق:

صبح کی اذانیں ہو رہی تھیں۔ چہار سو اطراف و اکناف میں اللہ اکبر کی صدائیں گونج رہی تھیں۔ عالم اسلام کے عظیم شیخ طریقت، ولیٔ نعمت، بدر المشائخ حضور قبلہ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ القاری مفتی پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے چہرہ مبارک پر تبسم بہاراں تھا۔ چہرہ نورانی سے نور کی کرنیں آسمان کی جانب بلند ہو رہی تھیں۔ نورانی فرشتے آپ کے استقبال کے لئے صف باندھے کھڑے تھے۔ جیسے وہ اس عظیم شہزادہ رسالت مآب کو سلامی

دے رہے ہوں۔ مدینہ منورہ سے تر بتر ٹھنڈی ہوائیں اور نور کی کرنیں اس پیکر نوری کو اپنی آغوشِ رحمت میں لے رہی تھیں۔ ہر طرف یہ صدائیں گونج رہی تھیں مرحبا سیدی، مرحبا کی مدنی، مرحبا فضیلۃ الشیخ، مرحبا بدر المشائخ، مرحبا شمس الآفاق، بہارو وجد میں آ جاؤ ستارو جھوم جاؤ، خوشبوؤں بڑھ کر اس عظیم شیخ طریقت کے قدموں سے لپٹ جاؤ کہ یہی تاجدار ولایت ہے۔ یہی رنگ و نور کا پیکر ہے۔ یہی آفتاب حرم ہیں۔ یہی حسن کائنات ہیں۔ اور یہی پیکر انوار و تجلیات ہیں۔

سفر آخرت آپ کی پیشانی مبارک پر یہ جملہ ہویدا تھا۔

هٰذَا حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِ اللّٰہِ ط

ترجمہ:۔ ”یہ اللہ کا دوست ہے اللہ کی محبت میں دنیا سے رخصت ہوا“۔

حضرت علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ

نشان مرد حق دیگر چہ گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

”مرد حق کی نشانی یہ ہے کہ جب موت آتی ہے تو اس کے لبوں پر تبسم ہوتا ہے“

۱۳ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ بمطابق ۴ جولائی ۲۰۱۲ء کی صبح دنیا مرد کامل شیخ المشائخ، بدر المشائخ، شمس الآفاق، قطب الاقطاب، سلطان الاولیاء، ولئ نعمت، شہزادہ سرور دو عالم العارف ابن العارف ربانی، سراپا رحمت و برکت، ولئ کامل، جانشین حضور قبلہ عالم جگر گوشہ جو ہر ملت حضرت الحاج الحافظ القاری حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم برکتوں رحمتوں روشنیوں محبتوں والی ہستی مبارکہ سے بچھڑ گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ○

حزن وملال

شیخ العصر، ولئ نعمت حضور قبلہ فخر ملت کے وصال کی خبر آپ کے متعلقین، متوسلین اور مریدین کے لئے حزن وملال اور رنج و علم کا باعث تھی۔ وہ خانوادہ رسول عربی کا لعلِ شب چراغ تھے۔ جو اساطیر الاولی کی تصویر تھے۔ آپ کا وجود مسعود صداقتِ اسلام کی روشن دلیل تھا۔ اور آپ قرونِ اولی کی دینی حمیت کا مجسمہ نور تھے۔ بلاشبہ آپ کا وجود آئینہ رحمت و برکت تھا۔ سخاوت کی آبشار اور دلوں پر حکمران تھے۔ ۴ جولائی ۲۰۱۲ء کی صبح طلوع ہونے والے سورج کی

کرنیں وہ روح فرسا پیغام لائیں جس سے چہار سو تاریکیاں پھیل گئیں۔ نبض حیات ڈوبنے لگی۔ کائنات سسکیاں لے رہی تھی، کائنات کا ذرہ ذرہ مصروف آہ وفغاں تھا۔ کھلی کلیاں مرجھا گئیں۔ اور مسکراہٹیں دم توڑ گئیں۔ ہاتف جرس سنائی دی۔ دنیا کے کونے کونے میں بین الاقوامی الیکٹرونک میڈیا نے، انٹرنیٹ، جیو، اے۔آر۔وائے اور پاکستان کے قومی خبرنامہ چینلوں نے بریکنگ نیوز نشر کیں کہ عالم اسلام کے عظیم شیخ طریقت جانشین قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ عظمتوں و صداقتوں کے پیکر سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب دنیا فانی سے پردہ فرما گئے ہیں۔ یا اللہ یہ خبر تھی یا بجلی کی کڑک کی کائنات کی نبض تھم گئی دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے، عشاقانِ فخر ملت حزن وملال کی تصویر بن گئے۔ ان کے دل و دماغ میں تاریکی اور سناٹا چھا گیا۔ اس تاریکی وسناٹے میں ایک ہی صدائے احتجاج بلند ہو رہی تھی۔ ''نہیں ایسا نہیں ہو سکتا''

حضور قبلہ فخر ملت کا جسد نوری علی پور سیداں شریف میں پہنچا تو ہر طرف اُداسی چھا گئی وہ نہایت کٹھن صبر آزما اور دل دہلا دینے والا منظر تھا۔ ہر طرف حبس اور گھٹن تھی۔ وہ عظیم پیکر رحمت و برکت آج دنیا سے رخصت ہو رہا تھا۔ جو امر بالمعروف کی آواز تھا۔ جو مظہر حق وصداقت تھا۔ جو سچے دلوں کا فاتح تھا۔ جو فقر اسلام کی دلیل محکم تھا۔ جو خدا کی سرزمین پر نور کا پیکر تھا۔ جو سائبان کرم تھا۔ جس کا وجود عطیہ ربانی تھا۔ جو جود وسخا کا چشمہ صافی تھا۔ جو نفرتوں کے بے آب وگیاہ صحرا میں محبتوں اور خوشبوؤں کا سفیر تھا۔ جس کی زیارت زیارت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی جس کا نور نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا، جو علم وحکمت کا کوہ ہمالیہ تھا، جو خوشبوؤں بھرے سفینہ جزیرے کی مانند تھا۔ جو ابن العارف ربانی تھا۔ جو ولایت کا نیّر اعظم تھا۔ جو سلسلہ نقشبندیہ کا ماہ منیر تھا۔ جو جان علی پور و شان علی پور تھا۔ نور دیدہ وجگر گوشہ جو ہر ملت تھا۔ جو تصویر امیر ملت ونوید امیر ملت تھا۔ جس کی نورانی وروحانی اور علمی شخصیت کا تصور ہی قلوب واذہان کے لئے اطمینان وسکون کا باعث تھا۔

نمازِ جنازہ اور آخری دیدار:

۳ر جولائی ۲۰۱۲ء کی صبح دنیا کے کونے کونے سے اپنے عظیم شیخ طریقت کی نماز جنازہ میں شریک ہونے کے لئے حضور پرنور کا آخری دیدار کرنے کے لئے اور آپ کی عظمتوں برکتوں والی ہستی کو الوداعی سلام کرنے کے لئے مریدین ومتوسلین کے قافلے علی پور شریف پہنچنا شروع

ہو گئے تھے۔آپ کی نماز جنازہ کا وقت سہ پہر چار بجے مقرر کیا گیا تھا۔آج ہر سوار اور ہر سواری کی منزل علی پور سیداں ہی تھی۔یارانِ طریقت کے کاروان کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے آہوں اور سسکیوں کے ساتھ آپ کا آخری دیدار کرنے کے لئے علی پور شریف جمع ہو رہے تھے۔حضور قبلہ فخر ملت کو غسل شریف دینے والوں میں خوش نصیب محترم پیر سید عرفان امیر شاہ بخاری روا تڑہ شریف بھی شامل تھے۔جو بیان کرتے ہیں کہ حضور قبلہ فخر ملت کا جسم مبارک اس قدر تر و تازہ تھا جیسا کسی زندہ انسان کا ہوتا ہے۔اور آپ کے چہرہ اقدس سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔اور آپ کے جسمِ معطر سے خوشبوئیں آ رہی تھیں۔جو اس بات کی واضح دلیل تھیں کہ اللہ کے کامل ولی مرتے نہیں۔بلکہ شہید کا درجہ و مقام حاصل کرتے ہیں۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ آخِرِ○

ترجمہ:''اولیا اللہ مرتے نہیں بلکہ دار بقاء کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں''۔

۴ر جولائی ۲۰۱۲ء کی دوپہر تک علی پور شریف کے اطراف و اکناف میں گاڑیاں ہی گاڑیاں تھیں۔شیش محل کا اندرونی صحن سامنے والا میدان، مسجد نور اور دربار شریف کا وسیع احاطہ لوگوں سے بھر چکا تھا۔جوں جوں نماز جنازہ کا وقت قریب آتا جا رہا تھا لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔حضور قبلہ فخر ملت کے چاہنے والے جن کی تعداد لاکھوں میں تھی آج بڑے بے چین، بے تاب اور پر ملال تھے۔غم و الم کا ایک ایک پل صدیوں پر محیط تھا۔غسل شریف کے بعد حضور والا کے جسدِ نوری کو آخری دیدار کے لئے شیش محل کے صحن میں رکھ دیا گیا۔اور عشاقانِ فخر ملت کو اپنے شیخ طریقت کو آخری بار ملنے اور زیارت کرنے کی اجازت دی گئی۔لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ بالآخر شیش محل کا گیٹ بند کر دیا گیا۔اور پولیس کی بھاری نفری گیٹ پر تعینات کر دی گئی۔گیٹ کی کھڑکی سے قطار میں داخلے کی اجازت دی گئی کئی گھنٹے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔لیکن ہر گزرتے پل کے ساتھ دیدار کرنے والوں کی تعداد بڑھتی ہی گئی۔بالآخر جنازہ کی چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دیئے گئے۔تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جنازہ کو کندھا دے سکیں۔حضور والا کے جسدِ نوری کو کلمہ طیبہ اور درود و سلام کی گونج میں جنازہ پڑھنے کے لئے کھلے میدان میں لایا گیا۔تا حدِ نگاہ سروں کے قافلے اور لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔جیسے ہی جنازہ کی چارپائی اٹھائی گئی ایک بہت بڑا اندھیر طوفان جانب شمال سے نمودار ہوا لوگوں کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ یہ طوفان ہمیں اڑا کر لے جائے گا۔آپ کا جسدِ نوری جنازہ گاہ میں پہنچنے کی دیر تھی کہ یہ اندھیر

طوفان کچھ جانب مشرق اور کچھ جانب مغرب چلا گیا اور درمیان سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں۔ اگرچہ سارا دن شدید گرمی اور حبس تھی۔ لیکن موسم خوشگوار ہو گیا۔ یہ حضور فخر ملت کی کرامت تھی کہ آپ جہاں بھی جاتے تھے۔ موسم خوشگوار ہو جاتا تھا۔ اور ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہو جاتی تھیں۔ اور آپ کے جنازے کے موقع پر بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔ جنازہ کی چارپائی پر ابابیل کے جھرمٹ نے اڑنا شروع کر دیا اور ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی۔

حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی کی دستار بندی

حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کی وصیت کے عین مطابق آپ کی نماز جنازہ پڑھنے سے قبل آپ کے اکلوتے لختِ جگر حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب کی دستار بندی کی گئی۔ خاندانِ امیر ملت محدث علی پوری کے عظیم روحانی بزرگ خلیفہ فخر ملت محترم المقام فخر السادات حضرت الحاج پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے حضرت آپا جی صوفیا دامت برکاتہم عالیہ کے حکم سے حضور قبلہ عالم امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی دستار حضور ظفر الملت کے سر پر باندھی اور آپکو جانشین امیر ملت و جانشین فخر ملت اور سجادہ نشین دربار حضرت امیر ملت آستانہ عالیہ علی پور شریف مقرر فرمایا چونکہ ولی نعمت بدر المشائخ عالم اسلام کے عظیم سکالر حضور قبلہ فخر ملت کی نماز جنازہ پڑھانے کی اہلیت اور جرأت کسی میں نہ تھی۔ لہٰذا جانشین حضرت امیر ملت محدث علی پوری مقرر ہونے کے بعد حضور ظفر الملت توقیر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب زیدہ مجدہ نے حضور والا کی نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ کی براہِ راست نشریات پنجاب ٹی۔ وی نے ٹیلی کاسٹ کی۔ رات ۹ بجے کے خبرنامہ میں پاکستان کے تمام نمایاں نیوز چینلز نے عالم اسلام کے اس عظیم سکالر و داعی کو خوبصورت الفاظ کے ساتھ خراج تحسین پیش کیا۔ اور خدمت اسلام کے لئے آپ کی کوششوں کو سراہا۔ ملک بھر سے پیرانِ عظام اور سجادہ نشین حضرات نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ نامور علماءِ کرام اور سیاسی و سماجی شخصیات نے جنازہ میں شرکت کی۔ تاحدِ نگاہ عاشقانِ فخر ملت کا ہجوم تھا۔ میڈیا کے نمائندگان کے مطابق تقریباً دو لاکھ سے زائد افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ سیالکوٹ نارووال کی تاریخ میں کبھی کسی بڑی سے بڑی ہستی کا نماز جنازہ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں نے نہیں پڑھا جتنے افراد حضور فخر ملت کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ سابق ڈپٹی کمشنر

لاہور اور خلیفہ فخرِ ملت جناب محترم چوہدری غلام حسین صاحب کے مطابق انہوں نے اپنی پوری زندگی کبھی کسی بڑی سے بڑی ہستی کے جنازہ میں لوگوں کا اتنا بڑا اجتماع نہیں دیکھا۔ جتنا بڑا اجتماع حضور فخرِ ملت کے جنازہ کے موقع پر تھا۔ نمازِ جنازہ سے قبل کئی گھنٹے لوگوں کی صفیں درست کرنے پر صرف ہوئے۔ اس موقع پر حضور فخرِ ملت کے منظورِ نظر خطیب جامع مسجد شاہ جماعت نارووال حضرت علامہ مولانا محمد یعقوب رضوی صاحب نے مختصر خطاب فرمایا اور لوگوں کو صبر و تحمل کی تلقین دی۔ ہزاروں مریدین شدتِ غم سے نڈھال تھے۔ انتہائی رقت آمیز مناظر تھے لاکھوں افراد آنسو بہا رہے تھے۔ اس روز شدید گرمی تھی لیکن جب پیر صاحب کی نمازِ جنازہ کا وقت ہوا تو اچانک بادل منڈلانے لگے اور ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں۔ اس موقع پر رضوی صاحب نے لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول کرواتے ہوئے پڑھا۔

آئیاں ٹھنڈیاں ہواواں مدینے دیاں
یاد آئیاں فضاواں مدینے دیاں
تینوں لین گے او کدی نہ کدی
منگدا رو توں دعاواں مدینے دیاں

ماہ علی پوری کی تدفین:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ○ ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ؕ (سورۃ شوریٰ ۲۲۔۲۳)

ترجمہ: ”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے۔ ان کے لئے ان کے پروردگار کے یہاں وہ سب کچھ ہے جس کی وہ خواہش کریں گے۔ یہ بڑے فضل و بزرگی کی بات ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس کی اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو خوشخبری دیتا ہے۔ جنہوں نے ایمان لا کر نیک کام کیے۔ کہہ دیجئے! میں تم سے اس چیز کا کوئی اجر نہیں مانگتا۔ بجز اہلِ قرابت کی دوستی کے“

حضور قبلہ فخرِ ملت نے ۴ رجولائی ۲۰۱۲ء بمطابق ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۳۳ ہجری کی صبح ۴ بجکر ۱۵ منٹس پر وصال فرمایا۔ اسی روز تقریباً شام ۶ بجے آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور اسی

روز مغرب کی نماز کے بعد حضور والا کی تدفین عمل میں لائی گئی۔

زیارت کرنے والی مخلوقِ خدا کی تعداد لاکھوں میں تھی۔ یہ ممکن نہ تھا کہ تمام لوگ حضور والا کی زیارت کر پاتے۔ جب لوگ دربار شریف حضرت امیر ملت کے احاطہ میں آپ کا آخری دیدار کر رہے تھے تو بے شمار لوگوں نے روایت کیا کہ حضور والا کے چہرہ اقدس پر زندہ جاوید مسکراہٹ اور تبسم بہاراں تھا۔ اور آپ کے چہرہ مبارک پر پسینہ تھا جو خشک نہیں ہو رہا تھا۔ یہ اس امر کی واضح دلیل تھی کہ آپ اللہ کے محبوب ولیٔ کامل ہیں اور شہادت عظمیٰ سے سرفراز ہوئے ہیں۔
حضور فخر ملت کے اکلوتے لختِ جگر، جانشین امیر ملت و جانشین فخر ملت، توقیرِ ملت، ظفر الملت، حضور پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب کے حکم سے حضور امیر ملت محدث علی پوری کے مزار شریف کے اندر حضرت سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب کے پہلو میں حضور والا کا مرقدِ منور تیار کیا گیا تھا۔ لکڑی کے تابوت میں حضور والا کے جسدِ نوری کو درود و سلام کے ورد کی گونج میں اتارا گیا۔ جس وقت آپ کے جسم اطہر و منور کو قبر شریف میں اتارا جا رہا تھا۔ مزار شریف کے اندر عنبر و کستوری کی خوشبوئیں بکھر رہی تھیں۔ اور آپ کے مرقد منور سے نور کی شعائیں نکل کر چاروں طرف پھیل رہی تھیں۔ جو اس بات کی واضح دلیل تھیں کہ یہ کوئی عام ہستی نہیں بلکہ نورِ حسینؓ و نورِ فاطمۃ الزہرؓا ہے۔ نورِ مصطفےٰ ﷺ اور محبوبِ خدا ہے۔ اور جگر گوشہ حضرت امیر ملت محدث علی پوری ہے۔ حضور فخر ملت کی وصیت کے مطابق آپ کے سینہ مبارک پر کچھ تبرکات رکھے گئے۔ جن میں گنبدِ خضریٰ سے اترنے والے روغن شریف کے ٹکڑے، روضہ رسول کے اندر استعمال ہونے والے جھاڑو کے تنکے اور غلافِ کعبہ کا ایک ٹکڑا شامل تھا۔ اور حضور سرور دو عالم ﷺ کے موئے مبارک تھے۔ اس طرح عشاقانِ فخر ملت نے افسردہ چہروں تڑپتے اداس دلوں اور بہتی آنکھوں کے ساتھ اپنے محبوب عظیم شیخ طریقت کی تدفین کی۔

ٹپک پڑتے ہیں آنسو جب تمہاری یاد آتی ہے
یہ وہ برسات ہے جس کا کوئی موسم نہیں ہوتا

اس طرح یہ مردِ درویش، مرشد کامل اور عالم بے بدل اپنی زندگی کی روشن راہیں چھوڑ کر اور خود حیاتِ نو سے متعارف ہو کر اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ مولا کریم آپ کی قبر مبارک پر لاکھوں، کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے۔ اور آپ کے فیوضات عالیہ مخلوق خدا کے لئے صراط مستقیم پر کاربند رہنے کا باعث بنتے رہیں۔ ملاءِ اعلیٰ سے نوری مخلوق ہر روز آپ کے مرقدِ پُر انوار

پر جوق در جوق اترتی ہے۔اور صلِ علیٰ کے حسین نغمے الاپتی ہے۔ حسن محمود جماعتی نے کتنے دلکش پیرائے میں منظر کشی کی ہے۔

تن میں دیکھا من میں سوچا ذات افضل شاہ جی
خلوت بیٹھوں جلوت بیٹھوں ذات تمہاری افضل شاہ جی
لب جو کھولا کچھ جو بولا ذکر نبی کا پایا ہے
اللہ اللہ ذکر نبی سوغات تمہاری افضل شاہ جی
آنکھیں موندھ کے یار سے ملنے شان سے نکلے کوچے سے
وقتِ رخصت دیکھی تھی بارات تمہاری افضل شاہ جی
تم ہو سوہنڑے تم من سوہنڑے چاند سا مکھڑا عنبر خوشبو
واللہ و سبحان اللہ کیا بات تمہاری افضل شاہ جی
تم کو دیکھا تم کو مانا جو کچھ جانا تم کو جانا
اپنی بس پہچان جہاں میں ذات تمہاری افضل شاہ جی

ختم قل شریف

۶ رجولائی ۲۰۱۲ء بروز جمعۃ المبارک علی الصبح دربار شریف حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے وسیع وعریض صحن میں حضور قبلہ فخر ملت کی روح مبارکہ اور آپ کی بلندی درجات کے لئے قل شریف کی محفل منعقد ہوئی۔ ہزاروں کی تعداد میں مخلوقِ خدا اس رحمتوں بھری محفل میں شریک ہوئے۔دربار شریف کا وسیع وعریض صحن اور مسجد نور لوگوں سے بھر چکی تھی۔ ملک پاکستان کے کونے کونے سے جید علماء کرام، پیرانِ عظام اور سیاسی وسماجی شخصیات کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ثناء خوانِ مصطفےٰ اور قراء حضرات کی بڑی تعداد بھی اس نورانی محفل میں شریک ہوئی تھی۔صبح سے لے کر دوپہر تک قل خوانی فاتحہ شریف اور درود وسلام پڑھنے کا سلسلہ جاری رہا۔ تلاوت کلام پاک سے تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ پھر ثناء خوانِ مصطفےٰ ﷺ نے حضور سرورِ دو عالم ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر گلہائے عقیدت پیش کئے۔علمائے کرام نے تقاریر کیں اور آخر میں ختم شریف پڑھا گیا۔اور دعا ہوئی۔ حضور قبلہ ظفر الملت حضرت حافظ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے مہمانوں کے لئے کھانے کا وسیع انتظام کیا تھا۔

شیش محل میں مخلوق خدا جن کی تعداد ہزاروں میں تھی کو کھانا کھلایا گیا۔ قل شریف کے ختم کے بعد سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف حضور قبلہ ظفر الملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی شیش محل میں تشریف فرما ہوئے۔ اور مخلوقِ خدا آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر تعزیت اور فاتحہ خوانی کرتی رہی۔

تعزیت اور فاتحہ خوانی کرنے والوں میں ملک بھر سے نامور علماء کرام سیاست دان وزراء پیران عظام، وکلاء، ڈاکٹرز، سماجی شخصیات، الغرض ہر طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ایک بڑی تعداد تھی۔ جس کی تفصیلات آپ آگے چل کر تاثرات کے باب میں پڑھیں گے۔ فی الوقت چند نامور حضرات گرامی قدر کا ذکر کروں گا۔

۱۔ پیر طریقت رہبر شریعت جگر گوشہ ضیاء الامت حضرت پیر امین الحسنات شاہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین بھیرہ شریف وفاقی وزیر مملکت مذہبی امور پاکستان

جگر گوشہ ضیاء الامت جسٹس پیر کرم شاہ الازہری محترم المقام پیرِ طریقت، رہبر شریعت حضرت پیر امین الحسنات شاہ صاحب مدظلہ العالی تعزیت اور فاتحہ خوانی کے لئے علی پور شریفِ میں تشریف آوری ہوئی۔ حضور قبلہ فخر ملت کی بلندی درجات کے لئے دعا مانگی اور حضور ظفر الملت کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازا اور اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ پیر امین الحسنات شاہ صاحب نے حضور فخرِ ملت کی ہستی مبارکہ کو شاندار انداز میں خراج عقیدت پیش کیا۔ اور جناب پیر فاروق بہاؤ الحق صاحب نے ڈائری میں تعزیت کے تاثرات تحریر کیے۔

۲۔ حضرت علامہ صاحبزادہ فضل کریم صاحب مرکزی صدر جماعت اہل سنت پاکستان

مرکزی صدر جماعت اہلسنت پاکستان جناب محترم المقام حضرت علامہ صاحبزادہ فضل کریم صاحب آستانہ عالیہ علی پور شریف میں حاضر ہوئے۔ حضور قبلہ فخرِ ملت کے مزارِ پُر انوار پر فاتحہ خوانی کی اور حضور قبلہ ظفر الملت کے ساتھ تعزیت کی۔ صاحبزادہ فضل کریم صاحب نے حضور قبلہ فخر ملت کی نوازشات کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کی ہستی مبارکہ اہل سنت پاکستان کے لئے بالعموم اور عالمِ اسلام کیلئے بالخصوص ایک قیمتی اُثاثہ اور سرمایہ تھی۔ آپ کی رحلت سے اُمتِ مسلمہ کو ناقابل تلافی نقصان اُٹھانا پڑا ہے۔ آپ نے حضور والا کی ذات کو خراجِ عقیدت پیش کیا اور لواحقین کو صبرِ جمیل کی تاکید کی۔

حضور قبلہ فخرِ ملت کی ہستی مبارکہ کے ایصالِ ثواب کیلئے ہر جمعرات بعد نمازِ عصر قرآن خوانی اور درود وسلام کی محافل منعقد ہوتی رہی جن میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے۔ شیش محل مخلوقِ خدا سے بھر جاتا۔ حضور ظفرِ ملت ہر جمعرات کو مہمانوں کیلئے کھانے کا انتظام کرواتے۔ یہ سلسلہ چہلم شریف تک جاری رہا۔ ہزاروں قرآنِ پاک کا ثواب اور کروڑوں درود شریف کا ثواب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ کی ہستی مبارکہ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

چہلم تک لاکھوں کی تعداد میں مخلوقِ خدا اظہارِ تعزیت اور مزارِ پُر انوار پر حاضری کے لئے علی پور شریف حاضر ہوئی۔ ہر روز سینکڑوں، ہزاروں لوگ آتے اور فاتحہ خوانی کرتے اور اپنے عظیم شیخ طریقت کو خراجِ عقیدت پیش کرتے۔

ختم چہلم شریف

حضور قبلہ فخرِ ملت رحمۃ اللہ علیہ کا چہلم شریف ۸/اگست ۲۰۱۲ء کو آستانہ عالیہ علی پور شریف میں منعقد ہوا۔ چہلم شریف کی تقریب کے لئے دربار شریف حضور قبلہ عالم حضرت پیر سید جماعت علی شاہ کے احاطہ میں خصوصی انتظامات کئے گئے۔ چونکہ شدید گرمی کا موسم تھا اور رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ لہٰذا حضور قبلہ ظفر الملت نے دربار شریف میں شامیانے لگوائے تھے۔ اور بجلی کے پنکھوں کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ تاکہ مخلوقِ خدا کو کسی قسم کی تکلیف نہ اٹھانا پڑے۔ چہلم شریف کی تقریب بعد نماز ظہر شروع ہوئی۔ لاکھوں کی تعداد میں یارانِ طریقت ملک کے کونے کونے سے تشریف لائے۔ مسجدِ نور اور دربار شریف لوگوں سے بھر چکا تھا۔ عشاقانِ فخرِ ملت کے قافلے اپنے ولئ کامل کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے صبح سے ہی آنا شروع ہو گئے تھے۔ دوپہر تک جلسہ گاہ میں تل دھرنے کی جگہ تک نہ تھی۔ ہر طرف چاند چہروں اور سورج پیشانیوں کی کہکشاں دکھائی دیتی تھی۔ ثناء خوانِ مصطفےٰ اور قراء حضرات کی بڑی تعداد نے چہلم شریف کی محفل میں شرکت کی۔ ملک پاکستان کے نامور جید علمائے کرام نے اپنی تقاریر میں وحید العصر شیخ طریقت غوثِ زماں مجددِ دوراں حضور قبلہ فخرِ ملت کی دینی وملی اور اسلامی خدمات کو سراہا۔ چورا شریف کے صاحبزادگان نے خصوصی طور پر چہلم شریف کی بابرکت محفل میں شرکت کی۔ عصر کی نماز جلسہ گاہ میں ادا کی گئی۔ محفل کے اختتام پر ختم شریف پڑھا گیا۔ اور حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

صلوٰۃ والسلام پیش کیا گیا۔ اور دعا کی گئی۔ چونکہ رمضان شریف کے ایام تھے۔ لاکھوں کی تعداد میں یارانِ طریقت اس بابرکت اور مقدس مہینہ میں روزے کی حالت میں چہلم شریف کی اس محفل میں شریک تھے۔ سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف جانشین فخرِ ملت حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے افطاری ولنگر کے لئے خصوصی انتظامات کروائے تھے۔ شیش محل اور سامنے والے گراؤنڈ میں شامیانے لگائے گئے تھے۔ جگہ جگہ میٹھے پانی اور دودھ کی سبیلیں لگائی گئی تھیں۔ لوگوں کو دسترخوان پر بیٹھا کر باعزت طریقے سے روزہ افطار کروایا گیا اور لنگر کھلایا گیا تھا۔ راقم الحروف نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لاکھوں مخلوقِ خدا کا اجتماع اور کمال نظم وضبط اور یاران طریقت کے لئے لنگر کا وافر انتظام بلاشبہ یہ فیضان امیر ملت تھا۔ اور حضور ظفر الملت کی کرامت تھی۔ کہ ایک ہی وقت میں اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کے لئے انتظامات بااحسن انجام پائے۔ حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ کے وصال کے بعد جس صبر و تحمل کا مظاہرہ حضرت پیر سید ظفر حسین شاہ نے کیا اور جس احسن انتظام کا مظاہرہ چہلم شریف کے موقع پر کیا۔ اس کی مثال دینا محال ہے۔ حضرت فخر ملت کے مریدین یقیناً ظفر الملت کو فخرِ ملت سمجھتے ہیں۔ آپ کا بے حد احترام کرتے ہیں اور آپ کو دل و جان سے عزیز سمجھتے ہیں۔ حضرت ظفر الملت نے اپنی سجادہ نشینی کے بعد اب باقاعدہ طور پر مخلوق خدا کی بیعت لینے اور رہنمائی کرنے کا فریضہ انجام دینا شروع کر دیا ہے۔ خدا آپکو لمبی عمر عطا فرمائے (آمین)

قطعات تاریخِ وصال

رفتید و لے نہ از دل ما

حضرت پیر سید افضل حسین شاہ سجادہ نشین امیر ملت دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ
علی پور سیداں شریف تاریخ وصال ۲ر جولائی ۲۰۱۲ء بمطابق ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ

از: سردار محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری حسن ابدال

سجادہ نشین کا دورانیہ: ۳۲ سال یہ الفاظ بحساب ابجد "طیب ھو"

قرآنی مادہ تاریخ (سال وصال) اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

فضیلت یاب اجمل طیبہ: ۱۴۳۳ھ شمع بام شریعت: ۱۴۳۳ھ

عظمت فقر حیدر: ۲۰۱۲ء تذکرہ حق: ۱۴۳۳ھ

"نبراسِ عرفانِ طریقت" ۱۴۳۳ھ "تذکارِ رسالت" ۲۰۱۲ء

"شاہراہ ملک عظمت" ۲۰۱۲ء

قطعہ تاریخ بحساب ہجری ۱

وہ خاندان سید الکونین ﷺ کا سپوت
اس کا نسب عظیم بلند و بہیں حسب
ساعی تھا بہر عظمت اسلام عمر بھر
ملتے نہیں کسی کو کمالات بے سبب
جہدِ فروغ دین نبی ﷺ میں بسر ہوئے
اس کی حیات پاک کے لحات روز و شب
خود بھی کیا کرایا بھی اہل جہان سے
ذکر کثیر رب کریم و شہ عرب
توصیف اس مجسمہ خیر کی کروں
اتنا مرا مقام کمال سخن ہے کب
مجھ کو معاً عطا ہوئی اس کے وصال کی

چاہی سروش غیب سے تاریخ میں نے جب
تاریخ اس خدا کے ولی کے وصال کی
طارق کہی ہے میں نے "فضیلت علو ادب"

۱۴۳۳ ہجری

وہ ریحان ریاض شبہ جماعت
گلاب گلستان امیر ملت
خصوصی اس کو قدرت نے نوازا
سجایا اس کے سر پر تاج عظمت
کیا اس کے لئے مختص ازل میں
لباسِ شرف و ملبوس فضیلت
عیاں اس کے رُخِ پُر نور سے تھا
شکوہِ فقر و جلالِ طریقت
رہا کوشاں فروغ حق کی خاطر
رکھی قائم بزرگوں کی روایت
اصولوں پر چلا اسلاف کے وہ
سنبھالی خوب آبائی وراثت
حسیں نقش کمالات نیاگاں
خدا والوں کا عکسِ شان و شوکت
خدائے پاک کا مقبول بندہ
گیا دارِ فنا سے سوئے جنت
وہ نفسِ مطمئنہ رب کی جانب
اسی کے حکم سے کی اس نے رجعت
مرید حد درجہ ہیں محزون و مغموم
ملول و غم زدہ ہیں اہل نسبت

منور اس کا مرقد ہو خدایا
الٰہی پُر مہک ہو اس کی تربت
ہے تاریخ وصال اس مرد حق کی
بحمد اللہ "محلوّ و افضلیت"

۱۴۳۳ھ

از: صاحبزادہ پیر محمد فیض الامین فاروقی سیالوی ایم۔اے گجرات

"صدیق جہاں صاحبزادہ پیر سید افضل حسین شاہ"

۲۰۱۲ء

"مرکزِ انوار علی پور شریف"

۱۴۳۳ھ

مرحبا پیر افضل سعادت نشاں — زبدۂ کاملاں افتخار زماں
وہ فرشتہ تھے اِک شکلِ انسان میں — صاحبِ اِتقا تھے وہ شیریں دہاں
گلشنِ شہ جماعت کا دِلکش وہ پھول — ابرِ جود و کرم بحرِ فیضِ رواں
تیرہ شعبان کی تھی وہ شنبہ چہار — بن گئے جا کے وہ زیبِ خُلدِ جناں
جس کا دیدار تھا وجہ تسکینِ دل — چھپ گیا چہرۂ پُر نور وہ نا گہاں
اُن کی مرقد ہمیشہ فروزاں رہے — پائیں جنت میں وہ قُربِ شاہِ شہاں
سالِ رحلت کہو اُن کی فیض الامین — "مجلی دیئے پیر افضل صدیق جہاں"

۱۴۳۳ھ

از: علامہ صاحبزادہ پیر عرفان الٰہی قادری ساہو چک شریف ضلع سیالکوٹ

"مولانا الحاج پیر سید افضل حسین نقشبندی"

۲۰۱۲ء

وا دریغا پیر افضل بھی ہوئے ہم سے جدا
ہو گیا پیدا جہانِ علم و دانش میں خلا
تھے وہ مردِ پاک باطن خوب سیرت ذی وفا
اُن کی رگ رگ میں رچی تھی اُلفتِ خیر الوریٰ
اِک صفِ ماتم بچھی ہے عالمِ اسلام میں
ہو گئے ہیں طالبانِ راہِ حق بے دست و پا
اُن کی مرقد پر رہے بارانِ رحمت کا نزول
باغِ جنت میں اُنھیں حاصل ہو قُربِ کبریا
اُن کا عرفانِ الٰہی قادری نے سالِ وصل
" پیر افضل نقشبندی مردِ صالح " کہہ دیا

۲۰۱۲ء

شمس الآفاق، قطب الاقطاب، سلطان الاولیاء، واقف اسرار حقیقت، زبدۃ الکاملین، عمدۃ العارفین، شہزادۂ رسول عربی ﷺ، جگر گوشہ حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ، آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب، حضور قبلہ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ القاری پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت پر پیغامات تعزیت

تصور میں اترتا ہوں تو سوچیں مہک اٹھتی ہیں
جمال یار کا گلشن بڑا شاداب دکھتا ہے

ماہنامہ رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم گوجرانوالہ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ بمطابق اگست ۲۰۱۲ء

فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳ شعبان المعظم بمطابق ۴ جولائی بروز بدھ بوقت فجر تقریباً ۴ بج کر ۳۵ منٹ پر بعمر تقریباً ستر سال قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ اسی روز بعد نماز عصر علی پور سیداں شریف (ضلع نارووال) میں ادا کی گئی۔ جس میں نامور علماء اور مشائخ اور تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

خدا کی قدرت اس روز شدید گرمی تھی لیکن جب حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ کا وقت ہوا تو اچانک بادل منڈلانے لگے اور ٹھنڈی ہوائیں شروع ہو گئیں۔ اس موقع پر رضوی صاحب نے لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول کراتے ہوئے پڑھا۔

آئیاں ٹھنڈیاں ہواواں مدینے دیاں
یاد آئیاں فضاواں مدینے دیاں
تینوں لین گے او کدی نی کدی
منگدا رو تو دعاواں مدینے دیاں

یاد رہے کہ شہید میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مولانا محمد اکرم رضوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کے موقع پر بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ ۴ ربیع الاول ۱۴۱۵ ہجری بمطابق ۱۴ اگست کا دن تھا۔ اور شدید دھوپ تھی۔ جوں ہی مولانا صاحب کا جنازہ اسلامیہ کالج کے گراؤنڈ میں پہنچا تو ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں۔ اس موقع پر رضوی شہید کے شیخ کامل علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب نے بڑے پیارے انداز میں پڑھا۔

آئیاں ٹھنڈیاں ہواواں مدینے دیاں
یاد آئیاں فضاواں مدینے دیاں

پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے بے شمار خوبیوں سے نوازا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عالم دین بھی تھے اور حافظ قرآن بھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اندرون ملک اور بیرون ممالک کئی مرتبہ تبلیغی دورے فرمائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان بڑا دلنشین ہوتا۔ چونکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی عقیدت تھی۔ اس لیے اپنے بیانات میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار بھی پڑھتے اور

بڑے خوبصورت انداز میں ان کی تشریح فرماتے۔ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ۲۲ سال آستانہ عالیہ نقشبندیہ علی پور سیداں شریف کے سجادہ نشین رہے۔

مشرف دور کا واقعہ

ہر سال علی پور سیداں شریف میں نماز تراویح میں قرآن پاک سناتے۔ مشرف دور میں نارووال کا ڈی سی اور رمضان المبارک میں دعوت نامہ لے کر آیا کہ اسلام آباد میں صدر صاحب نے بعض علماء و مشائخ کو افطار ڈنر پر بلایا ہے۔ نارووال میں سے آپ کا نام ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مشرف کیلئے میں اپنی منزل کو نہیں چھوڑ سکتا۔ مجھے مشرف کی پارٹی کی ضرورت نہیں۔ میں تو نماز تراویح میں قرآن پاک سناؤں گا۔

نباضِ قوم مفتی پیر ابو داؤد محمد صادق مدظلہ سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑی محبت فرماتے۔ قاضی محمد یعقوب رضوی خطیب جامع مسجد شاہ جماعت نارووال کے بقول حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کئی مرتبہ فرمایا کہ اگر علماء میں سے کسی کو ولی مانتا ہوں تو وہ مولانا محمد صادق ہیں۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کے آپ مستقل قارئین میں سے تھے۔ کتاب براہین صادق میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درج ذیل تاثرات موجود ہیں۔

حضرت علامہ مفتی ابو داؤد محمد صادق صاحب کی شخصیت قابل تعارف نہیں۔ یہ شخصیت ماشاء اللہ پاکستان بلکہ بیرون ملک بھی مشہور ہے۔ اُنہوں نے دین کی تبلیغ و اشاعت میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ جو کسی سے نہ ہو سکتے تھے۔ میں حضرت علامہ موصوف و مذکور کیلئے بوساطت سرکار مدینہ ﷺ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل حضرت مذکور کو حیات طولانی سے طاقت اور توانائی عطا فرمائے۔ تاکہ دین متین کی زیادہ سے زیادہ تبلیغ ہو سکے۔ اور راستے میں بھٹکے ہوئے سیدھی راہ پر گامزن ہو کر باعث نجات بن سکیں۔

(فقط والسلام پیر سید افضل حسین شاہ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کے صدقے پیر صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ صاحبزادہ پیر ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی و دیگر متعلقین و محبین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ہم سب کو حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۔ جناب محترم صاحبزادہ فضل کریم صاحب صدر جماعت اہلسنت پاکستان
فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب جماعتی رحمۃ اللہ علیہ میری نظر میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب، جانشین حضرت امیر ملت محدث علی پوری، حضور قبلہ فخر ملت ایک بلند پایہ اور عظیم مبلغ اسلام، پیر طریقت اور مرشدِ باکمال تھے۔ حضرت فخر ملت کی دینی وعلمی ومذہبی شخصیت عالم اسلام کے لئے ایک روحانی پیشوا اور علمی ہستی کا درجہ رکھتی تھی۔ آپ کے مذہبی وعلمی کارناموں کی پوری دنیا معترف ہے۔ حضرت نے اپنی ساری زندگی دینِ اسلام کی سربلندی اور ترویج واشاعت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ بلاشبہ وہ اس صدی کے مجدد تھے۔ ان کے علمی ومذہبی کارناموں سے دنیا ہمیشہ کے لئے مستفید ہوتی رہے گی۔

یہ انسان بظاہر کمزور وناتواں نظر آتا ہے۔ بے بس ولاچار دکھتا ہے۔ لیکن اس کے اندر ایسی خفتہ صلاحیتیں ہیں اگر وہ انہیں بروئے کار لائے تو نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں کا مصداق بن جاتا ہے

صاحبزادہ فضل کریم صدر جماعت اہلسنت پاکستان

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

۳۔ حضرت پیر امین الحسنات شاہ صاحب (وفاقی وزیر مذہبی امور پاکستان)

حضور قبلہ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایک ہمہ جہت شخصیت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بسر فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وجود عالم اسلام کیلئے ایک نعمت عظمیٰ کی حیثیت رکھتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چلے جانے سے تصوف میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند کو صحیح معنوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جانشین بنائے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے جوارِ خاص میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

پیر امین الحسنات شاہ وفاقی وزیر مذہبی امور پاکستان

۹ رجولائی ۲۰۱۲ء

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

۴۔ وکیل ختم نبوت محترم سید ریاض الحسن گیلانی صاحب پی۔ایچ۔ڈی

حضرت قبلہ مفتی پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نور اللہ مرقدہ الشریف

حضور قبلہ فخر ملت ایک عظیم مذہبی وروحانی شخصیت تھے۔ وہ مجھ پر بڑی شفقت ومہربانی فرماتے تھے۔ علی پور شریف ہندوستان و پاکستان کا سب سے بڑا پیر خانہ ہے۔ وکیلِ ختم نبوت ہونے کی برکت سے مجھ پر حضرت فخر ملت کی خصوصی توجہ وعنایت رہی۔ میں نے دیکھا کہ جس طرح علی پور شریف پاکستان کا سب سے بڑا پیر خانہ ہے۔ اسی طرح پاکستان کے تمام مشائخ عظام میں سے حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب علمی اور عملی اعتبار سے سب سے بلند اور منفرد شخصیت کے مالک تھے۔

وکیل ختم نبوت صاحبزادہ سید ریاض الحسن گیلانی

(ایم۔اے،ایل۔ایل۔بی،پی۔ایچ۔ڈی) سابق ایڈووکیٹ جنرل آف پاکستان

۵۔ حضرت الحاج خواجہ پیر صوفی احسان الٰہی صاحب آستانہ عالیہ ساہو چک شریف

جانشین امیر ملت قاسم فیضانِ نبوت حضرت فخر ملت مفتی پیر سید افضل حسین شاہ صاحب جماعتی رحمۃ اللہ علیہ علم وعمل کا سمندر تھے، آپ کی شخصیت خانقاہی نظام اور سجادگان کیلئے نعمت عظمٰی کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ سفیر رسولِ عربی ہی نہیں بلکہ فنا فی الرسول کا درجہ رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے علم سے لوگوں کے ظاہر کو سنوارا صوفیاء کے باطن کو نکھارا اور طہارت بخشی۔ اپنا خونِ جگر دے کر گلشنِ حقیقت ومعرفت کی آبیاری کی۔ آپ فقر ودرویشی کے پیغامبر تھے۔ وقت کے نامور علماء ومشائخ، اہل علم وقلم ارباب حکمت ودانش آپ کے قدموں میں بیٹھنا سعادت سمجھتے تھے۔ آپ فقیر کے ساتھ بڑی محبت فرماتے تھے۔ ہمارا آپس میں قلبی وذہنی ربط تھا۔ آپ کے چلے جانے سے دُنیائے تصوف وروحانیت میں بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے اس کو اپنی رحمت سے پورا فرمائیں۔

خدائے جل شانہٗ آپ کے جانشین صاحبزادہ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب صاحب اور آپ کے بیٹوں کو صحت وسلامتی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائیں تا کہ آپ کا فیضان ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جاری وساری رہے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر صوفی احسان الٰہی غفرلہٗ
سجادہ نشین درگاہ مقدسہ ساہو چک شریف ضلع سیالکوٹ
۱۰ر جولائی ۲۰۱۲ء

۶۔ جناب بشیر احمد سلہریا صاحب ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر نارووال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ماشاء اللہ لاقوۃ

حضور قبلۂ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ ۱۹۸۵ء میں بندۂ ناچیز نے بی ایس سی انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی۔اور قبلہ پیر افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات ہوئی تو انہوں نے ملازمت کیلئے دعا کی۔اور عملی طور پر ایک رقعہ پیر سید مظہر الحق المعروف چمن پیر سرکار کے نام لکھا جو آپ کی علمی بصیرت کا مظہر تھا۔ماشاء اللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں سے مجھے اعلیٰ ملازمت مل گئی۔اور میں محکمہ زراعت میں بطور واٹر مینجمنٹ آفیسر بھرتی ہوگیا۔ الحمد للحی القیوم فاللہ خیر الرازقین

بشیر احمد سلہریا ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر
۱۱ر جولائی ۲۰۱۲ء نارووال

۷۔ جناب ڈاکٹر سید احسن گیلانی جماعتی صاحب سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور قبلۂ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی ہیں جس کے پیدائشی ولی ہونے کی بشارت حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے دی تھی۔اور حقیقت میں ایسا ہی تھا۔میں نے دینی زندگی میں پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ سے سنا ہے کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ بھکھی شریف میں پڑھا کرتے تھے تو حافظ پیر سید جلال الدین تمام اساتذہ سے فرمایا کرتے تھے کہ پیر افضل صاحب سے سبق کیا سننا ہے۔اس کو سب کچھ آتا ہے۔کبھی بھی سبق نہیں سنا کرتے تھے۔شیخ الحدیث حافظ محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ شیخ جامعہ نے کہا کہ شاہ جی تمہارا پیر تو علم کا بے کنارہ سمندر ہے۔ان کے سامنے تو بڑے بڑے علماء بڑا سنبھل کر

خطاب کرتے ہیں۔ بندۂ ناچیز اس قابل نہیں کہ اپنے پیر و مرشد کے بارے میں کوئی زبانِ تاثر بیان کرے۔ یہ تو حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ہی کی کرم نوازی کا ثمر ہے آج اتنا کچھ لکھ رہا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے والا ہر کوئی یہی سمجھتا تھا کہ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے تھے۔ آپ نے بندۂ ناچیز کو خلافت کے علاوہ آستانہ عالیہ کے تمام تعویزات کی بھی اجازت فرمائی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات حاصل کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ امید ہے کہ آپ کے جانشین پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب پورا پورا حق ادا کرتے ہوئے غلامان فخر ملت کو مایوس نہیں کریں گے۔ اور روحانی پیاس بجھاتے رہیں گے۔

ڈاکٹر سید احسن گیلانی جماعتی سیالکوٹ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

۸۔ جناب میجر (ر) حضرت پیر سید سجاد حسین گیلانی جماعتی صاحب لاہور

حضور قبلۂ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بے مثل شخصیت تھے۔ ان کے ذکر پاک سے رحمتیں اور نعمتیں عطا ہوتی ہیں۔

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اللہ کریم گلشن پاک کو تا قیامت آباد رکھے۔

احقر غلام میجر (ر) سید سجاد حسین گیلانی جماعتی لاہور (کہروڑپکا)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

۹۔ مصنف کتب کثیرہ علامہ صاحبزادہ پیر عرفان الٰہی قادری صاحب ساہو چک شریف

حضور قبلۂ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ علماء کیلئے اُستاد مشائخ کیلئے شیخ کامل اور غریبوں کیلئے غم خوار اور غمگسار کی حیثیت رکھتے تھے۔ حضور قبلۂ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کمزور وناتواں لوگوں کو توانا بنایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہم جیسے ناقصوں کو علم وعمل کے ذریعے اور اپنی نگاہ کامل سے کامل بنایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسا عالم، محقق، فقیہ، شیخ الحدیث والتفسیر میری نظر میں کوئی نہیں۔ فقیر تو فقط آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دسترخوان کا ہی

ذلا خوار ہے۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کو بوسے دینے کی بدولت علم وعمل حاصل ہوا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی تقریر کی تیاری نہیں کی تھی بلکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ بتاتے ہیں میں آگے تقسیم کر دیتا ہوں۔

خلیفہ مجاز حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

احقر العباد صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری غفرلہٗ

آستانہ عالیہ ساہو چک شریف

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

۱۰۔ جناب ڈاکٹر ضیاء اللہ صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ کنجاہ شریف ضلع گجرات

حضور قبلۂ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے تھے۔ہمارے رہنما و مرشد تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی محبت وسخاوت کا مرقع تھی۔ہر ایک مرید کیلئے شفقت ومحبت کا پیکر تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کمی تا قیامت پوری نہیں ہو سکے گی۔اللہ تعالیٰ حضور امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کو ہمیشہ ہمیشہ قائم رکھے۔اور حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا فیض جاری وساری رکھے۔آمین!

طالب دعا ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ

سجادہ نشین دربار عالیہ طالبیہ کنجاہ شریف ضلع گجرات

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

۱۱۔ جناب پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب سجادہ نشین کاہنہ شریف لاہور

حضور قبلۂ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارا سب کچھ تھے۔خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی تھا وہ میرے پیر ومرشد تھے۔ہر بات زندگی کی خوشی کی ہو یا غمی کی میں ان سے ضرور کرتا تھا۔گویا وہ بات جو میں کسی اور سے نہیں کرتا تھا۔میں اپنے پیر و مرشد سے کیا کرتا تھا۔اور میری زندگی کے ہر فیصلے کو سلجھاتے تھے۔دینی ہو یا دنیاوی ہو ہر معاملے کو سلجھاتے تھے۔یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ مجھے جو کچھ ملا میرے پیر ومرشد کی دعا سے ملا۔مجھے اس دنیا میں کوئی نہیں جانتا تھا۔ان کے نام کی بدولت سے مجھے دنیا میں عزت ملی۔اور شہرت ملی۔یعنی سب کچھ ملا۔میں دعا گو ہوں کہ خدا میرے پیر ومرشد کے درجات کو مزید بلندی دے۔میں تو یہ

ہی کہوں گا کہ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ کہ میں فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کچھ لکھ سکوں۔ پس خدا ان کے وسیلے سے ہم پر اپنا خاص کرم کرے اور ہمیں بھی انہی کی طرح زندگی گزارنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین!

سید محمد اشرف جماعتی کاہنہ نولاہور

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

۱۲۔ جناب اقبال چشتی صاحب امیر جماعت اہلسنت پاکستان صوبہ پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ و السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

و علی الک و اصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

حضور قبلۂ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر برطانیہ میں سنی۔ انتہائی دکھ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے علوم وروحانیت کے صحیح معنوں میں وارث اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان کے قاسم تھے۔ اس گئے گزرے دور میں ان کی زیارت سے اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ آپ کی سادہ سادہ گفتگو میں علمی وقار اور روحانی چاشنی نمایاں ہوا کرتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ انتہائی اعلیٰ درجے کے شیخ ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم مردم شناس تھے۔ آپ خانقاہی دنیا میں عظیم سرمایہ اور اہلسنت کا قابل فخر اثاثہ تھے۔ آپ کے وصال سے علی پور سیداں شریف میں فیضان امیر ملت کا عظیم سورج غروب ہوا ہے۔ خدا کرے اس کی شعاعوں سے فیض پانے والے سورج ستارے چاند بن کر طلوع ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضور امیر ملت کے تمام شہزادگان کو پیر صاحب کی طرح فیضان امیر ملت کا امین وقاسم بنائے۔ اور بالخصوص آپ کے لخت جگر سید ظفر حسین شاہ جماعتی کو اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت امیر ملت کے تمام خاندانی اُمور کا امین بنائے۔ اور محنت کے ساتھ اس آستانے کا امین بنائے رکھے۔ آمین بجاہ النبی الکرم۔

محمد اقبال چشتی، امیر جماعت اہلسنت پاکستان صوبہ پنجاب

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

۱۳۔ جناب پیر سید محی الدین محبوب حنفی القادری صاحب حویلیاں شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد رسول رب العلمین علیہ و الہ و اصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کل نفس ذائقہ الموت وقال جل شانہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون۔

امروز خانقاہ معلی نقشبندیہ جماعتیہ علی پور سیداں شریف میں بغرض دعا و ایصال ثواب برائے حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت پر وارد ہوا۔ حضرت کی علمی و روحانی دینی خدمات بمطابق جدہ کریم طول حیات رہیں۔ اور دین متین کی اشاعت وتصوف کی تعلیمات کے فروغ میں مرحوم رفیع درجہ نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ اور ملک و بیرون ملک آپ کی سعی سے اسلام و اہل اسلام کی خاطر جو کاوشیں ہوئیں وہ اساس دینیہ کی تقویت کے معنی میں ہیں۔ آپ کا سانحہ ارتحال دلوں کو بے حد غمزدہ کر گیا۔ اور اس عظیم المرتبت شخصیت کا پردہ پوش ہونا ایک ایسے وقت میں عالم اسلام کیلئے ایک بڑا صدمہ ہے۔ ملتجی الہ اللہ ہوں۔ کہ حضرت صاحبزادہ موصوف بالقابہ اپنے والد کریم کے اسوہ طیبہ پر عمل پیرا ہو کر رسم دیرینہ تقویت ملت اسلامیہ کو باطریق احسن جاری رکھیں گے۔ اور اس معروف آستانے کا کردار تابندہ بناتے رہیں گے۔

العبد السید محی الدین الحقی القادری
متولی مرکز روحانی خانقاہ محبوب آباد حویلیاں شریف

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

۱۴۔ جناب حضرت پیر سید مبارک علی شاہ صاحب سجادہ نشین منڈیر شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج مورخہ ۱۱ رجولائی ۲۰۱۲ء کو فقیر آستانہ عالیہ امیر ملت حاضری کیلئے آیا۔ بسلسلہ افسوس اور فاتحہ میرے انتہائی محسن رفیق اور قابل احترام جناب پیر افضل حسین شاہ صاحب حاضر ہوا۔ آپ کا علمی مقام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ بے حد شفیق ملنسار اور قابل احترام شخصیت تھے۔ عالم اسلام اور خاص طور پر روحانی دنیا میں آپ کے وصال سے بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے۔ جو بہت مدت کے بعد شاید پُر ہو سکے۔ دعا ہے رب تعالیٰ ظفر حسین شاہ صاحب کو ان کے نقش قدم پر چلائے۔ اور اس عظیم روحانی خانقاہ اور عزت و بابرکت خانقاہ کو مزید برکتیں

دے۔ آمین!

احقر سید مبارک علی شاہ

سجادہ نشین درگاہ عالیہ حضرت محبوب ذات، منڈیر شریف

۱۵۔ جناب پیر محمد عتیق الرحمٰن صاحب میر پور آزاد کشمیر ممبر قانون ساز اسمبلی آزاد کشمیر

امیر ملت مجدد دین وملت حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پور شریف عالم اسلام کی ایک عظیم علمی تحقیقی روحانی شخصیت گزری ہیں۔ جن کے فیضان کے چشمے دنیا بھر میں جاری ہیں۔ انہی کے عظیم مرکز کے سجادہ نشین حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب شریعت وطریقت میں انفرادیت کے حامل بڑے بڑے علماء بھی آپ کی خدمت میں جائیں۔ ایسے ہی پتا چلتا ہے کہ سب حاضرین آپ ہی سے اکتساب فیض وعلم کررہے ہیں۔ آپ بلاشبہ دنیا اسلام کے رجل عظیم تھے۔ اتنی بلند وبالا شخصیت میں عجز وانکساری کی کیفیت دیکھ کر اسلاف یاد آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ گلستان جماعت علی صبح قیامت طلوع ہونے تک قائم ودائم رہے۔ اور چاردانگ عالم میں فیض کے چشمے جاری رکھے۔

محمد عتیق الرحمٰن سجادہ نشین فیض پور شریف
میر پور آزاد کشمیر ممبر قانون ساز اسمبلی آزاد کشمیر

۱۶۔ جناب قاری فقیر محمد مسعودی صاحب دار التجوید سیالکوٹ

جانشین امیر ملت مبلغ اسلام حضرت الحافظ العلامہ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کا سانحہ بلاشبہ عظیم سانحہ ہے۔ اس پر فتن دور میں آپ کا وجود با مسعود وجہ ہدایت تھا جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ اس عظیم سانحے کو اللہ کریم حضرت کے عزیز واقارب میں اور اولاد کریم جمیع اُمت مرحومہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ کی خدمات دینیہ اور خدمات مریدین کو قبول فرمائے۔ اور تا ابد آپ کی قبر انور جو تجلیات انوار الٰہی سے یقیناً فیض یاب ہے سے اللہ کے بندے رشد وہدایت حاصل کرتے رہیں۔ آمین!

قاری فقیر محمد مسعودی دار التجوید سیالکوٹ

۱۷۔ جناب سید مقبول حسین شاہ صاحب علی پور سیداں شریف

حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے وصال کا سانحہ ایسا ہے کہ اس سے پیدا ہونے والا علمی و روحانی خلا عرصہ دراز تک پر نہ ہو سکے گا۔ ان کے لاکھوں معتقدین اور مریدین بے لوث محبت بھری شخصیت کو کبھی فراموش نہیں کر پائیں گے۔ آپ کا تعلق ایک ایسے دینی اور علمی گھرانے سے تھا جس نے کفر و شرک کے گڑھ ہندوستان میں آپ کے جد امجد پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے نہ صرف خود بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کا بھرپور ساتھ دیا بلکہ اپنے مریدین و وابستگان کو بھی مسلمانانِ ہند کی نمائندہ جماعت آل انڈیا مسلم لیگ کی حمایت کا حکم دیا۔ انہی کے طفیل پنجاب میں برطانیہ پارٹی کے اثر و رسوخ کو بے اثر کرنے کیلئے خاطر خواہ امداد ملی۔ انہی کے جد امجد محدث علی پوری کے روحانی مقام و مرتبے سے اہل وطن بخوبی واقف ہیں۔ پاکستان کے بنانے میں محدث علی پوری کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ جو کہ تا قیامت مسلمانوں کیلئے نا قابل فراموش ہوگا۔

دنیا میں ساری مخلوق خدا انہی ولیوں اور صوفیاء کرام کے طفیل رزق کھاتی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ان نیک لوگوں کے طفیل رزق اور بارش عطا کی جاتی ہے۔ حضرت فخر الملت سے بہت سی کرامات سرزد ہوئیں تھیں۔ آپ نے بے شمار لوگوں کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ میں بیعت فرما کر صوم و صلوٰۃ اور اسباق جماعتیہ کا پابند بنایا۔ آپ حضور امیر ملت کے اس قول مبارک (جان جائے پر نماز نہ جائے) کا اکثر ذکر فرماتے۔ آپ نے بہت سے علماء دین اور اللہ عزوجل کے مقرب بندوں کو خلافتیں عطا کیں۔ ایک خلیفہ مجاز جناب سید اعجاز حسین شاہ صاحب ایم اے اسلامیات بھی ہیں۔ حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے وصال پر ان کی وصیت کے مطابق قبل از جنازہ محترمہ سیدہ قبلہ آپاں جی صوفیہ صاحبہ اور سید اعجاز حسین نے آپ کے بیٹے سید ظفر حسین شاہ صاحب کی دستار بندی کر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب کو اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! تا کہ گلستان امیر ملت تا قیامت باسلامت سر سبز و شاداب رہے۔ اور عقیدت مندوں اور مریدین اس چمن کی مہک سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے فیض یاب ہوتے رہیں۔ آپ کے نماز جنازہ پر لاکھوں افراد و مریدین کا ہجوم تھا۔ جو اپنے محبوب مرشد کو الوداع کہنے کیلئے ملک کے کونے کونے سے اکٹھے ہوئے تھے۔

علی پور شریف کے ارد گرد گاڑیاں ہی گاڑیاں تھیں۔ ملک بھر سے پیران عظام اور

سجادہ نشین صفیں باندھے موجود تھے۔ اس موقع پر انتہائی رقت آمیز مناظر دیکھنے کو ملے۔ ہزاروں افراد شدت غم سے نڈھال تھے۔ اور آنسو بہار ہے تھے۔ آپ کی رہائش گاہ کے قریب ہی جنازہ گاہ کا مقام تھا۔ ضلع نارووال کی تاریخ میں اتنا بڑا جنازہ کبھی نہ ہوا تھا۔ جنازہ پڑھانے کی سعادت آپ کے لخت جگر جناب سید ظفر حسین شاہ زید مجدہ کو حاصل ہوئی۔ جنازہ ہونے سے قبل ہی ایک بہت بڑا اندھیر طوفان جانب شمال سے نمودار ہوا۔ لوگوں کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ یہ طوفان ہمیں اُڑا کر لے جائے گا۔ جنازے کی چارپائی ابھی جنازہ گاہ میں آئی ہی تھی کہ اندھیر طوفان کچھ جانب مشرق اور کچھ جانب مغرب چلا گیا اور درمیان میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آنا شروع ہو گئی۔ جب کہ اس سے پہلے سارا دن شدید گرمی اور حبس تھا۔ اور اس کے بعد موسم بڑا خوشگوار اور ٹھنڈا ہو گیا۔ جنازے کی چارپائی پر ابابیل کے جھرمٹ نے اُڑنا شروع کر دیا۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی۔ لوگوں نے بڑے اطمینان کے ساتھ اور سکون سے نماز جنازہ پڑھی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ عزوجل نے فخر ملت کے ولی کامل ہونے کا ثبوت پیش کر دیا۔ آپ کے جنازہ میں لاکھوں عقیدت مندوں اور مریدوں نے شرکت کر کے ثواب دارین حاصل کیا۔ مولا کریم آپ کی قبر مبارک پر لاکھوں بلکہ کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آمین!

اس طرح یہ مرد درویش اپنی زندگی کی روشن راہیں چھوڑ کر اور خود حیات نو سے متعارف ہو کر چار جولائی ۲۰۱۲ء ۱۳ شعبان المعظم کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کو روضہ شریف میں مرقد منور حضرت سراج الملت جناب پیر سید محمد حسین کے قریب سمت مغرب میں دفن کر دیا گیا۔

سگ دربار شاہ جماعت
ناچیز فقیر پر تقصیر احقر الراقم سید مقبول حسین شاہ جماعتی
علی پور سیداں شریف

۱۸۔ جناب ڈاکٹر نور حسین صاحب اسلام آباد

میرے نزدیک حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام و مرتبہ بہت بلند و بالا ہے۔ مجھے ایک بات یاد ہے جو میرے سامنے ہوئی وہ یہ ہے کہ حضور قبلہ عالم امیر ملت جہاں کہیں جانے لگتے تو فرماتے کہ میں پیر افضل صاحب سے اجازت لے آؤں۔ اس سے بڑھ کر آپ کا مقام و مرتبہ کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ایک مجدد وقت بھی آپ سے اجازت لے کر جاتے

ہیں۔

ڈاکٹر نور حسین اسلام آباد

۱۹۔ جناب ڈاکٹر عامر رووف قریشی صاحب سیالکوٹ

میرا ڈوبا ہوا بیڑہ تارا سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور فخر ملت کے وسیلہ سے اس سے بڑھ کر میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں آپ حقیقی تعریف کر سکوں

ڈاکٹر عامر رووف قریشی سیالکوٹ

۲۰۔ جناب پیر سید مدثر حسین شاہ صاحب علی پور سیداں شریف

حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک ہمہ صفت موصوف شخصیت تھے۔ صحیح معنوں میں جانشین حضرت امیر ملت ثابت ہوئے۔ اپنی علمی، فکری، سماجی و ملی خدمات کی بناء پر ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ ان کا وصال ملت اسلامیہ کا ایک عظیم نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مرقد انور پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آمین!

خاک پائے درگاہ جماعت علی

سید مدثر حسین شاہ

۲۱۔ جناب احسن اقبال صاحب (وفاقی وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ)

محترم پیر افضل شاہ صاحب کی روحانی و مذہبی خدمات ہمیشہ یاد رکھیں جائیں گی۔ ان کا علمی مرتبہ بھی قابل رشک ہے۔ وہ انتہائی شفیق اور غریب ترس شخصیت کے مالک تھے۔ جن کے جانے سے ایک عظیم خلا پیدا ہو گیا ہے۔ جسے پورا کرنا ناممکن ہوگا۔ میری دعا ہے کہ اللہ ان کے سجادہ نشین اور عقیدت مندوں کو اس صدمے سے نمٹنے کیلئے صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین! میں ان کی شفقت اور محبت کو کبھی نہیں بھلا سکوں گا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں اور برکتیں فرمائے۔ آمین!

احسن اقبال

۸؍جولائی ۲۰۱۲ء

۲۲۔ جناب صاحبزادہ سید شفقت شیرازی خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ چوراشریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۹۹۹ء میں یکم جون کو بھلوال شریف میں محفل نعت تھی۔ اور میری بھی نعت شریف ہوئی۔ محفل نعت جس وقت اختتام پذیر ہوئی تو شہنشاہ ولایت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے ساتھ قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ فرمانے لگے کہ حضور کھانا ہمارے ساتھ تناول فرمائیں۔ میں نے آپ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا اس کے بعد فرمانے لگے کہ کچھ کہنا ہے میں نے عرض کی سرکار حج کی درخواست دی ہے دعا کریں درخواست قبول ہو جائے۔ آپ نے اپنی زبان اقدس سے فرمایا کہ آپ کی درخواست قبول ہو گئی ہے۔ آپ گھر سے دو میل فاصلے پر ہو نگے تو خوشخبری تیار ہو گی۔ میں جب واپس لاہور آیا تو مغل پورہ میں ہی خوش خبری مل گئی کہ آپ کو مبارک ہو۔ آپ کی درخواست قبول ہو گئی ہے۔ ولی کامل کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ان شاء اللہ پورے ہو گئے۔ اور میرا حج اکبر ہوا۔ اللہ پاک عمل کی توفیق فرمائے۔ آمین!

صاحبزادہ سید شفقت شیرازی خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ چوراشریف

۲۳۔ جناب پروفیسر رضی الدین احمد جماعتی صاحب کراچی

حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اختر ملت کو اللہ اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

پروفیسر رضی الدین احمد جماعتی کراچی

۲۴۔ جناب سید علی حسین جماعتی صاحب آستانہ عالیہ چادر والی سرکار ملتان

بدھ کی کربناک صبح کا سورج میرے مرشد کریم کی جدائی کا پیغام لیکر نمودار ہوا، ایسا معلوم ہوتا تھا کا دھڑکن رُک جائے گی میرے والد گرامی حضرت پیر سید زین العابدین کے وصال کے بعد میرے مرشد کریم نے والد کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ آج جب مرشد کریم موجود نہ ہیں تو ہم حضرت پیر سید ظفر حسین صاحب کی صورت مبارک میں انہیں تلاش کر رہے ہیں۔ میرے دادا جان حضرت پیر سید ولی محمد شاہ صاحب المعروف سیدنا چادر والی سرکار نے

اپنے صاحبزادے کو اپنے مرشد پر قربان کیا۔ پھر آپ کے دوسرے صاحبزادے اور میرے والد گرامی کا وصال بھی علی پور کی مقدس سرزمین پر ہوتا ہے۔ یہ ہماری اور اس گھرانے کی نسل در نسل غلامی کی دلیل صادق ہے۔ میں اپنی بات ان اشعار کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔

یوں کئی لوگ دنیا سے بچھڑ جاتے ہیں
کئی لوگ دنیا میں چلے آتے ہیں
بعض آتے ہیں تو بہار آتی ہے
بعض جاتے ہیں تو راحت چلی جاتی ہے
ڈھونڈتی پھرتی ہے ان کو نگاہ بے تاب
نہیں ملتا پھر انکا زمانے میں جواب

سید علی حسین جماعتی

آستانہ عالیہ حضرت چادر والی سرکار ملتان

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

۲۵۔ جناب پروفیسر محمد اصغر جماعتی گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی سیالکوٹ

حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب جماعتی مجھ جیسے بندہ ناچیز پر نہایت شفقت فرماتے تھے۔ ہر سال میرے غریب خانے پر آتے اور شفقت و محبت کے پھول نچھاور فرماتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اور حضرت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب کو عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین!

پروفیسر محمد اصغر جماعتی

گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی سیالکوٹ

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

باب دوازدہم
کرامات

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں انبیاء کرام علیہم السلام افضل ترین اور برگزیدہ ہستیاں ہوتی ہیں وہ خدا تعالیٰ کے بندوں کی ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً مبعوث ہونے پر یہ دین مکمل ہو گیا۔ اور سلسلہ نبوت ختم ہوا۔ انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنی صداقت کی سند کے طور پر ہمیشہ ایسے امور پیش کئے جو خرق عادت تھے۔ انہی کو اصطلاح میں معجزہ کہتے ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات سے تاریخ انسانی بھری پڑی ہے اور قرآن مجید بھی شاہد و ناطق ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی میراث ان کے معجزات اور ان کی تعلیمات ہوتی ہے۔ اور اس دنیا سے ان کے رخصت ہو جانے پر ان کی میراث ان کی روحانی اولاد یعنی اولیاء اللہ کو منتقل ہوتی ہے۔ بشرطیکہ وہ کامل اولاد ان کی کامل تابع ہو۔ اس لئے نبی کے کامل متبع کو ولی اللہ کہتے ہیں۔ اور اولیاء کرام ہی کو انبیاء کی روحانی میراث ملتی ہے۔ چنانچہ نبی کا معجزہ جب ولی کو بطور وراثت پہنچتا ہے تو اس کا اصطلاحی نام کرامت ہوتا ہے۔ جس طرح نبی کا معجزہ اس کی نبوت کی سند ہوتا ہے اسی طرح ولی کی کرامت اس کی ولایت کی سند ہوتی ہے۔ اور ولی کی کرامت درحقیقت اس نبی کا معجزہ ہوتا ہے۔ جس کا ولی تبع ہوتا ہے۔ اب یہاں قرآن مجید سے چند کرامات کی اسناد پیش کی جاتی ہیں تاکہ قارئین آسانی سے سمجھ سکیں اور ایمان و یقین کو پختہ کر سکیں۔

۱۔ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ○

ترجمہ:۔ "جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا (اس کی) عبادت گاہ میں (تو) موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیزیں (یعنی بے موسم پھل وغیرہ) ایک بار بولے اے مریم! کہاں سے تمہارے لئے آتا ہے یہ (رزق) مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب"۔ (سورۂ آل عمران آیت نمبر ۳۷ پارہ ۳)

قارئین حضرت مریم نبی نہ تھیں بے موسم پھلوں کا آپ کے پاس پایا جانا آپ کی کرامت تھی۔

۲۔ قرآن مجید میں سورہ الکھف کی آیت نمبر ۶۶ تا ۸۷ تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر کیا ہے میں یہاں طوالت کے پیش نظر عبارت نہیں لکھ رہا لیکن وہ تمام واقعہ عرض کر رہا ہوں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین کا مضمون بنانے کی سعادت عطا فرمائی۔ اس بات پر اولیاء کا اجماع ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اللہ کے مقبول ولی تھے اور حضرت

موسیٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ رسول تھے۔ مختصراً عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"کہا اس بندے (خضر علیہ السلام) کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں بشرطیکہ آپ سکھائیں مجھے رشد و ہدایت کا خصوصی علم جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔ اس بندے نے کہا آپ میرے ساتھ صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں اس بات پر جسکی آپ کو پوری طرح خبر نہیں۔ آپ نے کہا آپ مجھے پائیں گے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا صبر کرنے والے اور میں نافرمانی نہیں کروں گا آپ کے کسی حکم کی۔ اس بندے (خضر علیہ السلام) نے کہا اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھئے نہیں یہاں تک کہ میں آپ سے اس کا خود ذکر کروں۔ پس وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ سوار ہوئے کشتی میں تو اس بندے نے اس میں شگاف کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام بول اٹھے کیا تم نے اس لئے شگاف کیا ہے کہ اس کی سواریوں کو ڈبو دو۔ یقیناً تم نے بہت برا کیا ہے۔ اس بندے نے کہا کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ میں یہ طاقت نہیں کہ میری سنگت پر صبر کر سکیں۔ آپ نے عذر خواہی کرتے ہوئے کہا کہ نہ گرفت کرو مجھ پر میری بھول کی وجہ سے اور نہ سختی کرو مجھ پر میرے اس معاملہ میں بہت زیادہ پھر وہ دونوں چل پڑے حتیٰ کہ جب وہ ملے ایک لڑکے کو تو اس (خضر علیہ السلام) نے اسے قتل کر ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کیا مار ڈالا آپ نے ایک معصوم جان کو کسی نفس کے بدلہ کے بغیر بے شک آپ نے ایسا کام کیا ہے جو بہت ہی نازیبا ہے۔ اس نے کہا کیا میں کہہ نہ دیا تھا آپ کو کہ آپ میری معیت پر صبر نہ کر سکیں گے آپ نے کہا اگر میں نے پوچھوں آپ سے کسی چیز کے بارے میں اس کے بعد تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں۔ آپ میری طرف سے معذور ہوں گے۔ پھر وہ چل پڑے یہاں تک کہ جب ان کو گزر ہوا گاؤں والوں کے پاس تو انہوں نے ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا ان کی میزبانی کرنے سے پھر ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی اس بندے نے اسے درست کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے اگر آپ چاہتے تو اس محنت پر مزدوری ہی لے لیتے۔ اس نے کہا (بس سنگت ختم) اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ میں آگاہ کرتا ہوں آپ کو ان باتوں کی حقیقت پر جن کے متعلق آپ صبر نہ کر سکے۔ وہ جو کشتی تھی وہ چند غریبوں کی تھی جو (ملاحی کا) کام کرتے تھے دریا میں۔ سو میں نے ارادہ کیا کہ اسے عیب دار بنا دوں اور (اسکی وجہ یہ تھی کہ) اُن کے آگے جابر بادشاہ تھا جو پکڑ لیا کرتا تھا ہر کشتی

کو زبردستی سے۔ اور وہ جو لڑکا تھا۔ تو (اسکی حقیقت یہ ہے کہ) اسکے والدین مومن تھے۔ پس ہم نے چاہا کہ بدلہ دے انہیں ان کا رب (ایسا بیٹا) جو بہتر ہو اس سے پاکیزگی میں اور ان پر زیادہ مہربان ہو۔ باقی رہی دیوار (تو اسکی حقیقت یہ ہے کہ) وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (دفن) تھا۔ اور ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا۔ پس آپ کے رب نے ارادہ فرمایا کہ وہ دونوں بچے اپنی جوانی کو پہنچیں اور نکال لیں اپنا دفینہ یہ (ان پر) ان کے رب کی خاص رحمت تھی اور (جو کچھ میں نے کیا) میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا یہ حقیقت ہے ان امور کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا"۔ (ضیاء القرآن جلد سوم صفحہ ۴۱ تا ۴۵ آیت نمبر ۶۶ تا ۸۲ سورہ الکھف)

اب اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ خضر علیہ السلام کا خرق عادت یہ کام کرنا اس علم لدنی کے باعث تھا جو اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو عطا فرماتا ہے یہی حضرت خضر علیہ السلام کی کرامات ہیں۔

۳۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ○ (سورہ النمل آیت نمبر ۴۰ پارہ ۱۹)

ترجمہ:۔"اور بے شک میں اس کو اٹھالانے کی طاقت بھی رکھتا ہوں امین بھی ہوں عرض کی اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ (اجازت ہو تو) میں لے آتا ہوں اسے آپکے پاس اس سے پہلے کہ آپکی آنکھ جھپکے پھر جب آپ نے اسے دیکھا کہ وہ رکھا ہوا ہے آپ کے نزدیک تو فرمانے لگے یہ میرے رب کا فضل ہے۔ تاکہ وہ آزمائے مجھے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جس نے شکر کیا تو وہ شکر کرتا ہے اپنے بھلے کے لئے اور جو ناشکری کرتا ہے وہ اپنا نقصان کرتا ہے بلاشبہ میرا رب غنی بھی ہے"۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک خادم آصف بن برخیا نے تخت بلقیس آنکھ جھپکنے سے پہلے پیش خدمت کر دیا یہ اسکی کرامت ہے کیونکہ وہ نبی تو نہیں تھا۔ اس کے پاس تو بس تھوڑی معرفت تھی۔ اور ساتھ ہی یہ سبق دیا گیا کہ غرور نہیں آنا چاہیے۔ بلکہ حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں شکر ہے رب کا اور سراپا نیاز بن جاتے ہیں۔

۴۔ وَتَحْسَبُهُمْ اَیْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ ○ (سورہ الکھف آیت نمبر ۱۸ پارہ ۱۵)

ترجمہ: "اور (اگر تو دیکھے) تو انہیں بیدار خیال کرے گا حالانکہ وہ سور ہے ہیں۔ اور ہم انکی کروٹ بدلتے رہتے ہیں (کبھی) دائیں جانب اور (کبھی) بائیں جانب اور ان کا کتا پھیلائے بیٹھا ہے اپنے دونوں بازوان کی دہلیز پر"۔

اس میں اللہ تعالیٰ ان ولیوں کی کرامت کا ظہور فرما رہا ہے۔ جو جابر حکمران کے ڈر سے اپنے مولیٰ کی یاد میں اور کفر و شرک سے بچنے کے لئے ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے جسموں کو تین صدیوں تک صحیح سلامت رکھا طوالت کے ڈر سے مکمل واقعہ پیش نہیں کر رہا۔

اب بندہ ناچیز کرامت کا ثبوت احادیث وسنت کی روشنی میں پیش کرتا ہوں

حضرت سالم رضی اللہ عنہ کے والد گرامی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تم سے پہلے لوگوں کے ایک قبیلہ میں سے تین شخص سفر پر روانہ ہوئے۔ رات ہوگئی تو انہیں ایک غار ملی وہ اس میں داخل ہو گئے۔ خدا کا کرنا کہ پہاڑ سے ایک پتھر لڑھکا اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ بخدا! اس پتھر سے نجات تو تب ناممکن ہے۔ جب تک نیک اعمال کے واسطہ سے بارگاہ الٰہی میں دعا نہیں مانگو گے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا کہ میرے والدین بوڑھے اور عمر رسیدہ تھے۔ میں اپنے والدین سے قبل کسی کو دودھ نہیں پلاتا تھا۔ نہ بیوی بچوں اور نہ ہی غلام کو۔ ایک دن درخت تلاش کرتے مجھے دیر ہوگئی میں شام تک واپس نہ آیا تو وہ سو گئے۔ میں نے دودھ دوھا اور ان کے پاس پہنچا تو وہ ابھی تک سوئے پڑے تھے میں نے بیدار کرنا اچھا نہ سمجھا اور ان سے پہلے بیوی بچوں اور غلام کو دودھ پلانا مناسب خیال نہ کیا چنانچہ ہاتھ میں پیالہ لئے کھڑا رہا اور اس انتظار میں رہا کہ ابھی جاگیں گے۔ اسی دوران صبح ہوگئی۔ اب وہ جاگے تو اپنے حصے کا دودھ پیا۔ تو اے اللہ اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو جس مصیبت میں ہم گرفتار ہیں اسے دور کر دے چنانچہ پتھر قدرے ہٹا لیکن نکلنے کا راستہ نہ بنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا: کہ پھر دوسرا بولا اے اللہ! میری ایک چچازاد بہن تھی مجھے بہت پیاری لگتی تھی۔ میں نے اسے بہکانے کی کوشش کی لیکن وہ انکاری ہوگئی۔ ایک سال وہ قحط میں مبتلا ہوگئی۔ تو میرے پاس چلی آئی میں نے اسے ایک سو بیس دینار اس شرط پر دینے کو کہا کہ اسے برائی کرنا ہوگی۔ وہ رضامند ہوگئی۔ جب میں برائی پر قادر ہوا تو اس نے کہا تمہارے لئے یہ

مناسب نہیں کہ ناحق مہر توڑ دو۔ چنانچہ میں برائی سے باز آ گیا۔ اور پیچھے ہٹ گیا حالانکہ وہ مجھے ساری دنیا سے پیاری تھی۔ پھر میں نے اسے وہ سونا بھی چھوڑ دیا جو اسے دے چکا تھا۔ الٰہی اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا۔ تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے دے۔ جس میں ہم گرفتار ہیں پتھر کچھ مزید ہٹا لیکن یہ اب بھی نکل نہیں سکتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تیسرا بولا کہ الٰہی! میں نے چند مزدوروں سے مزدوری پر کام لیا۔ اور انہیں اجرت دے دی صرف ایک آدمی ایسا تھا جس نے اپنی مزدوری نہ لی اور چلا گیا۔ اسکی وہ اجرت میرے پاس بڑھتی رہی۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد وہ آیا اور مجھ سے اجرت مانگی۔ تو میں نے کہا۔ یہ اونٹ، بکریاں، گائے اور غلام جو کچھ بھی تم دیکھ رہے ہو سب تمہارا ہے اس نے کہا مجھ سے مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا مذاق نہیں کر رہا چنانچہ وہ سب مال ہانک کر لے گیا اور باقی کچھ بھی نہ چھوڑا۔ الٰہی! اگر یہ کام میں نے صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے دے۔ جس میں ہم مبتلا ہیں۔ چنانچہ پتھر مکمل طور پر ہٹ گیا اور وہ غار سے نکل کر روانہ ہو گئے،،۔ (الرسالۃ القشیریہ صفحہ ۴۱۰، نفحات الانس صفحہ ۴۹) بستان العارفین بحوالہ صحیح بخاری و صحیح مسلم، تجلیات مرشد)

"حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ایک طویل واقعہ میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام (اصحاب صفہ) کی دعوت کی۔ آپ نے خود بھی کھانا کھایا اور دوسروں نے بھی۔ ہر لقمہ اٹھانے کے بعد کھانا پہلے سے بھی بڑھ جاتا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے فرمایا اے ہمشیرہ بنی فراس! یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک (میرے سرتاج) اس وقت تو یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ چنانچہ ان سب صحابہ نے بھی خوب کھایا اور حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھی روانہ کیا جسے حضور ﷺ نے بھی تناول فرمایا،،۔ (صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مسند امام بزار رحمۃ اللہ علیہ المنہاج السوی، تجلیات مرشد)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی ایسی بات نہیں سنی جس کے متعلق انہوں نے فرمایا ہو کہ میرے خیال میں یہ اس طرح ہے اور وہ ان کے خیال کے مطابق نہ نکلی ہو،،

(صحیح بخاری شریف، المنہاج السوی بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ و امام نووی رحمۃ اللہ علیہ)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس کا سالار ایک شخص کو مقرر فرمایا جس کا نام ساریہ تھا۔ ایک دن آپ خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک دوران خطبہ فرمایا (پکارا) اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ لو۔ جنگ کے بعد لشکر سے ایک قاصد آیا اور کہنے لگا۔ اے امیر المومنین! ہم دشمن سے لڑ رہے تھے۔ اور قریب تھا کہ وہ ہمیں شکست دے دے۔ پھر اچانک کسی پکارنے والے نے پکارا۔ اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ لو۔ ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف کر لیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی اور ہمیں فتح و مسرت عطا فرمائی''۔ (المنھاج السوی بحوالہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ)

عبد فقیر نے ہزاروں میں سے چند ایک واقعات مستند حوالہ جات کے ساتھ پیش کر دیے جو کہ اہل شعور اور فکر و یقین والے احباب کے لئے اکسیر کا درجہ رکھتے ہیں۔ اب میں کرامت کی تعریف اور ظہور کے بارے میں اولیاء و علماء کے اقوال کی روشنی میں پیش کرتا ہوں۔

حضرت امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ تصوف کی نادر کتاب الرسالۃ القشیریہ کے صفحہ ۷۰۳ پہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت استاذ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

''کہ اولیاء اللہ کی کرامتیں قابل تسلیم و جواز ہیں اور اس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایک وہم و گمان میں آنے والی چیز ہے۔ اور دماغ میں اس کے آنے سے کوئی شرعی اصول نہیں ٹوٹتا لہٰذا یہ ضروری ہے۔ ہم بتائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ایجاد کرنے کی قوت رکھتا ہے اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ اسے ایجاد کر دینا اللہ کی قدرت و قوت میں ہے تو اس کے جائز ہونے میں کوئی شے رکاوٹ نہیں بن سکتی''۔

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۷۰۴ پہ اپنا خیال علمی نکتہ نظر کے تحت فرماتے ہیں۔

''کرامت ایک حادث چیز ہوتی ہے (جیسے معجزہ) کیونکہ جو چیز قدیم ہوتی ہے۔ اس سے کسی فرد کا تعلق نہیں ہوتا یہ ایک عادت کے خلاف ہونے والا کام ہوتا ہے۔ یہ دار تکالیف (دنیا) میں واقع ہوتی ہے۔ ایک بندے کی خصوصیت اور فضیلت بتایا کرتی ہے۔ کبھی تو اسکی دعاء اور اپنی پسند سے واقع ہوتی ہے۔ اور کبھی ظاہر نہیں ہوا کرتی۔ اور کبھی کبھی اس کے اختیار کے بغیر ہی واقع ہو جاتی ہے۔ ولی کو یہ حکم نہیں ہوتا کہ اپنے اعتراف کے لئے لوگوں سے کہے لیکن اگر وہ کسی اہل شخص کو یہ بتا دے تو جائز ہوتا ہے۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ جو کرامت ایک ولی کو حاصل

ہے وہی سب کو حاصل ہو بلکہ اگر کسی ولی کی ایک کرامت بھی ظاہر نہ ہو سکے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ولی ہی نہیں ہے۔ یاد رکھیئے کہ ولی کو اپنی کرامت دکھانے کی محتاجی نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ اس کی طرف دھیان دیتا ہے صرف یہ ہوتا ہے کہ کرامت کے واقع ہونے پر ان کا یقین مضبوط ہوتا اور بصیرت بڑھ جاتی ہے۔ کہ یہ اللہ کا فضل ہے چنانچہ وہ اسے اپنے عقائد کی درستگی کا سبب جانتے ہیں۔ بہر حال اولیاء کے ہاتھوں ظہور کرامت کو جائز سمجھنا واجب ہوتا ہے۔ تمام اہل معرفت کا اس بات پر اتفاق ہے۔ اور اس سے اتنا مضبوط علم حاصل ہو جاتا ہے جس سے شکوک وشبہات دور ہو جاتے ہیں۔ ان کرامات کا اظہار کبھی یوں ہوتا ہے کہ ولی کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ کبھی بھوک پیاس لگنے پر کھانا سامنے آ جاتا ہے۔ حالانکہ بظاہر کھانا مل جانے کا سبب کوئی نہیں ہوتا۔ یونہی پیاس لگنے پر پانی مل جاتا ہے۔ کبھی مختصر مدت میں آسانی سے طویل مسافت طے ہو جاتی ہے۔ کبھی جانی دشمن سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔ اور کبھی غیب سے آواز آ جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ یہ سب کام عام عادت کے خلاف ہوتے ہیں"۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف نفحات الانس کے صفحہ ۵۲ پہ حضرت شیخ امام قطب انام شہاب الدین عبداللہ عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔

"یعنی ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اولیاء ہیں۔ جنکی کرامات ظاہر ہوئی ہیں۔ علی حذا ہر ایک رسول کے زمانہ میں ان کے متبعین ہوتے ہیں۔ جن سے کرامات فرق عادات ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ اولیاء کی کرامات انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا تتمہ ہے۔ لیکن جو شخص کہ احکام شرعیہ کا ملتزم نہیں اور اس کے ہاتھ پر خرق عادات کا ظہور ہو تو ہمارے اعتقاد میں وہ شخص زندیق بے دین ہے۔ اور جو کچھ اس سے ظاہر ہوتا ہے وہ مکر واستدراج ہے"۔

حضرت امام محمد عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف خلاصۃ المفاخر کے صفحہ ۴۰ پر بحوالہ علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"کرامات اولیاء حق ہیں اور ولی وہ ہے جو ذات وصفات الٰہی کا عارف، امکانی حد تک طاعت الٰہی کا پابند گناہوں سے مجتنب، شہوات ولذات سے روگرداں ہو اور وہ کرامت اسکی طرف سے کسی خرق عادت واقعہ کے ظہور کو کہتے ہیں۔ کرامت کے حق ہونے کی دلیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے بزرگوں سے وہ متواتر واقعات ہیں جن کا انکار ممکن نہیں۔ خصوصاً

ایسے امور جو مشترک پائے جاتے ہیں اگر چہ ان کی تفصیل خبر واحد کے ذریعے پہنچی ہے۔ اور قرآن مجید بھی کرامات کے ظہور پر ناطق وشاہد ہے۔ جیسے حضرت مریم کا واقعہ اور سلیمان علیہ السلام کے صحابی کا واقعہ کرامت ولی سے خرق عادت کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے معمولی وقت میں لمبی مسافت طے کر لینا اور اسکی مثال آصف بن برخیا کا دور دراز مسافت سے پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس لانا ہے۔ اور جیسے ضرورت کے وقت طعام، پانی اور لباس منگوا لینا۔ جیسے پانی چلنا، چنانچہ بے شمار اولیاء سے منقول ہے۔ اور ہوا میں اڑنا جیسے جعفر بن ابی طالب اور لقمان سرخی کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ جیسے بے زبان چیزوں اور بے زبان جانوروں کا بولنا۔ بے جان چیزوں کے بولنے کے متعلق سلمان فارسی اور ابو الدرداء سے راویت ہے۔ کہ ان کے سامنے پیالے سے تسبیح پڑھنے کی آواز آئی اور انہوں نے سنی اور بے زبان جانوروں کے بارے میں وہ راویت ہے۔ کہ ایک شخص بیل پر وزن لادے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گزرا بیل نے سرکار دو عالم کی طرف رخ کر کے کہا میں اس لئے پیدا نہیں ہوا میں تو کھیتی باڑی کے لئے پیدا ہوا ہوں۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ بیل بول رہا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا اس پر ایمان ہے۔ اور جیسے مصیبتیں ہٹا دینا یا دشمن سے بچا لینا وغیرہ۔ اسکی مثال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ کے منبر پر نہاوند میں اپنے لشکر کو دیکھنا اور امیر لشکر کو اے ساریہ، پہاڑ، پہاڑ پکار کر پہاڑ کے پیچھے سے چھپ کر دشمن کے حملے سے خبردار کرنا ہے۔ اور اسی طرح ساریہ کا اتنی دور سے یہ آواز سن لینا ہے۔ یا حضرت خالد کا بغیر کسی نقصان کے زہر پی لینا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط سے دریائے نیل کا جاری ہو جانا ایسے اتنے واقعات ہیں جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا"۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"کنکریوں کا تسبیح پڑھنا، عصا کا سانپ بن جانا، جانوروں کا کلام کرنا اور اس قسم کے جو واقعات منقول ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔ حسی، خیالی، عقلی (حسی طور پر ان چیزوں کے واقع ہونے کے امکان کے دلائل میں فرماتے ہیں) جو خدا نطفہ سے آدمی اور مادہ سے جاندار پیدا کر سکتا ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ سنگریزے میں جان ڈال دے اور حیوان کو قوت گویائی دے دے۔ تمام اجسام متماثل ہیں۔ اس لئے ایک جسم میں جو باتیں پائی جاتی ہیں وہ ہر ایک جسم میں پائی جا سکتی ہیں۔ گو بالفعل نہ پائی جائیں۔ آفتاب ایک مدت میں ایک چیز کو

گرم کرسکتا ہے۔ آگ فوراً کرسکتی ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ جو امور بتدریج وقوع میں آتے ہیں۔ پیغمبر کی تاثیر سے فوراً وقوع میں آئیں۔ (اس پر طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں) تینوں اقسام حسی، خیالی اور عقلی پر ایمان لانا واجب ہے"۔

حضرت امام ابوالحسن الشطنوفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف مبارکہ بہجۃ الاسرار کے صفحہ ۱۲۸ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"ولی کی کرامت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے قانون پر استقامت فعل ہے۔ ولایت کے سر کی باتیں کرنا نقص ہے اور اسکی نسیم کی گھات میں لگے رہنا کرامت ہے۔ کرامت اس کا نام ہے کہ کسی ولی کے دل پر خدا کے نور کے عکس کا اثر نور کلی کی روشنی کے چشمہ سے فیض الٰہی کے واسطہ سے پڑے اور یہ امر ولی پر اس کے اختیار کے بغیر ہی ہوتا ہے۔ اولیاء انبیاء کے ارشادات حقیقی اطلاعوں، نوری ارواح قدسی اسرار، روحانی انفاس پاکیزہ مشاہدات کے ساتھ خاص ہوتے ہیں"۔

امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف بستان العارفین میں صفحہ ۱۳۶ میں فرماتے ہیں۔

"کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ یونس میں فرمایا ہے کہ "سن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں اور یہی بڑی کامیابی ہے"۔ اہل حق کا مذہب ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات ثابت اور ہر دور میں جاری اور واقعۃً موجود رہی ہیں۔ اس پر عقلی و نقلی دلائل قاہرہ بھی موجود ہیں"۔

حضرت سید محمد بن مبارک کرمانی "میر خورد" قدیم ترین کتاب سیر الاولیاء کے صفحہ ۴۸۵ پہ لکھتے ہیں۔

"کہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ خواجگان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تین چیزیں ہیں جو بطریق کرامت حاصل ہوتی ہیں ایک علم بغیر پڑھے سیکھے حاصل ہو جانا۔ جیسا کہ خواجہ ابوحفص نیشاپوری کو سفر حج میں حاصل ہوا۔ کہ جب وہ بغداد میں پہنچے اور خواجہ جنید رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو عربی زبان میں نہایت وضاحت سے گفتگو کرنے لگے۔ دوسرے جو چیز عوام خواب میں دیکھتے ہیں وہ اولیاء کو بیداری کی حالت میں محسوس و مشاہدہ ہونا۔ تیسری جو عوام کا

تصور ان کے نفس میں اثر ڈالتا ہے اولیاء کا وہی تصور غیر کے نفس میں موثر ہوتا ہے۔ مثلاً جب کوئی شخص حوض کا تصور کرتا ہے اسی وقت اس کا منہ پُر آب ہو جاتا ہے اور یہ تصور کی تاثیر کا ادنیٰ اثر ہے اسی طرح اگر صاحب کرامت نفس غیر میں کسی چیز کا تصور کرے گا تو اس کا اثر فوراً خارج میں موجود ہو جائے گا۔ اور کسی شخص کے حاضر ہونے کا تصور کرے گا تو وہ شخص اسی وقت حاضر ہو جائے گا۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ خارق عادت کے چار مرتبے ہیں۔ ا۔ معجزہ، ۲۔ کرامت، ۳۔ معونت، ۴۔ استدراج معجزہ تو صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے۔ دوسرے کو ہرگز میسر نہیں ہوتا کیونکہ ان کا علم وعمل دونوں درجہ کمال کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور وہی حقیقت میں اہل صحو ہیں۔ اور کرامت اولیاء کا حصہ کیونکہ یہ لوگ بھی بہ نسبت اوروں کے علم میں کامل ہوتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء میں فرق ہے اور وہ یہ کہ انبیاء غالب الحال ہوتے ہیں اور اولیاء مغلوب الحال ہوتے ہیں۔ معونت وہ ہے جو بعضے مجنونوں کو میسر ہوتی ہے۔ یہ لوگ علم وعمل کچھ نہیں رکھتے لیکن خرق عادات کے طور پر ان سے گاہے بگاہے کوئی چیز دیکھنے میں آجاتی ہے۔ رہا استدراج اسکی کیفیت یہ ہے کہ جو لوگ ایمان کا حصہ نہیں رکھتے اور ساحروں، شعبدہ بازوں کی طرح برخلاف عادت ان سے کوئی بات دیکھی جاتی ہے تو اس خلاف عادت بات کو استدراج کہنا اور سمجھنا چاہیے''۔

حضرت علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ''کرامت صرف اس ولی سے صادر ہوتی ہے جو اپنے نبی کا کامل متبع ہو۔ اسی وجہ سے وہ ولی اس امت کے خواص میں سے ہوتا ہے معلوم ہوا کہ کرامت کا صدور متقی صالح اور کامل متبع سنت کے بغیر کسی سے نہیں ہو سکتا کیونکہ وہی نبی کی صحیح روحانی اولاد ہوتی ہے''۔

قارئین محترم حضور نبی رحمت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں معجزات ظہور پذیر ہوتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی بہت سی کرامات کا ظہور رہا جن کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد صوفیاء عظام رحمۃ اللہ علیہ اور اولیاء کاملین کے ہاتھوں بے شمار کرامات معرض ظہور میں آئیں۔ اور تا حال خوارق وکرامات دیکھنے میں آرہی ہیں اور قیامت تک ایسا ہوتا رہے گا۔ کیونکہ امت میں ایک جماعت ہمیشہ موجود رہے گی۔ جو نیکی کا حکم دیتی رہے گی اور برائی سے منع کرتی رہی گی۔ اور وہ جماعت صوفیائے کرام کی برگزیدہ جماعت ہے۔

کرامت صرف یہ ہی نہیں کہ کوئی مافوق الفطرت بات کا ہو جانا یا حیرت انگیز کام کر دکھانا بلکہ اصل میں کرامت کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی زندگی کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ڈھال کر رضائے الٰہی حاصل کی جائے اور جو بھی یہ باہمت کام کرے گا وہ صاحب کرامت ولی ہوتا ہے۔

کیونکہ ولی کی کرامت جب ماحول پر اثر انداز ہوتی ہے تو اللہ کی مخلوق خدا تعالیٰ سے دور ہو چکی ہوتی ہے۔ اس کی کوشش سے اللہ کی یاد اور عبادت کی طرف کھنچی چلی جاتی ہے۔ ان کے دل میں یقین اور ایمان کی شمع روشن ہونے لگتی ہے۔ رزائل دور ہوتے ہیں اور فضائل کے حصول کا جذبہ اور شوق پیدا ہونے لگتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کا کتابوں والا واقعہ مشہور ہے۔ کہ وہ سارا منظر دیکھ کر مولانا رحمۃ اللہ علیہ ان کے قدموں میں گر کر معرفت الٰہی حاصل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

مولوی ہرگز نشد مولائے روم — تا غلام شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نشد

اولیاء اللہ کے حالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی ایک ہی ایسی ہستی جلوہ گر ہو گئی کہ جس نے بالکل نامساعد حالات میں دعوت الی اللہ کا کام کر کے ہزاروں بگڑے ہوئے لوگوں کو اللہ کا بندہ بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ اس کو پڑھ کر سب کے شکوک و شبہات کو دور فرمائے اور اولیاء اللہ کی محبت و معرفت عطا فرمائے۔ اور صحیح معنوں میں مسلمانی کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور میدان معرفت آسان فرمائے، (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم) بقول شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ:

یکے دیدم از عرصہ رودبار — کہ پیش آمدم بر پلنگے سوار
چناں ہول زاں حال بر من نشست — کہ ترسیدنم پائے رفتن بہ بست
تبسم کناں دست برلب گرفت — کہ سعدی مدار آنچہ دیدی شگفت
تو ہم گردن از حکم داور مپیچ — کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

ترجمہ: ”فرماتے ہیں کہ رودبار کے میدان میں میں نے ایک شخص کو دیکھا چیتے پر سوار ہو کر میرے سامنے آیا۔ اس کو دیکھ کر مجھ پر ایسا خوف طاری ہوا کہ میرے پاؤں چلنے سے رہ گئے۔ چیتے کے سوار نے مسکرا کر ہاتھ ہونٹوں پر رکھا اور فرمایا کہ سعدی! جو کچھ تو نے دیکھا ہے اس پر تعجب نہ کر۔ تو خدا کے حکم سے گردن نہ پھیر کوئی بھی تیرے حکم سے گردن نہ پھیرے گا“۔

شیخ الاسلام وحید العصر فضیلۃ الشیخ جانشین امیر ملت
حضرت الحاج الحافظ القاری خواجہ مفتی پیر سید محمد افضل حسین
شاہ جماعتی نور اللہ مرقدہ۔ کے پاکیزہ حالات اور سیرت طیبہ
کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے سے یہ حقیقت روز روشن کی
طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہر دو
کمالات وکرامات سے ایک وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ اور
آپ رحمۃ اللہ علیہ محبوبیت کے انتہائی ارفع واعلیٰ مقام پر فائز تھے۔
حسن واخلاق کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے جمال ظاہری کی
نعمت بھی بدرجہء اتم عطا فرمائی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وجود مسعود
ہی ایک اعجاز خداوندی تھا۔ ایسے عظیم المرتبت اہل اللہ جب
اپنے کمال کو پہنچ جاتے ہیں تو ان کا وجود مقدس مخلوق خدا کے
لئے سراپاء رحمت بن جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ میں انکساری
کا کمال جذبہ تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ اپنے کمالات کو
پوشیدہ رکھنا ہی پسند فرمایا۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دست نائب قدرت سے ظہور پذیر ہونے والے کمالات یعنی کرامات کو تحریر میں لانا دشوار ہی نہیں بلکہ محال وناممکن ہے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ ارادت جو لاکھوں میں شمار ہوتا ہے۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہر ارادتمند پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بے نظیر و بے مثال تصرف کے ظہور کی ایک ایک روایت بھی قلمبند کی جائے تو ہزاروں دفتر درکار ہوتے ہیں۔

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولیں واضح کرامت یہ بھی ہے۔ کہ دیکھنے والے اکثر پہلی نظر میں ہی گرویدہ ہو کر رہ جاتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والہ وشیدا ہو جاتے۔ دن رات لوگ قدمبوسی کے لئے ہجوم کرتے بڑھتے اور ایسا معلوم ہوتا جیسے دلوں میں نور وسرور کا ایک خزانہ بھر گیا ہے۔ ارادتمند اور نووارد عوام وخواص یکساں شکار تھے۔ بلکہ غیر عقیدہ بھی اثر لئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ ایک خاص بڑی جماعت ہر وقت دربار عالیہ میں چلی آ رہی ہے۔ بعض بچپن میں شکار ہوئے اور ابھی

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یاد دل میں بسائے اس طرح جی رہے ہیں۔

تمہارے آستاں سے اٹھ کر مستانے کہاں جائیں
جو وابستہ ہوئے تم سے وہ دیوانے کہاں جائیں

کراماتِ فخرِ ملت

سراپا کرامت

سیدہ آپا جی صوفیہ سرکار نے بتایا کہ افضل پیر صاحب کی کرامت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ نے جس کیلئے کسی بھی پریشانی کیلئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اس کی مصیبت کو دور فرما دیا۔ کراچی کی ایک عورت فاطمہ شہزادھیپا ٹائیٹس کی مریضہ تھی۔ ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا۔ اس کی تندرستی کیلئے آپ کی خدمت میں دعا کیلئے عرض کیا گیا۔ آپ نے اس کیلئے دعا فرمائی۔ تو وہ بالکل تندرست ہو گئی۔ اسی طرح چک نمبر ۵ جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں ایک عورت کو بھی یہی بیماری تھی۔ اس کو بھی ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ یہ دو تین ماہ کی مہمان ہے۔ عنقریب ختم ہو جائیگی۔ اس کے بیٹوں نے پیر صاحب کی خدمت میں اپنی والدہ کی تندرستی کیلئے دعا کے واسطے عرض کیا۔ آپ نے اس کی تندرستی کیلئے دعا فرمائی وہ بھی بالکل تندرست ہو گئی۔ اب بھی وہ تندرست ہے علی پور شریف ہر سال حاضری دیتی ہے۔

(آپ کی خدمت میں جو بھی حاضر ہوتا سب سے پہلے آپ اس سے یہی فرماتے کہ کھانا کھالو۔ مخلوقِ خدا کی خدمت کرنا بہت بڑی عبادت ہے)

شدید بارش اور اولوں میں گاڑی محفوظ رہی

حضور سیدی و مرشدی قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے خادم محمد سرفراز صاحب نے بتایا ایک مرتبہ حضور فخر ملت کے ساتھ نارووال حاجی غالب کے گھر گیا۔ موسم خراب ہو رہا تھا۔ مجھے قبلہ پیر صاحب نے فرمایا موسم خراب ہو رہا ہے گاڑی باہر نکالو گھر چلتے ہیں۔ میں نے گاڑی باہر نکالی تو اس دوران ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی۔ قبلہ پیر صاحب گاڑی میں تشریف لائے تو بارش تیز ہو گئی۔ جب ہم ریلوے پھاٹک کے پاس پہنچے تو اولے پڑنے شروع ہو گئے۔ اولے بھی بڑی تیز رفتاری سے گر رہے تھے۔ میں نے پیر صاحب کی خدمت میں عرض کیا جناب بڑے بڑے

اُولے گر رہے ہیں۔ مجھے حضور فخرِ ملت نے فرمایا تمہیں کچھ نہیں ہوتا فکر نہ کرو۔ تم گاڑی چلاؤ۔ میں گاڑی چلاتے ہوئے دیکھ رہا تھا کہ گاڑی سڑک کے درمیان چل رہی ہے اور گاڑی کے دونوں طرف زور، زور سے اُولے گر رہے ہیں لیکن گاڑی کے اُوپر ایک بھی اولہ نہیں گرتا۔ حضور فخرِ ملت کی نظرِ کرم سے ہماری گاڑی بالکل محفوظ رہی۔ اس واقعہ کو حضور سیدی مرشدی پیر سید افضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود بھی سیدہ عزیزہ بی بی کے سالانہ ختم ۲۰۱۰ء پر بیان فرمایا۔

موسم بدل گیا

قاری محمد اشرف مدرس علی پور سیداں بیان کرتے ہیں کہ جب جامع مسجد نور علی پور سیداں کی چھت تبدیل کی گئی اور لینٹر ڈلوایا گیا۔ جس دن مسجد کا لینٹر ڈالا جانا تھا۔ حضور فخرِ ملت مسجد میں تشریف لائے۔ بڑی شدید گرمی تھی آپ فرمانے لگے اتنی گرمی میں لینٹر کیسے ڈلا جائے گا اور مزدور کیسے کام کریں گے۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ فوراً ہی آسمان پر بادل چھا گئے جبکہ اس سے پہلے آسمان بالکل صاف تھا۔ گرمی شدید تھی جب تک لینٹر مکمل نہیں ہوا آسمان پر بادل چھائے رہے اور ہلکی ہلکی بارش ہوتی رہی۔ جب تک کام ہوتا رہا قبلہ پیر صاحب بھی وہیں تشریف فرما رہے۔

مخفی عقیدوں کا علم

حضور سیدی و مرشدی فخرِ ملت رحمۃ اللہ علیہ کے خادم صدام حسین نے مجھے بتایا کہ ہم پیر صاحب کے ساتھ ساہیوال کے قریب جا رہے تھے۔ راستے میں نماز کیلئے پیر صاحب نے گاڑی مسجد کے پاس رُکوائی۔ حافظ طلعت حسین بھی ساتھ تھے۔ مغرب کی نماز کا وقت تھا جب مسجد میں داخل ہوئے تو جماعت ہو رہی تھی پیر صاحب نے حافظ طلعت کو فرمایا مسجد کے صحن میں تکبیر کہو۔ آپ نے نماز شروع کر دی۔ جب قبلہ پیر صاحب نے سلام پھیرا تو مسجد کے اندر سے چار پانچ آدمی آ گئے۔ انہوں نے اس طرح نماز پڑھنے پر اعتراض کیا پیر صاحب نے طلعت حسین کو فرمایا انہیں رہنے دو یہ اپنی نمازیں ضائع کر رہے ہیں۔ ہم کیوں کریں پھر آپ نے ارشاد فرمایا ان کا امام بد عقیدہ ہے۔ پیر صاحب کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ ہمارے شیخ طریقت لوگوں کے مخفی عقیدوں کے بارے میں بھی علم رکھتے ہیں۔

کھانا تیار تھا

لبے جاگیر جو کہ بھائی پھیرو کے ساتھ ہے۔ وہاں کے خلیفہ حافظ محمد رمضان جماعتی نے بتایا۔ ہم نے یہاں سے ایک ٹویوٹا بک کروائی۔ ہم ہیں کے قریب پیر بھائی تھے۔ جب ہم نارووال بجلی گھر چوک پر پہنچے ہم میں سے چند ساتھی کہنے لگے یہاں کھانا کھالیں تو کچھ ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ علی پور شریف چلو۔ جب ہم پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہمیں بوتلیں پلائیں۔ حافظ محمد رمضان جماعتی صاحب کہتے ہیں کہ بوتلیں ابھی ہمارے ہاتھوں میں تھیں کہ پیر صاحب فرمانے لگے آپ کے ساتھیوں کو بہت بھوک لگی ہوئی ہے کھانا تیار ہے انہیں کھانا بھی کھلاؤ۔

نعم البدل کی پیشن گوئی

قاری افتخار احمد صاحب مدرس مدرسہ نقشبندیہ جماعتیہ علی پور سیداں شریف بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا (نصیر جماعتی) کے گھر دو جڑواں بچے پیدا ہوئے ان میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی دونوں فوت ہو گئے۔ قبلہ فخر ملت ہمارے گھر تشریف لائے میری دادی صاحبہ نے پیر صاحب سے عرض کیا جناب نصیر کے دو بچے پیدا ہوئے اور دونوں ہی فوت ہو گئے قبلہ پیر صاحب نے فرمایا نصیر کو اللہ تعالیٰ ان کا نعم البدل عطا فرمائے گا۔ کچھ سالوں بعد نصیر صاحب کے پھر دو جڑواں بچے پیدا ہوئے ان میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔ آج بھی وہ دونوں زندہ ہیں جبکہ اس سے پہلے تین بچے (دو بچیاں اور ایک بچہ) فوت ہوا۔ آپ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات اللہ رب العزت نے پوری فرمائی۔

تیس روزوں کی پیشن گوئی

قاری افتخار احمد صاحب بیان کرتے ہیں ۲۰۱۰ء میں رمضان المبارک کا چوتھا جمعہ تھا۔ پیر صاحب جمعہ پڑھانے آئے اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ اس دفعہ ۲۹ روزے ہوں گے اور آئندہ جمعہ کو عید ہوگی قبلہ فخر ملت نے فرض نماز پڑھانے کے بعد مجھے فرمایا مولوی صاحب آئندہ جمعہ پڑھانے آنا ہے مطلب یہ تھا کہ آئندہ جمعہ کو روزہ ہوگا عید نہیں ہوگی۔ بعد میں بالکل ایسے ہی ہوا اگلے جمعہ کو تیسواں روزہ تھا اور ہفتے کو عید تھی۔

دل کا خیال جان لیا

سید افضال حسین شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ پیر سید نذر حسین شاہ کے ایصال و

ثواب کیلئے جمعرات کا ختم شریف شروع ہونے والا تھا۔ تو میں نے دل میں سوچا کہ کاش آج قبلہ فخرِ ملت مجھے تلاوت کیلئے بلائیں۔ ابھی میں آ کر بیٹھا ہی تھا کہ قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا افضال شاہ جی قرآن پاک کی تلاوت کرو یہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا مقام و مرتبہ ہے کہ ان کی نگاہِ ولایت لوگوں کے دلوں میں چھپی ہوئی باتیں جان لیتی ہے۔

دل کی بات جان لی

حاجی عبدالغفور جماعتی ساکن پتوکی بیان کرتے ہیں کہ ہم چند احباب اپنے شہر سے قبلہ فخرِ ملت کی زیارت کیلئے آ رہے تھے۔ بعض دوست آپس میں باتیں کرنے لگے کہ ہم فلاں پیر صاحب کے پاس گئے تو انہوں نے ہمارے دل کی بات جان لی۔ میرے دل میں بھی خیال آیا کہ کاش آج پیر صاحب میرے دل کی بات بھی جان لیں۔ جب ہم علی پور سیداں پہنچے حویلی میں داخل ہوئے تو خادم نے بتایا پیر صاحب آرام فرما رہے ہیں۔ میں بیت الخلاء میں گیا۔ باہر آیا اِدھر اُدھر دیکھا کہیں سے صابن مل جائے تاکہ میں ہاتھ دھولوں۔ صابن نہ ملا خادم نے مجھے آواز دی کہ حاجی صاحب اس کمرے میں آ کر کھانا کھالیں میں نے سوچا میں نے تو قبلہ فخرِ ملت کے کمرہ میں بیٹھ کر کھانا کھانا ہے یہ مجھے اِدھر بلا رہا ہے۔ چنانچہ میں اس کے بلانے پر کمرے میں چلا گیا ابھی میں نے چند لقمے ہی کھائے تھے کہ قبلہ پیر صاحب اپنے کمرے سے باہر نکل کر بڑے دروازے کے پاس بیٹھ گئے۔ میں نے قبلہ فخرِ ملت کو سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا حاجی صاحب میرے کمرے میں واش بیسن کے پاس صابن پڑا ہوا ہے۔ اندر جا کر ہاتھ دھولیں اور اندر کھانا پڑا ہوا ہے کھالیں۔ میں نے عرض کیا جناب کھانا کھالیا ہے۔ آپ نے فرمایا ابھی تو تم نے کچھ بھی نہیں کھایا لہٰذا ایسا ہی ہوا جیسا میں نے دل میں سوچا تھا۔

دلی کیفیت سے آگاہی

حافظ محمد بشیر ساکن ڈسکہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے قبلہ فخرِ ملت نے فون کیا اور فرمایا حافظ جی آج دوپہر تک علی پور شریف آجاؤ ہمیں ملتان جانا ہے میں ظہر سے پہلے علی پور شریف حاضر ہو گیا کھانا کھایا اور سو گیا۔ ہم عصر سے پہلے علی پور شریف سے روانہ ہوئے اور نارووال پہنچ کر گاڑی میں پیٹرول ڈلوایا۔ مولانا یعقوب رضوی بھی ساتھ تھے جب ہم نارووال سے پندرہ، بیس کلومیٹر آگے گئے تو مجھے گاڑی چلاتے ہوئے نیند آنے لگی۔ میں نے دل میں سوچا کاش پیر صاحب

واپس علی پور شریف چلنے کو کہہ دیں ابھی میں یہ سوچ رہا تھا کہ پیر صاحب نے فرمایا حافظ جی گاڑی کو موڑو واپس چلتے ہیں۔ میں نے گاڑی موڑ کر اس کا رخ علی پور شریف کی طرف کر دیا۔ پیر صاحب نے میرے دل کی بات جان لی تھی۔

ہاتھ ٹھیک ہو گیا

پپو بٹ کے ساتھ یہ واقعہ ہوا۔ کہنے لگا میرے دوست اعظم کی شادی تھی قبلہ فخرِ ملت نے اس کا نکاح پڑھایا میں بھی ساتھ تھا نکاح کے بعد قبلہ فخرِ ملت لاہور جا رہے تھے۔ مجھے فرمایا تم بھی ساتھ چلو۔ میں صوفہ کے پیچھے چھپ گیا یہ سوچ کر کہ دوست کی شادی کو چھوڑ کر کیسے جاؤں۔ سب پٹاخے چلا رہے تھے مجھے کہنے لگے تم بھی چلاؤ۔ گولہ چلاتے ہوئے ایک گولہ میرے ہاتھ میں ہی پھٹ گیا۔ میرے سارے کپڑوں پر خون بکھر گیا میرے ہاتھ کی رگیں نظر آ رہی تھیں سب کہنے لگے کہ اب تو ہاتھ کاٹنا پڑے گا۔ ڈاکٹر کے پاس گئے پٹی وغیرہ کروائی۔ قبلہ فخرِ ملت لاہور سے واپس آ گئے تھے انہیں اس واقعہ کا پتہ چلا۔ آپ مجھے فرمانے لگے تمہیں کس نے کہا تھا کہ صوفہ کے پیچھے چھپ جاؤ۔ پھر فرمانے لگے تمہارے ہاتھ کو کچھ نہیں ہو گا ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ نے خود میرے ہاتھ کا علاج کروایا اور آپ کی توجہ سے میرا ہاتھ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ کٹنے سے بچ گیا۔

خواب میں زیارت رسول ﷺ کروا دی

حاجی نصیر احمد جماعتی (ڈسکہ) بیان کرتے ہیں کہ قبلہ فخرِ ملت ڈسکہ میں تشریف لائے آپ جامع مسجد خضریٰ میں بیان فرما رہے تھے۔ قبلہ فخرِ ملت کے بیان کے دوران دو مہمان آئے قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا نصیر ان کو گھر لے جاؤ اور کھانا کھلاؤ۔ میں ان مہمانوں کو لیکر گھر آ گیا۔ انکو کھانا پیش کیا۔ کھانے کے دوران میں نے ان سے پوچھا جناب کہاں سے تشریف لائے ہیں اور کیا کام کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم کوٹلی کوکے والی سے آئے ہیں میں تھانیدار ہوں۔ غالباً اس نے اپنا نام چوہدری غلام رسول بتایا۔ میں نے کہا پولیس والے کم ہی کسی کے مرید ہوتے ہیں آپ کیسے حضرت صاحب کے مرید ہوئے۔ اس نے کہا کہ اک مرتبہ قبلہ فخرِ ملت ہمارے گاؤں میں تشریف لائے۔ جس جگہ آپ نے قیام کیا اسی جگہ میں آپکی زیارت کرنے چلا گیا۔ دل میں سوچا کہ آپ بھی عام پیروں کی طرح ہیں۔ رات کو گاؤں کی ہی مسجد میں محفل تھی۔ جب محفل شروع ہوئی تو میں گاؤں سے باہر چند میل دور اپنے ڈیرے پر چلا گیا۔ میں حقہ لے کر

بیٹھا ہوا تھا کہ محفل کی آواز مجھ تک آ رہی تھی۔ قبلہ فخرِ ملت کا بیان شروع ہو گیا۔ میں بیان سننے لگا بیان سنتے سنتے لیٹ گیا اور مجھے نیند آ گئی خواب کی حالت میں ہی دیکھ رہا ہوں کہ آسمان سے دو کرسیاں آئی ہیں۔ جس جگہ کرسیاں اتری ہیں۔ اس طرف مخلوقِ خدا اکٹھی ہونا شروع ہو گئی تھوڑی ہی دیر میں ایک جمِ غفیر ہو جاتا ہے۔ بڑی کثرت سے لوگ آ رہے ہیں جو بھی آتا ہے ادھر ہی بیٹھ جاتا ہے۔ میں بھی لوگوں کی طرح اسی طرف جاتا ہوں جب میں لوگوں کے قریب جاتا ہوں آگے سے آواز آتی ہے۔ چوہدری صاحب کو آگے آنے دو میں آگے بڑھتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں ان کرسیوں پر بڑی نورانی ہستیاں بیٹھی ہیں۔ میں جب قریب ہوتا ہوں تو ایک کرسی پر قبلہ فخرِ ملت بیٹھے ہیں میں نے آپ کو سلام کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا آپ نے فرمایا پہلے انہیں سلام کرو یہ حضور ﷺ ہیں۔ سلام کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوں تو آنکھ کھل جاتی ہے تو اس وقت بھی قبلہ فخرِ ملت بیان فرما رہے تھے۔ پھر میں جلدی سے مسجد کی طرف چلتا ہوں جب مسجد میں پہنچتا ہوں تو قبلہ فخرِ ملت اپنا بیان ختم کر دیتے ہیں۔ میں اُن کے پاس پہنچ جاتا ہوں تاکہ انہیں اپنا خواب سنا سکوں آپ نے فرمایا ایسی باتیں لوگوں کو نہیں بتاتے پہلے تم سبق لے لو اور سلسلہ میں داخل ہو جاؤ۔

بغیر پٹرول کے سفر

حاجی نصیر جماعتی بیان کرتے ہیں کہ تقریباً بیس سال پہلے کا واقعہ ہے۔ حضور قبلہ فخرِ ملت اُدھیاں کے قریب ایک گاؤں میں تشریف لائے۔ مجھے حاجی صادق جماعتی نے کہا وہاں قبلہ فخرِ ملت کا بیان سننے چلتے ہیں۔ میں اور حاجی صادق دونوں موٹر سائیکل پر روانہ ہو گئے جب ہم جھنڈو ساہی کے قریب پہنچے تو موٹر سائیکل بند ہو گئی۔ بڑی کوشش کی مگر وہ اسٹارٹ ہی نہیں ہوئی تھک کر میں نے حاجی صاحب سے کہا۔ تم بھی پیر صاحب کو یاد کرو میں بھی کرتا ہوں اس کے بعد جب میں نے موٹر سائیکل اسٹارٹ کی تو آپ کی توجہ سے چلنا شروع ہو گئی۔ ہم اس گاؤں میں پہنچے آپ کی زیارت کی آپ نے ہمیں کھانا کھلایا۔ محفل شروع ہوئی۔ محفل کے بعد ہم نے واپسی کا ارادہ کیا قبلہ فخرِ ملت نے ایک شخص کو فرمایا ڈسکہ سے دو دیوانے آئے ہیں ان کو گھر لے جاؤ۔ رات کو اُدھر ہی ان کو بستر وغیرہ دینا۔ جب صبح ہوئی اُسی گھر والے نے ہمیں ناشتہ وغیرہ دیا اتنے میں قبلہ فخرِ ملت کا پیغام آ گیا کہ پیر صاحب تم کو یاد کر رہے ہیں ہم آپ کی خدمت میں حاضر

ہوئے۔ آپ نے پھر ہمیں کھانا کھانے کا حکم فرمادیا۔ کھانے کے بعد قبلہ فخرِ ملت نے پوچھا کس طرف سے واپس جاؤ گے ہم نے عرض کیا اس راستے سے آپ نے ارشاد فرمایا اب تم کو اوٹھیاں والے راستے سے جانا ہے۔ راستے میں پیٹرول پمپ آئے گا۔ وہاں سے پیٹرول ڈلوا لینا۔ جب وہاں پیٹرول کیلئے رُکے تو دیکھا ٹینکی میں پیٹرول بالکل نہیں تھا اور انجن بھی بہت گرم تھا۔ یہ قبلہ فخرِ ملت کی توجہ اور کرامت تھی کہ ہم نے موٹر سائیکل پر پچیس کلومیٹر بغیر پیٹرول کے سفر کیا۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ پیٹرول پمپ پر جا کر پیٹرول ڈلوا لینا۔

حاضرین کی تعداد میں مسلسل اضافہ

خلیفہ حافظ محمد رمضان جماعتی لبے جاگیر والے (بھائی پھیرو کے پاس) نے بتایا کہ ہمارے پاس قبلہ فخرِ ملت ہر سال تشریف لاتے جس مسجد میں آپ بیان فرماتے۔ آپ کی تشریف آوری پر اتنی زیادہ مخلوق ہو جاتی کہ ساری مسجد لوگوں سے بھر جاتی ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کیا جناب آپ کے تشریف لانے پر لوگوں کا رش زیادہ ہو جاتا ہے اور مسجد چھوٹی محسوس ہوتی ہے۔ ہم مسجد کو وسیع کرنا چاہتے ہیں آپ دعا فرما دیجئے۔ آپ فرمانے لگے حافظ جی مسجد چاہے جتنی مرضی بڑی کر لو پھر بھی لوگ زیادہ ہونگے۔ مسجد میں پھر بھی سما نہیں سکتے۔ ہم نے مسجد کو وسیع کرنا شروع کر دیا۔ سال کے بعد جب قبلہ فخرِ ملت تشریف لائے مسجد وسیع ہونے کے باوجود لوگوں کی تعداد زیادہ ہو گئی۔ جب آپ نے جمعتہ المبارک پر وعظ فرمانا شروع کر دیا تو اتنی کثیر تعداد میں لوگ آئے کہ مسجد مکمل طور پر لوگوں سے بھر گئی حتیٰ کہ مکانوں کی چھتوں پر اور بازار میں صفیں بچھا کر لوگوں نے نماز جمعہ ادا کی۔ جیسا آپ نے فرمایا ایسا ہی ہوا کہ لوگوں کی تعداد پہلے سے بھی زیادہ تھی۔

جج نے خود وکالت کی

لیاقت بلوچ جماعتی نے اپنا واقعہ سنایا۔ میرا محکمانہ سنیارٹی کا کیس سپریم کورٹ میں لگا ہوا تھا اور میرا وکیل ہائی کورٹ کا جج بن گیا۔ اس لئے میرے لیے وکیل نہیں تھا۔ میں نے قبلہ فخرِ ملت سے عرض کیا کہ وکیل بھی نہیں ہے اور تاریخ میں دو دن رہ گئے۔ آپ نے فرمایا اللہ عزوجل بہتر کرے گا۔ فکر نہ کرو ان شاءاللہ تاریخ پر میں پیش ہوا۔ مخالف وکیل نے خوب کوشش کی مگر سپریم کورٹ جج ناصر اسلم زاہد نے اس طرح کیس چلایا۔ جیسے وہ میرا وکیل ہو۔ اس کے بعد

دوپہر دو بجے سب کو دوبارہ بلا کر میرے حق میں فیصلہ دے دیا۔ میں نے فون پر قبلہ فخرِ ملت سے عرض کیا۔ تو انہوں نے مبارکباد دی اور فرمایا یہ تو ہونا ہی تھا۔

ڈاکو مارا گیا

لیاقت بلوچ جماعتی نے بتایا۔ میری خیر پور سندھ میں تعیناتی کے دوران ایک مشہور ڈاکو نے میرے پتہ پر چٹھی بجھوائی کہ ۶ لاکھ روپے بھیجو ورنہ تم کو اٹھالیں گے یا مار دینگے۔ میری خوش قسمتی کہ اس دوران قبلہ فخرِ ملت کراچی سندھ تشریف لے آئے۔ میں کراچی قبلہ فخرِ ملت کے خلیفہ سید اخلاق صاحب کو ساتھ لیکر آپ کی خدمت میں پیش ہو گیا اور ڈاکو کی دھمکی آمیز چٹھی کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے فوراً دعا فرمائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ عزوجل بہتر کریگا۔ میں اجازت لے کر واپس خیر پور پہنچ گیا۔ چند دن بعد وہ ڈاکو پولیس مقابلے میں مارا گیا۔ حضور نے فرمایا یہ تو اسی دن طے ہو گیا تھا کہ ڈاکو کا ایسا حشر ہونا ہے۔

آپریشن کامیاب ہو گیا

لیاقت بلوچ جماعتی بیان کرتے ہیں کہ میری بیوی ہسپتال میں داخل تھی۔ ڈلیوری کیس تھا۔ صورت حال بڑی پیچیدہ تھی۔ بلڈ (خون) کی کمی ہو گئی تھی میں نے سید اخلاق صاحب سے اور انہوں نے قبلہ فخرِ ملت سے عرض کیا۔ بزرگوں کی دعاؤں سے آپریشن کامیاب ہو گیا۔ میں نے فون پر سید اخلاق صاحب کو بتایا اور انہوں نے قبلہ فخرِ ملت کو عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا میرا لیاقت اکیلا رہ جاتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا۔

غیبی امداد

قبلہ فخرِ ملت کے خادم خاص صدام حسین نے بتایا جب ہم علی پور شریف سے قبلہ فخرِ ملت کو سیالکوٹ ہسپتال لے کر جانے لگے تو قبلہ فخرِ ملت نے سرفراز کو کہا الماری سے کچھ رقم نکال لو۔ اس نے تقریباً پینتیس ہزار روپے نکال کر مجھے دیئے۔ وہاں ہسپتال میں جو آپ کی عیادت کرنے آتا آپ فرماتے اس کو کھانا کھلاؤ۔ میں علی رضا کو پیسے نکال کر دیتا رہا۔ اس دوران میں دوائیاں بھی لاتار ہا حتیٰ کہ آپ کو پانچ پانچ چھ چھ ہزار کے کئی ٹیکے بھی لگتے رہے۔ دوائیوں کی پرچیاں میں جیب میں رکھتا رہا۔ پھر قبلہ فخرِ ملت کو جو ڈاکٹر چیک کرنے آتے وہ تین ڈاکٹر تھے۔ جب بھی وہ دیکھنے آتے قبلہ فخرِ ملت مجھے اشارہ کرتے میں ان کو پانچ پانچ ہزار دیتا رہا۔ ایک ڈاکٹر

تو پانچ چھ مرتبہ آیا۔ اس کو ہر دفعہ میں نے قبلہ فخرِ ملت کے کہنے پر پانچ ہزار دیا۔ اسی طرح جو نرسیں آپ کو دیکھنے آتیں ان میں سے کسی کو ایک ہزار اور کسی کو دو ہزار دیتا رہا۔ اس دوران میرا موبائل خراب ہو گیا۔ میں نے قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں عرض کیا جناب موبائل خراب ہو گیا ہے آپ نے فرمایا نیا موبائل لے لو۔ میں نے باہر آ کر سوچا کہ اتنا خرچ ہو رہا ہے لہٰذا پانچ چھ ہزار کا کوئی سیٹ لے لیتا ہوں۔ میں نے چھ ہزار کا نیا سیٹ خرید لیا۔ نئے موبائل میں سم ڈالی ہی تھی کہ بھائی نصیر کا فون آ گیا اس نے بتایا کہ وہ قبلہ فخرِ ملت کی عیادت کیلئے ہسپتال آنا چاہتا ہے۔ میں ابھی قبلہ فخرِ ملت کے پاس پہنچا ہی تھا کہ آپ فرمانے لگے نصیر کو فون کر کے کہو کہ غلام حسین سے پچاس ہزار روپے لے کر ہسپتال آ جائے۔ نصیر چھوٹی باجی نصرت بی بی کے ساتھ مزید رقم لے کر ہسپتال پہنچ گیا۔ باجی صاحبہ پیر صاحب کو دیکھ کر رونے لگیں۔ قبلہ فخرِ ملت مجھے کہنے لگے اس کو دلیہ دو اور کہو کھا لے۔ قبلہ فخرِ ملت تھوڑی دیر کے بعد اپنی لختِ جگر کی طرف دیکھ کر پھر اپنا چہرہ انور دوسری طرف پھیر لیتے۔ کچھ دیر کے بعد پھر مجھے قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا نصیر سے رقم لے لو اور ان سے کہو گھر واپس چلے جائیں۔ نصیر نے کہا مجھے قبلہ فخرِ ملت نے دو ہزار روپے دیئے اور باجی صاحبہ کو پانچ ہزار روپے دیکر فرمایا اب تم گھر چلے جاؤ۔ صدام نے کہا میں نے نصیر سے روپے لے لئے اور وہ گھر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد قبلہ فخرِ ملت نے مجھے فرمایا روپے دو۔ میں نے وہ پچاس ہزار روپے جو نصیر سے لیے تھے قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ قبلہ فخرِ ملت نے روپے اپنی جیب میں ڈال کر فرمایا میرے روپے دے دو۔ میں نے عرض کیا جناب میں نے آپ کو دے دیئے ہیں آپ فرمانے لگے جو تمہیں گھر سے نکلتے ہوئے دیئے تھے وہ روپے کہاں ہیں۔ میں نے عرض کی جناب وہ دوائیوں پر اور جو مہمان آئے ہیں انکو کھانا کھلانے پر خرچ ہو گئے ہیں آپ فرمانے لگے وہ تمہارے پاس ہیں صدام کہتا ہے میں بڑا پریشان ہوا چند منٹ اسی پریشانی میں رہا وہ روپے تو سارے خرچ ہو گئے ہیں۔ میں نے اپنی دونوں سائیڈ کی جیبوں کو باہر نکال کر عرض کی دیکھ لیں خالی ہیں۔ پھر قبلہ فخرِ ملت فرمانے لگے اپنی سامنے والی جیب میں دیکھو۔ پھر میں نے سامنے والی جیب میں جو دوائیوں کی پرچیاں تھی سب کو نکالا۔ آپ فرمانے لگے ان کو الگ کرو۔ جب میں نے پرچیوں کو علیحدہ کیا تو ان کے درمیان میں پانچ پانچ ہزار کے نئے نوٹ تھے۔ قبلہ فخرِ ملت فرمانے لگے ان کی گنتی کرو۔ جب میں نے انکی گنتی کی تو وہ اٹھہتر ہزار روپے نکلے میں بڑا حیران ہوا کہ اتنے پیسے کہاں سے آ گئے حالانکہ میں خود کئی ٹکے پانچ چھ ہزار کے خرید

کرلایا۔ پھر ڈاکٹروں اور نرسوں کو بھی کئی ہزار دیئے اور نہ ہی کسی نے مجھے پیسے دیئے حالانکہ جب گھر سے ہم آئے تو سرفراز نے گن کر پینتیس یا چالیس ہزار دیئے تھے۔ یہ قبلہ فخر ملت کی کرامت اور توجہ سے ہی ہوا۔ کیونکہ میں تو اتنی زیادہ رقم خود اپنے ہاتھوں سے نکال کر خرچ کرتا رہا۔ پھر بھی اسکے باوجود اتنی زیادہ رقم کا بچنا یہ قبلہ فخر ملت کی کرامت ہی ہے۔ اور دوسری بات جو واقعہ سے معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ میں نے تو نصیر کو منع کر دیا کہ قبلہ فخر ملت ناراض ہونگے جب میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے خود حکم فرمایا نصیر کو فون کرو کہ وہ آجائے۔ یہ بھی آپ کی کرامت ہے۔

نام کی برکت

محمد انور جماعتی ۶ چک ۱۱۴ ایل میاں چنوں والے نے بتایا۔ میری زمین دو کنال تھی اور اس پر کسی نے ناجائز قبضہ کر لیا۔ زمین کا کیس پہلے سول عدالت میں ہوا۔ پھر اس کے بعد وہ کیس ہائی کورٹ میں رہا۔ تقریباً تیس سال کیس عدالت میں رہا۔ ملتان ہائی کورٹ میں تاریخ تھی۔ ہم تاریخ پر حاضر ہوئے۔ جب میں اپنے وکیل کے ساتھ عدالت میں حاضر ہوا۔ فریق مخالف بھی آیا۔ جج نے میرے وکیل سے کہا بحث کرو۔ وکیل کہنے لگا جناب تاریخ دے دیں۔ جج کہنے لگا یہ کیس بہت پرانا ہے بحث کرو۔ میرا وکیل خاموش ہو گیا۔ میں نے دل میں سوچا یہ معاملہ خراب ہو رہا ہے۔ میں نے دل ہی میں سوچا اگر یہ کیس میرے حق میں ہو جائے۔ تو میں علی پور سیداں شریف جا کر قبلہ فخر ملت کا مرید ہو جاؤں گا۔ ابھی میں نے پریشانی کے عالم میں قبلہ فخر ملت کو یاد ہی کیا تھا کہ جو بحث میرے وکیل نے کرنی تھی وہ ساری بحث جج نے میری طرف سے کی اور فریق مخالف کی اپیل کو رد کر دیا۔ جج نے میرے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اس کے بعد میں نے علی پور شریف حاضر ہو کر قبلہ فخر ملت سے بیعت کر لی۔

وصیت یاد آگئی

پپو بٹ نے بتایا جب حضور سراج الملت کی صاحبزادی سیدہ سردار آپا جی کا ۱۹۹۹ء میں وصال ہوا۔ آپ کی قبر مبارک میں قبلہ فخر ملت نے تبرکات رکھے۔ اس وقت قبلہ فخر ملت نے مجھے وصیت کی کہ جب میرا وقت آئے گا تو یہ تبرکات تم نے میری قبر میں رکھنے ہیں۔ پپو نے بتایا جب قبلہ فخر ملت سیالکوٹ ہسپتال میں تھے۔ میں آپکی عیادت کیلئے گیا۔ قبلہ پیر صاحب مجھ سے

تقریباً ایک گھنٹہ باتیں کرتے رہے آپ نے فرمایا میں نے تمہیں ایک کام کہا تھا کیا تمہیں یاد ہے اس وقت اچانک میری زبان سے نکل گیا۔ جی جناب یاد ہے۔ حالانکہ میرے ذہن میں اس وقت وہ بات نہیں تھی۔ لیکن جب دوسرے دن آپ کے وصال کی خبر ملی تو اس وقت میرے ذہن میں وہ بات آگئی کہ قبلہ فخرِ ملت نے مجھے تبرکات کی وصیت کی تھی۔ وہ تبرکات کیا تھے۔ اس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک، روضہ مبارک کے سبز رنگ کے روغن کا ایک ٹکڑا، غلاف کعبہ کا ایک ٹکڑا، بیت اللہ شریف کے اندر جس جھاڑو سے جھاڑو دیا جاتا اس کے تنکے۔ یہ تبرکات آپ کی قبر مبارک میں آپ کے سینہ مبارک پر رکھے گئے۔

کامیابی کی بشارت

سابق ناظم ظفر اقبال بٹ (ڈسکہ) نے بتایا الیکشن ہونے میں چند دن باقی تھے۔ میرے ماموں نے مجھ سے کہا علی پور شریف جانا ہے قبلہ فخرِ ملت کے پاس میں نے کہا ماموں جی الیکشن کے بعد جائیں گے۔ ماموں کہنے لگے نہیں الیکشن سے پہلے ہی جانا ہے۔ ہم علی پور شریف آنے کیلئے گھر سے روانہ ہوئے۔ جب ہم علی پور پہنچے تو پیر صاحب شائد نارووال جانے کیلئے بالکل تیار تھے۔ آپ نے فرمایا تم کھانا کھاؤ اور حویلی میں جا کر ٹھہرو۔ میں تھوڑی دیر کے بعد آ جاؤں گا۔ میں اوپر جا کر کمرے میں سو گیا۔ دو تین گھنٹے سویا رہا کافی تھکاوٹ تھی۔ ایک لڑکے نے آ کر اُٹھایا اور کہا کھانا کھا لو۔ کھانے کے بعد میں پھر سو گیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد قبلہ فخرِ ملت تشریف لے آئے۔ میرے ماموں نے عرض کیا جناب یہ میرا بھانجا ہے اس نے ناظم کا الیکشن لڑنا ہے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس کو کامیابی دے اور یہ بشیر ہے اس نے نائب ناظم کی سیٹ سے الیکشن میں حصہ لیا ہے۔ آپ نے اسی وقت فرمایا جب ناظم جیت گیا تو نائب ناظم بھی جیت جائے گا۔ جیسے قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا اسی طرح ہوا۔ میرے ساتھ نائب ناظم بھی جیت گیا۔ دوسری مرتبہ جب الیکشن قریب تھے قبلہ فخرِ ملت کے صاحبزادے پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے بڑے بیٹے صاحبزادہ سید نور حسین شاہ صاحب پیدا ہوئے میں مٹھائی لیکر قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی جناب شہزادہ حضور کی مبارک ہو۔ پھر قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا میں بھی تمہیں الیکشن میں کامیابی کی مبارک دیتا ہوں۔ حالانکہ ابھی الیکشن ہوا بھی نہیں قبلہ فخرِ ملت نے پہلے ہی الیکشن میں کامیابی کی مبارک دے دی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی شان ہے جو ان کی زبان مبارک سے نکل جاتا ہے۔ یہ اللہ عزوجل اس کو پورا فرما دیتا ہے۔

گاڑی پہنچ گئی

قاری نعمت علی صاحب مسلمانیاں والے بتاتے ہیں۔ یہ واقعہ میرے بھائی اصغر کے ساتھ پیش آیا۔ اس نے بتایا کہ قبلہ فخر ملت کراچی تشریف لائے لیکن مجھے علم نہیں تھا کہ آپ آئے ہوئے ہیں۔ میں رات کو سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ صبح کا وقت ہے تقریباً دس سوا دس بجے کا ٹائم ہے۔ میں کراچی کے ایک چوک میں کھڑا ہوں۔ میں اپنے پیچھے سر پھیر کر دیکھتا ہوں تو قبلہ فخر ملت تشریف فرما ہیں۔ میں آپ کی قدم بوسی کرتا ہوں۔ صبح جب میں بیدار ہوتا ہوں اور اسی جگہ پر جا کر کھڑا ہو جاتا ہوں جہاں رات کو میں نے اپنے خواب میں دیکھا۔ ٹھیک اسی وقت جب پیچھے کی جانب دیکھتا ہوں تو قبلہ فخر ملت جلوہ افروز ہیں۔ میں آپ کی زیارت کرتا ہوں۔ آپ کو سلام عرض کرتا ہوں اور اپنا تعارف کراتا ہوں کہ جناب میں قاری نعمت علی مسلمانیاں والے کا بھائی ہوں اور ادھر کراچی میں کام کرتا ہوں۔ مجھے دیکھ کر بڑے خوش ہوئے۔ پھر کراچی میں جہاں بھی پروگرام ہوتا قبلہ فخر ملت مجھے بلا لیتے۔ ایک دفعہ کراچی میں آپ کو گاڑی کی ضرورت پیش آئی تو اچانک ایک آدمی گاڑی لے کر حاضر ہو گیا اور اس نے عرض کیا کہ مجھے عبدالرشید نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ جو امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے مرید ہیں اور انہوں نے مجھے کہا ہے کہ جہاں بھی قبلہ فخر ملت نے جانا ہو گا تم ان کو اسی گاڑی میں لیکر جانا جتنی دیر تک آپ کراچی میں تشریف رکھے ہوئے ہیں اور جب تم کو وہ اجازت دیں پھر تم واپس آ جانا۔

سخاوت کا منفرد انداز

سید اشفاق شاہ صاحب بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ قبلہ فخر ملت نے کماد لگوایا قبلہ فخر ملت نے گنوں سے بھری ہوئی ٹرالی کو بازار میں کھڑا کرا دیا لوگ گنے اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ قبلہ فخر ملت کے ایک بہت گہرے دوست سید حافظ اختر فتح پور والے انہوں نے عرض کیا جناب آپ نے ٹرالی بازار میں کھڑی کر دی ہے لوگ گنے اٹھا کر لے جا رہے ہیں قبلہ فخر ملت فرمانے لگے حافظ جی ٹرالی کو اسی لیے یہاں کھڑا کیا ہے کہ لوگ گنے لے جائیں تو کیا بچے اور عورتیں گنے لینے کیلئے کھیت میں جائیں ایسی سخاوت کرنا آپ ہی کا خاصہ ہے۔ کیونکہ آپ کا تعلق سخی گھرانے سے ہے۔

جماعت علی کا گھرانہ سخی ہے — بنی ہے سخاوت پہچان علی پور

خواب سے آگاہی

خادم حسین جماعتی جو کہ مرید کے کے پاس ایک گاؤں یاوے والی وہاں کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ خواب میں حضور امیر ملت کی زیارت کی تو آپ نے پڑھنے کیلئے ایک وظیفہ بتایا جب میں بیدار ہوا تو وہ وظیفہ مجھے بھول گیا۔ میں بڑا پریشان ہوا۔ میں اسی پریشانی میں قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا بھلایا کیوں تھا میں نے عرض کیا بھول ہوگئی۔ آپ نے مہربانی فرماتے ہوئے اُسی وظیفہ کو پڑھایا اور فرمایا یہی تھا میں نے عرض کیا حضور یہی وظیفہ قبلہ امیر ملت نے مجھے خواب میں پڑھایا تھا۔

مشکوک ہدیہ سے اجتناب

خادم حسین جماعتی بیان کرتے ہیں کہ ہم ہر سال سالانہ عرس پاک کے موقع پر ایک بکرا لنگر شریف کے لئے لے کر آتے تھے۔ میرے چار بیٹے ہیں اب ہر سال چار بکرے پیش کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ عرس پاک کے موقع پر مجھے بیٹے کہنے لگے ابا جی عرس پر نہیں جانا؟ میں نے کہا بکرا نہیں ہے تو پھر میں نہیں جاؤں گا۔ اتفاق سے ایک شخص میرے بیٹے کو ملا اس کے پاس ایک بکرا تھا۔ میرے بیٹے نے اس سے سودا کیا۔ دس ہزار میں سودا طے ہوگیا۔ میرا بیٹا اس شخص کو کہنے لگا اس کی قیمت کچھ دنوں بعد دونگا۔ اس نے بکرا دے دیا۔ میرا بیٹا بکرے کو لیکر گھر آ گیا اور مجھے کہنے لگا ابو جی علی پور شریف جانے کی تیاری کرلیں بکرا میں لے آیا ہوں۔ جب ہم علی پور شریف آئے تو قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قبلہ فخرِ ملت مجھے فرمانے لگے خادم حسین بکرا اُدھار ہی لے آئے ہو۔ پیسے نہیں تھے تو پھر ویسے ہی آجاتے۔ جب قبلہ فخرِ ملت نے مجھے یہ فرمایا تو میں نے اپنے بیٹے کی طرف غصے سے دیکھ کر کہا اس کی قیمت کیوں نہیں دی۔ یہ قبلہ فخرِ ملت کی نگاہِ ولایت تھی کہ بکرے کو دیکھ کر ہی بتا دیا کہ تم نے یہ جانور اُدھار لیا ہے۔

بتائے بغیر جان لیا

حاجی نصیر احمد جماعتی (ڈسکہ) نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں نے گھر سے ہی ارادہ کیا کہ قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضر ہونا ہے تو اتنی رقم آپ کی خدمت میں نذر پیش کرنی ہے اور اتنی رقم مدرسہ کیلئے ہے۔ جب میں علی پور شریف پہنچا اور قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضری دی آپ

کی خدمت میں نذر پیش کی لیکن مجھے آپ کو بتانا یاد نہ رہا۔ کہ مدرسہ کیلئے بھی رقم ہے۔ قبلہ فخرِ ملت نے وہ رقم جب پکڑی تو اس میں سے اتنی رقم مولوی اسماعیل صاحب کو دی کہ مدرسہ کے کھاتے میں جمع کر دو۔ جتنی میں نے سوچی ہوئی تھی۔

بیٹے کی بشارت

حاجی صادق صاحب کپڑے والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ پیر صاحب میرے چچا محمد شریف جماعتی کے گھر تشریف لائے۔ انہوں نے سفید چنوں کی چاولوں کی دیگ پکوائی۔ ختم شریف کیلئے جب آپ کے سامنے چاول رکھے قبلہ فخرِ ملت فرمانے لگے یہ تو مجھے پسند ہیں۔ اس وقت میرے چچا کی تیسری چھوٹی بیٹی کی عمر نو سال تھی۔ قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا دعا کرو اللہ تعالیٰ شریف کو بیٹا عطا فرمائے۔ قبلہ فخرِ ملت کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹا عطا فرمایا اور اس کا نام علی رضا رکھا اللہ تعالیٰ اس کو سلامت رکھے۔

بیماری جاتی رہی

گوجرانوالہ کی ایک پیر بہن عذرا بی بی کہتی ہیں۔ ایک دفعہ میری بھابھی بہت بیمار ہو گئی اسے دورے پڑتے تھے۔ وہ بڑا عرصہ ڈاکٹروں حکیموں سے علاج کرواتی رہی کہیں سے بالکل آرام نہ آیا۔ بالآخر وہ میرے پاس چلی آئی اور کہنے لگی کہ مجھے قبلہ فخرِ ملت کے پاس لے چلو تو میں نے کہا تم دل سے یقین رکھو گی تو پھر ٹھیک ہو جاؤ گی۔ میرے قبلہ فخرِ ملت کوئی عام پیر نہیں ہیں پھر میں اسے لے کر حضور قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضر ہوئی تو میں نے قبلہ فخرِ ملت کو سارا واقعہ سنایا تو قبلہ فخرِ ملت نے دم کیا اور کچھ تعویز دیئے۔ پھر ہم واپس گھر آ گئے۔ اس وقت قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا ٹھیک ہو جائیگی۔ قبلہ فخرِ ملت کے ایک دفعہ دم کرنے سے میری بھابھی کو ہمیشہ کے لئے دورے پڑنے سے نجات مل گئی پھر اسے کبھی دورہ وغیرہ نہیں پڑا۔ پھر وہ کہنے لگی واقعی قبلہ فخرِ ملت سچے سید اور ولی اللہ ہیں پھر اس کے بعد میری بھابھی قبلہ فخرِ ملت کی مرید ہو گئی۔

سانس کی تکلیف جاتی رہی

عذرا بی بی گوجرانوالہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ میری نواسی بیمار ہو گئی۔ جب وہ روتی تھی تو اس کی سانس رک جاتی اور ایسے لگتا کہ جیسے وہ ختم ہو گئی ہے۔ پھر اسے بڑے بڑے ڈاکٹروں کے پاس لے کر جاتے تو ڈاکٹر کہتے کہ ایک سال تک اس کا مکمل علاج کروائیں۔ لیکن

اس کی ماں پریشان رہتی تھی۔ مجھ سے اس کی پریشانی دیکھی نہیں جاتی تھی تو میں نے کہا میرے قبلہ فخر ملت کے ہوتے ہوئے ہم کیوں پریشان ہوں۔ میں اسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے ایک دفعہ دم کیا اور ایک تعویز دیا تو اس کے بعد ہماری بیٹی کی سانس کبھی نہیں رکی۔ اب تک وہ ماشاء اللہ بالکل صحت مند ہے۔

پتھری جاتی رہی

عذرا بی بی گوجرانوالہ بیان کرتی ہیں ایک دفعہ میری بیٹی کے پیٹ میں پتھری ہو گئی تو ڈاکٹروں نے کہا کہ آپریشن ہو گا لیکن میں یہ خبر سن کر بہت زیادہ پریشان ہو گئی۔ پھر میں قبلہ فخر ملت کے پاس حاضر ہوئی اور میں نے عرض کی کہ حضور میری بیٹی کے پیٹ میں پتھری ہو گئی ہے، اور ڈاکٹر کہتے ہیں کہ آپریشن ہو گا لیکن میری بیٹی بہت کمزور ہے دعا کریں کہ وہ بغیر آپریشن کے ٹھیک ہو جائے۔ قبلہ فخر ملت نے مٹی کے ڈھیلے دم کر کے دیئے۔ اور فرمایا یہ پیٹ پر لگانا انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیگی۔ ابھی ایک دفعہ میری بیٹی نے یہ طریقہ کیا تو پھر ہم نے ڈاکٹر سے چیک کروایا تو ڈاکٹر نے کہا کہ اب تو اس کے پیٹ میں پتھری کا نام ونشان بھی نہیں رہا لیڈی ڈاکٹر نے کہا کہاں سے علاج کروایا ہے تو میری بیٹی نے کہا ڈاکٹروں سے علاج نہیں کروایا ہے۔ بلکہ اپنے قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب سے کروایا ہے جنکے چرچے عرب اور عجم میں ہیں جن سے دنیا فیض یاب ہو رہی ہے۔ یہ ان کی نظر کرم ہے کہ میں آپریشن سے بچ گئی خدا میرے قبلہ فخر ملت کا سایہ تا قیامت ہمارے سروں پر قائم دائم رکھے۔ آمین۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

بینائی واپس آ گئی

مولوی محمد جمیل نقشبندی جماعتی لویری والا تحصیل وزیر آباد نے بتایا۔ لویری والا میں ایک لڑکی اندھی ہو گئی۔ اس لڑکی کو قبلہ فخر ملت کی خدمت میں لایا گیا۔ حضور قبلہ فخر ملت نے اس لڑکی کو دم کیا۔ اس لڑکی کی بینائی ٹھیک ہو گئی آج تک وہ لڑکی زندہ ہے۔

جنت کی سیر

حاجی محمد اکرم جماعتی ساکن چک نمبر ۵ جنوبی تحصیل بھلوال نے بتایا۔ یہ حضور قبلہ

فخرِ ملت کی وفات سے پہلے کی بات ہے کہ میں نے ایک خواب دیکھا۔ جس میں پیر صاحب مجھے حکم دیتے ہیں کہ جاؤ اکرم جنت میں بنے ان مکانات کی سیر کر کے آؤ۔ ان کے حکم کے مطابق جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا وہ مکانات اتنے زیادہ تھے کہ میں آدھے راستے سے تھک کر واپس آ گیا۔ میں نے عرض کیا سرکار یہ اتنے زیادہ مکانات کس لئے ہیں؟ قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا میرے ساتھ میرے غلام بھی ہونگے۔

جو پہنچوں سر حشر تو میں یہ دیکھوں
یہاں بھی میرے پیر کی سروری ہے

دعا کی برکت

حاجی محمد صادق کپڑے والے (ڈسکہ) نے بتایا کہ جون ۲۰۱۲ء کے مہینہ میں ایک دن بہت زیادہ گرمی تھی میں نے حضور قبلہ فخرِ ملت کو فون کیا اور عرض کی جناب گرمی بہت زیادہ ہے دعا فرمائیں بارش ہو جائے۔ قبلہ فخرِ ملت نے جلالی کیفیت میں فرمایا پھر میں کیا کروں پھر میں نے عرض کیا حضور دعا فرمائیں بارش ہو جائے آپ نے فون بند کر دیا۔ حاجی صاحب نے کہا پھر خود ہی دوسرے دن صبح کے وقت قبلہ فخرِ ملت نے شفقت فرماتے ہوئے مجھے فون کیا سناؤ بارش ہو گئی میں نے عرض کیا جناب آپ کی دعا کی برکت سے مخلوق خدا کا بھلا ہو گیا۔

عالم دین بنا دیا

قاری محمد الیاس جماعتی پنڈی پنجوڑاں (سیالکوٹ) نے بتایا۔ کہ میرے والد صاحب مولوی محمد اسحاق جماعتی کچھ بھی نہیں پڑھے نہ سکول کا کچھ پڑھا ہے اور نہ ہی درس نظامی پڑھا ہے۔ ایک مرتبہ حضور قبلہ فخرِ ملت نے میرے والد صاحب کو اپنے سینے سے لگایا پھر اس کے بعد میرے والد صاحب تقریریں کرنے لگے۔ اور میرے والد صاحب نے اب کتابوں کی لائبریری بھی بنالی ہے۔ حضور قبلہ فخرِ ملت کی نگاہ کرم سے آپ نے میرے والد محترم کو عالم دین بنا دیا۔ پھر قبلہ فخرِ ملت نے کرم فرماتے ہوئے والد صاحب کو اپنی خلافت سے بھی نواز دیا۔

توجہ کا اثر

کرامت علی جماعتی ولد ڈاکٹر غلام غوث ۳۴۵ ب۔ ج ٹوبہ ٹیک سنگھ نے اپنا واقعہ سنایا۔ میں این۔ ایل۔ سی کمپنی میں ملازم تھا۔ میں کمپنی کا بڑا ٹرالہ چلاتا تھا۔ اکثر سپر ہائی وے پر

رات کو ٹرالہ چلاتے چلاتے سو جایا کرتا تھا۔ اور ٹرالہ چلتا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور قبلہ فخرِ ملت کی نظر کرم سے کبھی ایکسیڈنٹ نہیں ہوا۔ ایک مرتبہ قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ فرمانے لگے بھائی کرامت جب ٹرالہ چلاتے ہوئے نیند آ جائے تو ٹرالہ روک کر سو جایا کرو۔ قبلہ فخرِ ملت کے فرمانے کے بعد میرے ذہن میں یہ بات آئی۔ اکثر مجھے نیند آ جاتی تھی۔ میری حفاظت تو میرے قبلہ فخرِ ملت کرتے رہے۔ اس لئے آپ نے فرمایا جب تمہیں نیند آ جائے تو پھر ٹرالہ روک کر سو جایا کرو۔ یہ فرمان اس بات کی دلیل ہے کہ قبلہ فخرِ ملت کی اپنے مریدوں کی طرف ہر وقت نظر کرم اور توجہ رہتی ہے۔

جادو سے بچالیا

حامد علی جماعتی ملتان نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں نے علی پور شریف حاضری دی آپ نے فرمایا کرامت پر بڑا سخت جادو ہوا تھا۔ کراچی میں حضرت عبداللہ شاہ غازی کے دربار کے قریب ہی سلطانہ آباد کالونی میں ہم رہتے تھے۔ وہاں پر میں بیمار ہو گیا۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا گویا کسی نے مجھ پر جادو کر دیا ہے۔ قبلہ فخرِ ملت کراچی تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ بھائی محمد علی خادم تھے ۔ لیکن مجھے آپ کے کراچی میں جانے کا کوئی علم نہ ہو سکا۔ میں سلطانہ آباد کی ایک مسجد میں مولوی عابد صاحب کے پاس جمعہ پڑھنے جاتا تھا۔ کیونکہ وہ اکثر قبلہ فخرِ ملت کا ذکر جمعہ میں کرتے تھے ۔ اس لیے میں وہاں جاتا تھا۔ ایک دن میں اپنی رہائش پر واپس آ رہا تھا۔ میرے چہرے پر پانی کے چھینٹے پڑے۔ میں بڑا پریشان ہو گیا کہ اب میری خیر نہیں ہے۔ میں نے اپنے منیجر کو کہا جناب مجھے پنجاب کا لوڈ دیکر بھیج دیں تا کہ میں اپنے قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضری دوں۔ انہوں نے مجھے پنجاب بھیج دیا۔ میں کام سے فارغ ہو کر علی پور شریف حاضر ہوا۔ قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کھانا کھا لو۔ جب میں کھانے لگا تو بھائی محمد علی صاحب جو آپ کے خادم تھے وہ کہنے لگے کہ میں قبلہ فخرِ ملت کے ساتھ کراچی گیا ہوا تھا۔ پھر ہم سمندر کے پاس آئے۔ میں نے قبلہ فخرِ ملت کو دیکھا کہ آپ سمندر میں کافی دور چلے گئے۔ جب آپ واپس تشریف لائے فرمانے لگے کرامت پر بڑا سخت جادو ہوا تھا۔ اب اس کو کوئی تکلیف نہ ہوگی ۔ بھائی محمد علی نے کہا خدا کا شکر کرو قبلہ فخرِ ملت نے تمہیں بچالیا۔ پھر میرے ذہن میں بات آئی جو پانی میرے چہرے پر پڑا وہ قبلہ پیر و مرشد نے آب شفاء کے چھینٹے مجھ پر پھینکے۔ اس کے بعد مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ یہ قبلہ فخرِ ملت کی ہم غریبوں پر نظر کرم ہے کہ آپ نگاہِ کرم سے ہمیں

مصیبتوں سے بچا لیتے ہیں۔

جب میں گھر سے علی پور شریف کیلئے روانہ ہوا۔ اس وقت میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش اس دفعہ قبلہ فخرِ ملت کے ساتھ آپ کی گاڑی میں بیٹھ کر سفر کرنے کا موقع مل جائے۔ جب میں قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضر ہوا رات علی پور شریف گزاری صبح کھانے کے بعد قبلہ پیر صاحب کی خدمت میں اجازت کیلئے حاضر ہوا۔ قبلہ فخرِ ملت فرمانے لگے کہ ہمارے ساتھ ہی اڈے تک چلے جانا۔ میں نے عرض کی ٹھیک ہے۔ قبلہ فخرِ ملت جب گاڑی میں بیٹھنے لگے۔ مجھے حکم فرمایا تم بھی گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔ میں بھی آپ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا۔ گاڑی چلنے لگی۔ قبلہ فخرِ ملت کہنے لگے تم اڈے تک جاؤ گے یا ڈسکہ تک ہمارے ساتھ چلو گے۔ میں نے عرض کیا جناب ڈسکہ تک جاؤں گا۔ آپ فرمانے لگے وہاں سے تمہیں لاہور کی گاڑی آسانی سے مل جائے گی۔ یہ قبلہ فخرِ ملت کی نگاہ کرم ہے کہ آپ نے میرے دلی خیالات کو جان لیا جو میں نے گھر سے روانہ ہوتے ہوئے سوچا تھا اور آپ نے مجھ پر کمال شفقت فرماتے ہوئے اپنے ساتھ گاڑی میں سوار کیا۔

من پسند کھانے کی تمنا پوری ہوئی

حامد علی جماعتی نے بتایا ایک مرتبہ میں علی پور شریف آیا۔ اس دفعہ میں نے دل میں یہ سوچا کہ قبلہ فخرِ ملت کے پاس لنگر شریف سے بکرے کا گوشت کھانا ہے۔ میں علی پور شریف آیا قبلہ فخرِ ملت آرام فرما رہے تھے۔ خادم نے مجھے کھانا کھلایا۔ خادم نے مجھے کہا اوپر کمرے میں جا کر آرام کر لو میں نے تھوڑی دیر آرام کیا کچھ دیر کے بعد میں نیچے آیا۔ قبلہ فخرِ ملت باہر تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ کی دستِ بوسی کی۔ قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا لنگر کھانا ہے۔ یہ آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ تیسری دفعہ میں نے عرض کیا حضور یہاں کے لنگر سے کون انکار کرتا ہے آپ نے فرمایا کمرے میں کھانا پڑا ہوا ہے۔ جاؤ کھا لو۔ میں آپ کے کمرے میں کھانے کیلئے چلا گیا۔ جب میں نے برتن کا ڈھکن اٹھایا تو وہ بکرے کا گوشت ہی تھا۔ میں نے وہی کھایا۔ یہ قبلہ فخرِ ملت کی نگاہِ ولایت ہے کہ میرے دل میں جس کھانے کی تمنا تھی وہی آپ نے مجھے کھلا دیا۔

دلی خیالات سے باخبر

حامد علی جماعتی نے بتایا میں پیر سید علی حسین شاہ صاحب چادر والی سرکار کے شہزادے

کے ساتھ ملتان شریف سے یہاں علی پور شریف حاضر ہوا۔ جب ہم دونوں قبلہ فخر ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کھانا کھالو۔ جب ہم کھانا کھانے لگے۔ برتن کا ڈھکن اٹھایا۔ تو سالن بھنڈیوں کا تھا سالن کو دیکھ سید علی حسین شاہ صاحب کہنے لگے کہ قبلہ فخر ملت کی کرامت دیکھو۔ میں جب ملتان سے آنے لگا اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ علی پور شریف جا کر بھنڈیوں کے ساتھ کھانا کھاؤں گا۔ تم یہ دیکھ لو سامنے بھنڈیاں ہی پڑی ہوئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے شیخ کامل ہمارے دلی خیالات سے بھی باخبر ہیں۔

جادو سے نجات

حامد علی جماعتی نے بتایا مجھ پر کسی نے جادو کر دیا کہ اس کا کاروبار نہ چلے اور نہ ہی اس کی شادی ہو۔ پہلے میرا کاروبار ٹھیک تھا اچانک ماند پڑ گیا۔ میں بڑا پریشان رہتا تھا۔ اسی پریشانی میں میں اپنی والدہ صاحبہ کے ساتھ ملتان سے علی پور شریف آیا۔ ہم علی پور شریف رات کو پہنچے۔ جب صبح قبلہ فخر ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو قبلہ فخر ملت نے میری والدہ کو فرمایا اس پر بہت سخت جادو ہوا ہے۔ میں رات سے اس کیلئے دعا کر رہا ہوں۔ حامد علی صاحب نے اس کے بعد کہا جب ہم واپس گھر پہنچے تو مجھے کسی قسم کی پریشانی نہیں تھی، کاروبار پہلے سے بھی زیادہ بہتر ہو گیا اور میری شادی بھی ہو گئی۔ یہ سب کچھ قبلہ فخر ملت کی توجہ اور دعا کے صدقے میں مجھے جادو سے نجات ملی۔

ترقی کا راز

کراچی سے صوفی مشتاق احمد جماعتی نے بتایا میں ایک مرتبہ قبلہ فخر ملت کی خدمت میں علی پور شریف حاضر ہوا میں نے جب آپ کی زیارت کی آپ فرمانے لگے کیسے آئے ہو۔ میں نے عرض کی جناب پرموشن کیلئے آیا ہوں۔ میں بینک میں نوکری کرتا ہوں۔ مجھے ترقی چاہئے آپ دعا فرما دیں۔ قبلہ فخر ملت نے فرمایا فکر نہ کرو تمہاری ترقی ہو جائے گی۔ کچھ دنوں کے بعد جب میں واپس کراچی گیا اور بینک میں نوکری کیلئے گیا دو یا تین دن بعد بینک ڈیپارٹمنٹ کا جو آفیسر تھا اس نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا اور مجھے کہنے لگا مجھے سچ بتاؤ تمہاری ترقی میں کیا راز ہے۔ حالانکہ میں نے تمہارا نام ڈیپارٹمنٹ میں بھیجا ہی نہیں کیونکہ تمہارا نمبر 9 ہے جن کے نام بھیجے ہیں ان کے پچیس چھبیس سے زیادہ ہیں۔ میں نے منیجر کو کہا بھائی میں نے اپنی پرموشن علی پور شریف

سے کرائی ہے۔ کہنے لگا وہ کیسے میں نے اس کو بتایا میں نے اپنے پیر صاحب قبلہ فخر ملت کی خدمت میں ترقی کے لئے عرض کی تھی۔ میری ترقی قبلہ فخر ملت کی توجہ کی برکت سے ہوئی۔

کمیٹی نکل آئی

صوفی مشتاق احمد جماعتی نے بتایا ۲۰۱۱ء میں کراچی کے کچھ ساتھی میرے بیٹے کیساتھ پارٹنر شپ پر اکٹھے کام کرتے تھے میرے بیٹے کے وصال کے بعد انہوں نے مجھے کہا۔ کہ ہم آپ کو جہاز کے آنے اور جانے کا ٹکٹ لیکر دیتے ہیں۔ آپ اپنے پیر صاحب کے پاس جائیں اور ہمارے لئے دعا کرائیں کہ ہماری کمیٹی نکل جائے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ انہوں نے مجھے کراچی سے لاہور تک آنے جانے کا ٹکٹ لیکر دیا۔ میں علی پور شریف قبلہ فخر ملت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کی خدمت میں اپنے آنے کا مقصد عرض کیا اور ساتھ مودبانہ عرض کی کہ حضور اگر کمیٹی نہ نکلی تو پھر میں ان کو ٹکٹ کے روپے واپس کر دونگا۔ آپ نے فرمایا فکر نہ کرو کمیٹی ان کی ہی نکلے گی تم پیسے واپس نہ کرنا۔ علی پور شریف میں چند دن ٹھہرنے کے بعد آپ کی اجازت سے میں واپس کراچی چلا گیا۔ دوسرے ماہ کی دس تاریخ کو ان کی کمیٹی نکل آئی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ہماری کمیٹی نکل آئی ہے۔ میں نے قبلہ فخر ملت کو فون پر عرض کیا جناب مبارک ہو کمیٹی نکل آئی ہے۔ قبلہ فخر ملت نے فرمایا تمہیں بھی مبارک ہو۔ پہلے کافی عرصہ سے ان کی کمیٹی نہیں نکلی تھی لیکن جب قبلہ فخر ملت نے توجہ فرمائی فوراً ہی ان کی کمیٹی نکل آئی۔

برکت والی چینی کا اثر

قبلہ فخر ملت کے ایک مرید جو پچیس سال سے علی پور شریف میں رہ رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے چند واقعات سنائے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں بچپن میں بہت ضدی تھا اور کئی کئی گھنٹے روتا رہتا تھا اپنی ضد منوانے کیلئے کئی کئی دن والدین کو تنگ کرتا رہتا۔ میری والدہ محترمہ علی پور شریف عرس مبارک کے موقع پر حاضر ہوئیں اور قبلہ فخر ملت سے چینی دم کروائی کہ بچہ بہت ضد کرتا ہے اور روتا رہتا ہے۔ میری والدہ بتاتی ہیں کہ اس دم اور برکت والی چینی کے استعمال کے بعد میں نے ضد ترک کر دی اور رونا بھی بند کر دیا۔ میری والدہ نے نیت کی تھی کہ جب میں بڑا ہو جاؤنگا تو قبلہ فخر ملت کی ہی بیعت کراؤنگی۔ لہٰذا میں نے بڑے ہو کر قبلہ فخر ملت کی دست بیعت کی۔ حالانکہ اس وقت شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ سجادہ نشین تھے اور آپ کے والد محترم

جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ بھی بیعت فرماتے تھے۔

گمشدہ بیگ مل گیا

صوفی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میں واپڈا میں ملازم تھا تو ہر ماہ مخصوص رقم لنگر شریف کیلئے جمع کرتا رہتا تھا۔ سال بعد عرس شریف کے موقع پر حاضری کیلئے ارادہ کیا۔ تو بیگ میں تھوڑا سا سامان اور جمع شدہ نذرانہ رکھ کر لاہور بادامی باغ بس اڈہ پر پہنچا۔ نارووال والی بس میں سوار ہوا اور سب سے اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا بیگ بھی سیٹ پر رکھ دیا۔ میں نے سوچا کہ جلدی سے اُتر کر پیشاب کی حاجت سے فارغ ہو آؤں ساتھ والی سواری سے کہہ کر میں اتر گیا۔ جب واپس آیا تو بس پر سوار ہو کر جب اگلی سیٹ پر پہنچا تو دیکھا کہ سیٹ کے ڈیزائن کلر اور آدمی بھی دوسرے تھے۔ گویا میرے والی بس نکل گئی اور اس کی جگہ دوسری بس نارووال کی کھڑی تھی۔ میں بہت پریشان ہوا اور فوراً اُتر کر ٹیکسی کے ذریعے اگلی بس پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ بھی مطلوبہ بس نہیں تھی اور بھاگ دوڑ کر اگلی بس کو پکڑا وہ تھی تو نارووال کی مگر جس کی مجھے تلاش تھی وہ بڑی کوشش کے بعد بھی نہ مل سکی۔ لہذا ناچار میں اسی بس میں بیٹھ گیا اور سفر کرنے لگا میرے چہرے پر پریشانی دیکھ کر قریب کے ساتھی بولے کیا پریشانی ہے۔ میں نے واقعہ سنایا وہ افسردہ ہوئے اور تسلی دی۔ میں دل میں قبلہ فخر ملت کو یاد کرتا رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ مجھے اپنے سامان کی فکر نہیں پشیمانی ہے تو اس نذرانہ کی جو میں نے قبلہ فخر ملت کی خدمت میں پیش کرنا تھا سفر کٹتا رہا منزل قریب آتی گئی اچانک بدوملہی سٹاپ پر بس رکی۔ اس کے آگے والی بس جو چلنے ہی والی تھی میں نے تیزی سے اتر کر آگے کھڑی بس کی اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی سے ویسے ہی برجستہ کہا کہ بھائی جان میرا بیگ پکڑا دیں۔ اس نے مجھے دیکھا اور جلدی سے میرا بیگ تھما دیا۔ میں واپس اپنی بس میں آکر بیٹھ گیا اور بیگ کھول کر جائزہ لینے لگا کہ کوئی چیز گم تو نہیں ہوئی لیکن جب قبلہ فخر ملت محافظ اور پاسبان ہوں تو فکر کیا ہے۔ ہر چیز سلامت، پیسے پورے بہت خوش ہوا ساتھ بیٹھے لوگ بھی خوش ہوئے اور حیران بھی۔ جب سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا تو نذر پیش کی آپ خوش ہوئے اور مسکرائے بھی۔

غلطی پر تنبیہ

صوفی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں میں واپڈا آفس میں کام کرتا تھا۔ ہمارا

اور سپر مجھ سے کچھ ناجائز فرضی کوٹیشن ڈسپیچ یعنی اندراج کرواتا تھا۔ اور میرے دراز میں کچھ رقم رکھ جاتا۔ جب میں قبلہ فخرِ ملت کے پاس سلام کے لئے حاضر ہوا اور میں نے اس رقم کے بارے میں مطلع کیا تو قبلہ فخرِ ملت نے سن کر فرمایا کہ حرام کھانے کے لئے تو ہی رہ گیا ہے۔ اس تنبیہ کے بعد میں نے پھر کبھی ایسی رقم وصول نہیں کی اور میز کی دراز کو تالا لگا دیا۔

بینائی بہتر ہوگئی

صوفی ناقص صاحب نے بتایا۔ جب میری عمر ساٹھ سال سے زیادہ ہوئی۔ تو میری نظر کمزور ہونے لگی۔ میں نے عینک لگوانے کی بجائے ارادہ کیا کہ ہر ماہ اپنی آنکھوں پر قبلہ فخرِ ملت سے دم کروالیا کروں گا۔ پھر میں پابندی سے ہر ماہ سلام اور دست بوسی کے بعد آنکھوں پر قبلہ فخرِ ملت سے دم کرالیتا۔ قبلہ فخرِ ملت کی پھونک کی برکت سے میری بینائی پہلے سے بہتر ہوگئی اور عینک کی نوبت نہیں آئی۔ اب بھی ماشاءاللہ عینک کے بغیر پڑھ سکتا ہوں اور لکھ بھی لیتا ہوں۔

کراچی کی سیر

صوفی ناقص صاحب نے بتایا۔ جن دنوں میں لاہور واپڈا میں ملازم تھا ایک دن اچانک قبلہ فخرِ ملت کی یاد ستانے لگی اور زیارت کو دل چاہا۔ حاضری کے لئے علی پور سیداں شریف جب پہنچا تو پتہ چلا کہ قبلہ فخرِ ملت کراچی تشریف لے گئے ہیں۔ خادم سے کراچی کا ایڈریس لیا اور لاہور آ کر سفر کی ایک دن کی تیاری کے بعد دوسرے دن ریلوے اسٹیشن تین چار بجے پہنچ گیا۔ کراچی کا ٹکٹ لیا اور پلیٹ فارم پر آ گیا گاڑی کھڑی تھی۔ مجھے پتہ نہیں تھا کہ کراچی والی گاڑی میں پہلے سے بکنگ ہوتی ہے۔ تب سیٹ ملتی ہے۔ کیونکہ میں پہلی دفعہ کراچی جا رہا تھا۔ مجھے کچھ معلومات نہیں تھی۔ جن کی بکنگ نہیں تھی وہ لوگ کھڑے تھے اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی میری طرف آیا مجھے بازو سے پکڑ کر گاڑی پر سوار کرایا اور دروازے کے قریب کھڑکی کے ساتھ اکیلی سیٹ پر بٹھا دیا اور کہا یہاں سے نہیں اٹھنا اور وہ غائب ہوگیا۔ اتنے لمبے سفر میں میرے لئے یہ سیٹ کسی نعمت سے کم نہ تھی۔ جو لوگ بکنگ کے بغیر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب ٹی ٹی نے اٹھا دیئے مگر میری ٹکٹ دیکھنے کے بعد خاموشی سے چلا گیا۔ گویا مجھ انجان کی سیٹ میرے قبلہ فخرِ ملت نے بک کروائی تھی۔ جب میں کراچی میں قبلہ فخرِ ملت کی قیام گاہ پر حاضر ہوا۔ کراچی میں ایک مقام پر محفل تھی قبلہ فخرِ ملت مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ محفل کے بعد قبلہ فخرِ ملت نے ایک پیر

بھائی کو فرمایا اس کو پورے کراچی کی سیر کراؤ۔ اس نے مجھے ساحل سمندر، بحری جہازوں، عجائب گھر اور چڑیا گھر کی سیر کروائی اور بھی بہت سی جگہوں پر لے گیا۔ چوتھے دن قبلہ فخر ملت نے حاجی رشید کو فرمایا اس کو اسٹیشن پر لے جاؤ گاڑی میں بیٹھا کر پھر آنا۔

بیٹے کی بشارت

محمد جاوید اقبال ولد جماعتی ساکن گاؤں چک نمبر ۱۲ ر۔ ب سکندر پور تحصیل جھمرہ ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ قبلہ فخر ملت پر اللہ تعالیٰ رب العزت کروڑوں رحمتیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آپ کی دعا اور نظر کرم سے آج میں جس مقام پر ہوں آپ ہی کی برکت سے ہوں۔ میں شادی کے بعد پانچ سال تک اولاد کی نعمت سے محروم رہا اور یہ وقت میرے لئے کتنا مشکل تھا وہ تو میں ہی جانتا ہوں اور میرا خدا جانتا ہے جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولاد کی امید لگتی تھی۔ تین چار ماہ گزرنے کے بعد ڈی۔ این۔ سی کروانا پڑتی تھی۔ میں نے اچھے سے اچھے ڈاکٹروں سے اپنی بیوی کا علاج کروایا اس کے باوجود بھی یہ سلسلہ جاری رہا لیکن تیسری دفعہ جب چار ماہ سے ہم پریشان ہو جاتے تھے میری بیوی بالکل ٹھیک رہی ہم بہت زیادہ خوش تھے۔ اس دفعہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت خوبصورت بیٹے سے نوازا۔ لیکن وہ پیدا ہوتے ہی فوت ہو گیا۔ ہم بہت ہی مایوس ہو چکے تھے۔ اس کے بعد ہم قبلہ فخر ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قبلہ فخر ملت حویلی میں اپنے کمرے میں تشریف فرما تھے۔ میں نے رو کر آپ سے فریاد کی کہ میری اولاد نہیں ہے اور مایوسی کی وجہ سے ہم دونوں میاں بیوی ٹھیک طرح سے بات بھی نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا جو کچھ تم نے مجھے بتایا ہے۔ آج کے بعد سب بھول جاؤ۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کرم کرے گا اور اس دفعہ اللہ پاک آس لگائے تو میرے پاس آنا اور تعویذ لے جانا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو وارث عطا فرمائے گا۔ لیکن اس سے کچھ دن بعد قبلہ فخر ملت ہمارے ساتھ والے گاؤں میں تشریف لائے۔ جس وقت ہمیں آپ کی تشریف آوری کی خبر ملی اسی وقت ہم آپ کی زیارت کیلئے وہاں چلے گئے۔ تو وہاں آپ کی زیارت کا شرف نصیب ہوا تو آپ نے چینی دم کر کے میری بیوی کو دی۔ دوسرے دن جب میری بیوی نے وہ چینی منہ میں ڈالی تو اس نے گلاب جیسا ذائقہ محسوس کیا اور پھر جب منہ سے نکال کر دیکھا تو وہ چینی سے گلاب کی پتیاں بن گئیں۔ میری بیوی نے مجھے اسی وقت فون کر کے بتایا میرے پاس پیر بھائی انور جماعتی صاحب بھی تھے میں نے فوراً ان کو یہ واقعہ سنایا۔ انہوں نے خوش ہوتے ہوئے کہا کہ بہت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ

خوشی دکھائے گا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ہمیں اولاد کی امید لگادی اور یہ اسی کی نشانی تھی لیکن ہم اس سے باخبر تھے ہم قبلہ قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے تعویز عطا فرمایا اور دعا فرمائی۔ آپ کہ نظرِ کرم اور دعا سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت پیارا سا بیٹا عطا فرمایا جس کے سر کے بال ایک طرف سے سفیدی مائل ہیں۔ جو کہ میرے سرکار کی نشانی ہے۔ قبلہ فخرِ ملت نے اس کا نام محمد عثمان ذوالنورین رکھا۔ ہمیں بہت خوشی ہوئی ہم نے دربار شریف پر حاضری دی۔ تو قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا جاوید اب تو تم خوش ہو۔ اللہ تعالیٰ نے نشانی دے کر بیٹا دیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی دعا کی برکت سے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا مزید دیئے۔ میرے ماموں کا بیٹا اعجاز احمد وابلہ جو کہ سعودی عرب مدینہ شریف میں رہتا ہے۔ میرے ساتھ جب ولی کامل قبلہ فخرِ ملت سے ملنے گیا تو وہ آپ کی زیارت کرنے کے ساتھ ہی آپ کے دستِ بیعت ہو گیا۔

وارث مل گیا

جاوید اقبال وابلہ نے بتایا میرے چچا اختر حسین وابلہ پنجاب پولیس میں ملازم ہیں ان کی تین بیٹیاں تھیں۔ قبلہ فخرِ ملت کے پاس علی پور شریف حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ حضور دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ عزوجل مجھے وارث عطا کرے آپ کی دعا اور نظرِ کرم سے وہ ایک خوبصورت بیٹے کا باپ بن گیا۔ اسی طرح میرا ایک دوست آصف علی جو کہ میڈیسن کمپنی کا منیجر ہے۔ اسے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت سے بیٹے جیسی نعمت سے نوازا ہے۔ قبلہ فخرِ ملت کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ عزوجل نے ہر نعمت عطا کی ہے۔ اچھی نوکری اور گاڑی بھی دی ہے۔

شمس المصطفیٰ جماعتی ولد ڈاکٹر عطاء المصطفےٰ جماعتی نے بتایا۔ ایک بار قبلہ فخرِ ملت غلام نبی ٹھیکیدار جو کہ خلیفہ بھی تھے۔ ان کے ساتھ ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہمارے مکان کی حالت بہت خراب تھی۔ ایک کمرہ کچا اور ایک کچا برآمدہ تھا۔ غلام نبی ٹھیکیدار صاحب نے کہا کہ قبلہ دعا کریں یا تو ڈاکٹر صاحب کا مکان فروخت ہو جائے یا بن جائے تو قبلہ فخرِ ملت فرمانے لگے ٹھیکیدار صاحب کبھی جگہ بھی بیچتے ہیں۔ یہ مکان بن جائے گا ایک ماہ میں۔ دادا جی بتاتے ہیں کہ آپ کے فرمانے کے دو دن بعد نیا مکان بننا شروع ہو گیا۔ جس دن نیا گھر بنا کر رہائش اختیار کی اُس دن ایک مہینہ پورا ہو گیا۔ پاس ایک پیسہ بھی نہ تھا۔ قبلہ فخرِ ملت کے کرم سے ہی بن گیا۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
تمہارے دم سے میری نجات ہو کے رہی

نشہ چھوٹ گیا

شمس المصطفےٰ جماعتی نے بتایا کہ ایک مرتبہ قبلہ فخرِ ملت سانگلہ ہل تشریف لائے ہوئے تھے۔ میرے دادا جی کے چھوٹے بھائی اپنے بیٹے طاہر کو لے کر حاضرِ خدمت ہوئے اور قبلہ فخرِ ملت سے عرض کیا کہ بیٹا آوارہ پھرتا ہے۔ نشہ کرتا ہے آپ دعا فرمائیں یہ ٹھیک ہو جائے۔ دادا ابو کے بھائی بار بار یہی کہتے رہے اور قبلہ فخرِ ملت بار بار یہی فرماتے رہے کہ ٹھیک ہو جائے گا، ٹھیک ہو جائے گا۔ قبلہ فخرِ ملت کے فرمانے کے کچھ ہی دن کے بعد طاہر پولیس میں بھرتی ہو گیا۔ مڈل پاس تھا۔ ہر قسم کا نشہ چھوڑ دیا داڑھی رکھ لی اور نماز کا پابند بھی ہو گیا۔ اب ماشاء اللہ طاہر کے چار بچے ہیں اور اچھی زندگی گزار رہا ہے۔

فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا

ڈاکٹر محمد جان جماعتی نے بتایا کہ ہماری زمین کے پانی کا تنازع ہمسائے زمیندار کے ساتھ چل رہا تھا اور کیس ہائی کورٹ لاہور میں تھا۔ جس نے بہت پریشان کیا ہوا تھا۔ غلام نبی ٹھیکیدار صاحب جب انتقال کر گئے تو قبلہ فخرِ ملت جنازہ پر تشریف لائے۔ میں کیس کے سلسلہ میں لاہور تھا۔ واپس آیا قبلہ فخرِ ملت کے بارے میں پتہ چلا کہ آپ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں قبلہ فخرِ ملت سے ملنے مستری لطیف صاحب کی دوکان پر گیا۔ حضور فرمانے لگے ڈاکٹر صاحب جنازہ پڑھا ہے میں نے عرض کی حضور کیس نے بہت پریشان کیا ہوا ہے لاہور سے ابھی آیا ہوں حضور نے فرمایا ٹھیکیدار صاحب کی فاتحہ پڑھ کر آؤ۔ میں فاتحہ پڑھ کر قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں پھر حاضر ہوا۔ قبلہ فخرِ ملت نے دعا فرمائی اور فرمایا کیس کا فیصلہ تمہارے حق میں ہو جائے گا۔ جب میں دوسری تاریخ پر ہائی کورٹ گیا تو جج مجھے کہنے لگا کہ میں تمہارا وکیل ہوں بس تم نے نہیں بولنا فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا۔ اور ایسا ہی ہوا فیصلہ میرے حق میں ہو گیا۔ میں حیران تھا کہ جج اتنا مہربان کیوں ہو گیا ہے۔ یہ سوچنے لگا یہ کیسے ہوا۔ پھر مجھے قبلہ فخرِ ملت کا فرمان یاد آیا کہ فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا۔ یہ میرے قبلہ فخرِ ملت کا کمال ہے کہ کیس میرے حق میں ہو گیا۔ مخالفین نے معافی مانگی اور شرمندہ ہوئے۔

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

گناہوں سے توبہ کروادی

محمد عثمان جماعتی نے بتایا کہ میں نے شاہدرہ ٹاؤن میں بال کٹنگ کی دوکان بنائی۔ میں نے اپنی دوکان پر قبلہ فخرِ ملت کی بڑی بڑی تصویریں لگائی ہوئی تھیں۔ جب میری دکان پر کوئی نوجوان بال کٹوانے یا کسی اور کام سے آتے تو میں اپنے قبلہ فخرِ ملت کے متعلق باتیں ان کو بتاتا۔ کبھی آپ کی سخاوت کے بارے میں، کبھی آپ کے خاندان کے بارے، کبھی قبلہ فخرِ ملت کے حسن و جمال کے بارے میں اور کبھی علی پور شریف کے لنگر کے بارے میں ان سے باتیں کیا کرتا وہ نوجوان مجھے خود کہتے ہمیں اپنے پیر صاحب کے پاس لے چلو۔ ان میں سے زیادہ تر ایسے نوجوان تھے جو شراب کے عادی تھے جب وہ نوجوان علی پور شریف آتے قبلہ فخرِ ملت کی زیارت کرتے ہی آپ سے بیعت کرنے کی عرض کرتے قبلہ فخرِ ملت ان کو بیعت فرما لیتے۔ اس سے پہلے کبھی وہ نشے کو چھوڑتے ہی نہ تھے۔ حالانکہ ان کے والدین بھی اپنے بچوں کے نشہ کی وجہ سے پریشان رہتے تھے۔ ان نوجوانوں کو جب سے قبلہ فخرِ ملت نے گناہوں اور برائیوں سے توبہ کرائی پھر اس کے بعد کبھی انہوں نے نشہ نہیں کیا۔

بیماری جاتی رہی

محمد سلمان رضا ولد حاجی محمد اکرم جماعتی پرانی منڈی چوکی نے بتایا میری بیوی کو ہیپاٹائیٹس سی کی بیماری تھی جس کا علاج ملک کے تمام شہروں کے ڈاکٹروں سے کرواتے رہے جس سے مرض مزید بڑھتا چلا گیا۔ اس کے بعد ہم نے جناح ہسپتال سے تقریباً چھ ماہ کا انجکشن کورس تجویز کیا مگر اس سے بھی مریضہ کو کوئی فرق محسوس نہ ہو سکا۔ پھر میرے والد صاحب نے کہا کہ قبلہ فخرِ ملت سے مدد طلب کی جائے۔ پھر ہم نے قبلہ پیر صاحب سے دعا کے لئے عرض کیا اور آپ نے دعا فرماتے ہوئے فرمایا حاجی صاحب اس بچی کا آپ اپنڈیکس کا آپریشن کروا دیں۔ والد صاحب اگلے روز ڈاکٹر کے پاس گئے اور آپریشن کروانے کے لیے کہا مگر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مرض تو اور ہے مگر آپ آپریشن اپنڈیکس کا کروا رہے ہیں۔ والد صاحب نے کہا کہ یہ میرے مرشد کا حکم ہے۔ چنانچہ والد صاحب نے آپریشن کروا دیا اور مرض کچھ ماہ بعد مکمل طور پر ختم ہو گیا۔ جب حضور فخرِ ملت رحمۃ اللہ علیہ کو اس کے بارے میں آگاہ کیا گیا تو آپ نے مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا حاجی صاحب ڈاکٹر تو دوائی کے ذریعے مرض کا علاج کرتے ہیں۔ مگر ہیپا

ٹائٹس کا مرض ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے جراثیم سو جاتے ہیں۔ مگر ختم نہیں ہوتے۔ ہم نے ان جراثیم کو ملنے والی خوراک ہی بند کر دی ہے۔ اپنڈیکس میں موجود غدود اس کو خوراک فراہم کرتا تھا ہم نے اس سے پہلے امریکہ میں کافی افراد کا اس طرح علاج کروایا ہے۔ جو کہ کامیاب ہوا ہے۔

نقصان سے بچالیا

حاجی رحمت علی جماعتی ۱۵۰ فیصل کالونی اوکاڑہ نے بتایا ۱۹۸۰ء کا واقعہ ہے کہ میں سفر حج سے واپس آیا۔ میں نے اپنے کاروبار کے سلسلے میں آلو کی فصل کا ایک بڑا سودا طے کیا۔ خدا کی قدرت چند دنوں بعد ریٹ کافی ڈاؤن ہو گیا۔ مجھے اس سودے میں بہت بڑا نقصان دکھائی دینے لگا۔ میں اتنا بڑا نقصان برداشت کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ ذہنی طور پر ہر وقت پریشان رہنے لگا ہر وقت نقصان کا سوچ سوچ کر دل بے چین رہنے لگا۔ یہ میری زندگی کا پہلا اتنا بڑا واقعہ تھا۔ ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا۔ یا اللہ صدقہ محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس نقصان سے محفوظ فرما۔ جب میں حضور فخر ملت رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو کافی پریشان تھا۔ حال احوال پوچھنے کے بعد حضور فخر ملت مسکرا کر میری طرف دیکھ کر فرمانے لگے۔ حاجی صاحب آپ پریشان نظر آ رہے ہیں کیا وجہ ہے میں نے عرض کیا حضور آلو کی فصل کا سودا کیا تھا اس میں بہت زیادہ نقصان نظر آ رہا ہے۔ میری گنجائش بھی اتنی نہیں ہے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس نقصان سے محفوظ فرمائے۔ آپ نے مسکرا کر مجھے فرمایا حاجی صاحب جاؤ اللہ تعالیٰ خیر فرمائے گا۔ آپ نہ گھبرائیں، حوصلہ رکھیں چند روز بعد اللہ تعالیٰ عزوجل بہتر فرما دیگا۔ میں دل میں پریشان تھا، پھر دل سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے کہ اگر پیر کا کہا پورا نہ ہو تو وہ پیر نہیں۔ پیر کا کہا مرید نہ مانے تو وہ مرید نہیں۔

اور مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کا یہ شعر زبان پر آ گیا کہ

گفتہ او گفتہ اللہ بود　　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(ترجمہ: ان کا فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے اگرچہ یہ آواز اللہ تعالیٰ کے بندے کے منہ سے نکلتی ہے) ٹھیک چند روز بعد ایران کا بارڈر کھل گیا اور آلو ایران جانے لگے مارکیٹ میں تیزی آ گئی اور قبلہ فخر ملت کی دعا کی برکت سے میں اتنے بڑے نقصان سے محفوظ رہا۔ اللہ تعالیٰ ان کے مزار پر انوار پر کروڑوں رحمتیں اور برکتیں نچھاور فرمائے آمین۔

انگلینڈ کی سیر

حاجی رحمت علی جماعتی نے بتایا میرا ایک بیٹا محمد شہزاد عابد اور دو بیٹیاں انگلینڈ میں رہائش پذیر ہیں۔ میں نے اپنی اہلیہ کے ہمراہ کافی دفعہ برٹش ویزہ کیلئے اپلائی کیا مگر ہر بار ناکام رہا۔ میری بیٹی بیٹے نے میرے لئے بہترین عطر کا گفٹ ۳۲ پونڈ میں لے کر بھیجا۔ میں نے کہا کہ میں اتنا قیمتی عطر کیسے استعمال کروں یہ کسی دوست کو گفٹ کر دونگا اور خود کم قیمت کا بازار سے لے کر استعمال کرلوں گا۔ کافی سوچ کے بعد وہ عطر میں نے گھر والوں سے چھپا کر رکھ لیا۔ حاجی محمد حمید جماعتی مرحوم کے چہلم کے سلسلے میں قبلہ فخرِ ملت سے اوکاڑہ کیلئے ٹائم لینے کیلئے ہم علی پور شریف حاضر ہوئے۔ میں نے دل میں سوچا کہ دنیا میں قبلہ فخرِ ملت سے زیادہ اور کون ہمیں پیارا ہے میں نے عطر والا گفٹ اپنے بیگ میں رکھ لیا اور علی پور شریف قبلہ پیر صاحب کی خدمت عالیہ میں عطر پیش کر دیا۔ آپ عطر دیکھ کر بہت خوش ہوئے میں نے عرض کیا قبلہ میری بیٹی نے انگلینڈ سے بھیجا ہے بیٹی کیلئے اور ہمارے لیے بھی دعا فرمائیں کہ ہمارا ویزہ لگ جائے۔ آپ نے مسکرا کر دعا فرمائی اور فرمایا حاجی صاحب آپکا ویزہ انشاء اللہ تعالی اس دفعہ لگ جائے گا۔ میں نے ۱۹ر اکتوبر ۲۰۱۱ء کو اپلائی کیا ۲۲ر اکتوبر کو ہمارا ویزہ لگ گیا۔ ۲۴ر اکتوبر کو ہمیں پاسپورٹ واپس مل گئے۔ اس طرح ۱۱ر نومبر تا ۱۶ر فروری انگلینڈ کی ہم نے سیر کی۔ اس طرح قبلہ فخرِ ملت کی دعا کے صدقے ہمیں انگلینڈ کی سیر کرنے کا موقع ملا۔ اللہ تعالی قبلہ فخرِ ملت کی تربت پر اپنی رحمت کا نزول مدام فرمائے آمین۔

ہم جن نکالنے والے پیر نہیں ہیں

حاجی رحمت علی جماعتی صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ میں اور چند دوست قبلہ فخرِ ملت کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے۔ آپ سے گفتگو جاری تھی کہ اتنے میں چار آدمی ایک مخبوط الحواس آدمی کو پکڑے حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں دیکھتے ہی مجھے فرمایا کہ حاجی صاحب یہ آدمی ذہنی مریض ہے اسے ڈاکٹر کی دوائی سے آرام آجائیگا۔ مگر یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس آدمی کو جن کا سایہ ہے ان کے آنے سے قبل ہی آپ نے مجھے یہ بات فرما دی۔ (اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ "مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالی کے نور سے دیکھتا ہے) چند منٹ کے بعد وہ لوگ حاضر ہوئے اور سلام عرض کرنے کے بعد کہا حضور اس آدمی کو جنات کا سایہ ہے یہ دوسرے

لوگوں کو مارتا ہے اس لئے ہم اس کو باندھ کر یہاں لائیں ہیں آپ نے پوچھا کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں اور تم کو کن لوگوں نے یہاں بھیجا ہے۔ انہوں نے عرض کی ہم موڑ کھنڈا کے قریب ایک گاؤں سے حاضر ہوئے ہیں ہمارے گاؤں کی ایک نوجوان لڑکی کو جنات کا سایہ تھا۔ تو اس لڑکی کو علی پور شریف لائے تھے۔ تو آپ کی دعا سے وہ لڑکی ٹھیک ہوگئی تھی۔ اب وہ شادی کے بعد اپنے بچوں کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزار رہی ہے اس لئے ہم اپنے بیمار آسیب زدہ آدمی کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا دربار پر حاضری دو لنگر کھاؤ اس کو کسی اچھے سے ڈاکٹر سے دوائی لے کر دو یہ ٹھیک ہو جائے گا۔ ہم جن نکالنے والے پیر نہیں ہیں بلکہ جن تو ہمارے مرید ہیں میں نے دعا کر دی ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلد صحت یاب ہو جائیگا۔ اس کو علی پور شریف سے کھول کر لے جاؤ یہ کسی کو کچھ نہیں کہے گا۔ ڈاکٹر کے چند روزہ علاج کے بعد وہ آسیب زدہ آدمی بالکل صحت یاب ہو گیا۔

محکمہ نہر میں نوکری مل گئی

مختار احمد جماعتی ولد نظام دین موضع لالہ مہر چند نے بتایا کہ قبلہ فخر ملت کی ذات با برکات نورانی روحانی فیوض و برکات کا احاطہ کرنا ناممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے آپکو تمام نورانی اور روحانی علوم عطا فرمائے اور آپ کو تمام درجات عالیہ سے سرفراز فرمایا جس کی حد کسی کو معلوم نہیں۔ جب آپ پہلی دفعہ موضع لالا مہر چند بستی باغ والا میں تشریف لائے تو پیر بھائی عمر حیات ولد شاہ محمد رجسٹی نے اپنے والد سے عرض کیا ابا جان میں قبلہ فخر ملت کا مرید ہونے لگا ہوں تو ان کے والد نے منع کر دیا کہ میں سمندری والے پیر صاحب کا بیعت ہوں اور تو بھی ان کا ہی مرید ہونا۔ محمد عمر آپ کی زیارت سے متاثر ہو چکا تھا۔ وہ بار بار اصرار کرتا رہا کہ میں نے قبلہ فخر ملت کا بیعت ہونا ہے اس کا والد روکتا رہا۔ جب آپ مسجد میں خطاب فرمانے لگے تو آپ کو روحانی باطنی طور معلوم ہو گیا تو آپ نے سپیکر میں اعلان فرمایا کہ جو لڑکا بیعت ہونا چاہتا ہے آگے آجائے اور ساتھ میں فرمایا ماں باپ اگر برے کام سے روکیں تو رک جاؤ اور اپنے ماں باپ کا کہا مانو اگر ماں باپ نیک کام سے منع کریں تو ان کا کہنا نہ مانو۔ لہٰذا وہ لڑکا قبلہ فخر ملت کا بیعت ہو گیا۔ کچھ سال بعد آپ نے پوچھا تو کیا کام کرتا ہے۔ تو اس نے عرض کیا کہ میں پرائیویٹ ملازمت کرتا ہوں دعا فرمائیں کہ پکی نوکری مل جائے اور سرکاری نوکری مل جائے۔ آپ نے دعا فرمائی جلد ہی اس کو محکمہ نہر میں ملازمت مل گئی اس کے بعد محمد عمر کا والد شاہ محمد ہر

سال علی پور شریف حاضر ہوتا رہا۔

دس سال کے بقایا جات مل گئے

مختار احمد جماعتی نے بتایا میرا چچازاد بھائی عبدالغفار محکمہ واپڈا اسکائپ سکیم ٹیوب ویل میں بھرتی تھا۔ گورنمنٹ نے اسکو دس سال سے فارغ کر دیا تھا۔ قبلہ فخرِ ملت میرے گھر تشریف فرما تھے عبدالغفار کو لے کر حاضر خدمت ہوا تو آپ سے ساری کہانی عرض کی آپ نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ ملازمت پکی ہو جائیگی۔ بھائی عبدالغفار کی ملازمت جلد ہی مستقل ہو گئی اور دس سال کے بقایا جات ملنے شروع ہو گئے۔

ذاتی مکان مل گیا

حاجی محمد احمد صاحب کیشیئر نیشنل بینک آف میاں چنوں نے بتایا کہ میں کرائے کے مکان میں رہتا تھا۔ قبلہ فخرِ ملت سے عرض کی دعا فرمائیں اپنا ذاتی مکان مل جائے آپ نے فرمایا مل جائے گا فکر نہ کرو۔ مجھے جلد ہی مکان بارہ ہزار روپے میں مل گیا حالانکہ اس وقت میرے پاس صرف دو ہزار روپے تھے۔ باقی رقم کا انتظام نہ جانے کہاں سے ہو گیا۔ مجھ پر یہ کرم قبلہ فخرِ ملت کی دعا سے ہوا دس سال پہلے کی بات ہے کہ اس مکان کی قیمت بارہ لاکھ روپے مل رہی تھی۔

کاروبار بڑھ گیا

حاجی محمد احمد صاحب میاں چنوں والے نے بتایا کہ میں مٹی کے تیل کا کام گھر پر ہی کرتا تھا۔ قبلہ فخرِ ملت میرے گھر تشریف لائے تو پیر صاحب نے فرمایا کہ حاجی صاحب یہ بو والا کام شروع کر لیا ہے تو قبلہ فخرِ ملت کاؤنٹر والی کرسی پر تشریف فرما ہوئے میں نے عرض کیا قبلہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ برکت دے۔ آپ نے وہیں بیٹھ کر دعا فرمائی تو اتنی برکت ہوئی اتنی سیل ہو گئی کہ تیل پورا نہیں ہوتا تھا دن رات تیل لینے والوں کا رش لگا رہتا تھا۔

ملازمت بحال رہی

حاجی محمد احمد صاحب میاں چنوں والے کہتے ہیں میں علی پور سیداں شریف آیا۔ میں نے قبلہ فخرِ ملت سے عرض کیا ملازمین کی پنشن ختم کر دی گئی ہے۔ ریٹائرڈ ہونے والا ہوں۔ جب پنشن نہیں ملے گی تو کل بھی ریٹائرڈ ہونا ہے آج ہی ہو جاتا ہوں تو پیر صاحب نے فرمایا حاجی صاحب ریٹائرڈ نہیں ہونا ہے آپ ملازمت کرتے رہیں آپ کو پنشن بھی ملے گی آپ ملازمت

کرتے رہیں میں نے قبلہ فخرِ ملت کے حکم کی تعمیل کی اور ملازمت کر رہا ہوں۔ پہلے تیس لاکھ پنشن ملنا تھی اوراب آپ کی دعا سے چھتیس لاکھ پنشن ملے گی۔

مریدوں کے حالات سے باخبر

حاجی عبدالرشید خلیفہ صاحب اقبال نگر نے بتایا کہ میرے لڑکے کا انگلینڈ سے رشتہ آیا اس سے پہلے قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا تھا کہ حاجی صاحب آپ کے لڑکے کو انگلینڈ نہ بھیج دیں عرض کی حضور دعا فرمائیں انگلینڈ سے رشتہ آیا ہے۔ انہوں نے کہا پاکستان میں شادی کر کے نکاح نامہ ساتھ لگا کر ویزہ بنے گا۔ میرے پاس رقم نہ تھی کچھ رقم رشتے داروں سے اور پڑوسیوں سے ادھار لی پھر بھی رقم کم تھی۔ میری بیوی نے کہا کہ رقم بہت کم ہے شادی کا کام ہے پیر صاحب سے تیس ہزار روپے اُدھار مانگ لیں آپ دے دینگے۔ میں نے کہا مجھے تو قبلہ فخرِ ملت سے پیسے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔ میں نے نہیں مانگنے۔ رمضان شریف کے روزوں کے دن تھے تو ستائیسویں رات پڑھنے کیلئے علی پور شریف جانا تھا میں نے حاجی محمد احمد صاحب سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم رات کو سفر کریں گے۔ راستے میں سحری کریں گے اور دن کے وقت علی پور شریف پہنچ جائینگے۔ میں نے حاجی صاحب سے کہا کہ میں سحری کر کے چلوں گا اور علی پور شریف جا کر افطاری کرونگا۔ حاجی محمد احمد صاحب کے ہمراہ کچھ اور ساتھی جب علی پور شریف پہنچے۔ قبلہ فخرِ ملت سے ملے۔ آپ نے خیریت دریافت کی اور فرمایا حاجی صاحب یہ تیس ہزار روپے کا چیک ہے حاجی عبدالرشید صاحب کو دے دینا اس کو ضرورت تھی۔ وہ وہاں کیش کرا لے گا۔ میں جب علی پور شریف پہنچا حاجی محمد احمد صاحب نے وہ چیک مجھے دے دیا تو میں حیران ہو گیا کہ ہم اقبال نگر میں پیسوں کی بات کر رہے تھے لیکن قبلہ فخرِ ملت نے ہماری گفتگو کو جو ہم نے اپنے گھر میں کی اسکو جان بھی لیا اور اتنی ہی رقم ہمیں عطا بھی کر دی اس سے پتہ چلتا ہے۔ قبلہ فخرِ ملت اپنے مریدوں کے حالات سے بھی باخبر ہیں اور اپنی کرم نوازی سے ان کی پریشانی بھی دور فرماتے ہیں۔

ارادہ جان لیا

مختار احمد جماعتی نے بتایا صوبیدار غلام نبی صاحب ہمارے ساتھ علی پور شریف عرس شریف میں حاضری کیلئے گئے پہلے بیعت نہیں تھے۔ راستے میں کہنے لگے کہ میرا ارادہ تھا میں اور میری بیوی دونوں اکٹھے بیعت ہوتے تو اچھا تھا۔ اس دفعہ بیوی ساتھ نہیں آئی۔ ہم نے علی پور

شریف پہنچ کر قبلہ فخرِ ملت سے عرض کی حضور صوبیدار صاحب کو بیعت کرنا ہے۔ قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا جب دونوں اکٹھے آئیں گے تو بیعت کرلوں گا۔

دم کی برکت

مختار احمد جماعتی نے بتایا میں عرس شریف کے موقع پر قبلہ فخرِ ملت کے پاس ہال میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک مائی صاحبہ پیر بہن بڑی عمر کی تھی۔ آپ کے سامنے چینی کاغذ میں لے کر آئی اور عرض کیا قبلہ میرے لڑکے کا رشتہ نہیں ہوتا۔ آپ نے چینی پر پھونک ماردی۔ وہ چینی مائی صاحبہ لے کر گھر چلی گئی دوسرے سال عرس شریف پر وہی عورت میری موجودگی میں باتیں سنانے لگی۔ اس نے کہا کہ پچھلے سال عرس شریف پہ، میں نے قبلہ فخرِ ملت سے چینی دم کروائی تھی۔ میں نے اپنے پڑوسی کے ذریعے ان کے رشتے داروں کو چینی پانی میں حل کر کے پلا دی۔ تو انہوں نے میرے لڑکے کو رشتہ دے دیا۔ جب اس بات کا پتہ لوگوں کو چلا تو پڑوسی آکر مجھ سے پوچھنے لگے کہ تمہارے بیٹے کا رشتہ کیسے ہوا۔ تو مائی صاحبہ نے چینی والی کہانی سنائی تو پڑوسن عورت نے کہا وہ چینی ہے تو تھوڑی سی مجھے بھی دے دو۔ اس کو چینی دی اور اس نے استعمال کی تو اس کے لڑکے کا رشتہ ہو گیا۔ اس طرح تیسری پڑوسن عورت نے کہا ہمارا رشتہ نہیں ہوتا اس کو بھی وہی دم والی چینی دی۔ اس نے استعمال کی اس کے لڑکے کا بھی رشتہ ہو گیا۔ وہ مائی صاحبہ کہنے لگی قبلہ فخرِ ملت کی پھونک کو ایسے ہی نہ سمجھا کرو۔ اس پھونک میں بڑی طاقت ہے۔

پانی میٹھا ہو گیا

مختار احمد جماعتی نے بتایا میرے گھر پر ۲۰۰۵ء میں قبلہ فخرِ ملت تشریف فرما تھے۔ میرا بھانجا محمد اکرم جماعتی تحصیل گوجرہ چک نمبر ۹۸ کوٹلی سے میرے گھر پر قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور گوجرہ کا پانی کھارہ، کڑوا ہے۔ فصلوں کو نقصان دیتا ہے زمین قابل کاشت نہیں رہتی۔ نہری پانی بہت کم ہے زمین خالی ہے۔ بے آباد پڑی ہے۔ ادھر اروتی کے علاقہ میں پانی اچھا ہے۔ ہمارا ارادہ ہے گوجرہ والی زمین فروخت کردیں اور ادھر سے لے لیں۔ قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا کہ دعا کر دیتے ہیں۔ قبلہ فخرِ ملت کی دعا برکت سے ٹیوب ویل لگایا تو اس کا پانی میٹھا نکل آیا۔ فصلوں کو موافق آ گیا۔ لوگ پیتے ہیں۔ جانور پیتے ہیں۔ نہری نظام بہتر ہو گیا۔

بچوں کی بشارت

محمد رمضان جماعتی صاحب کی لڑکی کے تین چار بچے بڑے آپریشن سے پیدا ہوئے اور فوت ہو گئے تھے۔ صرف پہلی ایک بچی ٹھیک ہے۔ اس پر لڑکی کے شوہر نے کہا اولاد نہیں بچتی۔ اس لڑکی کو طلاق دے دی۔ لڑکی کی شادی دوسری جگہ کر دی گئی۔ دوسرا خاوند بد عقیدہ تھا۔ ڈاکٹروں نے کہا آخری آپریشن ہے اس کے بعد آپریشن نہیں ہو گا۔ محمد رمضان نے قبلہ فخر ملت کو خط میں تمام تفصیل لکھ دی کہ وہ تعویز کو نہیں مانتے آپ نے جوابی خط میں فرمایا کہ ہم دعا کر دیتے ہیں۔ آپ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکا اور ایک لڑکی عطا فرمائی۔ وہ لڑکی خوشی سے اپنے گھر زندگی گزار رہی ہے۔

دعا کی برکت

غوث محمد جماعتی صاحب کی بیوی کو اٹھراء کا مرض ہو گیا تھا بچے آٹھ ماہ کے پیٹ میں ہی فوت ہو جاتے تھے۔ قبلہ فخر ملت ان کے گھر تشریف لے گئے۔ والدہ صاحبہ نے قبلہ فخر ملت کے پاؤں پکڑ لیے اور رونے لگی۔ اور عرض کیا کہ میرے بیٹے کی جڑ نہیں لگتی دعا فرمائیں۔ قبلہ فخر ملت نے فرمایا دونوں میاں بیوی علی پور شریف آئیں۔ تعویز بھی دوں گا اور دوائی بھی لکھ کر دوں گا۔ وہ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے تعویز اور دوائی استعمال کی اللہ تعالیٰ نے ان کو تین لڑکے عطا فرمائے۔ ہر دفعہ لڑکا آپ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا۔ تیسرے لڑکے پر آپ نے غوث محمد کی والدہ کو فرمایا اب تو آپ راضی ہیں نا؟

تعویز کی برکت

محمد جمیل صاحب کی بیوی دسمبر ۲۰۱۱ء میں بیمار ہو گئی۔ دوائی لے کر تھک گئے ٹیسٹ وغیرہ کروائے کسی بیماری کا پتہ نہ چلا۔ ذہنی طور پر دماغ کام چھوڑ گیا تھا۔ ان کا چالیس ہزار روپے خرچ ہو گیا تھا۔ لیکن آرام نہ آیا۔ انہوں نے ٹیلی فون پر قبلہ فخر ملت سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا تعویز خط میں بھیج دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ خیر کرے گا۔ تعویز استعمال کیے تو بالکل تندرست ہو گئی۔

اولاد کی بشارت

محمد ظفر جماعتی ساکن چک نمبر ۵ بھلوال بیان کرتے ہیں کہ میری شادی کو سولہ برس گزر گئے لیکن اولاد کے نعمت سے محروم تھا اسی دوران میری اہلیہ کا انتقال ہو گیا۔ قبلہ فخر ملت کی دعا سے بہت اچھے خاندان میں میرا رشتہ طے ہو گیا اور چند ماہ بعد قبلہ فخر ملت نے میرا نکاح

بڑھاپا اور اولاد کے لیے دعا فرمائی۔ چوہدری محمد ظفر جماعتی ڈیرے والا اور ان کی اہلیہ علی پور شریف حاضر ہوئے اور اولاد کیلئے دعا کروائی۔ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے شادی کے پہلے سال بیٹی اور دوسرے سال بیٹا عطا فرمایا اور ان کے نام بھی حضور فخرِ ملت نے تجویز فرمائے۔

دعا کی برکت سے شادی ہوگئی

غلام عباس جماعتی تحصیل کمالیہ کی شادی نہیں ہوتی تھی رشتہ نہیں ملتا تھا۔ غلام عباس نے ارادہ کیا کہ اس دفعہ جب قبلہ فخرِ ملت یہاں تشریف لائیں گے۔ تو آپ سے عرض کروں گا۔ حضور شادی کیلئے دعا فرمائیں۔ غلام عباس جب قبلہ فخرِ ملت کو ہار پہنانے لگا تو آپ نے چہرہ مبارک اوپر اٹھایا مسکرا کر فرمایا۔ ہار میرے گلے میں ڈال رہا ہے اپنے گلے میں بھی ڈالو۔ غلام عباس نے عرض کی حضور دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا فرما دی۔ تو پندرہ دن میں رشتہ لڑکی والے لے کر ان کے گھر آئے اور کہنے لگے دس پندرہ دن مقرر کرتے ہیں کوئی زیور، کوئی کپڑا وغیرہ نہیں چاہیے بس ایک کار میں دو تین آدمی دولہا کے ساتھ آجائیں۔ اسی طرح ہوا غلام عباس کی شادی ہوگئی۔ لڑکی والوں نے کافی سامان دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صاحب اولاد کیا اور آپ کی دعا سے بھائی محمد عمر جماعتی رجنگی اور بھائی منیر احمد کی شادی بھی ہوگئی۔

بیٹے کی بشارت

مختار احمد جماعتی نے بتایا میرے چچازاد بھائی محمد حسین جماعتی کے گھر اولاد نہ ہوتی تھی تقریباً آٹھ سال کے بعد آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹا عطا فرمایا۔

فخرِ ملت کا تصرف

محمد ظریف شاد ساکن چک نمبر ۵ بھلوال بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ۱۱ مئی کے سالانہ عرس پر علی پور سیداں میں محفلِ نعت جاری تھی۔ کلام شاعر بزبان شاعر کے مصداق جب مجھے منقبت پڑھنے کے لیے بلایا گیا تو میں نے مائیک میں سامعین کو بتایا کہ گلے کی خرابی کے باعث آج میں تحت اللفظ (بغیر طرز کے) پڑھوں گا۔ قبلہ فخرِ ملت نے فوراً میری طرف نظر التفات فرمائی اور حکم دیا کہ تحت اللفظ نہیں بلکہ ترنم کے ساتھ پڑھو۔ آپ نے ایک لمحے میں ایسا تصرف فرمایا کہ بغیر دم اور دوا کے میرے گلے کی ساری تکلیف جاتی رہی اور میں نے مترنم آواز میں منقبت پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

فقط شاہ افضل ہیں شان علی پور ہے روشن انہی سے جہان علی پور

نقصان سے محفوظ رہے

مختار احمد جماعتی نے بتایا کہ تقریباً سات، آٹھ سال قبل میری بیوی کے چچا محمد اسماعیل قوم گجر ساکن موضع لالہ مہر چند کے مویشی بھینسیں اور دوسرے جانوروں کو باؤلے کتے نے کاٹ لیا اور محمد اسماعیل کو بھی باؤلے کتے نے کاٹ دیا۔ دم کرنے والے مولوی پیر فقیر آتے رہے دم کرتے رہے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ دو عدد بھینس پاگل ہو گئیں۔ ان کو زیادہ اثر ہو گیا تھا۔ کافی تعداد میں لوگ خیریت معلوم کرنے کیلئے آ رہے تھے۔ دو بھینسوں کو بندوق سے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ بڑا نقصان ہوا اور باقی جانور بھی بیمار کھڑے تھے۔ میں نے ٹیلی فون پر قبلہ فخرِ ملت کی خدمت اقدس میں سارا واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا جو مویشی مر گئے اور نقصان ہوا ان کی بات نہیں باقی جو مویشی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے صحت یاب ہو جائیں گے۔ اور ان کو بفضلہٖ تعالیٰ کچھ نہیں ہوگا۔ اور ساتھ ہی مجھ ناچیز کو باؤلے کتے کا دم کرنے کی اجازت عطا فرمائی اور تمام طریقہ دم تفصیل کے ساتھ سمجھایا تو میں تین دن تک تمام مویشیوں اور گھر کے تمام افراد کو گڑ پر دم کر کے کھانے کو دیتا رہا اور مٹی کے ڈھیلوں پر دم کر کے معلوم کرتا رہا کہ اس کتے کے بال مٹی کے ڈھیلوں سے نکل رہے ہیں۔ جب مٹی سے کتے کے بال نکلنا بند ہو گئے تو دم کرنا بند کیا۔ آپ کی نظر کرم اور تصرف سے تمام مویشی اور گھر کے تمام افراد خیریت سے ہیں۔

کینسر سے نجات مل گئی

ریٹائرڈ صوبیدار علی اکبر چک نمبر ۱۰/۱۱ آر کچا کھوہ ضلع خانیوال کا واقعہ ہے۔ نومبر ۲۰۱۱ء اقبال نگر میں حاجی بابا جی خوشی محمد نوری کے سالانہ عرس مبارک پر قبلہ فخرِ ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب جماعتی کی زیر صدارت جلسہ ہو رہا تھا۔ صوبیدار علی اکبر نے مائیک پر آ کر عرض کیا کہ میرے گلے میں پھوڑا سا نکل آیا تھا۔ میں نے کراچی، لاہور اور راولپنڈی کے تمام ہسپتالوں میں ٹیسٹ کروائے۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ کینسر کا پھوڑا ہے۔ آرام نہیں آئیگا۔ میں پریشان ہو گیا پھر علی پور سیداں حاضر ہوا اور قبلہ فخرِ ملت کی خدمت اقدس میں تمام بات بتائی۔ تو آپ نے فرمایا جاؤ مولوی اسماعیل سے جا کر پینے والے تعویز لے لو۔ میں نے مولوی صاحب کے پاس آ کر عرض کیا جناب پینے والے تعویز دیں۔ آپ کی زبان مبارک سے فیض جاری ہوا۔ تعویز پینے

شروع کئے۔ اور بالکل تندرست ہو گیا ہوں اور آپ کے پاس کھڑا ہوں مجھے آپ کی نظر کرم سے کینسر جیسی جان لیوا بیماری سے نجات ملی۔

حج کی سعادت مل گئی

حاجی فضل محمد صاحب نے بتایا میں ۲۰۰۹ء میں نے علی پور شریف سالانہ عرس شریف ۱۰ مئی پر قبلہ فخرِ ملت سے عرض کی حضور دعا فرمائیں حج کیلئے جانا ہے تو آپ نے فرمایا دربار شریف پر جا کر دعا کریں۔ حج کی منظوری ہو جائے گی۔ حاجی فضل محمد کہتے ہیں میں دربار شریف پر حاضر ہو کر دعا کرنے لگا۔ قبلہ فخرِ ملت سے رو رو کر عرض کرنے لگا۔ حج کی منظوری ہو گئی۔ جب سب کچھ مکمل ہو گیا تمام اسباب بنتے چلے گئے۔ تو دربار علی پور شریف حاضر ہو کر قبلہ فخرِ ملت سے عرض کی کہ حضور حج کی درخواست پاس ہو گئی ہے تو آپ نے ڈاکٹر جمال الدین صاحب جماعت منزل مدینہ شریف کا فون نمبر دیا اور آپ نے ڈاکٹر صاحب کو فون پر بتایا کہ میرے مرید حج کیلئے آرہے ہیں ان سے ملنا ان کی دعوت کرنا ان کو جماعت منزل پر بلانا ان کی خدمت کرنا تو حاجی فضل محمد صاحب اپنے کافی ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ شریف پہنچے۔ ڈاکٹر صاحب سے فون پر رابطہ کیا تو وہ گاڑی لے کر ہمارے پاس پہنچ گئے اور اپنے ساتھ لے گئے۔ ہم سب کی دعوت کی بہت زیادہ خدمت کی اور ہم سب فریضہ حج خیر و سلامتی سے ادا کر کے واپس آ گئے۔

شیخ کی محبت

مختار احمد جماعتی نے بتایا کہ میں اور محمد سعید جماعتی علی پور شریف حاضر ہوئے، چیئرمین پیر سید محمد اشرف شاہ صاحب سبزی والے کھیت میں تشریف فرما تھے۔ ہم آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ دست بوسی کی سعادت حاصل کی۔ حاجی فضل محمد نے عرض کیا حضور ہمارے لئے دعا فرمائیں تو آپ نے فرمایا قبلہ فخرِ ملت سے دعا کرواؤ۔ آپ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک آدمی پیر بھائی قلعہ احمد آباد سے آیا اور مجھ سے کہنے لگا پیر صاحب قلعہ احمد آباد میں میری مٹھائی کی دوکان ہے۔ پہلے کام اچھا تھا اب بالکل ہی بند ہو گیا ہے۔ ہم بھوک سے مر رہے ہیں دوسری دوکانوں پر گاہکوں کا ہجوم ہے آپ میرے لیے دعا فرمائیں۔ تو میں نے اس پیر بھائی رانا سویٹس والے کو کہا کہ قبلہ فخرِ ملت کے پاس چلا جا اور وہاں جا کر رونا شروع کر دے۔ جب آپ رونے کا سبب پوچھیں گے تو حقیقت

حال بتا دینا۔ اس پیر بھائی لالہ حنیف صاحب نے ایسا ہی کیا قبلہ فخر ملت کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام کیا اور رونے لگا۔ آپ نے فرمایا کیوں روتے ہو خیر تو ہے۔ عرض کیا حضور دوکان کا کام بالکل بند ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا تعویز لکھ کر دیتا ہوں جا کر غلے میں یا کاؤنٹر میں رکھ دینا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل بہتر کرے گا۔ اور آپ نے اس کیلئے دعا فرمائی۔ تو اس پیر بھائی نے تعویز غلے میں رکھ دیا مٹھائی کا کام اللہ تعالیٰ کی برکت سے بڑھنا شروع ہو گیا۔ گاہکوں کی قطاریں لگ گئیں۔ کئی ملازم مال تیار کرنے لگے اور کئی ملازم سودا دینے لگے۔ دن رات ہجوم ختم نہیں ہوتا۔ اس پیر بھائی کو لاکھوں روپے کی بچت ہونے لگی۔ اس پیر بھائی نے ساتھ ہی دو کنال زمین خرید کر قبلہ فخر ملت کے نام انتقال کروا دی۔ چار دیواری کروا کر گیٹ لگا دیا اور قبلہ فخر ملت کا نام مبارک گیٹ پر لکھوا دیا۔ وہ پیر بھائی ہر سال اس پلاٹ میں محفل عید میلاد النبی ﷺ منعقد کرواتا ہے۔ آپ کی زیر صدارت محفل پاک ہوتی ہے۔ چیئرمین پیر محمد اشرف شاہ صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ لنگر خانہ کیلئے دودھ کی کمی ہو گئی تمام بھینسیں حاملہ تھیں۔ مہمانوں کیلئے دودھ ناکافی تھا۔ میں نے قبلہ فخر ملت سے عرض کیا کہ حضور لنگر خانہ میں دودھ کم ہے دعا فرمائیں مسئلہ حل ہو جائے تو قبلہ فخر ملت کی دعا سے وہی بھینسیں زیادہ دودھ دینے لگیں اور آخیر تک دودھ دیتی رہیں۔ دودھ کی کمی پوری ہو گئی۔ آپ نے فرمایا ہم نے آج تک کبھی بھی بھینسوں کا دودھ نہیں بیچا۔ تمام گائے، بھینسوں کا دودھ لنگر خانہ میں لسی، مکھن، دہی اور چائے میں استعمال ہوتا ہے۔ پھر آپ کہنے لگے میں قبلہ فخر ملت کا خادم ہوں پیر بھائیوں کی خدمت کرتا رہتا ہوں۔ عرس شریف کے دنوں میں تین، چار دن لگاتار رات دن میں نہیں سوتا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ قبلہ فخر ملت کے مہمانوں میں سے کوئی بھوکا نہ رہ جائے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس آڈٹ والے آئے محکمہ اوقاف والے آئے انہوں نے آکر سب کچھ دیکھا۔ لنگر کا انتظام خرچہ دیکھا ہمارا کوئی بھی بجلی کا بل بقایا نہیں ہے۔ بینکوں کا قرضہ ہمارے ذمہ ایک روپیہ بھی نہیں ہے۔ وہ افسران دیکھ کر حیران رہ گئے اور اس آستانہ عالیہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہنے لگے پاکستان میں واحد آستانہ عالیہ علی پور شریف ہے۔ جن کے ذمے کوئی بھی قرضہ بینک، بجلی کا بل، ٹیلی فون کا بل اور کوئی بھی سرکاری واجبات بقایا نہیں ہیں۔

چیئرمین پیر اشرف شاہ صاحب کو جب بھی ہم نے رقم کی صورت میں نذرانہ پیش کیا تو آپ نہیں لیتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ قبلہ فخر ملت مجھے اتنی رقم دے دیتے ہیں کہ مجھ سے

ختم نہیں ہوتی پھر بھی بچ جاتی ہے۔ چیئر مین صاحب کا اکثر معمول رہا کہ پیر بھائیوں، مریدوں سے پوچھ لیتے کہ جس پیر بھائی کے پاس کرایہ نہیں ہے۔ وہ مجھ سے لے کر جائے کافی سارے پیر بھائیوں کو کرایہ عطا فرماتے رہتے۔

جماعت علی کا گھرانہ سخی ہے   بنی ہے سخاوت پہچان علی پور

فخر ملت تمہارے ہی نہیں ہمارے بھی رہبر ہیں

سید اشفاق شاہ صاحب عرف خالو جی نے بتایا جب قبلہ فخر ملت کا وصال ہوا تو آپ کے جنازے پر پورے پاکستان سے لوگ آئے۔ قصور کے علاقے سے کچھ احباب میرے جاننے والے بھی آئے میری جب ان کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے بتایا ہمارے ساتھ دوسرے مسلک کے وہابی بھی ہمارے علاقے میں قبلہ فخر ملت کے جنازے پر آئے ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا تم کس وجہ سے آئے ہو۔ وہ کہنے لگے کہ قبلہ فخر ملت صرف تمہارے ہی نہیں ہمارے بھی رہبر ہیں پھر انہوں نے اپنے علاقے کا واقعہ سنایا۔ کہ ہمارے علاقے میں سنیوں اور وہابیوں کا مسجد کے معاملے میں جھگڑا ہو گیا۔ جھگڑے کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ہم مرنے اور مارنے پر تیار ہو گئے۔ اسلحہ بھی تیار کر لیا۔ اتفاق سے قبلہ فخر ملت اسی مسجد میں نماز کیلئے تشریف لے آئے۔ نماز ادا کرنے کے بعد جب آپ نے شور سنا تو آپ نے پوچھا کیا وجہ ہے آپ کو بتایا گیا یہ مسئلہ ہے آپ نے دونوں فریقوں کو کہا۔ تم دونوں اپنے اپنے مولویوں کو بلا کر لاؤ جو تم کو لڑائی جھگڑے پر ابھار رہے ہیں۔ دونوں مولوی بھی آ گئے۔ آپ نے ان مولویوں سے پوچھا۔ جب ایک مسجد بنا دی جائے۔ اب وہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہو گیا۔ تم مجھے بتاؤ اب کوئی شخص کسی کو اللہ کے گھر سے نماز پڑھنے سے روک سکتا ہے۔ کہنے لگے نہیں اگر کوئی روکے گا وہ خود گنہگار ہو گا۔ آپ نے فرمایا بلکہ اگر کوئی عیسائی یا ہندو بھی آ جائے وہ اپنی عبادت شروع کر دے تم اس کو بھی منع نہیں کر سکتے۔ اور اگر جماعت کا مسئلہ ہے تو تم اپنی جماعت کرا لو۔ وہ اپنی جماعت کرا لیں۔ کسی بھی مسجد میں کوئی کسی کو نماز پڑھنے سے نہیں روک سکتا۔ آپ کی وجہ سے ہم لڑائی جھگڑے سے بچ گئے۔ قتل و غارت سے بچ ہے۔ کہنے لگے آج تک ہمیں کسی نے یہ مسئلہ بتایا ہی نہیں تھا۔

جیسے میں نے سوچا ویسے ہی ہوا

حاجی نصیر احمد جماعتی ڈسکہ سے نے مجھے خود بتایا کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ فخر ملت نے مجھے

عرس شریف کیلئے بینرز لکھنے کیلئے حکم فرمایا۔ جب میں نے بینرز لکھ لئے۔ میں بینرز لیکر علی پور شریف حاضر ہوا۔ جب میں حویلی پہنچا تو خادم نے مجھے بتایا کہ قبلہ فخر ملت کھوہ پر گئے ہیں۔ میں سر پر بینرز اٹھائے ہوئے وہاں سے ہی میں کھوہ پر پہنچا۔ جب قبلہ فخر ملت صاحب کے پاس پہنچا میں نے دل میں سوچا کہ اتنی گرمی میں قبلہ فخر ملت یہاں کھیت میں تشریف فرما ہیں میں ابھی آپ کے پاس حاضر ہی ہوا۔ کہ اچانک بہت تیز بارش شروع ہو جاتی ہے۔ پھر آپ نے مجھے کھانا کھانے کے متعلق فرمایا کہ ڈیرے میں جا کر کھانا کھا لو۔ کھانے کے بعد میں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قبلہ فخر ملت نے فرمایا دربار شریف میں سلام کر کے چلے جانا۔ جب میں دربار شریف کی طرف آنے لگا میں نے دل میں سوچا کہ بارش بہت تیز ہوئی ممکن ہے راستے میں پانی کھڑا ہو گا میں نے جب راستے کی طرف دیکھا وہ بالکل خشک ہے ایسے معلوم ہوا گویا کہ یہاں بارش ہوئی نہیں۔ یہ سب قبلہ فخر ملت کی توجہ سے ایسے ہوا۔ کیونکہ آپ نے میرے دلی خیالات کو جانا۔ جیسے میں نے سوچا ویسے ہی ہوا۔

فوراً ترقی ہو گئی

صوفی مشتاق احمد جماعتی نے مجھے بتایا۔ قبلہ فخر ملت کراچی تشریف لے گئے۔ ایک جگہ پر قبلہ فخر ملت کا بیان تھا۔ ابھی آپ اسٹیج پر بیٹھے ہی تھے کہ مجھے خرم جماعتی نے کہا کہ قبلہ فخر ملت سے میری ترقی کیلئے عرض کرو۔ میں N.I.I کمپنی میں کام کرتا ہوں (نیشنل جوبلی انشورنش) میں نے خرم بھائی کو کہا موقع اچھا ہے ابھی تم خود قبلہ فخر ملت کی خدمت میں ترقی کے لئے عرض کر دو۔ اس نے اسی وقت قبلہ فخر ملت کی خدمت میں ترقی کیلئے عرض کر دی۔ آپ نے فرمایا ہو جائیگی۔ جب صبح کو خرم بھائی اپنے دفتر گئے۔ کمپنی کی طرف سے ان کی ترقی کے آرڈر ان کے سامنے میز پر پڑے ہوئے تھے۔ قبلہ فخر ملت کی نگاہ کرم سے فوراً ہی خرم بھائی کی ترقی ہوئی۔

جان بچ گئی

محمد عثمان جماعتی لاہور نے بتایا کہ ایک مرتبہ جب حضرت پیر سید نذر حسین شاہ کا ۲۰۰۹ء میں وصال ہوا۔ آپ کے ختم شریف پر میں لاہور سے علی پور شریف آنے کیلئے بس اسٹاپ پر کھڑا تھا اور اپنے موبائل سے فون کر رہا تھا۔ پیچھے سے ایک گاڑی آئی۔ گاڑی میں بیٹھے ایک شخص نے میرا موبائل مجھ سے چھین لیا اور گاڑی تیز کر دی میں نے ایک پتھر اٹھا کر گاڑی کو مارا۔

گاڑی کا شیشہ ٹوٹ گیا۔ گاڑی کو روک کر میرے پاس آئے۔ مجھے نہیں پتہ تھا وہ ڈاکو تھے۔ مجھے کہنے لگے تم نے ہماری گاڑی کا شیشہ کیوں توڑا ہے۔ میں نے کہا تم نے میرا موبائل کیوں چھینا ہے۔ پھر انہوں نے مجھے زبردستی پکڑ کر گاڑی میں بیٹھالیا۔ گاڑی میں ہی انہوں نے مجھے کسی چیز سے بے ہوش کر دیا۔ جب مجھے ہوش آیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے مجھے ایک کرسی پر بیٹھا کر رسیوں سے باندھا ہوا ہے۔ اور ہر طرف اسلحہ سے مسلح ہو کر آدمی کھڑے ہوئے ہیں۔ پھر وہ مجھے کہنے لگے اگر تم ہمارے مخالف پارٹی کے دشمن کو مار دو گے اس کے بعد ہم تجھے چھوڑ دیں گے۔ ورنہ تمہیں مار دیں گے۔ میں نے ان سے کہا کسی انسان کو قتل کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ پھر وہ مجھے تھپڑوں سے مارنے لگے اور ساتھ ہی کہتے کہ ہماری بات مان لو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ وہ لوگ مجھے مار رہے تھے مگر میری آنکھوں سے آنسو بھی نہیں نکلا۔ ان میں سے ایک شخص بولا اس نے دیکھو کتنی مار کھائی ہے لیکن اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں آئے۔ پھر ایک شخص نے مجھے بندوق کا بٹ مارا جس کی وجہ سے میرے ناک سے خون نکل آیا میں پھر بھی نہ رویا۔ جس جگہ انہوں نے مجھے باندھ کر رکھا ہوا تھا وہ ایک بہت بڑی حویلی تھی جس میں کئی آدمی اسلحہ پکڑ کر چکر لگا رہے تھے۔ حویلی کے باہر کئی لوگ گاؤں کے کھڑے ہو کر مجھے دیکھ رہے تھے۔ لیکن ان میں سے کوئی آدمی میری مدد کیلئے نہ آیا وہ کیسے آتے ان کو اپنی جان کا خطرہ تھا۔ صرف ایک بابا جی آئے۔ وہ بابا جی ان کو کہنے لگے تم اس کو نہ مارو میں اس کو سمجھا دیتا ہوں کہ وہ تمہاری بات مان لے۔ بابا جی مجھے ایک طرف لے گئے اور کہنے لگے بیٹا ان کی بات مان لو ورنہ تمہیں جان سے مار دیں گے۔ انہوں نے کئی لوگوں کو یہاں مار کر اس گندے نالے میں پھینک دیا ہے۔ میں نے بابا جی سے کہا یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، میں پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی علی پور شریف والوں کا مرید ہوں۔ یہ مجھے نہیں مار سکتے۔ پھر اُدھر ہی میں نے دل میں قبلہ فخر ملت کا تصور کیا اور عرض کی یا حضرت اب آپ ہی مجھے ان لوگوں سے بچا سکتے ہیں۔ اسکے علاوہ میرا کوئی اور سہارا نہیں ہے۔ اس کے بعد پھر وہ مجھے اپنے پاس لے گئے اور کہنے لگے۔ اگر یہ ہماری بات نہیں مانتا۔ اس کو ٹوکے سے کاٹ کر اس گندے نالے میں پھینک دو۔ عثمان جماعتی نے بتایا میں دل ہی میں قبلہ فخر ملت سے عرض کر رہا تھا۔ فقط آپ ہی مجھے ان ظالموں سے بچا سکتے ہیں۔ پھر کہنے لگے ٹھیک دو گھنٹے بعد مخالف پارٹی کے لوگ گاڑیوں پر آئے۔ انہوں نے آتے ہی ان سب لوگوں کو فائرنگ کر کے مار دیا۔ حالانکہ ان کے پاس بڑا اسلحہ تھا لیکن

ان میں سے کوئی شخص بھی جوابی حملہ نہ کر سکا۔ جن لوگوں نے مجھے پکڑا ہوا تھا تقریباً چالیس کے قریب آدمی تھے ان میں سے کسی کو بھی ہمت نہ ہو سکی کہ وہ جوابی فائرنگ کر سکے۔ حتیٰ کہ چند لمحوں میں مخالف پارٹی والوں نے ان تمام لوگوں نے ان تمام لوگوں کو جان سے مار دیا پھر ان میں سے ایک شخص نے مجھے تھپڑ مار کر پوچھا کون ہو تم۔ میں نے ان کو ساری بات بتا دی کہ یہ مجھے کیسے لائے اور مجھے کس بات پر مجبور کر رہے تھے اور ساتھ میں نے ان کو بتایا کہ تم نے ان کو نہیں مارا بلکہ میرے قبلہ فخرِ ملت نے ان کو مروایا ہے۔ پھر بعد میں مجھے پتہ چلا کہ وہ لوگ مجھے کہاں لے کر آئے تھے۔ وہ جگہ اتحاد کیمیکل کمپنی راوی ریان کے پیچھے چند میل دور ایک گاؤں تھا۔ آج میں دنیا میں زندہ ہوں تو یہ فقط قبلہ فخرِ ملت کی نگاہ کرم سے ہے۔ آپ کی نگاہ ولایت نے فوراً ہی میری دستگیری فرما کر مجھے ان ظالموں کے ظلم سے بچایا اور ان کا تمام فرمایا۔

مرزائیت ختم ہوگئی

مولوی محمد جمیل نقشبندی جماعتی لوہری والا نے بتایا حضرت جوہر ملت نے لوہری والا میں مرزائیوں سے مناظرہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نور نہیں بلکہ نبی پاک ﷺ نور ہیں۔ مرزائی بھاگ گئے حضرت جوہر ملت نے فرمایا مجھے گھر لے جاؤ۔ جب فیصلہ ہوگا تو میں واپس آ جاؤں گا۔ مرزائیوں نے کہا ہم مناظرہ نہیں کرینگے۔ مولوی محمد جمیل علی پور شریف گئے۔ تو حضرت قبلہ فخرِ ملت نے پوچھا کہ مرزائیوں کا لاؤڈ سپیکر چلتا ہے کہ نہیں مولوی صاحب نے کہا چلتا ہے۔ قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا سپیکر بند ہو جائیں گے۔ کچھ دن گزرے تو مرزائیوں کے متعلق اعلان کر دیا۔ ان کی نماز اذان وغیرہ کی پابندی انکی مسجدوں کو بند کر دیا۔ آپ کی دعا سے مرزائیت ختم ہوگئی۔

داڑھی رکھ لی

پیر بھائی عبدالشکور محکمہ واپڈا میں درجہ چہارم کے ملازم تھے۔ اس نے قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں عرض کی حضور دعا فرمائیں میری ترقی ہو جائے اور منت مانگی ترقی ہو جائیگی تو پھر آئندہ عرس شریف پر داڑھی رکھونگا۔ آپ کی دعا برکت سے اس کی ترقی ہوگئی اور لائن مین کی ڈیوٹی مل گئی۔ اس نے داڑھی رکھ لی اور پرہیزگار زندگی گزار رہا ہے۔

سزائے موت کا ملزم بری

مختار احمد جماعتی نے بتایا میرا بھانجا محمد شفیق قتل کے کیس میں جیل چلا گیا اور میرے دو

بہنوئی بھی جیل چلے گئے تھے پانی کے وارہ پر لڑائی ہوئی ضلع جھنگ تحصیل چنیوٹ موضع جھلے میں رہتے تھے لڑنے والے بھی پیر بھائی بابو خان اور رحمت اللہ کی اولادیں ان کے لڑکے تھے بابو خان کے لڑکوں نے دو گھنٹے پہلے پانی باندھ لیا میرے بہنوئی نے روکا کہ ابھی ہمارا دو گھنٹے ٹائم باقی ہے لیکن انہوں نے زبردستی کرتے ہوئے پانی اپنے کھیتوں کو لگانا شروع کر دیا لڑائی شروع ہو گئی وہ گیارہ آدمی تھے وہ لاٹھی سے مارتے رہے محمد دین۔ محمد حسین دونوں شدید زخمی ہو گئے۔ میرا بھانجا محمد شفیق گھر میں کمرے میں بیمار لیٹا ہوا تھا جب اس کو لڑائی کا پتہ چلا کہ میرے چچا کو بہت مارا ہے اور زخمی ہو گئے ہیں تو اس نے بندوق اُٹھائی گولیاں ساتھ لے کر باہر نکلا اور ہوائی فائر کیا تاکہ وہ لوگ ڈر کر بھاگ جائینگے پھر دوبارہ گولی ڈالی اور ان لوگوں کی طرف بھاگا ان کا لڑکا محمد افتخار نامی محمد شفیق اس کی طرف بھاگا وہ بندوق چھین رہا تھا اور کسی پر وار کرنے لگا تھا کہ کھینچتے ہوئے بندوق چل گئی اور اس کے منہ پر گولی لگی وہ موقع پر ہی چل بسا باقی آدمیوں نے جب افتخار کو مرے ہوئے دیکھا تو اس کے منہ میں پانی ڈالتے رہے پانی نہ گزرا وہ اپنے گھروں کو بھاگ گئے ہمارے آدمی اکیس دن ہسپتال چنیوٹ میں داخل رہے کر اس پرچہ نہ ہو سکا محمد دین محمد حسین محمد شفیق پر پرچہ ہوا تینوں جیل چلے گئے میں نے قبلہ فخر ملت سے عرض کی اور میرے منہ سے نکل گیا قبلہ دو آدمی بے قصور جیل میں ہیں۔ آپ نے فرمایا آجائینگے فکر نہ کر محمد دین اور محمد حسین آٹھ ماہ بعد ضمانت میں رہا ہو گئے اور محمد شفیق رہ گیا۔ اس کو عدالت نے سزائے موت کا حکم سنایا تو میں نے علی پور شریف حاضر ہو کر عرض کی تو قبلہ فخر ملت نے فرمایا کہ تو نے اس دن دو آدمی کہے تھے وہ آگئے ہیں تیسرے کا نام نہیں لیا تھا، چلو فکر نہ کر وہ بھی آجائیگا کیس ہائی کورٹ لاہور میں تھا آپ نے فرمایا جب تاریخ نکلے مجھے بتانا میں اپنی مرضی سے وکیل رکھوں گا پیسے بھی تھوڑے لے گا تاریخ نکل آئی ۲۰۰۰ء میں آپ نے ہمارے ساتھ جا کر ایڈووکیٹ تقی محمد صاحب آف نارووال وکیل رکھا اور ہم نے اس کو صرف پچیس ہزار روپے دیے وہ بھی لیتا نہ تھا کیس کی اچھی تیاری کی دو ججوں نے فیصلہ کیا مخالف وکیل تین لاکھ روپے طے کر کے آیا ہوا تھا بہت دیر بحث کرتا رہا لیکن ہمارے وکیل نے کہا جج صاحب فیصلہ میرٹ پر کر دیں موت اچانک حادثاتی ہوئی ہے۔ جان بوجھ کر نہیں مارا۔ تو ججوں نے محمد شفیق کو بری کر دیا۔ اور ہم نے قبلہ فخر ملت کو عدالت میں حاضر پھرتے ہوئے دیکھا اور جب محمد شفیق کو ساتھ لے کر علی پور شریف حاضر ہوئے قبلہ فخر ملت نے ہمیں اور محمد شفیق کو مبارک باد دی۔ ہم نے مٹھائی کا نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا تعویذ لے کر جانا دشمنی

والے ہو کوئی دشمن وار نہ کر سکے گا۔ شفیق کے بری ہونے سے دو ماہ پہلے آپ خواب میں آ کر میرے ساتھ جیل گئے۔ گیٹ والے سیکورٹی گارڈ نے میرا شناختی کارڈ دیکھا۔ میرے ہاتھ پر دستخط کیے مہر لگائی۔ آپ شفیق والی کوٹھی میں مجھے ساتھ لے گئے اور محمد شفیق کو بازو سے پکڑ کر باہر لے آئے۔ میں نے صبح ہوتے ہی گھر والوں کو خواب سنایا اور مٹھائی شیرینی منگوا کر تقسیم کی۔ آپ نے دونوں ججوں کے نام ہمیں بتا دیے تھے اور ہم سے پوچھا کہ یہی جج تھے نا۔ ہم نے عرض کی حضور جی ہاں یہی نام تھے۔ صلح کیلئے پیر بھائی بابو خاں سے قبلہ فخرِ ملت سے رقعہ لکھوا کر پانچ پیر بھائیوں کی موجودگی میں بابو خاں کو پہنچایا۔ اُس رقعہ میں لکھ دیا۔ حضور میں نے صلح نہیں کرنی پچیس لاکھ روپے مانگنے لگے۔ میرے قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا پریشان نہیں ہونا فکر نہ کریں لڑکا آ جائے گا، ضرور آ جائے گا۔ بابو خان کی شکل مرنے سے پہلے تبدیل ہو گئی تھی لوگ اسے سور کے نام سے پکارنے لگے تھے۔

جیسا حضور فخرِ ملت نے فرمایا ویسا ہی ہوا

محمد جمیل کا بھتیجا محمد بشیر کا لڑکا نصیر احمد دہشت گردی کے الزام میں آرمی سٹاف نے پکڑ لیا اور اس کے ساتھ اس کے دو بہنوئی اور کچھ لڑکے لئے تھے۔ ان کو نہ جانے کس جیل میں رکھا تھا ان کی کپڑے سے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ کوئی بھی رابطہ نہیں۔ پانچ، چھ سال تک کوئی حل نہ نکل سکا، گھر والے اور باقی سب لوگ کہتے تھے کہ نصیر احمد اور باقی ساتھی آرمی میں مار دیے ہیں۔ محمد جمیل جماعتی نے اپنے بھائی بشیر احمد کو ساتھ لیا اور تین چار پیر بھائی ساتھ تھے۔ علی پور شریف پہنچے قبلہ فخرِ ملت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تمام کہانی سنائی آپ غسل فرما کر باہر تشریف لائے تھے۔ آپ نے قمیض پہن کر فرمایا گاڑی وہ کھڑی ہے۔ میں آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہوں جہاں کہیں بھی میری ضرورت ہے چلتا ہوں لے چلو۔ لیکن جب ہمیں پتہ ہی نہیں کہ کس افسر کو کہنا ہے لڑکا کہاں ہے پھر ہم کہاں جائیں گے۔ اس طرح کرتے ہیں۔ میں دعا کر دیتا ہوں اللہ تعالیٰ عزوجل کے کرم سے نصیر احمد ضرور آئے گا۔ اور آپ نے ساتھ فرمایا وہ زندہ ہے ضرور آئے گا فکر نہ کرو۔ کچھ ماہ گوجرانوالہ تھانہ میں نصیر احمد کو لائے۔ والدین کو اطلاع ہوئی۔ وہاں جا کر ملاقات ہوئی کیس کی سماعت ہوئی۔ نصیر احمد کو بے گناہ قرار دے کر بَری کر دی گیا اور باقی ساتھی اسکے بہنوئی بھی بری ہو کر آ گئے۔ جس طرح قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا تھا کہ وہ ضرور آئے گا ایسا ہی ہوا۔ آپ کی دعا برکت سے لڑکے کا پتہ بھی چلا اور اس کو رہائی بھی مل گئی۔

بہت بڑی ہستی والے ہیں

ایک دفعہ قبلہ فخرِ ملت حاجی فضل محمد کے ڈیرہ پر جلسہ سے خطاب فرمارہے تھے تو ایک شخص محمد یار موضع لالہ مہر چند کا رہنے والا۔ آج دیکھتا ہوں کتنی ہستی والے ہیں راستے میں آتے ہوئے اسے خیال آرہے تھے۔ جلسہ گاہ میں وہ آکر سب سے پیچھے بیٹھ گیا۔ چار سال سے چلہ کشی کررہا تھا۔ اور دربار شریف ماجھی سلطان میں رہ کر اپنی منزل حاصل کرنے میں مصروف تھا۔ قبلہ فخرِ ملت کو دیکھتے ہی اس کا سارا علم چلہ کشی سلب ہوگیا۔ وہ بہت پریشان ہوا کہ میرا علم میری محنت کہاں گئی۔ میں تو خالی ہوگیا ہوں۔ ختم شریف کے بعد وہ آپ کی دست بوسی کیلئے حاضر ہوا اور معافی مانگی۔ اس کے بعد اس نے دل وجان سے تسلیم کرلیا کہ آپ بہت بڑی ہستی ہیں۔

ڈویژن اور ہے

حاجی فضل محمد جماعتی صاحب کا لڑکا محمد بلال میٹرک کرنے کے بعد ملتان میں میڈیکل کلاس کیلیے داخلہ لینا تھا رات کو محمد بلال کو قبلہ فخرِ ملت نے خواب میں آکر فرمایا کتنے نمبر ہیں محمد بلال نے نمبر بتائے آپ نے فرمایا تمہارا داخلہ ملتان میں نہیں ہونا۔ کیونکہ ڈویژن اور ہے ہمارا ڈویژن فیصل آباد ہے۔ صبح ہوئی محمد بلال نے خواب اپنے والد حاجی فضل محمد کو سنایا کہ قبلہ فخرِ ملت خواب میں فرماگیے ہیں داخلہ نہیں ہونا پھر ہم نہ جائیں تو اچھا ہے۔ حاجی صاحب نے کہا چلو چلتے ہیں شاید داخلہ ہوجائے۔ جب ملتان اس دفتر درخواست دینے لگے تو افسران نے بتایا کہ تمہارا داخلہ نہیں ہوسکتا کیونکہ ڈویژن اور ہے۔ وہاں سے خالی واپس آگے۔

باب سیزدہم
مناقب فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

فکر رہتی نہیں اس کو گھر بار کی
نیچی نظروں کے ہیں دل نشانے ہوئے
شاہ افضل ہیں دنیا میں مانے ہوئے

وہ سر بزم بیٹھے ہیں چٹائی پہ جب
دم بخود ہو گئے دیکھ کر سب کے سب
رحمتوں کے کھلے در انہی کے سبب
فخر ملت کی شان ولایت عجب
ابر رحمت فرشتے ہیں تانے ہوئے
شاہ افضل ہیں دنیا میں مانے ہوئے

خلقتیں آئیں الفت کی ماری ہو یہاں
رحمتوں کا سدا ابر باری یہاں
آ کے چمکی ہے قسمت ہماری یہاں
ہیں سخاوت کے دریا بھی جاری یہاں
سخائے خاتم کے قصے پرانے ہوئے
شاہ افضل ہیں دنیا میں مانے ہوئے

جب سے مرشد کا دل میں ٹھکانہ ہوا
شاؔد ہے دل سے ان کا دیوانہ ہوا
ان کی نسبت سے در پہ آنا ہوا
پھر لبوں پہ جاری یہ ترانہ ہوا
دکھ زمانے کے ہم سے بیگانے ہوئے
شاہ افضل ہیں دنیا میں مانے ہوئے

منقبت بحضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

(۴)

رونق علی پور کی ہیں شاہ افضل — سدا مسکراتے رہیں شاہ افضل

جدھر ڈالتے ہیں نگاہ شاہ افضل — کیے جا رہے ہیں عطا شاہ افضل

پکارا علی پور میں ہر آنے والا — کرم ہو گیا بے پناہ شاہ افضل

مرید آپ کے ہیں ستاروں کی مانند — چمکتا ہوا چاند ہیں شاہ افضل

کسی کو علی پور سے الفت ہے کتنی — یہ سب جانتے ہیں میرے شاہ افضل

مرید آرہے ہیں شرق وغرب سے — ہوا جا رہا ہے اضافہ مسلسل

لٹائے دل و جاں علی پور پہ دنیا — کہ مسند نشیں ہیں یہاں شاہ افضل

تو دنیا کی ہلچل سے نہ ہو پریشاں — علی پور میں چل کر مٹا اپنی ہلچل

دنیا تو ہے مال و دولت پہ مرتی — میرا مال و دولت میرے شاہ افضل

نہیں کوئی ان سا زمانے میں دیکھا — یکتا زمانے میں ہیں شاہ افضل

ملتی نہیں راہ بلائے جہاں کو — بس اک ڈالتے ہیں نگاہ شاہ افضل

نسل در نسل یہ بڑھے جا رہا ہے — علی پور سے چھے (۶) چک کا رشتہ مسلسل

وہ کامل ہوئے ہیں جو ناقص بنے تھے — دکھایا اثر نسبت شاہ افضل

کئی غم کے مارے یہیں آپڑے ہیں — ان کیلئے ہے پناہ شاہ افضل

نظر ان کے چہرے سے ہٹتی نہیں ہے — کہ ہیں پیکر دل ربا شاہ افضل

رہتی نہیں کچھ کمی پھر گدا کو — کرتے ہیں جب کچھ عطاء شاہ افضل

آنکھوں میں ہے تازگی ان کے دم سے — ہمارے دلوں کی ضیاء شاہ افضل

علی پور میں جو آتے ہیں بھیک لینے — کرتے ہیں در اُن پہ وا شاہ افضل

نوازے گئے ہیں تیرے در سے لاکھوں — میرے دل کی حسرت مٹا شاہ افضل

انہی کا ہے فرماں یہ مدحت سرائی — کہاں میں کہاں مدحت شاہ افضل

میرے سر پہ ہے دست شفقت انہی کا — مکین دل شاؔد ہیں شاہ افضل

منقبت بحضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

(۴)

لبوں پر ہے جاری ثنائے علی پور ۔ نکلتی ہے دل سے صدائے علی پور
جلوہ نما ہیں یہاں شاہ افضل ۔ اُڑ کر جہاں کیوں نہ آئے علی پور
کریں تا قیامت دلوں پر حکومت ۔ جو ہیں آج مسند آرائے علی پور
جماعت علی رحمۃ اللہ علیہ کی دلوں پر نظر ہے ۔ ہوا ہے میرا دل فدائے علی پور
علی پور کی الفت دلوں میں بسالو ۔ دلوں کو نگینہ بنائے علی پور
علی پور میں روضہ خدا کے ولی کا ۔ رحمت گھٹا بن کے چھائے علی پور
علی پور میں آئیں محبت کے مارے ۔ کہاں بے ادب دیکھ پائیں علی پور
شب و روز ہوتی ہے رحمت خدا کی ۔ بڑھی جا رہی ہے ضیائے علی پور
چمک پائی ان کے مقدر نے یہاں سے ۔ جنہیں راس آئی فضائے علی پور
نوازے گئے ہیں ہزاروں ۔ نہیں بھولتی یہ ادائے علی پور
مچی ہیں جہاں میں سخاوت کی دھومیں ۔ مرادوں کو گوہر لٹائے علی پور
کوئی آ رہا ہے فضاؤں میں اڑ کے ۔ کوئی سر کے بل چلتا آئے علی پور
دل پر خطا ہم بھی لائے علی پور ۔ کہ رنگ اس پہ اپنا چڑھائے علی پور
ہوئی شاؔد تجھ پر عطاؤں کی بارش ۔ بہت خوش ہیں فرما روائے علی پور

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

منقبت بحضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

(۵)

شاہ جماعت کی شان سخا آپ ہیں ۔۔۔ شاہ افضل ہمارے پیا آپ ہیں

آپ کی ذات ہے ان پہ سایہ نبی ۔۔۔ بے کسوں کی جہاں میں ردا آپ ہیں

جس کے دم سے ہمیں تازگی مل گئی ۔۔۔ وہ علی پور کی ٹھنڈی ہوا آپ ہیں

آپ سے کیا چھپا ہے میرا حال دل ۔۔۔ تخت شاہی پہ جلوہ نما آپ ہیں

دیکھ کر آپ کو دل کیوں نہ ہو فدا ۔۔۔ شاہ جماعت کی ہر ادا آپ ہیں

بھیک پاتا ہے آ کے جہاں آپ سے ۔۔۔ کیوں نہ پائے کہ باب سخا آپ ہیں

کھینچ لیتی ہے دل کو نظر آپ کی ۔۔۔ ہر کوئی یہ کہے دل ربا آپ ہیں

ڈوب سکتا نہیں بحر غم میں کبھی ۔۔۔ جس سفینے کے بھی ناخدا آپ ہیں

درد آ کر ہمیں اب ستاتا نہیں ۔۔۔ درد کو بھی پتا ہے دوا آپ ہیں

پیر ہیں اور بھی جگ میں لاکھوں مگر ۔۔۔ ہوں کروڑوں تو بھی جدا آپ ہیں

شاہ جماعت کا ہے باغ مہکا ہوا ۔۔۔ اس چمن کے گل خوشنما آپ ہیں

حسن رب نے دیا بے بہا آپ کو ۔۔۔ جو بھی دیکھے کہے اجتبا آپ ہیں

روشنی پا رہا ہے جہاں آپ سے ۔۔۔ نور قدرت کا روشن دیا آپ ہیں

شاؔد اس کا جہاں میں نہ ٹوٹے بھرم ۔۔۔ آپ سے عرض ہے پیشوا آپ ہیں

منقبت بحضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

(۶)

مچی دھوم عالم میں جود و سخا کی — علی پور میں ہے ہر دم رحمت خدا کی

علی پور سے ہم کو ملے دین و دنیا — اسے یہ فضیلت خدا نے عطا کی

نہیں بھولتے شاہ افضل کسی کو — مریدوں سے کیا ہے محبت بلا کی

نظر بھر نہ دیکھو گے حسن جہاں کو — صورت جو دیکھی میرے دل ربا کی

نہیں رنج و غم اس کے نزدیک آتے — جس نے بھی ان سے ذرا بھی وفا کی

مدینے سے جو ہو کر آئے علی پور — فضیلت میں کیا بتاؤں اس ہوا کی

جسے شاہ افضل کا در مل گیا ہے — ضرورت نہ رہی اسے پھر ہما کی

مجھے زندگی میں جو مشکل نے گھیرا — پہنچا میں خدمت میں مشکل کشا کی

درخشاں ہے کیا شاہ افضل کا پیکر — بڑی شان ہے اس مجسم ضیاء کی

یہ ہے آستانہ خدا کے ولی کا — پوری نہ ہو کیوں طلب ہر گدا کی

چلو شادؔ تم بھی علی پور کی جانب — شب و روز جاتی ہے خلقت خدا کی

شان علی پور

(۷)

چہرہ مرشدی سے جو ظاہر جمال ہے — اس کی لطافتوں کا بتانا محال ہے

ان کا سلوک دیکھ کر ہر ایک نے کہا — مجھ سے ہی میرے شیخ کو محبت کمال ہے

افضل حسین شاہ کا ثانی نہیں کوئی — ان کو دیا خدا نے اوج کمال ہے

اپنے شاگردوں کو مدینے میں بھیجنا — ان کی سخاوتوں کی ادنیٰ مثال ہے

دل میں رقم اگست کی تاریخ تیس ہے — ہاں آج شاہ جماعت کا یوم وصال ہے

دل کھینچتا ہے چہرہ انور کی روشنی — چھایا نور سر بہ سر سید کی آل ہے

تیری نگاہ ناز سے سوکھے ہرے ہوئے — دشمن تیرے دیار کا رو بہ زوال ہے

بلا کر بٹھا لیا تھا ضیافت میں اپنے ساتھ — اے شادؔ تیرا شاہ کو کتنا خیال ہے

شانِ علی پور

(۸)

کیا بات علی پور کی دنیا کے دیاروں میں
جو شان یہاں دیکھی دیکھی نہ ہزاروں میں

سرکار کے چہرے کو وہ نور دیا رب نے
ایسی بھی چمک ہو گی کیا چاند میں تاروں میں

الفت شاہ افضل کی انمول نگینہ ہے
یہ چیزیں نہیں ملتی دنیا کے بازاروں میں

میرے شیخ کے مکتب میں آتے ہیں جہاں والے
دنیا میں مرید ان کے لاکھوں میں ہزاروں میں

لنگر یہ علی پور کا سو سال سے جاری ہے
سائل کو۔ نہیں رکھتے کسی طور قطاروں میں

ایک بار چلو تم بھی دیکھ آؤ علی پور کو
بگڑی بھی بنا دیں گے سرکار اشاروں میں

آباد اسے رکھنا مرشد کے خیالوں سے
دل کو نہ ڈبو دینا دنیا کے خساروں میں

اس گنبد بیضا کی ہر چیز مثالی ہے
شیشے سے جڑے دیکھو پر نور دیواروں میں

دیکھ آئے ہیں سب ساتھی محبوب کی گلیوں کو
پہنچیں گے کبھی ہم بھی پر کیف نظاروں میں

اے شادؔ تجھے حاصل دیدار کی دولت ہے
رکھتے ہیں تجھے مرشد ہر وقت بہاروں میں

شانِ علی پور

(۹)

شاہ افضل کی عظمت بھی کیا خدا نے بڑھائی ہے
ہونے کو فدا ان پر حاضر سب خدائی ہے
خدا نے خوف اور غم سے انہیں بچایا ہے
سایہ ان پر کرنے کو گھٹا کی رحمت آئی ہے
کبھی قہقہہ نہیں سنتا وہاں پر بیٹھنے والا
خوشی خود دیکھ کر ان کو وہاں پر مسکرائی ہے
شاہ افضل نے لاکھوں پر کرم کی انتہا کر دی
کوئی اب تک نہیں سمجھا کہاں تک دل ربائی ہے
کبھی ان کی پیشانی پر سلوٹ کو نہیں دیکھا
طبیعت میں یہ نرمی بھی کیا خدا نے سجائی ہے
حسینوں میں حسیں ایسا نہیں اب تک کہیں دیکھا
شاہ افضل کی صورت کیا خوب میرے رب نے بنائی ہے
شاہ افضل کا ہر پہلو جہاں بھر میں مثالی ہے
میرے مرشد کے پیکر میں تجلی کیا سمائی ہے
میرا مرشد زمانے میں مثالی شان رکھتا ہے
شاہ بے بدل ہو کر غریبوں سے نبھائی ہے
زمانے بھر کی ہر خوبی میرے مرشد میں ملتی ہے
یہ حسنی حسینی ہیں یہ نسبت مصطفائی ہے
ترے اے شاؔد کیا کہنے تجھے ان کی حمایت ہے
خدا کے فضل سے جن میں بھلائی ہی بھلائی ہے

نور کے آستانے کی کیا بات ہے

(۱۰)

نور کے آستانے کی کیا بات ہے — چاند کے جگمگانے کی کیا بات ہے
جھلملاتے ستاروں کا جھرمٹ یہاں — مرشدی کے گھرانے کی کیا بات ہے
حال دل سن کر وہ مسکرانے لگے — ان کے یوں مسکرانے کی کیا بات ہے
ان کی نظر کرم نے بھرم رکھ لیا — نقش باطل مٹانے کی کیا بات ہے
جاری لنگر یہاں پر ہے سو سال سے — ایسے مہمان خانے کی کیا بات ہے
فیض پانے کو ہیں سب بھکاری جمع — اپنا راتب کھلانے کی کیا بات ہے
جان پہچان ان کی زمانے سے ہے — نام لیکر بلانے کی کیا بات ہے
دل تڑپتا تھا ان کی زیارت ملے — خواب میں رخ دکھانے کی کیا بات ہے
گھر سے نکلا تھا سر پہ کفن باندھ کر — مرشدی کے دیوانے کی کیا بات ہے
جن کی نسبت سے ہے شاؔد کی آبرو — بات ان کی سنانے کی کیا بات ہے

نذر عقیدت بحضور فخر ملت

(۱۱)

آپ کو جس نے بھی دیکھا حضرت افضل حسین — ہو گیا جلوہ بہ جلوہ حضرت افضل حسین
لب پہ آسکتا نہیں دل میں سما سکتا نہیں — در مصطفوی ہے کیسا حضرت افضل حسین
پنجتن کے فیض سے ہیں آبھی علی پور میں — حسن کا حسن سراپا حضرت افضل حسین
کثرت جلوہ کی اللہ رے تبسم ریزیاں — بن گئے ہیں خود ہی پردہ افضل حسین
مسکراتی ہے نگاہ عظمت کونین بھی — ایسے سایے کا ہیں سایہ حضرت افضل حسین
علم و عرفاں بھی بہ چشم قلب کہہ سکتے نہیں — اتنے جلووں کا ہیں جلوہ حضرت افضل حسین
نام نامی آپ کا اسم گرامی آپ کا — روح کی تطہیر ہے کیا حضرت افضل حسین
خود بخود دل جائے گا حسن حیات جاوداں — نام رکھ لوں زندگی کا حضرت افضل حسین
ان کی ایک سانس ہے لاکھوں دعاؤں کی دعا — روح میں جس نے بسایا حضرت افضل حسین
دستگیری مجھ کو روح دستگیری اے نفیس — جیسے ہی ہونٹوں پہ آیا حضرت افضل حسین

ہر طرف برستی ہے سیرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲)

شہر علم ہی کیا ہے، شہرت افضل حسین
عرش پر بھی بجتی ہے نوبت افضل حسین

فیض شاہ جماعت سے جس طرف نگاہ پہنچی
خود چمک اٹھی دل میں صورت افضل حسین

اس کی حاضری ہو گی بل یقیں مدینے میں
جس کے دل میں گھر کر لے الفت افضل حسین

جب گناہ بے حد سے بے طرح تڑپتا ہوں
خود زباں پر آتا ہے حضرت افضل حسین

جس طرف نظر جائے حسن حق نظر آئے
کیا جمال کثرت ہے وحدت افضل حسین

چشم و دل سے دیکھو تو میرے پیر افضل کو
صورتوں سے افضل ہے سیرت افضل حسین

کوئی بھی عقیدت مند کیسے ہو تہی دامن
ہر طرف برستی ہے سیرت افضل حسین

جاں لبوں پر آنے دو غم کو مسکرانے دو
تشنگان کوثر ہے شربت افضل حسین

روحیں وجد کرتی ہیں جذبہ عقیدت سے
خادموں سے کیا ہو گی خدمت افضل حسین

ہر مراد حق اپنی کس طرح پوری نہ ہو
میں نے حق سے مانی ہے منت افضل حسین

ہم ہدایتی کیا ہیں ہم جماعتی کیا ہیں
روحوں کی زباں پر ہے مدحت افضل حسین

زباں پر ہے نام آپ کا پیر افضل

(۱۳)

زباں پر ہے نام آپ کا پیر افضل
نہ ہو کام کیسے میرا پیر افضل

وہ ہے مرتبہ آپ کا فخر ملت
جھکائے ہیں سر اولیاء پیر افضل

جسے مل گیا در تیرا میرے مرشد
کہیں اور کیا جائے گا پیر افضل

جماعت علی کی حمایت ہو جس کو
سے خوف کیا حشر کا پیر افضل

تمہاری نظر سے ہوئے زندہ مردے
میرے مردہ دل کو جلا پیر افضل

کہاں مجھ سا دنی کہاں تجھ سا اعلی
بھلا مجھ سے کیا ہو ثنا پیر افضل

برائے حبیب خدا کے کرم سے
کرم کی نظر ہو ذرا پیر افضل

نظر جب اٹھاؤں تو طیبہ کو دیکھوں
مجھے وہ نظر کر عطا پیر افضل

جسے روح کونین سنتی ہے ہر دم
میرے دل کی ہیں وہ صدا پیر افضل

کمالات رحمت کو کیسے بھلا دوں
میری مصیبت کی بجا پیر افضل

ہر اک سانس پر کیوں نہ ہو نام نامی
ہے بے شک نفیسؔ آپ کا پیر افضل

کچھ ایسا ہیں حسنِ بشر پیر افضل علیہ رحمۃ اللہ

(۱۴)

عجب رخ سے ہو جلوہ گر پیر افضل
کہ دل بن گیا ہے نظر پیر افضل

سوئے مہر و مہہ اس کی آنکھیں اٹھیں کیا
جو دیکھے تمہیں اک نظر پیر افضل

سما جائے جو دل میں حسن تصور
تو اک سانس ہو عمر بھر پیر افضل

تصور سا ہوتا ہے خیر البشر ﷺ کا
کچھ ایسا ہیں حسن بشر پیر افضل

اگر حسن سے آپ کا نام لے لوں
قدم چومیں فتح و ظفر پیر افضل

بہ فیض نبی ﷺ باغ روحانیت کے
شجر مرتضی ہیں ثمر پیر افضل

جبیں کو جمال عقیدت عطا ہو
کہاں تک پھروں در بدر پیر افضل

خدا کے حضور اپنی عظمت نہ پوچھو
وہ حسین آہ کا ہیں اثر پیر افضل

مجھے فخر ہے ہوں مرید ان کا دیکھو
بہشتوں کا کیسا ثمر پیر افضل

نگاہوں میں ہر دم نفیسؔ انکا جلوہ
جدھر دیکھتا ہوں ادھر پیر افضل

میں دل میں کر رہا ہوں تحریر پیر افضل رحمۃ اللہ علیہ

(۱۵)

یوں تو ہے کُل جہاں میں توقیر پیر افضل
علی پور خاص کر جاگیر پیر افضل

ملتی ہیں جسکی کڑیاں جا کر شاہ نجف سے
وہ حلقہ تصوف زنجیر پیر افضل

افضل میاں کو مصرعہ سمجھ میں آیا
حضر رہ عمل ہے تنویر پیر افضل

در پہ جو آیا ان کے دنیائے دل بدل دی
اللہ رے نظام تسخیر پیر افضل

ان کے فیوض نسبت ہیں نام ہی سے ظاہر
مہتاب معرفت ہے تفسیر پیر افضل

اک عام آدمی بھی مخدوم ہو گیا ہے
جس میں سما گئی ہے تنویر پیر افضل

یکجا کریں گے سب کو میرے ظفر شاہ
تھامی ہے اب انہوں نے زنجیر پیر افضل

اسلام سے مشرف ہوتے ہیں سن کے کافر
ہوتی ہے جس جگہ پر تقریر پیر افضل

حلقے میں آچکا ہو کیوں جائے وہ کہیں پھر
محبوب ایسی پائی زنجیر پیر افضل

اشعار جو سناؤں سب کو پسند آئیں
وہ چاہیے زباں کو تاثیر پیر افضل

روز ازل سے لے کر اب تک ہے یاد مجھ کو
وہ خواب جس کی تم ہو تعبیر پیر افضل

در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پائی ہے اور کس نے
جو آپ کو ملی ہے توقیر پیر افضل

کھل جائیں گے رموز و اسرار زندگی کے
میں دل میں کر رہا ہوں تحریر پیر افضل

قیدی بنوں نہ کیسے میں اے نفیس حق کا
قدموں میں ہے، ازل سے زنجیر پیر افضل

ہر طرف عنایت ہے میرے پیر افضل سے
(۱۶)

روح و دل کو نسبت ہے میرے پیر افضل سے
میری ہر شرافت ہے میرے پیر افضل سے

جذبۂ طریقت کا فیض خود بخود مجھ پر
کیا حسین محبت ہے میرے پیر افضل سے

جتنا فخر کرتا ہوں فخر بڑھتا جاتا ہے
میری قدر و قیمت ہے میرے پیر افضل سے

ہر نظر جماعتی ہے ہر نفس ہے نقشبندی
آفتاب عظمت ہے میرے پیر افضل سے

عظمتیں نچھاور ہوں کیوں نہ سب مریدوں پر
ہر کسی کو الفت ہے میرے افضل سے

میرے دل کو بھی مولا گلشن منور کر
سارا شہر جنت ہے میرے پیر افضل سے

ہر ولی کا قائل ہوں یوں تو ہر طرح لیکن
دل کو خاص نسبت ہے میرے پیر افضل سے

فیض شاہ افضل تو ہر طرف ہی چھایا ہے
ہر طرف عنایت ہے میرے پیر افضل سے

جلوہ محمد ﷺ سے اے نفیس یوں چمکوں
میرا حسن فطرت ہے میرے پیر افضل سے

کیا نور حق نما ہے افضل تیری گلی میں
(۱۷)

جلووں کا ارتقاء ہے افضل تیری گلی میں
کیا نور حق نما ہے افضل تیری گلی میں

اک اک قدم، جماعتی آواز دے رہا ہے
واللہ کیا ادا ہے افضل تیری گلی میں

ہوش و خرد کا عالم سرمایہ جنوں ہے
وہ عظمت خدا ہے افضل تیری گلی میں

بے دیکھے دیکھتا ہوں جلووں کا حسن معنی
آئینہ وفا ہے افضل تیری گلی میں

کہتا ہوں بے کہے میں سنتا ہوں بے سنے میں
کیسی حسین ادا ہے افضل تیری گلی میں

روحانیت کی دنیا کیسے نہ جان جاں ہو
ہر وِرد مرحبا ہے افضل تیری گلی میں

معمور ہو رہا ہے یہ ایک جماعتی دیکھو
کس شمع کی ضیاء ہے افضل تیری گلی میں

بیتابی غرض کیا، معذوریٔ غرض کیا؟
ہر درد کی دوا ہے افضل تیری گلی میں

ہر آرزوئے ایماں کیسے نہ ہو گی پوری
فیضانِ مصطفیٰ ﷺ ہے افضل تیری گلی میں

زائر کو حق نہ ہو گا کس طرح حاضری کا
وہ راہ پر فضا ہے افضل تیری گلی میں

مقبولیت کے حق میں ذرے بھی چاند تارے
وہ مستقل دعا ہے افضل تیری گلی میں

قلب نفیس کیسے جاگے نہ ہر نفس پر
شہر نبی ﷺ عطا افضل تیری گلی میں

رہبر جہاں ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸)

رہبر جہاں ہیں حضرت افضل حسین
افضلیت کی زباں ہیں حضرت افضل حسین
گفتگو پاک سے برسیں کیوں نہ رحمت کے پھول
حسن کا حسن بیاں ہیں حضرت افضل حسین
رخ سے از خود ہی چمکتا ہے علی پوری جمال
وہ حقیقی ترجماں ہیں حضرت افضل حسین
آپ کے اجداد کا تھا جو کچھ رنگیں سلسلہ
ان کے روح گلستاں ہیں حضرت افضل حسین
آپ کے دیدار سے زائرین کیسے نہ مست ہوں
ہر دکھے دل کی فغاں ہیں حضرت افضل حسین
اہل ایماں کیلئے اہل عقیدت کیلئے
خامشی میں بھی بیاں ہیں حضرت افضل حسین
عظمت ایماں کا حسن تخیل دیکھیئے
بے نیاز این و آہ ہیں حضرت افضل حسین
اور اسی آداب سے گویائی ممکن ہی نہیں
بے زبانوں کی زباں ہیں حضرت افضل حسین
حشر میں ایسے ہی پرساں ہونگے اپنے اے نفیس
جیسے اب سایہ کناں ہیں حضرت افضل حسین

پیر سید محمد مظفر حسین شاہ صاحب جماعتی
کے مختلف محافل میں اندازِ شفیقانہ

عشق کی پہچان ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹)

عشق کی پہچان ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ
یعنی عجب انسان ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

سب مریدوں پر کرم اے خدا یونہی رہے
مستقل حسان ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

حشر کی رسوائی کیا خوف کیا اُسے
جس کے نگہبان ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

چاروں طرف آپکے مستقل پانچ پھول
ایسے گلستاں ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

صدقے نہ ہوں کس طرح آیۂ وآیات پر
حافظ قرآن ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

روحیں بصد شان سے ہوتی ہیں محو طواف
واقعی ایک شان ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

پنجتن کے فیض سے رحمتوں کو ناز ہے
حق نما انسان ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

کوئی کسی کا ہو کوئی کسی کا نفیس
اپنا تو ایماں ہے حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

بابُ چہاردہم

جانشین فخر الملت حضور ظفر الملت

شہزادۂ رسالت مآب، جگر گوشہ امیر ملت توقیر ملت، پیر طریقت، پاسبان فیضان فخر ملت، رہبر شریعت، پروردۂ آغوش ولایت، نور حسینؓ، جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ القاری علامہ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف نارووال

ولادت باسعادت

جانشین امیر ملت و فخر ملت حضرت قبلہ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب یکم ستمبر ۱۹۸۰ء کو علی پور سیداں شریف ضلع نارووال میں خانوادۂ امیر ملت میں پیدا ہوئے۔ آپ کا بچپن بڑا حسین گزرا۔ آغوش ولایت میں آپ کی صغر سنی گزری۔ چھوٹی عمر میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اور جملہ علوم پہ دسترس حاصل کی۔

حضرت ظفر الملت کی دستار بندی

یا رب محمد ﷺ و علی رضی اللہ عنہ و زہرا رضی اللہ عنہا
یا رب حسین و حسن و آل عبا رضی اللہ عنہم
از لطف برآر حاجتم در دوسرا
بے منت مخلوق یا علی الاعلیٰ

ترجمہ:۔ اے میرے پروردگار! بہ طفیل سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور بہ طفیل اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ تعالیٰ اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا۔ اے رب بصدقہ شہزادگان کونین سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما و بہ طفیل آل سیدنا امام زین العابدین ؓ دارین کی حاجت اپنی مہربانی اور فضل سے پوری کر۔ مخلوق کی منت و احسان کے بغیر میرے لیے جو کچھ اعلیٰ سے اعلیٰ ہے میسر فرما۔ (رباعیات نقشبند از محمد صادق قصوری صفحہ نمبر ۹۷)

بیدم یہی تو پانچ ہیں مقصود کائنات
خیر النساء ؓ حسین ؓ و حسن ؓ مصطفیٰ ﷺ علی ؓ

آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضور قبلہ فخر ملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے وصال پر ملال کے بعد آپ کے جگر گوشہ اور اکلوتے فرزند شہزادہ رسالت مآب، تو قیر ملت ظفر الملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب جانشین امیر ملت اور سجادہ نشین آستانہ عالیہ دربار عالیہ حضرت امیر ملت مقرر ہو گئے۔ ۴ر جولائی ۲۰۱۲ء کو آپ کی دستار بندی حضرت سیدہ آپا جی صوفیہ دامت برکاتہم العالیہ کے حکم سے حضور قبلہ فخر ملت کے خلیفہ اور خاندان امیر ملت کے روحانی بزرگ حضرت الحاج پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب نے اپنے دست شفقت سے فرمائی۔ یہ بات حقیقت ہے کہ حضرت ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب اپنے والد

گرامی کا عکس ہیں۔ جو بھی آپ کی زیارت کرتا ہے اسے یہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ حضور فخر ملت کی زیارت کر رہا ہے۔ آپ کی شکل و شباہت اپنے والد گرامی سے ملتی جلتی ہے۔ حضرت ظفر ملت کی ہستی مبارکہ میں فخر ملت کی تمام خوبیاں اور خصوصیات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ آپ اسی خندہ پیشانی میانہ روی اور خوش خلقی کے ساتھ زائرین امیر ملت سے پیش آتے ہیں۔ جسطرح سے حضرت فخر ملت پیش آتے تھے۔ آپ خاص طور پر علمائے کرام اور یاران طریقت کی بہت زیادہ توقیر کرتے ہیں۔ یہ آپ کی شخصیت مبارکہ کا کمال ہے کہ آپ نے حضرت فخر ملت کے مریدین کو ان کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ آپ سائلین سے ملاقات کرتے ہیں۔ ان کے مسائل انتہائی صبر و تحمل سے سنتے ہیں۔ خدمت اسلام کے جذبہ سے سرشار ہیں۔ حافظ قرآن ہیں۔ دینی و مذہبی معاملات میں مکمل دلچسپی لیتے ہیں۔ آپ حضرت فخر ملت کے خانقاہی نظام اور فکر و ترویج کی اشاعت کے لیے دن رات مصروف رہتے ہیں۔

حضور سرور کائنات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخلوق کی حاجت روائی کیلئے خاص فرمایا ہے۔ لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں اُن کے پاس لے کر آتے ہیں۔ اور وہ ان کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے وہ خاص بندے عذاب الٰہی سے آمان میں ہیں۔ (امام ابونعیم و امام طبرانی)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے لیے اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں بے شک اللہ کے محبوب ترین بندے یعنی اولیاء اللہ وہ ہیں جو لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت ڈالتے ہیں اور اس زمین پر لوگوں کی خیر خواہی کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔ (تجلیات مرشد)

حضرت ظفر الملت کا روحانی مقام

ارشاد خداوندی ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔

ترجمہ:۔ یقیناً اللہ ان کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں اور جو نیک کاموں میں سرگرم رہتے ہیں۔ مصنف تفسیر ضیاء القرآن پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ تبلیغ و اشاعت اسلام میں کامیابی کا انحصار فقط تائید الٰہی اور نصرت ربانی ہے۔ اس لیے مبلغ اسلام کو بتا دیا گیا کہ یہ سعادت صرف اُن پاکبازوں کو بخشی جاتی ہے۔ جو زیور تقویٰ سے آراستہ

ہوں۔اور خلق خدا کے ساتھ احسان اور خیر خواہی کے جذبات سے ان کے دل معمور ہوں۔

مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ولایت ایک قرب خاص ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔ولایت وہبی ہے نہ کہ یہ اعمال سے آدمی خود حاصل کر لے۔البتہ غالباً اعمال حسنہ اس عطیہ الٰہی کیلئے ذریعہ ہوتے ہیں۔اور بعضوں کو ابتداء میں ہی مل جاتی ہے۔(بہار شریعت جلد ا صفحہ ا)

سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف حضرت ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی وہ بلند وارفع روحانی مقام رکھتے ہیں جو باعث رشک ولایت ہے۔آپ کی ہر ہر ادا سے روحانی خوشبو آتی ہے۔آپ کا مقام ولایت اور آپ کی نسبت آسمان کی بلندیوں کو چھوتی ہے۔نہایت درویش صفت انسان ہیں۔تصوف اور روحانیت کے پیاسے آپ کے دربار پر حاضری دیتے اور اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔آپ روحانی سلسلہ میں مریدین کی رہنمائی بہ احسن انجام دیتے ہیں۔آپ کی دعاؤں اور نظر کرم سے غمزدہ اور اور مصیبت زدہ لوگوں کے دکھ درد دور ہوتے ہیں۔اور بلائیں ٹلتی ہیں۔

یُصْرِفُ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ الْبَلَاءَ وَالْغَرَقَ۔ ترجمہ:۔انہیں کے سبب اہل زمین سے بلائیں اور سیلاب دور ہوتا ہے۔(ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر جلد ا صفحہ ۲۱۳ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضور قبلہ ظفر ملت مدظلہ العالی کی یہ شان اور نسبت ہے کہ آپ کو حضور فخر ملت اور حضور امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست ہدایات اور رہنمائی ملتی ہے۔جن کی روشنی میں آپ مخلوق خداوندی کے مسائل حل کرتے ہیں۔آپ فیضان رسالت مآب ﷺ کے پاسبان وامین ہیں۔سائبان کرم ہیں۔پاسبان حرم ہیں۔کمال دانشمندی اور بصیرت سے آپ نے حضور فخر ملت کی نورانی اور روحانی روایات کو برقرار رکھا ہوا ہے۔

حضور سرور کائنات ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو میرے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں سے کون زیادہ محبوب ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! فاطمہ رضی اللہ عنہا مجھے تم سے زیادہ پیاری ہے اور تم میرے نزدیک اس سے زیادہ عزیز ہو۔(غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام طبرانی)

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضور ظفر الملت مدظلہ العالی اسی خاندان عالیہ مقدسہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گلستان کا خوش رنگ پھول ہیں۔جن کی

طرف تاجدار مدینہ حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ محبت و پیار کا اظہار فرما رہے ہیں۔

انہی کا گھر مخزن ہدایت یہی ہیں محور پیمبری کا
انہی کے نقش قدم کی مٹی سے راز ملتا ہے بو ذری کا
انہی کی خوشبو کا نام جنت ہے گنگناتی ہوا سے پوچھو
جناب زہرا رضی اللہ عنہا کے مرتبے کو خود رسول خدا سے پوچھو

اخلاق حسنہ

جانشین امیر ملت محدث علی پوری جگر گوشہ فخر ملت حضور ظفر الملت دامت برکاتہم العالیہ کی ہستی مبارکہ میں ان گنت اخلاقی صفات پائی جاتی ہیں۔ بلاشبہ آپ حسن اخلاق کا پیکر اتم ہیں۔ آپ حضور فخر ملت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کے اخلاقی اقدار کے پاسبان ہیں۔ خوش خلقی اور خوش گفتاری آپ کی طبیعت کا خاصہ ہے۔ آپ اخلاقیات کا پرچار کرتے ہیں۔ آپ کی عادات، آپ کی گفتگو میں تصنع نہیں پائی جاتی۔ بلکہ حقیقت پر مبنی گفتگو فرماتے ہیں۔ نمود و نمائش کو بالکل پسند نہیں فرماتے۔ عاجزی و انکساری اور سادگی کو فروغ دیتے ہیں۔ سادہ لباس کو پہننا، سادہ خوراک کا کھانا آپ کی طبیعت کا معمول ہے۔ اپنے لیے وہی چیز قبول کرتے ہیں جو دوسروں کیلئے پسند کرتے ہیں۔ تکبر و غرور کا نام نہیں۔ نرم دل ہیں۔ زائرین امیر ملت کے ساتھ بیٹھنا، ان کے ساتھ کھانا تناول کرنا اور ان کو تحفے تحائف دے کر رخصت کرنا آپ کی شخصیت مقدسہ کا معمول ہے۔ الغرض آپ کی ذات گرامی میں وہ تمام خصائص موجود ہیں جو حضور قبلہ فخر ملت کی ذات گرامی میں پائے جاتے تھے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ عوارف المعارف میں فرماتے ہیں کہ

''تصفیہ قلوب و تزکیہ نفوس براہ راست تعلیمات نبوی ﷺ کا ثمرہ ہے۔ جو شخص اس سرچشمہ ہدایت سے جس قدر زیادہ سیراب ہو۔ اسی مناسبت سے صفائے قلب اور تزکیہ نفس میں بھی زیادہ امتیاز حاصل کرتا ہے۔ علوم ظاہری تصوف کی ضد نہیں ہیں۔ بلکہ مبادی طریقت ہیں خلقت کی اصل ذات رسالت مآب ﷺ ہے۔ ساری کائنات ان ہی کے طفیل میں ہے۔ یہی ذات اقدس دنیا میں رشد و ہدایت لے کر آئی۔ جو شخص اپنی پاکیزہ نیت کے لحاظ سے اس جوہر گرامی ﷺ سے جس قدر زیادہ قرب و مناسبت رکھتا ہے۔ اسی قدر علم و ہدایت سے زیادہ بہرہ ور ہوتا ہے۔ اور دوسروں کیلئے باعث ہدایت بنتا ہے۔ یہی گروہ صوفیاء اور باصطلاح قرآن مجید

گروہ مقربین کہلاتا ہے۔ (عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین سہروردی)

کلام الٰہی میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے: فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔

ترجمہ:۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ان بندوں کو خوش خبری سنا دو جو ہمارے کلام کو حسن استماع سے سنتے ہیں۔ اور اس کی اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہیں خدا نے ہدایت دی ہے اور یہی لوگ صاحب عقل سلیم ہیں۔

شیخ الاسلام زکریاء انصاری فرماتے ہیں کہ "تصوف وہ علم ہے جس سے تزکیہ نفس، تصفیہ اخلاق، تعمیر ظاہر و باطن کے احوال کا علم ہوتا ہے۔ تاکہ سعادت ابدی حاصل کی جاسکے۔ اس کا موضوع بھی تزکیہ اور تصفیہ اخلاق و تعمیر ظاہر و باطن ہے۔ اور اس کی غایت و مقصد سعادت ابدی کا حاصل کرنا ہے"۔ (مناقب رومی از محمد ریاض قادری ص ۱۴، ۱۵)

شہزادہ امیر ملت جگر گوشہ فخر ملت حضور ظفر الملت مدظلہ العالی کے اخلاق حسنہ تصوف و طریقت کے اصولوں کے عین مطابق ہیں۔ اور آپ اپنے اسلاف کے ظاہر و باطن کے عکاس ہیں۔ آپ کے اخلاق حسنہ شریعت الٰہی اور طریقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اخلاق تعلیمات کا پرچار کرتے ہیں۔

پہنچے علو شان کے مرتبہ کمال پر
نور جمال برق تیرگی صندل پر

روحانی فیض کی فراہمی

سجادہ نشین علی پور شریف بار کر ہیں۔ آپ کو براہ راست روحانی فیوضات گنبد خضریٰ کے مکین، آقائے نامدار، تاجدار کائنات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے حاصل ہوتے ہیں۔ جو قرب اور مقام بارگاہ رسالت میں حضور قبلہ فخر ملت اور حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری کو حاصل ہے اس قرب کی نسبت کا فیض مکمل آپ کیلئے چراغ راہ ہے۔ آپ کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ آپ گلشن مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ سرسبز گل ہیں جن کے گرد شمع رسالت کے پروانے ہر وقت طواف کرتے ہیں۔ اور حقیقتاً یہ عین ایمان ہے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور اہل بیت اطہار کا جو مقام و عظمت ہے۔ قیامت تک اہل بیت کی دنیا آباد و شاداب

رہے گی۔ آج کے دور جدید میں حضور ظفر الملت اہل بیت کا روشن تمغہ و چراغ ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت کے وصال مبارک کے بعد غلامان امیر ملت و مریدین فخر ملت نے حضور ظفر ملت کے ساتھ جس محبت و شفقت کا اظہار کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور فخر ملت کے سچے و پکے غلام ہیں۔ اور وفادار ہیں اور حضور ظفر ملت کا دامن کبھی نہیں چھوڑیں گے۔

زمانہ چھوٹ جائے تیرا میخانہ نہ چھوٹے گا
کہ ساقی تیرے میخواروں کو غداری نہیں آتی

حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ، حسینؓ اور ہم سے محبت کرنے والے روز قیامت ایک ہی جگہ اکٹھے ہوں گے۔ قیامت کے دن ہمارا کھانا پینا بھی اکٹھا ہوگا۔ یہاں تک کہ لوگوں میں فیصلے کر دیے جائیں گے۔ (غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام ابن عساکر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو آگ کا عذاب نہیں دے گا۔ (عرفان السنۃ ۲۸۷ بحوالہ امام طبرانی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میری بیٹی کا نام فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس لیے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس سے محبت کرنے والوں کو دوزخ سے جدا کر دیا ہے۔ (غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ)

مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مثنوی شریف میں شیخ طریقت کی ضرورت اور فیض مسلسل کی فراہمی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست بس پر آفت و خوف و خطر

ترجمہ:۔ کسی شیخ طریقت کا ہاتھ پکڑ لے کیونکہ اس کے بغیر سلوک طے کرنا خطرناک ہے۔

پیر باشد نرد بان آسمان
تیر پراں از کہ گرد و از کماں

ترجمہ:۔ پیر آسمان کیلئے یعنی خدا تک پہنچنے کے لیے مثل سیڑھی کے ہے۔ تیر کمان کے بغیر کیسے پرواز کر سکتا ہے۔

شیخ نورانی زداہ آگہہ کند
نور را با الفاظ ہا ہمراہ کند

ترجمہ:۔نورانی لوگ اللہ کی راہ سے آگاہ کرتے ہیں۔اپنے الفاظ کلام کے ساتھ نور بھی ہمراہ کرتے ہیں۔ (مثنوی مولانا روم)

حق گوئی وصداقت

شاعر بارگاہ الٰہی میں حمد سرا ہوتا ہے

منبع ہے تو ہی جود و کرم ، لطف و عطا کا
خالق ہے تو اے مالک ارض و سما کا

رب کائنات سارے جہانوں کا مالک ہے۔اس کے جود و کرم اور لطف وعطا کی کوئی حد نہیں۔وہ زمینوں، آسمانوں کا مالک ہے۔یہ اس کی عظیم ہستی کا کمال ہے کہ جسے چاہے اپنی بارگاہ صمدیت سے نواز دے۔خدائے ذوالجلال نے حضور سرور کائنات ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان عالیہ مقدسہ پر بے پناہ عنایات اور اکرام کئے ہیں۔اور حضور ﷺ کو اس کائنات ارض کا تاجدار بنایا ہے۔

قرآن کے سپاروں میں وہ بول رہا ہے
کیا خوب سماعت میں رس گھول رہا ہے

جگر گوشۂ فخر ملت حضور ظفر الملت مدظلہ العالی بھی اسی گلستان کرم کا سرمدی پھول ہیں۔ آپ حق گوئی وصداقت کا حسین مجسمہ ہیں۔سچائی اور صاف گوئی آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ خیالات، پاکیزہ جذبوں اور حسین سوچوں کے علمبردار ہیں۔آپ کی ذات میں خلوص اور صداقت کا رنگ غالب ہے۔اگرچہ آپ باقاعدہ مبلغ نہیں لیکن حقیقتاً شیخ ہدایت ہیں۔آپ انتہائی لطیف اور دلکش پیرائے ہیں۔لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ کی نوید یاران طریقت کو سناتے ہیں۔ان کے غموں اور دکھوں کو کم کرتے ہیں۔اور اپنی دعاؤں اور نگاہ کرم سے مخلوق خداوندی کے مسائل حل کرتے ہیں۔

رب العزت کا ہمیشہ امت مسلمہ پر یہ کرم رہا ہے کہ ایسے ایسے سدا بہار پھول کھلتے رہے ہیں کہ جن کی خوشبو سے پورا عالم معطر ہوتا رہا ہے۔دنیا کہ دیگر باغوں کے برعکس چمن مصطفیٰ ﷺ کے پھولوں کو نہ تو کسی آفتاب کی تمازت اُڑا سکی ہے اور نہ ہی کفر و باطل کی تند و تیز ہوائیں

او نشید در حضور اولیاء

صوفیاء کرام اور اولیاء عظام کا وجود مسعود اہل دنیا کیلئے باعث عزت اور باعث برکت و رحمت ہے۔ یہ بات حقیقت ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ نقش قدم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضور ظفر الملت بھی حد درجہ مہمان نواز ہیں۔ مہمانوں کی خاطر مدارت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ اپنی نگرانی میں کھانے پکواتے ہیں آپ کا دستر خوان بڑا وسیع و عریض ہوتا ہے۔ طرح طرح کے کھانے پکوانا اور اپنی نگرانی میں لوگوں کو کھلانا آپ کا معمول اور شیوہ ہے۔ زائرین امیر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آرام و آسائش کا بھر پور خیال رکھتے ہیں۔ اپنے والد گرامی کی طرح آپ کی مہمان نوازی بھی پوری دنیا میں مشہور ہے۔ اور آپ یقینی طور میزبان علی پور کا کردار ادا کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے اسلاف کی روایات کو برقرار رکھا ہوا ہے۔ عرس مبارک کے موقع پر لاکھوں کی تعداد میں مریدین اور متوسلین کیلئے کھانے پینے کا انتظام کرنا اگرچہ انتہائی مشکل کام ہے مگر آپ بھی فریضہ بہ احسن انجام دیتے دکھائی دیتے ہیں۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان نظر ہے کہ لوگ جوق در جوق آگے آتے سلام کرتے ہیں اور آپ کی تعظیم بجالاتے ہیں۔ یہ ایسی عزت و تکریم ہے جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کامل فیاضی کے ساتھ مقام و مرتبہ، جو ہر کمال، اکرام و نوازشات اپنے لاڈلے فرزند کو عطا کر دیے ہیں کہ زمانہ آپ کا مدح سرا ہے۔

خیال شاہ خوش خویم تبسم کرد بر رویم
چنین شد نسل بر نسلم چنین فرزند فرزندم

ترجمہ:۔ اس شاہ نے خوش مزاجی اور مسکراہٹ کے ساتھ مجھ پر نظر فرمائی اور مجھے نسل در نسل پشتوں تک جو ہر کمال عطا فرما دیا۔

رب العالمین کا ہزار ہا شکر اور احسان عظیم ہے کہ تمام مخلوق میرے حضور قبلہ فخر ملت کے گھر کی مرید ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "جب کوئی مہمان کسی کے ہاں آتا ہے تو اپنا رزق لے کر آتا ہے اور جب جاتا ہے تو صاحب خانہ کے گناہ بخشے جانے کا سبب ہوتا ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اپنے بھائی

کی مہمان نوازی کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کیلئے دس لاکھ نیکیاں لکھتا ہے۔ اور دس لاکھ برائیاں اس کے نامۂ اعمال سے مٹا دیتا ہے۔ اور اُس کے دس لاکھ درجے بلند کرتا ہے۔ اور اُس کو تین جنتوں سے کھانا کھلاتا ہے۔ یعنی فردوس، عدن اور خلد۔ (احیاء العلوم)

کیمیائے سعادت میں ہے کہ ایک بزرگ کی عادت کریمہ تھی کہ بھائیوں کے سامنے دستر خوان بچھاتے تو بہت سارا کھانا لگاتے اور فرماتے (حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کھانا دوستوں کے آگے سے بچ رہے اس کا حساب نہ ہوگا۔) میں چاہتا ہوں کہ جو کھانا دوستوں کے آگے سے بچا ہوا اُٹھاؤں اور کھایا کروں۔ (کیمیائے سعادت)

مہمان کی تعظیم کرنے والے کیلئے جنت کی بشارت ہے۔ جیسا کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ مہمان برکت ہے خدا کی طرف سے اور نعمت ہے اللہ تعالیٰ کی تو جس نے مہمان کی تعظیم کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور جس نے مہمان کی تعظیم نہ کی وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (درۃ الناصحین)

آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب، جگر گوشہ حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت کا خاندان مقدسہ پوری دنیا میں مہمان نوازی اور بندہ پروری کیلئے مشہور ہے۔ جتنی توقیر و تعظیم علی پور شریف میں مہمان کی ہوتی ہے اس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے بھی اپنے والد محترم کی مہمان نوازی کی روایت کو برقرار رکھا ہوا ہے۔ آپ مہمانوں کیلئے مختلف انواع کے کھانے پکاتے ہیں۔ اور انہیں کھلا کر حد درجہ خوشی کا اظہار فرماتے ہیں۔ مہمانوں کی توقیر و تعظیم میں بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔

ظفر الملت اور جود و سخا

جود و سخا اور کرم نوازی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان عالیہ مقدسہ کی پہچان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رب ذوالجلال نے کل کائنات کیلئے قاسم عطایا مقرر فرمایا ہے۔ ساری کائنات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و سخا کی مرہون منت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو عطا کرتے ہیں اس کو پھر مانگنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اس کو غنی اور مالدار کر دیتے ہیں۔ یہی خوبی اور صفت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار میں پائی جاتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اہل بیت اطہار کے بارے میں ارشاد گرامی ہے: حضرت زید بن

ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! بے شک میں تم میں دو نائب چھوڑ کر جارہا ہوں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب جو کہ آسمان و زمین کے درمیان پھیلی ہوئی ہے۔ اور میری عترت یعنی میرے اہل بیت اور یہ کہ یہ دونوں اس وقت تک ہرگز جدا نہ ہوں گے جب تک یہ میرے پاس حوضِ کوثر پر نہیں پہنچ جاتے۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

(مرج البحرین فی مناقب الحسنین)

سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف حضرت الحاج الحافظ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی خانوادۂ رسول ﷺ کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ حضور سرور کائنات سرکار دو عالم ﷺ کے خاندان کے سرمدی پھول ہیں۔ آپ کی ہستی مبارکہ میں وہی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو کہ آپ کے آباؤ اجداد کا خاصہ ہیں۔ آپ سخی ابن سخی اور کریم ابن کریم ہیں۔ جود و سخا کا پیکر ہیں۔ صبح و شام آپ کے در کرم پر سائلین کا ہجوم رہتا ہے۔ اور آپ ہر ایک کی دادرسی کرتے ہیں۔ عنایات و اکرام کی بارش کرتے ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں۔ خدام امیر ملت، علماء کرام اور ثناء خوان مصطفیٰ ﷺ کی دل کھول کر مدد کرتے ہیں۔ اور اپنے مریدین کو خالی ہاتھ رخصت نہیں کرتے۔ بلکہ تحفے تحائف دے کر رخصت کرتے ہیں۔ آپ کی سخاوت دریا کی لہروں کی مانند ہے سمندر کا سا دل رکھتے ہیں۔ اور ہمیشہ مخلوق خدا کی خدمت کرنا غریبوں کی دستگیری کرنا پسند فرماتے ہیں۔ سخاوت خاندانِ امیر ملت کی پہچان ہے۔ جس کو آپ نے برقرار رکھا ہوا ہے۔

آنکہ بد ہد بے امید و سود ہا
آں خد ایست آں خد ایست آں خدا
یا ولی حق کہ خوے حق گرفت
نور گشت و تابش مطلق گرفت
اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلاں ہر گز نمیرد

ترجمہ:۔ ولی اللہ جس کسی کو کچھ عطا کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا معاوضہ اور بغیر توقع کے دیتا ہے۔ ولی اللہ صفات الٰہی سے متصف ہو جاتا ہے۔ رب کے نور سے منور ہو کر مطلق نور علیٰ نور ہو جاتا ہے۔ اگر پوری دنیا تیز آندھی کی زد میں آجائے تب بھی مقبولان خدا کا چراغ گل نہیں

ہوتا۔ (مناقب رومی از محمد ریاض قادری)

عظمت وجلالت

سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف حضور ظفر الملت مدظلہ العالی کی ہستی مبارکہ عظمت وجلالت والی ہستی ہے۔ خوش لباس اور خوش اخلاق ہیں۔ آپ کی ذات مقدسہ میں امتیازی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ جو کہ آپ کو دوسروں سے نمایاں کرتی ہیں۔ آپ ہر دلعزیز شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ نے حضرت فخر ملت کے اکلوتے فرزند ہونے کے ناطے شہزادوں جیسی زندگی گزاری ہے۔ آپ سخاوت ودریا دلی کا عملی ماڈل ونمونہ ہیں۔ آپ کی شان وشوکت، فراخدلی، اور فیض رسانی بے مثال ہے۔ آپ کے حسن وجمال، رفعت وبلندی پر لوگ رشک کرتے ہیں۔ شیخ عبداللہ ابن المبارک نے ایک مرتبہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ ولی کی کیا تعریف ہے؟ تو آپ نے فرمایا ولی وہ ہے جس کے چہرہ پر حیاء، آنکھوں میں گریہ، دل میں پاکیزگی، زبان پر تعریف، ہاتھ میں بخشش، وعدہ میں وفا اور بات میں شفاء ہو۔ یعنی یہ اولیاء اللہ کے ذاتی خصائل ہیں۔ (مناقب رومی صفحہ ۳۴)

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ولی وہ ہے جس میں محبت الٰہی کی علامات پائی جاتی ہیں۔ اور اخلاق واعمال میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کاربند ہو۔ یعنی اخلاق وافعال میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادا کرنا ہی علامت اہل اللہ اور یہی درویشی ہے۔ (مناقب رومی صفحہ ۳۴)

ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہے جس کی زبان پر عظمت وجلالت اور نرمی ہو۔ حسن اخلاق، خندہ پیشانی، اور نفس کا سخی ہو۔ اعتراض کم کرے۔ جو شخص اس کے سامنے عذر پیش کرے اس کا عذر قبول کرے۔ تمام لوگوں پر شفیق ہو۔ اور کسی کے احسان پر نظر نہ رکھتا ہو۔

سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب سر الاسرار میں فرماتے ہیں کہ "ولایت کا ماحصل یہ ہے کہ انسان اپنے اندر اخلاق الٰہیہ پیدا کرے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اپنے اندر خدائی اخلاق پیدا کرو"۔ اور جامع صفات بشریت اتار کر صفات الٰہی کا لباس پہنو۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! جب میں کسی بندے کو دوست رکھتا ہوں تو اس کے کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، اور پاؤں بن جاتا ہوں۔ پھر وہ میرے ہی واسطے سے سنتا ہے دیکھتا ہے، کلام کرتا ہے، پکڑتا اور چلتا ہے۔ (سیدنا غوث الاعظم سر الاسرار صفحہ ۹۵)

ظفر الملت اور نسبت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

یہ امر حقیقت ہے کہ فیضان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہی معرفت الٰہی کے حصول کا پیش خیمہ ہے۔ واسطۂ رسالت ہی وہ زینہ ہے جو سیدھا عرش الٰہی تک جاتا ہے اگر کوئی اس واسطے کو درمیان سے مٹانا چاہے تو اس کا یہ عمل اللہ کے نظام کو منسوخ کرنے کی سعی موہوم کے مترادف ہوگا۔ اس حقیقت پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک دلالت کرتا ہے: ''میں (نعمتوں) کی تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا کرنے والا ہے''۔ (صحیح البخاری والمسلم بحوالہ شان اولیاء حصہ اول)

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کہ آبروئے ہر دوسرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک برسر او

باب نبوت ہمیشہ کیلئے بند ہو جانے کے بعد فیوضات الٰہیہ کی ترسیل واجراء کے نظام کو جاری وساری رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ومقرب اولیاء کرام کا سلسلہ جاری فرما دیا۔ یہ اولیاء کرام در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرات عامۃ الناس میں تقسیم کرنے اور انہیں اللہ کی بارگاہ کا راستہ دکھانے پر معین ہیں۔ اُن سے فیض حاصل کرنا حکم باری کی تعمیل ہے۔ قرآن مجید میں حکم ربانی ہے کہ ترجمہ:۔ (اے میرے بندے) تو اپنے آپ کو ان لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں۔ اسکی رضا کے طلبگار رہتے ہیں۔ (اس کی دید کے متمنی اور اس کا مکھڑا تکنے کے آرزومند رہتے ہیں) تیری (محبت اور توجہ) کی نگاہیں ان سے نہ ہٹیں۔

(سورۃ الکھف ۱۸۔ آیت ۲۸)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی بارگاہ تک رسائی کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! تم میرے ان بندوں سے اپنا ناطہ جوڑلو جو صبح وشام میری یاد میں سرمست رہتے ہیں۔ اور جو میرے چمنستان الست سے جام پر جام لنڈھاتے ہیں۔ اور میرے ذکر میں اُن کے شب وروز عالم سرشاری میں بسر ہوتے ہیں۔ اب جنہیں میری قربت درکار ہو ان کیلئے ضروری ہے کہ میرے ان خدامست بندوں کی محبت اور سنگت اختیار کرلیں۔ اور ان بادہ کشوں کی معیت اور محفل میں آجائیں۔ تاکہ انہیں بھی اس سرور ونشاط کے چند گھونٹ میسر آجائیں۔ اگر وہ نہیں تو فقط اس کی خوشبو سے سرشاری نصیب ہوگی۔ وہ بھی کم نہیں۔ (شان اولیاء حصہ اول)

گردِ مستاں گرد، گرد مے کم رسد بوئے رسد
بوئے او گر کم رسد رویت ایشاں بس است

جگر گوشۂ فخر ملت حضور قبلہ ظفر الملت مدظلہ العالی کو حضور سرور کائنات ﷺ کی ہستی مبارکہ سے روحانی نسبت بھی ہے۔ اور جسمانی نسبت بھی۔ وہ سرور دو عالم ﷺ کے گل رنگ باغ کا سرمدی پھول ہیں۔ یہ تعلق اور نسبت وہ تعلق ہے جو ہر کسی کے نصیب کی بات نہیں۔ یہی روحانی اور جسمانی تعلق اور نسبت آپ کے بلندیٔ درجات اور عظمت شان وشوکت کا باعث ہیں۔ حضور قبلہ عالم محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات قدسی سے روحانی فیوضات مسلسل آپ کو ملتے رہتے ہیں۔ اور آپ کیلئے چراغ راہ ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت براہ راست آپ کی نگرانی اور رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ نسبت رسالت محمدی ﷺ کا فیض ہے کہ آپ کی شخصیت مبارکہ میں سحر انگیزی اور مقناطیسی وطلسماتی کشش پائی جاتی ہے۔ جو باقی تمام پیران عظام میں آپ کو نمایاں کرتی ہے۔

محبت رسول عربی ﷺ

سلاسل طریقت کا روحانی وخانقاہی نظام من جانب اللہ قائم ہے۔ یہ حقیقتاً ایک سلسلۂ نور ہے جو تمام عالم انسانیت کو رب لم یزل کی رحمت سے سیراب کر رہا ہے۔ اس سے انکار، عقل کا انکار، شعور کا انکار، اور رب کائنات کے نظام ربوبیت کا انکار ہے۔ اولیاء کرام کا تعلق اپنے آقا ومولا حضور سرور کائنات ﷺ سے کبھی نہیں ٹوٹتا۔ اور ان کے قلوب گنبد خضریٰ کی سرکار کی محبت لازوال میں ہمہ وقت سرشار رکھتے ہیں۔ حضرت ابو العباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بہت بڑے ولی اللہ گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ "اگر ایک لحہ کیلئے بھی چہرۂ مصطفیٰ ﷺ میرے سامنے نہ رہیں تو میں اس لمحے خود کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ (روح المعانی ۲۲-۳۶ بحوالہ شان اولیاء حصہ دوم)
آقائے دوجہاں ﷺ اپنی رحمۃ للعالمینی کی بناء پر اس کائنات آب وگل کے مقناطیس اعظم ہیں۔ جس مقناطیس کی طرف ساری دنیا محبت وعشق وارفتگی کا اظہار کرتی ہے۔ بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

در شبستان حرا خلوت گزید
قوم و آئین و حکومت آفرید

غار حراء کی خلوتوں نے تاجدار کائنات ﷺ کو پوری نسل انسانی کا محسن وہادی اعظم بنا دیا۔ جس کے دم قدم سے دنیائے مشرق ومغرب ایک قوم، ایک قرآن اور ایک حکومت الٰہیہ کے نظم میں پرودی گئی۔ اس فیضان الوہیت کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کے مطابق دیدار عطا کیا۔ اور اپنا دست قدرت میرے دونوں

شانوں کے درمیان میں رکھا۔ اُس کی بدولت میں نے اپنی سینے پر ٹھنڈک محسوس کی۔ ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی۔ فیض الوہیت کا یہ عالم تو زمین پر تھا۔ اس فیض کا عالم کیا ہو گا جو قَابَ قَوْسَیْن کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات کی بلندی کا باعث بنا۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اَوْ اَدْنٰی کا قرب الوہیت عطا ہوا۔ جس کے بعد زمان و مکان ولامکاں کے تمام فاصلے مٹ گئے۔ اور محب و محبوب میں دو کمانوں سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔ (شان اولیاء حصہ دوئم)

قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے الفاظ سے مخلوق کو یہ بتلانا مقصود تھا کہ دیکھو اپنا عقیدہ درست رکھنا۔ اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور معبودیت اپنی جگہ پر برحق ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا قریب ہو کر بھی عبدیت کے مقام پر فائز ہیں۔ یہ فرق روا رکھنا لازم ہے۔ فیض الوہیت کی ساری حدیں اور انتہائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ہوئیں۔ جب تمام فیض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاءَ الْحَقْ۔ جس نے مجھے دیکھ لیا تحقیق اس نے اللہ کو دیکھ لیا (صحیح البخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۶)

یہ حقیقت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم الوہیت کے قاسم ہیں۔ اور اولیاء اللہ فیضانِ رسالت مآب کے قاسم ہیں۔ اور یہ درجات اور بلندیاں فقط ان لوگوں کا نصیب ہیں جو آقائے نامدار تاجدار مدینہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں گرفتار ہیں۔

قارئین کرام! جگر گوشۂ فخر ملت حضور ظفر الملت عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر ہیں۔ آپ کو اپنے جد امجد محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت ہے۔ اور محبت و عقیدت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سبق آپ کو اپنے والد گرامی سے ملا ہے۔ آپ کی ہر ہر ادا اور ایک ایک لفظ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ادب و تعظیم رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا غماض ہے۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت لازوال آپ کا حرزِ جاں ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ:۔ بھلا وہ شخص جو مردہ (یعنی ایمان سے محروم) تھا۔ پھر ہم نے اسے (ہدایت کی دولت) زندہ کیا۔ اور ہم نے اس کیلئے (ایمان و معرفت کا) نور پیدا فرمایا۔ (اب) وہ اس کے ذریعے (بقیہ) لوگوں میں (بھی روشنی پھیلانے کیلئے) چلتا ہے۔ (سورۃ الانعام ۶:۱۲۲) مراد یہ ہے کہ کچھ وہ لوگ ہیں جن کے دل مردہ تھے۔ ہم نے ان مردہ دلوں کو زندہ کر کے نور نبوت سے سرفراز فرمایا۔ پھر جیسے انہیں نور نبوت سے زندگی ملی۔ وہ اس نور کو لوگوں میں بھی بانٹتے ہیں۔ اب یہ اسی یَمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ کا کرشمہ تھا کہ کسی کو غوث اعظم کی صورت میں بغداد میں یہ ذمہ داری دی۔ کسی کو داتا گنج بخش ہجویری بنا کر لاہور بھیج دیا۔ کسی کو خواجہ اجمیر بنا دیا۔ تو کسی کو غوث بہاؤ الدین زکریا بنا کر ملتان میں نور بانٹنے پر

لگا دیا کوئی اس نور کو سرہند میں تقسیم کرنے پر معمور ہوا تو کسی کو فیضانِ رسالت مآب ﷺ کا پاسبان بنا کر امیر ملت محدث علی پوری بنا دیا۔ (شان اولیاء حصہ دوئم) وہ دل جو مردہ تھے سب اس نور نے زندہ کر دیئے اب موت کی کیا مجال کہ انہیں مار سکے۔ موت تو صرف ایک ذائقہ ہے۔ بقول اقبال

موت تجدید مذاق زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے

وہی نور مصطفیٰ ﷺ جو گنبد خضریٰ کی سرکار ﷺ سے ترسیل فیض کی شکل میں دنیا کے کونے کونے میں تقسیم ہوتا ہے حضور قبلہ فخر ملت کی شکل میں سرزمین پاکستان پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ لاکھوں بے نور اور مردہ دلوں کو نور محمدی ﷺ کی شعاؤں سے روشن و تاباں کر دیتا ہے۔ اسی نور مصطفیٰ ﷺ اور آئینہ مصطفیٰ ﷺ کا عکس اور پرتو حضور فخر ملت مدظلہ العالی کی ذات گرامی ہے جو سجادہ نشین دربار حضرت امیر ملت اور جانشین امیر ملت کی مسند عزت و تکریم پر فائز ہو کر نور مصطفیٰ ﷺ کی شمع اور نور مصطفیٰ ﷺ کے چراغ لاکھوں کروڑوں دلوں میں فروزاں کر رہا ہے۔

ظفر الملت کی دور اندیشی

حضرت ظفر الملت مدظلہ العالی انتہائی زیرک، دور اندیش اور عقلمند ہیں۔ آپ بڑی فراست و بصیرت اور حکمت و دانشمندی کے ساتھ دربار حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے جملہ انتظامات سنبھالتے ہیں۔ حضور فخر الملت کے وصال مبارک کے بعد جس حکمت و بصیرت کے ساتھ آپ نے سجادہ نشینی کے فرائض اور ذمہ داریاں سنبھالیں، جملہ انتظامات کا بندوبست کیا، تمام لوگ آپ کی فراست و عقلمندی پر حیران و ششدر رہ گئے۔ حضرت ظفر الملت مدظلہ العالی کی دُور اندیشی اور حکمت و بصیرت دراصل حضرت امیر ملت اور حضرت فخر ملت کے فیض اور رہنمائی کا نتیجہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے: اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکال لیتا ہے۔

دیں مجو اندر کتب اے بے خبر
علم و حکمت از کتب دیں از نظر

ترجمہ۔ اے بے خبر دین کو کتابوں میں مت تلاش کر علم و حکمت تو کتابوں میں ہے مگر دین نظر سے ملتا ہے۔ (علامہ اقبال)

صحبت از علم کتابی خوشتر است
صحبت مردان حر آدم گر است

ترجمہ:۔صحبت کتابی علم سے بہتر ہے۔آزاد بندوں کی صحبت آدم گری کرتی ہے۔(علامہ اقبال)

ما کلیسا دوست ما مسجد فروش
او زدست مصطفیٰ ﷺ پیمانہ نوش

ترجمہ:۔ہم تو کلیسا دوست اور مسجد فروش ہیں وہ تو حضور ﷺ کے ہاتھوں سے جام حقیقت نوش کرتے ہیں۔(علامہ اقبال)

ہیں کے اسرافیل وقت اند اولیاء
مردہ را زیشاں حیات است ونما

ترجمہ:۔یاد رکھو اولیاء اللہ اپنے وقت کے اسرافیل ہیں مردہ لوگوں کو ان سے زندگی اور نمو ملتی ہے۔(مناقب رومی ص ۳۰)

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ علم و معرفت میں بڑا مقام رکھتے ہیں۔وہ علم وحکمت اور دور اندیشی کا منبع اور سر چشمہ حضور سرور کائنات ﷺ کی ہستی ستودہ صفات کو قرار دیتے ہیں۔

خدمت اسلام

جانشین حضرت امیر ملت محدث علی جگر گوشہ حضور فخر الملت حضرت ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی خدمت اسلام کے جذبے سے سرشار ہیں۔آپ ہمہ وقت دین اسلام کی خدمت کیلئے کمر بستہ رہتے ہیں۔آپ کا ہر ہر قول و فعل دین اسلام کی خدمت اور سر بلندی و عظمت کیلئے وقف ہے۔جانشین امیر ملت محدث علی پوری کی مسند عزت و تکریم پر فائز ہونے کے بعد آپ ہر لحہ ملت اسلامیہ اور عالم اسلام کی ترقی اور سر بلندی کیلئے کوشاں ہیں۔اسلامی تعلیمات کے پرچار اور فروغ کیلئے سفر کرنا اور ساری ساری رات محافل ذکر و نعت کی صدارت کرنا آپ کا معمول ہے۔آپ نے اپنی زندگی اپنی ذات کیلئے نہیں بلکہ حضور ﷺ اور حضرت امیر ملت کے عظیم روحانی مشن کی اشاعت و تبلیغ کیلئے وقف کر رکھی ہے۔عوام و خواص آپ کی خدمت اسلام کیلئے کوششوں پر آپ کے ممنون و مشکور ہیں۔

خدمت اسلام ایک عظیم مشن ہے جس کو حضور ﷺ کی حیات ظاہری کے بعد اولیاء کرام اور علماء و

مشائخ نے جاری وساری رکھا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اے علی رضی اللہ عنہ قرآن و حدیث کا علم اور اسلامی تعلیمات کا علم سینہ بہ سینہ ہے اور گوش بگوش ہے۔ اور یہ کام قیامت تک جاری رہے گا۔ خدمت اسلام کیلئے حضور امیر ملت نے جس عظیم خانقاہ علی پور شریف کی بنیاد رکھی تھی حضور فخر ملت نے خدمت اسلام کی کوششوں اور شبانہ روز جدوجہد کے ذریعے سے ہی اس خانقاہ علم وحکمت کو عروج بخشا۔ آج کے دور جدید میں حضور ظفر الملت مدظلہ العالی وہ عظیم ہستی ہیں جو اپنے آباؤ اجداد کے طریق پر چلتے ہوئے دن رات خدمت اسلام کرتے ہیں۔ یہ امر حقیقت ہے کہ بڑے بڑے جید پیرانِ عظام اور نامی گرامی علماء کرام حضور فخر ملت کے خرمنِ حکمت کے خوشہ چیں ہیں۔ اور آپ کی دین اسلام کی سربلندی کیلئے خدمات عالیہ پر ہمہ وقت آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اسی خدمت اسلام اور دین متین کی سربلندی کا جذبہ حضور ظفر الملت کی ہستی مبارک کا خاصہ ہے۔

شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات صدی میں لکھتے ہیں کہ مشائخ طریقت کا اتفاق ہے کہ تکمیل توبہ کے بعد مسلمان پر فرض ہے کہ ایسا پیر پختہ تلاش کرے جو نشیب وفراز سلوک سے آگاہ ہو۔ اور صاحب حال ومقام ہو۔ اور ایسا طبیب حاذق ہو کہ مرید کے جملہ امراض وعوارض باطنی کا علاج جانتا ہو۔ اور سب کی دوا کرسکتا ہو۔ (مکتوبات صدی از شیخ شرف الدین)

ظفر الملت کا علم باطنی

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی شان ہے: ”میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے“۔

جواہر غیبی میں ہے کہ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس فکر میں مغموم تھے کہ احکام شریعت تو ہر شخص دریافت کرتا ہے مگر اسرار باطن کے متعلق کوئی سوال نہیں کرتا۔ اس روز امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دل میں القا ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اسرار باطن معلوم کرنے کی استدعا کی۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شگفتہ خاطر ہوئے کہ ان اسرار کا اہل اور لائق پیدا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے علیؓ مجھ کو حکم تھا کہ بجز طالب صادق یہ اسرار کسی کے سامنے ظاہر نہ ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہارے دل میں ان کی طلب پیدا ہوئی“۔

پس جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اسرار حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو تعلیم فرمائے۔ پھر اس علم باطنی کا خزانہ بوسیلہ علی المرتضیٰؓ اولیاء کرام تک پہنچا۔ اور قیامت تک ان

مقدس ہستیوں سے یہ سلسلہ فیض جاری رہے گا۔ سیدنا غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اسرار باطنی کے اس سمندر میں غوطے لگا رہا ہوں جس کے کنارے پر انبیاء کرام کھڑے ہیں کونسا سمندر ولایت محمدی ﷺ کا سمندر۔ (مناقب رومی ص ۳۴)

قارئین کرام! علم باطنی و اسرار باطنی کتابوں مدرسوں سے نہیں ملتے۔ اور مجاہدہ و ریاضت کا ثمر نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ اولیاء اللہ کا فیضان نظر ہوتے ہیں۔ اور اولیاء کاملین کی نگاہ کرم سے ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ اسرار باطنی کا طالب ہر کوئی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ چند منتخب شدہ نفوس قدسیہ کا سینہ اور دل علم باطنی و اسرار باطنی کا محور و مرکز بنتا ہے۔ آسمان امیر ملت محدث علی پوری کے روشن چراغ حضور قبلہ فخر ملت کے جگر کے ٹکڑے حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی وہ ہستی مبارکہ اور روحانی شیخ طریقت ہیں جو کہ حضور امیر ملت اور حضور فخر ملت کے علم باطنی اور اسرار باطنی کے حقیقی وارث و امین ہیں۔ گنبد خضریٰ سے براہ راست باطنی علوم و راہنمائی اور فیوض برکات گنبد بیضی کے مکین کشور خوباں کے صدر نشین حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہستی مقدسہ تک منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ جہاں سے حضور ظفر ملت کو یہ عام علوم و راہنمائی بہ احسن میسر آتی ہے۔

سرمہ کن در چشم خاک اولیاء
تا کہ بینی ابتداء تا انتہاء

ترجمہ:۔ اولیاء اللہ کی خاک پا کو آنکھوں کا سرمہ بنالو تا کہ اول سے انتہاء تک چیزوں کا مشاہدہ کرلو۔

گر بامر پیر رفتی ایں طریق
مست گردی عاقبت ہم زیں رحیق

ترجمہ:۔ اگر اپنے پیر و مرشد کے حکم کے تابع رہ کر اس راستہ کو طے کر لیا تو ایک نہ ایک دن شراب معرفت سے ضرور مست ہو جاؤ گے۔

تشنگاں گر آب جویند از جہاں
آب ہم جوید بعالم تشنگاں

ترجمہ:۔ پیاسے اگر پانی کو جہاں میں تلاش کرتے ہیں تو پانی بھی اپنی پیاسوں کی تلاش میں رہتا ہے۔ (مناقب رومی ص ۲۹)

حافظ قرآن

حضور ظفر الملت مدظلہ العالی قرآن پاک کے حافظ ہیں۔ آپ کا یہ معمول مبارک ہے کہ بلا ناغہ صبح قرآن پاک کی تلاوت فرماتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے نصیحت فرمایئے: تو حضور ﷺ نے فرمایا تقویٰ اختیار کرو یہی تمام اُمور کی اصل ہے۔ پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اور فرمایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا قرآن کریم کی تلاوت اپنے اوپر لازم کرلو۔ اس لیے کہ وہ زمین میں تمہارے لیے نور ہے اور آسمان میں تمہارے لیے جمع شدہ خزانہ ہے۔ (تفسیر مظہری جلد اول ص ۲۳)

حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: حضرت ابو عمامہ باھلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ قرآن کریم پڑھو بے شک قیامت کے دن صاحبِ قرآن کیلئے شفیع بن کر آئے گا۔ (تفسیر مظہری جلد اول ص ۲۳)

قرآن کریم فرقان حمید رب کریم کی طرف سے اپنے بندوں کی ہدایت اور دستگیری کیلئے آقائے دوجہاں ﷺ پر نازل ہوا۔ قرآن پاک کی اہمیت و عظمت و شان دیگر علوم وفنون اور کتب سے کہیں زیادہ اور ارفع ہے۔ بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ مقام و مرتبہ کے اعتبار سے کسی کتاب کو قرآن مجید سے کوئی نسبت نہیں۔ قرآن پاک کے مطالعہ کا مقصد انسان کو اپنے بلند ترین مقصد زیست سے آگاہ کرنا ہے۔ قول و فعل میں یکسانیت اور سیرت و کردار میں نکھار پیدا کرنا ہے اور ظاہر و باطن میں للّٰہیت اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی لہر دوڑانا ہے۔ قرآن پاک کو پڑھنے سے دل کی ظلمتیں کافور ہوتی ہیں۔ خفتہ صلاحیتیں جلا پاتی ہیں۔ اور انسان مقرب بارگاہ الٰہی بنتا ہے۔

(تفسیر مظہری جلد اول ص ۲۵)

رب کریم کا ارشاد ہے کہ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

ترجمہ: ”بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں بڑی نشانیاں ہیں اہل عقل کے لئے۔ وہ عقل مند جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ

تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں (اور تسلیم کرتے ہیں) اے ہمارے مالک! انہیں پیدا فرمایا تو نے یہ (کارخانہ حیات) بے کار۔ پاک ہے تو ہر عیب سے بچالے ہمیں آگ کے عذاب سے"۔
(سورہ آل عمران آیت ۱۹۰،۱۹۱، پارہ ۴)

ظفر الملت کے تبلیغی دورے

حضرت ظفر الملت مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف ایک متحرک شخصیت کے مالک ہیں۔ اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلسل سفر میں رہتے ہیں۔ اور دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یاران طریقت کو پند ونصائح کرنا اور ان کی دعوتوں پر جلسوں اور کانفرنسوں میں شرکت کرنا آپ کے معمولات زندگی ہیں۔ آپ کی مجالس و محافل میں ہزاروں لوگ شرکت کرتے ہیں۔ اور آپ کے فیوض وبرکات سے مستفید ہوتے ہیں۔ آپ کے ساتھ مجھے بھی کئی جلسوں اور کانفرنسوں میں شرکت کا موقع ملا۔ اور میں نے مشاہدہ کیا کہ یاران طریقت اُسی والہانہ جوش وخروش اور عقیدت ومحبت سے حضرت ظفر الملت کا استقبال کرتے ہیں۔ جس طرح دلی عقیدت کا اظہار حضور فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ آپ جہاں بھی ترویج واشاعت اسلام اور تبلیغ کیلئے تشریف لے جاتے ہیں لوگ آپ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرتے ہیں۔ اور جوق درجوق سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوتے ہیں۔ آجکل کے دور جدید میں حضور ظفر الملت مدظلہ العالی نہ صرف اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل رہے ہیں بلکہ اپنے آباؤ اجداد کے نور علم اور نور فیض سے لوگوں کے اذہان وقلوب کو منور کر رہے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال مبارک ک بعد جب ستمبر ۲۰۱۲ء میں آپ پہلی بار کاہنہ شریف لاہور میں تشریف لے گئے۔ تو ہزاروں مریدین کے جم غفیر نے آپ کا بے مثال استقبال کیا۔ لوگ فرط اشتیاق سے رو رہے تھے اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دے رہے تھے۔ وہی منظر تھا جیسے حضور فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا استقبال ہوتا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے حضور فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود تشریف فرما ہیں۔ ہر طرف نور کی کرنیں پھیل رہیں تھیں۔ آسمان کی وسعتوں میں چمکنے والے ستارے اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ یہ حضور امیر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضور فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نور عین ہے۔ سفیر شہر رسالت

مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو دلوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ روشن کرنے آیا ہے۔ نور بانٹنے آیا ہے۔ اور علم وحکمت کے موتی بکھیرنے آیا ہے۔ عرس پاک کی محفل ساری رات جاری رہی۔ ثناء خوان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور علمائے کرام عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے رہے اور ہجومِ عاشقاں داد وتحسین کے نعرے بلند کرتا رہا۔ منظر دیدنی تھا۔ کاہنہ نو کے در و دیوار، لاہور شہر کے باسی، اور پیرانِ عظام کاہنہ شریف گواہ ہیں کہ حضور ظفر الملت مدظلہ العالی کی شکل میں حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسٹیج پر رونق افروز تھے۔ وہی رنگ ونور کی بارش تھی۔ وہی فیوضات وعنایات کا دریا تھا۔ وہی روحانیت اور نورانیت تھی۔ جو حضور فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد پر ہوا کرتی تھی۔ حضور ظفر الملت نے جلسہ کے شرکاء سے مختصر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "میرے والد گرامی ہر سال اس بابرکت ومقدس عرس پاک کی محفل میں شرکت کیلئے آتے تھے۔ میں بھی ان شاء اللہ العزیز اپنے والد کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ہر سال اس محفل مبارک میں حاضری دوں گا"۔

راقم الحروف کو بے شمار پروگراموں اور محافل میں حضور ظفر الملت مدظلہ العالی کے ہمراہ جانے کا اتفاق ہوا۔ لاہور، جہلم، پتوکی، فیصل آباد، ہر جگہ آپ کا بے مثال استقبال ہوتا تھا۔

فیصل آباد میں ایک گاؤں کا ذکر کرتا چلوں۔ یہ گاؤں فیصل آباد سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔ تقریباً سارا گاؤں ہی حضور امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے غلاموں پر مشتمل ہے۔ حضور امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاندان سے گاؤں کے لوگ بے پناہ محبت وعقیدت رکھتے ہیں۔ حضرت ظفر الملت ۲۰۱۳ء میں جب اس گاؤں میں تبلیغی دورے پر تشریف لے گئے تو میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ گاؤں کے لوگ جن کی تعداد سینکڑوں میں تھی گاؤں کے باہر ایک میل دور آ کر آپ کا استقبال کیا۔ آپ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں۔ اور نعرے بلند کرتے ہوئے آپ کی گاڑی کے ساتھ ساتھ پیدل چلتے رہے۔ مولانا روم نے کیا خوب کہا

زانکہ گر پیرے نہ باشد در جہاں
نے زمین بر جائے ماندنے مکاں

ترجمہ:۔ "کیونکہ دنیا میں اگر اللہ والے نہ ہوتے تو یہ زمین اور کون ومکان اپنی جگہ قائم نہ رہ سکتے"۔

چوں شوی دور از حضور اولیاء
در حقیقت گشتہ دور از خدا

ترجمہ: ''جب تو اولیاء کی حاضری سے دور ہو گیا تو در حقیقت تو خدا سے بھی دور ہو گیا''۔

گر تو سنگ خارہ و مر مر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

ترجمہ: اگر تو سخت پتھر اور سنگ مرمر بھی ہے تو کسی صاحب دل کے پاس پہنچ تو گوہر بن جائے گا۔

گر تو گوئی نیست پیرے آشکار
تو طلب کن در ہزار اندر ہزار

ترجمہ: اگر تو یہ کہتا ہے کہ کوئی پیر نظر نہیں آتا تو لاکھوں میں اسے تلاش کرنے کی کوشش کر۔

محافل میلاد کا انعقاد

حضور ظفر الملت صاحب سجادہ نشین علی پور شریف کی ہستی مبارکہ عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر اتم ہیں۔ آپ عظیم شیخ طریقت و پیر طریقت ہیں۔ آستانہ عالیہ علی پور شریف میں محافل میلاد و عرس کی تقریبات کا انتظام و انصرام بڑی عقیدت و محبت کے ساتھ کرتے ہیں۔ پُر تکلف کھانے پکواتے ہیں۔ اور مہمانوں کے آرام و آسائش کا بھر پور انتظام کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے خاندانِ عالیہ کی روایات کو برقرار رکھا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی شہرت و مقبولیت کے ڈنکے دنیا میں بج رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ محبت ہی عین ایمان ہے۔ تصوف و طریقت کا نچوڑ بھی عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تمام اولیاء کرام اور بزرگانِ دین جنہوں نے بلند مقام پائے انہوں نے عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت و تعظیم رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا۔ شیخ طریقت بھی ایسا ہونا چاہیے جو پیکر عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور آقائے نامدار اور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی محافل محبت و احترام کے ساتھ انعقاد کرتا ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ حضور ظفر الملت کی ہستی مبارکہ فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور آپ کو یہ بلند مقام اپنے والد گرامی کی برکات کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ جو فنا فی اللہ بھی تھے اور فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ اور مرید صادق یہ دونوں مقام اپنے شیخ طریقت کے ساتھ محبت کے ذریعے حاصل کر سکتا ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ اپنے پیر کے ساتھ محبت کا یہ عالم ہونا چاہیے کہ اگر مرید کے دل میں شوق ہو کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں، تو اپنے شیخ کو دیکھ لے۔ اسی طرح اگر دیدار الٰہی کی طلب ہو تو بھی اپنے شیخ طریقت کی زیارت کرے

کیونکہ پیر کامل فنافی الرسول ﷺ اور فنافی اللہ ہوتا ہے۔ اس بات کی وضاحت مولانا روم مثنوی میں کرتے ہیں۔

چونکہ ذات پیر را کر دی قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول ﷺ

ترجمہ: ''جب تم نے پیر کی ذات کو اپنا رہبر قبول کر لیا تو اس کی ذات میں خدا اور رسول ﷺ بھی شامل ہیں''۔ کامل اعتقاد یہی ہے کہ پیر کامل کے ملنے کے بعد اپنے شیخ کے سوا مرید کی کوئی اور مراد باقی نہ رہے۔

تمام صوفیاء کرام اس بات پر زور دیتے ہیں کہ بیعت ہونے کے بعد مرید کے دل میں اپنے شیخ طریقت کیلئے محبت اور ادب کے جذبات موجزن ہوں۔ اور مرید اپنے شیخ سے والہانہ محبت کرنے والا ہو۔ اسی لئے بزرگ فرماتے ہیں تصوف سارے کا سارا ادب ہے اور تصوف کا مدار عشق مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اگر مرید کے دل میں اپنے شیخ اور حضور سرور دو عالم ﷺ کی محبت نہیں تو وہ فیض سے محروم رہے گا۔

عرس پاک کی تقریبات کا انتظام وانصرام

حضرت ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف انجمن خدام الصوفیاء کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۱۰۔ ۱۱ مئی اور سالانہ عرس پاک حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انعقاد بڑی محبت اور دلچسپی کے ساتھ کرواتے ہیں۔ سالانہ عرس کی تقریبات میں جیسا کہ لاکھوں کی تعداد میں زائرین شریک ہوتے ہیں دربار شریف کے احاطہ میں شامیانے لگوائے جاتے ہیں قالین بچھائے جاتے ہیں حالانکہ گرمی کا موسم ہونے کی بناء پر بجلی کے پنکھوں کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ ان لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کیلئے کھانے اور لنگر کا انتظام بھی کیا جاتا ہے ان کے آرام و آسائش کا مکمل خیال رکھا جاتا ہے۔ یہ تمام جملہ انتظامات آپ کمال فراست اور کمال عقلمندی سے سرانجام دیتے ہیں۔ یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ جس طرح کے انتظامات عرس مبارک کے موقع پر علی پور شریف میں کئے جاتے ہیں اس کی مثال پورے ملک پاکستان میں کہیں بھی نہیں ملتی۔ اور اس کا سہرا بغیر کسی مبالغہ آرائی کے پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی کے سر ہے۔ حضرت ظفر الملت چمنستانِ سرور دو عالم ﷺ کے لہلہاتے پھول ہیں۔ آسمان امیر ملت کا روشن و تابندہ ستارہ ہیں۔ سادات عالیہ علی پور

شریف کے خاندان کی سب سے بڑی پہچان ان کی مہمان نوازی ہے۔ اور یہ فریضہ سادات کرام بلا تخصیص اپنا ہو یا پرایا بخوبی سرانجام دیتے ہیں۔ بقول امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آسمان خان زمین خان زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

مریدین کے ساتھ شفقت کا سلوک

حضرت ظفر الملت مدظلہ العالی مریدین ومتوسلین کے ساتھ جس شفقت اور نرمی کے ساتھ پیش آتے ہیں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپ ہمدرد وغمگسار ہیں۔ دُکھی انسانیت کی خدمت آپ کا شیوہ ہے۔ کسی کو تکلیف اور مصیبت میں دیکھ کر بے چین ہو جاتے ہیں۔ جس طرح حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کے ساتھ شفقت ومحبت کا سلوک کیا کرتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت ظفر الملت بھی اس انداز میں لوگوں کے ساتھ محبت ومروت کا سلوک کرتے ہیں۔ ان کی حاجات پوری کرتے ہیں اور ان کے مسائل پوری توجہ کے ساتھ سنتے ہیں۔ یہ حضرت ظفر الملت مدظلہ العالی کی محبت وشفقت اور خصوصی توجہ اور نوازشات کا ثمر ہے کہ آپ نے حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے چاہنے والوں کو آپ کے وصال کے بعد بکھرنے نہیں دیا۔ بلکہ ایک لڑی میں پرو کر رکھا ہے۔ آپ کی شفقت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت ہے۔ خدا آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے اور آپ کا سایہ عاطفت ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین!

کسے کہ نوبت الفقر و فخر زجانش
چہ التفات نماید بتاج و تخت ولوا

ترجمہ:۔ جو شخص دل وجان سے فقر ومستی کا اعلان کردے وہ تخت وتاج اور بادشاہی کے علامتی جھنڈے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔

یہ امر حقیقت ہے کہ حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی پاسبان فیضان امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ وفخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ میں آپ کو مقام روحانیت حاصل ہے۔ پاکستان کے طول عرض میں فیضان امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو پھیلانے میں آپ کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے ہیں ہجوم عاشقاں آپ کا استقبال کرنے کیلئے جمع ہوتا ہے۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ

علیہ اور حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ بلاشبہ فیوضات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے عوام الناس کو مستفید کرتے ہیں۔ عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع دلوں میں جلاتے ہیں۔ نفرتوں اور کدورتوں کی بجائے محبت کا پیغام دیتے ہیں۔ اتحاد و یگانگت اور امن و سلامتی کو فروغ دیتے ہیں۔ آپ کی گفتگو سے محبت کی خوشبو آتی ہے۔ بلاشبہ آپ صحیح معنوں میں فیضانِ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ اور فیضان فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے امین و پاسبان ہیں۔ در و دیوار آپ کی عظمت وشان و شوکت کی گواہی دیتے ہیں۔ آپ کی ہستی مبارکہ رنگوں اور روشنیوں کا پیکر ہے۔ برکتوں اور رحمتوں کا خزانہ ہے۔ فیوضات روحانی کا منبع و ماخذ ہے۔

حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی عنایات آپ کو ہر وقت حاصل ہیں۔ اور گنبد خضریٰ اور گنبد بیضی سے آپ کو رہنمائی ملتی رہتی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''اے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم سے محبت رکھنا اللہ نے قرآن کریم میں فرض قرار دیا ہے''۔

شہزادگان ظفر الملت مدظلہ العالی

زیب سجادہ جگر گوشۂ ظفر الملت شہزادہ فخر ملت قندیل نور

نور الملت صاحبزادہ حضرت پیر سید نور حسین شاہ صاحب جماعتی

چمنستان سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھلکھلاتے پھول آسمان امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے روشن ستارے زیب سجادہ جگر گوشۂ ظفر الملت صاحبزادہ حضرت پیر سید نور حسین شاہ صاحب رنگوں کا پیکر ہیں۔ آپ ۲۱ مئی ۲۰۰۵ء کو خانوادۂ امیر ملت میں پیدا ہوئے۔ روشنیوں، محبتوں کا پیکر اور مجسمۂ نور ہیں۔ چاہتوں کا محور و مرکز ہیں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن چراغ ہیں۔ نور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ نور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى۔

ترجمہ: آپ فرمائیے میں نہیں مانگتا اس (دعوت حق) پر کوئی معاوضہ بجز قرابت کی محبت کے۔ (سورۃ شوریٰ آیت ۲۳)

مصنف تفسیر ضیاء القرآن پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں حضور سرور کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کا ایک ہی مقصد تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے جو طرح طرح کی گمراہیوں کے باعث اپنے رب سے دور جا چکے ہیں۔ پھر قریب ہو جائیں۔ کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر پھر نور ہدایت سے اپنے قلب ونظر روشن کریں۔ اس مقصد کے حصول کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لگن کا یہ عالم تھا کہ دن رات اسی میں مشغول رہتے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۶ صفحہ ۳۷۶)

مصنف تفسیر ضیاء القرآن لکھتے ہیں کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ قرابت داروں۔ خاندان بنو ہاشم خصوصاً اہل بیت کرام کی محبت ان کا ادب واحترام عین ایمان بلکہ جان ایمان ہے۔ جس کے دل میں اہل بیت کیلئے محبت نہیں اس کی شمع ایمان بجھی ہوئی ہے۔ اور وہ منافقت کے اندھیروں میں بھٹکتا ہوا ہے۔ کتنی کسی کی قرابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت اطہار سے زیادہ ہوگی اتنی ہی اس کو محبت واحترام زیادہ مطلوب ہوگا۔ ایک نہیں صدہا ایسی احادیث موجود ہیں جن میں اہل بیت اطہار سے محبت کرنے اور ان کا ادب ملحوظ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بیشک اہل بیت پاک کی محبت ہمارا ایمان ہے۔ لیکن یہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اجر نہیں بلکہ یہ شجر ایمان کا ثمر ہے۔ جہاں ایمان ہوگا وہاں حب آل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہوگی۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۶ صفحہ ۳۷۷)

حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے بروایت عبد اللہ بن حارث، عبد المطلب بن ربیعہ سے روایت کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی! ہم نکلتے ہیں تو قریش آپس میں باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ ہمیں دیکھ کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید غصہ آیا۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ اللہ اور میری قرابت کی وجہ سے تم سے محبت نہ کرے۔
(تفسیر ابن کثیر جلد ۶ صفحہ ۲۱۷)

نور الملت صاحبزادہ پیر سید نور حسین شاہ صاحب نور کا ٹکڑا ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ کا سرمدی پھول ہیں۔ آپ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے جگر کا ٹکڑا ہیں۔ روحانیت کا مظہر ہیں۔ نورانیت کا پیکر ہیں۔ گلاب کا تر و تازہ مہکتا پھول ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بارے میں پیشنگوئی فرمائی تھی کہ "میرے بعد صاحبزادہ حضرت پیر سید نور حسین شاہ جماعتی سلسلہ نقشبندیہ عالیہ کا کامل ولی اللہ اور صحیح معنوں میں فیضان امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا پاسبان و امین ہوگا۔ جو دعا کرے گا پوری ہوگی۔ اپنے وقت کا عالم اور مجدد ہوگا۔ جو دین اسلام

اور مخلوق خدا کی خدمت کرے گا اور ہمارا نام روشن کرے گا"۔

یہ بات حقیقت ہے کہ اگرچہ صاحبزادہ پیر سید نور حسین شاہ جماعتی کم عمری میں ہیں لیکن چند سال کی اس عمر میں بھی آپ سے بے شمار کرامات منسوب ہو چکی ہیں۔ آپ سیف زباں ہیں۔ جو بات آپ کی زبان سے نکلتی ہے پوری ہو جاتی ہے۔ دعا کرتے ہیں تو جادو کی طرح کا اثر دکھاتی ہے۔ آپ کی باتوں میں حکمت و دانائی غالب دکھائی دیتی ہے۔ خدا حضرت فخر الملت رحمۃ اللہ علیہ کے تصدق آپ کے نور علم میں اضافہ کرے۔ آمین!

دل نواز و دل پذیر و دل نشین و دل کشا
چارہ ساز و چارہ کار و چارہ گر و خیر البشر ﷺ

زیب سجادہ شہزادہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ جگر گوشہ ظفر الملت سفیر ملت
صاحبزادہ پیر سید رافع حسین شاہ صاحب جماعتی

نورِ مصطفی ﷺ نور حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نورِ حسین رضی اللہ عنہ نور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا زیب سجادہ شہزادہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ جگر گوشہ ظفر الملت سفیر ملت صاحبزادہ حضرت پیر سید رافع حسین شاہ جماعتی مدظلہ العالی حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان عالیہ مقدسہ کا روشن چاند ہیں۔ آپ یکم اگست ۲۰۰۱ء کو خانوادہ امیر ملت میں پیدا ہوئے۔ آپ حضور قبلہ فخر الملت رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں کا نور ہیں۔ خوشبو کا پیکر، التفات کا مرکز و محور، حسن و خوبی کا شاہکار، اور عظمتوں کا مجسمہ ہیں۔ آپ کی ہستی مبارکہ میں وہی سج دھج کمال بے نیازی اور شان و شوکت پائی جاتی ہے۔ جو کہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی میں پائی جاتی ہے۔ آپ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ فیوضاتِ محمدی اور فیوضاتِ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ جو حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے سنہری دور میں جاری و ساری تھا۔ انشاء اللہ العزیز مستقبل میں بھی حضرت صاحبزادہ پیر سید رافع حسین شاہ کی شکل میں بارانِ کرم کی طرح اور روحانی و نورانی آبشار کی طرح بنجر و ویران زمینوں کو سیراب کرتا رہے گا۔ اور دلوں کو عشق مصطفی ﷺ سے روشن و منور کرتا رہے گا۔ آپ حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا عکس اور تصویر دکھائی دیتے ہیں۔ بڑے ذہین و عقل مند ہیں۔ اخلاقیات کا پیکر و مجسمہ ہیں۔ نورِ مصطفی ﷺ آپ کے چہرہ مبارک میں جھلکتا صاف دکھائی دیتا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

ہوئے فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ یہ میرے بیٹے ہیں۔ (مرج البحرین فی مناقب الحسنین ص ۱۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ سے محبت کی۔ اس پر لازم ہے کہ وہ ان دونوں (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) سے بھی محبت کرے۔ (مرج البحرین فی مناقب الحسنین ص ۵۱)

سر بہ سر مہر و مروت بسر بہ سر صدق صفا
سر بہ سر لطف و عنایت، سر بہ سر خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

زیب سجادہ شہزادہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ جگر گوشہ ظفر الملت گوہر ملت
صاحبزادہ حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب جماعتی مدظلہ العالی

خوش خصال و خوش خیال و خوش خبر، خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم
خوش نژاد و خوش نہاد و خوش نظر، خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرور کائنات، آقائے نامدار، تاجدار مدینہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے نسبت اور محبت نور ایمان ہے۔ اور دُنیا و آخرت میں کامیابی کا زینہ ہیں۔ یہ وہ نغمہ قدسی ہے جو دلوں کو قرار اور آرزوؤں کو نکھار بخشتا ہے۔ یہ وہ پیرایۂ اظہار ہے جس کی بدولت بندگانِ خدا کو محبوب خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ کمال سعادت بھی ہے اور سرمایۂ شفاعت بھی۔ یہ راہ یقین و ایمان بھی ہے اور منزل عرفان بھی۔ یہ بزم کائنات کی رونق بھی ہے اور حیات جاوداں کا عنوان بھی۔ یہ تحدیث نعمت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا احسان بھی۔

سب سے اعلیٰ تیری سرکار ہے سب سے افضل
میرے ایمان مفصل کا یہی ہے مجمل

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ جس نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔ اور جس نے اللہ سے محبت کی اُس نے اُسے جنت میں داخل کر دیا۔
(مرج البحرین فی مناقب الحسنین صفحہ ۵۶)

چمنستان سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی پھول آسمان امیر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

روشن اور درخشندہ ستارے، شہزادۂ فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ جگر گوشہ ظفر الملت زیب سجادہ گوہر ملت صاحبزادہ حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ مدظلہ العالی حضور امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان عالیہ کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ ۴ر جون ۲۰۰۰ء کو خانوادۂ امیر ملت میں پیدا ہوئے۔ جن کی زیارت کر کے ایسا لگتا ہے کہ یہ پیکر بشریت نہیں بلکہ پیکر نورانیت ہیں۔ صاحبزادہ والاشان کی ہستی مبارکہ میں حضور فخر الملت رحمۃ اللہ علیہ کی تمام خوبیاں اور اخلاق حسنہ بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔ آپ کم عمری میں ہی سنجیدگی، متانت، بردباری، اور فراست کا پیکر اور مجسمہ دکھائی دیتے ہیں۔ خوش اخلاق و خوش گفتار ہیں۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ جانشین فخر ملت سجادہ نشین حضرت امیر ملت حضرت ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی اور آپ کے عالی مرتبت شہزادگان جب روحانی تقریبات کے موقع پر اسٹیج پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ تو غلامان فخر ملت کے غم، دکھ درد، دور ہو جاتے ہیں۔ ان پاکیزہ مقدس نفوسِ قدسیہ کی زیارت دراصل دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کی ضمانت ہے۔ یہ شہزادگان حضور سرور کائنات ﷺ کے لاڈلے بیٹے ہیں۔ اور حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فخر الملت رحمۃ اللہ علیہ کے جگر کے ٹکڑے ہیں۔ ان سے محبت و عقیدت دراصل حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فخر الملت رحمۃ اللہ علیہ اور حضور سرور کائنات ﷺ کے ساتھ محبت و عقیدت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شہزادگان کو صحت و سلامتی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین!

منقبت بحضور شہزادۂ فخر ملت
ظفر الملت حضرت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب

آؤ دیکھو ہیں نظارے نور کے
اس چمن کے پھول سارے نور کے
شاہ افضل نام ہے اک چاند کا
اس کے گردا گرد تارے نور کے
شاہ ظفر ہے اک چشم نور کا
اور اس کے تین دھارے نور کے
نور کی تو ہے بس خبر نور کو
اور جانے کون بارے نور کے
شاہ افضل کا تصرف خوب ہے
کر رہے ہیں یہ اشارے نور کے
دیکھتا ہے سب جہاں اس شان کو
ہوگئے ہیں چرچے تمہارے نور کے
شاؔد ذکر شیخ میں جب محو تھا
بن گئے کیا نور پارے نور کے

اظہار عقیدت حضرت الحاج الحافظ ظفر ملت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی

(قبلہ ظفر ملت کا پسندیدہ کلام)

چہرۂ شاہ افضل بھلایا نہ جائے گا
صبر و قرار دل کو دلایا نہ جائے گا

جس نے بھی ان کی یاد میں آنکھوں کو نم کیا
اس کا ہر فعل ہرگز ضائع نہ جائے گا

داغ مفارقت کا یہ صدمہ عظیم ہے
دل سے یہ غم کا داغ مٹایا نہ جائے گا

جب سے جدا ہوئے افضل حسین شاہ
گزری ہے دل پہ کیا کیا بتایا نہ جائے گا

افضل شاہ کے گھرانے کی خیر ہو
دنیا سے تا ابد یہ مٹایا نہ جائے گا

سجادہ نشیں ہوئے ہیں ظفر حسن شاہ
اب کوئی سر بھی سامنے اٹھایا نہ جائے گا

رکھی ہے ان کے سر پہ دستار شاہ نے
تا حشر ان کے سر سے سایہ نہ جائے گا

جمال رخ ظفر کا نظارہ عجیب ہے
نور پدریاں ہے چھپایا نہ جائے گا

فضل خدا سے ان کو فضیلت ہوئی نصیب
رتبہ شہِ ظفر کا گھٹایا نہ جائے گا

ہم نے تو چن لیا ہے جماعت علی کا در
در در پہ شادؔ ہم سے جایا نہ جائے گا

نذر عقیدت حضرت ظفر الملت حافظ ظفر حسین شاہ جماعتی دامت برکاتہم

یوں علوم فرقاں ہیں حضرت شاہ ظفر
خود ہی حافظ قرآں ہیں حضرت شاہ ظفر

دل ادب سے جھکتے ہیں فیض شاہ افضل سے
فیض بخش فیضان ہیں حضرت شاہ ظفر

اہل دل نہ بن جائیں کیوں بہار گلدستہ
عظمت گلستاں ہیں حضرت شاہ ظفر

عارفوں کی رفعت سے جذبہ ولایت سے
معرفت بداماں ہیں حضرت شاہ ظفر

ذرہ ذرہ علی پوری کیوں نہ ہر طرف چمکے
آفتاب تاباں ہیں حضرت شاہ ظفر

کیوں نہ فتح حاصل ہوں نام ہی سے ظاہر ہے
کیا حسیں انساں ہیں حضرت شاہ ظفر

نور سا برستا ہے ہر طرف فضاؤں میں
شمع نظم امکاں ہیں حضرت شاہ ظفر

روح کی تڑپ اب تک کیوں ہے
عاشق شہیداں ہیں حضرت شاہ ظفر

فیض شاہ افضل ہیں قرب شاہ اختر ہیں
جس جگہ فروزاں ہیں حضرت شاہ ظفر

جذبہ غلامی سے اے نفیسؔ یوں چمکوں
معتقد کا ایماں ہیں حضرت شاہ ظفر

منقبت درشان حضور ظفر الملت دامت برکاتہم العالیہ

افضل حسین شاہ کا شاہکار خوب ہے
سر پہ شاہ جماعت کی دستار خوب ہے

افضل حسین شاہ کا دربار خوب ہے
سخائے ظفر حسین کا اظہار خوب ہے

اکیلا کہے نہ کوئی کبھی بھول کر اسے
افضل حسین شاہ مددگار خوب ہے

اشرف حسین، رافع و سید نور شاہ
پسران شاہ ظفر کا پیار خوب ہے

ملتی ہے ان کو دیکھو تو ہر دل کو روشنی
گلہائے بے مثال کی مہکار خوب ہے

علی پور میں آ رہے ہیں مریدوں کے قافلے
جلوہ نما یہاں دلدار خوب ہے

چہرۂ شاہ ظفر پہ ہالہ ہے نور کا
جی بھر کے شاد دیکھ لو دیدار خوب ہے

منقبت درشان پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب

باغ شہ جماعت لہکتا ہوا ملے گا
ہر پھول اس چمن کا مہکتا ہوا ملے گا

افضل حسین شاہ تھے اپنی مثال آپ
ان سا اب ہمیں کوئی رہنما نہیں ملے گا

اس چاند کی چمک تو ذرا غور سے دیکھو
شاہ ظفر کا چہرہ افضل نما ملے گا

ان کو دیئے ہیں رب نے خزانے بڑے بڑے
ان کی ہتھیلیوں پر بیٹھا ہما ملے گا

سب پھول ہیں اس چمن کے اپنی جگہ مگر
رتبہ شاہ ظفر کا سب سے جدا ملے گا

آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دل سے عزت کیا کرو
ان کا جو ہو گیا اس کو خدا ملے گا

مدینے کا باگ ایسا اس کی مثال نہ کوئی
اسی آستاں سے ہم کو اس کا پتا ملے گا

جاؤ کبھی علی پور، سخاوت کی شان دیکھو
لطف و عطا ملے گا، جود و سخا ملے گا

تا عمر شاد کرنا آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
سبط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ تجھے بے بہا ملے گا

باب پانزدہم

خلفائے فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

شمس الآفاق، ولی نعمت، مرشد باکمال، فضیلۃ الشیخ، سلطان اولیاء، قطب الاقطاب، واقف اسرار حقیقت، سائبان کرم، آفتاب حرم، نوید امیر ملت، شہزادہ رسول عربیؐ، عالمی مبلغ اسلام، شیخ البارکہ، شیخ البلاد، فخر ملت، حضرت الحاج الحافظ القاری پیر سید افضل حسین شاہ صاحب جماعتی کے خلفائے عظام

(۱) فخر السادات، جگر گوشہ سرورِ دو عالم الحاج الحافظ حضرت پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی بھلوال

جگر گوشہ سرور دو عالم، چمنستان امیر ملت محدث علی پوری کے لہلہاتے پھول، آسمان ولایت کے روشن و منور ستارے، فخر السادات، خلیفۂ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید اعجاز حسین شاہ مدظلہ العالی خاندان حضرت امیر ملت کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ درویش صفت انسان ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے آپ نے ایم۔ اے علوم اسلامیہ اور ایل ایل بی کی ڈگریاں حاصل کیں ہیں۔ آپ حضور قبلہ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے ماموں جی ولی نعمت و ولی کامل، سیف زبان، جلیل القدر روحانی بزرگ حضرت الحاج الحافظ پیر سید نذیر حسین شاہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ حضرت الحاج پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب اپنے وقت کے عظیم عظمت وجلالت والے برکتوں رحمتوں والے ولی اللہ تھے۔ جو زبان سے کہہ دیتے تھے اللہ تعالیٰ وہ بات پوری فرما دیتے تھے۔ مخلوق خدا اُن کی خدمت عالیہ میں حاضری دینے کیلئے اور دعائیں کروانے کیلئے حاضر ہوتی تھی۔ آپ کے چار صاحبزادے سید اعجاز حسین شاہ، سید الطاف حسین شاہ، سید ریاض حسین شاہ اور سید فیاض حسین شاہ ہیں۔

حضرت پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب حضرت پیر سید علی حسین شاہ صاحب کے اکلوتے فرزند تھے۔ جو کہ حضرت پیر سید نجابت علی شاہ صاحب جو حضور قبلہ عالم امیر ملت حضرت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے بڑے بھائی تھے۔ یہ سادات عالیہ اور نفوس قدسیہ علی پور شریف سے کافی عرصہ پہلے تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے گاؤں چک ۶ جنوبی میں علی پور شریف سے آکر آباد ہو گئے تھے۔ یہاں پر ان کی زرعی زمین ہے۔ حضور قبلہ فخر ملت کو اپنے ماموں جی حضرت الحاج پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب سے بہت پیار تھا۔ اور آپ کے ماموں بھی آپ کو ولی کامل اور قبلۂ عالم مانتے تھے۔

حضرت الحاج الحافظ پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب حضور قبلہ فخر ملت کا بڑا ادب و احترام کرتے تھے۔ اگرچہ حضور فخر ملت عمر میں ان سے چھوٹے تھے لیکن حضرت پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب فرماتے تھے کہ یہ ولی کامل اور حضرت امیر ملت محدث علی پوری کا صحیح جانشین

اور حقیقی وارث ہے۔ اور میں اس کو امیر ملت سمجھتا ہوں۔ اور جو نہیں مانتا اس کیلئے سخت الفاظ بولتے تھے۔ حضرت الحاج الحافظ پیر سید نذیر حسین شاہ کی ہستی مبارکہ محبتوں، روشنیوں اور خوشبوؤں کا پیکر تھی۔ آپ وفاؤں اور حسین اداؤں کا مجسمہ تھے۔ پیکر نور تھے۔ پیکر رحمت و برکت تھے۔ محبتوں کے سفیر تھے۔ روحانی بزرگ تھے۔ آپ کی ہستی مبارکہ میں کمال شانِ بے نیازی اور سج دھج تھی۔ عظمت وجلالت ونورانیت آپ کی ذات اقدس کا خاصہ تھی۔ آپ نے سرزمین بھلوال میں انوار وتجلیات اور فیوضات وبرکات کی بارش کی۔ آپ بڑے اعلیٰ ظرف اور سخی لجپال تھے۔ مخلوق خدا پر شفقت آپ کی عادتِ کریمانہ تھی۔ آپ صحیح معنوں میں ولی کامل اور شیخ بارکہ تھے۔ خونِ مصطفیٰ ﷺ اور نور مصطفیٰ ﷺ تھے۔ نور فاطمۃ الزہرہؓ اور نور حسنؓ وحسینؓ تھے۔ آپ کے جدامجد تاجدار مدینہ آقائے نامدار حضور سرور کائنات ﷺ کا نور آپ کے چہرۂ اقدس پر جھلملا تا دکھائی دیتا تھا۔ آپ کا ہر ہر قول وفعل رسول عربی ﷺ کی پیروی میں ہوتا تھا۔ آپ حق وصداقت اخلاص وایمانداری کا پیکر اَتم تھے۔ صاف گو متقی وپرہیز گار ولی کامل تھے۔ اہل علاقہ آپ کا احترام حددرجہ ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔ آپ کی موجودگی میں کسی کو اونچی آواز میں گفتگو کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ آپ کا آستانہ ومیخانہ فیوضات وبرکات کا چشمۂ صافی ہے۔ جہاں سے متلاشیان حق اپنی روحانی پیاس بجھاتے ہیں۔ خدا اس گھرانے کو قائم ودائم وشاداب وآباد رکھے۔

رہے تا ابد فروزاں تیرا خاور درخشاں
تیری صبح نور افشاں کبھی شام تک نہ پہنچے

حضرت الحاج پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب کشور خوباں کے صدر نشیں، ولی کامل، سلطان الاولیاء، قطب الاقطاب جگر گوشۂ حضرت امیر ملت محدث علی پوری، جگر گوشۂ حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اور آپ نے آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا۔ حضور قبلہ پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب کے بارے میں حضور قبلہ فخر ملت فرمایا کرتے تھے کہ

''یہ ہمارے خاندان میں سچے، صاف گو، متقی وپرہیز گار، عجز وانکساری کا پیکر اور درویش صفت انسان وبزرگ ہیں''۔

حضور قبلۂ فخر ملت حضرت پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب سے کمال شفقت، حسن سلوک اور محبت کا اظہار فرماتے تھے۔ جب بھی حضرت سید اعجاز حسین شاہ صاحب کا تذکرہ ہوتا حضور فخر ملت ان کی تعریف و توصیف فرماتے اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے۔ حضرت فخر ملت ہمیشہ دعا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضرت پیر سید نذیر حسین شاہ کے خاندان عالیہ مقدسہ کو کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔

صاحبزادہ حضرت پیر سید اعجاز حسین شاہ پیکر روحانیت و پیکر نورانیت ہیں۔ آپ اپنے بیگانے ہر ایک کیلئے باعث شفقت و محبت ہیں۔ حکمت و دانش مندی کا پیکر ہیں۔ آپ عشق سرور دو عالم ﷺ کی دولت لازوال سے فیض یاب ہیں۔ احکام شریعت کے مکمل پابند ہیں۔ علمی و مذہبی شخصیت کے مالک ہیں۔ اپنے علاقہ کی معروف ساجی شخصیت ہیں۔ کئی بار حج بیت اللہ شریف و زیارت روضۃ الرسول سے مشرف ہوئے ہیں۔ ہر سال یکم جون کو اپنے والد گرامی قدر حضرت الحاج پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب کا سالانہ عرس پاک بڑی عقیدت و احترام سے منعقد کرواتے ہیں۔ اور ان کی یادوں کو تازہ کرتے ہیں۔ حضور فخر ملت ہر سال عرس پاک کی تقریبات میں خطاب دلنواز فرمایا کرتے تھے۔ حضرت الحاج پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب کی شادی عالم بے بدل، مفتی اعظم، مرشد باکمال سجادہ نشین سوئم جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی ہے۔ آپ کے تین صاحبزادے سید ظہیر حسین شاہ، سید نعمان حسین شاہ اور سید زبیر حسین شاہ ہیں اور دو صاحبزادیاں ہیں۔

سجادہ نشین پنجم آستانہ عالیہ علی پور شریف و جانشین حضرت امیر ملت محدث علی پوری جگر گوشۂ فخر ملت، توقیر ملت، ظفر الملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید ظفر حسین شاہ کی شادی آپ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ جن سے شہزادگان و صاحبزادگان حضور ظفر الملت صاحبزادہ جناب پیر سید نور حسین شاہ صاحب، صاحبزادہ سید رافع حسین شاہ صاحب، صاحبزادہ سید اشرف حسین شاہ صاحب اور صاحبزادی ہیں۔ جو کہ حضور قبلۂ فخر ملت کے علوم روحانی و علوم باطنی کے حقیقی وارث ہیں۔ یہ شہزادگان والاتبار جب بھی بھلوال میں اپنے نانا حضرت پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب کے گھر تشریف لاتے ہیں تو سارے علاقے اور ماحول کو خوشبوؤں اور روشنیوں سے معطر و منور کر دیتے ہیں۔

ان شہزادگان کی زیارت کر کے حضور قبلہ فخر ملت کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ حضور سرور دو عالم ﷺ کے صدقے خاندان حضور فخر ملت اور خاندان حضرت پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب کو شاد و آباد رکھے۔ اور اس چمنستان و گلستان رسول عربی کے تر و تازہ پھول تا قیامت فیوضات محمدی سے مخلوق خدا کو فیض یاب کرتے رہیں۔ آمین!

فخر السادات، جگر گوشۂ سیف زباں حضرت الحاج پیر سید اعجاز حسین شاہ متقین، عالمین، عاملین، کاملین، صابرین، شاکرین، عاشقین اور عابدین و صالحین سادات عالیہ مقدسہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کا مقام اعلیٰ و اولیٰ ہے۔ روحانیت آپ کو ورثے میں ملی ہے۔ بڑے پاکیزہ ماحول میں آپ کی تربیت ہوئی۔ اور ظاہر و باطن کی پاکیزگی آپ کو وراثت میں ملی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ گھریلو زندگی اور خاندانی اخلاق و کردار اور طور اطوار کا انسانی زندگی پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ صاحبزادہ صاحب کی ذات و صفات پر خاندانی بود و باش، روایات، خلوص و محبت، عبادات و ریاضت، نیکی و پارسائی، خلق و مروت اور محبت و الفت کا گہرا اثر ہے۔

آپ خوف خدا، شریعت مصطفیٰ ﷺ کی پابندی، راست بازی، حق گوئی و پارسائی، شرم و حیا اور ادب و تعظیم کا حسین مرقع و مجسمۂ نور ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کا دل دکھانا ہرگز پسند نہیں۔ اور ہمیشہ اخلاق نبوی کا درس دیتے ہیں۔ آپ باہمی محبت اور اتفاق و اتحاد سے رہنا پسند فرماتے ہیں۔ ہر کسی سے محبت و شفقت آپ کی فطرت ثانیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین!

(۲) حضرت پیر سید محمد اشرف حسین شاہ صاحب جماعتی کاہنہ شریف لاہور

حضرت پیر سید محمد اشرف حسین شاہ جماعتی سجادہ نشین کاہنہ شریف لاہور خلیفہ مجاز حضور امیر ملت جناب حضرت پیر سید منیر حسین شاہ شیرازی جماعتی کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت پیر سید منیر حسین شاہ حضور فخر ملت کے منظور نظر تھے۔ اور آپ کو بھی امیر ملت محدث علی پوری سے بہت پیار تھا۔ ہر وقت حضرت امیر ملت کا ذکر خیر کرتے تھے۔ حکیم حاذق تھے۔ دور دراز سے لوگ علاج کیلئے کاہنہ نو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور حضور امیر ملت کی نظر کرم کا فیض تھا کہ صحت یاب ہو کر لوٹتے تھے۔ جب حضرت امیر ملت نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا تو مخلوق خدا کی بڑی تعداد کاہنہ شریف میں آپ کی خدمت میں دعا کیلئے

پر معمور فرمایا۔

ایف۔اے کے بعد درس نظامی کیلئے مدرسہ فیضان مدینہ روا تڑہ شریف میں داخلہ لیا۔وہاں پر دینی تعلیم کے ساتھ روحانی تعلیم بھی حاصل کی۔روا تڑہ شریف میں پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب کی قربت میں رہ کر روحانی تعلیم بھی حاصل کی۔سید ذاکر شاہ صاحب نے بی۔اے اور ایم۔اے کی ڈگریاں علامہ اقبال یونیورسٹی سے حاصل کیں۔حضور قبلہ فخر ملت کو سید ذاکر حسین شاہ صاحب سے بڑا پیار تھا۔آپ جب بھی جہلم کا دورہ فرماتے تو ذاکر شاہ صاحب کو ضرور ساتھ رکھتے۔

سید ذاکر شاہ صاحب بڑے ملنسار اور خلوص و محبت کا پیکر ہیں۔اپنے مرشد خانہ سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔جہلم میں تمام یاران طریقت آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔اور آپ کا ادب و احترام کرتے ہیں۔حضور قبلہ فخر ملت جب نکودر تشریف لاتے تو آپ جلسے کے انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور بڑے شاندار انداز میں ولی نعمت حضور قبلہ فخر ملت کا استقبال کرتے تھے۔سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کی خدمت میں آپ نے کوئی کسر روا نہیں رکھی ہے۔خدا آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔آمین!

(۵) __محترم جناب حضرت سید منور حسین شاہ صاحب جماعتی نکودر__

محترم جناب سید منور حسین شاہ جماعتی پیر سید خادم حسین شاہ صاحب جماعتی کے صاحبزادے ہیں۔منور حسین شاہ صاحب کی پیدائش جون ۱۹۶۲ء کو نکودر تحصیل دینہ ضلع جہلم میں ہوئی۔پیر خانے کی محبت اپنے والد کی وجہ سے بچپن ہی سے تھی اور حاضری کیلئے بچپن ہی سے دربار عالیہ پر جاتے تھے۔لیکن باقاعدہ سلسلہ عالیہ میں ۱۹۸۳ء میں داخل ہوئے۔اور حضور قبلہ فخر ملت کے دست اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

سید منور حسین شاہ صاحب جماعتی پچھلے ۲۵ برس سے انگلینڈ میں مقیم ہیں۔آپ قبلہ فخر ملت کے حکم پر ہر سال ۱۰۔۱۱ مئی عرس شریف میں حاضر ہوتے رہے۔شاہ صاحب کی محبت اور سلسلہ کی خدمت دیکھتے ہوئے حضور فخر ملت نے آپ کو ۲۰۰۸ء میں خلافت سے نوازا اور اجازت بیعت فرمائی۔قبلہ حضور فخر ملت جب بھی انگلینڈ تشریف لے جاتے منور شاہ صاحب کے گھر ضرور جایا کرتے تھے اور ان کے گھر رات بسر کیا کرتے تھے۔اب بھی حضور ظفر ملت جب انگلینڈ

تشریف لے جاتے ہیں تو شاہ صاحب کے گھر ضرور تشریف لے جاتے ہیں۔

قبلہ فخر ملت شاہ صاحب سے بہت پیار کرتے اور اپنے بیٹوں کی طرح شفقت فرماتے رہے ہیں۔ آپ شاہ صاحب کو فرمایا کرتے تھے کہ ظفر شاہ صاحب آپ کے چھوٹے بھائی ہیں ان کا خیال رکھا کریں اور ان سے بھی پیار کریں۔ قبلہ ظفر ملت بھی شاہ صاحب سے بہت پیار اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔

شاہ صاحب انگلینڈ میں سلسلہ عالیہ کی خدمت کرتے ہیں اور جگر گوشہ حضور فخر ملت، حضور ظفر ملت کی قدم بوسی کیلئے پاکستان آتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کو لمبی زندگی اور صحت عطا فرمائے اور وہ یوں ہی سلسلہ عالیہ کی خدمت کرتے رہیں۔

(۶) محترم جناب سید زاہد حسین شاہ صاحب ڈھوک ساہی دینہ

محترم المقام جناب پیر سید زاہد حسین شاہ صاحب جماعتی کا تعلق ڈھوک ساہی شریف تحصیل دینہ ضلع جہلم سے ہے۔ آپ ایک مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے والد گرامی قدر بڑے درویش صفت انسان تھے۔ آپ کا آبائی گاؤں رواتڑہ شریف ہے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے گھر سے حاصل کی۔ ۲۰۰۰ء میں رواتڑہ شریف میں عرس مبارک کے موقع پر خلیفہ فخر ملت جناب محترم سید عرفان امیر شاہ صاحب کے گھر میں سید زاہد حسین شاہ صاحب کی دستار بندی ہوئی۔ اور حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ خلافت ملنے کے بعد آپ نے سلسلہ عالیہ کی خدمت کا کام بڑی تیزی سے کیا۔ اور اپنے پیر خانے کا فیض علاقے میں عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں علاقے میں نام پیدا کر لیا۔

آپ ہر سال مارچ کے مہینہ میں ڈھوک ساہی میں سالانہ عرس پاک حضرت امیر ملت محدث علی پوری مناتے ہیں۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں یاران طریقت شرکت کرتے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت اس روحانی و بابرکت محفل کی صدارت فرمایا کرتے تھے۔ اور اپنے مواعظ حسنہ سے لوگوں کو مستفید فرمایا کرتے تھے۔

قبلہ پیر سید زاہد حسین شاہ جماعتی خوشبوؤں اور محبتوں کا پیکر ہیں۔ اپنے شیخ طریقت کی تصویر دکھائی دیتے ہیں۔ ہمہ وقت ذکر شیخ میں مشغول رہتے ہیں۔ حضور فخر ملت کے وصال کے بعد آپ بڑے مغموم دکھائی دیتے ہیں۔ اور شیخ طریقت کا ہر وقت ذکر خیر کرتے رہتے ہیں۔ آپ

کو حضور فخر ملت سے بڑی محبت تھی۔ خدا ان کی محبت وعقیدت وسلامت رکھے۔ اور ان کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین!

(۷) جناب حافظ محمد فاروق صاحب جماعتی دینہ جہلم

محترم جناب حافظ محمد فاروق جماعتی صاحب کا تعلق موہال گاؤں تحصیل دینہ سے ہے۔ آپ ۱۹۸۱ء میں حضور فخر ملت کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ ان کے والد محترم حاجی شریف جماعتی صاحب نہایت ہی متقی اور شریف النفس انسان تھے۔ اور پیر خانے کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت اپنے بچپن میں موہال گاؤں میں تشریف لاتے تھے۔ پورا گاؤں حضور کے والدین کے مریدین پر مشتمل تھا۔ حضور کئی کئی دن اس گاؤں میں قیام فرماتے۔ حافظ محمد فاروق جماعتی جو نہایت ہی شریف اور متقی ہیں کو حضور فخر ملت نے ۳۰ راگست ۲۰۰۰ء کو عرس مبارک علی پور شریف کے موقع پر خلافت واجازت سے نوازا تھا۔

حافظ صاحب نے ۱۹۷۷ء میں لالا موسیٰ سے حفظ قرآن کیا۔ اس کے بعد آپ نے احسن القرآن اور دار العلوم اشاعت اسلام سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ موہال گاؤں میں حضور قبلہ فخر ملت کے پہلے اور آخری خلیفہ ہیں۔ قبلہ پیر صاحب کی کرامت سناتے ہوئے حافظ صاحب نے بتایا کہ میں پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹی عطا فرمائی ہے اس کا نام تجویز فرمائیں۔ تو پیر صاحب نے فرمایا کہ پہلے کتنی اولاد ہے تو میں نے عرض کی کہ سرکار دو بیٹیاں ہیں یہ تیسری ہے۔ سرکار نے فرمایا کہ بیٹی کا نام فاطمہ رکھو تو اللہ تمہیں بیٹا عطا فرمائے گا۔ حافظ صاحب بتاتے ہیں کہ اس کے بعد ان کے گھر بیٹا ہوا تو حضور فخر ملت نے اس کا نام نعمان رکھا۔ حافظ صاحب دن رات سلسلہ عالیہ کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ اور حضور امیر ملت محدث علی پوری اور حضور فخر ملت کے فیضان کو علاقے میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

(۸) محترم ڈاکٹر شریف احمد صاحب جماعتی میر پور

محترم ڈاکٹر شریف احمد جماعتی خلیفہ مجاز حضور قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری حضرت مولوی محمد عالم کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ حضرت مولوی محمد عالم کا مزار میر پور کے علاقے تھوتھال میں ہے۔ جن کا عرس مبارک ہر سال جون کے مہینہ میں منعقد ہوتا ہے۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوتے ہیں۔ مولوی محمد عالم کے

صاحبزادگان ڈاکٹر شریف احمد جماعتی، ڈاکٹر احمد جماعتی، پروفیسر حبیب احمد جماعتی اور صاحبزادہ یوسف احمد جماعتی ہر سال اپنے والد گرامی کا عرس پاک بڑے اہتمام کے ساتھ مناتے ہیں۔

مولوی محمد عالم کو حضور قبلہ محدث علی پوری سے بے حد محبت تھی۔ آپ حضور قبلہ عالم کا حکم اپنی جان سے زیادہ عزیز جانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے عرس کے موقع پر ہر سال ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر شریف احمد جماعتی کو مولوی محمد عالم کے وصال کے بعد قبلہ فخر ملت نے خلافت واجازت سے نوازا۔

ڈاکٹر صاحب آجکل لندن میں مقیم ہیں۔ آپ نے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ہوئی ہے۔ اور ایک بہت بڑے عالم ہیں۔ سلسلہ عالیہ کی تبلیغ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ نے کچھ عرصہ علی پور شریف میں اسٹیج سیکرٹری کے فرائض بھی انجام دیئے۔ مذہبی وعلمی شخصیت ہیں۔ حضور فخر ملت کے روحانی فیوضات کے علمبردار ہیں۔

(۹) جناب پروفیسر محمد حبیب احمد صاحب جماعتی میرپور

جناب پروفیسر حبیب احمد جماعتی بھی مولوی محمد عالم کے صاحبزادے ہیں۔ آپ ایم۔ اے علوم اسلامیہ ہیں۔ اور ایک مذہبی شخصیت وروحانی شخصیت ہیں۔ آزاد کشمیر یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ F2 میرپور میں آپ کی رہائش ہے۔ اور F2 میں ہی آپ نے دارالعلوم گلزار حبیب بنایا ہوا ہے۔ جہاں پر درس نظامی، حفظ اور علوم اسلامیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ آپ اس ادارے کے پرنسپل بھی ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت نے آپ کو ۱۰ا۔ امئی کو عرس مبارک کے موقع پر خلافت واجازت سے نوازا۔ اس وقت سے آپ سلسلہ عالیہ کی خدمت کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ بھی اپنے والد گرامی مولوی محمد عالم کا عرس ہر سال جون کے مہینہ میں ذوق و شوق سے منعقد کرواتے ہیں۔ خدا ان کو سلامت رکھے۔ آمین!

(۱۰) محترم حاجی سلیم احمد جماعتی صاحب میرپور

خلیفۂ فخر ملت محترم المقام حاجی سلیم احمد جماعتی صاحب کا تعلق بھی میرپور سے ہے۔ آپ ایک بزنس مین ہیں۔ آپ کو حضور قبلہ فخر ملت سے بے حد محبت تھی۔ حضور جب بھی میرپور تشریف لاتے تو حاجی سلیم احمد صاحب کی رہائش گاہ پر ضرور قیام فرماتے تھے۔ آپ بڑے شریف النفس، متقی اور بزرگ ہیں۔ ہر سال علی پور شریف میں عرس مبارک کے موقع پر حاضری

آپ کا معمول ہے۔ حضور فخر ملت نے حاجی صاحب کو کمال فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خلافت عطا فرمائی۔ حاجی صاحب حضور فخر ملت کا تذکرہ بڑے ادب واحترام اور عقیدت ومحبت سے کرتے تھے۔ اور پیر خانہ سے محبت کا اظہار فرماتے ہیں۔ آپ کے صاحبزادے بھی حضور فخر ملت کے بیعت ہیں۔ الغرض پورا خاندان حضور فخر ملت کے چاہنے والوں پر مشتمل ہے۔

(۱۱) جناب محترم قاری محمد حنیف جماعتی صاحب وزیر آباد

خلیفہ فخر ملت جناب محترم قاری محمد حنیف جماعتی صاحب متقی وپرہیز گار اور مذہبی وعلمی شخصیت ہیں۔ آپ کی خدمات عالیہ کے صلہ میں حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب جماعتی نے آپ کو خلافت سے نوازا۔ آپ شمعی آرائیاں وزیر آباد کی جامع مسجد میں خطیب کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ہر روز درجنوں لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ انہیں اپنے پیر ومرشد کے فیوضات سے فیض یاب فرماتے ہیں۔ حضور فخر ملت کے حکم سے آپ نے اپنے گھر کے پاس مسجد اور مدرسہ قائم کیا ہے۔ جہاں پر سینکڑوں کی تعداد میں طلباء و طالبات حفظ قرآن کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ ہر سال آپ سالانہ عرس مبارک حضور امیر ملت محدث علی پوری کی یاد میں وزیر آباد میں منعقد کرواتے ہیں۔ ہر سال حضور فخر ملت اس جلسہ کی صدارت فرماتے تھے اور اپنے خطاب دلنواز سے ہزاروں کی تعداد میں مخلوق خدا کو نوازتے تھے۔

(۱۲) محترم حاجی امیر خان صاحب جماعتی چکوال

جناب محترم حاجی امیر خان جماعتی چکوال سے وہ خوش نصیب ہیں جن کو حضور فخر ملت نے خلافت واجازت سے نوازا۔ آپ چکوال کی ہر دل عزیز شخصیت ہیں۔ آپ آرمی سے ریٹائرڈ ہیں۔ ہر سال سالانہ عرس پاک علی پور شریف کے موقع پر درجنوں بسوں کا قافلہ لے کر عرس مبارک کی تقریبات میں حاضری دیتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ کی خدمت کیلئے آپ نے چکوال میں بہت کام کیا ہے۔ سینکڑوں لوگوں کو حضور فخر ملت کے دست حق پرست پر بیعت کروایا ہے۔ آپ نے چکوال میں عظیم الشان مسجد شاہ جماعت اور مدرسہ تعمیر کیا ہے۔ جہاں پر حضور فخر ملت سالانہ عرس پاک کی تقریب سے خطاب فرمایا کرتے تھے۔ دور دراز علاقوں سے ہزاروں لوگ اس جلسہ میں شرکت کرتے اور حضور فخر ملت کی زیارت سے مشرف ہوتے۔

محترم حاجی امیر خان جماعتی پابند صوم وصلوٰۃ و پابند سنت رسول عربی ہیں۔ اور یاران طریقت کو بھی سختی سے شریعت کا پابند بناتے ہیں۔

(۱۳) محترم المقام چودھری غلام حسین صاحب جماعتی ڈپٹی کمشنر (ر) لاہور

حافظ غلام مصطفیٰ چک جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے رہنے والے تھے۔ چودھری غلام حسین حافظ غلام مصطفیٰ صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ حافظ غلام مصطفیٰ قبلہ عالم حضور امیر ملت محدث علی پوری کے منظور نظر تھے۔ قبلۂ عالم حضور امیر ملت نے آپ کو ظاہری و باطنی پاکیزگی کے باعث پاک دل کے خطاب سے نوازا۔ اور آخری وقت میں آپ کو علی پور شریف میں اپنے پاس بلالیا۔ اور انہیں علی پور سیداں شریف کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

حافظ غلام مصطفیٰ صاحب کے چار بیٹے ہیں۔ حافظ غلام مرتضیٰ، حاجی غلام نبی، حافظ غلام حسن یہ تینوں وفات پاچکے ہیں۔

چودھری غلام حسین صاحب جو کہ حافظ جی کے چوتھے بیٹے ہیں کو حضور فخر ملت نے خلافت واجازت سے نوازا۔ یہ چاروں بھائی اور ان کی اولادیں سو سال سے آستانہ عالیہ علی پور شریف سے وابستہ ہیں۔ اور ہر سال باقاعدگی سے علی پور سیداں شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت غلام حسین صاحب کو چودھری صاحب کہہ کر پکارتے تھے۔ چودھری غلام حسین صاحب فنافی الشیخ ہیں اور عاجزی وانکساری کا پیکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کیا ہے۔ چودھری غلام حسین صاحب اور آپ کے سارے بھائی حضور قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ حاجی غلام نبی صاحب مرتے دم تک ہر سال عرس مبارک کے موقع پر علی پور شریف حاضر ہوتے رہے۔ حاجی غلام نبی صاحب کو اپنے پیر خانے سے بہت محبت تھی۔ ان کی وفات یکم جون کو ہوئی۔ اس وقت حضور قبلہ فخر ملت بھلوال میں ہی تھے۔ آپ نے حاجی صاحب کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حضور فخر ملت چودھری صاحب سے خاص محبت وشفقت کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ اور آپ کی صحت وتندرستی اور روحانی درجات کی بلندی کیلئے دعا فرماتے تھے۔

(۱۴) جناب محترم عبدالغفور صاحب جماعتی الفاسو سائٹی لاہور

محترم حاجی عبدالغفور جماعتی صاحب الفاسو سائٹی لاہور کے رہائشی ہیں۔ عجز وانکساری

کا پیکر اور خلوص و وفا کا مجسمہ ہیں۔ ملنسار اور شریف الطبع ہیں۔ حضور فخر ملت کے منظور نظر ہیں۔ آپ کو حضور فخر ملت اور آپ کے شہزادگان سے خاص دلی لگاؤ ہے۔ سالانہ عرس پاک منعقدہ علی پور سیداں شریف ۲۰۰۱ء کے موقع پر عالم اسلام کے عظیم سکالر، مفتی اعظم حضور قبلہ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ ہر سال حضور سرور کائنات ﷺ کا میلاد بڑے ذوق و شوق سے مناتے ہیں۔ ایک عظیم الشان جلسے کا اہتمام کرتے ہیں۔ ضیافتِ میلاد سے شرکاءِ جلسہ کی تواضع کرتے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت ہر سال اس جلسہ کی صدارت کرتے اور خطاب فرماتے تھے۔ اب شہزادۂ فخر ملت پیر سید ظفر حسین شاہ اس محفل کی رونق کو دوبالا کرتے ہیں۔

(۱۵) جناب محترم قاری فیاض احمد صاحب جماعتی لاہور

خلیفہ فخر ملت جناب محترم قاری فیاض احمد جماعتی لاہور میں پیورا ما سنٹر کی جامع مسجد کے خطیب ہیں۔ ۲۰۰۸ء میں سالانہ عرس پاک علی پور شریف کے مقدس موقع پر آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ قاری فیاض احمد جماعتی صاحب ۱۹۹۴ء میں حضور قبلہ فخر ملت کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ آپ حکیم مولوی محمد صدیق مرحوم جو کہ سراج الملت حضور پیر سید محمد حسین شاہ کے مرید تھے، کے صاحبزادے ہیں۔ قاری فیاض احمد جماعتی فرماتے ہیں کہ حضور فخر ملت ایسے شیخ طریقت تھے کہ جب بھی کسی کو کسی پریشانی کا سامنا ہوتا تو وہ فقط حضور فخر ملت کی زیارت کرتا تو اس کی پریشانی دور ہو جاتی۔ قاری صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضور فخر ملت نے خلافت کی دستار میرے سر پر رکھی تو میرے دل کی دنیا بدل گئی۔ اور مجھے قلبی راحت محسوس ہوئی۔ اور آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات ہونے لگی۔ اور دل کی تمام تاریکیاں اور سیاہیاں ختم ہو گئیں۔

(۱۶) علامہ صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری صاحب آستانہ عالیہ ساہو چک شریف سیالکوٹ

حضرت علامہ صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری صاحب آستانہ عالیہ ساہو چک شریف، ضلع سیالکوٹ کی عظیم درگاہ کے فرد سجادہ نشین ہیں۔ آپ ماہنامہ مناط الاسلام انٹرنیشنل کے چیف ایڈیٹر و مؤسس اور دار العلوم حفیظ القرآن کے پرنسپل بھی ہیں۔ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں جنہوں نے بیالیس سال محدث علی

پوری کی خدمت کی صاحبزادہ صاحب اُن کے نواسے اور درگاہ شریف کے سجادہ نشین بھی ہیں۔ آپ ایک علمی مذہبی اور روحانی شخصیت کے مالک بھی ہیں۔ آپ نے بے شمار علمی اور تحقیقی مقالے لکھے ہیں۔ بے شمار مذہبی کتابوں کے مصنف ہیں۔ حضور فخر ملت کے حکم سے آپ نے کتاب ضرورت مرشد کو از سر نو ترتیب دے کر چھپوایا ہے۔ بڑے اعلیٰ پایہ کے خطیب اعظم ہیں۔ دلپذیر و دلنشیں انداز میں تقریر کا فن جانتے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت آپ سے بڑی شفقت و محبت کا سلوک فرماتے تھے۔ حقیقتاً صاحبزادہ صاحب آج کل کے کفر و باطل اور فسق و فجور سے بھرے ہوئے ماحول میں ایمان و یقین اور نیک نفسی و پاکبازی کے چراغ روشن کرتے ہیں۔ آپ کی تصانیف تقریر و خطابت اور خوبیاں اسلامی حلقوں میں خراج تحسین حاصل کر رہی ہیں۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ سب عنایات و اکرام میرے پیر و مرشد، ولی نعمت پیر سید افضل حسین شاہ کی نگاہ ولایت کا اثر ہے۔

صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری صاحب ۲۷ رجون ۱۹۸۲ء بمطابق ۵ر رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ بروز اتوار کو ساہو چک شریف ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ نہایت منکسر المزاج اور سادگی پسند ہیں۔ تصوف و طریقت کا رنگ آپ کو ورثے میں ملا ہے۔ آپ کا بچپن حضرت قلندر کبریا عاشق رسول خلیفہ امیر ملت حضرت باباجی خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر بے ریا و باصفا رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ گزرا۔ آپ کے والد گرامی حضرت الحاج خواجہ باباجی صوفی احسان الٰہی صاحب برکاتہم العالیہ جن کو آستانہ عالیہ علی پور سے خاص نسبت اور فیض ہے۔

صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری صاحب نے میٹرک کر لینے کے بعد دار العلوم محمدیہ غوثیہ سے دینی علوم، صرف و نحو، تجوید، قرأت، تفاسیر احادیث حاصل کیے۔

آپ نے ۱۹۹۸ء میں اپنے والد گرامی حضرت الحاج خواجہ باباجی پیر صوفی احسان الٰہی صاحب کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ سالانہ عرس پاک ۱۱رمئی ۲۰۰۹ء کو علی پور سیداں شریف میں ولی نعمت، جانشین امیر ملت، بدر المشائخ، حضرت الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ اور دستار بندی فرمائی۔ قبلہ پیر صاحب نے آپ کو روحانی بلندیوں سے ہمکنار کیا۔ حضور سیدی فخر ملت کی روحانی صحبت میسر ہوئی تو آپ کی سیرابی کا یہ حال تھا کہ مست ہو کر فرمانے لگے۔۔۔

شراب پی کر جو نہ بہکے ظرف اس کا ہے
کہ اک اک بوند اس کی رکھتی ہے تاثیر میخانہ

ہر روز سینکڑوں لوگ درگاہ شریف پہ حاضر ہوتے ہیں اور فیضانِ امیر ملت و فیضانِ فخر ملت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا: عرفان صاحب کے نعت پڑھنے اور تقریر کرنے سے مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے اور ان کا سلسلہ واعظ اب جاری رہے گا اور ان شاء اللہ اگلے سال تک یہ بہت اچھے مقرر اور عالم دین بن چکے ہوں گے۔ اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضور فخر ملت نے فرمایا تھا۔ صاحبزادہ عرفان الٰہی صاحب ایک منفرد مقرر بھی بن گئے ہیں اور بے شمار کتابوں کے مصنف بھی۔ آپ کی مشہور کتابوں میں درج ذیل تصانیف شامل ہیں:

۱۔ محبت واطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ خصائص اہل بیت علیہ السلام

۳۔ تجلیات مرشد

۴۔ مصباح الصوفیاء

۵۔ ضرورت مرشد

۶۔ ماہنامہ مناط الاسلام انٹرنیشنل جو ہر ماہ آستانہ عالیہ ساہو چک شریف ضلع سیالکوٹ سے شائع ہوتا ہے۔

آستانہ عالیہ ساہو چک شریف پہ سالانہ محفل میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ۲۰ ربیع الاول شریف کو اور حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس پاک و تصوف سیمینار ہر سال ۱۳۔۱۴۔۱۵ نومبر کو انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ جس میں حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ صدارت و خصوصی خطاب فرمایا کرتے تھے اور اب حضور سیدی ظفر الملت تشریف فرما ہوتے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت اکثر آستانہ عالیہ ساہو چک شریف پہ جلوہ افروز ہوا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ حضور امیر ملت و حضور فخر ملت کے تصدق صاحبزادہ صاحب کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین!

۱۷۔ جناب محترم حاجی احمد خان صاحب (مرحوم) لاہور

جناب محترم حاجی احمد خان صاحب (مرحوم) محترم جناب ہارون خان صاحب مینیجنگ ڈائریکٹر (PEL) کے والد گرامی تھے۔ بڑے ہی متقی، پرہیزگار اور شریف النفس

انسان تھے۔ صاف گو تھے اور ہمیشہ سچی بات کرتے تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت نے آپ کو بھی خلافت واجازت سے نوازا۔ آپ ہمیشہ اپنے پیر خانے کا نام عزت و احترام اور عقیدت سے لیتے تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت سے آپ کو خاص طور پر محبت و لگن تھی۔ بڑے ہی ملنسار اور خوش طبع قسم کے انسان تھے۔ دکھی انسانیت کی خدمت کر کے آپ کو دلی سکون اور روحانی تسکین ملتی تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

(۱۸)۔ جناب محترم ہارون خان صاحب مینیجنگ ڈائریکٹر (PEL) لاہور

جناب محترم ہارون خان صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور کے رہائشی ہیں۔ آپ حضور فخر ملت کے منظور نظر افراد میں شامل ہیں۔ ہارون خان صاحب کو اپنے عظیم شیخ طریقت سے خاص اُنس و محبت اور دلی لگاؤ تھا۔ آپ علی پور شریف میں حاضری دینا اپنے لئے باعث فخر و سعادت سمجھتے تھے۔ آپ کو اپنے پیر و مرشد سے خصوصی فیض حاصل ہوا اور حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ حضور فخر ملت آپ کی دعوت پر ہر سال ماڈل ٹاؤن میں جلسہ میلاد مصطفیٰ ﷺ میں شرکت کیلئے تشریف لاتے تھے۔ جہاں پر آپ کا شاندار استقبال کیا جاتا تھا۔ اور حضور فخر ملت اپنے خطاب دلنواز سے مخلوق خدا کو مستفید کرتے تھے۔ یہ حضور فخر ملت کا فیضان نظر ہے کہ ہارون صاحب مادہ پرستی کے اس پر فتن دور میں صحیح اسلامی اقدار کی پاسداری کرتے ہیں۔

(۱۹)۔ محترم میجر (ر) پیر سید سجاد حسین گیلانی صاحب جماعتی لاہور

محترم میجر (ر) پیر سید سجاد حسین گیلانی صاحب کا تعلق کہروڑ پکا سے ہے۔ آج کل آپ لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔ آپ کا تعلق سادات عالیہ کے مقدس و روحانی خانوادے سے ہے۔ آپ بڑے ہی منکسر المزاج، سادہ طبیعت، متقی، پاکباز، مخلص اور ایماندار انسان ہیں۔ اپنے پیر و مرشد حضور فخر ملت سے آپ کو عشق کی حد تک محبت و لگن ہے۔

آپ پابند صوم و صلوٰۃ اور احکام شریعت کے پابند ہیں۔ حضور فخر ملت کے تمام ارشادات کی پیروی کرنا اپنے لیے باعث فخر سمجھتے ہیں۔ آپ کی طبیعت میں فقط عاجزی پائی جاتی ہے۔ مذہبی و روحانی شخصیت ہیں۔ جو بھی دعا فرماتے ہیں اللہ پوری فرما دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مخلوق خدا آپ کے پاس دعا کروانے کیلئے حاضر ہوتی ہے۔ جہاں بھی حضور فخر ملت کا جلسہ ہوتا تھا آپ وہاں پہنچ جاتے تھے اور ان کا استقبال کیا کرتے تھے۔ علی پور شریف میں بھی ہر چھوٹے

بڑے پروگرام میں آپ کی حاضری یقینی ہوتی تھی۔ سلسلہ عالیہ کی خدمت آپ اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے تھے۔ تمام یارانِ طریقت آپ کا احترام کرتے ہیں اور آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جب حضور فخر ملت علیہ الرحمہ نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا تو آپ کے دل کی دنیا بدل گئی اور آپ روحانیت کی بلندیوں پر پہنچ گئے۔ حقیقت کے راز جان لینے کے بعد اور اپنے پیرو مرشد کے میخانۂ عشق ومحبت سے جام پی لینے کے بعد آپ نے روز وشب ذکر خدا اور ذکر مصطفیٰ ﷺ میں بسر کرنے شروع کر دیئے۔ پیر خانہ کی بار بار حاضری اور اطاعت واتباع مرشد آپ کا اولین فریضہ بن گیا۔ اپنے مرشد گرامی سے محبت آپ کی پہچان ہے۔ آپ محفلوں کی رونق اور محبتوں اور خوشبوؤں کا پیغام ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے تصدق سے آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

(۲۰) محترم حضرت زاہد حسن فریدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ اسلام آباد

محترم زاہد حسین فریدی صاحب قبلۂ عالم امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے مرید صادق ہیں۔ آپ ایک عظیم روحانی شخصیت ہیں۔ حضور فخر ملت آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی نے قطب وقت دیکھنا ہو تو وہ زاہد حسین فریدی صاحب کی زیارت کر لے۔ آپ فنا فی الشیخ کے درجے پر فائز ہیں۔ آپ تلہ گنگ کالج کے ریٹائرڈ پرنسپل ہیں۔ بے شمار مرتبہ مدینہ منورہ کی حاضری سے فیضیاب ہوئے۔ حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت عطا فرمائی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کیلئے آپ کی خدمات کو سراہا۔ فریدی صاحب متقی، پرہیزگار، صاف گو، پیکر وفا، اور سچے عاشق رسول وعاشق حضرت امیر ملت ہیں۔ پیرانہ سالی کے باوجود علی پور شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور اپنے پیر ومرشد کے روضہ پر حاضری دیتے ہیں۔ یارانِ طریقت آپ کا بے حد احترام کرتے ہیں۔

(۲۱) حافظ ظفر حسن فریدی صاحب اسلام آباد

محترم حافظ ظفر حسن فریدی صاحب زاہد حسن فریدی صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ حبیب بنک اسلام آباد میں زونل چیف کے عہدے سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ آپ بھی اپنے بھائی کی طرح اپنے پیر خانے سے خاص نسبت ومحبت رکھتے ہیں۔ حضور فخر ملت آپ کے ساتھ خاص شفقت ومہربانی کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔

حافظ ظفر حسین صاحب نہایت ہی سادہ طبیعت اور حکیم الطبع ہیں۔ حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔ اور اپنے روحانی فیوضات سے آپ کو مستفید کیا۔ ہر سال عرس شریف کے موقع پر علی پور شریف میں حاضری ان کا معمول ہے۔ شریعت وطریقت کی مکمل پابندی کرتے ہیں۔ حسن اخلاق وحسن سلوک آپ کا وطیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین!

(۲۲) محترم حاجی صادق صاحب چکوال

محترم حاجی صادق جماعتی کا تعلق چکوال سے ہے۔ نہایت ہی متقی و پرہیز گار انسان ہیں۔ فرائض وواجبات کی ادائیگی بڑی ذمہ داری سے کرتے ہیں۔ چکوال میں یاران طریقت کی خدمت اور ان سے رابطہ ونسبت رکھنا آپ کی بڑی خوبی ہے۔ حضور فخر ملت نے آپ کو بھی خلافت واجازت سے نوازا ہے۔ اور یوں آپ پر انوار وتجلیات روحانی کی بارش ہوئی۔ اور آپ کے درجات کی بلندی کا باعث بنی۔ خلافت ملنے کے بعد آپ نے بڑی جانفشانی سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خدمت کی۔ پیر خانہ سے محبت اور حضور فخر ملت سے دلی عقیدت آپ کی پہچان ہے۔ شعائر اسلامی کی تبلیغ اور عمل صالح آپ کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔

(۲۳) محترم حاجی عبد الغفور صاحب جماعتی پتوکی

محترم حاجی عبد الغفور جماعتی پتوکی سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ خوش الحان ثنا خوان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت آپ سے بڑی شفقت اور محبت کا اظہار فرماتے تھے۔ اور خاص طور پر آپ سے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سنا کرتے تھے۔ حاجی صاحب جب اپنی سوز وگداز میں ڈوبی مترنم آواز کے ساتھ مدحت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کرتے تو ہزاروں دل عشق رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز ہو جاتے۔ اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں چمکنے لگتے ہیں۔ حاجی عبد الغفور جماعتی صاحب کو حضور قبلہ فخر ملت نے عرس مبارک کے مقدس موقع پر خلافت و اجازت سے نوازا۔ پتوکی میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کی ترویج واشاعت میں آپ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اور ہر سال یاران طریقت کی ایک بڑی تعداد کے ہمراہ علی پور شریف میں عرس مبارک کے موقع پر حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ آپ وہ خوش نصیب ثناء خوان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو خواب میں دو بار زیارت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل ہوا ہے۔

(۲۴) محترم حضرت پیر محمد سجاد صاحب قصوری لاہور

محترم حضرت پیر محمد سجاد صاحب قصوری ایک علمی ومذہبی شخصیت کے حامل ہیں۔ حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا اور آپ پر خصوصی عنایات واکرام کی بارش کی۔ آپ نہایت ہی پاکباز ومتقی شخصیت ہیں۔ دین اسلام کا پرچار اور خدمت خلق آپ کا وطیرہ ہے۔ پیر محمد سجاد صاحب قصوری اپنے پیر خانے سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ اور روحانیت و طریقت کے مسافر ہیں۔ سچائی وایمانداری آپ کی طبیعت کا لازمی جزو ہے۔

احکام الٰہی اور اتباع رسول ﷺ کو مقدم سمجھتے ہیں۔ اور شریعت وطریقت کے پابند ہیں۔ حضور فخر ملت کی خصوصی نگاہ ولایت اور فیوضات امیر ملت سے آپ فیض یاب ہیں۔ اور عشق سرور دو عالم ﷺ کی دولت لازوال سے مالا مال ہیں۔ آپ علمی ومذہبی شخصیت ہیں۔ دینی و اسلامی حلقوں میں آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

(۲۵) محترم سید نصر اللہ شاہ ستاری صاحب کہروڑ پکا

محترم سید نصر اللہ شاہ ستاری صاحب خلیفہ مجاز حضور قبلہ فخر ملت کہروڑ پکا کے رہنے والے ہیں۔ آپ ایک بلند پایہ خطیب اور سچے عاشق رسول ہیں۔ حضور قبلہ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے کمال سخاوت اور فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قبلہ شاہ صاحب کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ اور یوں آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ میں خصوصی خدمت کا موقع ملا۔ آپ ہر سال علی پور شریف میں عرس مبارک کے موقع پر حاضری دیتے ہیں۔

حضور فخر ملت کی موجودگی میں آپ عرس پاک کے موقع پر خطاب فرمایا کرتے تھے۔ اور حضور فخر ملت آپ کی خطابت کو سراہتے تھے۔ کہروڑ پکا میں مذہبی واسلامی حلقوں میں آپ کو بڑی قدر ومنزلت حاصل ہے۔ اور آپ اہل علاقہ کو اپنے فیوضات وبرکات سے مستفید کرتے ہیں۔

(۲۶) جناب محترم پیر سید زمرد حسین شاہ گیلانی کہروڑ پکا

قلب زمرد کی یہی ہے آرزو
ذکر نبی ﷺ ہو ہر گھڑی فریاد ہے

جناب محترم پیر سید زمرد حسین شاہ گیلانی کہروڑ پکا کے رہنے والے ہیں۔ آپ آستانہ عالیہ مجددیہ چراغیہ کہروڑ پکا کے سجادہ نشین ہیں۔ اور حضرت پیر سید چراغ النبی شاہ گیلانی کے

خاندانِ مقدسہ کا چشم و چراغ ہیں۔ آپ بڑے ہی خوش اخلاق، خوش اطوار مومن کامل ہیں۔ اسلام کے روحانی فیوضات کے وارث ہیں۔ آپ کی دعوت پر حضور قبلہ فخر ملت ہر سال کہروڑ پکا سالانہ عرس مبارک پیر سید چراغ النبی شاہ گیلانی کی روحانی و نورانی تقریب میں شرکت کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔ جہاں پر شاہ صاحب اپنے مریدین کے ہمراہ حضور فخر ملت کا استقبال کیا کرتے تھے۔ حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔ آپ وفاؤں اور محبتوں کا پیکر ہیں۔ اور مخلوق خدا کی خدمت آپ کی زندگی کا اولین مقصد ہے۔ ہمہ وقت اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر کاربند رہتے ہیں۔

(۲۷) محترم حاجی اکرم صاحب جماعتی پتوکی

حضور قبلہ فخر ملت نے عرس مبارک کے موقع پر حاجی محمد اکرم جماعتی کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ پتوکی میں سلسلہ عالیہ کی خدمت میں پیش پیش رہتے ہیں۔ حضور فخر ملت ہر سال آپ کی دعوت پر پتوکی تشریف لاتے تھے۔ جہاں پر تمام یاران طریقت ان کا استقبال کیا کرتے تھے۔ پتوکی میں اکثر حضور فخر ملت حاجی محمد اکرم جماعتی صاحب کے گھر میں قیام فرماتے تھے۔ حاجی صاحب پتوکی کے دورہ کے دوران حضور فخر ملت کے ہمراہ ہوتے اور اپنے پیر و مرشد کی خدمت بجالاتے۔ حضور فخر ملت نے آپ کو اپنے خصوصی فیوضات سے مستفید کیا۔ اور آپ ہروقت یاران طریقت کی خدمت کیلئے کمربستہ رہتے ہیں۔

(۲۸) محترم حافظ محمد رمضان صاحب لمبے جاگیر بھائی پھیرو

محترم حافظ رمضان صاحب لمبے جاگیر بھائی پھیرو کے رہائشی اور حضور فخر ملت کے منظور نظر ہیں۔ حضور فخر ملت نے عرس مبارک علی پور شریف میں آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ اور آپ کی دستار بندی کی۔ حافظ صاحب ہر سال پیر صاحب کو اپنے علاقے میں خطاب کی دعوت دیتے تھے اور حضور فخر ملت جمعۃ المبارک پڑھانے لمبے جاگیر بھائی پھیرو تشریف لے جاتے تھے۔ یہ علاقہ آپ کے خصوصی کرم و فیض کا دلدادہ ہے۔ آپ شاہ جماعت جامع مسجد میں خطبۂ جمعہ دیتے تو ہزاروں کی تعداد میں مخلوق خدا آپ کا خطاب دلنواز سن کر باغ باغ ہو جاتی۔ اس عظیم الشان روحانی محفل کے انعقاد کے روح رواں جناب محترم حافظ محمد رمضان جماعتی ہوتے۔

(۲۹) محترم پروفیسر منشاد علی صاحب بہاولپور

پروفیسر منشاد علی شاہ صاحب کا تعلق بہاولپور کی سرزمین سے ہے۔ آپ بڑے متقی، پرہیزگار اور منکسر المزاج ہیں۔ آپ ایک عرصہ تک آستانہ عالیہ علی پور شریف میں سالانہ عرس مبارک کے انتظام وانصرام اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیتے رہے۔

حضور قبلہ فخر ملت نے آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ آپ ایک علمی و مذہبی شخصیت ہیں۔ اپنے مرشد خانہ سے آپ کو کمال قلبی لگاؤ اور محبت ہے۔ پیرانہ سالی کے باوجود آپ ہر سال علی پور شریف سے حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ حضور قبلہ فخر ملت ایک دفعہ آپ کی عیادت کیلئے بہاولپور آپ کے گھر بھی تشریف لے گئے۔ اور آپ سے خصوصی شفقت ومحبت کا اظہار فرمایا۔

محترم پروفیسر منشاد علی صاحب نے اپنی ساری زندگی خدمت اسلام کیلئے وقف کئے رکھی۔ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کے پرچار کیلئے ہمیشہ کوشاں رہے۔

(۳۰) محترم جنرل (ر) حافظ منور سلہریا صاحب راولپنڈی

محترم جناب جنرل (ر) حافظ منور سلہریا بھی بدر المشائخ، جانشین حضرت امیر ملت جناب حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے فیوضات عالیہ سے فیض یاب ہوئے۔ اور آپ کو خلافت کی دستار عطا ہوئی۔ سالانہ عرس مبارک علی پور شریف میں حضور فخر ملت نے آپ کو دستار باندھی اور دعا فرمائی۔ جنرل صاحب عجز و انکساری وخلوص ووفا کا پیکر ہیں۔ اپنے مرشد و مرشد خانہ سے محبت اور لگن آپ کا وصف خاص ہے۔ ہر سال عرس مبارک کے موقع پر حاضری دیتے ہیں۔ اور سلسلہ عالیہ کی خدمت دل وجان سے کرتے ہیں۔ بڑے ہی متقی اور پابند صوم وصلوٰۃ ہیں۔ حضور فخر ملت آپ سے خصوصی شفقت و مہربانی کا سلوک فرمایا کرتے تھے اور آپ کو اپنے فیوضات سے نوازتے تھے۔

(۳۱) محترم حافظ علی احمد صاحب راولپنڈی

جناب محترم حافظ علی احمد صاحب کا تعلق راولپنڈی سے ہے۔ بڑے خوش اخلاق قسم کے انسان ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ خلوص، محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں۔ آپ کا شمار بھی حضور فخر ملت کے چاہنے والوں میں ہوتا ہے۔ آپ اپنے شیخ طریقت کا تذکرہ بڑی محبت کے

ساتھ کرتے تھے۔ اور حضور فخر ملت کے انعامات واکرام کو بیان کرتے ہیں۔ حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔ تب سے آپ سلسلہ عالیہ کی ترویج واشاعت کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔ اور اپنے پیر ومرشد کا ذکر خیر کرتے ہیں۔

حافظ احمد علی صاحب نیک دل، پارسا انسان ہیں۔ اور ایثار وقربانی کا جذبہ رکھتے ہیں۔ مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک آپ کا عمل صالح ہے۔

(۳۲) محترم حضرت مفتی غلام رسول جماعتی صاحب

جناب محترم مفتی غلام رسول صاحب جماعتی حضور قبلہ فخر ملت کے استاد گرامی قدر تھے۔ حضور فخر ملت نے درس نظامی اور علوم اسلامیہ کی تعلیم مفتی صاحب سے حاصل کی۔ مفتی غلام رسول صاحب عرصہ ۳۰ سال تک علی پور شریف کے مدرسہ میں مدرس کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ بلند پایہ خطیب، عالم بے بدل اور مفتی اعظم تھے۔ علمی و مذہبی شخصیت تھے۔ حضور فخر ملت کے منظور نظر تھے۔ آپ اپنے شاگرد رشید کے دست حق پرست پر لندن میں بیعت ہوئے۔ اور جب علی پور شریف میں عرس مبارک کے موقع پر تشریف لائے تو حضور فخر ملت نے آپ کو دستار خلافت عطا فرمائی۔ اور ساتھ ہی آپ کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ مفتی صاحب فرماتے تھے کہ اگرچہ امام اعظم ابوحنیفہ اپنے وقت کے امام اور جید عالم دین تھے مگر انہوں نے بھی کامل شیخ طریقت کی بیعت کی تھی۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کی شکل میں ایک کامل شیخ طریقت مل گیا ہے۔ اس لیے میں نے اپنی نجات کیلئے ان کی بیعت کی ہے۔

(۳۳) محترم حاجی اسماعیل جماعتی صاحب

جناب محترم حاجی اسماعیل جماعتی حضور فخر ملت کے استاد بھی ہیں۔ اور منشی کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔ حاجی اسماعیل صاحب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ کو سجادہ نشین علی پور شریف کے ساتھ منشی کے طور پر فرائض انجام دینے کا موقع ملا۔ آپ بڑے ہی منکسر المزاج اور حلیم الطبع ہیں۔ سادگی اور عاجزی کا پیکر ہیں۔ سارا سارا دن علی پور شریف میں حاضر رہتے ہیں اور اپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔ حضور فخر ملت نے آپ کو حج بیت اللہ کیلئے بھیجا اور خلافت و اجازت سے نوازا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ اور خاندان امیر ملت کیلئے آپ کی خدمات قابل

ستائش ہیں۔ پیرانہ سالی کے باوجود علی پور شریف میں حاضر رہتے ہیں اور سجادہ نشین پنجم و جانشین امیر ملت محدث علی پوری حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب کے احکامات بجالاتے ہیں۔ حضور فخر ملت آپ پر خصوصی عنایات فرماتے تھے اور آپ کے ساتھ شفقت و مہربانی کا سلوک فرماتے تھے۔

(۳۴) حضرت پیر سید ولی حسین شاہ جماعتی سجادہ نشین چادر والی سرکار ملتان شریف

جناب محترم المقام حضرت پیر سید ولی حسین شاہ جماعتی سجادہ نشین چادر والی سرکار ملتان شریف بڑے عالی مقام و بلند مرتبت پیر طریقت ہیں۔ آپ عالی ظرف، ابن العارف ربانی ہیں۔ مذہبی و روحانی حلقوں میں آپ کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ آپ اپنے بزرگوں کے چشمۂ فیض روحانی کے وارث و نگران ہیں۔ مخلوق خدا کی خدمت اور ان سے محبت آپ کا شیوہ ہے۔ آپ کو حضور فخر ملت سے خصوصی نسبت تھی۔ حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت واجازت کے ساتھ ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ اور آپ پر ڈھیروں انعامات واکرام کی بارش کی۔

حضور فخر ملت ہر سال خصوصی دعوت پر آستانہ عالیہ چادر والی سرکار تشریف لے جاتے تھے اور عظیم الشان جلسے سے خطاب فرماتے۔ آپ کا خطاب دلنواز سننے کیلئے دور دراز سے لوگ تشریف لاتے۔ اور آپ کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہوتے۔ جناب حضرت پیر ولی حسین شاہ جماعتی خوش خلق اور حلیم الطبع روحانی بزرگ ہیں۔ جو حضور سرور دو عالم ﷺ کے فیوضات عالیہ کو دنیا میں عام کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

(۳۵) حضرت پیر سید علی حسین شاہ صاحب جماعتی ملتان شریف

محترم صاحبزادہ حضرت پیر سید علی حسین شاہ جماعتی چادر والی سرکار کے نور نظر ہیں۔ آپ بڑے شریف النفس اور عجز و انکساری کا پیکر ہیں۔ حضور فخر ملت آپ سے بہت شفقت و مہربانی کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ صاحبزادہ صاحب روحانی شخصیت ہیں۔ اور اتباع رسول عربی کے پابند ہیں۔ حضور فخر ملت نے آپ کو بھی خلافت واجازت سے نوازا۔ آپ ہر سال سالانہ عرس پاک کے موقع پر اپنے مریدین کے ہمراہ علی پور تشریف لاتے ہیں۔ اور فیوضات امیر ملت محدث علی پوری سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ خدا حضور سرور کائنات ﷺ کے تصدق آپ کو خیر و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین!

(۳۶) حضرت پیر سید نور حسین شاہ جماعتی ملتان شریف

صاحبزادہ حضرت پیر سید نور حسین شاہ صاحب جماعتی بھی جگر گوشہ چادر والی سرکار ہیں۔آپ کو بھی حضور فخر ملت سے خصوصی فیض ونسبت حاصل ہے۔حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت کی دستار باندھی اور سلسلہ عالیہ کی ترویج واشاعت کے عظیم مشن کی ذمہ داری سونپی۔آپ بڑے متقی وپارسا اور پرہیزگار شخصیت کے حامل ہیں۔آپ بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلاف کی یادوں کو تازہ کرتے ہیں۔اور دین مصطفیؐ کی سربلندی کیلئے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں۔اللہ آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں۔اور آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خدمت کے فرائض انجام دیتے رہیں۔اور مخلوق خدا کو فیض یاب کرتے رہیں۔

(۳۷) جناب محترم قاری عبدالکریم صاحب کہروڑپکا

ثناء خوان مصطفیؐ جناب محترم قاری عبدالکریم صاحب کہروڑپکا ملتان شریف کے رہنے والے ہیں۔بڑے خوش الحان ثناء خوان مصطفیؐ ہیں۔حضور قبلہ فخر ملت آپ سے مناقب حضور امیر ملت سنا کرتے تھے۔قاری صاحب موصوف جب اپنی سوز وگداز میں ڈوبی آواز کے ساتھ منقبت شریف علی پور کو چل ترنم سے پڑھتے تو عجیب سماں ہوتا تھا۔حضور قبلہ فخر ملت نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔اور آپ پر روحانی فیوضات کی بارش کی۔

قاری عبدالکریم صاحب بڑے متقی، پرہیزگار اور ملنسار انسان ہیں۔اپنے پیرخانہ کا احترام حد بدرجہ کرتے ہیں۔آپ کو حضور قبلہ فخر ملت سے بڑی محبت ہے۔آپ اپنے پیر ومرشد کا تذکرہ کرتے ہیں۔اور ہر وقت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کے پرچار میں مصروف عمل رہتے ہیں۔قاری صاحب محفل میلاد میں شرکت کیلئے کئی بار انگلینڈ تشریف لے گئے ہیں۔

(۳۸) جناب محترم حاجی محمد خالد جماعتی صاحب سانگلہ ہل

جناب محترم حاجی محمد خالد صاحب سانگلہ ہل کے رہنے والے ہیں۔حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے کمال شفقت وفیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔محترم حاجی خالد صاحب بڑے ہی محبت کرنے والے انسان ہیں۔یاران طریقت کے ساتھ خصوصی محبت کا اظہار فرماتے ہیں۔علی پور میں منعقدہ تمام پروگراموں میں شرکت فرماتے ہیں۔بڑے ہی متقی وپارسا ہیں۔ایماندار وخلوص ووفا کا پیکر ہیں۔اپنے عظیم شیخ

طریقت حضور فخر ملت اور حضور ظفر الملت سے آپ کو عشق ہے۔ جذبۂ ایثار و قربانی آپ کا شیوہ ہے۔ حضور فخر ملت بھی آپ پر خصوصی نگاہ کرم و لطف و عنایات فرماتے تھے۔ اور آپ کے جذبۂ محبت کو سراہتے تھے۔ خدا آپکی سلسلہ کیلئے خدمات کو قبول منظور فرمائے۔ آمین!

(۳۹) حضرت خواجہ سمیع الحسن صاحب نقشبندی جماعتی کراچی

آپ کی ولادت ۴ مئی ۱۹۲۰ء کو آگرہ (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کا تعلق سید گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد گرامی خواجہ نور الحسن صاحب ایک بڑے بزرگ تھے۔ اور آپ کے دادا حضرت سید عادل شاہ صاحب حضرت سید امراؤ علی شاہ صاحب قلندر کے خلفاء میں سے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد آپ یکم نومبر ۱۹۴۷ء کو کراچی میں تشریف لائے۔ محکمۂ ٹیلیفون میں ملازم تھے۔ محکمے کی طرف سے دیئے گئے مکان میں رہائش پذیر رہے۔ خواجہ صاحب حضور حاجی ذاکر علی صدیقی رہتکی خلیفہ مجاز حضور قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔

حضرت خواجہ سمیع الحسن صاحب کو اپنے پیر و مرشد سے بے انتہا محبت تھی۔ ہر روز ان کی خدمت میں حاضری دیتے۔ پیر و مرشد کو بھی ان سے محبت تھی۔ اور وہ خواجہ صاحب کو بھوکا قلندر کہتے۔ آپ کے مرشد نے آپ کو تعویزات کی اجازت دی۔ اور مخلوق خدا کی خدمت کا موقع دیا۔ اور حضرت خواجہ صاحب کے چھوٹے سے گھر کو آستانہ میں بدل دیا۔ مخلوق خدا سینکڑوں کی تعداد میں آپ کے پاس تعویزات لینے آتی۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ صاحب نے حضور فخر ملت سے عرض کی کہ لوگ پتا نہیں دنیا بھر سے کیسے میرے پاس آجاتے ہیں۔ خط بھیجتے ہیں۔ اور فون بھی کرتے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت نے ارشاد فرمایا: خواجہ صاحب فرشتے آپ کا نمبر ملا کر دیتے ہیں۔

حضور قبلہ فخر ملت نے اس موقع پر ایک حدیث شریف بھی سنائی جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ پاک ایسے مخصوص لوگوں کو خاص طور پر پیدا فرماتا ہے۔ جو اس کی مخلوق کی خدمت کرتے ہیں۔ اور حضور فخر ملت نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ صاحب بھی ان ہی خاص لوگوں میں سے ہیں جو اس کی مخلوق کی خدمت کیلئے پیدا کیئے گئے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور فخر ملت نے کراچی میں سالانہ جلسے کے موقع پر حضرت خواجہ صاحب کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ دیکھو کتنے نورانی ہو گئے

ہیں۔ ان کے چہرے کی زیارت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور بخشش ہو جاتی ہے۔ چونکہ حضور حاجی ذاکر علی صاحب صدیقی رہتکی جو کہ حضور قبلہ عالم کے خلیفہ مجاز تھے نے اپنی زندگی ہی میں کہہ دیا تھا کہ ہم دنیا میں نہ ہونگے صرف حضور فخر ملت کا دور دورہ ہو گا میرے بعد انھیں نہ چھوڑنا۔ چنانچہ ان کے وصال کے بعد حاجی صاحب کے تمام مریدین نے حضور فخر ملت سے تجدید بیعت کی۔ خواجہ سمیع الحسن صاحب نے بھی علی پور شریف میں حاضر ہو کر حضور قبلہ فخر ملت سے بیعت کی۔

ایک مرتبہ ۱۹۸۱ء یا ۱۹۸۲ء میں حضور فخر ملت P.E.C.H.S کراچی میں حافظ محمد اقبال صاحب کے ہاں موجود تھے۔ جہاں آپ کراچی میں ہمیشہ قیام فرمایا کرتے تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت نے کمال فیاضی و مہربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خواجہ صاحب کو دستار خلافت باندھی۔ اور دعا فرمائی۔ خواجہ صاحب نے ساری زندگی مخلوق خدا کی خدمت کی۔ آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی بڑی خدمت کی۔ ہر جمعہ بعد از نماز عصر آپ محفل ختم خواجگان شریف اپنی رہائش گاہ پر منعقد کرواتے جس میں کثیر تعداد میں پیر بھائیوں اور یاران طریقت کی شرکت ہوتی۔ اور سلسلہ عالیہ کے فیوضات سے فیض یاب ہوتے۔

حضرت خواجہ صاحب بڑے متقی، پرہیز گار، اور پارسا تھے۔ آپ تمام عمر تہجد کی نماز ادا کر لینے کے بعد درود شریف ہزارہ پڑھتے تھے۔ پھر نماز فجر ادا کرتے اور اس کے بعد ایک منزل تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کرتے۔ اور سات دنوں میں ایک قرآن پاک مکمل کرتے۔ حضرت خواجہ سمیع الحسن نے ۸۷ برس کی عمر میں ۲۳ مئی ۲۰۰۷ء کو وفات پائی۔ آپ کو کراچی میں آپ کے مرشد کریم حضور حاجی ذاکر علی صاحب صدیقی رہتکی کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

(۴۰) حضرت خواجہ فخر الحسن صاحب (المعروف ندیم بھائی) کراچی

جناب خواجہ فخر الحسن صاحب نقشبندی جماعتی المعروف ندیم بھائی یکم نومبر ۱۹۶۵ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت خواجہ سمیع الحسن صاحب نقشبندی کے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کراچی ہی سے حاصل کی۔ ۱۹۸۷ء میں آپ نے B.S.C کا امتحان نمایاں نمبروں سے پاس کیا۔ پھر آپ محکمہ ماحولیات سندھ میں بطور آفس سپرنٹنڈنٹ ملازم ہو

گئے۔ حضور فخر ملت نے ۱۹۹۶ء میں آپ کا نکاح حضور حاجی ذاکر علی رحمتہ اللہ علیہ کی خلیفہ مجاز حضور قبلہ عالم کی نواسی کے ساتھ پڑھایا۔ جن سے آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ جن میں سے تین بچے قرآن پاک کے حافظ ہیں۔ خواجہ صاحب نے ۱۹۸۰ء کو علی پور شریف میں حضور قبلہ فخر ملت سے بیعت کی۔ خواجہ سمیع الحسن کے وصال کے بعد ان کے چہلم کے موقع پر حضور قبلہ فخر ملت آپ کے سر پر دستار رکھی پھر اگلے ہی سال ۱۱ مئی ۲۰۰۸ء کو عرس شریف کے موقع پر دوبارہ آپ کی دستار بندی کی۔

حضرت خواجہ فخر الحسن صاحب سلسلہ عالیہ کی بھرپور خدمت کر رہے ہیں۔ تمام محافل و ختم خواجگان شریف اسی طرح سے جاری ہیں۔ خواجہ صاحب کراچی میں حضور امیر ملت اور حضور فخر ملت کے روحانی فیض کی ترویج کیلئے کوشاں ہیں۔ مئی و اگست میں حضور قبلہ عالم کا عرس شریف کراچی میں مناتے ہیں۔ جولائی میں حضور فخر ملت کا عرس پاک مناتے ہیں۔ آپ کے پاس ہر وقت لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ جو روحانی فیض لینے کیلئے آتے ہیں۔

خواجہ صاحب نے نشر و اشاعت کی ترویج کیلئے حضور فخر ملت کی اجازت سے ایک ویب سائیٹ www.ameermillat.org بھی شروع کر رکھی ہے۔ جو دنیا بھر میں دیکھی اور پڑھی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلسلہ عالیہ کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(۴۱) جناب باقر علی صدیقی صاحب کراچی

جناب محترم باقر علی صدیقی صاحب حضرت حاجی ذاکر علی صدیقی رحمتہ اللہ علیہ صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کا تعلق اور نسبت روحانی خانوادے سے ہے۔ آپ کے والد گرامی قدر ایک عظیم بزرگ اور پیر تھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کیلئے ان کی بڑی خدمات تھیں۔ محترم باقر علی صاحب اپنے بزرگوں کی اقدار اور نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمہ وقت سلسلہ کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے آپ پر خصوصی نگاہ فرماتے ہوئے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ جناب محترم باقر علی صدیقی صاحب بڑے ہی متقی، ملنسار، منکسر المزاج، پارسا اور تحمل اور برداشت اور بردباری کا پیکر ہیں۔ مخلوق خدا کی خدمت کر کے آپ کو بڑی روحانی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

(۴۲) جناب محترم ناصر جمیل قریشی صاحب کراچی

جناب محترم ناصر جمیل قریشی صاحب بڑے ہی شفقت و محبت سے پیش آنے والے عظیم انسان ہیں۔ آپ ہر چھوٹے بڑے عرس پاک اور ختم پاک کے موقع پر علی پور شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور اپنے مرشد خانہ کے ساتھ محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ جانشین حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت نے عرس پاک کے موقع پر آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ اور آپ کے سر پر دستار باندھی۔

محترم ناصر جمیل قریشی صاحب خوش اخلاق، خوش گفتار، انسان ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں۔ جملہ یاران طریقت کے ساتھ محبت سے ملتے ہیں۔ کراچی میں حضور فخر ملت کے دورہ کے دوران آپ ان کے ہمراہ ہوتے تھے۔ اور ہمہ وقت اپنے پیرو مرشد کی خدمت اقدس بجالاتے تھے۔ خلافت و اجازت ملنے کے بعد آپ میں عجز و انکساری وخلوص و وفا کا جذبہ غالب ہے۔ اور سادہ زندگی گزارنا پسند فرماتے ہیں۔ خدا آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین!

(۴۳) جناب محترم حضرت سید اصغر حسین شاہ صاحب کراچی

محترم سید اصغر حسین شاہ صاحب کراچی میں حضور قبلہ فخر ملت کے خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ دینی اقدار کے پاسدار ہیں۔ احکام خداوندی کو مقدم جانتے ہیں۔ اور عشق رسول عربی کا پیکر ہیں۔ آپ کی خدمات کے صلہ میں حضور قبلہ فخر ملت نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت کی ذمہ داری سونپی۔

حضرت سید اصغر حسین شاہ صاحب پر حضور قبلہ فخر ملت خصوصی شفقت و مہربانی کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ آپ بھی اپنے مرشد خانہ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آستانہ عالیہ علی پور شریف میں حاضری دیتے اور اپنے مرشد خانہ کا ذکر خیر بڑے فخر کے ساتھ کرتے۔ کراچی میں آپ یاران طریقت کے ساتھ رابطہ میں رہتے ہیں۔ اور مخلوق خدا کی خدمت کرتے ہیں۔

(۴۴) حضرت صوفی مشتاق احمد صاحب کراچی

جناب محترم صوفی مشتاق احمد صاحب بڑے ہی پارسا اور نیک دل انسان ہیں۔ ہر سال عرس مبارک کے موقع پر آستانہ عالیہ علی پور شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ حضور پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے کمال فیاضی کے ساتھ آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ اور آپ

کیلئے دعا فرمائی۔

صوفی مشتاق صاحب کراچی میں سلسلہ عالیہ جماعتیہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت کیلئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ یاران طریقت اور مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک فرماتے ہیں۔ اور حضور امیر ملت محدث علی پوری و حضور فخر ملت کا ذکر خیر ہر گھڑی کرتے ہیں۔ اپنے پیرو مرشد کی طرح لوگوں میں صحیح اخلاقی اقدار کو اجاگر کرتے ہیں۔

(۴۵) جناب حضرت قاری دلشاد احمد صاحب کراچی

جناب حضرت قاری دلشاد احمد صاحب کراچی میں پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ ہر وقت اپنے پیرو مرشد اور پیر خانہ کی خدمت میں مصروف عمل رہتے ہیں۔ اور سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت میں مگن رہتے ہیں۔

نہایت ہی متقی و پارسا ہیں۔ یاران طریقت کیساتھ بڑے ادب و احترام کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ ملنسار اور خوش مزاج طبیعت کے حامل ہیں۔ حضور فخر ملت کے دورۂ کراچی کے موقع پر آپ ہر جگہ ان کے ساتھ موجود رہتے ہیں۔ اور جلسوں کے انتظامات میں اپنی خدمات پیش کرتے تھے۔ حضور فخر ملت کی آپ پر خصوصی نگاہ ولایت تھی۔ آپ ان پر بڑی شفقت و مہربانی کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ آپ بھی دل و جان سے اپنے عظیم مرشد کی خدمت بجالاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ قاری صاحب کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین!

(۴۶) حضرت غلام مصطفیٰ بیگ صاحب کراچی

جناب محترم حضرت غلام مصطفیٰ بیگ صاحب خلیفہ مجاز حضور فخر ملت تھے۔ آپ آستانہ عالیہ علی پور شریف کے فیوضات سے فیضیاب ہوئے۔ اور حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ ۹ رجولائی ۱۹۹۳ء کو اس جہان فانی سے پردہ فرما گئے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت کیلئے جو خدمات انجام دیں وہ قابل ستائش ہیں۔ آپ کو کراچی میں دفن کیا گیا۔

(۴۷) حضرت سید اخلاق علی شاہ صاحب کراچی

حضرت سید اخلاق شاہ صاحب بھی حضور فخر ملت کے خلیفہ مجاز تھے۔ بڑے ہی متقی اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ پیر خانہ سے محبت کرتے تھے۔ آپ کو بھی حضور فخر ملت نے خلافت و

اجازت سے نوازا۔ آپ نے 11 جولائی 1997ء کو کراچی میں وصال فرمایا۔ خدا آپ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

(۴۸) حضرت سید خوش نصیب خان صاحب کراچی

جناب محترم حضرت سید خوش نصیب خان (مرحوم) 22 جنوری 2010ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ بڑے ہی اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ ظرف کے مالک تھے۔ آپ نے بڑی جانفشانی کے ساتھ سلسلہ عالیہ کی خدمت کی۔ آپ حضور قبلہ فخر ملت کے منظور نظر افراد میں شامل تھے۔ اور آپ نے ان کو خلافت عطا فرمائی۔

(۴۹) حضرت سید مظفر علی صاحب کراچی

حضرت سید مظفر علی صاحب کراچی میں جانشین حضرت امیر ملت محدث علی پوری حضور فخر ملت کے خلیفہ مجاز تھے۔ جو دن رات اپنے پیر خانہ کی خدمت اور پرچار میں مصروف عمل رہتے تھے۔ آپ نے 19 رمضان المبارک 1425ھ بمطابق 3 نومبر 2004ء کو وفات پائی۔ اور کراچی میں مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں جگہ عطا فرمائیں۔ آمین!

(۵۰) حضرت راشد حسن قادری صاحب کراچی

جناب محترم راشد حسن قادری صاحب بھی کراچی میں حضور فخر ملت کے خلیفہ مجاز تھے۔ بڑے ہی پاکباز و پارسا فطرت کے حامل تھے۔ سلسلہ عالیہ کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے۔ ہر کسی کے ساتھ محبت و شفقت کا سلوک کرتے تھے۔ آپ نے 29 جولائی 1994ء کو وفات پائی۔

(۵۱) حضرت ابرار صاحب کراچی

حضرت ابرار صاحب بھی حضور فخر ملت کے کراچی میں خلیفہ تھے۔ نیک سیرت انسان تھے۔ ہمہ وقت ذکر خدا اور ذکر رسول اللہ ﷺ میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کو آستانہ عالیہ علی پور شریف سے بہت محبت تھی۔ آپ نے 11 فروری 2010ء کو وفات پائی۔ خدا آپ کو جنت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

(۵۲) حضرت زبیر عالم چشتی صاحب کراچی

جناب محترم حضرت زبیر عالم چشتی صاحب بھی وہ خوش نصیب انسان تھے جن کو حضور

فخر ملت نے خلافت سے نوازا۔ اور آپ پر انعام و اکرام کی بارش کی۔ آپ اپنے مرشد کریم سے بڑی محبت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے کراچی میں 10 اگست 2007ء کو وفات پائی۔

(۵۳) جناب حضرت فیض الحق صاحب کراچی

جناب محترم فیض الحق صاحب کراچی میں حضور فخر ملت کے خلیفہ تھے۔ آپ بڑے متقی، پرہیز گار اور پارسا انسان تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کی سربلندی کیلئے وقف کر دی۔

(۵۴) حضرت حکیم محمد شریف صاحب کراچی

جناب محترم حکیم محمد شریف صاحب کراچی کے رہنے والے تھے۔ آپ کو بھی حضور قبلہ فخر ملت نے خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ ہر وقت اپنے پیر و مرشد اور سلسلہ عالیہ کی خدمت کیلئے مصروف عمل رہتے تھے۔ آپ نے 22 اکتوبر 2000ء کو کراچی میں وصال فرمایا۔ اور وہیں دفن ہوئے۔ خدا تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

(۵۵) علامہ صاحبزادہ حافظ زبیر حنیف صاحب جماعتی وزیر آباد

محترم جناب علامہ صاحبزادہ حافظ زبیر حنیف جماعتی صاحب بے بدل خطیب اور مدرس ہیں۔ آپکا وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے ایک مذہبی گھرانے سے تعلق ہے۔ آپ کے والد گرامی علامہ پیر قاری محمد حنیف جماعتی اپنے شیخ کی تصویر، نمونہ اسلاف اور ایک مستند عالم دین ہیں اور وزیر آباد کے مشائخ میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ حضور فخر ملت کے خلیفہ مجاز بھی ہیں۔ اپنے آبائی گاؤں لویری والا جہاں قبلہ عالم پیر سید اختر حسین شاہ جماعتی ہر سال تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ کی شفقتوں اور مہربانیوں میں پروان چڑھے ہیں حافظ صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر اپنے والد گرامی کے پاس حاصل کی اور 11 سال کی عمر میں حضور فخر ملت کے دست حق پرست پر بیعت کی آپ کی نظر کرم سے حفظ قرآن اور میٹرک کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھیرہ شریف تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا پیر محمد کرم شاہ الازہری کے دار العلوم محمدیہ غوثیہ میں داخل ہو کر فاضل عربی، ادیب عربی، ایف اے، بی اے، اور درس نظامی تک تعلیم مکمل کی۔ اور ۲۰۰۰ء میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد بی ایڈ، ایم اے اسلامیات۔ عربی۔ اردو۔ ایجوکیشن۔ ہسٹری اور ایم فل تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد اب پی۔ایچ۔ڈی اسلامک سٹڈیز کیلئے کوشاں ہیں۔

حافظ صاحب کو حضور فخر ملت سے والہانہ عقیدت و محبت ہے۔ جس کو مد نظر رکھتے ہوئے اور شفقت و

حضور قبلہ فخر ملت بورے والا میں خطاب فرماتے ہوئے

حضور قبلہ فخر ملت ساہو چک شریف میں آخری واعظ فرماتے ہوئے

حضور قبلہ فخر ملت نکودر میں خطاب فرماتے ہوئے

حضور قبلہ فخر ملت لاہور میں خطاب فرماتے ہوئے

مہربانی فرماتے ہوئے حضور فخر ملت سالانہ عرس شاہ جماعت کے موقع پر عرصہ ۲۸ سال سے ہر سال جمعہ کا خطبہ وزیرآباد جامع مسجد عیدگاہ اور جامع مسجد شاہ جماعت میں ارشاد فرماتے رہے جس میں ہزاروں لوگ آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ حافظ صاحب کو حضور فخر ملت نے دو مرتبہ دستار خلافت عطاء فرمائی۔ پہلی مرتبہ سالانہ عرس شاہ جماعت 2005 کے موقع پر جامع مسجد عیدگاہ وزیرآباد میں اور دوسری بار سالانہ عرس علی پور سیداں شریف ۱۱ مئی 2011ء کی آخری مجلس میں دستار فرمائی۔ اور سلسلہ عالیہ کی خدمت کی اجازت عطاء فرمائی۔ حافظ صاحب نے حضور امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ کی نسبت سے حضور فخر ملت کے حکم اور اجازت سے امیر ملت گرلز اسلامک سنٹر 2001ء اور دارالعلوم شاہ جماعت برائے طلبہ 2007ء اور جامع مسجد شاہ جماعت 2007ء جیسے اداروں کو قائم کیا جہاں آج 300 سے زائد طلباء اور طالبات دینی و دنیاوی تعلیم سے مستفید ہو رہے ہیں حافظ صاحب کو حضور فخر ملت کے ساتھ انتہائی درجے کی عقیدت و محبت ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود کسی کالج یا یونیورسٹی میں پڑھانے نہیں گئے اس لئے کہ حضور فخر ملت نے حکم فرمایا۔ کہ آپ نے ان مدارس میں خدمت کے فرائض سرانجام دینے ہیں جو کہ آج بھی فیضان فخر ملت کو تقسیم کرنے کیلئے آپ کی لگائی گئی ڈیوٹی کو سرانجام دے رہے ہیں، اور اپنے شیخ کی دعاؤں عنایتوں سے مالا مال ہو رہے ہیں اور اس پر مطمئن ہیں۔ کہ وہ اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں اور آج انہی مہربانیوں شفقتوں اور عنایتوں کو قائم رکھتے ہوئے حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ جماعتی بھی خدمت کا موقع فراہم کر رہے ہیں جو کہ حضور ظفر الملت کی مہربانی شفقت اور حضور فخر ملت کی نظر کرم کا منہ بولتا ثبوت ہے اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کی عقیدت کو تا قیام قیامت قائم رکھے اور انکی نسل کو بھی حضور ظفر الملت صاحبزادگان عالی وقار خدمت بجالانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

قارئین کرام! الشمس الآفاق، آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب، فضیلۃ الشیخ، کشور خوباں کے صدر نشیں، قطب الاقطاب، سلطان الاولیاء، سفیر رسول عربیؐ، جگر گوشہ امیر ملت محدث علی پوری حضور قبلہ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ القاری مفتی پیر سید افضل حسین شاہ صاحب انوار و تجلیات و فیوضات کا و برکات کا ایک بحر بے کنار تھے۔ آپ کے تصرفات ایک تیز

بہتے دریا کی مانند تھے۔ آپ نے اپنی نگاہ ولایت کے اثر سے مخلوق خدا کی ایک بڑی تعداد کو نوازا۔ حضور فخر ملت کے خلفاء آسمان نقشبندو آسمانِ امیر ملت محدث علی پوری کے وہ روشن ستارے ہیں جو فیوضات فخر ملت سے آج دنیا کے کونے کونے کو منور و تاباں کر رہے ہیں۔ آپ کے خلفائے عظام ایک روحانی کہکشاں کی طرح ہیں جو حضور فخر ملت کے نور رحمت اور علوم دینی کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان سے ہزاروں لاکھوں لوگوں کی اصلاح باطن ہو رہی ہے۔ گمراہی و جہالت کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ علم و مذہب اور روحانیت کی روشنی پھیل رہی ہے۔ یہ امر حقیقت ہے کہ حضور فخر ملت کے خلفاء کی درست تعداد اور جامع احوال تک مجھے رسائی نہ مل سکی۔ اور میں اپنے ناقص علم کے ساتھ خلفاء کا تذکرہ کماحقہ انجام نہ دے سکا۔ بے شمار ایسے خلفاء ہیں جن کے بارے میں مجھے علم نہیں۔ اور میری تحقیق کا دائرہ اس سلسلہ میں محدود رہا۔ بہر حال جن عظیم خلفاءِ فخر ملت کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ان کے میں نے درج کر دیے ہیں۔ ایک دفعہ انڈیا کے ایک دور دراز علاقے سے غالباً نیل گڑھی کا علاقہ ہے ایک بوڑھے بزرگ تشریف لائے تھے۔ اور حضور قبلہ فخر ملت نے ان کو سالانہ عرس پاک کے موقع پر خلافت کی دستار باندھی تھی۔ ان کا نام اور حالات موصول نہ ہو سکے۔ اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت انگلینڈ کا دورہ فرماتے تھے۔ آپ کا فیضِ مسلسل دنیا کے کونے کونے میں پھیلا ہوا ہے۔ مشرق و مغرب میرے عظیم شیخ طریقت کے فیوضات سے بہرہ مند ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیری کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین!

وہ خلفائے فخر ملت جن کے حالات و واقعات میرے علم میں نہ آ سکے ان کے اسم گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت مولانا احمد یار جماعتی صاحب ڈسکہ

حضرت قاری نعمت علی جماعتی صاحب لاہور

حضرت قاری عبدالرشید جماعتی صاحب گوجرانوالہ

مولوی محمد اسحاق جماعتی صاحب پنڈی پنجوڑاں سیالکوٹ

علامہ حافظ عبدالغفار جماعتی صاحب ۶ چک اقبال نگر تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

باب شانزدہم

خطبات فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

شمس الآفاق، ولی نعمت، مرشد باکمال، فضیلۃ الشیخ، سلطان اولیاء، قطب الاقطاب، واقف اسرار حقیقت، سائبان کرم، آفتاب حرم، نوید امیر ملت، شہزادہ رسول عربیؐ، عالمی مبلغ اسلام، شیخ البلاد، فخر ملت، حضرت الحاج الحافظ القاری پیر سید افضل حسین شاہ صاحب جماعتی کے خطبات دلنواز

خطبہ نمبر ا

محفل میلاد الفاسوسائیٹی لاہور ۷ ر اپریل ۲۰۰۷ء

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ خواجہ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰہِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حاجی صاحب کی اس محفل پاک کو قبول ومقبول فرمائے۔ ہر سال اس محفل کی رونق میں اضافہ فرمائیں۔ میں اپنی کوشش کے مطابق جتنے یارانِ طریقت کو کہہ سکا ان سب کو کہا۔ انہی کی برکت سے محفلِ پاک میں رونق ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انشاء اللہ اس میں ہمیشہ زیادہ سے زیادہ اضافہ فرمائیں گے۔ اور رونق بڑھتی رہے گی۔ ابتداء میں دو باتیں حضرت امیرِ ملت کی نسبت سے کرنا چاہتا ہوں، اس کے بعد چند گزارشات آپ کی نسبت سے کروں گا پھر چند گزارشات آیت کی نسبت سے۔ یہ لاہور کا ٹاؤن ہال ہے بڑا مشہور ہے۔ اس ٹاؤن ہال میں سیرت امیرِ ملت کانفرنس ہو رہی تھی۔ اس محفل پاک میں مولانا محمد بخش مسلم صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے حضرت امیر ملت کے موضوع پہ خطاب فرمایا: کہ ہمارے ملک پاکستان میں یا اس زمانے میں ملکِ ہندوستان میں میلاد کی محفلوں کا آغاز ہی حضرت امیر ملت نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ جو آج پورے پاکستان میں ہم تم محافل میلادِ مصطفی ﷺ مناتے ہیں اس کی ابتداء ہی حضرت امیرِ ملت نے کی تھی اور حضور نے ہی اس کی ابتداء کر کے مختلف شہروں میں منعقد کر کے اس میں خود تشریف لے جا کر ہمیں یہ طریقہ بتایا ورنہ اس سے پہلے تو ہم ایسے موقع پر بارہ وفات کا ختم دلایا کرتے تھے۔ تو گویا ان محفلوں کا ثواب اور اجر جو ہے مولانا محمد بخش مسلم صاحب

کی زبان کے مطابق وہ سارا حضرت امیر ملت کو پہنچتا ہے، دوسری بات میں آپکی خدمت میں حضرت امیر ملت کی نسبت سے یہ کرنا چاہتا ہوں۔ سند کے ساتھ اس لیے عرض کر رہا ہوں تاکہ کسی بات کی نسبت میری زبان کی طرف نہ ہو۔ ورنہ شک و شبہ کی گنجائش رہتی ہے۔ میں نے ایک دفعہ شیخ عبداللہ (بڑی دیر تک ہندوستان والے کشمیر کے وزیر اعلیٰ رہے ہیں) ان کی لکھی ہوئی کتاب پڑھی۔ اس کتاب میں بڑا کچھ لکھا ہوا تھا اس میں سے کافی حصہ مجھے یاد ہے لیکن فی الوقت میں آپکی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ قائد اعظم محمد علی جناح سری نگر میں حضرت امیر ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو ان کو ایک وقت کے کھانے کی دعوت پیش کی۔ فرمایا کہ ایک وقت کا کھانا آپ میرے ساتھ کھائیں۔ وہ دوسرے دن کا تھا یا تیسرے دن کا تھا۔ میرے والد صاحب نے اس کے متعلق سیرت امیر ملت میں یہ لکھا ہے کہ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ اختر ایسی دعوت کر جو قائد اعظم ساری زندگی یاد رکھیں۔ میں اس نسبت سے تو بات نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن میری زبان پر آ گئی تو میں کر دیتا ہوں میں شیخ عبداللہ کی بات آپ کو سنانا چاہتا تھا۔ والد صاحب نے لکھا ہے کہ ہم نے وہاں جو پیر بھائی تھے، امیر، سیٹھ لوگ تھے۔ ان سب نے علیحدہ علیحدہ آ کر کہا کہ نہیں حضور آپ ہمیں اجازت دیں ہم قائد اعظم کے کھانے کا انتظام کریں گے۔ تو حضرت امیر ملتؒ نے کہا چونکہ دعوت میں نے دی ہے اس لیے کھانے کا انتظام بھی میں ہی کروں گا۔ آپ اپنی خوشی سے جو کچھ پکا کر لانا چاہیں لا سکتے ہیں۔ اور لوگوں کو بھی دعوت عام ہے۔ میں نے دیکھا تو نہیں شائد آپ میں سے کسی پرانے بزرگ نے دیکھا ہو۔ نشاط باغ سری نگر میں بڑا مشہور ہے۔ اس نشاط باغ میں حضرت امیر ملت نے قائد کی دعوت کا انتظام کیا۔ والد صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنی طرف سے جو کھانے تیار کیے وہ 42 اقسام کے تھے۔ اس کے علاوہ باقی پیر بھائی جو کچھ لے کے آئے وہ ہزاروں کی تعداد تک مہمانوں کی تعداد پہنچتی تھی۔ قائد اعظم جس کھانے کو بھی ہاتھ لگاتے پوچھتے یہ کس نے تیار کیا؟ یہ کس طرح بنتا ہے؟ کہاں سے آیا ہے۔ تو ہم کہتے تھے کہ یہ تو حضرت قبلہ عالم کا خوان نعمت ہے ہمیں نہیں پتہ یہ کہاں سے آیا ہے اور کس طرح تیار ہوا ہے۔ بہر کیف میں جو بات کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھی کہ شیخ عبداللہ نے وہاں لکھا ہے کہ اس موقع پر حضرت امیر ملت نے فرمایا کہ تم اس طرح کرو کہ اعلانات، جلسوں میں شامل ہونے، اخبارات میں خبریں دینے کی بجائے اپنا ایک جھنڈا تیار

کرواور وہ مسلم لیگ کا ایک جھنڈا اختیار کرو۔ اور اس میں اعلان کرو کہ یہ مسلمانوں کا جھنڈا ہے اور جو مسلمانوں کی صف میں شامل ہونا چاہتا ہے وہ جھنڈے کے نیچے آ جائے اس وقت ہی یہ نعرہ مشہور ہوا تھا "مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ" اس وقت ہی یہ نعرہ بنا تھا اور مشہور ہوا تھا۔ قائد اعظم نے حضرت قبلہ عالم سے اس موقع پر جھنڈے کے لیے پوچھا کہ حضور میں کس رنگ کا جھنڈا بناؤں؟ تو آپ نے سبز رنگ منتخب فرمایا۔ کہ سبز رنگ اپنے جھنڈے کا منتخب فرمائیں۔ شیخ عبداللہ نے کتاب میں لکھا تھا پاکستان کے جھنڈے میں جو سبز رنگ ہے، آج بھی موجود ہے اور ہمیشہ ہی موجود رہے گا یہ حضرت امیر ملت کا عطا کردہ ہے۔ اور یہ حضرت امیر ملت کی نشانی ہے اور حضور نے یہ نشان عطا کیا ہوا ہے اور اسی کی برکت سے قائد اعظم کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا زمانہ تھا۔ صحابہ کرام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو ان کا مقصد صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت ہوتا تھا۔ شاعر نے لکھا ہے۔

جب حُسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہو گا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہو گا

وہ چہرہ ایسا نہیں تھا کہ صحابہ کرام بلا وجہ ہی اس کو دیکھتے رہتے تھے۔ نہیں بلکہ وہ چہرہ ایسا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اس کی رویت فرماتے رہتے تھے۔ قرآن یہ کہتا ہے، اگر ہم قرآن کا مطالعہ کریں تو تھوڑا سا ترجمہ آپکی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ قرآن کی ایک آیت ہے (قد نریٰ تقلب وجهك في السمآء فلنولينك قبلة ترضٰها) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق ہی یہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش ہی یہ تھی کہ ہمارا قبلہ بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ ہو جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک سے باہر، جو لوگ جاتے ہیں اللہ پاک سب کو نصیب کرے وہ مسجد قبلتین کی زیارت کر کے آتے ہیں اور وہاں انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ قبلہ رخ بدلنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ اس طرف تھا، بیت المقدس اس طرف ہے، جب بیت اللہ قبلہ شریف بنا تو بالکل ہی رخ بدل کر دوسری طرف ہو گیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق ہی یہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت یہ تھی کہ بیت اللہ قبلہ شریف بن جائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شوق کی وجہ سے وحی کے انتظار میں اپنا چہرہ انور تھوڑی دیر کے بعد آسمان کی طرف اٹھاتے کہ شائد اب وحی نازل ہو جائے شائد اب وحی نازل ہو جائے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس موقع کو ان الفاظ میں بیان فرمایا (قد نریٰ تقلب وجهك في السمآء) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب

آپ اپنا چہرہ انور آسمان کی طرف بدلتے ہیں، آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھتے ہیں تو آپ تو ایک دفعہ چہرہ انور اوپر کرتے ہیں تو ہم آپ کے چہرے کو بار بار دیکھتے ہیں۔ (قد نریٰ) تمام کتابوں میں تفسیر آپ پڑھیں، ضیاء القرآن پڑھیں دوسری تفسیریں پڑھیں، انہوں نے لکھا ہے کہ رویت جو ہے بات رویت میں تکرار کا معنی آتا ہے تکرار کا معنی یہ ہوتا ہے کہ بار بار کسی چیز کا کرنا۔ تو رب تبارک وتعالیٰ دیکھنے کے لیے کوئی بھی لفظ استعمال فرما سکتے تھے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسا لفظ فرمایا جس کے معنی میں ہی تکرار ہے۔ تو معنی یہ بنے گا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ اپنا چہرہ ایک دفعہ آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں ہم آپ کے چہرے کو بار بار دیکھتے ہیں۔ پھر آگے حکم ہے (فلنولینک قبلۃ ترضٰھا) ہم آپ کو ایسے قبلے کی طرف پھیریں گے جس میں آپ کی رضا ہے، جس میں میری، یہ نہیں کہا کہ میں راضی ہوں نہیں (ترضٰھا) جس میں آپ راضی ہوں گے۔ اس کو اعلیٰ حضرت نے بیان فرمایا ہے

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم — خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھنے میں مصروف رہتے تھے اور حضور ﷺ کا چہرہ دیکھتے رہتے تھے اور اپنے دلوں کو خوش کرتے رہتے تھے۔ اسی دوران کسی ایسی محفل کا ذکر ہے۔ صحابہ کرام جب نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں بیٹھتے تھے تو گفتگو نہیں کرتے تھے بلکہ حدیثوں میں آتا ہے کہ صحابہ کرام اس طرح بیٹھتے تھے جس طرح ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ یہ حدیث کے الفاظ ہیں اس طرح حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھتے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ ذرا سا سر ہلایا تو پرندہ اُڑ کے چلا جائے گا۔ اس طرح حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھتے تھے اور محو نظارہ رہتے تھے۔ کسی ایسی ہی محفل کا ذکر ہے تمام صحابہ کرامؓ بیٹھے ہوئے تھے ایک صحابی اُٹھ کے کھڑے ہو گئے۔ سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ قیامت کب آئے گی؟ نبی اکرم ﷺ کا ذکر کرنے سے پہلے میں آپ کی خدمت میں ایک چھوٹا سا نکتہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ قرآن پاک میں اسی طرح کا ایک سوال ہے۔ (یسئلونک ماذا ینفقون) یا رسول اللہ ﷺ آپ سے سوال کرتے ہیں کیا خرچ کریں؟ اور اللہ تعالیٰ جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ (قل ما انفقتم من خیر) جو بھی نیک کام میں تم خرچ کرنا چاہو۔ (فی الوالدین) سب سے پہلے اپنے والدین کو دیا کرو۔ (والاقربین) اور اپنے رشتے داروں کو دیا کرو، یتیموں کو دیا کرو، مسکینوں کو دیا کرو، مسافروں کو دیا کرو۔ اب سوال یہ تھا

کہ کیا خرچ کریں؟ جواب ملتا ہے کہاں خرچ کریں۔ تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ کیونکہ فضیلت، افضل و اعلیٰ وہ جگہ ہے جہاں خرچ کرنا ہے۔ اس لیے اس مال کی بجائے وہ تو خرچ کرنا ہی ہے جو فضیلت والا عمل ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا۔ آپ میری بات سمجھ گئے ہیں؟ اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اے اللہ کے رسول ﷺ قیامت کب آئے گی؟ حضور ﷺ کو باوجود اس کے کہ اسکا علم تھا کہ قیامت کب آئے گی اس کے جواب میں نبی پاک ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ قیامت فلاں وقت میں آئے گی۔ میں اس نسبت سے چھوٹے سے دو حرف پیش کر دیتا ہوں نبی پاک ﷺ کی حدیث پاک سے تاکہ آپ کو اندازہ ہو جائے کہ حضور ﷺ کو علم تھا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: جب دنیا سے نیکی اُٹھ جائے گی اس وقت قیامت آئے گی۔ جب تمام کے تمام لوگ بُرے رہ جائیں گے اس وقت قیامت قائم ہوگی۔ جب تک نیکی قائم رہے گی اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔ تو اس صحابی نے سوال کیا یارسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی؟ تو نبی اکرم ﷺ اس کے جواب میں اس کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ تجھے جلدی قیامت کے آنے کا شوق ہے بڑا مطالبہ کر رہا ہے قیامت کے جلد آنے کا، یہ بتا کہ قیامت کے لیے کیا اعمال لے کر جائے گا بارگاہ رب العزت میں؟ بات یہ ہے کہ بات جب شروع کریں تو لمبی ہو جاتی ہے قرآن میں یہ حکم ہے (قل انا الموت الذی تفرون منه ایّکم احسن عملا) اللہ تبارک وتعالیٰ نے زندگی اور موت کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ تاکہ تمہاری آزمائش کرے۔ تم میں سے اچھے عمل کون کرتا ہے۔ یعنی قیامت میں عمل لے کر جانا ہے۔ آزمائش کس سے ہوتی ہے؟ عملوں سے۔ (ان الله علیٰ کلِ شئی) ہر چیز کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن مخلوقات میں سے آزمائش اور امتحان انسان کا ہونا ہے کہ انسان نے نیک عمل اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے ہیں۔ بات یہ ہے کہ بات سے بات نکلتی ہے تو باتیں کرنے کے لیے ہوتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ ایک دن تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا جس مسلمان کے تین چھوٹے بچے بچپن میں فوت ہو جائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان بچوں کی سفارش سے ان کے والدین کو جنت میں داخلہ دے دیں گے۔ یا یہ لفظ ہیں کہ وہ بچے اس وقت تک جنت میں نہیں جائیں گے جب تک والدین کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں۔ جب نبی پاک ﷺ نے یہ فرمایا کہ جس کے تین بچے فوت ہو جائیں جس نسبت سے میں یہ حدیث سنا رہا ہوں وہ آخر میں آئے گی۔ ایک صحابی اُٹھے یارسول اللہ ﷺ جس کے دو بچے بچپن میں فوت ہو

جائیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جس کے دو بچے فوت ہو جائیں وہ بھی اپنے والدین کو جنت میں لے کر جائیں گے۔ ایک اور صحابی اٹھے یا رسول اللہ ﷺ جس کا ایک بچہ فوت ہو جائے فرمایا وہ بھی ان کو جنت میں لے کر جائیگا۔ ایک اور صحابی اٹھے یا رسول اللہ ﷺ جس کا کوئی بچہ فوت نہ ہو ، جس کا کوئی بچہ ہوا ہی نہ یا ہو تو فوت ہی نہ ہو۔ تو نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اس کا میں شفیع ہوں اس کو میں جنت میں لے کر جاؤں گا۔ اعلیٰ حضرت نے اس کو بیان کیا ہے۔

رضا پُل سے اب وجد کرتے گزریئے کہ ہے ربِّ سَلِّم صدائے محمد ﷺ

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کی شفاعت میں کروں گا۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میدان محشر لگا ہوا ہوگا آپ کن لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے؟؟ فرمایا (شفاعتی لاہل الکبائر من الامتی) میری امت کے گناہ گار لوگ ہوں گے ان کی شفاعت کروں گا۔ تو میں نے یہ بات اس نسبت سے آپ کی خدمت میں پیش کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جس کے پاس کوئی سامان نہیں ہوگا، تو اللہ کی بارگاہ میں رسول اللہ ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ اس کو اپنے ساتھ جنت میں لے کر جائیں گے۔ تو صحابی کو حضور ﷺ نے فرمایا کہ (ما اعددت لساعت) تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ وہ عرض کرتا ہے یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو کوئی ایسا سامان نہیں ہے جو میں بارگاہ رب العزت میں فخر کے ساتھ پیش کر سکوں یا جو میری نجات کا ذریعہ بن سکے۔ فرمایا وہاں کچھ نہ کچھ تو پیش کرنا ہی پڑے گا۔ کچھ نہ کچھ تو لے جانا ہی پڑے گا۔ تو وہ صحابی کہتا ہے یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو صرف آپ ﷺ کی محبت ہی ہے۔ بات یہ ہے، ہر برتن میں سے وہ نکلتا ہے جو اس میں موجود ہو۔ اگر دودھ ہو تو دودھ نکلے گا، پانی ہو تو پانی نکلے گا۔ میں ذرا آپ کی توجہ دلانے کے لیے دنیاداری کی مثال عرض کر دیتا ہوں تاکہ انہاک تھوڑا سا ختم ہو جائے۔ کہتے ہیں کسی زمانے میں ایک بادشاہ نے اپنے وزیر کو بلایا۔ اس نے کہا کہ مجھے بہت سارے دودھ کی ضرورت ہے۔ اور اس حوض کو دودھ سے بھرنا ہے۔ تو وزیر نے کہا کہ حضور یہ تو کوئی فکر کی بات نہیں، کوئی پریشانی کی بات نہیں۔ اس طرح کرتے ہیں اعلان کر دیتے ہیں کہ بادشاہ کو دودھ کی ضرورت ہے۔ کسی کے پاس تھوڑا کسی کے پاس زیادہ ہوگا۔ ہر شخص رات کے وقت ایک مٹکا دودھ کا اس حوض میں ڈال دے۔ گاؤں والے گاؤں سے لے کے آئیں شہر والے شہر سے لے کے آئیں۔ جہاں تک مناسب ہو ہر آدمی ایک مٹکے کا انتظام کرے۔ پنجابی میں گھڑا کہتے ہیں اور اس حوض میں ڈال دے۔ تو صبح کو حوض دودھ سے بھر جائے گا۔ بادشاہ نے

کہا کہ تجویز تو بڑی پیاری ہے، بڑی اچھی ہے۔ لیکن ایک شرط ہے، اس طرح کرنا ہے کہ سب سے پہلے وزیر تم نے مٹکا دودھ کا ڈالنا ہے اس نے کہا جی ٹھیک ہے۔ وہ زمانہ آپ سمجھتے ہیں کہ لائٹوں کا زمانہ نہیں تھا۔ اندھیری راتیں ہوتیں تھیں۔ وزیر نے سوچا کہ سب نے دودھ ڈالنا ہے اگر میں ایک پانی کا مٹکا ڈال دوں گا تو کیا فرق پڑے گا۔ صبح کون دیکھے گا کہ کس نے کتنا ڈالا ہے۔ پہلا مٹکا ہی اس نے ڈالنا تھا تو اس نے ایک مٹکا پانی ڈال دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ صبح کے وقت جب بادشاہ وہاں دیکھنے گیا تو وہاں سارا حوض ہی پانی سے بھرا ہوا تھا۔ یعنی ہر شخص نے پانی ڈالا تھا۔ ہر برتن میں سے وہی نکلے گا جو اس میں موجود ہوگا ہر شخص کی سوچ یہی ہوگی کہ سب نے دودھ کا مٹکا ڈالنا ہے اگر میں ایک پانی کا مٹکا ڈال دوں تو کیا ہوگا، تو نتیجہ کیا نکلا؟ کہ سارا حوض ہی پانی سے بھر گیا۔ بس اسی لیے کہتے ہیں۔

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کے سلطاں سے کچھ بھول ہوئی ہے

تو بہر کیف میں اس نسبت سے بات نہیں کر رہا میں اس نسبت سے بات کر رہا ہوں کہ ہر برتن میں سے وہی نکلتا ہے جو اس میں موجود ہو۔ اس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت ہی تھی اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے میرے پاس تو صرف آپ کی محبت ہی محبت ہے۔ احمد ندیم قاسمی نے لکھا ہے

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا — اس کی دولت ہے فقط نقش کف پا تیرا
قصر و ایوان و شہنشاہ سے گزرتا ہے ندیم — درِ محمدؐ کا جو آئے تو صدا دیتا ہے

اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو صرف آپ کی محبت ہی محبت ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اور بات یہ ہے کہ ہر صحابی کے پاس اگر کچھ آخرت میں لے جانے کے لیے کچھ تھا وہ صرف رسول اللہ ﷺ کی محبت تھی۔ ہر صحابی کی پونجی یہ تھی۔ میں نے علی پور شریف پچھلے دنوں ایک حدیث بیان کی تھی جو حدیث کی کتابوں میں موجود ہے بڑی برکت والی بات میں آپ کی خدمت میں بھی پیش کر دیتا ہوں۔ حضرت بلال حبشیؓ جن کا ذکر پاک اکثر ہوتا رہتا ہے اور آپ سنتے بھی رہتے ہیں۔ وہ بیمار تھے نزع کا وقت آ گیا ان کا جانا یقینی ہو گیا ان کے گھر والے ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کی حالت کو دیکھ کر بے بس ہو رہے تھے۔ کسی کی آنکھوں میں آنسو تھے، کوئی زبان سے کچھ کہہ رہا تھا، کوئی انتظار میں تھا۔ بہر کیف غم کی حالت میں بیٹھے تھے۔ اچانک

ان کی بیوی اس کے منہ سے بڑے سخت الفاظ نکلے اس نے اونچی آواز سے (واحزنا، واحزنا) دو تین دفعہ کہا۔ آج کسی نے دیکھنے ہیں تو ہمارے غم دیکھے۔ ہم پر آج غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ جب اس نے اونچی آواز سے کہا تو اس کی آواز حضرت بلال کے کانوں میں پہنچی۔ جب اس کی آواز آپ کے کانوں میں پہنچی تو آپ نے آنکھیں کھول دیں۔ اور اس کو سنانے کے لیے بلند آواز سے کہا (واطربا، واطربا) جس نے خوشی دیکھنی ہے ہماری خوشی دیکھے۔ ہر برتن سے وہ نکلتا ہے جو اس میں موجود ہو۔ حضرت بلال حبشی نے کہا آج خوشی دیکھنی ہے کسی نے تو آؤ ہماری خوشی دیکھو۔ کیوں؟ میں تو رسول اللہ ﷺ کی ملاقات کے لیے جا رہا ہوں۔ میری تو زندگی کا مقصد آج حاصل ہو رہا ہے۔ میری تو جدائی کی گھڑیاں ختم ہو رہی ہیں۔ مجھے تو خوشی ہو رہی ہے۔ میں رسول اکرم ﷺ سے ملاقات کروں گا۔ اور حضور ﷺ کے صحابہ سے ملاقات کروں گا جو مجھ سے پہلے جا چکے ہیں ان کی زیارت کروں گا اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاؤں گا۔ اس لیے میری خوشی کو دیکھنا ہے کسی نے آج دیکھے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو صرف آپ ﷺ کی محبت ہی ہے۔ اور اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ یہ بات کیوں سنا رہا ہوں؟ اس لیے کہ تمام علم اصول کا، علم تفسیر کا یہ اصول، علم معنی کا یہ اصول ہے (العبارۃ لعموم لالخصوص السبب) اعتبار ہمیشہ لفظ کے عام ہونے کا ہوتا ہے سبب کے خاص ہونے کا نہیں ہوتا۔ میں اس کی مثال آپ کو قرآن سے پیش کر دیتا ہوں۔ قرآن میں دو طرح کے خطابات ہیں، ایک ہے (یا ایھا الناس) ایک ہے (یا ایھا الذین امنو) ایک اور خطاب ہے (یا ایھا النبی، یا ایھا المزمل، یا ایھا المدثر) تو یہ بڑا پیارا نقطہ ہے، بڑا عجیب نقطہ ہے جو علماء کرام نے بیان فرمایا ہے۔ جب کوئی چیز بیان کر دی جائے، تحریر میں آ جائے تو آسان ہو جاتی ہے۔ جب تک تحریر میں نہ آئے وہ مشکل ہوتی ہو۔ تو میں اس نسبت سے، بعد میں عرض کروں گا، قرآن سے پہلے کروں گا۔ قرآن میں بعض جگہ یہ ہے (یا ایھا الناس) مفسرین کرام لکھتے ہیں جہاں (یا ایھا الناس) ہے وہاں مکے والوں سے خطاب ہے۔ جہاں (یا ایھا الذین امنو) یہ مدنی آیتوں میں عام طور پر ہے اس سے مراد ہے صرف (لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ) پڑھنے والے۔ اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ مکے والوں کو عبادت کا خطاب ہو رہا ہے تو صرف عبادت مکے والوں پر فرض ہے۔ دوسرے لوگوں پر فرض نہیں۔ یا مکے والوں کو اللہ سے ڈرنے کا ذکر ہو رہا ہے تو صرف مکے والوں نے ہی اللہ سے ڈرنا ہے۔ دوسرے لوگوں نے نہیں ڈرنا۔ بلکہ علماء کرام

فرماتے ہیں کہ اعتبار ہمیشہ لفظ کے عام ہونے کا ہوتا ہے سبب کے خاص ہونے کا نہیں ہوتا۔ تو لفظ چونکہ عام ہے اس لیے جو بھی انسان ہو چاہے وہ مکے میں رہتا ہو چاہے وہ مدینے میں رہتا ہو، چاہے وہ عرب میں رہتا، چاہے وہ عجم میں رہتا ہو۔ ان سب کو خطاب ہے اے لوگو! جہاں بھی رہتے ہو اپنے رب کی عبادت کرو۔ تو جب یہ اصول ہے (العبرۃ لعموم لفظ لالخصوص السبب) کا اعتبار ہمیشہ لفظ کے عام ہونے کا ہوتا ہے، سبب کے خاص ہونے کا نہیں۔ تو اس صحابی نے جب عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تو آپ کی محبت ہی ہے، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں جو فرمایا وہ ہم سب کے لیے ہے۔ صحابہ کرامؓ کے لیے بھی اور ہمارے سب کے لیے بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تو سن لے تیرے پاس اگر قیامت میں بارگاہِ رب العزت میں پیش کرنے کے لیے صرف میری محبت ہے تو پھر سن لے (المرءُ ما احب) قیامت والے دن آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ دنیا میں محبت کرے گا۔ تو میرا مطلب عرض کرنے کا یہ ہے کہ آپ سب لوگ اپنے گھر کا آرام چھوڑ کر آئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سننے کے لیے، اپنی محبت کا اظہار کرنے کے لیے اس لیے جو کہ ہمارے سب کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت موجزن ہے۔ آپ کسی آرام کے لیے، کسی کھانے کے لیے، کسی اور ضرورت کے لیے نہیں آئے۔ صرف ذکر مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سننے کے لیے آئے ہیں۔ اس لیے کہ ہمارے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اسی طرح ہے جس طرح صحابہ کرامؓ کے دلوں میں تھی۔ صحابیت کا درجہ الگ ہے، محبت کا درجہ الگ ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سب کے لیے فرمایا ہے (المرءُ ما احب) مرد ہمیشہ اس کے ساتھ قیامت کے دن رہے گا جس کے ساتھ دنیا میں اس کی محبت ہوگی۔ علی پور شریف یہ ذکر ہوا تھا اور مجھے یاد آ گیا ہے آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ بڑی پیاری حدیث ہے، بڑی برکت والی حدیث ہے کہ نیک آدمی جنتی آدمی، مومن (لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ) پڑھنے والا جب جنت میں جائے گا تو آس پاس نگاہ دوڑائے گا جو مکان اس کو ملے گا اسکو غور سے دیکھے گا فرشتوں سے سوال کرے گا کہ میں اس مکان میں اکیلا ہوں میرے والدین کہاں ہیں؟ سوال کرے گا میری بیوی کہاں ہے؟ سوال کرے گا میری اولاد کہاں ہے؟ سوال کرے گا میرے دوست احباب کہاں ہیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرشتے اس کو جواب دیں گے کہ تیرے عمل ان سے افضل و اعلیٰ ہیں ان کے عمل تیرے جیسے نہیں ہیں، ان کے عمل تیرے جیسے اچھے نہیں ہیں اس لیے وہ تیرا مقام نہیں پا سکے۔ وہ جہاں ان کی جگہ مقرر ہے، اپنے

درجے کے مطابق وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ وہاں موجود ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ آدمی جواب دے گا کہ میں نے جو عمل کیے ہیں خالی اپنے لیے نہیں کیے ان کے لیے بھی کیے ہیں۔ مجھے یہ جنت میں رہنا گوارا نہیں، میں اس جنت میں نہیں ٹھہروں گا جہاں میرے دوست احباب نہ ہوں۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو ارشاد ہوگا کہ ان کے درجے بلند کر کے اس کے پاس لے آؤ تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوسکیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کے درجات کو بلند کردیا جائے گا۔ اور امام فخر الدین الرازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ ایک اکٹھا کرنے کی یہ صورت بھی ہوسکتی تھی کہ اوپر والوں کو نیچے لے آیا جاتا۔ بلکہ فرمایا ان کے اپنے عمل جو ہوں گے ان کو ہم کم نہیں کریں گے، اس کا درجہ نیچے نہیں کریں گے بلکہ نیچے والوں کو اوپر لے کے جائیں گے۔ (بفضل من اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نیچے والوں کو اوپر لے کر جائیں گے۔ تو میرا مطلب یہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کی محبت ہمارے دلوں میں موجزن ہے تو رسول اللہ ﷺ کی زیارت جنت میں اسی طرح ہوتی رہے گی جس طرح صحابہ کرام کو ہوگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اس نعمت سے مالا مال فرمائے، آمین۔

اب میں چند گذارشات اس آیت پاک کی نسبت سے عرض کردیتا ہوں میں نے آیت پڑھی (مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ) محمد اللہ کے رسول ہیں۔ آج میں نے صرف یہ بیان کرنا ہے کہ کیسے رسول ہیں۔ اللہ کے رسول تو ہیں لیکن کیسے رسول ہیں؟ سب سے پہلے مجھے اس وقت شیخ بوصیری کا شعر یاد آرہا ہے۔ ابھی قاری صاحب قصیدہ بردہ شریف کے کچھ شعر پڑھ رہے تھے۔ وہ کہتے ہیں فاق النبیین فی خلق وفی خلق وہ ایسے رسول تھے جو پیدائش میں بھی نبیوں سے فوقیت حاصل کر گئے، نبیوں سے افضل ہیں، نبیوں سے اعلیٰ ہیں، نبیوں سے اول ہیں، وفی خلق اور اخلاق میں بھی نبیوں سے افضل واعلیٰ ہیں۔ قرآن نے بیان فرمایا ہے (انک لعلیٰ خلق عظیم) محبوب آپ ایسے مقام پر فائز ہیں کہ آپ کا خلق خلق عظیم ہے۔ یعنی عظیم کا لفظ کیوں بیان فرمایا؟ کہ عظمت کی انتہا نہیں آپ کے خلق کی بلندی کی بھی انتہا نہیں۔ عظیم کی عظمت کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ عظیم کی عظمت کی کوئی انتہا نہیں۔ صفت مشبہ ایک ہوتا اسم فاعل ایک ہوتا ہے اسم مشبہ۔ کتابوں والے لکھتے ہیں دونوں میں فرق یہ ہے کہ اسم فاعل میں جو صفت پائی جاتی ہے وہ کبھی اس کی ذات سے جدا ہوجاتی ہے، ختم ہوجاتی ہے۔ جیسے مثال کے طور پر سامعٌ۔ سامعٌ کا معنی ہے سننے والا۔ تو آدمی ہر وقت تو نہیں سنتا رہتا۔ ضاربٌ کا معنی ہے مارنے والا۔ تو آدمی ہر وقت مارتا نہیں۔ مطلب اسی

طرح کوئی کام بھی آدمی کرتا ہو مزارع کاشت کاری کرتا ہو تو ہر وقت تو کاشت کاری نہیں کرتا۔ تو صفت ہمیشہ جو ہے فاعلیت والی اس انسان کی ذات سے جس کی طرف اس کی نسبت کی گئی ہے۔ وہ ہمیشہ قائم و دائم رہتی ہے اس سے جدا نہیں رہتی۔ جیسے شریف۔ شریف شرافت والی صفت جس کی ذات میں پائی جائے گی وہ ہمیشہ ہی شریف رہے گا۔ وہ صفت اس سے کبھی جدا نہیں ہو گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جب صفت کی نسبت کی تو صفت مشبہ کے ساتھ کی کہ وہ خلق ایسی عظمت والا ہے، کہ عظمت کی انتہا ہے نہ خلق کی بلندیوں کی انتہا ہے۔ تو شیخ بوصیری فرماتے ہیں

فاق النبین فی خلق وفی خلق یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ خلق میں بھی نبیوں سے افضل ہیں خلق میں بھی نبیوں سے افضل ہیں۔

ولم یضاں فی علم ولا کرم۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ علم میں بھی آپ کے علم کے قریب بھی نہیں جاسکے اور کرم میں بھی سخاوت میں بھی آپ کی سخاوت کے قریب نہیں جا سکے۔ چہ جائیکہ تمام صفات سخاوت آپ کی ذات والی، وہ تو آپ کی صفت کرم والی کے قریب بھی نہیں جا سکے۔ جو صفت ہے اعلیٰ حضرت نے اس کو بیان فرمایا ہے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شاہ بطحا تیرا ۔۔۔ کہ نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

اور یہ حدیث شریف بھی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر کبھی لفظ لا نہیں آیا سوائے (لا الہ الا اللہ) کے لفظ لا آیا ہی نہیں۔ اگر کبھی آتا تھا تو (لا الہ الا اللہ) میں آتا تھا اسکے علاوہ لا لفظ کبھی آیا ہی نہیں۔ تو اسی لیے شیخ بصیری کہتے ہیں۔ کرم میں بھی کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہیں جا سکا۔ حدیث شریف میں آتا ہے (کان اجود الناس) تمام کائنات کے انسانوں میں صفت جود پائی جاتی تھی وہ تمہارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں پائی جاتی تھی۔ ایک بڑا پیارا نقطہ ہے جو سخاوت کی نسبت سے مجھے یاد آ گیا ہے۔ علماء کرام نے بیان فرمایا ہے کہ حاتم طائی کی سخاوت بڑی مشہور ہے۔ کہتے ہیں اس کے گھر کے آٹھ دروازے تھے۔ حاتم طائی کے گھر کے یا مکان کے جہاں بیٹھ کر وہ سخاوت کیا کرتا تھا اس کے آٹھ دروازے تھے۔ اس میں صفت یہ تھی کہ اگر ایک آدمی ایک وقت میں بار بار آٹھ دروازوں سے آتا تھا وہ کسی دروازے سے اس کو نہ نہیں کرتا تھا۔ یہ نہیں کہتا تھا کہ ابھی تو تم اس دروازے سے لیکر آئے ہو اب پھر لینے کے لیے آ گئے ہو۔ دوسرے دروازے سے جاتا تھا، تیسرے سے جاتا تھا، چوتھے سے جاتا تھا، آٹھ دروازوں سے وہ بار بار

آتا تھا تو وہ انکار کرتا ہی نہیں تھا۔ ہر وقت اتنا ہی دیتا تھا جتنا پہلے دروازے سے دیتا تھا۔ یہاں علماء کرام نے بیان فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت میں اور حاتم طائی کی سخاوت میں کیا فرق ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر جو جاتا تھا تو اس کو کسی اور دروازے پر جانے کی ضرورت ہی نہیں رہتی تھی۔

خطبہ نمبر ۲

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ بمقام جہلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ قال ذلک ما کنا نبغ، فارتدا علی آثارھما قصصا ﴿۶۴﴾ فوجدا عبدا من عبادنا آتینہ رحمۃ من عندنا وعلمنہ من لدنا علما ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ میری اور تمام حضرات کی اس محفل پاک میں حاضری قبول ومنظور فرمائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس محفل پاک کے اندر ہمیشہ ہمیشہ اضافہ فرمائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس عرس پاک کی محفلوں کو قائم ودائم رکھیں۔ مسجد کی تکمیل کو اللہ تبارک وتعالیٰ خزانہ غیب سے پورا فرمائیں۔ مسجد کو ہمیشہ آباد رکھیں۔ لوگوں کو یہاں سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ حاجی میر صاحب، حاجی صادق صاحب کو صحت وسلامتی کے ساتھ جن حضرات نے عرس کے قیام میں حصہ لیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ سب کو صحت وسلامتی اور عافیت کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائیں۔ اور عرس پاک کی محفل کو منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ میں نے جو آیت پاک پڑھی ہے اس نسبت کے ساتھ چند گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مگر ابتدائی طور پر ایک الگ مسئلہ ایک الگ بات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ شائد میری گفتگو لمبی ہو جائے، قرآن پاک اللہ کا کلام ہے۔ سورۃ بقرہ جب شروع کریں سب سے پہلے یہ الفاظ ہیں (ذالک الکتاب لاریب فیہ) کہ یہ جو کتاب ہے اس کے اندر کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ کا کلام ہونے میں اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ تو وہ کلام جس میں شک کی گنجائش نہیں، شک موجود نہیں علماء کرام نے اس کی آیات کو اس کے رکوع کو، اس کے

الفاظ کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصہ احکام کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ بعد میں عرض کرتا ہوں اجتماعی طور پر عرض کر دیتا ہوں۔ تھوڑی سی گزارش بعد میں کرتا ہوں۔ ایک حصہ احکامات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، دوسرا حصہ متشابہات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، تیسرا حصہ ناسخ و منسوخ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، چوتھا حصہ حکایات اور واقعات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اب دوبارہ پیچھے کو آتا ہوں کہ کہ قرآن ایسا کلام ہے، ایسی کتاب ہے جس کے اندر کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں۔ سمجھنے والی بات یہ ہے کہ اللہ کا کلام، اللہ کی کتاب ہمیشہ رسولوں کے اوپر نازل ہوتی تھیں۔ نبی کے اوپر صرف وحی نازل ہوتی تھی۔ لیکن رسول کے احکام کی تبلیغ کرتے تھے۔ رسول جو تھے ان کے اوپر کتابیں، مختلف صحیفے چھوٹے بڑے نازل ہوتے تھے۔ مشہور کتابیں جو ہیں وہ چار ہیں جو اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعے کتابیں نازل ہوئیں۔ توریت، زبور، انجیل اور قرآن پاک۔ نبی جو ہوتا ہے، وہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے یا اظہار نبوت کرتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام آپ کی طرف لے کر آیا ہوں۔ اللہ کے حکم کو آپ تک پہنچانے آیا ہوں۔ حکم یہ ہے کہ آپ تک اللہ کا حکم پہنچا دوں اور آپ کو حکم یہ ہے کہ اللہ کے احکام کو پورا کرو۔ تو نبوت جو ہے وہ دعویٰ ہے، نبی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، رسول رسالت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن کوئی دعویٰ بغیر دلیل کے قابل قبول نہیں ہوتا۔ لہٰذا نبوت یا رسالت یہ بھی ایک دعویٰ ہے اس کے لیے بھی دلیل کی ضرورت ہے۔ نبیوں نے ہمیشہ معجزے کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ یعنی ایسی ایسی چیزیں جو ظاہری طور پر نہ ہوسکیں اس کو کر کے دکھاتے ہیں۔ اور وہ وقوع پذیر ہوگئی، اسی طرح ہوگیا۔ تو جب اسی طرح ہوگیا تو معجزہ ثابت ہوگیا۔ تو معجزہ جو ہے دلیل ہوتا ہے۔ جب دلیل ثابت ہوگئی تو اس کی بات ثابت ہوگئی۔ میں اصل بات عرض کرنے سے پہلے ایک چھوٹی سی بڑی پیاری مثال آپ کو دیتا ہوں۔ کہ نبی اکرم ﷺ جب معراج سے تشریف لائے، حضور نے تمام حالات تمام واقعات آ کے بیان کیے تو کفار مکہ تک بھی پہنچے، اس لمبی کہانی کا ایک حصہ یہ ہے کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے آ کر یہ دریافت کیا کہ ہمارا تجارت کا مال لے کر قافلہ ملک شام سے آ رہا ہے۔ آپ نے اسے کہیں راستے میں دیکھا ہے؟ آپ جو فرماتے ہیں، وہاں اس سواری پر بیت المقدس گئے ہیں۔ اگر آپ وہاں کے راستے سے گزرے ہیں تو آپ نے اس قافلے کو دیکھا کہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں دیکھا ہے آپ نے جگہ بتائی۔ انہوں نے کہا کوئی نشانی کوئی علامت؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ فلاں بندہ جو ہے اس قافلے کے اندر اس کی اونٹنی یا اونٹ گم

ہو گیا تھا۔ وہ اس کی تلاش میں پریشان تھا۔ میں جب وہاں سے گزرا تو میں نے ایک جگہ اس کے اونٹ کو چرتے یا کھڑے دیکھا تھا۔ وہ آدمی جب مجھے نظر آیا تو میں نے اسے بتایا کہ پریشان نہ ہو تیرا اونٹ فلاں جگہ پر ہے وہاں سے لے آؤ۔ وہ پھر اس جگہ جا کے اس جگہ سے اپنا اونٹ لے آیا۔ انہوں نے بجائے اس کے کہ مطمئن ہوتے کہ ٹھیک ہے کہ جب قافلہ آئے گا تو پوچھ لیں گے کہ کیا واقعی آپ نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی تھی اور آپ ﷺ کی آواز پر، یہ جو باتیں میں بیان کر رہا ہوں یہ اگلی باتوں سے تعلق رکھتی ہیں اور تم نے واقعی اس آواز پر جا کے اپنا اونٹ تلاش کیا تھا۔ یعنی اس پر مطمئن ہونے کی بجائے انہوں نے اگلا ایک اور سوال کر دیا۔ کہ آپ نے قافلہ دیکھا ہے تو بتائیں کہ قافلہ پہنچے گا کب؟ مکہ پاک کے اندر قافلہ کب پہنچے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا دو دن کا وقفہ بیان کر کے فرمایا پرسوں شام تک پہنچ جائے گا۔ پرسوں سورج غروب ہونے سے پہلے تک قافلہ پہنچ جائے گا۔ جبکہ ان (کفار مکہ) کی اطلاع کے مطابق قافلہ پانچ دن بعد پہنچنا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا پرسوں شام سے پہلے، سورج غروب ہونے سے پہلے قافلہ پہنچ جائے گا۔ ان کی اطلاعات جو تھی، گھوڑوں پر وہ آتے کیونکہ وہ تیز آتے ہیں اور انہوں نے آ کر کہا کہ قافلہ فلاں جگہ پر تھا۔ اور اس حساب سے کیونکہ اونٹوں پر آ رہے تھے۔ جتنا سفر روزانہ کرتے تھے، میں بات کو لمبا نہیں کرنا چاہتا، اسی طرف رہتا ہوں۔ اس حساب سے قافلہ پانچ دن بعد آنا تھا۔ ان کو اطلاع یہ تھی کہ پانچ دن بعد آنا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پرسوں شام کو آ جائے گا۔ کفار مکہ نے اکٹھے ہو کر مشورہ کیا کہ اب ہمارے پاس پکا ثبوت آ جائے گا جس کے ساتھ ہم ان کی تکذیب کر سکیں گے، یہ کہہ سکیں گے کہ انہوں نے غلط بیانی کی ہے۔ کیونکہ قافلہ تو پانچ دن بعد کے فاصلے پر تھا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ پرسوں شام کو آ جائے گا۔ پرسوں کس طرح آئے گا وہ تو اتنی دور ہے، اونٹوں کی رفتار اتنی تیز ہو سکتی ہے نہ انسان کی چال اتنی تیز ہو سکتی ہے۔ اس حساب سے جب ہمیں اطلاع ہے تو قافلہ نہیں پہنچے گا۔ پھر بات غلط ہو جائے گی۔ جب وہ دن آ گیا۔ دن جب زوال کی طرف ڈھل گیا، جوں جوں دن غروب ہونے کے قریب گیا، آخر میں انہوں نے مشورہ کر کے کچھ آدمی مغرب کی طرف، اللہ آپ کو موقع دے، اب موجودہ زمانے میں وہ نقشہ نہیں رہا، بہت سے پہاڑ جو ہیں انہوں نے بلڈوزر کر کے گرا کے ان کے پتھر، مٹی باہر پھینک کے نیچے کر دیے ہیں اور ان کی جگہ پر رستے بنا دیے ہیں۔ بہر کیف کچھ لوگ جو تھے اس زمانے میں اتنی اونچائی تھی پہاڑ کی جس طرف سورج غروب ہونا تھا کچھ لوگ ادھر جا کے کھڑے

ہو گئے اور کچھ لوگ جدھر سے قافلے نے آنا تھا اس طرف جا کے کھڑے ہو گئے۔ انتظار میں کھڑے ہوئے کہ قافلہ نہ آئے سورج غروب ہو جائے اور ہم وہاں سے آواز دیں کہ سورج غروب ہو گیا ہے، قافلہ نہیں آیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورج کو حکم دیا، وقت کی رفتار کو بند کر دیا، سورج کی حرکت کو بند دیا۔ فرمایا جب تک قافلہ مکہ پاک میں نہ پہنچ جائے اے سورج تو نے غروب ہونا ہی نہیں۔ میں چونکہ اس نسبت سے بات کر رہا ہوں، موضوع نہیں۔ میں تو اس نسبت سے بات کر رہا ہوں کہ معجزہ دلیل ہوتا ہے۔ مگر اس کے باوجود بہت ساری باتیں ہیں ان کو اعلیٰ حضرت نے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں بیان کر دیتا ہوں۔ سورج الٹے پاؤں پلٹے یعنی یہاں تو سورج غروب ہونا تھا، وہاں غروب ہوئے سورج کو واپس لے آئے۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے، چاند اشارے سے ہو چاق
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ کی

اشارے سے چاند چیر دیا، چھپے ہوئے خُر کو عصر کیا، گئے ہوئے، چھپے ہوئے، خر کو عصر کیا، گئے ہوئے دن کو عصر کیا، یہ تاب وتواں تمہارے لیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورج کو حکم دیا کہ تو نے غروب ہونا ہی نہیں۔ چنانچہ وہ وہاں انتظار میں کھڑے۔ آخر کیا ہوا سورج کی چند کرنیں باقی رہ گئیں تو وہ قافلہ جس طرف سے آنا تھا انہوں نے اعلان کر دیا۔ (جاء الزیر) قافلہ مکے میں داخل ہو گیا۔ ادھر مغرب والوں نے اعلان کر دیا (غربہ الشمس) سورج غروب گیا ہے۔ یعنی پہلے قافلہ مکے میں داخل ہوا پھر اس کے بعد سورج غروب ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ثابت ہو گیا۔ میں ایک مثال آپ کو سنانے کے لیے پیاری بات بتائی۔ دوسری عرض میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن خود ایک معجزہ ہے۔ قرآن خود نبی اکرم ﷺ نے قرآن کی آیات کو، قرآن کے الفاظ، قرآن کے رکوع، قرآن کے سیپارے، یہ سب خود ایک معجزہ ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی نبوت کو ثابت کرتے ہیں، بیان کرتے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا قرآن کے الفاظ۔ آیت موضوع ہے (ان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فأتو بسورۃ ممثلہ) فرمایا جو کچھ کلام ہم نے، جو کلام اپنے بندے پر ہم نے نازل کیا ہے اگر تم اس بارے میں شک میں مبتلا ہو تو اس جیسی کوئی سورۃ لا کے دکھاؤ۔ واقعہ اس طرح ہوا کہ نبی اکرم ﷺ پر اللہ تبارک تعالیٰ نے سورۃ کوثر نازل کی سورۃ کوثر قرآن کی سب سے چھوٹی سورۃ ہے۔ لیکن اس کے معنی تفسیر اس کی تفسیر سب سے زیادہ ہے کبھی موقع ہوا میں اس نسبت سے آیت پڑھ کے عرض کروں گا تو بہت لمبی گفتگو ہے۔ اس بارے

میں، بہت عظیم معنی ہیں اس کے۔ تو سورۃ کوثر سب سے چھوٹی سورۃ ہے۔ اس کی نسبت سے دو واقعات اس وقت پیش آئے ایک تو یہ ہوا کہ عرب کے سات آدمی تھے جو اس علاقے کے بڑے اپنے آپ کو سب سے بڑے عالم کہلانے کا دعویٰ کرتے تھے کہ ہم سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ اور ہمارے مقابلے کا علم کسی کے پاس نہیں ہے۔ انہوں نے سات قصیدے لکھے۔ قصیدوں پر بات چلی ہے اس نسبت سے بھی تھوڑی سی گفتگو کرلوں گا۔ انہوں نے سات قصیدے لکھے چونکہ ان قصیدوں کا اسلام کے ساتھ، دین کے ساتھ تعلق نہیں تھا اس لیے میں ان کے الفاظ یا شعر کو معنی نہیں بیان کرتا۔ لیکن انہوں نے اس میں اپنے علم کا اظہار کیا اور ان سات قصیدوں کو کعبے شریف کے اوپر باہر کی طرف لٹکا دیا۔ اس دعوے کے ساتھ کہ اگر ہمارے علم سے زیادہ کسی کے پاس علم ہے تو اسطرح کے قصیدے لکھ کے لائے اور لٹکائے۔ ہم اس کے علم کا اقرار کریں گے۔ جب یہ سورۃ نازل ہوئی تین آیتیں ہیں (انا اعطینک الکوثر ○ فصل لربک وانحر ○ ان شانئک ھو الابتر ○) اس کا ترجمہ یہ ہے یا رسول اللہ ﷺ ہم نے کوثر جو ہے اس کے دو معنی ہیں۔ دس معنی مفسرین نے لفظ کوثر کے دس معنی بیان کیے ہیں۔ جن میں سے ایک معنی تو وہ حوضِ کوثر تھا۔ اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل　　ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ

رسول اللہ ﷺ دریائے رحمت ہیں اور یہ کوثر اور سلسبیل تو اس کے دو قطرے ہیں۔ اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں

آبِ زم زم بھی پیا خوب بجھائی پیاسیں　　آؤ اب جودِ شہِ کوثر کا دریا دیکھو

(انا اعطینک الکوثر) ہم نے آپ کو حوضِ کوثر عطا کیا یا اس کا معنی ہے کہ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کر دیا ہے۔ (فصل لربک) آپ اپنے رب کی رضا کے لیے نماز پڑھا کریں (وانحر) اور قربانیاں دیا کریں، جانور ذبح کیا کریں۔ (ان شانئک ھو الابتر) آپکا دشمن جو ہے وہ مختون نسل ہے۔ میں اب اس کی تفسیر کرنے کے لیے نہیں میں اس کا معنی بیان کرنے کے لیے عرض کی ہے کہ تین آیتیں نازل ہوئیں نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا، قصیدوں کی بات ہے۔ میں اب قصیدوں کی اس سے اعلیٰ بات بھی کرتا ہوں کہ حضور ﷺ نے حکم دیا جاؤ اس کو کعبے پر لٹکا دو۔ لکھ کے ان قصیدوں کے مقابلے میں لٹکا دو۔ اتفاق سے وہ سات کے سات شاعر جو تھے زندہ تھے۔ جب یہ سورۃ صحابہ کرامؓ نے جا کر ان کے مقابلے میں لکھ کے لٹکا دی۔ ان شاعروں نے جب یہ

کلام پڑھا تو وہ اپنے سات کے سات قصیدے اتار کر لے گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا سارا کلام ان تین آیتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اتنی فصیح و بلیغ، اتنی اعلیٰ وہ جب نا امید ہوئے، انہوں نے ایک، اس زمانے کا اپنے علاقے کے اندر سب سے بڑا عالم تھا۔ ان شاعروں سے بھی بڑا عالم تھا۔ اس کا نام ثعبان وائل تھا۔ انہوں نے سورۃ لکھ کے اس کے پاس لے گئے۔ وہ کہنے لگے جناب ہمیں اس کے مقابلے میں ایک کلام لکھ کے دو اس سے اعلیٰ کلام لکھ کے دو۔ جب اس نے کلام پڑھا، اس نے کہا بات یہ ہے کہ اتنا کلام ہے تو اس کے مقابلے کا اتنی جلدی نہیں لکھ سکتا۔ تم اسے چھوڑ جاؤ۔ میں آپ کو سمجھانے کے لیے مثال دیتا ہوں کہ ہمارے پاس اکثر لوگ فتویٰ لینے کے لیے آتے ہیں تو ہم اسے کہتے ہیں کہ بھئی اپنا سوال چھوڑ جاؤ ہم فقہ کی کتابیں نکال کے دیکھیں گے اس میں جو کچھ لکھا ہوگا اس کے مطابق تمہارا جواب لکھ دیں گے۔ دو دن، تین دن بعد آ کے لے جانا۔ اس نے کہا کہ یہ چھوڑ جاؤ میرے پاس سوال یا سورۃ کی تین آیتیں تو میں سوچ کے اس سے اعلیٰ کلام لکھوں گا تو پھر تم وہ لے جانا۔ وہ بڑے خوش ہو کے آ گئے۔ میں اب بات کو مختصر کروں، لمبا نہ کروں۔ مہینہ گزرا تو وہ پھر چلے گئے کہ جناب ہمارا کلام۔ انہوں نے کہا یار کوشش میں نے بڑی کی ہے پر فرصت نہیں ملی۔ مختلف بہانے، بات کو مختصر کرنا چاہتا ہوں کہ سال گزر گیا۔ ان کو چکر لگاتے سال گزر گیا مگر وہ نہ لکھ سکا۔۔۔۔۔۔ اعظم نے لکھا

کوئی تیں جیہا نظری آوے تے ویکھاں کوئی دوسرا دل توں بھاوے تے ویکھاں
خدا نے عطا کیتا جو حُسن تینوں میں نہ رجا کدی بھاویں لکھ واری ویکھاں

وہ لکھ سکتا ہوتا تو لکھتا۔ سال کے اندر مکے کے سرداروں نے کفار مکہ نے ایک فیصلہ کیا کہ آخری دفعہ اس کے پاس وفد بھیجو، بندہ بھیجو اسے کہو بھئی تم نے لکھ کر دینا ہے تو ٹھیک ہے نہیں تو ہمارا کاغذ اور سورۃ ہی واپس کر دو تا کہ ہم خاموش ہو جائیں، چپ کر جائیں۔ جب وفد گیا انہوں نے کہا اگر نہیں لکھ کے دے سکتے تو ہمارا کاغذ ہی واپس کر دو ہم چپ کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ ہم وہاں روز ہی اعلان کرتے ہیں کہ ہم لانے لگے ہیں، ہم لانے لگے ہیں۔ اس نے کہا نہیں فکر نہ کرو میں نے لکھ دیتا ہوں۔ اور لفافے میں یا کاغذ میں کسی چیز میں بند کر کے دے دیتا ہوں۔ یہ کاغذ دے دیتا ہوں۔ بہر کیف میں تمہیں بند کر کے دیتا ہوں۔ تم اسے وہاں جا کے کھول کے پڑھ لیں، سب کو پڑھا دیں۔ وہ بڑے خوش ہوئے، خوش ہو کے لے گئے۔ لا کر سب اکٹھے ہو کر انہوں نے کہا پہلے خود پڑھتے ہیں پھر کسی کو پڑھائیں گے۔ کہ اس نے کیا لکھ کے دیا ہے۔ وہ

جب کھولا اور پڑھا تو ساری سورۃ لکھ کے اس کے آخر میں جو جگہ بچی تھی اس جگہ پر لکھ دیا کہ یہ کسی بشر کا کلام ہی نہیں ہے۔ اگر بشر کا کلام ہو تو میں کوئی بات لکھ کر دوں۔ (ماخذ اکلام البشر) یہ بشر کا کلام ہی نہیں، یہ انسان کا کلام ہی نہیں۔ تو مطلب یہ ہوا کہ خود قرآن پاک ایسا معجزہ ہے کہ اس کے ساتھ کا کوئی اور معجزہ ہے ہی نہیں۔ میں نے جو بات شروع کی تھی پہلے اس کی طرف آتا ہوں میں نے عرض کی تھی کہ قصیدوں کی بات ہے، اور اس نسبت کے ساتھ ایک دو چیزیں اور سنا دیتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو بیان کرنے کے لیے برکت حاصل کرنی ہے، کوئی نہیں وقت گزر جائے گا، بات پوری نہ ہوگی، جتنی ہوگئی اتنی سہی۔ ہم نے کونسا کوئی معاوضہ مقرر کیا ہوا ہے۔ یہ باتیں آپ کو سنانی ہیں باقی پھر سہی۔ میں یہ عرض کر رہا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا۔ ایک کافر تھا اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف کچھ شعر لکھے ہجو عربی میں کہتے ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کرتے ہوئے کچھ شعر لکھے۔ جس کے اندر جو الفاظ تھے، بے ادبی کے الفاظ تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ اطلاع پہنچی کہ اس نے اس طرح کے شعر لکھے ہیں۔ مدینے پاک کا راہب، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جہاں ملے اسے قتل کر دو۔ اس کا چلنا پھرنا مشکل ہو گیا، باہر نکلنا مشکل ہو گیا۔ وہاں اس کا بھائی تھا وہ اس کے پاس پناہ لینے کے لیے اس کے باغ میں گیا۔ اس نے اس سے کہا اگر تم میرے بھائی نہ ہوتے تو میں تمہیں ابھی قتل کر دیتا۔ تم یہاں سے چپ کر کے نکل جاؤ۔ نہیں تو تمہاری جان جائے گی۔ اگر بچنا چاہتے ہو تو تمہارے پاس ایک ہی طریقہ ہے کہ مسلمان ہو جاؤ۔ اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے دل کے اندر ہدایت ڈالی۔ وہ اپنے گھر گیا یا کسی تنہائی والی جگہ پر یا جہاں رہ سکتا تھا تنہائی میں۔ وہاں بیٹھ کے اس نے قصیدہ لکھا اور لکھ کے چادر، میں اپنے لفظوں میں بیان کرتا ہوں۔ اوپر چادر لی، جو لکھا تھا اس کو بغل میں چھپا لیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کبھی نہیں گیا تھا اس سے پہلے، دوسری بات یہ عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہ اللہ کو جو منظور ہو وہ پورا ہو کر ہی رہتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے پکڑ کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کے اسلام قبول کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آ کے معافی مانگنا چاہتا ہے۔ اس کو حاضر ہونے کی اجازت ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعلمین ہیں، تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح کہہ سکتے تھے کہ نہیں میں نے اسے سزا دینی ہے۔ پھر تو رحمت ختم ہوگئی۔ پہلے حکم تو تھا، حکم تو وہی تھا لیکن وہ

اپنی ذات کے لیے نہیں تھا کہ میں قتل کروں گا، صحابہ کو حکم تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو رحمۃ للعلمین ہیں۔

آپ کو سمجھانے کے لئے ایک بڑی پیاری بات بتا دیتا ہوں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعلمین ہیں۔ آپ ایک دن بازار میں جا رہے تھے۔ سامنے سے ایک آدمی آ رہا تھا، وہ آدمی کافر تھا۔ صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اس نے زور کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر تھپڑ مار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بازو سے پکڑ لیا۔ پکڑ کے فرمایا کہ تم نے بلا وجہ مجھے تکلیف پہنچائی ہے، پریشان کیا ہے۔ اگر میں تیرے ساتھ یہی سلوک کروں یا میں بھی تمہیں تھپڑ ماروں پھر تجھے پتہ چلے کہ کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے۔ یا کسی کو تکلیف پہنچائیں تو جس طرح اپنے آپ کو تکلیف ہوتی ہے اسی طرح دوسروں کو بھی ہوتی ہے۔ صحابہ کرام اس انتظار میں تھے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں تو ہم اس کو ایک تھپڑ کی بجائے مار ہی دیں۔ یعنی بات ہی ختم کر دیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگا جناب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تھپڑ نہیں مار سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بدلہ لوں تو پھر۔ اس نے کہا جناب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدلہ لے ہی نہیں سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کوئی عاجز ہوں، میں کوئی مجبور ہوں یا تیرا میرے اوپر کوئی زور ہے؟ مختصر الفاظ بہر کیف جو کچھ بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں اور وہ آگے سے جواب دیے جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بدلہ نہیں لے سکتے۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی وجہ بتاؤ کہ میں تم سے بدل کیوں نہیں لے سکتا۔ اس نے بڑے پیارے الفاظ کہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ہم میں کیا فرق رہ جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم برائی کا بدلہ برائی کے ساتھ دیتے ہی نہیں چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعلمین ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے اس لیے آپ مجھ سے بدلہ نہیں لے سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا۔ اس نے کہا میں نے ایمان کے لیے کیا تھا۔ اس نے کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعب جو ہے مسلمان ہو کے معافی مانگنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے، اجازت ہے؟ فرمایا اجازت ہے۔ حضرت عمرؓ کھڑے ہو گئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابھی اس کی گردن اتار دوں، اسے قتل کر دوں؟ فرمایا اب تو میں نے اس کو پناہ دے دی ہے۔ ابھی تو میں نے اس کو معافی دے دی ہے، معافی دینے سے پہلے اگر قتل کر دیتے تو کر دیتے۔ اب یہ میری پناہ میں آ گیا ہے۔ میں اس کے شعر ایک دو آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یعنی یہ وہ قصیدے تھے جو انہوں نے بے مقصد لکھے تھے لیکن اصل قصیدے جس میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی ہے

اس کی نسبت سے ایک اردو کا شعر ہے

اگر اے نسیم سحر تیرا ہو گزر دیارِ یار میں
میری چشمِ نم کا سلام کہنا حضورِ بندہ نواز میں

اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں۔

تیری گلی کو چھوڑ کر باغِ جہاں میں جائے کون
نقد میں ملے جو مدعا، وعدے پہ جی لگائے کون

اعلیٰ حضرت کے بھائی مولانا حسن رضا خاں صاحب لکھتے ہیں۔

سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر
بغیر یار ان کو چین آجاتا اگر
تو بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر
داستانِ غم کہوں کس سے تیرے ہوتے ہوئے
اور کس کے در پہ جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر
مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسن
اور جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر
نہ جہاں میں راحتِ جاں ملی، نہ متاعِ امن و اماں ملی
جو دوائے دردِ نہاں ملے، جو ملی بہشت یہاں ملی

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اب تو میں نے اس کو پناہ دے دی ہے، اب تو میں نے اس کو معاف کر دیا ہے، یہ مسلمان ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے جو کرنا تھا کرتے اب نہیں کر سکتے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی شان میں ایک قصیدہ لکھ کے لایا ہوں۔ اجازت ہو تو پیش کروں؟ فرمایا سناؤ۔ اس کے دو شعر میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک شعر تو انہوں نے اپنی نسبت کے ساتھ لکھا۔

(أُنْبِئْتُ أَنَّ رسول اللّٰه ﷺ أَوْعَدَنِي) وہ کہتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے مجھے سزا دینے کا اشارہ فرما دیا ہے۔ (والعفو عند رسول اللّٰه ﷺ مامول) رسول اللہ ﷺ سے ہمیشہ گناہوں کی غلطیوں کی معافی کی امید رکھی جاتی ہے، سزا کی امید لے کے تو آتے

ہی نہیں یہاں۔ اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں

اک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے شیدا کے لیے تو کافی ہے اشارہ دیرے

آگے فرماتے ہیں (ان رسول لنور مصنوع بہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسا نور ہیں جس سے کائنات روشنی حاصل کرتی ہے۔ (وسیف من سیوفی اللہ مسکون) اور اللہ کی تلواروں سے ایسی تلوار ہیں جو تمام باطل کو اکھاڑ دیتی ہے۔ تو بہر کیف میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب انہوں نے اپنی تعریفوں کی نسبت سے یا اپنے خیالات کی نسبت سے قصیدے لکھے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی نسبت سے اتنے قصیدے لکھے گئے ہیں کہ ساری زندگی پڑھتے رہیں اور سنتے رہیں تو ختم نہیں ہو سکتے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ظفر نے قصیدہ بردہ شریف کے چند شعر پڑھے ہیں۔ شیخ محمد شرف الدین بصیری آپ کو فالج ہو گیا تھا۔ چارپائی پر لیٹے رہتے تھے اور شعر لکھتے رہتے تھے جو خیال میں آتا تھا۔ ایک دن رات کو سوئے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ چارپائی کے تکیے والی طرف بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بصیری قصیدہ تو سناؤ۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصیدے تو میں نے بہت لکھے ہیں حضور کونسا قصیدہ سننا چاہتے ہیں؟ وہ آپ نے جو قصیدہ فرمایا اس کے بڑے پیارے وہی دو شعر سنانا چاہتا ہوں۔ اس کے بڑے پیارے الفاظ ہیں جس کے ساتھ انہوں نے شروع کیا بہت اعلیٰ اپنے ذہن کی حالت کو، کیفیت کو بیان کیا اور فرماتے ہیں (امن تذکر جیران بذی سلم) فرماتے ہیں جس طرح کوئی شخص ان کو کہہ دے وہ کہتے ہیں کہ ذیسلم ایک پہاڑی کا نام ہے جو مدینہ پاک کے قریب ہے۔ کہ وہ ذیسلم کی پہاڑی کے قریب اس کے ہمسائے اس کے قریب رہنے والا تیرا محبوب جو ہے تجھے کہیں اس کی یاد تو نہیں آ گئی۔ کیا تجھے اس کی یاد آ گئی ہے اپنے محبوب کی جو ذیسلم پہاڑی کا ہمسایہ ہے۔ جو ذیسلم پہاڑی کے قریب رہتا ہے۔ کیوں یاد آ گئی؟ کیا نشانی ہے؟ اس لیے کہ (مزجت دمعا جری من مقلۃ بدم) پورا شعر پڑھا امن تذکرو جلانی بزی سلمی کہ ذی سلم پہاڑی کے جو ہمسائے ہیں وہ تجھے یاد آ گئے ہیں کیوں؟ اس لیے کہ تیری آنکھوں سے جو آنسو نکل رہے ہیں ان میں خون شامل ہے ان آنسوؤں میں خون ملا ہوا ہے یعنی تم اپنے محبوب کی جدائی میں اتنا بے چین ہو کہ تم خون کے آنسو رو رہے ہو اور تمہارا سب سے محبوب تو وہی ہے جو ذیسلم پہاڑی کے قریب رہتے ہیں ام حبت الریح من لقاء کاظمۃ او

اومضال برقٌ فی الظلماء من اضم اس کا یہ معنی ہے محبت ہی کیا کاضمہ کی پہاڑی کی طرف سے کوئی ہوا کا جھونکا آ گیا ہے اوومضال البرق فی الظلماءِ من اضم یا اندھیری رات میں ازم پہاڑی کی طرف سے کوئی بجلی چمکی ہے۔ جس کی روشنی سے تجھے اپنے محبوب کا خیال آ گیا ہے اس کا جواب لکھتے ہیں نعم سرٰی طیف من اھوٰی فارقنی والحب یعترض اللذاۃ با لالم فرماتے ہیں ہاں تو سچ کہتا ہے۔ اس سے پہلے بھی بہر کیف اس پہلے بھی شاعر نے اک شعر کہا ہے نعم ہاں رات کو مجھے اپنے محبوب کا خیال آ گیا ہے اور اس نے مجھے جگا دیا ہے نیند سے بیدار کر دیا ہے والحب یعترض اللذۃ با الالم اور محبت جہاں ہو جاتی ہے وہاں لذتیں ختم ہو جاتی ہیں اور دکھ اور درد شروع ہو جاتے ہیں آدمی اپنے محبوب کی یاد بے چین اور مغموم ہو جاتا ہے مجھے بھی اپنے محبوب کی یاد آئی ہے اس نے مجھے جگا دیا ہے اور اس کی جدائی کی وجہ سے میری آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں بہر کیف شعر لمبے ہیں قصیدہ لمبا ہے پھر اس نے سوال کیا تیرا محبوب کون ہے جس کی جدائی میں تو نہ سو سکتا ہے نہ بیٹھ سکتا ہے نہ کھا پی سکتا ہے تجھے کچھ بھول گیا ہے بتا تو سہی وہ تیرا محبوب کون ہے؟ اس نے کہا محمد ﷺ سید کونین میرا محبوب کوئی عام انسان نہیں ہے میرے محبوب کا نام محمد ﷺ ہے اور اس کی صفت یہ ہے کہ وہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کے سردار ہیں حضور ﷺ نے خود فرمایا انا سید الاولین والآخرین میں پہلوں کا بھی اور پچھلوں کا بھی سردار ہوں میرے محبوب جنوں اور انسانوں کے سردار ہیں والفریقین من عرب من عجمی یعنی عربیوں اور عجمیوں کے سردار ہیں تو بہر کیف میں نے قصیدے کی نسبت سے دو چار باتیں عرض کی ہیں اب میں پیچھے کی طرف آتا ہوں قرآن پاک کے اندر چار چیزیں ہیں ان میں سے ایک قسم حکایات اور واقعات ہیں چونکہ وہ بات جو میں نے شروع کی تھی اسے ساتھ ملا لو تو بات سمجھ میں آ جائے گی کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اور سچا ہے اس کے سچے ہونے میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں لہٰذا قرآن پاک میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں ان کے سچ ہونے میں کسی قسم کی گنجائش نہیں وہ تمام کے تمام سچے ہیں۔ قرآن کی پیار والی ایک دو باتیں جو نبی اکرم ﷺ کی صفات ہیں وہ میں آپ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔

حضرت سلیمانؑ کا واقعہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے واقعہ پورا بیان کروں گا لیکن اس سے پہلے شائد درمیان میں ایک دو باتیں اور کرنی پڑیں گی حضرت سلیمانؑ کا واقعہ چونکہ حکایت کی نسبت سے ذکر ہے اس کے الفاظ جو قرآن میں بیان کیے ہیں آپ کو سنانا چاہتا ہوں کہ حضرت

سلیمانؑ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے تو آپ کو خیال آیا اور دعا کرنے لگے یا اللہ مجھے بخش دے وھب لی اور مجھے ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ملے۔ یعنی مطلب ہے واقعہ یہ ہوا کہ انہوں نے بیٹھے ہوئے یہ دعا مانگی اور یہ الفاظ بیان کیے کہ قرآن نے ذکر کر دیا تو ہوا یہ کہ اس کے وقوع پذیر ہونے میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں وہ سچا واقعہ ہے۔ تو انہوں نے دعا کی ویغفرلی وھبلی ملك الاینبغی لاحد من بعدانك انت الغفار۔ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ملے تو بخشنے والا ہے تو ہی عطا کرنے والا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی پیدائش ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے پیدا ہوتے ہی سر سجد میں رکھ دیا اور چونکہ حدیث میں سب کچھ موجود ہے اس میں حوالے کی ضرورت نہیں سر سجدے میں رکھ دیا اور پیدا ہوتے ہی سجدے میں سر رکھ کے جو الفاظ ادا کیے وہ کیا تھے؟ رب ھبلی امتی اے اللہ میری امت کو بخش دے میں یہ بات اس نسبت سے سنانا چاہتا ہوں یا سنائی ہے کہ سلیمانؑ نے جو دعا مانگی وہ اپنے لئے مانگی اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لئے دعا مانگی حضرت عیسیٰؑ بچپن میں انہوں نے کلام کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے پیدائش کے وقت ہی کلام کیا ہے اور کیا لفظ فرمائے ہیں رب ھبلی امتی یا اللہ میرے لئے میری امت کو بخش دے تو فرق ہو گیا، سمجھ آ گئی ہے کہ نہیں؟ کہ انہوں نے اپنی ذات کے لئے دعا مانگی رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لئے دعا مانگی آپ نے فرمایا کہ بخش دے تو اللہ نے فرمایا بخش دیا۔ اس نسبت سے بات کو پورا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بخش دیا حضرت عبداللہ بن عباسؓ، یعنی اس وقت جب آپ نے سجدے میں دعا فرمائی اس وقت نہ آپ کی بعثت ہوئی تھی نہ آپ پر قرآن نازل ہوا تھا قرآن تو چالیس سال کی عمر کے بعد نازل ہوا بعثت چالیس سال کی عمر کے بعد ہوئی ہے لیکن یہ دعا کس وقت کی ہے؟ پیدا ہوتے ہی حضرت عبداللہ بن عباسؓ نبی پاک ﷺ کے چچا کے بیٹے تھے حضرت عباسؓ رسول اللہ کے چچا تھے جب قرآن نازل ہوا تو قرآن کی آیت نازل ہوئی من یعمل مثقال ذرة خیرا یره فمن یعمل مثقال ذرة شرا یره بات ذرا ذہن میں رہے کہ رب ھبلی امتی حق نے فرمایا کہ بخشا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کی امت کو بخش دیا پیدا ہوتے ہی تمہاری بخشش کی دعا کی قرآن میں جو آیت پاک ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے جو شخص ایک ذرے کے برابر نیکی کرے گا وہ لکھ دی جائے گی میں اس کی تفسیر نہیں کرنا چاہتا میں اپنے مقصد کی بات کرنا چاہتا ہوں جو شخص ایک ذرے کے برابر برائی کرے گا وہ بھی لکھ دی حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کافر کی نیکیاں اسے دکھا کر جلا دی جائیں گی ضائع کر

دی جائیں گی اور اسکی برایاں اسے دکھا کے اس پر اسے سزا دی جائے گی اور مومن جو مسلمان ہے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھتا ہے اس کی نیکیاں اس کو دکھا کر اس کی جزا دی جائے گی اس کا بدلہ اسے دیا جائے گا اور اس کی برائیاں اسے دکھا کر معاف کر دی جائیں گی۔ اس کی مغفرت کر دی جائے گی کیوں کہ رب تعالی نے حضور ﷺ کی دعا کے مطابق فرمایا ہوا ہے کہ بخشا اور برائیاں بھی دیکھ کے اللہ تبارک وتعالی بخش دے گا۔ تو خیر میں یہ بات کر رہا تھا اس طرف آتا ہوں کہ سلیمانؑ نے دعا کی یا اللہ مجھے ایسا ملک عطا کر یہ نہیں ہے کہ یہ حکایت ہے یہ قرآن کا واقعہ ہے مجھے ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ملے اور میں اس نسبت دو باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں اللہ نے فرمایا فسخرلہ الریح تجری بامرہ انہوں نے دعا کی ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا ان کے حکم کے مطابق چلتی تھی ایک لطیفہ ہمارے بچپن کے زمانے کا پڑھا ہوا ہے۔ وہ بات کے ساتھ ذہن میں تازہ ہو جائے گا کہ سلیمانؑ کی حکومت ہر چیز پر تھی اور قرآن کی نسبت یہ واضح ہو گیا کہ ہوا بھی ان کے حکم کے مطابق چلتی تھی۔ ہوا ان کے تابع تھی مچھر کا ایک غول کا غول جماعت کی جماعت اکٹھی ایک دفعہ سلیمانؑ کے پاس حاضر ہوئی انہوں نے آ کہ عرض کی کہ ہوا ہمارے ساتھ بڑی دشمنی رکھتی ہے ہمیں تو یہ کھڑا ہی نہیں ہونے دیتی آپ کسی وہم میں مبتلا نہ ہو جانا کہ شائد یہ لطیفے کی بات ہے یا کوئی فرضی بات ہے۔ میں آپ کو اس کی ایک مثال قرآن سے دیتا ہوں۔ یہ تو ایک مشہور بات ہے جو میں سنا رہا ہوں لیکن اسے واضح کرنے کے لئے قرآن سے ایک مثال دے دیتا ہوں کہ حضرت سلیمانؑ اپنے لشکر کے ساتھ ایک دفعہ بہت وسیع وعریض لشکر کے ساتھ کہیں جا رہے تھے آگے چیونٹیوں کا ایک علاقہ تھا جہاں بہت زیادہ تعداد کے اندر چیونٹیوں نے اپنے گھر بنائے ہوئے تھے۔ خیر بات ادھر ہی آجاتی ہے کہ قرآنی حکایات سچی ہیں کوئی شک کی گنجائش نہیں قرآن نے اس واقعے کو بیان کیا فرمایا جب وہ چیونٹیوں کی وادی پر پہنچے تو وہ چیونٹیوں کی سردار جو تھی اس نے چیونٹیوں سے مخاطب ہو کر کہا جلدی جلدی اپنی بلوں میں داخل ہو جاؤ۔ سلیمانؑ اور ان کا لشکر اپنے پاؤں تلے روند کر نہ گزر جائیں۔ جو بات تمہیں سنانا چاہتا ہوں۔ سلیمانؑ نے اس چیونٹی کی آواز کو سن لیا اور سمجھ گئے۔ تو قرآن نے اس کو بیان کیا ہے فتبسم ضاحکًا من قولها وقال رب اوزعني ان اشكر نعمتك التي انعمت عَلَيّ اس کی بات کو سن کے آپ ہنسنے لگ گئے۔ فرمایا یا اللہ یہ تو نے مجھے نعمتیں دی ہیں اس لئے کہ میں تیرا شکر ادا کروں میرا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے اندر چیونٹی کی بات کو سن کے سمجھنے کا ذکر

موجود ہے، تو یہ تو بچوں کی آواز سن کے سمجھ جائے تو اس میں کیا عجب ہے، یا اس میں کون سی عجیب بات ہے؟؟ وہ مچھر آیا اور اس نے کہا جناب ہوا مجھے کھڑا نہیں ہونے دیتی کسی جگہ پر۔ جہاں جاتا ہوں میرے پیچھے آجاتی ہے۔ یہ میری جان کی دشمن ہے، اسے کہیں کہ میرا پیچھا چھوڑ دے یا یہ سمجھ لو کہ اسے کہیں کہ مجھے کبھی آرام کا موقعہ دے دیا کرے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہوا جتنی تھوڑی چلتی ہے مچھر بندوں کو زیادہ کاٹتا ہے۔ کیونکہ اسے بیٹھنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اس کا کتنا وزن ہوتا ہے؟ ہوا کے ساتھ یہ بیٹھ ہی نہیں سکتا۔ سلیمانؑ نے کہا اس طرح کرتے ہیں کہ فیصلہ تو تب ہی ہوگا جب دونوں فریق موجود ہوں گے۔ تو میں ہوا کو بھی بلاتا ہوں۔ قرآن نے بیان کیا ہے کہ ہوا بھی ان کے تابع کر دی، تو ہوا کو بلاتے ہیں، اس کی بات سنتے ہیں کہ وہ کیا کہتی ہے۔ جب آپؑ نے ہوا کو بلایا تو وہ کہتے ہیں کہ ہوا کا جھونکا ہی آیا تو مچھر دس میل دور چلا گیا۔ بہرکیف اس بات کو چھوڑ و عرض یہ کر رہا تھا کہ انہوں نے دعا مانگی یا اللہ پاک ایسا ملک دے جو میرے بعد کسی کو نہ ملے یہ بھی قرآن کی ایک حکایت تھی اس کی نسبت سے میں دوسری بات کرنا چاہتا ہوں دو حدیثیں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ تقابلی جائزہ ہو جائے۔ نبی اکرم ﷺ ایک دن نماز پڑھا رہے تھے ہاتھ باندھے ہوئے تھے، آپ قیام کی حالت میں کھڑے تھے۔ اچانک آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ سامنے کی طرف لمبا کیا پھر پیچھے کر لیا، پھر دوسری دفعہ، تھوڑی دیر بعد اپنا ہاتھ لمبا کیا پھر پیچھے کر لیا۔ تیسری دفعہ پھر لمبا کیا پہلے سے بھی زیادہ پھر پیچھے کر لیا۔ آپ ﷺ نے جب نماز مکمل لی سلام پھیر لیا۔ تو نبی کا ہر فعل تعلیم امت کے لیے ہوتا ہے۔ اس طرح کی بہت ساری حدیثیں ہیں بہرکیف میں اس طرف نہیں جانا چاہتا تاکہ اپنے اصل موضوع پر رہوں۔ جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں وہاں پہنچوں۔ تو ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آج آپ نے ایسا عمل کیا ہے جو پہلے کبھی نہیں کیا۔ کیا ہم بھی نماز میں اسی طرح کیا کریں کہ کبھی ہاتھ لمبا کریں پھر پیچھے لے آئیں پھر لمبا کریں پھر پیچھے آئیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اس طرح نہیں کرنا۔ میرے ہاتھ لمبا کرنے کی ایک خاص وجہ تھی۔ جب صحابہؓ نے پوچھا تو آپ نے فرمایا جب میں نماز پڑھ رہا تھا تو شیطان جو اللہ کا دشمن ہے وہ میرے قریب آ کے میرے دل میں وسوسے پیدا کرنا چاہتا تھا۔ میرے خیالات کو اللہ کی حاضری سے بدل کر دوسری طرف لگانا چاہتا تھا۔ میں نے چاہا کہ میں اس کا ہاتھ پکڑ لوں کہ بتاؤں کہ تو کیوں اس طرح کرتا ہے تو وہ دوڑ گیا۔ جب میں نے اسے پکڑنے کے لیے ہاتھ آگے کیا تو وہ دوڑ گیا۔ اب بجائے اس کے کہ وہ سمجھ جاتا کہ آپ نے اسے

پکڑ لینا ہے اور واپس نہ آتا، وہ اپنی فطرت، عادت سے مجبور تھا وہ پھر واپس آ گیا جب دوبارہ واپس آیا تو پھر وسوسے پیدا کرنا چاہے تو میں نے پھر اس کو پکڑنے کے لیے ہاتھ لمبا کیا، وہ پھر دوڑ گیا، پھر تیسری دفعہ پھر آ گیا فرمایا میں نے اپنا ہاتھ اس کے اتنا قریب کر لیا کہ میرا ہاتھ اس کے بازو تک پہنچنے والا تھا میں اس کو پکڑنے لگا تھا اور مجھے سلیمانؑ کی یہ دعا یاد آ گئی۔ یعنی اس کا یہ مطلب نہیں کہ قدرت نہیں ہوئی۔ بلکہ قدرت تو تھی لیکن فرمایا کہ مجھے وہ دعا یاد آ گئی اور فرمایا اگر میں اسے پکڑ لیتا تو میں نے اسے مدینہ شریف کی مسجد کے ستون کے ساتھ اسے باندھ دینا تھا اور مدینہ پاک کے بچوں نے صبح آ کر، اس کے ساتھ کھیلنا تھا، چھیڑنا تھا، اسے تنگ کرنا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے اختیار دیے تھے۔ ایک دفعہ کی بات ہے، بخاری شریف کی حدیث ہے کہ صدقے کا مال یا غنیمت کا کچھ مال آیا۔ جو مدینہ شریف کے لوگوں میں تقسیم کرنا تھا۔ بہت زیادہ مقدار میں تھا۔ مسجد نبوی کے پاس اس کا ڈھیر لگا دیا۔ بہر کیف وہ غلہ وہاں پڑا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو بلایا فرمایا ابو ہریرہ تمہاری یہاں ڈیوٹی ہے کہ رات کو چور نہ آئے، غلہ چوری کر کے نہ لے جائے۔ اس کی حفاظت کرنی ہے۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ وہ جاگتے رہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آدھی رات ہوئی ایک آدمی آ گیا۔ ایک طرف میں تھا دوسری طرف وہ تھا۔ اس نے اپنی چادر بچھا دی اور اس میں غلہ ڈالنے لگ گیا۔ میں نے اسے دیکھا تو دوڑا دوڑا اس کے پاس گیا اور اسے بازو سے پکڑ لیا۔ میں نے کہا کہ میں تو اس کی حفاظت کے لیے جاگ رہا ہوں اور تم اس میں سے چوری کرنے بیٹھ گئے ہو۔ میں نے تجھے چوری نہیں کرنے دینی۔ چل میں تجھے رسی سے باندھ دیتا ہوں صبح نبی پاک ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا اور چوری کی سزا دلواؤں گا۔ وہ فرماتے ہیں کہ وہ میری منتیں کرنے لگ گیا، مجھے معافی دے دیں۔ آئندہ نہیں آؤں گا۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھوکے تھے۔ بہر کیف جو کچھ اس نے حیلے بہانے بنائے، آپؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ترس آ گیا۔ صبح نبی اکرم ﷺ نماز فجر پڑھانے کے لیے تشریف لائے۔۔ آپ ﷺ نے نماز فجر پڑھائی اور نماز پڑھا کر آپ ﷺ منبر کے ساتھ، محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر صحابہؓ کی طرف چہرہ کر کے بیٹھ گئے۔ صحابہؓ کو تو شوق ہی آپ کے چہرے کی زیارت کا ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے پہلی بات ہی یہ کی کہ حضرت ابو ہریرہؓ کو بلاؤ۔ آپ جب جماعت کروانے کے لیے آتے تو سنتیں گھر سے پڑھ کر آتے تھے۔ حضور آتے تو تکبیر ہوتی تھی، اب بھی جائیں تو وہ سنت ادا ہوتی ہے وہاں کہ جب امام داخل ہوتا

ہے مسجد میں تو تکبیر شروع ہو جاتی ہے۔ تو نماز پڑھا کر صحابہؓ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ تو بغیر کسی سے پوچھے بغیر کسی کے بتائے آپ نے فرمایا (یا ابی ہریرہ) جناب ابو ہریرہؓ اٹھ کے کھڑے ہو گئے۔ (اسیر حل بارہ) رات کو جسے قید کیا تھا اس قیدی کا کیا بنا؟ انہوں نے سارا واقعہ سنا دیا۔ جب واقعہ دہرایا تو فرمایا (ابو ہریرہ فیجود) اس نے پھر آنا ہے۔ وہ دوبارہ پھر واپس آئے گا۔ چونکہ غلہ سارے دن میں تقسیم نہیں ہوتا تھا۔ سمجھتے ہو کہ اب نماز وقت ہوتا ہے، اس کے بعد لوگوں نے کھانا پکانا ہوتا ہے۔ کچھ وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرماتے ہوں گے کچھ وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آرام کرنا ہوگا۔ تو اسی وقت، دن کو ہی فرماتے کہ (فیجود) وہ پھر آئے گا۔ رات ہوئی تو آپ فرماتے ہیں کہ میں باخبر رہا کہ کیونکہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ آج اس نے آنا ہی آنا ہے۔ دوسری رات کو وہ پھر آ گیا۔ اس دن میں نے اسے ڈالنے سے پہلے ہی پکڑ لیا۔ میں نے اسے کہا کہ آج میں نے تجھے نہیں چھوڑنا، تو جھوٹا بندہ ہے۔ کل کہہ کے گیا تھا کہ میں نہیں آؤں گا، پھر بھی آ گیا ہے۔ اس نے پہلے دن سے بھی زیادہ منتیں کیں، پاؤں کو ہاتھ لگائے، ماتھے کو ہاتھ لگائے، ہاتھ جوڑے پتا نہیں کیا کچھ کیا ہوگا۔ فرماتے ہیں مجھے پھر ترس آ گیا۔ میں نے اسے پھر چھوڑ دیا۔ جب دن ہوا نماز ہوئی تو پھر وہی بات۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یا ابی ہریرہ ما فعل اسیر حل بارہ) کہ رات والے قیدی کی سناؤ۔ میں نے پھر واقعہ سنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت فرمایا (فیعدو) پھر آئے گا۔ مولوی کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں۔ فرمایا اس نے پھر آنا ہے۔ وہ تیسری رات پھر آ گیا۔ پھر آخر رات یہ ہوا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا اب میں نے تمہیں کسی قیمت پر نہیں چھوڑنا تجھے سزا دلوا کے چھوڑنی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی اطلاع دے دیتے ہیں کہ تو نے پھر آنا ہے۔ اگر تو سچا ہوتا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیوں فرماتے۔ اس نے کہا اچھا اگر آج تیرے ساتھ وعدہ کروں کہ آج کے بعد نہیں آتا اور دوسری بات یہ ہے کہ میں تمہیں راز کی بات بتاتا ہوں جو ہر انسان کو فائدہ دینے والی ہے۔ تم مجھے چھوڑ دو میرا وعدہ ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ اس نے جب یہ بات کی تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا بات یہ ہے کہ رات کو سونے سے پہلے آیت الکرسی اپنے اوپر دم کر کے سویا کرو ساری رات شیطان تمہارے نزدیک نہیں آ سکے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح پھر فرمایا (یا ابی ہریرہ ما فعل سیر حل بارہ) تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟ آپؓ نے یہ بتا دیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خود تو جھوٹا ہے لیکن بات سچی کر گیا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹا کون تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شیطان تھا بندہ نہیں تھا۔ وہ شیطان جو ہے

اس سے جو بات کر گیا ہے وہ بچی ہے۔ بہر کیف میرا مطلب، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ قرآن کی جو حکایات ہیں وہ ساری بچی ہیں۔ جس طرح حضرت سلیمانؑ کی دعا میں نے عرض کی اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات میں نے عرض کیے ہیں۔ میرا جو مقصد ہے اس طرف آتا ہوں کہ پھر اس کے بعد عصر کی نماز بھی پڑھنی ہے، ختم بھی پڑھنا ہے، بہر کیف میں عرض یہ کر رہا تھا کہ جو قرآن کی حکایات ہیں وہ سب بچی ہیں۔ اب اس طرف آؤ میں باقی باتیں چھوڑ دیتا ہوں، جو آیت میں نے پڑھی تھی وہ قرآن کے اندر موسیٰؑ اور خضرؑ کے سفر کی حکایت ہے۔ اس کے بہت سارے حصے ہیں، بہت ساری نسبتیں ہیں۔ ان کا اختصار کے ساتھ بیان ہو سکتا ہے لیکن مختصر یہ کہ موسیٰؑ نے ایک دفعہ اللہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ کیا دنیا میں کوئی بندہ ایسا بھی ہے۔ جس کو مجھ سے زیادہ علم ملا ہو؟ میں اس کی تفصیل بیان نہیں کرنا چاہتا، جس کا علم مجھ سے زیادہ ہو۔ تو رب تعالیٰ نے فرمایا (سفرتہ) سفر وسیلہ ظفر (مجمعۃ البحرین) ایک جگہ پر جہاں دو سمندر اکٹھے ہوتے ہیں، وہاں جاؤ وہاں آپ کو ایک بندہ ملے گا۔

مختصر یہ کہ آپ نے ایک مچھلی بھون کے ساتھ لی اور اپنے ساتھ ایک خادم لیا۔ اس جگہ پر پہنچے تو ٹھنڈی اور پیاری ہوا لگی دل چاہا کہ وہاں آرام کریں۔ آپؑ سو گئے اس خادم نے دیکھا کہ وہ بھُنی ہوئی مچھلی، جو گھی کے اندر تلی ہوئی تھی وہ وہاں زندہ ہو گئی۔ زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی۔ اس کے بعد جب آپؑ جاگے، دیکھا کہ دن ڈھل گیا ہے۔ فرمایا چلو جلدی چلو ہمارا تو دور کا سفر ہے۔ آگے جا کے کہنے لگے (اتنا سفر لقد لقینا من سفرنا ھذا القد) بھئی وہ مچھلی کھانے کے لیے لے کے آئے تھے۔ مچھلی کھاتے ہیں بھوک لگی ہے، تھک گئے ہیں سفر کر کر کے۔ اس وقت ان کے ساتھی نے، خادم نے کہا کہ جناب وہ مچھلی تو جس جگہ آپ سوئے تھے زندہ ہو کے سمندر میں چلی گئی ہے۔ اب میں آپ کو مچھلی کہاں سے دوں۔ قرآن نے اس کو بیان کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا (ذلک ما کنا نظ) اسی جگہ کی تلاش میں تو ہم آئے تھے۔ یعنی جہاں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا مردہ جانور کو لگے تو اسے زندہ کر دے۔ اس جگہ کی تلاش میں ہے کیونکہ وہاں اللہ کا ایک نیک بندہ رہتا ہے۔ جس کی برکت سے وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور وہ رحمتیں اگر مردہ جانور کے جسم کو، رحمت والی ہوا لگتی ہے تو اسے بھی زندہ کر دیتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک پر ہاتھ پھیرنے شروع کر دیے۔ اتنی بے چینی سے ہر جگہ پر ہاتھ پھیر رہی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

دریافت فرمایا عائشہ کیا کہتی ہو؟ کیا چاہتی ہو؟ کیا کر رہی ہو؟ کوئی مقصد بتاؤ۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ باہر اتنے زور کی بارش ہو رہی ہے اور آپ ﷺ کا جسم خشک ہے۔ میں یہ دیکھنا چاہتی ہوں کہ کیا آپ ﷺ کے جسم پر بارش کا کوئی اثر نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ کا جسم خشک ہے یا مجھے ہی خشک نظر آ رہا ہے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جو چادر اوپر لی ہوئی ہے یہ کون سی ہے؟ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جو آپ ﷺ نے رات کو اپنے اوپر لی تھی وہ چادر آپ کہاں اتار کر گئے تھے تو میں نے وہ اوپر اوڑھ لی ہے۔ بات سمجھو کہ اس وقت کے اندر اللہ کا بندہ جس جگہ پر بیٹھا ہو وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اس کی برکت یہ ہے کہ مردہ جانور اس رحمت والی ہوا سے زندہ ہو جاتا ہے۔ یہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عائشہ یہ چادر میرے جسم کے ساتھ لگی ہے، یہ چادر اتنی برکت والی ہو گئی ہے کہ اس کی برکت سے مدینہ پاک پر میری وجہ سے جو اللہ کی رحمتیں نازل ہو رہی ہیں، اس کے انوار و تجلیات جو نازل ہو رہے ہیں وہ تمہیں نظر آنے شروع ہو گئے ہیں۔ ایک چادر کی برکت سے وہ تمہیں نظر آنے شروع ہو گئے ہیں۔ تو وہ اصل بارش نہیں ہو رہی وہ تو رب کے انوار و تجلیات کی بارش ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کے جسمِ پاک کے ساتھ جو کپڑا لگ جائے اسکی عظمت یہ ہے کہ اس کی برکت سے عائشہ صدیقہؓ کی آنکھیں بھی اور باطن بھی نور والا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کا خونِ پاک جس جسم میں، جس نسل میں موجود ہو گا وہ نسل بھی سدا ہی نور والی ہو جائے گی۔ وہ بھی سدا ہی نور والی ہو جائے گی۔ اور اس پر بھی سدا ہی اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی، برکتیں عطا ہوں گی۔ ایک بات چھوٹی سی تمہیں بعد میں بتاتا ہوں میں نے بات اور بتانی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

کیونکہ رسول اللہ ﷺ خود نور والے ہیں، حضور کا جسم خود نور والا ہے تو جس جسم میں حضور ﷺ کا خون منتقل ہو جائے گا وہ جسم بھی نور والا بن جائے گا۔ میں نماز پڑھنے کے لیے بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں، حضرت قبلہ عالمؒ ایک دفعہ کسی پیر بھائی کے گھر تشریف لے گئے۔ آپؒ جب جاتے تو بیس بیس دن پندرہ پندرہ دن ایک ہی جگہ قیام فرماتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک نے آ کے کہنا کہ جناب میں نے آج حضرت صاحب کا ختم دلوانا ہے آپؒ نے فرمانا چلو ٹھیک ہے۔ دوسرے دن انہوں نے سوچا کہ اچھا طریقہ ہے۔ دوسرے دن دوسرے نے جانا کہ جناب آج میں نے ختم

پڑھانا ہے۔ پھر اس طرح وہ 20,20, 25,25 دن ایک جگہ پر رہتا۔ دوسرے دن پھر وہ آدمی، مختصر یہ کہ آٹھ دن آپؒ اس گاؤں میں رہے۔ آٹھ دن آپؒ نے فرمایا نہیں اب جانا ہی جانا ہے، تمہاری تو تسلی نہیں ہوتی میں کیا کروں۔ مجھے اور بھی کام ہیں۔ جب آپؒ نے جانے کی تیاری فرمائی۔ اس نے عرض کی جناب دعا فرماؤ۔ آپ نے بجائے دعا فرمانے کہ فرمایا کہ چوہدری تم زمیندار ہو، اور زمیندار کا ایک اصول ہے کے بھیڑ جس زمین میں ایک رات گزارے سات سال اس زمین کی فصل دوسری زمین کے برابر نہیں ہوتی۔ یعنی دوسری زمین کی فصل سات سال اس کے برابر نہیں ہوتی۔ اس کی فصل سات سال زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ یہ بات کر کے فرمایا چوہدری تم اللہ کے بندے کو بھیڑوں سے کمزور سمجھتے ہو؟ میں سات دن تیرے گھر رہا ہوں تمہیں ابھی بھی دعا کی ضرورت ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک نور علیٰ نور ہے، مجسمہ نور ہے۔ حضور پاک ﷺ کا نور جس جسم میں، جس نسل میں خون شامل ہو جائیگا وہ نسل جو ہے نور والی ہو جائے گی۔ جہاں قدم رکھیں گے وہ جگہ برکت والی ہو جائے گی۔ جہاں دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیں گے وہ ہاتھ نیچے کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ وہ دعا قبول فرمالیں گے۔

خطبہ نمبر ۳

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ جھوک شریف چونیاں ۲۰۰۷ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ ذٰلِکَ مَا کُنَّا نَبْغِ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

برکت حاصل کرنے کے لیے آیت کا تھوڑا سا حصہ آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے تھوڑی دیر کے اندر گفتگو کرونگا اس کے بعد ختم شریف پڑھوں گا، اس کے بعد عشاء کی نماز ادا کر کے ادھر سے جائیں گے۔ کیونکہ ادھر سے فارغ ہو کر اور کئی جگہوں سے ہو کر پھر میں نے چتو کی پہنچنا ہے۔ اس لیے آپ کی خدمت میں تھوڑا وقت گزاروں گا پھر اجازت لوں گا۔ جو آیت پاک کا میں نے کچھ حصہ پڑھا ہے یہ قرآن پاک کا ایسا واقعہ ہے جو اکثر و بیشتر علماء کرام بیان فرماتے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں اس نسبت کے ساتھ گفتگو نہیں کرنا چاہتا جو گفتگو میں کرنا چاہتا ہوں اس کی ابتداء اس طرح ہے کہ موسیٰ اللہ کے پیارے نبی تھے، اللہ کے رسول تھے۔ ان کی عظمت کی وجہ سے ان کے درجات کی وجہ سے ان کا لقب ہے کلیم اللہ۔ کلیم اللہ ان کا لقب کیوں پڑا؟ قرآن نے بیان فرمایا ہے اس لیے ان کا لقب کلیم اللہ ہوا کہ اللہ سے کلام کرنے والے تھے۔ قرآن نے اس کو بیان فرمایا ہے (ترجمہ): ان کے رب نے ان کے ساتھ کلام کیا۔ بات توجہ کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ آپ سمجھدار ہیں نبی یا رسول اس کو کہا جاتا ہے جس پر اللہ کی وحی نازل ہو اور رسول اس کو کہتے ہیں جس پر اللہ کی کتاب نازل ہو۔ لیکن وہ سارے کتاب کا نزول، وحی کا نزول بذریعہ فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بات ذہن میں آگئی ہے میں کر دیتا ہوں اس سے علم میں اضافہ ہوگا کہ وحی وہ کئی اقسام کی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر جو وحی آتی رہی وہ بھی کئی اقسام کی ہیں۔ لفظ وحی کے معنی کئی قسم کے ہیں۔ اور یہ قرآن کے اندر اس لفظ کا اطلاق مختلف ہستیوں پر ہوا ہے یعنی

میرے کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ یہ اس لفظ کی خصوصیت صرف اور صرف نبیوں کے ساتھ ہے، بلکہ لفظ کی خصوصیت جو ہے دوسری ہستیوں کے ساتھ بھی ہے۔ لیکن ادھر معنی اور ہے۔ جب اس لفظ کی نسبت نبیوں کے ساتھ کریں گے تو معنی اور ہیں۔ جس طرح میں قرآن کی ایک مثال دے دوں۔ ہم موسیٰ کی نسبت سے ذکر کر رہے ہیں تو موسیٰ کی نسبت سے ہی میں آیت پاک پڑھ دیتا ہوں۔ جو جب موسیٰ کی والدہ نے ان کو ڈبے میں بند کر کے دریا میں پھینکا تو رب تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے موسیٰ کی والدہ کی طرف وحی کی کہ تم فکر نہ کرو کہ دودھ تو تم ہی اسے پلاؤ گی۔ تو بہر کیف واقعہ تو لمبا ہے۔ لیکن میرا یہ مطلب ہے کہ موسیٰ کی والدہ جو تھیں وہ نبی نہیں تھیں، نبوت ہمیشہ مردوں پر آئی عورتوں پر تو نہیں آئی۔ لیکن وحی کی نسبت ان کی طرف ہے۔ اس جگہ پر معنی کچھ اور ہے۔ اور جب نبی کی طرف نسبت کریں گے تو معنی اور ہے۔ قرآن کی ایک اور آیت پیش کر دیتا ہوں (ترجمہ): اس مقام پر میں آیت کا ترجمہ کر دیتا ہوں۔

اس مقام پر وحی کا اطلاق ایک شہد کی مکھی کی طرف ہے۔ فرمایا تیرے رب نے مکھی کی طرف وحی بھیجی۔ اس وحی میں اس کو کیا کہا؟ تو اپنے گھر پہاڑوں میں بنایا کر، درختوں پر اپنے گھر بنایا کر جدھر لوگ رہتے ہیں۔ ان کے مکانوں میں بھی اپنے گھر بنایا کرو۔ کئی دفعہ آپ نے دیکھا ہوگا شہد کا چھتہ گھروں کے قریب یا گھروں کے اندر بھی لگا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ہر قسم کے پھل کھایا کرو۔ فرمایا کہ پھل کھانے کے بعد پھولوں کا رس چوسنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو راستے بنائے ہیں تمہارے گھر پہنچنے کے لیے ان راستوں کو تیرے تابع بنا دیں گے۔ یعنی تمہارا چلنا ہی ان رستوں پر ہوگا جو تم کو کسی اور طرف نہیں لیکر جائیں گے۔ بلکہ سیدھے تمہارے گھر لے جائیں گے۔ ان کے پیٹوں میں سے ایسا شہد نکلے گا جن کے مختلف رنگ ہوں گے۔ آپ کے علاقے میں بھی شہد ہوگا اور تم دیکھتے ہو کہ اس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں اس کی خوبی یہ ہوگی کہ لوگوں کے لیے شفا بن جائے گا۔ مولانا روم نے اس نسبت کے ساتھ ایک شعر کہا ہے، وہ بھی مجھے یاد آ گیا ہے۔ وہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ مکھی شہد والی اور دوسری عام مکھی ایک پھول پر ایک ہی قسم کے پھول پر بیٹھتی ہیں جس طرح مثلاً ایک کھیت ہے۔ ایک زمین ہے ایک ایکڑ ہے۔ اس میں سرسوں کے پھول آج کل لگے ہوتے ہیں۔ مختلف قسم کے پھول ہوں۔

چنبیلی کے پھول یا گلاب کے پھول ہوں، دونوں مکھیاں اس پر بیٹھتی ہیں۔ اور اس کا رس چوستی ہیں۔ لیکن وہ فرماتے ہیں کہ تاثیر کا فرق یہ ہے شہد کی مکھی کے جسم سے جو شیرہ نکلتا ہے

اس سے بیماروں کو شفا ملتی ہے۔ شہد کی مکھی اور عام مکھی کے اعضاء ایک ہی ہیں، کھانا وہی ہے تاثیر کا فرق ہے۔ عام مکھی کے جسم سے جو شیرہ نکلتا ہے اس سے تندرست آدمی کو بیماری لگتی ہے۔ شفا والے لوگوں کو بیماری لگتی ہے۔ اور شہد والی مکھی کے جسم سے جو شیرہ نکلتا ہے اس سے بیماروں کو شفاء ملتی ہے۔ پھر تاثیر کا فرق ہے۔ میں بات وحی کی کر رہا تھا لیکن بات دور چلی گئی ہے لیکن مجھے ایک بات یاد آ گئی ہے وہ بڑی پیاری ہے اس نسبت کے ساتھ مجھے یہ بات کہتے کہتے یاد آئی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ کی حدیث شریف ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ایک دن شہد کی مکھیاں میرے پاس آ گئیں۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ شفا تو اللہ کے حکم سے ہوتی ہے لیکن اس میں مٹھاس کس طرح پیدا ہوتی ہے؟ شہد ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے کہ نہیں؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب ہم کھانے پینے سے فارغ ہو جاتی ہیں رس ہمارا جو شیرہ ہمارے جسموں میں بنتا ہے، جو خوراک سے بنتا ہے اس کو ہم اس چھتے میں منتقل کر دیتی ہیں اس کو اپنے لفظوں میں بیان کر لو کہ جب سارا دن جب سفر کر کے کھا پی کر اور جب آ کر چھتے میں رات گزارتی ہیں، اور جب ہم اکٹھی ہو کر بیٹھتی ہیں تو اس وقت جتنی دیر ہم چھتے پر بیٹھی رہتی ہیں وہ سارا وقت یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ پر درود پڑھتی رہتی ہیں اس درود پاک کی برکت کے ساتھ اس شیرے میں مٹھاس آ جاتی ہے۔ تو بہر کیف یہ الگ موضوع ہے میں پھر کبھی سہی، تو بات یہ کر رہا تھا اللہ تعالیٰ نے مکھی کی طرف وحی بھیجی تو وحی نبیوں کی طرف بھی آتی۔ وحی عورتوں کی طرف بھی آتی ہے، وحی اور چیزوں کی طرف بھی آتی ہے، وحی مکھی کی طرف بھی آتی ہے لیکن ان سب کے معنی الگ الگ ہیں۔ جب وحی کی نسبت نبیوں کی طرف کریں گے تو معنی الگ ہوگا اور جب اس کی نسبت عورت کی طرف کریں گے تو معنی الگ ہوگا۔ جب انبیاء کی طرف نسبت کریں گے تو ان کا معنی الگ ہوگا جب مکھیوں کی طرف کریں گے تو معنی الگ ہوگا۔ لفظ ایک ہے لیکن اس کے معنی الگ ہیں اور نسبت کے ساتھ اس کے معنی بدلتے رہتے ہیں۔ تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ موسیٰ اللہ کے نبی تھے ان کے ساتھ اللہ نے جو کلام کیا جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ بغیر وحی کے کیا۔ اور براہ راست کیا۔ اس لیے ان کا لقب کلیم اللہ بن گیا۔ وہ کلام قرآن کے اندر موجود ہے لیکن میں تھوڑی سی بات دوسری طرف جا کر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے امتی ہیں اور نبی کریم ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ کلمے کی بڑی برکتیں اور عظمتیں ہیں لیکن میں اس طرف نہیں جانا چاہتا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ علماء کرام نے بڑا پیارا نقطہ

بیان کیا ہے کہ موسیٰ کا لقب ہے کلیم اللہ اور نبی کریم ﷺ کا لقب ہے حبیب اللہ ﷺ۔ اس کے اور اس کے درمیان فرق کیا ہے؟ اس فرق کو ایک شاعر نے بیان کیا ہے اور ایک حدیث شریف کے اندر نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ میں دونوں چیزیں آپکی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔

لاڈلے تھے خدا کے کلیم خدا — فرق یہ ہے کہ کلیم اور محبوب میں
وہ کلام حق سننے گئے طور پر — ان کے گھر خود خدا کا کلام آگیا

میں اختصار کی طرف نہیں آتا لیکن نبی پاک ﷺ کی حدیث پاک آپکی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ مولانا روم نے اس کو بیان کیا ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: کہ میرا اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے جب میرے اور اللہ کے قریب نہ کوئی جا سکتا ہے نہ کوئی مقرب ترین فرشتہ جا سکتا ہے اور نہ کوئی رسول جا سکتا ہے۔ ایک بات آپ کے علم میں اضافے کے لیے بیان کر دوں۔ قرآن میں ارشاد فرمایا: کہ رب نے ان کے ساتھ کلام کیا کہ وہ کلام کا اللہ تعالی نے ذکر کر دیا تا کہ تم اس سے بے خبر نہ رہ سکو۔ کہ اللہ نے کیا کلام کیا۔ میں آپ کو ایک دومنٹ بعد کچھ آیات سنا دیتا ہوں وہ کلام اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے تا کہ ہم بے خبر نہ رہیں کہ اللہ تعالی نے ان کے ساتھ کیا کلام فرمایا تھا۔ لیکن معراج والی رات اللہ تعالی نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جو کلام کیا بے پردہ بے حجاب علماء کرام نے ان کی تین اقسام بیان کی ہیں۔ پہلی قسم یہ کہ ستر ہزار کلام وہ تھا نبی اکرم ﷺ کو آگے بیان کرنے کی اجازت ہی نہیں تھی۔ شاعر نے اس کا ترجمہ تو نہیں کیا لیکن اس نسبت کو بیان کرنے کے لیے سنا دیتا ہوں۔

محب اور محبوب کے درمیان ایسے اشارے ہیں جن کی کراما کاتبین کو بھی خبر نہیں ہوتی جن کا کام ہے صرف اور صرف لکھنا، ان کو بھی پتا نہیں چلتا۔ ستر ہزار کلام وہ تھا جس کو آگے بیان کرنے کی اجازت ہی نہیں تھی۔ اور ستر ہزار کلام وہ تھا جس کو صحابہ کرامؓ کے سامنے بیان کرنے کی اجازت تھی لیکن جن کے سامنے رسول اللہ ﷺ ضروری نہیں کہ پوری کی پوری بیان کریں بلکہ اس میں سے جتنی مرضی وہ بیان کریں لیکن حکم یہ تھا کہ صحابہ کرامؓ کو کہ تم نے آگے بیان نہیں کرنی۔ یعنی نبی کریم ﷺ کچھ حصہ بیان فرما دیتے اس کا حکم تھا کہ تم نے آگے بیان نہیں کرنا۔ ستر ہزار کلام وہ تھا جس کو رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کرام کو بیان کرنے کی اجازت اور صحابہ کرام کو آگے دوسرے لوگوں کو بیان کرنے کی اجازت تھی۔ مطلب یہ کہ ادھر جو کلام تھا میں حبیب اور کلیم کے

درمیان فرق بیان کر رہا تھا ایک فرق تو میں نے شعر میں بیان کر دیا تھا اور دوسرا حدیث پاک میں بیان کیا تھا اس کی تشریح کے طور پر بیان کر رہا تھا کہ کلام بھی کئی قسم کے ہیں لیکن ادھر جو موسیٰ کے ساتھ کلام کیا وہ قرآن میں موجود ہے (ترجمہ): فرمایا کہ میں تیرا رب ہوں پاک وادی میں تم کھڑے ہو وادی طویٰ۔ کوہ طور پر جس جگہ موسیٰؑ کھڑے ہوئے تھے اس جگہ کا نام طویٰ ہے۔ تم کو حکم ہے کہ تم اپنا جوتا اتار دو۔ میں نے تم کو اپنے لیے پسند کر لیا جو آپ کی طرف وحی کی جاتی ہیں اس کو سن لو میں خدا ہوں میرے علاوہ تمہارا کوئی دوسرا خدا نہیں، اور میری عبادت کرنی ہے اور میرے ذکر کے لیے نماز ہے اور قیامت آنے والی ہے میں اس کو کچھ دیر چھپا کر رکھوں گا تا کہ لوگ نیکیاں کرتے رہیں اور اپنی نیکیاں کما کر نیکیاں حاصل کرتے رہیں۔ موسیٰ بتاؤ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ فرمایا یہ میرا ڈنڈا ہے اس کے ساتھ میں تکیہ بھی لگا لیتا ہوں اور اپنی بکریوں کے لیے اس کے ساتھ درختوں سے پتے بھی اتار لیتا ہوں۔ اور بھی کئی ضرورتوں میں کام آجاتا ہے۔ بات سے بات نکلتی ہے لیکن چونکہ میری عادت یہ ہے کہ جو بات میرے سامنے آئے وہ تمہارے علم میں اضافے کے لیے میں جدھر بھی ہوں میں بیان کر دیتا ہوں۔ چھڑی کا بندہ سہارا لے لیتا ہے اس نسبت سے قرآن پاک میں ایک واقعہ ہے۔ چھڑی سے سہارا لینے کی نسبت سے ایک واقعہ ہے، موسیٰ علیہ السلام نے بھی فرمایا میری اور بھی کئی حاجتیں اس سے پوری ہوتی ہیں آگے آپ نے سنا ہے میں آگے نہیں جانا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کو نیچے پھینک دو جب پھینکا تو وہ سانپ بن گیا۔ موسیٰ ڈرنے لگے فرمایا ڈرو نہ پکڑ لو اس کو ہم اصل حالت میں لے آتے ہیں۔ میں دوسری بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ جو تھے ان کی بھی بڑھاپے کی عمر تھی۔ آپ نبی بھی تھے اور رسول بھی تھے۔ اور انسانوں کے بادشاہ بھی تھے اور جنوں کے بادشاہ بھی تھے۔ چونکہ میں نے پہلے عرض کی تھی کہ جو بات بھی شروع کریں وہ دور نکل جاتی ہے لہٰذا میں ادھر آتا ہوں۔ آپ جنوں کے بھی بادشاہ تھے۔ یہ مسجد اقصیٰ جس کو یہودی آج بھی ہیکل سلیمانی کہتے ہیں یہ سلیمانؑ نے بنوائی تھی۔ اور پتھروں سے بنوائی تھی۔ یہ جنوں سے بنوائی گئی تھی۔ جس طرح وہ چاہتے تھے وہ ان کی رضا پر کام کرتے تھے منبر و محراب بنائے تھے، ہانڈیاں پک رہی تھیں جس میں کوئی چھچھ ہلا رہا تھا وہ بنا رہے تھے۔ بہر کیف جو وہ چاہتے تھے وہ حکم دیتے تھے۔ وہ بناتے جاتے تھے۔ مسجد اقصیٰ، ہیکل سلیمانی سلیمانؑ نے بنوایا تھا۔ صبح جا کر کھڑے ہو جاتے تھے چھڑی اپنی ٹھوڑی کے نیچے اس طرح رکھ لیتے اس کے سہارے سارا دن کھڑے رہتے کمزور تھے ویسے

کھڑے نہیں رہ سکتے تھے لیکن کام کروانے کے لیے سارا دن اس کے سہارے کھڑے رہتے۔ شام ہوتی تھی تو چھڑی اپنے ہاتھ میں پکڑ کر گھر چلے جاتے اور جن اپنے گھر چلے جاتے۔ وہ صبح پھر چھڑی کے سہارے اپنی ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور جن اپنا کام کرتے رہتے تھے۔ ان کی ہیبت، ان کا دبدبہ ڈر یہ بھی فرق ہے حدیث شریف میں موجود ہے۔ میں تھوڑی دیر بعد مختصراً عرض کر دیتا ہوں ان کی ہیبت، دبدبہ ڈر جنوں پر اس طرح طاری ہوتا تھا کہ ان کو حضرت سلیمانؑ کی طرف دیکھنے کی جرات نہیں ہوتی تھی۔ نبی کریم ﷺ سے ایک صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کے حُسن اور حضرت یوسفؑ کے حُسن میں کیا فرق ہے؟ فرمایا یوسفؑ کے حُسن میں چمک تھی اور میرے حُسن میں ملاحت ہے۔ یعنی وہ جنوں کو دیکھنے کی جرات نہیں اجازت نہیں۔ فرمایا میرے حُسن میں ملاحت ہے۔ ملاحت کہتے ہیں نمک کو۔ کیا مطلب ہے؟ کہ جو میرا چہرہ دیکھتا ہے وہ دیکھتا رہتا ہے۔ نہ اس کی آنکھیں سیر ہوتی ہیں نہ اس کا دل سیر ہوتا ہے نہ اس کا جانے کو دل کرتا ہے۔

سارے جہاں میں خوبرو تیری قسم تیرے بغیر　　　جچتے نہیں نگاہ میں اپنی نظر بچا

جو ایک دفعہ دیکھتا ہے دیکھتا ہی رہتا ہے میں نے شاید رات چوکی میں شعر سنایا تھا کہ:

نگاہِ لطف ہی کافی تھی بیمارِ محبت کو　　　نہ سنتے حال لیکن دیکھ جاتے اپنی آنکھوں سے

تو بہر کیف میں یہ عرض کر رہا تھا حضور ﷺ کے چہرہ پر انور میں اللہ تعالیٰ نے ایسا حُسن پیدا فرمایا تھا

خُدا نے اوہ حُسن عطا کیتا تینوں　　　نہ رجاں کدی پا دیں ویکھاں لکھ وار

یہ معنی ہیں ملاحت کے۔ حضرت امام زین العابدینؓ نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں نعت لکھی۔ اس کا ایک شعر ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اس طرح، جس طرح سورج کی چمک ہے۔ چاشت کے وقت سورج کی چمک دیکھو تو حضور ﷺ کا چہرہ معلوم ہوتا ہے۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے آسمان پر چودھویں رات کا چاند چمک رہا تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں بیٹھا کبھی رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی آسمان کے چاند کو دیکھتا تھا۔ فرماتے ہیں مجھے اللہ کی قسم ہے نبی اکرم ﷺ کے چہرہ آسمان کے چاند سے زیادہ حسین معلوم ہوتا تھا۔ جو بات میں اب کرنے لگا ہوں وہ بھی سچی اور علی پور شریف کے قریب ایک گاؤں میں ایک بزرگ تھے وہ

مستند عالم تھے۔ اس طرح کے مستند عالم تھے کہ میرے والد صاحب کو مسائل کے بارے میں کوئی حوالہ پوچھنا ہوتا، مشورہ کرنا ہوتا تو آدمی بھیج کر ان کو بلا لیتے تھے، یہ مسئلہ ہے اس کا حوالہ کس کتاب میں ہے؟ پھر وہ کتابیں منگوا کر اس جگہ سے پڑھتے یا تلاش کرتے تھے۔ بہرکیف مستند عالم تھے، حافظ قرآن تھے، عالم دین تھے۔ تہجد گزار تھے، نورانی چہرے والے تھے۔ فرماتے ہیں کہ علی پور شریف میں مسجد نور میں رمضان کا مہینہ تھا تراویح پڑھ کر حضرت چونکہ پڑھاتے تھے آپ کو تھکن ہو جاتی تھی۔ آپ تکیہ لگا کر بیٹھے تھے۔ لوگ آپ کو دبا رہے تھے۔ فرمایا کہ میں بھی پاس بیٹھا تھا کہ آسمان پر چودھویں کا چاند چمک رہا تھا۔ فرماتے ہیں کہ کبھی میں چاند کی طرف دیکھتا اور کبھی حضرت امیر ملتؒ کے چہرے کی طرف دیکھتا تھا۔ مجھے اللہ کی قسم حضرت کا چہرہ چودھویں کے چاند سے زیادہ حسین تھا۔

جس کو بار دو عالم کی پرواہ نہیں ایسے بازو کی ہمت پہ لاکھوں سلام

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمتوں کا سمندر دیکھنا ہو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو دیکھ لو۔ ان کی ہمت کی انتہا نہیں۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ جو جن تھے اس کو سلیمان علیہ السلام کی طرف دیکھنے کی جرات نہیں تھی۔ بات بھولتی نہیں ہے وہ چھڑی کی بات سمجھانے کے لیے آپ کو اتنے مسائل سنا دیے۔ شائد کوئی عالم اتنے مسائل بیان نہ کر سکے۔ وہ چھڑی لیکر کھڑے ہو جاتے جن کام کرتے رہتے۔ شام کو اپنے گھروں میں چلے جاتے۔ ایک دن شام ہوئی آپ سلیمانؑ گھر نہ گئے۔ میں بات پہلے کر چکا ہوں کہ ان کو سلیمانؑ کی طرف دیکھنے کی جرات ہی نہیں۔ شام ہو گئی، عشاء ہو گئی، رات ہو گئی، صبح ہو گئی بابا جی گھر نہ گئے۔ قرآن نے بیان کیا ہے کہ سال گزر گیا۔ نہ جن ان کی طرف دیکھتے نہ ان کو پتا چلے۔ ان کو سال ہو گیا بھوکے پیاسے کام پر لگے رہے دھڑا دھڑ۔ نہ بابا جی جائیں نہ وہ گھروں کو جائیں اور نہ آرام کریں۔ آخر وجہ کیا تھی؟ کہ حضرت سلیمانؑ کی کھڑے کھڑے روح قبض ہو چکی تھی، فرشتہ آیا اسی حالت میں روح قبض کر لی۔ اب جان ہوتی تو بابا جی جاتے۔ سال گزر گیا وہ چھڑی تھی حدیث شریف میں آتا ہے (ان اللہ حرم علی الارض ان تاء کل اجساد الانبیاء) اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ اس لیے بابا جی کو کچھ ہونا تو نہیں تھا۔ وہ چھڑی جس کو دیمک نے کھا لیا نیچے سے کھوکھلی ہو کر ٹوٹ گئی۔ جب چھڑی گری تو بابا جی گر پڑے۔ آپؑ کے امتی جو تھے، آپ کے گھر والے جو

تھے، آپ کا خاندان جو تھا وہ آپ کو اٹھا کے لے کر گئے۔ جنوں پر کیا گزری؟ جس نے جو پتھر پکڑا تھا وہیں پر پھینکا، وہیں رکھا، جو کوئی کھڑا تھا۔

وہیں سے ہی واپس جو کوئی ہانڈی بنا رہا تھا اس نے ہانڈی وہیں رکھی اور چلا گیا۔ قرآن نے فرمایا (فلما خرا تبینت الجن ان لو کانو یعلمون الغیب مالبثو فی العذاب المھین) وہ کہنے لگے اگر ہم غیب جانتے تو اس تکلیف دینے والے عذاب میں نہ رہتے۔ یعنی دیکھنے کی جرات ہی نہیں تھی۔ کہ ہمیں غیب کے ذریعے خبر ہو جاتی آپ کا علم ہو جاتا تو اس ذلیل کرنے والے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔ میرے کہنے کا مطلب ہے کہ جنوں سے کئی کام لیے جاتے ہیں۔ تو موسیٰ کیساتھ جو گفتگو ہوئی اس کو اللہ نے قرآن میں بیان کر دیا لیکن نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جو گفتگو ہوئی یا اس کے بعد جو گفتگو ہوتی رہی آپ نے فرمایا، ہمارے درمیان نہ کوئی فرشتہ نہ کوئی نبی قریب آسکتا ہے نہ کوئی رسول قریب آسکتا ہے۔ میں نے عرض یہ کی تھی کہ موسیٰ کا لقب تھا کلیم اللہ اور جس کیساتھ رب نے براہ راست کلام کیا ہو اس سے بڑی عظمت اور کس کی ہوگی؟ نبی اکرم ﷺ نے تمہارے حوصلے زیادہ کرنے کے لیے تمہارے ایمان کی پختگی کے لیے تمہارے ایمان کی تازگی کے لیے ایک ارشاد فرمایا میں آپ کو سنا دیتا ہوں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں (ان اللہ حیی کریم) فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ بڑا ہی حیا والا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑا ہی حیا والا ہے۔ (کریم) ساتھ کرم والا بھی ہے۔ (یستحی عبدہ) اپنے بندے سے حیا کرتا ہے۔ یعنی حیا والا ہے اور اپنے بندے سے حیا کرتا ہے۔ کس بات کی؟؟ (الی رفع یدیہ الیہ) جب اللہ کا بندہ ہاتھ اٹھا کے اپنے اللہ کے سامنے کوئی عرض کرتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ مجھ سے کوئی مانگے اور میں اس کے ہاتھ خالی لوٹا دوں۔ اللہ تعالیٰ حیا کرتے ہیں کہ میرا بندہ میری طرف ہاتھ کرے مجھ سے مانگے اور میں اس کے ہاتھ خالی واپس کر دوں۔ کبھی خالی واپس نہیں کروں گا جو مانگے گا اسے دوں گا۔ بہر کیف یہ بات کرنے کا میرا مقصد یہ ہے کہ تمہارے ساتھ تو اللہ تعالیٰ ہر وقت کلام کرنے کی خواہش رکھتے ہیں شوق رکھتے ہیں کہ تم مانگو اور رب تم کو عطا کریں۔ جاؤ جو کچھ تم نے مانگا وہ تم کو دیا، جاؤ جو تم نے مانگا تمہیں دیا۔ قرآن میں بیان کیا ہے رب تعالیٰ نے (اجیب الدعوۃ الداع اذا دعانی فالیستجیب لی) فرمایا کہ دعا کرنے والا جب دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کر لیتا ہوں۔ (فالیستجیب لی) لوگوں کو چاہیے کہ وہ مجھ سے دعائیں قبول کروائیں، دعائیں مانگیں تاکہ میں قبول کرتا رہوں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ موسیٰ کی ایک

عظمت ایک درجہ یہ تھا کہ اللہ نے ان کے ساتھ کلام کیا اور بھی بہت سے درجے ہیں اور بھی بہت سی عظمتیں ہیں لیکن بات کو لمبا نہیں کرنا تو مطلب یہ ہے کہ اپنی عظمتوں کی طرف جب نگاہ کی تو، ایک مسئلہ مجھے یاد آ گیا ہے۔ میں آپ کو سنا دیتا ہوں ایک بزرگ تھے انہوں نے کسی بزرگ سے سوال کیا کہ جناب بایزید بسطامی بڑے بلند بزرگ گزرے ہیں وہ اپنی حالت لوگوں کے سامنے بیان کرتے تھے تو فرماتے تھے (ترجمہ) میں پاک ہوں اللہ نے مجھے پاک کیا ہے۔ اللہ نے میری شان کو عظیم بنایا ہے بڑی عظمت والا بنایا ہے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کے غلام تھے حضور ﷺ کے امتی تھے شاعر نے بڑا پیارا شعر بیان کیا ہے اس میں بایزید کا ذکر کیا ہے اس لیے میں سنانے لگا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کا دربار ایسی ادب کی جگہ ہے کہ عرش سے بھی زیادہ نازک ہے۔ ماشاقی کہنے والا بایزید جب اس دربار میں حاضر ہوتا ہے تو سانس بند اور نظریں جھکا کر آتا ہے۔ جنید اور بایزید یہاں اپنی سانس بند کر کے آتے ہیں نظریں جھکا کر آتے ہیں۔ سوال اس نے یہ کیا کہ بایزید بسطامی رسول اللہ ﷺ کے امتی تھے تو وہ اپنی شان ان لفظوں میں بیان کرتے تھے۔ اللہ نے میری بہت عظیم شان بنائی ہے، بڑی عظمت والی شان بنائی ہے لیکن نبی اکرم ﷺ کے صحابہ نے پوچھا ہر نبی معصوم ہوتا ہے گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا تو گناہ ہی کوئی نہیں لیکن آپ فرماتے ہیں کہ میں استغفار 100 دفعہ روزانہ پڑھتا ہوں۔ عام طور پر استغفار پڑھتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ اللہ کا شکر گزار بندہ بننے کے لیے شکریہ ادا کرنے کے لیے استغفار پڑھتے۔ اس نے سوال یہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے اتنے بلند مدارج ہیں لیکن اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ استغفار پڑھتے تھے۔ حضور ﷺ کا گناہ ہی کوئی نہیں اور بایزید کہتے ہیں کہ اللہ نے میری بڑی عظمت بنائی ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میری بات غور سے سن لو اور سمجھ لو کہ بایزید بسطامی کو جو درجے اور مدارج ملے تھے وہ ایک جگہ جا کر رک گئے تھے۔ میں اس کی مثال تو نہیں دے رہا میں آپکو سمجھانے کے لیے بات کر رہا ہوں ایک آدمی جہاز میں بیٹھ جاتا ہے، جہاز نے جتنی بلندی پر جانا ہوتا ہے وہ وہاں جا کر رک جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ بایزید بسطامی کو جو مدارج ملے تھے وہ ایک جگہ جا کر رک گئے تھے۔ اس نسبت کے ساتھ جب وہ اپنی بلندی دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ میری بڑی شان ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے مدارج اور درجات تھے وہ ہر وقت، ہر لمحہ بلند ہوتے تھے۔ اس میں ایک جگہ کا تصور بھی نہیں تھا۔ وہ ہر وقت زیادہ ہوتے رہتے تھے۔ ایک بات مجھے یاد آ گئی ہے میں

آپکو بعد میں سناتا ہوں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ جب اپنے اونچے درجے کو دیکھتے تھے تو استغفار پڑھتے تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ کے مدارج ایک جگہ جا کر رکتے نہیں تھے۔ آپ ﷺ شکر کرنے کے لیے استغفار پڑھتے تھے۔ عرس کے موقع پر علی پور شریف میں جلسہ ہو رہا تھا۔ ایک بزرگ مولانا امام دین صاحب حضرت کے خلیفہ تھے۔ اس زمانے کے اندر B.A پاس تھے وہ تقریر فرما رہے تھے۔ دوران گفتگو بیان کرتے کرتے انہوں نے کہا کہ میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں تم اس کا جواب دو۔ سوال انہوں نے یہ کیا، لیکن میں بات کرنے سے پہلے ایک بات کر دیتا ہوں۔ ایسا سوال وہ بندہ کر سکتا ہے جس کا علم وسیع ہو۔ جس طرح ایک آدمی کی نظر نہ ہو تم اس کو رنگوں کی شناخت کروا سکتے ہو؟ مطلب ہے کسی شاعر نے لکھا:

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے   دیدۂ کور کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے

کیونکہ وہ خود نظر والے تھے۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے ایسے انسان پیدا فرمائے جو اللہ کے ولی تھے، ابن الوقت تھے، جو غوث وقت تھے۔ انہوں نے سوال یہ کیا کہ ہر انسان پر پانچ نمازیں فرض ہیں۔ ہر مسلمان پانچ فرض نمازیں ہی پڑھتا ہے۔ کبھی کسی نے سات پڑھی ہیں، کبھی چھے بھی کسی نے پڑھی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ قبلہ عالمؒ کے ساتھ ہم دن رات سفر میں رہے ہیں، کہ آپ بھی پانچ فرض نمازیں ہی پڑھتے تھے، سارا وقت اللہ کی مخلوق کی ضرورتیں پوری کرنے میں گزارتے تھے۔ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنا اللہ کی رضا کا سبب بنتا ہے۔ نہ ہم سے علیحدہ ہوتے ہیں نہ ہم سے جدا ہوتے ہیں نہ علیحدہ ہو کر چلہ کشی کرتے ہیں نہ وظیفہ پڑھتے ہیں نہ کوئی تسبیح پڑھتے ہیں ہمارے سامنے ہی رہتے ہیں وعظ فرماتے ہیں تو ہمارے سامنے ہوتے ہیں لیکن مدارج کی طرف دیکھتے ہیں تو حضرت قبلہ عالمؒ کے مدارج ہم سے لاکھوں گنا بلند ہیں۔ یہ بات میں پہلے کر چکا ہوں کہ ان کو مدارج نظر آتے تھے۔ ایک حضرت کے خلیفہ تھے انہوں نے منقبت لکھی فارسی میں کافی لکھا لیکن ایک منقبت حضرت کے بارے میں لکھی۔ آپؒ فرماتے تھے کہ آپ کی منقبت سب سے زیادہ نمبر لے گئی ہے۔ اس کا ایک شعر ہے

دامن شیخ ورائی بہر نجاتم کافی   کہتے ہیں کہ میرے شیخ کا دامن میری نجات کے لیے کافی ہے۔
فکر عقبیٰ نہ غم روز شماری   نہ آخرت کا فکر ہے کہ فرشتے آئیں گے نہ قیامت کے دن کا ڈر ہے کہ کیونکہ شیخ کا دامن پکڑا ہوا ہے۔

میرے شیخ کا دامن میری نجات کے لیے کافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بتاؤ حضرت بھی

وہی نماز پڑھتے ہیں ہم بھی وہی نماز پڑھتے ہیں لیکن حضرت صاحب کے درجات بہت بلند ہوتے جاتے ہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے؟ سب نے جو جلسے میں بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ آپ اس کا جواب بہتر جانتے ہیں ہمیں بھی بتائیں تا کہ ہمیں بھی اس کا پتا چل جائے آپ نے فرمایا بات یہ ہے کہ حضرت قبلہ عالم دن رات اللہ کے دین کی خدمت کرتے ہیں۔ لوگوں کو نماز پڑھنے کا رستہ بتاتے ہیں، لوگوں کو اللہ کے قریب ہونے کا رستہ بتاتے ہیں۔ آج کے زمانے کے اندر اور اس زمانے کے اندر ایک مختصر فرق میں آپکو بتا دیتا ہوں کہ آپؒ جب سبق پڑھاتے تھے جو لوگ توبہ کرتے تھے تو ان سے فرماتے تھے کہ وعدہ کر کہ آج کے بعد جس دن نماز نہ پڑھوں اور روٹی کھاؤں تو خنزیر کھاؤں۔ وہ فرماتے تھے کہ انہوں نے فرمایا والد صاحب نے کہ حضرت ہزاروں بندوں سے یہ وعدے لیتے تھے۔ تو نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں (ابدل علی الخیر کفٰی علہ) نیکی کا رستہ بتانے والے کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا نیکی کرنے والے کو ملتا ہے۔ تو حضرت نے لاکھوں لوگوں کو نمازی بنایا ہے۔ ہم اپنی نماز پڑھتے ہیں تو حضرت کے مرید، آپ کے عقیدت مند جب نماز پڑھتے ہیں تو ساری نمازوں کا ثواب آپؒ کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ لہٰذا ہمارے نامہ اعمال میں صرف ہماری نماز کا ثواب لکھا جاتا ہے ادھر لاکھوں نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ ان کے درجے خود بڑھیں گے۔ ایک آدمی تھے بزرگ تھے حضرت کے خلیفہ بھی تھے اور حضرت کے بہت مقبول بھی تھے۔ جو فوت ہو گئے انہوں نے واپس تو نہیں آنا تب سنایا کرتے تھے کہ حضرت قبلہ عالم کی وفات ہو گئی۔ میں کئی مہینے تک علی پور نہ آیا۔ کافی دیر ہو گئی دل میں خیال گزرا کہ اب محبت کدھر ہے، وہ صورت کدھر ہے۔ حضرت کو دیکھتے تھے حضرت کی زیارت کرتے تھے سارے غم بھول جاتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس غم کی وجہ سے پریشانی میں مبتلاء رہتا تھا۔ یہ نہیں کہ عقیدت ختم ہو گئی تھی۔ پریشانی میں مبتلا رہنا۔ وہاں جانے کو دل نہ کرنا۔ فرماتے ہیں میں رات کو سویا ہوا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ میں علی پور شریف گیا ہوں۔ اوپر گیا ہوں، سلام کیا ہے تو اس طرح لگا کہ آپؒ کسی سفر کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔ میں نے جب سلام کیا تو فرمایا کہ ابراہیم بہت اچھا ہوا کہ تم آ گئے ہو۔ میں جانے لگا ہوں چلو تم بھی ساتھ چلو۔ لوٹا اور صندوقچی ساتھ لے لو کیونکہ جب گھر سے نکلتے ہیں تو یہ نہیں کہ ہم کوئی نیا کام کرتے ہیں۔ جو خادم ساتھ ہوتے ہیں انکو فرماتے ہیں بھئی تولیہ بھی لے لو، جائے نماز بھی رکھ لو۔ تو حضرت قبلہ عالمؒ ایک اور شے بھی رکھواتے ہوتے تھے مسواک وہ لوٹے میں بھیگی رہتی تھی جب

تک ان کے دانت سلامت رہے جب دانت نہیں بھی تھے تو خالی مسوڑھوں پر پھیر لیتے تھے۔ تو فرمایا ابراہیم لوٹا اور صندوقچی لے لو تولیہ کندھے پہ ڈال لو چلو چلیں۔ اتنے میں میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ نیچے اتر آئے ہیں اور ایک بہت ہی نورانی بہت ہی نور والی سواری کھڑی ہے تانگے کی طرح جو آگے گھوڑا ہے اس سے بھی نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں تانگے کی سیٹوں میں سے بھی نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں فرماتے ہیں آپ آگے بیٹھ گئے میں پیچھے بیٹھ گیا۔ وہ تانگہ چلنا شروع ہو گیا۔ میں چپ کر کے بیٹھا رہا۔ فرماتے ہیں کہ تھوڑی دیر بعد میں نے نگاہ اٹھا کے سامنے نظر کی تو دیکھا حضرت قبلہ عالم کی جگہ پر حضرت کے سجادہ نشین اول حضرت سراج الملت بیٹھے ہیں۔ میں حیران ہوا کہ میری نظر کی غلطی ہے کہ واقعی آپ ہی ہیں۔ پھر جب میں نے غور سے دیکھا تو واقعی ہی سراج الملت تھے۔ اور آپ کا چہرہ حضرت امیر ملت سے زیادہ نور والا چمک رہا تھا۔ فرماتے ہیں تانگہ چل رہا تھا پھر میں نے اچھی طرح دیکھ لیا۔ جب سمجھ آگئی کہ حضرت صاحب کی جگہ آپ آگئے ہیں اس کے بعد اسی جگہ بیٹھ گئے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ تانگہ پہلے زمین پر چلتا ہے تو میں نے دیکھا زمین پر نہیں چلتا بلکہ زمین سے اونچا ہو کر اڑنے کی شکل میں چلتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ خواب میں ہی مجھے سمجھ آگئی کہ یہ تو میرا ایمان صحیح کرنے کے لیے مجھے خواب آیا ہے۔ کہ تم جس وجہ سے نہیں آتے ان کے درجے تو مجھ سے بھی زیادہ ہیں۔ دو باتیں اور کروں گا پھر بات کو ختم کروں گا۔ حضرت کے خلیفہ مولانا غلام محمد صاحب تھے جب پاکستان ہندوستان بنا تھا تب وہ سول سیکرٹریٹ کے خطیب تھے اور سیرت امیر ملت میں ان کا تعزیت نامہ لکھا خط موجود ہے۔ اس میں لکھتے ہیں "باقیات صالحات میں مساجد و معابد ادارے مدارس ہی نہیں بلکہ نیک اور صالح اولاد چھوڑی اس کی فی زمانہ مثال نہیں ملتی"۔

وہ حاجی صاحب والی بات پوری کرتا ہوں پھر دوسری سنا کے ختم کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں پھر صبح اٹھا ہوں خالد صاحب کے شعر یاد آگئے

اگر دل ہے بے کل علی پور کو چل	اٹھا اپنا کمبل علی پور کو چل
نہ کر آج اور کل علی پور کو چل	پڑے گی وہیں کل علی پور کو چل
جو وہاں نہ گزرے وہ کیا زندگی	نہ کر دیر اک پل علی پور کو چل

وہ فرماتے ہیں کہ صبح ہی اٹھا تو علی پور شریف پہنچ گیا۔ اب مجھے سمجھ تو آ ہی گئی تھی تو کیوں نہ جاتا۔ میں پہنچا، جا کے سلام کیا اور بیٹھا تو جاتے ہی آپ نے فرمایا ابراہیم کچھ بتاؤ بھی کہ سوچے جاؤ

گے میرے آنسو آگئے۔ تو میرا مطلب عرض کرنے کا یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے موسیٰ کو جو عظمتیں عطا فرمائی ہیں ان میں کوئی شک شبہ والی بات نہیں ہے۔ لیکن حضرت امیر ملت کی ذات کو اور حضرت کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ نے وہ عظمتیں عطا فرمائی ہیں جن کی فی زمانہ مثال نہیں ہے۔ والد صاحب نے سیرت امیر ملت میں ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہ آپ کی بیماری کے دن تھے جس بیماری میں آپکی وفات ہوئی، ایک مائی آگئی۔ سلام کیا روٹی پانی پوچھا اس کے بعد اس نے عرض کی کہ حضورؒ میں آپکی بیعت کرنے آئی ہوں۔ توبہ کرنے آئی ہوں۔ آپ نے کسی خادم کو آواز دی۔ اس کو آپ نے کہا کہ اس کو صاحبزادے کے پاس لے جاؤ، چونکہ حضرت صاحب سراج الملت سب سے بڑے تھے ان کو سب صاحبزادہ کہتے تھے۔ فرمایا کہ ان کو صاحبزادے کے پاس لے جاؤ۔ اور کہو کہ اس کو توبہ کرائیں۔ مائی پریشان سی ہوگئی، حوصلہ ٹوٹ گیا۔ اس نے عرض کی کہ جناب میں تو آپکی بیعت ہونے کے لیے آئی ہوں۔ فرمایا کہ مائی تم میری بات نہیں مانتی ہو، بحث کرتی ہو میری زبان نہیں سمجھتی ہو خادم نے کہا مائی اٹھو ناراض کرنا ہے حضرت کو۔ مائی چلی گئی۔ آپکی خدمت میں حاضر ہوئی وہاں جا کے بیعت کی واپس حضرت کے پاس حاضر ہوئی تو فرمایا کہ دیکھا ہے صاحبزادے کو؟ کہتی جناب دیکھا ہے۔ تسلی ہوئی ہے؟ جناب ہوئی ہے فرمایا اب میری بات سن لو لفظ یہ فرمایا، فرمایا میں نے ساری زندگی جھوٹ نہیں بولا۔ مائی قسم اٹھا کے کہتا ہوں کہ میں نے صاحبزادے کو خود سے اچھا سمجھتے ہوئے تمہیں ان کے پاس بھیجا ہے۔ اعلیٰ حضرت کا شعر پڑھ کر بات کو ختم کرتے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

ماسٹر کرم الٰہی صاحب سیالکوٹ میں ہوئے ہیں انہوں نے اپنے وقت میں منقبت لکھی تھی، اس کا ایک شعر میں آپکو سنا دیتا ہوں۔

چہ گویم گر علی پور سیداں خواہی چہ بینی۔ میں تمہیں کیا بتاؤں اگر علی پور سیداں آئیں تو کیا کچھ نہیں دیکھا جاتا، کیا کیا عجائبات وہاں نظر آتے ہیں جس کو دیکھو گے اہل وفا ہوگا جس کو دیکھو گے اس کا دل صاف ہوگا، اللہ کی معرفت والے دیکھو گے۔ بہر کیف آپ نے فرمایا مائی اللہ کی قسم میں نے صاحبزادے کو خود سے اچھا سمجھ کے تمہیں ان کے پاس بھیجا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، ان کے ذکر پاک کی محفلیں منعقد کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ نمبر۴

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ خواجہ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

لبے جاگیر بھائی پھیرو ۲۸/مارچ ۲۰۰۳ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

قرآن مجید کی پہلی سورت، سورۃ فاتحہ کی آخری آیات کی تلاوت کرنے سے پتا چلتا ہے یعنی ان آیات کا مطالعہ کرنے سے پتا چلتا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد بیان کی ہے اس کے بعد اپنی صفات بیان کی ہیں پھر ہماری نسبت کے لیے جب عبادت اور مدد طلب کرنے کے لیے جب ہمارے خیالات کا اظہار فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ (ایاک نعبد وایاک نستعین) یہ آیت اپنے اندر خود ایک بہت بڑا مضمون رکھتی ہے۔ جو بیان کے قابل ہے۔ ہم پھر کبھی اسے بیان کریں گے۔ پھر اس کے بعد دعائیہ الفاظ بیان کیے۔ (اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ) اے اللہ ہم کو ہدایت عطا فرما۔ منزل مقصود تک پہنچنے کا جو سیدھا راستہ ہے۔ میں مقصد بیان کروں اس سے پہلے تم لوگ اپنے ذہن نشین کرلو کہ جب بھی کوئی آدمی قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اس کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک حالت یہ ہوتی ہے کہ نماز کے اندر تلاوت کرنا، ایک حالت یہ ہوتی کہ نماز کے علاوہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرنا۔ جب نماز کے اندر تلاوت ہوتی ہے تب شرطیں کافی سخت ہوتی ہیں۔ مثلاً سب سے پہلے اس کے لیے باوضو ہونا ہمارا جسم ظاہری و باطنی پالیدگی سے پاک ہونا، پھر کپڑوں کا پاک صاف ہونا، قبلہ شریف کو منہ ہونا، عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرنا۔ ان سب شرطوں کے بعد جب آدمی دعا کرتا ہے یا عرض کرتا ہے کہ یا اللہ تبارک وتعالی

ہمیں ہدایت کا سیدھا راستہ دکھا۔ یہاں پر میں آپکو ایک حدیث سناتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ انسان جب نماز ادا کرتا ہے۔نماز کے اندر وہ جتنی بھی گفتگو کرتا ہے اس کا سارا حساب اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز کہ اندر انسان اس طرح گفتگو یا کلام کرتا ہے جیسے کسی کے کان میں۔ وہ صرف اسے علم ہوتا ہے یا جس کے کان میں بات کی جائے۔ گویا ساری نماز کے اندر انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے۔یہی کہ جب انسان نماز میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر بھی ہو جاتے ہیں، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ لاصلوۃ الا بحضور القلب نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک دل حاضر نہ ہو۔ کہ جب ہم نماز پڑھتے ہیں دل حاضر ہوتا ہے، ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر بھی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے کلام بھی کرتے ہیں، نیت بھی کرتے ہیں۔ عبادت کا معنی ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو عاجز بنا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنا تا کہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہو۔ ثواب زیادہ سے زیادہ حاصل ہو۔ یعنی اسکی انتہا تک پہنچنے کو عبادت کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں (انما الاعمال بالنیات) یعنی بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک نیت نہیں ہوگی تب تک عمل قبول نہیں ہوگا تو سوچو انسان نماز بھی پڑھتا ہو عبادت کے اندر مشغول بھی ہو جسم بھی پاک ہو نیت بھی کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے ساتھ براہ راست ہم کلام بھی ہو اور پھر دعا مانگے (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ) یعنی اگر نماز کے اندر رہنا صراط مستقیم نہیں تو پھر انسان اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے کیا مانگتا ہے؟ مگر کیونکہ انسان ہر وقت نماز میں مشغول نہیں رہتا اس کے ذمے کچھ فرائض بھی ہوتے ہیں، کچھ واجبات بھی ہوتے ہیں، اس نے زندگی کے اندر رزق بھی تلاش کرنا ہوتا ہے، بچوں کی پرورش بھی کرنی ہوتی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ وہ راستہ جس کے اوپر چل کر انسان اپنے سارے فرائض اچھے طریقے سے حل کر سکے اور وہ راستہ جس کے اوپر چل کر انسان کامیابی حاصل کر سکے اور وہ راستہ جس کے اوپر چل کے انسان اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکے اس کو کہا جاتا ہے صراط مستقیم۔ (اھدنا) اے اللہ ہم کو ہدایت عطا فرما ہدایت کا معنی ایک منزل مقصود تک کسی کو پہنچانا یا اس کا مطلب ہوتا ہے کسی کو منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے راستہ دکھانا۔ تو جب وہ راستہ ہمیں مل جائے گا ہم اس راستے پر سفر کریں گے جو صراط مستقیم ہے تو پھر خود بخود منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔ اس کے اوپر مثال تو نہیں مل سکتی پر میں آپ کی آسانی کے لیے بتا دوں کہ جس طرح آپ

سب اس مسجد میں آئے ہو تو اس سڑک پر چل کر آئے ہو جو آپ کو اس مسجد تک پہنچا دے۔ اسی طرح جب صراط مستقیم ہمیں مل جائے گا اور ہم اس کے اوپر چلنا شروع کر دیں گے تو منزل مقصود ہمیں مل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر لیں گے۔ منزل مقصود کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے اندر کامیابی حاصل کرنا یعنی نماز ضرور پڑھو عبادت ہے مگر نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ ان سے معلوم ہوتا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کے انعامات ہیں۔ نماز پڑھنا عبادت ضرور ہے لیکن اس کی سب شرطیں جو میں نے پہلے آپ کو بتائی ہیں ان کو سیکھنا بہت ضروری ہے اور یہ علم کس طرح حاصل ہو گا؟ جب ہم ان لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھیں گے جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے انعام ہوتے ہیں اور جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ہم ان کے پاس بیٹھیں گے تو جس راستے پر وہ لوگ چلتے ہوں گے وہ صراط مستقیم ہے۔ تو جو اپنی نعمتیں نازل فرمائے گا اور جو اصل انعام ہو گا وہ قیامت والے دن ہو گا۔ اس کی مثال میں آپ کو دیتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کا دن ہو گا ایک حافظ قرآن کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا۔ جب فرشتے اس کا نام لیں گے تو اس کے آگے حافظ قرآن لفظ ہو گا تو پھر آگے باری تعالیٰ فرمائیں گے اس کو ادھر ہی کھڑا رہنے دو اس کا معاملہ بعد میں طے کریں گے پہلے اسکے والدین کو میرے سامنے لے آؤ، پھر اس کے والدین کو آواز دیں گے تو وہ حاضر ہو جائیں گے تو حق باری تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ جو دو تاج ہیں ایک اس کے والد کے سر پر رکھ دو اور دوسرا اس کی والدہ کے سر پر رکھ دو کیونکہ یہ ایک حافظ کی عظمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بہت زیادہ ہیں جتنے بھی حافظ ہوں گے ان کے والدین کو یہ عظمتیں حاصل ہوں گی۔ بات چونکہ حافظ قرآن کی شروع ہو گئی تو میں آپکو اس کی عظمت کے لیے چھوٹی سی مثال دے دوں کہ یہ نہیں کہ جب قیامت ہو گی تبھی اس کے والدین کو تاج حاصل ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دنیا میں انہیں کوئی فضیلت نہیں حاصل ہو گی۔ اس کی مثال بھی میں آپکو دے دوں کہ بچہ جب حفظ کرنے جاتا ہے تب اس کی عمر چھوٹی ہوتی ہے اور چھوٹی عمر کے اندر فرشتے جنہیں کراماً کاتبین کہا جاتا ہے جو نامہ اعمال لکھتے ہیں تب مقرر ہی نہیں ہوتے۔ لہٰذا جو بھی قرآن مجید کے الفاظ وہ پڑھتا ہے اس کا سارا اجر اس کے والدین کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کا سارا اجر ضائع ہوتا ہے۔ نہیں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ قرآن کا ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں اور قرآن کا ایک حرف پڑھنے سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور قرآن کا حرف پڑھنے سے دس

درجات بلند ہوتے ہیں۔ میں اس کی مثال دے کر آپ کو یہ بات سمجھا دوں کہ قرآن کے ایک حرف پڑھنے سے دس، دس نیکیاں ملتی ہیں۔ تو جب بچہ ایک حرف پڑھتا ہے تب تو فرشتے مقرر ہی نہیں ہوتے تو اس کی نیکیاں کون لکھتا ہوگا؟ تو نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں اس کی نیکیاں سب اس کے والدین کے نامہ اعمال میں جاتی ہیں۔ دس، دس گناہ معاف کیے جاتے ہیں دس، دس درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ نیک لوگوں کی صفیں جو ہوتی ہیں یعنی نماز کے اندر ہم جو عبادت کرتے ہیں اس عبادت کے اپنے درجے ہوتے ہیں لیکن ان کی صفوں کے اپنے درجے ہوتے ہیں۔ جو سب سے پہلی صف پہ امام صاحب کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں ان کے درجات سب سے بلند ہوتے ہیں۔ جو دوسری صف میں کھڑے ہوتے ہیں ان کے درجے پہلی صف کی نسبت کم ہوتے ہیں۔ اس کی مثال میں آپ کو دوں کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ امام جب (والضالین) کہتا ہے تو آپ لوگ آمین کہو تو نبی ﷺ فرماتے ہیں اس وقت جو لوگ آمین کہتے ہیں ان کے درجات اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ زمین و آسمان ان کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ اگر چہ جس طرح فارسی میں مقولہ ہے حلوہ خوردن روئے باشد۔ حلوہ کھانے کے لیے منہ چاہیے ان کے درجات جو ہیں اتنے زیادہ ہیں کہ ہم ان کو دیکھ نہیں سکتے۔ کیونکہ ہماری وہ نظریں ہی نہیں ہیں مگر جن لوگوں کی نظریں ہیں، باطنی نظروں والے ان کو یہ سب درجات دکھائی دیتے ہیں۔ کیونکہ رسول ﷺ رسولوں کے سردار ہیں اس لیے ان کو وہ درجات نظر آتے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ درجات اتنے افضل اور عظمت والے ہیں کہ زمین و آسمان کے اندر بھی نہیں سما سکتے۔ نظر آنے کی مثال کے ساتھ میں آپ کو مختصر کر کے ایک حدیث پاک سناتا ہوں۔ مدینے پاک کے اندر نبی کریم ﷺ ایک دن باغات کے اندر تشریف لے گئے۔ جب باغات سے واپس آ رہے تھے تو یہودی قوم وہاں آباد تھی۔ مدینے شریف کے اندر عیسائی بھی تھے اور یہودی بھی تو یہودی خاندان کا ایک جوان بچہ جس نے حضور ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھا، جب اس نے حضور ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھا تو وہ دیکھتا ہی رہ گیا۔ یعنی اسے نبی کریم ﷺ سے محبت ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ کا چہرہ وہ چہرہ ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ بار بار دیکھتے تھے۔ مولانا جامی لکھتے ہیں: ثنائے ازل مخاطب را با دل: فرماتے ہیں جب ازل والے دن جس نے ہر چیز بنائی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک نے اس نے جب رسول اللہ ﷺ کو بنایا ہوگا تو اس نے دل کے اندر یہ کہا ہوگا۔

خطا کہ چہ خوش خندہ عقیق یمنی را

بات بالکل یچی ہے کہ وہ یمنی موتی جس کے اندر سرخی بھی ہوتی ہے کشش بھی ہوتی ہے حسن بھی ہوتا ہے جب میں نے اسے کھودا ہے، بنایا ہے۔ جس طرح اس کو اتنا پیارا کنندہ کیا ہے جس طرح وہ سرخ ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک اللہ تعالیٰ نے بنا کر بھیجا تو رب تعالیٰ نے خوشی کا اظہار کیا ہے کہ بہت ہی اعلیٰ حضور پاک ﷺ کے چہرہ انور کو بنایا ہے۔

حسان بن ثابتؓ جو نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر ایک شعر کے اندر بیان کیا ہے

واجمل منك لم تلد النساء یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ سے زیادہ جمال والا، حسن والا خوبصورتی والا کسی ماں نے پیدا ہی نہیں کیا۔

صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ حضرت یوسفؑ کے حُسن میں اور آپ ﷺ کے حُسن میں کیا فرق ہے؟ فرمایا میرا چہرہ جو ہے، میرا رخ انور جو ہے میرا حُسن جو ہے اس کے اندر ملاحت والی صفت پائی جاتی ہے۔ اور حضرت یوسفؑ کا چہرہ مبارک جو ہے اس میں صباحت والی صفت پائی جاتی ہے۔ ملاحت سے مراد یعنی فرق ان میں صرف اس طرح ہے کہ جیسے آٹے میں نمک ہوتا ہے اس کی روٹی کھا کر دل کرتا ہے اور کھائیں لیکن جس آٹے میں نمک نہیں ہوتا اس کی روٹی پھیکی ہوتی ہے، اچھی نہیں لگتی، پسند نہیں کی جاتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا حُسن وہ حُسن ہے جس میں ملاحت پائی جاتی ہے جو ایک بار دیکھ لے اپنی نظر ہی بند نہیں کرنا چاہتا۔ دل کرتا ہے دیکھتے ہی جاؤ۔ دیکھتے ہی جاؤ۔

سامنے رخ یار ہو سجدہ میں ہو سر نیاز یونہی حزین یار میں آٹھوں پہر نماز

تو یہودی نوجوان نے جب آپ ﷺ کا رخ مبارک دیکھ لیا تو دیکھتا ہی گیا۔ اس نے ہر روز کا معمول بنا لیا کہ جب حضور ﷺ مسجد نبوی میں بیٹھتے تھے تب مسجد نبوی چھوٹی ہوتی تھی تو پیچھے بیٹھ کر رخ انور کو دیکھتا ہی رہتا تھا۔ جب آپ ﷺ اندر چلے جاتے تو وہ لڑکا بھی اپنے گھر کو چلا جاتا۔ جونہی صبح ہوتی آپ ﷺ آتے تو وہ لڑکا بھی آجاتا۔ کئی روز تک یہی معمول جاری رہا۔ ایک دن آپ ﷺ محفل میں تھے کہ اس دن وہ بچہ نہ آیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہ بچہ آج کیوں نہیں آیا انہوں نے جواب دیا پتا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کا پتا کرو۔ تو ایک صحابی ان کے گھر گئے تو پوچھا کہ نبی کریم ﷺ تمہارے بیٹے کو یاد فرما رہے ہیں وہ آج کیوں نہیں آیا تو اس کے والدین نے کہا کہ وہ آج بیمار ہے وہ اٹھ کر چل نہیں سکتا اس کو تکلیف بہت زیادہ ہے۔ اس

لیے وہ نہیں جا سکا۔ تو جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس صحابی نے عرض پیش کی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا وہ نہیں آیا تو ہم ان کی طرف چلتے ہیں۔ تو جب نبی اکرم ﷺ ان کے گھر گئے تو وہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر اپنی بیماری بھول گیا اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی، خوش ہو گیا۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا تو وہاں حضرت عزرائیل نظر آئے تو آپ ﷺ سمجھ گئے کہ وہ یہاں اس بچے کی روح قبض کرنے آئے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے اس بچے سے کہا پڑھو لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو مرتے وقت لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھے گا وہ جنتؑ میں جائے گا۔ تو اس لڑکے نے اپنے والدین کی طرف دیکھا کہ یہ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ نہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ جو کچھ نبی کریم ﷺ کہتے ہیں وہ پڑھو، لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ چنانچہ اس نے پڑھا لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ تو تب ہی اس کی روح پرواز کر گئی۔ تو جب اس کی وفات ہو گئی صحابہ کرام کی موجودگی میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کے والدین سے کہ آپ کے سامنے یہ کلمہ پڑھ کے مرا ہے اس لیے اب ہم نے اسے دفن کرنا، اس کو غسل دینا ہے، ہم نے اسے کفن دینا ہے اب ہم نے ہی اس کا جنازہ پڑھانا ہے اور ہم نے اسے اپنے قبرستان میں دفن کرنا ہے۔ تو اس کے والدین نے ان کو اجازت دے دی کیونکہ کلمہ پڑھا تھا۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس کو محبت تھی۔ تو جب جنازہ تیار ہو گیا صحابہ کرامؓ جنازہ لے کر جانے لگے نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ میرا مقصد صرف یہ بیان کرنا ہے کہ جب حضور ﷺ جا رہے تھے تو صحابہ کرام نے دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے قدم مبارک کی انگلیاں زمین پر رکھتے ہیں لیکن ایڑھیاں زمین پر نہیں لگاتے۔ چونکہ صحابہؓ کو بھی حضور ﷺ سے محبت ہوتی تھی ان سے یہ سب برداشت نہ ہو سکا۔ ان کو خیال آیا کہ شائد حضور ﷺ کے قدم مبارک میں کوئی تکلیف ہے یا کوئی کانٹا چبھ گیا ہے تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر کوئی تکلیف ہے تو ہم آپ کو اٹھا کر لے چلتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ تو پھر انہوں نے پوچھا کہ پھر آپ اپنا قدم مبارک زمین پر پورا کیوں نہیں رکھ رہے؟ تو فرمایا: (میں نے عرض کی تھی کہ دیکھنے والوں کی نظر ہو تو وہ دیکھ سکتے ہیں) کہ اس جنازے میں آسمان سے اتنے فرشتے آئے ہوئے ہیں کہ اگر میں اپنے قدم پورے رکھوں تو ان کے قدموں پر میرے قدم آئیں گے۔ اس لیے میں زمین پر قدم نہیں رکھ رہا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ وہ نیکیاں، وہ خصائل، وہ فضیلتیں جن میں وہ زمین و آسماں جب بھر جاتے تھے تو انہیں نظر آتے تھے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے کہا کہ جو بھی امام کے ساتھ آمین کہے

گا تو اس کے درجات اتنے زیادہ ہیں کہ زمین و آسمان بھر جاتے ہیں۔ تو میں بیان کر رہا تھا حافظ کے والدین کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ درجات بلند کر دیے جاتے ہیں کیونکہ جب وہ بچہ ہوتا ہے تو اپنے گھر سے نکلتا ہے تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے پر بچھاتے ہیں۔ وہ فرشتے اسے نظر نہیں آتے لیکن وہ فرشتے اس کے قدموں کے نیچے پر بچھاتے جاتے ہیں۔ بہرکیف میں یہ بیان کر رہا تھا کہ قیامت کا دن ہوگا اور حق باری تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس کے ساتھ بعد میں ملیں گے پہلے اس کے والدین کو بلاؤ، اور اس کے والدین کے سر پر تاج رکھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر تاج کی روشنی ہر تاج کا نور سورج، چاند ستاروں سے بھی کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ میرے کہنے کا مطلب ہے کہ انعام جو ملے گا وہ قیامت کے دن ملے گا اور جو حافظ کو بعد میں تو اس کو حکم ہوگا کہ تم قرآن پڑھتے جاؤ اور جنت کی سیڑھیاں چڑھنا شروع کر دو۔ جہاں والناس آئے وہاں پر جنت میں اپنی مرضی کا گھر بنا لو۔ یعنی اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے تو کوئی گھر مقرر نہیں کیا۔ مگر اس کو انعام، اس کو فضیلت یہ دی جائے گی کہ جہاں اس کو گھر پسند ہوگا وہاں بنا لے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے جنت کے گھر تمہارے حوالے کیے، جہاں تمہیں پسند ہے وہاں گھر بنا لینا انعام قیامت والے دن ملیں گے۔ اسی لیے ہم دعا کرتے ہیں (اھدنا صراط المستقیم) اے اللہ ہمیں ان لوگوں کا راستہ دکھا جن کو تو نے انعام عطا فرمائے۔ یہاں پر میں آپکو ایک بات بتاتا چلوں کہ قرآن کی تفسیر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قرآن کی تفسیر قرآن کے ساتھ اور ایک قرآن کی تفسیر حدیث کے ساتھ۔

قرآن کی تفسیر قرآن کے ساتھ یہ ہے کہ قرآن میں اس کی وضاحت کسی دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہو کہ قرآن کے الفاظ کے معنی اس کے اندر ہی اسکا معنی مل جائے۔ اسے کہتے ہیں قرآن کی تفسیر قرآن کے ساتھ۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ کے عمل کے ساتھ قول و فعل اسکا معنی بیان کیا جائے۔ اس کہتے ہیں قرآن کی تفسیر حدیث کے ساتھ۔ یہاں پر میں آپ کو ایک آسان سی مثال دے دوں تا کہ آپ کو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ جائے۔ قرآن میں ہے (اقیمو الصلوٰۃ و اتو زکوٰۃ) یعنی تم نماز ادا کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ مگر قرآن کے اندر نماز کی رکعات نہیں ہیں۔ زکوٰۃ کا نصاب نہیں ہے۔ لیکن جس طرح نبی کریم ﷺ نے نماز ادا کی اس کی رکعات، اوقات کے بارے میں خود عملی طور پر کر کے دکھایا اور زکوٰۃ کے نصاب کے بارے میں بتایا کہ کس طرح دینی ہے، کتنی کتنی دینی ہے۔ یعنی ان کی وضاحت نبی کریم ﷺ کے ساتھ آ جائے گی۔ تو ہم

اسے کہیں گے قرآن کی تفسیر حدیث کے ساتھ۔ اس جگہ پر (صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ) کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر انعام نازل کیے گئے ہیں۔ یہ کون لوگ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ کے انعام نازل ہوں گے؟ ان کی تفسیر اگر قرآن کی تفسیر کیساتھ کریں تو بھی اس کا معنی ملتا ہے۔ اگر قرآن کی تفسیر حدیث کے ساتھ کریں پھر بھی اس کا معنی ملتا ہے۔ میں تو آپ کو قرآن کی تفسیر میں اس کا معنی ایک آیت پڑھ کر کرتا ہوں۔ قرآن مجید میں پانچویں پارے میں ایک آیت ہے ومن یطع اللہ والرسول فاؤلئک مع الذین انعم اللہ علیہم۔ ترجمہ: جو لوگ اللہ کی فرمانبرداری کریں گے، جو لوگ رسول ﷺ کی فرمانبرداری کریں گے تو قیامت کے دن ان کو، ان لوگوں کے ساتھ رہنا نصیب ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات کیے ہونگے۔ رسول اللہ ﷺ کی مجلس لگی ہوئی تھی صحابہ کرامؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ کے چہرہ انور کی زیارت کر رہے تھے۔ ایک صحابی اٹھے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ قیامت کب آئے گی تو نبی کریم ﷺ نے بجائے اس کو قیامت کی نشانیاں بتاتے، کوئی وقت بیان کرتے، حضور ﷺ نے اس ہی سوال کر دیا کہ تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اللہ کی بارگاہ میں کونسا عمل پیش کرو گے؟ اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے، کوئی ایسا عمل نہیں جس کو میں اللہ کی بارگاہ میں پیش کروں۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا کچھ نہ کچھ تو لے کر جانا پڑے گا۔ تو پھر اس نے کہا کہ اگر وہاں کچھ نہ کچھ لے کر ہی جانا ہے تو پھر میرے پاس تو آپ ﷺ کی محبت سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ قیامت کے روز اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ اسی لئے شیخ سعدی شیرازی نے لکھا ہے۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا
کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامانِ آلِ رسول ﷺ

یار زندہ صحبت باقی۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۵

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ لمبے جا گیر بھائی پھیرو ۲۰۰۶ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ۔ (سورۃ بلد، پارہ ۳۰) ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

تمام اہل محفل کو السلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ کا انتہائی شکر ہے اللہ تعالیٰ ہر بار اس محفل کی رونق میں اضافہ فرماتے ہیں۔ اس کی ترقی فرماتے ہیں۔ اور اس کی برکت میں اضافہ فرماتے ہیں۔ آپ لوگ ہر بار محبت کے ساتھ تشریف لاتے ہیں میں آپ کا شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ آپکو اسی محبت کے ساتھ تشریف لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جیسے جیسے آپ تشریف لاتے جائیں گے آپ کی محبت میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ میں نے جو آیت مبارکہ پڑھی ہے اس کا ترجمہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ محرم کا مہینہ ہے اور اس آیت کا ترجمہ امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ کے حوالے سے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے ایک ضروری بات آپ سے عرض کرنا چاہوں گا وہ بات یہ ہے کہ اس مہینے کے اندر تاریخ اسلام کے دو عظیم واقعات پیش آئے ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ کو اتنی شہرت ملی ہے کہ لوگ دوسرے واقعے کو بھول گئے ہیں۔ عظمت میں دونوں واقعات برابر ہیں۔ بلکہ تاریخ اسلام گواہ ہے، اسلامی تاریخ اور عقائد کے مطابق نبی کریم ﷺ کی جتنی بھی امت ہے ان کی فضیلت نبی کریم ﷺ کے بعد خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے۔ جس ترتیب سے ان کو خلافت ملی ہے اسی ترتیب کے مطابق اس کائنات کے انبیاء کرام اور رسولوں کے بعد ان کی فضیلت ہے اس کائنات میں ہر انسان کا عقیدہ یہ ہے،

اس کا مذہب یہ ہے کہ انبیاء اور رسولوں کے بعد اس کائنات میں سب مخلوقات سے افضل حضرت
ابوبکر صدیق ہیں۔ یعنی تمام مخلوقات میں انبیاء اور رسولوں کے بعد چاروں خلفاء کرام کا رتبہ سب
سے بلند ہے۔ اس کائنات کے اندر اگرچہ آل محمد کی فضیلت اپنی جگہ موجود ہے، قائم ہے۔ لیکن
جب ہم کہتے ہیں کہ تمام مخلوقات تو گویا اس کے اندر آل محمد ﷺ بھی شامل ہو جاتی ہے یعنی اللہ
کے عظیم الشان اور افضل الخلق نبیوں اور رسولوں کے بعد تمام مخلوقات میں سے افضل حضرت ابوبکر
صدیقؓ ہیں۔ اور اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ اور اسی ترتیب کے مطابق باقی خلفاء۔ اسی ماہ محرم
کے اندر حضرت عمر فاروق کی شہادت بھی ہوئی ہے۔ بلکہ پہلے حضرت عمر فاروق کی شہادت ہوئی
ہے بات سے بات نکلتی ہے اور بات اتنی ہی لمبی ہو جاتی ہے۔ اور لمبی بات جلدی بھول جاتی ہے
اور میں یہ بات آپ کو ذہن نشین کروانے کے لیے مختصر کرنا چاہوں گا۔ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ
وفور شوق اور محبت کے ساتھ احد پہاڑ پر چڑھ گئے۔ جنگ احد والا ایک الگ واقعہ ہے اور یہ الگ
واقعہ ہے۔ اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمان غنیؓ
موجود تھے۔ حدیث کی کتابوں کے مطابق اور بخاری شریف کی حدیث ہے اصل وجہ اللہ جانے یا
اللہ کا رسول ﷺ جانے جب حضور ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا کر کھڑے ہوئے تو پہاڑ نے
سر سرانا یعنی ہلنا شروع کر دیا۔ یعنی آپ ﷺ کے قدم مبارک کی برکت اور آپ ﷺ کے معطر
وجود کی برکت نے اسے ہلنے پر مجبور کر دیا یا پھر آپ ﷺ کی عظمت نے اسے لرزنے پر مجبور کر
دیا۔ یعنی اس پہاڑ کی اس سوچ نے اس کو ہلنے پر مجبور کر دیا۔ کہ کہاں میں ادنیٰ اور خاکی اور کہاں
نبی پاک ﷺ کا بابرکت وجود جو میرے پتھروں پر کھڑے ہیں، جو میری چوٹی پر کھڑے ہیں۔ کسی
شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

وہ آئے ہیں ہمارے گھر میں خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

تو پہاڑ نے ہلنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے احد پہاڑ کو مخاطب کر کے اپنا پاؤں اس کی زمین پر
مارتے ہوئے فرمایا کہ "اے احد ٹھہر جا۔ تجھے پتہ نہیں کہ تیرے اوپر ایک نبی ہے، ایک صدیق
ہے اور دو شہید ہیں"۔ یعنی حضرت عمرؓ کو شہادت کا درجہ بہت سالوں پہلے ہی مل چکا تھا۔ نبی کریم
ﷺ نے ان کی شہادت کی بشارت ان کی موجودگی میں ان کو دے دی تھی۔ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ
نے شہادت کا درجہ دے دیا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ وہ شخصیت ہیں جن کی فضیلت نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرمائی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو عمرؓ بن خطاب ہوتے۔ یعنی ہم یہ نہیں کہتے کہ ابو بکر صدیقؓ کے بعد عمرؓ سب مخلوقات سے افضل ہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث اس بات کی دلالت کرتی ہیں، اس بات کی گواہی دیتی ہیں اس لیے ہم ان کو تمام مخلوقات سے افضل سمجھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا یعنی نبوت والی صفت کو نکال کر نبیوں والی ساری صفات حضرت عمر فاروقؓ کی ذات میں موجود تھیں۔ اگر کبھی مجھے بات کرنے یا ثابت کرنے کا موقع ملا تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جن کے لیے (حضرت عمر فاروق) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی صفات بیان فرمائی تھیں جب ان کو نبوت نہیں ملی تو ان کے بعد کسی کو کیسے مل سکتی ہے؟ ایک چھوٹی سی بات مزید میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس دنیا میں شہرت ہے، یا یہ بات کہی جاتی ہے کہ اس دنیا میں دو قسم کے انسان موجود ہیں ایک مرشد اور ایک مرید، ایک پیر اور ایک مرید۔ مرید جو ہوتا ہے اس کو ہمیشہ اپنے مرشد کی زیارت کا شوق ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ محبت کے ساتھ اپنے مرشد کی زیارت کا شوق رکھتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا کہ

مانگی دعا شب وصال نکس مرید عشق نے

حشر تلک نہ دن چڑھے ، ہو ایسی شب دراز

یعنی مرید کو اپنے مرشد کے دیدار کا اتنا شوق ہوتا ہے، ملاقات اور زیارت کی اتنی چاہت ہوتی ہے کہ وہ دعا کرتا ہے کہ نہ سورج چڑھے نہ ہماری ملاقات ختم ہو۔ لیکن حضرت عمر فاروقؓ ایسے مرید تھے جو اپنے مرشد کی مراد بھی تھے۔ یعنی مرید اپنے مرشد سے محبت کرتا ہے لیکن آپؓ ایسے مرید تھے جن سے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کو دو نسبتیں حاصل تھیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرید بھی تھے اور مراد بھی۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اللہ تعالیٰ سے حضرت عمر فاروقؓ کے لیے دعا مانگی تھی۔ کہ یا اللہ اسلام کی مدد فرما اسلام کو غلبہ عطا فرما اور عمر فاروقؓ کو اسلام عطا فرما اور ان کی وجہ سے اسلام کی مدد کر اور غلبہ عطا فرما۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو خود اللہ تعالیٰ سے مانگا تھا۔ علما کرام فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق وہ شخصیت ہیں جو اپنے مرشد کے مرید بھی تھے اور مراد بھی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مبارکہ کا تب بھی وہی اثر تھا اور آج بھی وہی اثر ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی قبولیت کے اثر کے حوالے سے میں آپ کی خدمت میں ایک حدیث پیش کرنا چاہوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں حضرت ابو

ہریرہ شامل ہیں جو ایک مشہور صحابی گزرے ہیں ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی۔ انکی محبت کا یہ عالم تھا کہ وہ بہت سا وقت آپ کی خدمت میں گزارتے لیکن جب وہ گھر جاتے تھے تو ان کی والدہ جو کہ مسلمان نہیں ہوئی تھیں حضرت ابو ہریرہ سے جھگڑا کرتی تھیں۔ لیکن آپ ؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہی اتنا تھا کہ سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے اور ان کی بات کے ان کو دنیا کو کوئی چیز اچھی نہیں لگتی تھی۔ مولانا روم فرماتے ہیں کہ جب کسی سے محبت ہو جائے کسی سے پیار ہو جائے تو ایک بات اچھی لگتی ہے کہ بات میرے محبوب کی ہو اور زبان چاہے کسی کی بھی ہو یعنی ہر وقت محبّ کے کان اپنے محبوب کا ذکر ہی سننا چاہتے ہیں۔ یہی عالم حضرت ابو ہریرہؓ کی محبت کا تھا۔ لیکن آپ کی والدہ کے جھگڑوں کی وجہ سے آپ کا دل بہت برا ہوتا تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں کہ میری والدہ کو اللہ تعالی ہدایت عطا فرمائیں اور وہ بھی اسلام قبول کر لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ یا اللہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے، اس کو سیدھا راستہ دکھا دے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگ کر اپنے ہاتھ نیچے کیے تو مجھے یقین ہو گیا کہ کام بن گیا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ یہ ایسا وقت تھا کہ میرا وہاں سے اٹھنے کو دل نہیں کر رہا تھا۔ لیکن دوسری طرف مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے اتنا شوق پیدا ہوا، اتنی جلدی پیدا ہوئی کہ میں جلد سے جلد اس دعا کی قبولیت کا نتیجہ دیکھ لوں۔ میں اسی وقت وہاں سے اٹھ کر گھر کی طرف چل دیا۔ جب میں گھر پہنچا تو دروازہ بند تھا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور آواز دی، تو آواز آئی کہ اے ابو ہریرہ وہاں رک جا۔ آواز ایسے آئی تھی جیسے کوئی نہانے کے دوران بولا ہو۔ تھوڑی دیر انتظار کے بعد جب دروازہ کھلتا ہے تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری والدہ نہا دھو کر اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر دروازے میں کھڑی ہیں۔ اور جو پہلا لفظ ان کی زبان سے نکلا ہے وہ (اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شرک لہ و اشھد ان محمد اعبدہ ورسولہ) ہے کہ میں گواہی دیتی ہو کہ اللہ ایک ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتی ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اس حدیث کا مطلب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے اثر کا اس وقت جو عالم تھا آج بھی وہی عالم ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو تھوڑے ہی دن گزرے تھے اور ہمارا معمول تھا ہم صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے سامنے مسجد نبوی میں پیش ہوتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کرتے تھے۔ اور ساتھ میں ان کے روضہ اقدس پر حاضری بھی دیتے تھے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایسی ہی محفل سجی ہوئی تھی کہ اعرابی آیا (اعرابی وہ باشندہ جو مدینہ شریف کا رہنے والا نہ ہو بلکہ مکہ شریف کا رہنے والا ہو) اعرابی آیا تو نہ اس نے کسی کی طرف دیکھا نہ کسی سے کلام کیا نہ ہی سلام کیا اور نہ ہی سلام کا جواب دیا۔ وہ سیدھا نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی طرف گیا اور اپنا ماتھا یعنی پیشانی اور اپنے دونوں ہاتھ آپ ﷺ کی قبر مبارک پر رکھ دیے اور اپنا سینہ بھی قبر مبارک پر رکھ دیا۔ میں زیادہ لمبی تفصیل بیان نہیں کروں گا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر یہ سب ناجائز ہوتا تو حضرت علیؓ، حضرت عمر فاروقؓ سمیت بہت سے صحابہ کرام وہاں موجود تھے کسی نے بھی اس شخص کو نہیں روکا۔ قرآن کریم میں مومنین کی صفت بیان کی گئی ہے۔ ترجمہ: تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو تو اگر اس میں کوئی برائی ہوتی تو اتنے جلیل القدر صحابہ کرام موجود تھے کسی نے بھی اس شخص کو نہیں روکا۔ اگر یہ برا کام ہوتا تو وہ ضرور روکتے۔ کیونکہ یہ مومنین کی صفت ہے کہ وہ برے کام سے روکتے ہیں۔ لیکن وہاں موجود تمام صحابہ کرام صرف ان کی طرف دیکھتے رہے کسی نے بھی ان کو نہیں روکا۔ اس آدمی نے اسی حالت میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی اور قرآن پاک کی سب سے پہلے آیت پڑھی اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ترجمہ: جب لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تب آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوں، یہ نہیں کہا کہ مسجد میں چلے جاؤ، یہ نہیں کہا کہ میرے پاس حاضر ہوں یہ نہیں کہا کہ نماز پڑھو۔ فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوں اور اللہ سے بخشش کی دعا مانگیں۔ اور نبی کریم ﷺ اس کے حق میں اللہ کے حضور معافی کی درخواست کریں، یعنی صرف اس انسان کا معافی مانگنا کافی نہیں۔ اگر وہ معافی کا خواستگار ہے تو اسے چاہیے کہ وہ نبی کریم ﷺ کو اپنا وسیلہ بنائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی درخواست قبول کرلے۔ کیونکہ حضور پاک ﷺ کی دعا کبھی رد نہیں کی جاسکتی۔ اس آدمی نے یہ درخواست کر کے رونا شروع کردیا۔ اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیے ہیں اور اب میں اللہ کے حکم کے مطابق آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں، میں بھی آپ ﷺ سے بخشش کی دعا مانگتا ہوں۔ آپ ﷺ بھی میرے لیے بخشش کی دعا مانگیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے گناہ معاف فرمائے۔ حضرت مولا علی شیر خداؓ فرماتے ہیں کہ ہم ابھی مسجد میں بیٹھے ہی تھے کہ ہم سب نے اپنے کانوں سے آپ ﷺ کی آواز سنی آپ ﷺ نے فرمایا اے شخص مبارک ہو، خوشی سے جاؤ کہ تمہارے سب گناہ معاف ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ

فرماتے ہیں کہ حق ہمیشہ علیؓ کے ساتھ رہے گا اور علی ہمیشہ حق کے ساتھ رہے گا۔ نبی کریم ﷺ کی ذات پاک کی شان یہ ہے، ان کی عظمت یہ ہے کہ ان کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات کو بغیر کسی شک کے سچ مان لیا جائے۔ ان کی کسی بات پر شک کرنا بھی ایمان کے منافی ہے۔ اور ایمان کو ضائع کرنا ہے تو جب حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم سب نے حضور ﷺ کے روضہ اقدس سے یہ آواز سنی تو ایمان کا تقاضا ہے کہ اس کو بغیر کسی شک وشبہ کے سچ مان لیا جائے۔ یہ ساری باتیں میں نے اس حوالے سے بیان کی ہیں کہ اسی ماہ محرم کے اندر حضرت عمر فاروق کی شہادت کا واقعہ پیش آیا اور امام الشہداء امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ آپؓ کی جملہ اولاد جو آپؓ کے ساتھ تھی ان میں حضرت زین العابدین چند سادات جو بچ گئے باقی تمام لوگ شہید ہو گئے۔ اس ماہ محرم کے اندر کربلا کا واقعہ پیش آیا اسی کی نسبت سے میں نے یہ آیت پڑھی ہے۔ اس کا ترجمہ میں آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''یہ شہر اس لیے ہے کہ آپ ﷺ اس شہر میں تشریف فرما ہیں'' میں اس کا ترجمہ بڑی تفصیل سے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس آیت کا صحیح ترجمہ مولانا احمد رضا خاں نے اپنے شعر کے ذریعے کیا ہے۔

کھائی خالق پاک نے خاک قدرت کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

نبی اکرم ﷺ کے قدم مبارک کی ہتھیلی (حضور پاک ﷺ کیونکہ ننگے پاؤں نہیں پھرتے تھے اس لیے) حضور اکرم ﷺ کے نعلین پاک پر مٹی لگ گئی تھی اور ان کے قدم مبارک نعلین پاک پر لگ گئے تھے اس لیے اس مٹی یعنی اس شہر کی مٹی کی برکت قائم ہے۔ کیونکہ اس پر نبی کریم ﷺ کے نعلین پاک لگ گئے تھے۔ اب میں آپ کو ایک اور بات تفصیل سے سمجھانا چاہوں گا۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ انسانوں کے لیے اس زمین پر جو پہلا گھر بنایا گیا ہے وہ مکہ میں ہے سب لوگ عام طور پر مکہ بولتے ہیں۔ لیکن قرآن پاک میں کہا گیا ہے بکہ علماء کرام نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جس طرح کسی لفظ کی کئی نقلیں ہوتی ہیں اسی طرح عربی زبان میں مکہ بھی کہا جاتا ہے اور بکہ بھی۔ اور یہ وجہ بھی بیان کی گئی ہے کہ شہر کے جس حصے میں مسجد حرام ہے اسے مکہ کہا جاتا ہے اور باقی حصے کو بکہ کہا جاتا ہے یا شہر کے اندر والے حصے کو بکہ کہا جاتا ہے اور باہر والے حصے کو مکہ کہا جاتا ہے۔ فرمایا کہ لوگوں کے لیے اس زمین پر پہلا گھر وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ یہ گھر فرشتوں نے بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس گھر کی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ یہ گھر

بڑی ہی برکتوں والا ہے۔ تمام جہان والوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ جس مکان کی صفت خود اللہ تعالیٰ بیان فرمائے اس سے زیادہ برکت والا اور فضیلت والا مکان اور کون سا ہو سکتا ہے۔ اس کی جغرافیائی حدود کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔ کہ اگر ایک پنکھے کے ساتھ رسی باندھ دی جائے اور دوسرے سرے پر پتھر باندھ دیا جائے تو پتھر اسی جگہ پر ملے گا جو پنکھے کے بالمقابل یعنی عین سامنے کی زمین ہوگی۔ یعنی خط مستقیم میں۔ اسی طرح یہ مکان بھی اللہ کے عرش کے بالکل نیچے ہے۔ یعنی یہ مکان جس جگہ پر ہے وہ نور کے گھیرے میں ہے یعنی یہ مکان نور سے بنا ہوا ہے۔ عام انسانی آنکھ یہ نہیں دیکھ سکتی اس کے لیے نورانی نظر کا ہونا لازمی ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں کہ اللہ کے جو نیک اولیاء ہیں ان کی نظر نورانی ہوتی ہے۔ اور اسی نورانی نظر کی وجہ سے لوح محفوظ کو اپنے سامنے، آنکھوں کے عین سامنے دیکھ سکتے ہیں۔

میں زیادہ تفصیل نہیں بیان کروں گا۔ مختصراً یہ کہنا چاہوں گا کہ اللہ کے جو نیک بندے ہیں وہ فرشتوں سے افضل ہیں۔ جب حضور ﷺ معراج کی شب اللہ کے حضور اس کی بارگاہ میں پیش ہوئے تو جس جانور کی سواری وہ کر کے گئے تھے اس کا نام ہے براق۔ جب عام انسان فرشتوں سے افضل ہو سکتے ہیں تو براق جو کہ ایک جانور تھا اس سے بتدریج افضل ہوں گے۔ بات نورانی نظر کی ہو رہی ہے تو میں آپ کو براق کی صفت بتانا چاہوں گا کہ اس کی عظمت اس کی شان یہ تھی کہ جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی وہاں اس کا قدم لگ جاتا تھا۔ ہم عام انسان ہیں ہماری نظر بہت دور تک کام کرتی ہے۔ ہمیں اپنے آس پاس کے گھر نظر آتے ہیں تو کیا ہم ایک قدم اٹھا کر وہاں پہنچ سکتے ہیں؟ اسی طرح ہمیں آسمان پر سورج اور چاند اور ستارے نظر آتے ہیں تو کیا قدم اٹھا کر وہاں پہنچ سکتے ہیں؟ نہیں پہنچ سکتے لیکن اس براق کی فضیلت یہ تھی کہ وہ جہاں تک دیکھ سکتا تھا وہاں پر ہی اپنا قدم رکھتا تھا۔

تو چاہے تو ہر شب ہو مثال شب اسراء تیرے لیے دو چار قدم عرش بریں ہے

اس کے علاوہ میں آپ کو ایک اور بات تفصیل سے بتانا چاہوں گا کہ نبی کریم ﷺ کو ۲۷ رجب المرجب صرف ایک معراج نہیں ہوا تھا، بلکہ ۲۷ معراج ہوئے تھے۔ ایک معراج براق پر ہوا تھا اور باقی ۲۶ معراج براق کے بغیر ہوئے تھے۔ یہ سب بتانے کا مقصد تھا کہ ایک فرشتہ جو کہ براق سے افضل ہے اور نیک انسان فرشتوں سے افضل ہے۔ براق کی فضیلت یہ ہے کہ جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی وہاں تک اس کا قدم جا سکتا تھا تو ایک ولی ایک نیک انسان کی نورانی

نظر کا اندازہ لگائیں کہ کہاں تک کام کرے گی۔ ان کی نظر کے سامنے تو لوح محفوظ تک آ جاتی ہے۔ تو بات ہو رہی تھی کہ یہ گھر یعنی اللہ کا گھر نور سے بنا ہوا ہے۔ یہ کوئی اینٹ گارے سے بنا مکان نہیں یہ گھر فرشتوں نے بنایا ہے اور فرشتوں کو حکم دیا گیا ہے وہ اپنی جو عبادت کرتے ہیں وہ اس گھر کی طرف منہ کر کے کریں۔ وہ فرشتوں کا کعبہ اور ان کی عبادت کا مرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ جب زمین پر کعبہ بنا رہے تھے تو انہوں نے حکم دیا کہ میرے عرش کے بالکل نیچے خط مستقیم میں جس جگہ زمین پر میرا نور آتا ہے وہاں یہ گھر بناؤ اس لیے یہ گھر سایہ نور ہے۔ نور کے گھیرے میں۔ ہم جو کعبے کا طواف کرتے ہیں تو وہ اس لیے کہ اس کے عین اوپر فرشتے اللہ کے عرش پر بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں اور ہم اس کے نیچے کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ تو اس جگہ کی برکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ ایک تو یہ گھر برکت والا ہے، نور سے بنا ہوا ہے اور اس کی دوسری عظمت اس کی یہ ہے کہ یہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مرکز ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے عرش اور بیت المعمور کے نیچے ہے۔ لیکن بات جب اس جگہ کی حرمت کی قسم کھانے کی ہوتی ہے تو اس لیے قسم نہیں کھائی کہ یہ جگہ برکت والی ہے یا جگہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مرکز ہے۔ بلکہ اس لیے کہ وہاں نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک لگ گئے تھے۔ تو جناب یہ سوچیئے کہ جس جگہ نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک لگ جائیں وہ کتنی برکت والی ہوگی کہ جس کی برکت کی قسم خود اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں دیتے ہیں۔ تو جس جگہ نبی پاک ﷺ کا خون شامل ہو جائے، جس مٹی میں آپ ﷺ کا لہو شامل ہو جائے اس کی برکت کا اندازہ ہم لگانے سے قاصر ہیں۔ اب میں آپ سے ایک اور بات کرنا چاہوں گا، ایک اور مسئلہ بیان کرنا چاہوں گا کہ اس کائنات کے اندر جتنے بھی نکاح ہوئے ہیں وہ میاں بیوی کی مرضی سے ہوئے ہیں۔ حضرت آدمؑ سے لے کر آج تک جتنے بھی نکاح ہوئے ہیں وہ میاں بیوی کی مرضی سے ہوئے ہیں۔ نکاح خواں پہلے لڑکی کی مرضی اس کے دستخط نکاح نامے پر کرواتا ہے اور اسی طرح لڑکے سے بھی 3 بار ہاں کروائی جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا حضرت خدیجہؓ سے جو نکاح ہوا تھا وہ نبوت سے پہلے ہوا تھا۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال اور نبی کریم ﷺ کی عمر پچیس سال تھی۔ وہ نکاح بھی ان کی مرضی سے ہوا تھا لیکن حضرت فاطمۃ الزہرأ کا حضرت علیؓ سے جو نکاح ہوا وہ ان کی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ کی مرضی سے ہوا۔ اللہ کے حکم سے ہوا یہ بات حدیثوں سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس بہت سے لوگ حضرت فاطمہؓ کے رشتے کے لیے آئے تھے لیکن ان کا نکاح

حضرت علیؓ سے اللہ کے حکم سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کو اپنا حکم دے کر نبی پاک ﷺ کے پاس بھیجا کہ حضرت فاطمہ ؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے کریں تو نسبت ہمیشہ میاں بیوی کی مرضی سے قائم ہوتی ہے یا ان کے والدین کی مرضی سے قائم ہوتی ہے۔ لیکن یہ پہلی نسبت تھی جو اللہ کے حکم سے قائم ہوئی۔ یہ تاریخ کا واحد نکاح ہے جو اللہ کے حکم سے ہوا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی دہلی کے اندر بزرگ ہوئے ہیں۔ انہوں نے مسئلہ بیان کیا ہے فرماتے ہیں روز ازل جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب کچھ لکھا تھا اس دن جس کو دین اور دنیا اور آخرت کے اندر نیک بخت لکھا تھا اس کو اولاد محمد مصطفیٰ ﷺ کے اندر اس کو پیدا فرمایا۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر نکاح اللہ کے حکم سے ہوا ہے تو پیدائش بھی اللہ کے حکم سے ہوئی، اللہ کی مرضی کے بغیر پیدائش نہیں ہوسکتی۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں جسکو اللہ چاہے اس کو بیٹیاں عطا فرماتے ہیں اور جسکو چاہتے ہیں اس کو بیٹے عطا فرماتے ہیں۔ تو میرا مطلب یہ ہے کہ یہ عظمت یہ نسبت جو ہے یہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے قائم کرنے سے معلوم ہو کہ فاطمہ الزاہرا اللہ کی مرضی سے ہوئیں۔ ہر ایک کے گھر اولاد اللہ کی مرضی سے ہوتی ہے۔ لیکن فاطمہ الزاہراؓ کی اولاد اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو ان کی رضا ان کی عظمت ان کی نسبت ہر حال کے اندر ہر وقت ضروری تھی۔ میں ایک حدیث پاک آپ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں، حدیثیں تو بہت ہیں ان میں سے ایک حدیث پاک میں عرض کر دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے زمانے میں حضرت امام حسنؓ کی بھی چھوٹی عمر تھی اور امام حسینؓ کی بھی چھوٹی عمر تھی۔ چھوٹے چھوٹے بچے تھے ابھی لکھنا سیکھ رہے تھے۔ دونوں بھائی بیٹھ کے اتفاق سے ایک دن تختی لکھ رہے تھے۔ جب تختی پوری لکھی گئی ایک بھائی نے دوسرے کی طرف دیکھا۔ دیکھ کے انہوں نے کہا تم نے بھی تختی لکھی ہے اور میں نے بھی لکھی ہے میرا خط تم سے اچھا ہے۔ دوسرے نے کہا نہیں نہیں میرا خط تم سے اچھا ہے۔ بچے کے اندر ایک یہ بھی صفت ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر ظاہر کرتا ہے۔ انہوں نے کہا میرا خط تم سے اچھا ہے۔ دوسرے نے کہا میرا خط تم سے اچھا ہے ان کی اس بات پر بحث ہوگئی۔ وہ کہیں میرا خط اچھا ہے وہ کہیں میرا خط اچھا ہے۔ انہوں نے کہا ہم اپنی ماں سے فیصلہ کروالیتے ہیں۔ ماں کون تھی؟ فاطمہ الزاہراؓ حضور ﷺ فرماتے ہیں الفاطمة بضعة منی فرمایا فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے فرمایا جو اس کے ساتھ محبت کرے گا وہ میرے ساتھ محبت کرے گا۔ اور جس نے ان کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ وہ تختیاں ماں کے پاس لے

گئے۔ وہ اپنی تختی آگے کردیں دوسرا بھائی اپنی تختی آگے کر دے۔ وہ کہے ماں جی اچھی طرح دیکھ لیں میرا خط اچھا ہے دوسرا کہے میرا خط اچھا ہے۔ ماں کی ممتا ماں کو خیال آیا کہ اگر میں نے فیصلہ کر دیا تو دوسرے نے رونے لگ جانا ہے وہ کسی کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتی تھیں ان کو دونوں کے ساتھ محبت تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں فیصلہ نہیں کرتی۔ اپنے باپ سے کروالو۔ وہ دوڑے دوڑے شوق کے اندر اسی طرح تختیاں پکڑے حضرت مولائے کائنات، مولا مشکل کشا، شیر خدا، علی المرتضیٰؓ کے پاس لے گئے۔ وہ کہیں خط میرا اچھا ہے وہ کہیں میرا خط اچھا ہے۔ انہوں نے کہا اپنی ماں سے پوچھو، کہا وہاں سے ہو آئے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ میں نے فیصلہ نہیں کرنا تم اپنے والد سے فیصلہ کروالو۔ حضرت علیؓ کو بھی وہی خیال آیا کہ اگر میں نے جس کے حق میں فیصلہ کر دیا دوسرے کو شرمندگی ہو اور اس نے رونے لگ جانا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں میں فیصلہ نہیں کر سکتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کروالو۔ کس سے کروالو؟؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ ان دونوں کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ نے قائم کی تو ان کی رضا بھی رب کو مقصود ہے۔ ان دونوں کو اللہ نے راضی رکھنا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی طرف دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو دائیں ران پر بٹھایا ایک کو بائیں ران پر بٹھایا۔ اور فرمایا: یا اللہ پاک مجھے ان دونوں سے محبت، میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، یا اللہ پاک جو بھی ان سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت فرما۔ حضرت علیؓ نے فرمایا جاؤ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کروالو۔ وہ چھوٹے چھوٹے بچے تھے، دوڑتے دوڑتے شوق کے ساتھ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے جا کر وہ تختیاں آگے رکھیں، انہوں نے کہا جناب ہم نے تختیاں لکھی ہیں، ایک نے کہا میرا خط اچھا ہے دوسرا کہے میرا خط اچھا ہے۔ دوسرے نے کہا نہیں جناب میرا خط اچھا ہے، یہ اپنی عظمت ظاہر کرنے کے لیے کہتا ہے کہ میرا خط اچھا ہے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کروانے کے لیے آئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی ماں سے فیصلہ کروالو۔ انہوں نے کہا کہ ان کے پاس بھی گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اپنے باپ سے فیصلہ کروالو ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرمائیں۔ تو میں نے تھوڑی دیر پہلے حدیث بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا اللہ پاک مجھے دونوں سے محبت ہے تو جہاں محبت ہو اس کو بندہ ناراض تو نہیں کر سکتا۔ پھر اس کی ناراضگی اس کو منظور نہیں ہوتی۔ کسی طرح اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا، اس کی پریشانی نہیں دیکھ سکتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

ان سے محبت تھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کرتے ہیں کہ قرعہ ڈال لیتے ہیں، فال ڈال لیتے ہیں، جس کے نام قرعہ نکلے گا اس کا خط صحیح ہوگا۔ وہ خوش ہوئے، انہوں نے کہا جی قرعہ ڈال لیتے ہیں۔ کتابوں میں لکھا ہے آپ ﷺ نے سیب منگوایا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو بٹھالیا تختیاں زمین پر رکھ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کرتے ہیں کہ سیب اوپر پھینکتے ہیں۔ تو اللہ کی مرضی سے اس نے زمین پر گرنا ہے۔ جس کی تختی کے اوپر سیب گرے گا اس کا خط اچھا ہوگا۔ آپ کو منظور ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں منظور ہے۔ جس نے حدیث شریف بیان کی وہ لکھتا ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے سیب اوپر پھینکا تو رب کو ان دونوں کی رضا منظور تھی۔ آپ کو یاد ہوگا، بات لمبی ہو جاتی ہے کہ جب حضرت ابراہیم کو نمرود نے آگ میں پھینکا تھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبرائیل کو قمیض دے کر بھیجا تھا کہ جلدی جا جبریل یہ قمیض حضرت ابراہیم کو پہنا دو۔ وہ ان کو آگ میں پھینکنے لگے تو حضرت جبرائیل پہنچ گئے اور جا کر ان کو قمیض پہنا دی اور اس قمیض کی برکت سے وہ آگ سے محفوظ رہے۔ یعنی یہ فرضی بات نہیں ہے بلکہ قرآن میں اس قمیض کا ذکر ہے۔ جب حضرت یعقوبؑ کے بیٹے یوسفؑ کو ان کے گھر سے لے گئے کھیلنے کے لیے تو حضرت یعقوبؑ نے وہ قمیض حضرت یوسفؑ کو پہنائی تھی۔ تو جب حضرت یوسفؑ مصر کے بادشاہ بنے تو اپنے بھائیوں کو جو ان کے پاس گئے تھے، ان کی شناخت ہوگئی، انہوں نے اپنی غلطیوں کی معافی مانگ لی حضرت یوسفؑ نے وہ قمیض اپنے بھائیوں کو دی تھی کہ جاؤ میرے باپ کی آنکھوں پر لگاؤ، سورۃ یوسف میں ہے: فرمایا میری یہ قمیض لے جاؤ، میرے باپ کے چہرے پر پھیرو جا کر۔ ان کی نظر واپس آجائے گی۔ یہ کوئی فرضی بات نہیں اصلی واقعہ ہے۔ انہوں نے جا کر ان کی قمیض ان کی آنکھوں پہ پھیری حضرت یعقوبؑ کی بینائی واپس آگئی۔ قرآن میں اس کا ذکر ہے۔ بہر کیف میرا یہ مطلب ہے کہ جبریلؑ کو حکم ہوا کہ وہ قمیض جا کر پہنا دو۔ آپ بتائیں نبی اکرم ﷺ کو سیب اوپر پھینکتے کتنا عرصہ گزرا ہوگا، اور اللہ نے حکم دیا کہ جلدی جنت سے چھری لے جاؤ جبریل دیر نہ کرنا جنت سے چھری لے جاؤ سیب کو گرنے سے پہلے کاٹ کر دو ٹکڑے کر دینا۔ جبریل کسی کو نظر آئے نہ چھری کسی کو نظر آئی فرمایا اس سیب کو درمیان سے کاٹ دو رسول اللہ ﷺ جانتے تھے ہر چیز کو دیکھتے تھے۔ سولانا جامی نے لکھا ہے۔ "یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ تو جبریل جیسے بڑے ہی غلام رکھتے ہیں۔ میں بھی آپ ﷺ کے غلاموں کا ادنیٰ غلام ہوں"۔

یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ حسینوں کے سردار ہیں آپ ﷺ کا مقام بڑا بلند ہے۔ کبھی

ہمارے مکان کی طرف نظرِ کرم فرمادیں۔ بہر کیف اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو حکم دیا کہ جنت سے چھری لے جاؤ اور سیب کو درمیان سے کاٹ دو اور آدھا سیب ایک تختی پر رکھ دو اور آدھا سیب دوسری تختی پر رکھ دو۔ یعنی ان کی ناراضگی ان کی پریشانی جس خون کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمادی ہو اس کی رضا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مقصود ہے اور اللہ تعالیٰ نے جبریل سے کہا سیب کے دو ٹکڑے کر کے ایک اس تختی پر رکھ دو دوسرا دوسری تختی پر رکھ دو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ کے خط کا فیصلہ نہیں کر سکتا اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ دونوں کے خطوں کو برابر کر دیا ہے۔ ایک شعر پڑھ کے بات کو ختم کرتا ہوں۔ اپنی نسبت سے بھی آپ کی نسبت سے بھی تا کہ ذکر ہو جائے۔

تجھ سے در، در سے سگ، سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس کی نشانی کے جو سگ ہیں مارے نہیں جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

اللہ تبارک وتعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے صدقے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مغفرت فرمائے، اس محفل کو ہمیشہ قائم ودائم رکھے، وما علینا الا البلاغ المبین۔

خطبہ نمبر ۲

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ بمقام چتوکی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّابَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ۔

میں گھر سے ڈرتے ڈرتے نکلا تھا، طبیعت کافی دنوں سے ٹھیک نہیں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ پہنچائیں گے۔ اور اللہ نے پہنچایا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جو آیت پاک پڑھی ہے اس کا ترجمہ ہے ”کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں“۔ ان چند الفاظ کے معنی کے ساتھ اور تفسیر کی نسبت کے ساتھ بہت لمبی گفتگو ہے لیکن ابتدائی طور پر میں تھوڑا پیچھے آتا ہوں۔ ہاشمی صاحب نبی اکرم ﷺ کی رحمت کے بارے میں، حضور ﷺ کی صفت جو رحمت والی ہے اس کے بارے میں نہایت ہی اعلیٰ اور علمی گفتگو کر گئے ہیں۔ برکت حاصل کرنے کے لیے آیت کی نسبت کے ساتھ بھی اور حاجی صاحب کی گفتگو کی نسبت کے ساتھ بھی ایک دو باتیں آپکی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔ آیت کے ترجمے کے بعد گزارشات عرض کروں گا۔ نبی اکرم ﷺ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت جبریل امین حاضر تھے۔ میں کہنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن زبان پر آ گیا ہے اس لیے کہہ دیتا ہوں۔ کہ جس کی جتنی عقل ہو اس کے مطابق اس سے گفتگو کی جائے مطلب یہ ہوتا ہے گفتگو کا کہ آنے والا کچھ نہ کچھ حاصل کر کے جائے۔ اور مثال جو ہوتی ہے وضاحت کے لئے ہوتی ہے۔ کیونکہ مثال زیادہ ذہن نشین ہوتی ہے بہ نسبت لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرنے کے مولانا روم کا کلام پڑھیں۔ مثنوی شریف میں انہوں نے ایسی ایسی اعلیٰ گفتگو فرمائی ہے۔ لیکن ساری گفتگو مثالیں دے کر فرمائی ہے میں اس طرف نہیں جانا چاہتا لیکن میں اس واسطے عرض

کرنے لگا ہوں۔ کہ مثال جو ہے وضاحت کے لیے ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی حدیث پاک ہے حضور ﷺ بیٹھے ہوئے تھے حضرت جبریل امین بھی حاضر تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے جبریل امین سے ایک سوال پوچھا ایک دوسری حدیث شریف مجھے یاد آ گئی ہے وہ بعد میں سناتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے جبریل امین سے سوال کیا کہ اے جبریل میں جو تمام جہانوں کے لیے رحمت ہوں۔ اللہ نے فرمایا ہے۔ وما ارسلنك الا رحمة للعلمین تمام جہانوں کے لئے رحمت ہوں اور جہانوں میں تم بھی شامل ہو جہان کے اندر رہنے والے لوگ جو ہیں جس قسم کی بھی مخلوق ہو اور تم بھی تو اسی مخلوق میں شامل ہو جہانوں سے ایک فرد ہو تم یہ بتاؤ میری رحمت سے تمہیں کیا حصہ ملا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جتنی دیر آپ تشریف نہیں لائے تھے آپ کا ظہور نہیں ہوا تھا۔ مجھے اپنی آخرت کے بارے میں فکر رہتی تھی۔ میری آخرت کس طرح کی ہوگی مجھے فکر رہتی تھی۔ میں قرآن لے کر آیا قرآن کی آیتیں آپ پر نازل کیں۔ تو قرآن میں رب نے فرمایا۔ نزل بروح الامین اس قرآن کو اے رسول ﷺ آپ پر ایسی روح نے نازل کیا ہے جو امانت والی ہے تو اللہ تعالیٰ نے جب میری تعریف کر دی امانت والے لوگوں کے ساتھ تو میں سمجھ گیا کہ میری آخرت اب صحیح ہوگی تو جبریل امین نے عرض کی مجھے آپ ﷺ کی رحمت سے یہ حصہ ملا ہے کہ میرا انجام صحیح ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مجھے روح الامین کہہ دیا ہے۔ اور جتنی بھی کتابیں میں لے کر آیا ہوں کسی کتاب میں تعریف نہیں آئی لیکن نبی پاک ﷺ نے ایک اور سوال کیا فرمایا جبریل آدمؑ سے لے کر مجھ تک جتنے نبی آئے ہیں جتنے رسول آئے ہیں تم سب پر اللہ کی وحی لے کر آتے رہے ہو مجھ میں اور ان میں کوئی فرق بھی نظر آیا تمہیں کہ کوئی نہیں؟ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ حضرت یوسفؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے حسن عطا کیا تھا تو آپ ﷺ کے حسن اور یوسفؑ کے حسن میں فرق کیا ہے؟ فرمایا انا ملیح واخیہ یوسف صبیح فرمایا میرے حسن میں ملاحت پائی جاتی ہے جس طرح آٹے میں نمک ہو۔ جس آٹے میں نمک ہو اسے کھانے کو زیادہ دل کرتا ہے اسی طرح میرے حسن میں ملاحت ہے۔ جو مجھے دیکھ لے پھر بار بار اسکا دل مجھے دیکھنے کو کرتا ہے۔ پھر اس کا دل چاہتا ہے کہ میں دیکھتا ہی رہوں دیکھتا ہی رہوں۔ نظریں بند ہی نہیں ہوتی۔ واخیہ یوسف صبیح میرا بھائی یوسف جو ہے اس کے حسن میں چمک تھی۔ چمک جو سورج کی ہے وہ برداشت ہی نہیں ہوتی۔ اس پر وہ برقع پہن کر چلتے تھے۔ مشکوٰۃ شریف کے اندر ایک حدیث پاک ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک دن بازار چلے جا رہے تھے، ایک جوان لڑکا

تھا جب اس کی نظر آپ ﷺ کے چہرے پر پڑی، اس کی نظر بند ہی نہ ہوئی۔ کیا مطلب؟ اس کو آپ ﷺ کی ذات پاک کے ساتھ محبت ہو گئی عشق ہو گیا۔ اس کا دل چاہے کہ سامنے روئے یار سجدہ بھی ہو سر نیاز بیدم وارثی لکھتا ہے

سامنے روئے یار ہو سجدہ بھی ہو سر نیاز یونہی حزین ناز میں آٹھوں پہر نماز

اس کا دل کہہ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے سامنے ہوں اور میں ان کو دیکھتا ہی رہوں دیکھتا ہی رہوں۔ وہ لڑکا یہودیوں کا تھا۔ اس نے اپنا معمول بنا لیا کہ مسجد کنارے پر آ کر ایک جگہ بیٹھ جاتا جہاں نبی اکرم ﷺ کا چہرہ انور نظر آتا تھا۔

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھکو مانگ کر اٹھتے نہیں میرے ہاتھ اس دعا کے بعد

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ سامنے ہو اور میں اسے دیکھتا ہی رہوں دیکھتا ہی رہوں۔ اس کی وضاحت میں بعد میں کروں گا فی الحال حدیث پاک سنا دیتا ہوں۔ جب نبی پاک ﷺ گھر چلے جاتے وہ بھی اٹھ کر گھر چلا جاتا۔ اس نے پوچھ لیا کہ حضور ﷺ کس وقت اٹھتے ہیں کس وقت بیٹھتے ہیں اور وہ آ کر بیٹھ جاتا۔ اور حضور ﷺ کے آنے کا انتظار کرتا رہتا۔ ایک دن نبی اکرم ﷺ آ کر بیٹھ گئے وہ لڑکا نہ آیا۔ آپ ﷺ نے بار بار ادھر دیکھا لیکن لڑکا نہ آیا۔ آپ ﷺ نے کسی صحابی کو فرمایا کہ وہ لڑکا جو یہاں آ کر بیٹھ جاتا تھا وہ آج کدھر ہے؟ صحابی نے آ کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ بیمار ہے چارپائی سے اٹھ نہیں سکتا۔ اس کو تکلیف زیادہ ہے۔ اس لیے نہیں آیا۔ آپ ﷺ اٹھ کر اس کے گھر چلے گئے۔ وہ نہیں آیا تو ہم اس کے پاس چلے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے وہاں ملک الموت کو دیکھا۔ عزرائیل اس کی روح نکالنے کے لیے آئے۔ اس لڑکے نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی، تبسم آ گیا، ہنسی آ گئی، خوش ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے کہا تیرا آخری وقت ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ میری اور تمہاری محبت قائم ہی رہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ اب جاتے ہوئے کلمہ پڑھ لو۔ (لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ) میرا تمہارا تعلق ختم نہیں ہو گا۔ اس نے اپنے والدین کی طرف دیکھا انہوں نے جب سنا تو ان کو تو پہلے ہی پتا تھا کہ ہمارے کام کا تو اب رہا نہیں۔ گھر ہوتا ہے تو ساری ساری رات جاگتا ہے کہ کب دن چڑھتا ہے اور کب رسول اللہ ﷺ کی زیارت کروں جا کر۔ بہر کیف انہوں نے دیکھا اور کہا کہ نبی پاک ﷺ کا حکم مانو جس طرح وہ کہتے ہیں کرو۔ اس نے کلمہ پڑھا (لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ) حضرت عزرائیلؑ اس کی روح قبض کرنے آئے ہوئے

تھے وہ روح قبض کر کے لے گئے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اب ہم نے اسے کفن دینا ہے، ہم نے اسے غسل دینا ہے ہم نے اس کا جنازہ پڑھنا ہے اور ہم نے اسکو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا ہے۔ بڑی مختصر طور پر بات کر رہا ہوں نبی پاک ﷺ اس کے جنازے کے ساتھ جا رہے تھے تو صحابہ نے دیکھا کہ آپ ﷺ آدھے پاؤں پر چل رہے ہیں، پاؤں کی انگلیوں پر چل رہے ہیں، ایک صحابی سے نہ رہا گیا، اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کے پاؤں میں تکلیف ہے تو میں آپ کو اٹھالوں، فرمایا نہیں نہیں میرے پاؤں میں کوئی تکلیف نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے جنازے میں شامل ہونے کے لیے فرشتے اتنے بھیجے ہیں کہ اگر میں پاؤں پورا زمین پر رکھوں تو فرشتوں کے پاؤں پہ پاؤں آجائے۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا انا ملیح میرا الحسن جو ہے نمک والا۔ جو ایک بار دیکھتا ہے وہ بار بار دیکھتا ہی رہتا ہے۔ تمام تفسیر والوں نے قرآن پاک کی اس آیت کی تفسیر کے اندر (قد نریٰ تقلب وجهك في السماء) اس کے اندر لکھا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہر فعل کے اندر حکمت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے اندر جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں اس میں بھی ایک بڑی عجیب وغریب حکمت ہے۔ نبی پاک ﷺ ایک دن نماز پڑھ رہے تھے حضور ﷺ نے اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھالیا۔ کعبہ شریف کے بدلنے کی خواہش آپ ﷺ کے دل میں تھی۔ کعبہ شریف مکہ شریف بن جائے۔ یعنی قبلہ آپ ﷺ نے اپنی چاہت اور خواہش کے اظہار کے لیے اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔ اس لیے رب تعالیٰ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ آپ تو اپنا چہرہ ایک دفعہ اٹھاتے ہیں، مجھے اتنا پیارا لگتا ہے کہ میں اسے بار بار دیکھتا رہتا ہوں۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا کہ سارے نبیوں کے پاس آپ آتے رہے ہیں تو یہ بتائیں کہ میرے اور ان کے درمیان کیا فرق ہے؟ چنانچہ حضرت جبریلؑ نے کہا سارے جہاں پھرے ہیں، ہر ایک کے ساتھ محبت کی ہے، یارسول اللہ ﷺ بڑے سوہنے دیکھے لیکن آپ ﷺ کی ذات کے اندر جو صفتیں پائی جاتی ہیں وہ کائنات کے اندر کسی انسان کے میں نہیں ہیں۔

ملکِ کونین میں انبیاء تاجدار تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ

وہ تمام معجزات جو تمام رسول جو عظمت والے ہیں لیکر آئے ہیں انما تخرت من نوره وہ تمام معجزات ان کو نبی کریم ﷺ کے نور کی برکت سے ملے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں اور ہمیں حضور ﷺ کی رحمت سے کیا حصہ ملا؟ ہمیں کسی

سے کیا غرض۔ ہم نے تو اپنی بات کرنی ہے۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے کیا حصہ ملا۔ اس کی اتنی مثالیں ہیں کہ ساری رات نہیں مہینوں کے مہینے بیان کرتے رہیں تو ختم نہیں ہوگا۔ میں اس کی ایک چھوٹی سی مثال آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے کیا حصہ ملا ہے۔ آسان سی مثال، قربانی کا جو پچھلا مہینہ گزرا ہے اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے سب توفیق والوں نے قربانیاں دیں جانور ذبح کیے، اللہ کو اپنا واجب ادا کیا اللہ کو راضی کرنے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین دن جو ہیں ان تین دنوں میں تمام نیک عمل مقبول ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ارادۃ الدم ہے۔ وہ خون کا بہانا۔ آپ کے علم میں ہوگا میں آپ کے علم کے اضافے کے لیے تازہ کرنے کے لیے عرض کر دیتا ہوں کہ قربانی کے قبول ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ نیت اور ارادہ صرف اور صرف خون بہانے کا ہو گوشت کا تصور بھی نہیں ہونا چاہیے۔ اور فقہ کی تمام کتابوں میں لکھا ہے، ایک عدد گائے کے سات حصے ہوتے ہیں۔ اگر ایک آدمی کی نیت بھی گوشت حاصل کرنے کی ہو تو ان چھے کی قربانی بھی قبول نہیں۔ چونکہ حلال چیز ہے بعد میں اس کو استعمال کرنا ہے۔ اسکے حصے کرنا بالکل جائز ہے۔ گھر کھانا، رشتے داروں کو دینا، سب ہی کار ثواب ہے۔ لیکن جب خریدنا ہے اور جب ذبح کرنا ہے اس وقت تک گوشت کا تصور بھی ذہن میں نہیں ہونا چاہیے، پھر قربانی قبول ہے۔ اگر یہ شرط نہ پائی گئی تو قربانی قبول نہیں ہوگی۔ تو بہر حال جس نسبت سے میں بیان کرنا چاہتا ہوں جب ہم قربانی کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا صدقہ ہمیں کیا حصہ ملا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قربانی کے جانور کے جسم پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔ قرآن میں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا صدقہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ایک جانور ذبح کرنے کے ساتھ اتنی نیکیاں عطا فرما دیتے ہیں کہ ہر بال کے بدلے ایک نیکی، جس طرح حاجی جب حج کرنے کے واسطے جاتا ہے یا عمرے والا زیارت کرنے کے لیے جاتا ہے تو جب گھر سے چل پڑتا ہے تو اس کے ہر قدم کے بدلے نیکی ملتی ہے اسی طرح جب جانور ذبح کرتے ہیں تو اس کی کھال کے اوپر جتنے بال ہیں ہر بال کے بدلے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے حصہ ہمیں ملا ہے۔ کہ گناہ جب بھی کرتا ہے وہ ایک ہی ہوتا ہے۔ کیا جانور کے جسم کے بال گنے جا سکتے ہیں؟ ایک جانور کے ذبح کرنے سے لاتعداد نیکیاں مل گئیں اگر اللہ نے پانچ، دس سال توفیق دے دی تو جانور کے جسم پر بال گنے ہی نہیں جا سکتے۔ میں

تھوڑی سی وضاحت کرتا ہوں۔ شائد پہلے بھی آپ کو سنائی ہو ایک حدیث پاک بھی سنا دیتا ہوں۔ اور ایک اپنے پاس سے بات سنا دیتا ہوں۔ ایک انسان کا سر چھوٹا ہے یا جانور کا جسم؟؟ انسان کا سر چھوٹا ہے۔ دنیا میں آج تک کوئی ایسی مشین پیدا نہیں ہوئی، بنی نہیں جو انسان کے سر کے بال گن سکے تو جانور کے جسم کے بال کس طرح گنے گی؟؟ معلوم ہوا کہ ان گنت نیکیاں مل جاتی ہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کو تو ہر چیز کا علم ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رحمت سے ایک چھوٹی سی مثال ہے کہ رحمت سے ہمیں یہ حصہ ملتا ہے کہ ہر بال کے بدلے نیکی ملتی ہے۔ اب میں آپ کو ایک حدیث سنا دیتا ہوں نبی اکرم ﷺ کے علم کی نسبت کے ساتھ۔ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث ہے آسمان کے اوپر رات کے وقت تارے چمک رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ اپنی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی لیٹی ہوئی تھیں آسمان کے ستاروں کو دیکھ رہی تھیں۔ اچانک دل میں خیال آیا اور رسول اللہ ﷺ سے سوال کر دیا یا رسول اللہ ﷺ جتنے آسمان کے ستارے ہیں کسی کی نیکیاں بھی اتنی ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے یہ جواب نہیں دیا کہ عائشہ میں تو آسمان کے ستاروں کی تعداد بھی نہیں جانتا تو مجھے کسی کی نیکیوں کا علم کیسے ہو سکتا ہے۔ میں موازنہ کیسے کروں؟ جب تکڑی میں تولنا ہو تو ایک طرف چالیس کلو، پانچ کلو، دس کلو، باٹ رکھو گے تو دوسری طرف تولو گے۔ اگر ایک طرف رکھے جاؤ اور دوسری طرف کچھ بھی نہ رکھو تو وزن کیسے ہو سکتا ہے؟ علماء کرام نے بیان فرمایا رسول اللہ ﷺ کو ہر انسان کی نیکیوں کی تعداد کا علم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہیں۔ ایک حدیث اس کو چھوڑ کر آپ کو سنا دوں۔ نبی پاک ﷺ کے ایک خادم تھے۔ ربیعہ ان کا نام تھا حضور ﷺ کی خدمت کرنا، وضو کے لیے پانی لا کر دینا، اور جو کام فرمانا وہ کرنا۔ ایک دن وضو کروا رہے تھے فرمایا یا ربیعہ سل ماشئت اے ربیعہ جو چاہے مانگ لے مولانا لکھتے ہیں۔

جھولیاں کھولے ہوئے بے سمجھے نہیں آئے ہمیں معلوم ہے دولت تیری

سل ماشئت جو چاہے مانگ لے۔ جس طرح آج کل لوگ کہتے ہیں وہ کہتا یا رسول اللہ ﷺ آپ سے میں کیا مانگوں جو میں نے مانگنا ہے اللہ سے مانگوں گا۔ بلکہ کیا کیا، سئلتک میں آپ کو مانگتا ہوں۔ اگر آپ فرماتے ہیں کہ جو چاہے مانگ لے سئلتک مانگتا ہوں اور آپ سے ہی مانگتا ہوں کیا مانگتا ہوں، (مرافقتک فی الجنۃ) جس طرح یہاں محبت کرتے ہیں جنت میں بھی محبت کریں۔ جس طرح یہاں ساتھ رکھا ہے یہ نہیں کہا کہ اللہ سے دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ جنت

میں آپ کے ساتھ رکھیں۔ نہ فرمایا سلنک میں آپ سے ہی مانگتا ہوں۔ مرافقتک فی الجنۃ، جس طرح یہاں آپ کے ساتھ ہوں جنت میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ان کو یہ طریقہ بتایا اعنی بکثرت السجود۔ جنت میں میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو سجدے زیادہ کیا کرو، نماز زیادہ پڑھا کرو، بہر کیف میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ نے فرمایا ہاں عائشہ ایسا انسان ہے جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں۔ معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ کو انسان کی نیکیوں کا بھی علم ہے۔ اور آسمان کے ستاروں کی گنتی کا بھی علم ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کون ہیں؟ فرمایا عمر فاروق ان کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے باپ کی نیکیاں کتنی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ ان کی غار ثور والی ایک ہی نیکی ان سب نیکیوں سے افضل ہے۔ غار کے اندر ان کی جو ایک نیکی ہے وہ ان کی ساری نیکیوں سے افضل و اعلیٰ ہے اور باقی ساری جو نیکیاں گنتی کریں وہ ہمیشہ ہمیشہ سب سے زیادہ رہیں گی۔ لوگوں میں سے جس بندے نے مجھ پہ جو احسان کیا میں نے اس کا بدلہ دے دیا لیکن میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ فرمایا ان کے احسانوں کا بدلہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ بہر کیف میں نے جو ایک دو مثالیں عرض کی ہیں میرا خیال ہے کافی ہوں گی۔ نبی اکرم ﷺ کی رحمت سے ہمیں کیا حصہ ملا۔ بڑی اعلیٰ مثال آپ کو سنائی ہے، اگر مثالیں سناتے رہیں اور واقعات بیان کرتے رہیں تو ختم ہی نہیں ہوتے لیکن ایک چھوٹی سی مثال نبی کریم ﷺ کی رحمت کی اور دے دیتا ہوں پھر بات کو آگے بڑھاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا کوئی امتی ایسا نہیں جس کو قبر میں حضور ﷺ کی زیارت نہیں ہوگی جس وقت حضور ﷺ کی زیارت ہو جاتی ہے پھر تمام گناہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے معاف فرما دیئے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ سب کے سارے گناہ بخش دے گا۔ قرآن میں ارشاد ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۔ حضرت علیؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی حدیث شریف ہے کہ الحق مع علی وعلی مع الحق۔ فرمایا حق ہمیشہ علیؓ کے ساتھ رہے گا اور علی ہمیشہ حق کے ساتھ رہے گا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی وفات کو تھوڑے ہی دن گزرے تھے اور ہمارا معمول یہ تھا کہ ہم مسجد نبوی میں بیٹھ کے نبی پاک ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرتے رہتے اور نبی پاک ﷺ کی باتیں کرتے رہتے تھے۔ کبھی کوئی کرتا تھا، کبھی کوئی کرتا تھا۔ ہم بیٹھے تھے اور حضور ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کر رہے

تھے۔ کہ بدوی، بدوی کہتے ہیں گاؤں کا رہنے والا جو شہر کے اندر نہیں رہتا تھا ہم اس کو جانتے نہیں تھے۔ وہ آدمی آیا اور ہمارے قریب سے گزر گیا نہ اس نے ہماری طرف دیکھا اور نہ اس نے ہم سے سلام دعا کی بلکہ اس نے نبی اکرم ﷺ کی قبر اطہر کے اوپر جا کر اپنا سینہ بھی دونوں ہاتھ بھی ناک بھی، پیشانی بھی رکھ دی۔ اور ہم قبر پر جا کر ہاتھ لگاتے ہیں، دعا مانگتے ہیں ہم کو کہتے ہیں کہ تم نے سجدہ کر دیا ہے۔ اس بندے کو حضرت علی یا کسی اور بندے نے کھڑے ہو کر یہ نہیں کہا کہ تو نے سجدہ کر دیا۔ حدیث کے الفاظ ہیں کہ اس نے پیشانی بھی، ناک بھی، اور دونوں ہاتھ بھی قبر کے اوپر رکھ دی۔ اور رب کے قرآن کی اس نے یہ آیت پڑھی۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا۔ اور جب لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو یا رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس آجائیں۔ فاستغفروا اللہ۔ پھر آ کر اللہ سے بخشش کی دعا مانگیں۔ واستغفر لھم الرسول۔ اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لیے بخشش کی دعا مانگیں۔ لوجدوا اللہ توابا الرحیما۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرما لیں گے۔ اس بندے نے آیت پڑھ کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ بس میں بھی وہ انسان ہوں جس نے اپنی جان پر بہت ظلم کیے۔ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے پاس حاضر ہو گیا ہوں۔ میرے لیے اللہ سے بخشش کی دعا مانگیں۔

حضرت علی فرماتے ہیں ہم موجود تھے، قبر کے اندر سے ہم نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی مبارک ہو اللہ نے تیرے سارے گناہوں کو معاف کر دیا۔ تیرے یہاں آنے کی برکت سے اللہ نے تیرے سارے گناہ بخش دیے ہیں۔ اور ہمیں رحمت سے کیا حصہ ملا ہے؟ ہر آٹھ دن بعد نبی اکرم ﷺ کے سامنے ہر انسان کے عمل پیش کیے جاتے ہیں حضور ﷺ فرماتے ہیں جو نیک عمل ہوتے ہیں اس پر میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں، خوش ہوتا ہوں، الحمد للہ کہتا ہوں، یا اللہ شکر ہے تو نے میرے امتیوں کو نیکی کرنے کی توفیق عطا فرمائی، اور جو برے ہوتے ہیں فرمایا استغفر واللہ لکم۔ میں ان کے لیے بخشش کی دعا مانگتا ہوں۔ رحمت سے حصہ ملا کہ نہیں؟ قبر تو دور کی بات ہے ہر آٹھویں دن حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں جن امتیوں کے برے عمل پیش کیے جاتے ہیں میں نا امید نہیں ہوتا بلکہ ان کے لیے اللہ سے بخشش کی دعا مانگتا ہوں۔ ہمیں رحمت سے کیا حصہ ملا۔ نبی اکرم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے، صحابی حاضر تھے، ایک صحابی نے تیر کمان لا کر رکھ دی۔ آپ نے فرمایا تیر کمان لے کر آؤ۔ وہ تیر کمان لے آیا۔ آپ ﷺ نے وہ تیر کمان حضرت

عثمان غنیؓ کے ہاتھ میں پکڑا دی۔ عثمان ذرا تیر تو چلا کر دکھاؤ، کہ آپ کا تیر کتنی دور جاتا ہے۔ آپ کی طاقت دیکھنی ہے۔ انہوں نے اسی طرح ہنستے ہنستے تیر چلا دیا۔ جب کمان سے تیر چل گیا، تو سارے صحابہ سے فرمایا آؤ چلیں دیکھیں کہ عثمان کا تیر کتنی دور گیا ہے۔ حضرت عثمان بھی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے آگے سارے صحابی ساتھ بڑی خوشی خوشی ہنستے ساتھ جا رہے تھے، چلتے گئے، چلتے گئے، ایک جگہ جا کر دیکھا تو تیر پڑا ہوا تھا۔ عثمان بس اتنی طاقت؟ تیر بس یہاں تک آنا تھا؟ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلایا تو میں نے پوری طاقت کے ساتھ تھا، یہاں تک ہی آیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ بہرکیف تیر پکڑ لیا، ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا لوگو! سنو جس جگہ کے اوپر تیر گرا ہے یہاں عثمان کی قبر ہوگی۔ کیا حکمت ہے؟ کسی کے تصور میں بھی نہیں۔ مسلمانوں کو ایسے حصہ ملنا تھا۔ کسی کے تصور میں بھی نہیں کہ اس لیے جا رہے تھے۔ اور اس لیے تیر چلانے کا حکم ہوا ہے۔ فرمایا یہاں عثمان کی قبر ہوگی، اور جہاں ہم بیٹھے تھے وہاں میری قبر ہوگی۔ کیونکہ ہر نبی اپنے مکان کے اندر جس جگہ اس کی روح قبض کی جاتی ہے وہاں ہی اسے دفن کیا جاتا ہے۔ یہ سوال ہوا تھا اس وقت جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بنانے کے لیے صحابہ کرامؓ کے درمیان بحث ہو رہی تھی۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس جگہ نبی کی روح قبض کی جائے وہاں ہی اسے دفن کیا جاتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا یہاں میری قبر ہوگی اور وہاں عثمان کی ہوگی۔ فرمایا ان دو جگہوں کے درمیان جو بھی دفن ہوگا وہ جنتی ہوگا۔ جو بھی دفن ہوگا۔ رحمت سے حصہ ملا کہ نہ ملا؟ یہ ہے رحمۃ للعلمین کا معنی۔ پچھلے سال عرس شریف کے موقع پر یہ بات سنائی تھی میں نے برکت والی بات ہے، آپ کا ایمان تازہ ہونے والی بات ہے۔ ہر وقت ذہن میں رکھنے والی بات ہے میں آپ کو سنا دیتا ہوں۔ ضلع جھنگ کا ایک آدمی ہے اب تو وہ فوت ہو گیا ہے اس نے بات سنائی کہ محرم کا مہینہ تھا عرس شریف کی تاریخیں بھی تھیں ۱۰، ۱۱ مئی عرس شریف کی بھی تاریخیں تھیں۔ جلسہ ہو رہا تھا، حضرت قبلہ عالم وعظ فرما رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ قیامت تک اس جگہ میں جو دفن ہوگا جنت میں جائے گا۔ اسی لیے اسے جنت البقیع کہا جاتا ہے۔ علی پور شریف کا جلسہ تھا۔ حضرت قبلہ عالم وعظ فرما رہے تھے۔ محرم کا مہینہ تھا ایک آدمی اٹھا اس نے عرض کی حضور مجھے اجازت فرمائیں میں جانا چاہتا ہوں۔ فرمایا بیٹھ جا میری بات سن۔ جلسہ ختم ہوگا اس کے بعد جانا۔ بیٹھ گیا۔ ہم لوگ جلد باز ہوتے ہیں ہمارے دل کے اندر صبر نہیں ہوتا، تھوڑی دیر گزری وہ پھر کھڑا ہو گیا۔ اٹھ کے کہنے لگا جناب مجھے اجازت دیں میں

نے پاکپتن شریف جانا ہے۔ وہاں آج کا ہی دن ہے اور میں نے بہشتی دروازہ گزرنا ہے۔ اور بہشتی دروازہ آج ہی کھلا رہنا ہے۔ اور میں آج جاؤں گا تو رات کسی وقت پہنچوں گا۔ فرمایا بیٹھ جا یہ بات کہہ کر فرمایا تو بھی سن، اور لوگو آپ بھی سنو، یہ کہتا ہے میں نے پاکپتن جا کر بہشتی دروازہ گزرنا ہے۔ وہاں آٹھ دن بہشتی دروازہ کھلا رہتا ہے اور علی پور شریف بارہ مہینے کھلا رہتا ہے۔

گنبد خضریٰ سے لیکر گنبد بیضا تلک رحمتیں ہی رحمتیں ہیں نور کے دریا رواں

فرمایا وہاں آٹھ دن کھلا رہتا ہے، علی پور شریف بارہ مہینے کھلا رہتا ہے اور قیامت تک کھلا رہے گا۔ یہ نبی اکرم ﷺ کی رحمت سے حصہ ملا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت صاحب کے صدقے آپ سب کی حاضری قبول فرمائے۔ بہر کیف گفتگو بہت لمبی ہوگئی۔ میں نے آیت پاک پڑھی تھی محمد الرسول اللہ، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ بڑی لمبی گفتگو لیکن فی الحال میں تھوڑی سی گفتگو کرنا چاہتا ہوں اس نسبت کے ساتھ۔ اس سے پہلے ایک گزارش کر دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے دین کا حصہ ہے کلمہ۔ (لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ) بات میری سمجھنا۔ بات مشکل بھی ہے اور آسان بھی ہے۔ جب تک آدمی کلمہ نہ پڑھے وہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، ایماندار نہیں ہوسکتا۔ تو قرآن پڑھو سارا، سارے قرآن میں کلمہ نہیں ہے۔ حضرت امیر ملت فرمایا کرتے تھے کہ انسان ساری زندگی لا الہ الا اللہ پڑھتا رہے مسلمان نہیں ہوسکتا۔ تو زندگی میں ایک دفعہ بغیر لا الہ الا اللہ کے محمد الرسول اللہ پڑھ لے تو مسلمان ہو جائے گا۔ سارا قرآن پڑھو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ہے ہی نہیں۔ لا الہ الا اللہ بھی نہیں ہے۔ وجہ کیا ہے؟ علما کرام نے بیان فرمایا ہے کہ وجہ یہ ہے کہ دو چیزیں ہوتی ہیں،۔ ایک ہوتا ہے دعویٰ دوسری ہوتی ہے دلیل۔ اور اصول یہ ہے کہ دلیل کے اندر دعوی موجود ہوتا ہے۔ دعوے کے اندر دلیل موجود نہیں ہوتی۔ تو لا الہ الا اللہ ہے دعویٰ اور محمد الرسول اللہ ہے دلیل۔ جس طرح کہ نبوت دعوی ہے اور معجزہ اس کی دلیل ہے۔ نبوت؟ دعویٰ اور معجزہ؟ دلیل۔ یعنی جس نبی نے بھی نبوت کا دعوی کیا تو اس نے معجزات پیش کیے۔ مولانا روم نے بہت ساری باتیں مثالیں دے کر بیان کیں کیونکہ مثال سے وضاحت ہو جاتی ہے۔ اس حدیث کو بھی انہوں نے بیان کیا ہے۔ اس واقعے کو بھی مولانا روم نے بیان کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، کعبہ شریف کے اندر، کعبہ شریف کی حدود کے اندر، حرم پاک کے اندر تو ابو جہل آ گیا۔ اس نے مٹھی بند کی ہوئی تھی۔ اس نے سوال کیا آپ نبی ہو معجزہ دلیل ہے۔ اس نے کہا آپ نبی ہو یہ بتائیں میری مٹھی میں کیا ہے؟ تو مولانا روم نے اس

کو بیان فرمایا ہے۔ فرمایا فرق تم کر لو جواب مل جائے گا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ میں بتاؤں کہ تمہاری مٹھی میں کیا ہے یا تیرے ہاتھ والی چیز بتائے کہ میں کیا ہوں؟ اس نے کہا میرے ہاتھ والی۔ اسے پتا تھا کہ کبھی پتھر بھی بولے ہیں۔ اس نے کہا اگر یہ چیز بتا دے تو اس سے بڑی کوئی بات ہی نہیں۔ تو مولانا روم لکھتے ہیں: ان پتھروں نے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھا۔ حضرت حسان نے نبی اکرم ﷺ کی جب تعریف کی تھی تو حضور کی تعریف میں یہ الفاظ بولے۔ ساحتہ الشجر ۃ۔۔۔۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے حکم کی تکمیل میں پتھر بولنے لگ گئے۔ میں عمرہ کرنے گیا، جمعے کا دن تھا۔ امام صاحب نے خطبہ جمعہ میں کہا کہ لوگوں کے دلوں کے اندر نبی اکرم ﷺ کی محبت ہی ختم ہو گئی ہے۔ انہوں نے حدیث شریف سنائی۔ اور جب سنا رہے تھے جتنی دیر سناتے رہے روتے رہے۔ اور کہنے لگے محبت کیا ہوتی ہے؟ اور محبت کی کیا نشانی ہے اور پھر انہوں نے حدیث پاک سنائی کہ نبی اکرم ﷺ کا جسم پاک بھاری ہو گیا۔ حضور پاک ﷺ کا جسم کھڑے ہونے کی وجہ سے تھکن ہو جاتی تھی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ممبر بنا دیں؟ آپ لاٹھی پکڑ کر کھڑے ہوتے تھے، آپ نے فرمایا ٹھیک ہے بنا لو۔ وہ ممبر بنا جب آپ ﷺ ممبر پر جا کر بیٹھے پہلے دن اس پتھر سے جدائی ہو گئی جس پتھر کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔ انہوں نے حدیث کو بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ ممبر پر بیٹھے تو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ شروع کیا، ارشادات فرمانے شروع کیے، تو صحابہ نے سنا کہ ایک طرف سے زور زور سے رونے کی آواز آ رہی ہے۔ جس طرح بچہ روتے ہوئے چیختا ہے اس طرح رونے کی آواز آنا شروع ہو گئی۔ لیکن رونے والا نظر نہ آیا۔ رونے والا روئی جائے، روئی جائے نظر نہ آئے۔ نبی اکرم ﷺ نے جب آواز سنی تو حضور ﷺ نے اس طرف توجہ فرمائی شیخ نے بیان فرمایا، اور حدیث میں بھی اس طرح ہے کہ وہ پتھر رو رہا تھا۔ اس نے کہا کہ محبت کی علامت یہ ہے، محبت کی نشانی یہ ہے کہا اپنے محبوب کی جدائی پتھر برداشت ہی نہ کر سکا۔ اور اس نے کہا ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جاتا ہے اور ہماری آنکھوں میں آنسو نہیں آتا۔ ہمیں حضور ﷺ کی یاد نے اس قدر مجبور کیا ہی نہیں کہ ان کا نام سن کے ہمیں رونا آئے۔ چنانچہ کیا ہوا؟؟ کہ نبی پاک ﷺ اترے ممبر سے اور جا کر اس پتھر پر ہاتھ رکھا، جس طرح بچے کو دلاسہ دیتے ہیں، چپ کرواتے ہیں، جب پیار سے اس پر ہاتھ پھیرے تو اس کا رونا سسکیوں میں بدل گیا، پھر آہستہ آہستہ وہ خاموش ہو گیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لائے اور خطبہ دینا شروع کیا، یا رسول اللہ ﷺ آپ کی جدائی میں تو پتھروں نے رونا شروع کر

دیا، یارسول اللہ ﷺ آپ کی جدائی میں پتھر بول پڑے، یارسول اللہ ﷺ آپ کے حکم کی تعمیل میں پتھروں نے بولنا شروع کر دیا۔ شق القمر باشارتہ۔ آپ ﷺ نے اشارہ کیا اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ تو میں عرض کر رہا تھا۔ جس طرح نبوت کے لیے معجزہ دلیل ہوتا ہے اسی طرح ہر دعوے کے لیے دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ نبوت دعوی ہے معجزہ اس کی دلیل ہے اسی طرح ہر دعوے کے لیے دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ اور اصول یہ ہے کہ دعوے کے اندر دلیل موجود نہیں ہوتی۔ لیکن دلیل کے اندر دعوی موجود ہوتا ہے۔ تو لا الہ الا اللہ دعوی ہے محمد الرسول اللہ اس کی دلیل ہے۔ چونکہ دلیل کے اندر دعوی موجود ہوتا ہے لہٰذا لا الہ الا اللہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں تھی اسی لیے اللہ نے محمد الرسول اللہ کہہ کر کلام پورا فرمایا۔ اس کے ساتھ دعوی بھی ہو جاتا ہے، صرف اتنے لفظ پڑھنے سے ہی کلمہ پورا ہو جاتا ہے۔ اس کی معنی کی نسبت کے ساتھ بڑی برکتیں اور بڑی عظمتیں ہیں۔ لمبی گفتگو ہے، تبرک بھی آگیا ہے میرا خیال ہے حاجی صاحب تھک گئے ہیں کہہ رہے ہیں سلام پڑھیں، تھوڑا سا حوصلہ رکھیں جو بات میں سنانا چاہتا تھا اس کی ابتداء ابھی کی ہے، وہی آپ کو سنا دیتا ہوں۔ مختصر طور پر عرض یہ ہے کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ شیطان جب فرشتوں میں ہوتا تھا تو فرشتوں کا استاد ہوتا تھا۔ معلم الملک اس کا نام تھا۔ ایک دن وہ کھڑا تھا اور عرش کی طرف اس کی نگاہ گئی تو عرش کے نیچے پردہ لٹک رہا تھا۔ اس نے دل میں سوچا کہ پردے کے نیچے کیا چیز ہوگی؟ اس کے سامنے لکھا ہوا آگیا کہ پردے کے نیچے ایسی عظمت والی چیز ہے اس کا علم حاصل کرنے کے لیے کسی جگہ پر ستر ہزار سال تک سجدے کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر پھر وہ اس کے لیے پردہ ہٹا دوں گا۔ اس کی عظمت یہ ہے کہ تم ستر ہزار سال سجدے کی حالت میں عبادت کرو پھر اس قابل ہو گے کہ اس کو پڑھ سکو۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں جو کلمہ عطا فرمایا ہے اس کی عظمت یہ ہے کہ اس کو دیکھنے کے لیے بھی ستر ہزار سال عبادت کرنی پڑے گی۔ جب اس نے کہا میں اس فضیلت میں پیچھے نہ رہ جاؤں، میں ضرور حاصل کروں گا۔ کہتے ہیں سجدے میں پڑ گیا۔ ستر ہزار سال عبادت کی، جب سجدے سے سر اٹھایا تو عرض کی یا اللہ میں نے یہ شرط پوری کر دی پردہ ہٹا۔ اس کے پیچھے لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ اس کے ذہن میں تصور یہ آیا کہ میں نے ستر ہزار سال صرف یہ لفظ پڑھنے کے لیے پڑا رہا ہوں۔ یہ تو جنت کے اندر ہر درخت کے پتے پر ہر روز پڑھتا تھا۔ لکھتے ہیں کہ اصل بے ایمان اسی وقت ہو گیا تھا جب نبی اکرم ﷺ کے نام نامی کی جو تعظیم اس کے دل میں تھی ختم ہو گئی اصل میں بے ایمان اسی وقت

ہو گیا تھا۔ صرف اظہار اس کا حضرت آدم کو سجدہ کے وقت ہوا تھا۔ تو یہ ایسا عظمت والا کلمہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ جو آدمی ستر ہزار سال عبادت کرے پھر اس کو دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ اور ہمارے لیے ہر وقت پڑھتے رہنے میں ثواب ہے، جتنی دفعہ مرضی پڑھو، اتنی دفعہ ہی اللہ تعالیٰ نیکیاں عطا فرمائیں گے۔ اور نبی اکرم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی روز ازل سے اللہ تعالیٰ نے تصنیف فرما دیا تھا۔ اب یہ بات لمبی ہوتی ہے لیکن میں عرض کر دیتا ہوں کہ کتابوں میں لکھا ہے حضرت عبدالمطلب جب نبی اکرم ﷺ کو دیکھنے جا رہے تھے تو دل میں سوچتے جا رہے تھے کہ نام کیا رکھوں۔ تو اتنی تعداد میں فرشتوں کی طرف سے ان کے کانوں میں، گونجتی ہوئی آواز میں محمد ﷺ، محمد ﷺ، محمد ﷺ ہر طرف سے آواز گونجتی تھی ان کے کان میں کیونکہ روز ازل ہی سے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام تصنیف فرما دیا تھا اس کی بھی حکمت کتابوں میں لکھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی اللہ تعالیٰ نے خلقت فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے سجدے میں سر رکھ دیا آپ کی روح مبارک نے سجدے میں سر رکھ دیا پتا نہیں کتنی دیر سجدے میں پڑے رہے آپ کو پتا ہے اس بات کا کہ روز ازل کی باتوں کا ہمیں علم نہیں ہے۔ لیکن قیامت کی باتیں تو ہمیں نبی کریم ﷺ نے بتائی ہیں حضور ﷺ سجدے میں ہی سر رکھے رہیں گے۔ تو اٹھائیں گے ہی نہیں۔ آخر اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائیں گے ارفع الراس اے میرے محبوب سر تو اٹھاؤ، کیوں اتنی دیر سے سجدے میں پڑے ہو۔ اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے کہ

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نوری باری حجاب میں ہے

زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

تو حکم ہوگا ارفع الراس سر کو اٹھاؤ، پھر کیا حکم ہوگا؟ آپ مانگتے جاؤ میں دیے جاؤں گا۔ تم سوال کرو میں دیتا رہوں گا۔ اشفع تشفع۔ اے میرے محبوب جس کی بھی شفاعت کرو گے میں شفاعت قبول کروں گا۔ ایک ایسا وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے روز ازل کی باتیں تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ بہرکیف نبی اکرم ﷺ نے سجدے سے سر اٹھایا۔ سجدے سے اٹھتے ہی اس وقت سب سے پہلے فرمایا الحمد للہ رب العلمین۔ سب سے پہلے خدا کی حمد کس نے کی تھی؟ نبی اکرم ﷺ نے۔ الحمد للہ رب العلمین۔ تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ تو اس کے جواب میں رب نے فرمایا تھا محمد الرسول اللہ فرمایا تم میری تعریف کرتے ہو، جاؤ کائنات تمہاری تعریف کرے گی۔ محمد ﷺ کا معنی کیا ہے؟ جس کی ہمیشہ ہمیشہ تعریف کی جائے۔

حمد ہی کی جائے۔ یعنی جس کی زبان پر بھی آئے تعریف کا ہی لفظ آئے۔ فرمایا آپ نے ایک دفعہ کیا ہے، الحمد للہ رب العلمین تم محمد ﷺ ہو تمہاری تعریف ہر آدمی ہمیشہ ہمیشہ ہی کرتا رہے گا۔ اس وقت رب تعالیٰ نے فرمایا محمد الرسول اللہ۔ میں نے صرف تمہارا نام ہی محمد نہیں رکھا، تعریف والا نام نہیں رکھا بلکہ ساتھ ہی رسول بھی بنا دیا۔ حضور ﷺ نے خود فرمایا۔ میں اس وقت بھی نبی تھا جس وقت آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔ اب ضرورت یہ ہے سمجھنے کی کہ حمد کا معنی کیا ہے۔ اور ہمیشہ لغوی معنی جو ہوتا ہے وہ تمام الفاظ کے اندر موجود ہوتا ہے۔ کسی بھی لفظ کا جو معنی ہوتا ہے وہ جتنے بھی الفاظ یعنی جن کو صیغے کہتے ہیں، جتنے بھی اس میں لفظ بنتے جائیں گے، اس میں سب سے پہلا ابتدائی معنی موجود ہوگا۔ بات سمجھ گئے ہو؟؟ یعنی جتنے بھی الفاظ بنتے جائیں گے ان کے اندر معنی موجود ہوگا۔ علما کرام نے بیان فرمایا کہ حمد کا معنی ہے کہ والثناء باللسان اگر فعل ہے تو جمیل الاختیاری ہے۔ حمد کے واسطے شرط یہ ہے کہ تعریف کی جائے۔ کسی کی عمدہ صفات کو بیان کرنا اس کو کہا جاتا ہے ثناء۔ کسی کے لیے اچھی صفات بیان کرنا، اس کو کہا جاتا ہے ثناء۔ اور پہلی شرط یہ ہے کہ اس کی صفت بیان کی جائے، دوسری شرط یہ ہے کہ یہ باللسان، وہ بیان بھی زبان کے ساتھ ہو۔ حمد اس وقت بنے گی جب وہ زبان کے ساتھ ہو۔ اگر فعل ہے تو جمیل الاختیاری ہے۔ ایسے فعل کی وجہ کے ساتھ جو اچھا ہو، اور اس شخص کی ذات کے اختیار میں موجود ہو۔ یعنی اس کے اختیار کے اندر بھی ہو، یہ نہیں کہ اختیار سے باہر ہو۔ میں ایک دفعہ کسی جگہ گیا۔ وہاں ایک بہت بڑے مولوی صاحب تھے۔ انہوں نے بیان کرنا شروع کر دیا کہ دیکھو کوئی ڈی۔ سی ہوتا ہے تو اس کو اپنے ضلع کا اختیار ہوتا ہے۔ تھانیدار ہوتا ہے تو اس کو اپنے تھانے کی حد کے اندر کچھ نہ کچھ اختیار ہوتا ہے، تو نبی اکرم ﷺ رسول ہیں تمام کائنات کے لیے، تمام جہانوں کے لیے رحمۃ للعلمین ہیں۔ حضور ﷺ کو اپنی سلطنت میں کوئی اختیار نہیں۔ خیر اس کے بعد انہوں نے مجھے وقت دیا تو میں نے ایک مسئلہ بڑی تفصیل کے ساتھ دو گھنٹے بیان کیا۔ بہر کیف میں عرض یہ کر رہا تھا کہ پہلی شرط یہ ہے کہ تعریف ہو اور اس کی اعلیٰ صفت بیان کی جائے، دوسری شرط یہ ہے حمد کی کہ زبان سے ہو، تیسری شرط یہ ہے کہ کسی ایسے فعل کی وجہ سے ہو جس کا معنی حمد والا ہو، چوتھی شرط یہ ہے کہ اس کے اختیار میں بھی ہو، پانچویں شرط یہ ہے کہ اس کی طرف سے نعمت ملے یا نہ ملے یعنی مثلاً اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کو بیماری دیتا ہے تو پھر بھی اس کی تعریف، اگر کسی کو شفا دیتا ہے تو پھر بھی اس کی تعریف، کسی کو تھوڑی زندگی دیتا ہے تو پھر بھی اس کی تعریف، کسی کو زیادہ زندگی

دیتا ہے تو پھر بھی اسکی تعریف، کسی کو مال و دولت زیادہ دیتا ہے تو پھر بھی اسکی تعریف، کسی کو تھوڑا دیتا ہے تو پھر بھی اس کی تعریف۔ کسی کو اس کے سامنے چون وچرا کی اجازت نہیں۔ لا یفعل لما یفعل۔ قرآن کہتا ہے اللہ جو کرتا ہے، اس سے سوال نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی نعمت دے تو پھر بھی شکر، نہ دے تو تب بھی تعریف۔ یہ معنی ہے حمد کا۔ اس میں معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ کا نام محمد ﷺ ہے، یہ بھی لفظ حمد سے ماخوذ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے اندر تمام صفات جتنی بھی ہیں اللہ کے اختیار میں ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے نام کے اندر جتنی بھی صفات پائی جاتی ہیں ساری حضور ﷺ کے اختیار میں ہیں۔ میں آپ کو اس کی مثال دیتا ہوں۔ کہ نبی اکرم ﷺ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک صحابی حاضر ہوئے کوئی گفتگو ہوئی انہوں نے کسی معاملے میں شہادت دی۔ قرآن کہتا ہے واستشھدو الشھدین من الرجالکم کسی معاملے میں گواہی کی ضرورت ہو تو بندوں میں سے دو گواہ پیش کرو۔ اس صحابی کو نبی پاک ﷺ نے فرمایا تیری اکیلے کی شہادت دو کے برابر ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ دو گواہ پیش کرو۔ اس کو قرآن کی مخالفت نہیں کہنا، بلکہ رسول اللہ ﷺ کا اختیار کہنا ہے۔ کہ حضور ﷺ جس کو چاہیں وہ جیسے چاہیں لوٹائیں، جو چاہیں، جتنا چاہیں، جس کو چاہیں لوٹائیں، خالق کی ہر شے پر حکمران ہیں محمد ﷺ۔ میں علی پور شریف اپنے کمرے سے نکلا ۳۰ اگست والے عرس شریف کا موقع تھا میرے ساتھ والے کمرے میں آفریدی صاحب وہ اپنے زمانے کے پرنسپل تھے۔ نہایت نورانی چہرہ ان کا زیارت کے قابل وہ اس وقت ساتھ والے کمرے میں موجود تھے۔ میں نے دیکھا جلسے میں جانے کے لیے وہ گفتگو فرما رہے تھے۔ میں تھوڑی دیر کھڑا ہو گیا انہوں نے کہا حضرت قبلہ عالم کی عظمت پوچھتے ہو؟ فرمایا کہ ہمارے حضرت کی عظمت کا کوئی اندازہ کر ہی نہیں سکتا۔ میرے حضرت صاحب فرماتے ہیں میں اس لیے سنانے لگا ہوں کہ میرے والد صاحب فرماتے تھے ولی وہ ہوتا ہے جس کی ذات کے اندر نبوت والی صفت کے علاوہ باقی تمام صفات موجود ہوں۔ اصول یہ ہے کہ نبوت والی صفت کے علاوہ تمام صفات نبیوں والی ہوں۔ تو وہ ولی ہوتا ہے۔ کہنا تو آسان ہے ہم ہر آدمی کو کہہ دیتے ہیں لیکن جب صفات تلاش کرنی پڑیں، قرآن کیا کہتا ہے؟ من یھدی اللہ ان یھدیہٗ یشرح صدرہٗ للاسلام۔ اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دینا چاہتے ہیں اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں حضرت قبلہ عالم کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جو جم غفیر کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں نہ گزرا ہو۔ کوئی لمحہ مسلمانوں کے جم غفیر کے ساتھ اللہ کی

بارگاہ میں نہ گزرا ہو یعنی ہمہ وقت اللہ کی بارگاہ میں حاضر رہتے۔ محبت رسول اکرم ﷺ کا جذبہ انسانوں کے دلوں میں جگایا۔ یہ نہیں کہ خود ہی نمازیں پڑھی ہیں لاکھوں انسانوں کو نمازی بنایا۔ اور جس کے دل کے اندر رسول اللہ ﷺ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے پھر وہ ہر وہ کام کرے گا جس سے حضور ﷺ راضی ہوں۔ بہر کیف آفریدی صاحب فرما رہے تھے کہ ہمارے حضرت کی عظمت کو دنیا والے سمجھ ہی نہیں سکتے۔ فرمایا اللہ نے بیان فرمایا قرآن پاک میں سورۃ لقمان کی آیت ہے یعلم ما فی الارحام پانچ چیزیں ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی اور فرمایا یعلم ما فی الارحام اور جو کچھ رحموں میں ہے اللہ اس کو جانتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں جو کچھ ہے اللہ اس کو جانتے ہیں۔ بیٹا ہے یا بیٹی ہے۔ دیکھو نا اب مشینیں آ گئی ہیں وہ مشینیں بتا دیتی ہیں کہ بچہ ہے یا بچی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم کی نفی ہو گئی۔ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مشینوں تک علم پہنچا دیا ہے اللہ کے علم کی نفی تو نہیں ہو گی۔ اس کے ساتھ وہ مشینیں بتا دیتی ہے۔ فرمایا یعلم ما فی الارحام اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو ان کے رحموں میں ہے۔ آفریدی صاحب فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت کی ہے کہ رحم میں جو ہو اس کا مجھے علم ہے، فرمانے لگے ہمارے حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا ہوا ہے، ایک آدمی حاضر ہوا تو آپ نے اسے فرمایا کہ اللہ تمہیں پانچ بیٹے دے گا۔ کتنے؟؟ پانچ۔ آفریدی صاحب فرمانے لگے ہمارے حضرت کو اللہ نے یہ اختیار دیا ہوا ہے کہ پیٹ میں کچھ بھی نہیں ہے اور حضرت صاحب فرما رہے ہیں جو ہو گا بیٹا ہی ہو گا۔ یعنی ہونے سے پہلے ہی ارشاد فرما رہے ہیں یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے حضرت کو یہ اختیار دیا ہوا ہے جو فرما دیتے اللہ تعالیٰ پورا کر دیتے۔ جب نبی کریم ﷺ کے غلاموں کی یہ شان ہے تو یہ سب رسول اللہ ﷺ کے صدقے میں ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کو اختیار یہ ہے کہ آپ نے ایک صحابی کو فرمایا کہ تیرے اکیلے کی شہادت دو کے برابر ہے، کسی صحابی نے اعتراض نہیں کیا کہ قرآن نے دو شہادتیں فرمائے ہیں بلکہ وہ جتنی دیر بھی زندہ رہے عمر فاروقؓ کی خلافت میں زندہ رہے، حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت میں وفات پائی۔ جتنی دیر وہ زندہ رہے تمام خلفاء راشدین ان کی ایک شہادت کو دو کے برابر تسلیم کرتے رہے۔ یہ معنی ہے اختیار کا۔ اور وہ اختیار ان کی ذات میں موجود ہو اس کی ذات میں پایا جائے۔ محمد الرسول اللہ فرمایا جس کی ہم حمد کرتے ہیں وہ صاحب اختیار اللہ کے رسول ہیں۔ اور ہمیشہ ہمیشہ ان کی رسالت قائم رہے گی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ میں انہی الفاظ پر اکتفاء کرتا ہوں۔ پانچ، دس منٹ اور سنا

دیتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ ہجرت کے سفر میں جب مکہ پاک سے چلے تو مکہ پاک کے لوگوں نے انعام مقرر کیا کہ جو آدمی ہمیں رسول اللہ ﷺ کی خبر لا کر دے گا، ہم اس کو سو (100) اونٹ انعام دیں گے یا جتنا بھی انعام رکھا ہو۔ وہاں ایک آدمی جوان لڑکا تھا۔ تھوڑی سی اس کی عمر تھی وہ خود بیان کرتے ہیں کہ مکے شریف کے اندر اس وقت میرے سے زیادہ تیز چلنے والا اور اعلیٰ نسل گھوڑا کسی کے پاس تھا ہی نہیں۔ میں نے یقین کیا، ارادہ کیا کہ میں نے یہ انعام ضرور لینا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں اپنے گھوڑے پر سوار اور گھوڑا دوڑا دیا۔ رسول اللہ ﷺ غار ثور کے قریب پہنچ گئے تھے۔ ابھی غار میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب اس سوار کو دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ مخبر آ گیا، وہ آدمی آ رہا ہے، اس نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ وہ جا کر کفار مکہ کو بتائے گا اور وہ ہمارے پیچھے آ جائیں گے۔ مجھے اپنا تو کوئی فکر نہیں، حضور ﷺ کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابو بکر کیوں غم کرتے ہو؟ فکر نہ کرو، سوچو نہ (ان اللہ معنا) اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے (ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم) فرمایا اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا آپ غم نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے اس نے دیکھ لیا جو گھوڑے پر سوار تھا اس نے جب پہچان کیا دیکھ لیا کہ یہ وہی ہیں۔ غار میں آ گئے، غار کی کہانی بہت مشہور ہے۔ کبوتر نے انڈے دے دیے اور مکڑی نے جالا بن دیا۔ شیخ بصیری نے اس کو بیان کیا کہ جب کافر آئے دیکھنے کے لیے تو انہوں نے کہا کہ یہ مکڑی نے جالا بنا ہے اگر وہ یہاں سے گزرتے تو جالا ٹوٹ جانا تھا، یہ جو گھونسلہ ہے اس نے گر جانا تھا اس میں سے انڈے تو گر جاتے۔ کبوتر نے انڈے دے دیے، مکڑی نے جالا بُن دیا۔ بہر کیف اس نے جب دیکھا اور واپس مڑنے لگا اس نیت کے ساتھ کہ میں جا کر ان کو بتاتا ہوں وہ خود ان کو پکڑ لیں گے۔ جب اس نے گھوڑے کو موڑا تو اس کے گھوڑے کے چاروں پاؤں پتھروں کے اندر دھنس گئے۔ نہ وہاں کوئی پانی، نہ وہاں کوئی دلدل، نہ وہاں کوئی بارش۔ پتھر کے اندر پاؤں دھنس گئے۔ اس نے شور مچایا مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ۔ نبی پاک ﷺ نے آواز دے کر فرمایا جس ارادے سے آئے ہو اگر یہ ارادہ ختم کرو گے تو تو تم بچ جاؤ گے۔ اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو، اور اپنے آپ کو اور اپنے گھوڑے کو صحیح سلامت زمین سے نکلنا چاہتے ہو تو پھر ارادہ ترک کر دو۔ تو اس نے دل سے ارادہ ترک کر دیا تو گھوڑا ابھر آ گیا۔ تھوڑی دور گیا تو شیطان نے پھر بہکایا، اور اس نے کہا روز روز تو نہیں، بار بار تو گھوڑے

زمین میں نہیں گرتے، زمین نرم ہو جاتی ہے تو وہی زمین تھی پتا نہیں ادھر کیا تھا کیا نہیں تھا۔ اس نے پھر ارادہ بدل لیا۔ گھوڑا پہلے سے بھی زیادہ زمین میں دھنس گیا۔ ساتھ اس کے پاؤں بھی گھٹنوں تک پھر اس نے پہلے سے بھی زیادہ شور مچایا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تک سچے دل سے توبہ نہ کرو گے اس وقت تک تیرا گھوڑا نہیں نکلنا۔ اس نے اللہ کو حاضر و ناظر جان کر نیت کر لی کہ میں نہیں بتاؤں گا۔ جب نیت کر لی تو گھوڑا پھر باہر آ گیا۔ جب گھوڑا لے کر واپس جانے لگا تو حضور ﷺ نے فرمایا ادھر آؤ میری طرف۔ وہ پاس حاضر ہو گیا۔ فرمایا تم آج میری مخبری کرنے آئے ہو۔ ایک وقت وہ ہو گا جب ایران کے بادشاہ کے ہاتھوں کے کنگن تیرے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔ سونے کے کنگن جن کو ہم کڑے کہتے ہیں۔ یہ منہ اور مسور کی دال وہ کہنے لگا میں کہاں مکے کا عام آدمی اور ایران کا بادشاہ کہاں۔ جس طرح آج امریکہ سب سے بڑی سلطنت ہے اسی طرح اس وقت ایران بہت بڑی سلطنت تھی۔ سب سے بڑی بادشاہی ایران کی بادشاہی ہوتی تھی۔ اس نے اپنے تخت کا دو ہزار سالہ جشن منایا تھا۔ دو ہزار سال سے ہماری سلطنت قائم ہے اور اس کا تخت بھی جاری ہے۔ بہر کیف وہ اتنی بڑی سلطنت تھی۔ اب وہ سوچے کہاں وہ بادشاہی، کہاں میرے ہاتھ۔ آپ ﷺ نے جو فرمانا تھا فرما دیا۔ وہ واپس چلا گیا۔ نبی پاک ﷺ مدینے پاک چلے گئے۔ اس کے بعد فتح مکہ ہوئی۔ جب مکہ شریف فتح ہوا تو پھر وہ آدمی اس موقع پر مسلمان ہوا۔ اس کا نام تھا سراقہ۔ اس کے باپ کا نام تھا مالک۔ سراقہ بن مالک۔ فتح مکہ ۸ ہجری میں ہوئی اس کے بعد جب وہ مسلمان ہو گیا۔ جس نے حضور ﷺ کی ایک بار زیارت کر لی۔

دیکھا جو حسنِ یار تو طبیعت مچل گئی ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی

جس نے دیکھ لیا، پھر اس کا دل کیسے بھر سکتا ہے، پھر اس کے بعد گزارا ہی نہیں پھر وہ مکہ شریف چھوڑ کر مدینہ شریف چلے گئے۔ نبی اکرم ﷺ کی وفات ہو گئی، حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت آئی وہ ختم ہو گئی، حضرت عمرؓ کی خلافت آئی۔ اس دوران ایران فتح ہوا، اور مال غنیمت مدینہ منورہ میں آیا۔ ڈھیر لگ گئے مال کے۔ اس آدمی نے ایک تھیلی الگ کندھے کے اوپر رکھی ہوئی تھی۔ جب انہوں نے سارا مال رکھ دیا۔ اونٹوں کے اوپر آیا یا جو کچھ بھی آیا سب کچھ کھول کر ڈھیر لگا دیے۔ ایک تھیلی اس نے علیحدہ مٹھی میں پکڑی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ کیا تھیلے میں علیحدہ پکڑا ہوا ہے؟ اس نے کہا کہ جناب جو امیر لشکر ہے اس نے کہا تھا کہ یہ بڑی خاص چیز ہے سوائے

عمرؓ کے کسی اور کے ہاتھ میں نہ چلی جائے۔ آپ نے کھول کے دیکھا تو وہ کڑے تھے۔ اس نے کہا یہ جو کڑے ہیں یہ اس بادشاہ کے کڑے تھے۔ پتہ نہیں اس میں کتنے ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے ہوں گے، کتنے تولے سونا ہوگا۔ وہ جب آپ نے دیکھے، کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ نے اپنی دونوں انگلیوں میں وہ کڑے ڈال لیے ڈال کر ارشاد فرمایا کہ جاؤ سراقہ کو ڈھونڈ کر لاؤ۔ سراقہ کے خواب وخیال میں بھی نہیں تھا۔ وہ گلیوں میں بیٹھ کر دوستوں کے ساتھ گپیں لگا رہے تھے یا اپنے کام میں مصروف تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کا حکم تھا۔ بڑے جلال والے تھے، جو نام سنتا تھا ایک بار تو خون خشک ہو جاتا تھا۔ جب انہوں نے نام سنا کہ سراقہ کو حضرت عمرؓ نے بلایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج خیر نہیں ہے۔ خون خشک ہو گیا، رنگ بدل گیا۔ وہ بار بار پوچھیں کہ کام کیا ہے؟ بات کیا ہے؟ خیر تو ہے؟ میرے اوپر کوئی سوال تو نہیں ہو گیا؟ مجھے کوئی سزا تو نہیں ملنی؟ مجھے کچھ بتاؤ تو سہی۔ وہ کہیں مجھے کچھ پتہ ہو تو کچھ بتاؤں۔ مجھے تو انہوں نے کہا ہے کہ بلا کے لاؤ۔ وہ ڈرے ہوئے آئے سامنے۔ آپؓ نے فرمایا! ادھر آگے آؤ۔ اور بھی ڈر گیا، کانپنا شروع ہو گیا۔ فرمایا! دایاں ہاتھ آگے کرو۔ اپنی انگلی سے ایک کڑا نکال کر ان کے دائیں ہاتھ میں ڈال دیا۔ دوسرا نکال کر بائیں ہاتھ میں ڈال دیا۔ اس کے تصور میں بھی نہیں تھا، وہ ڈر کی وجہ سے جو یاد تھا وہ بھی بھول گیا تھا۔ وہ دیکھی جائے، اے امیر المومنین یہ کیا ہے؟ فرمایا یاد کر تجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایران کے بادشاہ کے کڑے تیرے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔ یہ وہی کڑے ہیں انہوں نے ڈرتے ڈرتے عرض کی اے امیر المومنین مرد کے لیے تو سونا حرام ہے۔ یہ اختیارِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ فرمایا تیرے لیے حلال ہے، تجھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا تو پہنے گا کڑے۔ اس لیے تیرے لیے جائز ہے۔ انہوں نے ساری زندگی نمازیں کڑے پہن کر پڑھیں۔ اتارے ہی نہیں۔ یہ ہے اختیارِ مصطفیٰ ﷺ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اس محفل کو قائم ودائم رکھے۔ ہم اپنی زندگی میں پھر حاضریاں دیتے رہیں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۷

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ بمقام راہوالی گوجرانوالہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

قرآن پاک کی آیت پاک جو پڑھی ہے اس رکوع کی ابتدا ایمان والوں کے ذکر سے ہوتی ہے اور اس میں ایمان والوں کو مخاطب کر کے ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم دیا۔ کہ ایمان والو! اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کیا کرو کثرت سے۔ کثرت کا معنی زیادتی ہے۔ کثرت جو ہے اس کی کوئی انتہا نہیں۔ لہٰذا کثرت یعنی ذکر کی کوئی انتہا نہیں۔ اسی لیے ہمارے بزرگان کرام نے فرمایا ہے کہ جو دم غافل سو دم کافر۔ ہر دم کر اللہ، اللہ، اللہ۔ یعنی چونکہ کثرت کی کوئی انتہا نہیں اس لیے ذکر کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ اور کوئی لمحہ، کوئی گھڑی کوئی وقت ایسا نہ گزرے جس وقت انسان کا دل اللہ کی یاد سے غافل ہو۔ قرآن شریف میں آتا ہے۔ لَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ ان لوگوں میں سے نہ ہونا جو اللہ کے ذکر سے غافل ہیں۔ مطلب یہ کہ جب ہم اللہ کے حکم کی تعمیل کریں گے اللہ کے حکم پر عمل کریں گے تو ظاہر ہے کہ جب مالک کا حکم مانیں تو مالک خوش ہوتا ہے اور جب کے حکم کو پورا کریں تو اس کی جزا اور خیر مالک عطا فرماتا ہے۔ میں آپ کو اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔ قیامت کا دن ہوگا کسی روزے دار کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا۔ رب تعالیٰ فرشتوں کو فرمائیں گے کہ اس بندے نے اپنی ضروریات زندگی کو چھوڑا، بھوک و پیاس برداشت کی، اپنا دن کام میں گزارنے کے باوجود یہ میری یاد سے غافل نہ رہا اور اس نے روزہ میری رضا کی خاطر رکھا، آج بروز قیامت اس کی جزا بھی میں دوں گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث ہے کہ "جب روزے دار کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا تو رب تبارک وتعالیٰ فرشتوں کو فرمائیں گے اس بندے نے اپنی تکلیف برداشت کی میری رضا کے لیے، میری ضرورت کے لیے، اس کی جزا بھی میں ہی دوں گا" یعنی وہ جزا کس طرح دیں گے؟؟ اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ بتاؤ کوئی مزدور ہو، کوئی آدمی ہو، مالک اسے کسی کام پر لگا دے۔ وہ خوشی سے مالک کا حکم پورا کرے، مالک کا کام پورا کر کے خوشی کے ساتھ مالک کی بارگاہ میں حاضر ہو اور کہے کہ جو مجھے حکم ہوا تھا میں نے وہ پورا کر دیا ہے۔ تو وہ مالک جو ہے اس جو اس کی جزا پوری دے گا یا کچھ کم کر کے دے گا؟؟ فرشتوں نے کہا کہ رب العلمین جب اس نے کام پورا کیا ہے لہٰذا اس کو جزا، بدلہ بھی پورا دیا جائے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے اس بندے کی جس نے جس نے روزے میرے لیے رکھے، میری خوشی کے لیے سب کچھ کیا، میرا حکم پورا کیا۔ اس کی جزا میرے پاس جنت کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں ہو سکتی۔ یعنی اس کو حکم ہوگا کہ تو سیدھا ہی جنت میں چلا جا۔ کیونکہ تو نے میرا حکم پورا کیا ہے۔ اس کی جزا میں نے دینی ہے۔ تو نے مجھے راضی کیا ہے، میں تجھے راضی کروں گا۔ اس لیے ساری مخلوق کے اندر اللہ تعالیٰ اس کی عظمت کو ظاہر کریں گے اور فرمائیں گے کہ تو جنت میں چلا جا بغیر حساب کے۔ میرا عرض کرنے کا مطلب ہے کہ ایمان والوں کو جب اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں ذکر کا کہ ایمان والو! اللہ کا ذکر کرو وہ بھی کثرت کے ساتھ کرو۔ ہمارے مرشد، ہمارے پیر کا بھی حکم ہے کہ ہر وقت، کوئی گھڑی، کوئی سانس، کوئی وقت ایسا نہ گزرے جب آپکا دل اللہ کی یاد سے غافل ہو۔ کوئی کام کر رہے ہو، دل جو ہے وہ اللہ کی یاد میں لگا رہے۔ اس کے بہت سارے فائدے ہیں۔ اس کی دو مثالیں آپکو دے دیتا ہوں۔

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اندر بہت سارے عیب ہیں، بہت سارے گناہوں کا مرتکب ہوتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ سارے گناہ چھوڑ دوں۔ لیکن میں اس پر عمل نہیں کر سکتا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جناب کوئی ایسی ترکیب بتائیں جس سے مجھ سے گناہ چھوٹ جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح کرو کہ ایک وعدہ کرو میرے ساتھ اور اس پر عمل بھی کرنا ہے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو ارشاد فرمائیں گے وہ آسان ہوگا میں اس پر عمل ضرور کروں گا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہا کہ تم آج کے بعد

جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وعدہ کر لیا کہ میں آج کے بعد جھوٹ نہیں بولوں گا۔ جب واپس اپنے گھر گیا۔ آدمی کوئی بھی کام اکیلا نہیں کرتا، کوئی نہ کوئی اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب اس کے ساتھی آئے مختلف قسم کے ساتھی آئے جن کے ساتھ وہ گناہوں کے ارتکاب کے لیے جاتا تھا۔ مثال کے طور پر جواء کھیلنے والے آئے، انہوں نے کہا کہ آؤ بھئی جواء کھیلیں۔ قرآن نے فرمایا (اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ) جواء جو ہے پلید ہے اور شیطان کا کام ہے۔ (فَاجْتَنِبُوْهُ) تم اس سے بچا کرو، پرہیز کیا کرو تا کہ کامیابی حاصل کرلو۔ اللہ کا حکم ہے۔ وہ چلنے سے پہلے، ان کے ساتھ جانے سے پہلے اس نے سوچا کہ میں جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ کونسا گناہ کیا ہے؟ میں نے وہاں جھوٹ تو بولنا نہیں، وہاں سچ بتانا پڑے گا کہ جوا کھیلا ہے تو سارے صحابہ کرامؓ میں بدنام ہو جاؤں گا، مشہور ہو جاؤں گا، لوگ لعن طعن کریں گے کہ قرآن نے جس کو صاف صاف حرام قرار دیا ہے، پلید قرار دیا ہے، تو وہ کام کرتا ہے جو شیطان کے کام ہیں۔ ہم نے تیرے ساتھ سلام دعا نہیں کرنی، ہم تیرے ساتھ قطع تعلقی کرتے ہیں تو اس وقت میری زندگی جو ہے وہ موت کے برابر ہوگی۔ تو ان کو اس نے کہا میں نے تمہارے ساتھ نہیں جانا تم جاؤ۔ مختصر یہ کہ جو اس کے گناہوں کے ساتھی تھے وہ بار بار اس کے پاس آتے رہے اور ہر وقت اس کے ذہن میں یہی خیال آتا رہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو حضورؐ نے پوچھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے پوچھا کہ یہ کام کیا ہے؟ وہ گناہ کا کام ہوا تو جھوٹ تو بولنا نہیں کیونکہ وعدہ کیا ہے لہٰذا وہاں سچ بتانا پڑے گا کہ ہاں جی میں نے کیا ہے پھر سزا ملے گی سچ بولنے کی، جھوٹ نہ بولنے کی۔ گناہ کرنے کی وجہ سے تو بہتر ہے کہ گناہ کرنے سے سارے ساتھیوں کے سامنے شرمندہ ہونے سے بہتر ہے کہ میں گناہ سے ہی بچ جاؤں۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھ سے تمام گناہ چھوٹ گئے ہیں۔ میں آج گناہوں سے اس طرح پاک ہو گیا ہوں جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ میں نے جھوٹ نہ بولنے کا جو وعدہ کیا تھا کہ سچی بات کروں گا اس ایک کام کی برکت سے مجھ سے تمام گناہ چھوٹ گئے ہیں۔

ایک اور آدمی وہ ہمارے شیخ پیر و مرشد کی خدمت میں بیعت ہونے کیلئے حاضر ہوا اس نے بیعت کی۔ شیخ نے جب وعدے لیے کہ یہ گناہ والے کام نہیں کرنے، جھوٹ نہیں بولنا، چوری نہیں کرنی، غیبت نہیں کرنی، چغلی نہیں کرنی، شراب نہیں پینی، جواء نہیں کھیلنا، دھوکہ نہیں کرنا۔

جب سارے وعدے شیخ نے لیے، اُس وقت تو وہ وعدے کر لئے اور بولتا گیا نماز پڑھنی ہے، روزے رکھنے ہیں، زکوٰۃ دینی ہے، طاقت ہوئی تو حج کرنا ہے۔ اس کے بعد اسنے کہا جناب یہ مجھ سے وعدے تو کروا لیے ہیں، مجھ سے ان پر عمل تو نہیں ہونا۔ مجھے تو عادتیں ہیں بری، ساتھی مجھے مجبور کرتے ہیں۔ یعنی اس آدمی نے کہا کہ مجھ سے ان پر عمل نہیں ہوگا۔ شیخ نے کہا تو اس طرح کر تو ایک اور وعدہ کر لے۔ وہ وعدہ یہ ہے کہ میرے سامنے تو نے گناہ نہیں کرنا۔ اس نے کہا جی یہ تو بہت آسان کام ہے۔ بھلا میں آپ کے سامنے گناہ کس طرح کر سکتا ہوں۔ آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہوؤں اور مجھے کوئی کہے کہ چل جواء کھیلنے چلیں۔ تو میں آپ کے سامنے تو نہیں جاؤں گا گناہ نہیں کروں گا، وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کے سامنے گناہ نہیں کروں گا۔ ایک بات یاد رکھو اسباق میں، جو سبق شیخ دیتا ہے ایک یہ سبق بھی ہے کہ اپنے مرشد کا چہرہ ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہے۔ یہ ہے جس پر ہمیں عمل کرنا ہے۔ ایک صورت یہ ہے کہ شیخ نے اس پر عمل کروانا ہے۔ اس نے جب گناہ کرنے کا ارادہ کرنا، نیت کرنی تو شیخ کا چہرہ سامنے آجانا۔ آپ کو سمجھانے کے مقصد کے لیے میں ایک واقعہ بیان کر رہا ہوں کہ یوسف علیہ السلام کو جب زلیخا اندر لے گئی۔ سات کمرے تھے، ہر کمرے کا دروازہ بند کر کے ساتویں کمرے میں لے گئی۔ وہاں جا کر اس نے اپنی خواہش کا، محبت کا اظہار کیا۔ تو قرآن میں آتا ہے (لولا۔۔۔۔۔۔ربہ) وہ کر یوسفؑ کام کا ارادہ اگر اپنے رب کے برہان کو دلیل کو نہ دیکھتے۔ اور دلیل کیا تھی؟؟ ہمیں اپنے باپ کا چہرہ نظر آگیا۔ حضرت یعقوبؑ کا چہرہ نظر آگیا۔ انہوں نے کہا کیا کرنے لگے ہو؟؟ اسی وقت یوسفؑ واپس دوڑ گئے۔ جس دروازے کو ہاتھ لگائیں وہ کھلتا جائے۔ میرا مقصد وہ واقعہ عرض کرنے کا نہیں بلکہ یہ عرض کرنا ہے کہ ایک شعر عرض کرتا ہوں "ست گُر ایسا چاہیے جو سِقلی گر سا ہو"

پنجابی میں کہتے ہیں "پانی پیوے پُن کے تے مرشد پھڑیئے چُن کے"۔

یہ معنی ہے ست گُر۔ سات گُروں کے برابر جو انسان ہو اس کو مرشد بنائیں۔

ست گُر ایسا چاہیے جو سقلی گر سا ہو
جنم جنم کے پوتڑے پل میں دیوے دو

وہ جب کلعی کرتے ہیں برتن کو تو ساری میل اتار دیتے ہیں۔ جب کلعی کرتے ہیں، شیشے کی طے چمکا کر ہاتھ میں پکڑا دیتے ہیں۔

انہوں نے، مرشد نے، شیخ نے کہا کہ چل یہ وعدہ کر کہ میرے سامنے گناہ نہیں کرو گے

انہوں نے کہا کہ میں آپ کے سامنے میں گناہ کر ہی نہیں سکتا اس نے کہا ٹھیک ہے میں یہ نہیں کروں گا وعدہ کرتا ہوں اس کے بعد جب اپنے گھر گیا، کسی گناہ کی جب نیت کرے ارادہ کرے غلط سمت جانے کا تو سامنے شیخ کا چہرہ آ جائے۔ ضلع سرگودھا میں ایک جگہ ہے چک ۱۰۔ وہاں ایک حافظ صاحب تھے، ان کا نام تھا غلام حسن وہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں اپنے گھر تھا، شیطان نے مجھے بہکایا۔ میرے دل میں وسوسے، خیالات آیا کریں کہ قرآن پاک پتا نہیں سچا ہے کہ نہیں۔ سارے حکم جو ہیں تعمیل کے قابل ہیں کہ نہیں۔ سارا اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے کہ نہیں۔ مختلف اوقات میں یہ خیال آیا کریں ایک دن یہ خیال آیا اور ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ غلام حسین اگر تو اسی بات پر رہا تو تیرا تو سارا ایمان خراب ہو جائے گا۔ اور ایمان کو ٹھیک کرنے کے لیے مرشد ہی کامیابی دے سکتا ہے۔ تیرا مرشد بھی کامل ہے چل اس کے پاس وہ کہتے ہیں کہ مغرب کی نماز کا وقت تھا اور میں علی پور شریف میں شیش محل کے اوپر جہاں حضرت قبلہ عالمؒ بیٹھے ہوئے تھے، اوپر والی منزل پر گرمیوں کی شام کو پہنچا، جب میں پہنچا تو جماعت کھڑی تھی، اور جب جماعت کھڑی ہو تو کوئی بات نہیں کر سکتا۔ حضرت قبلہ عالمؒ بھی کھڑے تھے۔ اس وقت ان سے بات کرنے کا یا کسی اور کے ساتھ بات کرنے کا تو کوئی تصور سوچ بھی نہیں سکتا۔ سب سے آخری صف میں جو بندہ تھا اس کے بائیں طرف سیڑھیاں چڑھتی تھیں۔ جماعت میں کھڑا ہونے والا میں تھا۔ جماعت کی پہلی رکعت تھی۔ میں جماعت میں شامل ہو گیا۔ آپؒ نے نماز پڑھائی، نماز پڑھانے کے بعد جب سلام پھیرا، جب بائیں طرف سلام پھیرا تو دعا مانگنے کی بجائے منہ بائیں طرف کر کے اسی وقت بغیر کسی کے بتائے آپ نے فرمایا کہ جس کے دل کے اندر خیال آئے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے وہ بے ایمان ہو جاتا ہے۔ حافظ صاحب فرمانے لگے چونکہ گیا ہی اسی لیے تھا۔ ابھی ملا نہیں تھا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ تو مجھے ہی حکم ہو رہا ہے۔ میں نے وہیں بیٹھے بیٹھے عرض کی کہ جناب مجھے بھی کبھی کبھی یہ خیال آتا ہے تو آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ فرمایا آج کے بعد نہیں آئے گا۔

ست گرو ایسا چاہیے جو سقلی گر جیسا ہو ۔۔۔ جنم جنم کے پوتڑے پل میں دیوے دو

فرمایا آج کے بعد نہیں آئے گا۔ فرمایا آپ نے حضرت عمر کے متعلق یہ فرمایا تھا شیطان عمر کے سائے سے بھی دور بھاگتا ہے۔ (اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرْ) اس کا مطلب ہوا کہ وسوسے کون ڈالتا ہے؟؟ شیطان۔ قرآن میں آتا ہے (مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ اَلَّذِیْ

یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ○مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ○) تو جب شیطان سائے سے دور جائے گا تو ذات کے قریب کس طرح آئے گا۔ جب ذات کے قریب نہیں آسکتا تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی شان یہ ہے کہ شیطان ان کے قریب آ ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا وسوسے بھی پیدا نہیں کر سکتا۔ اور حضرت قبلہ عالم امیر ملتؒ کی شان یہ ہے کہ شیطان جس کے دل کے اندر وسوسے پیدا کرتا ہے آپ اس دل کو پاک اور صاف کر دیتے ہیں اور شیطان کو اس سے اتنا دور بھگا دیتے ہیں کہ شیطان پھر طاقت ہی نہیں رکھتا کہ اس کے قریب جا کے اس کے دل کے اندر وسوسے ڈال سکے۔ تو معلوم ہوا کہ:

ست گر ایسا چاہیے جو سقلی گر جیسا ہو
جنم جنم کے پوترے پل میں دیوے دو

منٹ میں ایک لفظ کے ساتھ شیطان کی قدرت کو ختم کر دے۔ قرآن کے اندر یہ آتا ہے کہ (لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ) یا اللہ تبارک وتعالیٰ میں ان سب لوگوں کو گمراہ کروں گا مگر جو تیرے نیک بندے ہیں ان کے قریب بھی نہیں آؤں گا، ان کو چھوڑ دوں گا۔ یعنی اس دل کو حضرت قبلہ عالمؒ نے اپنی نگاہ سے، اپنی زبان سے قلب ذاکر بنا دیا۔ اور اس انسان کو اللہ کا نیک بندہ بنا دیا۔ شیطان کا وعدہ ہے کہ جو نیک بندہ ہوگا یا اللہ پاک میں اس کے قریب نہیں جا سکوں گا۔ جو آیت پڑھی تھی میں نے پہلے عرض کی تھی کہ جب حکم ہوا کہ اللہ کا ذکر کیا کرو کثرت کے ساتھ۔ جب ہم اس حکم کی تعمیل کریں گے، اس کی جزا، اس کا پھل، اس کا ثمر اللہ کی بارگاہ سے ملے گا۔ اس کی ایک علامت یہ ہے، ایک جز، ایک حصہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے اندر فرمایا (وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا○) یا رسول اللہ ﷺ مومنوں کو بشارت دے دیں، جو آپ کی ذات پر اللہ کی واحدانیت پر، آپ کی رسالت پر ایمان لے آتے ہیں انکو بشارت دے دیں، خوشخبری دے دیں (بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا○) کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہر وقت نازل ہو رہا ہے۔ فضل اس درجے کو کہتے ہیں، اس مرتبے کو کہتے ہیں جو انسان کو اللہ کی طرف سے ملے۔ یعنی اس انسان کے عمل کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اس میں اللہ کی رضا کا دخل ہوتا ہے اللہ جس پر راضی ہو جائے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرلے۔ فرمایا مومنوں کو یہ خوشخبری دے دیں کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے (فَضْلًا كَبِیْرًا) بہت بڑا فضل نازل ہو رہا ہے۔ علماء کرام نے بیان فرمایا تین چار چیزیں ہیں پھر

اس کے بعد کچھ چیزیں بیان کرتے ہیں۔ پہلی یہ کہ (بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مومنوں کو بشارت دے دیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ حکم خدا کا ہو اور زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو تو بشارت ہمیشہ کے لیے ہو گئی۔ (لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ○) ان کے لیے جو بشارتیں ہوتی ہیں وہ دنیوی زندگی میں بھی ہوتی ہیں اور آخرت کی زندگی میں بھی ہوتی ہیں۔ (بشر المؤمنین) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو بشارت دے دیں۔ تو معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو خوشخبری ملتی ہے مومنوں کو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ وہ کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ دوسری یہ ہے علماء کرام نے بیان فرمایا کہ جملہ اسمیہ جو ہے جب تاکید کے ساتھ آئے تو یہ استمرار کے لیے آتا ہے۔ دوام کے لیے آتا ہے۔ یعنی ہمیشہ قائم رہنے کے لیے آتے ہیں۔ یہاں جملہ اسمیہ اللہ نے فرمایا ہے کہ مومنوں کو بشارت دے دو کہ ان کو اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل عطا ہو رہا ہے۔ فضل جو ہے فضیلت کا معنیٰ ہے درجہ، مرتبہ، فضل۔ یہاں یہ معلوم ہوا کہ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک فضل وہ ہے جو فضلِ کبیر ہے، ایک فضل وہ ہے جو کبیر والی صفت سے خالی ہے۔ جس طرح قرآن میں آتا ہے (واللہ فضل بعضکم علیٰ بعض فی الرزق) اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض کے اوپر رزق دے کر فضیلت عطا فرما دی۔ یہاں فضیلت تو ہے لیکن فضیلتِ مطلق نہیں۔ یعنی فضیلتِ کبیر خاص نہیں۔ اسی طرح اور بھی بہت ساری مثالیں ہیں۔

یہاں جو بات میں کہنا چاہتا ہوں اس طرف آ کے اس کو بیان کروں کہ قرآن کا ایک بڑا مشہور واقعہ ہے۔ آپ نے علماء کرام سے بہت دفعہ سنا ہو گا۔ کہ حضرت سلیمانؑ کی کچہری لگی ہوئی تھی، دربار لگا ہوا تھا۔ بلقیس آ رہی تھی، شہزادی بلقیس آ رہی تھی۔ آپؑ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؑ کو خیال آیا سات سو میل کے قریب وہاں سے سفر تھا۔ آپ کو خیال آیا کہ اس کو (بلقیس شہزادی کو) چونکہ وہ اپنے علاقے کی ملکہ ہے، بادشاہ ہے۔ اس کو اس کے ہی تخت پر بٹھایا جائے۔ اب تخت اس کا سات سو میل دور تھا کمرے میں بند تھا، جس طرح بھی تھا اس کی بحث کی ضرورت نہیں۔ بات تو صرف اتنی ہے کہ وہ جہاں بھی اس کی بادشاہی تھی وہاں اس کا تخت تھا۔ حضرت سلیمانؑ کو خیال آیا کہ اس کے آنے سے پہلے، اس کے بارے میں آتا ہے جس طرح مسجد کا دروازہ ہے یا کچھ کم و بیش کہ وہ دروازے سے باہر آ چکی تھی، اندر داخل ہونا تھا، آپؑ کو خیال آیا کہ اس کو اس کے تخت پر بٹھایا جائے۔ اس وقت آپؑ نے فرمایا (اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِىْ بِعَرْشِهَا) اے جماعت، اے مخلوق جو میرے پاس بیٹھے ہو مجھے بتاؤ (اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِىْ بِعَرْشِهَا) اس کا عرش، اس کا تخت کون بندہ لے

کر آئے گا اور کتنی جلدی لے کے آئے گا؟؟ ایک جن اٹھا، اس نے کہا میں لے کے آؤں گا۔ انہوں نے فرمایا کتنی دیر میں؟؟ علماء کرام نے اس کے مختلف معنی کیے ہیں۔ بہر کیف انہوں نے پوچھا کتنی دیر میں لاؤ گے؟؟ اس نے کہا (قبل انت کم مقام) بعض علماء نے تو یہ معنی کیا ہے کہ یہ مجلس جس میں آپ بیٹھے ہیں اس کے ختم ہونے سے پہلے لے آؤں گا۔ اصل معنی اس کا یہ ہے کہ جہاں آپ بیٹھے ہیں اس جگہ سے کھڑے ہوں پھر اس سے پہلے میں لے آؤں گا۔ (وانی علیہ القوی اجمعین) مجھے اس پر طاقت ہے۔ میں مضبوط ہوں، قوت والا ہوں۔ جہاں آپ بیٹھے ہیں آپ کے اُٹھ کر کھڑے ہونے سے پہلے تخت آجائے گا۔ آپؑ نے فرمایا نہیں مجھے اس سے بھی جلدی چاہیے۔ قرآن میں آتا ہے (قال الذی عندہٗ علمو من الکتاب) اس شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا علم تھا ایک ولی اللہ بھی مجلس میں بیٹھا تھا، آصف بن برخیا اُن کا وزیر تھا۔ وہ اللہ کا نیک بندہ تھا، بڑا مقبول بندہ تھا۔ اس نے کہا (انا وا اتیک بہ) میں لاؤں گا۔ آپ نے پوچھا کتنی دیر میں لاؤ گے؟؟ اس نے کہا (قبل ایرتر دا علیک ترفک) آپ آنکھ بند کریں اور کھولیں اس سے پہلے تخت آجائے گا۔ چنانچہ ان کا مقصد یہ کہ وہ دروازے سے باہر آئی ہی تھی (فلم ادفعو مستقر م عندہٗ) جب سلیمانؑ نے کہا وہ لاؤ اور آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت بچھا تھا۔ سلیمانؑ نے جب دیکھا تخت کو کہ ان کے سامنے ہے، قرار پا چکا ہے۔ (قال ھذا من فضل ربی) سلیمانؑ نے کہا یہ میرے رب کا فضل ہے میں پہلے یہ بیان کر چکا ہوں یہ بات کہ فضل اس درجے کو کہا جاتا ہے جو اللہ کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے۔ (.................. مقفور) اللہ تعالیٰ مجھے آزمانا چاہتے ہیں کہ میں نے وزیروں کو جو اس مجلس میں بیٹھنے والوں کو جن پر آپؐ کی نگاہِ کرم پڑتی ہے ان کو میں نے اتنی طاقت دی ہے کہ وہ آنکھ جھپکنے سے پہلے سات سو میل سے تخت لے کر آکر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے آزمانا چاہتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔ لیکن بات یاد رکھو (ھذا من فضلِ ربی) یہ میرے رب کا فضل ہے (لیب لووانی) کہ اللہ مجھے آزمانا چاہتا ہے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔ جو آیت میں نے پڑھی ہے اس کا میں دوبارہ ترجمہ کر دیتا ہوں کہ یا رسول اللہ ﷺ مومنوں کو بشارت دے دیں کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے فضل نازل ہو رہا ہے اور فضل بھی فضلِ کبیر ہے۔ جس انسان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو اور وہ اسے بیان کرے کہ میرے رب کا فضل ہے تو اسکے مجلس میں بیٹھنے والوں کو جس پر اس کی نگاہ پڑ جائے ان انسانوں کو اللہ تعالیٰ اتنی طاقت دیتا ہے کہ وہاں بیٹھے

بیٹھے آنکھ جھپکنے سے پہلے وہ وہاں تخت لاکر بچھا دیتے ہیں۔ اور اسے حضرت سلیمانؑ بیان کرتے ہیں کہ اللہ میرا امتحان لینا چاہتا ہے۔ لیکن آپ اپنی طرف دیکھو اور آیت کا ترجمہ یاد رکھو اور سوچو کہ یہاں نبی پاک ﷺ کو آپ کی طلب کے بغیر، حضرت سلیمانؑ نے طلب کیا (ایکم یاتینی بعرشہ) تم میں سے کون لائے گا اس کا عرش؟؟ (قبل ان یاتونی مسلمین) اس سے پہلے کہ وہ مسلمان ہو کے میرے پاس آئیں۔ یہاں کسی مومن نہیں اپنی مثال لے لو۔ جب قرآن نازل ہوا تو ہم میں سے کون موجود تھا؟ کوئی موجود نہیں تھا تو طلب کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ یعنی قرآن کے نزول کے وقت جب ہم میں سے کوئی موجود ہی نہیں تھا، یا دنیا میں اس وقت جہاں جہاں جتنے بھی مسلمان ہیں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ جب موجود نہیں تھے تو طلب تو وہ بندہ کرتا ہے جو موجود ہو۔ اب میں آپ کے پاس بیٹھا ہوں اور پانی منگواؤں یا کچھ بھی۔ یہاں بیٹھا ہوں تو منگواؤں گا نا۔ بلکہ آج سے چودہ سو سال پہلے رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے بعد جتنے لوگ آئے، وہ سارے اس وقت موجود ہی نہیں تھے۔ تابعین سے شروع ہو گا یہ وقت تو سارے موجود ہی نہیں تھے تو کسی نے اللہ سے کسی قسم کا سوال نہیں کیا۔ لیکن بغیر طلب دیا۔ شاعر نے لکھا ہے

قربان میں ان کی بخشش پر، مقصد بھی زباں پر آیا نہیں
بن مانگے دیا اور اتنا دیا، دامن میں ہمارے سمایا نہیں

جب ہم موجود ہی نہیں تھے تو بغیر طلب کے حکم ہوا (بشر المومنین) یا رسول اللہ ﷺ تمام مومنوں کو یہ بشارت دے دو جس زمانے بھی، جہاں بھی کوئی کلمہ پڑھنے والا ہو گا وہ مومن ہو گا فرمایا سب کو بشارت دے دو جتنے مومن آتے رہیں گے، پیدا ہوتے رہیں گے، جوان ہوتے رہیں گے ایمان پر، کلمہ پڑھتے رہیں گے اور ایمان پر قائم رہیں گے ان سب کو یہ بشارت دے دو کہ ان پر اللہ کا فضلِ کبیر نازل ہو رہا ہے۔ فرق کیا ہے؟؟ فارسی کا ایک مقولہ ہے کہ ﴿ حلوا خوردن را روئے باشد ﴾ کہ حلوا کھانے کے لیے بھی منہ چاہیے۔ مطلب یہ ہے کہ ہمیں وہ نظر چاہیے جس سے ہم اس فضل کو دیکھ سکیں۔ فضل تو نازل ہو ہی رہا ہے اور بدستور نازل ہو رہا ہے۔ نظر کس طرح کی چاہیے؟ میں اس نسبت سے پرانا واقعہ سنا دیتا ہوں پھر نیا سناؤں گا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ آپ بغداد شہر کے اندر مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ وضو فرما رہے تھے اس زمانے کا آج بھی ٹونٹیوں کا طریقہ یہی ہے کہ پانی ایک طرف سے آتا دوسری طرف چلا جاتا۔ اس وقت مسجدوں میں، بادشاہی مسجد میں آج بھی حوض بنے ہیں۔ جس میں پانی جمع ہو جاتا

ہے۔ اس وقت حوض ہوتے تھے مسجدوں میں جس کی اطراف میں نالی بنی ہوتی تھی، ایک اور آدمی آپ کے اوپر کی طرف بیٹھ کر وضو کر رہا تھا اور اس کے وضو کا پانی امام ابو حنیفہ کے سامنے سے ہو کے گزرتا تھا۔ اس کا بھی وضو ختم ہو گیا، آپ کا وضو بھی ختم ہو گیا۔ جب نماز پڑھنے کے لیے مسجد کی طرف جانے لگے تو دونوں اکٹھے چلنے لگے۔ آپ نے جاتے ہوئے اسے کہا اے بھائی، اے بندے! سود کھانا چھوڑ دو، تمہیں پتا نہیں سود حرام ہے۔ اتنی بات کی اور وہ بھی چلا جا رہا تھا۔ اس کے پاس نا رتھی۔ کہتے ہیں نہ پائے رفتن، نہ جائے ماندن

وہ چپ کا چپ۔ نہ اسے زمین جگہ دے کہ وہ اس کے اندر چلا جائے نہ آگے جائے نہ پیچھے جانے کے لیے قدم ساتھ دیں۔ وہ سوچتا ہی رہا مگر نماز کا وقت تھا وہ نماز پڑھنے چلے گئے۔ نماز سے فارغ ہوئے وہ اٹھ کے آپ کے پاس چلا گیا، امام ابو حنیفہ کے پاس۔ وہ کہنے لگا جناب میں اس شہر کا رہنے والا نہیں ہوں۔ میں اس شہر میں پہلی دفعہ آیا ہوں۔ باہر سے آیا ہوں۔ آپ کا چہرہ آج سے پہلے نہیں دیکھا۔ جب میں نے نہیں دیکھا تو آپ نے بھی مجھے نہیں دیکھا۔ آپ کو یہ کس طرح علم ہو گیا ہے کہ میں سود کا کاروبار کرتا ہوں؟ بات وہ ہے فضلِ کبیر جو ہے اللہ کا فضل آپ پر نازل ہو رہا ہے اور جس طرح اسے دیکھنے کے لیے نظر چاہیے اور وہ فضل بھی اس میں ہی شامل ہے کہ آپ نے اسے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ آدمی جب وضو کرنے لگتا ہے تو جب ہاتھ دھوئے تو اس کے ہاتھ کے گناہ دھل کے پانی میں چلے جاتے ہیں، منہ میں پانی ڈالے تو اس کے منہ کے گناہ دھل کے پانی میں چلے جاتے ہیں۔ (علیٰ ھذا القیاس) جب وہ وضو کر کے اٹھتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ بات سمجھو۔ یعنی گناہ کرنے مشکل ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اسی شیخی پر گناہ کرتے رہیں۔ یہ تو اس کے فضل کی نشانی ہے۔ اور انہوں نے لکھا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا (ان اللہ حیٌ کریمٌ یستحي عبدہ) اللہ تبارک وتعالیٰ کرم کرنے والے بھی ہیں اور حیا کرنے والے بھی۔

غم سبھی راحت و تسکین میں ڈھل میں جاتے ہیں
جب کرم ہوتا ہے، حالات بدل جاتے ہیں

کلی کرتے ہیں منہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ منہ پر پانی ڈالتے ہیں، ظاہر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ فضل کی نشانیاں ہیں۔ اور کیا فضل چاہیے ہمیں کہ گناہ ہم کریں اور اللہ تعالیٰ

مغفرت فرمائیں۔ امام فخر الدین الرازی نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ مومن بندوں اور عورتوں کے لیے بخشش کی دعا مانگا کریں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کرنی تھی تو حکم بھی دیا ہے۔ انہوں نے تو گناہ کرتے ہی رہنا ہے مگر آپ ﷺ اس کے لیے دعا مانگا کریں۔ یہ فضل کی نشانی ہے۔ اسی طرح جو بندہ وضو کرتا ہے تو اپنے اعضاء دھوتا ہے تو جو گناہ پانی میں دھل کے جا رہے تھے ختم ہو رہے تھے، تیرے ہاتھوں کے گناہ، تیرے منہ کے گناہ۔ وہ سود والے گناہ تھے جو نظر آ رہے تھے۔ اس لیے میں نے تجھے کہا کہ سود کھانا بند کر دے۔ کیونکہ وہ گناہ جس پانی میں دھل کے جا رہا تھا۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ کے بہت سارے واقعات ہیں۔ ایک دفعہ آپؒ نے ایک آدمی کو فرمایا کہ والدین کی نافرمانی نہ کیا کر۔ کہ فرمانبرداری کیا کر۔ جو بندہ والدین کا نافرمان ہو اس کے نیک عمل بھی قبول نہیں ہوں گے۔ بہر کیف میرا عرض کرنے کا یہ مقصد نہیں۔ بلکہ یہ عرض کرنا ہے کہ فضل بدستور داخل ہو رہا ہے۔ کتنا بڑا فضل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حکم ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ مومن مردوں کے لیے، مومن عورتوں کے لیے بخشش کی دعا مانگا کریں۔ ایک یہ فضل ہے کہ صرف منہ پر پانی ڈالو، ہاتھوں پر پانی ڈالو اور گناہ دھل جائیں۔ اور یہ فضلِ کریم جن پر نازل ہو وہ تخت لا سکتے ہیں سات سو میل سے اور جن پر فضلِ کبیر نازل ہو نبی کریم ﷺ کے دربار سے ان کو خلعتیں عطا ہوتی ہیں، لباس عطا ہوتے ہیں، انعام عطا ہوتے ہیں۔

ایک آدمی تھا۔ اس سے پوچھا تو کس کا مرید ہے؟ اس نے کہا میں حضرت نظام الدین اولیاء کا مرید ہوں۔ وہ کہنے لگے ان کی بزرگی کا چرچا میں نے بہت سنا ہے۔ ان کی ولایت کی شہرت تو بہت ہے۔ لیکن حضور پاک ﷺ کی درگاہ کے اندر تو ہم نے ان کو کبھی نہیں دیکھا۔ وہ پریشان ہو گیا۔ جس کو اپنے شیخ کے ساتھ محبت ہو اور اس کے سامنے ان کی کمی بیان کی جائے، اسے پریشانی ہونی ہی ہے۔ رات کو سویا، اسے خواب میں نظر آیا کہ ایک بڑا نورانی محل ہے اور بہت سارے لوگ اس محل میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس نے پوچھا یہاں اتنے لوگ داخل ہو رہے ہیں، یہاں کیا ہے؟ اس نے کہا حضور پاک ﷺ کا دربار لگا ہوا ہے۔ حضور پاک ﷺ تشریف لاتے ہیں اور جتنے لوگ جا رہے ہیں ان کو زیارت کرواتے ہیں۔ اس نے کہا پھر میں کیوں محروم رہوں اندر داخل ہونے سے۔ جب اندر داخل ہوا تو لوگ قطار کے اندر بیٹھے تھے۔ اسے اس وقت وہ بات یاد آ گئی۔ اس نے اس محفل میں اپنے شیخ کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ وہ ایک سرے

سے دوسرے سرے تک گیا، اسے وہ نظر نہ آئے۔ کسی نے کہا تم کسے ڈھونڈتے ہو؟ اس نے کہا اپنے مرشد کو تلاش کرتا ہوں۔ اس نے کہا ملے نہیں؟ اس نے کہا نہیں۔ اس نے کہا ناامید نہ ہو سیڑھیاں چڑھ کے اوپر جاؤ، وہاں بھی ایک مکان ہے وہاں تلاش کر۔ سات منزلیں اوپر چڑھا۔ ان کو تلاش کیا تو جس وقت ساتویں منزل پر پہنچا تو اس کی سب سے پہلے نظر اپنے شیخ پر پڑی۔ اور حضور ﷺ کے سب سے قریب بائیں بیٹھے تھے۔ اس وقت اسے سمجھ آئی وہ جو بندہ کہتا تھا اسے دوسری منزل سے اوپر کبھی کوئی چڑھنے نہیں دیتا تھا۔ وہ ساتویں منزل پر کیسے دیکھ سکتا تھا۔ یہ اُن پر فضلِ کبیر تھا۔

پشاور کے ایک حافظ عمران صاحب تھے۔ اور مدینہ پاک ہر سال جاتے تھے۔ ایک سال وہ گئے۔ جہاں ان کا مقام تھا وہاں بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کا دربار لگا، نبی اکرم ﷺ نے سبکو انعام سے نوازا۔ لباس عطا فرمائے۔ جو جو کچھ آپ ﷺ کا دل چاہا وہ دیا۔ اس نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے بائیں طرف جگہ خالی تھی۔ وہاں بھی ایک خلعت پڑی تھی۔ لیکن کوئی آدمی موجود نہیں جو اس خلعت کو حاصل کرے۔ جب تمام انعامات تقسیم ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حافظ عمران صاحب کو آواز دی۔ وہ آئے تو حضور ﷺ نے وہ خلعت اپنے دستِ مبارک سے حافظ عمران کو دی اور کہا تم نے یہاں سے واپسی پر سید حاعلی پور شریف جانا ہے۔ اور حضرت امیر ملت کا یہ مقام ہے جو اس وقت حاضر نہیں ہو سکے یہ ان کو دینا ہے۔ (وبشر المومنین بان لھم فضلا کبیرا) یا رسول اللہ ﷺ مومنوں کو بشارت دے دیں کہ اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہر وقت عام رہا ہے۔ ان پر نازل ہو رہا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے دربارِ اقدس سے نوازشات ان پر ہو رہی ہیں، انعامات اور خلعتیں عطا ہو رہی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ایسے پیر خانے کی غلامی ہمیشہ نصیب فرمائیں (آمین) اور ان کی غلامی پر ہی ہماری موت ہو

(آمین یا رب العلمین)

دیا جن کے صدقے میں سب کچھ الٰہی تیرا فضل ان پہ سدا مانگتے ہیں
قیامت تلک ان کا ہو بول بالا، صبح و مساء یہ دعا مانگتے ہیں

خطبہ نمبر ۸

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت

الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

سالانہ عرس مبارک آستانہ عالیہ علی پور شریف (نارووال)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ○ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

جو آیت پاک میں نے پڑھی ہے اس کا ترجمہ ہے جس شخص کے سینے کو اللہ تعالیٰ اسلام کے لیے کھول دیں اس کو اللہ کی طرف سے نور عطا ہو جاتا ہے پچھلے سال عرس شریف کے موقع پر جو آیت پاک میں نے پڑھی تھی یرید اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام اللہ تبارک وتعالیٰ جس کو ہدایت دینا چاہیں اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں اور اس ضمن میں اس کی نسبت حضرت امیر ملت کے مناقب میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیے تھے جس میں کافی وقت گزر گیا تھا اب تو میرے پاس وقت ہی نہیں ہے لیکن جو ابتدائی طور پر میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی تھی۔ شروع میں ان الفاظ کو دہرا دیتا ہوں۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ پیدائشی طور پر مسلمان صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وانا اول المسلمین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلا مسلمان میں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ رسول ہیں نبی ہیں اس لئے اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے ہر عیب اور ریب سے پاک ہوتا ہے اور شک والی جتنی بھی چیزیں ہوتی ہیں ان سے بھی پاک ہوتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسول ہیں۔ حضور خود فرماتے ہیں (انا سید الاولین والآخرین) میں پہلوں کا بھی سردار ہوں اور پچھلوں کا بھی سردار ہوں۔ تو قرآن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے

یہ فرمایا کہ محبوب کہہ دو (انا اول المسلمین) سب سے پہلا مسلمان میں ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک کیونکہ ہر عیب اور ریب سے پاک ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ بعثت سے پہلے بھی پاک ہیں اور بعثت بھی پاک ہیں۔ اور ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک ازل سے لے کر ابد تک پاک ہی پاک ہے۔ تو جب پہلے مسلمان نبی پاک ﷺ ہیں تو رسول اللہ ﷺ کی جتنی بھی اولاد ہے وہ سارا نبی اکرم ﷺ کا خون ہے۔ اور حضور ﷺ کا خون پاک ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ کی ساری اولاد پاک ہے۔ تو یہی پیدائشی مسلمان ہیں۔ باقی تمام حضرات، تمام لوگ تو مسلم ہیں۔ کسی کی دس پشتوں بعد اسلام شروع ہوتا ہے کسی کی پندرہ پشتوں بعد اسلام شروع ہوتا ہے، کسی کی بیس پشتیں پہلے اسلام شروع ہوتا ہے۔ تو مطلب یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی اس کی نسل میں پشت ایسی آجائے گی جہاں سے اس کے اسلام کی ابتداء ہوتی ہے۔ لیکن رسول اکرم ﷺ کے لیے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان رسالت پر سب سے پہلے عمل کرنے والے کون ہیں؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ تو پھر تو مسلم ہی ہوئے۔ جب سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں حضور ﷺ کی بعثت پر۔ اس کے لیے میں دلیل نہیں دیتا۔ تو پھر آپ ﷺ کی اولاد جو ہے وہ بھی مسلمان ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے مسلمان ہیں۔ اور حضور ﷺ کی ذات میں کسی قسم کا شائبہ اور شبہ کبھی پیدا ہی نہیں ہوا۔ اس لیے حضور ﷺ کی ساری اولاد پیدائشی مسلمان ہے۔ جب پچھلے دنوں ۶ /مارچ کو پیر اشرف صاحب کا چہلم تھا اس وقت ایک حدیث پاک پیش کی تھی۔ اور اس کی نسبت سے یہ گزارش کی تھی کہ حضرت امیر ملت کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے پیدائشی مسلمان بنایا ہے۔ اور فضیلتیں بھی پیدائشی عطا کی ہیں۔ میں نے جو دو حدیثیں بیان کی تھیں بعض دوست نہیں تھے۔ اس لیے میں ان کو دہرا دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، صحابہ کرام موجود تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ شہید کسے کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی جناب کافر اور مسلمانوں کی لڑائی ہو تو جو مسلمان کافر کے ہاتھ سے مر جائے وہ شہید ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا جواب کیا دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا یوں تو میری امت کے بہت تھوڑے لوگ شہیدوں میں شامل ہوں گے۔ پھر تو شہید کی نسبت کے ساتھ میری امت بہت تھوڑی رہ جائے گی جن کو یہ عظمت حاصل ہوگی۔ تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ پھر آپ فرما دیں کہ شہید کسے کہتے ہیں۔ اس کی نسبت سے میں نے عرض کیا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ آپ کا لقب ہے (حبر الامۃ) امت کے پہلوان اور شیخ الحدیث بھی ہیں۔ عبداللہ بن

عمر اور عبداللہ بن عباس دونوں حدیث میں شیخ ہیں۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس سے صحاح ستہ کی کتاب ابن ماجہ کے اندر، ابن ماجہ نے حدیث حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سفر میں جس کو موت آئے گی اس کو شہید کا درجہ ملے گا۔ میں نے آپکی خدمت اس نسبت سے یہ عرض کی تھی۔ اگر فضیلت کو دیکھیں تو حضرت امیر ملت کا سارا خاندان ہی شہیدوں کی صف میں جو اس صف میں نہیں آتے ان کی وفات جمعے والے دن ہوئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں جس کی وفات جمعے کے دن یا جمعے کی رات کو ہوئی ہو قیامت والے دن اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس کے جسم پر خدا کے حکم سے شہید کی مہر لگا دی جائے گی۔ اور شہداء کی صف میں شامل ہو کر جنت میں جائے گا۔ میں نے یہ عرض کی تھی کہ خود امیر ملت کی وفات جمعرات اور جمعے کی رات کو ہوئی تھی۔ اس کے بعد حضرت سراج الملت کی وفات سفر میں ہوئی تھی آپ بھی شہید، حضرت پیر سید خادم حسین شاہ صاحب کی وفات سفر میں ہوئی اور حادثے میں ہوئی آپ بھی شہید، حیدر پیر صاحب کی وفات سفر میں ہوئی وہ بھی شہید، اور پیر بشیر صاحب کی وفات سفر میں ہوئی وہ بھی شہید۔ سیدہ آپا جی جو حیدر پیر صاحب کی بیوی تھیں ان کی وفات لاہور میں ہوئی وہ بھی شہید، اشتیاق شاہ صاحب، منظر شاہ صاحب بیٹھے ہیں ان کی والدہ کو کینسر کی تکلیف ہو گئی تھی دپٹ سر، یا بطن کی یا پیٹ کی تکلیف میں جسے شمار کیا جاتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (المبطون الشہیدا) پیٹ کی بیماری سے جو مرے گا وہ شہید ہے۔ وہ بھی شہید میری والدہ کو تکلیف تھی ان کی وفات ہوئی، وہ بھی شہید۔ میری خالہ جو تھی بشیر صاحب کی والدہ ان کو یہ تکلیف تھی اس کے ساتھ ان کی وفات ہوئی اس لیے وہ بھی شہید۔ آخر میں کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ کہ اشرف پیر صاحب کی وفات بھی سفر میں ہوئی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو شہادت کا درجہ عطا فرمایا۔ پیر مزمل شاہ صاحب کے والد صاحب جو ہر ملت کو سیالکوٹ سے لاہور لے جا رہے تھے کہ راستے میں آپ کی وفات ہوئی تھی اس لیے آپ بھی شہیدوں کی صف میں شامل ہو گئے۔ بہرکیف میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر ملت کی ساری اولاد کو دی ہے کہ سارے ہی شہید ہیں۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں قیامت والے دن میری امت کے ستر ہزار وہ امتی ہوں گے جو بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے۔ پھر یہاں پر ختم نہیں فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سے ہر بندہ اپنے ساتھ اپنی شفاعت کر کے ستر ہزار بندوں کو بغیر حساب کے جنت میں لے کر جائے گا۔ اور جو بندہ شہید ہو گا وہ اپنے ستر عزیزوں کی شفاعت کر کے جو گناہ گار ہوں

گے ان کر جنت میں لے کر جائیں گے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اللہ کا ایک نیک بندہ جس قبرستان میں دفن ہو جائے اس کی برکت اللہ تعالیٰ دس قبریں اس کی دائیں طرف سے، دس اس کی بائیں طرف سے، دس سر کی طرف سے دس پیروں کی طرف سے۔ ایک روایت یہ ہے کہ سارا ہی قبرستان۔ اللہ اس کے جانے کی برکت سے بخش دے گا۔ سارے قبرستان کو یا دس، دس قبریں ہی گن لیں تو چالیس ہو گئیں کہ نہیں۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (لقد وجبت لھم النار) حضور ﷺ نے فرمایا وہ بخشے جائیں گے جن کے لیے دوزخ کی آگ واجب ہو چکی ہوگی۔ تو ہر شہید اپنے ستر عزیزوں کی شفاعت کرے گا۔ کسی صف میں، کسی سفارش میں اللہ ہمیں بھی لے جائے گا۔ مولوی عبد الغفور صاحب تقریر کیا کرتے تھے تو شعر پڑھتے ہوتے تھے۔

تیرے باغ بہار، گلزار وچوں — اِک ڈنگرا، کنگلوا، میں وی سئی
تیرے اوٹھاں، گھوڑیاں مہیاں وچوں — اک بھیڑاں دا تکنڈرا میں وی سئی

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

تجھ سے در، در سے سگ، سگ سے ہے مجھ کو نسبت
اور میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک رہے میرے گلے میں پٹہ تیرا

تو بہر کیف دوسری بات میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا قرآن پاک کی ایک آیت سنا کے ایک واقعہ سنانا چاہتا ہوں۔ قرآن پاک کی ایک آیت ہے (من یخرج من بیتہ مھاجراً الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ) اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف نکل پڑے۔ تو رستے میں اس کو موت آجائے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے ایک بوڑھے صحابی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے عشق نے جب ان کے دل کے اندر ٹھاٹھیں ماریں تو اپنے بیٹوں سے کہنے لگے میری چارپائی کو اٹھا کر مدینے شریف لے چلو انہوں نے کہا اگر آپ وہاں نہ پہنچ سکے، بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ تب جہازوں یا کاروں کا زمانہ تو نہیں تھا۔ راستے میں موت آ گئی تو۔ انہوں نے کہا میرا منہ تو مدینہ شریف کی طرف ہوگا۔ سچ مچ راستے میں موت آ گئی۔ جب مدینہ

منورہ میں خبر پہنچی تو صحابہ نے کیا کہنا شروع کر دیا؟ کاش وہ مدینے شریف پہنچ جاتا، کاش وہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہو جاتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی طرف سے جواب دینے کے لیے قرآن کی یہ آیت نازل کر دی۔ (من یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ) جو شخص اپنے گھر سے نکلتا اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہو جاتا ہے۔ علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں اس آیت کی تفسیر لکھتے ہیں (العبرۃ لعموم لفظ لا لخصوص السبب) وہ کہتے ہیں کہ علمی اصول کا قاعدہ یہ ہے کہ اعتبار ہمیشہ لفظ کے عام ہونے کا ہوتا ہے، سبب کے خاص ہونے کا نہیں۔ کیا مطلب؟ (یا ایھا الناس) یہ مکے والوں کو خطاب (یا ایھا الناس اعبدو) (یا ایھا الناس اتقو) یہ مکے والوں سے خطاب کیا، اے مکے والو اللہ سے ڈرا کرو، اے مکے والو اپنے رب کی عبادت کیا کرو۔ تو یہاں تمام علمی اصول والوں نے بیان فرمایا کہ یہاں سبب کے خاص ہونے کا اعتبار نہیں لفظ کے عام ہونے کا اعتبار ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ صرف مکے والوں کو ہی عبادت کا حکم ہے اور کسی کو نہیں۔ چونکہ معنی عام ہے، لفظ عام ہے اس لیے ہر انسان کے لیے حکم ہے۔ علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں (من یخرج من بیتہ) کے اندر بھی لفظ عام ہے جو شخص بھی اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف نکلے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہو جاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں لفظ عام اس لیے ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے پاس جانے کے لیے گھر سے نکلے بلکہ وہ لکھتے ہیں کہ کوئی بھی ایسا کام، کوئی بھی ایسا عمل جس میں انسان کو ثواب ملتا ہو وہ اس سفر میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس کی تفصیل میں ایک چھوٹی سی بات عرض کر دیتا ہوں لمبی نہیں کرتا پھر اس کے بعد بات عرض کر دیتا ہوں۔ پھر اس کی تفسیر لکھتے ہوئے ایک عام بات انہوں نے لکھی ہے کہ (زیارۃ الصدیق) کوئی بندہ اپنے گھر سے دوست کو ملنے جاتا ہے تو رستے میں موت آ جاتی ہے، کہتے ہیں اس پر بھی یہ آیت صادق آ جائے گی۔ لیکن میں اس کی وضاحت صرف روح المعانی کے ساتھ نہیں کرنا چاہتا۔ میں اس کی وضاحت نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ (ان اللہ تعالیٰ فی عون عبدہ ما دام العبد فیہ) حضور ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اتنی دیر اپنے بندے کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہے گا یعنی جب کسی کے کام کے لیے بندہ جائے اسے راستے میں موت آ جائے اس پر بھی یہ آیت صادق ہو گی۔ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہے۔ اب اس نسبت سے میں ایک واقعہ آپ کی خدمت میں

عرض کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالٰی ان کو سلامت رکھے، ان کی زندگی لمبی کرے۔ آپا جی صاحبہ۔ میری چاچی بھی لگتی ہیں، میری خالہ کی بیٹی بھی لگتی ہیں اس لیے ہم ان کو آپا جی کہتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں اشرف پیر کی وفات پر اس کے غم میں اکثر روتی رہتی تھی۔ ایک بات آپ کو بتا دوں کیوں کہ بات اگر دلیل کے ساتھ ہو جائے تو انسان کا ذہن مطمئن ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا زمانہ تھا سلیمان فارسیؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا آپس میں معاہدہ ہوا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا کہ جو پہلے مر گیا وہ دوسرے کو ضرور ملے گا۔ انہوں نے آپس میں وعدہ کر لیا۔ جب عبدالرحمٰن بن عوفؓ رہے سلیمان فارسی کی وفات ہو گئی۔ وہ عبدالرحمٰن بن عوف کو خواب میں ملے۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ ان کو خواب میں ملے۔ اس زمانے م میں مٹی کی چاٹیاں مٹی کے گھڑے، یا اسی طرح ہانڈیاں بنی ہوتی تھیں۔ ہمارے گھر مٹی کے برتنوں کی قطار لگی ہے۔ اس قطار کی تیسری یا چوتھی ہانڈی جو ہے، یا جو برتن ہے ان میں میرے اتنے پیسے ہیں فرض کر و وہ دو سو روپے تھے۔ ان میں سے پچاس روپے فلاں آدمی کی میرے پاس امانت ہے۔ اب میری وفات کے بعد میرے غم کی وجہ سے میرے گھر والوں سے شرم کرتے ہوئے وہ بندہ اپنے پیسے نہیں مانگ رہا۔ اس گھڑے میں میں نے پیسے رکھے ہیں۔ وہ پیسے گھر جا کر کہو اس کے پیسے اس کو پہنچا دیں۔ انہوں نے وہ پیسے نکالے اور نکال کر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس لے گئے کہ جناب یہ پیسے ہیں۔ ان کے کہنے پر ہم نے ڈھونڈے ہیں۔ اتنے ہی نکلے ہیں۔ اب ان کو کیا کریں؟ آپ نے اس بندے کو بلایا۔ بلا کر فرمایا کہ فیصلے کا سوال ہے تم بتاؤ کہ ان کے پاس تمہاری امانت تھی؟ کتنے پیسے تھے؟ اس نے اتنے ہی بتائے جتنے انہوں نے کہا تھا۔ حافظ محمد ابن قیم، جو امام ابن تیمیہ کا شاگرد ہے، اس کتاب الروح کے اندر یہ حدیث نقل کر کے یہ واقعہ نقل کر کے بیان کیا ہے کہ یہ پہلی وصیت ہے خواب میں مرنے کے بعد جس پر حضرت ابوبکرؓ نے عمل کروایا۔ تو مطلب یہ ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ جو خواب ہیں وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اس روایت کے مطابق سچے خواب کی دلیل ہوتے ہیں۔ اب میں عرض کروں گا کہ آپا جی نے فرمایا کہ میں اشرف پیر کی وفات پر، غم تو سب کو ایک جیسا ہوتا ہے۔ کسی نے تھوڑا رو لیا، کسی نے زیادہ رو لیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میرے آنسو ہر وقت جاری رہتے تھے۔ جب اکیلی ہوتی تھی اس کی یاد آ جاتی تھی۔

س۔ ذہن کے اندر خیال آتا تھا کہ اس مسافری میں، بے بسی میں پتا نہیں اسے کتنی

تکلیف ہوئی ہوگی، کس طرح اس کی موت ہوئی ہوگی۔ بہر کیف اس وجہ سے میں روتی تھی۔ ایک دن فرماتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جلسے کے اندر۔ جلسہ بہت بڑا کھلا میدان ہے۔ میں بارہا کہہ چکا ہوں۔ دہرا دیتا ہوں میں یہ ساری باتیں صاحب مزار کی موجودگی میں کہہ رہا ہوں۔ اور میرا اس بات پر ایمان ہے کہ وہ ہماری ہر بات کو سن رہے ہیں۔ اور نبی اکرم ﷺ کی اس نسبت کے ساتھ میں نے بہت دفعہ یہ بات کی ہے اس لیے دہراتا نہیں۔ حافظ ابن قیم نے پہلی حدیث کتاب الروح کی یہ لکھی ہے کہ مزار والے کو جب جا کر سلام کرو تو وہ تمہارے سلام کو سنتا ہے۔ اور تم کو پہچانتا ہے۔ اور تمہارا نام لے کر تمہارے سلام کا جواب دیتا ہے۔ بہر کیف میں حضرت کی موجودگی میں یہ بات کر رہا ہوں۔ آپا جی یہ فرماتی ہیں کہ میں نے یہ دیکھا کہ ایک بہت کھلا میدان ہے۔ وہاں جتنے بزرگ بیٹھے ہیں سب کے چہرے نورانی ہیں اور میں نے زندگی میں کسی کا نور والا چہرہ نہیں دیکھا۔ اور اس صورت کے اندر کچھ نورانی بزرگوں نے اشرف پیر کو اپنے پہلو میں لیا ہوا ہے۔ یا اس پر نور کا سایہ کیا ہوا ہے۔ اور وہاں درمیان میں لا کر بٹھا دیا ہے۔ جس طرح دولہا کو بٹھاتے ہیں۔ اور سب سے پہلے حضرت امیر ملت کھڑے ہوتے ہیں اٹھ کے اپنی دستار مبارک منگوا کر اشرف پیر کے سر پر باندھ دیتے ہیں۔ اس کے بعد جتنے وہاں بزرگ ہیں وہاں سارے ہی باری باری اٹھتے ہیں کوئی اپنی چادر دے دیتا ہے کوئی ہار پہنا دیتا ہے، کوئی سہرا باندھ دیتا ہے۔ پتا نہیں کیا کچھ کر کے اس کو دولہا بنا دیتے ہیں۔ اور وہ مجھے مخاطب ہو کر کہتا ہے آپا جی آپ میرے غم میں کیوں روتی ہیں۔ یہ جو کچھ آپ دیکھ رہی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سے لاکھوں گنا زیادہ مجھے مقام عطا فرمایا ہے۔ میرے چچا جی یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

دیا جن کے صدقے میں سب کچھ الٰہی	تیرا فضل ان پہ سدا مانگتے ہیں
قیامت تلک رہے ان کا بول بالا	صبح و مساء یہ دعا مانگتے ہیں

یہ درجہ شہادت حضرت امیر ملت کے طفیل ملا۔ اب میں اس بات کو ختم کرتا ہوں یہ لمبی گفتگو ہے، لیکن میں اسے ختم کرتا ہوں۔ اپنی آیت کی طرف آتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جس کے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں اس کو اپنے رب کی طرف سے نورانیت عطا ہو جاتی ہے۔ آپ کو سمجھانے کے لیے میں ابتدائی طور پر ایک واقعہ عرض کر دیتا ہوں۔ کمبالہ ہندوستان کا ایک شہر ہے۔ وہاں سائیں توکل شاہ صاحب بڑے مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ شیخ طریقت تھے۔ بڑے لوگ ان کے بیعت ہوتے تھے۔ انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی۔ ایک

عالم دین کتابیں پڑھایا کرتے تھے۔ جب وہ کتابیں پڑھا پڑھا کر اس نتیجے پر پہنچے کہ جب تک کامل مرشد کے ساتھ نسبت نہ ہو انسان کو روحانی فیض عطا نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے مرشد کامل کی تلاش شروع کر دی۔ مختلف جگہوں پر گئے۔ ہر آدمی کی ہمت اس کی سوچ کے مطابق ہوتی ہے۔ وہ اپنی سوچ کے مطابق مختلف جگہوں پر گئے۔ لیکن ان کا دل مطمئن نہ ہوا۔ سوچ کی نسبت کے ساتھ میں آپ کو ایک بات بتا دیتا ہوں۔ کہ پرانے بزرگوں کی بات کس طرح کی ہوتی تھی۔ حدیث کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ امام بخاری محمد بن اسماعیل بخاری ان کو امام حدیث کیوں کہا جاتا ہے اور ان کی کتاب بخاری شریف اس کو قرآن کے بعد کیوں درجہ دیا جاتا ہے؟ تمام حدیث کی کتابوں میں اسے صحیح کتاب کیوں کہا جاتا ہے۔ اس کی مثال بیان کرتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے کہ امام بخاری بخارا میں تھے۔ بخارا روس کا ایک شہر ہے وہاں گرمی بھی ہوتی ہے لیکن سردیوں میں برف پڑتی ہے۔ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاری بھی بخارا کے ہیں۔ امام بخاری جب حدیثیں جمع کر رہے تھے۔ ان کو کسی نے بتایا کہ یمن کے اندر ایک بہت بڑے عالم دین ہیں جو حدیث پڑھاتے ہیں اور جو حدیثیں ان کے پاس ہیں یا جو حدیثیں وہ بیان کرتے ہیں وہ دوسرے علماء کے پاس ان کی سند نہیں۔ امام بخاری کو شوق پیدا ہوا کہ اس بندے سے ضرور فائدہ حاصل کرنا چاہیے۔ اور ان احادیث کو اس کتاب میں شامل کرنا چاہیے۔ اس وقت پیدل سفر کا زمانہ تھا۔ سامان، بستر یا سر پہ اٹھایا جاتا تھا یا دھوبیوں کی طرح کمر پر باندھا جاتا تھا۔ امام بخاری نے اپنا بستر باندھ لیا، اپنا سامان اٹھا لیا کاغذ قلم لے لیے اور سفر شروع کر دیا۔ جب وہ یمن کے علاقے میں سمندر پہ پہنچے، کشتی میں بیٹھے۔ پتہ نہیں چھے مہینے لگے، پتہ نہیں چار مہینے لگے، پتہ نہیں دس مہینے لگے۔ جتنا ٹائم بھی لگا انہوں نے سفر کر کے اس شہر کے اندر یا اس گاؤں کے اندر پہنچے۔ اس عالم کے گھر گئے یا اس کے مدرسے میں گئے انہوں نے بتایا کہ ان کے پڑھانے کا یہ وقت نہیں ان کا مزرع ہے، زمیندار ہیں وہ، زمینداری کا کام کرتے ہیں۔ اس وقت باہر وہ اپنی زمینوں پر چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ امام بخاری آئے ہی ان کے پاس تھے انہوں نے سوچا کہ ایسے بندے کی زیارت میں دیر نہیں ہونی چاہیے، جتنی جلدی ہو سکے ان کے پاس چلے جاتے ہیں،۔ وہاں پہ اگر کوئی حدیث مل گئی تو فوری طور پر لکھ لوں گا۔ بات سمجھیں کہاں بخارا سے چلے۔ سمندر کا سفر کیا، پیدل سفر کیا، یمن پہنچے۔ آگے پتہ نہیں پھر کتنا پیدل سفر کیا۔ جب اس کی زمینوں پر پہنچے۔ وہاں جا کر پوچھا کہ فلاں آدمی سے مجھے ملنا ہے۔

انہوں نے کہا کہ انہوں نے اپنا گھوڑا چھوڑا تھا اپنی چراگاہ کے اندر، اپنی زمینوں میں۔ اب ان کو شوق ہے، گھوڑے کو انہوں نے بڑی محبت سے رکھا ہے تو اب وہ اپنے گھوڑے کو پکڑنے گئے ہیں قریب گئے تو اس نے گھوڑے کے آگے خالی جھولی کی ہوئی تھی۔ بات سمجھتے ہو، کیا کیا ہوا تھا؟ کیا مطلب؟ کہ گھوڑا یہ سمجھے کہ اس میں دانے ہیں اور وہ دانے کھانے کے لیے آئے اور میں اسے پکڑ لوں۔ کیونکہ ان کے ساتھ گھوڑے کو انس تھا، تو ان کی عادت ہوگی دانے ڈالتے ہوں گے گھوڑے کو، اور وہ سمجھے کہ دانے آگئے ہیں میرے لیے اور وہ آجائے، اور میں اسے پکڑ کے لے جاؤں۔ جب امام بخاری ان کے پاس پہنچے، جب وہ ان کے پاس پہنچے تو گھوڑا بھی ان کے پاس آگیا اور اس نے گھوڑا بالوں سے پکڑ لیا، اور جھولی چھوڑ دی۔ جب جھولی چھوڑی تو جھولی کیا تھی؟ جب خالی جھولی دیکھی تو امام بخاری وہیں سے ہی واپس مڑ گئے۔ فرمانے لگے کہ میرا تو سارا سفر ہی ضائع گیا ہے۔ یعنی ان کی اپنی سوچ تھی۔ جو ساتھی ہوں گے یا بعد میں کسی نے،۔ بہر کیف کسی نے بھی روایت کی کہ حضرت صاحب اتنا سفر کیا، اس بندے کے پاس بیٹھ تو جانا تھا، رات ایک گزار لینی تھی، مل تو لینا تھا، گفتگو تو اس کے ساتھ کر لینی تھی۔ فرمانے لگے میں اس کے ساتھ کیا گفتگو کرتا۔ جو بندہ گھوڑے کے ساتھ جھوٹ بول سکتا ہے وہ اگر نبی اکرم ﷺ کی طرف جھوٹی بات کر دے تو میں اس کا کیا بگاڑ لوں گا؟ اس کے دل کے اندر خوف خدا ہی نہیں ہے، جانور سے جھوٹ بول سکتا ہے، تو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جھوٹ بولے گا تو اس کے پاس کیا ہے جو اس پر اعتماد ہو جائے۔ واپس آگئے امام بخاری۔ نہ ملے اس کو نہ اس سے حدیث حاصل کی، نہ پڑھا نہ کچھ۔ اس لیے ان کو امام الحدیث کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اتنی تحقیق کے ساتھ اتنی محنت کے ساتھ حدیثیں جو ہیں اس کے اندر لکھی ہیں۔ بہر کیف میں اس بات کو لمبا نہیں کرتا۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ وہ مولوی صاحب جو تھے ان کا بھی کوئی نہ کوئی ذہن تھا مختلف خانقاہوں پر، مختلف مشائخ کے پاس، علماء کے پاس گئے، دل مطمئن نہ ہوا۔ آخر کسی نے کہا کہ آپ نہیں مانتے یا ذہن نہیں مطمئن ہوتا تو اس وقت کے بزرگ ہیں سائیں توکل شاہ صاحب۔ بڑی دنیا ان کے ہاتھ بیعت ہوتی ہے آپ ان کے پاس چلے جائیں۔ وہاں آپ کا دل مطمئن ہو جائے گا۔ وہاں گئے تو ان کا خیال تھا کہ ایک وقت درسِ حدیث ہوتا ہوگا، ایک وقت میں درسِ قرآن ہوتا ہوگا، مختلف تفسیریں ہوتی ہوں گی، مختلف تفسیروں کے حوالے دیے جاتے ہوں گے، اس نسبت کے ساتھ وضاحتیں ہوتی ہوں گی۔ مگر وہاں کسی ایسی مجلس کا اہتمام نہیں تھا۔ وہ فقیر روشن انسان تھے وقت اپنا

گزارتے تھے۔ خدا رسیدہ انسان تھے۔ باطن انکا اللہ نے پاک کر دیا تھا۔ ان مولوی صاحب نے سائیں توکل شاہ صاحب کے آستانے پر چند دن گزارنے کے بعد جب کوئی بات اپنی مرضی کے مطابق نہ دیکھی تو وہاں سے واپسی کا ارادہ کر لیا۔ اجازت لی کہ جناب میں اب جانے لگا ہوں۔ فرمانے لگے کہ کیوں جانے لگے ہو؟ کہنے لگے کہ میں جس مقصد کے لیے آیا تھا مجھے وہ مقصد حاصل نہیں ہوا اس لیے میں واپس جانے لگا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا آپ ایسا کریں کہ آپ ابھی نہ جائیں، یہاں رہیں اور ہمیں حدیث پاک سنایا کریں۔ نبی اکرم ﷺ کی احادیث ہمیں سنایا کریں، جتنے ہم یہاں لوگ ہیں ہم آپ کے شاگرد بن کر بیٹھیں گے اور ہمیں سنایا کریں۔ مولوی صاحب کو اس بات سے خوشی حاصل ہو گئی۔ انہوں نے احادیث مبارکہ سنانا شروع کر دیں۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک دن ایک حدیث پاک سنا رہے تھے تو سائیں توکل شاہ صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب یہ حدیث پاک نبی اکرم ﷺ کی نہیں۔ یعنی یہ الفاظ متن جسے ہم کہتے ہیں جس کی نسبت آپ نے نبی اکرم ﷺ کی طرف کی ہے یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں۔ مولوی صاحب کہنے لگے کہ نہ آپ کے پاس کتاب، نہ آپ پڑھے ہیں اور میں کتاب پڑھ کے اس میں سے آپ کو حدیث سناتا ہوں پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ حدیث نہیں؟ فرمایا کہ نہیں یہ حدیث نہیں ہے۔ مولوی صاحب پریشان ہو گئے۔ کہ میں اتنی محنت کر کے آیا ہوں اور یہ نہ حدیث پڑھے ہیں نہ حدیثیں پڑھاتے ہیں یہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے جا کے آئمہ کرام کی کتابیں دیکھیں، جو حدیث کو روایت کرنے والے لوگ تھے، ان کے نام پڑھے، ان کے حالات پڑھے، ان میں روایت کرنے والا بندہ تھا اس کے بارے لکھا تھا جس روایت کے اندر اس بندے کا نام آجائے گا وہ روایت کمزور ہو جائے گی۔ وہ مضبوط اور صحیح نہیں رہے گی۔ اور جب مولوی صاحب نے یہ پڑھ لیا۔ مولوی صاحب کو سمجھ آگئی کہ بات تو شاہ صاحب کی صحیح تھی، بابا توکل شاہ صاحب کی بات صحیح تھی۔ انہوں نے صحیح کہا کہ ایک حدیث جو میں نے کل بیان کی تھی میں نے کتابوں میں پڑھا ہے وہ واقعی ضعیف حدیث ہے، حدیث صحیح نہیں۔ لیکن جناب یہ بتائیں کہ آپ کو کیسے پتہ لگ گیا؟ نہ آپ کے پاس کوئی کتاب، نہ آپ پڑھے ہیں، وہ بات جو میں قرآن کی روشنی میں بیان کرنا چاہتا ہوں حضرت امیر ملتؒ کی نسبت کے ساتھ وہ شاہ صاحب نے وہ بات ارشاد فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ مولوی صاحب بات یہ ہے کہ جب آپ حدیث بیان کرتے ہیں تو آپ کی پیشانی سے، ایک نور کی چمک نکلتی ہے

جو آسمان تک جاتی ہے۔ تب آپ کے چہرے سے وہ نور کی چمک نہیں نکلی تھی۔ رازق صاحب اپنی آخرت سنوار گئے، وہ لکھ گئے۔

گنبدِ خضریٰ سے لیکر گنبدِ بیضاء تلک   رحمتیں ہی رحمتیں ہیں نور کے دریا رواں

(وھو علیٰ نور من ربہ) فرماتے ہیں ایک نور نہیں نور کے دریا، سیلاب ہے نور کا جو ہر وقت یہاں رحمتیں برساتا رہتا ہے۔ خالد صاحب نے ان کے بھائی نے جو شعر لکھا ہے وہ بھی کم نہیں۔ وہ لکھتے ہیں   ہے ذات پاک تیری پرتوِ انا قاسم

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں (واللہ یعطی و انا قاسم) اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ خالد صاحب فرماتے ہیں ہے ذات پاک تیری پرتوِ انا قاسم نبی اکرم ﷺ کی تقسیم کرنے والی جو صفت ہے اس کا ''پرتو'' اس کا عکس آپ پر پڑتا ہے، جب شیشے میں سورج کی چمک پڑتی ہے تو شیشے سے جو چمک نکلتی ہے اس کا بھی وہی اثر ہوتا ہے جو سورج کی شعاع کا ہوتا ہے اس کے سامنے بھی آنکھیں کھلی نہیں رہ سکتیں۔ فرماتے ہیں ہے ذات پاک تیری پرتوِ انا قاسم۔ انا قاسم کی جو شعاع نکلتی ہے اس کا اثر حضرت امیر ملت کی ذات پاک پر پڑتا ہے۔ تو ان کی ذات پاک کو بھی نور کی شعاع کی وہی کیفیت، وہی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے فرماتے ہیں

تیرے فقیر کو پھر فکرِ بے شکم کیا ہے   ہے ذات پاک تیری پرتوِ انا قاسم

تمہارا ذکر تمہارا خیال، غیب و حضور   ہمیں خبر ہی نہیں ہستی کیا آدم کیا ہے

تو سائیں توکل شاہ صاحب نے کہا آپ کے چہرے سے چمک نہیں نکلی تھی۔ تو حضرت امیر ملتؒ کی ذات جو ہے اس کا پیشانی کے ساتھ تعلق نہیں جس طرح اکثر آپ سنتے ہیں اپنی بات کے ثبوت کے لیے میں وہی شعر پڑھ دیتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

سر تا با قدم ہیں تنے سلطان زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی زہرا ہیں کلی جس کی حسین اور حسن پھول (فھو علیٰ نور من ربہ) شعاع نکلتی تھی پیشانی سے جو سر سے لیکر پاؤں تک نور ہو!!! تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا، گل کر دے نے اوہ عرشوں یار دی: تو میں بات یہ کر رہا تھا کہ اس کو اللہ کی طرف سے نورانیت عطا

ہو جاتی ہے۔ حضرت امیر ملتؒ کی نسبت سے، یا نور والی صفت بیان کرنے کی نسبت سے آدمی کئی گھنٹے بیان کرتا رہے بات ختم نہیں ہوتی۔ لیکن وقت ختم ہونے والا ہے اس لیے میں آپکی خدمت میں ایک واقعہ عرض کر دیتا ہوں، اس کے بعد بات کو ختم کروں گا۔ علی گوہر صاحب کپتان بہادر گاؤں چکوال کے رہنے والے تھے۔ وہ علی پور شریف آئے۔ مولوی صاحب سائیں توکل شاہ صاحب والے جو تھے ان کی نسبت سے کپتان علی گوہر صاحب نے بھی اپنے ذہن کے اندر پیر کا ایک نقشہ قائم کیا ہوا تھا۔ جب یہاں آئے، کئی دن رہے۔ جو نقشہ انہوں نے قائم کیا تھا اس میں سے کوئی صفت بھی ان کو نہ ملی۔ کیونکہ میں پہلے یہ حدیث سنا چکا ہوں وہی سنا دیتا ہوں کہ۔ (ان اللہ تعالیٰ فی عون العبدہ ما کان العبد فی عون اخیہ) بندہ جب تک اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً روٹی کا ٹائم ہو تو جتنے مہمان ہیں ان کو روٹی کھلانا ان کی ضرورت ہے۔ اسی طرح بیمار ہے، بے اولاد والے ہوں، بیمار ہوں انکی مدد یہ ہے کہ ان کی خدمت کرو، ان کی تکلیف دور کرنے کے لیے ان کی مدد کرو۔ بہر کیف جس طرح کا بھی بندہ آئے اس کی ضرورت پوری کرو یہ اس کی مدد ہے۔ کپتان صاحب کو وہ نقشہ نظر نہ آیا۔ جس طرح ابھی شاہ صاحب نے بیان فرمایا ہے کہ آپ عصر کے وقت کنویں پر تشریف لے جاتے تھے۔ سردیوں کے دن تھے۔ آپ ظہر کی نماز کے بعد کنویں کی طرف جا رہے تھے۔ رستے میں کپتان صاحب عرض گزار ہوئے کہ جناب میں اجازت چاہتا ہوں یہاں سے سٹیشن کی طرف رستہ جاتا ہے، میں جانا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اور کوئی جگہ تو رہی نہیں، قادیان ہی بچا ہے وہاں جاتا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا کہ وہ بے ایمان تو خود کے قابل نہیں اس نے تمہارا کیا سنوارنا ہے؟ چلو آؤ میرے ساتھ۔ اب حکم تھا، اس میں یہ جرأت تو نہیں تھی کہ انکار کرتا، وہ آپ کے ساتھ چل پڑا۔ اس جگہ سے چند قدم آگے جا کر پانچ قدم، دس قدم، بیس قدم آگے جا کر آپ کھڑے ہو گئے۔ حضرت قبلہ عالمؒ کھڑے ہو گئے۔ اور ساتھیوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ دعا مانگو سارے دعا مانگو بی بی جان کے لیے۔ بی بی جان وہ فوت ہو گئی ہیں۔ آپ نے بھی دعا مانگی۔ نبی اکرم ﷺ مدینہ پاک میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں بیٹھے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا سارے دعا مانگو نجاشی کے لیے وہ فوت ہو گیا ہے۔ مدینہ شریف میں بیٹھے نجاشی بادشاہ تھا حبشہ کا وہ وہاں سے کئی ہزار میل دور ہے، کئی سو میل دور ہے۔ فرمایا وہ فوت ہو گیا ہے اس کے لیے دعا مانگو۔ سب نے دعا مانگی۔ تھوڑی دیر ہوئی، کچھ وقت گزرا آپ نے فرمایا

صفیں بناؤ نجاشی کا جنازہ پڑھنا ہے۔ تمام کتابوں میں لکھا ہے نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے اللہ تعالیٰ نے تمام پردے ہٹا دیئے۔ نجاشی کی میت آپ ﷺ کے سامنے تھی اور صحابہ کرامؓ نبی پاک ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ اس کی میت سامنے ہونے کی نسبت سے حاضر پر نماز جنازہ پڑھا رہے تھے۔ چنانچہ تھوڑی دور جا کر آپ کھڑے ہو گئے اور حاضرین کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ بی بی جان کے لیے دعا کرو وہ فوت ہو گئی ہیں۔ اب یا حضرت قبلہ عالم کو علم تھا بی بی جان کون ہیں یا اس بابے کپتان علی گوہر کو علم تھا کہ بی بی جان کون ہیں، اور کسی کو پتہ ہی نہیں۔ سب نے دعا مانگی، بابے نے بھی دعا مانگی اس کے بعد دو دن یا تین دن رکھا آپ نے اور بابے کو اجازت دے دی کہ جاؤ اب تم اپنے گھر۔ تمہاری چھٹی کم رہ گئی ہے تم اپنے گھر چلے جاؤ، گھر سے ہو کر پھر ڈیوٹی پر جانا۔ جب کپتان علی گوہر یہاں سے سٹیشن سے سوار ہوا اور وزیر آباد جنکشن، وہاں ریل گاڑی کی کراسنگ ہے۔ اس ٹرین کو اس نے بدلنا تھا وہ وہاں سٹیشن پر پھر رہا تھا، اس ٹرین سے اس کی یونٹ کا ایک آدمی اتر کر کپتان صاحب کو آ کر ملا السلام علیکم۔ کپتان صاحب بھی بمبئی میں ملازم تھے ان دنوں بمبئی میں ان کی یونٹ تھی۔ وہ بندہ بھی بمبئی میں ان کی یونٹ کا ملازم تھا وہ بھی بمبئی سے آ رہا تھا۔ کپتان صاحب نے پہلی بات اس کے ساتھ یہ کی کہ سناؤ بھئی وہاں کا حال کیا ہے؟ کیسی گزر رہی ہے؟ اس نے کہا حال کیا ہونا ہے، آپ سے محبت کرنے والی، پیار کرنے والی مائی بی بی جان آپ کی غیر موجودگی میں فوت ہو گئی ہے۔ آپ ان کے جنازے میں شامل ہو سکے ہیں، نہ اس کا دیدار کر سکے ہیں۔ ہم سب کو اس بات کا بہت ہی افسوس ہے۔ کپتان صاحب نے جب اسے پوچھا وہ مائی کب فوت ہوئی ہے؟ تو بعینہ وہی وقت تھا جو حضرت قبلہ عالم نے علی پور شریف میں کھڑے ہو کر فرمایا تھا۔ کہاں بمبئی اور کہاں علی پور شریف۔ (فھو علیٰ نور من ربہ) کا معنی یہ ہے کہ اسے رب کی طرف سے نور عطا ہو جاتا ہے، جس کا سینہ رب تعالیٰ اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں۔ کہ وہ بیٹھا علی پور میں ہو اور جو کچھ بمبئی میں ہو رہا ہو اس کو نظر آ رہا ہو۔ بلکہ لوح محفوظ پر جو کچھ لکھا ہے اس کا بھی اس کو علم ہوتا ہے اور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے۔ ابھی تو ابتداء ہے پر وقت ختم ہو گیا

(وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العلمین)

خطبہ نمبر۹ (یہ آپ کی حیاتِ طیبہ کا آخری وعظ ہے)

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

بر مقام: درگاہ عالیہ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رساہو چک شریف بتاریخ ۱۷ ر جون ۲۰۱۲ء بمطابق ۲۶ ر رجب المرجب ۱۴۳۳ھ بروز اتوار بوقت بعد نماز عصر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ الٓمّٓ ○ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ○ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کلام پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کیں تمام موجودات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے نور پاک سے روشن ہوئے۔ اس کے ضمن میں ایک چھوٹی سی حدیث پاک بیان کر دیتا ہوں۔ حضرت جابر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی خَلَقَ نُوْرَ نَبِیِّکَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ کُلِّھَا وَ خَلَقَ الْاَشْیَاءَ مِنْ کُلِّ نَبِیِّکَ۔ ''اے جابر اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو ہر چیز سے پہلے بنایا اور تمام چیزوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنایا''۔

ابتداء کی نسبت سے یہ سب چیزیں ہیں، پہلی حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے لوح کو پیدا فرمایا، پانی کو پیدا فرمایا ان میں مناسبت اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا، علماء نے بیان فرمایا ہے کہ ابتداء کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ جس طرح کہ ''ا الف یا ۱ ایک'' کہ ایک سے پہلے کوئی عدد نہیں الف سے پہلے کوئی حرف نہیں اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے نور کی پیدائش سے پہلے کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی۔ اسی طرح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا فرمایا، قلم کو پیدا فرمایا تو اُن کی نسبت یہ ہوگی کہ بعض سے پہلے اور بعض کے بعد جیسا کہ ۴ کا ہندسہ ہے وہ تین کے بعد ہے اور ۵ سے پہلے ہے۔ اسی طرح جو ابتداء ہے تو اس میں حضور ﷺ کے نور سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک کی دوسری سورت سورۂ بقرہ بیان فرمائی۔ تو اس کی ابتداء میں رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور فضیلت کو بیان فرمایا: کہ قرآن میں کسی شک کی گنجائش نہیں اور متقین کیلئے ہدایت ہے اُن کو نیکی کا رستہ دیکھاتی ہے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک تو رسول اللہ ﷺ کی صفت فرمائی دوسرا اپنے کلام کی ابتداء میں خود اپنے کلام کی ثناء فرمائی۔ کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ یہ تو اس کی عظمت ہوگئی تو نبی اکرم ﷺ نے اسکی فضیلت اس طرح بیان فرمائی۔ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَ هُدًى لِلنَّاسِ فرمایا: تم میں سے فضیلت والا وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔ پہلا یہ ہے کہ یہ ہماری ضرورت ہے دوسرا یہ کہ اسکی فضیلت۔ کوئی فرد ایسا نہیں کہ قرآن کی تلاوت کرے اور ضائع ہوجائے۔ کوئی نماز ایسی نہیں کہ جس کے اندر قرآن نہ پڑھا جائے اور وہ نماز ضائع ہوجائے۔ لہٰذا کیونکہ نماز فرض ہے تو فرض تلاوت کلام کے بغیر ادا نہیں ہوسکتا تو دوسرا جتنے اللہ کی طرف سے انسان کے معمولات ہیں تو وہ کیسے قرآن کے بغیر ادا ہوسکتے ہیں۔ جو بندہ نماز کے اندر قرآن پاک پڑھتا ہے یعنی نماز کے اندر مخصوص نہیں تو جب نماز کے اندر پڑھنے کا یہ ثواب ہے تو نماز کے بغیر بھی پڑھنے کا یہی ثواب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو بندہ الم پڑھتا ہے یعنی الف الگ حرف ہے، ل الگ حرف ہے اور م الگ حرف ہے۔ اور جو بندہ الف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ۱۰ نیکیاں عطا فرمائیں گے۔ ۱۰ بُرائیاں ختم کریں گے ۱۰ درجے اُس کے نیکوں کی صف میں بلند فرمائیں گے اسی طرح جو ل پڑھتا ہے اُس کو بھی ۳۰ درجے ملیں گے۔ اور جو "م" پڑھتا ہے اس کو بھی ۳۰ درجے ملیں گے۔ لیکن علمائے کرام، مفسرین کرام نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کی کوئی انتہا ہی نہیں، بلکہ قرآن میں موجود ہے کہ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن کی مثال یوں ہے جیسے زمین کے اندر کاشتکار فصل کاشت کرتا ہے۔ تو وہ گندم کا ایک دانہ کاشت کرتا ہے اُس میں سے سات سٹے اُگتے ہیں اور ہر سٹے میں سو دانہ ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک بندے نے ایک دانہ کاشت کیا تھا اُس کو سات سو دانہ ملا ہے۔ آگے قرآن مجید میں اللہ فرماتا ہے کہ اللہ جس کو

چاہے دو گنا عطا فرمادے یعنی ایک دانہ کاشت کرے اللہ ۷۰۰ عطا فرمادے۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ کئی مقامات پہ اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب عطا فرماتا ہے۔ یعنی جیسا کہ الف پڑھے گا تو یہ تین حروف ہیں تو حرف الف پڑھنے سے اُس کو ۹۰ نیکیاں ملیں گی۔ ایک چھوٹا بچہ ہو اُس کے والدین اُس کو مسجد میں نہ بھیجیں نہ ماں باپ کو کچھ حاصل ہوگا نہ ہی اس بچے کو کچھ حاصل ہوگا۔ لیکن جب ماں باپ اُس کو مسجد میں بھیجیں گے تو چھوٹے بچے کے کندھوں پہ فرشتے یعنی کراماً کاتبین نہیں ہوتے تو اُسکی نیکیاں ایک اُس کے والدین کے نامہ اعمال میں لکھیں جاتی ہیں، دوسرا اُس کے اساتذہ کے نامہ اعمال میں لکھی جاتیں ہیں۔ تیسرا جو بندہ نیکی کا راستہ بناتا ہے اُس کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے۔ جتنا نیکی کرنے والے کو ملتا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ قرآن پڑھا جانے اور پڑھایا جانے سے ثواب ملتا ہے لیکن جب تک اُس کو پڑھائے جانے کا انتظام نہ کیا جائے اُس وقت تک کوئی ایسا آدمی نہیں جس کے بچے کو پڑھانے کیلئے اُستاد گھر جائے۔ مدرسہ بنایا جائے تو اس میں بچے آجائیں تو اُس کا سارا ثواب انتظام کرنے والے کو بھی ملتا ہے پڑھانے والے کو بھی ملتا ہے اور بچوں کے والدین کو بھی ملتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم سب سے بہتر وہ شخص ہے جو خود قرآن پڑھتا ہے اور دوسروں کو قرآن کی تعلیم دیتا ہے'' اگر یہ انتظام نہ کیا جائے تو قرآن کی تعلیم کیسے حاصل ہوگی۔ مسکد کے اندر ہم جو اینٹ لگواتے ہیں وہ لگوانے والا ہمیشہ نہیں رہتا لیکن وہ اینٹ ہمیشہ رہتی ہے، تو اسی طرح اُس مسجد کا، نمازیں پڑھنے والوں کا ثواب، نمازوں کا ثواب جس طرح پڑھنے والوں کو ملتا ہے اسی طرح اُس بنانے والے کو بھی ملتا ہے۔ میں اسکی ایک مثال پیش کر دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''کسی جگہ پہ رہنے والے لوگ نیکیوں سے اس قدر دور ہو جاتے ہیں کہ اُن کے ذہنوں کے اندر بھی نیکی کا تصور ختم ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتیں کھاتے ہیں، رزق کھاتے ہیں لیکن نیکیاں نہیں کرتے۔ کہ ایک دن ایسا آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جلال جوش میں آجاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اس گاؤں والے لوگ اب میرا رزق کھانے کے قابل نہیں رہے، میری رحمت کا حصہ حاصل کرنے کے قابل نہیں رہے۔ لہٰذا تم صبح کے وقت کا انتظار کرو میں تمہیں حکم دوں تو اس بستی کو نیست ونابود کر دو۔ جب صبح کا وقت ہوتا ہے مسجد میں فجر اذان ہوتی ہے ایک ماں گھر سے اپنے بچے کو جگاتی ہے وضو کرواتی ہے کپڑے پہناتی ہے اور اُس کے ہاتھ میں سپارہ دے کر مسجد میں چھوڑنے جاتی ہے وہ بچہ اس مسجد میں جا کر نماز پڑھتا ہے اور

پھر تلاوت قرآن کرتا ہے اور پڑھتا ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرماتا ہے کہ اس جگہ سے میرا عذاب اُٹھالو اور میری رحمتیں ان لوگوں پر نازل کردو میں ان سے راضی ہوں۔ اس لئے کہ جس قوم کا میں ایک چھوٹا بچہ میرا قرآن پڑھتا ہے تو میں اللہ قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ میں ان کے اُوپر عذاب نازل نہیں کروں گا۔"

بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک چھوٹے بچے کہ قرآن مجید پڑھنے سے اتنا اجر ملتا ہے، اتنی عظمت ملتی ہے تو جب بڑے لوگ مسجدوں میں جا کر نمازیں پڑھیں، قرآن کی تلاوت کریں تو وہ سارے کا سارا ثواب ہمیں بھی ملے گا، مسجد بنانے والوں کو بھی ملے گا، مدرسہ بنانے والوں کو بھی ملے گا، ہمارے اُستادوں کو بھی ملے گا اور ہمیشہ ملتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں اور اس مدرسہ کو اس مقصد کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ اس کو چلانے والوں پہ اللہ رحمت فرمائے۔ زیادہ سے زیادہ لڑکوں کو یہاں سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خطبہ نمبر ۱۰

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

بر مقام: درگاہ عالیہ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رساہو چک شریف بتاریخ ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۴۳۲ھ بمطابق ۲۴ فروری ۲۰۱۱ء بروز جمعرات بوقت ۱۲ بجے رات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ ۝ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میں اپنی گفتگو کے شروع میں دو چار واقعات حضرت امیر ملت کی نسبت سے پیش کروں گا۔ حافظ صاحب تھوڑی دیر پہلے میرے استادِ محترم کا ذکر کر رہے تھے۔ میں آپ کی خدمت میں چھوٹی سی مثال دے کر اُن کی شخصیت کا تعارف کروا دیتا ہوں۔ وہ ۱۹۵۹ء کے آخر میں پڑھانے کیلئے علی پور شریف آئے تھے۔ میں اُن دنوں علم کی آخری کتابیں پڑھ رہا تھا۔ حدیث شریف میں نے انہیں سے پڑھی تھی ابھی وہ نئے نئے آئے تھے کہ میرے ساتھ میرے دادا جان سراج الملت حضرت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ جتنی انسان کی نگاہ بلند ہوتی ہے اُتنی ہی اُسکی سوچ بلند ہوتی ہے۔ میں اِسکی آسان سی مثال پیش کر دیتا ہوں کہ نبی پاک ﷺ جب معراج شریف پر تشریف لے گئے تو حضور ﷺ جس براق پہ سوار تھے رسول اللہ ﷺ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اُس کو یہ عظمت عطا فرمائی کہ جہاں تک اُس براق کی نگاہ جاتی وہاں اُس کے قدم پہنچتے تھے۔ آسان سی بات ہے کہ رات کے وقت جب ہم باہر ہوتے ہیں تو ہماری نگاہ آسمان تک پہنچتی ہے مگر آسمان

تک ہمارے قدم نہیں پہنچ سکتے۔ اسی طرح جب سورج غروب ہوتا ہے ہم اس کو دیکھ سکتے ہیں لیکن ہمارے قدم وہاں نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن اُس بُراق کو رسول اللہ ﷺ کے تشریف فرما ہونے کی وجہ سے یہ برکت حاصل ہوئی کہ جہاں تک اُسکی نظر جاتی وہاں اُس کے قدم پہنچتے۔ میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جتنی انسان کی عظمت بڑھتی ہے اُتنی اُسکی سوچ بھی بڑھتی ہے۔ حضرت سراج الملت کی زندگی کا آخری سال تھا اُنکی سوچ عروج کو پہنچی ہوئی تھی۔ تو میرے دادا جان نے مفتی صاحب سے یہ سوال کیا کہ ایک آدمی علی پور شریف آتا ہے۔ حضرت امیر ملت کے مزار پہ جاتا ہے۔ تو وہاں ایک ولی اللہ کی زیارت کرتا ہے اور اُسی وقت میں کوئی اور آدمی داتا صاحب علیہ الرحمہ کے مزار پہ جاتا ہے تو وہ بھی وہاں ولی اللہ کی زیارت کرتا ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک وقت میں انسان دو جگہ موجود ہو۔ تو اُنہوں نے فوراً بتایا کہ مسلم شریف کی شرح میں علامہ شبیر احمد عثمانی نے لکھا ہے کہ ایک ولی اللہ ایک وقت میں ستر جگہ پہ موجود ہو سکتا ہے۔ یہاں میں آپ کو ایک مثال عرض کرتا ہوں: حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ایک دن اپنے حجرہ مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور ہماری خواہش ہے کہ آپ روزہ ہمارے گھر افطار فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص دعوت کو قبول نہیں کرتا وہ میری نا فرمانی کرتا ہے۔ تو آپ نے دعوت کو قبول فرمایا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور آدمی حاضر ہوا اُس نے بھی یہی عرض کی آپ نے دعوت قبول فرمالی، اسی طرح ایک وقت کی دعوت ستر آدمیوں نے پیش کی اور آپ نے قبول فرمالی۔ جب افطاری کا وقت قریب ہوا تو حضور غوث اعظم نے خادم سے فرمایا کہ مسجد میں افطاری کا انتظام کرو۔ اُسی خادم نے سوچا کہ حضور نے ستر آدمیوں سے وعدہ بھی فرمالیا ہے اور خود یہاں مسجد میں روزہ افطار کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ آپ نے مسجد میں مہمانوں کے ساتھ روزہ افطار کیا اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک آدمی کھڑا اور عرض کی حضور آپ کا شکریہ آپ نے ہمارے ساتھ ہمارے گھر میں روزہ افطار فرمایا۔ اسی طرح ستر کے ستر آدمی کھڑے ہوئے اور آپ کا شکریہ ادا کیا اور آپ نے حسب دستور مسجد میں بھی روزہ افطار کیا۔

تو مفتی صاحب نے کہا کہ جناب اللہ کا ولی ایک وقت میں ستر جگہ پر موجود ہوتا ہے۔ لیکن حضرت صاحب کے علم کا یہ عالم تھا کہ آپ یہ سُن کر مطمئن نہ ہوئے آپ نے فرمایا یہ کتاب ہمارے کتب خانے میں موجود ہے میں خود پڑھنا چاہتا ہوں میں اپنی جوانی میں خود وہ

کتاب دیکھ کر لایا اور مفتی صاحب سے کہا کہ وہ واقعہ نکال کر پڑھ کر سنائیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مفتی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا کیا تھا کہ اتنے مشکل سوال کا فوراً جواب بھی دے دیا اور وضاحت بھی کر دی۔

دوسری بات میں حضرت قبلہ عالم امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ محدث عربی زبان کا ایک لفظ ہے اس کو دو طرح سے پڑھا یا استعمال کیا جاتا ہے۔ ''محدِث اور محدَث'' ان دونوں کے اعراب بدلنے سے معانی بدل جاتے ہیں۔ محدِث وہ ہوتا ہے جو کتابوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پڑھ کر اپنے شیخ کو سنائے یا لوگوں کو سنائیں جس طرح علماء کرتے ہیں۔ ایک بڑا واقعہ ہے میں سنا ہی دیتا ہوں کیونکہ سننے اور سنانے کیلئے ہم سب حاضر ہیں۔

ہندوستان کے شہر انبالہ میں ایک مجذوب بزرگ ہوئے ہیں ان کی بڑی شہرت تھی۔ ایک عالم صاحب تھے جو کہ ساری زندگی کتابیں پڑھاتے رہے مگر ان کا سینہ منور نہیں ہوتا تھا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ میری کیفیت نورانی کیسے ہو سکتی ہے۔ لوگوں نے کہا آپ تھوڑی دیر پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیں اور مرشد کامل کی تلاش میں چلے جائیں۔ جو پسند آئیں ان سے بیعت کر لیں۔ سلسلے کی نسبت سے اس نے اپنے دل میں ایک نقشہ بنالیا کہ مرشد میں یہ صفت ہو گی۔ اس طرح کا اٹھنا، بیٹھنا اور چلنا پھرنا ہو گا۔ وہ مختلف جگہوں پر گئے کوئی تعویز کر رہا ہے کوئی دعا کر رہا ہے جو ان کا خیال تھا وہ نظر نہیں آتا تھا۔ اصل بات شیخ سعدی نے لکھ دی ہے۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

طریقت جو کہ روحانی پاکیزگی ہے یہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ مولانا روم نے اس کو اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں ایک عرض کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ ٹھیک ہے تم مجھ سے یہ کام کروانا چاہتے ہو تو ایسی زبان سے دعا کرو کہ جس کو کسی سے دکھ نہ ہوا ہو۔ جس سے تم نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ میرے پاس تو ایسا نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کی مخلوق کی خدمت میں لگ جاؤ۔ جب ان کی خدمت کرو گے تو وہ تمہارے لئے دعائیں کریں گے۔ ان میں سے کوئی تو ایسا ہو گا جسکی اللہ تعالیٰ دعا قبول فرمائیں گے۔ اس لئے سعدی نے لکھ دیا ہے کہ

طریقت اور روحانیت اللہ کی مخلوق کی خدمت سے ملتی ہے تسبیح پڑھنا تعویز کرنا وغیرہ کا نام طریقت نہیں بلکہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنے کا نام طریقت ہے۔ مجھے ایک اچھی بات یاد آئی ہے اسی کی نسبت سے ہم بات کر رہے ہیں۔

حضرت قبلہ عالم امیر ملت شیخوپورہ کے علاقہ میں تشریف فرما تھے۔ وہاں آپ کو پتہ چلا کہ یہاں پیر بہار علی شاہ صاحب ایک مجذوب بزرگ ہیں لیکن کسی سے گفتگو نہیں کرتے آپ نے فرمایا چلو زیارت کرتے ہیں۔ جب حضرت قبلہ عالم گئے تو وہ اپنی لگن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت قبلہ عالم نے السلام علیکم کہا لیکن وہ خاموش رہے پھر دوبارہ سلام کی پھر جواب نہ دیا جب تیسری مرتبہ جواب نہ دیا تو آپ نے فرمایا کہ گونگا ہی بن کے رہنا نہ کسی سے کچھ لینا اور نہ کسی کو کچھ دینا۔ جب حضرت صاحب نے یہ لفظ فرمائے تو بول پڑے اور کہنے لگے کہ تو نے بول کر دیکھ لیا ہے کیا حال ہے لوگ پیشاب بھی نہیں کرنے دیتے۔ میرا بھی یہی حال کروانا ہے۔ اسی لئے تو کہا ہے کہ مسند پہ بیٹھنا تعویز کرنا طریقت نہیں بلکہ لوگوں کی خدمت کرنا طریقت ہے۔ بزرگی اسی کا نام ہے: "سوالی جائے نہ خالی"

میں واپس اُسی بات پہ آتا ہوں کہ جب وہ بزرگ بہت سے آستانوں پہ گئے لیکن جو نقشہ اُن کے ذہن میں تھا نہ ملا۔ پھر کسی نے کہا سائیں توکل شاہ صاحب بہت اچھے اور مشہور بزرگ ہیں اُن کے پاس جاؤ اُن سے فیض حاصل کرلو وہ جب اُن کے پاس گئے وہ پہلے ہی مجذوب تھے اُنہوں نے پریشان ہو کر اجازت لے لی۔ باباجی نے فرمایا میاں صاحب نہ جاؤ کافی دل لگا ہے آپ کے ساتھ لوگ یہاں بیٹھتے ہیں آپ سے باتیں کرتے ہیں اور فیض لیتے ہیں۔ لہٰذا آپ یہاں ہی رہو۔ اُنہوں نے کہا نہیں میں پہلے ہی شاگرد چھوڑ کر آیا ہوں اور یہاں بھی شاگرد: آپ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو ہم آپ کا یہ شوق بھی پورا کر دیتے ہیں آپ وقت مقررہ پر ہمیں حدیث مبارکہ سنایا کریں۔ مولوی صاحب کو یہ بات پسند آ گئی کچھ اجازت نہ ملی لہٰذا اُنہوں نے حدیث پاک سنانا شروع کر دی۔ جو الفاظ نبی اکرم ﷺ نے زبان سے فرمائے ہیں اُنہیں متن حدیث کہتے ہیں۔ میں ایک حدیث پاک آپ کو سنا دیتا ہوں، حضرت موسیٰ کاظم کے بیٹے امام علی رضا سفر پہ جا رہے تھے، سارا شہر اُن کی زیارت کیلئے باہر آیا تھا لیکن چالیس ہزار طالب علم بھی اپنے اُستادوں کے ساتھ آئے جو اُن کی حدیث سُن کر اُن کے شاگرد بننا چاہتے تھے۔ لوگوں نے کہا جناب ہم وہ حدیث پاک سُننا چاہتے ہیں جس کے تمام راوی اہل بیت میں

سے ہوں۔ آپ نے فرمایا لکھو مجھے میرے باپ موسیٰ کاظم سے بیان فرمایا اُن کو اُن کے باپ نے اُن کو اُن کے باپ امام زین العابدین نے اُن کو حضرت امام حسینؓ نے اُن کو حضرت علی المرتضیٰؓ نے یہ حدیث پاک بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دن اللہ تعالیٰ سے سُنا اللہ تعالیٰ فرمارہے تھے اپنی زبان سے کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہ الفاظ میرا قلعہ ہے۔ جو یہ الفاظ پڑھے گا وہ میرے قلعہ میں داخل ہو جائے گا۔ میری حفاظت میں آجائے گا اور میرے عذاب سے ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو جائے گا۔ ایک دن مولانا صاحب بیان فرمارہے تھے جب اُنہوں نے متن حدیث بیان فرمایا۔ تو سائیں توکل شاہ صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب جو آپ نے حدیث بیان فرمائی ہے وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے کہا میں نے کتابیں پڑھ کے شرح بیان کی ہے۔ جب محفل پاک ختم ہوئی تو مولوی صاحب نے تمام کتب اور شرح پڑھی اور سائیں صاحب کی خدمت میں عرض کیا جو کچھ آپ نے فرمایا وہی سچ ہے۔ سائیں توکل شاہ صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب جب آپ متنِ حدیث پڑھتے تھے تو آپ کی پیشانی سے نور کی شعاع نکلتی تھی جو آسمان تک جاتی تھی لیکن اس حدیث سے وہ شعاع نہیں نکلی میں سمجھ گیا یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ تو مولوی صاحب نے عرض کی حضور سب سے پہلے آپ مجھے بیعت کریں، تو اِسے کہتے ہیں محدث:

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث لکھنے سے پہلے غسل کیا دو نفل پڑھے اُس کے بعد ایک حدیث لکھی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اُن کے اُستاد تھے امام مالک کی کیفیت ایسی تھی۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "جہاں میٹھا چشمہ ہو وہاں آدمی پرندے اور کیڑیاں سب چیزیں پہنچ جاتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اُن لوگوں نے اتنی محنت کر کے حدیثیں لکھیں اور ہم تک پہنچائیں کہ اُن کے پاس جو آدمی جاتا تھا اور عرض کرتا کہ جناب یہ مسئلہ ہے اس بارے میں ہمیں کوئی حدیث پاک سنائیں، کتابوں میں لکھا ہے کہ اُنہوں نے رونا شروع کر دینا اور کہنا کہ میں اس قابل کہاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سناؤں پھر گھر جانا غسل کرنا نئے کپڑے پہننے کرسی رکھنی سر پہ دستار باندھتے اور پھر حدیث بیان فرماتے۔ اسے کہتے ہیں محدث کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک پڑھ کر لوگوں کو سنائیں۔

مدینہ شریف میں حارث نامی ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں۔ جہاد کا زمانہ تھا جب

اسلامی فوج جہاد کیلئے چلی تو اُن کو بھی اس میں شریک کر لیا گیا وہ بھی چلے گئے جاتے ہوئے چالیس دینار اپنی بیوی کے پاس امانت رکھ گئے۔ کہنے لگے کہ جب وہ واپس آؤں گا تو لے لوں گا۔ اُن کے ستائیس سال جہاد میں ہی گزر گئے۔ ستائیس سال کے بعد جب لشکر واپس آیا تو حارث نے بھی جا کر اپنے گھر پہ دستک دی، گھر سے سفید کپڑے پہنے بڑا خوبصورت نوجوان نکلا، کہنے لگا باباجی کیا کام ہے۔ آپ کہنے لگے یہ میرا گھر ہے تم کون ہو۔ وہ نوجوان کہنے لگا ربیعہ بن حارث یہ آندر حارث کی بیوی نے سُنی وہ دروازے پہ آئی اور کہنے لگی یہ تو میرا خاوند ہے خیر آپ گھر میں داخل ہوئے۔ پہلا سوال کیا کہ یہ نوجوان کون ہے، دوسرا کہا کہ وہ امانت جو میں نے رکھی تھی، اُن کی بیوی نے کہا کہ پہلے کھانا کھائیں پانی پئیں اور ستائیس سال کے بعد آئے ہو رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کر کے آؤ۔ آپ روضہ شریف پہ چلے گئے نماز پڑھی جب مسجد نبوی سے نکلنے لگے تو دیکھا کہ ایک نوجوان خوبصورت لڑکا بوڑھے لوگوں کو حدیث پاک پڑھ کے سنا رہا تھا۔ وہ تھکے تھے جلد واپس گھر چلے گئے۔ بیوی نے پوچھا کہ زیارت کر کے آئے ہو وہاں کیا دیکھا۔ وہ کہنے لگے ایک بڑا خوبصورت نوجوان لوگوں کو نبی پاک ﷺ کی احادیث پڑھ کر سنا رہا تھا۔ وہ بڑی پیاری گفتگو کر رہا تھا میں اگر تھکا نہ ہوتا تو میں بھی سنتا۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک کی شرح جس طرح بیان کر رہا تھا میں نے کبھی نہیں سُنی۔ بیوی کہنے لگی اگر اس طرح کا بیٹا چالیس دینار میں مل جائے تو سستا ہے یا مہنگا کہنے لگے کہ چالیس لکھ دینار بھی ہوں تو اس طرح کا بیٹا مل جائے تو سستا ہے۔ تو بیوی نے کہا کہ جب آپ گئے تھے تو میرے ہاں بچہ پیدا ہونے والا تھا۔ یہی بچہ پیدا ہوا میں نے تیرے چالیس دینار خرچ کر کے اس کو علم پڑھایا اور دیکھ آج لوگ اس سے علم سیکھ رہے ہیں۔ اُس نے اپنے بیٹے کا ماتھا چوما اور گھر لے گئے۔ اس کو کہتے ہیں محدث۔۔۔

محدث وہ ہوتا ہے جن کو نبی پاک ﷺ اپنی حدیث سنائیں۔ جو نبی پاک ﷺ کے فرمان کو قبول کرتے تھے وہ سب محدث تھے۔

حضرت عمر کا زمانہ خلافت تھا حضرت علی المرتضیٰ نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ فجر کی آذان ہوئی اور حضرت علی مسجد نبوی میں نماز کیلئے گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے نماز پڑھائی اور بعد میں دعا مانگنے کی بجائے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کے صحابہ کرام کی طرف چہرہ مبارک کر کے بیٹھ گئے۔ شاعر لکھتا ہے۔

ہر اک فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہو گا

حضرت علی دیکھتے ہیں کہ ایک عورت کچھ کھجوریں لے کر مسجد نبوی میں آئی اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیں تاکہ برکت ہو۔ نبی پاک ﷺ کے ہاتھ لگ گئے اور وہ خوشبو والی ہو گئیں۔

ایسی خوشبو نہیں کسی پھول میں جیسی خوشبو نبی کے پسینے میں ہے

حضرت علی فرماتے ہیں جب نبی پاک ﷺ کے ہاتھ مبارک کھجوروں پر لگے تو میرا بڑا دل کیا کہ حضور یہ کھجوریں مجھے عطا فرمائیں اور میں کھا لوں۔ حضور ﷺ نے ایک کھجور عطا کی اور میں نے کھا لی پھر خیال پیدا ہوا کہ ایک اور مل جائے ایک اور مل گئی۔ پھر خیال پیدا ہوا کہ ایک اور مل جائے، حضور نے ٹوکرا سے واپس کر دیا۔ اتنی دیر میں حضرت علی کی آنکھ کھل گئی۔ فجر کی آذان ہوئی آپ مسجد میں گئے۔ حضرت عمر مصلہ پر کھڑے تھے چونکہ آپ خلیفہ وقت تھے۔ حضرت علی کو بھی وہی رات والی جگہ ملی۔ حضرت عمر جماعت کروائی اور اسی طرح ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ ایک عورت کھجوروں کا ٹوکرا لے کر حاضر ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر نے ایک کھجور دی اُن کا پھر دل چاہا ایک اور کھجور دی تیسری مرتبہ پھر دل کیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر رات کو خواب میں رسول اللہ ﷺ آپکو تیسری کھجور عطا فرماتے تو میں بھی ضرور تیسری کھجور دیتا۔ اس کو کہتے ہیں محدث۔۔۔

یہ بات میں نے آپ کو اس لئے سُنائی ہے کہ حضرت قبلہ عالم امیر ملت کو اللہ تعالیٰ نے محدث اور محدَّث دونوں درجے عطا فرمائے تھے۔ حضرت قبلہ عالم نبی پاک ﷺ کی حدیث دوسروں کو بھی سناتے تھے اور رسول اللہ ﷺ اپنی باتیں حضرت صاحب کو بھی سناتے تھے۔

۳۰ اگست کا دن تھا میرے والد صاحب کی وفات ہو گئی تھی۔ ہم شیش محل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ۳۰ اگست کو حضرت صاحب کا عرس بھی تھا، گوجرانوالہ کے تین آدمی آئے ہم نے اُن کو کھانا کھلایا اور پوچھا آپ کیسے آئیں ہیں۔ اور میں نے کہا کہ آپ کے بزرگوں کو فالج ہوا ہے اور وہ بیس دن سے بے ہوش ہیں آپ کیوں آئے ہو اگر اُنہیں کچھ ہو گیا تو پھر پریشانی ہو گی۔ اُنہوں نے جواب دیا ہمیں ہمارے والد صاحب نے بھیجا ہے اور آج صبح ہی گفتگو کرنے لگے ہیں۔ اُنہوں نے کہا ہے کہ آج علی پور شریف عرس ہے اور آپ وہاں جائیں حاضری پیش کریں۔ ہم نے اُنہیں کہا کہ آپ بیمار ہیں ہم کیسے جائیں اور اُنہوں نے کہا کہ آپ پریشان نہ

ہوں وہاں میرے لئے دعا بھی کرنا اور تبرک بھی لے کر آنا مجھے تین سال کی زندگی اور مل گئی ہے۔
ہم نے کہا ابا جی آپ بے ہوشی میں باتیں کر رہے ہیں آپ کی ہوش ٹھیک ہے؟ تو بابا جی نے کہا ہاں ہوش ٹھیک ہے۔ میرے پیر حضرت امیر ملت میرے پاس تشریف لائے تھے اور مجھے فرمایا کہ میں نے اللہ سے تیرے لئے تین سال کی زندگی اور لے لی ہے۔ اور پھر یہی ہوا وہ بابا جی تین سال کے بعد فوت ہوئے۔

یار زندہ صحبت باقی۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

خطبہ نمبر ۱۱

خطاب دلنواز: فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

بر مقام: درگاہ عالیہ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ ساہو چک شریف

بتاریخ: ۲۰ ربیع النور شریف ۱۴۲۶ھ بمطابق ۳۰ اپریل ۲۰۰۵ء بروز جمعرات بوقت ۱۲ بجے رات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی○ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰہِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کی حاضری قبول ومنظور فرمائیں۔ اللہ پاک اس محفل کی رونق میں ہمیشہ ہی اضافہ فرمائیں۔ اللہ پاک صوفی صاحب (صوفی صاحب سے مراد حضرت الحاج خواجہ باباجی صوفی احسان الٰہی صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ ساہو چک شریف ہیں) کو صحت وتندرستی خیر وعافیت فیض وکرم کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائیں۔ صاحبزادگان کو اللہ تعالیٰ صحت وسلامتی خیر وعافیت کے ساتھ رکھیں۔

عرفان صاحب کے نعت شریف پڑھنے سے آپ سب کو یقینی طور پر خوشی حاصل ہوئی مجھے آپ سب سے زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔ اور انشاء اللہ ان کا یہ نعت خوانی اور واعظ وبیان کا سلسلہ جاری رہے گا۔ کیونکہ صوفی صاحب ہر مہینے گیارہویں شریف کی محفل منعقد کرتے ہیں اور انشاء اللہ صاحبزادہ صاحب اس محفل میں اپنے ملفوظات سے لوگوں کو نوازا کریں گے۔ ہر مہینے محفل پاک میں نعت خوانی فرمائیں گے اور اگلے سال جب ہم سب یہاں اکٹھے ہوں گے تو یہ

بڑے ذوق وشوق اور بغیر کسی جھجک کے بڑے عظیم نعت خواں اور بڑے عظیم مقرر بن چکے ہوں گے۔ آمین!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہو رہا ہے میں بھی برکت حاصل کرنے کیلئے چند گزارشات آپ کی خدمت میں کر دیتا ہوں جو مجھے یاد آئیں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے زمانے سے پہلے یعنی عیسیٰ کے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے اندر اتنا فرق ہے کہ اب ۱۴۲۶ھ ہے اور دوسری طرف ۲۰۰۵ء ہے۔ تو تقریباً ۶۰۰ سال کا فرق ہے۔ یہ جو چھ سو سال کا فرق ہے اس کے اندر کوئی نبی نہیں آیا۔ نبی عام ہوتا ہے اور رسول خاص ہوتا ہے، نبی کا درجہ کم ہوتا ہے اور رسول کا درجہ زیادہ ہوتا ہے۔ تو جب نبی کوئی نہیں آیا تو رسول بھی کوئی نہیں آیا۔ اس لئے سوچنے والی بات ہے آسان لفظوں میں ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ اس دوران نہ کوئی نبی آیا اور نہ ہی کوئی رسول آیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت عیسیٰ علیہ السلام کے جانے کے ساتھ ہی ختم ہو گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً چھ سو سال بعد تشریف لائے۔ تو اس درمیانی زمانے کو زمانہ فترت کہا جاتا ہے۔ جس زمانے وحی کا سلسلہ منقطع ہو جائے اس زمانے کو زمانہ فترت کہا جاتا ہے۔ گویا کہ آسمان سے وحی نازل نہیں ہوتی تھی لیکن نظامِ قدرت تو ویسے ہی چلتا تھا۔ سو اس نظام کو چلانے کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی پسند کے مطابق طریقے اختیار فرمائے۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدِ گرامی حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی تو اُن کی پیشانی میں نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم چمک رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اِن کی ولادت پر بھی خوشی منائی جائے چونکہ زمانہ فترت تھا وحی تو بند تھی اور خوابیں تو انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں بھی لوگوں کو آتی تھیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے معجزات میں یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ وہ تعبیر الرویاء کا علم رکھتے تھے۔ خوابوں کی سچی تعبیر بیان کیا کرتے تھے اور خوابیں آتی تھیں تو اللہ نے یہ علم عطا فرمایا تھا اگر خوابیں نہ آتیں تو تعبیر کی ضرورت ہی نہ پیش آتی۔ اگر چہ اس نسبت سے قرآن کے اندر زیادہ واقعات ہیں لیکن میں ایک واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔ آپ لوگوں نے بارہا علماء سے سنا ہوگا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں عزیز مصر نے خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں اور سات کمزور گائیں ہیں لیکن کمزور گائیں موٹی فربہ گایوں کو کھا جاتیں ہیں۔ سات سٹے تر و تازہ اور

سات سُٹے خشک بادشاہ ہر روز یہ خواب دیکھے۔ دو تین دن کے بعد اُس نے نجومیوں کو بلایا اور اس خواب کی تعبیر دریافت کی۔ اُنہوں نے کہا یہ نیند کی باتیں ہیں ذہنی خیالات ہیں ہم نہیں جانتے۔ یوسف کے ساتھ دو آدمی جیل خانے میں رہے تھے اُن میں سے ایک بادشاہ کا قریبی غلام تھا۔ اُس نے کہا کہ اے سلطان اگر اسکی تعبیر چاہتے ہو تو مجھے یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجو میں اس خواب کی تعبیر پُوچھ کر آتا ہوں۔ وہ یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے آنکھ جھپکنے سے پہلے تعبیر بتادی۔ تعبیر یہ تھی کہ سات سال تیز بارشیں ہوں گی خوب فصل ہوگی اور سات سال بارشیں بند ہو جائیں گی سُٹے خشک ہو جائیں گے اور خزانے کا نام ونشان ختم ہو جائے گا۔ اُس نے پوچھا گایوں والی کیا کہانی ہے آپ نے فرمایا جو سات سال رزق کما کر رکھو گے وہ قحط سات سال میں لوگ کھا جائیں گے۔ غلام نے جا کر یہ تعبیر بادشاہ کو بتادی کہ جناب کچھ بھوکے مریں گے اور کچھ پیٹ بھر کر کھائیں گے۔ بادشاہ نے کہا جو بندہ یہ بتا سکتا ہے اُسی سے پوچھو اس سے بچنے کا کیا طریقہ ہے۔ اُس نے جا کر عرض کیا کہ جناب حفاظت کا طریقہ بھی بتایئے۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر حفاظت چاہتے ہو تو زمین کے خزانے میرے سپرد کر دو میں ان کی حفاظت کرنا اور خرچ کرنا بھی جانتا ہوں۔ لہٰذا آپ وزیر خزانہ مقرر ہوئے۔ آپ نے حکم جاری کر دیا کہ جتنی بنجر زمینیں ہیں اُن سب کو آباد کیا جائے۔ زمینداروں کو بیج خریدنے کیلئے رقم دی۔ الغرض آپ نے ساری بنجر زمین آباد کروائی۔ تو جہاں سو من دانے ہونے تھے وہاں ہزار من دانے ہوئے۔ اُنہوں نے کہا کہ اب تو دانے بہت زیادہ ہو گئے ہمارے پاس تو سنبھالنے کیلئے جگہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا یہ دانے سٹوں میں ہی رہیں گے۔ کیونکہ سٹوں میں نہ سُسری لگتی ہے نہ کیڑا اور نہ ہی بارشوں سے گلتے ہیں۔

البتہ ثابت ہوا کہ خوابوں کا آنا پرانا طریقہ ہے زمانہ فترت کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ لیکن جب زمانہ فترت میں حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی کی پیدائش پر خود خوشی منائی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو خواب دکھایا کہ میں عبد اللہ کو ذبح کر رہا ہوں۔ جس طرح عزیز مصر کو ہر روز خواب آتا تھا۔ اسی طرح آپ کو بھی ہر روز خواب آنے لگا۔ آخر کار آپ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشورہ کیا کہ میں ہر روز یہ خواب دیکھتا ہوں وہ آپ کو اس زمانے کے ایک راہب کے پاس لے گئے جو کہ علوم انجیل وتورات کے ساتھ ساتھ علم نجوم کا بھی ماہر تھا۔ آپ نے اُس کو یہ سارا قصہ سُنایا اور فرمایا کہ

میں تو اپنے بیٹے کو ذبح نہیں کر سکتا کیونکہ وہ مجھے اپنی ساری اولاد سے پیارا ہے۔ لہٰذا مجھے کوئی طریقہ بتایا جائے۔ راہب نے کہا کہ قرعہ ڈالو اور قرعہ کم از کم دس اونٹوں سے شروع کرو۔ اگر اونٹوں والی پرچی آئے تو اُتنے اونٹ ذبح کرو یہ عبداللہ کے گوشت کے برابر ہوگا اور اگر عبداللہ کا نام آئے تو پھر دس اونٹ اور جمع کر کے قرعہ ڈالو۔ اسی طرح قرعہ ڈالتے ڈالتے دو سو اونٹ تک قرعہ پہنچا۔ تو حضرت عبدالمطلب نے دو سو اونٹ ذبح کر کے گوشت لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت کی خوشی کے پیش نظر حضرت عبدالمطلب کو یہ طریقہ القاء فرمایا۔ جب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ کی پیشانی میں چمکتا تھا تو حضرت عبداللہ خود فرماتے ہیں کہ "جہاں جہاں سے میں گزرتا تھا تو خشک گھاس میرے قدم لگنے سے تازہ ہو جاتی۔ درخت کے نیچے جا کر بیٹھتا تو درخت پھلدار ہو جاتا اور سفر کے دوران درخت آگے ہو کر میرے اُوپر سایہ کر دیتے مجھے دھوپ میں نہ چلنے دیتے"۔ اور آپ کی یہ شان زمانے میں مشہور ہو گئی۔ قرآن مجید کا ایک واقعہ سنا کر اس بات کو مکمل کریں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لینے کیلئے جب کوہ طور پر گئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ چالیس راتیں یہاں میری عبادت کرو۔ موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پہ تھے کہ سامری جادوگر نے ایک مٹی کا بچھڑا بنایا اور کوئی طریقہ اختیار کیا جس سے وہ بچھڑا بولنے لگا۔ وہ آواز مارے تو بھاگتا ہوا اسکی طرف آئے وہ صحیح بچھڑے کی طرح بولے، سامری نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو گمراہ کرنے کیلئے کہا کہ یہ تمہارا خدا ہے اسکی عبادت کرو اور اسکی پوجا کیا کرو۔ موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو دیکھا کہ قوم بچھڑے کی پوجا کر رہی ہے آپ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو سخت ناراض ہوئے۔ کہ میں آپ کو اپنا خلیفہ بنا کر گیا تھا تاکہ آپ قوم کا خیال رکھیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اِن کو بہت سمجھایا لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی۔ موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو بلایا اور پوچھا کہ تو نے میرے بعد کیا اور کیسے کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ موسیٰ کی پرورش ہوئی تھی فرعون کے گھر جو کہ کافر تھا۔ اُس نے خدائی دعویٰ کیا تھا۔ تو موسیٰ بنے اللہ کے رسول۔ اور سامری کی ماں اس کو کنویں میں پھینک آئی تھی۔ کنویں میں اسکی پرورش جبرائیل نے کی۔ اُس کو رزق جبرائیل پہنچاتے رہے۔ اب جب سمندر سے یا دریا سے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر گزرے تو سب سے آگے جبرائیل علیہ السلام کا گھوڑا سب سے آگے تھا اُن کے گھوڑے کی برکت سے دریا خشک ہو گیا۔ پیچھے پیچھے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر آ گئے۔ جبرائیل آمین علیہ السلام کی یہ خاصیت ہے کہ

جہاں قدم رکھیں وہ چیز زندگی والی ہو جاتی ہے۔ تو اس کی زندگی یہ ہے کہ وہاں سبزہ پیدا ہو جائے۔ مردہ زمینیں فصل پیدا ہو جانے سے زندہ ہو جاتی ہیں۔ تو سامری کو اس گھوڑے کی شناخت تھی۔ سامری نے اُس گھوڑے کے قدم سے ایک مٹھی بھر مٹی اُٹھالی۔ اور وہ مٹی اس بچھڑے کے مُنہ میں ڈالی۔ چونکہ جبرائیل علیہ السلام کے قدم حیات آفریں ہیں تو وہ مٹی جب بچھڑے کے مُنہ میں گئی تو وہ بولنے لگا۔

بات سُنانے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی عظمت یہ ہے کہ اُن کے قدموں سے ہر چیز زندگی والی ہو جاتی ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک جس پیشانی میں تھا اُس کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ صفت عطا فرمائی تھی کہ وہ جہاں قدم رکھتے وہ جگہ بھی حیات آفریں ہو جاتی۔

جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی یہ صفت مشہور ہوئی تو حاسدین یہودیوں کے راہبوں اور پادریوں نے یہ بیان کرنا شروع کر دیا کہ اس کے اندر نور مصطفےٰ ہے جسکی وجہ اور برکت سے یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ نبی آخرالزماں ان کی نسل میں پیدا ہوں گے۔ یہودیوں نے یہ ترکیب سوچی کے نبی آخرالزماں کو پیدا نہیں ہونے دیں گے۔ لہٰذا عبداللہ کو قتل کر دو۔ ستر کے قریب یہودی تیار ہو گئے اُنہوں نے تلواریں زہر آلود کیں۔ پھر نشانہ بازی کے ذریعے اپنے آپ کو مضبوط کیا اور کہا کہ ستر آدمی گھیرا ڈال کر اُن پر حملہ کر دیں گے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عبدالمطلب فرمایا کرتے تھے کہ اکیلے باہر نہ جایا کرو۔ آپ نے بتایا کہ مجھے تو کوئی ڈر نہیں لگتا میرے اُوپر تو درخت بھی سایہ کر دیتے ہیں۔ سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ ستر یہودی موقع کی تلاش میں رہے کہ آخر ایک دن آپ شکار کھیلنے کیلئے باہر گئے تو اُنہوں نے موقع غنیمت جان کر حضرت عبداللہ کے گرد گھیرا ڈال لیا تو آپ نے دیکھا کہ آسمان سے کئی سو کی تعداد میں گھوڑوں پہ سوار آ گئے۔ اُنہوں نے اسی وقت ستر کے ستر یہودی قتل کر کے ختم کر دیئے۔ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ خوشی خوشی اپنے گھر تشریف لے آئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن جلوہ افروز تھے کہ آپ نے فرمایا: اَنَا اِبْنُ ذَبِیْحَیْن ''کہ میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں'' ایک حضرت عبداللہ اور دوسرے حضرت اسماعیل علیہ السلام

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خود خوشی منائی اور حضرت عبداللہ کی ولادت پر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے خوشی منوائی۔ حفیظ جالندھری نے لکھا ہے:

فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی

جناب آمنہ سنتی تھیں یہ آواز آتی تھی
سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ جاؤ میرے محبوب کی آمد کے جشن مناؤ، تالیاں بجاؤ، نعتیں پڑھواور ترانے گاؤ۔

آج تاریخ کا وہ دور ہے جبکہ کمپیوٹر اور ٹیلی وژن کا زمانہ ہے۔ ہمیں ہر ملک کی دوری اور فاصلوں کا علم ہے۔ یعنی مکہ پاک سے ایران ہزاروں میل دور ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ پیدا ہوئے تو میرے جسم سے ایک نور نکلا جسکی وجہ سے مکہ پاک میں بیٹھ کر مجھے کسریٰ کے محل کے کنارے نظر آگئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں۔ کہ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ پاک میں تشریف فرما ہوئے تو اس سے پہلے مدینہ پاک تاریک تھا، اندھیرا رہتا تھا لیکن حضور ﷺ کی تشریف آوری پر گلیاں روشن ہو گئیں۔ مکان روشن ہو گئے۔ غاریں اور پہاڑ بھی روشن ہو گئے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے کیسی خوشی منائی کہ نور مصطفےٰ ﷺ کی روشنی چمکنے سے، کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ اس بادشاہ نے دیکھا کہ اتنا مضبوط محل اور اسکے چودہ کنگرے زمین بوس ہو گئے۔ اُس نے نجومیوں کو بلایا اور پوچھا۔ تو اُنھوں نے حساب لگا کر بتایا کہ آج رات نبی آخر الزمان پیدا ہو گیا ہے اور یہ اسکی پیدائش کی خوشی کا اظہار ہے اور صرف چودہ بادشاہوں تک تیری سلطنت قائم رہے گی اور اس کے بعد ختم ہو جائے گی۔

ایک بادشاہ کو خواب آیا کہ اُس کو اُونٹوں کو عربی گھوڑے مار رہے ہیں قتل کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اُونٹ دریائے دجلہ وفرات جو کہ عراق وایران میں ہے وہاں تک پہنچ گئے۔ اور گھوڑے وہاں کے گلی محلوں اور بازاروں میں پھیل گئے۔ بادشاہ نے تعبیر دریافت کی تو پادریوں اور راہبوں نے بتایا کہ نبی آخر الزماں پیدا ہو چکے ہیں۔ اُن کی فوج یہاں تک آئے گی تمہیں اور تمہارے گھوڑوں کو ختم کریں گے۔ تمہارے شہروں اور بازاروں میں اُن کی حکومت ہو گی۔

ایک ہزار سال سے فارس کا آتشکدہ جل رہا تھا یعنی اُس کی آگ کبھی بجھی ہی نہیں تھی۔ جب نبی اکرم ﷺ پیدا ہوئے تو آپ کے نور کی چمک جب اُن کے آتشکدے تک پہنچی تو اُسکی آگ بجھ کر بند ہو گئی۔ دیکھو پہلے آپ کو ایک مثال سمجھادوں کہ نور اور نار دو ضدیں ہیں جہاں نور

ہوگا نار نہیں ہوگی اور جہاں نار ہوگی نور نہیں ہوگا۔ نور کا کام ہے ٹھنڈک پہنچانا اور نار کا کام ہے جلانا۔ یہ نہ سمجھنا کہ وہ بھی روشنی ہے یہ بھی روشنی ہے بلکہ یہ دو متضاد ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنایا ہی نور دینے والا تھا۔ ایک ہوتا ہے خالی نور ایک ہوتا ہے دوسروں کو نور عطا کرنے والا تو آپ کا کام تھا دوسروں کو نور عطا کرنا۔ تو جہاں جہاں آپ کا نور جاتا نار ختم ہو جاتی۔ خوشی منانے کی بات چل پڑی ہے اس کے ضمن میں ایک بڑی پیاری بات میں آپ کی خدمت میں عرض کر دوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد میں نضر اور نضار باپ بیٹا گزرے ہیں۔ اُس باپ کے ہاں جب بیٹا پیدا ہوا تو اُس کو اتنی خوشی ہوئی کہ اُس نے اعلان کروا دیا کہ کل تمام علاقہ کے لوگوں کی میرے ہاں دعوت ہے، تمام لوگ جمع ہو گئے اُس نے کہا کہ میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے اس لئے میں تم سب کی دعوت کر رہا ہوں۔ اُس نے کئی اُونٹ ذبح کر کے سب کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا ہمارے ہاں اب رواج نہیں۔ پچھلے سال صوفی احسان الٰہی صاحب نے اونٹ کی قربانی کی تھی۔ آج کے زمانے میں لوگوں کو ہضم ہی نہیں ہوتا البتہ سب سے مہنگا جانور ہوتا ہے۔ شام کو اُس نے لوگوں کو برتنوں میں بھی ڈال کر دیا۔ اور جاتے ہوئے لوگوں کو کہا کہ کل پھر تمہاری دعوت ہے باقی رشتہ داروں کو بھی ساتھ لے کر آنا۔ دوسرے دن اُس نے کئی گائیں ذبح کروائی۔ لوگوں کو کھانا کھلا کر پھر برتنوں میں بھی ڈال کر دیا اور کہا کل پھر تمہاری دعوت ہے۔ تیسرے دن اُس نے بکرے ذبح کروائے۔ لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور شام کو پھر حسب سابق اُس نے کہا کہ کل پھر تمہاری دعوت ہے۔ چوتھے دن اُس نے دُنبے ذبح کروائے۔ پانچویں دن مُرغے ذبح کروائے اور لوگوں کو پیٹ بھر کر کھلایا اور اعلان کر دیا کہ کل پھر آنا۔ چھٹے دن اُس نے چاندی تقسیم کی۔ ساتویں دن اُس نے پیسے تقسیم کئے۔ لوگوں نے کہا کہ بیٹا ہی پیدا ہوا ہے اس کو کو نسے سرخاب کے پَر لگ گئے ہیں۔ اس نے بیٹے کی پیدائش پر سب کچھ تقسیم کر دیا ہے۔

ع دل کے افسانے نگاہوں تک پہنچے بات چل نکلی ہے اب جانے کہاں تک پہنچے

جب اُس نے یہ بات سُنی تو اعلان کر دیا کہ اے لوگو! کل پھر تمہاری آخری دعوت ہوگی لوگ پھر جمع ہو گئے اُس نے پھر خاطر مدارت کی کہ آج کی دعوت میں نے تمہاری بات کا جواب دینے کیلئے کی ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

پائے سگ بوسیدہ مجنوں خلق گفتہ ایں چہ بود
گفت گاہے گاہے ایں در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

مجنوں نے کتے کے پاؤں چوم لئے لوگوں نے کہا یہ کیا ہے اس نے کہا کہ یہ کتا لیلیٰ کی گلی سے ہو کر آیا ہے۔

دیدہ مجنوں اگر بودے ترا ہر دو عالم بے خطر بودے ترا

اگر مجنوں کی آنکھ سے دیکھو تو سارا جہان تمہاری نظروں میں ہے۔

اس باپ نے کہا کہ تم میری آنکھ سے نہیں دیکھتے جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں۔ اگر تم بھی دیکھ لو تو تمہیں پتہ چلے کہ جو کچھ میں نے دیا ہے وہ کچھ بھی نہیں سارے جہان کی دولت بھی اگر اس پر نثار کر دوں تو پھر بھی اس کا حق ادا نہیں ہوتا۔ کیونکہ نور مصطفیٰ ﷺ اس کی پیشانی میں چمک رہا تھا اس باپ کو پتا چل گیا کہ نبی آخر الزمان نے میرے اس بیٹے کی اولاد میں سے پیدا ہونا ہے۔ وہ بیٹے کی خوشی نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ کی خوشی منا رہا تھا۔ جس کے آنے کی خوشی رب تعالیٰ منائے تو انسان اس کی آمد کی خوشی کیوں نہ منائیں۔ آمد مصطفیٰ ﷺ کی جتنی بھی خوشی کی جائے کم ہے۔ وہ نور جسکی پیشانی میں منتقل ہو جاتا ہے وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔

اِتَّقُوْا عَنْ فِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ ''مومن کی سمجھ سے ڈرتے رہا کرو وہ خدا کے نور سے دیکھ رہا ہے''۔ مولانا روم نے اسکی مثال اسطرح پیش کی ہے

گر خوری یک لقمہ از نانِ نور
بہتر از صد لقمہ نانِ تندور

نور کی ایک روٹی کا ایک لقمہ تندور کی ہزار روٹی سے بہتر ہے۔

نور کی روٹی کیا ہے اللہ کے ولی کی اِک نگاہ ہے۔ آپ لوگوں نے بزرگوں سے سنا ہوگا۔ کہ جب اللہ والوں کی محفل میں بیٹھو تو دل تھام کر بیٹھو کیونکہ ان کی نگاہ دل پر پڑتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں میلادِ پاک کی خوشیاں ہمیشہ منانے کی توفیق عطا فرمائیں، اسکی برکتیں حاصل کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔ اب اجازت عطا فرماؤ۔ یار زندہ صحبت باقی۔ پھر زندگی رہی ملاقات ہوگی پھر صوفی صاحب کی زیارت کریں گے اس بہانے آپ لوگوں کی خدمت میں بھی کچھ عرض کر دیں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

خطبہ نمبر۱۲

خطاب دلنواز: فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت

حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

بر مقام: درگاہ عالیہ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ ساہو چک شریف

بتاریخ: ۱۳؍۱۴ اکتوبر ۲۰۰۴ء بوقت ۱۱ بجے رات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ یٰاَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ۝ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰہِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میں آپ کی خدمت میں تھوڑی دیر کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ چند گزارشات جو میرے ذہن میں آئیں گی پیش کروں گا۔ یہ محفل پاک صوفی صاحب (صوفی صاحب سے مراد حضرت الحاج بابا جی خواجہ صوفی احسان الٰہی صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ ساہو چک شریف ضلع سیالکوٹ کی مرضی کیمطابق بعد میں بھی جاری رہے گی اس لئے بتا رہا ہوں کہ میرے جانے کے بعد آپ لوگ جانے کی کوشش نہ کرنا۔ جب صوفی صاحب اجازت دیں تو جانا۔ میں بھی زیادہ دیر بیٹھنا چاہتا تھا مگر بیماری کی تکلیف کی وجہ سے تھوڑی دیر کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ حاضری اللہ تبارک وتعالیٰ قبول فرمائیں۔ آج کی محفل میں گفتگو محفل کی نسبت سے کرنا چاہتا ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات مسجد نبوی شریف میں نماز عشاء پڑھ کر فارغ ہوئے تمام صحابہ کرام اپنے گھروں کو جانے لگے۔ ایک آدمی وہاں بیٹھا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم مہمان ہو؟ اس نے عرض کی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مہمان ہوں مدینہ شریف کا رہنے والا نہیں۔ میں صرف اور صرف آپ کی زیارت کیلئے آیا ہوں۔ میرا مقصد برکت حاصل کرنا ہے لہٰذا میں یہاں تھوڑی سی بات اور بیان کر دیتا ہوں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت درجات حاصل

کرنے کا ذریعہ ہے، یعنی نبی پاک ﷺ کے زمانے کے اندر بھی اور آج بھی درجات کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے میں یہاں دو تین چیزیں عرض کر دوں۔ کہ صحابی اُس کو کہا جاتا ہے جس نے ایمان کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی ہو۔ ایک دفعہ صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کہا کہ میں آپ لوگوں پہ ایک سوال کرنا چاہتا ہوں اُس کا جواب دیں۔

سوال یہ ہے کہ کوئی ایسا آدمی بتاؤ جس نے نہ نماز پڑھی ہو، نہ روزہ رکھا ہو، نہ حج کیا ہو، نہ زکوٰۃ دی ہو لیکن مرے تو وہ جنتی ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ آخری زمانے کی بات ہے۔ کیونکہ آخری زمانے کے اندر ہی یہ سب چیزیں فرض ہوئیں تھیں۔ صحابہ کرام نے کہا کہ سوال تم نے کیا ہے جواب بھی تم ہی بتاؤ۔ کیونکہ جو گھر کے اندر ہوتے ہیں وہ بہتر جانتے ہیں کہ گھر میں کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ سوال تم نے کیا ہے لہٰذا چہ جائیکہ ہم اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہیں۔ تم ہی بتاؤ کہ اس کا جواب کیا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ ایک کافر ہو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کلمہ شریف پڑھ کر چہرۂ انور کی زیارت کرے اور جا کر کفار کے خلاف جنگ میں لڑے اور شہید ہو جائے۔

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

حالانکہ اُس شخص نے کوئی عمل نہیں کیا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایمان سب سے پہلے تمام گناہوں کو ختم کرتا ہے۔ تو جب ایمان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور کی زیارت ہو جاتی ہے تو وہ صرف گناہ ہی نہیں ختم ہوتے بلکہ درجات میں بھی بلندی حاصل ہوتی ہے۔ صحابیت کا درجہ نصیب ہوتا ہے۔ کائنات کی کوئی چیز انبیاء کے بعد اُس کا ہم مثل نہیں ہو سکتی۔

میں آپ کے ذہنوں کے خیالوں کے مطابق عرض کرتا ہوں کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زندگی کا زمانہ ہے آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی اُٹھا اُس نے عرض کی کہ میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا ہاں کرو: اُس نے کہا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا درجہ زیادہ ہے یا حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا درجہ زیادہ ہے۔ چونکہ عمر بن عبدالعزیز عدل و انصاف میں مشہور ہیں۔ اُن کو تاریخ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی جگہ پر عمر ثانی کہا جاتا ہے۔ بات میں سے بات نکلتی ہے میں اُن کے ایمان کی وضاحت کرتا چلوں۔ کہ عمر بن عبدالعزیز کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ ایک آدمی رات کے وقت آپ سے ملنے آیا۔ جب وہ

اندر آکر بیٹھ گیا گفتگو شروع ہوئی۔ اُس وقت یہ لائٹوں کا زمانہ نہیں تھا۔ سرسوں کے تیل والے دیئے جلائے جاتے تھے، آپ نے وہ چراغ بجھا دیا۔ بعض اوقات یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں درجے میں بہت فضیلت والی ہوتی ہیں۔ گو کہ آپ اس وقت خلیفہ وقت تھے اُس آدمی کو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی اور اُس نے اپنی بات جاری رکھی۔ جب اُس کی گفتگو ختم ہوئی وہ آدمی جانے لگا تو آپ نے پھر وہ چراغ جلا دیا۔ اُس نے عرض کی کہ جناب آپ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ ناراض ہیں آپ نے فرمایا کہ نہیں تم سے مجھے پیار ہے محبت ہے تم مہمان ہو۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہمان کی عزت کرو اس نے کہا کہ جناب جب میں حاضر ہوا تو آپ نے چراغ بجھا دیا اور اب جلا دیا ہے اُس وقت آپ نے جو بات فرمائی وہ آپ کے تقوے کی دلیل ہے، پرہیزگاری کی علامت ہے۔ آپ نے فرمایا: اس چراغ میں سرکاری پیسوں کا تیل جلتا ہے میں سرکاری کام کر رہا تھا۔ اب یہ میری اور تمہاری ذاتی ملاقات تھی ذاتی معاملات پہ میں سرکاری خرچ نہیں کرتا اس لئے چراغ بجھا دیا ہے۔ تو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے کاتب وحی ہیں تو امیر معاویہ کی شان پوچھتے ہو تو امیر معاویہ کے گھوڑے کے پاؤں کی مٹی اُڑ کر گھوڑے کی ناک کو لگ جائے تو سو عمر بن عبد العزیز اکٹھے کرو تو اُس گھوڑے کی مٹی کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔

تو زیارت رسول اکرم ﷺ کا یہ درجہ ہے کہ صحابی بنتا ہی اُس وقت ہے جب چہرۂ رسول کی ایمان کے ساتھ زیارت کر لیتا ہے۔ بہرکیف میں بات کو طویل نہیں کرتا۔

اُس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں فقط آپ کی زیارت کیلئے آیا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ کون ہے جو اس مہمان کو اپنے ساتھ اپنے گھر میں لے جائے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں لے جاتا ہوں۔ فرمایا لے جاؤ۔ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر پہنچے تو اپنی اہلیہ محترمہ کو فرمایا کہ نبی پاک ﷺ کا مہمان ہے اسکی خدمت کرنی ہے تو گھر میں کچھ ہے: بات بات سے بات نکلتی ہے چونکہ بات محبت کی کر رہے ہیں تو میں کسی مبالغے کے کہ یہ بات کہہ رہا ہوں میں اپنی محبت کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد نبوی شریف میں اعلان فرمایا کہ جہاد کیلئے لشکر بھیجنا ہے اسکی مدد کرو۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ ہمیشہ ہمیشہ حضرت ابوبکر صدیق سب سے سبقت لے جاتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کو خوش کر لیتے ہیں۔ آج مجھے پتہ ہے کہ ان کے گھر میں کچھ نہیں لہٰذا آج میں

خوش کروں گا۔ آج مجھ سے سبقت کیسے لے جائیں گے۔ لیکن جب آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے حاضر ہوئے اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بعد میں حاضر ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت کچھ لا کر پیش کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر بہت کچھ لے کر آئے ہو گھر بھی کچھ چھوڑا ہے کہ نہیں آپ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھا گھر اور آدھا یہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تجھے برکت عطا فرمائے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں دل ہی دل میں بہت خوش ہوا کہ آج پتہ چلے گا جب ابو بکر صدیق سے اتنا ڈھیر لگے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقِ غار حضرت ابو بکر صدیق حاضر ہوئے۔ جو کچھ بھی گھر تھا برتن کپڑا وغیرہ سب لا کر پیش کر دیا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں میں بڑا خوش ہوا کہ کہاں اتنا بڑا ڈھیر اور کہاں یہ چھوٹی سی پوٹری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھول کر دیکھا اور پوچھا کہ ابو بکر گھر میں کیا چھوڑ کر آئے ہو۔ شاعر نے لکھا ہے کہ اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''صدیق کیلئے کافی ہے خدا اور اُس کا رسول بس''

اُنہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا ساتھ گھر چھوڑ کر آیا ہوں باقی تو اور کچھ نہیں۔ فیروز پور کا ایک شاعر ہوا ہے لکھتا ہے:

گھر دیتیاں راضی جے ہو جاوے سوہنا
بڑا ستا سودا خریدار لئی اے

اب اس بات کو مکمل کرتے ہیں کہ جناب ابو بکر صدیق کی اہلیہ محترمہ نے عرض کی کہ ایک روٹی ہے یا آپ کھا لیں یا مہمان کھا لے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر آدھی آدھی کھائی تو نہ مہمان کا پیٹ بھرا اور نہ ہی میرا تو یہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہے۔ چنانچہ آپ نے گھر کے کسی فرد سے فرمایا کہ کھانا لے کر آنا اور اس طریقے سے رکھنا کہ کپڑے یا کسی چیز سے روٹی رکھتے ہوئے چراغ بجھا دینا۔ آپ لوگوں کے وہم کو دور کرنے یا علم میں اضافے کیلئے عرض کر دیتا ہوں کہ اُس وقت لائٹوں کا زمانہ نہیں تھا بلکہ پتھروں کے ساتھ آگ جلائی جاتی تھی۔ دو پتھر ایک دوسرے کے ساتھ رگڑ کر شعلہ نکلتا تھا۔ چنانچہ اُس کھانا رکھنے والے نے چراغ بُجھا دیا۔ آپ نے بھی کھانا شروع کر دیا اور مہمان نے بھی۔ مہمان تو روٹی توڑ کر کھاتا رہا اور آپ خالی مُنہ ہلا ہلا کر کھاتے رہے اور مُنہ بھی اس طرح ہلاتے کہ اُس مہمان کو پتہ چلتا کہ آپ بھی کھا رہے ہیں۔ اُس مہمان نے کہا کہ میں نے روٹی کھالی ہے آپ نے برتن میں ہاتھ مارا تو وہ خالی تھا۔ بعد میں آپ بھی سو گئے اور مہمان بھی سو گیا۔ صبح جب آپ نماز پڑھنے کیلئے گئے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا

۔تو آپ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ کس چیز نے آپ کو ہنسایا فرمایا کہ رات کے روٹی کھانے کی آواز نے مجھے خوش کیا ہے۔یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام اُسی وقت رسول اللہ ﷺ کو بتا گئے کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کے صحابہ آپ کے مہمان کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں:

تو بات میں نے یہ عرض کرنی ہے کہ اگر اللہ کو راضی کرنا ہے تو نماز روزے کے ساتھ بالکل رب راضی ہوتا ہے۔لیکن فرائض کے بعد اگر رب کو راضی کرنے کا طریقہ تو صرف ایک ہی طریقہ ہے اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنا کچھ پاس ہو تب بھی کرو نہ کچھ پاس ہو تب بھی کرو۔میں تعریف کرنے کیلئے یہ بات نہیں کر رہا بلکہ ایک حقیقت بیان کرنے لئے بات کر رہا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے صوفی احسان الٰہی صاحب کو یہ صفت عطا فرمائی ہے میں یہاں یہ واضح کر دوں کوئی مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ حضرت قبلہ عالم امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارک تھی کہ پاس کچھ نہ بھی ہوتا تو اُدھار لے کر خرچ کر دیتا۔تو صوفی صاحب کے پاس بھی کچھ نہیں ہوتا آپ لوگوں کی خدمت کرتے ہیں ہر آنیوالے کی خدمت کرتے ہیں پاس کچھ نہ بھی ہو تو اُدھار لے کر خرچ کر دیتے ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ ان کا اُدھار بھی اُتار دیتے ہیں۔تو مہمان نوازی کرنا آئے ہوئے لوگوں کی خدمت کرنا اس سے بڑھ کر فرائض و واجبات کے بعد اور کوئی عبادت نہیں۔میں اسکی مثال عرض کر دوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عادت مبارک تھی کہ کبھی اکیلے کھانا نہیں کھاتے تھے۔مہمان نوازی کرتے ،مہمانوں کو بُلا کر کھانا کھلاتے۔لوگوں کے گھروں سے مہمانوں کو لا کر ساتھ بیٹھا کر کھانا کھلاتے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس انسانی شکل میں فرشتے آئے اور مبارک باد دی کہ اللہ آپ کو بیٹا دے گا۔اُنہوں نے سلام پیش کیا۔تو آپ جواب نہیں دیا بلکہ گھر چلے گئے اور گائے کا بُھنا ہوا گوشت اُنہیں پیش کیا۔اُن کی مہمان نوازی کی یہ عادت تھی کہ مہمان کو پوچھتے نہیں تھے کہ تم نے روٹی کھائی ہے کہ نہیں تمہیں بھوک لگی ہے کہ نہیں کہاں سے آئے ہو کیا کام ہے سب سے پہلے اُس کے سامنے روٹی رکھتے تھے۔تو پتہ چلا کہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنا انبیاء علیہم السلام کی سُنت ہے۔

تو میں بات کر رہا تھا کہ اُن کی عادت تھی مہمان نوازی کرنا ایک دن کوئی مہمان نہ آیا لوگوں کے گھروں میں دریافت فرمایا کوئی مہمان نہ آیا۔آپ گھر کے باہر ایک چوک میں جا کر

کھڑے ہو گئے۔ وہاں ایک آدمی سفید داڑھی، سرخ چہرہ اچھے لباس والا دیکھا آپ بہت خوش ہوئے۔ کہ بڑا نیک مہمان ملا ہے آپ نے کہا میرے ساتھ میرے گھر چلو۔ اس نے کہا کہ میں سفر پہ جا رہا ہوں آپ نے فرمایا کہ کام پھر کرنا پہلے میرے ساتھ میرے گھر چلو۔ جب گھر پہنچے تو آپ نے کھانا سامنے رکھا اور آپ نے بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کیا تو اس نے ویسے ہی خاموشی کے ساتھ شروع کر لیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے بسم اللہ نہیں پڑھی اللہ کا نام نہیں لیا تو اس نے کہا میں تو آتش پرست ہوں۔ آگ کی پوجا کرتا ہوں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک دن عرض کیا کہ یا اللہ پاک کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ میں دُعا کرتا ہوں تو دُعا قبول نہیں ہوتی تو دُعا قبول ہونے کی کوئی صفت بتا دیں۔ تاکہ میں جب بھی دُعا کروں تو اس صفت کے مطابق کروں اور میری دعا قبول ہو جائے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ جب بھی دُعا کرو پاک منہ کے ساتھ کیا کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ بندے سے غلطیاں تو ہو جاتی ہیں کمی بیشی تو ہو جاتی ہے۔ ہر وقت یا ہر گھڑی تو منہ پاک نہیں ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اگر تمہارا منہ پاک نہیں تو جن کا منہ پاک ہے اُن سے دُعا کروایا کرو۔ شیخ سعدی نے اس کی مثال یہ بیان فرمائی ہے۔ "مہمان نوازی بندوں کو کھانا کھلانے کا نام نہیں بلکہ چڑیوں کو، کبوتروں کو، چکوروں کو، کوؤں کو بھی دانہ ڈالو چوغا ڈالو کیونکہ شائد کسی دن اُن کے طفیل ہُما بھی تمہارے جال میں پھنس جائے۔ ہُما اس جانور کو کہا جاتا ہے کہ جس کے سر پر سے گزر جائے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے۔ تو مقصد یہ ہوا کہ مہمان نوازی کیا کرو نیکوں سے دُعا کروایا کرو۔

علی پور شریف میں عرس شریف ہو رہا تھا حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ تھا، امیر سعید اللہ صاحب امرتسری منقبت لکھ کر پڑھتے تھے۔ جس کا پہلا شعر یہ تھا۔

علی پور میں آج کیا ہو رہا ہے | جو ذرہ ہے وہ حق نما ہو رہا ہے
ہمیں کیا غرض ہے ڈھونڈیں ہُما کو | تیرا سایہ ظلِ ہُما ہو گیا ہے

موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ اگر تمہارا منہ پاک نہیں تو پاک منہ والوں سے دُعا کروایا کرو۔ عرض کی میں اتنے بندے کہاں سے تلاش کروں اور اُن کی نشانیاں کیسے ڈھونڈوں اور میں لوگوں کو کیسے پوچھوں کہ تمہارا منہ پاک ہے یا نہیں۔ تو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دستر خوان فراخ کر اللہ کی مخلوق کی خدمت کر، لوگوں کو روٹی کھلایا کر۔ اُن میں پاک منہ والے بھی ہوں گے وہ جب دُعا کریں گے تو تمہارے حق میں بھی ہو جائے گی اب ہم سب کی ضرورت یہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ کوئی بندہ ایسا نہیں جو دعویٰ کرے کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ تو پھر ہماری ضرورت بخشش ہے تو گناہوں کو معاف کرانے کا طریقہ نبی پاک ﷺ نے بھی یہی بتایا ہے جو میں نے تمہیں بتایا ہے۔ اگر کسی کے پاس کوئی مہمان آئے گا تو اس کے ساتھ السلام علیکم کہے گا اور اگر سو ۱۰۰ مہمان آئے گا تو سو ہی سلام کہے گا۔

راکھ وہاں زیادہ ہوگی جہاں لکڑیاں جلیں گی لکڑیاں وہاں جلیں گی جہاں آگ جلے گی، آگ وہاں جلے گی جہاں روٹی پکے گی روٹی وہاں زیادہ پکے گی جہاں کھانے والے آئیں گے اور کھانے والے وہاں آئیں گے جہاں جوئی کھلانے والا ہوگا۔

تو یہی ضرورت ہے کہ ہم اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: کہ جب مہمان اور مہمان نواز یعنی دو مسلمان آپس میں سلام لے کر مصافحہ کرتے ہیں تو مصافحہ کر کے ہاتھ جدا ہونے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ اُن دونوں کی بخشش فرما دیتے ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کئی لوگ بڑے ہی گنہگار ہوتے ہیں فرمایا خواہ ریت کے ذرات کے برابر ہی گناہ کیوں نہ ہوں، پھر بھی اللہ معاف فرمائے گا۔ اگر پہاڑوں کے برابر بھی ہوں تو معاف ہو جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر جنت میں جانا چاہتے ہو تو اپنے اندر تین صفات شامل کر لو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

۱۔ لوگوں کو کھانا کھلانا (آئے لوگوں کو تسبیحاں، شارے پکڑا دینا نہیں بلکہ کھانا کھلانا ضروری ہے)۔

۲۔ سلام کہو تو اُونچی آواز سے۔

۳۔ رات کو اُٹھ کر نماز پڑھا کرو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

پچھلی راتی رحمت رب دی دیوے پئی آوازہ
بخشش منگن والیاں لئی کھُلا اے دروازہ

اللہ تبارک وتعالیٰ اس مجلس کو قائم رکھے اس کی رونق میں اضافہ فرمائے۔ صوفی احسان الٰہی صاحب کو خیر و عافیت صحت و سلامتی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اِن کے فیوض و برکات سے آپ لوگوں کو فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عرفان الٰہی کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ یار زندہ صحبت باقی

خطبہ نمبر ۱۳

خطاب دلنواز: فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت

حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

بر مقام: ڈولی ہال والٹن لاہور ۱۹۹۸ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ○ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

اس محفل پاک کے اندر اللہ تعالیٰ ہم سب کی حاضری مقبول منظور فرمائے۔ حضرت قبلہ عالم امیر ملتؒ کی خدمت میں سب حاضر ہیں ہماری نیت کو ہمارے ارادوں کو ہمارے الفاظ کو حضرت قبلہ عالم سمجھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں۔ یہ حاضری قبول ہو جائے مقبول ہو جائے اس حاضری کا صدقہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرما دیں۔ نیکی کی توفیق عطا فرمائیں۔ آیت پاک جو میں نے پڑھی ہے اس کی نسبت سے چند گذارشات آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ دو چیزیں اس سے پہلے بیان کرنا چاہتا ہوں تھوڑی دیر پہلے چند گذارشات پیش کرنے کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ اگر کسی وقت آپ کا شوق ہوگا خواہش ہوگی جو مسئلہ تھوڑے سے وقت کے لئے میں نے بیان کیا تھا اور شاہ صاحب نے کئی دن لگا کے عدالت میں پیش کیا تھا وہ شاہ صاحب نے ایک لفظ بھی اپنے ذہن سے بیان کر کے عدالت میں بیان نہیں کیا۔ بلکہ اس کی شرعی حیثیت ہے۔ جب سے قرآن نازل ہوا ہے تب سے اس مسئلہ کا وجود آیا۔ میں فی الحال یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اگر کبھی موقع ہوا آپ کہیں گے کہ آج اس نسبت سے مسائل سنائیں اس طرح میں نہیں سناؤں گا۔ ورنہ میرا اجر و ثواب ختم ہو جائے گا۔ پھر کبھی کہیں گے تو ضرور سناؤں گا۔ تعریف اللہ کی ذات کی ہے مگر انشاء اللہ تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو ہمارے امام صاحب نے جس طرح ہم تک پہنچایا بہت

اچھے الفاظ کے اندر آپ کے سامنے بیان کروں گا۔ فی الحال میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ظاہری نسبت کے ساتھ حنفی ہیں اور باطنی نسبت کے ساتھ نقشبندی ہیں۔ تیسری نسبت ہمارے اندر جو ہے وہ اسلام کی ہے۔ کہ ہم سب مسلمان ہیں سوال یہ ہے کہ ہم کیوں مسلمان ہیں۔ اس واسطے ہمارے بزرگوں نے دین ہم تک پہنچایا۔ ایک جگہ پہ میں گیا وہاں گفتگو ہوئی۔ وہاں جو پرانے بڑھاپے کی عمر کے لوگ تھے انہوں نے کہا کہ اگر حضرت قبلہ عالم امیر ملتؒ ہمارے علاقے میں تشریف نہ لاتے تو آج ہم بھی کافروں والا مذہب رکھتے کوئی سکھ ہوتا کوئی ہندو ہوتا کوئی چمار ہوتا کوئی کچھ ہوتا۔ کہ حضرت قبلہ عالمؒ نے ہم پہ احسان فرمایا۔ ہمارے علاقے میں آئے ہمارے بزرگوں کو مسلمان کیا کلمہ پڑھایا تو آج ہم مسلمان ہیں۔ آج ہم اس لیے مسلمان ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے دین ہم تک پہنچایا۔ اور اولیت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاصل ہے۔ سب سے پہلے آنے والی نسل تک اسلام صحابہ نے پہنچایا۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے کے اندر جو قرآن جمع ہوئے، حضرت عثمان غنیؓ کا لقب ہے جامع القرآن، کامل الحیاء۔ حیا اور ایمان کے اندر درجہ کمال حاصل کرنے والے۔ قرآن کی جمع کے اندر درجہ کمال حاصل کرنے والے۔ حضرت عثمان غنیؓ اپنی زبان مبارک سے ایک لفظ فرماتے ہیں جو سن لینا تو آسان ہے مگر زندگی نہیں دن کے تھوڑے حصے کے اندر عمل کرنا مشکل ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ فرماتے ہیں میں جب مسلمان ہوا، بیعت کی اور بیعت کرتے وقت اپنا دایاں ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دیا۔ اُس دن سے لیکر آج تک یہ ہاتھ میں نے اپنے جسم کے نگین والے حصوں کو کپڑے سمیت بھی نہیں لگایا۔ گھٹنوں سے لے کر ناف تک یہ کون سا حصہ ہوتا ہے؟ نگین کا۔ آپ یا میں یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ اسی دن کے کچھ حصے میں اپنے نگین کو ہاتھ نہ لگایا ہو۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حیا آتی ہے۔ سوالی نے پوچھا کیوں نہیں لگایا؟ آپ نے فرمایا کہ حیا آتی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہو پھر وہ ہاتھ جسم کے نگین والے حصے کو لگاؤں۔ ساری زندگی اس کے بعد کبھی نہ لگایا۔ ان کا دوسرا لقب جامع القرآن قرآن کو جمع کرنے والے۔ میں گفتگو یہ کر رہا ہوں کہ ہم مسلمان کیوں ہیں؟ حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں سلطنت اسلامیہ پوری دنیا میں پھیل چکی تھی۔ روس کا علاقہ، کابل کا علاقہ یہ سارے علاقے آپ کے زمانے میں فتح ہوئے۔ ترکی بھی اور افریقہ بھی آپ کے زمانے میں فتح ہوئے۔ جب دور دور تک پھیل گئی تو لوگوں نے قرآن کو اپنے اپنے لہجے میں پڑھنا شروع کر دیا۔ جس طرح کہ سورۃ

فاتحہ پڑھیں تو (مالک یوم الدین) جن علاقوں کا لہجہ مختلف ہے انہوں نے (ملک یوم الدین) پڑھنا شروع کر دیا۔ مل کی یوم الدین) پڑھنا شروع کر دیا۔ اس طرح کی بہت ساری تحریفات شروع کر دیں۔ لفظوں کے پڑھنے کا اندازہ بدلنا شروع کر دیا۔ جب مدینہ پاک اطلاع پہنچی تو حضرت عثمانؓ نے حکم نامے بھیج کر ساری سلطنت سے قرآن مجید کے نسخے جو پڑھے جاتے تھے واپس منگوا لیئے۔ اور صحیح نسخے ساری سلطنت میں بھجوا دیے۔ اور حکم فرما دیا کہ عربی لہجے کے سوا کسی اور لہجے میں کوئی شخص قرآن نہ پڑھے۔ آپ لوگوں کو بات سمجھ آ گئی ہو گی، کہ آپؓ یہ کام نہ کرتے تو آج مسلمانوں کا قرآن کے لفظوں پر اتفاق نہ ہوتا۔ ہم آج اس لیے مسلمان ہیں کہ ہمارے اولین بزرگوں میں اولیت صحابہ کرام کو حاصل ہے۔ جنہوں نے دین ہم تک پہنچایا۔ انہوں نے دین براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا۔ دین حاصل کرنے میں کچھ لوگوں کو اولیت حاصل ہوئی، کچھ لوگوں کو ثانویت حاصل ہوئی، کچھ پہلے کچھ بعد میں۔ جو لوگ دین حاصل کرنے میں سبقت لے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو درجات میں سبقت دی۔ اللہ تعالیٰ ہی درجے عطا کرتا ہے۔ مگر عمل کرنا انسان کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو دین میں سبقت لے جانے والے ہیں وہی درجات میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں جو ایمان کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے میں سبقت لے گئے وہی خدا کے ہاں بھی درجات میں سبقت لے گئے۔ تحقیق سے ثابت ہے پہلے کلمہ پڑھنے والوں میں حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی شامل ہیں اور حضرت خدیجہؓ، حضرت زید بن حارث، حضرت علیؓ بھی شامل ہیں۔ علماء کرام نے تقسیم کر دی کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ سبقت لے گئے، اور عورتوں میں حضرت خدیجہؓ، اور بچوں میں حضرت علیؓ سبقت لے گئے، اور غلاموں میں حضرت زیدؓ سبقت لے گئے۔ اس سبقت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کر دیا۔ سبقت لے جانے والے میرے نزدیک بھی سبقت لے جانے والے ہیں۔ اور قربت بھی ان کو حاصل ہو گی۔ ان لوگوں کے کلمہ پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام اعمال نیکیوں میں بدل دیئے۔ کلمہ پڑھنے سے پہلے کی زندگی کے تمام اعمال نیکیوں میں تبدیل کر دیئے اور کلمہ پڑھنے کے بعد کی نیکیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ جو اللہ کی رضا کے لیے دوسری وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لیے۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر اگر کسی نے احسان کیا میں نے اس کا بدلہ دنیا میں ہی ادا کر دیا مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے احسانوں کا بدلہ انہیں اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے سینے میں ڈالا میں نے اسے ابوبکر صدیق کے سینے میں ڈال دیا۔ اس کے باجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر صدیقؓ کے مجھ پر اتنے احسان ہیں کہ میں ان کا بدلہ نہیں دے سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا بدلہ دے گا۔ اس کی مثال آپ لوگوں کو اس طرح دوں گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات اپنے گھر تشریف فرما تھے اور حضرت عائشہ لیٹی ہوئی تھیں۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے، انہیںؓ ایک خیال آ گیا اور عرض کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا دنیا پر کوئی ایسا انسان ہے جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں۔ آپ لوگ حیران ہوں گے دنیا پر ابھی تک کوئی ایسی مشین نہیں ہے جو سر کے بال گن سکے۔ انسان کا سر تو چھوٹا سا ہے اور آسمان تو بہت بڑا ہے، سارے آسمان پر ستارے ہیں، جب انسان کے سر کے بال نہیں گنے جا سکتے تو اتنے بڑے آسمان جس کا کوئی کنارہ نہیں اس کے ستارے کس طرح گنے جا سکتے ہیں۔ جب حضرت عائشہؓ نے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میں ستاروں کی گنتی نہیں جانتا، تو نیکیاں کس طرح بتاؤں۔ جب ترازو سے تولتے ہیں تو ایک طرف چیز اور دوسری طرف باٹ رکھتے ہیں، جب ترازو کی سوئی درمیان میں رک جائے تو کہتے ہیں کہ اب وزن برابر ہے۔ قرآن کہتا کہ جب تولو تو پورا پورا تولو، یعنی تولنے والے آلے یعنی ترازو کو درست درمیان میں رکھو۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتنی نیکیاں ہیں یعنی آسمان کے ستاروں کے برابر نیکیاں ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان کے ستاروں کی گنتی کا علم تھا۔ کیا آپ لوگ کسی اندھے شخص کو رنگوں کی پہچان کرا سکتے ہیں؟ بالکل نہیں۔ پہچان تو وہی کرے گا جسے رنگوں کی پہچان ہو گی رنگوں کے بارے پتا ہو گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان کے ستاروں کا بھی علم ہے اور لوگوں کی نیکیوں کا بھی علم ہے۔ اس کی مثال دیتا ہوں حضرت عثمان غنیؓ مسجد میں تشریف فرما ہیں اور لوگ نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہو رہے ہیں۔ آپؓ کسی کا نام لیے بغیر فرماتے ہیں کہ لوگوں کو شرم نہیں آتی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آکر بیٹھ جاتے ہیں اور ان کی نگاہوں میں گناہوں کا اثر ہوتا ہے۔ وہ سچ کا زمانہ تھا گناہوں پر پچھتاوا ہوتا تھا کچھ صحابہ کرامؓ کے درمیان سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ جناب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں کیا پھر وحی تو نہیں آنے لگی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں نہیں وحی تو نہیں آتی اس شخص نے عرض کی کہ جناب! میں بازار سے مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لئے آ رہا تھا ایک عورت چلی آ رہی تھی میں نے اسے دیکھا میرے دل نے چاہا کہ پھر اسے دیکھوں مگر اکیلا آ رہا تھا آپؓ کو کیسے

پتا چلا کہ میری نگاہوں میں گناہ کا اثر ہے۔ وحی کے بغیر کیسے پتا چل سکتا ہے؟ کیا آپؓ پر وحی آتی ہے؟ میرا بات کرنے کا مقصد ہے کہ جب آپ ﷺ کے غلاموں کو دوسروں کے اعمال اور ارادوں کا پتا چل جاتا ہے تو سرکار دو عالم ﷺ کو اپنی ساری امت کے اعمال کا پتا چل جاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ عرض کرتی ہیں اتنی نیکیاں کس کی ہیں؟ تو سرکار ﷺ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ کی اتنی نیکیاں ہیں جتنے آسمان پر ستارے ہیں معلوم ہوا آپ ﷺ کو اپنے امتیوں کی نیکیوں کی تعداد کا بھی علم ہے۔ حضرت عائشہ عرض کرنے لگیں کہ اور میرے باپ کی نیکیاں، انہوں نے تو بہت خدمت کی ہے میرے باپ کی نیکیاں کدھر گئیں؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت کی کیا بات ہے۔ ایک مرتبہ آپ مسجد میں تشریف لائے حضور ﷺ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے لباس کو دیکھ کر تبسم فرمانے لگے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی حضور آپ ﷺ نے تبسم فرمایا ہے کیا وجہ ہے؟ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا، آپؓ کے لباس کو دیکھ کر وہ لباس کھدر کے کپڑے بٹنوں کی جگہ کانٹے لگے ہوئے تھے، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ساری دولت آپ سرکار ﷺ پر نچھاور کر دی۔ اور بٹنوں کے لیے پیسے نہ تھے۔ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت بلالؓ کو خرید کر آزاد کر دیا تو سرکار ﷺ نے فرمایا اے ابو بکرؓ بلال کو خریدتے وقت مجھے بھی بتا دیتے اس میں میں بھی حصہ ڈال دیتا۔ تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ میں نے تو اسے خریدا ہی آپ ﷺ کے ارادے پر ہے۔ اور غلام کے پاس تو جو بھی کچھ ہوتا ہے وہ تو ہوتا ہی آقا ﷺ کا ہے۔ ایک موقع پر ایک شخص سے آپ ﷺ نے فرمایا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تو غلام ہے اور تیرا باپ تیرا آقا ہے۔ اور آقا کے ہوتے ہوئے سب کچھ آقا کا ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کی حضور میں بھی آپ ﷺ کا غلام ہوں۔ مولانا جامی نے فرمایا، جامی عاجز ہے، بے چارہ ہے، سچے اور صاف دل سے جو آل محمد ﷺ کے غلام ہیں میں ان کا بھی غلام ہوں۔ حضرت امیر خسرو تجارت کر کے واپس آ رہے تھے راستے میں ایک نعت خواں ملا جو اکثر حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت میں جاتا تھا اور اکثر نعت پڑھتا تھا۔ حضرت امیر خسرو نے پوچھا کہ مرشد پاک کی خدمت میں گئے تھے۔ کہنے لگا ہاں گیا تھا۔ نعت سنائی تھی؟ اس نے کہا کہ ہاں سنائی تھی۔ کیا انعام ملا؟ اس نے جواب دیا جب لینے کے لیے نہیں جاتا تھا تو پھر بھر بھر کر دیتے تھے آج میری بیٹی کی شادی تھی آج یہ ٹوٹی جوتی دی ہے۔ میں پریشان ہوں کچھ نہ ملا حضرت امیر خسرو نے پوچھا کہ یہ جوتی فروخت کرنی ہے؟ اس نے کہا

ضرور، میرے کس کام کی ہے؟ آپ نے پوچھا کتنے کی؟ اس نے کہا جو آپ کا دل چاہے۔ آپ نے کہا میرے دل کی بات تو یہ ہے کہ سارا مال تجارت تیرا اور جوتی مجھے دے دو امیر خسرو نے جوتی خرید کر اپنے سر پر رکھ لی اور ارادہ کیا کہ مروں گا تو اپنی قبر میں رکھوں گا۔ سرکار دو عالم ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی امانت دار تھا۔ کسی نے اس کے پاس امانت رکھ دی۔ وہ آدمی کہیں چلا گیا، کئی سال بعد وہ آدمی واپس آیا تو اس نے اپنی امانت واپس مانگی تو امانت دار نے کہا کہ ساری بکریاں تیری ہیں۔ اللہ تیرے مال میں برکت ڈالتا رہا۔ یہ لے لو، یہ سارا مال تمہارا ہے۔ ایک دفعہ اس امانت دار شخص پر مشکل وقت آ گیا۔ اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا اور عرض کی اے اللہ میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا ہے آج میری مشکل حل فرما۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مشکل حل فرما دی۔ حضرت امیر خسرو نے سارا مال دے کر کہا میں نے بہت سستا سودا خرید لیا ہے۔ چند سکے دے کر جان خرید لی ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ تجارت سے کیا مال کمایا تو جوتی پیش کی مرشد پاک نے فرمایا خسرو ابھی بھی سستا سودا خرید لیا ہے۔ نقشبندیوں کے شیخ حضرت ابوالحسن خرقانی محمود غزنوی کے مرشد تھے۔ انہوں نے محمود غزنوی سے کہا کہ یہ میری قمیض سامنے رکھ کر دعا کرنا۔ سومنات کا مندر فتح نہیں ہو رہا تھا ایک رات محمود غزنوی نے نفل پڑھ کر قمیض سامنے رکھ کر دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے صبح مندر فتح کروا دیا۔ جب محمود غزنوی مرشد کے حضور حاضر ہوا تو عرض کی کہ مندر فتح ہو گیا ہے۔ اور بتایا کہ میں نے قمیض سامنے رکھ کر دعا کی تو مجھے فتح ہوئی۔ مرشد پاک نے فرمایا کہ تو نے میری قمیض کی کوئی قدر نہ پائی۔ وہ حیران ہوا اور عرض کی کیا مطلب؟ بزرگوں نے فرمایا کہ تو اگر یہ دعا کرتا کہ سارا ہندوستان مسلمان ہو جائے تو ایسا ہی ہوتا۔

جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مکہ سے مدینہ ہجرت کر رہے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ ایک اونٹنی کی مجھ سے قیمت وصول کر لو تا کہ مجھے بھی اس کا اجر و ثواب ملے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ حضور اگر اجر و ثواب کی بات ہے تو میں دونوں اونٹنیوں کو آپ ﷺ کی ملک کرتا ہوں۔ مجھے اجر کی ضرورت نہیں بلکہ میرا اجر بھی آپ ﷺ کو ملے گا۔ سب کچھ مانگ لیا خدا سے تجھ کو خدا سے مانگ کر۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کھدر کا لباس پہنا اور کانٹوں کے بٹن لگائے تو اس دن جبرائیلؑ امین بھی یہی لباس زیب تن کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا جبرائیل آج یہ کیا لباس ہے؟ تو عرض کی اے اللہ

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آج حضرت ابوبکرؓ نے بھی یہی لباس پہنا ہوا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمانوں کے تمام فرشتے آج یہ لباس پہنیں۔ کیوں کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب کا یہ لباس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے اس سوال کہ میرے ابا جانؓ کی نیکیاں کہاں گئیں؟ فرمایا کہ غار والی رات کی نیکیاں ستاروں سے زیادہ ہیں۔ جب ساری زندگی کی نیکیاں اکٹھی کی جائیں گی تو بے شمار ہوں گی۔ حضرت ابوبکرؓ کی نیکیوں کے برابر تو اور کسی کی نیکیاں ہو ہی نہیں سکتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت بی بی فاطمہؓ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہوں گی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں جانے والے جتنے بوڑھے ہوں گے ان کے صدیقؓ ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے دروازوں کے نام انسانوں کے نیک اعمال پر ہوں گے۔ ہم نماز پڑھتے ہیں تو نماز کا دروازہ، حج کرتے ہیں تو حج کا دروازہ، زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے لیے زکوٰۃ والا دروازہ، اسی طرح جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام باب الریان ہے۔ جس میں سے روزہ دار داخل ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پاک ہے انسان دنیا میں جو نیک عمل زیادہ کرے گا جنت میں اسی دروازے سے داخل ہوگا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جو باری باری تمام دروازوں سے جنت میں داخل ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی وہ کون ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ جنت کے تمام دروازوں سے داخل ہوں گے ان میں ابوبکر بھی شامل ہوگا۔ تمام مخلوق میں انبیاء کے بعد افضل ترین مخلوق حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ ایک دفعہ صحابہ کرامؓ کی محفل لگی ہوئی تھی، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ قیامت والے دن اے علیؓ تم حوض کوثر پر لوگوں کو پانی پلاؤ گے، مجھے بھی پانی پلاؤ گے؟ حضرت علیؓ نے عرض کی کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جنت کے دروازے پر ابوبکر صدیقؓ دربان ہوں گے، کیا آپؓ مجھے اندر داخل ہونے دیں گے؟ مولانا جامی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہمان ہوں گے اللہ تعالیٰ کے اور باقی سارا جہان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہوگا۔ سب جنت میں جانے والوں کو حوض کوثر سے پانی پلایا جائے گا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو سبقت حاصل کرتے ہیں ایمان میں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی سبقت والے ہیں اور وہی قربت والے ہیں۔ موضوع کافی لمبا ہے باقی پھر کبھی زندگی رہی تو، اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی حاضری قبول و مقبول فرمائے۔ آمین۔

ختم شریف خواجگان

ہاتھ اُٹھا کر فاتحہ اَرواحِ پاک حضرات خواجگانِ نقشبندیہ قدس اسراہم کی بارگاہ میں پیش کریں اور تین بار یہ دُعا مانگیں

خداوندا حضرت جلال تو باز گشتیم توبہ کردیم از ہر گناہ و بدی سہو و بیکاری خطا و غفلت کہ از ما گزشتہ است از زمان مکلف تا ایں دم دانستہ یا نادانستہ از ہمہ باز گشتیم توبہ کردیم و بصدق دل می خوانیم ،

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اس کے بعد سات سورۃ فاتحہ پڑھیں اس کے بعد

درود شریف	۱۰۰ مرتبہ	سورۃ الم نشرح	۷۹ مرتبہ
سورۃ اخلاص	۱۰۰۰ مرتبہ	سورۃ فاتحہ	۷ مرتبہ
درود شریف	۱۰۰ مرتبہ		

درج ذیل اا، اایا بشرط فرصت سو، سو مرتبہ پڑھیں۔

اللھم یا حل المشکلات اللھم یا قاضی الحاجات اللھم یا دافع البلیات
اللھم یا منزل البرکات اللھم یا مجیب الدعوات اللھم یا شافع الامراض
اللھم یا مفتح الابواب اللھم یا مسب بالاسباب اللھم یا رافع الدرجات
اللھم یا دلیل المتحیرین اللھم یا غیاث المستغثین اللھم یا امان الخائفین
اللھم یا ارحم الرحمین

اس کے بعد یہ قطعہ تین، پانچ یا سات مرتبہ پڑھیں

شیاء للہ چوں گدائے مستمند
المدد خواہم ز شاہ نقشبند
المدد یا خواجۂ مشکل کشا
ما ہمہ محتاج تو حاجت روا

پھر یہ رباعی تین، پانچ یا سات مرتبہ پڑھیں۔

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو
شیاء للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما
آفریں بر دست و بر بازوئے تو

ختم پاک کا ثواب بارگاہِ اقدس حضرت سرورِ کونین وجہِ تخلیق کائنات، فخرِ موجودات، احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کر کے تمام حضرات خواجگان و اولیاءِ کرام، تمام سلاسلِ صوفیاءِ عظام اور تمام مومنین ومومنات کی خدمت میں پیش کر کے دعا مانگیں۔

ختم شریف مجددیہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم ۵۰۰ مرتبہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ

ختم پاک کا ثواب حضرت خواجہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر کے دعا مانگیں

ختم شریف معصومیہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ آیت کریمہ ۵۰۰ مرتبہ درود شریف ۱۰۰ مرتبہ

اس ختم پاک کا ثواب حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر کے دعا مانگیں

ختم شریف جماعتیہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّىْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْه ۱۰۰ مرتبہ

سورۃ الاخلاص ۱۰۰ مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّىْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْه ۱۰۰ مرتبہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ

ختم پاک کا ثواب حضور قبلہ عالم ابوالعرب سوئے ہند، قیومِ زماں امیر ملت الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر کے دعا مانگیں

ختم شریف حُسینیہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۱۰۰ مرتبہ

سورۃ الاخلاص ۱۰۰ مرتبہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۱۰۰ مرتبہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ

ختم پاک کا ثواب زبدۃ العارفین، سراج الملت علامہ الحاج الحافظ پیر سید محمد حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر کے دعا مانگیں

ختم شریف افضلیہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ سورۃ فاتحہ محفل میں موجود ہر شخص ایک مرتبہ

سورۃ الاخلاص ۱۰۰ مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۱۰۰ مرتبہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ

ختم پاک کا ثواب پیکرِ شفقت ومحبت علامہ مفتی محدث ومفسر وفقیہ عصر نبیرۂ حضرت سیدنا امیر ملت سیدنا فخر الملت الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں پیش کر کے دعا مانگیں۔

اسباق

۱۔ نماز میں باقاعدگی (جان جائے تو جائے مگر نماز نہ جائے۔۔۔فرمانِ قبلہ عالم)

۲۔ ہر وقت دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکرِ پاک کرنا

۳۔ پیر و مرشد کا چہرہ ہر وقت آنکھوں کے سامنے رکھنا

۴۔ درود شریف ہزارہ کی تسبیحات

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِاۃَ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّۃٍ

۵۔ نمازِ تہجد (پہلے دو رکعت تحیۃ الوضو ادا کریں۔اس کے بعد دو، دو رکعت کی نیت کر کے بارہ رکعتیں اس طرح پڑھیں کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ سورۃ الاخلاص، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد دو مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھیں۔اسی طرح ہر رکعت میں ایک کا اضافہ کرتے ہوئے بارہ (۱۲) رکعتیں مکمل کریں۔

۶۔ نماز پڑھنے کے بعد دعا سے پہلے دو زانو قبلہ رُخ بیٹھ کر حسب مرضی مراقبہ کریں۔بائیں جانب گردن جھکا کر آنکھیں بند کر کے حضور پیر و مرشد کا چہرہ سامنے لا کر دل پر سانس ماریں اور دل میں اللہ کہیں۔

دعا حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

ملا جن کے صدقے میں سب کچھ الٰہی
فضل تیرا ان پہ سدا مانگتے ہیں
قیامت تلک ان کا ہو بول بالا
صبح و مساء یہ دُعا مانگتے ہیں
آمین

مصادر و مراجع

۱	تفسیر ابن کثیر	امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
۲	تفسیر نعیمی	مولانا احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
۳	تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
۴	تفسیر ضیاء القرآن	پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
۵	صحیح بخاری شریف	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۶	صحیح مسلم شریف	امام ابو الحسن مسلم بن حجاج القشیری رحمۃ اللہ علیہ
۷	جامع ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
۸	سنن ابن ماجہ	امام حافظ ابو عبد اللہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ
۹	سنن ابو داؤد	امام ابو داؤد ابن اشعث بجستانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰	مشکوٰۃ شریف	رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	ضیاء النبی ﷺ	پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
۱۲	افضل الرسل ﷺ	پیر سید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۳	سیرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ	پیر سید اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۴	شانِ حبیب الرحمٰن ﷺ	مولانا احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
۱۵	کتاب الجواہر المنظم	امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ
۱۶	اشعۃ اللمعات	شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۷	مواہب لدنیہ	امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۸	کشف المحجوب	حضرت سیدنا عثمان بن علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ
۱۹	غنیۃ الطالبین	حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

نمبر	کتاب	مصنف
۲۰	بہجۃ الاسرار	حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
۲۱	سرالاسرا	حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
۲۲	کیمیائے سعادت	حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
۲۳	احیاء العلوم	حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
۲۴	رسالہ القشیریہ	امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن رحمۃ اللہ علیہ
۲۵	تجلیات مرشد رحمۃ اللہ علیہ	علامہ پیر عرفان الٰہی قادری
۲۶	خصائص اہلبیت علیہ السلام	علامہ پیر عرفان الٰہی قادری
۲۷	ضرورت مرشد	علامہ پیر عرفان الٰہی قادری
۲۸	محبت واطاعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ پیر عرفان الٰہی قادری
۲۹	روضۃ السالکین فی مناقب الصالحین	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
۳۰	قرآن کا تصور علم	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
۳۱	اسلام اور جدید سائنس	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
۳۲	سورۃ الفاتحہ اور تصور ہدایت	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
۳۳	خطبات کاظمی جلد سوم	سید احمد سعید کاظمی
۳۴	ذکر جمیل	مولانا محمد شفیع اوکاڑوی
۳۵	حدائق بخشش	امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
۳۶	شانِ علی پور	پروفیسر محمد ظریف شاد
۳۷	ہمارا اسلام	مفتی محمد خلیل برکاتی
۳۸	ماہنامہ ضیائے حرم	لاہور۔ اسلام آباد
۳۹	ماہنامہ انوار الصوفیہ	کراچی
۴۰	ماہنامہ مناط الاسلام	سیالکوٹ

ختم شد

خاتمۃ الکتاب

الحمد اللہ تعالیٰ عبدِ حقیر پُر تقصیر نے اس مجموعہ عشق و محبت "سیرت فخر ملت" کو اللہ کے فضل و کرم، نبی رحمت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر عنایت اور مرشد کامل کے فیض خاص سے آج مورخہ ۱۵ مارچ ۲۰۱۴ء بمطابق ۱۳ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ کو مکمل کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے مقبول اور مفید عام و خاص فرمائے۔

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ نَفْسًا بِکَ مُطْمَئِنَّۃً تُؤْمِنُ بِلِقَائِکَ وَتَرْضٰی بِقَضَائِکَ وَتَقْنَعُ بِعَطَائِکَ۔

آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد انور رجمائی

بھلوال سرگودھا
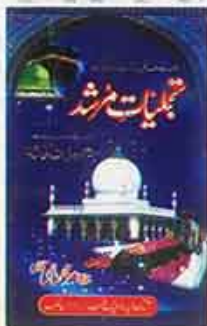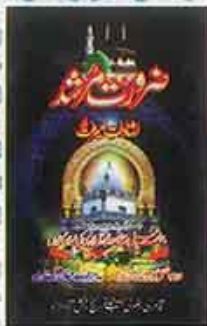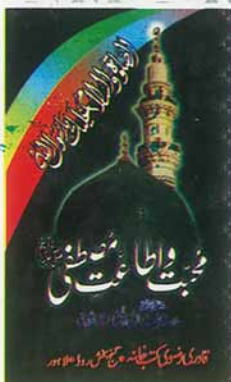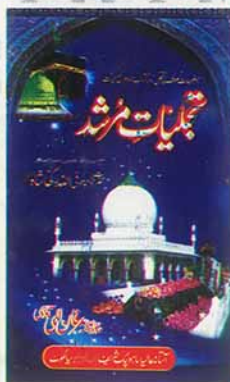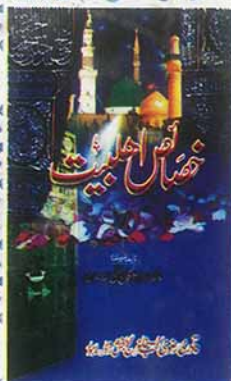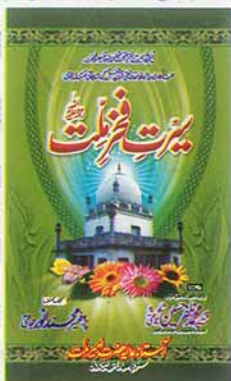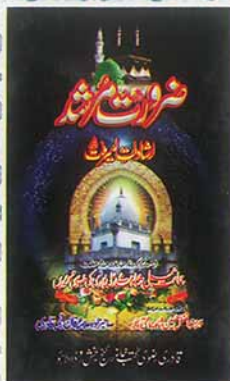
قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

قبلہ عالم سنوسی ہند قیوم زمان
امام الاتقیاء سلطان الاولیاء مخزن
فیوض و برکات عظیم المرتبت ابو العرب
پیر سید جماعت علی شاہ صاحب
محدث علی پوری
علی پور سیداں شریف
دربار عالیہ ضلع نارووال

نام کتاب ---------- سیرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
مصنف ---------- پروفیسر محمد انور جماعتی ایم اے ایم ایڈ
ترتیب وتدوین ---------- علامہ پیر عرفان الٰہی قادری
معاونین ---------- پیر سید ذاکر حسین شاہ جماعتی ایم اے
---------- میجر (ر) پیر سید سجاد حسین گیلانی جماعتی ایم اے
اشاعت اول ---------- ۲۰۱۶ء
تعداد ---------- ۱۱۰۰
ہدیہ ---------- ۷۰۰ روپے
ناشر ---------- بزم امیر ملت محفل فخر ملت لاہور

ملنے کے پتے

۱) مرکزی سجادہ نشین حضور ظفر الملت حضرت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی
آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیداں شریف تحصیل وضلع نارووال
0300-7761415

۲) میجر (ر) پیر سید سجاد حسین شاہ گیلانی جماعتی صاحب
207-A عسکری کالونی 11 بیدیاں روڈ لاہور
0300-5289678,0335-3737207

۳) پروفیسر محمد انور جماعتی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا 0300-6062201
Email.manwarjamati@gmail.com

۴) قادری رضوی کتب خانہ مکتبۃ الحنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

پیکرِ شفقت و محبت منبعِ جود و سخا
علامہ مفتی امام محدث و مفسر و فقیہہ
حضرت نبیرہ حضرت سیدنا امیر الملت سیدنا فخر الملت
پیر سیّد افضل حسین شاہ صاحب جماعتی
علی پور سیداں شریف
دربارِ عالیہ ضلع نارووال

نام کتاب ---------- سیرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
مصنف ---------- پروفیسر محمد انور جماعتی ایم اے ایم ایڈ
ترتیب و تدوین ---------- علامہ پیر عرفان الٰہی قادری
معاونین ---------- پیر سید ذاکر حسین شاہ جماعتی ایم اے
---------- میجر (ر) پیر سید سجاد حسین گیلانی جماعتی ایم اے
اشاعت اول ---------- ۲۰۱۶ء
تعداد ---------- ۱۱۰۰
ہدیہ ---------- ۷۰۰ روپے
ناشر ---------- بزم امیر ملت محفل فخر ملت لاہور

ملنے کے پتے

۱) مرکزی سجادہ نشین حضور ظفر الملت حضرت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی
آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیداں شریف تحصیل و ضلع نارووال
0300-7761415

۲) میجر (ر) پیر سید سجاد حسین شاہ گیلانی جماعتی صاحب
207-A عسکری کالونی 11 بیدیاں روڈ لاہور
0300-5289678,0335-3737207

۳) پروفیسر محمد انور جماعتی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا 0300-6062201
Email،manwarjamati@gmail.com

۴) قادری رضوی کتب خانہ رمکتبۃ الحنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَمِنْ عَجَمٍ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

سیرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

سوانح حیات

شہزادہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم، کعبۃ العشاق، ریحان ریاض شبہ جماعت، بدر المشائخ، سلطان الاولیاء، مجدد دوراں، قطب الاقطاب، ولئ نعمت، شمس الافاق، مجسمہ خیرو برکت فانی فی اللہ، باقی باللہ، آیت من آیات اللہ، قبلہ عالم، جانشین حضرت امیر ملت فخر ملت الحاج الحافظ القاری مفتی حضرت پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی نور اللہ مرقدہٗ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف تحصیل وضلع نارووال

حسب الارشاد

شہزادہ فخر ملت ظفر الملت جانشین امیر ملت توقیر ملت

حضرت الحاج الحافظ القاری پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی

مرکزی سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں نارووال

تالیف مصنف

پروفیسر محمد انور جماعتی ایم۔اے۔ایم ایڈ

ترتیب وتدوین

علامہ صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری

مرشد کامل

پڑھ بسم اللہ پکڑ لے دامن مُرشد کامل والا
جے توں چاہیں وصل الٰہی طالب حق تعالیٰ

جے چاہیں عرفانِ الٰہی تھیں کامل دا بردا
کامل دے اک نال اشارے دور ہووے لکھ پردا

جے توں چاہیں علم لدنی چھوڑ کتاباں سبھے
کامل پیر مکمل باجھوں ہر گز رب نہ لبھے

علم لدنی سبق صحائف کامل پیر پڑھاوے
علم لدنی درس لطائف پیر کنوں ہتھ آوے

علم لدنی سرور پایا تے وت اہل کمالاں
علم لدنی مُول نہ لبھے باجھ ولیاں ابدالاں

جے توں چاہیں طالب صادق اکبری حجاں گزاراں
کریں طواف توں پیر اپنے دے لکھ کروڑ ہزاراں

جے توں چاہیں تاج شہانہ فخر عزت وڈیائی
جوڑے مرشد کامل دے رکھ ہر دم سر تے چائی

جے توں چاہیں دوہیں جہانیں روشن دل دیاں آکھیں
خاک قدم دی سُرمے وانگوں وچ آکھیاں دے رکھیں

جے توں چاہیں دیدارِ الٰہی زیارت پاک نبی دی
رکھ تصور صورت ہر دم کامل پیر ولی دی

جے توں چاہیں عشق الٰہی عاشق تھیں رہبر دا
حق رہبر وچ فرق نہیں ذرا عین اوہو در پردا

حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

خوشبوئے فکر وخیال — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
دریائے جود وکرم — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
راحتِ قلب بے قرار — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
دیباچۂ حیات کا عنوان — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
رحمتِ یزداں کا خزینہ — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
رنگوں اور خوشبوؤں کا سفینہ — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
روحانیت کے شہنشاہ — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
رہبرِ منزلِ عرفاں — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
سلطانِ فخر وغنا — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
سرچشمۂ صبر ووفا — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
سلطانِ صدق وصفا — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
صبحِ درخشانِ جمال — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
طلعت وزیبائی کا پیکر — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
عز ووقار فخر تمنا — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
علم وتفکر کا گوہر یکتا — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
عز العرب وفخر العجم — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
عالمِ علومِ عرفانی — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
غواصِ بحورِ عرفاں — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
فرمانروائے کشورِ طیبہ — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
فصیح البیان — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
فصیح اللسان — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
سالکِ مسالکِ طریقت — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
سرچشمۂ اوصاف وکمالات — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
سحابِ درخشاں سخاوت — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
سکونِ دیدۂ نمناک — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
سرچشمۂ علم وحلم — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
شہنشاہِ کشور کشا — حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

شہریارِ علم وحکمت	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
شاہِ آسمانِ وقار	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
صاحبِ نورِ عظمت	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
فانوسِ ایوانِ جہاں	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
فرمانروائے جہانِ حُسن	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
قلزمِ صدق وصفا	حضور فخر مت رحمۃ اللہ علیہ
قبلۂ اہلِ وفا	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
قلب وروح کے نیّرِ تاباں	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
کعبۂ اربابِ علم وحیاء	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
گوہرِ دریائے مروت وحیاء	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
مطلعِ دل کشاء	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
مظہرِ خلق ومروت	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
مرکزِ نگاہِ فکر وخیال	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
وجہ سکونِ قلب ونظر	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
وقار وتمکنت کے پیکرِ دلنواز	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
تنویرِ قلب ونظر	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ
نقطۂ کمال اوجِ کمال	حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

انتساب

سنوسی پاک وہند، ابوالعرب، بانی پاکستان محدث یگانہ
حضرت امیر ملت الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب
نقشبندی مجددی محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

شیخ الحدیث والتفسیر، رئیس المتکلمین جانشین امیر ملت
حضرت الحاج الحافظ القاری مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ صاحب
نقشبندی مجددی جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جنکی تعلیمات رفیعہ نے عوام وخواص کو سرفراز فرمایا۔

پروفیسر محمد انور جماعتی

الاهداء

پیکر خلوص ووفا، تاجدار علی پور، شہزادہ امیر ملت، مجسمہ نور ونکہت
چیئرمین حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قندیل نور، نور الملت، جگر گوشہ ظفر الملت، زیب سجادہ
حضرت صاحبزادہ پیر سید نور حسین شاہ صاحب جماعتی مدظلہ العالی

زیب سجادہ، شہزادہ ظفر الملت، سفیر ملت
حضرت صاحبزادہ پیر سید رافع حسن شاہ صاحب جماعتی مدظلہ العالی

زیب سجادہ، نور مصطفیٰ، تنویر فخر ملت، جگر گوشہ ظفر الملت
حضرت صاحبزادہ پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب جماعتی مدظلہ العالی

مژدۂ جانفزا

از جانشین امیر ملت وفخر ملت، توقیر ملت، ظفر الملت، پروردہ آغوش ولایت

حضرت الحاج الحافظ القاری پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی

مرکزی سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت علی پور سیداں شریف نارووال

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔

حمد بے حد اُس خدائے پاک کو نور ایماں جس نے بخشا خاک کو
خاک کو پُر نور سر تا پا کیا قطرۂ ناچیز کو دریا کیا

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

رب کریم کا بے حد احسان عظیم ہے کہ جس نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا فرمایا اور ہم پر نوازشات و اکرام کی بارش کی اور ہمیں آقائے نامدار تاجدار کائنات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا شرف بخشا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں عظمت قرآن بیان فرماتا ہے۔

ترجمہ: "قسم ہے لکھی ہوئی کتاب کی جو کشادہ صحیفے میں ہے"۔ (سورہ طور ۳:۲)

قرآن پاک خدا کا کلام ہے جو ساری انسانیت کے لئے منبع علم وہدایت اور سرچشمہ نور ہدایت ہے۔ جو روشنی، ہدایت، راہنمائی، اور علم وفکر کا باعث ہے۔ اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تمام خوبیوں اور عظمتوں کا خزانہ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ تاریخ صرف ان افراد کی عظمت کو سلام کرتی ہے۔ جو اپنے کردار وعمل کی عظمت سے تاریخ کو عظیم بناتے ہیں۔ اور انسانی فکر صرف ان ذہنوں کی چوکھٹ پر سجدہ تعظیمی کا فرض انجام دیتی ہے۔ جو اپنے علم وفکر سے انسان کی ذہنیت کو معراج عطاء کرتے ہیں۔ ایسے عظیم افراد امت کو تاریخ انسانی ہمیشہ سنہری حروف سے لکھتی ہے۔ اور دلوں میں یاد رکھتی ہے۔

میرے والد گرامی قدر جانشین حضرت امیر ملت وجگر گوشہ حضرت جوہر ملت حضور قبلہ عالم فخر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب قدس سرہ العزیز نے اپنے علم و عمل اور کردار وسیرت سے اور شبانہ روز اپنی مجاہدانہ کوششوں سے سرزمین پاکستان کے کونے کونے کو علم وآگہی، معرفت وطریقت، محبت ومودت، فقر ودرویشی، مذہبی رواداری اور انسان

دوستی کی ایسی لازوال خوشبو سے مہکا دیا کہ آج پاکستان کی دھرتی ان خوشبوؤں سے سرفراز ہے۔ اور مسلسل مہک رہی ہے۔ حضور فخر ملت کا فکر و علم و عمل بلاشک وشبہ حضور امیر ملت محدث علی پوری اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ تھا۔ آپ کی ساری زندگی قرآنی تعلیمات اور اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع رہی اور آپ نے ہمیشہ قرآن وسنت سے راہنمائی لی اتباع الٰہی قرآن وسنت آپ کی پہچان بنی۔ حضور فخر ملت کے وصال کے بعد میں نے محسوس کیا کہ اس عظیم ہستی کے سیرت و کردار، علم و عمل خدمت دین اور علمی و مذہبی وسماجی و ملی خدمات کو اجاگر کرنے کے لئے اور تاریخ کا باقاعدہ حصہ بنانے کے لئے آپ کی سوانح عمری لکھنے کے لئے تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ تاکہ مخلوق خدا قیامت تک آپ کے علمی و مذہبی کارناموں سے متعارف رہے اور فیض یاب ہوتی رہے۔ یہ حضور فخر ملت اور حضور امیر ملت محدث علی پوری کا فیضان نظر ہے کہ آج ہم سیرت فخر ملت کو شائع کروا رہے ہیں۔ برادرم محترم پروفیسر محمد انور جماعتی جو ایک عرصہ تک میرے والد گرامی قدر کے ساتھ سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اور بے شمار جلسوں میں آپ کے ہمراہ رہے ہیں نے بڑی محنت، تحقیق اور جستجو کے ذریعہ سے یہ کتاب تحریر کی ہے۔ یہ کتاب ۱۶ ابواب پر مشتمل ہے۔ جس میں پہلا باب حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد و محاسن پر مشتمل ہے۔ اور دوسرا باب قبلہ عالم حضرت امیر ملت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے عظیم کارناموں پر مشتمل ہے۔ جب کہ ۱۴ ابواب عالم اسلام کے عظیم سکالر، مجتہد شیخ طریقت حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری اور علمی و مذہبی و ملی کارناموں کا تذکرہ ہے۔ جن افراد نے کسی بھی مرحلہ پر اس کتاب کے لئے مواد جمع کرنے، کمپوزنگ وغیرہ کے فرائض سرانجام دیئے ہیں۔ میں جملہ افراد کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو خیر و برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

گدائے کوئے مدینہ

حافظ سید ظفر حسین شاہ جماعتی

مرکزی سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت

علی پور سیداں شریف، تحصیل وضلع نارووال

۷/ مارچ ۲۰۱۴ء

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ الْحَنِيْنِ الْكَرِيْمِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ۔

تخلیق کائنات کے بعد اللہ رب العزت نے اپنی مخلوق کی راہنمائی کے لئے انبیاء و رسولان کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ جو ساری دنیا کو رب قدیر کی عظمت و بزرگی و عبادت کا سبق دیتے رہے۔ اور یہ ذہن نشین کراتے رہے کہ ہر کمال کا منبع اور موجد و خالق عالم فقط ایک ذات باری تعالیٰ ہے۔ جو سارے جہانوں کا مالک ہے۔ یہ سلسلہ رسالت آقائے نامدار سرور دو عالم سیدنا حضرت محمد ﷺ کی ذات قدسی پر اختتام کو پہنچا۔ حضور سرور کائنات ﷺ جو حسن مطلق کی اداء زینت ارض و سما مظہر ذات رب العلیٰ بحر جود و سخا ابر لطف و عطا حسن صبر و رضا شاہ والا نسب بادشاہ عرب سرور ذی حشم سرور کون و مکان مونس انس و جاں رحمت دو جہاں ﷺ ہیں۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ آپ ﷺ سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ حضور سرور دو عالم کے ظاہراً اس دنیائے فانی سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی آپ ﷺ کی تعلیمات و فیوضات و برکات کی نسبت سے ایسے عظیم باکمال علمائے کرام اور پیران عظام اس دنیا میں تشریف لاتے رہے جو نہ صرف آپ ﷺ کی امت بلکہ پوری انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کا فریضہ بہ احسن انجام دیتے رہے۔ اور مخلوق خدا کو اس منزل حقیقت تک پہنچاتے رہے جس تک مخلوق کو پہنچانے کے لیے آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا تھا۔ انہی مقبولانِ خدا و مقربانِ خدا میں سنوسی ھند ابو العرب، معدنِ حلم و حیا، پیکر انوار و تجلیات مظہر نور خدا، پیکر رحمت و برکت، قطب دوراں و مجدد دوراں، شیخ المشائخ، عاشق رسول ﷺ قبلہ عالم حضور امیر ملت محدث علی پوری حضرت الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری کی ذات ستودہ صفات کا شمار ہوتا ہے۔ آپ

عظیم المرتبت وعظیم البرکت ہستی مبارکہ کے مالک تھے۔ حضور امیر ملت محدث علی پوری اپنے وقت کے غوث بھی تھے، مجدد بھی تھے، غزالی زماں بھی تھے۔ اور قطب الاقطاب بھی تھے۔ آپ نے جہالت کے اندھیروں میں علم وحکمت اور نورِ ہدایت کے دیپ جلائے۔ دورِ جدید میں حضرت مجدد الف ثانی اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار زندہ کیا۔ امام اعظم ابو حنیفہ کا کردار زندہ کیا۔ اور ایک مجتہد شیخ طریقت کا کردار ادا کیا۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح اور شاعرِ مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال دعاؤں کے لئے آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے تھے۔ آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ بنارس میں آپ کو امیر ملت منتخب کیا گیا۔ جب سارے ہندوستان کے پیرانِ عظام اور جید علمائے کرام وہاں موجود تھے۔ اس بات کا واضح ثبوت تھا کہ جو خداداد صلاحیتیں اور عظمت و صداقت آپ کو حاصل ہے وہ بے مثل و بے مثال ہے ہیں حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری نے ۱۹۵۱ء میں وصال فرمایا آپ اُنیسویں صدی کے مجدد اور عظیم مجتہد شیخ طریقت تھے۔ آپ کے بعد آپ کے خاندان عالیہ مقدسہ میں ایک ایسی عظیم نورانی وروحانی عظمتوں، برکتوں، خوشبوؤں والی ہستی مبارکہ کی پیدائش ہوئی جس نے عالم اسلام میں بالخصوص اور دنیا میں بالعموم تجدید واحیائے دین کے لئے عظیم کارنامے نمایاں انجام دیئے۔ کہ آپ کی علمی و دینی ومذہبی وملی خدمات کے پیش نظر مخلوقِ خدا اور امتِ مسلمہ نے آپ کو بیسویں صدی کا مجدد قرار دیا۔ بلاشبہ آپ کروڑوں دلوں کے فاتح تھے۔ جو خانوادہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا لعل شب چراغ تھے۔ آپ کا وجودِ مسعود صداقت اسلام کی روشن دلیل تھا۔ آپ قرنِ اول کی دینی جمعیت کا مجسمہ نور تھے سخاوت کی آبشار تھے۔ اور آپ کا وجود آئینہ رحمت وبرکت تھا۔ آپ کی ہستی مبارکہ ایک چشمہ صافی کی مانند تھی آپ نفرتوں کے بے آب وگیاہ صحراء میں محبتوں، رنگوں اور خوشبوں کے سفیر و نمائندے تھے۔ آپ علم وحکمت کے کوہ ہمالیہ تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے ماہِ منیر اور ولایت کے نیرِ اعظم تھے۔ جانِ علی پور وشان علی پور تھے۔ آپ کی ہستی مبارکہ خوشبوؤں بھرے پرسکون سفید جزیرے کی مانند تھی۔ آپ کی زیارت زیارت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ آپ کا خون خونِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ آپ کا نور نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ نورِ حسین رضی اللہ عنہ ونورِ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تھے۔ تصویر امیر ملت ونوید امیر ملت تھے۔ میری مراد شہزادہ رسالت مآب سفیر رسول عربی، وارث علوم مصطفےٰ، شہزادہ ملک سخن، بادشاہِ ملک عظمت، کعبۃ العشاق، العارف ابن العارف ربانی، سلطان الطریقۃ، امام المتقین،

امام المحققین، امام الفقہ، امام الحدیث، قطب و وحدت رئیس المتکلمین، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، فقیہ اعظم، آفتاب رشد و ہدایت، کاشف اسرار حقیقت سلطان الاولیاء، غوث زماں، شمس الآفاق، مجدد دوراں، قطب الارشاد، قطب البلاد، قطب المتصارف، قطب الاقطاب، فضیلۃ الشیخ، سیف زباں، شیخ مکتب، شیخ المشائخ فخر السادات، امیر شہر خطابت، خطیب اعظم محدث اعظم، ولی کامل، ولی نعمت، کشور خوباں کے صدر نشیں آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب، منبع رشد و ہدایت، منبع علم و ہدایت، پیکر اسلاف، عالم بے بدل، مرشد باکمال، ریحان ریاض شمہ جماعت، چراغ امت، جمال طریقت، پیکر صبر و رضا، منبع جود و سخا، تاجدار علی پور، ابر لطف و عطا، گلاب گلستان امیر ملت، مجسمہ خیر و برکت، قبلہ عالم، آفتاب حرم، سائبان کرم، فضیلت یاب اجمل طیبہ، عظمت فقر حیدر، رہبر امت، شمع بام شریعت، مطلع جاں فزاء، مرشد حقیقت، ماہ طریقت، محسن ملت، محرم اسرار زیست، گوہر ولایت معدن دانش وحکمت، مظہر حسن حقیقت، مفتی اعظم، پیکر رحمت وشفقت، سالار کاروانِ وفا، پروردہ آغوش ولایت، بدر کامل، بدر المشائخ، پیکر خلوص و وفا، ساقی بندہ نواز، چاہتوں کا مرکز ومحور، پیکر انوار و تجلیات، مینارہ نور، مرد حق، استاذ العلماء والفضلاء، جامع معقول ومنقول، مرد قلندر، تصویر اساطیر اولیٰ، آئینہ رحمت و برکت، مقتدائے عاشقین، حجۃ الکاملین وسند الواصلین، مظہر حق وصداقت، نور دیدہ وجگر گوشہ جوہر ملت، نباضِ ملت، علم وحکمت کا کوہ ہمالیہ، صدائے امر بالمعروف، مجسمہ عطیہ ربانی، فخر الاولیاء، وحید العصر، نابغہ عصر، معدن حلم وحیاء، قاسم عطایا، عالمی مبلغ اسلام، تنویر امیر ملت نوید امیر ملت، جانشین امیر ملت، حضور فخر ملت، حضرت الحاج، الحافظ القاری مفتی پیر سید افضل حسین شاہ قدس سرہ العزیز کی رحمتوں، عظمتوں، برکتوں والی ہستی مبارکہ ہے۔ زیر نظر کتاب سیرت فخر ملت آپ کی سوانح عمری، علمی، روحانی، مذہبی کمالات اور کرامات کا مجموعہ ہے۔ آپ ۱۸ر جنوری ۱۹۴۲ء میں پیدا ہوئے ۱۹۸۰ء میں سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف مقرر ہوئے اور ۲۰۱۲ء میں آپ نے وصال پایا۔ یوں آپ کی حیات طیبہ ۷۰ سالوں پر محیط ہے۔ آپ ۳۲ سال تک سجادہ نشین دربار حضرت امیر ملت محدث علی پوری کی مسند ارشاد پر فائز و متمکن رہے۔ اور مخلوقِ خدا کو اپنے فیوضات عالیہ سے نوازتے رہے۔ آپ پیدائشی ولی اللہ تھے۔ طلسماتی روحانی شخصیت تھے۔ آپ کے مریدین پاکستان کے کونے کونے میں بستے ہیں۔ عالم

عرب سے لے کر یورپ کی سرزمین تک لوگوں کی ایک بڑی تعداد آپ کے چاہنے والوں پر مشتمل ہے۔ جہاں بھی تشریف لے جاتے تھے رنگ ونور کی برسات ہوتی تھی۔ آپ علم و دانش کا بحر زخار تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی دن رات خدمت اسلام میں گزاری، ہزاروں لوگوں کے عقیدے کی اصلاح کی۔ آپ کا یہ فرمان عالیشان تھا کہ سجادہ نشینی خدمت خلق کا نام ہے۔ حضور فخر ملت کا شجرہ نسب ۴۲ ویں پشت میں جا کر نور مجسم، آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ سے جا ملتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے سنوسیٔ ہند ابوالعرب بانی پاکستان حضرت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے بشارت دی تھی کہ "پیر سید اختر حسین شاہ کے گھر بیٹا پیدا ہوگا۔ اس کا نام سید افضل حسین شاہ رکھنا، صاحبزادہ حافظ قرآن بھی ہوگا اور ساری زندگی قرآن پاک یاد بھی رکھے گا۔ اور اللہ کا کامل ولی بھی ہوگا"۔

یہ امر حقیقت ہے کہ حضور فخر ملت ایک بلند مقام اور روحانی فیض کا دائمی ذریعہ ہیں۔ آپ کتاب وسنت اور اتباع حق کا ایسا پیکر تھے کہ زیارت کرنے والوں کے لئے خیر القرون کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ آپ بہت بڑے عالم دین تھے۔ فاضل جلیل فصیح البیان اور مبلغ اسلام تھے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو ولایت کبریٰ کے اس عظیم مرتبہ سے نوازا تھا کہ آپ کے مقام اور عرفان سے اہل کشف بھی عاجز ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت حسن سیرت کا ماڈل تھے۔ آپ کے حسن صورت وحُسنِ سیرت کی تنویر کی دامن کش اور دلربا گرفت سے کوئی بچ نہیں سکتا تھا۔ آپ کی ذات بابرکات سلف الصالحین کا ایک متبرک و مقدس نمونہ تھی۔ حضور قبلہ فخر ملت نے اپنے والد گرامی قدر جوہر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید اختر حسین شاہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ حضرت شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب نے آپ کو خلافت اور اجازت سے نوازا۔ ۱۹۸۰ء میں حضرت جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ کے وصال کے بعد آپ کے چہلم کے موقع پر خاندان امیر ملت کے متفقہ فیصلہ پر آپ کو سجادہ نشین دربار حضرت امیر ملت محدث علی پوری مقرر کیا گیا۔

حضور فخر ملت ۳۸ سال کی عمر میں جب سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف مقرر ہوئے تو آپ اس وقت مقام شریعت، مقام طریقت، مقام حقیقت اور مقام معرفت طے کر چکے تھے۔ اور شیخ ھدایت اور مجدد دین وملت کی مسند عزت وتکریم پر فائز و متمکن ہو چکے تھے۔

سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم راہبر و راہنما و پیشوا حضور قبلہ و کعبہ بابا جی فقیر محمد چوراہی نے حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ کے خاندانِ عالیہ کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ ''حافظ پیر سید جماعت علی شاہ کے خاندان میں ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہو گا۔ جو دین اسلام کی تجدید میں اہم کردار ادا کرے گا۔

حضور فخر ملت کی پیدائش قبلہ عالم حضرت پیر سید جماعت علی شاہ کی پیدائش کے ٹھیک ایک سو سال بعد ۱۹۴۲ء میں ہوئی اور حضور فخر ملت نے اپنے قول و فعل اور اعمال صالح سے ثابت کیا کہ آپ اپنے زمانے کے مجدد تھے۔

حضور فخر ملت کی ہستی مبارکہ ایک قطبی ستارے کی مانند تھی۔ جو اپنے وقت کے لوگوں کے لئے راستے کو روشن کر کے آسان بنا دیتے تھے۔ آپ وقت کے آفاق پر نئے دن کا سورج تھے۔ جو ایسی روحانی قوتوں کے امام تھے کہ مردہ دلوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ آپ خدا کے رازوں میں سے ایک سربستہ راز تھے۔ جن کے ایک اشارے سے آسمانوں سے موتیوں کی بارش ہوتی تھی۔ آپ جود و سخا کا پیکر پابند صوم و صلاۃ اور خلوص و وفا اور ایثار و قربانی کا پیکر تھے۔ آپ خزاں کے موسم میں بہار کا پیغام تھے۔

حضور فخر ملت کی سلطنت سلطنت مصطفٰے ہے۔ آپ حضور سرور کائنات ﷺ کے تمام خزانوں کے وارث ہیں۔ القصہ مختصر۔

فکر و فن سب جمع تھے میرے شیخ میں
آپ خوبیوں کا اک حسین شاہکار تھے

شہزادہ فخر ملت، جانشین امیر ملت، حضور قبلہ ظفر الملت توقیر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مرکزی سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف کے حکم سے جب ۱۲۰ اکتوبر ۲۰۱۳ء کو میں نے سیرت فخر ملت لکھنے کا آغاز کیا تو میں کافی غور و خوض اور تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ حضور قبلہ عالم فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے شایان شان آپ کی سیرت اور سوانح عمری کی کتاب تحریر کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ جو میرے ناقص علم کے دائرہ اختیار میں نہ تھا۔ لیکن اپنے محبوب عظیم مرشد کامل حضور قبلہ فخر ملت کے اکلوتے لختِ جگر حضور ظفر الملت کا انکار بھی ممکن نہ تھا۔ لہذا میں نے حضور فخر ملت کی نگاہِ کرم اور فیضان نظر کے زیر سایہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی

سیرت لکھنا شروع کی۔ میرے دامن میں عقیدہ ومحبت کے وہ پھول نہیں جو میں حضرت فخر ملت کی مدح سرائی کرسکوں اور آنکھوں میں ارادت ومودت کے وہ چمکتے ستارے نہیں جو جگر گوشہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضور فخر ملت کی ہستی مبارکہ ومقدمہ کے شان شایان ہوں۔

معزز قارئین مکرم: ''میرے شیخ طریقت حضور قبلہ فخر ملت کی روح وہ بدر کامل ہے جس سے اندھیرے مٹتے ہیں۔ آپ کا جسم شب قدر ہے۔ جس سے ایمان کی دولت ملتی ہے۔ آپ وہ دریائے مغفرت ہیں جس سے نجات اور بخشش ملتی ہے۔ آپ کی مثل کوئی ہے ہی نہیں۔ آپ بے مثل وبے مثال ہیں۔

حضور فخر ملت تو کعبۃ اللہ کی پاکیزہ خوشبو کی طرح ہیں۔ آپ تو مدینہ منورہ کی پاکیزہ ہوا کی طرح ہیں۔ آپ گنبد خضریٰ کا نور ہیں۔ آپ تو آفتاب ارشاد کا مطلع ہیں۔ آپ دارین کے لئے چشمہ صافی ہیں۔ آپ کی ادا تو فرشتوں کی سی ادا ہے۔ آپ سلطان الاولیا وقطب الاقطاب ہیں۔ آپ تو ٹھنڈے میٹھے پانیوں کا چشمہ ہیں۔ آپ حضور سرور دو عالم کے نمائندہ وسفیر ولاڈلے بیٹے ہیں۔ حضور فخر ملت تو حوض کوثر کے مالک ومختار ہیں۔ آپ جنت الاعلیٰ علیین کے باسی ہیں۔ آپ رفعت وبلندی کا مینارہ نور ہیں۔ آپ پیکر عظمت وصداقت ہیں۔ آپ کا فیضان نزول بارش ہے۔ آپ کعبۃ العشاق ہیں۔ آپ نور حسینؓ، نور فاطمہؓ نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ تو آسمان حضرت امیر ملت کے روشن وتابندہ ستارے ہیں۔ آپ کا خون خون مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ کا نور نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ کا دل دلِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ کا علم علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے آپ کی زیارت زیارتِ مصطفےٰؐ ہے۔ آپ کی سلطنت سلطنتِ مصطفےٰؐ ہے۔ آپ کی ولایت ولایتِ مصطفےٰؐ ہے۔ آپ کی عطاء عطاءِ مصطفےٰ ہے۔ آپ کا احترام احترامِ مصطفےٰ ہے۔ آپ کی نگاہ نگاہِ مصطفےٰؐ ہے۔ آپ قاسم عطایا اور کوثر وتسنیم ہیں۔ آپ نجیب الطرفین ہیں۔ حسنیؓ وحسینیؓ سید ہیں۔ لاکھوں دل آپ کی یاد میں دھڑکتے ہیں۔ فرزدق شاعر نے خانہ کعبہ کے صحن میں کھڑے ہو کر اسی خاندان نبوت کے چشم وچراغ حضرت سیدنا امام زین العابدینؓ کی عظمت وشان کتنے دلکش پیرائے میں بیان کی تھی۔ جس گلستان رسول عربیؐ کے خوشبوؤں بھرے تروتازہ گلاب حضور قبلہ عالم فخر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ ہیں۔ قارئین کرام کے ذوق وشوق کے لئے فرزدق شاعر کا مکمل قصیدہ ترجمہ کے ساتھ تحریر کر رہا ہوں۔

هٰذَا الَّذِیْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَہٗ وَالْبَیْتُ یَعْرِفُہٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ

یہ وہ شخص ہے جس کے نشان قدم کو اہل حرم پہچانتے ہیں

خانہ کعبہ وہ حل و حرم اسے جانتے ہیں

هٰذَا ابْنُ خَیْرِ عِبَادِ اللّٰہِ کُلِّہِمُ هٰذَا التَّقِیُّ النَّقِیُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ

یہ خدا کے بندوں میں سے بہترین بندے کا فرزند ہے

سب سے زیادہ متقی، پاک وصاف اور بے داغ نشان والا ہے

هٰذَا ابْنُ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءِ اِنْ کُنْتَ جَاهِلَہٗ بِجَدِّہٖ اَنْبِیَاءُ اللّٰہِ قَدْ خُتِمُوْا

اگر تو نہیں جانتا تو سن یہ فاطمہ زہرا کے جگر گوشہ ہیں

ان کے نانا پر اللہ نے نبیوں کا سلسلہ ختم فرمایا ہے

یُنْشَقُّ نُوْرُ الدُّجٰی عَنْ نُوْرِ غُرَّتِہٖ کَالشَّمْسِ یَنْجَابُ عَنْ اِشْرَاقِہَا الظُّلَمُ

ان کی منور پیشانی سے نور ہدایت اس طرح جلوہ فگن ہے

جیسے آفتاب کی روشنی سے تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں

یُغْضِیْ حَیَاءً وَیُغْضٰی مِنْ مَهَابَتِہٖ فَمَا یُکَلَّمُ اِلَّا حِیْنَ یَبْتَسِمُ

یہ اپنی آنکھیں حیاء سے نیچی رکھیں اور لوگ ہیبت سے انکی طرف

آنکھیں اونچی نہیں کر سکتے اور جب یہ بات کریں تو منہ سے پھول جھڑیں

اِذَا رَاَتْہُ قُرَیْشٌ قَالَ قَائِلُہَا اِلٰی مَکَارِمِ هٰذَا یَنْتَهِی الْکَرَمُ

جب کوئی قریش انہیں دیکھتا ہے تو وہ بول اٹھتا ہے

کہ ان پر تمام خوبیاں تمام ہو چکی ہیں

یَنْمِیْ اِلٰی ذُرْوَةِ الْعِزِّ الَّتِیْ قَصُرَتْ عَنْ نَیْلِہَا عَرَبُ الْاِسْلَامِ وَالْعَجَمُ

یہ عزت و منزلت کی ایسی بلندی پر فائز ہیں

کہ عرب و عجم کا کوئی مسلمان ان سے ہمسری نہیں کر سکتا

مَنْ جَدُّہٗ دَانَ فَضْلُ الْاَنْبِیَاءِ لَہٗ وَفَضْلُ اُمَّتِہٖ دَانَتْ لَہُ الْاُمَمُ

ان کے نانا تمام نبیوں سے افضل اور ان کی امت تمام

امتوں سے افضل ہے اور تو بھی ان کی امت کا ایک فرد ہے

يَكَادُ يُمْسِكُهُ عِرْفَانَ رَاحَتِهِ رُكْنُ الْحَطِيمِ إِذَا مَا جَاءَ يَسْتَلِمُ

جب حجر اسود کو بوسہ دینے قریب ہوں تو ممکن ہے وہ ان کی
انگلیوں کی راحت پہچان کر انہیں تھام لے

فِي كَفِّهِ خَيْزُرَانٌ رِيحُهُ عَبِقٌ مِنْ كَفِّ أَرْوَعَ فِي عِرْنِينِهِ شَمَمُ

ان کے دست مبارک میں چھڑی ہے جس کی خوشبو دلنواز ہے
ان کی ہتھیلی کی خوشبو ہر طرف پھیل رہی ہے

سَهْلُ الْخَلِيقَةِ لَا يُخْشَى بَوَادِرُهُ يَزِينُهُ اثْنَانِ حُسْنُ الْخُلْقِ وَالشِّيَمُ

یہ نرم خو ہیں خفگی و غصہ کا ان سے کوئی اندیشہ نہیں
یہ اپنی دو خوبیوں سے یعنی حسن اخلاق اور پاکیزہ خصلت سے آراستہ ہیں

مُشْتَقَّةٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ نَبْعَتُهُ طَابَتْ عَنَاصِرُهُ وَالْخِيمُ وَالشِّيَمُ

ان کے اوصاف حمیدہ اللہ کے رسول ﷺ سے ماخوذ ہیں
ان کے عناصر اور ان کی خو، بو پاکیزہ ہے

فَلَيْسَ قَوْلُكَ مَنْ هَذَا بِضَائِرِهِ العرب تعرف من انكرت والعجم

اے ہشام! تیرا انکار کرنا انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا
انہیں تو عرب و عجم سب پہچانتے ہیں

كِلْتَا يَدَيْهِ غِيَاثٌ عَمَّ نَفْعُهُمَا تَسْتَوْكِفَانِ وَلَا يَعْرُوهُمَا الْعَدَمُ

ان کے دونوں ہاتھ ایسے ہیں جن کا فیض بارش کی مانند ہے
ان کی بخشش ہر وقت جاری ہے حتیٰ کہ تنگدستی میں بھی ختم نہیں ہوتی

عَمَّ الْبَرِيَّةَ بِالْإِحْسَانِ فَانْقَشَعَتْ عَنْهَا الْغَيَابَةُ وَالْإِمْلَاقُ وَالظُّلَمُ

خدا کی تمام مخلوق پر ان کا احسان عام ہے
جس سے گمراہی، تنگدستی اور ظلم وزیادتی پراگندہ ہو کر رہ گئے ہیں

لَا يَسْتَطِيعُ جَوَادٌ بُعْدَ غَايَتِهِمْ وَلَا يُدَانِيهِمْ قَوْمٌ وَإِنْ كَرُمُوا

کسی سخی کی سخاوت ان کی بخشش کی حد تک نہیں پہنچ سکتی اور کوئی
قوم ان کے برابر نہیں پہنچ سکتی اگرچہ شمار میں کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو

هُمُ الْغُوثُ إِذَا مَا أَزِمَةٌ أَزَمَتْ وَالْأُسْدُ أُسْدُ الشَّرَى وَالنَّاسُ مُحْتَدِمٌ

یہ حضرات قحط سالی کے زمانہ میں بارش کی مانند سیراب کرتے ہیں
یہ شیر ببر ہیں جب کہ لوگ جنگ کی بھٹی میں جل رہے ہیں

مِنْ مَعْشَرٍ حُبُّهُمْ دِينٌ وَبُغْضُهُمْ كُفْرٌ وَقُرْبُهُمْ مَنْجًا وَمُعْتَصَمٌ

یہ اس گروہ سے ہیں جن سے محبت کرنا دین اور ان سے بغض رکھنا
کفر اور ان سے وابستہ رہنا نجات اور پناہ دینے والا ہے

إِنْ عُدَّ أَهْلُ التُّقَى كَانُوا أَئِمَّتَهُمْ وَقِيلَ مَنْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ قِيلَ هُمْ

اگر تمام اہل تقویٰ کو جمع کیا جائے تو یہ ان سب کے امام ہوں گے اگر اہل
زمین سے اچھے لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے تو سب کہیں گے کہ یہی ہیں

سِيَّانِ ذَالِكَ إِنْ أَثْرَوْا وَإِنْ عَدِمُوْا لَا يَنْقُصُ الْعُسْرُ بَسْطاً مِنْ أَكُفِّهِمْ

ان کے لئے تو نگری و مفلسی دونوں برابر ہیں
تنگدستی ان کے ہاتھوں کی فراخی کو کم نہیں کرتی

اَللّٰهُ فَضَّلَهُ كَرَماً وَشَرَّفَهُ جَرَىٰ بِذَالِكَ لَهُ فِي اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

اللہ نے انہیں فضیلت دی اور ان کو شرافت و بزرگی سے نوازا
اور لوح و قلم میں ان کے لئے یہی حکم نافذ ہو چکا ہے

مُقَدَّمٌ بَعْدَ ذِكْرِ اللّٰهِ ذِكْرُهُمْ فِي كُلِّ بَدْءٍ وَمَخْتُومٌ بِهِ الْكَلِمُ

ان کا ذکر، ذکرِ خدا کے بعد مقدم ہے
ہر میدان میں ان کے کلمات ثبت ہیں

أَيُّ الْقَبَائِلِ لَيْسَتْ فِي رِقَابِهِمْ لِأَوَّلِيَّةِ هٰذَا أَوْ لَهُ نِعَمُ

وہ کونسا قبیلہ ہے جن کی گردنوں پر ان کا اور ان کے
آباؤ اجداد کے احسان کا بوجھ نہیں ہے

مَنْ يَعْرِفِ اللّٰهَ يَعْرِفْ أَوَّلِيَّتَهُ وَالدِّيْنُ مِنْ بَيْتِ هٰذَا نَالَهُ الْأُمَمُ

جسے خدا کی معرفت ہے وہ ان کی برتری کو پہچانتا ہے
چونکہ ان کے گھر سے دین ساری امت کو پہنچا ہے

سیرت فخر ملت لکھنے کے لئے حضور ظفر الملت مدظلہ العالی کے حکم سے حضور فخر ملت کے وصال کے بعد مواد جس میں حضور والا کی کرامات، حالات آپ کی رحلت پر تاثرات جمع کرنے کا کام ۲۰۱۲ء میں شروع ہو چکا تھا۔ اکتوبر ۲۰۱۳ء میں حضور ظفر الملت مدظلہ العالی کے حکم سے آپ کے زیر نگرانی سیرت وسوانح عمری حضور فخر ملت لکھنے کا میں نے آغاز کیا۔ اگر چہ یہ ایک مشکل اور کٹھن مرحلہ تھا لیکن حضور فخر ملت کے فیضان نظر اور جانشین فخر ملت و جانشین امیر ملت حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی کی قدم قدم پر راہنمائی میرے لئے چراغ راہ بھی تھی اور نشان منزل بھی تھی۔

میں یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ اگر حضور ظفر الملت سیرت فخر ملت کے لکھنے میں میری راہنمائی وحوصلہ افزائی نہ کرتے تو یہ کام ممکن نہ تھا۔ اللہ تعالی حضور امیر ملت محدث علی پوری اور حضور سرور عالم ﷺ کے تصدق حضور ظفر الملت زیدہ مجدہ اور آپ کے جملہ شہزادگان حضرت پیر سید نور حسین شاہ صاحب، حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب، حضرت پیر سید رافع حسن شاہ کو خیر وعافیت اور خوشیوں کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین

دیا جن کے صدقے میں سب کچھ الہی
تیرا فضل ان پر سدا مانگتے ہیں
اور قیامت تک ان کا ہو بول بالا
صبح و مسا یہ دعا مانگتے ہیں

مجھے عالم اسلام کے عظیم سکالر و داعی اسلام حضور فخر ملت کے ساتھ ۱۸ سال تک بطور سٹیج سیکرٹری فرائض انجام دینے کی سعادت حاصل رہی۔ حضور فخر ملت کی شفقت و راہنمائی اور دعائیں ہمیشہ میرے شامل حال رہیں۔ اور آج بھی آپ کی نوازشات وکرم اور فیوضات کا سلسلہ جاری ہے۔ مجھے ذاتی طور پر آپ کے ہمراہ سینکڑوں محافل میں شرکت کا موقع ملا۔ عرس مبارک کی تقریبات جو علی پور سیداں شریف میں منعقد ہوتی تھیں ان میں بطور سٹیج سیکرٹری میں نے ۱۹۹۴ء سے لے کر ۲۰۱۲ء تک حضور والا کے استقبال سے لے کر جلسوں کے اختتام تک فرائض انجام دیئے۔ زیر نظر کتاب کے لکھنے میں یہ ساری معلومات اور مشاہدات معاون ثابت ہوئے۔

سیرت فخر ملت کے تحریر کرنے میں بیشمار لوگوں نے میری راہنمائی کی اور حضور والا کے متعلق معلومات فراہم کیں۔ خاندان امیر ملت میں سے خلیفہ فخر ملت، فخر السادات، سچائی و اخلاص کے پیکر، مجسمہ عجز و انکساری، حضرت الحاج پیر سید اعجاز حسین شاہ مدظلہ العالی نے ہمیشہ میری حوصلہ افزائی و رہنمائی فرمائی آپ نے ہمیشہ میرے محسن و راہنما کا کردار اداء کیا۔

دورِ حاضر کی رابعہ بصری سیدہ عالمہ، پیکر رحمت و برکت و مجسمہ نورانیت حضرت آپا جی صوفیاء دامت برکاتہم العالیہ اور سیدہ آپا جی طاہرہ بی بی دامت برکاتہم العالیہ ان دونوں ہستیوں نے حضور فخر ملت کی پیدائش اور بچپن کے واقعات ارسال کئے میں ان کا مشکور ہوں۔ مدرس مدرسہ نقشبندیہ، جماعتیہ محترم قاری افتخار احمد صاحب نے کتاب کے لکھنے میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آستانہ عالیہ ساہو چک شریف کے زیب سجادہ خلیفہ فخر ملت محترم علامہ صاحبزادہ پیر عرفان الٰہی قادری صاحب نے مجھے ہر موقع پر راہنمائی و شفقت کا اظہار فرمایا میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کا مشکور ہوں۔ حضور قبلہ فخر ملت کے بچپن کے ساتھی اور کلاس فیلو حافظ عبدالمجید صاحب نے حضور والا کے زمانہ طالب علمی کے بارے معلومات فراہم کیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا کرے۔

چک ۵ جنوبی بھلوال، ضلع سرگودہا سے محترم حاجی محمود اختر جماعتی، حاجی حسن جماعتی اور عتیق حسین جماعتی تینوں بھائیوں کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ کتاب کی کمپوزنگ میں ان کا ساتھ رہا۔ محمد ظریف شاد، راجہ محمد فیصل جماعتی نے بھی کتاب کی کمپوزنگ اور درستگی میں فرائض انجام دیئے۔ حاجی محمد اکرم جماعتی، محمد عثمان جماعتی نے بھی بھلوال میں میرا ساتھ دیا۔

جہلم سے خلیفہ فخر ملت حضرت پیر سید ذاکر حسین شاہ جماعتی، حضرت علامہ محمد عمیر حمید صاحب فاضل بھیرہ شریف اور حضرت علامہ محمد سرفراز نقشبندی صاحب زوہیب آصف کیانی صاحب کا مشکور ہوں۔ کہ انہوں نے کتاب میں موجود قرآنی آیات و عربی عبارات پر اعراب لگانے اور کتاب کی کمپوزنگ کا اہم فریضہ انجام دیا۔

کراچی سے محترم سید کاشف حسین شاہ صاحب اور خواجہ فخر الحسن ندیم بھائی نے حضور والا کے کراچی کے دورہ جات کی تفصیلات فراہم کیں۔ لاہور سے خلیفہ فخر ملت محترم میجر (ر) پیر سید سجاد حسین گیلانی جماعتی، سید حماد حسین گیلانی جماعتی کا مشکور ہوں کہ انہوں نے حضور قبلہ فخر

ملت کی تقاریر کو تحریر کی شکل میں تبدیل کیا۔ لاہور سے ہی سجادہ نشین کاہنہ شریف وخلیفہ فخر ملت حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ اور ان کے صاحبزادے سید نعمان حسین شاہ صاحب نے معلومات فراہم کیں۔ ان دو ہستیوں کا بھی شکر گزار ہوں۔ آخر پر میں حضور فخر ملت کی نگاہ کرم کا طلبگار ہوں اپنے اپنی زوجہ اپنے والدین بیٹے محمد حسان انور اور بیٹی حرم فاطمہ کے لئے جنھوں نے کتاب کے لکھنے میں ایثار و قربانی کا مظاہرہ کیا اور مجھے سہولیات فراہم کیں۔

اللہ تعالی میری اس کاوش کو قبول فرمائے جو میں نے اللہ کے کامل ولی، حضور فخر ملت کی سیرت وسوانح عمری تحریر کرنے میں کی اور جملہ افراد جنھوں نے میری معاونت کی ان کی صحت اور لمبی عمر کے لئے دعا گوں ہوں۔ اللہ تعالی حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین کے تصدق خاندان امیر ملت محدث علی پوری خاندان حضور قبلہ فخر ملت کو شاد و آباد رکھے اور ان کے فیوضات عالیہ سے مخلوق خدا فیض یاب ہوتی رہے۔ حضور فخر ملت کے جملہ مریدین و متوسلین اور چاہنے والوں کے لئے بھی دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی ان تمام کو حضور فخر ملت کے تصدق خیر و برکت عطا فرمائے۔

سیرت فخر ملت لکھنے کا آغاز میں نے ۲۰/اکتوبر ۲۰۱۳ء کو کیا۔ جو آج ۱۵/مارچ ۲۰۱۴ء کو کتاب کا مقدمہ لکھنے کے ساتھ مکمل ہوا۔

خاکپائے فخر ملت سیکرٹری فخر ملت

احقر العباد پروفیسر محمد انور جماعتی ایم۔اے۔ایم ایڈ

تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا

۱۵/مارچ ۲۰۱۴ء بمطابق ۱۳/جمادی الاول ۱۴۳۵ھ

حرفِ گفتنی

اہل اللہ کے تذکارِ جلیلہ و جمیلہ قلب و روح کو جلا بخشتے ہیں۔ اور بالخصوص وہ لوگ جن کی صفات کتاب مبین میں اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ ○ کے خوبصورت اور دلآویز مضمون کے ساتھ موجود ہیں۔ اور جن کے لیل و نہار وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا کے مصداق ہیں۔ جن کو لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ کا مژدہ جانفزا سنایا گیا ہے اور جن کو پیغامِ اجل بھی یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ○ جیسے عالمگیر فرمان کے تحت سنا کر وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ○ جیسا انعام بھی عطا فرمایا جاتا ہے۔ انہی پارسا و پاکباز نفوسِ قدسیہ میں حضور شیخ الاسلام والمسلمین پیکر حلم و وفا فخر ملت حضرت قبلہ خواجہ حافظ پیر سید محمد افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ہوتا ہے۔ "سیرتِ فخر ملت" وہ کتاب مستطاب ہے کہ جس کے اندر قبلہ پیر صاحب کی سوانح حیات کے تمام تر پہلو عیاں کیے گئے ہیں۔ جو کہ عوام و خواص اور بالخصوص علماء و صوفیاء کیلئے مشعلِ راہ ہیں۔ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی کامل ہیں کہ جنہوں نے ۳۲ سال کا طویل عرصہ مسندِ امیر ملت پہ جلوہ فگن ہو کر امت مصطفوی کی خدمات سرانجام پائیں۔ جسکی مثال آج کے اس مادیت، پُر آشوب اور پُر فتن دور میں ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ چونکہ آپ کی حیاتِ طیبہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کی مصداق تھی جو کہ آپ اکثر سنایا کرتے تھے۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

کتاب ھذا کے مصنف جناب پروفیسر محمد انور جماعتی صاحب نے بڑی محنت کے ساتھ خوبصورت الفاظ کا چناؤ کر کے اس کو مکمل کیا ہے۔ اور بالخصوص تصوف و روحانیت کے پہلو کو قرآن و سنت کی روشنی میں اُجاگر کیا ہے۔ جو کہ عوام اہلسنت اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کیلئے زادِ راہِ حقیقت و معرفت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو

فیضانِ امیر ملت وفخر ملت رحمۃ اللہ علیہما سے مستفیض فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰاھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰاھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلٰھَا ○

ترجمہ:۔ "الٰہی میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اس کو پاک کر تو بہترین پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا مالک اور مددگار ہے"۔ آمین!

تراب اقدام الاولیاء
عرفان الٰہی قادری عفی اللہ تعالیٰ عنہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ ساہو چک شریف ضلع سیالکوٹ
چیف ایڈیٹر ومؤسس ماہنامہ مناط الاسلام سیالکوٹ
۱۵/جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۵/مارچ ۲۰۱۶ء
بروز جمعۃ المبارک بوقت قبل از نماز مغرب

باب اول

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد کثیر الصفات و السماء وعلیٰ اله الطیبین و اصحاب الکرام و بارك وسلم۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهك المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توهی قصه مختصر

ترجمہ:۔اے پیکر حسن اور سرتاج انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً (چودھویں کا) چاند آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نور افشاں چہرے سے روشن ہوا ہے۔(پوری انسانیت بھی ایک زبان ہو کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف وکمالات بیان کر پائے؟ یہ ممکن ہی نہیں۔اس (بے پناہ) داستان کو یوں مختصر بیان کرتا ہوں کہ خدا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات بزرگ و برتر ہے۔حضرت شمس الدین محمد حافظ شیرازی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں۔جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔جس نے ہمیں بے شمار اور بے حساب نعمتیں بخشی ہیں۔پانی کی بوند سے لیکر ۹ ماہ تک شکم مادر میں اُسکی نعمتوں ہی نے ہمیں نوازے رکھا۔حرارت برورت ورطوبت غذائیت اور ماہیت کی رسد برابر پہنچتی رہی۔آکسیجن بھی حمد حیات اور مفرح ذات بنی رہی۔پھر اس کلی نے ثمہ انشانہ خلقاً آخر کا پھول بن کر فتبرك الله احسن الخالقین کی خوشبو سے دنیا کو مہکا دیا۔ہاتھ پاؤں،ناک،کان،آنکھیں دل ودماغ تمام اعضاء اختیار عقل شعور ذہن وخیال تصور،ارادہ نطق صحت حفاظت گویا کہ بے شمار ضروریات زندگی ہر سانس کے بعد دوسری سانس کی عطا یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔و ان تعد و نعمت الله لا تحصوها۔(پارہ ۱۳ ع ۱۷)

ترجمہ:۔اگر خدا کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کو پورا گن نہ سکو۔

خدائے لم یزل کی ان گنت بخششوں،احسانوں،رحمتوں،رافتوں،کرموں اور عطاؤں میں سب سے بڑی نعمت سب سے بڑا احسان سب سے بڑی بخشش سے بڑی رحمت سب سے بڑا کرم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت ہے۔اسوہ خیر الانام کے نور میں گامزن ہوتا ہے

تیرے جلوؤں سے چراغاں کا سماں رہتا ہے
جگمگا اٹھتی ہے یہ منزل ویراں ہر شب
تیری سانسوں کی مہک جس میں بسی رہتی ہے
ان ہواؤں سے مہکتا ہے شبستاں ہر شب

حقیقت محمدیہ نور ذاتی ہے

سب کچھ ملا جو مجھ کو تیرا نقش پا ملا منزل ملی مراد ملی مدعا ملا

حضرت شیخ صاوی حضرت شیخ ابوالحسن الشاذلی ﷫ کی صلاۃ النور الذاتی کی شرح میں فرماتے ہیں: اللھم صلی علیٰ وسلم وبارك علی سیدنا محمد ن النور الذاتی ای نار ذات اللہ ای الذی خلقه اللہ تعالیٰ بلا مادة لانه صلی اللہ علیه وسلم مفتاح الوجود و مادة بکل موجود یعنی اے اللہ درود و سلام اور برکت نازل فرما ہمارے سردار محمد ﷺ پر جو نور ذاتی ہیں۔ یعنی جو اللہ کی ذات کے نور ہیں۔ یعنی جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر مادہ کے پیدا کیا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ مفتاح وجود اور ہر موجود کے مادہ ہیں۔

نور ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ ﷺ کا وجود بغیر واسطہ کے اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلی سے ظاہر ہوا۔ (واللہ اعلم) (البینات شرح مکتوبات شریف)

حضور سرور کائنات آقائے نامدار سیدنا محمد ﷺ سراپا نور ہیں۔ آپ ﷺ انوار و تجلیات الٰہی کا حقیقی مظہر ہیں۔ بقول شاعر

سر سے لیکر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
اور گفتگو سرکار کی قرآن کی تفسیر ہے
رخ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھ کر یہ کہتی تھی دنیا
کہ وہ مصور کیسا ہو گا جس کی یہ تصویر ہے

حبیب خدا کے فضائل محاسن کا جمع کرنا انسانی طاقت سے بالاتر ہے۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ذات مجتمع کمالات کی تعریف و توصیف میں زبان کو ناطق کرنا اور پھر کما حقہ، اس کی ذات لامحدود اور صفات لامتناہیہ پر حاوی ہونا مطابق قرآن شریف بشری طاقت سے بالاتر ہے۔ تو بھلا اس کے محبوب کی شان میں زبان کو گویا کر کے یہ کس طرح ممکن ہے

کہ اس کی مدح سرائی کا حق کما حقہ ادا کریں گے۔ کیونکہ وہ احکم الحاکمین کا حبیب اور اوصاف جمیلہ موصوف اور اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (حدیث) ترجمہ:۔"اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا"۔ سے مزین اور بعد از خدا بزرگ تو ہی قصہ مختصر، سے ملقب اور ہم جو کہ سیئیات وخطیات کا نمونہ۔ ہمارے علوم ناقص، ہماری ہمتیں قاصر اور علم فانی اور ہم فانی، کس طرح اس فرض کو ادا کر سکتے ہیں۔ غرضیکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف لکھنے کیلئے دنیا کے سمندر سیاہی بن جائیں۔ اور درخت قلموں کا کام دیں۔ زمین و آسمان سے قرطاس کا کام لیا جائے۔ جن وانسان اور ملائکہ کاتب مقرر کیے جائیں۔ تو پھر بھی مدح وثنائی تکمیل کو نہیں پہنچتی۔ فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ حَدٌّ فَیُعْرِبُ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٍ۔ (بوصیری) ترجمہ:۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی بزرگی کی کوئی حد ونہایت نہیں ہے، جس کو بولنے والا بیان کر سکے۔ حبیب خدا کے فضائل ومحاسن کا جمع کرنا انسانی طاقت سے کیوں بالاتر نہ ہو جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سید الاولین و الآخرین، روح الموجودات، صاحب لواء اور ازل میں نبی ہونے کا علم قدرت کی طرف سے حاصل کیے ہوئے ہیں۔ اور تمام پیغمبران خدا کو جو کچھ خداوند جل جلالہٗ سے مرتبے اور درجے عنایت ہوئے ہیں۔ سب انہی کے ذریعے ملے ہیں۔ اور ان سے جس قدر مصائب وتکالیف رفع ہوئی ہیں سب انہی کے وسیلہ سے، اور ان کو جو کچھ انعامات وخطبات بارگاہ ایزدی سے میسر ہوئے ہیں اور ہوں گے وہ سب میرے مولا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہیں۔ غرض جدھر نظر دقیق سے کام لیکر دیکھو اسی ذات کے انوار و برکات، محاسن وفضائل، اخلاق وخصائل نظر آرہے ہیں۔ یہاں تک کہ شمس وقمر، وحوش وطیور آپ کے تابع اور ان کی ہستی آپ کے نور کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ احجار واشجار، ارض وسماں آپ کے زیر فرمان اور ان کی ہستی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہے۔

تین ہزار سے زائد معجزات کا ظہور

معجزات کی کمی بیشی کو اگر افضلیت رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ السلام کا معیار قرار دیا جائے تو اس صورت میں بھی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسل عظام سے فوقیت لے جائیں گے۔ کیونکہ انبیاء کرام کے پاس جو معجزات ان کی رسالت کو واجب کرتے تھے۔ اور یقین دلاتے تھے کہ واقعی یہ خدا کی طرف سے سچے نبی ہیں، وہ آنحضرت کے معجزات کی نسبت بہت کم ہیں۔ اور محبوب خدا مقبول الٰہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا تعالیٰ نے تین ہزار سے زائد معجزات ظاہر کیے تھے۔ بعض تو

قدرت کے متعلق تھے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلق کثیر کو طعام قلیل سے سیر کر دیا۔ اور آب قلیل سے لشکروں کی پیاس بجھادی۔ اور ذخیرہ کیلئے پانی جمع کر لیا گیا۔ اور بعض علم کے متعلق تھے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ ماضی اور مستقبل کی خبریں ظاہر کیں۔ جو ہو بہو اپنے وقت پر پوری ہو رہی ہیں۔ اور قیامت تک پوری ہوتی رہیں گی۔ اور فصاحتِ قرآن و بلاغت فرقان کو مخالفین کے سامنے پیش کیا کہ اس جیسی کم از کم تین آیات ہی تیار کر کے لے آؤ۔ لیکن سب باوجود دعویٰ فصاحت و بلاغت و شعر خوانی، تین آیات لانے سے عاجز رہے۔ اور قیامت تک مخالفین عاجز و قاصر رہیں گے۔ اور بعض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے متعلق تھے۔ جس طرح شجاعت، خلق، حلم، وفا، فصاحت، سخاوت، شرافت و نسب وغیرہ۔

وہ پتھر مارنے والوں کو دیتے ہیں دعا اکثر
کوئی لاؤ مثال ایسی شرافت ہو تو ایسی ہو

خالق دو جہاں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کی قسم کھائی ہے۔

مولیٰ کریم خالق دو جہاں نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اظہار اور فضیلت و بزرگی کا علم اس طرح بھی بلند کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و عمر کی قسم کھائی ہے۔ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ (پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۷۲) ترجمہ:۔ اے محبوب: تمہاری جان کی قسم! بے شک یہ لوگ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔

اہل تفسیر کا اتفاق ہے کہ اس سے بڑھ کر آنحضرت کی شرافت و عظمت کیا ہوگی کہ خداوند عالم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدتِ حیات کی قسم کھا رہا ہے۔

علامہ ابو الجوزہ لکھتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے کسی کی مدت حیات کی قسم نہیں کھائی۔ مگر اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے افضل و اکرم ہیں۔ اور کوئی بھی خلق و بشر فضائل و مراتب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مساوی نہیں۔ قرآن پاک کے مطابق امم سابقہ رسل کرام کو ان کے نام لیکر پکارتی تھیں۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت و منزلت ظاہر کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے وحی نازل فرما کر سب اہل اسلام کو تنبیہ کی کہ "خبردار! میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اس طرح بے ادبی کے ساتھ نہ لیا کرو۔ جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کا نام لیکر پکارتے ہو"۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (سورۃ نور ۶۳) ترجمہ:۔ رسول

کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ یہ فضیلت وشرافت سب حضرات انبیائے کرام علیہ السلام میں سے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات سے مختص ہے۔ اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بہت سی قسمیں کھانے کے بعد تاکید کے ساتھ فرمایا: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔

ترجمہ:۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔

بے مثال حلم اور عفو کے حامل

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حلم اور عفو کے اعتبار سے بھی سب حضرات انبیاء پر فائق تھے۔ کیونکہ انبیائے کرام صلی اللہ علیہ وسلم علیہ السلام کو جب کفار نے مختلف قسم کی تکلیفیں پہنچائیں تو انہوں نے بارگاہ ایزدی میں درخواست کی اور ان کا قلع قمع کرا دیا۔ لیکن ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شفیق، ایسے حلیم، ایسے صابر تھے کہ کفار سے ہزاروں درد ورنج سہنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک روح نے گوارا نہ کیا کہ کسی کے حق میں دعاء ہلاکت کر کے عذاب الٰہی کی تمنا کریں۔ بلکہ جب بھی کفار پر بددعا کرنے کا ذکر آتا یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب نازل ہونے کیلئے سفارش کرتے یا خدا تعالیٰ کی طرف سے ملائکہ جب بھی خدمت میں حاضر ہو کر کفار کو تکلیف دینے کی اجازت طلب کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بجائے دعا کرنے کے ان کے حق میں ہدایت کے طالب ہوتے اور ان کی گوناگوں تکالیف پر صبر وشکر بجالاتے تھے۔ مروی ہے کہ جنگ احد کے دن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک کفار نے زخمی کیا تو صحابہ کرام کو سخت ناگوار گزرا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کفار پر بددعا کرنے کی نسبت عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس لیے نہیں آیا کہ لوگوں پر بددعا کر کے ان کو تکلیف پہنچاؤں۔ بلکہ میرا منصب تو یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اور جس طرح ہو سکے ان کو راہ راست پر لاؤں۔ اس لیے میں بجائے بددعا کرنے کے یہ کہتا ہوں کہ "اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے۔ کیونکہ یہ میرے مرتبے کو نہیں جانتے"۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگ کر صرف یہی ظاہر نہیں کیا کہ یہ قابل معافی ہیں بلکہ سبب شفقت بھی معبود دربار میں ظاہر کر کے ان کی طرف سے یہ عذر پیش کر دیا کہ یہ میری قدر نہیں پہچانتے۔ اور میرے منصب سے جاہل ہونے کے باعث ان حرکات ناشائستہ کے

مرتکب ہو رہے ہیں۔ تو ان کو راہ مستقیم دکھاتا کہ میری قدر پہچانیں۔

آپ ﷺ کے حسن سلوک سے تمام قوم مسلمان ہوگئی

ایک دفعہ حبیب خدا ﷺ دوپہر کے وقت ایک الگ درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام بھی آپ ﷺ سے علیحدہ ہو کر قیلولہ میں مصروف تھے۔ غورث بن حارث نے حضرت محمد ﷺ کو علیحدہ پا کر آپ کو تکلیف پہنچانے کا موقع پایا۔ تلوار تان کر حبیب خدا ﷺ کے سر پر کھڑا ہو گیا۔ حضرت اقدس ﷺ کا قلب مبارک چونکہ ہر وقت بیدار رہتا تھا، دیکھا تو ایک مخالف سر پر ننگی تلوار لیے کہہ رہا ہے مَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّیْ ترجمہ:۔ مجھ سے آپ کو کون بچا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ! نام خدا سنتے ہی اس کے ہاتھ سے تلوار گر کر آپ ﷺ کے ہاتھ میں آئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا مَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّیْ؟ ترجمہ:۔ مجھ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ آپ ﷺ ذات حلیم وشفیق، کریم، محسن اور معاف کنندہ ہے۔ جس طرح ارادہ ہو میرے ساتھ سلوک کریں۔ آپ ﷺ نے اس کا قصور معاف کر دیا۔ وہ رہائی پا کر اپنی قوم کے پاس پہنچا۔ اور جاتے ہی یہ سنایا کہ میں تمہارے پاس ایسے شخص کے دربار سے واپس آیا ہوں جو خیر الناس اکرم الاولین والآخرین سید الرسل سے موصوف ہے۔ اس کے کہنے پر اس کی تمام قوم مسلمان ہو گئی۔ اور ہمیشہ کیلئے عذاب الٰہی سے رہائی پا گئی۔

میٹھا میٹھا ہے میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام

علامہ نور الدین حلبی انسان العیون میں لکھتے ہیں کہ بعض حفاظ حدیث نے بھی اس کو قریب الصحۃ کہا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے ہاں لڑکا پیدا ہو وہ اگر میری محبت کے باعث اور میرے نام سے تبرک حاصل کرنے کی غرض سے لڑکے کا نام محمد رکھے تو دونوں باپ بیٹا جنت میں داخل ہوں گے۔ علامہ قاضی عیاض شفاء شریف میں شریح بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ خداوند عالم سے فرشتوں کی ایک جماعت کیلئے یہ عبادت مقرر ہوئی کہ جن گھروں میں اسم احمد یا محمد کا کوئی مسمی ہو اُن کی شب و روز حفاظت کرو۔ چنانچہ وہ سیر کرتے رہتے ہیں اور اپنی ڈیوٹی پر برابر کمر بستہ ہیں۔ حضرت جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن پکارنے والا پکارے گا کہ جس مسلمان کا نام محمد ہے وہ جنت میں اس نام کی عزت وحرمت کے باعث داخل ہو جائے۔ علامہ اسمٰعیل حقی روح البیان لکھتے ہیں کہ جس شخص

کی عورت حاملہ ہو اور اگر وہ یہ نیت کرے کہ میں اس بچے کا نام محمد رکھوں گا اللہ تعالیٰ اس شخص کو لڑکا ہی عطا فرماتا ہے۔ اور روح البیان میں یہ بھی لکھا کہ جس کی اولاد زندہ نہ رہتی ہو وہ اگر یہ نیت کر لے کہ پیدا ہونے والے بچے کا محمد رکھوں گا تو وہ لڑکا صحیح وسالم زندہ رہتا ہے

میٹھا میٹھا ہے میرے محمد ﷺ کا نام
ان پہ لاکھوں کروڑوں درود و سلام

لطافت جسمی وطہارت ظاہری

خداوند تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو باعتبار لطافت جسمی وطہارت ظاہری کے بھی تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت عنایت فرمائی تھی۔ قاضی عیاض اپنی معرکۃ الآراء کتاب شفاء شریف میں حضرت انس؄ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمر بھر کوئی عنبر یا کستوری نہیں سونگی جو آنحضرت ﷺ کے پسینہ مبارک سے اطیب وانفس ہو۔ حضرت جابر بن سمرہ؄ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص حبیب پاک ﷺ سے مصافحہ کرتا وہ تمام دن اپنے ہاتھوں میں حضرت رسول اکرم ﷺ کی خوشبو محسوس کرتا رہتا۔ اور اگر حضرت محمد ﷺ کسی بچہ کے سر پر اپنا دست شفقت ومحبت رکھتے تو وہ بچہ باعتبار ایک عجیب خوشبو، تمام بچوں سے ممتاز ہوتا تھا۔ اور ہر کسی کو معلوم ہو جاتا تھا کہ اس بچہ کے سر پر حبیب خدا ﷺ نے ہاتھ رکھا ہے۔ ایک دن رسول پاک ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر خواب استراحت فرمارہے تھے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ایک شیشی لے کر حضرت حبیب پاک ﷺ کا پسینہ مبارک جمع کرنے لگیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ عرض کیا میرے آقا ومولیٰ! ہم آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کو اپنی خوشبو میں ملائیں گے تو پھر وہ خوشبو دنیا کی تمام خوشبوؤں میں ہر ایک خوبی میں فوقیت لے جائے گی۔

امام بخاری نے تاریخ کبیر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب بھی راستہ میں گزرتے تھے تو آپ ﷺ کو ڈھونڈنے والے آپ ﷺ کی خوشبو پا کر ڈھونڈ لیتے تھے۔ اور جس گلی وکوچہ میں خوشبو آتی تھی معلوم ہو جاتا تھا کہ آپ ﷺ اسی گلی وکوچہ میں تشریف لے گئے ہیں۔ الغرض خدا کا حبیب ﷺ ظاہراً باطناً تمام کدورتوں اور مکروہ چیزوں سے پاک وصاف تھا۔ اور بنی آدم میں جو چیزیں باعث نفرت معلوم ہوتی ہیں اس سب سے ہمارا

سردار منزہ و مبرا تھا۔ یہ فضائل و محاسن بھی ہمارے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مختص ہیں۔ جن سے باقی سب حضرات خالی ہیں۔

باکمال بصارت

حدودِ طائرِ سدرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں
کہاں ہے عرشِ معلیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں
بروزِ حشر شفاعت کریں گے چن چن کر
ہر اک غلام کا چہرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں

علامہ وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ میں نے اے کتابیں دیکھیں۔ ان سب میں لکھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک بلحاظ عقل تمام لوگوں سے ارفع و اعلیٰ ہیں۔ بلکہ دوسری روایت میں یہ مضمون اس طرح ہے کہ ابتدائے دنیا سے لیکر اس دنیا کے ختم ہونے تک تمام لوگوں کو خداوند تعالیٰ نے اس قدر تھوڑی عقل دی ہے کہ وہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل کے مقابلے میں ریت کے ایک ذرے کے برابر بھی نسبت نہیں رکھتی۔ یہ خصوصیت بھی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے اور روشنی میں ایک جیسا دیکھتے تھے۔ اور اپنے پیچھے بھی اسی طرح اپنی نورانی آنکھوں سے دیکھتے تھے جس طرح اپنے آگے کی چیزوں کو ملاحظہ فرماتے تھے۔

عدیم المثال سخاوت

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت میں اعلیٰ درجے پر ممتاز تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر سوال سننے کے وقت کبھی بھی لفظ لا نہیں آیا۔ جب کبھی کوئی سائل آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سوال کو برضا و مسرت پورا کرتے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر بل نہیں پڑتے تھے۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سائل کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے۔

بھر کے جھولی میری سرکار نے
مسکرا کر کہا اور کیا چاہیے

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سائل کو اس قدر بکریاں دیں کہ دو پہاڑوں کے درمیان سما

سکتی تھیں۔ وہ سائل خوش ہو کر اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اسلام لاؤ۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسا جواد اور سخی ہے کہ اس کو فاقہ کا ہرگز ڈر نہیں۔ وہ بلا دھڑک شب و روز سخاوت ہے۔

ایسا کریم ایسا سخی اور کون ہے   منگتا جو آیا مانگنے سلطاں بنا دیا

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کیلئے جبرائیل علیہ السلام رمضان شریف میں آئے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیز ہوا سے بھی زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر و بیشتر سائلوں کو ایک ہی دفعہ سو سو اونٹ دیے تھے۔ حضرت صفوان کو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو اونٹ عنایت فرمائے تھے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نوے ہزار درہم کی کثیر رقم آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اس کو تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اپنے گھر کیلئے ایک درہم تک بھی نہ رکھا۔ حضرت عباسؓ کو ایک دفعہ فرمایا جس قدر سونا اٹھا سکتے ہو اٹھا لو۔ چنانچہ انہوں نے اٹھا لیا اور بمشکل گھر پہنچے۔

رحمۃ اللعالمین

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

رحمت کے معنی ہیں پیار، ترس، ہمدردی، غمگساری، محبت اور خبر گیری کے۔ اور لفظ عالم کا ستعمال خدا کی ساری مخلوق کیلئے ہوتا ہے۔ عالمین اس کی جمع ہے۔ رب العالمین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعالمین فرما کر یہ ظاہر کر دیا کہ جس طرح پروردگار کی الوہیت عام ہے۔ اور اس کی ربوبیت سے کوئی چیز بھی مستثنیٰ نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح کوئی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر گیری اور فیضان محبت اور ہمدردی سے مستثنیٰ نہیں۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ ہر نعمت تھوڑی ہو یا بہت چھوٹی ہو یا بڑی، جسمانی ہو یا روحانی، دینی ہو یا دنیاوی، ظاہری ہو یا باطنی، روز اول سے اب تک، لمحہ موجود سے قیامت تک، قیامت سے آخرت تک، اور آخرت سے ابد تک، مومن ہو یا کافر، فرمانبردار یا نافرمان، خلق یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسویٰ اللہ میں جسے جو نعمت ملے یا ملتی ہے یا ملے گی۔ انہی کے ہاتھ پر بٹی یا بٹتی ہے۔ اور بٹے گی۔ یہی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں۔ یہی ولی نعمت عالم ہیں۔ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں:

انا قاسم واللہ معطی ترجمہ:۔ دینے والا تو اللہ ہے اور تقسیم کرنے والا میں ہوں۔

غرض خدائی نعمتوں کی تقسیم انہی کے مبارک ہاتھوں سے ہوتی ہے۔اور بارگاہ الٰہی سے جسے جو ملتا ہے انہی کے واسطے سے ملتا ہے۔ بقول اعلیٰ حضرت بریلوی۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا

سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا
تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قامت زیبا کا سایہ نہ تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشری جسم اقدس کو ایسا لطیف و نظیف اور پاکیزہ و برگزیدہ بنایا تھا کہ اس میں کسی قسم کی عنصری اور مادی کثافت نہ تھی۔ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس مادی کثافتوں سے پاک اور سراپہ نور تھا۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نور اور سراج منیر فرمایا گیا۔ حضرت ذکوان تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری ظل فی شمس و لا قمر۔

ترجمہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں نظر آتا تھا نہ چاندنی میں۔ (ترمذی فی نوادر الاصول زرقانی علی الواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰)

حضرت امام قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ و ما ذکر من انہ کان لا ظل لشخصہ فی شمس و لا قمر لانہ کان نوراً و ان الذباب کان لایقع علیٰ جسدہ و لا ثیابہ (شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۲۴۲)

ترجمہ:۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل نبوت و رسالت میں یہ بات بھی مذکور ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم انور کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے۔ اور مکھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اور لباس پر نہ بیٹھتی تھی۔

علامہ امام شہاب الدین خفاجی مصری اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک بہ سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامات و فضیلت کے زمین پر نہ ڈالا گیا۔ اور تعجب ہے کہ باوجود اس کے تمام آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے میں آرام کرتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں، بہ تحقیق قرآن کریم ناطق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور روشن ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ (نسیم الریاض) بقول احمد ندیم قاسمی۔

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں جہاں بھر میں ہے سایہ تیرا

لبِ شیریں اور دندانِ مبارک

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دندان مبارک کشادہ تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانتوں سے نور نکلتا تھا۔

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی اپنی تالیف لطیف ذکر جمیل میں رقم طراز ہیں:۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لبِ مبارک نہایت خوبصورت اور سرخی مائل تھے۔ دندان مبارک کشادہ، روشن و تاباں تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تو دندانِ مبارک سے نور نکلتا دکھائی دیتا تھا۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے تو دیواریں روشن ہو جاتیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی جمائی نہیں آئی۔ باوجود اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک انتہائی چمکیلے اور صاف تھے پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی صفائی کا بھرپور اہتمام فرماتے۔ احادیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک کسی نماز کیلئے تشریف نہ لے جاتے جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک نہ فرما لیتے۔ اور جب بھی کہیں باہر سے گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام مسواک کرتے۔ یہ سب کچھ امت کی تعلیم کیلئے تھا۔ چنانچہ فرمایا! مسواک ہمیشہ کیا کرو کہ وہ سبب ہے منہ کی صفائی اور رب تعالیٰ کی رضا کا۔ نیز فرمایا دو رکعتیں جو مسواک کر کے پڑھی جائیں بغیر مسواک کیے ستر رکعتوں سے بہتر ہیں۔ بقول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ خصوصی نام

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ویسے تو بے شمار اسماء گرامی ہیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف شانوں اور صفات کی ترجمانی کرتے ہیں لیکن پانچ نام ایسے ہیں جن کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی طور پر ذکر کیا ہے۔ امام ترمذی نے جبیر بن مطعم کے حوالہ سے یہ حدیث پاک نقل کی ہے:: رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں، احمد ہوں، میں الماحی ہوں، یعنی اللہ میرے ذریعہ سے کفر کو مٹا دے گا میں الحاشر ہوں یعنی لوگ حشر کے دن میرے قدموں میں جمع ہونگے۔ میں العاقب ہوں یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

عیون الاثر لابن سید الناس جلد اول صفحہ ۳۱

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر نور کا مبداء

مولانا سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ خطبات کاظمی جلد سوم میں بیان کرتے ہیں

یہ درست ہے کہ نور کی کئی قسمیں ہیں۔ وہ نور بصر اور نور سمع بھی ہو سکتا ہے۔ وہ نور عقل اور نور عالم بھی ہو سکتا ہے۔ وہ نور ہدایت اور نور ایمان بھی ہو سکتا ہے۔ وہ ظاہری یا باطنی نور بھی ہو سکتا ہے۔ وہ معنوی یا حقیقی نور بھی ہو سکتا ہے۔ وہ نور حسی بھی ہو سکتا ہے اور عقلی بھی مگر چونکہ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ میں کوئی قید نہیں لگائی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور مطلق ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم و عرفان کا نور ہیں۔ تو عرش و کرسی کا نور بھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقویٰ و ہدایت کا نور ہیں تو لوح و قلم کا نور بھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام اور ایمان کا نور ہیں تو شمس و قمر کا نور بھی۔ الغرض اس عالم امکان میں ہر نور کا مبداء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ نور کا ادراک صرف نور ہی کر سکتا ہے۔

اگر آنکھ نور سے خالی تو آفتاب نصف النہار بھی دکھائی نہ دے گا۔ ملائکہ کے نور حقیقی ہونے سے کوئی انکار کر سکتا ہے۔ وہ ہمہ وقت ہمارے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کا نور ہے ہمہ وقت ہر جگہ موجود ہے۔ اس کے باوجود بے شمار جگہوں پر اندھیرا بھی ہوتا ہے۔ جب یہ اندھیرا ملائکہ بلکہ رب کے نور ہونے کے خلاف دلیل نہیں بن سکتا تو محبوب رب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کے انکار کا ثبوت کیسے بن سکتا ہے۔ جبکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ملائکہ کے نور سے زیادہ لطیف ہے۔ اس پر کلام کرنا ہمیں زیب نہیں دیتا۔

نور کی ہے خبر بس نور کو   اور جانے کون بارے نور کے

رفعت شان و فضیلت

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس وجہ سے بھی سب سے افضل ہیں کہ قیامت کے دن مولیٰ کریم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود عنایت فرمائے گا۔ اور وہ مقام ایسا مقام ہے کہ تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رشک کریں گے۔ اور تمنا کریں گے کہ کاش ہمیں بھی ایسا مقام

نصیب ہو۔ کسی شاعر نے اس بات کو شعر ذیل میں یوں بیان کیا ہے:

ھذا المقام الذی ما نالہ احد

سویٰ محمد ن المبعوث بالحکم

ترجمہ:۔ مقام محمود حبیب خدا اشرف الانبیاء حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ومحاسن، احاطہ تحریر میں نہیں آسکتے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء نامدار متقدمین ومتاخرین اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے عجز وانکسار کا اظہار کر کے اپنی تصانیف کو نامکمل چھوڑ گئے ہیں۔ سیدنا حسان بن ثابتؓ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں دو شعر اجمالاً کہے ہیں

واحسن منک لم ترقط عینی

واجمل منک لم تلد النسآء

خلقت مبرأ من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشآء

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سا حسین کبھی آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سا جمیل کبھی کسی عورت نے فرزند نہیں جنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام عیوب نقائص سے منزہ ومبراء پیدا کئے گئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حسب منشاء پاک وصاف اخلاق حسنہ سے مزین، فضائل ومحاسن سے موصوف دنیا میں ظاہر ہوئے ہیں۔

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت وشان و فضیلت کے فوائد اس طرح بیان کیے ہیں۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے پیچھے، اوپر اور نیچے یکساں دیکھتے تھے۔

☆ اندھیرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حجاب نہیں ہے۔

☆ وہ اندھیرے اور روشنی میں بھی یکساں دیکھتے تھے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا اور جو کچھ بھی اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو مثل کف دست ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاظر وناظر ہیں۔ اور ہر امتی کے ظاہری وباطنی تمام حالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

پیش نظر ہیں۔

☆ حضور ﷺ نے اپنے رب کو بے حجاب ان آنکھوں سے دیکھا۔

☆ عرش وفرش، جنت ودوزخ، لوح محفوظ اور اولیاء اللہ ان کے پیش نظر ہوتے ہیں۔

غرض افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ومناقب احاطہ تحریر سے بالاتر ہیں

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

باب دوم

آباؤ اجدادِ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

شجرہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

تصنیف: الحاج پروفیسر مولانا حامد حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ

رحم اے رحیم اپنی ہی قدرت کے واسطے
دیتا ہوں تیری رحمت و آفت کے واسطے

کر مجھ پر رحم ختم نبوت رسالت کے واسطے
صدیق اولیں کی صداقت کے واسطے

سلمان فارسی کی ریاضت کے واسطے
قاسم کی اتقا و اطاعت کے واسطے

جعفر کے علم و فضل و امامت کے واسطے
اور شاہ بایزید کی اطاعت کے واسطے

ہاں بوالحسن کے خرقہ عزت کے واسطے
ہاں بوعلی کے پایہ رفعت کے وسطے

یوسف کے حسن ذوق عبادت کے واسطے
خالق کے خلق نیک و کرامت کے واسطے

عارف کی حق شناسی طبیعت کے واسطے
محمود کے محامد خصلت کے واسطے

امیتنی صاحب برکت کے واسطے
محمود کے محامد خصلت کے واسطے

میر کلال تارک کثرت کے واسطے
اور نقشبندی اول و حدت کے واسطے

عطار عطر بیز مودت کے واسطے
یعقوب اشک ریز محبت کے واسطے

احرار کے فقر و دولت کے واسطے
زاہد کے زہد و ترک و قناعت کے واسطے

درویش بادشاہ ولایت کے واسطے
اور مقتدائے راہ ہدایت کے واسطے

باقی بحق فنا کن بدعت کے واسطے
شیخ احمد مجدد امت کے واسطے

معصوم خواجہ صاحب عصمت کے واسطے
اور نقشبندی ثانی و حجت کے واسطے

خواجہ بیر ہادی ملت کے واسطے
قطب سپہر جاہ و جلالت کے واسطے

شاہ جمال روئے طریقت کے واسطے
عیسیٰ آسمان حقیت کے واسطے

فیض خزانہ صمد یت کے واسطے
نور یگانہ احدیث کے واسطے

بابا فقیر و سنت کے واسطے
میرے امام شاہ جماعت کے واسطے

شاہ جماعت آیہ حکمت کے واسطے
ان کے کمال شان و فضیلت کے واسطے

ہاں ان کی عفت اور عدالت کے واسطے
ان کے سخاوت و شجاعت کے واسطے

علم حدیث و فقہ شریعت کے واسطے
قرآن کے حفظ و تلاوت کے واسطے

ان کی بزرگی ان کے سیادت کے واسطے
اُن کی ہدایت ان کی قیادت واسطے

اُن کے حج اور ان کی زیارت کے واسطے — عشق نبی میں قطع مسافت کے واسطے

ہاں اُن کی ماہتاب سی صورت کے واسطے — ہاں اُن کی آفتاب سی سیرت کے واسطے

ان کی جلائے طبع قریحت کے واسطے — ان کی صفائے خاطر و طنیت کے واسطے

ان کی ولائے نام نبوت کے واسطے — اُن کی ملک خصال طبیعت کے واسطے

ان کی ادا شناسی قدرت کے واسطے — ان کی صلائے عام اخوت کے واسطے

ان کے وسیع سایہ رحمت کے واسطے — ان کی فقیری اور امارت کے واسطے

ان کے مجاہدات و ریاضت کے واسطے — ان کی افادت او افافت کے واسطے

ان کے خلوص و پاکی نیت کے واسطے — ان کے وثوق قصد و عزیمت کے واسطے

ہاں ان کی بے نظیر خطابت کے واسطے — ہاں ان کی بے عدیل فصاحت کے واسطے

ہاں ان کی نہی منکر و بدعت کے واسطے — ہاں اُن کے امر خیر و شریعت کے واسطے

احکام دین سے ان کی محبت کے واسطے — ادائے دیں سے ان کی عداوت کے واسطے

ان کے وفور جوش غیرت کے واسطے — کافی ہے جو عقول کی حیرت کے واسطے

ان کے عجیب قوت و ہمت کے واسطے — جو وقف ہے جہاں کی خدمت کے واسطے

ان کے فیوض حلقہ بیعت کے واسطے — ان کے تمام اہل ارادت کے واسطے

ان کی عطائے فخر خلافت کے واسطے — اور ان کے صاحبان اجازت کے واسطے

ان کی تمام آل کی عترت کے واسطے — اولاد برگزیدہ سریت کے واسطے

فرزند اکبر اہل کرامت کے واسطے — مخدوم قوم خادم ملت کے واسطے

نور نگاہ نور ہدایت کے واسطے — سب اختران چرخ سیادت کے واسطے

کر فضل اے خدا مرے حضرت کے واسطے — اس خضر گم ہان ضلالت کے واسطے

دے علم مجھ کو کسب فضیلت کے واسطے — دولت دے اپنے بندوں کی خدمت کے واسطے

زندہ رہوں میں تیری محبت کے واسطے — دو جاں دین حق و صداقت کے واسطے

یاں عزم جاں ہو منزل رفعت کے واسطے — دوں حکم فتح یاب ہو جنت کے واسطے

حکم قیام جب ہو قیامت کے واسطے — اذن کرم ہو میری شفاعت کے واسطے

یہ سب کرم ہو شاہ جماعت کے واسطے — یارب کرم ہو شاہ جماعت کے واسطے

طفیل نقشبندی ان گرامی — الٰہی کارما یابد تمامی

سلام: بحضور امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ

السلام اے شہ زمین و زماں — السلام اے خاصہ دوراں
السلام اے شہ علی پوری — کعبہ جان و قبلہ ء ایماں
السلام اے کریم ابن کریم — بحر ذخار رحمت یزداں
السلام اے امیر ملت و دیں — سید و صدر سرور و سلطاں
السلام اے فدائے عشق رسول — یادگار صحابہ ذی شاں
السلام اے ولی و مرشد و قطب — غوث الاعظم و خاصہ خاصاں
السلام اے ظہور آیت حق — مظہر لوح و معنٰی قرآں
السلام اے صدور مصدر کن — و جان و جانان جلوہ گاہ فکاں
السلام اے فروغ دانش و داد — جان دیں روح شرع راح رواں
السلام اے چراغ بزم ازل — مہر چرخ ابد فروغ جہاں
السلام اے ایہا الطبیب علیک — بشنو از قادری سوز بجاں
السلام علیک یا سندی — یا حبیبی تعال خذ بیدی

منقبت بحضور امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

وہ جماعت علی شہ ذی جاہ — حق گزیں حق شناس حق آگاہ

اسوۂ مصطفیٰ کی زندہ مثال — مسلک عشق حق میں مشعل راہ

ہو تو ہو بس وہ قرون اولیٰ میں — نہیں ایسا جہاں میں اب واللہ

عین خلق رسول ﷺ کردارش — گفتہ اش جملہ گفتہ اللہ

علم میں ابو حنیفہ دوراں — فضل میں غوث وقت و خلق پناہ

فکر میں ثانی مجدد ہند — ذکر میں نقشبندی عالی جا

ہر ہدف نا رسیدہ نگرد ا ہند — تیر از شست رفتہ راز رای

تھی رضا جوئی ان کی خالق کو — اور وہ خود تابع رضائے آلہ

شافی قلب مضطر ان کا خیال — حل مشکل کو کافی ان کی نگاہ

قطب ارشاد بھی وہ سید بھی — اس صدی کے وہی مجدد بھی

علی پور سیداں شریف

علی پور سیداں شریف ضلع نارووال سے تقریباً ۱۶ کلو میٹر کے فاصلے پر نارووال پسرور کے درمیان ایک گاؤں ہے اس گاؤں کو حضرت الحاج پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے آباؤ اجداد نے مغلیہ دور میں آباد کیا۔ اس گاؤں میں اکثریت آبادی سادات کرام پر مشتمل ہے جن میں زیادہ تر خاندان امیر ملت محدث علی پوری کے نفوس قدسیہ ہیں علی پور سیداں شریف فقط ایک گاؤں یا بستی ہی نہیں ہے بلکہ رحمتوں برکتوں کی جگہ ہے۔ یہاں پر حقیقی نسب رکھنے والے سادات کرام آباد ہیں۔ جن میں بڑی بڑی برگزیدہ ہستیاں گزری ہیں۔ لاکھوں کروڑوں لوگ علی پور شریف کے سادات عالیہ مقدسہ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے ہیں۔ یہاں پر ہمہ وقت باران رحمت برستا ہے، نعمتوں کی بارش ہوتی ہے، انوار وتجلیات کا ظہور ہوتا ہے۔ علی پور شریف میں حاضری دینے والے انسان کا ظاہر و باطن صاف شفاف پانی کی طرح دھل جاتا ہے۔ اُس کے جملہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات کی پابندی کرنے لگ جاتا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ علی پور سیداں شریف میں ساری برکتیں رحمتیں عنایات ایک عظیم اور لافانی مقدس ہستی کے وجود اطہر مسعود کی مرہون منت ہیں جن کو زمانہ سنوسئی ہند، ابولعرب قدوۃ السالکین۔ زبدۃ العارفین امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پور کے بابرکت مقدس نام سے پکارتا ہے۔ آپ کا مزار پُر انوار علی پور شریف کی سرزمین پر اس سارے علاقے کے لئے باعث برکت و رحمت ہے۔ آسمانی مخلوق ملا اعلیٰ سے جوق در جوق آپ کے مزار اقدس پر اُترتی ہے۔ اور صلی اللہ کے نغمے الاپتی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں زائرین ہر سال آپ کے مزار اقدس پر حاضری دیتے ہیں اور اپنی دلی مرادیں پاتے ہیں۔

مدینہ منورہ سے علی پور سیداں شریف کو خاص نسبت لگن اور تعلق ہے۔ اس گاؤں کے نفوس قدسیہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص دلی محبت کرتے ہیں محافل میلاد عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کانفرنسز ثناخوانی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ہے۔ دلوں میں عشق الٰہی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیپ جلانے شمع روشن کرنے میں ان نفوس قدسیہ کا خاص کردار ہے۔ یہاں پر آنے والے ان گنت لوگوں کی اصلاح ہوتی ہے۔ اُن کے عقیدے درست ہوتے ہیں۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے

لیے غلامان رسول ﷺ بن جاتے ہیں۔

مدینہ منورہ سے نور کی کرنیں تر بتر معطر ہوائیں علی پور شریف کے صاحب مزار حضرت سید جماعت علی شاہ کے روضہ مبارک کی طرف روزانہ سفر کرتی ہیں۔ اور اپنے ہمراہ فیوض و برکات اور نور مصطفےٰ ﷺ کی روشنی لاتی ہیں کسی شاعر نے اس تناظر میں شعر بیان کیا ہے۔

گنبد خضریٰ سے لے کر گنبد بیضی تلک
رحمتیں ہی رحمتیں ہیں نور کے دریا رواں

حقیقت یہ ہے کہ انسان کو دیکھنے والی آنکھ چاہیے۔ جو مقام و مرتبہ حضرت امیر ملت کے خاندان عالیہ مقدسہ کا ہے وہ سرزمین پاکستان پر کسی اور خاندان کو حاصل نہیں ہے ان نفوس قدسیہ کو یہ ارفع مقام ولایت حاصل ہے۔ کہ یہ ہروقت برائے راست دربار رسالت مآب ﷺ سے رہنمائی لیتے ہیں اور مخلوق خدا کی خدمت کرتے ہیں پاکیزہ و مقدس پیکر عشق و محبت میں سب سے بڑھ کر یہ سادات عالیہ کرام حد درجہ مہمان نواز ہیں ان کی مہمان نوازی اور بندہ پروری پوری دنیا میں مشہور ہے۔ کسی کو خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے یہاں خالی دامن آتے ہیں۔ اور جھولیاں بھر کر جاتے ہیں۔ دور جدید میں آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب چمنستان امیر ملت محدث علی پوری کے روشن ستارے اور ولی کامل حضرت الحاج الحافظ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ نے اور حضرت رابعہ بصری کا خطاب حاصل کرنے والی عالمہ حافظہ سیدہ آپا جی صوفیہ ان دو مبارک و مقدس ہستیوں نے رحمتوں اور برکتوں کے وہ خزانے لٹائے کہ فی زمانہ کوئی ان کا ثانی نہیں حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ کی بدولت علی پور شریف کا نام پوری دنیا میں مشہور ہوا۔ حضرت فخر ملت دراصل ایک تحریک اور خوشبو کا نام تھا لاکھوں لوگ ان کے دست شفقت پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے بعد آپ نے علی پور سیداں شریف کو وہ عزت و مقام بخشا کہ آج پوری دنیا میں اس گاؤں کا نام عزت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ حضرت فخر ملت نے امیر ملت کے عظیم اور روحانی مشن کو بحال کیا اور ایک عظیم مجتہد اور محدث کا کردار ادا کیا۔

حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے مزار پرانوار کے احاطہ میں سالانہ عرس مبارک کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں بڑے بڑے جید علماء کرام پیران عظام ان تقریبات میں شرکت کرتے ہیں اور اپنے مواعظہ حسنہ سے لوگوں کو مستفید کرتے ہیں دربار شریف کے احاطہ

میں مدرسہ جماعتیہ نقشبندیہ کی عمارت بھی ہے جہاں طلبہ حفظ قرآن اور حصول علم کی کلاسیں پڑھتے ہیں۔ دربار اقدس سے ملحقہ مسجد نور ہے جس کو سفید سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت فخر ملت نے اپنے دور میں دربار شریف میں کافی تعمیراتی کام کروائے ہیں علی پور شریف میں حضرت نے مہمان خانے تعمیر کراوئے ہیں۔

حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام حضرت سید کریم شاہ تھا جو کے اپنے زمانے کے کامل ولی اللہ تھے۔ جو بھی دعا فرماتے تھے فوری پوری ہوتی تھی۔ حضرت سید کریم شاہ صاحب پابندہ شریعت تھے۔ روحانی اور باطنی علوم پر آپ کو دسترس حاصل تھی۔ آپ نے تقریباً ۱۲۵ سال کی عمر پائی حضرت سید کریم شاہ صاحب کشف وکرامات ولی اللہ تھے۔ آپ کی زندگی کرامات سے بھری ہوئی ہے۔ تقویٰ پرہیز گاری میں کوئی اُن کا ثانی نہ تھا۔ حضرت سید کریم شاہ کے تین فرزند تھے۔

۱۔ حضرت سید نجابت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ بڑے پایہ کے بزرگ اور سیف زبان تھے نہایت خوبصورت خوش مزاج خوش گفتار انسان تھے فرائض وواجبات ونوافل ادا کرتے۔

۲۔ حضرت قبلہ عالم سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت سید صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید کریم شاہ کے تیسرے فرزند تھے۔ جو کہ بڑے متقی پرہیزگار صاحب شریعت تھے اور ولی کامل تھے۔

حضرت امیر ملت کا بچپن اور امتیازی خصوصیات

حضرت امیر ملت کا بچپن عام بچوں سے جداگانہ تھا۔ آپ ابتداء ہی سے ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

فاذ کروی اذ کر کم ترجمہ: تم مجھے یاد رکھو تو میں تمھیں یاد رکھوں گا۔

کے حکم ربانی پر عمل پیرا رہتے۔ حضرت قبلہ عالم پاکیزہ اخلاق اور پسندیدہ اطور کے مالک تھے۔ صفائی اور پاکیزگی کا بچپن ہی سے لحاظ رکھتے تھے خود دار صاحب مروت اور مہمان نواز تھے۔ بچپن میں بھی آپ کا لباس نہایت صاف ستھرا ہوتا اور ہمیشہ اخلاقی گفتگو فرماتے۔

حفظ قرآن اور اتباع شریعت:۔ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری نے بڑی چھوٹی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ گاؤں کی مسجد میں قرآن پاک سنایا تو سب نمازی بے حد

متاثر ہوئے اور آپ کے حافظہ کی تعریف کی علی پور سیداں شریف میں حضرت قبلہ عالم وہ پہلے خوش قسمت بچے تھے جنہوں نے قرآن پاک حفظ کیا آپ کو بچپن ہی سے اتباع شریعت کا اہتمام تھا۔ کبھی کوئی نماز قضاء نہیں ہوتے دی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا بچپن ہی سے خیال رکھتے تھے۔ آپ کی رفاقت میں رہنے والے دوسرے نوعمر بھی احکام شریعت کے پابند ہو گئے تھے۔ آپ کا فیض عام آپ کے بچپن ہی سے ہر ایک کی رہنمائی کا ضامن تھا۔۔

تحصیل علم:۔ حضرت قبلہ عالم کے اساتذہ گرامی کے پورے نام کسی کو معلوم نہیں مگر یہ حقیقت ہے کہ آپ کے اساتذہ آپ کے ساتھ کامل شفقت اور خصوصیت کا برتاؤ کرتے تھے آپ نے حافظ قاری شہاب الدین صاحب کاشمیری سے قرآن پاک حفظ کیا اور پھر ہر سال رمضان شریف میں قرآن پاک سنایا کرتے تھے۔ آپ بڑی خوش الحانی کے ساتھ قرآت کیا کرتے تھے۔ قرآن پاک حفظ کر لینے کے بعد آپ کو مولوی عبدالرشید صاحب علی پوری کی شاگردی میں دے دیا گیا حضرت قبلہ عالم نے اُن سے اردو فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور گلستان۔ بوستان اور مولانا جامی کی احسن القصص پڑھیں۔

جوانی میں آپ نے حضرت مولانا مولوی صوفی قاری عبدالوھاب صاحب امرتسری سے علوم صرف ونحو منطق وغیرہ پڑھے حضرت قبلہ عالم کی ذھانت وفطانت اور ذوق شوق نے آپ کو اپنے ہم سبق ساتھیوں میں امتیازی حیثیت دی۔ اس کے بعد آپ حضرت مولانا غلام قادر صاحب بھیروی کی خدمت میں علوم دینیہ کی تحصیل کے لیے حاضر ہوئے اس کے بعد آپ سہارن پور تشریف لے گئے اور حضرت مولانا محمد مظہر صاحب نے علوم دین کی تعلیم حاصل کی۔ جنہوں نے حضرت امیر ملت کو اپنے علم وعرفان کے سمندر سے بڑی فراخ دلی کے ساتھ فیض یاب کیا۔ اس کے بعد حضرت امیر ملت نے استاد کل حضرت مولانا مولوی فیض الحسن سہارن پوری سے تفسیر وحدیث کے درس حاصل کیے سہارن پور سے آپ لکھنوء گئے اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ناظم ندوۃ العلما سے تلمذ اختیار کیا۔

اس کے علاوہ آپ کانپور شریف میں مولانا احمد حسن صاحب کانپوری کے درس حدیث میں شرکت کی اور فیض یاب ہوئے اس کے علاوہ جن اکابر اساتذہ کرام نے آپ کو اسناد اعطاء فرمائیں ان میں حضرت محمد عمر ضیا الدین (ترکی) حضرت مولانا مولوی عبدالعلی محدث پانی پتی حضرت مولانا مولوی عبدالحق آلہ آبادی مہاجر مکی شامل ہیں۔ (ماخوذ سیرت امیر ملت)

اعطائے خلافت:۔ کچھ عرصہ کے بعد قبلہ عالم حضرت بابا جی فقیر محمد صاحب کی خدمت عالیہ میں چورہ شریف میں حاضر ہوئے۔ یہ آپ کی چورہ شریف میں پہلی حاضری تھی جب واپس ہونے لگے تو حضرت بابا جی نے اپنی دستار مبارک اُتار کر حضرت قبلہ عالم کے سر پر رکھی اور آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور کہا کہ یاد الٰہی کیا کرو کرو اور لوگوں کو اللہ نام بتایا کرو بعض حضرات نے چہ می گوئیاں شروع کیں اور شکایت کی کہ ہم عرصہ دراز سے حاضر خدمت ہیں دن رات محنت کرتے ہیں تعمیل ارشاد میں سرگرم رہتے ہیں۔ اور یہ ابھی آئے اور ان کو ابھی بلند رتبہ عطا کر دیا گیا۔ حضرت قبلہ بابا جی نے فرمایا۔ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا حافظ جی صاحب چراغ بتی، تیل سب کچھ اس کا دیا ہوا ساتھ لائے تھے۔ میں نے تو فقط چراغ کو روشن کیا ہے۔

امیر ملت کے اخلاق:۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری کا طریق محبت تھا۔ آپ کمال شفقت و محبت کا برتاؤ کرتے۔ جود و سخا کا یہ حال تھا کہ کبھی کسی سائل کو واپس نہیں کرتے تھے۔ آپ خُلق عظیم کے بلند رتبے پر فائز تھے۔ آپ کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر لاکھوں کافر مسلمان ہوئے۔ کبھی آپ نے خلاف شریعت کوئی کام نہ کیا۔ حضرت قبلہ عالم پابندی شریعت اور اتباع سنت کے ساتھ ساتھ نہایت متقی و پرہیز گار بھی تھے۔ خدمت و ایثار کا جذبہ رکھتے تھے۔ اپنے دشمنوں کو بھی نوازتے تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی کمال عاجزی اور سادگی کے ساتھ گزاری۔ حضرت قبلہ عالم درویش صفت اور سخی ولی اللہ تھے۔ بڑے مہمان نواز تھے۔ دن رات مہمان آتے آپ طرح طرح کے کھانے پکواتے اور اُن کو دستر خوان پر عزت کے ساتھ بٹھا کر کھانے کھلاتے آپ کی ذات اقدس میں فقر و حیا پایا جاتا تھا۔ علماء کرام ثنا خوان مصطفےٰ کی دل کھول کر خدمت کرتے تھے۔ آپ نے کبھی دینی، قومی، یا فلاحی کام کے لئے کر اپنے مریدین و متوسلین سے چندہ طلب نہیں کیا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ اور مکمل ایمان تھا حضرت امیر ملت نے طویل عمر پائی آپ نے اپنا سارا وقت تبلیغ وارشاد میں گزارا حضرت امیر ملت محدث علی پوری اپنے پیر خانہ کا حد درجہ احترام فرماتے تھے۔ پیر خانے سے جو بھی درویش علی پور شریف آتے آپ ان کی ایسی خدمت کرتے وہ بہت خوش ہو کر واپس جاتے حضرت قبلہ عالم نے اتنے زیادہ حج کیے کہ کسی کو بھی صحیح تعداد معلوم نہیں جب بھی حج کے لیے تشریف لے جاتے بیشتر مریدین کو اپنے ہمراہ لے جاتے قبلہ کے زمانہ میں آپ حجاز مقدس تشریف لے جاتے تو

عربوں کی دل کھول کر مدد کرتے آپ نے مدینہ فنڈ قائم کیا جسکی وجہ سے آپ کو ابوالعرب کا لقب عطا کیا گیا۔ دربار رسالت ﷺ میں آپ کو خصوصی مقام حاصل تھا۔ آپ حضور سرور کائنات کے لاڈلے بیٹے ہیں آپ کا رابطہ ہر وقت دربار نبوی ﷺ سے قائم دائم رہتا تھا آپ قاسم تھے حضور ﷺ سے فیوضات حاصل کرتے تھے۔ اور مخلوق خدا میں تقسیم کرتے تھے۔

امیر ملت وتصوف :۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری اپنے وقت کے مجدد وغوث اور قطب تھے وہ سلطان الاولیا تھے غوث اعظم کے درجہ ولایت پر متمکن فائز تھے۔ مجتہد شیخ طریقت ملت اسلامیہ تھے۔ آپ فقط ہندوستان کے کامل ولی ومرشد نہ تھے۔ بلکہ پوری دنیا میں آپ کو بلند وارفع مقام ولایت حاصل تھا عرب ہو یا عجم آپ کی ولایت کے زیر سایہ تھا تاجدار کائنات کے منظور نظر تھے۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری کا تصوف ترک دنیا نہ تھا۔ آپ اچھا نہایت پاکیزہ لباس پہنتے اور دنیاوی کام سرانجام دیتے۔ شریعت وسنت کے پابند تھے اور یاران طریقت کو بھی شریعت وسنت کی پابندی کی تاکید کرتے تھے۔ جو لوگ اطمینان قلب کے ساتھ ایسا کرتے ہیں ان کے قلوب پر صفات الٰہی کا پرتو پڑتا ہے۔ اور وہ مقامات بلند پر فائز ہوتے ہیں یہ تصوف ہے اور یہی حضور ﷺ کا اسوہ حسنہ ہے۔ حضرت قبلہ عالم نے تصوف کو زندہ کیا آپ کا سلسلہ نقشبندہ مجددیہ تھا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی تقلید شریعت اور اتباع سنت کی از بس تاکید فرماتے یہ قبلہ عالم کا شیوہ اور طریقہ تھا جملہ عبادات اور اطاعات کو سنت کے مطابق انجام دینے کو آپ تصوف کی روح سمجھتے تھے اللہ کا ذکر کرنا تہجد کی پابندی کرنا درود شریف پڑھنا نماز روزہ اور دیگر فرائض حقوق العباد ادا کرنا اخلاق اعمال وعادات میں سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرنا آپ کا معمول تھا۔

یہ بات حقیقت ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جملہ سلاسل اولیا سے بڑا افضل سلسلہ ہے حضرت مجدد الف ثانی طریقہ نقشبندیہ کو زیادہ افضل سمجھتے تھے حضرت قبلہ عالم نقشبندی تصوف پر سختی سے قائم تھے اور بزرگان سلسلہ عالیہ کے تصوف کی تجدید وتوسیع میں کوشاں رہتے تھے۔ طریقت کے پانچ ارکان ہیں۔

۱۔ذکر ۲۔فکر ۳۔مراقبہ ۴۔محاسبہ ۵۔رابطہ

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یک زمانہ صحبت با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا او نشیند در حضور اولیاء

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی قدس سرہ العزیز نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے۔

طریقہ ما از نوادر است دعوۃ الوثقی است

انیسویں اور بیسویں صدی میں تصرف و روحانیت کا یہ نمونہ حضرت قبلہ عالم نے پیش کیا۔ آپ نے پیروی شریعت اور اتباع سنت کے اصل نقشبندی طریق پر عمل کیا اور دوسرں کو بھی اس راہ پر چلنے کا پابند کیا۔ اچھا کھانا اور اچھا کھلانا صاف اور اچھا لباس پہننا اور دوسروں کو اس کی ہدایت کرنا سنت نبوی ﷺ کی پیروی امور دنیا کو احکام شریعت کے مطابق انجام دینا حقوق اللہ اور حقوق العباد جو اچھی طرح کرنا پاکیزہ اخلاق و اختیار کرنا دن رات خدا کے ذکر میں مشغول جو یاران طریقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ اُن کے گھر اور کاروبار کی تفصیلات معلوم کرتے تھے اُن کے لیے دعا فرماتے تھے حضور قبلہ عالم کا تصوف شریعت وسنت پر مبنی تھا آپ نے طریقت وتصوف کو قرون اولیٰ کی سیدھی سچی راہ پر چلایا دوسرے ملکوں میں پہنچ کر تصوف میں غیر اسلامی عناصر شامل ہو گئے ہیں اُن کو یکسر اجتناب کیا اور اُسی پرانے تصوف پر عامل و کار بند رہے۔ جو عہد رسالت اور دور سلف صالحین کا خاصہ اور جسے مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ نے اختیار کیا ہے۔

تحریک پاکستان وامیر ملت:۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور نے ۶ اپریل ۱۹۷۰ء کو اپنی اشاعت ملی میں ایک مقالہ ”تحریک پاکستان کا نڈر مجاہد“ کے عنوان سے شائع کیا تھا۔ جس میں مقالہ نگار نے لکھا تھا۔

”حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کی بصیرت کا یہ عالم تھا کہ وہ ہر تحریک جو ہندوستان میں چلائی جاتی ۔ آپ اُس کا بغور مطالعہ فرماتے اور ایسی تحریکیں جو مسلمانوں کے خلاف ہوتیں یا مذہبی و دینی لحاظ سے اُن کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتی تھیں۔ آپ حکومت وقت کی پروا کیے بغیر اُن کے خلاف تبرد آزما ہو جاتے تھے۔“

۱۹۴۰ء میں جب قرارداد لاہور پاس ہوئی تو آپ نے اُس کی زبردست حمایت کی اور پاکستان کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ایک سرگرم مبلغ کی حیثیت سے مسلمانان پاک و ہند کو بیدار کیا۔ آپ مسلم لیگ کے زبردست حامی تھے اور قائداعظم کی مقبولیت کے لیے کام کرتے رہے۔ پیر صاحب نے اپنے مریدوں سے کہہ رکھا تھا کہ میں اُس شخص کی نماز جنازہ نہیں

پڑھاؤں گا جس نے تحریک پاکستان میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ نہ لیا ہو۔

حضرت قبلہ عالم نے تحریک قیام پاکستان کی تائید وحمایت کے لیے سارے برصغیر کے دورے فرمائے تھے۔ مسلم لیگ کو مقبول بنانے کے لئے آپ نے تقاریر کیں جملہ یاران طریقت کو مسلم لیگ کی حمایت کرنے کا حکم فرمایا۔

حضرت قبلہ عالم نے برصغیر پاک وہند میں اپنی سادات برادری کو بھی خطوط لکھے اور مسلم لیگ کی حمایت کی تلقین کی۔ آیان ٹالبوٹ نے تحریک پاکستان کے لئے حضرت امیر ملت کی کوششوں اور مسلم لیگ کی پنجاب میں کامیابی کیلئے آپ کے کردار پر اپنی کتاب

THE GROWTH OF MUSLIM LEAGUE IN PUNJAB

میں تفصیلاً روشنی ڈالی ہے مسلم لیگ کی کامیابی وتائید واعانت کے لیے قبلہ عالم نے خاص طور پر علمائے دین، مشائخ عظام کو خاص طور پر توجہ دلائی۔ اور بتایا کہ

''یہ دین کا کام ہے۔ آپ سب خدمت قوم حمایت دین پر مستعد ہو جائیں۔ صوفیائے کرام سے آپ خاص طور پر کہتے آپ نے تمام عمر گوشہ نشینی میں گزار دی ہے اب دین کی خدمت کا وقت آ گیا ہے اس لیے میدان عمل میں آ جائیے اور اپنا فرض ادا کیجئے''

سُنی کانفرنس (جمعیۃ العلمائے ہند) کے عظیم الشان اجتماع میں بھی آپ نے مسلم لیگ کی حمایت کا زور وشور سے اعلان کیا تھا۔ اس طرح ہر اجتماع میں بلاخوف وخطر آپ حق کی حمایت میں آواز بلند فرماتے اور اس کا خاطر خواہ اثر ہوتا تھا۔ آپ کی تقریر کے دوران بعض مخالفین نے سوال کیا کہ جناح کافر ہے یا مسلمان آپ نے برجستہ فرمایا۔ تم نے کونسی اُس کے ساتھ رشتہ داری کرنی ہے جو اس کا مذہب دریافت کرتے ہو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ہم نے جناح صاحب کو اپنا امام یا قاضی یا نکاح خوان مقرر نہیں کیا بلکہ وہ ہمارے وکیل ہیں ہم سب کا کام ہے جس کو وہ کر رہے ہیں۔ یہ پوچھنے سے کیا حاصل کہ اُن کا مذہب ومسلک کیا ہے۔ اہل جلسہ اس اسلوب بیان مطمئن ہو گئے۔ حضرت مولوی نعیم الدین صاحب نے بڑھ کر حضرت کے پاؤں پکڑ لیے اور اعتراف کیا کہ اب مسئلہ صاف ہو گیا۔

حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا ''مولوی صاحب وہ پاکستان بنانے کی کوشش کر رہا ہے اُسے کامیابی ہوگی'' پھر آپ نے فرمایا۔ پاکستان کے مخالفین کان کھول کر سن لیں کہ پاکستان بن کر رہے گا اللہ رب العزت سے اُس کی منظوری ہو چکی ہے پاکستان ہم سب کا

ہے اکیلے مسٹر جناح کا نہیں ہے وہ ہمارا کام کر رہے ہیں۔ ہمارے وکیل ہیں۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری کی جب کشمیر میں قائداعظم محمد علی جناح سے ملاقات ہوئی تھی تو حضور قبلہ عالم نے قائداعظم کو دو جھنڈے عطا کیے ایک سبز دوسرا سیاہ نقد سو روپیہ بھی عطا کیا اور پاکستان کی کامیابی کے لیے دعا فرمائی۔

۱۹۴۶ء کے انتخابات کو تحریک پاکستان میں بڑی حیثیت اور اہمیت حاصل تھی۔ حضرت قبلہ عالم نے بنفس نفیس ملک بھر کے دورے کیے حضور قبلہ عالم کے خلفاء نے بھی اپنے حلقوں کے دورے کیے اور سب تک حضور کا یہ پیغام پہنچایا کہ ''ہر شخص صرف مسلم لیگ کو ووٹ دے''

حضرت قبلہ عالم نے اشتہارات چھپوائے اور ایک فتویٰ اخبارات میں شائع کیا کہ ''جو شخص مسلم لیگ کو ووٹ نہ دے اُس کا جنازہ مت پڑھو اور اسے اپنے قبرستان میں مت دفن ہونے دو''

قائداعظم نے الیکشن کے لیے موزوں امیدواروں کو ٹکٹ دیے تھے کچھ علما حضرات قبلہ عالم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور التماس کی کہ ہم کو بھی جناح صاحب سے کہہ کر ٹکٹ دلوایئے آپ نے ہر ایک سے فرمایا۔ ''مولوی صاحب میں نے خود اپنے لیے کوئی ٹکٹ نہیں لیا آپکو کیسے دلواؤں'' اُن کے اصرار پر فرمایا۔

آپ کا کام قال اللہ قال الرسول اللہ مسلمانوں تک پہنچانا ہے جاؤ اپنا کام کرو یہ جن کا کام ہے اُن کو کرنے دو۔

جب الیکشن کا وقت آیا تو مسلم لیگی اُمیدوار آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے کہ انتخابات میں ہماری مدد فرمایئے چنانچہ الیکشن کی کامیابی کے لیے حضور قبلہ عالم نے دوبارہ ہندوستان کے مختلف علاقوں کے دورے فرمائے۔

تحریک پاکستان میں حضور قبلہ عالم نے جتنا روپیہ خرچ کیا اُس کا اندازہ لگانا دشوار ہے۔ لاکھوں روپے مسلم لیگ کو چندے میں دیے اور لاکھوں روپے الیکشن پر بھی خرچ کیے۔ جب تقسیم برصغیر اور پاکستان کا اعلان ہوا تو حضرت قبلہ عالم بے حد مسرور ہوئے کہ آج ہماری کوششوں کا مثبت نتیجہ نکل آیا ہے آپ نے قائداعظم اور دوسرے زعما کو مبارک باد کے تار ارسال کیے۔

قائداعظم محمد علی جناح کو آپ نے مبارکباد کے تار میں تحریر فرمایا

"ملک گیری آسان ہے ملک داری بہت مشکل ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ملک داری کی توفیق عطا فرمائے"

امیر ملت اور ختم نبوت:۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو مسلمان بے حد مضطرب ہوئے سب علماء اور صلحاء نے اُس کے دعوے کی تکذیب کی اور حضرت امیر ملت بھی اس فتنے کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے نومبر ۱۹۰۴ء میں سیالکوٹ کے مسلمان وفد بنا کر حضور کے پاس آئے اور اطلاع دی کہ مرزا غلام احمد اپنے مذہبی تبلیغ کے لیے سیالکوٹ آنے والا ہے۔ آپ فوراً سیالکوٹ پہنچ گئے اور مختلف بازاروں محلوں اور مساجد میں بڑے پیمانے پر جلسے منعقد کیے دوسرے علماء کو بھی دعوت دے کر بلایا چنانچہ آپ نے تقریباً ایک ماہ سیالکوٹ میں قیام فرمایا سارے اخراجات بذات خود برداشت کیے۔

اسی طرح ایک بار مسلمانانِ لاہور کا ایک وفد علی پور سیداں آیا اور حضرت امیر ملت سے مرزا کے مقابلے کے لیے لاہور چلنے کی درخواست کی لاہور آپ ۱۹۰۸ء میں تشریف لے گئے بادشاہی مسجد میں جمع پڑھایا اور جمعہ کے بعد ایک عظیم لشان جلسے سے خطاب فرمایا۔

آپ نے فرمایا میری عادت پیشن گوئی کرنے کی نہیں ہے لیکن میں پیشن گوئی کرتا ہوں کہ مرزا غلام احمد عنقریب ذلت و رسوائی کی موت مریگا اور تم اُسکی موت اپنی آنکھوں سے دیکھو گے" اسی جلسے میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ۔ اگر مرزا میرے روبرو آ کر اپنے دعویٰ و رسالت کو صحیح ثابت کر دے یا کوئی روحانی طاقت دکھا دے تو میں اُس کو پانچ ہزار روپے نقد انعام دینے کو تیار ہوں"

حضور امیر ملت محدث علی پوری نے یہ بھی اعلان کیا کہ "جب تک مرزا یہاں سے چلا نہ جائے میں لاہور سے نہیں جاؤں گا پھر آپ نے جلسہ کے شرکاء سے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرنے والا کہاں ٹھہرا ہوا ہے وہ تو ہمارے سامنے آنے کی کیا ہمت کرے گا چلو ہم اُس کے پاس چلتے ہیں"

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف سے تشریف لائے تھے ایک جمعہ کی نماز اور جلسہ کے بعد حضرت قبلہ عالمؒ سے انہوں نے فرمایا کہ شاہ صاحب میں تو واپس جاتا ہوں آپ اپنا کام جاری رکھیں حضرت قبلہ عالم نے اُن سے کہا آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر کیسے تشریف لے جائیں گے

حضرت پیر صاحب نے فرمایا میں گھر سے شکار کرنے آیا تھا مگر مجھے معلوم ہوا کہ یہ شکار میرے مقدر میں نہیں بلکہ آپ کے مقدر میں ہے اس لیے آپ ٹھہریں اور اپنا کام کرتے رہیں۔

حاجی مہتاب دین صاحب لاہوری ان جلسوں کے اہتمام میں پیش پیش رہتے تھے یہ جلسے ہر روز ہوا کرتے تھے علماء کرام تشریف لاتے حاضرین سے وعظ فرماتے آخر میں حضرت قبلہ عالم خطاب فرماتے اور ختم نبوت کے مسئلہ پر روشنی ڈالتے۔ ان جلسوں میں جید علما کرام شریک ہوتے مخلوق خدا بھی ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں جلسوں میں حاضر ہوتے آخر کار ۲۴۔۲۵ مئی کی درمیانی رات حضور قبلہ عالم نے اعلان فرمایا کہ ''میں مرزا کو چوبیس گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں کہ وہ آ کر میرے ساتھ مباحثہ کرے پھر سب لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں آپ سب کے روبرو اعلان کرتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے وہ میرے مقابلے کو نہیں آئے گا کیونکہ میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سچا ہے اور میں سچے دل سے اس سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اللہ تعالیٰ آئندہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس جھوٹے نبی سے ہمیں نجات عطا فرمائے گا مرزا غلام احمد نے ایک بار کہا تھا کہ جو ہیضے کی موت مرے گا وہ کتے کی موت مرے گا آسمان کا تھوکا منہ پر آیا جس رات قبلہ عالم نے جلسے میں پیشن گوئی فرمائی اُسی رات تھوڑی دیر بعد مرزا کو ہیضہ ہوا نصف شب گزرنے تک مرض نے شدت اختیار کر لے آخر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کی صبح تک مرزا غلام احمد مر گیا ۔حاجی مہتاب احمد صاحب نے حضور قبلہ عالم کو مرزا کی موت کی خبر سنائی حضور سنتے ہی سجدۂ شکر بجا لائے کہ اللہ نے مسلمانوں کے ایمان کو محفوظ رکھا اور اپنے حبیب پاک کی صداقت ظاہر فرمائی۔

تعلیمات امیر ملت :۔ حضرت قبلہ عالم علوم نقلی و شرعی کے جید عالم فقیہ اور محدث تھے چنانچہ آپ کامل طور پر احکام شرعیہ کے پابند رہے۔ اور مریدین و متوسلین کو بھی اسی راہ شریعت پر عمل پیرا فرماتے تھے آپ شاہباز اوج طریقت تھے تمام عمر یاران طریقت کو تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کرتے رہے۔ اور سب کو اعلیٰ روحانی مدارج پر پہنچا دیا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروری فرماتے تمام یاران طریقت کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔

''نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور دیگر فرائض کی ادائیگی کی سخت تاکید فرماتے''

جزئیات و فروعات میں بھی پابندی شریعت کا تاکیدی حکم دیتے تھے۔ اسی طرح مکروہات سے دور رہنے کا بھی حکم دیتے تھے۔ اور معمولات زندگی میں ہر طرح کی ممنوعات

شرعیہ سے باز رہنے کی سخت تاکید فرماتے تھے۔ ساز۔ طبلہ۔ میوزک سننا ناجائز سمجھتے تھے تمباکو نوشی، حقہ، سگریٹ، بیڑی سگار وغیرہ نہ پینے کی سخت تاکید فرماتے تھے۔

حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے فیض اور توجہ سے سینکڑوں۔ ہزاروں عورتیں بے حد نیک اور پارسا بن گئیں۔ آپ عورتوں کو نماز روزے کے مسائل بتاتے اور پابندی کی سخت تاکید فرماتے تھے۔ حضور امیر ملت محدث علی پوری یاران طریقت کو پابند شریعت وسنت بنانے میں خصوصی توجہ فرماتے تھے خطا کاروں اور گنہگاروں پر آپ زیادہ توجہ فرماتے تھے اور حضور کی توجہ سے اُن کی دنیا اور دین سدھر جاتے تھے۔ الغرض حضرت امیر ملت کا ہر ہر فعل اقوال سنت محمد ﷺ اور احکامات خداوندی کے تابع تھا۔

لما تقولون مالا تفعلون وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔ حضرت امیر ملت نے پہلے اپنی ذات گرامی اقدس کو عملی نمونہ پیش کر کے ثابت کیا پھر دوسروں کو حکم دیا۔

یہ حقیقت ہے کہ حضرت امیر ملت محدث علی پوری کی تعلیمات ہمارے لیے صراط مستقیم پر چلنے کے لئے مشعل راہ ہیں آپ کی زندگی امت مسلمہ کے لیے مثالی نمونہ ہے آپ کی تعلیمات پر کاربند ہو کر ہم اپنے دینی دنیاوی مسائل حل کر سکتے ہیں اور سیدھی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ حضور سرور کائنات ﷺ کے تصدق حضرت کے درجات بلند فرمائے آمین۔ تاریخ میں اُن کا نام نامی مبارک روشن وتاباں ہے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تاریخ ان کی مساعی جمیلہ پر اُن کو سلامی پیش کرتی رہے گی۔

وصال مبارک امیر ملت:۔ انجمن خدام الصوفیہ کا سالانہ جلسہ ۱۰۔۱۱ مئی ۱۹۵۱ء حضرت قبلہ عالم کی زیر صدارت منعقد ہوا ۹ رمضان المبارک کو آپ مسجد میں تراویح ادا کر رہے تھے۔ کہ آپ کو بخار ہو گیا۔ تراویح کے بعد آپ نے حکم دیا کہ جوہر ملت سید اختر حسین کو فیصل آباد سے فوری طور پر بلایا جائے حضرت قبلہ عالم کے حکم کے مطابق حکیم خادم علی صاحب کو بلایا گیا اور علاج شروع کیا گیا بخار اتر گیا، لیکن کمزوری زیادہ ہو گئی۔

حضرت قبلہ عالم کے خلف اکبر اور سجادہ نشین اول حضرت پیر سید محمد حسین شاہ سفر پر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اور حضور کے وصال سے چند روز قبل واپس علی پور شریف تشریف لائے تھے ایک مائی سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کے لیے آئی اور آپ نے اس کو حکم فرمایا کہ محمد حسین شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لے حضرت جوہر ملت فرماتے ہیں کہ آپ کی بیماری کے

دوران ایک دن میں نے جرأت کر کے عرض کیا کہ ہمارے لیے جو مناسب حکم ہو صادر فرمایا جائے۔ تا کہ ہم ساری زندگی اُس پر عمل کرتے رہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

میرا ایمان رہا ہے کہ خلقِ خدا کی خدمت سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں تمہارا بھی اگر اسی پر عمل رہا تو پھر تمھیں دنیا و آخرت میں کوئی پرواہ نہیں رہے گی۔ آخری دن مہمانوں کو حسب الحکم کھانا کھلا دیا گیا۔ آپ نے معمول کے مطابق اپنے وظائف پورے کیے پھر دریافت کیا کہ ساتھ والے کمرے میں کون ہے۔ جوھر ملت نے عرض کیا کہ گھر کی عورتیں۔ آپ نے حکم فرمایا کہ اُن سے کہا جائے کہ گھر کو جائیں اور کوئی فکر نہ کریں۔ بس اتنا فرمانا تھا کہ آواز رک گئی اور سانس آنا بند ہو گیا۔ آخر کار ۲۶، ۲۷۔ ذیقعد ۱۳۷۰ ہجری بمطابق ۳۰، ۳۱۔ اگست 1951 کی شب آپ نے اس دار فانی سے سفر فرما کے بقائے دوام حاصل کیا آپ کے آخری دیدار کے لیے اور جنازہ میں شرکت کے لیے پاکستان کے طول وعرض سے لاکھوں کی تعداد میں مخلوق خدا علی پور شریف میں جمع ہونا شروع ہو گئی تھی۔ جنازہ کے ساتھ لمبے لمبے بانس مضبوطی سے باندھ دیے گئے تھے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ کندھا دے سکیں۔ ہجوم کی زیادتی کے باعث جنازے کو گاؤں سے کافی دور لے جا کر کھلے میدان میں رکھا گیا۔ حضرت قبلہ عالم کے پیر و مرشد کے پوتے حضرت صاحبزادہ محمد شفیع صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ چورہ شریف نے نماز جنازہ پڑھائی پھر لاکھوں عقیدت مندوں نے روئے مبارک کی زیارت کی تیسرے دن قل شریف میں بے شمار خلقت اور یاران طریقت شامل تھے ختم شریف اور صلاۃ و سلام پڑھ کر حضرت قبلہ عالم کی روح مبارک کو ایصال ثواب کیا گیا۔ ہر جمعرات کو ختم شریف کے بعد ایصال ثواب کیا جاتا تھا۔ چہلم شریف کو چورہ شریف کے صاحبزادگان نے حضرت الحاج الحافظ سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ کی دستار بندی کی۔ (ماخوذ از سیرت امیر ملت)

منقبت بحضور حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

حق نے کیسی بخشی ہے؟ فطرت علی پوری
جان جانِ جاناں ہیں حضرت علی پوری

اس کی حاضری ہوگی بالیقین درِ شاہ پر
جس کے دل میں مضطر ہے حسرت علی پوری

نور برستا ہے روز و شب فضاؤں میں
کیا بیاں ہو لفظوں میں نکہت علی پوری

کیوں نہ تڑپیں پروانے سوز جذب ایماں سے
شمع سریزداں ہیں جلوت علی پوری

مجھ کو اہل عرفاں بھی اہل عشق کہتے ہیں
کیا حسیں ودیعت ہے نسبت علی پوری

ذرہ ذرہ مرقد کا کیوں نہ مہر تاباں ہو
شمع حق مجسم ہیں حضرت علی پوری

فیض شاہ افضل سے جس طرف نگاہ پہنچی
خود چمک اٹھی دل میں صورت علی پوری

حضرت منور نے وہ نور کا حق بخشا
ذروں میں نمایاں ہے کثرت علی پوری

آفتاب تاباں ہیں ایسے حضرت خورشید
ہر کرن سے چھنتی ہے زینت علی پوری

کیوں نفیس کی نظریں مشتعل نہ جلوے ہوں
چشم و دل پہ چھائی ہے رحمت علی پوری

سجادہ نشینان حضور امیر ملت علی پور سیداں

سجادہ نشین اول: سراج الملت حضرت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین دوم: شمس الملت حضرت پیر سید نور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین سوم: جوہر الملت حضرت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین چہارم: فخر الملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین پنجم: ظفر الملت حضرت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی

سراج الملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضور قبلہ عالم کے خلف اکبر تھے آپ کی تاریخ پیدائش غالباً ۱۸۸۰ کی ہے آپ نے چھوٹی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ آپ ہر سال ترتیل کے ساتھ تراویح میں قرآن پاک سنایا کرتے تھے۔ آپ نے امرتسر میں حضرت الحاج مولانا نور احمد صاحب سے عربی کی درسی کتب پڑھیں۔ امرتسر سے آپ دہلی گئے اور وہاں مدرسہ امینیہ میں داخلہ لیا درس نظامی کی تمام

اعلیٰ کتابیں، تفسیر۔ حدیث۔ فقہ ادب وغیرہ کی تکمیل آپ نے یہاں پر کی۔ مدرسہ امینیہ میں آپ نے دورہ حدیث ختم کیا تو دستار بندی کے لیے حضرت مولانا مولوی محمود الحسن صاحب تشریف لائے تھے انہوں نے اپنی دستار اُتار کے آپ کے سر پر رکھی اور آپ کے لیے دعا کی حضرت سراج الملت کو عربی اور فارسی زبان پر کامل عبور حاصل تھا اپنی تحریر وتقریر میں ان دونوں زبانوں کا استعمال بڑی جرات سے فرماتے تھے۔

۳۳۔۱۹۳۲ میں حج کے موقع پر آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے تو جہاں دوسرے لوگوں نے ڈھیروں تبرکات اور تحفے خریدے آپ نے بھی لاتعداد عربی کتابیں خرید فرمائیں۔ یہ کتابیں ہندوستان میں نایاب تھیں۔ آپ نے علی پور شریف میں کتب خانہ قائم کیا۔ حضرت سراج الملت نے مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف کا تمام انتظام وانصرام بڑے احسن طریقہ سے سرانجام دیئے۔

حضرت سراج الملت اپنے وقت کے کامل مرشد اور جلیل القدر عالم محدث اور فقیہہ تھے۔ آپ مشکل سے مشکل مسائل پر بھی قلم برداشتہ فتویٰ لکھ دیتے تھے۔ حضرت سراج الملت نہایت متقی۔ پرہیزگار پابند شریعت وپابند سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ شریعت وسنت پر عمل آپکی سرشت بن چکا تھا۔

حضرت قبلہ عالم کی مانند آپ بھی بڑے سخی وجواد تھے۔ یتیموں اور بیواں کی خاص طور پر خبر گیری فرماتے تھے۔ مدرسہ کے طلباء کی بھی ہر قسم کی ضروریات پوری کرتے تھے حضرت سراج الملت تحریک پاکستان میں پیش پیش رہے۔ اور تقاریر فرماتے تھے اس سلسلے میں آپ کو ملک کے دور دراز علاقوں میں دورے بھی کرنے پڑتے تھے۔ ہر جگہ پند ونصائح اور قومی معاملات پر گفتگو فرماتے تھے حضرت سراج الملت بڑے متواضع اور حلیم الطبع بزرگ تھے ہر ایک سے شفقت اور نرمی سے پیش آتے تھے۔ طبیعت میں بڑی سادگی تھی حضرت سراج الملت کی شادی آپ کے تایا حضرت پیر سید نجابت علی شاہ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ کے تین بچے تھے۔ حضرت سید اختر حسین شاہ حضرت سید انور حسین شاہ اور سردار فاطمہ حضرت سراج الملت نے ۱۶؍ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو وصال فرمایا اور خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کو حضرت قبلہ عالم امیر ملت کے مزار اقدس کے دائیں طرف مغرب کی سمت دفن کیا گیا۔ وصال مبارک کے وقت آپ کی عمر پچاس سال تھی۔

خادم الملت حضرت الحاج الحافظ سید خادم حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ قبلہ عالم کے منجھلے صاحبزادے تھے آپ بڑے ذہین اور متقی تھے ہمیشہ نماز فجر کے بعد کلام پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ تبلیغ وارشاد کے لیے پاکستان کے دور دراز علاقوں کا سفر کرتے تھے اور لوگوں کو اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرماتے تھے یاران طریقت کی خوشی غمی میں شریک ہوتے تھے۔ آپ وسیع الاخلاق خوش مزاج بردبار اوصاف حسنہ سے آراستہ تھے غرباء و مساکین کی دست گیری اور حاجت روائی آپ کا شیوا تھا آپ کی شادی آپ کے تایا حضرت سید نجابت علی شاہ کی صاحبزادی سے ہوئی جن سے آپ کا ایک صاحبزادہ پیدا ہوا جن کا نام گرامی حضرت الحاج الحافظ پیر سید نذر حسین شاہ تھا۔ آپ نے اپنا ایک ذاتی کتب خانہ قائم کیا تھا۔ آپ کو مطالعہ کتب کا بہت شوق تھا۔ اپ کا وصال مبارک ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو ہوا اور آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے آپ کو حضرت قبلہ عالم کے روضہ شریف میں بائیں جانب طرف مشرقی سمت میں دفن کیا گیا۔

نجم الملت حضرت الحاج الحافظ صاحبزادہ پیر سید نذر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سید نذر حسین شاہ عالم دین حافظ قرآن ولی کامل تھے۔ آپ خوش اخلاق متقی پرہیز گار اور پابند شریعت، پابند سنت نبوی تھے، آپ کی ذات گرامی ایک روشن تابندہ ستارے کی مانند تھی آپ ایک ہر دلعزیز ہستی کے مالک تھے۔ یاران طریقت آپ کے فیوضات مقدسہ سے مستفید ہوتے اور آپ کے پاس ہر وقت مخلوق خدا کا ہجوم ہوتا تھا بڑے ملنسار تھے، خوشبوں محبتوں کا پیکر تھے۔ آپ دربار شریف اور یاران طریقت کی خدمت میں اپنا وقت صرف فرماتے تھے۔ بفضلہ تعالیٰ ان کے دو صاحبزادے حضرت پیر سید منظر حسین شاہ صاحب اور حضرت پیر سید اشتیاق حسین شاہ صاحب ہیں اور دو صاحبزادیاں ہیں خدا اُن سب کو اپنے فضل و کرم سے نوازے آمین۔ حضرت نجم الملت بڑے دور اندیش اور درویش صفت مرد مومن تھے۔ ہمیشہ حق بات کرتے تھے سچائی کا ساتھ دیتے تھے آپ نے ۸ فروری ۲۰۰۸ء کو وصال فرمایا اور خالق حقیقی سے جا ملے خدا اُن کے درجات بلند فرمائے آمین۔

شمس الملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید نور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت قبلہ عالم کے تیسرے اور سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے آپ کی تاریخ پیدائش ۱۸۹۹ء ہے آپ شکل وصورت میں حضرت قبلہ عالم کی مشابہت رکھتے تھے۔ آپ نے قاری شہاب الدین سے قرآن پاک حفظ کیا آپ نے مدرسہ نقشبندیہ میں کئی علماء فضلاء سے درس لیا پھر مولانا ہزاروی صاحب سے کتب تفسیر وحدیث کی تکمیل کی حضرت شمس الملت ابتداء سے ہی پابندی شریعت اور اتباع سنت پر کاربند تھے۔ تقویٰ پرہیزگاری خوش طبعی دریادلی آپ کے اوصاف حسنہ کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ حضرت قبلہ عالم آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ رب تعالیٰ نے اس کو میرے دل سے خاص حصہ عطا فرمایا ہے۔

حضرت شمس الملت کئی دفعہ حج بیت اللہ اور زیارت روضہ نبوی کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت شمس الملت کو تبلیغ وارشاد سے کامل دلچسپی تھی اکثر طویل دورے فرماتے تھے اور دور دراز مقامات کا سفر کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خدمت کرتے تھے۔ مہمان نوازی آپ کی طبیعت مبارکہ کا خاصہ تھی۔

حضرت شمس الملت نے اپنے فیض سے ہزاروں لوگوں کو مستفید کیا ضرورت مندوں اور سائلوں کی بھرپور مدد فرماتے تھے حضرت قبلہ عالم کی دینی ملی اور رفاہی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے حضرت شمس الملت کی شادی حضرت پیر سید علی حسین شاہ کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ جن سے ایک صاحبزادہ حضرت پیر سید بشیر حسین شاہ پیدا ہوئے۔

حضرت صاحبزادی بنت رسول عرف بوجی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا

حضرت قبلہ عالم کی اولاد میں صرف ایک ہی صاحبزادی تھیں۔ آپ کا نام بنت رسول اور عرف بوجی صاحبہ تھا آپ کی دینداری۔ تقویٰ، خوش اخلاقی زبان زد خاص وعام ہے آپ کی شادی حضرت صادق علی شاہ کے صاحبزادے حضرت پیر سید اولاد حسین شاہ سے ہوئی تھی۔ آپ کی صرف ایک اولاد تھی حضرت حاجی حافظ مولوی پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب۔ ان کی شادی حضرت شمس الملت کی صاحبزادی سعید فاطمہ صاحبہ سے ہوئی۔

حضرت بوجی صاحبہ بڑی فراخدل اور غریب نواز خاتون تھیں آپ کسی کو دکھی اور غمگین دیکھتی تو ہر طرح سے اسکی مدد فرماتیں تھیں آپ کا عرس شریف کے دن ۱۱ مئی ۱۹۵۳ کو اعلیٰ علیین

کے روانہ ہو گئیں۔ آپ کو حضور قبلہ عالم کے روضہ شریف کے اندر ایک کونے میں دفن کیا گیا۔

حضرت سیدہ آپا جی صوفیہ دامت برکاتم العالیہ

حضرت شمس الملت کی صاحبزادی حضرت سیدہ آپا جی صوفیہ آج کے دور کی رابعہ بصری ہیں آپ نہایت ہی متقی پرہیزگار نیک دل اور درویش صفت ہیں آپ خاندان امیر ملت کے لیے باعث عزت وتکریم ہیں۔ چمنستان سرور عالم کی روشن کلی ہیں۔ آپا جی صوفیہ بڑی مہمان نواز ہیں مہمان نوازی میں کوئی آپ کا ثانی نہیں۔

سارا دن مہمانوں کو کھانا کھلانا اور تحفے تحائف دے کر رخصت کرنا آپ کا شیوا ہے۔ مخلوق خدا دور دراز سے آپ سے دعائیں کروانے علی پور شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور اپنی مرادیں پوری کر کے اور جھولیاں بھر کر جاتے ہیں۔

آپا جی صوفیہ کی شادی حضرت پیر سید انور حسین شاہ سے ہوئی تھی۔

حضور سرور کائنات ﷺ حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے تصدق حضرت سیدہ آپا جی صوفیہ کو لمبی زندگی خیر و برکت کے ساتھ عطا فرمائے۔ آمین

جوہر الملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین سوئم جوہر ملت حضرت الحاج الحافظ حضرت پیر سید اختر حسین شاہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے جلیل القدر پیر طریقت حضرت قبلہ عالم حضرت پیر سید جماعت علی شاہ کے جانشین تھے آپ شمس الملت حضرت پیر سید نور حسین شاہ کے وصال مبارک کے بعد سجادہ نشین دربار حضرت امیر ملت محدث علی پوری مقرر ہوئے آپ عظیم عالم دین اور مصنف تھے۔ فقیہہ و حدیث کے امام تھے حضرت امیر ملت کی زندگی اور آپ کے کارہائے نمایاں پر آپ نے ایک مستند اور معرکۃ الآراء کتاب سیرت امیر ملت کے نام سے تحریر کی جو کہ علم و حکمت کا بیش بہا خزانہ ہے۔

آپ جلیل القدر عالم دین اور فصیح البیان خطیب تھے۔ آپ نے عربی فارسی کی مکمل تعلیم حاصل کی اور درس نظامیہ کے بعد دورۂ حدیث ختم کیا آپ دربار شریف میں اُمور خانہ داری اور مہتمم اعلیٰ کی حیثیت رکھتے تھے اسی لیے آپ کا زیادہ تر وقت انتظامات کی نذر ہو جاتا تھا مگر اس پر بھی آپ کے تبلیغ و ارشاد کے مشاغل جاری رہتے تھے۔ اور فتویٰ نویسی میں آپ مفتی مدرسہ کی راہنمائی بھی فرماتے رہتے تھے۔ حضرت جوہر ملت تبلیغی اور مذہبی جلسوں میں بھی شرکت

فرماتے تھے۔ اور حاضرین بڑے شوق سے آپ کے عالمانہ اور مدلل خطابات سنتے اور فیض حاصل کرتے تھے۔

حضرت قبلہ عالم کے ہمراہ پاکستان کے طول وعرض میں سفر بھی کرتے تھے۔ اور آپ کی خدمت بجالاتے تھے اسی طرح انجمن خدام الصوفیہ کے کاموں میں اور دینی خدمات میں پیش پیش رہتے تھے۔

حضرت جوہر ملت حلیم الطبع، متواضع اور مہمان نواز بزرگ تھے۔ فیاض طبعی اور سیر چشمی کے ساتھ ساتھ حزم واحتیاط معاملہ فہمی اور دوراندیشی کی صفات سے آراستہ تھے۔ دور دور سے لوگ اپنی مشکلات اور معاملات میں مشورہ اور راہنمائی حاصل کرنے آتے تھے۔ اور آپ بڑی بردباری اور دانشمندی سے اُن کو اپنے مشوروں سے سرفراز کرتے اور اُن کی اعانت فرماتے۔

حضرت جوہر ملت کی شادی آپ کے ماموں حضرت پیر سید علی حسین شاہ کی صاحبزادی سے ہوئی تھی آپ کے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں

جگر گوشہ جوہر ملت حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جگر گوشہ جوہر ملت چیئرمین حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ ایک عظیم ہستی مبارکہ تھی۔ آپ کے چہرہ اقدس سے نور امیر ملت اور نور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جھلکتا تھا آپ حکمت وبصیرت و دانش مندی کا زندہ ماڈل تھے فیض مسلسل کی طرح تھے باران رحمت تھے آپ جوہر ملت کے بڑے صاحبزادے اور حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ کے بڑے بھائی تھے آپ کو فخر ملت سے کمال قلبی محبت تھی وفا کے موتی آپ کی ذات میں چمکتے تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی حضرت فخر ملت اور حضرت امیر ملت کے مہمانوں کی خدمت گزاری میں گزاردی لنگر شریف دربار عالیہ علی پور شریف کے جملہ انتظامات آپ کے ذمہ تھے۔ اور آپ نے یہ فرائض بہ احسن انجام دیئے۔

حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ ایک چمکتے قیمتی ہیرے کی مانند تھے۔ نبض شناس بھی تھے اور وسیع النظر بھی۔ حضرت فخر ملت کو قبلہ عالم مانتے تھے۔ اور حضرت فخر ملت کے مقام ولایت کا مکمل ادراک رکھتے تھے یہی وجہ تھی اگرچہ عمر میں بڑے تھے لیکن اپنے چھوٹے بھائی فخر ملت کا احترام ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔ اپنے آپ کو پیر نہیں فقیر کہلواتے تھے۔ پیروں کے دیس میں فقیر

بن کر رہے۔ جو بھی آپ کو ملنے آتا آپ سے بیعت کی تمنا کرتا اُسے حضرت فخر ملت کی طرف بھیجتے تھے۔ اور اُسے فرماتے تھے کہ فخر ملت اپنے زمانے کے کامل ولی ہیں ان سے جا کر بیعت کرو۔

حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ بڑے سخی دل، مہمان نواز تھے عرس مبارک کے موقع پر میں نے بذات خود اُن کو سارا دن اور ساری رات مخلوق خدا کے لیے لنگر شریف پکواتے دیکھا حضرت کو شہادت نصیب ہوئی آپ کسی پیر بھائی کی صلح کروانے مرید کے تشریف لے گئے تھے راستے میں مرید کے نارووال روڈ پر آپ کی گاڑی کو حادثہ پیش آیا ۲ مارچ ۲۰۰۷ کو آپ کا وصال ہوا حضرت فخر ملت کو آپ کی جدائی کا بڑا غم تھا آپ کے وصال کے بعد حضرت فخر ملت اکثر آپ کو یاد کرتے تھے اور آپ کے درجات کی بلندی کے لیے دعا فرماتے اللہ اس عظیم شہزادہ رسالت مآب کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطاء فرمائے آمین۔

چیئرمین حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ کی شادی حضرت حاجی حافظ پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب کی صاحبزادی حضرت سیدہ مسرت فاطمہ سے ہوئی تھی۔ آپ کے کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔

منقبت بحضور حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کس چمن کے جوہر ہیں حضرت اشرف حسین
سر بسر معطر ہیں حضرت اشرف حسین
آفتاب جہاں بھی چشم جھکاتا ہے
اس جناب کا در ہیں حضرت اشرف حسین
سرمۂ بصیرت سے کس طرح نہ ہو تعبیر
آل پاک حیدر ہیں حضرت اشرف حسین
حسرتوں کی دنیا بھی مظہر طہارت بھی
دل میں یوں منور ہیں حضرت اشرف حسین
جان و روح میں بس کر قلب میں کیوں نہ چمکیں
روح مشک و عنبر ہیں حضرت اشرف حسین
اس دیار فانی میں کانٹوں سے جدا ہو کر

پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی صاحب
کے مختلف محافل میں اندازِ کریمانہ

خلد کے گل تر ہیں حضرت اشرف حسین

عالم تحیر میں اس زمیں کا کیا کہنا
مثل ماہ و اختر ہیں حضرت اشرف حسین

غوثیت کے پرتوں سے روضہ مطہر میں
کیا نفیس و اطہر ہیں حضرت اشرف حسین

باب سوئم

سیرت طیبہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

وہ صانع افضل بہت افضل ماوراء افضل
وہ مقصود افضل خوب افضل بے گمان افضل
یہ حروف افضل الفاظ افضل نام افضل
شان افضل پیر افضل یہ خیال افضل

افضل حسین شاہ تھے یکتا ہی شان میں
ان کی مثال اب کہاں پورے جہان میں
جب بھی یہ نام نامی لبوں پہ آئے گا
حلاوت ملے گی آپ کو اپنی زبان میں

شجرہ طیبہ

فرمان الٰہی ہے: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ۔ (پارہ ۲۷)

ترجمہ ''اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملایا اور ان کے عمل میں ذرا سی بھی کمی نہیں کی''۔

حضرت قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب والدین کی جانب سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ اس طرح آپ نجیب الطرفین ہیں۔ آپ کے آباء واجداد سب کے سب مومن و متقی، صالح و برگزیدہ حیثیت کے حامل تھے اور آیت بالا کے صحیح مصداق۔ گویا آپ کا شجرہ نسب صحیح معنی میں اس آیت شریفہ سے مطابقت رکھتا ہے۔

کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ

ترجمہ ''مثل اس پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ قائم ہے اور شاخیں آسمان میں ہیں''۔

حضرت قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اس مقدس اور مستحکم درخت کی وہ پاکیزہ شاخ تھے، جن کا شجرہ نسب ان کے تقدس کی دلیل اور جن کے اعمال صالحہ ان کی علوشان پر شاہد عادل ہیں۔ آپ کی حیات پاک اپنے آباء واجداد اور بالخصوص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکمل اتباع میں بسر ہوئی اور اس آخری دور میں آپ نے اعلائے کلمۃ الحق اور اتباع سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ایمان افروز اور روح پرور مثال قائم کی کہ باید وشاید۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ترجمہ ''یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہے اپنے فضل سے نوازے''۔

حضرت فخر ملت حسنی وحسینی سید ہیں آپ کا شجرہ نسب آپ کے والد گرامی جوہر الملت حضرت پیر سید اختر حسین شاہ کی طرف سے اور آپ کی والدہ ماجدہ کی طرف سے حضور سرور کائنات سے جا ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کا مقام ومرتبہ آپ کی حقیقی نسبت محمدیہ کی بدولت بلند سے بلند ہوتا چلا گیا ہے۔ آپ غوث الاعظم اور سلطان الاولیاء کے درجہ ولایت پر فائز ومتمکن ہوئے آج پوری دنیا میں آپ کی عظمت وجلالت وشان وشوکت کا ڈنکا بجتا ہے اور آپ کے نام لیوا لوگوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔

پدری شجرۂ نسب

۱	رسول اکرم و نبی محترم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
۲	سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت رسول خدا ﷺ (زوجہ) حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام
۳	حضرت حسین ابن علی سید الشہداء رضی اللہ عنہ
۴	حضرت علی ابن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ
۵	حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ
۶	حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ
۷	حضرت محمد مامون قطب شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
۸	حضرت علی عارض رحمۃ اللہ علیہ
۹	حضرت حسین رحمۃ اللہ علیہ
۱۰	حضرت سید طاہر احمد رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	حضرت سیّد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ
۱۲	حضرت سید عارف رحمۃ اللہ علیہ
۱۳	حضرت سیّد خسرو رحمۃ اللہ علیہ
۱۴	حضرت سیّد اسد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۵	حضرت سیّد کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ
۱۶	حضرت سیّد نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۷	حضرت سید عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۸	حضرت سید شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ
۱۹	حضرت سید خلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۲۰	حضرت سید حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۱	حضرت سید نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۲	حضرت سید منصور رحمۃ اللہ علیہ
۲۳	حضرت سید جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۴	حضرت سید علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۵	حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ
۲۶	حضرت سید امام الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۷	حضرت سید میر احمد رحمۃ اللہ علیہ
۲۸	حضرت سید محی الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۹	حضرت سید حسین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
۳۰	حضرت سید محمد سعید نوروز رحمۃ اللہ علیہ
۳۱	حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ
۳۲	حضرت سید میر محمد رحمۃ اللہ علیہ
۳۳	حضرت سید میر عبدالرحیم محمد رحمۃ اللہ علیہ
۳۴	حضرت سید امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۵	حضرت سید محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ
۳۶	حضرت سید محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ
۳۷	حضرت سید منور علی رحمۃ اللہ علیہ
۳۸	حضرت سید کریم شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۹	امیر ملت محی السنت مجدد دوراں قیوم زماں قدوۃ السالکین حضرت حاجی حافظ پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ۔
۴۰	سراج الملت حضرت پیر سید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۴۱	جوہر الملت حضرت پیر سید اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۴۲	فخر الملت حضرت پیر سید محمد افضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

مادری شجرۂ نسب

۱	رسول اکرم و نبی محترم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۲	سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (زوجہ) حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام
۳	حضرت حسین ابن علی سیّد الشہداء رضی اللہ عنہ
۴	حضرت علی ابن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ
۵	حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ
۶	حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ
۷	حضرت محمد مامون قطب شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
۸	حضرت علی عارض رحمۃ اللہ علیہ
۹	حضرت حسین رحمۃ اللہ علیہ
۱۰	حضرت سید طاہر احمد رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	حضرت سیّد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ
۱۲	حضرت سید عارف رحمۃ اللہ علیہ
۱۳	حضرت سیّد خسرو رحمۃ اللہ علیہ
۱۴	حضرت سیّد اسد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۵	حضرت سیّد کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ
۱۶	حضرت سیّد نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۷	حضرت سید عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۸	حضرت سید شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ
۱۹	حضرت سید خلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۲۰	حضرت سید حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۱	حضرت سید نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۲	حضرت سید منصور رحمۃ اللہ علیہ
۲۳	حضرت سید جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۴	حضرت سید علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۵	حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ
۲۶	حضرت سید امام الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۷	حضرت سید میر احمد رحمۃ اللہ علیہ
۲۸	حضرت سید محی الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۹	حضرت سید حسین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
۳۰	حضرت سید محمد سعید نوروز رحمۃ اللہ علیہ
۳۱	حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ
۳۲	حضرت سید میر محمد رحمۃ اللہ علیہ
۳۳	حضرت سید میر عبدالرحیم محمد رحمۃ اللہ علیہ
۳۴	حضرت سید امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۵	حضرت سید محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ
۳۶	حضرت سید محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ
۳۷	حضرت سید منور علی رحمۃ اللہ علیہ
۳۸	حضرت سید کریم شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۹	حضرت سید نجابت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۴۰	حضرت سید علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۴۱	حضرت سیدہ منیر فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا
۴۲	فخر الملت حضرت پیر سید محمد افضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

شجرہ طریقت

۱	رسول اکرم و نبی محترم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۲	امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
۳	حضرت سیدنا سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ
۴	حضرت سیدنا قاسم ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
۵	حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ
۶	حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
۷	حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
۸	حضرت بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ
۹	حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰	حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	حضرت خواجہ محمد عارف دیوگری رحمۃ اللہ علیہ
۱۲	حضرت خواجہ محمد الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۳	حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ
۱۴	حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ
۱۵	حضرت خواجہ میر کلال رحمۃ اللہ علیہ
۱۶	حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ (نقشبندی اول)
۱۷	حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
۱۸	حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ
۱۹	حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
۲۰	حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ
۲۱	حضرت خواجہ درویش رحمۃ اللہ علیہ

۲۲	حضرت خواجہ محمد مقتدیٰ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ
۲۳	حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
۲۴	حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
۲۵	حضرت خواجہ محمد معصوم عراۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ
۲۶	حضرت خواجہ حجۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ (نقشبندی ثانی)
۲۷	حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ
۲۸	حضرت خواجہ قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ
۲۹	حضرت خواجہ حافظ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۰	حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ
۳۱	حضرت بابا فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ
۳۲	حضرت خواجہ نور محمد تیراہی رحمۃ اللہ علیہ
۳۳	حضرت خواجہ بابا فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ
۳۴	حضرت امیر ملت خواجہ بابا جی سید جماعت علی شاہ محدث یگانہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۵	حضرت خواجہ پیر سید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۶	حضرت خواجہ پیر سید اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۷	حضرت فخر ملت خواجہ پیر سید محمد افضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۸	حضرت ظفر الملت خواجہ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی

ولادت باسعادت

امام المتقین امام المحققین رئیس المتکلمین جامع معقول ومنقول۔ سلطان مبلغ الاولیاء سلطان الطریقہ قدوۃ السالکین۔ زبدۃ العارفین۔ عارف ربانی عظیم البرکت وعظیم المرتبت۔ آفتاب رشد وہدایت فقیہہ اعظم عالمی مبلغ اسلام تاجدار علی پور کاشف اسرار حقیت وطریقہ شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء والفضلہ۔ شہزادۂ رسالت مآب جانشین امیر ملت جگر گوشہ جوہر الملت حضور قبلہ فخر الملت حضرت الحاج الحافظ قاری مفتی پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی ۱۸ جنوری ۱۹۴۲ء بمطابق ۳۰ ذوالحجہ ۱۳۶۰ھ بروز اتوار خانوادۂ امیر ملت میں پیدا ہوئے۔ شجرہ نسب ۴۲ ویں پشت میں جا کر نور مجسم آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ سے جا ملتا ہے آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے سنوسئ ہند ابو العرب بانی پاکستان حضرت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے بشارت دی تھی کہ سید اختر حسین شاہ کے گھر بیٹا پیدا ہوگا اُس کا نام سید افضل حسین شاہ رکھنا۔ صاحبزادہ حافظ قرآن بھی ہوگا اور ساری زندگی قرآن یاد بھی رکھے گا اور اللہ کا کامل ولی بھی ہوگا۔

آپ کی پیدائش پر آپ کے دادا اور اُس وقت کے عظیم شیخ طریقت سراج الملت حضرت پیر سید محمد حسین شاہ نے ۴۰ دیگیں پکوائیں اور مخلوق خدا میں تقسیم کیں۔

حضرت سیدہ آپا جی طاہرہ بی بی دامت برکاتہم العالیہ علی پور شریف نے مجھے یہ بات بتائی کہ حضور قبلہ فخر ملت کی والدہ محترمہ نے بتایا کہ جب حضور فخر ملت کی ولادت باسعادت ہوئی تو اُس سے پہلے مجھے خواب میں ایک ولی اللہ ملے۔ اُن کے ہاتھ میں ایک نورانی بچہ تھا۔ انہوں نے وہ بچہ میری گود میں ڈال دیا۔ میں نے دیکھا اس کے چہرے سے نور نکل رہا تھا۔ وہ فرماتی ہیں کہ مجھے اُن بزرگوں نے فرمایا کہ یہ تبرک ہے رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے بھیجا ہے۔ اس کے بعد حضور فخر ملت مجھے عطا ہوئے اور ان کی پیدائش مبارکہ ہوئی۔

آپ فرماتی ہیں کہ حضور قبلہ فخر ملت جب میرے شکم مبارک میں تھے تو میری غیبی مدد ہونا شروع ہوگئی۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں سوٹ کیس اور بیگ کھولتی تو اُدھر پیسے پڑے ہوتے اور اگر تکیہ ٹھیک کرتی تو پیسے پڑے ہوتے برتنوں میں پیسے پڑے ہوتے اور وہم وگمان میں بھی نہ ہوتا کہ یہ پیسے کہاں سے آئے ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ قبلہ کی والدہ محترمہ نے یہ بھی بتایا کہ جب حضور فخر ملت پیدا ہوئے تو اُن کی دائیں آنکھ سے ایک نور کی لاٹ نکلی تھی روزانہ کسی نہ کسی

وقت میں وہ لاٹ یعنی روشنی دکھائی دیتی تھی لیکن انہوں نے اس بات کو عام نہیں کیا کہ کہیں کسی کی نظر نہ لگ جائے۔ وہ بتاتی ہیں کہ بعض دفعہ حضور قبلہ فخر ملت کی آنکھ مبارک سے اتنا زیادہ نور اور روشنی نکلتی کہ دیکھی نہیں جاتی تھی اور آنکھیں چندھیا جاتی تھیں۔

(حضور قبلہ فخر ملت کی والدہ محترمہ آپ کی پیدائش کے بعد دو سال زندہ رہیں)

حضور قبلہ فخر ملت کی پیدائش سے پہلے محمود خان جماعتی جو قبلہ عالم محدث علی پوری کے مرید تھے۔ اُنہوں نے خواب سنایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ کہ آقائے نامدار سرکار دو عالم ﷺ بھی تشریف فرما ہیں اور باقی اور بھی کافی افراد بیٹھے ہیں۔ اتنے میں ابوالعرب حضور قبلہ عالم محدث علی پوری تشریف لائے اور اُن کے ساتھ ایک بچہ بھی انگلی پکڑے ہوئے آ رہا ہے۔ میں نے پوچھا حضور یہ بچہ کون ہے؟ تو حضور قبلہ عالم محدث علی پوری نے فرمایا یہ بچہ سرکار دو عالم ﷺ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب کے لیے تحفہ لائے ہیں محمود خان صاحب کہتے ہیں کہ میں اُٹھا اور فوراً اپنی بیوی کو پوچھا کہ ضرور حضور قبلہ فخر ملت کی والدہ محترمہ پر اللہ تعالیٰ نے کوئی مہربانی کی ہوئی ہے۔ تو اُن کی بیوی نے کہا کہ جی ہاں۔ آج کل ا کے ہاں بیٹا یا بیٹی ہونے کو ہے تو محمود خان کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ضرور بیٹا ہی ہوگا۔ خان صاحب نے پھر سب کو پہلے ہی بتانا شروع کر دیا کہ اختر پیر صاحب کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ کچھ دن بعد افضل پیر صاحب کی پیدائش ہوئی۔

بچپن

حضور فخر ملت بچپن ہی سے عادات و اطوار میں جداگانہ شخصیت کے حامل تھے۔ آپ سنجیدہ طبیعت اور خوش گفتار تھے صفائی اور نفاست پسند تھے۔ آپ میں ان گنت اخلاقی خوبیاں تھیں۔ بچپن ہی سے کرامات کا ظہور تھا۔ آپ نے اپنا بچپن کھیل کود میں ضائع نہیں کیا بلکہ آپ کی رغبت حصول علم میں تھی آپ کو بچپن سے ہی اللہ کی پاک کلام قرآن مجید سے محبت تھی سات سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ بڑوں کا ادب کرنا اور عزت و احترام کرنا آپ کو ورثے میں ملا تھا۔ حضرت امیر ملت اور حضرت جوہر الملت کی رہنمائی اور شفقت و محبت آپ کو ہر لمحہ حاصل تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ منیر فاطمہ تھیں جو نہایت پاکباز اور متقی تھیں۔ انہوں نے کمال شفقت کے ساتھ آپ کی پرورش کی۔

جب فخر ملت ۱۹۳۲ء میں علی پور سیداں کی مقدس سرزمین پر پیدا ہوئے حضرت امیر ملت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ اُس وقت زندہ تھے آپ نے فخر ملت کے متعلق فرمایا تھا کہ

''میرے بعد ولی کامل عظیم عالم دین ہوگا اور مخلوق خدا کی خدمت کرے گا''

حضرت فخر ملت بچپن ہی سے بڑے ذہین خاموش طبع اور صبر وتحمل مزاج کے حامل تھے۔ اپ کی خوش اخلاقی سخاوت، پاکیزگی آپ کے اوصاف حسنہ کی امتیازی صفات ہیں۔ آپ اوائل عمر سے ہی بڑے پرہیزگار دین دار متقی، سادہ مزاج، اور حلیم الطبع تھے آپ بچپن سے ہی شریعت اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے صفائی کو بے حد پسند فرماتے تھے۔ اور عادات واعمال میں سنت نبوی کی پیروی کرتے تھے۔

درحقیت اللہ تعالیٰ نے فخر ملت کو بچپن سے ہی ظاہری اور باطنی علوم سے بہرہ ور فرمایا تھا۔ وہ کم سنی میں ہی برکتوں اور رحمتوں والے سیدزادے تھے چہرہ مبارک سے ایسا نورِ حقیقت عیاں تھا کہ ہر کوئی چھوٹی سی عمر میں بھی آپ کا ادب واحترام کرنا اپنے لیے فخر سمجھتا تھا حضرت فخر ملت پر بچپن سے ہی حضور سیدنا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم تھی حضرت امیر ملت محدث علی پوری کی راہنمائی آپ کے لیے چراغ راہ تھی۔ آپ کو علم حقیت سے نوازا گیا تھا۔ کم سنی میں سیف زباں مشہور ہو چکے تھے لوگ آپ سے چھوٹی عمر میں ہی دعائیں کرواتے تھے اوراُن کی مرادیں پوری ہو جاتیں تھیں۔

حلیہ مبارک

روشن چہرہ: جو ماحول کو منور کردے۔ عقابی آنکھیں: جن میں ایمان کی چمک۔ نور بکھیرتی ہوئی کشادہ پیشانی: جس پر سجدوں کے نشان۔ موتیوں کی طرح لڑیوں میں پروئے ہوئے آبدار۔ دانت: جنھیں دیکھ کر ستاروں کی چمک یاد آئے۔ رسیلے ہونٹ: جن سے خطابت کا رس ٹپک ٹپک کر الفاظ کے دوش پر بیٹھ کر سامعین کے کانوں میں اترتا چلا جائے۔ گوری رنگت، دلکش نقوش، من موہنی صورت، اک پیکر رعنائی وزیبائی، جیسے کسی مصور کا شہہ پارہ چلنے میں وقار، بیٹھنے میں افتخار، اُٹھنے میں یلغار، ملنے میں انکسار، ہر پہلوئے شخصیت چمکدار۔

جمال یار کی رنگینیاں بیاں نہ ہوئیں
گرچہ ہزاروں کام لیا ہم نے خوش بیانی سے

حضرت فخر ملت کے چہرۂ اقدس سے نور مصطفےٰ روز روشن کی طرح عیاں تھا بہار کی سی تروتازگی دکھائی دیتی تھی۔ جو بھی آپ کی زیارت کرتا تھا آپ کا دیوانہ ہو جاتا تھا۔ سرخ وسفید چہرہ جو چاند کی طرح روشن وتاباں تھا۔ آپ صبح درخشاں کے نمائندے تھے۔ آسمانی مخلوق دکھائی دیتے تھے۔ آپ حقیقی شجرہ نسب رکھنے والے جگر گوشہ، سرور دو عالم تھے حسنی وحسینی سید تھے جدھر بھی تشریف لے جاتے تھے ماحول کو رنگ ونور سے روشن کر دیتے تھے۔ سادہ لباس پہنتے تھے۔ اور سادہ غذا تناول فرماتے۔ آپ کی چشمان مقدس سے نکلنے والا نور دراصل نور مصطفےٰ ہوتا تھا۔ جو دلوں میں اُترتا چلا جاتا تھا۔ اور تقدیر بدل دیتا تھا۔

جوانی

حضرت فخر ملت شریف النفس پاکباز اور جود وسخا کا پیکر اتم تھے حسین وجمیل تھے خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صفات آپ کی ہستی مبارکہ میں پائی جاتی تھیں۔ آپ نے اپنی جوانی علم نافع حاصل کرنے اور عمل صالح کرنے میں گزاری خوش خلقی صدق وصفا اور ایثار وقربانی کا جذبہ آپ کی ذات قدسی میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جوانی میں بھی آپ کے علم وفضل، کشف وکرامات کے چرچے دور دور تک پھیل چکے تھے مذہبی وعلمی کتابیں پڑھنے کا آپ کو بڑا شوق تھا حضرت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب نے علی پور سیداں شریف میں کتب خانہ قائم کیا تھا جہاں پر انہوں نے دنیا کے کونے کونے سے نادر کتابوں کے نسخے جمع کئے تھے حضرت فخر ملت کتب خانے کی دیکھ بھال اور نگرانی بھی فرماتے تھے اور بڑے ذوق وشوق کے ساتھ کتابوں کا مطالعہ بھی کرتے تھے۔ آپ فصیح البیان نوجوان خطیب تھے عشق رسول اور محبت اہل بیت پر بڑی جامع تقاریر فرماتے تھے دور دراز شہروں سے آپ کو مجالس میں تقریر فرمانے کے لیے دعوت نامے آتے تھے لوگ بڑی منت وسماجت کر کے آپ کو محافل میں شرکت کے لیے اپنے ہمراہ لے جاتے تھے اور آپ کے شیریں ودلپسند خطاب اور مواعظ حسنہ سے مستفید ہوتے تھے حضرت فخر ملت بچپن اور نوجوانی سے ہی سچے اور پکے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ کی اکثر تقاریر میں اپنے جد امجد فخر کونین ساقی کوثر حضور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کا رنگ غالب دکھائی دیتا تھا خود بھی احکام خداوندی کی پابندی فرماتے تھے۔ اور اپنے یاروں دوستوں اور پیروکاروں کو بڑی سختی کے ساتھ شریعت الٰہی اور طریقت محمدی پر کاربند ہونے کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ کی گفتگو میں عجیب

چاشنی ہوتی تھی۔ جو لوگوں کو آپ کا گرویدہ کر لیتی تھی۔ آپ اکثر مجالس میں حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے عظیم کارنامے بیان فرماتے تھے۔ اور قبلہ عالم کی ہستی ستودہ صفات کو خراج عقیدت پیش کرتے تھے۔ نور و رحمت کا پیکر تھے جدھر بھی جاتے تھے رحمتیں اور برکتیں بانٹتے جاتے تھے۔ علم و حکمت کا سمندر تھے مسائل دینی کی تشریح بڑے آسان الفاظ میں پیش کرتے تھے۔ کہ عوام الناس کو آپ کے خطابات زبانی یاد ہو جاتے تھے۔

شادی

حضور سیدی فخر ملت کی شادی حضور پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ آپ کا نکاح مبارک ۱۱ رمئی کو عرس مبارک والے دن ہوا تھا۔ نکاح کے بعد حضور قبلہ فخر ملت نے لوگوں سے خطاب بھی فرمایا تھا اور آپ کے خطاب کا عنوان نماز تھا۔ آپ کے الفاظ تھے "جو لوگ جنت کے لیے نماز پڑھتے ہیں وہ تاجر ہیں اور جو دوزخ سے ڈر کر پڑھتے ہیں وہ غلام ہیں۔ نماز اگر پڑھنی ہے تو احکام الٰہی سمجھ کر پڑھو کیونکہ یہ نبی پاک سرور دو عالم سیدنا محمد ﷺ کا پسندیدہ فعل اور ارشاد گرامی قدر ہے"

عرس سے اگلے دن حضور قبلہ فخر ملت کا ولیمہ تھا جس میں مخصوص لوگوں کی شرکت تھی۔ تقریب بڑی ہی سادہ لیکن پر وقار تھی۔ سنت نبوی ﷺ کی پیروری مقصود تھی۔ نہ نمود و نمائش نہ فضول خرچی۔ حقیقتاً اسلامی تعلیمات کے مطابق عاجزی و انکساری الغرض حضور قبلہ فخر ملت کی جوانی بھی پاکیزگی۔ سادگی۔ عاجزی اور وقار کا نمونہ و ماڈل تھی۔

تعلیم و حفظ قرآن مجید

حضور فخر ملت نے ۱۹۴۹ء میں یعنی سات سال کی چھوٹی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا بعد آزاں درس نظام اور دورہ حدیث شریف مکمل کیا۔ ۱۹۴۹ء میں جب حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نارووال میں نماز جمعہ پڑھانے کیلئے تشریف فرما ہوئے تو آپ نے فرمایا "نارووال والو! دیکھو اتنی چھوٹی عمر میں میرے پڑپوتے نے قرآن مجید حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اور اب یہ تمہیں قرآن پاک سنائیں گے"۔ تو حضور فخر ملت علیہ الرحمہ نے حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں ہزاروں لوگوں کے اجتماع میں منبر پر کھڑے ہو کر قرآن پاک سنایا جس سے حاضرین پر عجب وجد طاری ہو گیا۔ آپ نے جید اساتذہ محترم مولوی عبدالرشید جھنگوی

اور مولانا غلام رسول صاحب سے ابتدائی تعلیم مکمل کی اُس وقت سے لے کر تادم وصال قرآن مجید آپ کو یاد رہا اور ہر سال رمضان شریف میں نماز تراویح میں قرآن پاک سنانے کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ آپ اپنے وصال تک تقریباً چھپن (۵۶) مصلے تراویح میں سُنا چکے تھے۔ آپ کو قرآن پاک سے بے پناہ محبت تھی۔ ایک دفعہ سابق صدر پاکستان پرویز مشرف نے مشائخ کونشن اسلام آباد میں منعقد کیا جس میں ڈی سی او نارووال کے ذریعہ سے سجادہ نشین امیر ملت حضور فخر ملت کو شرکت کے لیے دعوت نامہ بھیجا گیا۔ علامہ قاضی محمد یعقوب رضوی صاحب نے حضور فخر ملت کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دعوت نامہ پیش کیا اور عرض گزار ہوئے کہ ڈی سی او صاحب نے اصرار کیا ہے کہ آپ ضرور اسلام آباد تشریف فرما ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ

''میں مشرف کی بات سنوں یا رمضان شریف میں نماز تراویح کے دوران اللہ کا قرآن سناؤں میرے لیے یہ بات اعزاز کی بات ہے کہ میں حضرت قبلہ عالم کے آستانے پر اللہ کا قرآن سناؤں''

حضور فخر ملت رحمتہ اللہ علیہ نے اُردو، فارسی، اور عربی کی ابتدائی تعلیم علی پور شریف میں ہی حاصل کی اپنے وصال تک تقریباً چھپن (۵۶) مصلے تراویح میں قرآن پاک کے سنا چکے تھے۔ بچپن ہی میں آپ کو فارسی کی کتاب بوستان زبانی یاد تھی۔ فارسی کی دونوں کتابیں گلستان اور بوستان بڑے شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ آپ جو کتاب بھی ایک دفعہ پڑھ لیتے تھے۔ وہ آپ کو زندگی بھر نہ بھولتی۔

حافظ عبدالمجید محلہ جلال آباد جھنگ صدر والے آپ کے بچپن کے ساتھی اور ہم جماعت ہیں وہ بیان کرتے ہیں میرے محسن عظیم المرتبت پیر سید افضل حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ پانچ سال کی عمر سے میرے ہم جماعت رہے ہم دونوں کو سیدہ آپا جی صوفیہ سرکار نے پالا ہم دونوں نے اکٹھے قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ کا حافظہ اتنا تیز تھا کہ آدھا آدھا پارہ سبقاً ایک ہی وقت میں یاد کر لیتے تھے۔ درس نظامی جب شروع ہوا تو صرف ونحو کے حافظ شمار ہوئے فارسی اور عربی زبانوں پر اتنا عبور تھا کہ آپ کا ایک عظیم کارنامہ جس کا شاید کسی کو علم نہ ہو جس کا میں گواہ ہوں وہ یہ تھا کہ شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی گلستان کا عربی میں آپ نے ترجمہ کیا جس پر اساتذہ کرام نے حضرت فخر ملت کا یہ عظیم کارنامہ قرار دیا۔ ممکن ہے اُس زمانے کا لکھا ہوا مسودہ ورالعلوم کی لائبریری میں اب بھی موجود ہو۔

حافظ عبدالمجید مزید بیان کرتے ہیں کہ قطبی میر قطبی منطق وفلسفہ کی اہم اور مشکل ترین کتابیں آپ کو زبانی یاد تھیں۔ کتابوں کا مطالعہ کر کے سبق یاد کرتے اور اساتذہ کو زبانی سنا دیتے تھے جس پر اساتذہ کرام کو مزید تشریح کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔

دورہ حدیث کی تعلیم کے دوران اُستاد صاحب اس انتظار میں رہتے کہ عبارت سنتے ہوئے کہیں عربی عبارت کی غلطی پیش آئے تو آپ کی سرزنش کی جائے لیکن آپکی صرف ونحو کی قابلیت اور صرف ونحو کا استعمال اتنا قوی تھا کہ کبھی احادیث کی کتاب میں جن پر کوئی اعراب نہیں ہوتا کبھی زیر زبر کی غلطی سرزد نہ ہوتی تھی۔ حضرت فخر ملت کا عظیم کارنامہ جس کا تذکرہ کئے بغیر میں نہیں رہ سکتا وہ یہ تھا کہ قرآن مجید کے ہر صیغہ کو اُستاد صاحب کے سامنے آپ نے بیان کیا اور اُسکی وضاحت کی کہ یہ کیوں مرفوع اور منصوب ہے۔ مشکل ترین قرآن پاک کے صیغہ جات علماء کرام کے سامنے بیان فرماتے۔ تو صاحبان علم آپ کی علمیت کو دیکھ کر دنگ رہ جاتے میں یہ کہنے کے لیے کوئی دریغ نہیں کروں گا کہ یہ علمی طاقت خداداد ہی تھی جس میں حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری کی نظر کرم کا واضح اثر نظر آتا تھا۔ بڑی سرکار حضور قبلہ عالم محدث علی پوری جب تک حیات رہے میں اور میرے ساتھ حضور فخر ملت نماز عشاء کے بعد آپا جی صوفیہ سرکار کو قرآن پاک کا ایک سپارہ باری باری سنایا کرتے تھے۔ جس کو سن کر حضور امیر ملت بہت خوش ہوتے تھے اور حضرت فخر ملت کو خصوصی دعاؤں سے نوازتے تھے۔ حضرت فخر ملت کے والد گرامی جو ہر ملت حضرت پیر سید اختر حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ آپ کی تعلیم کے بارے میں اتنی سختی فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ قرآن پاک کی منزل سناتے ہوئے کچھ غلطیاں ہوئیں تو اُستاد صاحب نے غصے میں آکر چھڑیاں ماریں جس سے آپ کے نازک بدن پر نشانات اُبھر آئے روتے روتے اپنے والد محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُستاد صاحب کے مارنے کی شکایت کی تو آپ نے بازو پکڑا اور استاد صاحب کے سامنے لاکر بٹھا دیا اور فرمایا مجھے اس کی تعلیم چاہیے بے شک اُستاد صاحب کی مار سے مرتا ہے تو مر جائے تو مجھے کوئی شکوہ نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے آپ کا علم تمام علمائے کرام کی طرح سطحی نہ تھا بلکہ ہر چیز کی تہہ میں جا کر اُس کی حقیقت بیان فرماتے تھے۔

افضل افضل ہی رہتا ہے

حافظ عبدالمجید مزید بیان کرتے ہیں کہ

ہم نے پندرہ سال اکٹھے تعلیم حاصل کی اسی دوران جب بھی کوئی امتحانات ہوئے

تو حضرت فخر ملت نے ہمیشہ اوّل پوزیشن حاصل کی میری کوشش ہوتی کہ میں کبھی تو آپ سے زیادہ نمبر زحاصل کرسکوں مگر میری یہ کوشش ناکام رہی اور اُستاد صاحب یہی کہتے کہ۔

''افضل ہمیشہ ہی افضل رہتا ہے''

ایک دن ایک عالم دین مدرسہ نقشبندیہ میں تشریف لائے تو انہوں نے اُستادگرامی مولانا عبدالرشید صاحب سے تقاضا کیا کہ کوئی طالب علم جس پر آپ کو ناز ہو پیش کریں۔

تو اُستاد صاحب نے حضرت فخر ملت رحمتہ اللہ علیہ کو منطق اور فلسفہ کی کتابیں دے کر بھیجا اور فرمایا اگر میرے شاگرد کا امتحان لینا ہے تو یہ کتابیں حاضر ہیں ان میں سے جہاں سے چاہیں امتحان لے سکتے ہیں چنانچہ مولانا صاحب نے ''شمس بازغہ'' کی ایک عبارت پڑھنے کو کہا آپ نے عبارت پڑھنا شروع کی وہ اس انتظار میں تھے کہ آپ کوئی اعرابی غلطی کریں تو میں ٹوکوں لیکن آپ نے باریک ترین لکھا ہوا ''شمس بازغہ'' کا آدھا صفحہ پڑھ دیا جب کوئی اعرابی غلطی محسوس نہ ہوئی تو مولانا صاحب نے کتاب بند کردی اور فرمایا جو طالب علم اس مشکل ترین کتاب کی اعرابی غلطی نہیں کرسکتا وہ اسکے مفہوم کی وضاحت میں کیسے غلطی کرسکتا ہے۔

الغرض حضرت فخر ملت علم قرآن، علم تفسیر، علم حدیث، اصول تفسیر، اصول حدیث، علم فقہ، علم حکمت، علم الکتاب، علم تصوف، علم فصاحت و بلاغت، علم خطابت، علم ظاہر و علم باطن، اور تمام علوم کے سرتاج تھے۔

حضور فخر ملت کے اساتذہ کرام

(۱) حضرت علامہ مولانا جناب عبدالرشید جھنگوی رحمتہ اللہ علیہ

حضور قبلہ فخر ملت رحمتہ اللہ علیہ کے پہلے واجب الاحترم اُستاد گرامی حضرت مولانا مولوی عبدالرشید جھنگوی تھے آپ نے ان سے قرآن مجید حفظ کیا تھا اس کے بعد اردو فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم بھی علی پور شریف میں انہی سے حاصل کی حضرت علامہ مولانا عبدالرشید جھنگوی رحمتہ اللہ علیہ بڑے بلند پایا عالم دین اور اُستاد گرامی تھے حقیقتاً ایک روحانی شخصیت بھی تھے۔

عرصہ تیس سال تک مدرسہ نقشبندیہ جماعتیہ علی پور سیداں شریف میں مدرس کے فرائض انجام دیتے رہے نہایت ہی متقی و پرہیز گار انسان تھے اُن کے درس و تدریس سے ہزاروں طلبہ نے استفادہ کیا سینکڑوں حضرات اپنے وقت کے عظیم اور جلیل القدر علمائے کرام بنے آپ بڑے

بلند پایہ بزرگ تھے سچے عاشق رسول تھے حضرت مولانا عبدالرشید جھنگوی رحمتہ اللہ علیہ حضرت مولانا قطب الدین جھنگوی کے فرزند تھے جوکہ قبلہ عالم حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز بھی تھے۔آپ نے ہی آپ کو شیر پنجاب کا لقب عطا کیا تھا۔حضرت فخر ملت نے درس نظامی کی تعلیم بھی مولانا عبدالرشید جھنگوی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

(۲) حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل جماعتی دامت برکاتہم العالیہ

حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل جماعتی بلند پایہ بزرگ ہیں انہوں نے ساری زندگی آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت کے بزرگان کی خدمت کرتے ہوئے گزاری ہے حضرت امیر ملت محدث علی پوری سمیت تمام سجادہ نشینان دربار حضرت امیر ملت نے ان کو خلافت واجازت سے نوازا ہے حضرت فخر ملت بچپن میں حضرت مولانا محمد اسماعیل جماعتی سے فارسی کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔فارسی کی کتابیں بوستان اور گلستان آپ نے مولانا سے پڑھیں۔مولانا کو حضرت فخر ملت نے خلافت سے بھی نوازا حضرت فخر ملت مولانا کا بے حد احترام کرتے تھے آپ نے مولانا کو حج کے لیے بھی بھیجا اور سارا خرچ خود برداشت کیا حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل جماعتی عرصہ دراز سے علی پور سیداں شریف میں منشی کے فرائض انجام دے رہے ہیں خط وکتابت سے لے کر تعویذ لکھنا بینک اکاؤنٹ کے حساب رکھنا مولوی صاحب کی ذمہ داری ہے۔

(۳) ماسٹر کرامت الٰہی صاحب

ماسٹر کرامت الٰہی صاحب کو بھی حضور قبلہ فخر ملت کا اُستاد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ بڑے ذہین اور قابل اُستاد گرامی تھے حضرت فخر ملت نے آپ سے انگریزی کی تعلیم حاصل کی آپ اپنے استادِ گرامی کا بڑا احترام کرتے تھے۔ماسٹر کرامت الٰہی صاحب بڑی محنت وخلوص کے ساتھ آپ کو انگریزی کی تعلیم دیتے تھے۔لوگوں کی اکثریت کا یہ خیال ہے کہ حضرت فخر ملت ایک عظیم عالم دین اور بلند پایہ شیخ طریقت ہیں۔عربی،اردو اور پنجابی زبانوں پر آپ کو عبور حاصل ہے شاید انگریزی نہیں جانتے لیکن یہ امر حقیت ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت کو انگلش زبان پر بڑا عبور تھا آپ جب انگلینڈ تشریف لے جاتے تھے واپسی پر نامی گرامی اسلامی سکالرز کی انگلش میں لکھی ہوئی کتابیں ساتھ خرید کر لاتے تھے اور بڑے ذوق وشوق کے ساتھ مطالعہ فرماتے تھے۔

(۴) حضرت علامہ مولانا مفتی غلام رسول جماعتی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام رسول جماعتی رحمتہ اللہ علیہ ایک جید عالم دین اور مفتی

اعظم تھے ان کو بھی حضرت فخر ملت کا استادگرامی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ نے حضور قبلہ فخر ملت کو اسلامی علوم، فن تقریر، اور اسلامی شرعی مسائل کی تعلیم دی۔ حضور فخر ملت حضرت مولانا مفتی غلام رسول جماعتی کا بڑا احترام فرماتے تھے اور آپ نے مولانا صاحب کو خلافت واجازت بھی عطا فرمائی تھی۔ حضرت مولانا اعلیٰ ظرف کے حامل مقرر شعلہ بیاں تھے۔ اسلامی فقہ پر مکمل دسترس رکھتے تھے اور علوم عقلیہ ونقلیہ پر آپ کو کامل عبور تھا۔ آپ نے دین متین کی سمجھ بوجھ اور اسلامی فقہ کی تدریس میں ہمیشہ خلوص دل کے ساتھ حضرت فخر ملت کی راہنمائی فرمائی۔ ایک بلند پایہ امیر شہر خطابت اور بے مثل عالم اسلام اور مفکر اعظم کی مسند عزت وتکریم پر فائز ومتمکن ہوئے۔ حضرت علامہ مولانا مفتی غلام رسول جماعتی صاحب اپنے وقت میں مسائل شرعیہ و اسلامی فقہ پر اپنے فتویٰ ومسائل کی وضاحت وتشریح کے لیے بڑے مشہور تھے۔

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام رسول جماعتی رحمتہ اللہ علیہ چالیس سال سے زائد عرصہ علی پور شریف میں رہے اور حضور قبلہ فخر ملت کو درس نظامی بھی آپ نے پڑھایا۔ مفتی غلام رسول صاحب جب پیر صاحب کے بیعت ہوئے تو بہت سے احباب کو حیرت ہوئی کہ حضرت مفتی صاحب تو حضور قبلہ فخر ملت تک تمام پیران عظام علی پور شریف کے درمیان رہے لیکن کسی کے بیعت نہ ہوئے اور کتنے سالوں بعد جب تمام پیران عظام اس دنیائے فانی سے جا چکے تو وہ حضور قبلہ فخر ملت کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ آپ تمام پیران عظام کو چھوڑ کر حضور قبلہ فخر ملت کے بیعت ہوئے اس کی کیا وجہ ہے تو مفتی صاحب نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میں حضور قبلہ فخر ملت کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں بتا سکتا۔ ایک دفعہ اتفاق سے مفتی صاحب اور حضور قبلہ فخر ملت اکٹھے ایک جگہ تشریف فرما تھے۔ اس وقت انہوں نے آپ کی اجازت سے بتایا کہ ایک دفعہ میں انگلینڈ میں تھا اور ایک مسجد میں فجر کی نماز ادا کی اور مسجد میں چہل قدمی کرنا شروع کر دی باہر بارش ہو رہی تھی کہ اچانک بادل کا ایک ٹکڑا کھڑکی میں سے اندر داخل ہوا اور جب میں نے بادل میں دیکھا تو میرے سامنے اچانک حضور قبلہ فخر ملت کھڑے تھے اور میں نے آپ سے پوچھا کہ جناب آپ یہاں کب تشریف لائے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ رات کو ہی پہنچا ہوں۔ اتنی بات کر کے آپ میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گئے اور میں نے جلدی سے فون اٹھایا اور جس پیر بھائی کے گھر پیر صاحب کا فون آیا کرتا تھا اُسے فون کیا اور پوچھا کہ حضور فخر ملت تشریف لائے ہیں؟ تو اس نے بتایا کہ ہاں وہ رات کی فلائیٹ سے ہی آئے ہیں

اور ابھی ہمارے گھر میں بیٹھے ہیں۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے تیاری کی اور حضور قبلہ فخر ملت سے ملنے ان کے گھر چلا گیا وہاں پہنچا تو حضور وہاں موجود تھے حضور مسکرائے اور مجھے بیٹھنے کو کہا کیونکہ میں حضور قبلہ فخر ملت کے اخلاق، علم، مقام اور ولایت سے پہلے ہی بخوبی واقف تھا تو اس واقعے کے بعد میں اور کچھ سوچ بھی نہ سکا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور آپ کو اپنا استاد اور مرشد بنا لیا اور ولی کامل مان لیا۔ یہ تاریخ کا انوکھا اور دلچسپ واقعہ ہے کہ استاد اور گرامی قدر مفتی اعظم اپنے شاگرد رشید کا مرید ہوا اور بیعت کی۔

حیات طیبہ فخر ملت

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۝

(سورہ الاحزاب پارہ ۲۲ آیت ۳۳) ترجمہ "اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو اور تم کو پوری طرح پاک صاف کرے"۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ کسی کو آنے کی اجازت نہ دینا۔ حضرت فاطمہ تشریف لے آئیں میری مجال نہ تھی کہ میں انہیں اپنے والد محترم کی ملاقات سے روکتی پھر حضرت حسن تشریف لائے انہیں بھی اندر آنے سے روکنا میرے بس کی بات نہ تھی پھر حضرت علی تشریف لے آئے انہیں روکنا بھی میرے لیے ناممکن تھا۔ جب چار حضرات اکٹھے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی چادر اوڑھا دی اور فرمایا:

"یہ میرے اہل بیت ہیں اے اللہ ان سے پلیدی کو دور کر دے اور انہیں خوب پاک کر دے"۔

یہ آیت اس وقت اتری جب یہ چادر پر اکٹھے ہو چکے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں بھی؟ لیکن اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسرت کا اظہار نہ کیا اور فرمایا "تم خیر کی طرف ہو"۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۸۰۷)

مظہر حسن حقیقت محرم حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ چمنستان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرمدی پھول اور

اہل بیت اطہار کا روشن تابندہ ستارہ تھے۔ آپ کی نسبت نسبت علی المرتضیٰ ہے آپ کی نسبت نسبت فاطمۃ الزھرا ہے اور آپکی نسبت حسن وحسین ہے آپ اُسی خاندان عالیہ مقدسہ کا نور حقیت ہیں جس کا ذکر قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیت کریمہ میں کیا گیا۔ ہے اور تفسیر ابن کثیر میں جس کو تفصیلا بیان کیا گیا ہے حضرت امام احمد رضا خان نے کتنے دل کش پیرائے میں بیان کیا ہے۔

سر تا بقدم ہیں تن سلطان زمن پھول
لب پھول دھن پھول ذقن پھول بدن پھول
کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زھرا ہے کلی جسکی حسین و حسن پھول

فخر ملت کی حیات مبارکہ لاریب زندگی کے ہر ہر پہلو میں پاکیزگی وطہارت اور تقویٰ و پرہیز گاری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ اپنی اکثر تقاریر میں سورہ الاحزاب کی اس آیہ مبارکہ کی تلاوت فرماتے تھے پھر شان وعظمت اہل بیت بیان فرماتے تھے۔

آپ کی حیات مبارکہ احکامات خداوندی اور سنت نبوی ﷺ کے تابع تھی آپ بچپن ہی سے شریعت کی پابندی فرماتے تھے صوم وصلوۃ کے پابند تھے آپ کا لباس اکثر سنت نبوی کی پیروی میں سفید ہی ہوتا تھا اور اُسے ہی پسند فرماتے تھے۔

حضور فخر ملت کی رات کی مصروفیات اسطرح ہوتیں تھیں کہ آپ نماز عشاء کے بعد ۹ بجے کی خبریں سن کر صرف ایک گھنٹہ آرام فرماتے تھے۔ پھر آپ ساری رات رب کریم کے حضور عبادت میں مشغول رہتے نماز نفل اداء کرتے اور تسبیحات پڑھتے پڑھتے ساری رات گزار دیا کرتے تھے۔ یہ آپ نے اپنی زندگی کا ایک بھی لمحہ ضائع نہیں کیا بلکہ ہمہ وقت ذکر الٰہی اور ذکر مصطفےٰ میں گزارا صحیح اسلامی اقدار پر کاربند رہے اور پرچار بھی کرتے رہے آپ نے اپنی سیرت و کردار سے حقیقی اسلامی ضابطہ حیات کا ماڈل ونمونہ پیش کیا۔

حضرت فخر ملت کو فقط اللہ اور اس کے رسول سے محبت تھی آپ راتوں کو تہجد کے سجدوں سے زندہ رکھتے تھے اور دن کے وقت مخلوق خداوندی کی خدمت کرتے تھے۔ گویا آپ ''الحب للہ'' کے مصداق تھے۔ آپ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول ﷺ سے کئی دفعہ مشرف ہوئے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں مخلوق خدا کو اپنے خرچ پر حج وعمرہ کروایا۔ مجھے راقم الحروف کو ۲۰۰۰ء میں جب میں ابھی طالب علم تھا اپنے ذاتی خرچہ پر عمرہ شریف کے لیے بھیجا۔

آپ بڑے خوبصورت سادہ مزاج اور پایہ کے بزرگ اور سیف زبان تھے۔ جو زبان سے نکل جاتا تھا آناً فاناً پورا ہوتا تھا۔ آپ ایک سچے اور پکے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ فنافی الرسول تھے۔ آپ کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا، بولنا، سونا، جاگنا، کھانا، پینا، بلکہ عادات و اطوار اور لباس عین سنت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھا۔ طبیعت میں اعلیٰ درجہ کی انکساری تھی۔ تحمل و بردباری کے پیکر تھے۔ غربا، مساکین اور یتیم بچوں کی بڑی امداد فرماتے تھے۔ آپ ملک پاکستان بلکہ بیرون ملک برطانیہ میں جا کر بھی اشاعت دین اور تبلیغ دین کے لیے پر عزم اور سرگرم عمل رہتے تھے۔ حضرت فخر ملت کے زمانہ سجادہ نشینی میں دربار امیر ملت محدث علی پوری کے جملہ انتظامات زمینداری و کاشتکاری آپکی نگرانی میں بخیر و خوبی سرانجام پاتے تھے۔ آپ بڑے مہمان نواز بھی تھے۔ عرس مبارک کے موقع پر آپ اکثر اپنی تقاریر میں فرمایا کرتے تھے کہ آپ لوگ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان ہیں اگر آپ کی مہمان نوازی میں ہم سے کوئی کمی، غلطی یا غفلت ہو جائے تو ہمیں معاف فرمانا۔ آپ ہمیشہ مہمانوں کی خدمت اپنا فرض سمجھتے تھے اگر گاؤں سے برادری یا گھر کا کوئی فرد آتا تو بڑی شفقت و محبت اور مہربانی سے پیش آتے تھے۔

حضرت فخر ملت کے اخلاق حسنہ حلیم طبع یا اور شفقت و محبت شہرہ آفاق تھی۔ آپ نے بچپن سے آخر تک عشق رسول اللہ اور محبت صحابہ و اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں پوری زندگی بسر کی۔ فخر ملت کے اوصاف حمیدہ اور پاکیزہ اطوار میں ایک خاص وصف آپ کی خلق خدا اور اپنے مریدین کے ساتھ محبت تھی۔ جو بھی آتا تھا آپ کا ہو کے رہ جاتا تھا ہر کسی کے غم اور خوشی میں برابر شریک ہوتے تھے۔ انتہائی ملنسار تھے اور عوام و خاص سے یکساں مہر و محبت پر مبنی سلوک کے لیے مشہور تھے۔ مشکل و دقیق مسائل کو آسان فہم اور لطیف پیرائے میں بیان کرنے پر خاص قدرت رکھتے تھے آپ کے ان اوصاف عالیہ کی بدولت لوگ آپ کے معتقد اور معترف تھے۔

اوصاف حمیدہ

حضور فخر ملت ایک بلند مقام اور روحانی فیض کا دائمی ذریعہ تھے۔ آپ کتاب و سنت اور اتباع حق کا ایسا پیکر تھے کہ زیارت کرنے والوں کے لیے۔ خیر القرون کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ آپ بہت بڑے عالم دین فاضل جلیل فصیح البیان اور مبلغ اسلام تھے۔ آپ عظمت و ہدایت کا وہ

آفتاب تھے کہ آپ کے اوصاف حمیدہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتے اللہ رب العزت نے آپ کو ولایت کبریٰ کے اُس عظیم مرتبہ سے نوازا تھا کہ آپ کے مقام وعرفان سے اہلِ کشف بھی عاجز ہیں آپ کو جہاں اللہ رب العزت نے ایسا بے مثال جمال ظاہری عطاء فرمایا تھا کہ دیکھنے والے اکثر پہلی نظر میں ہی آپ کے گرویدہ و شیدا ہو کر رہ جاتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو حسن سیرت سے بھی نوازا گیا تھا۔ آپ کی ہستی مبارکہ میں ملائکہ جیسی صفات پائی جاتی تھیں خوش خلق و خوش گفتار تھے ہمیشہ حق اور سچ بات کہتے تھے۔ قرآن پاک کی آیت مبارکہ ہے۔

قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْدًا ترجمہ: ہمیشہ سیدھی اور سچی بات کرو

کا پیکر مجسم تھے۔ آپ نے کبھی وہ بات نہیں کی جس پر خود عمل نہ کیا ہو قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لِمَا تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ۔ ترجمہ: وہ بات کیوں کرتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔

حضرت فخر ملت کے اوصاف حمیدہ کی بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ نے اپنی ساری زندگی قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق گزاری اور دوسروں کو بھی قرآن وسنت پر چلنے کی تاکید کرتے رہے۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ حسن سیرت کا ماڈل تھے۔ آپ کے حسن وصورت و حسن سیرت کی تنویر کی دامن کش اور دلربا گرفت سے کوئی بچ نہیں سکتا تھے۔ اپ ہر خصلت میں بے نظیر و بے مثال تھے۔ اپ کریم النفس شریف الطبع، شیریں کلام، نرم خو، خودار، اور خوگر صبر وقناعت تھے۔ ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ قدرت نے آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ نہایت عالی ظرف، فراخ دل، بلند حوصلہ، صوفی باصفا مرد مجاہد اور روحانی ولی کامل تھے۔

نگاہ میں برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
یہ بات کیا ہے انہیں دیکھنے کی تاب نہیں

آپ کی آواز مبارکہ شیریں، پرسوز، اور باوقار تھی۔ متانت و پختگی اور سنجیدگی سے گفتگو فرماتے کہ ایک ایک لفظ جداگانہ اہمیت کا حامل ہوتا تھا۔ اور سماعتوں سے ٹکرا کر سننے والوں کے دل میں اُترتا چلا جاتا تھا۔ آپ کے الفاظ مبارکہ سننے والوں کے دل ودماغ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نقش ہو جاتے تھے۔ صاحبزادہ حضرت علامہ پیر عرفان الٰہی صاحب نے کیا خوب لکھا کہ۔

حق و صداقت کی باتیں یوں پیار سے سناتے رہے
بھٹکے ہوئے بندگان خدا کو راہ حق دکھاتے رہے
قلب کے ظلمت کدے میں شمع وحدت جلاتے رہے
عرفان سب کے دلوں پہ وہ نقش اپنا جماتے رہے

حضرت قبلہ فخر ملت کی ذات بابرکات سلف الصالحین کا ایک متبرک ومقدس نمونہ تھی اسلام کی خدمت جس انداز میں آپ نے کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی ہستی مبارکہ ان صفات کی حامل ہے جو ایک مرد کامل اور رہبر شریعت اور پیر طریقت میں ہونی چاہیے۔ آپ کو خدا نے قبول عام اور محبوبیت کی وہ خلعت فاخرہ عطا فرمائی کہ جسکی مثال آج اس مادہ پرستانہ دور میں ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ جہاں کہیں بھی اپ تشریف فرما ہوتے آپ کے وجود مسعود سے بڑھ کر دلکش اور جاذب نظر اور کوئی چیز وہاں معلوم نہ ہوتی کسی جگہ بھی آپ کی تشریف آوری کی قبل از وقت اطلاع ہو جاتی تو وہاں آناً فاناً ہزاروں لوگ جمع ہو جاتے تھے اس خداداد مقبولیت کے احاطہ میں آ کر کوئی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ یہ بات حقیقت ہے کہ عارفین حق ہمیشہ تواضع اپناتے ہیں محبوبان خدا اولیائے کرام کے اوصاف حمیدہ سے ایک خاص امتیازی وصف ہے۔ وہ یہ کہ مردانِ خدا میں سے جس قدر کوئی عظیم المرتبت ہوگا اسی قدر وہ متواضع اور منکسر المزاج ہوگا۔ حضور قبلہ فخر ملت نہایت ہی متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ اسی تواضع وانکساری کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ اللہ رب العزت نے آپ کو اپنے زمانہ مبارکہ میں وہ رفعت عطا فرمائی کہ جس کی مثال ملنا ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے آپ کے مزاج گرامی پر تواضع وانکساری اتنی غالب تھی کہ آپ اپنی تعریف وتوصیف کسی رنگ میں پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ جودوسخا اور فیوض وبرکات ظاہری وباطنی کا منبع وماخذ اور مرکز تھے۔ آپ کے درفیض پر تشنگانِ لوگوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ ہر شخص اپنی حاجت آس ومراد اور اپنا دکھ درد پیش کرنے کے لیے حاضر ہوتا اور مکمل توجہ حاصل کر کے اور دامن مراد اپنے مقصود سے بھر کر ہی واپس جاتا تھا آپ عشاق کا مرجع اور ملجا وماویٰ تھے اور آپ کے مریدین ومتوسلین تو آپ کے اس قدر شیدا تھے کہ آپ کو دیکھ کر وہ سب دکھ درد اور غم وآلام بھول جاتے تھے۔

دکھ درد کے ماروں کو غم یاد نہیں رہتے
جب سامنے آنکھوں کے غمخوار نظر آئے

حضور قبلہ فخر ملت کسی سائل اور حاجت مند کو خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے تھے سائل کی ضرورت اور حاجت ہر حال میں پوری فرماتے تھے اپنوں اور غیروں عقیدت مندوں اور زائرین کا کوئی لحاظ نہ تھا غریبوں کی مدد کرنا آپ کا شعار تھا اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ آپ کی خدمت اقدس میں کوئی چیز بطور نذرانہ پیش ہوتی تو آپ کسی ایسے سفید پوش حاجت مند کو عطا فرمادیتے جو اسی غرض سے حضور کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوتا تھا۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپ کو مجسمہ اخلاص و اخلاق بنا کر بھیجا تھا۔ آپ اس قدر مہمان نواز تھے کہ ہر آنے والے کو پہلے لنگر شریف کھانے کا حکم صادر فرماتے اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کے در دولت پر چوبیس گھنٹے لنگر عام ہے۔

حضور سیدی وسندی، مرشد کامل فخر ملت حضرت امیر ملت کی مسند طریقت پر بیٹھ کر لوگوں کے دلوں میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبت آل واصحابؓ اور تعلیمات بزرگان دین کا اُجاگر کرتے رہے۔ دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں شب و روز ملک اور بیرون ملک مصروف عمل رہے۔

بیعت وخلافت واجازت

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○ (سورۃ المائدہ آیت ۳۵ پارہ ۶)

ترجمہ:- ''اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ اور جدوجہد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ''۔

مفسر قرآن جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت مقدسہ کی تفسیر لکھتے ہیں کہ:

''ابن منظور لفظ وسیلہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں یعنی جس چیز کے ذریعہ اُس تک پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل ہو اسے وسیلہ کہتے ہیں۔ ایمان نیک اعمال، عبادات، پیروی سنت اور گناہوں سے بچنا یہ سب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں اور مرشد کامل جو اپنی روحانی توجہ سے اپنے مرید کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اُتار دے

دل میں یادِ الٰہی کی تڑپ پیدا کردے۔

اُس کا وسیلہ ہونے میں کون شبہ کرسکتا ہے کاملین امت نے ایسے مرشد کی تلاش میں سینکڑوں ہزاروں کوس کی مسافت کو پاپیادہ طے کیا ہے اور اُن کی راہنمائی و دستگیری سے آسمان معرفت وحکمت پر مہر وماہ بن کر چمکتے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس آیت وسیلہ سے مراد بیعتِ مرشد ہے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے شاہ اسمٰعیل صاحب دہلوی کو بھی لکھنا پڑا:

اهلِ سلوك این آیت را شارت بسلوك مے فهمند ووسیله مرشد رامے داند پس تلاشِ مرشد بنا بر فلاحِ حقیقی وفوزِ تحقیقی پیش از مجاهده ضروری ست و سنت الله برهمیں منوال جاریست لهٰذا بدون مرشد راه یالی نادر است۔ یعنی سالکانِ راہ حقیقت نے وسیلہ سے مراد مرشد لیا ہے۔ پس حقیقی کامیابی اور کامرانی حاصل کرنے کے لئے مجاہدہ وریاضت سے پہلے تلاشِ مرشد از بس ضروری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے سالکانِ راہِ حقیقت کے لئے یہی قاعدہ مقرر فرمایا ہے۔ اسی لئے مرشد کی رہنمائی کے بغیر اس کا ملنا شاذ ونادر ہے۔

دم عارف نسیم صبحدم ہے — اسی سے ریشۂ معنیٰ میں نم ہے
اگر کوئی شعیبؑ آئے میسر — شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

(اقبال)

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے تقویٰ اختیار کرنے، وسیلہ تلاش کرنے کے علاوہ ہر دم مصروف جہاد رہنا بھی ضروری ہے۔ جہادِ اصغر بھی اور جہادِ اکبر بھی۔ کفار سے بھی اور نفسِ امارہ سے بھی اور ان تمام نظریات اور افکار سے بھی جو کسی حیثیت سے اسلامی عقائد اور مسلمات سے ٹکراتے ہیں۔ تب جا کر فلاح وکامرانی نصیب ہوگی،،۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ۴۶۶)

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی قدر عالم اسلام کے عظیم سکالر و مجتہد شیخ طریقت رہبر شریعت جوہر الملت حضرت پیر سید اختر حسین شاہ جماعتی نور اللہ مرقدہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

حضور شمس الملت پیر طریقت ورہبر شریعت حضرت پیر سید نور حسین شاہ جماعتی نوراللہ مرقدہ نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔ سجادہ نشین سوئم وجانشین حضرت امیر ملت اور آپ کے والد گرامی قدر جوہر الملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو بعد حضرت جوہر ملت کے چہلم شریف کے موقع پر خاندان امیر ملت کے متفقہ فیصلہ پر آپ کے سر پر دستار فضیلت وعظمت رکھی گئی۔ اور اسطرح سے آپ سجادہ نشین چہارم و جانشین حضرت امیر ملت مقرر ہوئے یہ وہ زمانہ تھا جب آپ کی عمر شریف تقریباً اڑتیس (۳۸) سال تھی آپ دور ونزدیک اور اطراف واکناف میں شیخ بارکہ اور شیخ ہدایت کے طور پر مشہور ہو چکے تھے عظیم الشان محافل میلاد کے جلسوں میں جاکر وعظ فرمانا آپ کا معمول تھا پاکستان کے طول وعرض سے لوگ آپ کے پاس دعاؤں کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ اور بامراد جاتے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ آپ آسمان امیر ملت پر ایک روشن وتاباں ستارے کی طرح اُبھرے اور قبلہ عالم محدث علی پوری کے سنہری دور کی یاد تازہ کردی۔

حضور قبلہ فخر ملت کی ہستی مبارکہ میں ایک کامل ولی اللہ کی تمام خوبیاں اور صفات موجود تھیں شیخ عبداللہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ ولی کی کیا تعریف ہے۔ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ ھو الذی فی وجہ حیا و فی عینہ بکاء و فی قبلہ صفاء و فی لسانہ ثناء و فی یدہ عطاء و فی وعدہ و فا و فی نطقہ شفاء

ترجمہ: ”ولی وہ ہے جس کے چہرے پر حیاء ہو آنکھوں میں گریہ ہو دل میں پاکیزگی ہو زبان پر اللہ اور رسول ﷺ کی تعریف ہو ہاتھ میں بخشش ہو وعدہ میں وفا اور بات میں شفاء ہو“۔

یہ امر حقیقت ہے کہ ولی کامل کی جو تعریف حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے حضور قبلہ فخر ملت اس تعریف اور اس معیار پر بدرجہ اتم پورا اُترتے تھے وہ حق وصداقت، شرم و حیاء، پاکیزگی وطہارت، علم وعرفان صبر وبرداشت اور رحمتوں برکتوں کا عظیم شہکار تھے انہیں آقائے نامدار تاجدار رسالت سے حقیقی نسبت وراہنمائی حاصل تھی حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے روحانیت کے خزانوں کے وارث تھے۔ آپ کے ہاتھوں میں بخشش ورحمت تھی جب آپ کے پاکیزہ ومتبرک ہاتھ بارگاہ خدا میں دعاء کے لیے اُٹھتے تھے تو آسمانوں سے باران رحمت ہوتی تھی۔ الغرض حضرت کا بچپن رحمت تھا اور آپ پیدائشی ولی کامل تھے جب آپ حضور

قبلہ عالم امیر ملت کی مسند ولایت پر فائز و متمکن ہوئے اور جانشین حضرت امیر ملت بنے تو آپ نے فیض خداوندی اور فیضان رسالت مآب و فیضان امیر ملت کے وہ خزانے لٹائے جو نا قابل بیان ہیں اور جن کی کوئی مثال نہیں۔

سجادہ نشینی

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے حضور قبلہ فخر ملت ۱۹۸۰ء میں حضور قبلہ جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ جماعتی کے وصال کے بعد آپ کے چہلم شریف کے موقع پر آپ کی دستار بندی کی گئی خاندان امیر ملت محدث علی پوری کے تمام افراد نے متفقہ طور پر حضرت فخر ملت کو سجادہ نشین دربار حضرت امیر ملت مقرر کیا اور خوشی کا اظہار کیا۔ حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ بتیس سال دربار حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے سجادہ نشین رہے۔

آپ کے علو مرتبت، شان و شوکت، مقام غوثیت اور مقام قطبیت کا الفاظ میں احاطہ کرنا محال ہے۔ آپ کو وقت کے جلیل القدر علماء کرام پیران عظام اور ارباب دانش و بینش جھک جھک کر سلامی دیتے تھے آپ حقیقتاً بغیر کسی مبالغہ آرائی کے علم و معرفت اور حکمت و دانش کا بے کنار سمندر تھے حضور سرور عالم سیدنا محمد ﷺ کے علوم ظاہری و علوم باطنی کے بے حساب خزانوں سے اور حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ کے فیوضات و برکات سے آپ کی ہستی مبارکہ و مقدسہ کو وافر حصہ عطاء کیا گیا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

أَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُورٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۔

ترجمہ: ''جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا وہ اپنے رب کی طرف سے ایک نور پر ہوتا ہے''۔

معرفت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی پہچان ہے جب ولی کامل پر حقائق منکشف ہوتے ہیں اور وہ حق الیقین کی منزل پر پہنچ جاتا ہے تو اُسے عرفان کی دولت و نعمت حاصل ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے معرفت الٰہی کے بارے میں پوچھا گیا ہے آپؓ نے فرمایا۔

''میں نے اللہ کو اللہ سے پہچانا اور جو ماسوا اللہ تھا اُسے اللہ کے نور سے دیکھا''۔

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ فرماتے ہیں۔ ”معرفت وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے لطائف انوار سے دلوں میں ودیعت کرے“ یہ دراصل اپنی ہی پہچان ہے: من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ”جس نے اپنے آپ کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا

حضور قبلہ فخر ملت کوئی روائتی سجادہ نشین نہ تھے نہ ہی فقط نگران یا وارثتی شیخ طریقت تھے وہ حقیقتاً اس منصب ولایت کے حق دار تھے۔ جانشین امیر ملت کے عظیم الشان اور بلند پایا منصب ولایت پر فائز و متمکن ہونے کے لیے اُن کی ہستی مبارکہ میں تمام اوصاف اور خوبیاں موجود تھیں۔ شریعت، طریقت، حقیت، اور معرفت، کے علم میں آپ کو کمال درجہ مہارت و سند حاصل تھی۔ علم حقیت میں آپ ایک اتھارٹی کا درجہ رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ اپنے دور کے عارف تھے اور مجدد و مجتہد بھی تھے۔

قال النبی ﷺ شریعه اقوالی وطریقة افعالی و حقیقیة احوالی و معرفة اسراری ”حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شریعت میری گفتگو ہے اور طریقت میرا کردار ہے اور حقیت میرا حال ہے اور معرفت میرے بھید کا مشاہدہ ہے“۔

تکمیل سلوک وتصوف اور شیخ کامل بننے کے لیے چار مقامات ہوتے ہیں۔

۱۔شریعت ۲۔طریقت ۳۔حقیت ۴۔معرفت

ان چاروں مقامات کا آپس میں گہرا ربط ہے کوئی بھی ایکدوسرے کے بغیر کامل و مکمل نہیں صوفی باصفا شیخ کامل کو پہلے شریعت سے پھر مقام طریقت پھر مقام حقیقت سے گزرنا پڑتا ہے ہے تب جا کر مقام معرفت نصیب ہوتا ہے۔

جانشین امیر ملت، حضور فخر الملت رحمتہ اللہ علیہ اڑتیس سال کی عمر مبارک میں جب سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف مقرر ہوئے تو آپ چاروں مقام۔ مقام شریعت، مقام طریقت، مقام حقیقت اور مقام معرفت طے کر چکے تھے اور شیخ ہدایت اور مجدد دین وملت کی مسند عزت وتکریم پر فائز ہو چکے تھے اس کی بڑی وجہ ہے کہ آپ نے سلوک وتصوف اور شیخ کامل بننے کی تمام منازل بڑی تیزی کے ساتھ طے کی تھیں وہ یہ تھی کہ آپ کو سنوسئ ہند سلطان الاولیا ابو العرب امیر ملت حضرت الحاج الحافظ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور آقائے نامدار فخر کونین سرور دو عالم سیدنا محمد ﷺ کے ساتھ جسمانی نسبت بھی تھی اور روحانی نسبت بھی تھی۔ ان دونوں مبارک ہستیوں کے نور فیض سے اور نگاہ کرم سے سالوں اور صدیوں کا سفر طے

ہو گیا تھا۔ اور آپ کو تمام روحانی و علمی قوتیں ایک ساتھ ہی ٹرانسفر کردی گئی تھیں۔

شریعت ہے جان اور طریقت نشاط
شریعت ہے منزل طریقت رباط

شریعت غذا ہے طریقت دوا
شریعت چمن ہے طریقت ھوا

شریعت عبادت ہے اللہ کی
طریقت محبت ہے اللہ کی

شریعت کی خدمت کا سب سے لگاؤ
طریقت کی لذت پہ من یشاء

شریعت میں ہے نارو جنت کا رنگ
طریقت میں ہے وصل و فرقت کا رنگ

شریعت کتابوں کی ہے متحمل
طریقت میں ہے درس الواح دل

شریعت طریقت میں نہ تو الجھ
وہ قرآن ہے اور یہ اسکی سمجھ

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ دلق نیست

شریعت میں دین اور ایمان ہے
طریقت میں تسکین اور ایقان ہے

عبادت سے عزت شریعت میں ہے
عبادت کی لذت طریقت میں ہے

شریعت میں تائید ضبط نفوس
طریقت میں ذوق عمل باخلوص

طریقت قدم ہے شریعت ہے راہ
شریعت زبان ہے طریقت نگاہ

شریعت در محفل مصطفیٰ ﷺ
طریقت عروج دل مصطفیٰ ﷺ

شریعت میں ہے قیل وقال حبیب ﷺ
طریقت میں محو جمال حبیب ﷺ

شریعت میں ارشاد عہد الست
طریقت میں ہے یاد عہد الست

تقویٰ و پرہیز گاری

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور جو تقویٰ کرتے ہیں''

حضور سیدنا فخر ملت رحمتہ اللہ علیہ متقی، پابند صوم اصلوٰۃ اور پرہیز گار شخصیت تھے ایمان و یقین اور تقویٰ و پرہیز گاری آپ کی ذات قدسیہ کا خاصہ تھی،

آپ کے پاس یقین اور ایمان کا اُجالا بھی تھا۔ اُمید کا سہارا بھی تھا۔ تقویٰ کی ڈھال بھی تھی اور استقامت کا کمال بھی عجز کا تاج بھی اور معرفت کا جمال بھی تھا دنیائے فانی میں رہنے والوں کو اس عظیم شیخ طریقت کی بلندی پرواز کا اندازہ نہ ہو سکا کوئی چشم تصور ایسی نہ تھی جو حضرت فخر ملت کے عزم ناز کی پیمائش کر سکتی۔

یہ حقیقت ہے کہ ہر دور میں ایسے افراد ملتے ہیں جو صفحہ قرطاس پر موتیوں کی طرح چمکتے نظر آتے ہیں لیکن نگاہ نظارہ یار کو خیرہ کر دینے والی عہد آفریں شخصیت حضرت فخر ملت جیسے محبوبانِ خدا صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ جو لاکھوں کروڑوں عشاق کے دلوں پر حکمرانی کرتے ہیں جو جگمگاتے ولولوں، دہکتے حوصلوں، دمکتے جذبوں، درخشندہ ارادوں، تابندہ عقیدتوں۔ لو دیتی آرزوؤں تمتماتی جستجوؤں اور روشن تمناؤں کے علمبردار ہوتے ہیں۔ جن کی پیروی کرنے والے چاند چہروں اور سورج پیشانیوں کی تاحد نگاہ ایک کہکشاں نظر آتی ہے۔

علم و تقویٰ کے نور سے منور چہرہ، جرأت و بہادری سے مزین سراپا، گفتگو کریں تو منہ سے پھول جھڑیں، مسکرائیں تو چمن میں بہار آئے شاہراہ علم و حکمت کا مسافر، تصوف و طریقت کی جلیل القدر امانتوں کے امین آفتاب گداز و مہتاب حضرت فخر ملت کے ذکر و فکر کا عنبر آج پوری

دنیا میں مہک رہا ہے اور روشنی کی ملاحت بھری کرنیں تقسیم کر رہا ہے اور اپنے چاہنے والوں کے دل و دماغ کو روشن و تاباں کر رہا ہے حضور قبلہ فخر ملت ایسے پیکر تسلیم و رضا اور پرہیز گار ولی کامل تھے جن کی زندگی کا ایک ایک پل اور ایک ایک لمحہ احکامات خداوندی کے تابع تھا وہ بندۂ مومن تھے انہیں ایمان کامل یقین محکم اور اطمینان قلب حاصل تھا ایمان ، نور یقین ، کی اُس حسین و دلنشین کیفیت کا نام ہے جو اگر دل کے ویرانے میں جلوہ گر ہو جائے تو اُسے اُجالوں سے معمور کر دیتا ہے اگر سینے کے سونے پن میں مہک اُٹھے تو اُسے شگفتہ اور بہار آفریں گلستانوں میں تبدیل کر دیتا ہے دل کے چمن میں کھلنے والے یقین کے یہ سدا بہار ، عنبر بار پھول اتنے دل آویز ہوتے ہیں کہ شکوک وشبہات کے کانٹے ان کے قریب بھی نہیں بھٹکتے۔

ایمان کے تین درجات ہیں۔

۱۔علم الیقین ۲۔عین الیقین ۳۔حق الیقین

جب تک انسان علم الیقین کے درجے میں ہوتو اُس کے ایمان کی کیفیت مستحکم نہیں ہوتی۔اس کے دل میں شکوک وشبہات پیدا ہو سکتے ہیں۔

عین الیقین کے درجے میں اُس کے ایمان میں مضبوطی اور قوت آجاتی ہے وہ لازوال حقائق کو اپنی آنکھوں کے سامنے بے حجاب دیکھ کر اور سربستہ اسرار کا مشاہدہ کر کے بے یقینی کی دلدل میں پھنسنے کے خطرات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

حق الیقین کے درجے میں اُس کی ذات پر سب کچھ آشکار ہو جاتا ہے۔ وہ صرف مشاہدہ ہی نہیں کرتا بلکہ آزماتا بھی ہے اُسے اطمینان کی وہ کیفیت حاصل ہوتی ہے جہاں کوئی خطرہ نہیں ہوتا اس منزل پر تمام شکوک وشبہات پیچھے رہ جاتے ہیں اور مومن اسرار کی اُس دنیا میں داخل ہو جاتا ہے جہاں حقائق خود بولتے ہیں۔ ایک مثال کے ذریعہ سے ان درجات و کیفیات کی وضاحت کی جاتی ہے۔

حضور سرور کائنات نے فرمایا میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جسے سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا وہ باہر آکر دوزخ سے کہے گا میرے رب کا شکر ہے کہ اس نے مجھے تجھ سے نجات دی۔

پھر عرض کرے گا یا اللہ دوزخ کا منظر بہت خوفناک ہے اسے میری نظروں سے اوجھل کر دے اور جنت کا منظر دکھادے چنانچہ دوزخ اوٹ میں چلی جائے گی اور جنت اپنی تمام تر رعنا

یوں اور دائمی بہاروں کے ساتھ اُسکی آنکھوں کے سامنے آجائے گی وہ باغ باغ ہو جائے گا پھر ایک موقع پر عرض کرے گا۔

یا اللہ مجھے اس جنت کے قریب کر دے تا کہ میں اس کے مناظر دیکھ سکوں اللہ کا ارشاد ہو گا اے بندے تو اس کے بعد اور سوال داغ کرے گا بندہ عرض کرے گا میرے پاک معبود نہیں میں اس کے سوا اور کچھ نہیں مانگوں گا۔

وہ از سر نو عہد و پیاں کرے گا اور اُسے جنت کے دروازے کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہ جنت کے لہلاتے درخت، چہکتے پرندے، بہتی نہریں، خوش رنگ پھول، خوشبو کے جھونکے، زمردیں سبزہ، لٹکتے پھل دودھ وشہد کی نہریں نفیس کھانے اور حسین ترین ماحول دیکھ کر پھر بے قرار ہو جائے گا۔ اور عرض کرے گا یا اللہ! مجھے جنت میں داخل کر دے ارشاد ہو گا بندے تو نے تو کچھ اور نہ مانگنے کا پکا وعدہ کیا تھا۔ بندہ اپنے رب کی رحمت پر ناز کرتے ہوئے کہے گا۔ میرے اللہ جنت میں داخل نہ ہونا تو میری بدبختی ہے ان نعمتوں کو دیکھ کر ان سے محروم رہنا نہیں چاہتا لہذا میری ذات سے بدبختی کے آثار مٹادے اور مجھے اس میں داخل کر دے۔ اپنے بندے کی اس گزارش اور حسن طلب پر مالک حقیقی خوش ہو کر فرمائے گا اے ابن آدم تجھے صبر نہیں آئے گا تاہم تجھے نوازتے ہیں پھر اُسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور حکم ہو گا کہ جس چیز کی خواہش ہے مانگ لو تو اپنی بساط کے مطابق مانگے گا مگر اُسے دنیا سے بھی دگنی یا دس گنا جنت عطا کر دی جائے گی اور اسی میں سکونت پذیر ہو گا۔

جنت ایمان کے تینوں درجات کی مثال اسطرح بنتی ہے کہ پہلے اُسی شخص کا علم جنت کے بارے میں صرف علم الیقین کی حد تک تھا جب اُس نے مناظر جنت کو دیکھ لیا تو اُسے عین الیقین ہو گیا اور جب وہ اُس میں چلا گیا تو اُسے حق الیقین ہو گیا۔

فخر ملت اور اطمینان قلب

چونکہ اطمینان قلب علم قدس کا نور ہے جو ذوق یقین پیدا کرتا اور ایمان کو تازگی بخشتا ہے اس لیے اہل اللہ اسے بہت اہمیت دیتے ہیں اور ایسے عجیب و غریب اور حیرت انگیز اور مظہر قدرت کرشموں کے مشاہدے کی تلاش میں رہتے ہیں جو اُس کے اس ذوق کی تسکین کرے ایک دفعہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے قلب اطہر میں اس قسم کا خیال پیدا ہوا۔ کہ آپ ساحل

سمندر کے قریب سے گزر رہے تھے کہ ایک حیرت انگیز منظر نے آپ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ایک بہت بڑی چٹان نما مردہ مچھلی وہاں ریت میں دھنسی ہوئی تھی۔ اس مردہ مچھلی کے ارد گرد فضائی مردار خور پرندے اور زمینی درندے جمع تھے۔ اُسے نوچ نوچ کر کھا رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ مردہ مچھلی ہزاروں پیٹوں میں چلی گئی اور ہواؤں، فضاؤں، پانیوں، اور میدانوں میں بکھر گئی اُسے زمینی درندوں نے بھی کھایا سمندری مچھلیوں نے بھی کھایا اور ہوائی پرندوں نے بھی نوچا۔

یہ عجوبہ منظر دیکھ کر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جب مرنے کے بعد صور پھونکا جائے گا اور نئی زندگی کا آغاز ہو گا تو اس مچھلی کے زندہ ہونے کا منظر بڑا عجیب ہو گا۔ حکم ربانی سے اس کی تقسیم شدہ اعضاء مختلف پیٹوں سے اور جگہوں سے نکل کر فضا میں پرواز کرتے ہوئے آئیں گے اور اُس کے ڈھانچے کے ساتھ پیوست ہو جائیں گے۔

اس تصور نے آپ کے دل میں شوق پیدا کر دیا کہ دنیا ہی میں یہ منظر دیکھنا چاہیے۔ چنانچہ بارگاہ خداوندی میں عرض کی اے میرے رب مجھے یہ منظر دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا رب تعالیٰ کا فرمان ہوا

اَوَلَمْ تُؤْمِنْ "کیا تجھے یقین نہیں؟"

عرض کیا مجھے یقین تو ہے میں تو فقط اطمینان قلب کے حصول کے لیے یہ عرض کر رہا تھا حکم ہوا اے ابراہیمؑ چار پرندے لے کہ پالو انہیں عرصہ تک اپنے پاس رکھو تا کہ وہ مانوس ہو جائیں اور آپ بھی انہیں پہچاننے لگ جائیں پھر انہیں ذبح کر کے اُن کے گوشت کا قیمہ بنائیں ہڈیاں تک پیس ڈالیں پھر قیمہ اور حڈیاں آپس میں اس طرح ملا دیں کہ سارا امیزہ یک جان ہو جائے اس کے اور قیمے کے اس ڈھیر کے کئی حصے کر لیں اور ہر حصہ الگ الگ پہاڑ پر رکھ دیں پھر ان پرندوں کو آواز دیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا جب آپ نے انہیں پکارا تو آپ کی آنکھوں کے سامنے ہر پہاڑ سے قیمے کے ڈھیر بلند ہوئے اور فضاؤں میں پرواز کرتے ہوئے آپ کے قریب پہنچے اور آپ کے دیکھتے ہی دیکھتے الگ الگ ہوئے ہر پرندے کے اجزاء آپس کے ساتھ اُس کے ساتھ جڑے ہڈیاں بنیں اُن پر گوشت چڑھا نمودار ہوئے اور آن کی آن میں وہ زندہ ہو کر محو پرواز ہو گئے۔

رب قدیر کی قدرت کا یہ شاندار نظارہ دیکھ کر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا ایمان تازہ ہو گیا اور اطمینان قلب کا وہ حسین و جمیل مقصد پورا ہوا جس کے لیے آپؑ نے درخواست فرمائی۔

قارئین کرام یہ ایک نظر آنے والی حقیقت ہے کہ تقویٰ و پرہیز گاری عبادات، خشیت الٰہی اور اطمینان قلب کا نور جو شمس الآفاق کشور خوباں کے صدر نشین حضور قبلہ فخر ملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی کی عظمتوں اور برکتوں والی ہستی میں تھا وہ پوشیدہ یا چھپا ہوا نہ تھا بلکہ اُجالا بن کر سپیدۂ سحر کی طرح حضرت کے چہرہ سے جھلکتا تھا اور آپ کے رخ تاباں کو اتنا دلکش بنا دیتا تھا کہ جو ایماندار آپ کو دیکھتا تھا وہ آپ کا ہو کے رہ جاتا تھا اور بے اختیار آپ سے پیار کرنے لگتا تھا۔ ایسی مقناطیسی طلسماتی شخصیت پاکستان کی دھرتی پر آپ کے وقت میں نہ تھی جیسا کہ آپ کی تھی وجہ یہ تھی کہ جب نور ایمان اور اطمینان قلب جو حضرت کو حاصل تھا حقیقت بن کر دل کے نہاں خانے میں جلوہ گر ہوتا تھا تو پھر وہ آپ کے دل کی وسعتوں تک ہی محدود نہ رہتا تھا بلکہ لاکھوں کی تعداد میں آپ کے مریدین و متوسلین کے دلوں تک بھی منتقل ہو جاتا تھا۔

نور و تقویٰ اور اطمینان قلب کی دولت آپ فقط اپنے آپ تک محدود نہ رکھتے تھے بلکہ وہ اپنے چاہنے والوں کو بھی ٹرانسفر کر دیا کرتے تھے۔ حضرت کی نگاہ کرم سے ہزاروں لاکھوں دل اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال ہوئے اور سچے اور پکے متقی و بندگان خدا بنے۔

حضور قبلہ فخر ملت کے عارض تاباں اور رخ زیبا پر بے پناہ جاذبیت تھی چونکہ یہ نور رب تعالیٰ کی یاد، خلوص و محبت اور عبادت و ریاضت کے صلہ میں آپ کو عطا ہوا تھا اس لیے جو بھی آپ کی زیارت کا شرف حاصل کرتا تھا اُسے بے اختیار اللہ یاد آ جاتا تھا اسی لیے اولیا اللہ کی ایک علامت بیان کی گئی ہے کہ جب ان کی زیارت کی جائے تو اللہ یاد آتا ہے۔ اسی نور کو شرح صدر بھی کہا گیا ہے جب مرد مومن کو شرح صدر کی یہ دولت عظمیٰ نصیب ہو جاتی ہے تو وہ عا مماندارون سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ سورۂ زمر میں ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

ترجمہ ''بھلا اللہ نے جس شخص کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا ہو تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر فائز ہو جاتا ہے''۔ (الزمر ۲۲ پارہ ۲۳)

قارئین کرام یہ نور و تقویٰ یہ اطمینان قلب عبادات و ریاضت نماز روزے کی پابندی اور صدقات و خیرات اور دوسرے نیک اعمال کی بدولت بتدریج حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ کسی کو سال کسی کو دس سال کسی کو پچاس سال اور کسی کو زندگی کے آخری لمحات میں میسر آتا ہے۔ یہ اپنے اپنے نصیب اور قابلیت کی بات ہے کسی اللہ کے بندے کی محبت اور سنگت اس مقصد کے لیے تریاق ہے کبھی پل بھر میں یہ نعمت عظمیٰ عطاء کر دیتی ہے اور کبھی صدیوں کا صفر لمحوں میں طے ہو جاتا

ہے اس لیے قرآن پاک نے ان کی سنگت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے کہ۔
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہل صدق (کی معیت) میں شامل رہو۔ (التوبہ ۱۱۹ پارہ ۱۱)

یک زمانہ صحبت با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

رب کائنات نے اپنے عظیم بندوں کو دنیا میں۔ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً بنا کر بھیجا۔ کبھی لقد کرمنا کا تاج پہنایا اور کبھی فضلنا کا ہار گلے میں ڈال کر عزت فرمائی۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم ہستی مبارکہ تھی جو ایک ہی وقت میں اپنے زمانے کے قطب و ابدال بھی تھے اور غوث بھی رب کریم نے آپ کو بلند مقام و مرتبہ عطاء فرمایا تھا کہ کہکشائیں آپ کے دم قدم سے قائم تھیں اور آپ کا وجود مسعود برکتوں و رحمتوں کا خزانہ تھا مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت شریح ابن عبید سے بروایت حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یسقیٰ بھم الغیث وینصر بھم علیٰ الاعداءِ و ینصر بھم علیٰ الاعداءِ و یصرف بھم عن اھل الشام العذاب (مشکوٰۃ باب ذکر وشام)
ترجمہ: ”یعنی اُن چالیس ابدال کے وسیلہ سے بارش ہوگی۔ دشمنوں پر فتح حاصل کی جائے گی اور شام والوں سے عذاب دور ہوگا“۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے وسیلہ، جلیلہ سے رحمتوں اور انعام و اکرام کی بارش ہوتی ہے فتح و نصرت و کامرانی حاصل ہوتی ہے پریشانیاں اور مصیبتیں کم ہوتی ہیں اور بلائیں دفعہ ہوتی ہیں۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ شریف تھا وہ فرماتیں تھیں: ھذا جبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت عند عائشۃ فلما قبضت قبضتھا و کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبسھا فنحن نغسلھا للمرضیٰ تستشفی بھا (مشکوٰۃ شریف کتاب اللباس) ترجمہ: یہ جبہ شریف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ کے پاس تھا اُن کی وفات کے بعد میں نے اُسے لیا اس جبہ شریف کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے تھے اور اب ہم یہ کرتے ہیں کہ مدینہ میں جو بیمار ہو جاتا ہے اسے دھو کر اُسے پلاتے ہیں اس سے اُسے شفا ہو جاتی ہے۔

فنافی اللہ وفنافی الشیخ اور حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کی پہچان اللہ کی ذات سے کی ہے اور جو کچھ بھی اللہ کی مخلوق ہے اُسکی پہچان اللہ کے نور کی روشنی سے کرتا ہوں۔

حضرت بایزید فرماتے ہیں کہ اللہ کے کچھ خاص بندے ہیں اگر اللہ تعالیٰ جنت میں اُن سے پردہ فرمالے گا تو وہ اللہ سے درخوات کریں گے اُن کو جنت سے نکال دیا جائے کیونکہ وہ ایسی جنت میں رہنا پسند نہیں کرتے جہاں اُن کو اللہ نظر نہ آتا ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے برگزیدہ بندوں کے لیے ایسے ہے کہ اگر اللہ اُن سے محبت کرتا ہے تو انہیں تین عنایات فرماتا ہے۔ سخاوت اور سمندر کی سخاوت اور عنایات جسطرح سورج کی کرنیں زمیں پر گرتی ہیں اور عاجزی وانکساری جیسا کہ زمین کی عاجزی وانکساری ایک بندے نے حضرت بایزید بسطامی سے کہا کے مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کے ذریعہ سے میں اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرسکوں آپ نے فرمایا اللہ کے ولی سے اسطرح اور اتنی زیادہ محبت کرو کہ وہ تم سے محبت کرنے لگے کیونکہ اللہ اپنے ولی کے دل پر نگاہ رکھتا ہے اور وہ تمہارہ نام اللہ کے ولی کے دل میں لکھا ہوا پڑھ لے گا اور تمھیں معاف کردے گا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مریدین کو سب سے پہلا سبق جو دیا جاتا ہے وہ اپنے شیخ طریقت کی طرف سے جو بتلایا جاتا ہے وہ اپنے شیخ کے ساتھ محبت اور عقیدت کا سبق ہے حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ کا پہلا سبق اپنے مرید کے لیے اپنے شیخ کی محبت اور محبت رسول ہوتا تھا اپنے شیخ طریقت سے محبت کے ذریعہ سے مرید کے روحانی درجات بلند ہوتے جاتے تھے روحانی منازل تیزی سے طے ہوجاتیں۔

فنافی الشیخ کے ذریعہ سے سالوں کا سفر لمحوں میں طے ہوجاتا ہے۔ نقشبندی جماعتی طریقت میں حضرت امیر ملت محدث علی پوری کا طریق تھا محبت شیخ کو دنیا وآخر میں کامیابی و کامرانی کی کنجی کی ضمانت سمجھا جاتا ہے۔ فناء کی دو اقسام ہیں۔ ایک فنافی اللہ ہے دوسری فنافی الشیخ۔

فنافی اللہ کا مقام ودرجہ اللہ کے برگزیدہ بندوں کاملین کو حاصل رہتا ہے ہر کوئی اس مقام تک رسائی نہیں رکھتا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس پر فائز تھے ایک دفعہ ذوالنون

مصری کا ایک مرید حضرت بایزید بسطامی کے ہمراہ سفر کر رہا تھا بایزید بسطامی نے اُس سے سوال کیا تم کس کو پسند کرتے ہو؟ اُس نے جواب دیا میں بایزید کو پسند کرتا ہوں آپ نے فرمایا میرے بیٹے بایزید بسطامی تو چالیس سال سے بایزید بسطامی کو تلاش کر رہا ہے اور وہ اسے ملا نہیں۔ ذوالنون مصری کا یہ مرید بھاگتا ہوا ذوالنون مصری کے پاس گیا اور اُسے یہ تمام واقعہ سنا دیا یہ واقعہ سن کر ذوالنون مصری بے ہوش ہو گیا ہوش میں آنے کے بعد ذولنوان نے وضاحت کی کہ بایزید بسطامی اللہ کی ذات میں فنا ہو چکا ہے اور وہ اپنی ذات کو تلاش کرنے میں دشواری محسوس کرتا ہے۔

جس طرف اُٹھے نظر آئے تیرا جمال
فخر ملت حسین و مہ لقاء کے واسطے

حضرت فخر ملت بذات خود فنا فی اللہ کے بلند مقام ولایت پر فائز تھے فنا فی اللہ فنا فی الرسول کی بدولت آپ پر ہر لمحہ عنایات الٰہی اور عنایات سرور دو عالم کی بارش ہوتی تھی جو بھی آپ سے محبت و عقیدت رکھتا تھا آپ کے نقش قدم پر چلتا تھا اور آپ کے احکامات اور ارشادات کی پیروی کرتا تھا وہ تیزی سے منازل طے کرتا ہوا بلند مقام پر پہنچ جاتا تھا حضرت فخر ملت نے ہزاروں لاکھوں کی قسمت بدلی جس پر نگاہ قلندرانہ ڈالتے تھے جو بھی آپ کی محبت میارکہ میں چند گھڑیاں گزار لیتا وہ اپنے وقت کا ذی شعور برگزیدہ ہو جاتا تھا۔

حضرت فخر ملت نے اپنے روحانی تصرف اور اپنی نگاہ قلندرانہ سے اپنے مریدین و متوسلین کے دلوں میں ایسی محبت پیدا کی جو قیامت کے دن تک کم نہ ہو گی لاکھوں مریدین جنہوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی وہ فنا فی الشیخ کے درجہ بلند پر فائز ہوئے اور فنا فی اللہ کے درجہ تک پہنچے۔ محبت اور اُنسیت کے عظیم سمندر سے جو جام انہوں نے اپنے عقیدت مندوں کو پلایا اُس کا نشہ اترنے والا نہیں آج لاکھوں دل اُن کی جدائی میں زخمی ہیں ان کے تذکرے ہر گھڑی ہوتے ہیں آپ کی یادوں سے دل روشن ہیں۔

داغ ہائے معصیت دامان دل سے دور کر دے
یا خدا حضرت فخر ملت جیسے دل ربا کے واسطے

اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی سورۃ الحج آیت نمبر ۲۶ میں ارشاد فرماتے ہیں نہ تو میری جنت اور نہ ہی میری زمین مجھے برداشت کر سکتی ہے۔ لیکن میرے بندہ مومن کا دل میرا گھر ہے اور ان

لوگوں کے لیے مرا گھر مقدس ہے جو اپنی عبادت میں کھڑے ہو کر جھک کر یا سجدوں میں مجھے یاد کرتے ہیں۔

فخر ملت اور خدمت اسلام

حضرت فخر ملت نے علم و حکمت کے پوشیدہ راز کھولے اور مذہبی اور روحانی اصولوں کو عیاں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علم وافر عطا فرمایا تھا کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا جو خدائی حکمت و بصیرت آپ کو حاصل تھی اُسکا ادراک کرنا مشکل ہے سرزمین پاکستان پر مذہبی و روحانی علم کو پھیلانے میں جس ذمہ داری کا مظاہرہ آپ نے کیا اُسکی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپ ایک مقدس با صلاحیت روحانی راہنما و پیشواء تھے اسی وجہ سے آپ کو فخر ملت کا لقب ملا تھا۔ آپ کا روحانی و وجدانی علم آپ کی زندگی اور آپ کی حکمت و بصیرت پر پوری اُمت مسلمہ اور ملت اسلامیہ کو بجا طور پر فخر تھا آپ مہربان دل بے داغ کردار فطرتاً نیک اور پاکیزہ روح رکھتے تھے۔

آپ اپنا زیادہ تر وقت عبادت الٰہی میں گزارتے تھے یہ ایک عام انسان کی پہنچ سے باہر ہے کہ وہ آپ کے علم و راہنمائی کے گہرے اثرات کا اندازہ لگا سکتے ہیں جو آپ اپنے مریدین و متوسلین کے دل و دماغ پر نقش کرتے تھے آپ فقہ و حدیث کے علم کی آبشار تھے آپ قرآن پاک حضور سرور کائنات کی سنت کا گہرا علم رکھتے تھے آپ کی تقاریر میں متواتر قرآن و سنہ سے حوالے ہوتے تھے آپ کی ذات گرامی میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ دنیا کے پیچھے نہیں بھاگتے تھے آپ اپنا قیمتی وقت اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ ذکر اور مخلوق خدا اور اُمت مسلمہ کی خدمت و فلاح و بہبود میں گزارتے آپ فقط اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہر کام کرتے تھے۔ آپ کو سرور دو عالم ﷺ کے بیش بہا خزانوں سے وسیع علم عطا کیا گیا تھا۔ آپ اپنے وقت کے مشہور عالم تھے آپ راتوں کو جاگ کر اپنا زیادہ تر وقت عبادت الٰہی میں گزارتے تھے دن کے وقت مخلوق خدا کے مسائل سنتے تھے دین اسلامیہ کے لیے آپ کی خدمات ناقابل بیان ہیں۔

فخر ملت کی خدمت اسلام کارہائے نمایاں سے بھری پڑی ہے پاکستان کی دھرتی پر کم پیران عظام ہوں گے جنھوں نے صحیح معنوں میں عوام الناس کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ شریعت الٰہی اور طریقت محمدی ﷺ کو پاکستان میں رواج دینے میں آپ نے اہم کردار ادا کیا آپ جہاں تبلیغ و ارشاد کے سلسلہ میں تشریف لے جاتے اسلامی تعلیمات اسلامی کلچر اور اسلامی طریقہ

زندگی کی کما حقہ تشریح فرماتے تھے آپ نے ہمیشہ تقویٰ پرہیزگاری سادگی تحمل بردباری برداشت صبر اور ایثار کا درس دیا سادگی وقناعت کا درس دیا۔

حضرت فخر ملت علمائے کرام صوفیائے عظام اور حفاظ کی خدمت کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے آپ نے اپنا قیمتی وقت اثر ورسوخ اور دولت خدمت اسلام کے لیے وقف کر رکھی تھی اسلامی شعار کے فروغ میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے آپ اعتدال اور میانہ روی کو پسند فرماتے تھے اور اسلامیان پاکستان کو میانہ روی اور اعتدال پسندی کا سبق دیتے۔

حضرت فخر ملت اور خدمت خلق

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

ترجمہ: ”مخلوق خدا کی خدمت کا نام طریقت ہے، نہ کہ تسبیح پڑھنے مصلی پر بیٹھے یا گودڑی پہننے میں ہے“۔

حضرت فخر ملت کی ہستی مبارکہ نمود ونمائش یا دکھلاوے کا نام نہ تھی بلکہ آپ سادگی و مروت کا ماڈل اور شہکار تھے خدمت خلق آپ کو اپنے والد گرامی جوہر ملت حضرت الحاج پیر سید اختر حسین شاہ سے ورثے میں ملی تھی حضرت امیر ملت محدث علی پوری کا خاندان خدمت خلق کے لیے پوری دنیا میں مشہور ہے حضرت فخر ملت نے بھی اس روایت کو جاری رکھا آپ صبح وشام مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف رہتے تھے جس خندہ پیشانی اور اخلاق حمیدہ کے ساتھ آپ یاران طریقت اور زائرین امیر ملت سے پیش آتے تھے وہ بیان سے باہر ہے ہمدردی، شفقت، کہ ملنساری ایسی کہ آپ کو ملنے والا اپنے سارے دکھ درد بھول جاتا تھا مہمان دور سے آتے یا نزدیک سے سب سے پہلے ان کو کھانا کھلاتے۔ پھر اُس کی حاضری کا مقصد معلوم کرتے لوگوں کی خوشیوں میں بھی شریک ہوتے تھے اور غموں میں بھی برابر حصہ دار ہوتے تھے آپ بڑے نرم دل اور مہربان تھے آپ کے جسم اطہر میں گوشت کا لوتھڑا نہیں بلکہ ایک دھڑکتا ہوا لطیف دل تھا رقیق القلب تھے اس دل میں درد بھی تھا مٹھاس بھی تھی چاشنی بھی تھی چاہت بھی تھی ہمدردی بھی تھی یقین بھی تھا امید بھی تھی یاد مصطفیٰ بھی تھی۔ یاد خدا بھی تھی اور مخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ بھی تھا۔

حضرت فخر ملت نے خدمت خلق کے جذبے سے سرشار ہو کر اندرون ملک اور بیرون

ملک طویل تبلیغی دورے کیے لوگوں کو راہ راست پر گامزن کیا انہیں اتحاد و یگانگت اور امن وسلامتی کا پیغام دیا۔

آپ منافقتوں کے بے آب وگیاہ صحراؤں کے درمیان ٹھنڈے میٹھے پانیوں والے نخلستانوں کا سفیر تھے نگہتوں سے بھری عنبریں ساعتوں یم بہ یم راحتوں کے نمائندے تھے ساری زندگی مخلوق خدا کو نوازتے رہے آپ علماء کرام سے بہت زیادہ محبت وشفقت فرماتے تھے اور اُن کی بہت زیادہ خدمت فرماتے تھے تحفے تحائف اور بے شمار طرح طرح کی چیزوں سے اُن کو نوازتے آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ اللہ ورسول کے لیے کام کرو ہم تمہارے لیے بندوبست فرمادیں گے۔

حضور قبلہ فخر ملت شیش محل میں تشریف فرما ہوتے تھے زائرین حضرت امیر ملت جوق در جوق اپنے شیخ طریقت اور محبوب شیخ کی بارگاہ بیکس بے پناہ میں حاضری کے لیے آتے آپ کا فیوض وبرکات کا سمندر طغیانی پر ہوتا تھا خلق خدا جھولیاں بھر کر آپ کی عظمت وجلالت کے گیت گاتے ہوئے رخصت ہوتے تھے آپ کی ذات اقدس میں جلال وجمال کا ایک حسین امتزاج تھا آپ شمع توحید کے پروانوں کے لیے دعوت نور سرور تھے۔

اک حسن کا دریا ہے اک نور کا ہالہ ہے
اس پیکر خاکی میں یہ کون خراماں ہے

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا

ترجمہ: ''اور رحمٰن کے وہ بندے ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں'' (الفرقان ۶۳ پارہ ۱۹)

حضور قبلہ فخر ملت کی ذات بابرکات عاجزی وانکساری تواضع اور خدمت خلق کا مجموعہ تھی آپ مال ودولت جمع نہیں بلکہ خرچ کرتے تھے اور مخلوق خدا میں تقسیم کردیا کرتے تھے۔ ہمیشہ پاکیزہ زندگی گزاری کبھی کسی کو تکلیف نہیں دی نیکی اور اچھائی کا ساتھ دیا حضرت کعب مصریؓ سے روایت ہے۔

ترجمہ: ''سعادت ہے اُس شخص کے لیے جس نے معصیت کے علاوہ تواضع کی جس نے ہاتھ پھیلانے کے علاوہ اپنے تذلل کو ظاہر کیا اور جو مال اس نے جمع کیا تھا اُسے خیر کے کاموں میں خرچ کردیا جس نے ادنیٰ درجے کے لوگوں پر رحم کیا اور فقہ اور حکمت کے علماء کی محبت اختیار

کی سعادت ہے اس کے لیے جس کا کسب پاکیزہ ہے جس کے باطن کی اصلاح ہو چکی ہے جس کا ظاہر باعزت ہے جس نے لوگوں سے اپنے شر کو دور رکھا اپنے زائد مال سے خرچ کیا اور اپنی زائد بات کو روک کے رکھا"۔ (الترتیب وترحیب ۲/۵۵۸ دارالکتب العلمیہ بیروت)

علمی وروحانی منازل

حضور قبلہ فخر ملت ایک عالم بے بدل اور مرشد کامل تھے آپ کی علمی سطح سمندر کی طرح وسیع وعریض تھی آپ کا علم علم نافع تھا ہمیشہ سنجیدہ علمی گفتگو فرماتے تھے بڑے بڑے جید علماء کرام آپ کی علمی وروحانی خدمات کے معترف تھے عظیم الشان جلسوں میں گھنٹوں خطاب فرماتے اور دلائل دیتے تھے لوگ آپ کی علمی تقریر سننے کے لیے دور دراز سے سفر طے کر کے آپ کے جلسوں میں شرکت کرتے تھے حضرت قبلہ فخر ملت کے سر میں دماغ عالمانہ دل صوفیانہ اور آپ کا انداز بیان محققانہ تھا آپ کی ہر ہر ادا سے علم جھلکتا تھا ان کی صحبت سے تصوف چھلکتا تھا اور اُن کی زباں سے ادب برستا تھا۔ آپ کا اسلوب بیان محققانہ طرز زیست قلندرانہ اور انداز نگارش ہمیشہ ساحرانہ رہا۔ جو فقط عالم ہو وہ خشک مزاج ہوتا ہے لیکن حضرت فخر ملت انتہائی رقیق القلب تھے جو محض صوفی ہو گوشہ گیر ہوتا ہے لیکن حضرت مرد میداں تھے۔ آپ کی ذات مقدسہ میں تقویٰ بھی تھا۔ عالمانہ اور صوفیانہ رنگ بھی تھا آپ قرینہ تربیت بھی جانتے تھے۔ اور تزکیہ نفس بھی رکھتے تھے۔ آپ کاغذی تصویر نہیں بناتے تھے۔ بلکہ روحانی تاثیر رکھتے تھے۔ آپ ایک ہمہ جہت شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کی شخصیت مقدسہ میں دینی رنگ بھی تھا اور دنیاوی ہم آہنگی بھی تھی۔ روحانیت کا علم بھی رکھتے تھے اور دینی رنگ بھی تھا اور دنیاوی ہم آہنگی بھی تھی جدید علم بھی رکھتے تھے اور قدیم کا علم بھی رکھتے تھے۔ رازی کا فلسفہ بھی جانتے تھے اور رومی کا لہجہ بھی رکھتے تھے۔ آپ کی ذات مقدسہ میں صوفیانہ جمال تھا اور محققانہ کمال پایا جاتا تھا الغرض وہ ایک ایسا چراغ علم تھا جو شہر شہر قریہ قریہ نگر نگر علم کی روشنی بانٹتا رہا۔

ان کا سایہ اک نظر اُن کا نقش پا چراغ
یہ جدھر سے گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

حضرت فخر ملت کا انداز بیان مٹھاس بھرا شریں اور دلپذیر تھا کہ آپ کی تقریر سننے والے دم بخود رہ جاتے تھے۔ علم و آگہی اور حکمت وبصیرت کا مرکز ومحور تھے۔ آپ کا خطاب سننے

والے محو حیرت ہوتے کہ سالوں اور صدیوں کا سفر لمحوں میں طے ہو جاتا تھا سادہ لوح مطمئن کہ گفتگو دل کو چھوتی تھی صاحبان علم و دانش مطمئن کہ موضوع پر گرفت مضبوط علم فقہ کا خوشہ چیں سراپا نیاز کہ استنباط و استخراج کا مچلتا سمندر علم و حدیث کا طالب علم مست کہ جرح و تعدیل کا سیل رواں علم تصوف کا خوگر دوزانو کہ معرفت و حکمت کا فیض بار چمنستان زہد و عبادت پر کمر بستہ ہمہ تن گوش کہ اطاعت انقیاد کا ایک جہان دلپذیر تقریر ایسی فرماتے تھے کہ بصارت جگمگا نے لگتی مفہوم کی وضاحت بڑے دل کش انداز میں فرماتے الغرض حضرت کے علم سے آج بھی لاکھوں قلب و نظر کے فانوس جگمگا رہے ہیں۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے ان کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اللہ رب العزت نے اولیاء کرام کو وسیع اختیارات اور بے شمار تصرفات عنایت فرما کر عام بندوں سے ممتاز فرما دیا ہے اولیاء کرام میں ایک گروہ ابدال کا ہے یہ وہ عظیم جماعت ہے جس پر پوری دنیا کے قیام کا انحصار ہے اور ان کی بدولت دنیا اور اہل دنیا پر طرح طرح کی نوازشیں ہوتی ہیں اور مصائب آلام نحوستیں اور مصیبتیں ٹلتی ہیں حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا زمین چالیس ایسے آدمیوں سے کبھی خالی نہ ہوگی جو حضرت ابراہیمؑ کی مثل ہوں گے ان ہی کی برکت سے دنیا والوں کو سیراب کیا جاتا ہے انہی کی وجہ سے ان کی مدد کی جاتی ہے ان میں سے اگر کسی کا وصال ہو جائے تو اللہ کسی دوسرے کو اُس کی جگہ بٹھا دیتا ہے۔

اور ایک دوسری حدیث پاک جو حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہمیشہ میری اُمت میں تیس ابدال رہیں گے ان ہی کی وجہ سے زمین قائم رہے گی۔ ان ہی کے سبب تمہیں بارشیں دی جائیں گی اور اُن ہی کی بدولت تم مدد کیے جاؤ گے۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ اپنے مقبولین بارگاہ کو تصرفات یعنی اختیارات سے نوازتا ہے تصرف کا معنی ہے پھیر دینا کچھ کا کچھ کر دینا اختیارات قبضہ تغیر و تبدیل وغیرہ تو شان امتیازی سے خالق کائنات نے جگر گوشہ امیر ملت آیت من آیات اللہ حضور قبلہ فخر ملت کو نوازا تھا اللہ نے آپ کو وہ اذن عطاء فرمایا تھا کہ جس کو جو چاہتے جیسا چاہتے عطاء فرماتے یا بنا دیتے آپ نے ہزاروں خام لوگوں کو کیمیا ناقصوں کو کامل کر دیا اور جاہلوں کو عارف بنا دیا۔

کعبۃ العشاق باشد ایں مقام
ہر کہ ناقص آمد اینجا شد تمام

یہ آپ کا تصرف تھا کہ نابینے بینا ہو رہے۔ بہرے سن رہے ہیں گونگے بول رہے ہیں آپ کی زبان حق سے جو نکلتا رب کائنات اس کو پورا فرما دیتا تھا اور تصرف کا یہ عالم تھا کہ مسجد نبوی شریف میں نماز مغرب اداء فرما رہے تھے کہ دل میں خیال پیدا ہوا کہ امام صاحب سورۂ فلق اور سورۂ والناس کی تلاوت بالترتیب رکعتوں میں پڑھیں ادھر خیال پیدا ہوا کہ تصرف ایسا ہوا کہ امام صاحب نے پہلی رکعت میں سورۃ فلق اور دوسری میں سورۃ الناس کی تلاوت کی چنانچہ آپ نے جملہ اقوال وافعال غرض کے آپ کا ہر قدم اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک زندہ کرشمہ اور اُس کے امر کن کا ٹھوس مظاہرہ تھا اور آپ اُن محبوبان خدا سے ہیں کہ جنکی خاطر اللہ تعالیٰ اپنے امر کو تبدیل کر دیتا ہے۔ اس کو تصرف کہتے ہیں۔

فخر ملت خلوص ووفا کا پیکر

حضور قبلہ فخر ملت پیکر خلوص ووفا پیکر نورانیت پیکر ایثار وقربانی پیکر محبت ومودت اور پیکر فیضان امیر ملت وپیکر فیضان سرور دوعالم تھے آپ کی گفتگو میں چاشنی، چاہت اور خلوص و محبت کا جذبہ غالب تھا جو کام بھی کرتے تھے اُس میں خلوص ووفا شامل ہوتی تھی۔

فیض بخشی نور عالم سر حق روشن ضمیر
نور عین شاہ جماعت ہر کساں را دستگیر

حضرت فخر ملت حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر کسی کے ساتھ خلوص ومحبت اور شفقت ومہربانی کا سلوک کرتے تھے آپ کی ہستی مبارکہ میں حضور قبلہ عالم کی تمام صفات بدرجہ اتم موجود تھیں اور یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ آپ صحیح معنوں میں حضور امیر ملت محدث علی پوری کا نور مجسم تھے۔

آپ کی حیات مبارکہ مینارۂ نور تھی آپ درخشاں وتابندہ ستارۂ علم وفقر تصوف تھے آپ کی ہستی مبارکہ خوشبوؤں، نور اور رنگوں کا پیکر تھی عظمتوں صداقتوں کا پیکر تھی حضرت قبلہ فخر ملت منفرد اور دل آویز شخصیت کے مالک تھے۔ نور ونکہت کا پیکر تھے وہ آفتاب حرم تھے اور فیضان سرور دوعالم سیدنا محمد ﷺ کے پاسبان وامین تھے۔ ارشاد خداوندی کے مطابق آپ ہر

وقت مخلوق خدا کو خدائی احکامات اور نیکی کے کاموں کی تبلیغ کرتے تھے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ (سورۃ نحل آیت ۱۲۸ پارہ ۱۴)

ترجمہ: ''یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو اُس سے ڈرتے ہیں اور جو نیک کاموں میں سرگرم رہتے ہیں''۔

مصنف تفسیر ضیاء القرآن پیر محمد کرم شاہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ تبلیغ و اشاعت اسلام میں کامیابی کا انحصار فقط تائید الٰہی اور نصرت ربانی پر ہے اس لیے مبلغ اسلام کو بتا دیا گیا ہے کہ یہ سعادت صرف ان پاکبازوں کو بخشی جاتی ہے جو زیور تقویٰ سے آراستہ ہوں اور خلق خدا کے ساتھ احسان و خیر خواہی کے جذبات سے اُن کے دل معمور ہوں دین کے داعی کو اپنی وسعت علمی بیان پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اس کا کلی اعتماد معیت و تائید ایزدی اور نصرت ربانی پر کار بند ہو

یہ امر حقیت ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت نے اپنی ساری زندگی تبلیغ و اشاعت اسلام کے لیے وقف کیے رکھی بڑے اخلاص بڑی وفاداری اور بڑی جانفشانی کے ساتھ آپ نے اللہ کے پیغام کو دنیا میں پھیلایا آپ حقیقتاً ایک بلند پایا عالم دین تھے آپ کی علمی سطح بڑی وسیع تھی لیکن کبھی آپ نے اپنے علم و فضل پر تکبر و غرور کا اظہار نہیں کیا کبھی اپنی برتری کی نمائش نہیں کی آپ کو اگر بھروسہ و اعتماد تھا تو وہ فقط نصرت ربانی اور تائید ایزدی پر تھا خدائے بزرگ و برتر کے فرمانبردار اور وفا شعار بندے تھے ہمیشہ تقویٰ ایثار صبر اخلاص کا مظاہرا کرتے تھے خدائی احکامات کی پابندی آپ کو ہر وقت مدنظر ہوتی تھی۔ اور اپنے مریدین و متوسلین کو بھی خدا اور خدا کے رسول ﷺ کے احکامات کی پابندی کرنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔

صبر و استقامت

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

ترجمہ: ''آپ فرمایئے! اے میرے بندو جو ایمان لے آئے ہو ڈرتے رہا کرو اپنے رب سے (اور یاد رکھو) ان کے لیے جنہوں نے نیک اعمال کیے اس دنیا میں نیک صلہ ہے اور اللہ کی زمین

بڑی وسیع ہے۔(مصائب و آلام میں) صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا"۔

(سورہ الزمر آیت ۱۰ پارہ ۲۳)

حضور قبلہ فخر ملت کی ہستی مبارکہ سراپا تحمل و برداشت۔فقر میں فخر اور مصیبت میں پیکر صبر و رضا اور توکل کی انتہا۔ جہد مسلسل اور مجسم صدق و صفا۔ قارئین کرام: کسی نے صبر و تحمل و استقامت سیکھنا ہو تو وہ حضرت فخر ملت کی زندگی کا مشاہدہ کرے۔ آپ نے ساری زندگی کمال صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا۔ آپ کی حیات مبارکہ میں ہزاروں مشکلیں و تکالیف آئیں۔ لیکن آپ نے کبھی اپنی زبان سے ان کا تذکرہ تک نہ کیا۔ غم و دکھ کی کیفیت میں اس نور مجسم کے چہرہ اقدس پر مسکراہٹ ہوتی۔ صبر و توکل ہی دراصل سلوک کا راستہ ہے۔ جسے طریقت کا نام دیا گیا ہے۔

حضرت ذوالنون مصری کا قول ہے۔

"صوفی وہ ہے جو اپنی ہستی خدا کی ہستی میں فنا کر دے جس قدر زیادہ فنافی اللہ ہوتا ہے اسی قدر زیادہ عرفان حاصل کرتا ہے"

انسان جس ہستی سے محبت کرتا ہے اس کی ذات کے چمن سے وہ نہ صرف فکر و نظر کے پھول چنتا ہے بلکہ اس کے وجود سے سوز و گداز کی کلیاں بھی جن سے وہ اپنے دل کا چراغ روشن رکھتا ہے۔ جن سے وہ تنہائیوں میں بھی انجمن آراء رہتا ہے، حضرت فخر ملت کو قبلہ عالم محدث علی پوری کی ذات ستودہ صفات سے بے پناہ محبت تھی آپ اکثر اپنی تقاریر میں حضرت امیر ملت کی دینی و مذہبی و ملی خدمات کو بیان فرمایا کرتے تھے۔ صبر و استقامت اور تحمل و برداشت کا سبق آپ نے حضور قبلہ عالم کی حیات مبارکہ سے پڑھا تھا۔ جنہوں نے طویل جدوجہد اور شبانہ روز کوششوں کے بعد قیام پاکستان کا خواب دیکھا تھا۔ ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ حضرت فخر ملت صبر و استقامت کا کوہ ہمالیہ تھے۔ آپ ساری زندگی مخالفتوں اور منافقتوں کا سامنا کرتے رہے لیکن آپ نے صبر کا دامن نہیں چھوڑا ہمیشہ دعائے خیر کی۔ پیار و محبت اور عاجزی و انکساری کا اظہار فرمایا۔

فخر ملت دراصل ایک خوشبو کا نام تھا جو دنیائے فانی کو معطر و منور کرتا رہا خزاں کی تند و تیز ہواؤں نے اس روشن چراغ مصطفےٰ کو بجھانے کی ہزار کوششیں کیں۔ لیکن وہ چراغ جلتا رہا۔ روشنی و نور کی خیرات تقسیم کرتا رہا۔ دراصل چہرہ جمال کی تابانی کا نام فخر ملت تھا۔ ہر خاموش روح

کی ترنگ اور فصل بہار کی شادابی اور ہر کھلتے پھول کی رعنائی کا نام فخر ملت تھا۔ ارتقائے شب و روز میں عہد پریشاں کو رعنائی دینے اور حلقہ آفاق میں دھنک کے رنگ سجانے کا نام فخر ملت تھا۔ حضرت کی زندگانی تاریخ صداقت کا ایک ورق ہے۔ ایک کھلی کتاب ہے۔ جو ریگزاروں کے لیے ابر کرم تھا جو شعور و علم و حکمت کا حقیقی امتزاج تھا۔ جو بحر علم و فضل و شہر جود و معیار ادب تھا۔ اسلامی اقدار کی پیشانی پر حضرت فخر ملت کی شرافت و تحمل و برداشت کا عکس دوام قیامت تک چمکتا و دمکتا رہے گا۔

واں بھی تیز رکھی ہے ہنر کی لو میں نے
جہاں ہوا نہ کسی کا چراغ جلنے دے

فخر ملت مُرشد باکمال

حضور قبلہ فخر ملت ایک ایسا مرشد باکمال جو بجلیوں کی چمک، وطن کی آن، چمن کی شان، عظمتوں کا سراغ اور لاکھوں کروڑوں ہتھیلیوں کی دھڑکنوں میں جلنے والا چراغ نور ہے۔ جس کا ثانی نہ کوئی تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔ بقول شاعر

حضرت فخر ملت علم کا وہ سورج تھا جس نے اپنے دور کے جہالتوں میں ڈوبے ہوئے تاریک آسمان کو روشن کر رکھا تھا۔ آپ شریعت و طریقت کی وہ آبشار تھے جنہوں نے اپنے دور کے تشنگان معرفت و حکمت کو سیراب کر رکھا تھا۔ حضرت فخر ملت ایک قطبی ستارے کی مانند تھے جو اپنے وقت کے لوگوں کے لیے راستے کو روشن کر کے آسان بنا دیتے تھے۔ آپ وقت کے آفاق پر نئے دن کا سورج تھے جو ایسی روحانی قوتوں کے امام تھے جو مردہ دلوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ آپ خدا کے رازوں میں سے ایک سربستہ راز تھے جن کے ایک ارشارے سے آسمانوں سے موتیوں کی بارش ہوتی تھی۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے امام تھے۔ اسلام کا ورثہ تھے۔ ایسے مرشد باکمال تھے۔ جنہوں نے لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لا کھڑا کیا۔ نفرتوں کو ختم کر کے محبتوں کو رواج دیا۔ حضرت فخر ملت ایسے کامل ولی اللہ تھے جو اپنے مریدین کو اللہ کی محبت کی طرف راغب کرتے تھے۔ اُن کے راستے کو روشن و منور فرما دیتے تھے اور بالآخران کو فنائے مقام تک پہنچا دیتے تھے۔ مرشد کامل وہ ہوتا ہے جو لازمی طور پر پاکیزہ اور مقدس ہوتا ہے جو فنا و بقاء

کے مختلف مراحل کو سمجھتا ہے۔ وہ لازمی طور پر جانتا ہو کہ گناہ گار کو پاک وصاف کیسے کرتا ہے۔ اگر ایک راہِ حق کا متلاشی مرشد کامل تک پہنچتا ہے تو وہ پورے اخلاص اور سچائی کے ساتھ مرشد کامل کی راہنمائی کا طلبگار رہتا ہے تو مرشد کامل اسے مرید بنانے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ وہ اس بات کا پورا یقین کرتا ہے کہ یہ اپنے مقصد و منزل کو پالینے میں اتنا قابل اعتماد ہو گا۔ وہ اُس کی صلاحیتوں کا درست اندازہ لگاتا ہے اور اس کی وفاداری کا پورا یقین کرتا ہے۔ پیغمبر پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

"موتو قبل موتو" "مرنے سے پہلے مرجاؤ"

مرشد باکمال ولی کامل اپنے مرید کو مشکلات و مصائب سے نکال کر بلند مقام پر فائز کر دیتا ہے اور اُسے پاک وصاف کر دیتا ہے۔

سلطان الاولیاء حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے فرمایا:

"شیخ کامل وہ ہے جسے خود پتا ہو کہ خدائے بزرگ و برتر نے اُسے مرشد کامل بنایا ہے اور نوازا ہے اُسے معلوم ہو کہ اُس کا مرید کس مقام و مرتبہ کا حامل ہے اور کس طریقہ سے وہ خدائی عنایات حاصل کر سکتا ہے۔ اگر مرشد کامل ایسا علم نہ رکھتا ہو تو اسے مریدین کی راہنمائی کرنے کا کوئی حق نہیں شیخ کامل کا دھیان اپنے مریدین کی دولت کی طرف نہیں ہونا چاہیے"

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید آپ کے پاس آیا اور اپنی ساری دولت و مال و متاع آپ کو دینے کی کوشش کی لیکن آپ نے لینے سے انکار کر دیا جب مرید کچھ وقت گزرنے کے بعد فنا فی الشیخ کے درجے تک پہنچ گیا تو اُس نے دوبارہ آپ کی خدمت میں اپنا مال و دولت پیش کیا۔ اس وقت حضرت جنید نے فرمایا: ہاں میں قبول کرتا ہوں کیونکہ اب تم اپنے اس عمل پر افسردہ یا پچھتاؤ گے نہیں۔

قارئین کرام! یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت ایسے شیخ کامل تھے جن کے قلب اطہر میں نور معرفت الٰہی تھا جو اپنے مقام و مرتبہ کے بارے بھی مکمل آگاہی رکھتے تھے اور اپنے مریدین و متوسلین کے مقام و احوال سے بھی بخوبی آگاہ ہوتے تھے۔ آپ امراء کی عزت و احترام اس لیے نہیں کرتے تھے کہ آپ ان سے کوئی دنیاوی یا مالی فائدہ حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اپنے مریدین کی صحیح معنوں میں راہ حق پر راہنمائی فرماتے تھے۔ اپنی تمام قوتوں کو حق و صداقت اور رشد و ہدایت کے لئے وقف کیے رکھتے تھے۔

میر کی پہچان یہی ہے ثاقب
مجھ کو دیکھو تو خدا یاد آئے

فخرِ ملت اور جود و سخا

حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی عطاء کے انداز نرالے تھے۔ آپ اپنی رحمت بکھراں سے سب کو نوازتے رہتے تھے۔ کسی پہ چشم عنایت قرطاس قلم کے حوالے سے کسی پہ فیضان نظر قلب پہ القاء کی صورت میں کسی پہ لطف وعطا سوچ سے ماوراء جمال فکر کے انمول موتی کے ذریعے نکہت گل سے مہکتی ہوئی رات کے ریشمی آشنائی کے سبب دل کو دو عالم سے یوں بیگانہ کرتے تھے کہ انسان خود ہی اپنے آپ سے ہم کلام رہنے لگتا تھا۔

جود و سخا لغت میں ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ قاموس میں ہے کہ جود سخا ہے اور سخا جود ہے۔ یہ دونوں ایسے الفاظ ہیں جن کے معانی قریب قریب ہیں لیکن لغت عرب کے ماہرین نے ان میں بڑا لطیف فرق بیان کیا ہے۔ جس کے سمجھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مترادف ہونے کے باوجود ان الفاظ میں انفرادیت موجود ہے۔ قاضی عیاض الشفاء میں اس فرق کو بیان فرماتے ہیں

الکرم: الانفاق بطیب النفس فیما یعظم خطرہ و نفعہ

ترجمہ: "ایسی چیز کو خرچ کرنا جو بڑی قدر و منزلت کی مالک ہو اور نفع بخش ہو۔ اور خوش دلی سے خرچ کرنا اس کو کرم کے لفظ سے تعبیر کیا جائے گا"

لغت ونحو کے امام نحاس جواد کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں

"جواد وہ ہے جو مستحق کو عطا کرتا ہے اور جو سوال نہ بھی کرے اُس کو بھی دیتا ہے اور جب دیتا ہے عطا کرتا ہے تو قلیل نہیں دیتا بلکہ کثیر دیتا ہے اُسے فقر و افلاس کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔ موسلا دھار بارش کو عرب مطر جواد، تیز رفتار گھوڑے کو فرس جواد اور جو سائل کے سوال کرنے سے پہلے اس کی جھولی بھر دیتا ہے یا جس میں یہ صفات پائی جائیں اسے اہل عرب جواد کہتے ہیں۔ جواد کا مقام و مرتبہ سخی سے ارفع ہے"۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جواد کی حقیقت یہ ہے کہ بے غرض ہو اور بدلہ طلب نہ کرے اور یہ صفت حقہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ بغیر کسی غرض اور بدلہ کے تمام ظاہری و باطنی نعمتیں اور حسی و عقلی کمالات مخلوق کو مرحمت فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے

بعد تمام جوادوں کے جواد۔ اجواد الاجود دین اُس کے رسول ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کے بعد اُمت کے علماء کرام ہیں کہ علم دین کو پھیلاتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے۔ حضور سرور کائنات نے فرمایا: ''اللہ سب سے بڑا جواد ہے پھر میں بنی آدم میں سب سے بڑا جواد ہوں اور میرے بعد بنی آدم میں وہ مرد جو علم کو سکھلائے اور اُسے پھیلائے۔

السماحة: التجافي عما يستحقه المرء عند غيره بطيب النفس

ترجمہ: ''کسی آدمی کی کوئی چیز کسی دوسرے کے قبضہ میں ہے خوش دلی سے اس چیز کو اس سے واپس نہ لینا اور اس کو نظر انداز کر دینا مساحت کہلاتا ہے''

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری اُمت میں چالیس آدمی (ابدال) ہمیشہ رہیں گے جن کو دل قلب ابراہیمی کی مانند ہوں گے ان کے صدقے اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عذاب ٹالے گا انہیں ابدال کہا جائے گا پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا انہوں نے یہ ابدالیت والا رتبہ کثرت صوم وصلوٰۃ اور صدقہ کے ذریعے نہیں پایا ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ پھر کس چیز کے ذریعے انہوں نے یہ رتبہ پایا؟۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سخاوت اور مسلمانوں کے لیے خیر خواہی کے ذریعہ سے''

(روضۃ السالکین ص:۱۵۹ بحوالہ امام طبرانی وامام ابونعیم)

جود وکرم اللہ تعالیٰ کی عظیم صفات میں سے ہے جن کا مظہر اتم حضور سید عالم محبوب خدا احمد مجتبیٰ حضرت محمد ﷺ کی ذات جامع الصفات ہے۔ محبوبان خدا وعشاقانِ مصطفےٰ اولیائے کرام بھی اس امتیازی وصف سے سرفراز ہوتے ہیں۔ ہر دور میں اولیائے کرام اس فطری کمال میں امتیازی شان کے مالک چلے آتے رہے ہیں۔ حضور پرنور قاسم فیضان نبوت حضور قبلہ فخر ملت اس وصف میں بلا مبالغہ ایک خصوصی شان رکھتے تھے بلکہ جود وسخا تو اُن کی گھٹی اور خون میں شامل تھا

ظاہر از اہل بیت نور نبی ہمچو در ماہ نور خورشید است
از ازل تا ابد بود ظاہر زانکہ ایں نور، نور جاوید است

ترجمہ: ''یعنی اہل بیت کرام سے حضور ﷺ کا نور یوں ظاہر ہو رہا ہے۔ جیسے سورج کا نور چاند سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ نور تا ابد اسی طرح ظاہر ہوتا رہے گا۔ کیونکہ پہلا ابدی اور سرمدی نور ہے''

جس طرح حضور سید کائنات ﷺ کا نور آپ سے ظاہر ہوتا تھا۔ اسی طرح حضور ﷺ

کی سخاوت اور جود و عطا کی مظہر ذات فخر ملت عینہ تھی۔ حضور قبلہ فخر ملت کی ذات والا صفات کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مجسمہ جود و سخا بنا کر بھیجا تھا۔ آپ کی ذات گرامی جود و سخا کا ایک بحر بیکراں تھی۔

بے مثال اندر کرم حاتم گدائے کوئے او
ہست احساں خانہ زادش زادِ خوانش حل اتی

آپ کے فطری کمالات میں جذبہ ایثار و سخاوت کو ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ قدرت کاملہ نے آپ کی ذات والا صفات میں رحمدلی اور بے سہارا لوگوں کیلئے جذبہ ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ غریبوں، حاجت مندوں اور دکھی انسانوں کے لیے ہر وقت آپ کا دروازہ رحمت کھلا رہتا۔ بلا تخصیص امیر و غریب و آشنا و نا آشنا ہر ایک کے دکھ درد کی رُوداد سنتے اور بیان کرنے والے کی تکلیف کو حقیقی طور پر محسوس فرماتے اور ایثار و سخاوت کا دریا بہا دیتے تھے۔

اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ آپ کی خدمت اقدس میں کوئی چیز بطور نذرانہ پیش ہوتی تو آپ فوری طور پر وہ کسی ضرورت مند کو بھیج دیتے۔ غریب تو غریب امیر بھی آپ کے در کے محتاج نظر آتے۔

ہر ایک کے لب پہ یہی جملہ نظر آتا
تیرا در ہے در حقیقت میری زیست کا سہارا

اور بلاشبہ حضور فخر ملت کی ذات ستودہ صفات میں جود۔ کرم۔ سخا اور سماحت جیسی صفات یکجا نظر آتی تھیں۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کار کشاو کارساز
خاکی و نوری نہاد بندہ مولا صفات
ہر دو جہان سے غنی اُس کا دِل بے نیاز

پابند صوم وصلوۃ

تصوف و طریقت میں تمام منازل کی سیڑھی عبادت الٰہی ہے۔ اولیا اللہ فرائض و واجبات کے ساتھ نفلی عبادات سے قرب الٰہی حاصل کرتے ہیں اولیاء اللہ ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضاو

خوشنودی کے لیے کرتے ہیں اور جو عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو وہ عبادت ہے اُن کا مقصود دنیا نہیں بلکہ رضائے الٰہی ہے اور وہ اسی کے حصول میں کوشاں رہتے ہیں۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام اعظم کی شب بیداری کا سبب یہ تھا کہ ایک بار ایک شخص نے آپ کو دیکھ کر کہا یہ وہ شخص ہے جو عبادت میں پوری رات جاگ کر گزارتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ نے یہ سنا تو فرمانے لگے ہمیں لوگوں کے گمان کے مطابق بننا چاہئے اس وقت سے آپ نے رات کو جاگ کر عبادت کرنی شروع کی یہاں تک کہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھا کرتے اور چالیس سال تک لگاتار اس معمول پر قائم رہے۔ (الخیرات الحسان صفحہ ۸۲)

''حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ماں کے پیٹ سے بہرہ ور با نصیب پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ خواجہ میرے پیٹ میں تھے۔ ہر آدھی رات کو میرے پیٹ میں حرکت کرتے اور یا اللہ یا اللہ کی آواز نکالتے اور میں آدھی رات سے ایک پہر تک لگا تار یہ آواز سنتی'' (سبع سنابل صفحہ ۴۳۸)

اولیاء اللہ کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ رات کے پچھلے پہر اُٹھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں قیامت کی ہولناکیوں اور دوزخ کے عذاب کو سامنے تصور کر کے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ساری ساری رات عبادات الٰہی میں گزار دیتے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد مبارک ہے:۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ـ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ـ

ترجمہ: ''اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام میں''

(سورہ الفرقان آیت ۶۳، ۶۴)

حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ و مقدسہ کا یہ معمول تھا کہ آپ عشاء کی نماز کے بعد تھوڑی دیر کیلئے آرام فرماتے تھے پھر اُٹھ جایا کرتے تھے اور ساری ساری رات رب کریم کی بارگاہ میں عبادت کرتے ہوئے گزار دیتے تھے۔ قاری قرآن ایسے کہ سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ باقاعدہ ۵۶ مصلے رمضان شریف میں تراویح کے دوران قرآن پاک سنایا۔ سفر کے دوران گاڑی میں بھی قرآن پاک کی تلاوت جاری رکھتے تھے۔ نماز، روزہ، حج، زکو

ی کی سختی سے پابندی فرماتے تھے اور دوسروں پر بھی پابندی لازم کرواتے تھے۔ آپ کی زندگی کا ہر ہر لمحہ یادِ الٰہی سے منور تھا۔ فرائض و واجبات کی پابندی ساری زندگی کی عبادات و ریاضت تقویٰ و پرہیز گاری میں آپ کو بلند مقام حاصل تھا۔ دلپذیر و شیریں انداز میں قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ قرآنی احکامات شریعت الٰہی وسنت واتباع سرورِ عالم ﷺ میں گزاری۔ آپ جیسا متقی، پرہیز گار کوئی اور نہ تھا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور محبوب بندوں میں شمار ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بے حساب انعامات و کرامات کے حاصل کرنے والے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ۔ اٰخِذِیْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ۔ كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ۔ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ۔ ترجمہ: ”بیشک پرہیز گار باغوں اور چشموں میں ہیں۔ اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے۔ بیشک وہ اس سے پہلے نیکوکار تھے۔ وہ رات میں کم سویا کرتے اور پچھلی رات استغفار کرتے“ (سورہ الذّٰریٰت آیت ۱۵ تا ۱۸)

حضور فخر ملت زہد، توکل، فقر، تسلیم و رضا اور ورع و تقویٰ کی ارفع و اعلیٰ صفات رکھتے تھے۔ آپ کی حیات مبارکہ صلحاء، صوفیا، علماء اور اتقیاء کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ کے فقر میں فخر تھا۔ مصیبت و مشکل میں پیکر صبر و رضا تھے۔ توکل کی انتہا تھی۔ زندگی سراپا ایثار و محبت تھی۔ جہد مسلسل، صبر و استقامت اور عاجزی و انکساری آپ کی طبیعت مقدسہ کا لازمی جزو تھی۔ آپ کی مذہبی و روحانی و فکری صلاحیتوں کا ایک زمانہ معترف ہے۔

فخر ملت کے اخلاق حسنہ

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق حسنہ مخلوق خدا کے لیے شمع ہدایت ہیں۔ آپ کے اخلاق ضابطہ حیات کسی پیروی و تقلید عشاقانِ مصطفےٰ کے لیے دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کی کنجی ہے۔ حضرت فخر ملت قدیم پیکر میں جدید اور جدید پیکر میں قدیم صفات کی حامل شخصیت تھے۔ آپ کی تقاریر اور گفتگو کا ایک ایک لفظ آپ کے حسن اخلاق پر دلالت تھی۔ دراصل آپ کے اخلاق حسنہ حکم خداوندی اور اطاعت واتباع سنت رسول عربی کا مظہر ہیں۔ حضرت فخر ملت اپنے خطبات اور اپنی تقاریر میں سامعین کے دلوں میں تاجدار کائنات ﷺ کی یاد کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانے کا پیغام اس دلنشین و دلکش انداز اور دلپذیر پیرائے میں دیتے تھے کہ ہر آنکھ نم ہو جاتی

تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ مجمع پر رحمت کا نزول ہو رہا ہے۔ دراصل حضرت کی تقریر آپ کے اخلاق حسنہ کا پرچار ہوتی تھی۔ جو باران رحمت کا نزول ہوتا تھا بارش نور ہوتی تھی۔

زور کلام تھا کہ ادائے کلیم تھی
جو بات اس نے کی وہ دل میں اتر گئی

حضرت فخر ملت کی سیرت طیبہ اور اخلاق حسنہ موسم بہار میں عطر بیز ہواؤں کی مہک کا نام ہے۔ آپ کی طلسماتی شخصیت کی سحر انگیزی سے مخلوق خدا کا سمندر ہلچل میں آجاتا تھا۔ حضرت کا حُسنِ صورت ایسا جیسے چودھویں رات کا چاند اپنے پورے جوبن پر چمکتا ہے اور حسن اخلاق ایسا جیسے خزاں کے موسم میں بہار کا پیغام ہو۔ ہر اک صدی شاہِ جماعت محدث علی پوری کی صدی ہے اور حضرت فخر ملت پیغام حق کا وہ داعی ہے جس کو عشق نبی ﷺ کا پرچم عطاء ہوا جس نے اپنے حسن اخلاق اپنی اَحسن گفتگو اور اپنے علم اور عمل سے اور عزم و حوصلہ اور تحمل و برداشت سے دنیائے فانی کے ہر اک اُفق پر پیغام الٰہی پیغام مصطفےٰ پہنچایا۔ فخر ملت وہ عظیم ہستی مبارکہ عظمت کا تاج جس کے سر اقدس پر سجا ہوا تھا۔ اور وہ نفرتوں کے دور میں عظمتِ رسول ﷺ کی محبتوں کا سفیر تھا جس نے اپنا یہ فریضہ بہ احسن انجام دیا۔

ظلمت دھر میں سر بہ سر روشنی
آئینہ رو برو صبح تابندگی
گلشنِ مصطفےٰ ﷺ کی وہ تازہ کلی
علم و عرفان و ایقان کی آگہی
اور سایہ فگن اس پہ فیض نبی ﷺ

نشاط روح کا سامان تھے۔ مطلع عرفان، مشکل عرفاں، قلزم عرفاں، صبح درخشاں اور فیض کا معدن اور نور کا مخزن تھے۔ آپ کو نور رحمت نے اپنے خزانوں سے وافر علم و اخلاقیات اور دانش و حکمت عطاء فرمائی تھی۔

"لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ" حضرت فخر ملت اپنے ہر قول اپنے ہر فعل میں اسوہ حسنہ حضور سرور کائنات ﷺ کو مد نظر رکھتے تھے۔ آپ کی ہر ہر ادا پر اتباع رسول ﷺ کا رنگ غالب دکھائی دیتا تھا۔ اپنی گفتگو میں بڑے ادب و احترام کے ساتھ سرور عالم کا ذکر فرمایا کرتے تھے صحیح معنوں میں عاشق رسول عربی ﷺ تھے۔

ایمان جن کے حُسن تصور کی بات ہے
خلق خدا میں ایک محمد ﷺ کی ذات ہے
بس اُن کا ذکر و فکر و تصور جو مل گیا
عاشق رسول کے واسطے یہی سب کائنات ہے

حضرت فخر ملت حسن اخلاق کا پیکر اتم تھے نہ صرف ہر ایک کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے تھے بلکہ جو آپ کے مخالف ہوتا تھا اس کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرتے تھے آپ کی ذات قدسی میں حلم اور بردباری تھی۔ پیغمبر پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک بندہ حلم یعنی بردباری کے ذریعہ سے دن کو روزہ رکھنے والے اور رات کو قیام کرنے والے کا درجہ پا لیتا ہے" (الترغیب والترہیب جلد ۲ صفحہ ۳۲۳ ضیاء القرآن لاہور)

حلم، بردباری، توکل اور آزمائشوں پر ثابت قدم رہنا حضور قبلہ فخر ملت کی ہستی مبارکہ کا خاصہ تھا۔ آپ نے اپنے اخلاق حسنہ سے ثابت کیا کہ آپ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ اور اسکے پاک پیغمبر سیدنا محمد ﷺ کی رضا و خوشنودی میں مصروف و مشغول رہتے تھے۔ آپ ہر وقت کلام الٰہی کی تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔ لوگوں کو حضور کی احادیث اور اُن کی نعتیں سناتے تھے آپ کا ہر عمل بھی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی اطاعت میں تھا اور آپ کا ہدف اور نصب العین بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا تھا۔ آپ کے اخلاق حسنہ رہتی دنیا تک عوام و خواص کے لیے مشعل راہ ہیں اور دنیا و آخرت میں کامیابی اور کامرانی کا زینہ ہیں۔

سلطنتِ فخر ملت

حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی سلطنت سلطنتِ مصطفےٰ ہے۔ آپ کی رحمت بیکراں سے فخر ملت کو وہ کچھ عطا ہوا جو عوام و خواص کے وہم و گمان میں بھی نہیں آپ کونین کے شہنشاہ، دارین کے مالک و مولیٰ، شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ کے لاڈلے جگر گوشہ اور نمائندہ و سفیر رسول عربی ﷺ ہیں۔ آپ نمائندہ و سفیر رسول عربی ﷺ ہیں۔ آپ کو حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ مندرجہ ذیل نسبتیں حاصل ہیں۔

پاکیزہ جسمانی نسبت   روحانی نسبت
علمی نسبت   نورانی نسبت

آپ حسنی اور حسینی سید زادے ہیں آپ کا شجرہ نسبت پدری اور مادری ہر دو نسبتوں سے آقائے نامدار سرورِ دو عالم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ یہ نسبت ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی ہے اور دراصل یہ آپ کی ہستی مبارکہ کی منفرد عظمت وشان وشوکت کا مظہر ہے۔ روحانی نسبت کہ آپ کا خاندان عالیہ مقدسہ روحانی فیوضات و برکات کا منبع و مآخذ ہے۔ سنوسیٔ ہند، ابو العرب امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری دربارِ رسالت میں وہ اعلیٰ وارفع مقام رکھتے ہیں جو کسی کو نصیب نہیں۔ لہٰذا جسمانی و روحانی ہر دو واسطوں سے حضرت فخر ملت حضور سرورِ کائنات کے تمام خزانوں کے وارث اور سلطنت مصطفےٰ کے تاجدار ہیں۔

علم و حکمت و دانشوری کے بے بہا خزانے جو حضرت فخر ملت نے دنیا کے کونے کونے میں دریا کی طرح بہائے اور لوگوں کو حقیقی مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روشناس کروایا وہ آپ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے علمی نسبت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

قارئین کرام! حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی سلطنت سلطنتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا چہرہ اقدس روشن و منور ہے۔ آپ کی زیارت کرنے والا دم بخود رہ جاتا تھا اور نور کی وادیوں میں پہنچ جاتا تھا۔ آپ کی صحبت و زیارت سے دورِ مصطفوی کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ ایسے ولی کامل پیکرِ نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے۔ لمحوں میں لوگوں کی دلی کیفیت بدل دیا کرتے تھے۔ حضرت کا مقام ولایت ان چار نسبتوں کی بدولت جو میں نے بیان کی ہیں انسانی عقل سے ماوراء ہے۔ اس مقام ولایت کی کوئی حد نہیں۔ اہل بیت اطہار کا مقام و مرتبہ و عظمت وشان وشوکت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال بیان کرتے ہیں۔

ادب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اسی بات کو اک اور شاعر نے کتنے دلکش پیرائے میں بیان کیا ہے۔

اونچے اونچے یہاں جھکتے ہیں
سارے انہیں کا منہ تکتے ہیں

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ۔

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جاؤ''

اس آیت کریمہ میں بارگاہ نبوت و رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب سکھایا گیا ہے۔ ادب و احترام اور اطاعت و فرمانبرداری وہ اصول محبت اور دولت ہے جو انسان کو کامیابی و کامرانی کے راستوں پر گامزن کر دیتی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے اس اصول محبت پر عمل کیا۔ جب پیغمبر پاک صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی کو پکارتے اگر صحابی صلی اللہ علیہ وسلم نماز بھی پڑھ رہے ہوتے تو چھوڑ کر خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے

قارئین کرام: خالق کائنات نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کونین کا مالک و مختار بنایا ہے۔ زمان کے مالک، آسمان کے مالک، رب کے احکام کے مالک اور انعام کے مالک خالق کُل نے آپ کو مالکِ کُل بنا دیا۔ دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ اختیار میں جس کو چاہیں اپنے رب کی عطا سے عطا فرما دیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فخر ملت کو بے حساب عطا کیا۔ انہیں قاسم عطایا مقرر فرمایا۔ حضرت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی مبارک سے ہر قسم کا فیض عطا کیا گیا۔ اور آپ کو سلطنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث مقرر کیا گیا۔ حضرت فخر ملت کی سلطنت سلطنت مصطفےٰ ہے۔ سلطنت محبت ہے۔ سلطنت امیر ملت محدث علی پوری ہے۔ سلطنتِ علم و حکمت ہے اور سلطنت نور مصطفےٰ ہے۔ بقول شاعر

حکم نافذ ہے تیرا سیف تیری خامہ تیرا
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاھا تیرا

ارشاد ربانی ہوتا ہے۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ (سورۃ الکوثر آیت ۱ پارہ ۳۰)

ترجمہ: ''اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو کوثر دے دیا''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر عطا فرمایا۔ کوثر سے مراد حوض کوثر ہے۔ یا بہت بھلائی یا مقام محمود یا شفاعت کبریٰ یا بہت سے معجزات یا دنیاوی غلبہ یا ملکوں کی فتوحات یا علم کثرت وغیرہ۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ رب العزت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت کچھ دیا اور بے حساب عطا فرمایا اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لیا۔ جو کچھ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا وہ فقط کثیر نہیں۔ اکثر نہیں بلکہ کوثر ہے جس کے معنی ہیں بہت ہی زیادہ۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا (۱۔۴۸)

ترجمہ: "بے شک اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمائی"

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ ترجمہ: "اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تم کو تمہارا رب اتنا دے گا کہ پیارے تم راضی ہو جاؤ گے"

اللہ تعالیٰ نے حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا عطا فرمایا کہ آپ دونوں عالم سے غنی ہو گئے اور وعدہ فرمایا گیا کہ اور بھی بہت کچھ دیں گے۔ جب خدا دے چکا اور محبوب لے چکے تو ثابت ہو گیا کہ ہر چیز پر ملکیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جسے چاہیں عنایت فرما دیں اور جسے چاہیں عنایت نہ فرمائیں۔ مرضی فقط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (۴-۱۱۳)

ترجمہ: "اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے"

حضرت سلیمان علیہ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کی بادشاہت دی مگر رب تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ نہ فرمایا کہ اُن پر بڑا فضل ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ تخت و تاج سلیمان بھی میرے آقا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت کا ہی ایک صوبہ یا شہر ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ

أعطيت الكنزين الاحمر والابيض: پیغمبر پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مجھے دو خزانے عطا فرمائے گئے ایک سرخ اور ایک سفید"

مشکوٰۃ شریف باب اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لو شئت لسادت معی جبال الذهب ترجمہ: اگر ہم چاہیں تو ہمارے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں:

مشکوٰۃ شریف کتاب العلم میں درج ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

انما انا قاسم والله يعطى ترجمہ: "اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور ہم بانٹنے والے ہیں"

ان احادیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوا کہ جب بھی جسکو خدا دیتا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تقسیم سے ملتی ہے۔ مشکوٰۃ شریف باب السجود فضل میں ہے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ربیعہ ابن ابی کعب اسلمیؓ سے خوش ہو کر فرمایا "سل" کچھ مانگ لو۔

انہوں نے عرض کیا اسئلك مرافقتك فى الجنة یعنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مانگتا

ہوں کہ جنت میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوں۔ ارشاد فرمایا!

وغیر ذلك ۔ کچھ اور مانگنا ہے عرض کیا بس یہی۔

اس حدیث شریف سے تین طرح حضور ﷺ کی بادشاہت ظاہر ہوئی اولاً اس طرح حضور ﷺ نے فرمایا کچھ مانگو یہ نہ فرمایا کہ فلاں چیز مانگو اور یہ وہی کہ سکتا ہے جس کے قبضے میں سب کچھ ہو۔ پھر حضرت ربیعہؓ نے بھی خوب سوچ کر وہ چیز مانگی جو بے مثل ہے یعنی جنت اور جنت کا دار اعلیٰ علیین جہاں حضور ﷺ کا قیام ہو۔ دوسرا حضرت ربیعہؓ نے عرض کیا۔ **اسئلك** میں آپ سے مانگتا ہوں یہ نہ کہا کہ میں خدا سے مانگتا ہوں اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تمہیں عطا کی جاتی ہے۔ میرے حضور ﷺ نے فرمایا کچھ اور مانگ لو کہ جنت کے علاوہ کچھ اور دینے پر بھی قادر ہیں۔ مگر حضرت ربیعہؓ نے سمجھ لیا تھا کہ جب اس باغ عالم کا پھول مل گیا تھا تو پتوں کی کیا ضرورت ہے۔

امام ابن حجر علیہ الرحمتہ اپنی کتاب "الجواہر المنظم" کے صفحہ ۵۲ پر فرماتے ہیں

ھو صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الاعظم الذی جعل خزائن و کرامتہ و مواعد نعمہ طوع یدیہ و ارادتہ تعطی من تشاء ما یشاء ۔

ترجمہ: "حضور اللہ کے بڑے خلیفہ ہیں کہ رب کے خزانے اور اس کی نعمتیں حضور ﷺ کے ہاتھوں اور حضور ﷺ کے ارادے میں ہیں جس کو چاہے دے دیں"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی "اشعۃ اللمعات" جلد اول صفحہ ۴۶۳ میں فرماتے ہیں

"قدرت و سلطنت وے ﷺ زیادہ بر آں بود، ملک و ملکوت جن وانس تمام عوالم بہ تقدیر تصرف الٰہی عزوجل در محیط قدرو تصرف وے بود"

ترجمہ: یعنی حضور ﷺ کی سلطنت اس سے بھی زیادہ تر ہے۔ ملک اور ملکوت جن وانس اور سارے عالم رب کی عطاء سے حضور ﷺ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ سارے عالم ملکوت، عالم ارواح، عالم اجسام اور عالم امکان غرضیکہ ساری مخلوق میں حضور ﷺ کی بادشاہی وسلطنت ہے۔

خالق کل نے آپ ﷺ کو مالک بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ ﷺ کے قبضہ اختیار میں

امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی ''مواہب لدنیہ'' جلد اول صفحہ ۴۶ پر فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ''میرے ماں باپ اس شہنشاہ پر قربان جو اس وقت سے بادشاہ ہیں جب کہ آدم علیہ السلام مٹی اور پانی میں جلوہ گر تھے۔ جب حضور ﷺ کچھ چاہیں تو اس کے خلاف نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی ان کو روک سکتا ہے''۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ پہلے ہی سے سلطان کونین ہیں اور آپ ﷺ کی زبان کن

امام قسطلانی ''مواہب لدنیہ'' جلد اول صفحہ ۱۹۵ پر فرماتے ہیں

وکنته ابو القاسم لانه یقسم الجنة بین اهلها

ترجمہ: ''حضور کی کنیت ابو القاسم ہے کیونکہ جنتی لوگوں کو جنت بانٹتے ہیں''

فقط اشارے میں سب کو نجات ہو کے رہی
تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
جو شب کو کہہ دیا دن ہے تو دن نکل آیا
جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

قارئین کرام! حضور سیدی فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ حضور سرور دو عالم ﷺ کے تمام خصائص و خزانوں کے وارث ہیں۔ آپ سلطنت مصطفےٰ ﷺ کے نگران و پاسبان ہیں۔

دنیا کے بادشاہ جب تک زندہ رہتے ہیں اُن کا حکم چلتا ہے۔ اُن کی آنکھ بند ہوتی ہے۔ تو ان کا کوئی نام بھی نہیں لیتا لیکن یہ حضرت فخر ملت کی سلطنت ہے جو سلطنت محبت ہے۔ جس سلطنت کے آپ شہر یار ہیں۔ آج لاکھوں دلوں پر آپ کی حکمرانی قائم ہے۔ لاکھوں دل آپ کی یاد میں دھڑکتے ہیں۔ آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اور آپ کی عظمتوں، رحمتوں و برکتوں کے نغمات الاپتے ہیں۔

حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی شان جلالت و عظمت آپ کی سلطنت کی حکمرانی کی حدود و قیود کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ آپ حضور سرور کائنات ﷺ کے لاڈلے بیٹے ہیں اور جنت کے اعلیٰ مقام دار اعلیٰ علیین میں بلند مقام و مرتبہ پر فائز و متمکن ہیں۔ ملاءِ اعلیٰ سے نوری مخلوق روزانہ جوق در جوق آپ کے مزار اقدس پر اترتی ہے اور صلِ علیٰ کے نغمے گاتی ہے۔

حضرت امام بوصیری قدس سرہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنیَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوحِ وَالْقَلَمِ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت آپ کی سخاوت سے تھی اور لوح وقلم کے علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علموں کا ایک حصہ ہیں۔

فراخدلی اور فخر ملت

حضور سیدی فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کمال درجے کے فراخ دل تھے۔ آپ کی فراخدلی سمندر کی لہروں کی مانند تھی جو سائلین کی منتظر رہتی کہ کب کوئی آئے اور آپ اُس کو نوازیں پھر کسی کے سوال کرنے کا انتظار نہیں فرماتے۔ سوالی کے سوال کرنے یا طلب کرنے سے پہلے ہی اُسکی خالی جھولی گوہر مراد سے بھر دیا کرتے تھے۔ چونکہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قاسم عطا یا مقرر کیا تھا۔

لہٰذا آپ جس کیلئے دعا فرماتے تھے اور جس کو اپنے دست شفقت سے نوازتے تھے مالا مال کر دیتے تھے اور اُسے دوبارہ مانگنے کی حاجت نہیں رہتی تھی۔ فقیر آتے بادشاہ بنا دیتے۔ جاہل آتے عالم بنا دیتے۔ گناہ گار آتے پارسا بنا دیتے دولت دنیا سے بھی مال کرتے اور دولت ایمان سے بھی مالا مال کر دیتے تھے۔ آپ حقیقتاً، فراخ دلی، وسعت النظری، جود وسخا اور فیوض و برکات کا منبع و مآخذ تھے۔ یہ آپ کا بنیادی وصف تھا کہ کسی ضرورت مند یا حاجت مند کو خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے تھے۔ سائل کی حاجت ہر حال میں پوری کرتے تے۔

حضرت کی درگاہ اور آستانِ کرم ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ ہر کسی کو اسکی نسبت اور نصیب کے مطابق ملتا تھا۔ جو دنیاوی مال کی خواہش لے کر آتا اُسے دین وایمان نصیب ہوتے جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت کا متلاشی ہوتا۔ اُسے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت عطا ہوتی جو فیض الٰہی کا طلب گار ہوتا اُسے فیض الٰہی مل جاتا۔ رب کائنات نے حضور قبلہ فخر ملت کو مجسمہ نور و نکہت بنا کر بھیجا تھا۔ اللہ رب العزت نے آپ کو غیب کے خزانے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پناہ خزانوں سے آپ جس کو چاہتے جتنا چاہتے تھے عطا فرما دیتے تھے۔

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو وادی
بدر گاہش بیاد ہرچہ میخو اہی تمنا کی

ترجمہ: "یعنی سارے کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہیں جس کو بھی چاہیں اپنے رب کے حکم سے دیدیں اگر دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتے ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آؤ اور جو چاہو مانگ لو"۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض آج بھی جاری ہے۔ آپ کے خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ علم و معرفت کے متلاشی آپ کے آستانہ کرم پر حاضر ہوتے ہیں اور اپنی جھولیاں بھر کر جاتے ہیں۔ وہ آستانہ کرم جہاں روز و شب انوار و برکات کی بارش ہوتی ہے۔ جس آستان کو رفعت ہی رفعت ہے۔ بلندیاں ہی بلندیاں ہیں۔ تصوف و حکمت کی خیرات بانٹنے والا حضرت فخر ملت ہے ساری کائنات سوالی ہے نہ دینے والے کے خزانے کم ہو رہے ہیں نہ مانگنے والوں کی کمی ہے۔ ایک خوشبو ہے جس سے سارا جہاں مہک رہا ہے۔ جن کی مہک روح میں رچی ہوئی ہے اور جن کی چمک و دمک آنکھوں میں بچی ہوئی ہے۔ جن کی یاد سے دل زندہ ہیں اور جن کے تصور سے دماغ روشن ہیں۔

تیری چاہت کا سفر جیسے کوئی دور تلک
سونگھتا جائے ہے مہکتے ہوئے خوش رنگ گلاب

آفتاب نو بہار

جو سرور و کیف ملتا ہے تیرے افکار سے
وہ کسی مے میں نہ ساغر میں نہ میخانوں میں ہے
کون چھینے گا تجھے میرے بدن کی روح سے
تو تو میرے گوشہ دل کے نہاں خانوں میں ہے

فتاوٰی افریقہ میں ہے "بے پیر فلاح نہ پائے گا"

سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف میں فرماتے ہیں:۔

سمعت کثیرا من المشائخ یقولون من لم یر مفلحا لا یفلح

ترجمہ: "یعنی میں نے بہت اولیائے کرام کو فرماتے سنا کہ جس نے کسی فلاح پائے ہوئے کی زیارت نہ کی وہ فلاح نہ پائے گا"۔

سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں۔

"جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام شیطان ہے" (فتاوٰی افریقہ صفحہ ۱۲۸)

حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔

"مرید پیر کے آئینہ کے بغیر مطلوب کو نہیں دیکھ سکتا"

ہیں۔ان کے کمالات سے کمال مصطفےٰ ﷺ کا پتہ لگتا ہے کہ جب اُس شہنشاہ کونین ﷺ کے غلاموں میں ہر طرح کے کمالات ہیں تو حضور انور ﷺ کے کمالات کا کیا کہنا حضور سرور کائنات ﷺ نے اپنی اُمت کو دو قسم کے فیض دیئے ظاہر کا فیض اور باطن کا فیض ظاہری فیوض علماء دین سے اُمت تک پہنچ رہے ہیں اور باطنی فیوض اولیاء اللہ کے ذریعہ سے جیسے دل کا فیض اعضاء بدن تک رگوں کے ذریعہ پہنچتا ہے۔اگر رگیں کٹ جائیں تو موت واقع ہو جاتی ہے ایسے ہی حضور اکرم ﷺ کا فیض ساری اُمت کو بذریعہ اولیاء اللہ پہنچتا ہے کہ ولایت درمیان میں نہ ہو تو اُمت کی موت واقع ہو جائے۔بجلی کا نور قمقموں سے ملتا ہے حضرات اولیائے کرام فیضان نبوت ﷺ کے بلب ہیں۔جو حضور ﷺ سے چمکتے ہیں اور ہم گناہ گاروں کو روشنی دیتے ہیں اور اندھیروں کو دور کرتے ہیں پھر جس بلب کی جیسی طاقت ویسی ہی اُس کی روشنی ہوتی ہے۔قیامت میں لوگوں کو اُن کے امام و پیشوا و مشائخ کے ذریعہ بلایا جائے گا یوم ندعوا کل اناس باماھم

ترجمہ: ''ہم ہر شخص کو اُس کے امام کے ساتھ پکاریں گے''

دنیا میں جس کا کوئی شیخ نہ ہوا اس کا شیخ شیطان ہے (تفسیر نعیمی جلد ۱ صفحہ ۳۹۵)

اولیاء اللہ کی محبت میں رہنا دل کو زندہ رکھنے کے مترادف ہوتا ہے۔دل اسی کا زندہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔جو قرب اور معرفت کی آنکھ سے دیکھے گا اس کی نظر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی۔اگر دل میں قرب الٰہی کا بادل ہوگا تو نگاہ بجلی اور وعظ بارش کی مانند ہوگا اس کی زبان ایسا قلم ہوگی جو دلوں پر معرفت کی دوات سے لکھے گی۔جو شخص امر بجالائے اور نہی سے بچے اور حضور سرور عالم ﷺ کی خوشنودی حاصل کرے اُسے یہ مقام حاصل ہوگا اور اُس کا علم اور قرب اور بڑھے گا۔(مقالات امینہ حصہ چہارم صفحہ ۱۶۸)

قارئین کرام: رب کائنات نے حضرت فخر ملت کو صاحب خشیت بنایا تھا۔صاحب تقویٰ بنایا تھا۔صاحب ورع بنایا تھا۔صاحب جود و سخا بنایا تھا۔صاحب عبادات بنایا تھا۔صاحب ریاضات بنایا تھا۔صاحب اتباع خدا بنایا تھا اور صاحب اتباع مصطفےٰ ﷺ بنایا تھا۔حضرت کا ظاہر شریعت الٰہی سے منور تھا اور حضرت کا باطن طریقت محمدی ﷺ سے روشن و تاباں تھا۔آپ کے نور حقیقت سے ایک جہان روشن و منور ہے اور آپ آفتاب نور بہار ہیں۔نئی صبح کے اجالوں کا پیغام ہیں۔

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندہ مومن کی اذاں سے پیدا

صبح درخشاں

جگر گوشہ سرور دو عالم ﷺ امیر ملت حضرت فخر ملت مرشد کامل تھے۔ مادہ کامل تھے اور مرکز ایمان کامل ہیں۔ آپ کی ہستی ستودہ صفات صل علیٰ کے نغموں کا پیکر ہے کہ آپ کی جسمانی پاکیزہ نسبت حضور اکرم ﷺ سے ہے۔ آپ کا وجود مسعود صبح درخشاں کا پیغام ہے اور باغ دنیا آپ کے لطف وکرم وعنایات سے مہک رہا ہے۔ آپ حسن محبت بھی ہیں حسن عقیدت بھی ہیں اور آفتاب ولایت بھی ہیں۔

آپ کا ظاہر و باطن انوار و تجلیات الٰہیہ کا آئینہ تھا۔ اور آپ صبح نور محمدی ﷺ کی روشنی تھے۔ صاحب دل بھی تھے۔ صاحب نظر بھی تھے آواز میں سوز بھی تھا اور جذبات میں گداز بھی تھا۔ عالم اسلام کے عظیم مفکر و مجتہد شیخ طریقت تھے۔

ادھر سے کون گزرا تھا کہ اب تک
دیار کہکشاں میں روشنی ہے

جس طرح نور کے تڑکے میں کوئی دھیرے دھیرے جنت کی طرف رواں دواں ہو۔ جس طرح نگہتیں من کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر کر دھیمے دھیمے لہجوں میں سرگوشیاں کر رہی ہوں جس طرح روشنی کی دھنک رنگ لہریں آلام کا جگر کاٹتی چلی جا رہی ہوں بالکل اسی طرح سے آسمان نقشبند کے روشن ستارے حضرت فخر ملت اپنے مریدین ومتوسلین کے دل ودماغ میں ہر لحہ جلوہ گر ہوتے ہیں اور صبح درخشاں اور امید نو کا پیغام دیتے ہیں۔

حضرت اپنے وجود مسعود میں ساری کی ساری کہکشائیں سمیٹے ہوئے تھے۔ آپ کی حکومت وحکمرانی لازوال و بے مثال تھی۔ آپ کا نور اپنے وقت کے مجدد کا نور تھا۔ آپ کا نور اپنے وقت کے عظیم مفکر و مفسر کا نور تھا۔ آپ کا نور اپنے وقت کے محدث کا نور تھا اور آپ کا نور نابغہ عصر شخصیت کا نور تھا۔

مسلمانوں کی تاریخ جو قصہ ماضی کے افسانے بننے والی تھی۔ وقت کی گردش نے مسلمانوں کے کردار کو دھندلا دیا تھا۔ میدان علم وعمل میں جو دھندلاہٹ پیدا ہو گئی تھی اس میں روشنی چمک دمک اور صبح درخشاں سے ہمکنار کرنے والی ہستی مبارکہ آپ کی ہستی تھی۔ آسمان آپ کیلئے کہشاں سجاتے تھے اور آپ اپنے علم ونور اور حکمت وبصیرت سے جہالت کے اندھیروں کو

روشنی میں تبدیل کر دیتے تھے۔ اسطرح سے آپ نے لاکھوں کی تعداد میں مخلوق خدا کو فیضان امیر ملت سے مستفید کیا۔

قارئین کرام: وہ بلند بخت اور ارفع ہستیاں جنہوں نے دنیا میں عشق رسول ﷺ کی دھوم مچائی اُن میں حضرت فخر ملت کا نام مبارک بہت نمایاں اور روشن ہے۔ آپؒ کے ہر قول اور ہر عمل پر حب رسول عربی ﷺ کی چھاپ لگی ہوئی ہے۔ حضرت کا شمار اُن تابندہ، عظیم و جلیل اور روشن و تاباں ہستیوں میں ہوتا ہے۔ جن کی صحبتیں اور توجہات کرم کی خشبوئیں مشام ہستی کو معطر کرتی ہیں اور وہ تاریخ کے اوراق میں ایسے نظر آتے ہیں جیسے کوئی نور کے تڑکے میں دھیرے دھیرے جنت کی طرف رواں دواں ہو۔ وہ روحوں میں ایسے اُتر جاتے ہیں جیسے شبنم شب تیرہ و تار کا کلیجہ چیر کر پھولوں کی پتیوں پر آ بیٹھی ہو۔ اُن کی گدڑیوں کی دھول میں ہیروں کی چمک ہوتی ہے۔ اُن کے فقر میں خسروی حکمتیں پنہاں ہوتی ہیں۔ وہ اس جہانِ فانی میں نظر نہ بھی آئیں تو اُن کے مرقدوں کی مٹی زندگی کی سوغات تقسیم کرتی رہتی ہے۔ حضرت فخر ملت اپنے سینے میں سمندر سے کھلا اور بادلوں سے زیادہ فیاض دل رکھتے تھے۔ اُن کے در پر اپنا غیر جو بھی آتا اُسے پھر مانگنے کی تمنا نہ رہتی تھی۔

حضرت فخر ملت سراپا روشنی تھے۔ قرآن و حدیث کی روشنی شریعت و طریقت کی روشن نور مصطفےٰ ﷺ و نور امیر ملت کی روشنی۔ آپ کی چشمان مقدس سے نور کی شعاعیں پھوٹتی تھیں اور آپ کے رُخ اطہر سے جمال یوسفی کی رعنائی جھلکتی تھی اور آپ حقیقتاً صبح درخشاں کے نمائندے دکھائی دیتے ہیں۔ بقول علامہ ڈاکٹر اقبال

اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو
لاہور سے تا خاک بخارا و سمر قند

نور و نکہت کا پیکر

لہ النسب العالی فلیس کمثلہ
حسیب نسیب منعم متکرم

ترجمہ: "یعنی حضور اکرم ﷺ کا خاندان عالیہ مقدسہ اس قدر بلند مرتبہ ہے کہ کوئی بھی حسب و نسب والا اور نعمت و بزرگی والا آپ کے مثل نہیں ہے"۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندانِ نبوت میں سبھی حضرات، محترم و محتشم اپنی گوں خصوصیات کی وجہ سے بڑے نامی گرامی اور بلند مرتبہ ہیں مگر چند ہستیاں ایسی ہیں جو آسمانِ فضل وکمال پر چاند تارے بن کر چمکے ان باکمالوں میں سے ایک آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضور قبلہ فخر ملت ہیں۔ جن کا خاندان عالیہ حسب ونسب، نجابت وشرافت میں تمام دنیا کے خاندان سے اشرف واعلیٰ ہے اور آپ اپنے خاندان عالیہ مقدسہ میں بہت ہی نمایاں ہیں۔

حضرت امام بوصیری قصیدہ بردہ شریف میں لکھتے ہیں۔

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا
یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

ترجمہ: "یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ عظمت کے سورج ہیں اور سارے پیغمبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تارے کہ سب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے لے کر اندھیرے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا نور لوگوں پر ظاہر کیا ہے"۔

حضرت فخر ملت نور ونکہت کا پیکر اتم تھے۔ حسن وجمال اور شرافت وعظمت وسادگی کو آپ پر فخر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح کمال سیرت میں آپ کو ممتاز اور افضل واعلیٰ بنایا تھا۔ اُسی طرح آپ کو جمال صورت میں بھی بے مثل و بے مثال بنایا تھا۔ آپ کی ذات قدسیہ میں جمال نبوت حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیاں تھیں کیونکہ آپ کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمانی نسبت تھی اور آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندانِ اہل بیت اطہار تھے۔ کسی مداح رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب کہا۔

لم یخلق الرحمن مثل محمد　　　ابداً وعلمی انہ لا یخلق

ترجمہ: "یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل پیدا فرمایا ہی نہیں اور میں یہی جانتا ہوں کہ وہ کبھی نہ پیدا کرے گا"

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کے بقول

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیرے خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا، تیرے خالق حسن وادا کی قسم

قارئین کرام: حضور قبلہ فخر ملت کی سیرت وصورت اس قدر دل کش، ایمان افروز اور روح پرور ہے کہ چمنستانِ شہرت وعزت میں پھولوں کی طرح مہکتی دکھائی دیتی ہے اور آسمان عزت و

عظمت پر روشن ستاروں کی کہکشاں بناتی دکھائی دیتی ہے۔ آپ باران کرم کی مانند تھے۔ لہلاتے گلاب کے پھول کی مانند تھے۔ پیکر نورانیت تھے۔ لاکھوں تمناؤں کا مرکز و محور تھے۔ ایسی عظیم و معتبر ہستی مبارکہ جو جہالتوں کے دور میں علم وحکمت کا روشن آفتاب تھا۔ روح کے تپتے صحراء میں ٹھنڈک کا پیغام تھا اور دنیا میں پھیلے ہوئے اندھیروں میں پرنور اجالا تھا۔ نصف صدی تک حضرت کی طلسماتی وکرشماتی شخصیت مقدسہ کا جادو چھایا رہا انوار وتجلیات کی بارش رحمت برستی رہی اور دلوں میں عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قندیلیں روشن ہوتی رہیں۔ روحانیت کے اس چشمے سے پیاسے سیراب ہوتے رہے۔ بیمار شفایاب ہوتے رہے۔ حضرت کی ہستی مبارکہ سراپا رحمت و برکت تھی۔ ایک فیض مسلسل تھا۔ جو قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ حق کے متلاشی فیض یاب ہوتے رہیں گے اور آپ کی ذات ستودہ صفات کو خراج عقیدت پیش کرتے رہیں گے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

حسن وخوبی کا شہکار

دنیا متاع حقیقی کا بنایا ہوا ایک کنیوس ہے جس میں ہر سو مختلف رنگ بکھرے ہوئے ہیں۔ اس عالم آب وگل میں شجر وحجر، برگ وگل کی رنگینیاں، جھرنوں کی گنگناہٹ، سمندروں کی تندو خرابی اور پہاڑوں کی فلک بوسی عارف کائنات پر وجدانی کیفیت طاری کر دیتی ہے۔ فطرت کا فنکار، حسن کائنات کا شیدائی جب اس حسن ودلکشی کو رنگوں کے قالب میں ڈھالتا ہے تو تصویر بن جاتی ہے۔ مصور کا جتنا ارتکاز حسن کائنات میں ہوتا ہے کنیوس کے سینے پر اتنی ہی حسن ورعنائی بڑھ جاتی ہے۔ سندھی زبان کے مشہور شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی اپنے کلام میں بیان کرتے ہیں

مانو سب نہ سوہنا، تے پکھی سب نہ ہنج
کہ کہ ہے مانو منج، اِنھ گوئے بہار تیج

ترجمہ: ''سارے پرندے ہنس نہیں ہوتے اور سارے لوگ خوبصورت بھی نہیں ہوتے لیکن بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن سے بہار کی خوشبو آتی ہے''۔

باطن کی پاکیزگی وطہارت کا نور چھن چھن کر حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ

کے چہرہ اقدس پر جلوہ گر تھا۔ جو بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا پکار اٹھتا یہ ولی کامل ہے۔ باطن کی پاکیزگی کبھی آپ کے چہرے پر نکھرتی تھی کبھی آپ کے ہاتھوں پر سنورتی تھی۔ کبھی آپ کی آنکھوں سے دکھائی دیتی تھی۔ کبھی آپ کی زبان پر مچلتی تھی۔ آپ کی ذات میں کئی اوصافِ جمیلہ تھے۔ جو تمام تر حُسن و خوبی کے ساتھ جلوہ گر دکھائی دیتے تھے۔ حضرت شب زندہ دار بھی تھے اور مجاہدِ فی النہار بھی تھے۔ آپ خام کو کندن اور بے کمال کو باکمال بناتے رہے۔ آپ کے پاس جہاں خوف و خشیت میں دھڑکنے والا دل تھا۔ وہاں محبت و شوق میں بے خود ہونے والی روح بھی تھی۔ حضرت اپنی پرتاثیر زبان سے اپنے حلقہ طریقت اور حلقہ ارادت میں بیٹھنے والے مریدین و معتقدین و متوسلین کے احوالِ حیات میں ہلچل پیدا کر دیتے تھے۔ آپ کی نگاہِ کرم اور نگاہِ ولایت بگڑے ہوؤں کو راہِ راست پر لا کھڑا کرتی تھی۔

صفائے قلب و باطن کی دولت سے جہاں خود روشن تھے۔ وہاں دوسروں کو بھی روشن و منور کرتے رہے۔ حضرت کے لاکھوں مریدین حضرت کے رنگ میں رنگ گئے۔ اُن کے دلوں میں آپ کا نقش پختہ ہو گیا اور وہ فنافی الشیخ کے مقام تک جا پہنچے۔

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

حضرت فخر ملت تقویٰ و صالحیت، خلوص و للّٰہیت، نیکی و خیر کے فقط تنہا ہی اپنی ذات میں جامع نہیں بلکہ سراپا ناصح بن کر مخلوقِ خدا کے لیے فیض رساں بھی رہے۔ آپ کا علم علمِ نافع تھا۔ جس کو آپ نے عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کیا۔ آپ وہ چراغِ اُمید تھے کہ جس کی کرنیں اُس شمعِ مصطفوی ﷺ سے خوگر تھیں جو حریم گنبدِ خضریٰ میں اپنی پوری تابانیوں اور جلوہ سامانیوں کے ساتھ فروزاں ہے اور جس کی ضوفشانیوں میں تا حیات کوئی کمی واقع نہیں ہو گی۔

فکر و فن سب جمع تھے میرے شیخ میں
آپ خوبیوں کا اک حسیں شاہکار تھے

حضرت فخر ملت ایک عظیم رہبر و رہنما تھے۔ مربی و مشفق تھے۔ اور آپ کا شمار ہمیشہ مقتدایانِ اسلام میں ہوتا رہے گا۔ ظاہراً ہم سے جدا اور باطناً ہمارے ساتھ ہیں اور آپ کا سایہ شفقت و عاطفت ہمیشہ ہمارے سروں پر موجود رہے گا۔ اور آپ کے فیوض و برکات نہ صرف

آپ کے متوسلین کیلئے بلکہ ساری اُمت مسلمہ پر ہمیشہ فیض کی بارش بن کر برستے رہیں گے۔

چاہتوں کا مصداق

یہ قلب و جگر یہ فکر ونظر کیا میں ان کی نذر کروں
پاس مرے اشکوں کے علاوہ اور کوئی سوغات نہیں

حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ چاہتوں کا مصداق ہستی مبارکہ ہے جن کا تذکرہ ہوتے ہی آنکھیں عقیدت وارادت کے آنسوؤں سے وضو کرنے لگتی ہیں اور دیر تلک عشق ومحبت کے ستارے پلکوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر دامن میں نور کی کرنیں بھرتے رہتے ہیں۔ اگر چہ میرے دامن میں عقیدت و محبت کے وہ پھول نہیں جو حضرت قبلہ فخر ملت کی مدح سرائی کر سکیں اور آنکھوں میں ارادات و مودت کے وہ چمکتے ستارے نہیں جو جگر گوشہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فخر ملت کی ہستی مبارکہ و مقدسہ کے شان شایان ہوں۔

تیری رحمت سے الٰہی پاس یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے

باعث صد رشک ہے وہ دل جو حبیب کبریا سیدنا محمد کی یاد میں دھڑکتا تھا باعث صد آفریں ہے وہ زبان حضرت فخر ملت جن کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی درود کی حیثیت رکھتا ہے وجہ صد افتخار ہے وہ دماغ جس میں خوشبوئے فکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی تھی۔ اور عرش مقام ہے وہ زبان اقدس جو قریہ قریہ نگر نگر ذکر مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے گیت گاتی رہی اور دلوں کو عشق مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے منور کرتی رہی۔ جو سینہ قرطاس پر مدحت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موتی بکھیرتی رہی اور سینوں میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ جلاتی رہی۔ حضور قبلہ فخر ملت کے خطبات اور تقاریر کا ایک ایک لفظ عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ادب واحترام اور کمال محبت کے ساتھ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کرتے تھے۔ آپ کا یہ نغمہ جاں فزا ہر محفل، ہر تقریب اور ہر مجلس میں گونجتا تھا کہ

میرے لفظوں میں خوشبو بسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے نغموں کی وابستگی
آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں میرے احساس کی تازگی

میرے افکار کی روشنی آپ ﷺ ہیں
آپ ﷺ کی یاد سے دل کو راحت ملے
آپ ﷺ کے ذکر سے دل کا غنچہ کھلے
آپ ﷺ کا نام ہے جن کے وردِ زباں
ان کا سرمایہ زندگی آپ ﷺ ہیں

حضرت قبلہ فخر ملت وہ عظیم شیخ طریقت ملت اسلامیہ جو محبتوں، روشنیوں خوشبوؤں کا مرکز و محور تھے۔ چاہتوں کا مصداق تھے لاکھوں دل آپ ﷺ کی یاد سے روشن ہیں۔ صبح و شام آپ ﷺ کا ذکر خیر ہوتا ہے۔ اہل عقیدت و محبت کے لئے آپ ﷺ کی ذات گرامی ایک مشعل ہدایت کی طرح ہے۔ جب کوئی کسی کو یاد کرتا ہے دل میں سجاتا ہے نگاہوں میں بساتا ہے روح میں سموتا ہے جان میں گھلاتا ہے تو اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے کوئی سبب ہوتا ہے کوئی نسبت ہوتی ہے کوئی تعلق ہوتا ہے بات تعلق کی مضبوطی کی ہے۔ لطف و عطا کی بارش اس کے بغیر نہیں ہوتی۔

حضور فخر ملت چاہتوں کے ایسے مصداق ہیں کہ کروڑوں دلوں میں بستے ہیں دھڑکنوں میں اترتے ہیں۔ جذبوں و شوق کے طوفانوں اور مہر و وفا کے ساحلوں پر چلتے ہیں۔ ہزاروں لوگ اپنے قلب کی گہرائیوں میں تڑپتی ہوئی امنگوں کو آپ کی عقیدت کی راہ دکھلاتے ہیں پیاسی نگاہوں میں آپؒ کی دید و زیارت کے ارمان سلگتے ہیں۔ حضرت فخر ملت کے آستان کرم پر عشاقان فخر ملت کا ہجوم بے کراں اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ساری محبتوں، عقیدتوں، چاہتوں کا منبع و مصداق آپ ہیں۔ آپ کے دیوانے آپ کے وفا شعار جب بے چین و بے قرار ہوتے ہیں تو کشاں کشاں در محبوب پر حاضری دیتے ہیں۔ جہاں آپ کے نور نظر فیضان فخر ملت کے پاسبان۔ شہزادہ رسالت مآب تو قیر ملت کے ظفر الملت حضرت الحافظ پیر سید ظفر حسین شاہ سجادہ نشین حضرت امیر ملت علی پور شریف اپنے دیدار فرحت آثار سے عشاقان فخر ملت کے دلوں کو اطمینان و سکون اور محبت و مودت کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں۔

افضلیت واکملیت کا معیار آخر

شمس الآفاق شیخ طریقت ملت اسلامیہ حضرت فخر ملت کی سراپا نگاری، سیرت دراصل

محبت وعقیدت کے ان منزہ جذبوں کا اظہار ہے جو ہمارے لئے سرمایہ بھی ہیں۔ آپ کی جسمانی نسبت اہل بیت اطہار خاندان نبوت ﷺ سے ہے جن کی دربانی کے لئے حضرت جبرائیل علیہ اسلام جیسے جلیل القدر فرشتے بھی ہاتھ باندھے منتظر کھڑے رہتے ہیں۔ جہاں پہ جنید و بایزید کا زھد وتقویٰ گوھر شبنم کی طرح آبدیدہ اور شوکت سنجر و سلیم قبائے گل کی طرح دریدہ نظر آتے ہیں۔

شرم سے جو نہیں اٹھتی وہ نظر لایا ہوں
اپنی بھیگی ہوئی شاموں کی سحر لایا ہوں
اپنی آنکھوں کے تیرے در پہ گہر رکھتا ہوں
صرف ایک نظر عنایت تیرے پاؤں پہ سر رکھتا ہوں

قارئین کرام! میں جس غواص بحر علم، ماہر اسرار علم وحکمت وحید العصر اور صاحب فضل وکمال ہستی مقدسہ کا تذکرہ کر رہا ہوں۔ وہ عظیم البرکت، تشنا ور علوم شریعت وطریقت فخر الملت حضرت الحاج پیر سید افضل حسین شاہ کی مبارک ہستی ہے۔

علم کو بھی حضرت کی ہستی مبارکہ پر فخر تھا اور بینش ودانش تو گویا آپ کے گھر کی لونڈی تھی۔ جب آپ خطاب فرماتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ایک متموج سمندر ہے کہ جسکی موجوں کی لہروں سے سیپ اور موتی بلکہ جواھرات نکل رہے ہوں۔ علم کا وہ سمندر کہ بڑے بڑے غواص اور غوطہ شناسوں کی رسائی بھی وہاں تک ممکن نہیں، مفتی اعظم اور سینکڑوں کتابوں کے مصنف بھی دم بخود رہ جاتے۔ طرز استدلال ایسا کہ علم وعقل کے ساتھ ساتھ عشق وتصوف کی چاشنی بھی پائی جاتی تھی حضرت فخر ملت کا انداز بیان فرقہ پرستانہ نہیں بلکہ دلربانہ تھا۔ آپ شعلے اگلنے کے قائل نہیں تھے بلکہ لوگوں کے دل اور مزاج بدلنے کے قائل تھے۔ جس کسی کو بھی اُن کے کوچہ خطابت سے گزرنے کا موقع ملا وہ بے اختیار پکارا اٹھا

جدھر بھی نظر اٹھاؤ چراغ روشن ہیں
یہ کون آیا ہے محفل میں دیدہ ور بن کر

حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے کہ

"عارف جہاں کا زمانہ بہار کا زمانہ ہوتا ہے"

یہ امر حقیقت ہے کہ حضرت فخر ملت کا ۳۲ سالہ سجادہ نشینی کا دور بہار کا زمانہ تھا۔ اور آپ کی ہستی مقدسہ یادگار زمانہ ہستی ہے۔ آپ تصوف وطریقت کی جلیل القدر امانتوں کے

امین تھے اور ہیں آپ راہ محبت وعقیدت کے مسافر تھے اور شاہراہ علم وحکمت کے مسافر تھے۔

حضرت اپنی ساری زندگی اپنے دل کی طشتری میں محبت رسول ﷺ اور محبت امیر ملت سجا کر بارگاہ رسالت میں ارمغان عقیدت کے نغمے الاپتے رہے۔ ظلمتوں کے اُفق پر تنویر حق تھے اور راہنماؤں کے راہنما تھے۔ افضیلت واکملیت کا معیار آخر تھے۔ حضرت فخر ملت ایک عہد ساز شخصیت تھے۔ امیر شہر خطابت صبح نو کا پیغام، ایک قادر الکلام خطیب، اپنے وقت کے داعی، مفکر، مصلح، مجدد، مجتہد تھے وہ عظیم ہستی کہ جس کی ہتھیلیوں پر اپنے عہد کی سچائیاں اور دانائیاں درج تھیں۔ جن کی ایمان افروز نکتہ آفرینیاں ان کا فن خطابت لفظ لفظ میں جھلکتا تھا۔ جو اپنے علم و عرفان، نور باطن اور رشد و ہدایت سے لوگوں کی جھولیاں بھرتا رہا۔ وہ چراغ صبح جو آج بھی آسمان کی بلندیوں پر جھلمل جھلمل کرتا دکھائی دیتا ہے۔ الغرض کارواں بھی بے مثال تھا اور راہنما بھی لاجواب تھا۔

میں اسکی محبت میں مہکتا ہی رہوں گا
وہ شیخ گلابوں کے جزیرے کی طرح ہے

فخر ملت میزبان علی پور

جو ہو طلب تو علی پور جاؤ تشنہ لبو!
کہ اُن کے گھر سے گزرتی ہے آب جوئے رسول

علی پور سیداں شریف کی مقدس سرزمین اور پاکیزہ نسب والے اہل بیت اطہار کی زیارت وصحبت دنیاء کے مصائب ومشکلات اور دوزخ کی آگ سے بچاؤ کا راستہ ہے۔ یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کا رابطہ ہر وقت سرور دو عالم ﷺ کی ہستی ستودہ صفات سے ہر گھڑی قائم رہتا ہے مدینہ منورہ سے تربتر معطر ومقدس ہوائیں ۲۴ گھنٹے علی پور شریف کی مقدس سرزمین کی طرف چلتی رہتی ہیں۔ حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کا وجود مسعود اور فخر ملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ کی ذات بابرکات آب جوئے سیدنا محمد ﷺ ہے۔ جہاں سے تشنہ لب اپنی پیاس بجھاتے ہیں دلوں کو نور مصطفی ﷺ سے منور و تاباں کرتے اور اپنی آخرت کو سنوارتے ہیں۔ مریدین ومرشدین کے درمیان جو مضبوط قلبی تعلق استوار ہے اس سے غلامان امیر ملت وعشاقان فخر ملت کو ایک لڑی میں پرو کر ایک پاکیزہ خاندان بنا دیا ہے۔

بیعت در بیعت اور نسل در نسل اور ارادت در ارادت یہ ورثہ آنے والی نسلوں کو ایسا منتقل ہوا کہ محدث علی پوری کی ایک صدی سے زیادہ محیط حیات مبارکہ اور پھر دو صدیوں پر محیط دور سجادگی اور خاص طور پر حضرت فخر ملت کا ۳۲ سالہ سجادہ نشینی کا سنہری دور گواہ ہے کہ حضرت کے خاندان عالیہ مقدسہ کا ایک مرید بھی کسی جدید تحریک یا فلسفے سے متاثر ہو کر دہلیز علی پور چھوڑتا نظر نہیں آتا۔ حکم ربانی ہے۔

قو انفسکم و اھلیکم "خود اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو آگ سے بچاؤ"

حضرت امیر ملت، حضرت فخر ملت نے اپنے مریدین اور متوسلین اور اُن کے خاندانوں کو بد عقیدگی، گمراہی، جہالت سے نکالا اور پاکیزہ و مقدس شاہراہ عقیدت و محبت پر گامزن کیا۔ حضرت فخر ملت نے میزبان علی پور کی حیثیت سے حضرت امیر ملت کے دور کی یاد تازہ کی۔ آپ نے اپنی مقناطیسی شخصیت اور کمال محبت اور دانشمندی اور روحانی قوتوں سے اسلامی اقدار کو زندہ کیا کہ یارانِ طریقت بالخصوص عوام الناس بالعموم آپ کی شبانہ روز مساعیٔ جمیلہ پر آپ کے مشکور ہیں۔

حضرت ابو ھریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اُسے کچھ ضرورت تھی۔ حضور ﷺ نے اُسے گھر بھیج کر ازواج مطہرات سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا کہ گھر میں پانی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ اسے کون ہمراہ لے جاتا ہے یا فرمایا کہ کون اسکی مہمان نوازی کرتا ہے۔ یہ سن کر انصار میں سے ایک صحابیؓ نے عرض کی کہ یہ خدمت میں کرتا ہوں چنانچہ وہ اُسے اپنے ہمراہ اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان کیلئے کھانے کا بندوبست کرو۔ اُس نے جواب دیا کہ گھر میں تو صرف بچوں کے لیے کھانا ہے۔ صحابی رسول ﷺ نے کہا کہ وہی لے آؤ چراغ بند کر دو اور بچے کھانا مانگیں تو ان کو سلا دو چنانچہ وہ کھانا لے آئی چراغ بند کر دیا اور بچوں کو سلا دیا۔ پھر چراغ کو درست کرنے کے بہانے سے اُٹھی اور اُسے بجھا دیا۔ وہ مہمان کو یہی محسوس کرا رہے تھے کہ یہ دونوں میاں بیوی بھی ساتھ ہی کھانا کھا رہے ہیں۔ پھر دونوں بھوکے ہی سو گئے۔ صبح ہوئی تو وہ صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا۔ تم دونوں کی کارکردگی پر اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوئے ہیں اور یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ہے۔

وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (سورۃ حشر آیت ۹ پارہ ۲۸)

ترجمہ: ''اور آپ پر ان کی ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچ جائیں گے وہی کامیاب ہیں'' (الادب المفرد ۲۴۷)

ایک اور مقام پر کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کہ جو شخص مہمان نواز نہیں اُس میں خیر نہیں''

ابورافع رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ فلاح یہودی سے کہو مجھے آٹا قرض دے کیونکہ میرے پاس مہمان آیا ہے اور میں ماہ رجب میں ادا کردوں گا۔ یہودی نے کہا کہ میرے پاس کوئی شے رہن (گروی) رکھو۔ بغیر رہن میں کچھ نہ دوں گا۔ میں واپس آ گیا اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ حضور نے سن کر فرمایا کہ واللہ میں زمین میں بھی امین ہوں اور آسمان میں بھی امین ہوں اگر وہ دے دیتا تو میں ضرور اُسے ادا کر دیتا لو میری زرہ لے جائے اور اسے رہن رکھ دو میں لے گیا اور گروی رکھ آیا۔ (کیمیائے سعادت ص ۲۲۸)

حضرت فخر ملت جو کہ اسوہ رسول کے علمبردار تھے اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور کامل متبع رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی جو کہ ایک کامل ولی اللہ کی واضح دلیل ہے۔ ایسے جانشین امیر ملت کی کہیں مثال نہیں ملتی ہر آنے والا خواہ غریب ہو یا کہ امیر ہوتا میزبان علی پور حضور قبلہ فخر ملت حکم فرماتے پہلے کھانا کھاؤ۔ پھر میرے پاس آؤ۔ آپ فرماتے کہ بھئی تم حضرت امیر ملت کے مہمان ہو کھانے میں دیر ہوئی تو کہیں حضرت امیر ملت ناراض نہ ہو جائیں۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ فقیری مہمان نوازی کا نام ہے۔ آپ کے لنگر کا ایسا انتظام جو کسی درگاہ پہ نہیں ملتا۔ عرس کے موقع پر بھی لاکھوں کا اجتماع اور کھانے کا حکم پہلے ملتا اور خود بھی کبھی بغیر مہمانوں کے کھانا نہیں کھایا۔

حضرت قبلہ فخر ملت ایسے عظیم مہمان نواز تھے کہ فرمایا کرتے تھے کہ فرائض و واجبات کے بعد سب سے بڑی عبادت مہمان نوازی کی ہے۔ کچھ پاس نہ بھی ہوتا تو اُدھار لے کر بھی لوگوں کی خدمت کرتے تھے۔

عرس کے موقع پر ثنا خوان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، علماء کرام و پیران عظام دور دراز سے عرس کی تقریبات میں شرکت کے لیے آتے تھے۔ سب کی دل کھول کر خدمت کرتے تھے۔ آپ خود تو بڑی سادہ خوراک تناول فرماتے مگر مہمانوں کے لیے بڑے لذیذ کھانے تیار کرواتے بلکہ کبھی کبھی

تو ایسا ہوتا کہ مہمان ابھی دور ہی ہوتا یا باہر دروازے پر ہوتا تو آپ خدام سے فرماتے اس کے لیے فلاں چیز لاؤ اور فلاں کھانا تیار کرواؤ۔ عرس کے موقع پر اگرچہ زائرین کی تعداد لاکھوں میں ہوتی تھی لیکن حضرت کمال فیاضی سے چھوٹا گوشت پکواتے تھے

ان کے در پہ ہزاروں گزارا کریں
ایسا مہمان خانہ سلامت رہے

فخر ملت اور عشق سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سرکار دو عالم، آقائے نامدار سرور ذی حشم، سر کون ومکاں، مونس انس وجاں، رحمت دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وتکریم اور عشق ومحبت ہر مسلمان پر فرض ہے ایمان کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہوتی۔ جب تک دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم کا والہانہ جذبہ موجود نہ ہو۔ یہ تکریم وتوقیر جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں لازمی اور ضروری تھا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام لازمی ہے۔ حضرات صحابہ کرام جس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حیات ظاہری میں احترام کرتے تھے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ظاہری دنیا سے وصال فرما جانے کے بعد بھی تعظیم وتوقیر کے تمام قرینے ملحوظ خاطر رکھتے تھے کتب سیر میں ملتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن قاسم کے پاس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہوتا تو یوں محسوس ہوتا کہ فرط ہیبت سے ان کا خون نچوڑ لیا گیا ہے۔ اور ان کی زبان خشک ہو جاتی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واحترام سے اس قدر معمور تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرام کو کسی پل اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کے دیدار کے بغیر چین نہیں آتا تھا جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہوتا صحابہ کرام کی نگاہوں سے اشکوں کے بادل امڈ آتے ان پر ہچکی اور گریہ طاری ہو جاتا اور وہ سراپا عجز ونیاز بن جاتے تھے۔

صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار کا بھی حد درجہ احترام بجالاتے تھے۔

قارئین کرام: حضور سیدی وسندی فخر ملت علیہ الرحمہ عشق ومحبت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں خاص مقام رکھتے تھے۔ آپ خاندان نبوت ورسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا چمکتا چراغ اور گلستان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا مہکتا پھول تھے۔ جسمانی نسبت اور روحانی خصائص میں کوئی آپ کی ہمسری نہیں کر سکتا،

ایمان وایقان کے نور سے آپ کا سینہ روشن تھا اور آپ کی چشمان تمنا ہر وقت دیدار مصطفےٰ ﷺ کے شرف سے مشرف ہونے کی منتظر رہتی تھیں۔ اپنے جد امجد حضور سرور دو عالم ﷺ کے دیدار فرحت آثار کی کرنیں ہمہ وقت آپ کی نگاہوں میں فروزاں رہتی تھیں اور آپ کے قلب اطہر و منور کی دنیا حبیب مکرم ﷺ کی محبت لازوال سے ضوفشاں رہتی تھی۔ آپ کے خطبات دلنشیں کا ایک ایک لفظ محبت رسول ﷺ سے لبریز ہوتا تھا۔ آپ کے مواعظہ حسنہ قطرہ قطرہ عشق رسالت مآب کی خبر دیتے تھے۔ یہ حضرت فخر ملت کی ہستی مبارکہ کا وصف ہے کہ آپ نے نگر نگر قریہ قریہ عشق رسول عربی ﷺ کے چراغ روشن کیے اور آج پاکستان کے طول وعرض میں محبت رسول ﷺ کے جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ آپ کے حریم دیدہ و دل میں عشق الہی اور محبت رسول ﷺ سے ہر وقت چراغاں ہوتا ہے۔ آپ تعظیم و تکریم رسالت مآب کا ایسا پیکر جمیل تھے کہ تاریخ آپ کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے الغرض حضرت فخر ملت عشق رسول کے بے مثل پیکر تھے۔

ثناخوان رسول ﷺ صبیح الدین ضیغم نے کتنے دلکش انداز میں مدحت سرائی کی ہے

لب پر نعت پاک کا نغمہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
میرے نبی ﷺ سے میرا رشتہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
جن کے فیض سے بنجر سینوں نے شادابی پائی ہے
موج میں وہ رحمت کا دریا کل بھی تھا اور آج بھی ہے
پست وہ کیسے ہو سکتا ہے جس کو حق نے بلند کیا
دونوں جہاں میں ان کا چرچا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

قرآن پاک میں حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم کے بارے بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ: ”پس جو لوگ آپ پر ایمان لائے اور جنہوں نے آپ ﷺ کی تعظیم اور نصرت کی اور اس نور کی پیروی کی جو آپ ﷺ کے ساتھ اتارا گیا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں“

حضور قبلہ فخر ملت اقلیم ولایت کے وہ درخشاں ستارے تھے جن کی ولایت کا نام بھی عشق رسول ﷺ تھا اور جنکی طریقت کا نام بھی عشق رسول ﷺ تھا۔ فقہ و حدیث کا ایسا امام جو ہر آنے والے سالک و مرید کو درس عشق مصطفےٰ دیتا تھا ادب و تعظیم و تکریم سیدنا محمد ﷺ کا پیغام دیتا تھا۔ جس کی ہستی مبارکہ خود بھی سراپا عشق مصطفےٰ تھی اور اپنے مریدین متوسلین کو بھی اسی رنگ میں رنگ دیتا تھا۔ حضرت عشق نور مصطفےٰ کی دولت لازوال سے مالا مال تھے۔

ثناخوان مصطفٰے کی خدمت کرنا اور انہیں انعامات و کرامات سے نوازنا اپنے لئے اعزاز سمجھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والوں کی عزت و احترام کی جو مثال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کی تاریخ میں وہ سنہرے حروف کے ساتھ لکھے جانے کے قابل ہے۔

اذکی النسب اعلی الحسبی
کل العربی فی خدمته
فمحمدنا هو سیدنا
فالعزلنا لی اجابته

باب چہارم

تصوف اور حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

تصوف کا مفہوم

تصوف اللہ رب العزت سے ایسی بے لوث اور بے غرض دوستی اور محبت کا نام ہے جو کہ دنیوی لالچ بلکہ اخروی طمع سے بھی پاک ہو۔ اور اس راہ کے مسافر کا دل تعلق باللہ میں دنیوی اور اخروی مصلحتوں اور ہر قسم کے اندیشہ و خطرے سے پاک ہونا چاہیے۔ نیت و عمل کے اخلاص کا جذبہ ظاہر و باطن میں اس قدر ہو جائے کہ انسان کی بندگی خالصتاً رضائے الٰہی کیلئے نہ ہو کہ دنیا و آخرت میں انعام و جزا کی آرزو ہو۔ تعلق باللہ کی لذت اور محبت الٰہی کی چاشنی کو اس طرح جان کی ضرورت بنالیا جائے کہ بارگاہ رب العزت میں حاضری کے وقت غیر کا خیال بھی بندے کے دل میں راہ نہ پا سکے۔ اور پھر اسی طرح اسے ہر وقت کی بندگی نصیب ہو جائے۔

تصوف سے مراد وہ طریق زندگی ہے جس کو اپنا کر قلب انسانی گناہوں کی سیاہی اور آلودگیوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ آئینہ دل صاف و شفاف ہو کر فسق و فجور کے زنگ سے یکسر پاک ہو جاتا ہے۔ باطن سے غفلتوں اور نافرمانیوں کی ظلمتیں چھٹ جاتی ہیں۔ اور قلب مومن انوار الٰہی کا مرکز بن جاتا ہے۔ مسلسل گناہوں سے انسان کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ اگر وہ گناہ سے باز نہ آئے تو وہ سیاہی نقطہ پھیل جاتا ہے اور اس کا دل مکمل سیاح ہو جاتا ہے۔ اس کا دل ظلمت کدہ بن جاتا ہے۔ اس مرحلے پر فسق و فجور میں مبتلا رہنے والا شخص اپنی خطاؤں اور سیاہ کاریوں پر احساس ندامت سے بھی عاری ہو جاتا ہے۔ اور اس کے برعکس جو شخص نیکی کا کام کرتا ہے اس کے دل میں نور کا ایک نقطہ نقش ہو جاتا ہے۔ اور مسلسل نیکیاں کرنے کے باعث وہ پھیلتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا دل مصدر انوار بن جاتا ہے۔ جو نہ صرف اس کے بدن کو منور کر دیتا ہے بلکہ جو کوئی بھی صدق دل کے ساتھ اس کی صحبت میں آتا ہے منور ہو جاتا ہے۔ پس صوفی وہ شخص ہے جس نے اپنے قلب و باطن کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک اور نفس کو رزائل اخلاق کی تاریکیوں سے پاک کر لیا ہو اس کے آئینہ پر گناہوں کے نشان بھی باقی نہیں رہتے۔ تزکیہ و تصفیہ باطن کی راہ کو تصوف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس پر اقوال اولیاء و صلحاء پیش کر رہا ہوں۔

مخدوم الاولیاء مظہر العلوم الخفی والجلی داتا گنج بخش السید علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

''کلمہ تصوف باب تفعل سے ہے۔ جس کا فاصلہ ہے کہ یہ تکلیف فعل کا متقاضی ہو اور اصل کی فرع ہے لغوی حکم اور ظاہری معنی میں اس لفظ کی تعریف کا فرق موجود ہے''۔

اَلصَّفَا وِلَایَۃٌ وَلَهَا آیَۃٌ وَالتَّصَوُّفُ حِکَایَۃٌ لِلصَّفَا بِلَا شِکَایَۃٍ۔

ترجمہ:۔''صفا ولایت کی منزل ہے اور اسکی نشانیاں ہیں اور تصوف صفا کی ایسی حکایت و تعبیر ہے جس میں شکوہ و شکایت نہ ہو''۔

حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہاں تصوف کی تین قسمیں بیان فرماتے ہیں۔

ایک صوفی دوسرے صوفی کو متصوف اور تیسرے کو مستصوف کہتے ہیں۔

(۱) صوفی وہ ہے جو خود کو فنا کر کے حق کے ساتھ مل جائے۔ اور خواہشات نفسانیہ کو مار کر حقیقت سے پیوستہ ہو جائے۔

(۲) متصوف وہ ہے جو ریاضت و مجاہدے کے ذریعے اس مقام کی طلب کرے اور وہ اس مقام کی طلب کے حصول میں صادق و راست باز رہے۔

(۳) مستصوف وہ ہے جو دنیوی عزت و منزلت اور مال و دولت کی خاطر خود کو ایسا بنالے اور اسے مذکورہ منازل و مقامات کی کچھ خبر نہ ہو۔

تصوف کا قرآنی ماخذ

صوفیائے کرام اپنے مسلک کی تائید جن قرآنی آیتوں سے کرتے ہیں۔ وہ اہل ذوق کے مطالعہ اور فرحت کے لئے پیش خدمت کی جارہی ہیں۔ اکابر اولیاء اللہ انہی پر عمل پیرا رہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی انہی پر کاربند رکھے لیکن یہاں صفحات کی قلت کے باعث ترجمہ ہی پیش کیا جائے گا۔

(۱) فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ○

ترجمہ:۔''اور جب آپ ارادہ کرلیں (کسی بات کا) تو پھر توکل کرو اللہ پر بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے توکل کرنے والوں سے''۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۵۹ پارہ ۴)

(۲) اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ ○ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

ترجمہ:۔ ”بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں بڑی نشانیاں ہیں اہل عقل کے لئے۔ وہ عقل مند جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں (اور تسلیم کرتے ہیں) اے ہمارے مالک! نہیں پیدا فرمایا تو نے یہ (کارخانہ حیات) بے کار۔ پاک ہے تو ہر عیب سے بچالے ہمیں آگ کے عذاب سے“۔

(سورہ آل عمران آیت ۱۹۰، ۱۹۱، پارہ ۴)

(۳) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

ترجمہ:۔ ”اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدم رہو (دشمن کے مقابلہ میں) اور کمر بستہ رہو (خدمت دین کے لئے) اور ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ (اپنے مقصد میں) کامیاب ہو جاؤ،،۔ (سورہ آل عمران آیت ۲۰۰ پارہ ۴)

(۴) وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

ترجمہ:۔ ”اور رجوع کرو اللہ تعالیٰ کی طرف سب کے سب اے ایمان والو! تا کہ تم (دونوں جہانوں میں) بامراد ہو جاؤ،،۔ (سورۃ النور، آیت ۳۱، پارہ ۱۸)

(۵) وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ○

ترجمہ:۔ ”اور جو بلند ہمت مصروف جہاد رہتے ہیں ہمیں راضی کرنے کے لئے ہم ضرور دکھا دینگے انہیں اپنے راستے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر وقت محسنین کے ساتھ ہے“۔

(سورہ العنکبوت آیت ۶۹ پارہ ۲۱)

(۶) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ○

ترجمہ:۔ ”اور ذکر کیا کرو اپنے رب کے نام کا اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو“۔

(سورہ مزمل آیت ۸ پارہ ۲۹)

(۷) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ○ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ○

ترجمہ:۔ ”بے شک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا۔ اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا،،۔ (سورہ الاعلیٰ آیت ۱۴، ۱۵ پارہ ۳۰)

تصوف کا تاریخی پس منظر

حضرت شیخ ابو النصر عبداللہ بن علی السراج الطوسی علیہ الرحمہ ''اللمع'' کے اندر ارشاد فرماتے ہیں۔

''آپ کو بہت کم ایسے لوگ ملیں گے جو ہمارے بیان کردہ علم (علم تصوف) کی طرف توجہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ علم ایسا ہے۔ جو خاص لوگوں کے حصے میں آتا ہے اس میں کڑواہٹ ہوتی ہے۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اس کا نام سنتے ہی انسان تھکا ہوا محسوس ہونے لگتا ہے۔ دل کو غمزدہ کرنے والا ہے۔ آنکھوں میں آنسو لاتا ہے۔ بڑے کو چھوٹا اور چھوٹے کو بڑا کر دیتا ہے۔ لہٰذا ایسے علم کے قریب کوئی کیسے جائے گا؟ اس کا مزہ کیسے چکھے گا؟ کیسے اس کے پاس آئے گا۔ جبکہ نفس کے بہلانے کے لئے اس میں کچھ بھی نہیں ہوتا، اس کا دارومدار ہی نفس مارنے پر ہوتا ہے۔ حس ختم کرنے پر ہوتا ہے۔ اور یہ اپنے ارادوں سے دوری کا نام ہے۔ اور یہی ایک درجہ ہے جس کی بنا پر علماء اس علم کو چھوڑ چکے ہیں۔ وہ ایسے علوم میں مشغول ہیں۔ جن میں مشقت نہ آئے اور وہ ایسا علم پڑھتے ہیں جس میں آزادی ہو، گنجائش مل سکے اور مسئلہ کو توڑا موڑا جا سکے۔ دراصل نفسانی خواہشات یونہی پوری ہوتی ہیں اور جو لوگ حقوق الٰہیہ ادا کرنے سے بھاگتے ہیں۔ نفسانی تسکین تلاش کرتے ہیں۔ اور سرکش نفس پر کم سے کم بوجھ ڈالنا چاہتے ہیں وہ لازماً ایسا ہی علم پڑھیں گے۔ حقیقی علم اللہ ہی کے پاس ہے۔''۔ (اللمع صفحہ ۲۷)

عہد نبوت صلی اللہ علیہ وسلم و دور صحابہ رضی اللہ عنہم:

تصوف کی ابتدا بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی ہو چکی تھی۔ بلکہ حضور نبی رحمت آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کا مقصد ہی کتاب وحکمت کی تعلیم دینا اور تزکیہ نفس کرنا تھا۔ اور یہ اعمال ہی تصوف کی بنیاد ہیں۔ اگر ہم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا تجزیہ کریں تو تصوف کے تمام رنگ نظر آتے ہیں۔

بچپن میں معصومیت، بے فائدہ کھیل کود سے اجتناب، پاکیزہ جوانی میں ایماندار تاجر کی حیثیت سے رزق حلال کا حصول اور طہارت و پاکیزگی کے ساتھ اخلاق حسنہ اور نیک کردار کا بے مثال نمونہ تھا۔ صادق اور امین نبوت سے قبل غار حرا میں گوشہ نشینی، مادی دنیا سے بے نیاز ہو کر کچھ وقت تنہائی میں بیٹھ کر غور و فکر کرنا۔ معرفت الٰہی، معرفت کائنات اور معرفت نفس انسانی کا حصول

بمعرفت الٰہی کے لئے یا تو غار حرا تھی۔ یا شب بھر کی تنہائی یا رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف، کچھ وقت کے لئے دنیا سے کٹ کر خالق کی طرف روحانی عروج، رات کے سناٹوں میں، وقت تہجد کی خاموشی میں، چپکے چپکے اپنے خالق کو یاد کرنا تصوف ہی ہے۔ کفار کی تکلیفوں پر صبر اور توکل کرنا ان کے ظلم کے بدلے دعا دینا، عفو ودرگزر کی انتہا کر دینا، سراپائے رحمت اور پیکر تسلیم رہنا، جیتے جاگتے معاشرے میں رہ کر زہد، قناعت اور فقر کی بلندیوں کو چھو لینا، شدید اور نامساعد حالات میں بھی تبلیغ دین اور ترویج اسلام کے لئے مساعی جمیلہ، کیا یہ سب کچھ تصوف ہی نہیں؟

معلم انسانیت، مکارم اخلاق، منبع جود وسخا، یاد الٰہی میں استغراق، خوف الٰہی میں توبہ واستغفار، دنیا سے زہد واستغناء، فقر میں فخر، مصیبت میں پیکر صبر ورضا اور توکل کی انتہا، زندگی سراپا ایثار ومحبت، جہد مسلسل، مجسم صدق وصفا اور جلال وجمال کا حسین امتزاج یہ سب کچھ کیا ہے؟ یہ تصوف کی بنیادیں ہی تو ہیں جن پر دین اسلام کی عظیم الشان عمارت کھڑی ہے۔

اور اسی سنت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنایا۔ اسی پیغام حق کو لوگوں تک پہنچایا۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اہل بیت اطہار صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اور اصحاب صفہ کا یہی مسلک تھا۔ سلوک کا یہی راستہ ہے جسے طریقت کا نام دیا گیا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایثار، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زہد وتقویٰ، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا صبر وتوکل اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا استغناء اور صبر ورضا کس سے پوشیدہ ہے۔ ان کی زندگیوں میں صوفیانہ رنگ نہیں تو اور کیا ہے؟

دور خلافت میں بھی درویشی ہی نظر آتی ہے۔ صوفیا نے بعد میں اسی مسلک کو اپنایا یہ تہذیب مدینہ ہی تھی۔ جس کو اولیاء کرام نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا، جو لوگ یونانی تہذیب وثقافت کو صوفیاء پر انڈیلتے ہیں یا ایران کے تمدن کے چھاپ لگاتے ہیں۔ کیا وہ ان حقائق کو سامنے نہیں پاتے؟ اسلام ایک دین ہے اس کا اپنا ایک نظام ہے۔ اپنی ایک ثقافت اور کلچر ہے۔ یہ کسی دوسرے مذہب سے کچھ نہیں لیتا بلکہ کچھ دیتا ہے۔ یہ ہماری اپنی کمزوریاں تھیں کہ ہم نے اغیار کو موقع دیا کہ وہ یونانی، مجوسی، اور ہندووانہ تہذیب وثقافت کے میلے کچیلے رنگ اسلامی تصوف کے اجلے لباس پر بکھیر دیں۔ اور یہ کہ صوفی کو تارک الدنیا، رہبانیت کا شکار اور جوگی سادھو کے پیکر میں پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی کہ صوفی کو شریعت سے کیا مطلب؟ درویش

کو بیوی بچوں سے کیا واسطہ؟ اللہ لوک کا آبادی میں کیا کام؟

صوفی کا مافوق الفطرت اور غیر اسلامی سا تصور پیش کر کے تصوف اور اسلامی تہذیب وتمدن کو غلط رنگ دے دیا گیا۔

حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت سیدنا امام حسین سید الشہداء علیہ السلام کا مقام طریقت بہت ارفع واعلیٰ اور بلند ہے۔ ان میں زہد، توکل، فقر، تسلیم ورضا اور ورع وتقویٰ کی صفات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے صرف اس لئے اقتدار حضرت معاویہ کو دے دیا کہ مسلمانوں میں خون ریزی نہ ہو۔ زہد واستغناء کی اس سے بڑھ کر اور مثال کیا ہو سکتی ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کمال صبر واستقامت سے جام شہادت نوش فرمایا۔ اہل بیت اطہار اور صحابہ کی زندگیاں امت کے صلحاء، صوفیاء اور اتقیا کے لئے مشعل راہ ہیں۔ جن میں اصحاب صفہ کا کردار نہایت اہم ہے۔ جو ہمہ وقت معلم انسانیت، رہبر کامل اور ہادی برحق ﷺ کی صحبت نور میں حاضر ہو کر دین سیکھا کرتے تھے۔ جہاں شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت کے تمام اصول سمجھائے جاتے تھے۔ ان کی روحانی تربیت ہوتی تھی۔ حکمت سکھائی جاتی تھی۔ انہی اصحاب صفہ کی علمی روحانی اور فکری صلاحیتوں کا ایک زمانہ معترف ہے۔ ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت سالم رضی اللہ عنہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ براء بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ زید بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ اور حضرت حارثہ بن نعمان زیادہ مشہور ہیں۔

ان کے مقام کا اندازہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ کہ آپ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول ﷺ ہم اصحاب صفہ کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت ہمارا ایک ساتھی ہمیں قرآن پڑھ کر سنا رہا تھا۔ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ حلقہ بنا کر بیٹھ جاؤ۔ ہم نے حلقہ بنایا اور حضور ﷺ کے سامنے مودب ہو کر بیٹھ گئے۔ آقائے نامدار حضور سید عالم ﷺ نے دریافت فرمایا۔ تم کیا کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کیا۔

''یا رسول اللہ ﷺ یہ شخص ہمیں قرآن پڑھ کر سنا رہا تھا۔ اور ہمارے لئے دعا کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے کام میں دوبارہ مصروف ہو جاؤ۔ اللہ کا شکر ہے کہ میری امت میں ایک ایسی جماعت موجود ہے جس کے ساتھ بیٹھنے کا مجھے حکم ہوا ہے۔''

یہ ہیں وہ نفوس قدسیہ جن کے نقش قدم کی پیروی صوفیانے کی۔

مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور مصر میں حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص نے اسی تصوف کی درس گاہیں قائم کیں۔ جہاں پر تصوف کے چراغ جلے، اور ان چراغوں سے ہزاروں لاکھوں چراغ روشن ہوئے اور اسلام کی یہ روشنی دنیا کے کونے کونے میں صوفیاء کرام نے پہنچائی۔ جس کی ضیاء پاشیوں سے جہالت و گمراہی کے اندھیرے چھٹ گئے۔

تصوف اور دور تابعین رضی اللہ عنہ: (۱۷۰ ہجری تک):

تابعین ہی وہ بزرگ ہستیاں ہیں جنہوں نے حضور سید عالم آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ تاجدار مدینہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو ایمان و یقین کی نظروں سے دیکھا، ان سے فیض حاصل کیا اور اس فیض کو آگے پہنچایا، دور تابعین عہد صحابہ کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اول تابعی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ دور صحابہ میں موجود تھے۔ اور وہ جنگ صفین میں حضرت سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف سے لڑتے ہوئے ۳۷ ہجری میں شہید ہو گئے

دور صحابہ رضی اللہ عنہ کے وقت اسلامی مملکت بہت وسیع ہو چکی تھی۔ اسلام دور دور تک پھیل چکا تھا۔ مفتوحہ علاقوں کی تہذیب و تمدن، مال و دولت کی کثرت اور دنیاوی جاہ و جلال کے عروج نے اسلام کی فطری سادگی اور روحانیت کو بہت متاثر کیا۔ تابعین کی مقدس جماعت نے صحیح اسلامی تشخص کو بیدار کرنے کی مساعی جملیہ فرمائی۔ یہ حضرات اپنے اپنے دور اور علاقے میں زہد و تقویٰ اور فقر و استغناء کا بہترین نمونہ قرار پائے۔ اسلامی و شرعی علوم مثلاً تفسیر حدیث، فقہ اور کلام میں بھی ان کا درجہ بہت بلند تھا۔ ان میں درج ذیل بزرگ ہستیاں ایسی ملتی ہیں جنہوں نے اپنے قول و فعل سے تصوف پر گہرا اثر ڈالا۔

(۱) حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام

(۲) حضرت اویس رضی اللہ عنہ بن عامر القرنی

(۳) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت عامر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بصری

(۵) حضرت مسروق رضی اللہ عنہ بن عبدالرحمٰن

(۶) حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ بن حیان

(۷) حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

(۸) حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ

(۹) حضرت سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ

صاحبان حقیقت و معرفت نے مخلوق خدا کو جو تعلیم دی اس کا خلاصہ یہ تھا۔

''دنیا میں رہ کر دنیا سے بے نیاز ہو جانا۔ یاد الٰہی اور خوف و توکل کو شعار بنانا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی۔ تزکیہ نفس۔ تصفیہ اخلاق و کردار۔ عمل صالح پر استقامت، آخرت کو دنیا پر ترجیح دینا، دنیا کو دارالعمل جان کر آخرت کے لئے توشہ تیار کرنا۔ ذکر و فکر کرنا، اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لئے دن رات کوشاں رہنا''۔

تصوف اور دور تبع تابعین (۲۶۰ ہجری تک):

تبع تابعین کا دور اسلامی تصوف میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس دور میں تصوف یعنی خالص اسلامی نظام حیات کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ تزکیہ نفس، زہد و تقویٰ اور ذکر الٰہی میں مداومت پیدا کرنے کے لئے صوفیاء کرام نے باقاعدہ تربیت گاہیں قائم کیں۔ جو خانقاہوں کے نام سے مشہور ہوئیں۔ طریقت کے سلاسل قائم ہوئے اور ہر سلسلے نے باقاعدہ ایک تنظیم کے تحت مریدین کی اصلاح شروع کر دی۔ ذکر و فکر کے حلقے قائم ہوئے۔ اصول و ضوابط مقرر کیے گئے اور تصوف کو بہت عروج ملا۔ اگر اس دور کو تاریخ تصوف اسلام کا ''عہد زریں،، کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

دور صحابہ رضی اللہ عنہ کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے بھی روحانی درس گاہیں اور تربیت گاہیں قائم کیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مدینہ منورہ میں حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن المسیب، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن حارث، حضرت سیدنا امام زین العابدین بن الحسین بن علی المرتضیٰ

علیہ السلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ۔

مکہ مکرمہ میں۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بن جبیر، حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

کوفہ میں۔ حضرت علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اسود بن یزید النخعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

بصرہ میں۔ حضرت خواجہ بصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

شام میں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت رجا بن حیوۃ الکندی رحمۃ اللہ علیہ اور مکحول بن ابی مسلم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

مصر میں۔ حضرت ابوالخیر مرشد رحمۃ اللہ علیہ بن عبداللہ، حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

یمن میں۔ حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ بن کثیر وغیرہ۔

ان کے علاوہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بشر بن حارث الحافی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت احمد بن حضرویہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم نے بھی روحانی تربیت کے لئے خانقاہیں قائم کیں۔

تبع تابعین تا گیارھویں صدی ہجری تک:

تبع تابعین کے بعد اولیاء صوفیاء کرام شب و روز کی محنت سے مخلوق خدا کو مقربین بارگاہ الٰہی بناتے رہے۔ بالخصوص المختصر کہ پانچویں اور چھٹی صدی ہجری میں چند ایسی شخصیات اس کائنات میں جلوہ افروز ہوئیں کہ جن کے علوم کی شہرت چاردانگ عالم میں پھیل گئی۔ انہوں نے ان تمام مبہم اور پیچیدہ نظریات کی تفسیر و تشریح کی جنہیں تصوف میں مختلف راستوں سے منکرات تصوف نے داخل کر کے بہت سی غلط فہمیاں پیدا کر دی تھیں ان میں سرفہرست مخدوم الاولیاء حضرت سیدنا علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ سیدنا

عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نام شامل ہیں۔

ان کے علاوہ حضرت سیدنا لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ، سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو حفص شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ بن عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی، حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ العالم بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم۔

یہ اولیاء کرام علم و عمل اور پابندی شرع میں بہت ممتاز تھے۔ تبلیغ و ترویج اسلام ان کی زندگی کا اولین مقصد تھا۔ ان کے حلقہء ارادت میں بیٹھنے والوں کی تعداد لاکھوں پر مشتمل تھی۔ جنہوں نے اس عمل تصوف کو بعد میں جاری و ساری رکھا۔ انہوں نے ہر دور میں بدعات کو دور کیا اور تصوف پر غیر شرعی اثرات کو اپنی روحانی اور اخلاقی قوتوں سے زائل کیا۔ یہ دور خاص طور پر برصغیر پاک و ہند اور سمرقند بخارا میں تصوف کے عروج کا دور تھا۔ اس دور میں اسلامی تشخص خاص طور پر ہندو مذہب کے مقابلے میں بہت نمایاں ہوا۔ اور اسی دور میں "سماع"، کا بھی رواج ہوا۔ اور تصوف میں سلسلہ چشت اہل بہشت نے سماع کو اہم مقام دیا۔

گیارھویں صدی ہجری تا حال:

اس دور میں بھی ایسی شخصیات ملتی ہیں جنہوں نے تصوف کی حقیقت کو برقرار رکھا۔ اور اس پر کسی غلط نظریئے کو مسلط نہیں ہونے دیا۔ چونکہ یہ دور مادیت اور فرقہ پرستی کا ہے لیکن پھر بھی اولیائے کاملین نے تمام لغویات کا رد فرما کر کلمہ حق جاری رکھا۔ اور تعلیمات تصوف پر خود بھی عمل پیرا رہے اور مخلوق خدا کو بھی اس سے روشناس فرمایا۔ اس دور میں سلسلہ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ اور چشتیہ نے بہت ترقی کی۔ ان سلاسل کے صوفیاء عظام نے شب و روز ان تھک محنت کی اور اس پاکیزہ شجر کی آبیاری فرمائی۔ اس دور کے چند مشہور اولیاء اللہ کے ناموں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ جنہوں نے اپنے قول و فعل سے مخلوق خدا کو معرفت الٰہی کا راستہ دکھایا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں محمد میر قادری رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاول شیر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت باواجی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مخلص الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ حسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، پیر صاحب آف مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ، پیر صاحب آف زکوڑی شریف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابو غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ، اعلیٰحضرت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید نور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید انور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ محمد معصوم موہروی رحمۃ اللہ علیہ، اور شیخ الاسلام والمسلمین حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم

ان اولیاء عظام نے ہر حال میں تعلیمات تصوف کو جاری وساری رکھا اور کٹھن سے کٹھن حالات میں بھی مجاہدہ وریاضت میں مشغول برمعمول رہے اور اسی طرح یہ نظام تصوف دور عہد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک قائم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت تک اسی طرح قائم رکھے۔ آمین

تصوف اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

قطب الاقطاب غوث الاغیاث حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی حروف تصوف کو یوں بیان فرماتے ہیں:: کلمہ تصوف کے چار حروف ہیں۔ ت، ص، و، ف۔

"ت" سے مراد توبہ ہے۔ یہ دو قسم پر مشتمل ہے۔ توبہ ظاہراً اور توبہ باطناً۔ توبہ ظاہراً یہ ہے کہ انسان قول وفعل سے اپنے تمام اعضائے جسمانیہ ظاہریہ کو ہر قسم کے گناہوں اور برائیوں سے پاک رکھے۔ اور احکام شرعیہ پر عمل پیرا رہے۔ شریعت کے حکم کے خلاف نہ کرے۔ اس کے ہر حکم کو بجالائے۔ اگر خلاف شرع کوئی بات ہوجائے تو فوراً توبہ کرے۔ باطنی توبہ یہ ہے کہ انسان قلبی کدورتوں کو نکال دے۔ اور ہر قسم کی آلائش سے دل کو صاف شفاف رکھے۔ اور احکام شریعت پر خلوص عمل سے مستعد رہے یہاں تک کہ سیئات، حسنات میں تبدیل ہوجائیں گی۔ تو پھر، ت، کی تمام منازل پوری ہونگی۔ گویا کہ توبہ کو قبولیت کی سند عطا ہوجائے گی۔

''ص'' صفائی سے عبارت ہے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں قلب کی صفائی اور مقام سر کی صفائی۔ قلب کی صفائی یہ ہے کہ اسے بشری کمزوریوں کدورتوں آلائشوں سے پاک، صاف کرے۔ جو عام طور پر دل میں موجود ہوتی ہیں۔ یعنی کھانے پینے سونے باتیں کرنے اور سننے کی خواہش وتمنا نیز دنیاوی منفعت کی رغبت، یعنی وسیع تجارت وکاروبار زیادہ ہو عیش وعشرت ہو اور خواہشات نفسانیہ کی تکمیل کیلئے جماع کثرت اور اہل وعیال سے حد سے بڑھ کر اظہار محبت وغیرہ۔

مذکورہ عادات قبیحہ، مذمومہ سے دل کو شفاف رکھنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ابتداء مرشد کامل کے ارشادات کے مطابق ذکر بالجبر کو لازماً وظیفہ خوب با آواز بلند ذکر و اذکار میں ہمیشگی دکھائے یہاں تک کہ ذکر خفی کا مقام سر آئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ۔ (سورۃ الانفال آیت ۲ پارہ ۹)

ترجمہ:۔ بے شک وہی کامل ایمان والے ہیں جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل وجد میں آجاتے ہیں۔

یعنی خوف الٰہی سے کانپتے ہیں لرزتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی عظمت، خشیت وہیبت سے پر رہیں۔ خیال رہے کہ عظمت خداوندی کا خوف دل میں تب پیدا ہوتا ہے جب قلب غفلت سے بیدار ہو اور دل کا شیشہ عبادت اور ریاضت کی قلعی سے ایسے چمکنے لگے کہ اس میں خیر وشر کا امتیاز غیبی قوت سے واضح نظر آئے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اَلْعَالِمُ یُنَقِّشُ وَ الْعَارِفُ یُصَقِّلُ۔ ''عالم نقش جماتا ہے اور عارف قلعی کرتا ہے''۔

گویا علما کرام خیر کی خوبیاں اور شر کا نقشہ دکھاتے ہیں۔ جب کہ عرفاء دلوں سے زنگ صاف کرتے ہیں۔ مقام سر کی صفائی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک سے اعراض کرنے اور اسی کی محبت اور اسماء حسنیٰ کا زبان سر سے دائمی وظیفہ بنانے سے حاصل ہوتی ہے۔ پس انسان جب اس مقام پر کلی طور پر فائز ہو جاتا ہے تو کلمہ ص، کی منزل مکمل ہو جاتی ہے۔

''ؔو'' ولایت سے مراد ہے یہ بھی ایک مرتبہ ہے جو تصفیہ قلب کے بعد نصیب ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (سورۃ یونس آیت ۶۲)

''آگاہ رہو بے شک اولیاء اللہ بے خوف اور بے غم ہیں''۔

ولایت کا ثمرہ یہ ہے کہ انسان اپنے اندر اخلاق خداوندی پیدا کرے جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ اپنے دل میں اخلاق خداوندی پیدا کرو اور لباس شریعت اتار کر اوصاف الٰہیہ کا لباس پہنو۔! چنانچہ حدیث قدسی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں اپنے کسی بندے کو محبوب بناتا ہوں تو میں اس کے زبان، کان، ہاتھ پاؤں اور آنکھ بن جاتا ہوں۔ پھر وہ میری ہی عطا کردہ طاقت سے سنتا، دیکھتا، بولتا، پکڑتا اور چلتا ہے (مشکوٰۃ شریف)

لہٰذا غیر سے اپنے باطن کو صاف، شفاف تو کریں۔ پھر حق ہی حق نظر آئے گا باطل ختم ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

ترجمہ:۔ میرے حبیب ﷺ آپ فرمایئے بے شک حق آ گیا باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل نے مٹنا ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۱)

''ف'' سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں فنا ہونا ہے۔ جب بشری اوصاف فنا ہو نگے تو اوصاف خداوندی جنہیں بقاء دوام حاصل ہے۔ وہی نظر آئیں گے۔ اس لئے کہ ذات اقدس حی وقیوم ہے۔ اسے فنا اور زوال سے کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا عبد فانی کو اس ذات فانی کے ساتھ انکی محبوبیت و پسندیدگی کے باعث باقی باللہ کا رتبہ نصیب ہو جاتا ہے۔ اور قلب فانی کو سر باقی کی معیت میں بقا حاصل ہو جاتی ہے۔ پس جب اس ذات بقاء کی خوشنودی و رضا کیلئے بندہ اعمال صالحہ کی کوفت سے گزرتا ہے۔ تو رب کریم جل مجدہ کی رضا کو پالیتا ہے۔ تو پھر وہ مقبول و محبوب بارگاہ جسے رضائے الٰہی حاصل ہو چکی ہوتی ہے۔ بقا کی منزل پالیتا ہے۔ اور اعمال صالحہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بندہ خدا جو باطنی طور پر انسان حقیقی بن چکا ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ: اسی کی طرف کلام طیب پرواز کرتا ہے

یعنی اعمال صالحہ سے مراتب بڑھاتے رہتے ہیں۔ ہر وہ عمل جس میں غیر اللہ کا عمل دخل ہو ہلاکت و بربادی کا باعث ہے۔ جب بندہ مکمل طور پر فنا کی منزل پالیتا ہے تو اسے عالم قریب میں بقا کی نعمت عطا ہو جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ۔ (سورۃ القمر)

مجلس صداقت میں عظیم قدرت والے شہنشاہ کی بارگاہ کے مقرب ہیں۔

یہی مقام نبوت ہے جب انبیاء ومرسلین علیہم السلام اور اولیائے کرام کیلئے مخصوص ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے::

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰدِقِیْنَ "اللہ صادقین کے ساتھ ہے"۔

حدیث قدسی ہے۔ پس حادث جب قدیم سے ملتا ہے تو اس کا وجود فانی ہو جاتا ہے۔ (پس رہے نام اللہ کا)

حضور فخر ملت اور اکابر صوفیاء کرام

۱۔ حضرت ابن ابی سعدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"صوفی وہ ہے جو احوال و آثار کی تاثیر و تصوف سے نکل گیا ہو"۔

۲۔ حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صوفی وحدانی الذات ہوتا ہے۔ نہ اس کو کوئی قبول کرتا ہے نہ وہ کسی کو قبول کرتا ہے۔ اس کے بصر و بصیرت میں اللہ من حیث الظاہر اور اللہ من حیث الباطن بس جاتا ہے۔ وہ غیر اللہ سے منقطع ہو جاتا ہے۔

۳۔ حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"صوفی وہ ہے جو خدا سے ہی تعلق رکھتا ہو، خدا ہی کا تصور کرتا ہو اور خدا سے محبت رکھتا ہو"۔

۴۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں:

"صوفی وہ ہے جس کے دل میں خدا کی محبت اس طرح سما جائے کہ کسی دوسرے سے محبت کرنے کی گنجائش ہی نہ رہے"۔

۵۔ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"صوفی وہ ہے جس میں فقر، زہد، اور محبت یہ تین چیزیں پائی جائیں"۔

۶۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور قول نقل کیا جاتا ہے:

"صوفی وہ ہے جو اپنی ہستی خدا کی ہستی میں فنا کر دے۔ جس قدر زیادہ فنا فی اللہ ہوتا ہے اسی قدر زیادہ عرفان حاصل کرتا ہے"۔

۷۔ حضرت ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں::

"صوفی وہ ہے جس کے نزدیک اس کی اطاعت بھی گناہ ہو پس وہ توبہ کرتا رہے"۔

۸۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''صوفی وہ ہے جو سوائے اللہ تعالیٰ کے دنیا اور خلق میں مشغول نہ ہو''۔

۹۔ حضرت ابوعلی احمد محمد الرودباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''صوفی وہ ہے جو صفائے قلب کے ساتھ صوف پوشی اختیار کرتا ہے۔ ہوائے نفسانی کو تختی کا مزہ چکھاتا ہے۔ شرح مصطفوی کو لازم کر لیتا ہے۔ اور دنیا کو پس پشت ڈال دیتا ہے''۔

شمس الآفاق آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضور قبلہ فخر ملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند صوفی باصفا اور ولی کامل تھے۔ آپ نے اپنے اکابر اولیاء اللہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کمال دانشمندی کے ساتھ دین اسلام کی سربلندی و عظمت کیلئے اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے اپنی کمال نگاہ ولایت سے لاکھوں کو شفایاب کیا۔ آپ رحمتوں برکتوں والے صوفی کامل تھے۔ آپ کی دعاؤں میں جادو اثر تھا۔ حصول برکت کیلئے یہاں آپ کی ایک کرامت بیان کرتا ہوں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سید منیر شاہ صاحب کاہنہ شریف والے بہت زیادہ بیمار ہو گئے۔ آپ کو کمر کا مسئلہ تھا۔ آپ نے اسی حالت میں علی پور شریف حاضری دی۔ اور بیماری کا یہ عالم تھا کہ علی پور شریف سٹیشن سے تانگے پر بٹھا کر آپ کو لایا گیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضور فخر ملت چھوٹے تھے۔ منیر شاہ صاحب نے حضور فخر ملت سے عرض کی کہ حضور میرے لیے دعا کریں کہ میں جلد صحت یاب ہو جاؤں۔ حضور فخر ملت نے سید منیر شاہ صاحب کے کان میں کہا کہ آپ چند دن میں ٹھیک ہو کر دکان میں چلے جائیں گے۔ آپ نے باقاعدہ دنوں کا تعین بھی کیا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ سید منیر شاہ صاحب اتنے ہی دنوں میں ٹھیک ہو کر دکان پر آگئے۔ اور وہ یہ بات علاقے میں اکثر لوگوں کو بتایا کرتے تھے کہ میں اس گھرانے کا غلام ہوں جس کا بچہ بچہ ولی کامل ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حضرت فخر ملت اور حقیقت تصوف

حضرت شیخ ابو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ تصوف کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہر اعلیٰ خلق میں داخل ہو جانا اور ہر خلق رزیلہ یا ادنیٰ سے نکل آنا۔ پس

جب تصوف کی تعریف اولیٰ اخلاق کا حصول اور ادنیٰ اخلاق کا رد قرار پائی اور اس طرح اس کی حقیقت کا اجتبا کر لیا گیا تو اس وقت ثابت ہوا کہ تصوف زہد اور فقر دونوں سے بڑھ کر ہے۔ (عوارالمعارف صفحہ ۱۹۹)

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''صوفی وہ ہے کہ جب بات کرے تو اس کا بیان اپنے حال کے حقائق کے اظہار میں ہو۔ مطلب یہ کہ وہ کوئی بھی ایسی بات نہیں کہتا جو خود اس میں موجود نہ ہو۔ اور جب خاموش رہے تو اس کا معاملہ اور اس کا سلوک اس کے حال کو ظاہر کرے۔ اور علائق سے کنارہ کشی اس کے حال پر ناطق ہو۔ یعنی اس کا بولنا بوقت کلام اصول طریقت پر صحیح ہو۔ اور اس کا کردار بوقت سکوت مجرد محض ہے۔ اور یہ دونوں حالتیں ہوں۔ جب بولے تو اس کی ہر بات حق ہو اور وہ جب خاموش رہے تو اس کا ہر فعل فقر ہو'' (کشف المحجوب)

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَلتَّصَوُّفُ تَرْکُ کُلِّ حَظٍّ لِلنَّفْسِ تصوف تمام نفسانی لذات و حظوظ سے دست کشی کا نام ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک رسم یعنی مجاز دوسری حقیقت۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اگر نفسانی لذتوں کو چھوڑ چکا ہے اور ترک لذت بھی ایک لذت ہے۔ اسی کو رسم مجاز کہا جاتا ہے۔ اور اگر وہ اس کا بھی تارک ہے تو یہ فنائے لذت و حظ کہلاتی ہے۔ اس معنی کا تعلق حقیقت و مشاہدے سے ہے لہٰذا ترک حظ و لذت بندہ کا فعل ہے۔ اور فنائے حظ و لذت، حق تعالیٰ کا فعل ہے۔ لہٰذا بندے کے فعل کو رسم و مجاز اور حق کے فعل کو حقیقت کہا جائے گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں: ''صوفیاء کرام کا گروہ وہ ہے جس کی زندگیاں کدورت بشری سے آزاد اور آفت نفسانیہ سے پاک صاف ہو کر آرزو اور تمناؤں سے بے نیاز ہو گئی ہیں۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ کے حضور بلند درجے اور صفت اول میں آرام گستر ہیں۔ اور ماسوائے اللہ کے سب سے قطعاً کنارہ کش ہو چکے ہیں''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں: ''صوفی وہ ہے جس کے قبضہ میں کچھ نہ ہو اور نہ وہ خود کسی کے قبضہ میں ہو۔ یہ عبارت عین فنا ہے۔ فانی الصفت نہ مالک ہوتا ہے نہ مملوک۔ کیونکہ ملک موجودات پر درست آتی ہے۔ اس قول شریف کا مطلب یہ ہے کہ صوفی دنیوی ساز و سامان اور اخروی زیب و زینت میں سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ خود بھی تو کسی کی ملکیت ہے۔ وہ اپنے نفس کے حکم کا پابند نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ غیر کی خواہش و ارادہ کے غلبہ سے وہ خود کو گھلا چکا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ غیر کو بھی بندگی کے طمع سے فنا کر چکا ہوتا ہے۔ یہ قول

مبارک دقیق ولطیف ہے۔ اس منزل کو گروہ صوفیا فنائے کل سے تعبیر کرتے ہیں''

شیخ العالمین، مجدد دوراں، ولی نعمت، آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''کہ تصوف کی حقیقت یہ ہے کہ مخلوق خدا کی خدمت اور حسن سلوک کیا جائے''۔ حضرت اپنے خادموں اور غلاموں کے ساتھ کمال درجے کا حسن سلوک اور شفقت اور مہربانی فرماتے تھے۔ مولانا محمد اسماعیل جماعتی حضور قبلہ فخر ملت کے منشی ہیں اور حساب کتاب رکھتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے ۲۰۰۸ء میں پیر افضل حسین شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کی جناب مجھ سے مدرسہ کا حساب لے لیں۔ اور یہ چیک بک ہے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ قبلہ پیر صاحب نے فرمایا مولوی صاحب ابھی تو آپ کی لمبی زندگی ہے۔ اسے اپنے پاس رکھیں۔ مولوی صاحب کہتے ہیں ایک بار میں بڑا بیمار ہو گیا۔ جوڑوں کی دردیں بہت سخت ہو گئیں ۔ میں چل پھر نہیں سکتا تھا۔ تین ماہ مسلسل پیر صاحب کی خدمت میں حاضری نہ دے سکا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ پھر میں نے ۲۰۱۰ء میں پیر صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ جناب اکاؤنٹ جوائنٹ (Joint) کر لیں۔ یہ بات تین چار دفعہ عرض کی لیکن پیر صاحب نے ہر دفعہ انکار کر دیا۔ اس واقعہ سے پتا چلتا ہے کہ پیر صاحب کیوں انکار فرماتے تھے۔ اس لیے کہ آپ حقیقت کا علم رکھتے تھے کہ ابھی مولوی صاحب کے وصال کا وقت نہیں ہے۔

مولانا محمد اسماعیل صاحب آپ کے شفقت ومہربانی اور حسن سلوک وسخاوت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضور قبلہ پیر صاحب نے اپنے تمام نوکروں، خادموں اور درویشوں کو حج کروایا۔ وہ کہتے ہیں کہ ۱۹۹۷ء میں پیر صاحب کے پاس سلام کیلئے حاضر ہوا تو مجھے پیر صاحب نے فرمایا کہ تم اور خادمہ محمودہ بی بی حج کی تیاری کرو۔ اور مجھے میرا اور اپنے گھر کی خادمہ کا سپانسر دیا کہ بنک میں جا کر فارم جمع کرا لو۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں اور محمودہ بی بی اسی سال حج کیلئے گئے۔ اور حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔

حضور فخر ملت اور نور معرفت

امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری حضرت سری بن مغلس سقطی کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ تصوف تین معنوں کیلئے بولا جاتا ہے۔

ا۔ صوفی کا نور معرفت ایسا ہو کہ اس سے اس کی پرہیزگاری متاثر نہ ہو سکے۔

۲۔ دل سے وہ بات نہ نکالے جو نصوص کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

۳۔ کرامات دکھانے کے شوق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام کردہ کاموں میں نہ پڑے (الرسالۃ القشیریہ ۶۲)

چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل ‌ ‌ ‌ بہ تنہائی اندر صفائے نہ بینی

ترجمہ: جب ہر وقت تیرا دل ہر جگہ بھٹکتا ہے تو خلوت میں بھی کوئی رونق نہ دیکھے گا

ورت مال و جاہ است و زرع تجارت ‌ ‌ ‌ چو دل با خدا ایست خلوت نشینی

ترجمہ:۔ اور اگر تیرے پاس مال و مرتبہ اور کھیتی و تجارت ہے جبکہ تیرا دل خدا سے لگا ہے تو خلوت نشین ہے۔ (گلستان سعدی صفحہ ۱۰۲ حکایت ۲۴ باب ۲)

حضرت رویم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف تین خصلتوں پر مبنی ہے۔ اول تمسک بالفقر و افتقار (فقر و محتاجگی کو اختیار کرنا) دوم بذل و ایثار ہونا سوم تعرض اور اختیار کو ترک کرنا (یعنی مشغولیت اور اختیار کو چھوڑ دینا)۔ (عوارف المعارف صفحہ ۱۹۷)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے جب تصوف کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ بغیر کسی علاقہ کے رہو۔

حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف نام ہے حقائق کے حصول اور اخلاق کے مال و متاع سے ناامیدی کا (دنیا و مخلوق) کے مال سے کچھ امید نہ رکھنا اور جو شخص صاحب فقر نہیں، صاحب تصوف نہیں۔ (عوارف المعارف صفحہ ۱۹۸)

قارئین کرام! حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو طریق تصوف میں معرفت و حقیقت کا خاص مقام حاصل تھا۔ آپ اپنے نور معرفت سے اپنے مریدین و متوسلین کی نہ صرف رہنمائی فرماتے تھے بلکہ ان کے مسائل بھی حل کرتے تھے۔ اور مستقبل کی خبر بھی دیتے تھے۔ شیخ سعید اختر لاہور والے اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد حافظ اقبال صاحب نے ایک شخص کو پینتیس (۳۵) لاکھ روپے دیے۔ اور وہ شخص لیکر باہر امریکہ چلا گیا۔ والد صاحب نے بتایا کہ وہ شخص ہمارے پیسے لیکر بھاگ گیا ہے۔ ہم سب سخت پریشان ہو گئے۔ اسی پریشانی کے عالم میں قبلہ پیر افضل حسین شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے والد صاحب جب پیر صاحب کو عرض کر رہے تھے تو رو رہے تھے۔ حضور قبلہ پیر صاحب نے والد صاحب کو تھپکی دیتے ہوئے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں میں تمہارے پیسے لیکر دوں گا۔ اس کو کہتے ہیں ولی کامل اور ولی نعمت جو نور معرفت رکھتا

ہو۔ حقیقت و تصوف کا ادراک بھی رکھتا ہو، خیر و نظر بھی رکھتا ہو اور جس میں قوت روحانی موجود ہو کہ وہ سائلین کے مسائل کو حل کر سکے۔ حضور قبلہ فخر ملت کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ اللہ رب العزت نے پورے کیے اور شیخ سعید اختر صاحب کے ڈوبے ہوئے پیسے ان کو واپس مل گئے۔

حضرت فخر ملت۔ تصوف اور خلق عظیم

حضرت محمد بن علی بن امام حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

اَلتَّصَوُّفُ خُلُقٌ فَمَنْ زَادَ عَلَيْكَ فِي الْخُلُقِ زَادَ عَلَيْكَ فِي التَّصَوُّفِ۔

ترجمہ:۔ پاکیزہ اخلاق کا نام تصوف ہے جس کے جتنے پاکیزہ اخلاق ہوں گے اتنا ہی زیادہ وہ صوفی ہوگا۔

حضرۃ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَلصُّوفِيُّ لَا يَرٰى فِي الدَّارَيْنِ مَعَ اللّٰهِ غَيْرَ اللّٰهِ۔
صوفی وہ ہے جو دونوں جہاں میں بجز ذات الٰہی کچھ نہ دیکھے۔ (کشف المحجوب صفحہ ۶۵)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف کی بنیاد آٹھ حصوں پر ہے۔

۱۔ سخاوت ۲۔ رضا ۳۔ صبر ۴۔ اشارہ
۵۔ غربت ۶۔ گدڑی ۷۔ سیاحت ۸۔ فقر

یہ آٹھ خصلتیں آٹھ نبیوں کی اقتداء میں ہیں۔ سخاوت حضرت خلیلؑ سے کیونکہ آپؑ نے اپنے فرزند کو فدا کیا۔ اور رضا حضرت اسماعیلؑ سے کیونکہ بوقت ذبح اپنی رضا دی اور اپنی جان عزیز کو بارگاہ خداوندی میں پیش کر دیا۔ صبر حضرت ایوبؑ سے کہ آپؑ نے بے حد غایت مصائب پر صبر فرمایا۔ اور خدا فرستادہ ابتلاء و آزمائش پر ثابت قدم رہے۔ اور اشارہ حضرت زکریاؑ سے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اَنْ لَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا۔ آپ نے تین دن لوگوں سے اشارہ کے سوا کلام نہ کیا۔ اور اسی سلسلہ میں ارشاد ہے کہ۔ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا۔ انہوں نے اپنے رب کو آہستہ پکارا اور غربت حضرت یحییٰؑ سے کہ وہ اپنے وطن میں مسافروں کی مانند رہے اور خاندان میں رہتے ہوئے اپنوں سے بیگانہ رہے۔ اور سیاحت حضرت عیسیٰؑ سے کہ آپؑ نے یک و تنہا مجرد زندگی گزار دی۔ اور بجز ایک پیالہ و کنگھی کے کچھ پاس نہ رکھا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ کسی نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر پانی پیا ہے تو انہوں نے پیالہ بھی توڑ دیا۔ اور جب آپؑ نے

دیکھا کہ انگلیوں سے بالوں کو کنگھی کر رہا ہے تو کنگھی بھی توڑ دی۔ اور گدڑی یعنی صوف کا لباس حضرت موسیٰ سے کہ انہوں نے پشمینی کپڑے پہنے۔ اور فقر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ جنہیں روئے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں عنایت فرمائی گئیں۔ اور ارشاد ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود کو مشقت میں نہ ڈالیں۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان خزانوں کو استعمال کریں۔ آرائش اختیار فرمائیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے خدا! مجھے اس کی حاجت نہیں ہے۔ میری خواہش تو یہ ہے کہ ایک روز شکم سیر ہوں۔ تو دو روز فاقہ کروں۔ دوستو! تصوف کے یہ آٹھ اصولی خصائل ہیں جو افعال و کردار میں محمود ہیں۔ (کشف المحجوب صفحہ ۲۶)

حضرت عمر بن احمد مقری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اَلتَّصَوُّفُ اِسْتِقَامَۃُ الْاَحْوَالِ مَعَ الْحَقِّ "حق کے ساتھ احوال کی استقامت کا نام تصوف ہے"۔

امام احمد جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ابوبکر بن مناقب نے شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی سے تصوف کی حقیقت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: "ہر بری عادت سے اجتناب اور ہر عمدہ خصلت سے ہمکنار ہونے کا نام تصوف ہے"۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "اس علم میں کلام کرنے والوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ تصوف خلق کا ہی نام ہے"۔ (بستان العارفین صفحہ ۲۴)

شیخ احمد بن عجیبہ حسنی رحمۃ اللہ علیہ اس علم کا تعارف کرواتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ "تصوف وہ علم ہے جس سے بواطن نفس، روح، دل کا بری عادات سے تصفیہ، مکارم اخلاق سے تعمیر و تزئین اور مالک حقیقی کی بارگاہ میں سلوک اور حاضری کی کیفیت کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ اس کا آغاز علم ہے۔ درمیان عمل ہے اور انجام عطا و بخشش ہے"

(بستان العارفین صفحہ ۲۵ بحوالہ معراج التشوف الیٰ حقائق التصوف)

قطب مصر شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ تصوف اسلامی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"نفس کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کا عادی بنانے اور اسے خدائی احکام کی طرف لوٹانے کا نام تصوف ہے"۔ (بستان العارفین صفحہ ۲۶ بحوالہ حقائق عن التصوف مطبوعہ لندن)

شیخ الاسلام ذکریا انصاری حقیقت تصوف کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "تصوف ایسا علم ہے جس سے ابدی سعادت کو پانے کی خاطر ظاہر و باطن کی تعمیر تصفیہ اخلاق اور تزکیہ نفوس کے مدارج کی معرفت نصیب ہوتی ہے"۔ (حاشیہ رسالہ قشیریہ)

حضرت ابو العباس احمد رزوق فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''تصوف ایسا علم ہے جس سے مقصود دلوں کی اصلاح اور انہیں صرف ذات باری تعالیٰ کیلئے خاص کرنا ہے''
(بستان العارفین صفحہ ۲۶ بحوالہ قوائد التصوف قائدہ ۱۳)

قارئین کرام! تصوف و طریقت خلق عظیم اور مخلوق خدا کی خدمت کا نام ہے۔ حضور قبلہ فخر ملت کے تصوف میں یہ کمال تھا کہ مخلوق خدا پر خصوصی نظر کرم فرماتے تھے۔ آپ متحرک شیخ طریقت تھے۔ مخلوق خدا پر نظر کرم کا ایک واقعہ آپ خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ محمد عاشق جماعتی بیان کرتے ہیں کہ میرا بھائی گھر سے ناراض ہو کر چلا گیا۔ اپنے علاقے کے پیروں سے رابطہ کیا کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ۔ ایک پیر صاحب نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ آپ کے بھائی نے نہر میں چھلانگ لگا دی ہے اور مر گیا ہے۔ میرے والد صاحب نے کہا کہ تم اپنے پیر صاحب کے پاس جا کر عرض کرو۔ پھر میں پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ساری بات عرض کی۔ آپ نے فرمایا تمہارا بھائی زندہ ہے تین دن کے بعد گھر آ جائے گا۔ میں گھر واپس آ گیا اور ٹھیک تین دن کے بعد میرا بھائی واپس گھر آ گیا۔ ہم نے گھر واپس آنے کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں راولپنڈی میں تھا اور گھر واپس آنے کا کوئی ارادہ نہ تھا پر ایک طاقت تھی جو مجھے واپس لے آئی۔ پھر میں علی پور حاضر ہوا اور پیر صاحب کے پاس حاضری دی ۔میرے پاس واپسی کا کرایہ نہ تھا۔ قبلہ پیر صاحب نے مجھے کرایہ کی رقم عطا فرمائی اور میں گھر واپس پہنچ گیا۔

مساجد کی تعمیر و توسیع میں دلچسپی

حضور قبلہ فخر ملت کے طریق تصوف میں محبتِ الٰہی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ آپ مساجد کی تعمیر میں خاصی دلچسپی لیتے تھے۔ لاہور میں ایک جگہ ایک مسجد جو کہ ابھی زیر تعمیر تھی میں جلسے کا اہتمام کیا تھا۔ وہاں پر آپ کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ سردی کا موسم تھا، شامیانے لگائے گئے تھے۔ مسجد کی دیواریں کھڑی تھیں۔ لیکن لینٹر ابھی نہیں ڈالا گیا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مسجد کی تعمیر میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ یہ اللہ کا گھر ہے۔ پھر آپ نے مسجد کی انتظامیہ کو پچاس ہزار روپے دیئے کہ جلد از جلد مسجد کا لینٹر ڈلوا کر اس کو مکمل کیا جائے۔ محمد عاشق نے بیان کیا جس مسجد میں ہمارے گاؤں لمبے جاگیر میں ہم نماز پڑھتے تھے مسجد چھوٹی تھی۔ آپ

نے خطاب فرمایا اور حکم فرمایا کہ فوری طور پر اس مسجد کو بڑا کیا جائے۔ جب مسجد میں توسیع ہو گئی اور کافی نمازیوں کیلئے گنجائش ہو گئی تو حضور قبلہ فخر ملت اگلے سال جلسہ میں تشریف لائے تو آپ نے فرمایا مسجد کو چاہے جتنا بڑا کر لو لیکن لوگ پھر بھی زیادہ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد حضور قبلہ فخر ملت جب بھی ہمارے گاؤں تشریف لاتے مسجد شاہ جماعت لوگوں سے بھر جاتی۔ جب حضور قبلہ فخر ملت جمعہ پڑھاتے تو لوگ گھروں کی چھتوں پر اور گلیوں میں نماز جمعہ ادا کرتے۔ لیکن پھر بھی تعداد زیادہ ہوتی۔ حضور فخر ملت نے مجھے فرمایا ہم لوگوں کو اطلاع نہیں کرتے لیکن جو اللہ عزوجل کا ولی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ خود مخلوق خدا کو اس کی بارگاہ میں بھیج دیتا ہے۔

تصوف فخر ملت اور علم غیب

حضور سیدی و مرشدی حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص صدام حسین نے بتایا کہ میں حضور فخر ملت کے ساتھ حاصل پور گیا۔ دوران سفر راستے میں پیر صاحب نے رکنے کا حکم دیا اور کہا کہ وہ سامنے جو نلکا نظر آ رہا ہے اس سے پانی لے کر آؤ۔ میں پاس گیا نلکے کو چلانے کی کوشش کی مجھے محسوس ہوا کہ اس سے پانی نہیں آئے گا۔ ساتھ ہی ایک ڈیرہ تھا وہاں سے ایک شخص اونچی آواز سے کہا کہ یہ نلکا تو دو تین سال سے خشک ہے۔ اور پانی نہیں دے گا۔ آپ مرے پاس سے آ کر پانی پی لو۔ میں پیر صاحب کے پاس واپس آ گیا تو آپ نے مجھے فرمایا دوبارہ اس نلکے کے پاس جاو۔ اس کو چلاؤ تو یہ پانی دے گا۔ میں آپ کے فرمانے پر جب دوبارہ اس نلکے کے پاس گیا اور چلایا تو وہ پانی دینے لگ گیا۔ پیر صاحب نے اس سے وضو کیا اور نماز پڑھی۔

دوسرا واقعہ فیصل آباد میں چک نمبر ۱۶۴ کا ہے۔ حافظ صدام صاحب نے بتایا کہ میں حضور قبلہ فخر ملت کے ساتھ ایک کمرے میں آرام کر رہا تھا۔ حضور اچانک اٹھے اور مجھے آواز دی۔ صدام باہر دو آدمی کھڑے ہیں ان کا نام بھی بتایا۔ شہباز اور انور۔ فرمانے لگے کہ باہر سردی ہے اور بارش ہے انہیں اندر لے آؤ۔ میں نے رات کو وقت دیکھا تو گھڑی پر تین بج کر پندرہ منٹ بج گئے تھے۔ میں دروازہ کھول کر باہر آ گیا تھا۔ ادھر ادھر دیکھا کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر میں نے سامنے دیکھا تو وہ دونوں ایک ستون کے پاس کھڑے تھے۔ میں نے ان کو کہا تمہارا نام یہی ہے۔ تمہارے متعلق پیر صاحب نے فرمایا ہے ان کو اندر لے آؤ۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت کی یہ شان ہے کہ اور آپ کا علم غیب ہے کہ رات کا وقت ہے، دروازہ بھی

بند ہے۔ باہر کھڑے ہوئے آدمیوں کے متعلق آپ نے فرما دیا۔ حتیٰ کہ ان کے نام بتا دیئے۔ اور اپنے عقیدت مندوں کی تکلیف کا احساس بھی کیا۔

سادگی تصوف ہے

حضور فخر ملت کا فرمان عالی شان ہے: کہ "سادگی تصوف ہے" آپ نے ہمیشہ سادگی اختیار کی۔ عاجزی وانکساری کا راستہ اپنایا۔ حضرت ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری اپنی شہرہ آفاق تصنیف کشف المحجوب میں کچھ یوں رقمطراز ہیں:

"جس کی محبت پاک وصاف ہے وہ صافی ہے اور جو دوست میں مستغرق ہو کہ اس کے غیر سے بری ہو وہ صوفی ہے"۔

حضور فخر ملت کا طریق تصوف سادگی وعاجزی اور مخلوق خدا کی خدمت تھا۔ وہ پیکر سادگی تھے۔ سادہ لباس، سادہ گفتگو پسند کرتے۔ اور تکبر وگھمنڈ کو بالکل ناپسند فرماتے تھے۔ آپ کو رب کائنات کے ساتھ سچی محبت تھی۔ آپ ہر وقت خدا کی بندگی میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کا فقر تحمل وبرداشت اور قناعت وسادگی تھا۔ دراصل حضور فخر ملت کا طریق تصوف ذکر خدا اور ذکر مصطفی ﷺ تھا۔ جس میں آپ صبح وشام مشغول رہتے۔

صفات حسنہ کا مظہر

ایک تحقیق یہ ہے کہ صوفی کا لفظ صفہ سے مشتق ہے۔ اہل صفہ وہ نفوس قدسیہ تھے جو عہد رسالت مآب ﷺ میں مسجد نبوی شریف کے چبوترہ پر دن رات اللہ کی عبادت کرتے۔ اور حضور ﷺ کی قربت میں رہتے۔ اُن کی تعداد مختلف اوقات میں ستر سے چار سو تک بتائی گئی۔ یہ لوگ توکل اللہ کی حقیقی تصویر تھے۔ اور قناعت کے پیکر تھے۔ غربت کی حالت میں دنیا کی آسائشوں کو چھوڑ کر رجوع الی اللہ کرتے ہوئے رضائے الٰہی پر مطمئن ومسرور دکھائی دیتے تھے۔ جب حضور ﷺ کی زیارت کرتے۔ تو بھوک پیاس دور ہو جاتی۔ ان کی صفتوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ "اور ان لوگوں کو مت نکالو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں"۔

زہد وتقویٰ آپ کا خاص وصف تھا۔ اور متاع دنیا سے بالکل بے نیاز ہو کر ذکر الٰہی میں

مشغول رہتے۔ معلم انسانیت تاجدار کائنات حضرت محمد ﷺ سے کتاب وحکمت کی تعلیم حاصل کرتے۔ جہاد میں حصہ لیتے۔ اور بعض اوقات انہیں مدینہ منورہ سے باہر تبلیغ دین کیلئے بھیجا جاتا۔

قارئین محترم! صوفی تمام صفات حسنہ کا مظہر ہوتا ہے۔ اور جس میں قرآن وسنت کے مطابق جامعہ صفات پائی جائیں، اسے صوفی کہا جائے گا۔ اور بلاشبہ حضور فخر ملت ایک ایسی کامل شخصیت تھے جو ایک ہی وقت میں شیخ طریقت تھے۔ شیخ حقیقت بھی تھے۔ اور شیخ معرفت بھی تھے۔ رومی عصر بھی تھے۔ غزالی زماں بھی تھے۔ تصوف آپ کی حیات مقدسہ کا لازمی جزو تھا۔ آپ تصوف وطریقت کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ آپ کی سیرت طیبہ میں ہر ہر لمحے پر تصوف ہی تصوف نظر آتا ہے۔ آپ کا دل اللہ کی محبت میں سرشار تھا۔ اور آپ جو بھی کرتے اپنے رب قدوس کی خاطر کرتے تھے۔ نمود ونمائش کبھی آپ کے پاس سے بھی نہیں گزری۔ تصوف کا یہ عالم تھا کہ لندن کی گلیاں ہوں اور حضرت فخر ملت تبلیغ دین کیلئے اور اپنے مریدین کو بارگاہ خداوندی سے مستحکم کرنے کیلئے جلوہ افروز ہیں کہ قدمین شریفین میں وہی نائیلون کی سوفٹی جو علی پور شریف کی گلیوں میں پہن کر پھرتے ہیں۔ بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ بادشاہان وقت آپ کی قدم بوسی کیلئے حاضر ہوتے۔ تصوف کا یہ عالم تھا کہ بندہ بعد میں حاضر ہوتا پہلے فرماتے کہ کھانا کھاؤ بعد میں بات ہوتی ہے۔ تصوف کی یہ تصویر کہ سادہ لباس اور سر مبارک پر رومال جو بزرگان دین کا خاصہ ہے۔ سادگی تصوف یہ ہے کہ جس قالین پہ خود جلوہ افروز ہیں اسی پر آنے والے غلاموں کو بٹھایا جاتا ہے۔ حلم کا یہ عالم کہ ایک مرتبہ آستانہ عالیہ ساہو چک شریف میں محفل پاک تھی۔ آپ جلوہ افروز تھے دربار شریف کے صحن میں محفل منعقد تھی۔ اچانک موسم خراب ہونے کے باعث دریاں اڑیں۔ اور گرد آپ کے جسم مبارک پر پڑی۔ لیکن عشق رسول ﷺ اور محبت الٰہی میں اس طرح مگن کہ چہرے پر ناگواری کا احساس تک نہ ہوا۔ بلکہ تبسم آیا اور محبت بکھر گئی۔ کبھی خدام کی غلطی پر ناراضگی کا اظہار نہ کیا۔ بلکہ محبت کے جملے فرماتے تھے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ اور اللہ محبت کرتا ہے احسان کرنے والوں کے ساتھ۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنین کے قریب ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے راضی ہوگیا۔

باب پنجم

مقام ولایت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

نسیما جانب بطحا گذر کن
زاحوالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم را خبر کن

ولی کی تعریف و مفہوم

لغوی اعتبار سے ولی کے معنی دوستی کے ہیں۔ (فیروز اللغات صفحہ ۸۵۳)

اصطلاحی اعتبار سے ولی اس کو کہتے ہیں جو عارف باللہ ہو۔ اس کی صفات یہ ہوں کہ وہ بقدر ممکن اطاعت والے کاموں میں ہمیشگی رکھتا ہو۔ اور گناہوں سے بچتا ہو۔ اور لذات اور شہوات سے اعراض کرتا ہو۔ جیسا کہ علم الکلام کی مشہور کتاب عقائد نسفی میں ہے۔

ولی ایسی ہستی کو کہتے ہیں جو عارف باللہ ہو اور اس سے بقدر ممکن اطاعت کے کاموں میں مواظبت پائی جا رہی ہو۔ اور ساتھ ساتھ گناہوں سے بچنے والا ہو۔ اور لذات اور شہوات سے اعراض کرتا ہو۔ (بہار شریعت ص ۲۱۲)

حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر نعیمی میں ولی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ولی کے معنی ہیں قرب، محبت، مدد لحاظ ولی کے معنی ہوئے قریب والا، محبت والا، اور مدد و نصرت والا۔ یہاں ولی بامعنی فاعل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے قرب رکھنے والا یا بمعنی مفعول یعنی جسے اللہ تعالیٰ نے قرب بخشا۔ محبت عطا کی۔ اس کی مدد کی۔ کیونکہ رب تعالیٰ انہیں یہ صفات خود عطا فرماتا ہے۔ (تفسیر نعیمی جلد ۱۱ ص ۳۸۹)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"ولایت ایک قرب خاص ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا کرتا ہے"۔ (بہار شریعت جلد ۱ حصہ ۱)

ولایت کی اقسام

یوں تو ولایت کو دو قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں پہلی قسم عامہ، دوسری قسم خاصہ۔

ولایت عامہ تمام اہل ایمان و اسلام کو شامل ہے۔ اور ولایت خاصہ راہ سلوک میں مقربان خدا کو حاصل ہے۔ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے اولیاء کرام کے چودہ (۱۴) درجات بتائے ہیں۔

۱۔ صلحاء ۲۔ سالکین ۳۔ قانتین ۴۔ واصلین

۵۔ نجباء ۶۔ نقباء ۷۔ ابدال ۸۔ بدلا

۹۔ اوتاد ۱۰۔ امامین ۱۱۔ غوث ۱۲۔ صدیق

۱۳۔ نبی ۱۴۔ رسول (فتاویٰ بریلی ص ۲۰۶)

ولایت خاصہ کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ ولایت کسبی ۲۔ ولایت فطری ۳۔ ولایت عطائی

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولایت خاصہ کی تین قسموں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "ولایت کسبی جو تقویٰ، عبادات، مجاہدات، مراقبات سے حاصل ہو۔ ولایت فطری یعنی مادرزاد ولی جیسے حضرت مریم سلام اللہ علیہا مادرزاد ولیہ تھیں۔ آپ سے کرامات بچپن سے ہی ظاہر ہوئی تھی"۔ ولایت عطائی جو کسی ولی یا نبی کی نظر کرم سے آناً فاناً مل جائے۔ (تفسیر نعیمی جلد ۱۱ ص ۳۹۴)

ولایت خاصہ وہ ولایت ہے جو ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ محبوبان خدا و مقربان خدا کو نصیب ہوتی ہے۔ اور جن کو یہ مقام و مرتبہ حاصل ہوتا ہے وہ اپنے وقت کے مجدد ہوتے ہیں۔

ولی کی پہچان

بعض ولی ایسے ہوتے ہیں جو اپنے چہرے سے پہچانے جاتے ہیں۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک حدیث شریف نقل کرتے ہیں یعنی حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اولیا وہ ہیں جن کو دیکھنے سے خدا یاد آ جائے (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۷۵ دار الایماء بیروت)

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولی کی پہچان بیان کرتے ہیں کہ ان کی آسان پہچان کا طریقہ وہ ہے جو قرآن پاک نے بیان فرمایا ہے۔ کہ اس کے دل میں ایمان ظاہری تقویٰ ایسا ہو کہ عام مخلوق بھی اُسے ولی کہے۔ اس کی دل کھینچے اور انہیں دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔ (تفسیر نعیمی جلد ۱۱ ص ۳۹۴)

لہٰذا پتا چلا کہ ولی اللہ نہ صرف متقی و پرہیز گار ہوتا ہے بلکہ مخلوق خدا کے نزدیک اس کا رتبہ بہت بلند ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے وقت کی مشہور ہستی ہوتا ہے۔

اولیاء اللہ کے اوصاف

اولیاء اللہ کے اوصاف قرآن پاک نے بیان فرمائے ہیں

اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَلصّٰبِرِیْنَ

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ۔ ''وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کرا اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ صبر والے اور سچے اور ادب والے اور راہ خدا میں خرچ کرنے والے۔ اور پچھلے پہر سے معافی مانگنے والے'' (سورۃ آل عمران آیت ۱۶۔۱۷)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ۔ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ۔ ''بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہیں۔ اور اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے بے شک وہ اس سے پہلے نیکوکار تھے۔ (سورۃ الذاریات آیت ۱۵،۱۶)

یہ حقیقت ہے کہ اولیاء اللہ ایثار، مجاہدات، عبادات، صلہ رحمی، درگزر، برداشت، تقویٰ کا پیکر ہوتے ہیں۔ مولانا رحیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ولی کی اصل ولاء ہے جو قرب ونصرت کے معنی میں ہے۔ ولی وہ ہے جو فرائض سے قرب الٰہی حاصل کرے اور اس کا دل نور جلال الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو۔ اور اس کا ہر قول وفعل اطاعت خداوندی کا تابع ہو۔

فخر ملت صدی کا مجدد

اللہ تعالیٰ اپنے دین کی اقامت، احیاء اور غلبے کیلئے ہر صدی میں ایک مجدد پیدا کرتا ہے۔ جو اس فریضے کو بہ احسن انجام دیتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی قدر اسی حقیقت کو بیان کرتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ اس امت کیلئے ہر صدی کے آغاز میں ایک ایسا شخص مبعوث فرماتا ہے جو اس امت کیلئے اس کے دین کی تجدید کرتا ہے

بلاشبہ حضور قبلہ فخر الملت رحمۃ اللہ علیہ اپنی صدی کے مجدد اور مجتہد شیخ طریقت تھے آپ کے کام سے معاشرے میں عقائد کی اصلاح، اقدار کا احیاء، احیائے اسلام وغلبۂ دین حق کی بحالی، مردہ دلوں کو زندگی، ظاہری وباطنی اصلاح، اخلاق کی درستگی، توحید ورسالت کے تمام تصورات کو قرآن وسنت سے دلائل کے ساتھ ثابت کرنا، تصوف وروحانیت کو عہد رسالت مآب ﷺ کی طرح زندہ ومتحرک کرنا، عہد حاضر کے جدید علوم کو قرآن سے ثابت کرنا اور ان تمام کا منبع وسرچشمہ قرآن پاک کو قرار دینا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی کام عہد حاضر میں حدیث مبارکہ کا مصداق ہے۔ حضرت فخر الملت رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ایک بہتے دریا کی مانند تھا۔ قریہ قریہ نگر نگر

تعلیمات اسلامی کو پھیلانے اور شریعت وطریقت کے صحیح تصور کے اجاگر کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

رکے تو چاند، چلے تو ہواؤں جیسا ہے
وہ اک شخص دھوپ میں چھاؤں جیسا ہے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت ولایت کاملہ کی دلیل ہے۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صورت محبت دوام کا عکس جمیل ہے۔آپ کا جمال جمالِ یگانہ ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کشف کرامات میں ذوق درخشندہ کی علامت تھے۔ولایت ومعرفت کا ایسا آفتاب عالم تاب جس کی روشنی میں آج بھی وہی حرارت موجود ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت فخر الملت رحمۃ اللہ علیہ کو ایسی شان عطا فرمائی تھی کہ جس پر لوگ رشک کرتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تصوف اس قدر تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نگاہ سے لوگوں کی تقدیر بدل جاتی تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ جس چیز کا ارادہ کرتے تھے آنا فانا پورا ہو جاتا تھا۔

اولیاء اللہ کی شان تو یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ سے جس چیز کا سوال کریں اللہ انہیں عطا فرماتا ہے بلکہ جو ان کے وسیلے سے مانگے اسے بھی عطا فرماتا ہے۔اور اولیاء اللہ اگر کسی معاملے پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرمادیتا ہے۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو اللہ پر قسم کھالیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسموں کو پورا فرمادیتا ہے۔

(صحیح البخاری۔صحیح مسلم۔ابوداؤد۔مشکوٰۃ۔رقم الحدیث دار الکتب العلمیہ بیروت)

جس طرح اولیاء اللہ کی شان کو دنیا میں دیکھا جاتا ہے کہ دنیا سے پردہ کرنے کے بعد بھی انکے مزارات پر لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ان کیلئے دعائے خیر کی جارہی ہوتی ہے۔لنگر تقسیم ہوتے ہیں۔ایسے ہی کل قیامت کے دن ان کی یہ شان ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو دکھائے گا کہ یہ میرے محبوب بندے ہیں اور یہ اولیاء اللہ جس کی شفاعت کریں گے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔روز محشر میں رب العزت اولین وآخرین کو جمع کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمائے گا۔

یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تمہاری رضا چاہتا ہوں۔

نسبت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض

یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ نبوت و رسالت اللہ کی بہترین نشانیاں ہیں۔ اور مقصد رسالت کی شان کو اُجاگر کرنے والا انسانوں کا گروہ، طبقہ یا کوئی جماعت ہے تو وہ صرف اولیائے عظام کی پاک عظیم ہستیاں ہیں۔ وہ فقط سادات کرام کی مقدس ہستیاں ہیں ان پاکیزہ ہستیوں کی حضور سرور کائنات ﷺ کے ساتھ دو نسبتیں ہوتی ہیں۔ ایک جسمانی نسبت اور دوسری روحانی نسبت۔ جسمانی نسبت کی بدولت یہ نفوس قدسیہ سادات کرام کی مسند عزت و تکریم پر فائز ہوئے۔ اور روحانی نسبت کے ذریعے سے تقرب خداوندی کے حامل یہ اولیاء اللہ انسانیت کو انبیائے کرام کے عظیم الشان کارناموں سے روشناس کرا کے مقتدائے عالم بن گئے۔ جہاں یہ دونوں نسبتیں یکجا ہو جائیں اور اکٹھی ہو جائیں وہاں پر پیکر نور مصطفی ﷺ ہو واقف اسرار حقیقت مجدد دوراں۔ سلطان اولیاء۔ قطب الاقطاب حضور قبلہ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نورانی، روحانی نقشہ ابھر کر سامنے آجاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ میں وہ جامعیت، اکملیت، نورانیت، ہمہ گیریت اور انفرادیت تھی کہ جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی عیاں نہ ہونے دیا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں سے ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ حضور سرور دو عالم ﷺ کے جسمانی فیض کے علمبردار ہیں۔ اور روحانی فیض کے بھی علمبردار ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بیسویں صدی کے عظیم مجدد اور مجتہد ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اور نسبت حضور سرور دو عالم ﷺ کی امت کے اُن برگزیدہ اولیائے کاملین میں سے ہیں۔ جنہوں انے اپنے اعمال صالحہ سے اور اتباع شریعت سے وہ بلند مقام حاصل کیا جس کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝ وَّأَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝ (سورۃ الغاشیہ آیت ۸ تا ۱۶ پارہ ۳۰)

ترجمہ:۔ ”کتنے ہی چہرے اس دن بارونق ہوں گے۔ اپنی کاوشوں پر خوش ہوں گے عالی شان جنت میں نہ سنیں گے وہاں کوئی لغویات۔ اس میں چشمہ جاری ہوگا اس میں اونچے اونچے تخت (بچھے) ہوں گے۔ اور ساغر (قرینے سے) رکھے ہوں گے۔ اور گاؤ تکیے قطار

در قطار لگے ہوں گے۔ اور قیمتی قالین بچھے ہوں گے"۔ (سورۃ الغاشیۃ آیت ۸تا۱۶ پارہ ۳۰)

قرآن پاک میں کئی مقامات پر ایک ایسی جماعت کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کے دلوں میں نور معرفت۔ سینوں میں محبت خدا اور عشق مصطفی ﷺ اور آنکھوں میں وحدت الٰہی کی مستی ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی تمام تر قوتوں کو ہر وقت اور ہر حالت میں مستغرق رکھتے ہیں۔ اور وہ جماعت ہمیشہ احکام الٰہی اور شریعت محمد مصطفی ﷺ کی پابند رہتی ہے۔ اور وہ دنیا کے ہر رشتے سے منہ موڑ کر صرف خدا اور رسول ﷺ سے محبت رکھتی ہے۔ اور اسی مقدس جماعت کو اللہ تعالیٰ نے دوست بنا لیا ہے اس روحانی و نورانی جماعت اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے صالحین اور اولیاء اللہ کا خطاب دیا ہے۔ کبھی متقین کا نام دیا جاتا ہے کبھی حزب اللہ اور کبھی اصحاب الیمین کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے۔ یہی وہ جماعت ہے جس کا ایک ایک فرد اپنے اپنے مقام پر بیٹھا مخلوق خدا کو اپنے ظاہری و باطنی فیوضات و برکات سے مستفیض کرتا رہتا ہے۔ تشنگان راہ حقیقت و معرفت کو اپنے چشمہ روحانیت سے پیالے بھر بھر کر پلاتا رہتا ہے۔ بندگان خدا کو جہالت و گمراہی سے نکال کر راہ مستقیم اور رشد و ہدایت دکھاتا رہتا ہے۔ ذکر الٰہی، یاد خداوندی اور عشق مصطفی ﷺ سے بیگانے انسانوں کے دلوں میں جذب و مستی اور اللہ ھو کی ضرب قلندری سے محبت الٰہیہ اور عشق رسول ﷺ کی ایک ایسی شمع روشن کر دیتا ہے۔ جو کبھی نہیں بجھتی۔ (تجلیات مرشد صفحہ ۸۶)

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"ولی وہ ہے۔ جس میں محبت الٰہی کی علامات پائی جاتی ہیں۔ اور وہ اخلاق و اعمال میں متابعت سنت رسول ﷺ پر کاربند ہو"۔ (الفقر و فخری صفحہ ۳۴)

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"اگر تم کسی درویش کو ہوا میں پرواز کرتا دیکھو تو اس کی کرامت سے دھوکا نہ کھاؤ۔ جب تک تم یہ نہ دیکھ لو کہ وحال وقال، حفظ حدود اللہ اور امر نواہی میں کیسا ہے۔ اگر شریعت و سنت کا پابند پاؤ تو اس کی ولایت کا یقین کرو ورنہ اس کے برعکس سمجھو"۔ (الفقر و فخری صفحہ ۳۵)

ولی کامل اور تعلق الٰہی

حضرت سیدنا قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ

"تعلق الٰہی کے لحاظ سے مسلمانوں کے دو گروہ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو خطاؤں اور

یہ حقیقت ہے کہ رب تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے چن لے اور مقام ولایت عطا فرما دے۔ کسی کو مجال چون و چرا نہیں۔ حضرت خواجہ فخر الحسن صاحب ندیم بھائی کراچی کے والد گرامی حضرت خواجہ سمیع الحسن صاحب نقشبندی جماعتی جو حضور قبلہ فخر ملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں نے بارہا یہ ارشاد فرمایا کہ ہم علی پور شریف میں تھے مئی کا عرس شریف تھا۔ شیش محل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ نماز کا وقت تھا جماعت میں کچھ پیر بھائیوں کے ساتھ شریک تھے کہ حضرت قبلۂ عالم امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور نماز کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب فرمایا جسے تمام پیر بھائیوں نے جو کہ جماعت میں شریک تھے نے سنا۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی باتیں ارشاد فرمانے کے بعد حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کیلئے یہ ارشاد فرمایا: ان سے کہہ دو اپنے آپ کو نہ چھپائیں ایک دن ظاہر ہو جائے گا کہ یہ قطب وقت ہیں اور غوث وقت ہیں۔ عالمِ برزخ میں ان کی تربیت ہوئی ہے۔ ہر سو سال بعد ایک مادر زاد ولی پیدا ہوتا ہے جو یہ ہیں۔ اور خدا کا شکر ہے کہ میرے خانوادے میں یہ موجود ہے۔

وقت کا غوث

قبلۂ عالم حضور امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ سے بچپن میں قرآن پاک کی تلاوت سنا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جب دل اداس ہوتا تو آپ افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلا لیتے گھنٹوں اپنے پاس بٹھائے رکھتے اور تلاوت سنتے۔ ایک دفعہ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کا زمانہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مل نہیں رہے تھے۔ قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ڈھونڈ کر لاؤ۔ میرا دل اداس ہے۔ میں نے افضل پیر صاحب سے ملنا ہے۔ کافی دیر بعد حضور قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا افضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کدھر چلے گئے تھے۔ تو افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور میں آپ کی زندگی مانگنے گیا تھا۔ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا افضل پیر وقت کا غوث ہے۔

مادر زاد ولی اللہ

حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے پیدا ہونے سے چند ماہ پہلے علی پور سیداں شریف کے

تمام افراد قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج پر گئے۔ حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت پیر سید خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نہیں گئیں تھیں۔ اُس زمانے میں لوگ بحری جہاز کے ذریعے حج پر جایا کرتے تھے۔ روانگی کے چند دن بعد خبر آئی کے جس جہاز پر وہ گئے تھے وہ ڈوبنے لگا ہے اور پاکستان کے کنٹرول سے باہر ہو گیا ہے۔ اور لاپتہ ہو گیا ہے۔ پیر سید خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ بہت پریشان ہوئے۔ خیرات اور صدقات کرنے شروع کر دیے۔ اور دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔ اُن دنوں چونکہ علی پور شریف میں ایک ولی اللہ کی پیدائش ہونے والی تھی اور خاندان میں یہ بات مشہور تھی کہ ولی پیدا ہونے والا ہے تو پیر سید خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اس ہونے والے بچے کو ولی مان جاؤں گا اگر جہاز صحیح سلامت پہنچ جائے۔ تو چند دنوں بعد اطلاع آئی کہ جہاز بخیریت پہنچ گیا ہے۔ پیر سید خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اطلاع سنتے ہی یہ فرمایا کہ بے شک آنے والا بچہ اللہ کا ولی ہے

بچپن میں علمی فراست

ایک دفعہ حضور قبلۂ عالم محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر سید اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر سید انور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہمراہ لے کر کوٹ والی مسجد علی پور جا رہے تھے۔ اُس وقت حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ بچے تھے اور انگلی پکڑ کر ساتھ چل رہے تھے۔ حضور قبلۂ عالم محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے انور پیر صاحب سے سوال کیا کہ بتاؤ کہ قرآن پاک میں حمزہ کتنی بار آیا ہے۔ انور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سوچنے لگے اتنے میں افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتا دیا کہ قرآن پاک میں حمزہ کتنی بار آیا ہے۔ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے انور پیر صاحب سے کہا دیکھو جس سوال کیلئے آپ کو سوچنا پڑا افضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اس کا جواب دے دیا۔ قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو سینے سے لگا لیا اور بوسے دینے شروع کر دیا۔ اور دعائیں دیتے رہے۔ بچپن میں حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک حفظ کر چکے تو درس نظامی کیلئے بھکھی شریف تشریف لے گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کے بڑے بھائی پیر اشرف شاہ صاحب جماعتی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ وہاں موجود ایک طالبعلم جواب ایک بہت بڑے عالم ہیں (مولانا عبدالحفیظ جلالی نقشبندی) انہوں نے بتایا کہ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں بڑے ذہین تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ان سے عمر میں بڑا تھا

اور پانچ چھ سال سے وہاں پڑھ رہا تھا۔ ہماری کلاس علیحدہ ہوا کرتی تھی۔ اور افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علیحدہ پیر صاحب سالِ اول میں پڑھایا کرتے تھے۔ اور ہم چوتھے یا پانچویں سال میں تھے۔ استاد صاحب جب افضل پیر صاحب کو پڑھا لیا کرتے تھے تو پھر ہمیں پڑھایا کرتے تھے۔ اکثر یہ ہوتا کہ ہمیں کسی سوال کا جواب نہ آتا تو افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دیا کرتے تھے۔ ایک بار استاد صاحب نے پوچھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اگلے سالوں کی کتابیں پڑھیں ہیں کیا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا نہیں! اس پر استاد صاحب نے پوچھا پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ اگلے سالوں کی کتابوں کا علم کیسے جانتے ہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا جب آپ انہیں پڑھاتے ہیں تو میں سنتا رہتا ہوں اور مجھے اسطرح ان کا سبق یاد ہو جاتا ہے۔ تو استاد صاحب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف کی۔ بھکھی شریف میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کچھ دن رہے۔ پھر اشرف پیر صاحب وہاں سے چھوڑ کر گھر آ گئے۔ اور اختر پیر صاحب نے وہاں سے افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو واپس بلا لیا۔ اور علی پور شریف میں ہی درس نظامی پڑھنے کیلئے داخل کروا دیا۔

فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ سیف زباں

حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی قدر حضرت الحاج الحافظ پیر سید اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ نارووال جانے لگے۔ اس زمانے میں ریل گاڑی علی پور شریف کے ریلوے اسٹیشن پر رکتی تھی۔ اور پیر صاحب کیلئے خصوصی وقت دیا جاتا تھا۔ تسلی کی جاتی تھی کہ کہیں ان میں سے کوئی رک نہ جائے۔ گھر سے روانہ ہوتے وقت حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت بچے تھے نے ضد کی کہ ابا جان میں نے بھی ساتھ جانا ہے۔ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو باتوں میں الجھانے کی کوشش کی۔ لیکن حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو نہ ٹال سکے اور کہہ دیا کہ نہیں لے کر جا سکتے اور چلے گئے۔ حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے نہیں لے کر جا سکتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی نہیں جا سکتے۔ حضرت پیر سید اختر حسین شاہ اسٹیشن پر رکے اور گاڑی رکی ہی نہیں۔ اور اُس وقت ٹرانسپورٹ نہیں چلتی تھی۔ بالآخر آخری گاڑی بھی نکل گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو واپس گھر آنا پڑا۔ اختر پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حیران رہ گئے جو گاڑی ہمارا انتظار کر کے جایا کرتی تھی آج وہ ہمیں دیکھ کر بھی نہیں رکی۔ گھر آ کے آپ رحمۃ

اللہ علیہ نے سب کو بتایا کہ افضل شاہ تو بچپن میں ہی ولی ہو گیا ہے۔ اس نے ہمیں بھی نہیں جانے دیا۔

ایک دفعہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچپن میں علی گوہر صاحب کے گھر چکوال تشریف لے گئے۔ اُس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف صرف چار سال تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت خوبصورت تھے اور پیاری پیاری باتیں کرتے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ علی گوہر صاحب کے گھر گئے تو گندم باہر پڑی تھی جو شاید انہوں نے دھوپ لگنے کیلئے رکھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ چڑیاں گندم کھا رہی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم سب لوگ ان کی گندم کو خراب کر رہی ہو تم سب کی سب مر جاؤ۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جیسے ہی یہ الفاظ بولے وہ ساری کی ساری چڑیاں وہیں کی وہیں مر گئیں۔ اس سارے معاملے کو دیکھ کر وہاں موجود علی گوہر صاحب کی بیٹی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں پکڑ لیے۔ اور کہنے لگی کہ حضور میرے لیے دعا کریں کہ میرے گھر اولاد نہیں ہے۔ میں بہت پریشان ہوں۔ سرکار فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے گھر دو بیٹیاں عطا فرمائیں گے۔ ایک نے مر جانا ہے اور دوسری نے زندہ رہنا ہے۔ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک ہوئی اور ان کے گھر ایک یا دو سال بعد جڑواں بیٹیاں پیدا ہوئیں ایک مر گئی اور دوسری آج بھی زندہ ہے۔

دو عالم کے سرور کا وارث یہی ہے
جگر گوشۂ فاطمہ اور علی ہے

فخر ملت صاحب کشف

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف ہونے کے ساتھ ساتھ محدث اعظم، فقیہ اعظم اور شریعت وطریقت کے امام بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقیری، زہد ورع، اور عاجزی وانکساری آپ کے ولی کامل ہونے کی بڑی دلیل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ روحانیت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے۔ آپ صوفیاء، اولیاء اور عرفاء کے امام تھے۔ قطب وحدت تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سلطنت، سلطنتِ مصطفیٰ ﷺ تھی۔ بڑے بڑے اولیائے کرام، قیوم زماں، قطب اور غوث آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زیر نگیں تھے۔

قرآن پاک کی سورہ یونس میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

”خبردار! بیشک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ یا غمگین ہونگے“۔

جن کے چہروں کے دیکھ کے اللہ یاد آئے۔ جن کی باتوں کو سنو تو دین کی حکمت نصیب ہو۔ جن کے اعمال کو دیکھو تو آخرت یاد آئے۔ مجلس میں بیٹھنا ہو تو ایسے لوگوں کی مجلس میں بیٹھو۔ اور جس مجلس میں یہ چیزیں نصیب نہ ہوں اُن کی صحبت میں نہ بیٹھو۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ پیکر ورع وتقویٰ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ میں خود پسندی اور رعونت نام کو نہ تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہر ارادہ اور ہر کام اللہ کی رضا کی خاطر ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ امتِ محمدی ﷺ کو ہر وقت ہدایت کی نصیحت کرتے تھے۔ اور لوگوں کے رشد و ہدایت کیلئے کوشاں رہتے تھے۔ حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اَرْبَعُ خِصَالٍ تَرْفَعُ الْعَبْدَ۔ ”چار خوبیاں بندے کو بلند کر دیتی ہیں“۔

۱۔ العلم ۲۔ الادب ۳۔ الامانۃ ۴۔ العفۃ

۱۔ العلم

علم سے مراد علم نافع ہے۔ صوفیاء کرام غیر نافع علم کو ہلاکت مانتے ہیں۔ علم وہ ہے جو عمل صالح سے جڑا ہوا ہو۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے اپنی زندگی میں غور کیا تو میں نے سب سے مشکل عمل اس سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا کہ بندے کو جتنا علم ہو وہ اس پر عمل کرے“۔

علم ایک بہت بڑی آزمائش ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ علم نافع ایک بہت بڑی نعمت بھی ہے۔ حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ”میں نے علم حاصل کیا یہاں تک کہ قطب کے مقام پر فائز ہو گیا“ یہ علم ہی ہے جو عمل میں ڈھل کر انسان کو قطب بنا دیتا ہے۔ اسی علم کی تلاش میں حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں۔ اور علم لدنی کے حصول کیلئے انہیں تلاش کرتے ہیں۔

۲۔ ادب

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بندے کو بلند کرنے والی دوسری خصلت ادب ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے

ہیں۔انہوں نے حسرت کے ساتھ یہ بات بیان کی کہ میں نے بیس سال حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں گزارے۔اٹھارہ سال تک وہ مجھے ادب سکھاتے رہے اور پڑھایا نہیں۔اور صرف دو سال پڑھایا اب میں سوچتا ہوں کہ کاش باقی دو سال بھی ادب سیکھنے میں گزار دیتا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مجھے میرے رب نے ادب سکھایا"۔

رئیس المتکلمین، واقف رموز حقیقت، عظیم البرکت تاجدار علی پور، جانشین حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ علم نافع کا منبع و مآخذ بھی تھی اور ادب کے قرینوں کا پیکر بھی تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ امتِ مسلمہ کے ایسے صاحب نعمت لوگوں میں ایک عظیم فرد فرید تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے علم و فضل اور حکمت و دانش کے ساتھ ساتھ بصیرت سے بھی نوازا تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دور رس نگاہ نے دعوتِ دین اور اشاعت و فروغ اسلام کیلئے ایسی حکمت عملی اپنائی جس کے فوائد صدیوں تک امت مسلمہ کو حاصل ہوتے رہیں گے۔اور دنیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل اور حکیمانہ اسلوب کو خراج تحسین پیش کرتی رہے گی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر و وعظ علم و ادب کا حسین مرقع ہوتے تھے۔مٹھاس اور چاشنی پائی جاتی تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ اور حرف عظمتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور خشبوئے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا تھا۔حکمت کے موتی جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقاریر کے ذریعہ سے دنیا میں بکھیرے وہ انمول اور حکمت سے بھرپور ہیں۔اور علم کے متلاشی کی پیاس بھی بجھاتے ہیں۔

۳۔امانت

بلندئ درجات کیلئے تیسری اہم چیز امانت کو قرار دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے امانت داری کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا۔ (سورۃ النساء)

اللہ کی عبادت کرنا امانت ہے۔حسن اخلاق کی امانت ہے۔دین کی پاسداری کرنا امانت ہے۔حلال کھانا اور حرام سے بچنا امانت ہے۔خیانت نہ کرنا امانت ہے۔

۴۔عفت

جسم کے جملہ اعضاء، آنکھوں، کانوں، زبان، ہاتھ کی پاکیزگی و طہارت کا خیال رکھنا

تقوی و پرہیزگاری پر کاربند رہنا عفت کہلاتا ہے۔

حضور قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ علم و ادب کے حوالے سے اور امانت و دیانت کے ساتھ اور پاکیزگی و عفت کے حوالے سے شاہکار زمانہ ہستی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر کام خالصتاً محبتِ الٰہی اور رضائے الٰہی کیلئے کرتے تھے۔ اور ہر کام اور ہر فعل میں ادبِ اتباعِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملحوظِ خاطر رکھتے تھے

آپ رحمۃ اللہ علیہ علم کا منبع و مآخذ تھے۔ ادب و احترام کا پیکر تھے۔ امانت و دیانت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے رب تعالیٰ سے سچی محبت تھی۔ اللہ سے محبت اور دوستی کیسی ہونی چاہیے۔ آیئے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے ہیں: ایک دفعہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا بیمار ہو گئیں۔ لوگ عیادت کیلئے آتے تو کسی کو کچھ وجہ بتاتی کسی کو کچھ۔ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ آگئے تو پوچھا اصل بات بتائیں بخار کیوں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رات کو قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی تلاوت کرتے کرتے جنت الفردوس اور جنت کی نعمتوں کا ذکر آیا۔ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ مولیٰ جنت میں وہ جگہیں مجھے بھی عطا فرما۔ جب یہ خواہش پیدا ہوئی ادھر رب کی طرف سے عتاب آیا۔ فرمایا رابعہ دوستی اور عشق و محبت کا دعویٰ ہم سے اور ہوس جنت کی۔ ایک شے سے دوستی رکھ یا طالبِ جنت بن یا طالبِ مولیٰ۔ دوستی نام ہے ترکِ ہوس کا جس میں حرص آگئی وہ طالب نہ رہا

جو ہو صدق طلب سلطان بحر و بر سے ملتا ہے
سکون دل قرار جاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے در سے ملتا ہے
مدینہ میں ہے جلوہ گر مدینہ علم و حکمت کا
نشان جادۂ بخشش اسی رہبر سے ملتا ہے
خدا کی دوستی مشروط ہے انہی کی اطاعت سے
پتا اللہ کا بس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے ملتا ہے
غم ہستی سے میں شہزاد جب بے تاب ہوتا ہوں
مجھے اک حوصلہ سا گنبد خضریٰ سے ملتا ہے

حضور قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اپنی مثال آپ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا زہد و عبادت و ریاضت سنتِ مطہرہ کی کامل اتباع اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کردار اخلاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا

مظہر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صبر وایثار کردار مصطفی ﷺ کی جھلک، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جود وسخا میں عطائے مصطفی ﷺ کا رنگ۔ الغرض حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مقدسہ کا کونسا ایسا پہلو ہے۔ جو تعلیمات مصطفی ﷺ کی مکمل عکاسی نہ کرتا ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مقدسہ کا کونسا ایسا گوشہ ہے جو سیرت مصطفی ﷺ کی پیروی میں نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا کونسا ایسا عمل ہے جو محمد عربی ﷺ کی حیات مبارکہ کے تابع نہیں ہے۔

دعوت حق کا داعی

نگاہ نبوت کا یہ اعجاز ہے کہ وہ مکان وزماں کی حدود سے بھی آگے دیکھ لیتی ہے۔ اس لیے حضور سرور کائنات ﷺ کی تعلیمات ہر خطے، ہر علاقے، ہر دور، ہر زمانے کیلئے روشنی ہیں۔ آپ ﷺ کی رحمت وبرکت زمانوں، صدیوں کو اپنے احاطے میں لیے ہوئے ہے۔ اور آپ ﷺ کی مسند کے وارث اولیائے عظام اور علماء ربانیین کو بھی آپ ﷺ کی نگاہ فیض کا فیض ملتا ہے۔ چنانچہ انہیں ایسی بصیرت عطا ہوتی ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ مستقبل کے تقاضوں اور چیلنجوں کا ادراک کر لیتے ہیں۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت مقدسہ میں ہمہ گیریت پائی جاتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور ملفوظات دور جدید کے تقاضوں کے عین مطابق ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت حق کا داعی بن کر عوام الناس کو صحیح اسلامی اقدار سے نہ صرف روشناس کرایا بلکہ لوگوں کے عقیدے بھی درست کیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات حقیقتاً گمراہ کن معاشرے کی اصلاح کا سبب بنے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ دعوت حق کے ایسے داعی تھے کہ آپ کی سیرت ہر ایک کیلئے حق کا پیغام تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صورت حق کی متلاشی لوگوں کیلئے جادوی اثر تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرنے والا گمراہی اور جہالت کو چھوڑ کر صراط مستقیم پر گامزن ہو جاتا تھا۔ آقائے نامدار احمد مصطفی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آجائے۔ (البخاری)

قرآن مجید کی اکثر آیات اور زبان مصطفی ﷺ کی بے شمار احادیث مبارکہ اس امر کا واضح ثبوت ہیں کہ خانوادۂ اہل بیت ہر لحاظ سے غیر معمولی کردار کے نفوس قدسیہ ہیں۔ حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ خانوادۂ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو حضور اکرم ﷺ سے جسمانی

نسبت کی وجہ سے غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا علم، علمِ لدنی تھا۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علم کے ذریعے جہاد کیا۔جہالت وگمراہی کے خلاف جنگ لڑی۔یہ حضرت کی کامل حکمت ودانش تھی کہ جس نے لاکھوں دلوں پر علم وادب کے نقش ثبت کر دیے۔اور ہزاروں لوگوں کے علم کی دولت سے مالا مال کر کے عالم دین بنا دیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علم کے ذریعہ سے اپنے مریدین ومتوسلین کو ادب واحترام مصطفی ﷺ اور ادب اہل بیت اطہار سکھلایا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ ایسے مینارِ ہدایت تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کرم سے ان گنت بے ادب پیکرِ ادب وتعظیم بن گئے۔اور عشق رسول عربی ﷺ کی دولت لازوال سے مالا مال ہو گئے۔المودۃ فی القربیٰ کا آئین وادب سیکھ گئے۔اور حقیقی معنوں میں مسلمان بن گئے

میرے نبی ﷺ کے نقش کفِ پا کا احترام
رکن و مقام و مروہ و بیت و حرم کریں
عرش بریں پہ نام ہے جن کا لکھا ہوا
دل پہ ہم ان کا اسم گرامی رقم کریں

حسن سلوک

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ حسنِ سلوک اور حسن اخلاق کا پیکر ومجسمہ تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن مقبول بزرگان خدا کے سردار تھے جن کا علم وعمل، ذکر وفکر، ایمان واعتقاد اور اخلاق مبارکہ آقائے نامدار نور مجسم سیدنا محمد ﷺ کی سنت مبارکہ کی عکاسی وپیروی کرتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن سلوک اور حسن اخلاق کی ساری دنیا دلدادہ ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن سلوک کے ہزاروں واقعات بیان کیے گئے ہیں جن کو صفحہ قرطاس کی زینت بنانا انتہائی مشکل کام ہے۔حصول برکت کیلئے چند ایک واقعات تحریر کرتا ہوں۔سید امیر شاہ جماعتی فیصل آباد والے بیان کرتے ہیں کہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ بڑے اعلیٰ ظرف، بندہ پرور اور سخی تھے۔فیصل آباد میں کئی دوکاندار جن میں سے کسی نے بیس ہزار، کسی نے تیس ہزار حتیٰ کہ ایک دوکاندار نے ساٹھ ہزار روپے کرایہ ادا کرنا تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ شاہ جی ان کو کہو میں تمہیں کرایہ معاف کر دیتا ہوں تم دوکان کو خالی کر دو۔انہوں نے دوکانیں خالی کر دیں۔لیکن اُن سے کرایہ جو لینا تھا معاف کر دیا۔

سید امیر شاہ صاحب نے ہی بتایا کہ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں

حاضر ہوا۔ اور کسی کام کے متعلق میں نے عرض کی اور ساتھ ہی یہ کہا کہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی منت کرتا ہوں کہ آپ میرا یہ کام کر دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے پیار سے فرمایا شاہ جی یہ منت کا لفظ استعمال نہ کریں۔ اس کے علاوہ جو کچھ چاہیے آپ بتائیں میں آپ کو دوں گا۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اعلیٰ ظرفی، بندہ پروری اور حسن سلوک تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے منت کا لفظ کہنے سے منع فرمایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اخلاق حسنہ کا اظہار فرمایا۔

یہ بات حقیقت ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اپنے نوکروں، خادموں اور خاص طور پر غریبوں سے خصوصی شفقت اور حسن سلوک کا برتاؤ کرتے تھے۔ ان کی مدد بھی کرتے، کام بھی کرتے اور ان کیلئے دعا بھی فرماتے تھے۔ کمال لجپال شیخ طریقت تھا۔ کرم نواز تھا بندہ پرور تھا مشفق و مہربان تھا۔ اعلیٰ ظرف تھا یہی وجہ ہے کہ آج دنیا ان کا ذکر کرتی ہے اور خراج تحسین پیش کرتی ہے

آتا ہے فقیروں پر انہیں کچھ پیار ایسا
خود بھیک دیں اور کہیں منگتے کا بھلا ہو

سید امیر شاہ صاحب فیصل آباد والے نے ہی بتایا کہ ایک مرتبہ حاجی یوسف جماعتی کے بھائی کی شادی تھی۔ اُس نے نکاح پر حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی یوسف کو پوچھا شاہ صاحب کو نہیں بلایا۔ اُس نے عرض کی جناب نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فون کیا اور فرمایا شاہ جی کہاں ہو۔ میں نے عرض کی جناب گھر میں ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہاں آ جاؤ۔ شاہ جی کہتے ہیں میں انہی سادہ کپڑوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے ساتھ والی کرسی پر آ کے بیٹھ جاؤ۔ حالانکہ وہاں بڑے بڑے امیر لوگ تھے۔ جب کھانا شروع ہوا تو حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ سے کھانا پلیٹ میں ڈال کر مجھے دیا۔ قریب ہی ایک بڑا امیر شخص بیٹھا ہوا تھا اس نے پلیٹ اٹھا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب کی کہ مجھے بھی ڈال دیجیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ کھانا پڑا ہوا ہے آپ ڈال لو خود۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق عالیہ تھے اور حسن سلوک تھا کہ ایک غریب کو امیر پر فوقیت دی۔ اور مجھ غریب شخص کو بڑے بڑے امیر لوگوں کی موجودگی میں اپنے پاس بٹھایا اور بہت زیادہ شفقت فرمائی۔ یہ آپ کی شفقت، مہربانی اور حسن سلوک کی واضح دلیل ہے کہ مجھ

جیسے غریب شخص پر اتنی کرم نوازی فرمائی جبکہ امیروں کی بالکل پرواہ نہ کی۔

ان مندرجہ بالا تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مبارکہ میں بے حد عاجزی و انکساری تھی۔ اور غریبوں کی دلجوئی اور تالیف قلوب کا خاص طور پر بہت خیال کرتے تھے۔

رشک ولایت

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے عالی مرتبت، شان و شوکت، اور عظمت و جلالت کے حامل ولی کامل تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے جملہ اولیاء کرام، پیران عظام اور علماء و فضلاء کیلئے رشک ولایت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ولایت انتہائی بلند تھا۔ ہدایت یافتہ لوگوں کیلئے باعث تقلید اور راہنمائی کا باعث تھے۔ پاکستان کے بڑے بڑے مشائخ و علماء آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَيَزِيدُ اللّٰهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ''اور زیادہ کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت یافتہ لوگوں کے نور ہدایت کو اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں۔ آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے اور انہیں کا انجام اچھا ہے''۔ (سورۃ مریم آیت ۷۶ پارہ ۱۶)

حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ولایت یہ تھا کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے جو کہ مولانا محمد فیصل جماعتی نے اپنے ایک عزیز جمیل حیدر جماعتی فیصل آباد کے متعلق بیان کیا۔ اس نے کہا کہ میرے دل میں ایک مرتبہ یہ خیال آیا ابھی اس وقت حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے۔ کہ تمام پیر صاحبان عمرہ کیلئے حرمین شریفین تشریف لے جاتے ہیں لیکن حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نہیں جاتے۔ معلوم نہیں کہ اس میں کیا راز ہے۔ کہنے لگا ایک رات میں سویا خواب میں اپنے آپ کو علی پور شریف میں پایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ عرس مبارک کی تقریب میں خطاب فرما رہے تھے۔ قبلہ پیر صاحب خطاب کے دوران ہی فرما رہے تھے کہ لوگ میرے بارے میں خیال کرتے ہیں کہ میں مدینے شریف نہیں جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم بیٹھے ہوئے علی پور شریف میں ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں مدینے شریف ہوتے ہیں۔ اس ارشاد عالیہ سے آپ کی جو عظمت و شان ظاہر ہوتی ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

جسمانی طور پر یہاں جلوہ افروز ہوتے ہیں لیکن روحانی طور پر ہر وقت مدینہ منورہ شریف میں ہوتے ہیں۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے تصرفات اور مشکل میں اپنے مریدین کی دستگیری کرنے کے واقعات بھی بے شمار ہیں۔ جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مقام ولایت کو ظاہر کرتے ہیں۔ آیئے یہاں پر ایسا ہی ایک واقعہ پڑھتے ہیں

محمد انور جماعتی فیصل آباد وبھیس گاؤں والے نے مجھے بتایا کہ اس کی بیوی کی کچھ زمین تھی۔ کچھ لوگوں نے ہمیں وہ زمین فروخت کرنے کیلئے کہا لیکن ہم نے انکار کر دیا۔ ان لوگوں نے ہمیں بلیک میل کرنے کیلئے مجھ پر ایک جھوٹا مقدمہ چوری کا تھانے میں درج کروا دیا۔ کہ اگر اس طرح سے نہیں مانتے تو پھر ایسے مان جاؤ گے۔ ایس۔ ایچ۔ او نے مجھے تھانے بلوایا میں بڑا پریشان ہوا کہ یہ کیا ہو گیا۔ اسی پریشانی میں میں سو یا رات کو خواب میں حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ آپ مجھے فرمانے لگے تم پریشان کیوں ہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم فکر کیوں کرتے ہو۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ صبح لوگوں کو اکٹھے نہ کرتے رہنا اکیلے ہی جانا۔ جب صبح ہوئی میں اکیلا ہی تھانے چلا گیا۔ تھانے جب پہنچا تو ایس۔ ایچ۔ او کے کمرے میں مخالف پارٹی کے آٹھ نو افراد تھے۔ ایس۔ ایچ۔ او مجھے کہنے لگا تم پر یہ پرچہ ہے۔ کیا ایسا ہی ہے۔ میں نے کہا کہ جناب میں نے کوئی چوری وغیرہ نہیں کی ہے۔ البتہ ان سے ہی پوچھ لیں۔ مخالف پارٹی کا ایک آدمی خود ہی بول پڑا کہ میرے گھر میں گاڑی بھی کھڑی ہے اور سامان بھی پڑا ہوا ہے۔ مجھے فلاں عورت نے کہا تھا میں نے کہا تم سچ کیوں نہیں کہتے کہ وہ عورت کون تھی۔ کہنے لگا میری بیٹی تھی۔ اس کے بعد ایس۔ ایچ۔ او نے مجھے اور دوسرے لوگوں کو مٹھائی کھلائی پھر مجھے کہنے لگا آپ جا سکتے ہیں۔ اب دوبارہ آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی کرم نوازی سے اور روحانی تصرف سے میری اس مصیبت سے جان چھوٹ گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے میرے خواب میں تشریف لانے اور دستگیری کرنے سے پتا چلتا ہے کہ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں لیکن اب بھی مریدین کی مدد فرماتے ہیں۔ اور جانتے ہیں میرا کونسا مرید کس مصیبت میں گرفتار ہے۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ولایت ہے اور آپ رشک ولایت ہیں۔

انوار و تجلیات کی مشعل

حضور قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی ستودہ صفات ، انوار و تجلیات اور انوار و روحانیت کی روشن مشعل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثال آپ تھے۔ نور مجسم و روح منور تھے۔ علم و معرفت اور اسرار و رموز کی جو شمع آپ رحمۃ اللہ علیہ نے روشن کی وہ تا قیامت عشق الٰہی اور عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی چار سو بکھیرتی رہے گی۔ اور بندگان خدا کیلئے قلوب و اذہان کو حقیقت اور علم کی راہیں دکھاتی رہے گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جس نور کا پیکر اتم تھے اس کو بیان کرنے کیلئے صدیاں درکار ہیں۔ بقول شاعر

غم زلف و رخت را شرح دادن
شبے باید دراز و ماہتابے

"تیری زلف و چہرے کو بیان کرنے کیلئے ایک لمبی رات اور چاند کی ضرورت ہے"

شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت بابا پیر فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور قبلۂ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ارشاد فرمایا حافظ جی کی اولاد میں سے اللہ تعالیٰ عزوجل ہر سو سال بعد ایک مادرزاد ولی اللہ پیدا فرمائے گا۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ حضور قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت حضور قبلۂ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے سو سال بعد ہوئی۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی اللہ اور زمانے کے قطب وحدت پیدا ہوئے۔ حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل اور پیدائش کے فوری بعد ظہور پذیر ہونے والے واقعات اور کرامات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و جلالت اور شان و شوکت کا مظہر اور عکاس ہیں۔ جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ حصول برکت اور حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے تصرفات کے اظہار کیلئے یہاں دو واقعات بیان کرتا ہوں۔

(۱) نعیم اکبر جماعتی گجرات سے انہوں نے مجھے بتایا کہ میں ان دنوں ملک سے باہر اٹلی میں رہائش پذیر ہوں۔ حضور قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کے سبب یہاں ہوں۔ پہلے جرمنی میں تھا جب اٹلی میں امیگریشن کھلی تو میرا دل بھی چاہتا تھا کہ میرے کاغذات بن جائیں لیکن پاس پیسے نہیں تھے۔ اس لیے صبر کر کے چپ ہو گیا۔ ایک رات خواب میں حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت

کا شرف حاصل ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چند کاغذات میرے ہاتھ میں دیئے۔ اور فرمایا کہ یہ آپ کے اٹلی کے کاغذات ہیں۔ تب مجھے یقین ہو گیا کہ اب مجھے کاغذات ضرور مل جائیں گے۔ پھر اس کے بعد راستے کھلتے گئے، کام بھی مل گیا۔ روپے بھی آ گئے اور کاغذات بھی مل گئے۔ یہ سب کچھ مجھے حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم کے سبب ملا۔ اب الحمدللہ میں پرمننٹ ہولڈر ہوں۔ اٹلی میں رہ کر بھی بہت مشکلات آئیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی نگاہ کرم سے تمام مسائل حل ہو گئے۔

(۲) محمد ناصر جماعتی قلعہ احمد آباد سے انہوں نے مجھے یہ واقعہ سنایا کہ میں ابھی حضرت قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا مرید نہیں ہوا تھا۔ میرا دیوبندیوں اور وہابیوں سے گہرا تعلق تھا۔ اسی لیے میں پیروں کو نہیں مانتا تھا۔ ایک مرتبہ کاروبار کی وجہ سے بہت پریشانیاں آئیں اس پریشانی میں نماز حاجت پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر عرض کی یا الٰہی مجھے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ السلام کی زیارت کرا دے۔ تاکہ مجھے تسلی ہو جائے اور مجھے کچھ نہیں چاہیئے۔ پھر عرض کی یا اللہ اس ہستی کی زیارت کرا دے جو تیرے نبی ﷺ کے قرب والا ہو۔ جب میں سویا تو میں نے ایک گھوڑے کو دیکھا جو بڑا ہی نورانی ہے پھر اس پر ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا جو بہت ہی نورانی چہرے والا ہے۔ میں کچھ دیر اس نورانی بزرگ کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے بعد میں نیند سے بیدار ہو گیا کچھ دنوں کے بعد رانا صاحب نے قلعہ احمد آباد میں محفل کروائی اور اپنے پیر و مرشد کو دعوت دی۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے میں نے آپ کی زیارت کی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کی طرف دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کو خواب میں میں نے دیکھا ہے۔ میں نے قلعہ احمد آباد کے اپنے وہابی ساتھیوں سے حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ قبلہ پیر صاحب بڑے عالم اور بزرگ ہیں۔ اس سارے واقعہ کے بعد میں علی پور شریف میں حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے بیعت ہو گیا۔ اور میری ساری پریشانیاں ختم ہو گئیں۔

یگانہ روزگار

نبی محتشم، نور مجسم، آقائے نامدار حضور سرور کائنات ﷺ کے خاندان عالیہ مقدسہ کا چشم و چراغ جسے پوری دنیا حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک و روحانی عظمتوں و برکتوں والے نام

سے پہچانتی ہے۔ حقیقتاً نابغہ عصر اور یگانہ روزگار ہستی مقدس تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ باکمال مرشد اور عالم بے بدل تھے۔ آجکل کے مادہ پرستانہ اور ایمانی زوال کے پرفتن دور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ عظیم کارنامے سرانجام دیئے جو کسی بیان کے محتاج نہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ایک عالم کی حیثیت سے بھی یگانہ روزگار ہستی تھی۔ ایک شیخ طریقت کے طور پر بھی یگانہ روزگار تھے۔ اور ایک روحانی تصرفات والے یگانہ روزگار پیر طریقت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک دن عظمت مصطفی ﷺ کا شاہد ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی تصرف و روحانی مقام اتنا بلند تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جو ارادہ کر لیتے تھے وہ فوراً پورا ہو جاتا تھا۔ ملتان سے ایک پیر بھائی نے حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے کامل تصرف اور روحانی قوت کا واقعہ بیان کیا ہے۔

(۱) پیر سید شوکت حسین شاہ صاحب ملتان والے انہوں نے مجھے بتایا کہ میں علی پور سیداں میں حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اس دن عرس پاک کی محفل تھی۔ لوگوں کا جم غفیر تھا۔ کچھ پیر بھائی غالباً جہلم سے آئے ہوئے تھے ان میں سے ایک پیر بھائی حویلی میں دوسرے پیر بھائی کو بتا رہا تھا کہ میں نے حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی جناب اس وقت کوئی اللہ عزوجل کا ولی ایسا بھی ہے جو بلقیس کا تخت لائے قبلہ پیر صاحب فرمانے لگے تم مجھے بلقیس کا تخت دکھا دو میں تمہیں لا کر دکھا دوں گا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ جلال میں آ گئے۔ فرمانے لگے تمہاری گاری کے کاغذات کہاں ہیں۔ میں نے کہا لندن میں ہیں۔ پھر حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ٹھیک دو گھنٹے کے بعد تمہاری گاڑی کے کاغذات حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ایک شخص لے کر کھڑا ہوگا۔ وہاں جا کر اپنی گاڑی کے کاغذات لے لو۔ وہ شخص کہتا ہے کہ جب میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر پہنچتا ہوں ایک شخص اجنبی میرے پاس آ کر کہتا ہے میں کتنی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں یہ لو تمہاری گاڑی کے کاغذات۔ میں نے جب اس سے کاغذات لے کر دیکھے تو وہ میری ہی گاڑی کے کاغذات تھے جو میں لندن چھوڑ آیا تھا۔ اس کے بعد جب میں اس آدمی کو دیکھنے لگا تو وہ وہاں نہیں تھا میں بڑا حیران ہوا پھر اچانک میرا ذہن حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف گیا۔ کہ یہ تو آپ کی نظر کرم اور کرامت ہے اور تصرف ہے۔ اور جو میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں بلقیس کے تخت کے بارے میں سوال کیا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روحانی قوت سے لندن سے

میرے کاغذات مجھے پہنچا دیے۔ اور یہ ظاہر کر دیا کہ جو ہزاروں میل دور سے گاڑی کے کاغذات لا سکتا ہے وہ بلقیس کے تخت کو بھی لا سکتا ہے۔

دل طور سینہ و فاراں دو نیم
تجلی کا پھر منتظر ہے کلیم

(۲) صاحبزادہ سید حسان شاہ صاحب جماعتی نے مجھے بتایا کہ چند پیر بھائی آزاد کشمیر سے علی پور سیداں آئے ان میں سے ایک حافظ عباس صاحب تھے۔ وہ کہنے لگے ایک مائی صاحبہ ہمارے علاقے میں رہتی ہیں اس نے ہمیں حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت سنائی۔ کہنے لگی میرے بیٹے کو قتل کے ایک جھوٹے مقدمہ میں پولیس پکڑ کر لے گئی۔ اور اس کو پھانسی کا حکم دے دیا گیا۔ میں بڑی پریشان ہوئی میں اسی پریشانی میں علی پور سیداں شریف حضور امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے۔ میں آپ کی خدمت میں رو رو کر اپنی پریشانی عرض کر رہی تھی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بی بی پیر افضل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا۔ اس وقت افضل پیر رحمۃ اللہ علیہ صاحب بچے تھے۔ میں نے آپ کے پاس آ کر اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مائی پریشان نہ ہو۔ اپنے گھر چلی جا تمہارا بیٹا تمہارے گھر آ جائے گا۔ میں دوبارہ حضور امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اجازت لینے آئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا افضل پیر صاحب نے کیا کہا میں نے عرض کی انہوں نے کہا پریشان نہ ہو تمہارا بیٹا گھر میں آ جائے گا۔ یہ سن کر حضور امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! افضل پیر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شان ہے کہ نام بھی افضل ہے کام بھی افضل ہے۔ مائی صاحبہ کہتی ہیں کہ چند دن کے بعد میرا بیٹا قید سے چھوٹ کر گھر صحیح و سلامت آ گیا۔ جیسا حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو پورا کر دیا۔

متواضع و منکسر مزاج

حضور سرور کائنات حضرت سیدنا محمد ﷺ کا ارشاد پاک ہے: "آدمی اس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے علم کے مطابق عمل نہ کرے"۔ ایک اور جگہ پر ارشاد نبوی ﷺ ہے "یعنی عمل کے بغیر علم وبال ہے۔ اور علم کے بغیر عمل گمراہی ہے"

قارئین کرام! حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ علم کو عمل کا ذریعہ بنایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غیر معمولی فہم و فراست بھی شہرۂ عام تھی۔ اخلاق پاکیزگی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جوہر خاص تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد و ہدایت میں بھی یگانہ روزگار تھے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حسن سلوک بھی کمال درجے کا تھا۔ غایت انکساری، شفقت و ترحم، تحمل و بردباری اور تواضع و انکساری کی اتنی مثالیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تذکروں میں ملتی ہیں کہ احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔

(۱) حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت، شفقت و ترحم، اور تواضع و منکسر المزاجی کے بارے مجھے لالہ جیدا نائی جوعلی پور والے جو لنگر شریف پکاتے ہیں انہوں نے اپنا واقعہ مجھے سنایا۔ کہ کچھ سال پہلے میری بچی کی شادی تھی۔ لڑکے والے شادی کی تاریخ کے سلسلہ میں ہمارے گھر آئے اور پوچھنے لگے کہ کتنے افراد کی بارات لے کر آئیں۔ میں نے ان کو ساٹھ یا ستر افراد کے متعلق کہا۔ انہوں نے کہا کہ یہ تھوڑے ہیں۔ پھر میں نے ان کو کہا چلو قبلہ پیر صاحب کے پاس جاتے ہیں۔ جتنے آپ فرمائیں گے اتنے آجانا۔ میں نے ان قبلہ پیر صاحب کے پاس لیکر آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا تم نے کتنے افراد کا کہا ہے۔ میں نے عرض کی ساٹھ یا ستر۔ آپ فرمانے لگے تم لوگ تین چار سو افراد کی بارات لیکر آؤ۔ لالہ جیدے نے ان سے کہا کہ ان کے اور ہمارے مہمان ملا کر پانچ سو افراد ہو گئے۔ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کے تمام اخراجات کا انتظام اپنی طرف سے کیا۔ مثلاً کھانے کا، ٹینٹ لگوائے، ویٹر، سب کچھ آپ نے گوجرانوالہ سے منگوائے۔ حتیٰ کہ بچی کیلئے فرنیچر جہاں سے حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی لخت جگر اپنی شہزادی کیلئے بنوایا۔ وہاں سے ہی سانگلہ ہل سے میری بچی کیلئے منگوایا حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت اور تواضع کی کوئی حد ہی نہیں۔ یہ صرف ایک شادی ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں کروائی بلکہ ایسی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ جو حضور رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ صیغۂ راز میں رکھتے تھے۔ بلکہ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں خاص وصف تھا کہ نمود و نمائش کو بالکل پسند نہ فرماتے تھے۔ بلکہ عاجزی و انکساری اپناتے تھے۔ لالہ جیدے نے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق عالیہ کے متعلق بیان کیا کہ جب بارات آگئی تو میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بتانے کیلئے حویلی گیا۔ تو پتہ چلا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نارووال کسی محفل میں تشریف لے گئے ہیں۔ پھر میں نے فون پر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ کیا۔ اور عرض کی جناب بارات آگئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے تم ان کو پانی پلاؤ میں آجاتا ہوں۔ لالہ جیدے نے بتایا کہ ابھی ہم پانی پلا رہے تھے کہ آپ

رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔ میں حیران ہو گیا کہ اتنی جلدی تشریف لے آئے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی نکاح پڑھایا۔ اس واقعہ سے پتا چلتا ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے شہنشاہ ہونے کے باوجود ہم جیسے غریبوں کا کتنا خیال رکھتے تھے۔ اور کتنی زیادہ کرم نوازیاں فرماتے۔ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور پر کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو بلندیاں عطا فرمائے۔ آمین!

فیوض وانوار کی برکت

حضرت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ سند جید کے ساتھ حدیث شریف روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو عمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ روز قیامت نور کے منبروں پر بٹھائے گا اور ان کے چہروں پر نور چھا جائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے حساب کتاب سے فارغ ہو جائے گا"۔

حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ فیوض وانوار الٰہی اور فیوض انوار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُجلی اور صاف زندگی کے سارے زینوں سے آگاہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت خوبیوں کا مرقع ورعنائیوں کا گلدستہ تھی۔ عالم، فاضل، محقق اور مفکر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لہجہ میں ایک وقار ہوتا تھا۔ بصیرت و دانش کا پیکر تھے۔ گفتار میں ایک مثالی انسان تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ایک دائمی فیض ہے۔ جو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے لوگوں کو صراط مستقیم دکھاتا رہے گا۔ اُن تقدس مآب رفعتوں، بلندیوں اور عظمتوں کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھیں۔

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا "اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے"۔ (القرآن)

حضرت امام بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فی ترجمۃ الباب میں اس دعا کا معنی یوں بیان کرتے ہیں۔ "اے رب ہمیں ایسا پیشوا بنا دے کہ ہم تو اپنے پہلے آئمہ واکابر کی پیروی کریں اور ہمارے بعد آنے والے ہماری پیروی کریں یعنی ہمارے ساتھ متصل ہوں"۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم روحانی پیشوا اور رہنما اور خطیب بے بدل تھے کہ جہانِ علم وعرفاں کے میداں کے شہسوار بھی تھے۔ اور بحر معرفت کے مشاق شناور بھی تھے۔ آج بھی ہر سو اس عظیم مہر تاباں کی جلوہ سامانیاں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل دل کیلئے چراغ

راہ ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فیض مسلسل جاری ہے۔میرے حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا چراغ آقائے نامدار تاجدار مدینہ محمد ﷺ نے روشن کیا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سلطنت سلطنتِ مصطفی ﷺ ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا آئینہ آئینہ مصطفی ﷺ ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی ساری زندگی ایک ہی نعرہ مستانہ بلند کرتے رہے۔اور وہ نعرہ فقط عشق وادب و تعظیم مصطفی ﷺ ہے۔در حقیقت حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ حضور سرور کائنات ﷺ کے لاڈلے بیٹے ہیں۔اور حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرنے والے مریدین ومتوسلین آقائے نامدار محمد عربی ﷺ کے پیروکار اور غلام ہیں۔

جسے دیکھا وہ نظر آیا مستانہ محمد ﷺ کا
میرے مولا رہے آباد میخانہ محمد ﷺ کا
اگر مانگا خدا بھی تو وہ بھی مل گیا فوراً
بڑا دربار ہے دربارِ شاہانہ محمد ﷺ کا

نسبتِ رسول ﷺ محبت رسول ﷺ اور غلامی رسول ﷺ ہی اساس دین ہے۔اور معیار آخرو معیار ایمان ہے۔غلاموں کا یہی اثاثہ اور یہی سرمایہ حیات اور زاد سفر ہے۔

اگر پہچان ہے کوئی تو یہ نسبت کی خوبی ہے
وگرنہ کیا مری اوقات کیا نام و نسب میرا

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیض کا ایک واقعہ جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کرم، اور فیض مسلسل کی ایک روشن دلیل ہے، یہاں حصول برکت کیلئے بیان کرتا ہوں۔عرفان محمود جماعتی نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ میں تشریف لائے ہوئے تھے۔میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔اسلام سینٹر ہسپتال کے ڈاکٹر تنویر صاحب اپنی اہلیہ کے ساتھ پیر صاحب سے ملنے آئے۔ڈاکٹر صاحب کی بیوی نے قبلہ پیر صاحب کی خدمت میں عرض کی جناب میں نے ڈاکٹر سے شادی کی ہے۔یہ اب سیاست کرنے لگے ہیں۔حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سن کر ڈاکٹر صاحب کو دوبارہ تھپکی دی۔اور فرمایا کہ ابھی تو ہم نے اس کو منسٹر بھی بنانا ہے۔ڈاکٹر تنویر صاحب کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ وہ بھی کبھی منسٹر بن سکتے ہیں۔لیکن حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانے کی برکت سے وہ ایک مرتبہ نہیں بلکہ دو مرتبہ منسٹر بنے۔کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں دو مرتبہ تھپکی دی

تھی۔ اور یہ بات حضور نے ان کے منسٹر بننے سے پہلے ہی بتا دی تھی۔ ایک دفعہ وہ شرف دور کے وزیر بنے۔ اور دوسری مرتبہ پیپلز پارٹی کی حکومت میں انہیں وزیر بنایا گیا۔ جیسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے یہ بات نکلی اللہ تعالیٰ نے اس بات کو ایسے ہی پورا کر دیا۔ یہ اللہ والوں کی شان ہے کہ وہ قطرے کو دریا کر دیتے ہیں۔ اور اپنی نگاہ کرم سے تقدیر بدل دیتے ہیں۔

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

ولی کامل کی پہچان

ولی وہ ہے جو امراض باطنہ سے پوری واقفیت رکھے اور ان کے ازالہ کی تدبیر پر مہارت تامہ رکھتا ہو۔ اس لیے شیخ کامل کا صاحب فن اور صاحب ذوق اور مجتہد ہونا ضروری ہے۔ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ کامل اور ولی کامل کی علامات میں بیان فرمایا ہے کہ ولی کامل کی پہچان تین چیزیں ہوتی ہیں۔

۱۔ دین انبیاء کا سا۔ ۲۔ تدبیر اطباء کی سی۔ ۳۔ سیاست بادشاہوں کی سی۔

ایک شیخ کامل میں مندرجہ ذیل خصوصیات کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ دین کا علم رکھتا ہو خواہ تحصیل علم سے یا صحبت علمائے محققین سے۔
۲۔ کسی ولی کامل سے سلسلہ میں اجازت ہو۔
۳۔ خود متقی و پرہیزگار ہو۔
۴۔ حرص و طمع نہ رکھتا ہو۔
۵۔ کافی عرصہ تک کسی شیخ طریقت کی خدمت میں مستعد رہا ہو۔
۶۔ اس کے مریدین اکثریت میں شریعت کے پابند ہوں۔

یہ حقیقت ہے کہ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ جَاهِلًا وَّلِيًّا قَطُّ۔
ترجمہ:۔ یعنی اللہ تعالیٰ کبھی کسی جاہل کو درجۂ ولایت پر سرفراز نہیں فرماتا۔
حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

پئے علم چوں شمع باید گداخت
کہ بے علم نتواں خدارا شناخت

ترجمہ:۔یعنی علم کی طلب میں شمع کی طرح پگھلتے رہنا چاہیے۔ کیونکہ علم کے بغیر انسان خود کو بھی پہچاننے سے قاصر رہتا ہے۔

ولی کامل کی محبت مرید کو نیک بنا دیتی ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا طلبگار ہو اس کو اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھنا چاہیے۔ اللہ والوں کی تھوڑی دیر کی صحبت سو سالہ بے ریا طاعت سے بہتر ہے۔ نیکوں کی صحبت اگر ایک گھڑی بھی نصیب ہو جائے تو وہ سو سالہ زہد و طاعت سے بہتر ہے۔ واقف اسرار حقیقت حضور قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت و مجلس ظاہر و باطن کی پاکیزگی کے لیے اکسیر کی حیثیت رکھتی تھی۔ جو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں چند گھڑیاں گزار لیتا تھا وہ خوشبوؤں سے مہک اٹھتا تھا۔ بقول سعدی شیرازی علیہ الرحمہ

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دستے محبوب بد ستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دل آویز تو مستم
بگفتا من گلِ ناچیز بودم
و لیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

ترجمہ:۔یعنی حمام میں ایک دن ایک خوشبودار مٹی مجھ کو ملی۔ میں نے اس سے کہا کہ تو مشک ہے یا عنبر ہے کہ تیری دلآویز خوشبو سے میں مست ہو گیا ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ میں ناچیز اور معمولی مٹی ہی تھی مگر ایک مدت تک پھول کی صحبت میں رہی۔ میرے ہم صحبت کی خوبی نے مجھ میں اثر کیا ورنہ میں تو وہی خاک ہوں جیسی کے پہلے تھی۔

قارئین کرام! یہ حقیقت ہے کہ حضور قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے قلب اطہر کو رب کریم نے حکمت و دانشمندی کی وہ دولتِ عظمیٰ عطا فرمائی تھی جس کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا

"جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکمت کی نعمت ملی اس کو خیر کثیر عطا فرما دیا گیا"۔

تزکیہ نفس اور تصفیۂ باطن کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا "بے شک جس نے نفس کو صاف کیا ۔کامیاب رہا۔اور جس نے اس کو میلا کیا ناکام رہا"

اس آیت کریمہ میں تزکیۂ باطن کو موجب فلاح اور سلامتی قلب بیان کیا گیا ہے۔ایمان وعقائد جن پر سارے اعمال کی مقبولیت منحصر ہے قلب ہی کا فعل ہے اور ظاہر ہو کہ جتنے اعمال ہیں سب ایمان کی تکمیل کیلئے ہیں۔پس معلوم ہوا کہ اصل مقصود دل کی اصلاح ہے جس سے انسان مقبول بارگاہ اور صاحب مدارج ومقام ہو جاتا ہے۔اسی کا نام تصوف وطریقت ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی قدر ہے کہ

مخلوق پر سب راہیں بند ہیں سوا اس کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلے۔

دراصل اعمال باطنہ تصوف ہے اور اعمال باطنی کے طریقوں کو طریقت کہتے ہیں۔ان اعمال کی درستگی سے جو قلب میں جلا اور صفا پیدا ہوتی ہے۔اس قلب پر بعض حقائق بالخصوص اعمال حسنہ و حقائق الٰہیہ منکشف ہوتے ہیں۔

انہی منکشوفات کو حقیقت کہتے ہیں۔اس انکشاف کو معرفت کہتے ہیں۔اور صاحب انکشاف کو محقق اور عارف کہا جاتا ہے۔شیخ طریقت ملت اسلامیہ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اس عظیم خانوادۂ علمی سے تعلق رکھتے ہیں جس خانوادے کو حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فراست صادقہ بھی حاصل ہے۔اور عظمت وبرکت بھی حاصل ہے۔حضرت اپنے اعمال حسنہ اور فضائل وکمال کی بدولت کامل شیخ طریقت ملت اسلامیہ تھے۔اور طریقت وتصوف کے میدان کے شہسوار بھی تھے۔عارف وقت بھی تھے۔اور محقق ومجدد دوراں بھی تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خدا کی محبت بھی حاصل تھی اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی حاصل تھی۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مقبول عام ولی کامل اور شیخ کامل کے بلند درجۂ ولایت پر فائز و متمکن تھے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں۔لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو لہٰذا حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اس بندے سے محبت کرتے ہیں۔پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا

دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے بھی اس بندے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر زمین والوں کے دلوں میں بھی اس کیلئے محبت رکھ دی جاتی ہے۔ (البخاری کتاب الخلق۔ روضۃ السالکین صفحہ ۳۱)

محبت شیخ کے فوائد

راہ طریقت میں محبت شیخ دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کی کنجی ہے۔ جس کے بغیر مرید صادق درجات کی بلندیوں کو نہیں چھو سکتا۔ فیوضات باطنی کیلئے پیر و مرید کی باہمی مناسبت و محبت ایک حقیقت ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ شیخ سے مرید کو اس قدر انس و محبت ہو جائے کہ شیخ کے کسی قول و فعل سے مرید کے دل میں طبعی تکدر نہ پیدا ہو۔ یعنی شیخ کی تمام باتیں مرید کو پسند ہوں۔ شیخ کامل کی محبت کے مرید کو بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں جو خوبیاں شیخ کی ہستی مبارکہ میں پائی جاتی ہیں وہ لازمی طور پر مرید کے اندر بھی آتی ہیں۔ اخلاق و عادات میں مرید صادق اپنے شیخ کی اتباع کرتا ہے۔ محبت کی برکت سے مرید کو یہی نفع حاصل ہوتا ہے۔ مرید کے علم و مشاہدہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ مشائخ عظام اعمال صالحہ کرنے کی بنیاد پر باعث برکت ہوتے ہیں۔ اسی لیے ان کی تعلیم میں بھی برکت ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے جلد شفا ہو جاتی ہے۔ اہل اللہ کی محبت بڑی موثر ہوتی ہے۔ ان حضرات کے دل خدا کے نور سے روشن و منور ہوتے ہیں۔ ان کی صحبت و توجہ سے نور آتا ہے۔ اور ظلم ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس نور سے ہر چیز کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے طریقۂ تصوف میں محبت شیخ اور نسبت شیخ کے بے شمار فائدے ہیں۔ مرید صادق محبت شیخ کی بدولت بڑی سرعت کے ساتھ کامیابی کے راستے پر گامزن ہو جاتا ہے۔ شیخ کامل کے ساتھ مضبوط تعلق اور نسبت فلاح دارین کا باعث بنتی ہے۔ زندگی کی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ اور اذہان و قلوب پوری دلجمعی کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ سے فیض حاصل کرنے والے خوش نصیبوں میں سے ایک گجرات کے نعیم اکبر جماعتی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ حضور کی دعاؤں سے میری دو بہنیں جن کے ہاں اولاد نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا فرمائی۔ ایک بہن کو اللہ تعالیٰ نے شادی کے سات سال بعد اور دوسری بہن کو شادی کے گیارہ سال بعد اولاد عطا فرمائی۔ نعیم اکبر جماعتی نے مجھے بتایا کہ جب وہ جرمنی میں تھے تو کسی نے میرے بارے میں

شکایت کر دی۔ کہ یہ یہاں پر غیر قانونی طور پر رہائش پذیر ہیں۔ میں جس ریسٹورنٹ میں کام کرتا تھا وہاں پر پولیس نے چھاپا مارا۔ جب پولیس ہوٹل میں داخل ہوئی تو میں نے اپنے پیر طریقت کو یاد کر کے ذکر کرنا شروع کر دیا۔ جس پولیس آفیسر کے پاس مجھے ڈی پورٹ کرنے کے کاغذات تھے میں نے خود اپنی آنکھوں سے وہ کاغذات دیکھے۔ وہ مجھ سے ہی پوچھ رہا تھا اس بندے کو جانتے ہو۔ وہ مجھے میری ہی تصویر دکھا رہا تھا۔ اور پھر کہتا ہے اچھا تم جاؤ حالانکہ جرمن پولیس پوری دنیا میں مشہور ہے مگر علی پور کے لجپال اپنے غلاموں پر کبھی آنچ نہیں آنے دیتے۔

فخر ملت اور محبت الٰہی

محبت الٰہی ایک ایسی انمول دولت ہے جو مقربان بارگاہ خدا کو نصیب ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ ''اللہ تعالیٰ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہیں'' ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ''اور جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ سے محبت میں بہت مضبوط ہیں''۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو برا سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو برا سمجھتا ہے۔

طبیعت کا ایسی چیز کی طرف مائل ہونا جس سے لذت حاصل ہو۔ اسے محبت کہتے ہیں یہی میلان اگر قوی ہو جاتا ہے تو اس کو عشق کہتے ہیں۔

محبت کے تین اسباب ہوا کرتے ہیں۔ یا تو یہ کہ کوئی ہم پر احسان کرتا ہے اور اس کے احسان کی وجہ سے ہمیں اس سے محبت ہو جائے۔ کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہوا کرتا ہے۔ اور اس کی بہترین شکل محبت ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ: هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۔

ترجمہ:۔ احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ نہیں۔ (سورۃ الرحمٰن ٦٠)

محبت کی دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ محبوب نہایت حسین و جمیل ہو۔ یا پھر اس میں کوئی کمال ہو۔ اور وہ کمال باعث محبت ہو۔ سو انعام و نوال و حسن و جمال و فضل و کمال یہ تمام کی تمام خوبیاں بدرجۂ اتم اگر کسی ذات حقیقی میں پائی جاتی ہیں تو وہ ذات خدائے بزرگ و برتر اللہ عز و جل کی ذات ہے۔ تو جب تک یہ کمالات باقی ہیں اس وقت تک محبت بھی رہے گی اور یقیناً

محبوب حقیقی اور جمال حقیقی کے کمالات ختم نہیں ہو سکتے۔ تو اس کی محبت بھی ختم نہیں ہو سکتی۔ اور نہ کم ہو سکتی ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی بھی بالذات میں کمالات نہیں۔ اسی لیے کاملین کو خدائے تعالیٰ کے سوا کسی سے محبت عقلی نہیں ہو سکتی۔ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ مالک حقیقی خدائے بزرگ و برتر کی محبت میں کمال وصف رکھتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے کہ اطاعت و فرمانبرداری میں خدا کا پیکر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی لمحہ خدا کے ذکر اور خدا کی محبت سے خالی نہ تھا۔ محبت الٰہی کو تمام علوم و فیوضات کا زینہ سمجھتے تھے۔ محبت الٰہی خوف خدا اور اطاعت خداوندی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل لبریز تھا۔ احکامات شرعیہ کے پابند تھے۔ اور اپنے مریدین کو بھی احکامات خداوندی پر کاربند ہونے کی تلقین فرماتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

''یعنی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے''

ترمذی و احمد کی روایت ہے: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ'' آدمی کی سعادت سے ہے راضی رہنا اس پر جو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہو''۔

نگاہ کیمیاء اثر

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نگاہ کیمیاء اثر رکھتے تھے۔ جس کی طرف نگاہ کرم اٹھاتے تھے اس کی قسمت بدل دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ میں بھی اثر تھا۔ اور دعاؤں میں بھی اثر تھا۔ ہزاروں بیماروں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں اور نگاہ کرم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شفاء یاب کیا۔ جانشین امیر ملت شہزادہ فخر ملت ظفر الملت توقیر ملت صاحبزادہ حضرت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی زید مجدہٗ نے مجھے بیان کیا کہ میری موجودگی میں حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک نابینا شخص حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی حضور میرے لیے دعا فرما دیں۔ میری بینائی واپس آجائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا صبر کرو تمہاری بینائی جلد واپس آجائے گی۔ وہ شخص دربار شریف حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ چلا گیا۔ وہاں ساری رات روتا رہا۔ حضرت پیر سید ظفر حسین شاہ جماعتی مدظلہ عالی فرماتے ہیں کہ میں صبح مسجد میں قرآن پاک پڑھنے گیا قبلہ والد محترم کی عادت مبارک تھی کہ صبح دربار میں سلام کرنے کے بعد باہر سیر کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ دربار شریف میں تشریف لائے تو وہ شخص

لیٹا ہوا تھا۔ اور رو رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کون شخص لیٹا ہوا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا گیا کہ فلاں شخص ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ یہ شخص ایسے ہی رو رہا ہے۔ جب تک میں نے سفارش نہیں کرنی اس وقت تک تمہیں بینائی نہیں ملے گی۔ پھر وہ شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رو رو کر عرض کرنے لگا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا رونا بند کرو۔ اب تمہیں بینائی مل جائے گی۔ پھر اسی وقت حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور نگاہ کیمیاء کے اثر سے آنکھوں کی بینائی لوٹ آئی۔ اس واقعے اور کرامت سے پتا چلتا ہے کہ حضرت کی نگاہ ہدایت میں کتنی سرعت تھی۔ کہ جو ارادہ کرتے وہ فوراً اللہ تعالیٰ پورا کر دیتا تھا۔ یہ اللہ والوں کی روحانی طاقت اور روحانی تصرف ہے کہ لمحوں میں بیماروں کو شفاء یاب کر دیتے تھے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اولیاء اللہ کی شان میں کیا خوب صورت شعر تحریر کیا ہے:۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

گمشدہ سامان کا مل جانا:۔

عرفان محمود جماعتی سیالکوٹ والے نے مجھے بتایا کہ ۲۰۰۱ء کا واقعہ ہے۔ میں اپنی فیکٹری کا مال دوسرے ملک جس کا نام چیک ریپبلک Check Republic ہے میں نمونے کے طور پر لے کر گیا۔ مال کی بکنگ کروا دی جب اس ملک میں پہنچا تو میرا سامان وہاں نہ پہنچا۔ پھر اس ملک کے ایک شہر سے دوسرے شہر جانے کیلئے تین گھنٹے بذریعہ سڑک سفر کرنا تھا۔ ہم نے فون کے ذریعے کمپنی کو سامان کی کمپلین لکھوا دی۔ میرے ساتھ ایک اور شخص تھا۔ جب ہم دوسرے شہر جانے کیلئے گاڑی میں بیٹھ گئے۔ تین گھنٹے کا سفر تھا۔ سفر کے دوران میں نے اپنے ساتھی سے حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں کرنا شروع کر دیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں کا ذکر اپنے ساتھی سے کیا۔ جب ہم دوسرے شہر پہنچے تو ہوٹل میں ایک کمرہ بک کروایا۔ ہم ہوٹل کے کمرہ میں داخل ہوئے لیکن ابھی تک ہمارا سامان ہمیں نہیں ملا تھا۔ میں بڑا پریشان تھا۔ دوسرے ساتھی نے مجھے طعنہ دیتے ہوئے کہا کہ تم نے اپنے پیر مرشد کی کرامتیں بتائی ہیں۔ تم سامان کی وجہ سے پریشان ہو تو اپنے پیر و مرشد کو بتاؤ کہ ہمیں سامان نہیں ملا۔ میں نے اسی وقت حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ

علیہ کو فون کیا سلام و دعا کے بعد میں نے عرض کی جناب سامان کی وجہ سے مجھے بڑی پریشانی ہے۔ گم ہو گیا ہے۔ پتہ نہیں کہاں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فون پر ہی فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھو۔ اور فکر نہ کرو سامان جلد ہی مل جائے گا۔ میں نے چند بار ہی یہ وظیفہ پڑھا تھا کہ مجھے فون آیا کہ تمہارا سامان ہوٹل کے مین گیٹ پر پڑا ہوا ہے آ کر لے جاؤ۔ میں نے پھر ساتھی کو بتایا کہ دیکھو پیر صاحب کی نظر کرم کی وجہ سے مجھے سامان مل بھی گیا۔ مجھے بڑی حیرانگی ہوئی کہ ہم نے کمپنی والوں کو فون پر کوئی پتہ نہیں بتایا تھا۔ حالانکہ ہم دوسرے شہر سے تین گھنٹے کے فاصلے پر تھے اور جہاں تھے اس ہوٹل کا پتا بھی نہیں بتایا تھا۔ جب ہم سامان لینے گئے تو دیکھا کہ ہوٹل کے دروازے پر سامان کے بیگ پڑے ہوئے تھے اور وہاں کوئی بھی شخص موجود نہ تھا۔

تیرا شیوہ کرم ہے اور میری عادت گدائی کی
نہ ٹوٹے آس اے مولا تیرے در کے فقیروں کی

فخر ملت مرد مومن

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نابغہ عصر عالم دین تھے۔ بلکہ حقیقتاً ایک مرد مومن تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہر ہر فعل اور عمل سے ایمان صالح کی خوشبو آتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے رب کریم کی ذات پر پختہ ایمان تھا۔ قرآن پاک کی سورۃ الحدید میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُھُمْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ بُشْرٰکُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ذٰلِکَ ھُوَالْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔

ترجمہ:۔ ”جس روز آپ دیکھیں گے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو کہ ضوفشانی کر رہا ہوگا ان کا نور ان کے آگے بھی ان کے دائیں جانب بھی مومنوں تمہیں مژدہ ہو آج ان باغوں کا بہہ رہی ہیں جن کے نیچے نہریں۔ تم ہمیشہ وہاں رہو گے۔ یہی وہ عظیم الشان کامیابی ہے۔

(سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۲)

مفسر قرآن جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”اہل ایمان قبروں سے نکل کر جب حشر کے میدان میں تشریف لائیں گے تو ان کی عجب شان ہوگی۔ ان کے آگے بھی نور ہوگا اور ان کے دئیں جانب بھی نور ہوگا۔ یہ نور ہر شخص کی قوت

ایمان اور اعمال حسنہ کے مطابق ہوگا۔ اس دنیا میں جس قدر کسی نے ایمان کی پختگی کا مظاہرہ کیا ہوگا۔ جس قدر اس نے نیکیاں کی ہوں گی اسی نسبت سے اس کا نور ضوفشاں ہوگا" حدیث پاک میں ہے کہ "بعض مومن ایسے ہوں گے جن کے نور سے مدینہ اور عدن کی طویل مسافت جگمگا رہی ہوگی۔ بعض کے نور سے مدینہ اور صنعا کا درمیانی علاقہ روشن ہو رہا گا۔ بعض کا نور اس سے کم ہو گا۔ اور بعض کے نور سے ان کے قدم رکھنے کی جگہ روشن ہوگی۔ آیت کا مطلب یہ نہیں کہ صرف آگے اور دائیں طرف نور ہوگا بائیں طرف اور پیچھے اندھیرا ہوگا۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ نور تو آگے اور دائیں طرف ہوگا لیکن اس کی روشنی چاروں طرف ہوگی۔ (ضیاالقرآن ج ۵ ص ۱۱۶)

حضور قبلۂ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ایسے مرد مومن تھے جو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرتا تھا وہ پکار اٹھتا تھا کہ یہ کوئی عام بندہ نہیں بلکہ اللہ کا ولی نورانی مخلوق ہے۔ حضرت کے وصال مبارک پر آخری دیدار کرنے والے خوش نصیب لوگ شاہد ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرۂ اقدس پر لحمانیت و تبسم تھا۔ اور نور کی کرنیں آسمان کی طرف بلند ہو رہی تھیں۔ جو کہ سچے مرد مومن کی نشانی ہے۔

نشان مرد مومن باتو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

ترجمہ:۔ میں تجھے مرد مومن کی علامات بتاتا ہوں۔ جب وہ وفات پاتے ہیں تو ان کے ہونٹوں پر تبسم ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ يَاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ○ "اے اطمینان پا جانے والے نفس تو اپنے رب کی طرف اس حالت میں لوٹ آئے کہ تو اس کی رضا کا طالب بھی ہو۔ اور اس کی رضا کا مطلوب بھی۔ پس تو میرے کامل بندوں میں شامل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ (سورۃ الفجر ۲۸، ۲۹ پارہ ۳۰)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں نے شریعت و طریقت کے میدان میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے ان کی مثال ناپید ہے۔ اس سلسلہ نے بڑی بڑی نابغۂ روزگار ہستیاں پیدا کیں۔ جنہوں نے قرطاس عالم پر انمٹ نقوش چھوڑے۔ اور مرد مومن کا لقب حاصل کیا۔ عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ

علیہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ جمال رامپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امیر ملت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ مرد مومن ہیں جن کی نام لیوا پوری دنیا ہے۔ انہی نابغۂ روزگار ہستیوں میں حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا شمار مرد مومن کے طور پر ہوتا ہے۔ اور تاریخ ہمیشہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات اور قربانیوں کو یاد رکھے گی۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خوشبو سے مہکتی رہے گی۔

مشامِ روح و دل معمور شداز نگہت جاناں

فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا لطف وکرم

حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ لطف ربانی کی وسعتیں جب کسی ذرے پر پڑتی ہیں تو اسے خورشید بنا دیتی ہیں۔

از لطف تو ہیچ بندہ نومید نہ شد
مقبول تو جز مقبل جاوید نہ شد
مہرت بکدام ذرہ پیوست دمے
کاں ذرہ از ہزار خورشید نہ شد

ترجمہ:۔ آپ کے لطف وکرم سے کوئی بندہ بھی کبھی ناامید نہیں ہوتا۔ کیونکہ آپ کا لطف سب کی دستگیری فرماتا ہے۔ آپ جسے قبول فرما لیتے ہیں دائمی اقبال مندی کا تاج اس کے سر پر سجتا ہے۔ جس ذرے سے تیری محبت ایک لمحہ کیلئے ہوئی وہ ذرہ تو ہزار ہا خورشیدوں سے آگے نکل گیا۔ (رباعیات نقشبند صفحہ ۲۷)

لطف ربانی کی وسعتیں بھلا محدود بیان میں کب سما سکتی ہیں۔ جب آسمانی ولایت کے آفتاب، پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر لطف ربانی کی بارش ہوتی ہے۔ تو وہ قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ کو بھی پیکر لطف وکرم بنا دیتی ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا لطف وکرم سمندر کی طرح وسیع وعریض تھا۔ جو بھی حاضر خدمت ہوتا اس کو اپنے لطف وکرم سے خوب نوازتے۔ اس کے تاریک دل کو روشن ومنور کر دیتے۔ اور اسے اُجالوں کا مسافر بنا دیتے۔

تو نے جس ذرے کو ضو بخشی ستارہ ہو گیا
پڑ گئی جس پر نظر وہ ماہ پارہ ہو گیا

نظر کرم کی ذرہ نوازیاں

غم از نظر تو شادمانی گردد
عسر از تو حیات زندگانی گردد
گر باد بدوزخ برواز کوئے تو خاک
آتش ہمہ آب زندگانی گردد

"آپ کی نگاہ کرم سے غم خوشی وشادمانی میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مشکلات وتنگدستی آپ کی ذات کی وجہ سے زندگی کی زندگی بن جاتی ہے۔ اگر آپ کی گلی سے ہوا خاک اڑا کر دوزخ میں لے جائے تو ساری کی ساری آب حیات میں تبدیل ہو جائے"

ساری بات تو نگاہ کی ہے۔ اور یہ نگاہ کی ہی عظمتیں ہیں کہ زندگی میں انقلاب آجاتا ہے بے مایہ سرمایہ بن جاتے ہیں۔ جاہل عالم اور کافر مومن بن جاتے ہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

فقط نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوق تو دلبری کیا ہے

یہ نگاہ ہی کی جلوہ ریزیاں ہیں جن سے تقدیر کی چمک دمک دکھائی دیتی ہے۔

(رباعیات نقشبند از محمد صادق قصوری صفحہ ۳۱، ۳۲)

آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ جس چشمہ لازوال اور چشمہ فیض سے فیض یاب ہوئے اور جس نور حقیقی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چراغ روشن ہوا وہ چشمہ اور چراغ بلاشبہ آقائے نامدار تاجدار کائنات حضرت محمد ﷺ کی ہستی ستودہ صفات ہے۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک اور ان پر لطف وکرم کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ اپنے قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آؤ۔

یہاں پر حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے حسن سلوک اور لطف وکرم اور احسانات کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ جس کی تفصیلات مجھے محترم جاوید اقبال انسپکٹر ایکسائز وٹیکسیشن لاہور نے بیان کیا۔ وہ بتاتے ہیں کہ جب محترم صاحبزادہ سید اشتیاق حسین شاہ صاحب جو کہ حضور قبلہ

فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی رشتہ دار ہیں جگر کی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ تو آپ کا علاج لندن بسعودیہ عرب سے کروایا گیا۔ لیکن آپ صحت یاب نہ ہو سکے۔ قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اور ڈاکٹر خلیل صاحب جو کہ لاہور میں رہائش پذیر ہیں ان کو حکم فرمایا کہ کسی اچھے سے ڈاکٹر سے وقت لے کر اشتیاق شاہ صاحب کا معائنہ کروائیں۔ اس سلسلے میں محترم ڈاکٹر خلیل صاحب نے شوکت خانم ہسپتال لاہور کے ڈاکٹروں سے رابطہ کیا۔ تو اُنہوں نے مریض کو لانے کو کہا۔ سید اشتیاق حسین شاہ صاحب کو ڈاکٹروں کے پاس لایا گیا۔ ڈاکٹر نے شوکت خانم ہسپتال میں داخل کرنے کا مشورہ دیا۔ اب معاملہ رقم خرچ کرنے کا تھا۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس ہسپتال میں لوگوں کا علاج زکوۃ کے پیسوں سے ہوتا ہے۔ ہم نے زکوۃ کے پیسوں سے علاج نہیں کروانا۔ جب ہسپتال کی فیسیں ادا کرنے کیلئے ہم نے ہسپتال انتظامیہ سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ علاج بہت مہنگا ہے۔ آپ زکوۃ کے پیسوں سے علاج کروائیں۔ ڈاکٹر خلیل صاحب نے کہا کہ نہیں ہم نے علاج اپنے پیسوں سے کروانا ہے ہسپتال انتظامیہ نے پھر اصرار کیا کہ علاج بہت مہنگا ہے آپ آدھے پیسے زکوۃ کے استعمال کریں۔ اور آدھے پیسے خود ادا کر دیں۔ اس لیے بعد میں آپ لوگوں نے اگر کہا کہ زکوۃ کے پیسے دیں تو ہسپتال انتظامیہ نہیں دے گی۔ لیکن چونکہ حضرت صاحب کا حکم تھا اس لیے علاج کا مکمل خرچ خود کرنے کا فارم ڈاکٹر صاحب نے بھر دیا۔ اور صاحبزادہ سید اشتیاق شاہ صاحب کو ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا۔ حضرت سید اشتیاق شاہ صاحب کے ٹیسٹ لینے کیلئے ان کو کمرے میں لے جایا گیا۔ دوران ٹیسٹ ان کے معدے میں سوئی لگ گئی۔ جس سے ان کی حالت غیر ہو گئی۔ فوری طور پر حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو مطلع کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً ہسپتال پہنچ گئے اور ایمرجنسی ڈاکٹروں کو بلایا گیا۔ اور آپریشن کیا گیا۔ دوران آپریشن خون کی اشد ضرورت پڑی۔ جس کا گروپ نہیں مل رہا تھا۔ اشتیاق شاہ صاحب کے گروپ کا خون لینے کیلئے کا ہنہ نوں میں سید نعمان شاہ صاحب سے رابطہ کیا گیا۔ تو ان سے مل گیا۔ جب آپریشن مکمل ہوا تو آپریشن کرنے والے ڈاکٹر نے سب کے سامنے یہ بیان کیا کہ مریض کی زندگی حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں سے بچ گئی ہے۔ اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں۔ خدا صاحبزادہ سید اشتیاق حسین شاہ صاحب کو خیر وعافیت کے ساتھ لمبی زندگی عطا کرے۔

عنایات خداوندی

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں ولی کی تین نشانیاں ہیں۔

۱۔ اگر تو اس کا چہرہ دیکھے تو تیرا دل فوری طور پر اس کا گرویدہ ہو جائے۔

۲۔ جب وہ مجلس میں حقائق کے بارے میں بات کرے تو سب کے دل کھینچ لے۔

۳۔ ولی کی سب سے بڑی خوبی ہے کہ وہ تمام برے کاموں سے بچے۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کیا میں تمہیں تم میں سے بہترین لوگوں کے بارے میں خبر نہ دوں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آ جائے۔ (ابن ماجہ، احمد، الادب المفرد جلد ۱ص ۱۱۹)

یہ اور حقیقت ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ پیدائشی ولی اللہ تھے۔ اور آپ کی پیدائش سے قبل ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کا ظہور ہو چکا تھا۔ اس ضمن میں ہم کئی واقعات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کے واقعات میں تحریر کر چکے ہیں۔

۱۔ سیدہ آپا جی صوفیہ صاحبہ دامت برکاتہم العالیہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ کو صحت و تندرستی عطا فرمائے۔ آمین! انہوں نے مجھے بتایا کہ افضل پیر رحمۃ اللہ علیہ ابھی چھوٹے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں۔ میں نے دونوں بھائیوں افضل پیر صاحب اور اشرف پیر صاحب کی پرورش کی۔ جب بھی میں دونوں شہزادوں کو دودھ پینے کیلئے دیتی تو اشرف پیر صاحب کچھ دودھ چھوڑ دیتے۔ تو میں افضل پیر صاحب سے کہتی یہ تم پی لو۔ افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہتے یہ میرے بھائی کا حصہ ہے۔ میں نہیں پیئوں گا۔ آپ اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے ہی سنت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا تھے۔ جو کہ عنایات خداوندی اور کامل ولی اللہ ہونے کی نشانی اور دلیل ہے۔

۲۔ سیدہ آپا جی صوفیہ صاحبہ دامت برکاتہم العالیہ نے ہی مجھے بتایا کہ ایک دفعہ حضور قبلہ عالم امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ حج پر جانے لگے۔ اس وقت افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک چند سال تھی۔ انہوں نے حضور قبلہ عالم امیر

ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے بھی اپنے ساتھ حج پر لے جائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ابھی تم چھوٹے ہو۔ جب بڑے ہو جاؤ گے پھر جانا۔ حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کافی یاران طریقت کے ساتھ حج کیلئے علی پور شریف سے تشریف لے گئے۔ جب حضور امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ علی پور شریف سے روانہ ہونے لگے تھے تو افضل پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر مجھے لے کر نہیں جاتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس دفعہ حج پر نہیں جا سکتے۔ حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کا قافلہ کراچی پہنچا تو وہاں پر حضرت بیمار ہو گئے۔ مجبوراً آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس دفعہ واپس آنا پڑا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کراچی سے ہی واپس لوٹ آئے۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ ومقدسہ پر عنایات واکرام کی بارش کا سلسلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن سے ہی شروع ہو چکا تھا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جو بھی اپنی زبان مبارک سے کہتے وہ بات فوری طور پر پوری ہو جاتی تھی۔ اس طرح کے سینکڑوں واقعات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بچپن کی برکات کے سلسلہ میں مجھے بیان کیے گئے ہیں۔ جو طوالت کے پیش نظر سیرت کی ایک کتاب میں لکھنا ممکن نہیں۔

عنایات رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ محبت کے داعی تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی محبت کی طرف نہیں بلاتے تھے بلکہ وہ لوگوں کو آقائے نامدار تاجدار کائنات حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ ومعطر جان بخش محبت کے جام پلاتے تھے۔ وہ جس منزل کی طرف لے کر جاتے تھے وہ منزل مدینہ منورہ ہے۔ اور صبح قیامت تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادگان اور صاحبزادگان یہی نورانی وروحانی سلسلہ جاری رکھیں گے۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہر تقریر اور ہر خطاب کا موضوع فقط ذات مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تذکرہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم صبح وشام کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جس قدر عنایات رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی پر تھیں۔ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے سارا علم ساری رہنمائی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ سے عنایت ہوتا ہے۔ حصول برکت کیلئے یہاں پر چند واقعات پیش کرتا ہوں۔

۱۔ حاجی صادق صاحب ڈسکہ والے انہوں نے مجھے بتایا کہ علی پور سیداں شریف

سالانہ عرس مبارک کے موقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیر صدارت محفل ہو رہی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ کے دوران فرمایا کہ کئی لوگوں نے میرے ساتھ رہ کر اس بات کا امتحان لیا ہے کہ پیر صاحب مطالعہ کتنا کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ وعظ بہت ہی اچھا کرتے ہیں۔ قبلہ پیر صاحب فرمانے لگے کہ مجھے حضور قبلہ عالم محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ بتاتے ہیں میں تو وہی وعظ کرتا ہوں۔ مطالعہ کر کے تقریر نہیں کرتا۔

ہر سمت ایک ظہور ہے تیرے جمال کا
تو نور شرق و غرب و جنوب و شمال کا

۲۔ حاجی صادق جماعتی نے مجھے بیان کیا کہ ڈسکہ میں جامع مسجد چوک میں محفل میلاد ہو رہی تھی۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے دوران وعظ فرمایا کہ لوگ میرا امتحان لیتے ہیں کہ قبلہ پیر صاحب مطالعہ کتنا کرتے ہیں اور ان کے علم کی وسعت کتنی ہے۔ پھر پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے جو کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فقط وہی آگے تم لوگوں کو بیان کر دیتا ہوں۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا قرب حاصل تھا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی پر عنایات رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر وقت بارش ہوتی تھی۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ پر ہر لحہ اور ہر گھڑی عنایات رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارش ہوتی تھی۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا اظہار کبھی نہیں کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شان اور عظمت تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ عاجزی اختیار کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دین اسلام کی خدمت کی۔ عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو عام کیا۔ لا الہ الا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی سربلندی کیلئے صبح و شام کوشاں رہے۔ لیکن کبھی اپنی بزرگی برتری، عظمت کا برملا اظہار نہیں کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر اکثر اپنی تقریر میں پڑھا کرتے تھے۔ شعر

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

حضرت قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارک نے تمام دنیا کو اپنے روحانی فیوضات سے مالا مال کیا۔ اور ہر سو دہر میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجالا کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات کا ایک

ایک لفظ عشق وادب مصطفوی ﷺ میں ڈوبا دکھائی دیتا ہے۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس پر حضور سرور کائنات ﷺ کی عنایات ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رہنمائی اور روشنی گنبد خضریٰ کی سرکار ﷺ سے ملتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا علم دنیاوی نہیں بلکہ خدا سے خدا کے رسول ﷺ کا عطا کردہ تھا۔

حسنِ ولایت

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ جیسا عظیم المرتبت ولی کامل دنیائے جہاں میں پیدا نہیں ہوا ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ حسن ولایت کا شاہکار و مجسمہ تھی۔ کسی نے ولایت و طریقت کے انداز سیکھنے ہوں تو میرے قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھے۔ بقول شاعر

سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا طالب
بھلا اے دل حسیں ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں

حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ستر سالہ زندگی میں طریقت و شریعت و ولایت کے وہ قرینے سکھلائے جو صبح قیامت تک جو اولیاء اللہ کاملین، علماء کرام اور یاران طریقت کیلئے چراغ راہ بنے رہیں گے۔ اور وہ اس خوگر حسن ولایت سے نشان منزل پاتے رہیں گے۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادگان، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض مسلسل کے امین و پاسباں ہیں۔ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ، محترم المقام پیر طریقت و رہبر شریعت حضرت ظفر الملت حافظ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی و جملہ شہزادگان صاحبزادہ نور حسین شاہ صاحب جماعتی، پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب جماعتی اور پیر سید رافع حسین شاہ صاحب جماعتی حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے نور کا عکس ہیں۔ جو انشاء اللہ العزیز حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کے مطابق دین اسلام، مخلوق خدا اور غلامان امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کرتے رہیں گے۔ اور دلوں میں عشق سرور دو عالم ﷺ کی شمعیں روشن کرتے رہیں گے۔

تیری خیر، تیری طلعتِ زیبا و دلکش تنویروں کی خیر (آمین)

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادگان، آقائے نامدار، تاجدار مدینہ حضور سرور قلب و سینہ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے لاڈلے بیٹے ہیں۔ اور حضور ﷺ کا

خون ہیں۔ بقول خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

اے دادہ رخ تو ماہ زیبائی
خاک قدم تو دیدہ راہ بینائی
در خدمت تو جان و دل و دیدہ وتن
می در بازم اگر قبول فرمائی

اے کہ تیرا چہرہ چاند کی طرح خوبصورت ہے۔اور تیرے قدموں کی خاک اندھی آنکھوں کو بینا (روشن) کردیتی ہے۔اگر تو میری طرف نظر کرم فرمائے تو تیری خدمت کیلئے میری جان،دل،اورتن سب کچھ حاضر ہے۔(رباعیات نقشبند صفحہ ۱۷۶)

تفصیل:- یعنی اے ماہ عرب اے محبوب خدا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو چاند کی طرح خوبصورت بنایا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو جو کوئی بھی دیکھتا ہے نثار ہو جاتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خاک میں ایسی تاثیر ہے کہ اگر وہ اندھی آنکھوں میں ڈال دی جائے تو انہیں بینائی مل جائے۔بصارت سے محروم آنکھیں روشن ہو جائیں۔اے ان خوبیوں کے حامل محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بن جائیں اور مجھ پر نظر التفات کریں مجھے میں اپنی غلامی میں قبول کرلیں تو پھر دیکھ کہ میں کیسے جان ودل سے اور دیدہ وتن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی لئے کوشاں رہتا ہوں۔اور اپنی جان نثار کرتا ہوں۔حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت دراصل ولایت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ کو جو نسبت اور قربت حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ ہے وہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ولایت حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے۔لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت ولایتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عطا عطاءِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حسن حسنِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رضا رضائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ادا ادائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔کسی کو مغالطہ اور شک نہیں ہونا چاہیے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خون خونِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور تاجدار مدینہ سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر کا ٹکڑا ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے جگر کا ٹکڑا ہیں۔یہ تو ہماری خوش نصیبی ہے اور خوش قسمتی ہے کہ جو ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں اور مریدوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔یہ سنت دیرپا اور

ہمیشہ قائم رہنے والی ہے۔ یہ بڑے لجپال شیخ طریقت ہیں بڑے سخی ہیں اور اپنی رعایا پر شفقت و مہربانی کرنے والے دلنواز اور مالک و مختار ہیں انہی کی مہربانی اور نسبت سے ہم لوگوں کی بخشش ہوگی۔ اور قیامت کے دن حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس نسبت اور غلامی کو قائم و دائم رکھے۔ آمین!

تیرے آستاں پہ آئے تیری یاد کھینچ لائی
ہے دعا رہے سلامت تیری در سے آشنائی

باب ششم
تصرفاتِ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ نقشبندیہ کا ماہِ منیر

آسمانِ ولایت کے آفتاب جہاں تاب، ولی کامل، مرشد بے بدل، نور مجسم، نور دیدہ و جگر گوشہ جوہر ملت، نوید امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی، آپ کے علمی کمالات، آپ کی روحانی صلاحیتیں اور آپ کے تصوف و طریقت کے میدان میں کارہائے نمایاں اس امر کا واضح ثبوت ہیں کہ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ کے ماہِ منیر تھے۔ آپ نے تصوف و طریقت میں محبت الٰہی اور محبت رسول عربی کو نئے انداز میں پیش کیا۔ آپ نے ہمیشہ دلائل اور منطق کے ساتھ گفتگو کی اپنی تقاریر اور اپنی گفتگو میں ہمیشہ قرآن و حدیث کے حوالے دیئے۔ یہ حضرت فخر ملت کی طلسماتی و کرشماتی شخصیت مبارکہ تھی کہ جید علمائے کرام اور مشائخ عظام آپ کی عظمت و جلالت کے معترف تھے اور آپ کی صحبت میں بیٹھنا اپنے لئے باعث عزت و تکریم تصور کرتے تھے۔

جس کے ہونے سے ہر طرف پھول کھلتے تھے
جس کے احساس سے معطر تھی فضاء
جس کے نور سے فروزاں تھا جہاں اپنا
جس کی خوشبو سے مہکتا تھا جہاں اپنا

حضور قبلہ فخر ملت ولی کامل تھے۔ ولایت کے تمام درجات طے کر چکے تھے۔ آپ کے روحانی تصرفات اور آپ کی کرامات زبان زد خاص و عام ہیں۔ آپ ایسے ولی کامل تھے کہ جن کی نگاہِ ولایت سے لاکھوں لوگ فیض یاب ہوئے۔ آپ علم و حکمت کا سمندر تھے۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے بعد آپ نے مذہبی و علمی میدان میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ اپنے مریدین کے دلوں کی گہرائی تک رسائی رکھتے تھے۔ علی پور شریف میں آپ کی موجودگی ہزاروں کی تعداد میں زائرین و متوسلین کے لئے باعث اطمینان ہوتی تھی۔ لوگوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ آپ کی زبان اقدس سے نکلنے والا ہر ہر لفظ علم و حکمت کی روشنی پھیلاتا چلا جاتا۔ آپ کی مجلس نہایت سادہ لیکن پروقار ہوتی۔ دلوں کو موم کر دیتے۔ آپ روحانیت کا ایسا درخشندہ ستارہ تھے جن کا مقام ولایت آسمان کی بلندیوں کو چھوتا تھا۔ تصرف و ولایت کی روشنی اور نور مصطفےٰ کا منبع ایک ایسا شیخ طریقت جو ایک کامیاب ہیرے کی مانند تھا۔ جہاں بھی تشریف لے

جاتے تھے روشنیاں بکھیر دیتے تھے۔ خوشبوئیں پھیل جاتی تھیں۔

حضور قبلہ فخر ملت کی آمد طلوع آفتاب کا منظر پیش کرتی تھی۔ آپ کے استقبال کے لئے آسمان پر بادل لہراتے تھے۔ بلاشبہ آپ اپنے وقت کے غوث و مجدد تھے۔ حضور فخر ملت کے تصرفات سے لاکھوں لوگ مستفید ہوئے۔ مشرق وسطیٰ سے لے کر یورپ تک آپ کے مریدین کی ایک بڑی تعداد آپ کی نام لیوا ہے۔

حضور فخر ملت کی یاد سے دل روشن ہیں آپ فقط ایک خواب نہیں بلکہ حقیقت ہیں۔ اصل دل کے دلوں میں بستے ہیں اور ان کی راہنمائی فرماتے ہیں۔ یہ حضور فخر ملت کا روحانی تصرف تھا کہ لوگ آپ کا خطاب دلنواز سننے کے لئے دور دراز علاقوں سے آپ کے جلسوں میں شریک تھے۔ آپ کا خطاب سن کر لوگ آبدیدہ ہو جاتے اور آپ کے دست اقدس پر بیعت کر لیتے۔ آپ جو بات فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اسے پوری فرما دیتے تھے۔ بے شمار پیر بھائیوں نے اس طرح کے واقعات بیان کئے ہیں کہ حضرت جو فرماتے تھے اسی طرح ہوتا تھا۔ یہ آپ کی شان عظمت وجلالت تھی جس کا آپ نے کبھی اظہار نہیں فرمایا تھا۔

رحمتوں بھری نگاہ دوررس کا کمال

حضور قبلہ فخر ملت جس بیمار پر رحمتوں بھری نگاہ دوررس ڈالتے تھے اسے شفایاب کر دیتے تھے۔ ایسا ہی ایک واقعہ محمد کاشف جماعتی نے بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں سلور سٹار کمپنی لاہور میں ملازمت کرتا تھا۔ میری کمپنی کے ایم ڈی کے بہنوئی کو گردوں کا مسئلہ تھا انہوں نے تقریباً تمام بڑے ڈاکٹروں سے چیک اپ کروایا۔ ڈاکٹرز اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ اس کے گردے تبدیل ہو گئے حتیٰ کہ اس کا علاج کرنے والے ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ ایک دن انہوں نے مجھے اپنے بہنوئی کی بیماری کے بارے میں بتایا تو میں نے ان کو علی پور شریف میں حاضری کا مشورہ دیا ایک دن ہم علی پور شریف میں حاضر ہوئے۔

حضور قبلہ فخر ملت آرام فرما رہے تھے۔ میں نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ میری کمپنی کے ایم ڈی صاحب کے بہنوئی حاضر ہوئے ہیں۔ میرے پیر و مرشد نے کمال محبت و شفقت کا مظاہرہ فرمایا اور ان کو اندر اپنے کمرے میں بلا لیا اور ان سے بیماری دریافت کی۔ جس پر ایم ڈی صاحب کے بہنوئی نے بتایا کہ ان کو ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے اور کہا کہ

تمہارے گردے تبدیل ہو گئے۔ یہ کہنا تھا کہ حضور قبلہ فخر ملت نے اپنی رحمت بھری نگاہ سے ان کی طرف دیکھا اور کچھ لمحوں کے بعد فرمایا کہ آپ کو تو یہ بیماری ہے ہی نہیں۔ آپ کو تو صرف بلڈ پریشر کا مسئلہ ہے لہذا آپ صرف بلڈ پریشر کی دوائی لیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے ان کو چار تعویذ دیئے اور فرمایا کہ منرل واٹر کی بوتل میں ڈال لیں اور اکیس دن پئیں اس کے بعد ایک اور بوتل میں دوسرا تعویذ ڈالیں وہ بھی اکیس دن پئیں۔ اس طرح سے چار تعویذ پئیں اور ان کو رخصت فرما دیا۔ تقریباً تین ماہ کے بعد ایک افطار پارٹی میں میری ان سے ملاقات ہوئی انہوں نے مجھے بتایا کہ الحمد للہ میں چار تعویذ پینے کے بعد بالکل تندرست ہو گیا ہوں میں نے دوبارہ ٹیسٹ اور اپنی رپورٹیں کروائی ہیں وہ بالکل صحیح آئی ہیں مجھے جو تندرستی ملی ہے تو یہ صرف اور صرف آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب اور ولی نعمت حضور قبلہ فخر ملت کے صدقے میں اور آپ کی نگاہ کرم سے ملی ہے اب بالکل ٹھیک ہوں اور میرے گردے درست طور پر کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور قبلہ فخر ملت کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

ولایت کے نیر اعظم

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی شفیق نورانی و روحانی اور علمی شخصیت کا تصور ہی قلوب واذہان کو گرما دیتا ہے۔ مشام جاں معطر ہو جاتی ہے اور انسان کی روح علی پور سیداں کا طواف کرنے لگتی ہے۔ فخر ملت وہ سدا بہار پھول ہے کہ جس کے فیضان کی مہک سے شش جہات فیض یاب ہو رہے ہیں۔ حضور فخر ملت بڑے کریم نواز تھے اور آپ کا آستانہ کرم کا ایسا میخانہ ہے جہاں سے کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا بقول شاعر بیدم وارثی۔

ساغر کی آرزو ہے نہ پیمانہ چاہیے	بس اک نگاہ مرشد میخانہ چاہیے
جب تک ملے نہ دست کرم سے کرم کی بھیک	دروازہ کریم سے جانا نہ چاہیے
بیدم نماز عشق یہی ہے خدا گواہ	ہر دم تصور رخ جاناں چاہیے
کعبے کا شوق ہے نہ صنم خانہ چاہیے	جاناں چاہیے در جاناناں چاہیے

حضور فخر ملت کی خدمت عالیہ میں حاضری سے تمام مسائل حل ہو جاتے تھے۔ قاری ریاض احمد جماعتی نے بتایا میں پیر سید افضل حسین شاہ کے عرس مبارک پر علی پور شریف حاضر ہوا۔ محفل کے بعد حضور فخر ملت سے واپس جانے کے لیے عرض کی تو قبلہ پیر صاحب نے پوچھا

قاری صاحب مسجد میں ڈیوٹی دے رہے ہیں میں نے عرض کی جناب جب سے ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔اس وقت سے نماز نہیں پڑھائی البتہ میرے بارے میں سازشیں ہو رہی ہیں۔قبلہ پیر صاحب نے فرمایا انہوں نے جواب تو نہیں دیا۔ میں نے عرض کی نہیں حضور فخر ملت نے فرمایا قاری صاحب پریشان نہ ہوں۔ ان شاء اللہ بہتر ہو جائے گا۔قاری صاحب نے بتایا کہ یہ میرے پیرو مرشد حضرت فخر ملت کا ارشاد گرامی قدر تھا اور نظر کرم کا فیضان تھا کہ جتنے بھی سازشیں کر رہے تھے ناکام رہے اور میں جس ہسپتال کی مسجد میں امامت کرواتا تھا۔ وہیں پر دوبارہ بحال ہو گیا۔

حضور فخر ملت کی شان وعظمت

حضور فخر ملت کو منفرد عظمت وشان وشوکت اور توقیر حاصل تھی وہ کسی بڑے سے بڑے عالم یا ولی اللہ کو بھی نصیب نہ ہوئی۔ وقت کے ارباب علم وحکمت مشائخ عظام۔ امراء ورؤساء آپ کے آستان کرم پر سر جھکا کرآتے تھے۔اور آپ کے آداب وتکریم کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔جس جگہ پر آپ تشریف فرما ہوتے تھے وہ جگہ عظمت وبرکت والی ہو جاتی تھی۔حافظ غلام مصطفےٰ حال مقیم لندن نے حضور فخر ملت کی عظمت وشان شوکت کے بارے ایک واقعہ بیان فرمایا۔

یہ دسمبر ۲۰۱۰ء کی بات ہے۔ میں نے واپس لندن جانا تھا۔ جہاز کی پرواز سمبڑیال سے روانہ ہونا تھی۔ حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ نے مجھے فرمایا حافظ جی تمہاری پرواز صبح کی ہے تم رات سیالکوٹ میں عرفان جماعتی کے گھر میں رہو۔ اس کا ڈرائیور تمہیں صبح کے وقت ایئر پورٹ پر چھوڑ آئے گا۔ میں رات ہی کو سیالکوٹ میں عرفان صاحب کے گھر پہنچ گیا۔عرفان صاحب مجھے کہنے لگے میں نے اپنے گھر میں ایک محفوظ کمرہ بنا رکھا ہے۔ جہاں قبلہ فخر ملت یا آپا جی صوفیہ سرکار رہتے ہیں۔ چونکہ آپ کو حضور نے بھیجا ہے آپ اسی کمرہ میں آرام فرمالیں۔ حافظ جی نے بتایا رات تقریباً دو بجے کے قریب میرے پاؤں کو کسی نے زور سے دبایا میں نے کمبل اپنے چہرے سے ہٹا کر دیکھا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کا جسم پورے کمرے میں پھیلا ہوا ہے۔ اس نے سفید لباس پہنا ہوا ہے۔ سفید ہی اس کی داڑھی ہے۔ میں بڑا خوف زدہ ہوا۔ اس کا جسم اتنا بڑا تھا جو کہ پورے کمرے میں پھیلا ہوا تھا۔ میں نے محسوس کر لیا یہ کوئی عام انسان نہیں ہو سکتا۔ میں نے گھبراتے ہوئے اپنے چہرے پر کمبل لے لیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد میں نے دوبارہ اس کی طرف دیکھا کہ وہی آدمی ایک طرف ہو کر لیٹ گیا ہے۔ اس صورت میں

بھی اس شخص کا جسم زمین سے لے کر چھت تک پھیلا ہوا تھا۔ میں ساری رات اس شخص کو دیکھ کر خوف زدہ رہا۔ پھر اس کے بعد میں اٹھ گیا۔ میں نے وضو کیا۔ دو نفل ادا کیے اس کے بعد میں دوبارہ کمرہ میں نہیں گیا۔ میں کمرے کے باہر ہی بیٹھ گیا۔ چار بجے کے قریب عرفان صاحب کا ڈرائیور آیا۔ پھر پندرہ منٹ کے بعد عرفان صاحب بھی آ گئے۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے بیدار ہوئے کافی دیر ہو چکی ہے۔ پھر وہ مجھے ایئر پورٹ چھوڑ آئے۔ جب میں لندن پہنچ گیا۔ کچھ دن کے بعد حضور فخر ملت کا فون آیا کہ حافظ جی خیریت سے پہنچ گئے ہو۔ میں نے عرض کی کہ جناب خیریت سے پہنچ گیا ہوں۔ لیکن عرفان صاحب کے گھر بڑا پریشان ہوا ہوں۔ قبلہ پیر صاحب میری یہ بات سن کر مسکرا دیے۔ میں نے جس شخص کو دیکھا تھا اس کے متعلق حضور قبلہ کو بتایا۔ قبلہ پیر صاحب نے فرمایا وہ جو دوسری طرف لیٹا تھا وہ تمہیں بتا رہا تھا کہ اس جگہ آ کر تم لیٹو۔ جس جگہ تم آرام کر رہے ہو یہ تمہارے آرام کرنے کی جگہ نہیں ہے۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور فخر ملت کو اس چیز کا علم تھا وہ شخص کون تھا۔ وہ فرشتہ تھا اسی لئے قبلہ پیر صاحب نے حافظ جی کو فرمایا کہ وہ تمہیں بتا رہا تھا جہاں تم آرام کر رہے ہو یہاں تو قبلہ پیر صاحب آرام کرتے ہیں اس جگہ سے اٹھ جاؤ اور دوسری جگہ جا کر آرام کر لو۔

یہ بات فخر ملت نہیں مانتے

حافظ غلام مصطفےٰ جماعتی نے ہی بتایا جب پیر سید اشرف حسین شاہ کا وصال ہوا۔ قبلہ پیر صاحب نے مجھے فون کر کے بتایا کہ اشرف پیر صاحب کا وصال ہو گیا ہے آنا ہے تو آ جاؤ لیکن جنازے کے لئے تمہارا انتظار نہیں کرنا۔ میں لندن سے علی پور سیداں آ گیا۔ جب اشرف پیر صاحب کا چہلم ہوا۔ میں نے چہلم کے بعد واپس لندن جانے کے لئے ٹکٹ خرید لیا۔ میں نے واپس جانے سے پہلے دربار شریف پر حاضری دی۔ میں نے اپنے پیر و مرشد حضور جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی۔ اس وقت میرے دل میں بات آئی کہ اشرف پیر صاحب دنیا سے تشریف لے گئے ہیں ہم سب نے بھی چلے جانا ہے۔ اپنے آپ کو گناہ گار تصور کر کے حضور جوہر ملت سے عرض کی میری وجہ سے تو مخلوق خدا کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچا۔ یا حضرت آپ میری عرض حضور قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں پیش کر دیں کہ میری عمر کے دس سال حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ کو لگ

جائیں۔ حافظ صاحب یہ عرض کر کے لندن چلے گئے۔ ٹھیک تین ماہ کے بعد میں ایک رات سویا۔ میری خواب میں حضور جوہر ملت پیر سید اختر حسین تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا میں نے تیری عرض حضور قبلہ عالم کی بارگاہ میں پیش کر دی لیکن افضل پیر صاحب نہیں مانتے۔ میں اچانک بیدار ہوا۔ یہ کیا ماجرا ہے پھر میں سو گیا۔ اس خواب کے تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد قبلہ فخر ملت کا فون آیا۔ میں نے فون اٹھایا تو حضور فرمانے لگے۔ حافظ جی اٹھ جاؤ۔ پھر آپ نے خیریت دریافت کی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ حافظ جی جو عمر مجھے اللہ تعالیٰ نے دی ہے میں اسی پر راضی ہوں۔ آپ بھی اسی پر اتفاق کریں، ضد نہ کریں۔ قبلہ پیر صاحب کی یہ بات سن کر میں بڑا حیران ہوا کہ ابھی خواب میں جوہر ملت نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ افضل پیر صاحب نہیں مانتے اور یہی بات پیر صاحب مجھے فون کر کے بتا رہے ہیں۔ قبلہ پیر صاحب کے اس ارشاد سے پتہ چلا کہ حضور فخر ملت کو اس بات کا علم تھا جو میں نے حضور جوہر ملت کے مزار پر عرض کی۔ آپ کو یہ بھی علم تھا کہ انہوں نے کس سال کس مہینہ اور کس دن اس دنیائے فانی سے رخصت ہونا ہے۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ جو عمر مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے میں اس پر راضی ہوں۔ حافظ جی کہتے ہیں کہ حضور فخر ملت نے کچھ عرصہ کے بعد مجھے فون کیا کہ میں نے تمہیں ٹکٹ بھیج دیا ہے۔ لہٰذا کچھ عرصہ میرے پاس آکر گزارو۔ آپ کے حکم کے مطابق میں واپس پاکستان آیا۔ قبلہ پیر صاحب کو میری پرواز کا پتا تھا۔ آپ نے میرے علی پور شریف میں آنے سے پہلے کھانا وغیرہ تیار کروا کے اپنے کمرہ میں رکھا ہوا تھا۔ جب میں آپ کے کمرے میں داخل ہوا تو آپ نے وہی بات فرمائی جو آپ نے فون پر ارشاد فرمایا تھا۔ کہ حافظ جی جو عمر مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے میں اس پر خوش ہوں تم ضد نہ کرو میں نے عرض کی جناب ٹھیک ہے میں تقریباً اس دوران علی پور شریف میں چھ ہفتے رہا آپ نے علی پور شریف کے میرے قیام کے دوران خصوصی شفقت و مہربانی کا سلوک فرمایا۔ حضرت فخر ملت کو حضور قبلہ عالم محدث علی پوری سے بڑی محبت تھی، آپ اکثر ایک حدیث شریف بیان فرماتے تھے کہ جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔ امیر ملت محدث علی پور کو آپ سے اور آپ کو حضرت امیر ملت سے محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آج آپ حضرت امیر ملت محدث علی پور کے پہلو میں دفن ہیں اور مکین گنبد بیضی ہیں۔ ملا اعلیٰ سے نوری مخلوق آپ کے مزار پر انوار پر آسمانوں سے جوق در جوق اترتی ہے اور صبح و شام صل علیٰ کے نغمے الاپتی ہے۔

وہاں سے اٹھا کر میرے کمرے میں لے کر آؤ۔ پھر تم میری طرف سے پیر صاحب کی خدمت میں عرض کرنا کہ جناب مفتی صاحب کو بیعت کر لیں میں نے حضور قبلہ فخر ملت کے پاس آ کر عرض کی جناب ایک بات کہنی ہے۔ آپ نے فرمایا کہو۔ پھر میں نے عرض کی جناب یہاں نہیں کمرے میں مفتی صاحب نے کچھ کہنا ہے قبلہ پیر صاحب نے بڑی شفقت فرمائی۔ آپ کمرے میں تشریف لائے مفتی صاحب مجھے کہنے لگے حافظ جی جو میں نے تمہیں کہا تھا۔ میری طرف سے قبلہ پیر صاحب کی خدمت میں عرض کرو میں نے قبلہ پیر صاحب کی خدمت میں عرض کی جناب مفتی صاحب نے کہا ہے کہ آپ انہیں بیعت کر لیں۔ حضور فخر ملت فرمانے لگے حافظ جی قبلہ مفتی صاحب میرے استاد ہیں جو مجھے حکم کرینگے میں کرونگا۔ لیکن قبلہ مفتی صاحب نے حضرت سراج ملت پیر سید محمد حسین شاہ کا زمانہ پایا ہے حضرت شمس ملت پیر سید نور حسین شاہ کا زمانہ پایا ہے۔ حضرت جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ کا زمانہ بھی پایا ہے۔ آپ کو ان کا مرید ہونا چاہیے تھا مفتی صاحب نے کہا اگر چہ میں نے ان کا زمانہ پایا لوگ میرے سامنے ان کے مرید ہوئے لیکن میرا کبھی اس طرف خیال نہیں گیا۔ پھر وہیں حضور فخر ملت نے مفتی صاحب کو بیعت فرمایا۔

فخر ملت ایک فکری تحریک

حضور قبلہ فخر ملت ایک فرد نہیں بلکہ ایک فکری تحریک کا نام ہے۔ آپ نے اپنے قول و فعل سے ثابت کیا کہ آپ امیر ملت محدث علی پوری کے عظیم مشن اور فکری سوچ کے امین اور پاسبان ہیں۔ آپ کی ذات مقدسہ میں وہ تمام اوصاف اور خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں جو امیر ملت محدث علی پوری کی ذات ستودہ صفات میں پائی جاتی تھیں۔ آپ نے اپنے علم و فکر کو اپنے آپ تک محدود نہ رکھا بلکہ لاکھوں لوگوں کے اذہان تک کما حقہ منتقل کیا۔ عشق الٰہی عشق رسول ﷺ کے دیپ روشن کیے۔ دین اسلام کی سربلندی و ترویج و اشاعت کے لئے ان تھک محنت کی اپنی صحت کی پروا کیے بغیر روزانہ سینکڑوں میل کا سفر طے کر کے عشق مصطفےٰ ﷺ کی کانفرنسز اور محافل میلاد کی صدارت کی اور خطاب ارشاد فرمائے۔ فخر ملت ایک ایسی فکری تحریک کا نام ہے جس نے امت مسلمہ کی سوچوں میں تموج کے آثار پیدا کیے۔ مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگایا اور درست سمت میں ان کی رہنمائی کی۔ انہوں نے دل و دماغ پر محبت بھری دستک دی۔ مادہ پرستی کے دور میں روحانیت کی قندیل جلائی۔ ذھنوں کا زنگ اتارا روحوں کا میل دھویا اور بھٹکے ہوئے

معاشرے کو صراط مستقیم دکھایا۔ برائی کے خلاف آواز بلند کی۔ نمود ونمائش سے پرہیز کیا اور سادگی کے ساتھ زندگی گزاری۔

فخر ملت وارث فیضان محمد ﷺ

یہ امر حقیقت ہے کہ حضرت فخر ملت وارث فیضان محمد ﷺ تھے اور ہیں حضور سرور کائنات ﷺ کی ہستی ستودہ صفات کے ساتھ جو حقیقی نسبت اور قریبی تعلق آپ کا تھا کسی اور کو کبھی نصیب نہ ہوا ہوگا۔ آپ حضور سرور کائنات ﷺ کے لاڈلے بیٹے تھے۔ آپ کو حضور ﷺ سے جسمانی نسبت بھی تھی اور روحانی نسبت بھی تھی۔ دربار رسالت میں آپ ﷺ کو وہ مقام خاص حاصل تھا جس پر فرشتے بھی رشک کرتے تھے۔ آپ کے وجود اطہر میں خوشبوئے رسالت مآب ﷺ پائی جاتی تھی۔

سیرت امیر ملت کے مصنف اور آپ کے والد گرامی قدر جوھر الملت حضرت الحاج پیر سید اختر حسین شاہ سیرت امیر ملت میں لکھتے ہیں کہ حضرت فخر ملت سید افضل حسین شاہ وہ واحد شخص تھے جن کو قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری اپنے لئے دعا کے لئے کہتے تھے۔ حضرت فخر ملت جہاں بھی جاتے تھے خوشبوئیں اور روشنیاں بکھیرتے جاتے تھے۔ آپ کی ہستی مبارکہ سے ایک کرامت منسوب ہو چکی تھی اور آپ کے مریدین، معتقدین، متوسلین کو پورا یقین تھا کہ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے تھے۔ بے شک گرمی کا موسم ہوتا لیکن آپ کی آمد اور تشریف آوری کے ساتھ ہی خوشگوار ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہو جاتی تھیں آسمان پر بادل اڑنا شروع ہو جاتے تھے جیسے وہ اس عظیم شہزادہ رسالت مآب کو سلامی دینے کے لئے اور آپ کا استقبال کرنے کے لئے آسمان پر اڑتے پھر رہے ہوں نسیم خوشگوار کا چلنا۔ روشنیوں کا جگمگانا اور آسمان کی وسعتوں پر حسین بادلوں کا لہرانا اس امر کا غماض ہوتا تھا کہ یہ ہستی کوئی عام ہستی نہیں بلکہ امیر ملت محدث علی پوری کا جانشین اور کشور خوباں کا صدر نشیں حضرت الحاج الحافظ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ ہے جو اپنے وقت کا مجدد اور محدث ہے۔ جو لاکھوں کروڑوں دلوں کی دھڑکن ہے اور فیضان محمد ﷺ کا حقیقی وارث ہے۔

خواب میں زیارت رسول اکرم ﷺ کروانا

خلیفہ فخر ملت قاری فیاض احمد جماعتی خطیب جامع مسجد پنورا ما سنٹر لاہور بیان کرتے

ہیں کہ ۱۹۸۲ء میں جب میں مدرسہ جماعتیہ نقشبندیہ حفظ القرآن نیو سول لائن گوجرانوالہ میں پڑھتا تھا۔ تو مجھے حضور قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے خلیفہ محترم حافظ بشیر صاحب مرحوم نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ مدینہ تشریف لے گئے وہاں ایک پیر بھائی تھے جنہوں نے اپنے گھر میں محفل کروائی اور اپنے دوستوں کو بھی بلایا۔

حضور فخر ملت کے اعزاز میں یہ دعوت اور محفل منعقد کی گئی اس نے اپنے ایک دوست کو دعوت نامہ دیا تو اس نے کہا کہ میں پیروں کو نہیں مانتا تو اس پیر بھائی نے کہا تم نہ ماننا لیکن دعوت میں تو آجانا حتی کہ وہ محفل میں آ ہی گیا جب محفل میں شامل ہوا اور حضور قبلہ فخر ملت کی زیارت کی تو بے اختیار پکار اٹھا کہ یہ تو واقعی اللہ کے کامل ولی ہیں محفل ختم ہوئی وہ واپس اپنے گھر چلا گیا رات کو سویا تو اس کے خفتہ بخت جاگ اٹھے۔ اس کے خواب میں آقائے نامدار تاجدار مدینہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضور قبلہ فخر ملت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تشریف فرما ہیں اور محو گفتگو ہیں۔ یہ شخص وہاں حاضر ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ میں تو اولیاء کرام کے خلاف باتیں کیا کرتا تھا لیکن ان کا مقام تو اتنا بلند ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محو گفتگو ہیں حتی کہ اس نے عقیدہ اہلسنت کی پہچان کر لی اور ہمارے پیر و مرشد کے مقام و مرتبہ کا بھی ادراک کر لیا۔ بعد میں اس شخص نے علی پور شریف میں حاضر ہو کر حضور فخر ملت کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

فخر ملت صبح نور کا مسافر

حضور فخر ملت کی ہستی مبارکہ میں طمانیت و سکون تھا۔ وہ ایک ایسے بہتے دریا کی مانند تھے جس میں ہلچل نام کو نہ تھی ان کی اکثر تقاریر میں تسلسل اور بڑی فصاحت کیساتھ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے حوالے ہوتے تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت صبح نور کا مسافر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سے صبح کی روشنی پھوٹتی تھی۔ آپ کی موجودگی میں شام یا خزاں کا احساس تک نہ ہوتا تھا۔ آپ کی مجلس وصحبت میں بیٹھنے والوں کو نور کی خیرات ملتی تھی انہیں کمال قلبی اطمینان نصیب ہوتا تھا رنج والم اور دکھ درد بھول جاتے تھے اور وہ نئے عزم اور نئے ولولے کے ساتھ اپنی زندگی گزارنے کا ارادہ کر لیا کرتے تھے۔ وقت کے جید مشائخ عظام، امراء ور وساء آپ کے آستانے

پر سر جھکا کے آتے تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت عظمتوں کا نشان اور آفتاب نوبہار تھے۔

کہکشائیں آپ کے دم قدم سے قائم تھیں اور آپ کی ذات میں وفا کے موتی چمکتے تھے۔ سلطنت محبت کے شہریار تھے۔ حد درجہ مہمان نواز و غمگسار تھے۔ پیکر رعنائی وزیبائی تھے۔ پیکر حسن جانفزاء تھے۔ حضرت فخر ملت نے اپنی ساری زندگی کمال مہارت و دانشمندی کے ساتھ دنیا میں پیغام الہٰی اور پیغام رسالت مخلوق خدا تک پہنچایا۔ آپ کی زندگی کا مشن اور مقصد شان و شوکت اسلام اور سربلندی و عظمت شان مصطفےٰ ﷺ تھی۔ آپ سچے عاشق رسول ﷺ تھے آپ کی ہر تقریر میں ہر جلسے میں آپ کی گفتگو کا موضوع زیادہ تر ذات مصطفےٰ ﷺ ہوتی تھی۔

آپ اکثر عظمت اہل بیت اور مقام حضرت امیر ملت پر گفتگو فرماتے تھے۔ حضرت فخر ملت کے خطاب پیغام عشق رسول ﷺ سے بھر پور ہیں۔ کئی کئی گھنٹے خطاب فرماتے تھے عشق مصطفےٰ ﷺ کی کانفرنس میں خصوصی طور پر شرکت فرماتے تھے۔ محافل میلاد کی صدارت اور خطاب آپ کا معمول تھا۔ پاکستان کے چھوٹے بڑے شہروں میں مریدین و متوسلین کی درخواست پر شرکت کرتے اور ہزاروں کے جلسے سے خطاب فرماتے۔ الغرض آپ صبح نور کا ایسا مسافر تھے جن کی حیات مبارکہ پیغام عشق مصطفےٰ ﷺ کی ترویج میں گزری۔

فخر ملت چاہتوں کا مصداق

حضور قبلہ فخر ملت قدس سرہ العزیز صبح درخشاں کی مانند تھے۔ آپ چاہتوں کا مصداق اور حسن و خوبی کا شاہکار تھے۔ رنگوں اور خوشبوؤں کا سفینہ تھے۔ سر چشمہ اوصاف و کمالات تھے۔ الغرض آپ سرتاپا جلوۂ امیر ملت تھے۔ گلشن سرور دو عالم ﷺ کے سرمدی پھول تھے جہاں بھی جاتے تھے ہزاروں لوگ ان کا والہانہ گرمجوشی کے ساتھ استقبال کرتے تھے۔ آپ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرتے تھے۔ آپ آفتاب فلک ولایت تھے۔ اوج شان فصاحت تھے اور مریدین کی آنکھوں کی راحت تھے۔ التفات کا پیکر تھے اور نور و نکہت کا منبع تھے اور لاکھوں کروڑوں دلوں کی دھڑکن تھے۔ حسن و خوبی قدر و منزلت و علم و فضل میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا۔ وہ ایک قیمتی ہیرے کی مانند تھے وہ فضاؤں میں محو پرواز تھے جو کوئی آسمانی مخلوق دکھائی دیتے تھے۔ قدرت کا عظیم شاہکار تھے آپ کی شخصیت میں فقر و غنا بھی تھی اور عاجزی و انکساری بھی تھی۔

عظمت و جلالت بھی تھی اور شان و شوکت بھی تھی وہ تو ایک بحر بیکراں تھے انہوں نے

آج کے مادہ پرستانہ دور میں امام غزالی کا کردار ادا کیا۔ امام اعظم کا کردار ادا کیا اور خزاں رسیدہ شجر دین کو سرسبز و شاداب کر دیا۔ آپ کی علمی ثقافت کی بدولت ہزاروں جاہل عالم بنے۔ آپ کی نگاہ ولایت سے ہزاروں گناہ گار پارسا بنے۔ آپ کی روحانی تربیت سے ہزاروں لوگ پیران عظام بنے آپ کی صحبت میں بیٹھنے والے قاری قرآن و عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنے۔

ولی نعمت حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ کی خدمت اقدس میں حاضری اور آپ کا دعاء کیلئے ہاتھ اٹھا دینا گویا مسائل کے حل کی نوید جانفزاء ہوتی تھی۔ عرفان محمود جماعتی سیالکوٹ سے انہوں نے بتایا کہ ابھی مجھے حضور فخر ملت سے بیعت ہوئے تین ہفتے ہوئے تھے میں آپ کی خدمت علی پور شریف میں حاضر ہوا اور دعا کے لئے عرض کی کہ جناب دعا فرمادیں کاروبار کے لئے کوئی اچھی جگہ مل جائے آپ نے فرمایا پہلے چائنہ چوک کے پاس تم گھر خریدو۔ میں نے عرض کی جناب کاروبار کے لئے چاہیے۔ آپ نے فرمایا وہ بھی مل جائے گی۔ یہ آپ کے ارشاد گرامی کی برکت تھی کہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنی جلدی تھوڑی قیمت پر دو کنال جگہ مجھے گھر کے لئے چائنہ چوک پر ہی مل گئی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ جس دن مجھے گھر ملا اور جس مہینہ میں ملا یہ رمضان المبارک کا مہینہ اور جمعۃ المبارک کا دن تھا ٹھیک ایک سال کے بعد اسی دن اور مہینہ میں فیکٹری کے لئے پانچ کنال جگہ اسی قیمت میں مل گئی۔ اس کا سبب ایسے ہوا کہ قبلہ پیر صاحب کی نظر کرم سے ایک بڑی پارٹی نے ایک بڑا آرڈر دیا۔ اسی آرڈر کے منافع سے میں نے فیکٹری کے لئے جگہ حاصل کر لی اور یہ سب میرے پیرو مرشد فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ کی نعمتوں برکتوں اور رحمتوں بھری ہستی مبارکہ کی وجہ سے ہوا۔

دلی ارادہ جان لینا

محترم عرفان محمود جماعتی ہی نے بتایا کہ ایک مرتبہ میاں جی پروفیسر غلام علی صاحب نے فون پر کہا کہ علی پور شریف جانا ہے۔ جلدی آؤ۔ سردی کا موسم تھا میں نے جلدی سے گاڑی نکالی اور میاں جی کے پاس پہنچ گیا۔ میاں جی کہنے لگے بھئی تم نے کوئی سویٹر وغیرہ نہیں پہنا سردی کا موسم ہے چلو گھر سویٹر پہن کر آؤ میں نے کہا پیر صاحب خود ہی پہنا دیں گے۔ اچانک یہ بات میرے منہ سے نکل گئی۔ جب ہم علی پور شریف پہنچے۔ قبلہ پیر صاحب کے کمرے میں داخل ہوئے۔ سلام عرض کرنے کے بعد قبلہ پیر صاحب نے مجھے اپنے قریب ہی بیٹھنے کو فرمایا میں حضور فخر ملت

کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پیر صاحب فرمانے لگے تم کو سردی نہیں لگ رہی۔ مجھے تو سردی لگ رہی ہے میں نے عرض کیا جناب جلدی میں مجھے یاد نہیں رہا۔ قبلہ پیر صاحب نے سرفراز کو فرمایا کمبل لے کر آؤ۔ میرے دل میں خیال آیا کہ میں نے تو سویٹر کیلئے سوچا تھا آپ کمبل کیلئے فرما رہے ہیں۔ قبلہ پیر صاحب نے اُسی لمحہ جب میرے دل میں سویٹر کا خیال آیا آپ نے پیچھے مڑ کر ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز پکڑی پھر سرفراز کو فرمانے لگے یہ کیا چیز ہے۔ اُس نے عرض کی جناب یہ سویٹر ہے۔ آپ نے وہ سویٹر مجھے عطاء فرمایا اور حکم دیا کہ یہ پہن لو۔ اُس سویٹر کو میں نے اُسی وقت پہن لیا۔ اس بات سے حضور قبلہ فخر ملت کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ میں نے سیالکوٹ میں میاں جی سے کہا کہ پیر صاحب خود ہی سویٹر پہنا دیں گے۔ جب ہم آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں تو میرے کچھ عرض کرنے سے پہلے ہی آپ مجھے سویٹر عطاء کر دیتے ہیں۔ قربان جائیں ایسے عظیم شیخ طریقت کی اداؤں پر جو شفقت و مہربانی کا پیکر اور محبتیں بانٹنے والا تھا۔ مریدین کے دلی خیالات کو جان لیتا تھا اور اپنے چاہنے والوں کی خواہشات لمحوں میں پوری کر دیتا تھا۔

فیصل جماعتی سیالکوٹ سے اُنہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ ایک کام کی وجہ سے میں بڑا سخت پریشان تھا۔ میرا وہ کام کسی وجہ پورا نہیں ہو رہا تھا اور میں بڑا پریشان تھا۔ میں نے اپنے پیرو مرشد حضور قبلہ فخر ملت کو فون پر عرض کی حضور میرا یہ کام نہیں ہو رہا۔ آپ دعاء فرما دیں۔ حضور فخر ملت نے فرمایا جلدی کیوں کرتے ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا یہ کام ضرور پورا ہو گا۔ حضرت فخر ملت کی زبان سے یہ الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ وہ کام جو کئی مہینے سے رُکا ہوا تھا۔ اگلے ہی دن پورا ہو گیا۔

علمی و روحانی اتھارٹی

یہ اُمر حقیقت ہے کہ ہر دور میں ایک غوث اور ایک مجدد ہوتا ہے۔ جو اُس دور میں رہنے والے کاملین مشائخ و علماء کیلئے روحانی و علمی سربراہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کو تصوف و طریقت اور روحانیت میں اتھارٹی کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ جس کو براہِ راست روحانیت کے چشموں سے فیض خداوندی اور فیض رسالت مآب ﷺ حاصل ہوتا ہے۔ جسکی روحانی پرواز آسمان کی بلندیوں کو چھوتی ہے۔ جس کا تصرف انسان کے دل کی اتھاہ گہرائیوں کا بھی پتا چلا لیتا ہے۔ حضرت فخر

ملت اپنے وقت کے مجدد بھی تھے اور اپنے وقت کے غوث بھی تھے اور اپنے وقت کے کامل شیخ طریقت بھی تھے۔ انہیں عالم روحانیت سے فیوضات الٰہی اور فیوضات محمدی ﷺ ہر وقت ملتے رہتے تھے۔ آپ کا تصرف روحانی بھی تھا اور باطنی بھی تھا۔ وہ پیکر بشریت تھے۔ لیکن عالم روحانیت کے مسافر تھے آپ کی علمی سطح سمندر کی طرح وسیع و عریض تھی آپ کے روحانی فیوضات شرق سے لے کر غرب تک اور عالم عرب سے لے کر یورپ کی سرزمین تک پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ جامع الکمالات بھی تھے اور جامع الفیوضات بھی تھے۔ حضرت فخر ملت اپنے دور کے ایسے مجدد تھے جن کے پاس دینی علم بھی تھا اور دنیاوی علم بھی تھا۔ آپ تجدید احیائے دین کیلئے ہر وقت اور ہر گھڑی کوشاں رہتے تھے۔ آپ نے ہمیشہ فرسودہ روایات کے خلاف جنگ لڑی۔ اسلام کو اُسکی حقیقی روح میں پیش کیا اسلامی فقہ وحدیث کا علم درست انداز میں اور عام فہم زبان میں پیش کیا۔

حضرت کے فیوضات دنیائے فانی سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی جاری وساری ہیں ایسا ہی ایک واقعہ حامد علی جماعتی ملتان سے بیان کرتے ہیں۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بڑا پریشان تھا کہ حضور قبلہ فخر ملت میرے خواب میں تشریف لائے اور مجھے آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے میرے بازو کو پکڑ کو فرمایا۔ کیا میں مر گیا ہوں۔ یہ جملہ آپ نے دوبار دہرایا۔ جب میں بیدار ہوا پہلے تو میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ آپ تو وصال فرما گئے ہیں پھر میرے دل میں یہ بات آئی کہ حضور فخر ملت تمہیں اپنی بارگاہ میں حاضری دینے کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں گویا کہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضری دے کر اپنی پریشانیوں کیلئے آپ سے التجاء کروں۔ لہذا میں حضور فخر ملت کے روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور حضور والا کی برکت سے میرے پریشانیاں ختم ہوگئیں۔

حضور فخر ملت کی نظر کرم کا کمال

سید امیر شاہ جماعتی فیصل آباد والے بیان کرتے ہیں کہ حضور فخر ملت محبتوں، خوشبوؤں اور رحمتوں بھری ہستی مبارکہ تھی۔ جب بھی حضور فخر ملت فیصل آباد تشریف لاتے تھے۔ اگر چہ میں غریب تھا لیکن آپ مجھے یاد فرماتے تھے اور اکثر میرے غریب خانہ پر جلوہ افروز ہوتے تھے۔ ایک دفعہ حضور والا فیصل آباد میں میرے لکڑیوں کے ٹال پر تشریف لائے میں آپ

کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کو چنیوٹ سے کسی پیر بھائی نے فون کیا ہمارا ایک مریض ہے جسے جوڑوں کی بہت زیادہ تکلیف ہے وہ چلنے پھرنے سے عاجز آ گیا ہے۔ ہم اُسے آپ کی خدمت عالیہ میں علی پور شریف لے کر آ رہے ہیں۔ آپ نے اُن کو فرمایا میں فیصل آباد میں ہوں اور تم اِدھر شاہ صاحب کے ٹال پر آ جاؤ۔ وہ کچھ دیر کے بعد آ گئے چار آدمیوں نے اُس آدمی کو جس کو جوڑوں کا درد تھا پکڑ کر گاڑی سے اُتارا۔ جب آپ کے پاس آئے تو حضور فخر ملت نے مجھے فرمایا۔ شاہ جی اِس کو قہوہ پلاؤ ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔ میں نے اُس شخص کو قہوہ دیا۔ اُس نے پیا۔ قہوہ پینے کے بعد آپ نے اُس شخص سے پوچھا بتاؤ اب کیا حال ہے۔ وہ شخص عرض کرنے لگا جناب اب مجھے کوئی جوڑوں کا درد نہیں ہو رہی۔ پہلے اُس کو چار آدمیوں نے سہارا دے کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر کیا تھا یہ فقط آپ کی نظر کرم کا کمال تھا اور آپ کے فرمانے سے کہ یہ ابھی ٹھیک ہو جائے گا تندرست ہو گیا۔ پھر وہ شخص خود اُٹھ کر بغیر کسی سہارے کے چلنے لگا اور گاڑی تک چل کر گیا ہم سب آپ کی کرامت دیکھ کر حیران ہو گئے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ مجھے نعیم اکبر جماعتی نے گجرات سے بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بہت بیمار ہو گیا۔ کام کاج بھی نہیں تھا۔ میں بہت ہی مشکل میں تھا۔ میری زوجہ بہت پریشان رہتی تھی میں اُسے کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل پر بھروسہ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ایک رات میری زوجہ نے خواب دیکھا کہ ہم دونوں ایک خاردار راستے سے گزر رہے ہیں اور دونوں طرف گتے ہی گتے ہیں اور راستے کی دوسری طرف حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ آ جاؤ آ جاؤ یہ گتے تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اس کے بعد میں تندرست ہو گیا میرے حالات بھی پہلے سے بہت ہی اچھے ہو گئے ہیں اور تمام پریشانیاں بھی ختم ہو گئی ہیں۔ حضور والا کی مجھ پر بے شمار عنایات ہیں جن کو میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔

سیرت و کردار کا حسین ماڈل

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ عقل و دانش۔ حکمت و بصیرت عفو و درگزر اور سیرت و کردار کا حسین ماڈل تھے۔ آپ کی گفتگو دانشمندی اور عقلمندی کا خوبصورت مرقع ہوتی تھی ایک ایک لفظ عقل و دانش سے بھرپور ہوتا تھا۔ آپ کی گفتگو میں تصنع و بناوٹ نام کو نہ تھی۔ تکبر و غرور کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا۔ آپ کا وعظ روحوں کو شاداب کر دیتا تھا اور جسموں کو سرسبز شاداب کر دیتا تھا۔ آپ

کی حیات مبارکہ لاریب آپ کے متوسلین و مریدین کیلئے بہترین ماڈل و نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

حضور فخر ملت کے اخلاق حسنہ اور سیرت و کردار کے متعلق محترم سید اشفاق شاہ عرف خالو جی علی پور سیداں نے مجھے بتایا کہ افضل پیر صاحب کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ روزہ رکھ کر نماز فجر کے بعد سیر کرنے جاتے تھے۔ پیر صاحب سے کسی نے پوچھا جناب آپ روزہ رکھ کر سیر کرنے جاتے ہیں۔ آپ آرام کر لیا کریں۔ قبلہ پیر صاحب نے فرمایا روزے کا مقصد تو یہ نہیں کہ بندہ روزہ رکھ کر سو جائے میں تو اس لئے چلتا ہوں کہ مجھے بھوک لگے تا کہ مجھے غریبوں کی بھوک کا احساس ہو اور غریبوں، مسکینوں کی کوئی خدمت کی جائے۔

محترم سید اشفاق شاہ صاحب نے ہی بتایا کہ ایک دفعہ حضور فخر ملت حویلی کے باہر بیٹھے ہوئے تھے۔ حویلی کے سامنے جو زمین ہے اُس میں جانوروں کیلئے چارہ وغیرہ اُگایا ہوا تھا۔ کسی شخص کا جانور کھیت میں داخل ہو کر چارہ کھانے لگا۔ کسی شخص نے اس جانور کو پتھر مار کر کھیت سے باہر نکال دیا۔ قبلہ پیر صاحب نے اُس شخص کو اپنے پاس بلوایا جب وہ شخص آپ کے پاس آیا پیر صاحب نے اُس شخص سے پوچھا بتاؤ اگر تم کھانا کھا رہے ہو کوئی شخص تمہارے آگے سے کھانا اُٹھا لے اور تمہیں کہے کہ یہاں سے چلے جاؤ تو پھر تمہارے دل پر کیا گزرے گی

پیر صاحب قبلہ فرمانے لگے یہ جانور بھی اللہ تعالیٰ عزوجل کی مخلوق ہے اگر یہاں سے کوئی جانور کھاتا ہے۔ تو اسکو کھانے دو ہم نے یہ چارہ جانوروں کیلئے ہی لگایا ہوا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت جانوروں پر بھی شفقت فرمایا کرتے تھے۔

تحمل و برداشت

حضرت فخر ملت کی ہستی میں مبارکہ تحمل و برداشت حد درجہ پائی جاتی تھی۔ آپ کی شخصیت تحمل بردباری۔ صبر۔ ایثار اور برداشت کا زندہ ماڈل تھی۔ آپ کی زندگی میں بڑے بڑے حادثات آئے۔ مشکلیں پیش آئیں۔ مخالفتیں ہوئیں لیکن آپ نے تحمل و برداشت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا یہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ آپ صبر و برداشت اور ایثار و قربانی کا عظیم پیکر تھے۔ میانہ روی و اعتدال پسندی آپ کی حیات مقدسہ کا جزو لازم تھی۔ آپ نے کبھی کسی کو برا بھلا نہیں کہا حتیٰ کہ اپنے مخالفین کیلئے بھی دعائیں کیا کرتے تھے۔ کبھی غصہ نہیں فرماتے تھے ہر کسی

کے ساتھ نرم دلی اور فراخ دلی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ غلطیوں اور خطاؤں کو معاف کرنے والے تھے۔ اپنے مریدین اور متوسلین کی عزت وتکریم کرنا آپ کا شیوہ تھا۔

حضور فخرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کی ساری زندگی ان تھک محنت۔ مسلسل تبلیغ اسلام کیلئے وقف رہی۔ روزانہ ہزاروں زائرین سے ملاقات کرنا اُن کے مصائب و پریشانیاں سننا اور اُن کیلئے دعائیں کرنا۔ اُن کو حوصلہ دینا آپ کا معمول تھا۔ حضور قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے عظیم مشن اور پیغام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں عام کرنے کیلئے آپ نے کبھی اپنی صحت و آرام کا لحاظ نہ رکھا۔ ساری ساری رات جلسوں سے خطاب فرماتے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ حضور فخرِ ملت نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ حکم خداوندی کے مطابق گزارا۔ اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ترویج واشاعتِ خدمت اسلام کی اور سلسلۂ نقشبندیہ پر کاربند رہتے ہوئے فیضانِ حضرت امیر ملت محدث علی پوری اور فیضان سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوقِ خدا تک پہنچایا۔ آپ نے اپنے علم وفضل کو اپنی ذات تک محدود نہ رکھا بلکہ عوام الناس کی فلاح و بہبود اور ترقی کیلئے وقف کر دیا۔ لوگوں کی رہنمائی کی ان کے مسائل حل کئے۔ اور مذہبی و دینی میدان میں کامیابی کی ساتھ ایک عظیم مجتہد شیخ طریقت کا کردار ادا کیا۔ آپ کی اس مساعی جمیلہ پر پوری ملت اسلامیہ آپ کی مشکور وممنون ہے۔ حضور فخر ملت کے تصرفات وفیوضات رہتی دنیا تک مخلوق خدا کے لئے رہنمائی وکامیابی کا مژدہ جانفزا سناتے رہیں گے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

باب ہفتم

فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی مقام

فخر ملت قطب الاقطاب اور غوث اعظم

''وہ خدا کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھے جو زمین پر چلتے تھے لیکن آسمان کی بلندیوں پر اُڑتے پھرتے تھے۔ وہ خدا کے رازوں میں سے ایک راز تھے۔ جو روحانیت کے اُفق پر روشن وتاباں تھے وہ راہنمائی اور قوت اختیارات کا منبع اور ماخذ تھے''

ایک قطب کے پانچ بلند ترین درجات ہوتے ہیں

(۱) قطب (۲) قطب البلاد (۳) قطب المتصارف

(۴) قطب الارشاد (۵) قطب الاقطاب

(۱) قطب

قطب وہ ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اختیارات عطاء فرماتا ہے وہ پیغمبر پاک ﷺ کے روحانی چشمے سے علم وتصوف کی خیرات حاصل کرتا ہے۔ اور دنیا میں تقسیم کرتا ہے وہ پیغمبر پاک کی ذاتِ ستودہ صفات سے نئے علم کی روشنی حاصل کرتا ہے یہ قطب کا پہلا درجہ ہے۔

(۲) قطب البلاد

قطب البلاد کے ذمہ دنیا کا نظام مسائل کا حل ہوتا ہے۔ وہ مخلوق خداوندی کی ضروریات اور مسائل کے حل میں مدد دیتا ہے۔

(۳) قطب الارشاد

قطب الارشاد لاکھوں اولیاء اللہ کا سربراہ ہوتا ہے۔ ان اولیاء اللہ کو مشورے۔ راہنمائی اور نصیحت کرتا ہے۔

(۴) قطب المتصارف

قطب المتصارف وہ ہوتا ہے جو دلوں کے راز تک جانتا ہے اور اسے دنیا کے بارے میں ہر قسم کی معلومات ہوتی ہے۔

(۵) قطب الاقطاب

قطب الاقطاب کو تمام اقطاب پر برتری حاصل ہوتی ہے۔ یہ نگرانی بھی کرتا ہے۔ وقت کے اقطاب پر اسکا حکم بھی چلتا ہے۔ یہ حضور سرور کائنات ﷺ سے انتہائی قربت رکھتا ہے اور ہر وقت حضورؐ کے ساتھ رابطے میں ہوتا ہے۔ اور سیدنا محمدؐ کے فیضان کا وارث ہوتا ہے۔

غوث الاعظم

اور ان تمام اقطاب کا سربراہ اور روحانی پیشوا غوث ہوتا ہے۔ وہ مخلوق خدا اور پیغمبر پاک ﷺ کے درمیان اور مخلوق خدا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان بہترین واسطہ ہوتا ہے علمی وروحانی اتھارٹی کا درجہ رکھتا ہے۔ حضرت سید بہاؤالدین نقشبند اپنے وقت کے غوث تھے حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی اپنے وقت کے غوث الاعظم تھے۔ حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ اپنے وقت کے مجدد اور غوث الاعظم تھے۔ رئیس المتکلمین اور زبدۃ العارفین فخر الملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے اور غوث بھی تھے یہ امر حقیقت پر مبنی ہے کہ اقطاب اور غوث براہ راست حضور سرور کائنات سیدنا محمد ﷺ کے دل سے پیدا ہوتے ہیں اور ۲۴ گھنٹے ان کا براہ راست رابطہ آپ ﷺ کی ہستی ستودہ صفات سے قائم ودائم رہتا ہے۔ سارا علم کائنات اور سارے واقعات اور تمام مظاہر طوفانی ہواؤں سے لے کر زلزلے اور بارشیں ان کے علم میں ہوتی ہے۔ ان کا تعلق لازمی طور پر سادات کرام کے خاندان عالیہ سے ہوتا ہے۔ یہ لازمی اور ضروری ہے کہ ان کا شجرۂ نسب مادری اور پدری دونوں لحاظ سے اھل بیت اطہار حسنیؓ اور حسینیؓ ہوتا ہے اگر کسی بھی لحاظ سے وہ پیغمبر پاک سیدنا محمد ﷺ کے خاندان عالیہ مقدسہ سے تعلق نہ رکھتے ہو اور وہ اس قابل ہوں کہ اس سطح تک پہنچ جائیں تو وہ لازمی طور پر حضرت سلیمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے وراثتی تعلق رکھتے ہیں کیونکہ پیغمبر پاک ﷺ نے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اپنے خاندان عالیہ مقدسہ کا فرد قرار دیا تھا۔ اگرچہ حضرت سلیمانؓ فارس ملک کے رہنے والے تھے لیکن پیغمبر پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا "مسلیمان منی اھل البیت"

یہ بھی حقیقت ہے کہ کائنات ارضی کا ہر معاملہ ان اقطاب کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سےحضور ﷺ تک پہنچتا ہے۔ حضور اکرم آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ہوتا ہوا ان اقطاب تک آتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنا خدائی تخت اُٹھانے کیلئے آٹھ فرشتے پیدا کئے" کوئی اور اس تخت کو اُٹھا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان آٹھوں فرشتوں کو اس ترکیب سے بنایا ہے کہ بیان سے باہر ہے یہ بلند مقام فرشتے ہیں جو بخوشی یہ فریضہ انجام دیتے ہیں گھمنڈ نہیں کرتے یہ آٹھوں فرشتے اپنی طاقت اقطاب غوث کو فراہم کرتے ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ''میں زمین پر اپنا خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں''

جیسا کہ قطب تعداد میں پانچ ہیں جب ایک دنیا سے چلا جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا لے لیتا ہے ہر ایک منفرد قطب ہوتا ہے۔ جو اللہ کے بابرکت ناموں سے علم حاصل کرتا ہے۔ یہ علم اس کو روحانی بلندیوں پر لے جاتا ہے۔ کہ کوئی اسکی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتا۔ حضرت غوث الاعظم کو سات لاکھ بلند ترین مقام حاصل ہوتے ہیں جہاں سے وہ زمین کا مشاہدہ کرتے ہے۔ یہ اقطاب خدائی علم، نور مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں روحانی سفر منازل طے کرتے ہوئے علم اور عقل مندی کے سمندر تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور ان کیلئے تمام پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں یہ ایسے بلند ترین مقام معرفت و حقیقت پر پہنچ جاتے ہیں جہاں یہ اپنی کھلی آنکھوں سے نظارہ کرتے ہیں۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمینوں کا اور اس کے نور کی مثال ایک روشن چمکتے چراغ کی سی ہے جسے ایک طاقدان میں رکھا گیا ہے اور اسکی روشنی ہر طرف پھیل رہی ہو۔ اقطاب۔ غوث اس منزل پر رک جاتے ہیں اس کے آگے ان کو روشنی ہی روشنی نور ہی نور دکھائی دیتا ہے۔ اس سے آگے وہ بڑھ نہیں سکتے۔ حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ اولیاء اللہ کے ارفع و اعلیٰ مقام غوث الاعظم اور قطب الاقطاب پر فائز و متمکن تھے۔ آپ قطب الاقطاب غوث الاعظم کی تمام شرائط پر پورے اُترتے تھے۔ تمام منازل طے کر چکے تھے۔ نور محمدی ﷺ اور خدا کی روشن و منور وادیوں میں اُتر چکے تھے۔ وہ اپنے وقت کے قطب بھی تھے۔ قطب البلاد بھی تھے۔ قطب الارشاد بھی تھے قطب المتصارف بھی تھے قطب الاقطاب بھی تھے اور غوث الاعظم بھی تھے وہ حسنیؓ اور حسینیؓ سید تھے اور اشرافیہ سے تعلق رکھتے تھے وہ وارث فیضان سیدنا محمدؐ تھے سائبانِ کرم و آفتاب حرم تھے۔ کربلا کے مسافر حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے لخت جگر تھے۔ اُن کا مقام بلند سے بلند تر ہوتا چلا گیا۔ حق کے روحانی منازل طے کرتے ہوئے آپ قطب الاقطاب اور غوث الاعظم کے انتہائی ارفع مقام پر فائز ہوئے۔

فخر ملت ہے عزو وقار فخر تمنا
ولیوں میں ہے مقام سب سے اعلیٰ تیرا

افضل حسین ہی افضل ہے زمانے میں لوگو !
آسمان کی بلندیوں تک ہے اُجالا تیرا
ظفر حسین رافع حسین اشرف حسین نور حسین
خدا کرے مہکتا رہے یہ گُلِ لالہ تیرا

حضرت فخر ملت کی شان ہی نرالی تھی۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری آپ کو اپنے لئے دعاء کیلئے کہتے تھے۔ حضرت پیر سید نذیر حسین شاہ آپ کو قبلہ عالم مانتے تھے۔ علماء و مشائخ آپ کو مستند حوالہ سمجھتے تھے۔ ساری دنیا کے لوگ اُنہیں سلطان اولیاء کہتے تھے۔ اُن کا علم بھی معتبر تھا اُن کا فقر بھی معتبر تھا وہ ایک قیمتی خوشبو کی مانند تھے۔ جہاں سے گزرتے تھے در و بام مہک اُٹھتے تھے اُنہیں اولیاء اللہ میں بلند ترین مقام حاصل تھا جو بھی اُن کی صحبت بابرکت میں بیٹھتا تھا اُسکی دلی کیفیت تبدیل ہو جاتی تھی وہ پستیوں و گمراہیوں اور جہالتوں سے نکل کر بلندیوں کو چھو لیتا تھا۔ یہ کیفیت اسکی اپنی پیدا کردہ نہ ہوتی تھی بلکہ وہ حضرت فخر ملت کی روحانی قوت او تصرفات کی بنیاد پر ہوتا تھا۔ وہ آپ کی عنایات کی وجہ سے آپ کی صحبت کی وجہ سے اپنے آپ کو حضور سرور کائنات ﷺ کے قریب پاتا تھا اور بڑی تیزی کے ساتھ منازل طے کرتا چلا جاتا تھا۔ کیونکہ آپ کی روحانی قوتیں بڑی تیزی کے ساتھ اپنے مرید صادق کے دل میں اُترتی چلی جاتی تھیں اور اسکے تاریک دل کو نور مصطفیٰ ﷺ سے روشن کر دیتی تھیں۔ جب ایک بندہ قطب الاقطاب غوث الاعظم فخر ملت سید افضل حسین شاہ سے بیعت کر لیتا تھا آپ کا مرید صادق بن جاتا تھا تو حضرت فخر ملت ہر وقت سائے کی طرح اُس کے ساتھ رہتے تھے چاہے وہ جسمانی طور پر آپ سے ہزاروں میل دور ہوتا تھا۔ حضرت فخر ملت کے ہزاروں مریدین نے بارہا اپنے شیخ کامل کو اپنے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اور راہنمائی کرتے ہوئے واقعات میں بیان کیا ہے جو آپ آگے چل کر کرامات فخر ملت کے باب میں پڑھیں گے۔

حضرت پیر سید مسکین علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو مدینہ منورہ میں مقیم تھے بیان فرمایا کہ اُنہوں نے کئی بار حضرت فخر ملت کو روضہ رسول ﷺ پر حاضری دیتے ہوئے دیکھا جب کہ وہ پاکستان میں تھے حضرت فخر ملت کے وقت میں دنیا کا کوئی ولی آپ کے برابر کا نہ تھا۔ آپ کو تمام پیرانِ عظام، علماء کرام پر برتری اور فوقیت حاصل تھی آپ قاسم عطایا تھے اور ساری دنیا آپ سے علمی و روحانی خیرات لیتی تھی آپ کے وقت میں کائنات ارضی کے تمام اولیاء و مشائخ آپ کے زیرِ سایہ تھے۔

حضرت فخر ملت سلطان الاولیاء

یہ حقیقت ہے کہ طریقت و تصوف میں سلطان الاولیاء کا درجہ تمام اولیاء اور تمام بزرگوں سے بلند تر ہوتا ہے۔ سلطان الاولیاء کے پاس حضور امام الانبیاء ﷺ کا رازِ حقیقت ہوتا ہے وہ رازِ حقیقت جو پیغمبر پاک ﷺ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ڈالا تھا۔ یہ رازِ حقیقت پیغمبر پاک ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں منتقل کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا یہ رازِ حقیقت سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم روحانی الاولیاء کاملین کے واسطوں سے گزرتا ہوا سلطان الاولیاء حضرت فخر ملت کے دل میں منتقل ہوا۔ سلطان الاولیاء کا بلند درجہ پانے والے سلسلہ نقشبندیہ عالیہ کے کاملین مشائخ عظام کی تعداد کچھ زیادہ نہیں۔ حضرت فخر ملت کے شجرۂ عالیہ مقدسہ میں موجود ۴۰ کاملین اولیاء اللہ سلطان الاولیاء کے درجہ ولایت پر فائز ہوئے اور آپ کا مقام بھی کسی سے کم نہیں۔ یہ خدائی رازِ حقیقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا محمد کو عطا فرمایا تھا اور آپ کے قلب اطہر میں ڈالا تھا روحانی پیشواؤں کے دلوں سے ہوتا ہوا بالآخر حضرت فخر ملت سلطان الاولیاء کے دل تک پہنچا اور آپ کو مقام غوثیت پر فائز کیا گیا۔

"دنیا کی ہر چیز سلطان الاولیاء کی دسترس میں ہوتی ہے"

کائنات ارضی کی ہر چیز پیغمبر پاک سیدنا محمد ﷺ کے عزت و وقار کی خاطر پیدا کی گئی ہے۔ اور جو چیز بھی پیدا کی گئی ہے وہ پیغمبر پاک ﷺ کے نور کی روشنی سے پیدا کی گئی ہے۔ دنیا میں ہر چیز جو ہم اپنی نگاہوں سے دیکھتے ہیں وہ دراصل اللہ تعالیٰ کے نور کی روشنی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کو بزرگ و برتر مانتے ہیں اور لا الہ اللہ پڑھنے میں پھر اللہ تعالیٰ اس نور کی روشنی کو نور محمد ﷺ کی روشنی میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اللہ اور مخلوق کے درمیان حضور کی ذات قدسیہ کا واسطہ ہے جسکی وجہ سے ہم محمد رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں۔

ہر وقت اور ہر دور میں ایک بزرگ کامل ہوتا ہے جو ان ساری نورانی روشنیوں کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ حضرت فخر ملت کے دور میں یہ ذمہ داری آپ کو عطا کی گئی تھی آپ سفیر رسول ﷺ تھے شہزادہ رسالت مآب ﷺ تھے۔ اور پیغمبر پاک کے نمائندے تھے حضرت امیر ملت محدث علی پور کے بعد حضرت فخر ملت کو تمام نورانی و روحانی قوتیں عطاء کر دی گئی تھیں

فخر ملت کی دلوں پر حکمرانی

حضرت فخر ملت کی لاکھوں دلوں پر حکمرانی تھی۔ وہ اپنے وقت کے روحانی پیشوا تھے لاکھوں لوگ اُن سے راہنمائی حاصل کرتے تھے۔ حضرت فخر ملت سے بیعت کرنے والے تمام لوگ قیامت کے دن آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے حضرت فخر ملت کو ہر لحہ اپنے مریدین کی خبر ہوتی تھی آپ تمام مریدین کی رکاوٹیں دور کرتے تھے۔ آسانیاں پیدا کرتے تھے دراصل فخر ملت مریدین کی قسمت بدلنے پر قادر تھے فخر ملت رنگ و نور کی آبشار تھے جو اپنے متوسلین کے دلوں کو نور مصطفیٰ ﷺ سے روشن و منور کر دیتے تھے وہ محبتوں کا مرکز و محور تھے۔ حضرت فخر ملت کے وقت میں موجود تمام اولیاء اللہ آپ کو نور مصطفیٰ ﷺ کا علمبردار اور منبع و ماخذ یقین کرتے تھے اور آپ سے روشنی و راہنمائی مستعار لیتے تھے کبھی کوئی درست طور پر اُنکی روحانی پرواز اور علمی درجات کا اندازہ نہ لگا سکا حضرت فخر ملت کی زیارت کرنے والے اور آپ کی صحبت میں چند لمحے بیٹھنے والا اپنے آپ کو دربار رسالت مآب ﷺ میں پاتا تھا اور اپنی خوش بختی پر رشک کرتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ کسی عام شیخ طریقت یا ولی اللہ کی صحبت میں بیٹھا ہوا نہ ہوتا تھا بلکہ وہ سلطان الاولیاء فخر ملت جو کہ غیر معمولی روحانی قوتوں کے پیکر تھے کے زیر سایہ ہوتا تھا جتنا کوئی زیادہ آپ کے قریب ہوتا اور آپ کی مجلس میں بیٹھتا وہ اتنا ہی زیادہ بلند درجات پاتا تھا اور آپ کے روحانی و نورانی رنگ میں رنگ جاتا تھا حضرت فخر ملت خدائی معجزات میں سے ایک معجزہ تھے۔ وہ اپنے وقت کے نمایاں کامل شیخ طریقت تھے آپ کی ولایت کاملہ کا کوئی ادراک نہ کر سکتا تھا مریدین فقط اپنے شیخ کی طرف اپنی دلی رغبت اور کشش کو سمجھ سکتے تھے۔

آپ کے مریدین تو اس راز کو بھی نہ سمجھ سکے کہ اُن کے دل اس انداز میں آپ کی طرف کیوں کھینچے چلے جاتے تھے۔ آپ کے تصرفات کی وجہ سے آپ کی نگاہِ کرم سے اُن کی دلی کیفیت کیوں بدل جاتی تھی۔ اس کی وجہ فقط یہ تھی کہ وہ ایسے ولی کامل اور غوث وقت تھے اور اُن کو وہ روحانی قوت حاصل تھی جسکا کوئی ثانی نہ تھا۔

حضرت فخر ملت عام حالات میں عموماً کرامات کا ظہور نہ فرماتے تھے۔ آپ نمائش اور دکھلاوے یا تکبر و گھمنڈ کے سخت خلاف تھے آپ اپنی روحانی قوتوں کی اپنی برتری کے اظہار کیلئے استعمال نہ کرتے تھے آپ کی کرامات عام طور پر مختلف نوعیت کی ہوتی تھیں۔ آپ روحانی طور پر ہر وقت اپنے مریدین و متوسلین کے ساتھ ہوتے تھے اور اپنے روحانی تصرفات سے اُن کی خبر گیری کرتے تھے اگر کسی وقت آپ کا کوئی مرید آپ کو مدد کیلئے پکارتا تو آپ اُس کی طرف

روحانی تصرف فرماتے تھے اور اُسکے دل کو روحانی روشنی سے منور کر دیتے تھے۔ یہ روحانی روشنی آپ اپنے دل سے مرید کے دل میں داخل کرتے تھے۔ بے شک وہ آپ سے ہزاروں میل کے فاصلے پر ہوتا تھا۔ اس روحانی روشنی سے مرید کے دل کو تقویت ملتی تھی وہ پہلے سے زیادہ بہتر پوزیشن میں آجاتا تھا اپنے اندر قوت محسوس کرتا بہتر طور پر مشکلات و حادثات کا سامنا کرتا اور اُس سے بچ نکلتا تھا جس طرح سے پیغمبر پاک ﷺ کے سنہری وقت میں آپ کے قلب اطہر سے نور کی شعاعیں صحابہ کرام کے پاکیزہ دلوں میں داخل ہوتیں۔ بالکل اسی طرح سے حضرت فخر ملت کے دور میں نور کی شعاعیں آپ کے دل سے آپکے مریدین و متوسلین جو آپ کی مجلس مبارکہ میں حاضر ہوتے داخل ہوتیں تھیں۔

حضرت فخر ملت اپنی روحانی حالت میں ایک وقت میں کئی جگہوں پر موجود ہوتے تھے نقشبندی سلسلہ کے ایک عظیم روحانی بزرگ حضرت بایزید بسطامی کے بارے مشہور ہے کہ ایک وقت میں آپ تقریباً چوبیس ہزار مختلف جگہوں پر موجود تھے اِن جگہوں پر عبادات میں مصروف تھے اُن علاقوں، جگہوں میں ہزاروں لاکھوں لوگوں نے گواہی دی کہ اُنہوں نے بایزید بسطامی کے ساتھ اِن جگہوں پر جمعۃ المبارک پڑھا۔

حضرت فخر ملت کی ہستی مبارکہ طاقت کا سرچشمہ تھی آپ ساری ساری رات محافل میلاد سے خطاب فرماتے تھے وہ رحمتوں کے بے کراں سمندر تھے اُن کے چہرہ اقدس پر نور مصطفی ﷺ و نور خدا کی روحانی روشنیاں جگمگاتی تھیں ماحول کو منور و تاباں کر دیتے تھے نور علم لوگوں کے ذہنوں میں سرایت کر جاتا تھا آپ کی زبان اقدس سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ لوگوں کے دلوں کی اتھاہ گہرائیوں میں اُترتا چلا جاتا تھا۔ روحانیت کے پردے اُٹھ جاتے تھے۔ حاضرین و سامعین اپنے اندر عجیب و غریب طمانیت و سکون محسوس کرتے تھے۔ اُن کے جسموں میں روحانی قوت پیدا ہو جاتی تھی۔ اُن کے گناہ ختم ہو جاتے تھے۔ اور اُن کی پریشانیاں اور مصیبتیں کم ہو جاتی تھیں وہ شادابی و رتازگی محسوس کرتے تھے۔ فخر ملت کی ہستی مبارک میں خداداد صلاحتیں و قوتیں تھیں۔ وہ گنہ گاروں کو برائی کے گڑھوں سے نکال کر پیغمبر پاک ﷺ کی ہستی مبارکہ سے جوڑ دیتے تھے۔ لوگوں کا خدا کی ذات سے ٹوٹا ہوا رشتہ بحال کر دیتے تھے۔

دور جدید روحانیت اور فخر ملت

دور جدید گلوبلائزیشن مادیت پرستی اور تیز رفتاری کا دور ہے علمی مذہبی میدان میں نئے اُفق عیاں ہو رہے ہیں دنیا تحقیق اور علم کے شعبے میں بہت ترقی کر چکی ہے سوچنے کا انداز بدل چکا ہے لیکن یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ روحانیت وتصوف کی ضرورت بھی اُتنی ہی شدت کے ساتھ محسوس کی جارہی ہے اگر چہ لوگ، روحانیت، تصوف وطریقت سے بہت دور ہیں ذہنی اور نفسیاتی طور پر مادیت پرستی کے شکنجوں میں جکڑے ہوئے ہیں لیکن تعلیم یافتہ لوگ روحانیت ،تصوف کی ضرورت واہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہمارا مذہب اسلام ہے اسلام کے بے شمار پہلو ہیں تصوف وطریقت اسلام کا شعبہ ہے جو اسلام کو عظمت خوبصورتی مضبوطی عطاء کرتا ہے مذہب کو گہرائی میں جا کر سمجھنے اور عمل پیرا ہونے کا موقع دیتا ہے آیئے قرآن پاک سے ایک مثال لیتے ہیں جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے۔

"وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ"

ترجمہ: "جب میرے بندے میرے متعلق پوچھتے ہیں تو میں درحقیقت اُن کے قریب ہوں"۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔"

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ایمان لاؤ اسکے پیغمبر ﷺ پر۔ اور وہ آپ کو دوگنا نوازے گا اور تمہارے لیے روشنی پیدا کرے گا جس سے تمہیں راستہ ملے گا اور تمہیں معاف کر دے گا اور بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے"

پھر اللہ تعالیٰ روحانی شخصیات اور اُن کے اعلیٰ درجات کے بارے فرماتا ہے

"وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا"

ترجمہ: "اور اللہ کے بندے وہ عظیم ہوتے ہیں جو زمین پر بڑی عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل اُن سے مخاطب ہوتے ہیں تو انہیں سلام کرتے ہیں"

یہ امر حقیقت ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جب آپ ان کو دیکھتے ہیں تو اُن کے چہروں پر بہت زیادہ روشنی ہوتی ہے اور وہ اللہ کی مخلوق کی بڑی سخاوت کے ساتھ مدد کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بہترین لوگ قرار دیتا ہے۔

سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کے بارے میں فرماتا ہے

"وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا"

ترجمہ: "اور وہ جو صبر کرتے ہیں اور صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اُس کے چہرے کو دیکھتے ہیں اور اپنی نظریں نہیں ہٹاتے نہ تو نمود و نمائش کو دیکھتے ہیں اور نہ ہی کوئی ایسا حکم مانتے ہے جو اُسکے حکم کے خلاف ہو"

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ قد متم خیر مقدم و قد متم من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر، مجاهدة العبد هواه ترجمہ: اب ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف واپس آتے ہیں جو کہ اپنی ذات کے خلاف جہاد ہے۔

دور جدید میں حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے مختصر سے وقت میں دنیا کے کونے کونے میں تصوف و طریقت اور روحانیت کی روشنی پھیلائی، اسلام کی حقیقی معنوں میں تشریح کی۔ بڑے بڑے جلسوں، کانفرنسوں سے خطاب کیا۔ آپ نے قرآن و حدیث کے حوالوں سے ثابت کیا کہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو کہ انسانیت کی صحیح ترقی کا راز ہے۔

حضرت فخر ملت دور جدید کے عظیم محدث تھے۔ وہ قرآن کریم کی تشریح اور احادیث کی تشریح بڑے خوبصورت پیرائے میں فرماتے تھے وہ قدیم اور جدید کا حسین امتزاج تھے خبر بھی رکھتے تھے اور نظر بھی رکھتے تھے۔ اور علم نافع رکھتے تھے

حقیقی شیخ طریقت وہ ہوتا ہے جو صحیح معنوں میں اپنے مریدین کو راہنمائی فراہم کرتا ہے قرآن و حدیث کا سبق پڑھاتا ہے۔ برے کاموں سے روکتا ہے اور انہیں صراط مستقیم پہ چلاتا ہے کامل شیخ طریقت کی راہنمائی زندگی میں کامیابی و کامرانی کیلئے ضروری ہوتی ہے۔

حضرت فخر ملت روحانیت کے عظیم بادشاہ تھے۔ تصوف کے مسافر کا سفر آسان بنادیتے تھے۔ آپ کا خانقاہی نظام روحانیت کا ایسا چشمہ تھا جہاں سے کبھی کوئی پیاسا نہ گیا۔ جو بھی آیا بامراد گیا۔ نامرادی و ناکامی کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ مہینوں سالوں کا سفر چند لمحوں میں طے ہو جاتا تھا بقول علامہ اقبال

اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام

اس دنیا کو میں اک بحر بیکراں سمجھا تھا

حضرت فخر ملت کی ذات قدسی میں فرشتوں جیسی صفات پائی جاتی تھیں حضور اکرم ﷺ کے عطا کردہ علوم آپ کے پاس تھے آپ کا واسطہ اور تعلق ہر گھڑی اور ہر وقت حضور ﷺ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے جڑا ہوتا۔

حضرت فخر ملت برکتوں و رحمتوں کا خزانہ تھے وہ فقط وراثتی شیخ طریقت نہ تھے۔ دراصل وہ تو حقیقی اور اصلی کامل شیخ طریقت تھے جو چلتے زمین پر تھے لیکن رہتے جنتوں میں تھے۔

تصوف وطریقت میں شیوخ کی کئی اقسام ہیں

(۱) شیخ بارکہ

یہ ایسا شیخ طریقت ہوتا ہے جسکو وراثت میں ولایت و قیادت حاصل ہوتی ہے وہ بذات خود روحانی قوتیں نہیں رکھتا لیکن اپنے بزرگوں کی عطاء کردہ روحانی طاقت سے لوگوں کے مسائل حل کرتا ہے۔

(۲) شیخ احوال

یہ ایسا شیخ طریقت ہوتا ہے جو کہ حقیقی معنوں میں لوگوں کے احوال کو سمجھتا ہے۔ روحانی قوت رکھتا ہے۔ اور درست سمت میں راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ تصوف طریقت میں وہ اتھارٹی ہوتا ہے۔ علم وعمل کا حامل ہوتا ہے۔ اور اپنی روحانی قوت کو آگے منتقل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے

(۳) شیخ تربیت

ایسا شیخ طریقت جو تصوف و طریقت کی راہوں میں درست طور پر اپنے مریدین و متوسلین کی راہنمائی کر سکتا ہے علمی و روحانی منازل طے کر چکا ہوتا ہے۔ جس کو چاہے علمی و روحانی طاقت ٹرانسفر کر سکتا ہے اپنے مریدین کی اسلامی تعلیمات کے مطابق تربیت و راہنمائی کرتا ہے شیخ تربیت کو اذن یعنی اجازت حاصل ہوتی ہے۔ وہ سلسلہ میں خلافتیں عطاء کرتا ہے۔

(۴) شیخ مکتب

ایسا شیخ طریقت معلم و مدرس کا کردار ادا کرتا ہے اسے علمی میدان اور فلسفہ وحکمت میں اتھارٹی سمجھا جاتا ہے۔ اپنے مقدس علم روحانیت سے علم کے متلاشی مریدین کو درس دیتا ہے۔

علمائے کرام ایسے شیخ طریقت سے فقہہ وحدیث تصوف وطریقت کا سبق پڑھتے ہیں یہ شیخ اپنی تقاریر ووعظ اور تحریروں کے ذریعہ سے علم کی روشنی دنیا میں پھیلاتا ہے قرآن کریم کا علم بھی رکھتا ہے اور حدیث کے علم پر بھی اُس کو مکمل دسترس حاصل ہوتی ہے اس سے لوگ آداب مجلس سیکھتے ہیں یہ تصوف کے کلچر کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ شیخ مکتب کو پوری دنیا تعظیم وتکریم کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور علمی اتھارٹی کا درجہ دیتی ہے۔

(۵) شیخ ہدایت

نویں صدی میں تصوف کے باقاعدہ ادارے قائم ہونے شروع ہوئے اور مریدین اور شیخ طریقت کے درمیان تعلق کا انداز تبدیل ہوا اور اللہ کے مقرب بندوں کو دنیا میں صحیح معنوں میں اتھارٹی تسلیم کیا جانے لگا منظم ادارے بنے اور شیوخ نے نیا کردار ادا کرنا شروع کیا مریدین اپنے شیخ سے باقاعدہ تصوف کا علم پڑھنے لگے خانقاہی نظام کی بنیاد پڑی۔ شیخ ہدایت اُس شیخ طریقت کو کہتے ہیں جسکی نگرانی میں باقاعدہ خانقاہی نظام چل رہا ہو جسمیں علمی، روحانی، راہنمائی، فراہم کی جارہی ہو۔ شیخ ہدایت اپنے مریدین کی اخلاقی، عقلی، راہنمائی کرتا ہے۔ شیخ ہدایت مرحلہ وار اپنے مریدین ومتوسلین کی تربیت کرتا ہے اُن کو عالم دین اور مذہبی پیشوا بناتا ہے اور اسطرح سے دنیا میں اسلام کے پھیلانے میں ہزاروں لوگوں کو تربیت دیتا ہے۔

ایک کامل شیخ طریقت کے درجات اور منازل طے کرنے کیلئے مندرجہ ذیل بنیادی ضروریات ہیں۔

(۱) پختہ ایمان رکھنے والا پکا سنی العقیدہ انسان ہو۔

(۲) ایک عالم دین ہو اسلامی قوانین فقہہ وحدیث کا علم رکھتا ہو۔ مذہبی سوالات کے جواب دے سکتا ہو۔

(۳) روحانی سلسلہ میں تربیت ورہنمائی کی مکمل صلاحت رکھتا ہو۔

(۴) مثالی شخصیت رکھتا ہو اور بااخلاق ہو۔

(۵) تصوف وطریقت کے بنیادی پہلوؤں کو جانتا ہو۔ فناء، بقاء، معرفت۔

(۶) اللہ کے احکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر کاربند بھی ہو اور پرچار بھی کرتا ہو

(۷) اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کسی مستند سلسلہ میں کسی کامل روحانی بزرگ سے اسی کو حاصل ہو۔

اس تحقیق سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ شیخ طریقت ملت اسلامیہ حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ مندرجہ بالا تصوف وطریقت میں شیخ کامل کی تمام شرائط پر پورے اترتے تھے ۔آپ نے ایک عظیم علمی وفکری تحریک کی بنیاد رکھی۔ خانقاہی نظام کی بحالی اور ترویج کیلئے سلسلہ نقشبندیہ عالیہ کو اپناتے ہوئے گراں قدر خدمات سرانجام دی۔ آپ شیخ بارکہ بھی تھے۔ شیخ احوال بھی تھے شیخ مکتب بھی تھے۔ شیخ تربیت بھی تھے۔ شیخ ہدایت بھی تھے۔ شیخ بارکہ اس لحاظ سے کہ آپ کی مقدس ہستی برکات وفیوضات کا منبع وماخذ تھی۔ جہاں بھی تشریف لے جاتے تھے برکتوں اور رحمتوں کا نزول مسلسل بارش کی طرح برستا تھا۔ آپکے مریدین نے ہزاروں کی تعداد میں آپ کی برکات پر مبنی کرامات ہمیں ارسال کی ہیں جن کو ہم سیرت کی ایک کتاب میں بیان یا تحریر نہیں کر سکتے الغرض حضرت کی شخصیت اقدسہ برکات اور رحمتوں کا بیش قیمت خزانہ تھی۔

شیخ احوال کے درجہ کو پرکھیں تو ہم پر حقیقت کھلتی ہے کہ حضرت فخر ملت کی شخصیت مبارکہ ایسی طلسماتی شخصیت تھی کہ اپنے مریدین ومتوسلین کے احوال سے مکمل آگاہی رکھتے تھے ۔لوگوں کے کچھ بتانے سے پہلے ہی اُن کے احوال اور دل کے راز بتا دیتے تھے۔ اور اُن کی پریشانیوں مسائل کو دور کر دیتے تھے۔ شیخ تربیت بھی تھے۔ علم وحکمت کا کوہ ہمالیہ تھے اپنے مریدین کی تربیت کا اہتمام کرتے تھے۔ احکام شریعہ کی پابندی اپنے متوسلین پر لازم قرار دیتے تھے اخلاقی روحانی علمی تربیت پر خاص توجہ دیتے تھے۔ عظیم شیخ مکتب تھے۔ رازی کا فلسفہ بھی جانتے رومی کا لہجہ بھی رکھتے تھے تلقین غزالی بھی کرتے تھے۔ اپنے وقت کے جید محدث بھی تھے۔

محرک تھے محدث تھے معلم تھے مدرس تھے
سمٹ اک شخص میں آیا سارا جہاں معلوم ہوتا تھا

حضرت فخر ملت کی ہستی مبارکہ کو جانشین امیر ملت اور شیخ ہدایت ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ وہ امیر ملت محدث علی پوری کے عطاء کردہ خانقاہی نظام کے سربراہ تھے اور یہ حقیقت تسلیم شدہ ہے کہ اُنہوں نے حضرت امیر ملت کے عظیم روحانی مشن کی بحالی اور تکمیل کیلئے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ خاندان امیر ملت۔ امیر ملت کے چاہنے والے اور فخر ملت کے لاکھوں کروڑوں مریدین حضرت کی ان تھک کوششوں کا برملا اظہار کرتے ہیں انہوں نے کمال دانشمندی اور حکمت بصیرت کے ساتھ حضرت امیر ملت کے نام کو پوری دنیا میں روشن کیا۔ آپ خاندان امیر ملت محدث علی پوری کیلئے عزت وتکریم کا باعث بنے ایک نکتہ کمال پہ پہنچے ہوئے شیخ ہدایت

کا کردار ادا کیا۔

فخر ملت فقیہہ اعظم

اُمت مسلمہ کو آج ایسے علماءِ کرام وصوفیائے عظام کی اشد ضرورت ہے جو دنیا کو اسلام کا درست تصور بتا سکیں۔ درست اور غلط، حلال و حرام میں تمیز کر سکیں جو حق پر یقین کریں اور باطل کی مخالفت کریں امت مسلمہ میں آج ایسے سکالرز اور صوفیائے کرام کی بہت کمی ہے اس کے برعکس آج اسلام کے نام پر منظم انداز میں غلط نظریات کا پرچار کیا جا رہا ہے جو مسلمانوں کیلئے بڑے دکھ کا باعث ہے۔ اگر علماء کرام اپنے ضمیر کی آواز سنیں اور اسلام کے ساتھ خلوص اور وفاداری کا ثبوت دیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی صحیح تعلیمات کا پرچار کریں تو حالات تبدیل ہو سکتے ہیں۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ترجمہ: ''اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو''

اگر ہم اسلامی تاریخ کا بغور مطالعہ کریں تو تحقیق سے یہ ثابت ہو گا کہ دور جہالت میں حضور سرور کائنات ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے ان تھک محنت کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں اور مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک اسلامی تعلیمات پھیلائیں ان کے بعد تصوف وطریقت میں علماء کرام، صوفیائے عظام نے اپنے دعوت وارشاد کے ذریعہ سے اسلام کو پھیلایا۔ انہوں نے قرآن وسنت کا درست مفہوم سیکھا اور سکھایا۔ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دنیا میں عام کرنے میں امام ابوحنیفہ۔ امام مالک، امام احمد ابن حنبل، امام شافعی نے اہم کردار ادا کیا ان کے علاوہ حضرت حسن البصری، امام جلال الدین سیوطی امام ابو حامد غزالی، سید احمد الفاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے اپنے ادوار میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

ہم اس حقیقت کو چھپا نہیں سکتے کہ آج دور جدید میں چند لوگ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اور صوفیائے کرام کا بھیس بدل کر اور اپنے آپ کو پیر طریقت ظاہر کر کے عجیب وغریب خیالات عوام الناس میں پھیلا رہے ہیں۔ وہ صحیح اسلامی تعلیمات سے اُمت مسلمہ کو دور لے جا رہے ہیں۔ دراصل حقیقی تصوف کی بنیاد زہد اور احسان پر قائم ہے۔ اسلامی دنیا کے عظیم امام حسن جن کے طریق پر ساری امت مسلمہ کاربند ہے۔ حضرات امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کے استاد

محترم اور روحانی پیشوا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت امام شافعی جنہوں نے شعبان الرائی رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جن کے روحانی پیشوا حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ تھے یہ تمام تصوف وطریقت کے بلند مینار تھے

دنیا کی تمام بڑی بڑی اسلامی یونیورسٹیاں مصر، لبنان، اُردن، یمن کے ممالک شافعی مذہبی مسلک کے پیروکار ہیں اور اُن کے نظریات کو پڑھاتے ہیں سوڈان، مراکش، الجیریا، موریطانیہ، لیبیاء، وغیرہ مالکی مذہبی مسلک پر کاربند ہیں سعودی عرب قطر، کویت عمان، حنبلی مکتبہ فکر رکھتے ہیں۔ ترکی، پاکستان، انڈیا، یورپی ممالک اور روس کی ریاستیں حنفی مذہبی مسلک کے پیروکار ہیں زیادہ تر عدالتیں ان ممالک میں ان مسالک کے علمائے کرام کے فتووں پر انحصار کرتی ہیں

حضرت امام مالک کا مشہور ارشاد گرامی ہے کہ

"مَنۡ تَصوفَ وَ لَمۡ یتفقهه فَقَدِ تضندق وَمَنِ تفقهه و لَمۡ یَتَصوفَ فَقَدَ تَفسق ۔ وَمَن تَصوفَ و تفقها فَقَدَ تَحَقق۔" ترجمہ: "جس نے فقہ کے بغیر تصوف کو پڑھا زندیق ہوا جس نے تصوف کے بغیر فقہ کو پڑھا فاسق ہوا۔ اور جس نے تصوف بھی پڑھا اور فقہ کو بھی پڑھا وہ سچائی اور حقیقت تک پہنچا۔"

حضرت فخر ملت کا کمال اور حسن کمال یہ تھا کہ وہ تصوف وطریقت کے بھی بلند مینار تھے اور فقہ وحدیث کے بھی امام تھے انہیں علوم فقہ علوم نحو ازبریاد تھے آپ نے اپنے وقت کے نامی گرامی علمائے کرام سے فقہ کے درس حاصل کئے۔ اور فقہ اعظم کے عزت وتکریم والے درجہ پر فائز ومتمکن ہوئے۔ تصوف وطریقت کے میدان میں تو کوئی اُن کا ثانی نہ تھا اور بڑے بڑے پیران عظام اور مشائخ کرام آپ سے تصوف کا درس لینے آتے تھے۔

آپ نے اپنی بے غرضانہ کوششوں سے پاکستان کے کونے کونے میں صحیح اسلامی تعلیمات کا پرچار کیا اور لوگوں کے عقائد کو درست کیا۔ باطل وفاسق نظریات کی نفی کی۔ اور اپنے قول وفعل سے ثابت کیا کہ وہ بلند پایہ سکالر اسلام ہیں زھد اور احسان اُن کا طریق تھا، دعوت و ارشاد اُن کا وطیرہ تھا۔ نرمی ومحبت ومودت اُن کا شیوہ تھی۔ فراخدلی اور مہربانی انکا کردار تھا۔

حضرت فخر ملت خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منتخب شدہ تھے حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے فیضان کے امین وپاسبان تھے انہوں نے اپنی زندگی اپنی ذات کیلئے نہیں بلکہ اُمت

مسلمہ کی بہتری کیلئے وقف کئے رکھی۔

حضرت فخر ملت ایسے عظیم کامل شیخ طریقت ولی اللہ تھے جنہوں نے کبھی شہرت و دولت کی خواہش نہیں کی۔ آج کے دور میں جب ہر کوئی دولت، شہرت کے پیچھے بھاگتا ہے۔ آپ نے عاجزی و انکساری کا مظاہرہ کیا۔ سادگی اپنائے رکھی۔ مادیت پرستی کے دور میں روحانیت کی قندیل روشن کی وہ تو ایک ''زاہد'' تھے اور اللہ کی ذات پر کامل یقین ''بھروسہ رکھتے تھے۔

" وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ " ترجمہ: ''ہم نے نہیں بنائے جن اور انسان سوائے اپنی عبادت کے''

حضرت فخر ملت شریعت الٰہی، سنت رسول ﷺ کی مکمل پابندی کرتے تھے۔ اپنے مریدین پر بھی پابندی لازم قرار دیتے تھے۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ عبادت الٰہی سنت رسول ﷺ کی پیروی میں گزرتا تھا۔

فخر ملت اور حقیقت تصوف

پیغمبر پاک ﷺ کے سنہری دور میں تصوف ایک حقیقت تھی لیکن آج تصوف کا نام تو موجود ہے لیکن حقیقت کو فقط چند لوگ سمجھتے ہیں دراصل تصوف محبت ہے۔ تصوف تکمیل ہے تصوف عاجزی ہے۔ تصوف حقیقی اسلام ہے۔ تصوف امن ہے۔ تصوف برداشت ہے۔ تصوف زاہد ہے۔ تصوف احسان ہے۔ تصوف علم روحانیت ہے تصوف وہ روشنی ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر پاکؐ کے ذریعہ سے پھیلائی۔ اس روشنی کو دنیا میں عام کرنے کیلئے فلاح و بہبود کا ذریعہ بنانے کیلئے اولیاء کاملین نے اہم کردار ادا کیا۔

کامل ولی اللہ اور کامل صوفی وہ ہوتا ہے۔ جو ہر لمحہ اللہ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے

سورۂ بقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''تم مجھے یاد کرو اور میں تمہیں یاد کروں گا''

سورۂ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو اُٹھتے۔ بیٹھتے، سوتے یاد کرتے ہیں''

اللہ کا ذکر انسان کے دل کو قوت بخشتا ہے۔ اُسے سکون اور اطمینان دیتا ہے۔ اُسکے دل کو پالش کرتا ہے۔ اور اُسے روحانی قوت عطاء فرماتا ہے۔ اُس دل پر جسمیں اللہ کا ذکر ہوتا ہے

طرف لا الہ الا اللہ تو کلمہ کا وزن زیادہ ہوگا جب تک اس زمین پر اللہ کا ذکر کرنے والے موجود ہیں قیامت کا دن برپا نہیں ہوگا۔ پھر میں نے پوچھا میں ذکر کیسے کروں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ۔اپنی آنکھیں بند کرلو اور مجھے لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے سنو اور پھر تم تین مرتبہ ذکر الٰہی کرو میں تمہیں سنوں گا۔ پھر حضور ﷺ نے ذکر کیا میں نے بلند آواز سے دہرایا۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ الاعراف (۲۰۵) میں ارشاد فرمایا

''اپنے خدا کا ذکر خوف، عاجزی کے ساتھ بغیر آواز بلند کیا کرو صبح وشام اور نظر انداز کرنے والوں میں شامل نہ ہوں''

سلسلہ نقشبندیہ میں دل کے ساتھ ذکر الٰہی کرنے کا طریقہ اپنایا گیا ہے جبکہ ذکر کرنے والے کی نگاہیں اپنے دل کی سمت ہوتی ہیں یہی طریقہ حضرت امیر ملت محدث علی پوری اور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

مبارک ہو جہاں والو کہ مرشد لاجواب آیا
نور کی کرنیں بکھیرتا آفتاب جہاں تاب آیا

قرآن اور تصور علم

علم کی تعریف

لغتی اعتبار سے علم کا مادہ ع۔ل۔م ہے۔ جس کے معنی جاننا کے ہیں۔

گویا علم کسی کو اس کی حقیقت کے حوالے سے جان لینے کا نام ہے۔ تو معلوم ہوا کہ علم ایک ایسا تصور ہے جو عالم خارج میں موجود کسی کو جان لینے سے عبارت ہے۔ ہر تصور علم بھی نہیں ہو سکتا۔ وہی تصور علم کہلائے گا جو حقیقت کا مکمل ادراک دیتا ہو۔ علم کے ارکان کی تعداد چار ہے۔

۱۔ ناظر:۔ جو شخص علم کے بارے میں جاننا چاہتا ہے ناظر کہلاتا ہے۔ یہ درجہ اشرف المخلوقات یعنی حضرت انسان کو حاصل ہے۔ اسے معروف اصطلاح میں طالب علم کہتے ہیں۔ یعنی کچھ نیا جاننے کی جستجو میں رہنے والا طالب علم کہلاتا ہے۔ علم ایک بحر بیکراں ہے۔ کوئی شخص کلی طور پر علم حاصل کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ البتہ علم کا طالب جب کچھ جان لے تو اسے عالم کہا جا سکتا ہے۔

۲۔ منظور:۔ منظور وہ شے ہے جسے جانا جا رہا ہو۔ اس سے مراد کوئی حقیقت ہو سکتی ہے خواہ وہ عقلی وجود رکھتی ہو یا حسی۔ یہ کائنات رنگ و بو اور اس کے مادی و غیر مادی موجودات و حقائق منظور کا درجہ رکھتے ہیں۔

۳۔ استعداد نظر:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ناظر جس چیز کا مشاہدہ کر رہا ہو اس میں کسی چیز کو جاننے کی صلاحیت اور استعداد کس قدر موجود ہے۔ کچھ لوگوں کی استعداد علم خدا کی عطا کردہ ہوتی ہے۔

۴۔ منظوریت:۔ علم کے ارکان میں چوتھا اور آخری رکن منظوریت ہے۔ اس سے مراد وہ اصلیت اور مقصدیت ہے جسے جاننے کی کوشش کی جاتی ہے۔ (قرآن کا تصور علم صفحہ ۱۔۲) تصور علم سورہ علق کی روشنی میں

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ○

ترجمہ:۔ (اے حبیب) اپنے رب کے نام (آغاز کرتے ہوئے) پڑھیے جس نے (ہر چیز کو) پیدا فرمایا۔ اس نے انسان کو (رحمِ مادر میں) معلق وجود سے پیدا کیا۔ پڑھیے اور آپ

کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے سے (لکھنے پڑھنے کا) علم سکھایا۔ جس نے انسان کو (اس کے علاوہ بھی) وہ کچھ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ (سورۃ العلق آیت ا تا ۵)

علم و آگہی روشنی کے سفر کا نام ہے۔ مذکورہ بالا آیت کے ذریعے رب کائنات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے نسل آدمؑ کو باقاعدہ ایک سلسلہ تعلیم سے منسلک کر دیا۔ ذہن انسانی میں ان گنت شعور و آگہی کے چراغ روشن ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اولیائے کرام، صوفیاء عظام اور علماء کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے وارث قرار پائے۔

فخر ملت صاحب علم معرفت

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ فقہ و حدیث کے امام تھے۔ علوم معرفت و حکمت کا بے کنار سمندر تھے۔ دعوت حق کا عظیم داعی تھے۔ علم لدنی رکھتے تھے۔ جدید و قدیم کا علم جانتے تھے اور علوم ظاہری و باطنی کا بحر ذخار تھے۔ قرآنی علوم سے آپ کا قلب اطہر منور تھا۔ آپ دلکش پیرائے میں گفتگو کا فن جانتے تھے۔ محدث اعظم تھے۔ آپ کی اکثر تقاریر میں تسلسل کے ساتھ اور بڑی فصاحت کے ساتھ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے حوالے ہوتے تھے۔ با مقصد، بامعنی گفتگو آپ کی تقریر کا خاصہ ہوتی تھی۔ امیر شہر خطابت تھے۔ جہاں بھی وعظ و تبلیغ کے سلسلہ میں تشریف لے جاتے ہزاروں، لاکھوں کا مجمع آپ کا استقبال کرتا تھا۔

اپنے جادو اثر، خوش بو بھرے میٹھے الفاظ کے ذریعے سے سامعین کے دلوں میں اترتے چلے جاتے تھے۔ حق گوئی و صداقت آپ کا شیوہ تھا۔ اسلامی عقائد کی تشریح بڑے دلپذیر انداز میں کرتے تھے۔ صحیح معنوں میں احکام الٰہی کے ترجمان تھے۔ محدث بھی تھے۔ مفکر بھی تھے اور فقیہ باکمال تھے۔

پیکر صدق و صداقت سر حق کے ترجماں
دیدنی تھی جن کی حق آگاہی کی آن بان
محور اہل محبت نازشِ اہل نظر
کاشف اسرار فطرت، صاحب علم و خبر
وہ مفسر و مفکر وہ فقیہ با کمال
منفرد ہے جس کے علم و فقہ کا جلال

آسمان معرفت کے نور پیکر آفتاب
آپ کے علم و حکمت سے زمانہ فیضیاب

حضور فخر ملت کی علمی خدمات صدیوں تک علم کے متلاشی اور حق کے متوالوں کیلئے چراغ نور بنی رہیں گی۔ اور تحقیق کے نئے افق پیدا رہیں گی۔

آیئے ترغیب علم کیلئے مندرجہ ذیل آیات قرآنی کا مطالعہ کرتے ہیں:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ (سورۃ الزمر ۹ آیت ۳۹)

ترجمہ:۔ آپ فرما دیجئے کہ علم والے اور بے علم کہیں برابر ہوتے ہیں۔ تحقیق سوچتے وہی ہیں جو صاحب عقل ہیں۔

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا۔ (سورۃ طٰہٰ ۲۰: آیت ۱۱۴)

ترجمہ:۔ اور آپ عرض کریں کہ اے میرے رب مجھے علم میں اور بڑھا دیں۔

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ (آل عمران پارہ ۳ آیت ۷)

ترجمہ:۔ اور نصیحت صرف اہل دانش کو ہی نصیب ہوتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ۔ (المجادلہ پارہ ۱۱ آیت ۵۸)

ترجمہ:۔ اور جنہیں علم عطا کیا گیا ہے (اللہ) ان لوگوں کے درجے بلند کرے گا۔

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (النحل پارہ ۱۴ آیت ۴۳)

ترجمہ:۔ سو تم اہل ذکر سے پوچھ لیا کرو۔ اگر خود تمہیں کچھ معلوم نہ ہو۔

یہ امر حقیقت ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت کا علم ایک بحر بیکراں ہے۔ آپ حضور سرور دو عالم ﷺ کے علمی خزانوں کے وارث ہیں۔ آپ کا مقام مقامِ معرفت ہے۔ ہمارا علم اور ہماری سوچ محدود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم آپ کے علم کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ حضور فخر ملت کا علم دراصل خدائی علم تھا۔ آپ کی ہر بات سچ ثابت ہوتی تھی۔ آپ کی تعظیم و تکریم جس والہانہ انداز میں لوگ کرتے تھے وہ بھی اس بات کی عکاس ہے کہ اللہ جس کی تعظیم و تکریم کرانا چاہتا ہے اس کو اپنا علم نور عطا کر دیتا ہے۔

فخر ملت مفکر اسلام

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيلًا ۔ (بنی اسرائیل ۱۷:۱۲)

ترجمہ:۔ اور ہم نے (قرآن پاک) ہر چیز کو پوری تفصیل سے واضح کر دیا ہے۔

علامہ ابن برہان اس کی تائید میں فرماتے ہیں:

''کائنات کی کوئی ایسی شے نہیں جس کا ذکر یا اس کی اصل قرآن سے ثابت نہ ہو''

گویا قرآن میں یا تو ہر چیز کا ذکر صراحت کے ساتھ ملے گا یا اس کی اصل ضرور موجود ہو گی۔ یہ بات لوگوں کی اپنی اپنی استعداد اور صلاحیت، فہم و بصیرت اور قوت استنباط و استخراج کے پیش نظر کہی گئی ہے کیونکہ ہر کوئی ہر شے کی تفصیل قرآن سے اخذ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اگر قدرت کی طرف سے کسی کو نور بصیرت حاصل ہو، انشراح صدر ہو چکا ہو، حجابات اٹھ چکے ہوں اور رب ذوالجلال نے اس کے سینے کو قرآنی معارف کا اہل بنا دیا ہو۔ تو اسے ہر شے کا تفصیلی بیان بھی نظر آتا ہے۔ (اسلام اور جدید سائنس صفحہ ۲۰۳)

حضور قبلہ فخر ملت وہ عظیم شیخ طریقت تھے جو قرآنی معارف و معانی سے مکمل طور پر آگاہ تھے۔ آپ کی تقاریر میں صراحت اور گہرائی کے ساتھ قرآنی آیات کا ترجمہ و تشریح کی گئی ہے۔ جو قرآنی فہم و بصیرت آپ کو حاصل تھی وہ بہت کم علمائے کرام کا خاصہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ لوگ آپ کو مفکر اسلام سمجھتے تھے۔ اور آپ کی حد درجہ عزت و احترام کرتے تھے۔ علم کو آپ پر ناز تھا۔ وقت کے جید علماء کرام اور صاحبان علم و بصیرت آپ کی علمی گفتگو سن کر دم بخود رہ جاتے تھے۔ ارباب دانش و بینش آپ کو علم و حکمت و دانش کا منبع و ماخذ سمجھتے تھے۔ حضرت فخر ملت کا علمی مرتبہ انتہائی بلندیوں کو چھوتا ہے۔ آپ امت مسلمہ کے عظیم ہیرو ہیں۔ تاریخ ہمیشہ آپ کی علمی خدمات پر آپ کو سنہری الفاظ سے یاد رکھے گی۔ اور سلامی دیتی رہے گی۔ بلاشبہ آپ اپنے وقت کے لقمان حکیم اور علم و حکمت کا کوہ ہمالیہ تھے۔ آپ کی تقاریر اور آپ کے ملفوظات و ارشادات علم کی نئی راہیں دکھاتے رہیں گے۔

حضرت فخر ملت کی تقاریر میں ایسی علمی چاشنی پائی جاتی تھی کہ جو نہ کبھی کسی کتاب میں پڑھی نہ کسی عالم کی تقریر میں سنی۔ اور ایسے واقعات بیان فرماتے تھے کہ انسان کا ایمان تازہ ہو جاتا تھا۔ حصول برکت کیلئے حضرت فخر ملت کی ایک تقریر سے اقتباس ملاحظہ کریں۔

لَآ أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ ترجمہ:۔ ''مجھے اس شہر کی قسم ہے

کہ آپ ﷺ کے قدم اس شہر میں لگے ہیں"۔ مجھے ایک بات یاد آ گئی ہے میں آپ کو سنا دیتا ہوں۔ اللہ آپ سب کو اس شہر میں لے جائے۔ جو مکہ معظمہ جاتے ہیں ان کو علم ہے کہ کعبہ شریف کا طواف کرتے ہوئے حجر اسود سے ابتداء کی جاتی ہے اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ حجر اسود کا بوسہ لیے بغیر طواف شروع نہیں کیا جا سکتا۔ حجر اسود کا بوسہ لینے کے تین طریقے ہیں۔ اگر حجر اسود کا بوسہ لیے بغیر طواف کریں تو وہ طواف قبول ہی نہیں ہوتا۔ ہونٹ حجر اسود کو لگائیں۔ اور اگر ہجوم ہے اور بوسہ لینا ممکن نہیں تو ہاتھ حجر اسود کو لگائیں اور ہاتھوں کو چوم لیں کیونکہ ہاتھوں کی نسبت اسی سے ہو گئی ہے۔ وہ ہاتھ اس قابل ہو گئے ہیں کہ ان کو چوم لیا جائے۔ اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو ہاتھ کو حجر اسود کی طرف کر کے ہاتھ کو چوم لیا جائے۔ جو اس کے بغیر طواف کرے گا اس کا طواف نہیں ہو گا۔ بات سے بات نکلتی ہے جو حجر اسود ہے اس کو اسود کیوں کہتے ہیں۔ اسود کے معنی ہیں سیاہ۔ یہ سیاہ کیوں ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟ یہ آیا کہاں سے ہے؟ لگا کس طرح؟ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے دنیا میں آئے تو دو پتھر ان کے ساتھ دنیا میں آئے۔ یہ دونوں روشنی دیتے تھے جس طرح ٹیوب لائٹس چمکتی ہیں۔ ان کی روشنی جہاں تک جاتی تھی وہ حرم کی حد مقرر ہو گئی۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو خانہ کعبہ میں لگانے کا حکم دے دیا۔ اور ان کی روشنی سلب کر لی گئی۔ حد مقرر کروانی تھی ہو گئی۔ حجر اسود اپنی جگہ پر لگ گیا۔ رکن یمانی اپنی جگہ پر لگ گیا۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب لکھا ہے:۔

آب زم زم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ اب شہہ کوثر کا بھی دریا دیکھو
رکن یمانی سے مٹی وحشت شام غربت
اب مدینہ کو چلو صبح دلارا دیکھو

اپنی اپنی جگہ پر دونوں پتھر لگ گئے۔ وہ دونوں جنت سے لائے گئے تھے اور نور دیتے تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ نور دیتے تھے اور جب اللہ نے ان کی روشنی سلب کر لی تو وہ سیاہ کیسے ہو گئے۔ نام اس کا حجر اسود کیسے ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے بوسے لیے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت تھا۔ آپ حج کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔ جب حجر اسود کو بوسہ دینے لگے۔ بوسہ دینے کیلئے جب آپ حجر اسود پاس کھڑے ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اے حجر اسود نہ تو نفع دے سکتا ہے نہ ہی نقصان۔ میں تجھے بوسہ اس لیے دے رہا ہوں کہ میرے

پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے بھی تجھے بوسہ دیا۔ پھر آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اس وقت حضرت علی بھی آپؓ کے پاس کھڑے تھے۔ آپ نے فرمایا اے امیر المومنین! آپؓ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ نفع نہیں دے سکتا، نقصان نہیں دے سکتا؟ یہ نفع بھی دیتا ہے نقصان بھی دیتا ہے۔ انہوں نے طواف کرنا شروع کر دیا جب طواف سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ اے علی رضی اللہ عنہ اب مجھے بتائیں نفع کس طرح دیتا ہے اور نقصان کس طرح دیتا ہے۔ یہ پتھر ہے کوئی جاندار چیز تو نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ سے میں نے خود سنا حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کا دن ہوگا حجر اسود کو اللہ زبان بھی دیں گے اور ہونٹ بھی۔ اور قیامت تک آنے والے لوگ جو اس کو بوسہ دیں گے ان کے نام بھی اس کو یاد ہوں گے اور چہرے بھی۔ یہ اللہ کی بارگاہ میں ان کی سفارش کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی سفارش کو قبول فرمائیں گے۔ اب بتائیں کہ بوسہ لینے والے کو نفع دیتا ہے کہ نہیں اور کیا شفاعت نہیں کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی وقت دعا کی یا اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں ایسی قوم میں زندگی گزاروں جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نہ ہوں۔ یعنی وہاں رہوں جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندہ حجر اسود کا بوسہ لیتا ہے تو حکمت کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ بندے کے گناہ چوس لیتا ہے۔ اور گناہ چوس چوس کر کالا ہو گیا ہے۔ اس لیے اسے حجر اسود کہا جاتا ہے۔

(خطاب حضرت فخر ملت سے اقتباس)

قارئین کرام! حضرت کی تقریر سے یہ اقتباس اس بات کا غماض ہے کہ آپ کا علم مطلعی علم نہ تھا بلکہ گہرے مطالعے اور علمی گہرائی کا نتیجہ تھا۔ آپ کی تقریر کا ایک ایک لفظ علم و حکمت اور غور و فکر کے نئے باب روشن کرتا چلا جاتا ہے۔ انداز گفتگو اتنا دلکش و دلربا کہ سامعتوں میں رس گھولتا اور دل و دماغ کو روشنی سے منور کر دیتا ہے۔ آپ کے خطبات قرآن و حدیث کی تشریح ہوتی تھی۔ جو بھی آپ کو تھوڑی دیر سنتا یا آپ کی مجلس میں گزار لیتا وہ برملا اظہار کرتا کہ یہ کوئی عالم دین نہیں بلکہ ایک عظیم مفکر اسلام ہیں۔

مفسر قرآن

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

حضور قبلہ فخر ملت کو بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ کے کلام سے بہت محبت تھی۔ سات سال کی کم سنی کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر چکے تھے۔ قرآن پاک کا ترجمہ وتشریح بڑے دلکش پیرائے میں کرتے تھے۔ معنی ومفہوم میں آپ کو کمال دسترس حاصل تھی۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ترجمہ:۔ ہم نے جنوں اور انسانوں کو پیدا ہی نہیں کیا مگر صرف اسی لیے کہ میری بندگی اپنا لیں۔ (سورہ الذاریت آیت ۵۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کا معنی یوں کرتے ہیں کہ میری معرفت حاصل کریں یعنی میں نے تمہیں اس لیے پیدا کیا ہے کہ تمہیں میری خبر ہو جائے تم مجھے پہچان لو

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ ترجمہ:۔ اے اللہ مجھے صراط مستقیم پر چلا۔ اللہ کے نیک صالح اور منظور نظر اولیاء اللہ جب دنیائے فانی میں اپنے سفر زندگی کا آغاز کرتے ہیں تو ان کا پہلا نغمہ جاں فزا بارگاہ الٰہی میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہوتا ہے۔ وہ صراط مستقیم پر چلنے کی دعا کرتے ہیں۔ جب وہ خدا کے منظور نظر اور صالح بندوں میں شامل ہو جاتے ہیں تو وہ بڑی سرعت کے ساتھ بلندیٔ درجات کی منازل طے کرتے ہیں۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا صرف سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور امیر ملت کی بے پناہ عنایات واکرام آپ کی ذات قدسی پر تھے، آپ کو علوم کے خزانے براہ راست ذات حضرت محدث علی پوری اور ذات سیدنا محمد رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوئے تھے۔ جیسا کہ آپ نے کئی موقع پر اپنی تقاریر میں اس امر کا اظہار کیا کہ میں تو فقط وہی بیان کرتا ہوں جو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امیر ملت بیان کرتے ہیں۔ آپ صحیح معنوں میں مفسر قرآن تھے کہ آپ کا علم القرآن فقط کتابوں کا علم نہ تھا بلکہ آپ کو رہنمائی گنبد بہشتی کے مکیں اور گنبد خضریٰ کی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست ملتی تھی۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جس دلکش محبت وادب اور بامعنی انداز میں قرآن پاک کی آیات کی تشریح وتفسیر آپ بیان کرتے تھے وہ بڑے بڑے مفسر اور عالم کو بھی معلوم نہ ہوتی تھی۔

اپنے وقت کے بڑے بڑے مفتی، علماء کرام ہمہ تن گوش حضور قبلہ فخر ملت سے قرآن کے معارف سیکھنے کیلیے حاضر خدمت ہوتے تھے۔ اور آپ کے علم معرفت کے معترف ہو جاتے تھے۔

آیئے حضور قبلہ فخر ملت کی ایک تقریر سے اقتباس پڑھتے ہیں آپ فرماتے ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک کی دوسری سورۃ بقرہ میں بیان فرمائی تو اس کی ابتداء میں رسول اللہ ﷺ کی تعریف بیان فرمائی اپنی زبان کے ساتھ۔ اپنے کلام کے ساتھ دوسری آیت میں قرآن مجید کی عظمت وفضیلت کو بیان فرمایا کہ یہ جو قرآن ہے اس میں شک کی گنجائش نہیں۔ وہ کتاب کونسی ہے قرآن پاک اور وہ لوگ جو نیک متقین ہیں ان کیلئے ہدایت ہے ان کو نیکی کا راستہ دکھلاتی ہے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک تو رسول اللہ ﷺ کی صفت فرمائی دوسرا اپنے کلام کی ابتداء کے اندر خود اپنے کلام کی ثناء فرمائی کہ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ یہ تو اس کی عظمت ہوگئی تو نبی کریم ﷺ نے اس کی فضیلت اسطرح بیان فرمائی۔

ترجمہ:۔ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ الم پڑھتا ہے یعنی الف الگ حرف ہے، ل الگ حرف ہے اور م الگ حرف ہے۔ اور جو بندہ الف الگ پڑھتا ہے اللہ اسے دس نیکیاں عطا فرمائیں گے۔ دس برائیاں ختم کر دیں گے اور دس درجے اس کی نیکیوں کی صف میں بلند فرمائیں گے۔ اسی طرح جو ل پڑھتا ہے اس کو بھی تیس درجے ملیں گے اور جو م پڑھتا ہے اس کو بھی تیس درجے ملیں گے۔

علماء کرام مفسرین کرام نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کی کوئی انتہا نہیں بلکہ قرآن میں موجود ہے مثال دی ہے اللہ تعالیٰ نے کہ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال یوں ہے جیسے زمین کے اندر کاشتکار فصل کاشت کرتا ہے۔ تو وہ گندم کا ایک دانہ کاشت کرتا ہے اس میں سے سات سٹے اگتے ہیں ہر سٹے میں سو دانہ ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک بندے نے ایک دانہ کاشت کیا تھا اس کو سات سو دانہ ملا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اللہ جس کو چاہے دوگنا عطا فرمادے یعنی ایک دانہ کاشت کرے اللہ تعالیٰ چودہ سو عطا کر دے یعنی یہ تو مثال ہے کہ تا کہ آپ سمجھ سکیں۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ کئی مقامات پہ میرے اللہ لی نے قرآن پاک میں فرمایا ہے اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے عطا کر دیتا ہے۔ یعنی جیسا کہ الف پڑھے گا تو یہ تین حروف ہیں تو الف پڑھنے سے اس کو نو نیکیاں ملیں گی۔

علم الیقین

جام معرفت بھر بھر کر علم کے پیاسوں کو پلاتے ہیں۔ محبتیں بانٹتے ہیں۔ اور روشنیاں تقسیم کرتے ہیں۔ آپ کا فیض فیضِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور آپ کا فیضان فیضانِ امیر ملت ہے۔ جو آج بھی جاری ہے اور آپ کے لختِ جگر حضرت ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی کے طفیل یاران طریقت و جملہ متوسلین و معتقدین کو سیراب کر رہا ہے۔

شیخ روز بہان بقلی صاحب عرائس البیان

شیخ روز بہان بقلی صاحب عرائس البیان کی خدمت میں بڑے بڑے محدث آ کر تصیح کرتے۔ اور کتب حدیث پڑھ کر سناتے اور ان سے سند لیتے۔ ایک محدث ان کی خدمت میں بیٹھے حدیث شریف پڑھ رہے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ مراقبے میں بیٹھے رہتے اور وہ کتاب پڑھتا جاتا، کتابوں کی روایات بیان کرتا جاتا۔ روی عن فلاں روی عن فلاں وغیرہ۔ آپ خاموشی سے سنتے جاتے اور جس پر سر ہلا دیتے وہ سمجھ جاتا کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ اس میں کوئی کمزوری ہے یا سقم ہے۔ اگر خاموش بیٹھے رہتے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ یہ صحیح ہے۔ ایک روایت انہوں نے پڑھی آپ نے سر ہلا دیا فرمایا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں ہے۔ انہوں نے کہا اور حوالے دیے کہ فلاں نے کہا کہ یہ درست ہے فلاں نے کہا درست ہے۔ جب آپ سارے حوالے سن چکے تو آپ نے اسے بازو سے پکڑ لیا اور فرمایا: ''وہ دیکھو آقا صلی اللہ علیہ وسلم سامنے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ میرا قول نہیں ہے تم فلاں فلاں کی بات کرتے ہو ان کی مانوں یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مانوں''۔

اسی لئے اللہ پاک نے اولیائے کرام اور صوفیاء عظام کی طرف متوجہ فرمایا جن کے دل کی کھڑکیاں کھل چکی ہیں۔ اور چشمے بحال ہو چکے ہیں۔ کامل اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے سینے سینہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور براہ راست حاصل کرتے ہیں۔ یہ تشکیک کے مقام سے آگے گزر جاتے ہیں۔ اور شریعت کے تقاضوں کو پر کرتے ہیں کیونکہ اس کو پورا کیے بغیر وہ درجہ نہیں ملتا جو کہ اولیاء کرام کا تعلق اور اس کے انداز میں قائم ہے۔ کہ اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ انقطاع نہیں ہے۔ اسی لئے اللہ پاک نے فرمایا: صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ کہ ان انعام یافتہ بندوں کے پیچھے ہو جاؤ۔ جدھر یہ لے جائیں گے وہی راستہ حق کا ہوگا۔ اور اس میں گمراہی کے راستے اور امکانات ختم ہو جائیں گے۔ (بحوالہ سورۃ فاتحہ اور تصور ہدایت صفحہ ۳۲)

قارئین کرام! حضور فخر ملت کا سینہ چراغ سینہ مصطفیٰ ﷺ کے نور سے روشن تھا۔ آپ کا علم دراصل علم مصطفیٰ ﷺ تھا۔ ۲۰ ربیع الاول بمطابق ۲۴ فروری ۲۰۱۱ بروز جمعرات آستانہ عالیہ ساہو چک شریف سیالکوٹ میں آپ نے خطاب فرمایا۔ عربی کا ایک لفظ ہے اسے دو طرح سے پڑھا یا استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک ہے محدِث اور ایک ہے محدَث۔ ان دونوں کے اعراب بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں۔ محدِث وہ ہوتا ہے جو کتابوں سے حضور ﷺ کی احادیث پڑھ کر سنائے جس طرح علماء کرتے ہیں۔ ایک واقعہ سناتا ہوں ایک عالم صاحب تھے وہ ساری زندگی کتابیں پڑھاتے رہے۔ مگر ان کا سینہ منور نہیں ہوتا تھا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ میرا سینہ منور کیسے ہو سکتا ہے۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ تھوڑی دیر پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیں اور مرشد کامل کی تلاش میں نکل جائیں۔ جو پسند آئے اس سے بیعت ہو جائیں۔ سلسلے کی نسبت سے اس نے اپنے دل میں ایک نقشہ بنالیا کہ مرشد میں یہ یہ صفت ہوں گی۔ وہ بہت سے آستانوں پر گیا لیکن جو نقشہ اس کے ذہن میں تھا ایسا مرشد اسے نہ ملا۔ پھر کسی نے کہا تم سائیں توکل شاہ بڑے بزرگ ہیں ان کے پاس جاؤ۔ ان سے فیض حاصل کرلو۔ جب وہ ان کے پاس گئے تو وہ پہلے ہی مجذوب تھے انہوں نے پریشان ہو کر ان سے اجازت لی۔ بزرگ صاحب نے کہا میاں صاحب نہ جاؤ۔ کافی دل لگا ہے۔ آپ کے ساتھ یہاں لوگ بیٹھے ہیں انہوں نے کہا نہیں پہلے ہی شاگرد چھوڑ کر آیا ہوں یہاں پھر شاگرد۔ آپ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو ہم آپ کا یہ شوق بھی پورا کر دیتے ہیں۔ آپ مقررہ وقت پر ہمیں احادیث سنایا کریں۔ مولوی صاحب کو یہ بات پسند آگئی۔ انہوں نے احادیث سنانا شروع کر دیں۔ ایک دن مولانا صاحب حدیث بیان فرما رہے تھے توکل شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ حدیث رسول ﷺ نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے کہا میں نے کتابیں پڑھ کر شرح پڑھ کر سنائی ہے۔ جب محفل ختم ہوئی تو مولوی صاحب نے عرض کی وہی سچ ہے جو کچھ آپ نے فرمایا ہے۔ سائیں توکل شاہ صاحب نے فرمایا کہ جب آپ متن احادیث پڑھ رہے ہوتے تو آپ کی پیشانی سے شعائیں نکلتی تھیں۔ جو آسمان تک جاتی تھیں۔ لیکن اس حدیث سے وہ شعاع نہیں نکلی۔ میں سمجھ گیا یہ حدیث نہیں ہے۔ تو مولوی صاحب نے عرض کی آپ سب سے پہلے مجھے بیعت کرلیں۔ تو اسے محدَث کہتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دن خواب دیکھا۔ کہ فجر کی اذان ہوئی اور میں مسجد نبوی میں نماز کیلئے تشریف لے گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے

نماز پڑھائی۔ اور بعد میں دعا مانگنے کی بجائے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف چہرہ مبارک کر کے بیٹھ گئے۔ شاعر لکھتا ہے:

ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہو گا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ ایک عورت کچھ کھجوریں لے کر مسجد نبوی میں آئی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیں تاکہ برکت ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ لگ گئے اور خوشبو والی ہو گئیں۔

ایسی خوشبو نہیں کسی پھول میں
جیسی خوشبو نبی کے پسینے میں ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کھجوروں پر لگ گئے تو میرا بڑا دل کیا کہ کاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ کھجوریں عطا فرمائیں۔ اور میں کھالوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور عطا کی اور میں نے کھالی، پھر خیال پیدا ہوا کہ ایک اور مل جائے۔ ایک اور مل گئی۔ پھر خیال پیدا ہوا کہ ایک اور مل جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوکرا اُسے واپس کر دیا۔ اتنی دیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھل گئی۔ فجر کی اذان ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ مسجد میں گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مصلہ پر کھڑے تھے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی وہی رات والی جگہ ملی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جماعت کروانے کے بعد اسی طرح ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ ایک عورت کھجوروں کا ٹوکرا لے کر حاضر ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک کھجور عطا کی۔ ان کا پھر دل چاہا ایک اور کھجور دی۔ تیسری دفعہ پھر دل کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر رات کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیسری مرتبہ کھجور عطا فرماتے تو میں بھی ضرور تیسری مرتبہ کھجور دیتا۔ اسے کہتے ہیں محدَّث۔ یہ بات میں نے آپ کو اس لیے سنائی ہے کہ حضرت قبلہ عالم امیر ملت کو اللہ تعالیٰ نے محدِث اور محدَّث دونوں درجے عطا فرمائے تھے۔ حضرت قبلہ عالم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث دوسروں کو بھی سناتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی باتیں حضرت صاحب کو بھی سناتے تھے۔ (خطاب فخر ملت ساہو چک شریف سیالکوٹ)

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ عالم بے بدل تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی مخلوق خدا کو حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ پڑھ کر سنائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کا دنیا میں چرچا کیا۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دینا آپ کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہوتا تھا۔ جب بھی

آپ کو جلسہ کی دعوت آتی آپ قبول فرماتے اور دین حق کا داعی بن کر احادیث نبوی ﷺ کا درس دیتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی بیماری یا مصروفیات کو اپنے ارشاد و تبلیغ کے راستے میں رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ آپ کے خطبات کا محور و مرکز فقط قرآنی احکامات اور حضور سرور کائنات ﷺ کے ارشادات ہوتے تھے۔ آپ محدث بھی تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں تو فقط وہی بیان کرتا ہوں جو حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تقاریر میں بڑی چاشنی و سحر انگیزی پائی جاتی تھی۔ کہ لاکھوں لوگ بدعقیدگی، بے حیائی اور گمراہی کو چھوڑ کر صراط مستقیم کے مسافر بن جاتے تھے۔

فخر ملت ولی نعمت

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ولی نعمت تھے۔ آپ کا علم علم الیقین تھا۔ آپ سلطنت علم و دانش کے تاجدار تھے۔ خدائے ذوالجلال نے اپنے خاص کرم و فضل سے آپ کو حکمت و بصیرت و دانشمندی سے سرفراز کیا تھا۔ آپ سنہری دور میں علم و فضل اور بزرگی میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ یہ تو آپ کے جد امجد حضور ﷺ کی خصوصی عنایات تھیں اور فیضان حضرت امیر ملت محدث علی پوری تھا کہ آپ کو اوائل عمری سے ہی حکمت و معرفت اور یقین محکم کی لازوال دولت عطا کر دی گئی تھی۔ بلاشبہ آپ ولی نعمت ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی نے المنقذ من الضلال کے نام سے اپنی سرگذشت لکھی ہے۔ اس میں فرماتے ہیں۔

ان علمت یقینا أن الصوفیۃ هم السالکون لطریق اللہ تعالیٰ خاصۃ و ان سیرهم احسن السیرو و طریقهم اصوب الطرق و اخلاقهم ازکی الاخلاق لوجمع عقل العقلا و حکمۃ الحکماء و علم الواقفین علی اسرار ا الشرع من العلماء لیغیر و اشیاء من سیرهم و اخلاقهم و یبدلوہ بما هو خیر منه لم یجدو ا الیه سبیلا وان جمیع حر کاتهم وسکناتهم فی ظاهر هم و باطنهم مقتبسۃ من نور مشکاۃ النبوۃ ولیس وداء نور النبوۃ علی وجه الارض نور یستضاء به "میں نے یقین کے ساتھ جان لیا کہ اللہ کی راہ پر چلنے والے صرف اور صرف صوفیاء ہیں۔ اور ان کی سیرت سب سیرتوں سے بہتر ہے۔ اور ان کا راستہ سب راستوں سے بہتر ہے۔ ان کا اخلاق سب سے اعلیٰ ہے۔ اگر سارے

عقل والوں کی عقل اور سارے حکمت والوں کی حکمت و دانائی اور علم شریعت رکھنے والوں کے علوم جمع کر لیے جائیں اور یہ خیال کر لیا جائے کہ ان سب کو جمع کر کے صوفیاء سے بہتر شے پیدا کر لی جائے گی یا معمولی سا جزو بہتر پیدا کر لیا جائے گا تو ناممکن ہے۔ اس لیے کہ علم والوں نے علم کتابوں سے پایا۔ عقل والوں نے علم عقل و خرد کے سوتے سے پایا۔ حکمت و دانائی رکھنے والوں نے علم اپنے فکر سے پایا۔ مگر صوفیاء جس راستے سے علم پاتے ہیں وہ نہ حواس کا راستہ ہے، نہ عقل و خرد کا، نہ تعقل و تامل کا راستہ ہے نہ تفکر و تدبر کا۔ نہ فہم و فراست کا راستہ ہے۔ نہ ادراک و بصیرت کا راستہ ہے۔ یہ راستہ سارے راستوں سے آگے گزر جاتا ہے۔ ان کے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ ان کے دلوں کا تعلق براہ راست سینہ مصطفیٰ ﷺ سے قائم ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی ذات قدسی سے علم و معرفت کے چشمے رواں ہوتے ہیں اور یہ سیراب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے سارے حجابات اٹھ جاتے ہیں۔ وہ سارے راستے جن میں بھٹک جانے کا احتمال ہوتا ہے جن میں تشکیک و گمراہی پائی جاتی ہے وہ سارے امکانات ختم ہو جاتے ہیں۔ اولیاء اللہ اور صوفیاء عظام کو اس رستے پر چلایا گیا ہے۔ جس کا تعلق براہ راست مشکوٰۃ صدر مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ہے۔ آقائے دو جہاں کے قلب اطہر اور سینہ مصطفیٰ ﷺ میں جو چراغ نور ہدایت جل رہا ہے اور وہ جو ضو فشانیاں کر رہا ہے ان صوفیاء کے سینوں کی ڈوریاں اس چراغ سینہ مصطفیٰ ﷺ سے جڑ جاتی ہیں۔ چراغ اُدھر جلتا اور اجالا اِدھر ہوتا ہے۔ اسی چشمے سے روشنی پھوٹتی ہے۔ یہاں اس کا انعکاس ہوتا ہے۔ اور جو سینے ان کے سینوں سے ملتے جاتے ہیں وہ بھی روشن تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اسی لیے فرمایا کہ ان انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ جڑ جاؤ۔ اور ان کے پیچھے جایا کرو۔ (سورۃ فاتحہ اور تصور ہدایت صفحہ ۳۰۔۳۱)

گر دمستاں گرد، گدمے کم رسد بوئے رسد
بوئے او گر کم رسد، رویت ایشاں بس است

علامہ بحر الکلام

علامہ بحر الکلام دور اواخر کے بہت بڑے فاضل، محقق، مفکر، مدرس، فقیہہ اور امام جنہوں نے مسلم الثبوت کی شرح لکھی ہے۔ فواتح الرحموت اس میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ جنید بغدادی سے کسی نے اعتراضاً کہا کہ جو حدیثیں اور روایتیں تم بیان کرتے ہو وہ کتابوں میں تو ملتی

نہیں۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی فرمایا ہے۔ آپ ہنس دیئے۔ اور فرمایا جو روایتیں حدیث کی کتابوں میں ملتی ہیں اور تم بیان کرتے ہو ان کے راوی مر گئے۔ جیسے امام بخاری نے کہا میں نے فلاں سے سنا وہ فلاں بھی وفات پا چکے ہیں۔ انہوں نے فلاں سے سنا وہ فلاں بھی وفات پا چکے ہیں۔ انہوں نے فلاں سے سنا تھا وہ بھی وفات پا چکے ہیں تو تمہارا پورا سلسلہ اور تمہاری سند میں جتنے لوگ بتانے والے آتے ہیں وہ سب دنیا سے رحلت کر چکے ہیں۔ تم ان کو پڑھ کر سن کر مان لیتے ہو اور ہم جن سے سنتے ہیں وہ حی لا یموت ہے۔ وہ تو زندہ و تابندہ ہے۔ تو ہمارے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ ہم براہ راست پوچھ کر بات کرتے ہیں۔ تو کیا رب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جتائی ہوئی بات سے بڑی بھی کوئی سند ہے اور اس کے بعد علامہ بحر الکلام فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا یہ الہام جو کتابوں میں بے شک نہ ہو ہے ھُوَ حَقٌّ حَقٌّ حَقٌّ اس لیے اس کا راستہ بھی جدا ہے۔ (سورۃ فاتحہ اور تصور ہدایت صفحہ ۳۱)

قارئین کرام! اس طویل بحث کا مقصد فقط یہی ہے جو علامہ بحر الکلام بیان کرتے ہیں کہ اولیاء اللہ جو درجہ مقبولیت پر پہنچ جاتے ہیں ان کیلئے علم و رہنمائی براہ راست مکین گنبد خضریٰ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مہیا ہوتی ہے۔ ان کا نور علم اور ان کی روشنی اپنی نہیں ہوتی بلکہ وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور روشنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے۔ وہ چراغ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منور و تاباں ہوتے ہیں۔

حضور سیدی فخر ملت علیہ الرحمہ نے ڈسکہ اور نارووال میں جلسوں سے خطاب فرماتے ہوئے کہا لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ میں کتنی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں یا میں نے کن کن علماء کرام سے علم حاصل کیا ہے۔ تو فقط میرا جواب یہی ہوتا ہے کہ میں تو نہ ہی علماء سے اور نہ ہی کتابوں سے علم تلاش کرتا ہوں۔ میں تو فقط وہی اپنی تقاریر میں بیان کرتا ہوں جو مجھے حضور امیر ملت اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم براہ راست حکم فرماتے ہیں۔ ان دونوں جلسوں میں آپ کے ارشاد گرامی سے متعلق دو واقعات جو آپ نے اپنے علم کے بارے میں بیان کئے ہیں۔ وہ میں حضور قبلہ فخر ملت کے مقام ولایت میں ذکر کر چکا ہوں جو کہ مجھے محمد صادق صاحب ڈسکہ والے نے بیان کئے ہیں۔ جو ان دونوں جلسوں میں موجود تھے۔ اور انہوں نے حضور فخر ملت سے سنے تھے۔

باکمال ولی کامل

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ جیسے باکمال ولی کامل اور مرشد کامل دنیائے فانی میں بار بار پیدا نہیں ہوتے۔

قرن ہا باید کہ تا صاحب دلے پیدا شود
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

نہ قرن میں دوسرا اویس قرنی پیدا ہوا نہ بسطام نے آج تک دوسرا بایزید پیدا کیا، حضرت فخر ملت کے پائے کا کوئی بھی شیخ طریقت اور ولی نعمت کبھی پیدا نہ ہوگا

سفر ہو کہ حضر، جلوت ہو کہ خلوت، حضور قبلہ فخر ملت ذکر خدا میں مگن رہتے تھے۔گاڑی میں سفر کے دوران بھی اللہ اللہ کا ذکر جاری رہتا تھا۔اللہ اللہ کے ذکر کا نور آپ کے چہرہ اقدس پر یوں چھلکتا تھا کہ جو بھی آپ کی زیارت کرتا دم بخود ہو کہ رہ جاتا۔اور اس کا دل بھی اللہ کے ذکر میں مگن ہو جاتا تھا۔جو بھی حضور قبلہ فخر ملت کی مجلس پر انوار میں چند لمحے بیٹھ جاتا تھا اس کا دل، روح اور جسم اللہ کے ذکر میں مگن ہو جاتے تھے۔اور وہ صحیح معنوں میں بندۂ خدا بن کر زندگی گزارنے لگتا تھا۔

ہر کہ با ایشا نشیند یک دمے
روز فردا او کجا دارد غمے

ترجمہ: جوان کے پاس ایک لحہ بھی بیٹھے گا قیامت کے دن اس کو کوئی فکر و غم نہ ہوگا

حضرت فخر ملت کا آخری دیدار کرنے والے اس امر کے گواہ ہیں کہ حضرت کے جسم نوری سے ایسی نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں اور آپ کا چہرہ اقدس پر وہ تبسم تھا جو آپ کی عظمت وصداقت کی دلیل تھی۔

رباعیات نقشبند کے مصنف محمد صادق قصوری دریچہ سخن صفحہ نمبر ۹ میں رقمطراز ہیں کہ ''جنید وقت حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کی نظر کرم اور دعائے نیم شبی مسلسل میرے شامل حال رہی۔اور میرے عظائم کو بلند کیے رکھا۔اور میں رباعیات نقشبند لکھ پایا''۔

محمد صادق قصوری رباعیات نقشبند میں رقم طراز ہیں کہ

بروا اے باد در بستاں گذارا
بگو آں سرو قد شمشاد مارا

به تشریف قدوم خود زمانے
منور کن خراب آباد مارا

ترجمہ:۔اے بادصبا، براہ کرم اس باغ میں سے گزر کر جس میں میرا سرو قد، شمشاد قد محبوب تمام جہاں سے خوبصورت محبوب اقامت گزین ہے۔ جلوہ افروز ہے۔ اور بصد ادب اس کی خدمت میں اس عاجز کی طرف سے عرض کرو کہ کسی مبارک وقت میں میرے خراب آباد (ویران گھر) کو اپنی نورانی تشریف سمیت لزوم سے منور فرما۔

اس طرف سے بھی آنکل اے چاند کے ٹکڑے کبھی
میرے ویرانے میں بھی ہو جائے دم بھر چاندنی

اے محبوب! ذرا میرے ویران کدے میں تشریف لا تو سہی اور میرا ذوق وشوق دیکھ تو سہی۔
حکیم الامت نے کیا خوب کہا:

مانا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں
تو میرا شوق دیکھ تو میرا انتظار دیکھ

قارئین کرام! حضور قبلہ فخر ملت حقیقی نسب والے نجیب الطرفین شہزادہ رسول عربی ﷺ ہیں۔ حسنی اور حسینی سید ہیں۔ اہل بیت اطہار کا روشن چراغ ہیں۔ علم وفضل میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ جسمانی وروحانی ہر دو لحاظ سے آپ فیضان رسالت مآب ﷺ کے پاسبان وامین ہیں۔ آپ چراغ مصطفی ﷺ ونور رسول عربی ﷺ ہیں۔

وہ عرش کا چراغ ہیں میں اُن کے قدموں کی دھول ہوں
اے زندگی گواہ رہنا میں غلام رسول ﷺ ہوں

فخر ملت شیخ مکتب

قارئین کرام! اہل اللہ کی نظر بصیرت کا کیا عجیب عالم ہے جدھر بھی نگاہ التفات کرتے ہیں مناظر بدل جاتے ہیں۔ شیخ مکتب ہو تو حضرت فخر ملت جیسا جس کی نگاہ نکتہ رس اذہان و قلوب کی کیفیات کو بہاروں کی خوشبو دے دے۔ جو مردہ دلوں کو نور بصیرت عطا کر دے۔ جو جہالت وتاریکی کے اندھیرے میں عشق سرور دو عالم ﷺ کی شمع روشن کر دے۔ جو سہانی رتوں اور سنہرے دور کا شیخ مکتب ہے۔ آشنا ہو تو آپ جیسا۔ مسلمان ہو تو آپ جیسا۔ عالم ہو تو آپ جیسا۔ شیخ طریقت، رہبر شریعت، مرشد باکمال، ولی کامل ہو تو آپ جیسا۔

قارئین کرام! ایسا عظیم شیخ طریقت آج کے مادہ پرستانہ دور میں ملنا محال ہے۔ ایسا عالی ظرف کہ ہر کسی کو لگے کہ میرا مرشد فقط میرا ہے۔ نگاہ قلندرانہ سے جو دل لوٹ لے۔ بلند نگاہی جس کا طرۂ امتیاز ہو۔ مخلوق خدا پر شفقت و رحمت جس کی عادت کریمانہ ہو۔ جو ہر بندے کے ساتھ حسب مراتب سلوک کرے۔ حضرت فخر ملت کو اپنے زمانے میں وہ رفعت و بلندی ملی جس کی نظیر تاریخ کے جھروکوں میں دکھائی نہیں دیتی۔ علم و فضل حضرت قبلۂ عالم امیر ملت محدث علی پوری حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے خاندان عالیہ مقدسہ کا فطری کمال ہے۔ حضرت فخر ملت علم کا ایسا دریائے عمیق تھے جو اذہان و قلوب کو روشن کردے۔ حضرت کی بصیرت افروز تقاریر سامعین کے دلوں کو لبھاتی ہیں۔ لوگ لاکھوں کی تعداد میں اس عظیم شیخ مکتب کے جلسوں میں جوق در جوق شرکت کرتے تھے۔ اور علم و خلوص کی دولت لازوال سے اپنی جھولیاں بھر کر لے جاتے تھے۔ آیئے حضور قبلہ فخر ملت کے ایک خطاب دلنواز سے اقتباس پڑھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے زمانے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور نبی اکرم ﷺ کے تشریف لانے کے زمانے کے اندر چھ سو سال کا فرق ہے۔ مطلب میرا یہ ہے کہ یہ جو چھ سو (۶۰۰) سال کا فرق ہے اس کے اندر کوئی نبی نہیں آیا۔ نبی عام ہوتا اور رسول خاص ہوتا ہے۔ نبی کا درجہ کم اور رسول کا درجہ زیادہ ہوتا ہے۔ تو جب کوئی نبی نہیں آیا تو کوئی رسول بھی نہیں آیا۔ اسی لئے سوچنے والی بات ہے۔ آسان لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس دوران کوئی نبی نہیں آیا ہے۔ اور نہ ہی کوئی رسول آیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جانے کے ساتھ ہی ختم ہوگئی۔ نبی اکرم ﷺ قریباً چھ سو سال بعد تشریف لائے۔ اور اس درمیانی زمانے کو زمانہ فترت کہا جاتا ہے۔ گویا کہ آسمان سے وحی نازل نہیں ہوتی تھی۔ جس زمانے میں وحی کا سلسلہ ختم ہو جائے اسے زمانہ فترت کہا جاتا ہے۔ لیکن نظام قدرت تو ویسا ہی چلتا تھا۔ سو اس نظام کو چلانے کیلئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی پسند کے مطابق طریقے اختیار فرمائے۔ جب نبی اکرم ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہؓ کی پیدائش ہوئی تو انکی پیشانی میں نور مصطفیٰ ﷺ چمک رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی ولادت پر خوشی منائی جائے۔ چونکہ زمانہ فترت تھا وحی تو بند تھی اور خوابیں تو انبیاء کے زمانے میں بھی لوگوں کو آتی تھیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے معجزات میں یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ وہ تعبیر الرویاء کا علم رکھتے تھے۔ خوابوں

کی سچی تعبیر بیان کیا کرتے تھے اور خوابیں آتی تھیں تو اللہ نے یہ علم عطا فرمایا تھا اگر خوابیں نہ آتیں تو تعبیر کی ضرورت ہی پیش نہ آتیں۔ اگرچہ اس نسبت سے قرآن کے اندر زیادہ واقعات ہیں لیکن ایک واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔ قرآن پاک میں آتا ہے اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتے ہیں ان سے کوئی پوچھ نہیں سکتا ایسا کیوں کیا ہے؟ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں عزیز مصر نے خواب دیکھا کے سات موٹی گائیں اور سات کمزور گائیں ہیں۔ لیکن کمزور گائیں موٹی گائیں کو کھا جاتی ہیں۔ سات سٹے تازہ سات سٹے خشک۔ بادشاہ ہر روز یہ خواب دیکھتا ایک دن نجومیوں کو بلایا اور اس خواب کی تعبیر دریافت کی۔ انہوں نے کہا یہ نیند کی باتیں ہیں، ذہنی خیالات ہیں ہم نہیں جانتے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ دو آدمی جیل میں رہتے تھے۔ ان میں سے ایک بادشاہ کا قریبی غلام تھا۔ اس نے کہا اے سلطان اگر اسکی تعبیر چاہتے ہو تو مجھے یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجو۔ میں اس خواب کی تعبیر پوچھ کے آتا ہوں۔ وہ یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے آنکھ جھپکنے سے پہلے تعبیر بتا دی۔ تعبیر یہ تھی کہ سات سال تیز بارش ہوگی خوب فصل ہوگی۔ اور سات سال بارشیں بند ہو جائیگی۔ سٹے خشک ہو جائیں گے اور خزانے کا نام ونشان ختم ہو جائے گا۔ اس نے پوچھا کہ گایوں والی کیا کہانی ہے۔ آپؑ نے فرمایا جو سات سال رزق کما کر رکھو گے وہ قحط کے سات سال میں لوگ کھا جائیں گے۔ غلام نے یہ تعبیر جا کر بادشاہ کو بتا دی کہ جناب کچھ بھوکے مریں گے اور کچھ پیٹ بھر کر کھائیں گے۔ بادشاہ نے کہا جو بندہ یہ بتا سکتا ہے اس سے یہ بھی پوچھو اس سے بچنے کا کیا طریقہ ہے۔ اس نے جا کر عرض کی جناب اس سے بچنے کا طریقہ بھی بتائیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر حفاظت چاہتے ہو تو زمین کے خزانے میرے سپرد کر دو۔ میں ان کی حفاظت کرنا اور خرچ کرنا بھی جانتا ہوں۔ لہٰذا آپ علیہ السلام وزیر خزانہ مقرر ہوئے۔ آپ نے حکم جاری کر دیا کہ جتنی بنجر زمینیں ہیں ان سب کو آباد کیا جائے۔ زمینداروں کو بیج خریدنے کیلئے رقم دی۔ المختصر آپ علیہ السلام نے ساری بنجر زمینیں آباد کروائیں۔ تو جہاں سو من دانے ہوتے تھے وہاں ہزار من دانے ہوئے۔ انہوں نے کہا اب تو دانے بہت زیادہ ہو گئے ہیں ہمارے پاس تو سنبھالنے کیلئے جگہ نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا یہ دانے سٹوں میں ہی رہیں گے۔ کیونکہ سٹوں میں نہ سسری لگتی ہے نہ کیڑا اور نہ ہی بارشوں سے گلتے ہیں۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ خوابوں کا آنا پرانا طریقہ ہے۔ زمانہ فترت کے ساتھ خاص نہیں

ہے۔لیکن جب زمانہ فترت میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی کی پیدائش پر خوشی منائی۔اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو خواب دکھایا کہ میں عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ذبح کر رہا ہوں۔جس طرح عزیز مصر کو ہر روز خواب آتا تھا۔اس طرح آپ کو ہر روز خواب آنے لگا۔آخر کار آپ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشورہ کیا کہ میں ہر روز یہ خواب دیکھتا ہوں۔وہ آپ کو اس زمانے کے ایک راہب کے پاس لے گئے۔جو کہ تورات اور انجیل کے ساتھ علم نجوم کا بھی ماہر تھا۔آپ نے اس کو یہ سارا واقعہ سنایا اور فرمایا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح نہیں کر سکتا کیونکہ وہ مجھے اپنی ساری اولاد سے پیارا ہے۔لہٰذا مجھے کوئی طریقہ بتایئے۔راہب نے کہا قرعہ ڈالو اور قرعہ کم سے کم دس اُونٹوں سے شروع ہو۔اگر اُونٹوں والی پرچی آئے تو اتنے اونٹ ذبح کرو۔یہ عبداللہ کے گوشت کے برابر ہوگا۔اور اگر عبداللہ کا نام پھر آئے تو دوبارہ دس مزید اونٹ جمع کر کے قرعہ ڈالا جائے۔اس طرح قرعہ ڈالتے ڈالتے دو سو اونٹ تک قرعہ پہنچا تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے دو سو اونٹ ذبح کر کے گوشت لوگوں میں تقسیم کر دیا۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عبداللہ کی ولادت کی خوشی کے پیش نظر یہ طریقہ القاء فرمایا۔جب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں چمکتا تھا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ خود فرماتے تھے کہ جہاں جہاں سے میں گزرتا تھا خشک گھاس میرے قدم لگنے سے تازہ ہو جاتی تھی۔درخت کے نیچے جا کر بیٹھتا تو درخت پھلدار ہو جاتا اور سفر کے دوران درخت آگے ہو کر میرے اوپر سایہ کر دیتے مجھے دھوپ میں نہ چلنے دیتے۔اور آپ رضی اللہ عنہ کی یہ شان زمانے میں مشہور ہوگئی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک جس پیشانی میں تھا اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ صفت عطا فرمائی تھی کہ وہ جہاں قدم رکھتے وہ جگہ بھی حیات آفریں ہو جاتی۔جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی یہ صفت مشہور ہوئی تو حاسدین یہودیوں کے راہبوں اور پادریوں نے یہ بیان کرنا شروع کر دیا کہ اس کے اندر نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔جسکی وجہ اور برکت سے یہ سب کچھ ہوتا ہے نبی آخر الزماں ان کی نسل میں پیدا ہوں گے۔یہودیوں نے یہ ترکیب سوچی کہ نبی آخر الزماں کو پیدا نہیں ہونے دیں گے۔لہٰذا عبداللہ کو قتل کر دو۔ستر کے قریب یہودی تیار ہو گئے۔انہوں نے اپنی تلواریں زہر آلود کیں پھر نشانہ بازی کے ذریعے اپنے آپ کو مضبوط کیا اور کہا کہ ستر آدمی گھیرا ڈال کر ان پر حملہ کر دیں گے۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اکیلے باہر نہ جایا کرو۔آپ نے فرمایا مجھے کوئی ڈر نہیں لگتا۔میرے اوپر تو درخت بھی سایہ کرتے

ہیں۔ سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ ستر یہودی موقع کی تلاش میں رہے کہ آخر ایک دن آپؓ شکار کھیلنے کیلئے باہر گئے۔ تو انہوں نے موقع غنیمت جان کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گرد گھیرا ڈال لیا تو آپ نے دیکھا آسمان سے کئی سو کی تعداد میں گھوڑوں پر سوار آ گئے۔ انہوں نے اسی وقت ستر کے ستر یہودی قتل کر دیئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ خوشی خوشی اپنے گھر تشریف لائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن جلوہ افروز تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔ ایک حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی منائی۔ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت پر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے خوشی منوائی۔

حفیظ جالندھری نے کتنے خوبصورت پیرائے میں اس نسبت سے اشعار لکھے ہیں::

فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی
جناب آمنہؓ سنتی تھیں یہ آواز آتی تھی
سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی

یعنی اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ جاؤ میرے محبوب کی آمد کے جشن مناؤ۔ تالیاں بجاؤ نعتیں پڑھو۔ اور گانے گاؤ۔

اقتباس خطاب فخر ملت بتاریخ: ۲۰ ربیع النور شریف ۱۴۲۶ھ بمطابق ۳۰ اپریل ۲۰۰۵ء
بروز جمعرات بوقت ۱۲ بجے رات ساہو چک شریف سیالکوٹ

قارئین کرام! آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضرت فخر ملت کے خطبات علم و معرفت کے خزانے ہیں۔ جن کو پڑھ سن کر علم کی نئی راہیں متعین ہوتی ہیں۔ عالم عالم تب بنتا ہے جب اس کا علم علم نافع ہوتا ہے۔ یعنی انسانیت کو فائدہ دینے والا علم۔ یہ امر حقیقت ہے کہ حضرت فخر ملت کا علم مخلوق خدا کیلئے علم نافع اور ہدایت و رہنمائی کا باعث ہے۔

مقرر شیریں بیاں

حضور سیدی قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ایک چشمۂ صافی کی طرح تھے۔ آپ کعبۃ اللہ کی پاکیزہ خوشبو کی طرح تھے۔ آفتاب ارشاد کا مطلع اور فرشتوں کی سی ادائیں رکھتے تھے۔ جب آپ اپنی کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی زبان اقدس سے بڑے بڑے جلسوں میں لوگوں کے جم غفیر سے

خطاب فرماتے تھے تو ایسا لگتا تھا کہ نور و نکہت کی تر و تازہ شعاعیں براہ راست گنبد خضریٰ کے مکیں حضور سرورِ کائنات ﷺ سے برار راست سامعین کے دلوں میں اتر رہی ہیں۔ آپ کا لہجہ نہایت ہی شیریں اور مٹھاس بھرا ہوتا تھا۔ لفظوں کے مفہوم و معنی میں اور اظہار میں کمال درجے کا ربط ہوتا تھا۔ کسی شاعر نے کتنے دلکش انداز میں بیان کیا ہے:

ان کی باتیں امرت جیسی کانوں میں رس گھولیں ہیں
یہ بولتے جائیں ہم سنتے جائیں جیون بھی نہ بولیں ہیں

حضور قبلہ فخر ملت کے خطاب دلنواز کو ملاحظہ کریں۔ جو آپ نے ۷ر دسمبر ۲۰۰۹ء کو چتوکی میں عظیم الشان جلسہ میں فرمایا۔ روز اول جب اللہ پاک نے ہر چیز بنائی تھی اس وقت رب تعالیٰ نے جن دلوں کے اندر سب سے زیادہ محبت کا مظاہرہ دیکھا یا جو دل سب سے زیادہ محبت والے دیکھے ان کو آپ ﷺ کا امتی بنا دیا۔ کہ یہ پیدا ہو کر میرے محبوب کے ساتھ محبت کریں گے۔ اور جن دلوں کو سب سے زیادہ پاک دیکھا ان کو رسول اللہ ﷺ کا صحابی بنا دیا۔ اس زمانے کے جو شاعر تھے ان کو کسی کے ساتھ محبت نہ تھی۔ تو وہ قصیدے کس کے لکھتے تھے۔ جب حضور ﷺ کا زمانہ آیا تو انہوں نے حضور ﷺ کی شان میں اشعار لکھنے شروع کر دیے۔ لیکن ایک آدمی کافر تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی شان کے خلاف اس نے شعر لکھے۔ آپ ﷺ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے اسے قتل کا حکم دے دیا۔ جب اس کے قتل کا حکم ملا تو سب نے اس سے منہ موڑ لیا۔ آخر کار اس کے بھائی نے اس کو پیغام بھیجا کہ تم یہ نہ سمجھنا کہ تم میرے بھائی ہو۔ اگر تم مجھے مل گئے تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے۔ کسی شاعر نے لکھا ہے:

نہ جہاں میں راحت جاں ملی نہ متاع امن و اماں ملی
دوائے درد نہاں ملی سو ملی تو بہشت جہاں ملی

اسی مناسبت سے ایک اور شاعر نے اپنے عشق رسول ﷺ کا اظہار کیا ہے:

اگر اے نسیم سحر تیرا گزر ہو دیار حجاز میں
میری چشم تر کا سلام کہنا حضور بندہ نواز میں

اس کے بھائی نے کہا اگر بخشش چاہتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ۔ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اس نے اکیلے بیٹھ کر نبی پاک ﷺ کی شان میں شعر لکھا۔ پھر اس نے اپنا منہ سر لپیٹ لیا جیسے نقاب کرتے ہیں۔ اور حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھ گیا۔ ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ کعب

بن زہیر مسلمان ہو کر اپنے گناہوں کی توبہ کر کے کلمہ پڑھ کر معافی مانگنے کیلئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔ کیا اس کو اجازت ہے؟ نبی پاک ﷺ کی صفت کیا ہے۔ رحمت اللعالمین تو جہاں رحمت ہو وہاں زحمت تو آ ہی نہیں سکتی۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: بالمومنین رؤف الرحیم۔ مومنوں کیلئے آپ ﷺ رحیم ہیں۔ اس نے جو کہا مومن بن کے کعب بن زہیر حاضر ہونا چاہتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے رحمت ہی کرنی تھی نا۔ مجھے ایک بڑی پیاری حدیث شریف یاد آ گئی جو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ بازار جا رہے تھے سامنے سے ایک کافر آ رہا تھا۔ یہودی تھا اس نے زور سے آپ ﷺ کے چہرے پر ہاتھ مار دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے بلاوجہ تکلیف دی ہے اگر میں بھی اسی طرح بلاوجہ تمہیں تکلیف دوں اور تمہیں درد ہو تو تمہیں پتا چلے کہ کسی کو بلاوجہ تکلیف نہیں دیتے۔ تو اس نے جواب دیا کہ آپ ﷺ مجھے مار نہیں سکتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں مجبور یا معذور ہوں جو تمہیں نہیں مار سکتا۔ اس نے کہا جو بھی ہے آپ ﷺ مجھے مار نہیں سکتے۔ آخر صحابہ نے پوچھا کیوں نہیں مار سکتے؟ ہم ساتھ ہیں حضور ﷺ ہمیں حکم فرمائیں ہم اپنی جانیں بھی قربان کرنے کو تیار ہیں۔ اسی وقت اس آدمی نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کی یہ شان ہی نہیں کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے دیں۔ اس نے کہا حضور ﷺ میں نے تو بس یہ دیکھنا تھا کہ آپ ﷺ مجھ سے بدلہ لیتے ہیں یا نہیں۔ آپ ﷺ سچے ہیں۔ اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ (ماخوذ خطاب حضور قبلہ فخر ملت)

حضور قبلہ فخر ملت کو حضرت قبلہ عالم سنوسی ہند ابو العرب حضرت حافظ جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری کی ہستی مبارکہ سے والہانہ عشق و محبت تھی۔ آپ اپنی ہر تقریر میں حضور قبلہ عالم محدث علی پوری کا ذکر بڑے ادب و احترام و عقیدت اور شیریں و دلپذیر انداز میں کرتے تھے۔ ایک دفعہ ۱۳ اگست ۲۰۰۰ء کو لاہور میں کاہنہ نو میں عظیم الشان محفل سے خطاب فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا: حضرت قبلہ عالم امیر ملت کے دربار کی نسبت سے ایک شاعر نے شعر لکھا ہے وہ شعر سنانے سے پہلے آپ کی خدمت میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جسے ہم باغ کہتے ہیں وہ پھولوں کے بغیر نہیں ہوتے اور پھول کلیوں کے بغیر نہیں ہوتے۔ کلیاں پتوں کے بغیر نہیں ہوتیں۔ اور پتے شاخوں کے بغیر نہیں ہوتے۔ اور شاخیں درخت کے بغیر نہیں ہوتیں۔ حضرت قبلہ عالم ﷺ اپنے باغ کیلئے درخت کی حیثیت رکھتے ہیں مالک کی حیثیت رکھتے ہیں محافظ کی

حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ہم سب اس باغ کی کلیاں ہیں۔ سبحان اللہ جو شعر میں پڑھوں گا اُس سے یہ سب مراد ہے:

یاد رکھ اس دربار کو جس سے عالم فیض یاب

جب تلک دنیا رہے دنیامیں رہیو کامیاب

اللہ تعالیٰ اس باغ کی شاخیں ہمیشہ تروتازہ رکھے اس کے ساتھ کلیاں لگتی رہیں کلیوں میں پھول بنتے رہیں۔ ہم سب ان کی خوشبو سونگھتے رہیں۔

(اقتباس خطاب حضرت فخر ملت کاہنہ نو)

فخر ملت امام الفقیہہ

حضرت محمد بن فضل اللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ علوم تین طرح کے ہوتے ہیں۔

۱۔ علم من اللہ ۲۔ علم مع اللہ ۳۔ علم باللہ

اس کو علم معرفت کہتے ہیں۔ کیونکہ تمام انبیاء و اولیاء نے اسی سے اللہ کی معرفت پائی ہے۔ جب تک انہیں اس کی معرفت نہ ہوئی منزل عرفان حاصل نہ ہوئی۔ اس لئے کہ محض کوشش ومحنت کے ذریعہ حصول معرفت ذات حق کے عرفان کیلئے منقطع ہے۔ کیونکہ بندہ کا علم معرفت ذات حق کی علت نہیں بن سکتا۔ درحقیقت معرفت الٰہی کی علت اللہ تعالیٰ ہی کی ہدایت اور اس کی عنایت ہے۔

علم من اللہ کا نام علم شریعت ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے ہماری طرف احکام نازل کر کے اس کی ادائیگی ہم پر لازم قرار دی ہے۔

علم مع اللہ کا نام، علم مقامات، علم طریق حق اور اولیاء کرام کے درجات کا بیان ہے لہذا اس کی معرفت شریعت کی پیروی کے بغیر صحیح نہیں ہوتی۔ اسی طرح شریعت کی پیروی اظہار مقامات کے بغیر درست نہیں ہے۔ (کشف المحجوب صفحہ ۵۴)

حضرت ابوعلی ثقفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اَلْعِلْمُ حَیٰوۃُ الْقَلْبِ مِنَ الْجَھْلِ وَنُوْرُ الْعَیْنِ مِنَ الظُّلْمَۃِ ترجمہ:۔ جہالت اور تاریکی کے مقابلہ میں علم دل کی زندگی اور آنکھوں کا نور ہے۔

مطلب یہ کہ جہالت کے خاتمہ سے دل کی حیات اور کفر کی تاریکی دور ہونے سے آنکھ کی روشنی ہے۔ جس کو معرفت کا علم نہیں اس کا دل جہل سے مردہ ہے۔ اور جس کو شریعت کا علم نہیں

اس کا دل نادانی کا مریض ہے۔ پس کافروں کے دل مردہ ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کی معرفت سے بے بہرہ ہیں۔ اہل غفلت کا دل بیمار ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کے فرمان سے بہت دور ہیں۔
(کشف المحجوب صفحہ ۵۴)

شیخ المشائخ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے بچو۔ ایک غافل علماء سے، دوسرے مداہنت کرنیوالے فقراء سے، تیسرے جاہل صوفیاء سے۔

غافل علماء وہ ہیں جنھوں نے دنیا کو اپنے دل کا قبلہ بنا رکھا ہے۔ اور شریعت میں آسانی کے متلاشی رہتے ہیں۔ اور مداہنت کرنے والے فقراء وہ ہیں جو ہر کام اپنی خواہش کے مطابق کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ باطل ہی کیوں نہ ہوں اس کی تعریف و مدح کرتے ہیں۔ جاہل صوفیاء وہ ہیں جن کا کوئی شیخ و مرشد نہ ہو۔ اور کسی بزرگ سے انہوں نے تعلیم و ادب حاصل نہ کیا ہو مخلوق خدا کے درمیان بن بلائے مہمان کی طرح خود بخود کود کر پہنچ گئے ہوں۔ انہوں نے زمانہ کی ملامت کا مزہ تک نہیں چکھا۔ اندھے پن سے بزرگی کے کپڑے پہن لیے۔ اور بے حرمتی سے خوشی کا رستہ پکڑ کر ان کی صحبت اختیار کرلی۔ غرضیکہ وہ خودستائی میں مبتلا ہو کر حق و باطل کی راہ میں قوت امتیاز سے بیگانہ ہے۔

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

میں نے تیس سال تک مجاہدہ کیا مگر مجھے علم اور اس کی پیروی سے زیادہ مشکل اور کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ علم کے ادراک سے عاجز رہنا ہی علم و ادراک ہے نیکوکاروں کی راہ سے ہٹ جانا شرک کے برابر ہے۔ (کشف المحجوب صفحہ ۵۶، ۵۷)

قارئین کرام! عالم اسلام کے عظیم مبلغ شیخ طریقت ملت اسلامیہ واقف اسرار حقیقت قدوۃ السالکین عمدۃ العارفین جنید وقت، قطب وحدت جگر گوشہ حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا علم علم معرفت و علم باطنی تھا۔ آپ علم فقہ و حدیث کے بے مثل و بے مثال امام اور آفتاب فلک ولایت تھے۔ علم کی کہکشائیں آپ کے دم قدم سے قائم تھیں۔ بڑے بڑے نامی گرامی مفتی اور علماء کرام حضور قبلہ فخر ملت کے سامنے دوزانو ہو کر علم فقہ کا درس لیتے تھے۔ آپ کے اعمال اعمال صالح اور آپ کا علم علم نافع تھا۔ آپ کے خطبات فہم و دانش اور عقل و بصیرت کا حسین مرقع تھے۔

فقیہ کا ایسا امام جس کا علم روایتی علم نہ تھا۔ فرضی واقعات سنانے کے عادی نہ تھے۔ نہ ہی جوش خطابت یا مصنوعی پن تھا بلکہ پورے یقین محکم کے ساتھ علم کی روشنی جلاتے تھے۔ جو جہالت کی تاریکیوں کو ختم کر دیتے تھی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ اپنے علم و عقل پر تکبر و غرور کا اظہار نہ فرماتے تھے بلکہ سادگی و عاجزی کا راستہ اختیار کرتے۔ حضور فخر ملت نے مجاہدہ و مشاہدہ، علم فقہ، علم و عرفان اور علم معرفت سے دنیائے فانی میں اعلیٰ و ارفع مقام حاصل کیا۔ اور رب تعالیٰ کے فضل و احسان سے اور بزرگی سے بلند مقام حاصل کیا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بہر ایں آورد ما یزداں بروں
ما خلقت الانس الا لیعبدون

فطانت وفقاہت میں عدیم المثال

حضور قبلہ فخر ملت فطانت وفقاہت میں عدیم المثال تھے۔ فقہ و حدیث کے مفتی اعظم اور محدث اعظم تھے۔ آپ عارف وقت تھے۔ اور آپکا علم معرفت تھا۔ دور جدید میں آپ نے قدیم روایات کی پاسداری کی۔ اور قدیم روایات کو زندہ رکھتے ہوئے دور جدید اور عصر حاضر کے تعلیم یافتہ اور مادہ پرستانہ ذہن میں علم حقیقی اور عشق الٰہی و عشق سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ روشن کیے۔ اذہان و قلوب پر محبت بھری دستک دی۔ اور بھٹکی ہوئی مخلوق خدا کو صراط مستقیم دکھایا۔ علم اور فطانت حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے خاندان عالیہ مقدسہ کی پہچان ہے۔ اس امر میں کوئی شک نہیں اور یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں کہ آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب وحید العصر شخصیت قلب وحدت اور جنید وقت حضرت فخر ملت کی ہستی مبارکہ نے خاندان حضرت امیر ملت کو اپنی فطانت و فقاہت کی بدولت عروج بخشا۔ اور پوری دنیا میں اس مقدس خاندان کی پہچان کروائی۔ یہ حضرت فخر ملت کی شخصیت مقدسہ کا جادو اثر تھا کہ آپ جہاں بھی گئے اپنے علم و فضل اور معرفت کے وہ موتی بکھیرے کہ ہزاروں لاکھوں لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔ جو بھی آپ کے علم و عقل کا تلامذ بنا اور آپ سے بہرہ مند ہوا وہ آپ کے علم و فضل کی سحر انگیزی کا اسیر بن گیا۔

آپ کے ارشادات اور خطبات علم و حکمت و دانشمندی کا وہ حسین گلدستہ ہے جو رہتی دنیا تک حضرت انسان کی ہدایت و رہنمائی کا فریضہ انجام دیتا رہے گا۔ ذہنوں اور دلوں کو نور علم نور

معرفت اور نور عشق سرور دو عالم ﷺ سے روشن و منور کرتا رہے گا۔ حضرت فخر ملت کی فطانت و فقاہت حضرت امیر ملت محدث علی پوری اور حضور سرور دو عالم ﷺ کی عطا کردہ تھی۔ کیونکہ جسمانی نسبت مصطفیٰ ﷺ کا فیض مسلسل ہمہ وقت آپ کیلئے چراغ راہ تھا۔ ان دو پاکیزہ عالی مرتبت، نورانی و روحانی ہستیوں کا سایہ ہر وقت آپ کے سر پر تھا۔ اور آپ کو معرفت الٰہی کی دولت لازوال صبح و شام عطا ہوتی تھی۔ جو آپ کی رہنمائی اور علمی فضل و کمال کا باعث تھی۔

شیخ المشائخ مظہر العلوم، مخدوم الاولیاء، حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان الہجویری رضی اللہ عنہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب کشف المحجوب میں معرفت الٰہی کی اقسام بیان کرتے ہیں۔ آیئے استفادہ کرتے ہیں۔

معرفت الٰہی کی دو قسمیں ہیں ایک علمی دوسری حالی۔ معرفت علمی تو دنیا و آخرت کی تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔ جو بندے کیلئے ہمہ وقت اور ہر حالت میں تمام چیزوں سے زیادہ بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔ ترجمہ:۔ ہم نے جن وانس کو اپنی معرفت کیلئے ہی پیدا کیا ہے۔ مگر اکثر لوگ اس سے ناواقف اور روگرداں ہیں۔

لیکن وہ حضرات جن کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ فرما کر دنیاوی تاریکیوں سے محفوظ رکھا۔ اور ان کے دلوں کو زندہ و تابندہ بنایا۔ ان میں سے ایک حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حال کی خبر دیتے ہوئے حق تعالیٰ نے فرمایا: وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ۔ ترجمہ:۔ اور ہم نے ان کیلئے نور مقرر کیا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے جن کے دلوں پر مہر لگائی اور دنیاوی تاریکیوں میں مبتلا کیا ان میں سے ایک ابوجہل لعنۃ اللہ علیہ کے حال کی خبر دیتے ہوئے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے:

كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ترجمہ:۔ کون ہے اس کی مثل جو تاریکیوں میں ہے جو کبھی اس سے نکلتا ہی نہیں۔

لہٰذا معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ ہو اور اس کا باطن ماسویٰ اللہ سے خالی ہو۔ اور ہر ایک کی قدر و منزلت معفت سے ہے۔ اور جسے معرفت نہیں وہ بے قیمت ہے۔ اسی لیے تمام علما و فقہاء علم کی صحت و درستگی کو معرفت الٰہی کے ساتھ موسوم کرتے ہیں۔ اور تمام مشائخ طریقت حال کی صحت و درستگی کو معرفت الٰہی سے تعبیر کرتے ہیں۔

اسی بناء پر وہ معرفت کو علم سے افضل کہتے ہیں۔ کیونکہ صحت حال صحت علم کے بغیر ممکن نہیں۔ اور صحت علم کیلئے صحت حال لازمی ہے۔ مطلب یہ کہ بندہ اس وقت تک عارف نہیں ہو سکتا جب تک عالم بحق نہ ہو۔ البتہ عالم کیلئے یہ ممکن ہے کہ وہ عارف نہ ہو۔ جو لوگ اس معنی اور حقیقت سے ناواقف اور بے خبر ہیں۔ خواہ کسی طبقہ سے ہوں اُن سے مناظرہ کرنا بے فائدہ ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو طریقت کے منکر ہیں اور طبقہ صوفیاء ان سے جدا ہے۔ (کشف المحجوب صفحہ ۳۸۳۔۳۸۴)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے جس وقت معرفت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "میں نے خدا کو اس کی مدد سے پہچانا اور ماسویٰ اللہ کو اسی کے نور سے جانا"۔

قارئین کرام! حضور قبلہ فخر ملت نور معرفت الٰہی کا سمندر بے کنار تھے۔ آپ فطانت و فقاہت کے عظیم بادشاہ تھے۔ عارف وقت اور جنید وقت تھے۔ آپ کا علم حاصل علم معرفت الٰہی تھا۔ قرآنی معارف و علوم پر آپ کو کمال درجہ کی دسترس تھی۔ آپ نے چتوکی میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قرآنی معارف پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا: قرآن کے اندر چار چیزیں ہیں یعنی قرآن چار حصوں پر مشتمل ہے۔ یا قرآن کی تفسیر چار حصوں میں ہے۔ ایک حصہ جس کا تعلق احکام کے ساتھ ہے۔ قرآن پاک کی کل آیات ۶۶۶۶ ہیں۔ یہ آیتیں چار قسم کی ہیں۔ کچھ آیات ۵۶۰ کے قریب وہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایا یعنی کچھ کاموں کو چھوڑنے کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ کچھ چیزوں کو کھانے کیلئے حلال اور کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے۔ تجارت کو حلال قرار دیا ہے سود کو حرام قرار دیا ہے۔

باقی تین قسمیں ہیں جن میں سے ایک کا تعلق متشابہات سے ہے۔ متشابہات وہ الفاظ ہیں جن کے معنی اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔ جس طرح الٓمٓ کٓھٰیٰعٓصٓ۔ تیسری قسم ناسخ اور منسوخ۔ بعض وہ آیات ہیں جن کے حکم ختم ہو گئے ہیں اور آیات موجود ہیں۔ بعض وہ آیات ہیں جنھوں نے پچھلی آیتوں کے حکم کو ختم کیا ہے انہیں ناسخ کہا جاتا ہے۔ اور جن آیتوں کے حکم ختم ہوئے ہیں ان کو منسوخ کہا جاتا ہے۔ (اقتباس خطاب فخر ملت چتوکی ۷/دسمبر ۲۰۰۹ء)

مجدد دوراں

آقائے مجسم، تاجدار کائنات، صاحب خلق عظیم، سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: ''اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین متین کی سمجھ بوجھ عنایت فرما دیتا ہے''۔

یعنی یہ خالق کائنات کا عظیم احسان ہوتا ہے کہ وہ انسان کو دین کی سمجھ اور شعور عطا کرتا ہے۔ علم کی عطا رب کریم کی نعمت عظمیٰ کا حصول ہے۔ علم کی معرفت اور دین کی سمجھ ہر کسی کو نہیں ملتی بلکہ یہ خوش بخت ارفع ہستیوں کا مقدر ہوتی ہے۔ اور فقط خوش بختوں کو ہی عطا ہوتی ہے۔ جسے دین متین کی سمجھ عطا ہو گئی۔ اس کا بیڑا پار ہو گیا۔ انسان کی دنیاوی زندگی کا سب سے بڑا تحفہ ہی یہی ہے کہ وہ اس دنیا میں تمام کام اللہ کے احکامات اور اس کے آخری نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع کے ساتھ انجام دے۔

قارئین کرام! حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: ''کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے آغاز پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو امت کیلئے دین کی تجدید کرے گا یعنی وہ مجدد ہو گا''۔ قارئین کرام! مجدد کی ضرورت و اہمیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مجدد ہی وہ با کمال انسان ہوتا ہے جو اپنے دور کے بد عہد اور بد عقیدہ لوگوں کو حسن کردار کی راہ پر ڈالتا ہے۔ جو ذلت و گمراہی میں ڈوبے ہوؤں کو صراط مستقیم کا نور عطا کرتا ہے۔ جو کفر و شرک کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جاتا ہے۔ جو تکبر و انا کے بلند و بالا بتوں کو خاکستر کر دیتا ہے۔ جو صرف اور صرف رضائے الٰہی اپنوں یا بیگانوں سے تعلق استوار کرتا ہے۔ دین حق کی آبیاری کیلئے اپنی عمر بے مثال کے تمام لمحات کو قربان کرتا چلا جاتا ہے۔ اس سلسلے کی اہم کڑی شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی کی شخصیت مقدسہ بطور خاص قابل ذکر ہے۔ ان کی شخصیت کی جھلک یوں تو کئی بزرگان دین میں نظر آتی ہے مگر مجدد الف ثانی کی تصویر کا نظارہ کرنا ہو تو امیر ملت محدث علی پوری کی شخصیت و کردار اس بات کی غماضی کرتا ہے کہ بلا شبہ امیر ملت محدث علی پوری وہ ہستی مبارکہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی میں مجددانہ کردار عطا فرمایا۔ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت امیر ملت کی تکمیل علم و دین و حفظ قرآن میں مماثلت۔ دونوں کی تربیت و اصلاح میں مماثلت، حصول فیض میں مماثلت۔ مرشدان عظام اور طریقہ تبلیغ و تحریک احیاء دین میں مماثلت حتیٰ کہ دونوں کے مرشدان عظام کے تاثرات میں بھی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ حضرت باقی باللہ مجدد الف ثانی کے بارے میں فرماتے ہیں شیخ احمد سرہندی ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ستارے اس اُفق میں گم ہیں۔ کامل اولیاء متقدمین میں سے خال خال ہی ان کے

مثل ہوں گے۔ (زبدۃ المقامات بحوالہ تذکرہ مشائخ نقشبند صفحہ ۱۹۷)

جبکہ حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے مرشد گرامی قدر تاجدار چورہ شریف حضرت بابا فقیر محمد چوراہی فرماتے ہیں کہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے مقام و مرتبہ کا پتا ہی نہیں چلتا کہ کتنا بلند ہے اور حضرت امیر ملت کا کوئی ثانی ان کے عہد میں نہیں ہے۔

ان دونوں عظیم ہستیوں نے چار اہم نکات کیلئے جہد مسلسل کی۔

۱۔ ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں اور نام نہاد مذاہب باطلہ کے خلاف اسلامی نظریے کا پرچار کرنا۔

۲۔ مسلمانان برصغیر کو کامل شعائر اسلامی سے روشناس کروانا۔

۳۔ اللہ کی زمین پر پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا نفاذ کرنا۔

۴۔ خواہش اقتدار سے دور رہتے ہوئے ارباب اقتدار کی اصلاح و تربیت کا بیڑہ اٹھانا۔

ان عظیم مقاصد کے حصول کیلئے حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت امیر ملت نے جو طریقہ اختیار کیا وہ بھی ان کے حالات زندگی کی روشنی میں یکساں نظر آتا ہے۔

۱۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلمانوں کی اصلاح و تربیت۔

۲۔ میدان سیاست میں اتر کر ارباب سیاست سے جرأت و بے باکی سے جہاد کرنا۔

۳۔ صوفیانہ اخلاق و عادات کے ذریعہ سے اپنوں اور بیگانوں اور حق و باطل کو عیاں کرنا۔

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ حضرت امیر ملت اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہما اللہ حالات کی تند و تیز اور مشکل ترین گھاٹیوں سے گزرتے ہوئے اپنے مقاصد حسنہ میں کامیابیوں سے ہمکنار ہوئے۔ اور ان ہستیوں نے پرچم اسلام اپنی پوری عظمت و رفعت کے ساتھ لہرانے کا فریضہ سر انجام دیا۔

ان دونوں ہستیوں کی کامیابی و کامرانی کے چند اہم نکات درج ذیل ہیں۔

۱۔ مسلمانوں کو قوت کردار اور نور ایمان میں کاملیت میسر آتی ہے۔

۲۔ سیرت میں عکس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جھلکنے لگتا ہے۔

۳۔ ارباب اقتدار دونوں مجددین کی عقیدت و محبت کے اسیر نظر آتے ہیں۔

۴۔ غیر مسلم قوتیں اپنے عزائم میں ناکام ہو جاتی ہیں۔

۵۔ حلال و حرام کا فرق اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔

۶۔ دوقومی نظریے کا مسخ شدہ چہرہ واضح ہو جاتا ہے۔

۷۔ مسلمانوں کے دینی وروحانی وملی جذبے پر لگا زنگ محبت الٰہی، عشق رسول ﷺ اور اتحاد ملی کت رنگ میں بدل جاتا ہے۔

۸۔ جہانگیر بادشاہ حضرت مجدد الف ثانی کے سامنے ادب واحترام اور محمد علی جناح وڈاکٹر علامہ اقبال حضرت امیر ملت کے سامنے ادب وعقیدت کے رشتے میں بندھے نظر آتے ہیں۔

۹۔ دونوں عظیم ہستیوں کا عشق سرور دو عالم ﷺ اور ناموس رسالت ﷺ کی خاطر جنگ لڑتے ہوئے سفیر عشق رسول ﷺ کی لاجواب تصویر دکھائی دینا بھی مماثلت رکھتا ہے۔

ان دونوں مجددین نے حکمرانوں کو بھی اپنے رنگ میں رنگ لیا تا کہ عوام الناس تک اسلامی تعلیمات کے عملی اطلاق کے اثرات درست طور پہنچ سکیں۔اسی منظر کو دیکھ کر حضرت امیر ملت کے اخری محبوب خلیفہ ولی کامل حضرت سیدنا چادروالی سرکار کا یہ فرمان دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے کہ ''حضرت مجدد الف ثانی کی نظر جہانگیر بادشاہ پر پڑی تو اسے ولی بنا دیا اور حضرت امیر ملت محدث علی پوری کی نظر محمد علی جناح پر پڑی تو اسے ولی بنا دیا''

قارئین کرام! مجدد وقت، شیخ العالمین، ولی نعمت، شہزادہ رسول عربی ﷺ، جانشین حضرت امیر ملت محدث علی پوری حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب دور جدید میں وہ گوہر ولایت تھے جنہوں نے خدمت اسلام کے دنیا کے کونے کونے میں وہ جھنڈے گاڑے اور ترویج واشاعت اسلام کی وہ مساعی جمیلہ کی کہ وہ مادہ پرستانہ دور میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار بھی ادا کیا اور حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کا کردار بھی ادا کیا اور ان دونوں ہستیوں کا جانشین اور ورثہ قرار پائے۔اور بجا طور پر آپ کو مجدد دوراں کے نام سے پکارا گیا۔حضرت فخر ملت نے ان دونوں عظیم ہستیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دنیا کے طول وعرض میں تبلیغی دورے کیے۔اپنے نور علم سے باطل قوتوں کے خلاف آواز حق بلند کی۔دلوں میں عشق مصطفی ﷺ کی شمع جلائی۔اور گمراہی وتاریکی کا خاتمہ کیا۔آپ حق گوئی وبے باکی، عاجزی و انکساری، تدبر وتفکر، قوت فیصلہ اور طاقت سیف الٰہی کا پیکر اتم تھے۔عالمی مبلغ اسلام تھے۔افکار و نظریات میں فیضان مسند نبوت کا کامل واکمل نمونہ بن کر کردار اور کردار وصفات کی پر نور خلعت مصطفی ﷺ پہن کر مخلوق الٰہی میں جلوہ گر ہوئے۔آپ سائنس وٹیکنالوجی اور مادی ترقی کی اس جدید صدی میں علم وعمل کا زندہ ماڈل تھے۔پوری دنیا آپ کے علمی وروحانی کارناموں پر آپ کو

خراج عقیدت پیش کرتی ہے۔ آپ نوجوانوں کے ہیرو تھے۔ مجدد شریعت وطریقت، معرفت و حقیقت، سیادت وقیادت اور فقر وولایت کا خورشید کامل بن کر نصف صدی تک دنیا کے افق پر چمکتے رہے۔ اور پورا عالم اسلام آپ کی ضیا پاشیوں سے منور وتاباں اور فیض یاب ہوتا رہا۔ تاریخ ہمیشہ آپ کے عظیم کارہائے نمایاں کو یاد رکھے گی۔

عالم بے بدل

اللہ تبارک وتعالیٰ نے علماء ربانی کی صفت میں ارشاد فرمایا ہے: اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ ترجمہ:۔ درحقیقت بندگان خدا میں سے علماء ہی خدا کا خوف رکھتے ہیں۔

انسان کا علم علم نافع ہونا چاہیے۔ ایسا علم جس کا کوئی فائدہ نہ ہو اس علم سے حضور اکرم ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "اے خدا میں پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ پہنچائے" علم کے ساتھ ساتھ عمل بھی لازمی ہے۔ تھوڑے علم کیلئے بھی زیادہ عمل درکار ہے۔ علم وعمل دونوں باہم لازم وملزوم ہیں۔ بغیر علم کے عمل اور عمل کے بغیر علم رائیگاں ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: بے علم عبادت گزار اس گدھے کی مانند ہے جو آٹے کی چکی سے بندھا ہو (کشف المحجوب صفحہ ۴۶)

علم بے عمل کی مثال

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے راستہ میں ایک پتھر پڑا دیکھا اس پر لکھا تھا کہ مجھے پلٹ کر دیکھو۔ جب میں نے پلٹ کر دیکھا تو لکھا تھا جب تم اپنے علم پر عمل نہیں کرتے تو اس کی تلاش کیوں کرتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب تم علم پر عمل نہیں کر سکتے تو اب یہ محال ہے کہ جن باتوں کا ابھی علم نہیں اس کو تم طلب کر سکو۔ لہٰذا پہلے اپنے علم پر عمل کرو۔ تاکہ اس کے بعد اس کی برکت سے دیگر علم کی راہیں تم پر کھل جائیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "علماء کی ہمت درایت یعنی غور وخوض کرنے میں ہے۔ اور ناسمجھوں کی ہمت روایت یعنی نقل کرنے میں ہے۔ (کشف المحجوب صفحہ ۴۷)

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "جس نے جان لیا اللہ تعالیٰ ہی اس کا رب ہے اور یہ کہ میں اس کا نبی ﷺ ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے گوشت اور اس کے خون کو آگ پر حرام قرار دیا ہے"۔ (کشف المحجوب صفحہ ۵۰)

قارئین محترم! آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضور فخر ملت کا علم علم نافع تھا۔ آپ عالم بے بدل اور عارف وقت تھے۔ عالم باعمل اور پیر طریقت و رہبر شریعت ایسے کہ آپ کے ہر ہر فعل سے عیاں تھا کہ علم و فضل اور عمل و تقویٰ آپ کا اوڑھنا و بچھونا ہے۔ حصول علم کیلئے بھی ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے۔ اور عمل صالح کا بھی پیکر اتم تھے۔ اور اپنے مریدین و متوسلین کو بھی اسی صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی تاکید و تلقین فرماتے تھے۔ حضرت فخر ملت کے سینکڑوں خلفاء اور لاکھوں مریدین علم نافع اور عمل صالح کا نمونہ و ماڈل ہیں۔ جو مخلوق خدا کیلئے ہدایت و رہنمائی کا باعث ہیں۔

یہ امر حقیقت ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا حضرت فخر ملت کا علم، علم نافع تھا۔ آیئے حضور فخر ملت کے خطبات دلنواز سے دو اقتباس ملاحظہ کرتے ہیں:

اقتباس:۱

قرآن مجید میں بعض چیزوں کو مسلمانوں کیلئے حلال قرار دیا گیا ہے۔ اور بعض چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں پانچ سو آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے احکام بیان کیے ہیں۔ قرآن پاک کے دوسرے حصے کا تعلق واقعات کے ساتھ ہے۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے گزرے ہوئے واقعات کا ذکر کیا ہے۔ تاکہ ہمارے علم میں اضافہ ہو سکے۔ اور ان میں جو کام نبیوں نے کیے یا جن کاموں کو کرنا نبیوں کی سنت ہے اس پر عمل کر سکیں۔ وہ آیات جن میں چیزوں کو بیان کیا گیا ہے ان سب کا تعلق واقعات سے ہے۔ قرآن کا ہر واقعہ سچا ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ تیسرا حصہ قرآن کا ان آیات سے تعلق رکھتا ہے جن میں کچھ آیات نے دوسری آیات کو منسوخ کر دیا ہے۔ اس نسبت سے یہ دو قسم کی آیات بنتی ہیں۔ ایک منسوخ کرنے والی اور ایک وہ جو منسوخ شدہ ہے۔ چوتھا حصہ متشابہات کا ہے۔ متشابہات ان آیات کو کہا جاتا ہے، حروف مقطعات، جن کو حروف تہجی بھی کہا جاتا ہے۔ مثلاً حٰم، الٓمٓ وغیرہ۔ ان حروف کو ہم حروف تہجی کی بنیاد پر پڑھتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی آیات ہیں جو متشابہات میں شامل ہیں۔ ان کا مطلب و معنی یا تو اللہ جانتا ہے یا اللہ کا رسول ﷺ۔ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(اقتباس خطاب فخر ملت چتو کی ۲۰۰۰ء)

اقتباس: ۲

رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے بات ہو رہی ہے۔ یہ رسول پاک ﷺ کی ہی نسبت ہے کہ دعوت کھانا اور کھلانا۔ دعوت کھلانے کی کئی نسبتیں ہیں ایک ہے نبی اکرم ﷺ کے زمانے اور ایک ہے نبی اکرم ﷺ کے بعد۔ اور تیسری قسم ہے نبی اکرم ﷺ کے زمانے سے پہلے۔ یعنی دعوت کھلانے کی تین قسمیں ہیں۔ اب دعوت کی بھی دو اقسام ہیں ایک ہے اللہ کی طرف سے اور ایک ہے مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے۔ تو مولانا جامی نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ کی طرف دعوت کی نسبت کرو تو رسول اللہ ﷺ اللہ کے مہمان ہیں۔ اللہ میزبان ہے اور رسول اللہ ﷺ مہمان ہیں۔ اور اگر نسبت آپ ﷺ کی طرف کرو تو دونوں جہان نبی پاک ﷺ کے مہمان ہیں۔ اور نبی پاک ﷺ اللہ کے مہمان ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

جس کو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول پاک ﷺ کی

فرماتے ہیں آسمان بھی ایک دستر خوان ہے اور زمین بھی ایک دستر خوان ہے اور سارا زمانہ مہمان ہے اور نبی پاک ﷺ میزبان ہیں۔ ہر مسلمان کا عقیدہ، مذہب اور مسلک یہی ہے۔ شیخ بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے آپ ﷺ کی سخاوت دیکھنی ہے تو وہ دنیا و آخرت دیکھ لے۔ یہ جو دنیا قائم ہوئی آپ ﷺ کے صدقے قائم ہوئی ہے۔ اور آخرت بھی آپ ﷺ کے صدقے ہی ملے گی۔ لوح و قلم آپ ﷺ کے عملوں کا ایک حصہ ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت بہت خوش ہے کہ مجھ میں نبی پاک ﷺ کے غلام آ کر رہیں گے۔ شیخ بصری فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء کو جتنے بھی معجزات ملے ہیں آپ ﷺ کے نور کے صدقے ملے ہیں۔ ہمارے مسلک کے امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تھا تو انہوں نے آپ ﷺ کا نام لے کر آگ سے دعا کی تھی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی آگ کو گلزار بنا دیا تھا۔ ان کی پیشانی میں آپ ﷺ کا نور چمک رہا تھا۔ جس کی وجہ سے آگ بجھ گئی۔ خود رسول اللہ ﷺ کی باتیں کریں تو آپ ﷺ نے بارہا اپنے صحابہ کرام کو دعوتیں کھلائیں۔ قرآن پاک میں اس کا ذکر ہے۔ اے ایمان والو حضور ﷺ کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہ ہونا جب کہ حضور ﷺ خود تمہیں دعوت دیں یا بلائیں پھر جانا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے گھر سے کھانا کھا چکو تو پھر باہر چلے جاؤ۔ اور ہاں رسول اللہ ﷺ

کے ادب کا خیال دل سے نہ نکال دینا۔ وہاں بیٹھ کر باتیں شروع نہ کر دینا۔ آپ ﷺ کے آرام میں خلل نہ ڈالنا۔ جب رسول اللہ ﷺ بلائیں تو ضرور جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو باہر چلے جاؤ۔ بہت ہی پیارا واقعہ جو آپ نے کئی بار سنا ہے برکت حاصل کرنے کیلئے سنا دیتا ہوں۔ کہ نماز کے بعد صحابہ کرام مسجد نبوی شریف سے باہر جا رہے تھے۔ اصحاب صفہ کا چبوترہ ہے جہاں ستر صحابہ رہتے تھے۔ آج وہ چھوٹی سے جگہ ہے۔ لیکن اس وقت بہت بڑی جگہ تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کئی دنوں سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ وہ کسی سے سوال بھی نہیں کرتے تھے کہ کہیں بے صبروں میں شامل نہ ہو جائیں۔ بھوک انسان کی بنیادی ضرورت ہے برداشت بھی نہیں ہو رہی تھی۔ تو صحابی جب مسجد نبوی سے باہر جا رہے تھے۔ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی راستے میں تھے۔ وہ بجائے کھانا مانگنے کے یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ ترجمہ: نیک لوگ کون ہیں۔ اللہ کے بندے کون ہیں جو مسکین کو کھانا کھلائے۔ یتیم کو کھانا کھلائے۔ قیدی کو کھانا کھلائے۔

صحابی وہاں سے گزر رہے تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بار بار یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ ان کے آیت پڑھنے کے باوجود کسی نے ان کی بات کو نہ سمجھا۔ پھر آپ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ایک دودھ کا پیالہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ جاؤ اور سب کو بلا لاؤ۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں سب کو بلانے چلا گیا۔ لیکن میرے ذہن میں یہ فکر پیدا ہو گیا کہ اُنہتر (۶۹) وہ ہیں اور سترواں (۷۰) میں ہوں۔ جانے میرے حصے میں دودھ کا گھونٹ آئے گا کہ نہیں۔ میرے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ سب سے پہلے آپ ﷺ دودھ کا پیالہ مجھے عطا فرمائیں۔ کیونکہ مجھے بھوک لگی تھی۔ جب ہم سب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ ادھر آؤ اور یہ پیالہ لو اور سب کو پلاؤ۔ میں ایک طرف سے پلانا شروع کر دیا۔ جب پہلے صحابی نے دودھ پی لیا تو میں نے پیالے کو غور سے دیکھا کہ دودھ کتنا کم ہوا ہے۔ دودھ میں ذرا بھی کمی واقع نہ ہوئی تھی۔ پھر سب کو پلایا آخر پر حضور ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ اب خود پیو۔ جب میں تین بار بھرا ہوا پیالہ پی چکا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ اور پیو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اب میں مزید نہیں پی سکتا۔ تو حضور ﷺ نے پی کر دودھ ختم کر دیا۔ اس پر اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں کہ کیوں جناب کیسا تھا وہ جام شیریں جس نے ستر صحابہ کا منہ دودھ سے بھر دیا۔

(اقتباس خطاب حضرت فخر ملت ڈیفنس لاہور ۱۳ر مارچ ۲۰۰۹ء)

باب نہم
ارشاد و تبلیغ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

عظیم داعی اسلام

حضور قبلہ فخر ملت قدس سرہٗ العزیز عظیم داعی اسلام اور مبلغ اسلام تھے۔ آپ مفسر قرآن و مفکر اسلام تھے۔ شیخ ہدایت اور شیخ طریقت تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی خدمت و تبلیغ و اشاعت اسلام کیلئے وقف کیے رکھی۔ قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ دعوت و تبلیغ اسلام کیلئے ارشاد فرماتا ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ○

ترجمہ:۔ ”اے محبوب بلایئے (لوگوں کو) اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت سے عمدہ نصیحت سے اور ان سے بحث (مناظرہ) اس انداز سے کیجئے جو بڑا پسندیدہ (اور شائستہ) ہو۔ بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے اسے جو بھٹک گیا اس کے راستہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔“ (سورہ نحل آیت ۱۲۵ پارہ ۱۴)

قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مبلغ اسلام کے لئے رہنما اصول مقرر فرما دیئے۔ کہ مبلغ اسلام اور داعی اسلام ایسا ہو جو مخلوق خدا کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک سے پیش آئے۔ اس کا انداز خطابت دل پذیر ہو۔ اپنے رب کا حکم حکمت و دانش مندی سے لوگوں کا سنائے حق و باطل کی پہچان کروائے۔ عاجزی و انکساری کو اپنائے۔ متکبرانہ گفتگو اور گھمنڈ سے اجتناب کرے اور ہمیشہ حق بات بیان کرے دل میں خوف خدا رکھے۔ مہذب و شائستہ گفتگو کرے۔ غصہ کرنے سے پرہیز کرے۔

قارئین کرام! شہزادہ رسالت مآب۔ جگر گوشہ حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے داعی اسلام تھے جو نرم خو شیریں بیاں۔ عاجزی وانکساری کا پیکر۔ اور خندہ پیشانی کا ماڈل بہترین نمونہ تھے۔

حسن ارشاد و تبلیغ

دعوت حق و تبلیغ اسلام کے لئے کوشاں رہنے والے عظیم شیخ طریقت ملت اسلامیہ حضور قبلہ فخر ملت کی ہستی مبارکہ میں مندرجہ ذیل خوبیاں پائی جاتی تھیں۔ یہ آپ کی شخصیت مقدسہ کا جادو اثر تھا۔ کہ آپ کے دست حق پرست پر لاکھوں لوگوں نے بیعت کی۔

علم وحکمت کا سمندر

بلا شک وشبہ حضور قبلہ فخر ملت علم وحکمت و دانش مندی کا سمندر تھے۔ آپ ایک مجتہد شیخ طریقت ومجدد دوراں تھے۔ قرآنی علوم معرفت پر آپ کو بڑی دسترس حاصل تھی۔ آپ کے خطابات آپ کی علمی وسعت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ علم فقہ، علم حدیث۔ علم منطق۔ علم فلسفہ آپ کو از بر تھے۔ جہاں پر بھی خطاب فرماتے تھے۔ علم کے خزانے بہا دیتے تھے۔ صدیوں تک دنیا آپ کے علمی کارناموں پر آپ کی معترف رہے گی۔ اور آپ کو خراج عقیدت پیش کرتی رہے گی۔

مہذب وشائستہ انداز خطابت

حضور قبلہ فخر ملت بڑے حلیم طبع۔ خوش خصال اور خوش گفتار تھے۔ آپ کا انداز خطابت نہایت ہی مہذب وشائستہ ہوتا تھا۔ حسن اخلاق کے جو قرینے آپ نے سکھلائے اس کی مثال دنیا میں ان کو بیان کرنا محال ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی قدر ہے۔ حسن الخلق من خصال اهل الجنة

ترجمہ: یعنی خوش خلقی اہل جنت کی خصلتوں سے ہے۔

عمدہ انداز نصیحت

آپ کا انداز نصیحت عمدہ ہوتا تھا۔ قرآن وسنت کی گفتگو فرماتے تھے۔ مناسب انداز میں تقریر کا فن جانتے تھے۔ نظریہ مخالفت پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکامات کی تبلیغ آپ کی تقاریر و پند نصائح کا موضوع ہوتے تھے۔

محبت وادب وتعظیم رسول عربی ﷺ

حضرت فخر ملت کی گفتگو کا ایک ایک لفظ محبت وادب وتعظیم رسول عربی ﷺ میں ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ آپ نبی مکرم ﷺ کو دنیا و آخرت میں کامیابی وکامرانی کا زینہ سمجھتے تھے۔ محبت رسول ﷺ کی دولت لازوال آپ کی حیات مبارکہ کا لازمی جزو تھی۔ آپ آقائے نامدار حضور سرور کائنات ﷺ کو سرچشمہ علم و دانش ومنبع وماخذ علوم ظاہری وباطنی قرار دیتے تھے۔ اپنے مریدین ومتوسلین کو بھی عشق مصطفےٰ ﷺ کی دولت سے بہرہ مند کر دیتے تھے۔ اور انہیں محبت و

ادب رسول اکرم ﷺ کے قرینے سکھاتے تھے۔

اسلامی اقدار کا فروغ

اسلامی اقدار کے احیاء اور اسلامی تعلیمات کو عام کرنے میں بھی حضور قبلہ فخر ملت نے اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے اپنے قول وفعل سے حقیقی اسلامی قدروں کو معاشرے میں کما حقہ اجاگر کیا اور قرون اُولیٰ کی یاد تازہ کی یہ حضرت کی طلسماتی شخصیت کا اثر تھا کہ آج کے مادہ پرستانہ دور جدید میں نوجوان نسل بے راہ روی اور غلط روایات کو چھوڑ کر صحیح اسلامی تعلیمات کے متبع ہو گئی۔

باطل نظریات کی مخالفت

آپ نے اپنے خطبات کے ذریعہ سے مردہ قوم میں نئی روح پھونکی باطل نظریات اور فرسودہ روایات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے قوانین کے نفاذ کے لئے بھر پور جدو جہد کی۔ جو تعلیمات اور نظریات قرآن وسنت کے منافی ہوتے تھے۔ آپ ان کے خلاف بھر پور انداز میں آواز بلند کرتے تھے۔

صراط مستقیم کی تلقین

حضور قبلہ فخر ملت قدس سرۂ العزیز نے ہزاروں لوگوں کو جو گمراہی اور تاریکی کا شکار بن چکے تھے۔ صراط مستقیم دکھایا۔ آپ کی نگاہ نکتہ رس میں وہ تاثیر روحانی تھی کہ جو بھی اس کے زیر اثر آتا وہ آپ کے رنگ میں رنگ جاتا تھا اور صحیح معنوں میں مسلمان بن جاتا تھا۔

سادہ ودلنشین لب ولہجہ

آپ کا لب ولہجہ اور انداز گفتگو سادہ ودلنشین ہوتا تھا۔ آپ کی تقاریر میں جادو اثر ہوتا تھا۔ اپنی امرت جیسی میٹھی اور دلکش گفتگو سے دلوں کی حالت تبدیل کر دیا کرتے تھے۔ آپ واقعات، تاریخی حوالے اور قرآن واحادیث سے حوالے اتنے دلپذیر انداز میں پیش کرتے تھے کہ سننے والے دم بخود رہ جاتے تھے۔

محبت وشفقت کا اظہار

حضور قبلہ فخر ملت ہر کسی کے ساتھ نرمی اور محبت وشفقت کا سلوک فرماتے تھے۔ چاہے

امیر ہو یا غریب آپ مہربانی روا رکھتے تھے۔ یہ آپ کی محبت کا اثر تھا کہ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے تھے۔ آپ کی خوشبو تیز ہواؤں کے ساتھ پھیل جاتی تھی۔ اور آناً فاناً لوگوں کا جم غفیر آپکی زیارت کو پہنچ جاتا تھا۔

خلوص و وفا کا پیکر

آپ خلوص و وفا اور مہر و محبت کا عظیم پیکر تھے آپ خوشبو بھری شخصیت اور وفاؤں سے بھری تر و تازہ ہوا کی مانند تھے۔ بہار کے موسم کی طرح دل و دماغ پر چھا جاتے تھے۔ اور خلوص سے پیش آتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ لاکھوں مریدین کے دلوں میں آج بھی آپ ﷺ کی یاد تازہ ہے۔ لوگ آپ کا ذکر خیر کرتے ہیں اور آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

قادر الکلام خطیب

حضور فخر ملت قدس سرہ العزیز ایک عالی مرتبت عظیم مقرر شیریں بیاں اور قادر الکلام خطیب تھے۔ آپ کی شخصیت مقدسہ میں طلسماتی جاذبیت اور آپ کے خطاب میں سحر انگیزی پائی جاتی تھی۔ آپ نے متعدد بار اپنی تقاریر کے دوران اظہار فرمایا کہ میں لوگوں کے سامنے جو تقاریر کرتا ہوں مجھے راہنمائی براہ راست حضور قبلہ امیر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رضی اللہ عنہ اور آقائے نامدار حضور سرور کائنات ﷺ سے عطا ہوئی ہے۔ یہی وجہ تھی آپ کے خطاب کا رنگ حواس پر چھا جاتا تھا۔ اور دل و اذہان کی کیفیت تبدیل ہو جاتی تھی اور محفل کا رنگ بدل جاتا تھا۔

حضور فخر ملت قادر الکلام خطیب ایسے کہ موضوع پر گرفت میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ جو گفتگو جس جگہ پر کرتے تھے اگلے سال اسی جگہ وہیں سے گفتگو کا سلسلہ شروع کرتے تھے۔ نکتہ آفرینی قرآن و حدیث کے حوالے اور واقعات کا تسلسل آپ کی تقریر کا خاصہ ہوتا تھا۔ دراصل آپ کا علم حضور قبلہ عالم حضرت امیر ملت محدث علی پوری کا عطا کردہ تھا۔ محمد سکندر جماعتی جھنگ سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ مجھے حضور قبلہ فخر ملت نے فرمایا کہ سکندر میں نے آج تک کوئی کام حضور قبلہ عالم امیر ملت پیر سید جماعت شاہ محدث علی پوری کی اجازت و مرضی کے بغیر نہیں کیا چاہے وہ کام چھوٹا ہو یا بڑا اور حضرت امیر ملت نے کبھی کوئی کام حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت و مرضی کے بغیر نہیں کیا

حضرت امیر ملت نے اپنے علم و فکر سے اصلاح معاشرہ کیلئے وہ گراں قدر خدمات سر انجام دیں جن کو بیان کرنا یا احاطہ تحریر میں لانا نہایت ہی مشکل کام ہے۔

سالانہ عرس مبارک کی تقریبات

اگر نظر کرم ہو تو نور خدا بھیجتا ہے
آ تھوڑی دیر میرے شیخ کے پاس بیٹھ کے تو دیکھ

آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت محدث علی پوری علی پور سیداں شریف میں ۱۰، ۱۱ مئی کے سالانہ عرس پاک کی تقریبات دراصل رنگ و نور کی بارش ہوتی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں زائرین سنوسئی ہند۔ ابولعرب۔ معدن حلم و حیا منبع جود و سخا حضور قبلہ عالم حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے دربار پر حاضری دیتے ہیں۔ جہاں وہ اللہ کے ولی کامل جنید وقت حضور قبلہ فخر ملت کی زیارت کا شرف حاصل کرتے تھے۔ حضور فخر ملت ایک بہت بڑے ہال میں تشریف فرما ہوتے اور لوگ جوق در جوق آپ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کرتے۔ حضور قبلہ فخر ملت ہر آنے والے سے خندہ پیشانی سے پیش آتے آپ کے چہرہ اقدس پر تبسم بہاراں ہوتا۔ ملاقات کرنے والے اپنے دکھ درد ار غم و آلام بھول جاتے اور اس عظیم شہزادہ رسول عربی ﷺ کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتے ہر کوئی آپ کے کریمانہ مزاج کا اسیر دکھائی دیتا۔ آپ عرس مبارک کے موقع پر طرح طرح کے کھانے پکواتے زائرین امیر ملت کے آرام و آسائش کا بھرپور انتظام کیا جاتا۔ دنیا میں واحد آستانہ آستانہ عالیہ علی پور شریف ہے جہاں سارا سال چوبیس گھنٹے لنگر شریف کا بندوبست ہوتا ہے۔ مہمانوں کو آتے ہی حضور قبلہ فخر ملت کھانا تناول کرنے کا حکم صادر کرتے اس کے بعد ان کی عرض سنتے۔

ہزاروں لوگ عرس مبارک کے موقع پر آپکے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ میں داخل ہوتے اور گناہوں سے توبہ کر کے صراط مستقیم پر چلنے کا عہد کر لیتے عرس مبارک کی تقریبات دو دن ۱۰۔ ۱۱ مئی کو ہوتیں اور آپ ۱۱ مئی کو جلسہ گاہ میں رونق افروز ہوتے علی پور سیداں شریف میں ہر سال عرس مبارک کے موقع پر دنیا کے کونے کونے سے زائرین لاکھوں کی تعداد میں تشریف لاتے ہیں۔ جن میں امیر غریب کی کوئی تخصیص نہیں ہوتی۔ ہر طرف لوگوں کا جم غفیر دکھائی دیتا ہے۔

حضور قبلہ عالم محدث علی پوری کے دربار عالی شان کو خوبصورتی سے سجایا جاتا ہے۔ جلسہ گاہ میں بینرز آویزاں کئے جاتے ہیں۔ قالین بچھائے جاتے ہیں اور چراغاں کیا جاتا ہے۔ حضور فخر ملت کا فقید المثال اور تاریخ ساز استقبال ہوتا۔ فضاء جیوے جیوے مرشد جیوے کے نعروں سے گونج اٹھتی۔ جیسے ہی حضور فخر ملت الامی کے سالانہ جلسہ کی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لاتے اگرچہ گرمی کا موسم ہوتا لیکن آپ کی آمد کے ساتھ ہی خوشگوار ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہو جاتیں اور ہر طرف خوشبوئیں پھیل جاتیں۔ رنگ ونور کی بارش سارے ماحول کو سحر انگیز بنا دیتی۔ حضور قبلہ فخر ملت کا ہر سال سالانہ عرس کی تقریب پر یہ معمول تھا کہ آپ اسٹیج پر تشریف فرمانہ ہوتے بلکہ زائرین اور مریدین کے درمیان تشریف فرما ہوتے۔ جو کہ آپ کی محبت وشفقت اور کمال فیاضی وعاجزی کا اظہار ہوتا۔ پیکر نوری کی آمد مبارک کے ساتھ ہی جلسہ گاہ بقعہ نور ہو جاتی ملک کے مشہور ومعروف قاری وثناء خواں مصطفےٰ اور علماء کرام وصوفیائے عظام خصوصی طور پر اس تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لاتے۔ میڈیا کی طرف سے بھی بھرپور کوریج کا اہتمام ہوتا۔ ساری رات حمد وثناء تقاریر کا یہ سلسلہ جاری رہتا۔ اور آخری شب عالم اسلام کے عظیم سکالر ولی نعمت شیخ العالمین۔ حضور فخر ملت کا خطاب دلنواز شروع ہوتا۔ مخلوق خدا اس عظیم عالم بے بدل اور مرشد باکمال کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہوتے اور صبح کی اذان کے وقت صلوۃ وسلام دعائے خیر کے بعد عرس مبارک کی تقریبات اختتام پذیر ہوتیں۔

محافل میلاد

حضور قبلہ فخر ملت محافل میلاد اور عشق مصطفےٰ ﷺ کی کانفرنسز میں بڑے ذوق وشوق اور محبت وعقیدت کے ساتھ تشریف لے جاتے۔ کئی کئی گھنٹے آقائے نامدار تاجدار مدینہ حضور سرور دو عالم ﷺ کی احادیث مبارکہ لوگوں کو سناتے تھے۔ آپ کی اکثر تقاریر ادب وتعظیم رسول ﷺ کے موضوع پر ہوتی تھیں۔ ساری ساری رات حضور ﷺ کی بارگاہ میں ثناء خوان مصطفےٰ ﷺ ہدیہ عقیدت پیش کرتے اور آپ ہمہ تن گوش بیٹھے رہتے۔ آپ عشق رسول ﷺ کا پیکر تھے۔ ثناء خوان مصطفےٰ ﷺ اور حضور ﷺ کی شان عظمت وصداقت بیان کرنے والے علماء کرام کو خوب نوازتے تھے۔ جہاں سے بھی محافل میلاد میں شرکت کا بلاوا آتا چاہے سینکڑوں

میل کا سفر ہوتا۔ محبت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار یہ پیکر نوری نوید حضرت امیر ملت لے کر اس محفل پاک میں جلوہ افروز ہوتا اور باران رحمت کا باعث بنتا۔

اندرون ملک دورہ جات

حضور قبلہ فخر ملت قدس سرہ العزیز ایک عظیم مجتہد شیخ طریقت تھے۔ سنوسی ھند ابو العرب امیر ملت قبلہ عالم حضرت الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علی پور شریف کی مقدس خانقاہ سے نکل کر اندرون و بیرون ملک تبلیغی و اصلاحی دورے کرتے تھے۔ اور رسم شبیری ادا کرتے تھے۔ آپ متحرک شخصیت کے مالک تھے فقط نگرانی شیخ طریقت نہ تھے بلکہ شیخ بارکہ اور شیخ ھدایت تھے۔ پندونصائح اور تعلیمات اسلام کو عام کرنے اور جلسوں سے خطاب کرنے کے لئے ہر سال ہزاروں میل کا سفر کرتے تھے۔ ملک پاکستان کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے غلامانِ امیر ملت و اسلامیانِ پاکستان کے قلوب واذھان کو اپنی کوثر و تسنیم سے دھلی زبان کے ساتھ خطاب فرماتے لاکھوں لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔

نارووال وڈسکہ میں خطابات

جانشین حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت نے نارووال کی مرکزی جامع مسجد شاہ جماعت میں بے شمار مرتبہ خطبہ جمعہ دیا۔ جب بھی آپ کی نارووال میں آمد ہوتی دور ونزدیک سے ہزاروں لوگ آپ کی قدم بوسی اور خطاب سننے کیلئے جمع ہو جاتے۔ خطیب جامع مسجد شاہ جماعت نارووال حضرت علامہ مولانا محمد یعقوب رضوی آپ کے منظور نظر افراد میں شامل ہیں وہ آپ کے نارووال میں جلسہ کے جملہ انتظامات بہ احسن انجام دیتے۔ آپ کا خطاب دل پذیر شروع ہوتا تو حاضرین مجلس پر روحانی کیفیت طاری ہو جاتی لوگ اس عظیم شہزادہ رسالت مآب کی زیارت سے مشرف ہوتے اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکر بن جاتے۔ ڈسکہ میں میلاد پاک کی سالانہ محافل میں آپ کو بلاوے آتے اور آپ مخلوق خدا کو اپنے مواعظہ حسنہ سے مستفید کرنے کے لئے ڈسکہ تشریف لے جاتے۔ بازاروں، گلیوں کو خوبصورتی سے سجایا جاتا اور آپ کا شاندار استقبال ہوتا۔ ڈسکہ کے مضافات سے ہزاروں کا مجمع آپ کی آمد کی خبر سن کر جمع ہو جاتا۔

بھلوال و بھلروال میں خطابات

ضلع سرگودھا تحصیل بھلوال اور قصبہ بھلروال بھی وہ علاقے ہیں جہاں حضور قبلہ فخر ملت ہر سال تشریف لاتے۔ بھلوال میں چک ۶ جنوبی میں حضور قبلہ فخر ملت کے ماموں جی ولی کامل سیف زبان جگر گوشہ سرورِ دو عالم ﷺ حضرت الحاج الحافظ پیر سید نذیر حسین شاہ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال یکم جون کو منعقد ہوتا ہے۔ جس کی صدارت حضور فخر ملت فرماتے ہیں۔ صاحبزادگان محترم خلیفہ فخر ملت حضرت الحاج پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب، پیر سید الطاف حسین شاہ، پیر سید ریاض حسین شاہ اور پیر سید فیاض حسین شاہ عرس کی تقریبات کا اہتمام بڑے ذوق شوق سے کرتے۔ ثناء خوانِ مصطفےٰ ﷺ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ نعت پیش کرتے اور پھر حضور فخر ملت اپنے خطاب دلنواز سے لوگوں کو نوازتے اور دعا فرماتے۔ اللہ تعالیٰ اس محفل پاک کو تا قیامت جاری رکھیں۔ آمین

حضور قبلہ فخر ملت ﷺ بھلوال میں حاجی محمود اختر جماعتی کے گھر قیام فرماتے جہاں آپ کے کھانے کا انتظام ہوتا بھلوال کے گاؤں چک نمبر ۵ جنوبی اور چک ۹ جنوبی میں بھی حضور قبلہ فخر ملت متعدد بار تشریف لائے اور مخلوق خدا کو اپنے ارشادات سے نوازا بھلروال شہر کی آبادی کی اکثریت حضور فخر ملت کے مریدین پر مشتمل ہے۔ آپ تقریباً ہر سال بھلروال تشریف لے جاتے۔ راؤ واجد علی کے گھر آپ کا قیام ہوتا۔ سارے شہر کو خوبصورتی سے سجایا جاتا اور نعروں کی گونج میں اس عظیم شیخ طریقت کا استقبال ہوتا۔ بعد ازاں آپ جامع مسجد نوری میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے پھر یاران طریقت کے اصرار پر برکت کے لئے ان کے گھروں میں تشریف لے جاتے۔ ہر سال درجنوں لوگ آپ سے بھلروال و بھلوال میں بیعت کر لیتے۔

ساہو چک شریف سیالکوٹ میں سالانہ عرس و محفل میلاد کی تقریبات

آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضور قبلہ فخر ملت پیر سید محمد افضل حسین شاہ صاحب ہر سال ۲۰ ربیع الاول شریف کو آستانہ عالیہ ساہو چک شریف ضلع سیالکوٹ تشریف لے جاتے تھے۔ بعد نماز مغرب حضور قبلہ فخر ملت کی آمد ہوتی آپ کا استقبال ذکر اللہ ہو سے کیا جاتا۔ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر بے ریا و با صفا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کرتے۔ نماز عشا حضرت خواجہ صوفی احسان الٰہی صاحب کے

حجرہ مبارک میں ادا فرماتے اور پھر محفل پاک میں جلوہ افروز ہوتے۔ محفل پاک میں نہایت پر مسرت اور خوشگوار مزاج ہوتا اور تقریباً رات بارہ (۱۲) بجے کے بعد آپ کا روح پرور اور ایمان افروز خطاب شروع ہوتا۔ رات ۲ بجے دعا فرماتے اور پھر واپس علی پور شریف تشریف لے جاتے۔ اس پروگرام کے علاوہ حضور فخر ملت بے شمار مرتبہ ساہو چک میں تشریف فرما ہوئے۔ اور اکثر تصوف سیمینار ۱۳، ۱۴، ۱۵ نومبر پہ بھی تشریف فرما ہوتے۔ ۱۵ نومبر ۲۰۱۱ء میں سالانہ عرس پاک اور تصوف سیمینار کی آخری نشست کی صدارت آپ نے فرمائی وعظ فرمایا اور دعا فرمائی۔ ۱۷ جون ۲۰۱۲ء کو دار العلوم حفظ القرآن ساہو چک شریف کا افتتاح بھی آپ نے اپنے دست مبارک سے کیا۔ ان تمام پروگراموں کے منتظم محترم خلیفہ فخر ملت علامہ صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری صاحب ہوتے۔ پیر عرفان الٰہی صاحب بتاتے ہیں کہ سخت گرمی کے دنوں میں بھی جب حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ محفل پاک میں جلوہ افروز ہوتے تو ٹھنڈی ہوائیں شروع ہو جاتیں اور محفل پاک کے اختتام پر بارش ہو جاتی۔

پاکستان کالج برائے خواتین بڈیانہ کا افتتاح

حضور قبلہ فخر ملت علیہ الرحمہ نے ۱۴ اگست ۲۰۱۰ء کو حضرت خواجہ صوفی احسان الٰہی صاحب سجادہ نشین ساہو چک شریف کی دعوت پر پاکستان کالج برائے خواتین بڈیانہ کا افتتاح اپنے دست مبارک سے فرمایا۔ اس موقع پر آپ نے حاضرین اور شرکائے جلسہ کو اپنے خطاب دلنواز سے بھی نوازا۔ جب آپ کالج میں تشریف لائے تو بڑے والہانہ انداز میں آپ کا استقبال کیا گیا۔ اس پروگرام کے سارے انتظامات علامہ صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری صاحب اور بانی ادارہ الحاج چوہدری محمد یوسف قادری صاحب نے سرانجام پائے۔

لاہور میں ارشاد و تبلیغ

حضور فخر ملت جب بھی سرزمین لاہور میں تشریف لائے۔ زندہ دلان لاہور نے فقید المثال استقبال کیا۔ اس شہر میں حضور قبلہ فخر ملت کے مریدین و متوسلین کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ جب اور جہاں بھی آپ کی آمد ہوتی۔ مخلوق خدا کا جم غفیر اس عظیم شہزادہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال اور زیارات کے لئے جمع ہو جاتا۔ لاہور میں آپ نے سینکڑوں محافل و کانفرنس کی صدارت فرمائی اور اپنے خطاب دلنواز سے لوگوں کو مستفید کیا ہزاروں کی تعداد میں لاہور میں

لوگوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

والٹن میں خطاب

ایک دفعہ حضور قبلہ فخر ملت کو والٹن لاہور میں جلسہ میلاد مصطفےٰ ﷺ کی صدارت و خطاب کی دعوت دی گئی۔ مجھے بھی اس عظیم شیخ طریقت ملت اسلامیہ کے ہمراہ اس بابرکت محفل میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ عاشقان رسول عربی ﷺ و غلامان حضرت امیر ملت نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا لوگوں کا جوش و خروش دیدنی تھا اور نعروں کی گونج میں آپ جلسہ گاہ میں کرسی صدارت پر رونق افروز ہوتے۔ لوگ قافلوں کی شکل میں پروگرام میں شریک ہوتے گئے اور وہ ہال جہاں پر محفل کا انعقاد کیا گیا تھا۔ لوگوں سے کھچا کھچ بھر گیا۔ باہر سڑک پر دور دور تک لوگوں کا ہجوم تھا۔ رات گئے تک فضائیں صل علی کے نغموں سے گونجتی رہیں۔ آخر شب شہزادہ امیر ملت عالم بے بدل اور مرشد باکمال کا خطاب دلنواز شروع ہوا۔ حاضرین پروگرام میں ڈوبی دلنشیں و دلپذیر علمی گفتگو سنتے رہے۔ اور آپ کے فیوضات و برکات سے مستفید ہوتے رہے۔

جوہر ٹاؤن میں خطاب

خلیفہ فخر ملت حضرت علامہ قاری فیاض احمد جماعتی نے جوہر ٹاؤن لاہور میں ایک دفعہ عظیم الشان جلسہ میلاد مصطفےٰ ﷺ کا اہتمام کیا۔ حضور قبلہ فخر ملت حضرت قبلہ فخر ملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ اس مقدس ایوان میں جلوہ گر ہوئے۔ آپ کی آمد کے ساتھ ہی رنگ و نور کی بارش شروع ہو گئی۔ لوگ دیوانہ وار اس عظیم ولی نعمت۔ نوید امیر ملت نور دیدہ و جگر گوشہ جوہر ملت کی زیارت سے مشرف ہونے کے لئے جوق در جوق حاضر خدمت ہوتے گئے اور جس مسجد کے اندر جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ وہاں قدم رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ حضور قبلہ فخر ملت نے وہ ایمان افروز خطاب فرمایا جو اہل علاقہ کو سالوں تک راہنمائی و ہدایت کی روشنی فراہم کرتا رہے گا۔

الفا سوسائٹی لاہور سالانہ جلسہ میلاد مصطفےٰ ﷺ

حاجی عبدالغفور جماعتی اپنی رہائش گاہ الفا سوسائٹی لاہور میں ایک وسیع و عریض جگہ پر ہر سال جلسہ میلاد مصطفےٰ کا انعقاد کرتے ہیں۔ پنڈال کو بڑی خوبصورتی سے سجایا جاتا ہے۔ حضور

قبلہ فخر ملت ہر سال اس بابرکت روحانی و نورانی محفل پاک میں تشریف لے جاتے اور صدارت فرماتے۔ مجھے بھی کئی بار اس عظیم الشان جلسہ میلاد مصطفےٰ ﷺ میں حاضری کا موقع ملا۔ سارے لاہور سے یاران طریقت اس مقدس محفل میں شریک ہوتے جن کی تعداد ہزاروں میں ہوتی۔ ثناخوان مصطفےٰ ﷺ رات گئے تک حضور سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ میں مدح سرائی کرتے پھر حضور قبلہ فخر ملت کا خطاب دلنواز شروع ہوتا۔ فضاء جیوے جیوے مرشد جیوے کے نعروں سے گونج اٹھتی۔ خوشگوار ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہو جاتیں جو اس امر کی غمازی کرتیں کہ یہ کوئی عام ہستی نہیں بلکہ خون مصطفےٰ ﷺ ہو نور مصطفےٰ ﷺ ہے۔ جلسہ کے اختتام پر حاضرین جلسہ کے لئے حاجی عبدالغفور صاحب کی جانب سے پر تکلف ضیافت میلاد کا بندوبست ہوتا۔

ماڈل ٹاؤن میں محفل میلاد

محترم ہارون خان صاحب ہر سال اپنی رہائش ماڈل ٹاؤن میں عظیم الشان محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت قدس سرہ العزیز اس بابرکت محفل میں خصوصی طور پر شریک ہوتے اور صدارت فرماتے۔ یاران طریقت ہزاروں کی تعداد میں اس روحانی محفل میں شرکت کرتے اور آپ کے دیدار فرحت آثار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتے۔ محترم ہارون خان صاحب وہ خوش نصیب ہیں کہ جن کے والد گرامی محمد احمد خان صاحب مرحوم کو بھی حضور فخر ملت نے خلافت عطا فرمائی۔ خان صاحب ہر سال بڑے ادب و احترام اور عقیدت سے میلاد پاک کی محفل کا انعقاد کرتے ہیں اور میزبانی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

کاہنہ شریف کی تقریبات عرس

حکیم پیر سید محمد منیر شاہ صاحب شیرازی جماعتی خلیفہ مجاز حضور امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کاہنہ شریف لاہور کا تعلق بھر پیر سیداں ہندوستان کے ایک گاؤں سے تھا۔ آپ لاہور سے حکیم حاذق کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد اپنے والد صاحب کے ہمراہ حضور قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ والد صاحب سید اسحاق شاہ صاحب نے پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کو بتایا کہ حضور آپ کی خصوصی دعا سے میرا بیٹا حکیم حاذق بن گیا ہے۔ پیر صاحب نے آپکو حکم دیا کہ مریض کی جیب کی طرف نہیں دیکھنا اگر آپ کے اختیار میں ہے کہ آپ مریض کو بچا سکتے ہو تو دوائی دینی

ہے اور پھر آپ کے لئے خصوصی دعا بھی کی اور اپنا بیعت کر لیا۔ حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری کی بیعت کر لینے کے بعد آپ کی زندگی یکسر تبدیل ہو گئی آپ جس مریض کو دوائی دیتے وہ ٹھیک ہو جاتا۔ دور دراز سے لوگ آپ کے پاس علاج کے لئے آتے آپ اکثر یہی کہتے کہ یہ سب میرے کامل پیر حضرت پیر سید جماعت علی شاہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اور پھر اسی طرح یہ سلسلہ ایسا چلا کہ ایک دن حضور امیر ملت محدث علی پوری کی خصوصی نظر کرم ہوئی اور انہوں نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا آپ کو اپنے پیر خانے سے بہت زیادہ محبت تھی۔ احترام کا یہ عالم تھا کہ حضور امیر ملت کے انتظار میں کافی دیر آپ کھڑے رہتے اور اس کے علاوہ آپ علی پور شریف کی حدود کے اندر پیشاب بھی نہیں کرتے تھے۔ تمام سادات جو کہ علی پور شریف میں تھے سب آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ بھی ان کی دل سے عزت کرتے تھے۔ حکیم سید منیر شاہ صاحب شیرازی ۱۲/ اگست ۱۹۸۶ء کو دنیائے فانی سے پردہ فرما گئے ۔آپ کی نماز جنازہ حضور قبلہ فخر ملت نے پڑھائی۔ آپ کے جہلم پر حضور فخر ملت نے پیر سید اشرف حسین شاہ شیرازی جماعتی کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ اس موقع پر حضور قبلہ فخر ملت نے لوگوں سے خطاب فرمایا آپ کے یہ الفاظ تھے کہ میں سید محمد اشرف شاہ صاحب کی دستار بندی کر رہا ہوں۔ آج کے بعد یہ آپ کے پیر ہیں۔ میں ان کو تمام تر اجازت دے رہا ہوں تا کہ یہ فیض تا قیامت قائم دائم رہے۔

اس موقع پر سید محمد اشرف حسین شاہ صاحب نے فخر ملت سے گذارش کی کہ مجھ سے یہ وزن نہ اٹھایا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہر سال عرس پر آیا کرونگا اور ان شاء اللہ العزیز یہ سارے کام ہوتے رہیں گے۔ آپ پریشان مت ہوں ہمارے ساتھ حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری کی دعائیں ہیں اور ایسا ہی ہوا سالانہ عرس مبارک کاہنہ نو میں ہر سال ۱۲/ اگست کو ہوتا ہے اور یہ اس علاقہ کی اور اس گھرانہ کی خوش قسمتی ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت ہر سال ۱۲/ اگست کو کاہنہ تشریف لاتے تھے اور جلسہ کی صدارت فرماتے تھے اور خطاب و دعا فرماتے تھے لوگوں کے دلوں کو اللہ کے کلام سے منور فرماتے تھے۔ حضور فخر ملت نے اپنی خصوصی توجہ اور فیوضات سے مکمل راہنمائی فرمائی اور کاہنہ نو کے یاران طریقت فیض یاب ہوتے رہے۔ حضور فخر ملت نے اپنے سجادہ نشینی کے ۳۲ سالہ دور میں ایک بار بھی ناغہ نہیں کیا۔

بارش کا واقعہ

ایک سال ۱۲؍اگست کے عرس کے موقع پر آپ براہ راست لندن سے تشریف لا رہے تھے اور اس دن اسلام آباد سے لاہور تک شدید بارشوں کا سلسلہ جاری تھا۔ لیکن آپ جب کاہنہ نو کی حدود میں داخل ہوئے تو وہاں بارش کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ آپ نے یہ بات اکثر بیشتر کئی جلسوں میں اپنے خطاب کے دوران حاضرین کو سنائی بھی تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ سید منیر شاہ صاحب اللہ کے نیک بندے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت ہر سال کاہنہ نو تشریف لاتے اور جلسہ کی صدارت فرماتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ کاہنہ نو تو میرا اپنا گھر ہے یہ پروگرام میرا ہے حضور فخر ملت کاہنہ نو میں مغرب تک پہنچ جایا کرتے تھے۔ آپ کی یہ عادت کریمانہ تھی کہ شام کا کھانا کاہنہ نو میں آ کر کھایا کرتے تھے۔ جلسے کا آغاز اور اختتام حضور فخر ملت جس کو حکم دیتے تھے وہ نعت سنا دیتا یا خطاب کر دیا کرتا تھا۔ پھر آخر میں آپ خطاب فرماتے اور خصوصی دعا فرمایا کرتے تھے۔ یہ حضور فخر ملت کا ہنہ نو پر خصوصی فیضان ہے کہ ہر سال پاکستان کے ہر شہر سے ہزاروں زائرین عرس مبارک کی تقریبات میں شریک ہوتے ہیں۔

حضور فخر ملت کے کراچی کے دورہ جات

حضور قبلہ فخر ملت اپنے اباؤ اجداد کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے سجادنشینی کی مسند عزت وتکریم پر فائز ہونے کے بعد ہر سال دسمبر کے مہینے میں کراچی تشریف لے جاتے تھے۔ اور یاران طریقت کی خصوصی تربیت کا اہتمام فرماتے تھے اپنے روحانی فیض کا نور جملہ یاران طریقت تک پہنچاتے تھے۔ ۱۵ سے ۲۰ دن حضور قبلہ فخر ملت کا کراچی میں قیام ہوتا۔ سید مظفر علی صاحب آپ کے دورہ کراچی میں آپ کے ہمراہ ہوتے۔ ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے سید کاشف علی حضور کے دورہ جات سے اور محترم ناصر جمیل صاحب جو کہ حضور کے خلیفہ ہیں ہمراہ ہوتے۔ کراچی میں حضور فخر ملت مختلف علاقوں میں عظیم الشان جلسوں محافل میلاد اور کانفرنسز میں خطاب فرماتے اور اپنے مواعظہ حسنہ سے لوگوں کو مستفید کرتے۔

پرتپاک استقبال

جانشین حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت کی کراچی میں آمد سے کراچی کے لوگوں کو

بہت فیض ملا جس کا اندازہ لگانا محال ہے۔ حضور فخر ملت کی آمد کا اعلان ہوتے ہی جملہ یاران طریقت میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی۔ مخلوق خدا حضرت کی فلائٹ اترنے اور آپ کے انتظار میں بے چین دکھائی دیتے حضور قبلہ فخر ملت کے حکم کے مطابق تمام یاران طریقت کو فلائٹ کا دن اور وقت بتا دیا جاتا۔ جس دن آپ کراچی انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر اترتے لوگوں کا جم غفیر اپنے ہاتھوں میں پھولوں کے ہار لئے اپنے عظیم شیخ طریقت ولی کامل پروردہ آغوش ولایت آفتاب حرم سائبان کرم حضور قبلہ فخر ملت کا پرتپاک اور فقید المثال استقبال کرتا۔ لوگ حضور کی تشریف آوری پر ایک دوسرے کو مبارکباد پیش کرتے۔ ہر کسی کے چہرہ پر خوشی وانبساط کے تاثرات دکھائی دیتے حضرت سلطان باہو نے سچ فرمایا تھا۔

مرشد دا دیدار وے باہو مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو

جیسے ہی حضور قبلہ فخر ملت لاؤنج سے باہر تشریف لاتے تو فضائیں نعرہ تکبیر و رسالت اور مرحبا مرحبا کی دل آویز صداؤں سے گونج اٹھتیں۔ ہر طرف خوشبوئیں بکھر جاتیں ہر چہرے پر مسکان اور دلوں میں اطمینان و یقین کی دولت لازوال ہوتی ہر پیر بھائی ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتا کہ وہ دوسروں سے پہلے بڑھ کر حضور فخر ملت کو ہار پہنائے اور دست بوسی کا شرف حاصل کرے۔ حضور فخر ملت جس طرف نظر اٹھاتے آپ کی پیشانی مقدس سے نکلنے والا نور دلوں میں اترتا چلا جاتا اور آپ کی زیارت کرنے والوں کے اذہان وقلوب کو روشن و منور کر دیتا۔

حافظ اقبال صاحب مرحوم کی رہائش گاہ پر قیام

ائیر پورٹ کے استقبال کے بعد یہ کاروان عشق و محبت گاڑیوں کے طویل جلوس میں روانہ ہوتا اور قبلہ حافظ اقبال صاحب (مرحوم) کی رہائش گاہ پر پہنچتا۔ جہاں حضور فخر ملت قیام فرماتے اور روزانہ صبح ساڑھے سات بجے تا ساڑھے دس بجے جملہ یاران طریقت کراچی کے کونے کونے سے جوق در جوق آتے اور حضور قبلہ فخر ملت یہاں پر سینکڑوں ہزاروں لوگوں کو بیعت کرتے اور سلسلہ عالیہ جماعتیہ نقشبندیہ میں داخل کرتے۔ جب تک حضور کا قیام ہوتا یاران طریقت روزانہ ہجوم در ہجوم حاضر خدمت ہوتے اور آپ کے دیدار فرحت آثار سے فیض یاب ہوتے۔ قبلہ حافظ اقبال صاحب (مرحوم) کے مکان پر روزانہ ناشتے کا اہتمام ہوتا جس میں قبلہ عید محمد فریدی صاحب اور ان کے صاحبزادے آفتاب احمد فریدی صاحب بھی اہتمام

فرماتے۔ سینکڑوں لوگ روزانہ حضور قبلہ فخر ملت کے ہمراہ ناشتہ کرتے پھر اجازت لے کر چلے جاتے کچھ لوگ حضور کی خدمت اقدس میں اپنے مسائل بیان کرتے آپ بڑے تحمل کے ساتھ ان کے مسائل سماعت فرماتے۔ دعائیں فرماتے اور تعویز لکھ کر دیتے۔ یہاں یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ پیر بہنوں کی ایک بہت بڑی تعداد بھی باقاعدگی سے حضور قبلہ فخر ملت کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور حضور فخر ملت فرداً فرداً سب کے لئے دعائے خیر فرماتے۔ ان تمام کاموں سے فراغت کے بعد چارٹ کے مطابق جو کہ حضور قبلہ فخر ملت کی آمد کے پہلے دن ہی تیار کیا جاتا تھا۔ جس میں پہلے دن سے لے کر آخری دن تک معمولات صبح تا شام درج کئے جاتے یعنی حضور قبلہ فخر ملت کی آمد سے لے کر روانگی کے دن تک معمولات کا شیڈول ہوتا۔ حضور قبلہ فخر ملت کراچی کے مختلف حصوں میں رہنے والے یاران طریقت کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور رات گئے تک سفر میں رہتے۔ اکثر جگہوں پر آپ خطاب بھی فرماتے شرعی مسائل پر گفتگو فرماتے اور مخلوق خدا کی اصلاح کرتے۔

نماز جمعہ کا اہتمام

مرشد کامل ولی نعمت عالم بے بدل جگر گوشہ حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت پیر سید محمد افضل حسین شاہ کی آمد پر کراچی میں نماز جمعہ اور خطبہ جمعہ کے لئے خصوصی انتظامات کئے جاتے۔ حضور والا جمعہ کی نماز پڑھانے اور اپنا دلنواز خطبہ جمعہ پڑھانے کے لئے شاہی مسجد لانڈھی نمبر ۵ تشریف لے جاتے اور ایمان افروز خطاب سے دلوں کو نور ایمان سے منور کر دیتے۔ کراچی کے کونے کونے سے پیر بھائی حضور والا کا خطاب سننے کے لئے شاہی مسجد لانڈھی میں جمع ہو جاتے۔ شاہی مسجد میں تمام تر انتظامات محترم قاری دلشاد احمد صاحب فرماتے بعد از نماز جمعہ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ حضور قبلہ فخر ملت کے دست اقدس پر بیعت کرتے بعض اوقات بیعت کرنے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو جاتی کہ چادریں ملا کر باندھنا پڑتیں اور پھر حضور قبلہ فخر ملت مخلوق خدا کے جم غفیر کو داخل سلسلہ فرماتے۔ نماز جمعہ اور بیعت سلسلہ کے بعد آپ قاری دلشاد صاحب کے مکان پر تشریف لے جاتے اور ان کے خاندان کے لئے دعائے خاص فرماتے۔ اور پھر رات گئے تک حضور لانڈھی اور کورنگی میں رہائش پذیر یاران طریقت کے گھروں میں تشریف لے جاتے۔

حیدر آباد میں خطبہ جمعہ

دورہ کراچی کے دوران دوسرا جمعہ پڑھانے کے لئے آپ حیدر آباد جو کہ کراچی سے تقریباً ۱۶۰ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے تشریف لے جاتے۔ وہاں آپ حاجی صدیق صاحب کے مکان پر قیام فرماتے اور ان کے مکان سے ملحقہ مسجد میں جمعرات کی رات محفل میلاد کی صدارت فرماتے اور اپنے مواعظ حسنہ سے مخلوق خدا کے قلوب کو گرماتے پھر اگلے دن جامع مسجد اکبری میں خطبہ جمعہ ہوتا جسمیں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوتے ازاں بعد آپ حیدر آباد دیاران طریقت کے گھروں میں برکت کے لئے تشریف لے جاتے اور وہاں موجود پیر بھائیوں کو اپنے فیوض و برکات سے نوازتے۔

دورہ ٹنڈو آدم سندھ

حیدر آباد کے اکثر دوروں کے دوران آپ حیدر آباد کے قریبی شہر ٹنڈو آدم بھی تشریف لے جاتے ٹنڈو آدم کے لوگ آپ کا بڑا والہانہ استقبال کرتے اور اس عظیم شیخ بارکہ کی زیارت کی سعادت حاصل کرتے۔ ٹنڈو آدم میں حضور قبلہ فخر ملت محترم توصیف بھائی کے مکان پر قیام فرماتے جہاں پر عظیم الشان محفل میلاد کا اہتمام ہوتا شہزادہ سرور دو عالم ﷺ جگر گوشہ حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت کرسی صدارت پر رونق افروز ہوتے اور فضا مرحبا مرحبا سیدی مرحبا مکی مدنی کی صداؤں سے گونج اٹھتی۔ نور مصطفےٰ ﷺ کی کرنیں سارے ماحول کو منور و شاداں کر دیتیں ثنا خواں مصطفےٰ ﷺ بارگارہ نبوت میں گلہائے عقیدت پیش کرتے اور آخر میں حضور والا کا خصوصی خطاب دلنواز ہوتا جو کہ محفل میں موجود مخلوق خدا کے لئے اصلاح کا باعث ہوتا اس کے بعد آپ کراچی واپس تشریف لے جاتے۔ الغرض حضور قبلہ فخر ملت کراچی میں اپنی آمد کے پہلے دن سے لے کر آخری دن تک مخلوق خدا کو اپنے فیوض و برکات سے مستفید فرماتے اور ان تمام دنوں میں تمام یاران طریقت پر خصوصی شفقت فرماتے۔

فخر ملت کی نوازشات

حضور قبلہ فخر ملت نے کراچی اور حیدر آباد کے علاقوں میں فیوضات محمدی ﷺ کی خیرات تقسیم کی۔ خاص کر کراچی کے علاقے لانڈھی کے لوگوں کو بہت نوازا ہے۔ کثیر تعداد میں لوگ حضرت کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔ آپ کے دور میں کراچی میں سلسلہ کا بہت کام ہوا ہے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے فیوضات سے فیض یاب ہوئے۔ قاری دلشاد احمد جماعتی نقشبندی حضور قبلہ فخر ملت کی ایک

کرامت بیان کرتے ہیں کہ جب میرے مرشد کریم کراچی کا دورہ فرماتے تو لانڈھی نمبر ۵ کی شاہی مسجد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرماتے بعد میں لوگوں کو سلسلہ عالیہ میں داخل فرماتے اور پھر میرے غریب خانہ پر تشریف لے جاتے۔ اس موقع پر علاقہ کی کنواری لڑکیاں دعا میں شرکت کے لئے پہلے آجاتیں تو میری گھر والی جو کہ حضرت ہی سے داخل سلسلہ تھیں (اللہ کریم مرشد کریم کے صدقے میں اس کو غریق رحمت فرمائے) وہ عرض کرتی کہ حضور ان لڑکیوں کے رشتے نہیں ہو رہے حضور اُن کے لئے دعا فرماتے پھر ہوتا یہ کہ آئندہ سال حضور قبلہ فخر ملت کے تشریف لانے سے پہلے ان لڑکیوں کی شادی ہو جاتی یا رشتے طے ہو جاتے یہ مشاہدہ ہم نے کئی سال کیا یہاں تک کہ ایک لڑکی کی والدہ کو دیر سے پتہ چلا اور حضور قبلہ فخر ملت آگے تشریف لے گئے تو وہ ہمارے گھر آ کر ناراض ہوئی کہ اسے بتایا نہیں اور بہت افسوس کرنے لگی۔ جب حضور قبلہ فخر ملت کا پہنا ہوا گلاب کا ہار دیکھا تو کہنے لگی یہ ہار کیسا ہے گھر والی نے بتایا کہ یہ وہ ہار ہے جو ہم نے پیر صاحب کو پہنایا تھا وہ ہار بھی سوکھ چکا تھا وہ کہنے لگی کہ ہار مجھے دے دو تو وہ سوکھا ہوا ہار لے کر چلی گئی اور وہ ہار جا کے اپنی بیٹی کے گلے میں ڈال دیا اللہ کا کرنا کہ اس سال اس لڑکی کا بھی رشتہ کسی اچھی جگہ پر ہو گیا اور وہ اس ہار کی برکت سے حضور قبلہ فخر ملت نے پہنا تھا فیض یاب ہو گئی۔

حضور فخر ملت کا آخری دورہ کراچی

حضور قبلہ فخر ملت کا آخری دورہ کراچی خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ آپ چار سال کے وقفے کے بعد کراچی تشریف لائے تھے۔ کیونکہ درمیان میں قبلہ پیر سید نذر حسین شاہ صاحب اور قبلہ پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب کے وصال اور پھر خود حضرت فخر ملت اپنی بیماری کی وجہ سے نہ جا سکے تھے اس لئے تمام یاران طریقت بڑی شدت سے حضور قبلہ فخر ملت کی آمد کے منتظر تھے اور آپکی آمد کا اعلان ہوتے ہی تمام پیر بھائیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ کراچی آمد پر آپ کا فقید المثال استقبال کیا گیا اور یاران طریقت کی ایک بڑی تعداد ائیر پورٹ پر جمع ہو گئی اور آپ کے لاؤنج سے باہر آتے ہی فضاء نعروں سے گونج اٹھی۔ یہ شاندار استقبال دیکھ کر حضور قبلہ فخر ملت بہت خوش ہوئے۔ آپ کی آمد پر آپکے حکم کے مطابق سالانہ جلسے کے لئے محترم سید کاشف شاہ صاحب نے ہال بک کروایا تھا۔ جلسے والے دن حضور قبلہ فخر ملت کی عاجزی و انکساری کی انتہا تھی کہ آپ سب سے پہلے ہال میں تشریف لائے اور یہ اس

جلسے کی سب سے خصوصی بات تھی اور پھر پورے کراچی میں یہ خبر پھیلتے ہی ایک گھنٹے میں ہال کھچا کھچ بھر چکا تھا۔ حضرت والا اتمام انتظامات دیکھ کر انتہائی مسرور ہوئے اور اپنے ذاتی موبائل سے خود آپ نے پنجاب ٹی وی والوں کو فون کیا۔ بعد میں یہ مبارک محفل پنجاب ٹی وی پر بھی نشر کی گئی۔ اس جلسے کی سب سے خاص بات یہ تھی کہ انتہائی سرد موسم کے باوجود حضور قبلہ فخر ملت آٹھ گھنٹے سے زائد اس روحانی محفل میں موجود رہے اور جملہ یاران طریقت آپ کے فیض اور زیارت سے مستفید ہوتے رہے۔ اس جلسے میں آپ نے بہت ایمان افروز خطاب فرمایا اور دعا کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی ادا فرمائے کہ ہم ہوں یا نہ ہوں اللہ پاک یہ محفل قائم رکھے۔ حضور والا کے آخری دورے کے موقع پر ایک خاص بات یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ کچھ لوگوں کی دلی آرزو جو کئی سالوں سے ان کے دل میں تھی وہ حضور قبلہ فخر ملت نے اس دورہ کے موقع پر پوری کر دی۔

محترم سید کاشف شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس دورہ کی دو باتیں خصوصیات کی حامل ہیں

۱۔ مجھ ناچیز کی کئی سال سے یہ آرزو تھی کہ اگر اللہ پاک مجھے گاڑی عطاء فرمادیں تو میں بھی حضور قبلہ فخر ملت کی خدمت کروں۔ اس چار سال کے وقفے میں حضور قبلہ فخر ملت کے صدقے اللہ تعالیٰ نے مجھے گاڑی عطا کی اور اپنے دورے کے دوسرے دن حضرت والا اس گاڑی کو چھوڑ کر جو خصوصی طور پر آپکے لئے بھیجی گئی تھی میری گاڑی میں تشریف فرما ہوئے اور آخری دن تک آپ نے اس ناچیز کو اپنے ہمراہ رکھ کر میری دلی آرزو کو پورا فرمایا۔

۲۔ مہر زمان صاحب جو کہ گلشن معمار میں رہائش پذیر ہیں نے اپنا گھر تعمیر کیا تو اس میں ایک کمرہ خصوصی طور پر حضور قبلہ فخر ملت کے لئے مخصوص کیا۔ حضور قبلہ فخر ملت نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ جب اگلے سال میں کراچی آؤں گا تو ایک رات تمہارے گھر میں قیام کرونگا۔ اور جب چار سال کے درمیانی وقفہ کے بعد آپ کراچی تشریف لائے تو زمان صاحب یہ بات بھول گئے تھے لیکن حضرت والا کو اپنا وعدہ یاد تھا اور آپ نے یہ وعدہ پورا فرمایا اور آخری رات مہر زمان صاحب کے گھر قیام فرمایا اور وہاں سے ائیر پورٹ تشریف لے گئے۔

حضور قبلہ فخر ملت نے تقریباً آٹھ دن کراچی میں قیام فرمایا اس دوران آپ تقریباً تمام یاران طریقت کے گھروں میں تشریف لے گئے تھے۔ اور کسی بھی پیر بھائی کو مایوس نہیں کیا تھا۔ اور دوران سفر مجھ سے سید کاشف علی سے دریافت کیا تھا ان تمام پیر بھائیوں کے بارے

میں جو بہت ضعیف ہو چکے تھے یا انتقال کر چکے تھے۔

دورہ کراچی میں محافل کا انعقاد

حضور قبلہ فخر ملت دورہ کراچی کے دوران جن محافل ذکر و جلسوں میں تشریف لے جاتے تھے ان کا مختصر ذکر ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ روزانہ صبح ساڑھے سات بجے تا ساڑھے دس بجے تک جناب حافظ اقبال صاحب (مرحوم) کی رہائش گاہ پر عام ملاقات۔

۲۔ جناب خواجہ فخر الحسن عرف ندیم بھائی کے گھر پر محفل کا انعقاد۔

۳۔ جناب محترم عید محمد فریدی صاحب کی رہائش گاہ بمقام لیاقت آباد پر حضور قبلہ فخر ملت کی آمد اور مختصر خطاب اور رات کے کھانے کا اہتمام۔

۴۔ جناب ناظم صاحب رہائش گاہ بمقام گارڈن میں حضور قبلہ فخر ملت کی آمد اور کثیر تعداد میں یاران طریقت و مخلوق خدا کی حضور والا سے ملاقات۔

۵۔ جناب قاضی رشید صاحب کے گھر حضور قبلہ فخر ملت کی آمد کے موقع پر محفل نعت اور حضور والا کا ایمان افروز خصوصی خطاب اور رات کے کھانے کا اہتمام۔

۶۔ جناب سید شجاعت علی کی رہائش گاہ بمقام ڈیفنس فیز ۴ میں حضور کی آمد اور محفل نعت کا اہتمام اور حضور والا کا مختصر ایمان افروز خطاب کثیر تعداد میں پیر بھائیوں اور پیر بہنوں کی شرکت۔

۷۔ محترم سید کاشف شاہ صاحب کے گھر ڈیفنس ویو میں صبح کے ناشتے پر حضور قبلہ فخر ملت کی آمد مختصر محفل پاک اور آپ کا مختصر خطاب دلنواز کثیر تعداد میں یاران طریقت کی شرکت۔

۸۔ قاری دلشاد اور قاری عمران صاحب کے گھر بمقام لانڈھی نمبر ۵ میں بعد نماز جمعہ آمد اور اسکے بعد حاجی نثار صاحب کے گھر پر دعوت عام بہت بڑی تعداد میں پیر بھائیوں کی شرکت اور کھانے کا اہتمام۔

۹۔ خواجہ مشتاق صاحب کی رہائش گاہ بمقام ناظم آباد میں حضور قبلہ فخر ملت کی آمد آخری دورے کے موقع پر رات کا قیام محفل پاک کا اہتمام اور حضرت کی خصوصی دعا۔

۱۰۔ اور اپنے دورے کے آخری دن جناب ناصر جمیل صاحب کی رہائش گاہ بمقام

ماڈل کالونی نزد ائیر پورٹ حضور قبلہ فخر ملت کی آمد اور کثیر تعداد میں پیر بھائیوں کی شرکت۔

۱۱۔ جناب باقر علی صدیقی صاحب کی رہائش گاہ بمقام یونیورسٹی روڈ پر صبح کے وقت حضور قبلہ فخر ملت کی آمد پیر بھائیوں کی کثیر تعداد اور حضور والا کی اصلاحی اُمور پر گفتگو سے مستفید کرنا۔

۱۲۔ جناب سید حسن عسکری صاحب کی رہائش گاہ بمقام ناظم آباد پر دوپہر کے وقت حضور قبلہ فخر ملت کی آمد پیر بھائیوں اور عقیدت مندوں کی بڑی تعداد میں شرکت۔ مختصر محفل میلاد اور حضور کا مختصر خطاب دلنواز کھانے کا اہتمام۔

مختلف ادوار میں کراچی میں منفرد کرامات کا ذکر

محترم سید کاشف شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ فخر ملت کے کراچی کے دورے کے آخری دن جب تمام تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں اور آپ وضو کے لئے تشریف لے گئے کہ اسی اثناء میں ایک نوجوان اندر داخل ہوا اور پیر صاحب کے بارے میں دریافت کیا لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا کہ کاشف بھائی سے بات کریں وہ نوجوان میرے پاس آیا اور کہا کہ میں حضرت صاحب سے اکیلے میں ملنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ ممکن اگر حضور سے کوئی بات کرنی ہے تو آپ قریب ہو کر اپنا مسئلہ بیان کریں یہ سن کر وہ خاموش ہا گیا اور عین اسی وقت حضور قبلہ فخر ملت کمرے میں تشریف لائے اور ہم سب کھڑے ہو گئے۔ اس نوجوان نے حضور قبلہ فخر ملت سے مصافحہ کیا اور ۱۰۰ روپے کا نوٹ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ نوٹ اس نوجوان کی جیب میں واپس ڈال دیا اور فرمایا۔

اللہ برکت فرمائے گا۔

پھر آپ سب سے مل کر ائیر پورٹ پر تشریف لے گئے آپ کے جانے کے بعد میں اس نوجوان سے پوچھا کہ کیا مسئلہ تھا۔ کہنے لگا میرے پاس کوئی ملازمت نہیں ہے اور گھر کے مالی حالات بہت خراب ہیں۔ اور میں یہی عرض کرنے حضور قبلہ فخر ملت کے پاس آیا تھا لیکن بات نہ ہو سکی۔ اس پر میں نے کہا کہ بھائی حضرت نے تمہارا مسئلہ حل کر دیا ہے کہنے لگا وہ کیسے میں نے کہا وہ نوٹ جو حضرت نے تمہیں دیا ہے اسے خرچ نہ کرنا بلکہ اپنے پاس تبرک کے طور پر رکھ لو اور انشاءاللہ تمہارا کام ہو جائے گا اور پھر اگلے سال جب حضور قبلہ فخر ملت تشریف

لائے تو وہ نوجوان خصوصی طور پر حضور قبلہ فخر ملت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اطمینان کی جھلک اس کے چہرے پر موجود تھی اور میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ حضرت کی دعا سے بہت اچھی نوکری مل گئی ہے اور اب گھر کے حالات بھی بہت اچھے ہو گئے ہیں۔ پھر حضور قبلہ فخر ملت اس نوجوان کے گھر بھی تشریف لے گئے۔

محترم سید کاشف شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرا تعلق بھی قبلہ والد صاحب کی طرح محکمہ تعلیم سے ہے ایک مرتبہ میرا تبادلہ میرے متعلقہ افسر نے دوسرے سکول میں کر دیا اور میں وہاں نہیں جانا چاہتا تھا۔ بار بار جانے اور مختلف لوگوں سے سفارش کروانے کے باوجود وہ میرا تبادلہ واپس کرنے پر تیار نہ تھا۔ میں اس سلسلے میں بہت پریشان تھا اسی پریشانی میں کئی دن گزر گئے مگر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک میرے ذہن میں خیال آیا کہ خواہ مخواہ دنیا والوں کے پیچھے بھاگ رہا ہوں۔ جنہیں اللہ پاک نے اس دنیا کی خلافت عطا فرمائی ہے اور بڑے بڑے لوگ جن کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں۔ اب تک ان سے رابطہ کیوں نہیں کیا حضرت کو فون کیا۔ حضور قبلہ فخر ملت کی آواز سنی تو جیسے دل کو سکون مل گیا۔ حضور والا نے احوال پوچھا تو میں نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ نے بغیر توقف کے فرمایا کہ فوراً مہر زمان کو فون کرو اور کہو کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ مسئلہ حل کریں۔ میں نے فوراً مہر زمان صاحب جو کہ محکمہ تعلیم میں ہیں ان کو فون کی اور من وعن وہ الفاظ جو حضور والا نے ادا کئے انہیں بتائے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا آپ اپنے افسر کا نام اور اسکے گاؤں کا نام مجھے بتا دیں۔ میں نے دوسرے دن یہ معلومات ان کو فراہم کر دیں اور تقریباً دو ہفتے کے اندر وہی افسر جو کسی سفارش کو نہیں مانتا تھا نے میرا تبادلہ واپس میرے پرانے سکول میں کر دیا۔ اور یہ فقط حضور قبلہ فخر ملت کی نظر کرم کا نتیجہ تھا اور مہر زمان صاحب بھی یہی کہتے تھے کہ کام تو حضرت نے کرنا ہے میں تو فقط ایک رابطہ ہوں۔

میرے حضرت مصدر حسنات ہیں
سچ ہے یہ وہ منبع برکات ہیں
تابع حالات ہے عالم تمام
آپ کے تابع مگر حالات ہیں

محترم سید کاشف علی بیان کرتے ہیں کہ حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ جب

کراچی سے واپس علی پور شریف کے لئے روانہ ہوتے اور آپ کی روانگی کا دن آ پہنچتا اور ہم لوگ یہ مشاہدہ کرتے کہ اس وقت آپ بہت رنجیدہ ہو جاتے اور ایک موقع پر آپ نے اپنی روانگی کے دن جدائی کے بے شمار اشعار پڑھے جن کو سن کر وہاں موجود تمام پیر بھائی روتے جاتے تھے اور حضرت والا کی آنکھوں میں بھی آنسو جاتے تھے۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ یہ سب روتے ہیں اور مجھے بھی رلاتے ہیں وہ تمام دورے جو حضور قبلہ فخر ملت نے اپنی حیات مبارکہ میں کراچی میں کئے ان کی مکمل تفصیلات کو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے کیونکہ آپ ایک ہمہ گیر شخصیت کے حامل تھے اور آپ کی ذات قدسی میں موجود اوصاف و کمالات کو بیان کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔ آپ کے خطبات جو آپ نے کراچی میں ارشاد فرمائے علم و حکمت و دانشمندی کا بے بہا خزانہ ہے کراچی میں حضور قبلہ فخر ملت نے بے شمار خوش نصیب حضرات کو خلافت و اجازت سے بھی نوازا جو کہ سلسلہ کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ مجھے تقریباً سولہ (۱۶) خلفائے فخر ملت کے نام کراچی سے موصول ہوئے اور چند خلفاء کے حالات زندگی کے بارے معلومات حاصل ہوئیں جو آپ آگے چل کر خلفائے فخر ملت کے باب میں مطالعہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کراچی میں حضور قبلہ فخر ملت کے فیوضات و برکات کو عام فرمائے آمین۔

مہیس فیصل آباد میں فخر ملت کا استقبال

حضور قبلہ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ ہر سال فیصل آباد کے گاؤں مہیس میں تشریف لے جاتے تھے جہاں آپ تین روز تک قیام فرماتے تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت کی آمد کے روز پورے گاؤں کو خوبصورتی سے سجایا جاتا تھا بڑے بڑے بینرز آویزاں کئے جاتے گاؤں کی تقریباً ساری آبادی حضور قبلہ امیر ملت محدث علی پوری اور حضور قبلہ فخر ملت کے غلاموں پر مشتمل ہے۔ یاران طریقت ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو جاتے اور گاؤں سے باہر تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر آ کر اپنے عظیم پیر طریقت اور ولی کامل کا استقبال کرتے جیسے ہی حضور والا کی گاڑی پہنچتی فلک شگاف نعروں کے ساتھ آپ کا استقبال ہوتا۔ آپ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی جاتیں حتیٰ کہ آپ کی گاڑی پھولوں سے بھر جاتی مجھے بھی ایک بار اس گاؤں مہیس جانے کا اتفاق ہوا میں لوگوں کی اپنے عظیم شیخ کے ساتھ وارفتگی و دیوانگی دیکھ کر حیران رہ

گیا۔ مہیس گاؤں کے لوگوں کی محبت وعقیدت دیدنی تھی ایسا نظارہ میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ مخلوق خدا اللہ کے کامل ولی پر نثار ہونے کے لئے بے تاب تھی۔ لوگوں کا جلوس پیدل حضور قبلہ فخر ملت کی گاڑی کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ نعروں کی گونج میں عظمتوں رفعتوں اور صداقتوں کے پیکر اس ولی نعمت کو گاؤں میں لایا گیا۔ غلامان فخر ملت جو نعرے لگا رہے تھے ملاحظہ ہوں۔

مدینے والا آیا علی پوروالا آیا

حضور فخر ملت گاؤں کی مسجد میں تشریف فرما ہوتے ثناء خوانی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی۔ علماء کرام خطاب فرماتے اور آخر پر حضور فخر ملت کا خطاب دلنشین ہوتا گاؤں میں اپنے قیام کے دوران حضور فخر ملت تمام یاران طریقت کے گھروں میں تشریف لے جاتے جن گھروں کی تعداد سینکڑوں میں ہوتی ہر کوئی اپنی بساط کے مطابق شہزادہ رسالت صاحب کا استقبال کرتا اور عقیدت ومحبت کے پھول آپ کے قدموں میں نچھاور کرتا۔

حضور فخر ملت کا دورہ چکوال

جانشین حضرت امیر ملت محدث علی پوری حضور قبلہ فخر ملت متعدد بار چکوال میں یاران طریقت کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ خلیفہ فخر ملت حاجی امیر خان جماعتی آپکے دورہ چکوال کیلئے خصوصی انتظامات کروانے میں پیش پیش ہوتے۔ مجھے ایک دفعہ حضور فخر ملت کا حکم ہوا کہ چکوال میں عظیم الشان عرس پاک کی مقدس محفل میں شرکت کرنی ہے۔ حضور والا مقررہ دن کو بھلوال تشریف لائے اور میں آپکے ہمراہ چکوال گیا۔ یاران طریقت چکوال نے بہت بڑی تعداد میں گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں پر سوار ہوکر انٹر چینج چکوال پر حضور فخر ملت کا استقبال کیا۔

اس دورہ میں قبلہ پیر سید اعجاز حسین شاہ مدظلہ العالی اور محترم حاجی محمود اختر جماعتی بھی ہمارے ہمراہ تھے۔ جلوس کی شکل میں حضور فخر ملت کو جامع مسجد شاہ جماعت اور مدرسہ میں لایا گیا اور آپ کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ ہزاروں لوگوں نے جلسہ میں شرکت کی چونکہ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ حضور فخر ملت نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور لاتعداد مخلوق خدا نے آپ کی امامت میں نماز جمعہ ادا کی۔ نماز جمعہ کے بعد سالانہ عرس حضرت پیر سید جماعت علی شاہ کا انعقاد ہوا۔ شام ہونے تک عرس کی تقریب جاری رہی اس موقع پر حضور فخر ملت نے درجنوں لوگوں کو بیعت کیا اور سلسلہ میں داخل کیا۔ مغرب کی نماز کے بعد کھانے کا انتظام تھا۔ پھر قافلے کی شکل

میں حضور فخر ملت کو الوداع کہنے کیلئے یاران طریقت چکوال آپکے ہمراہ موٹروے تک آئے۔

میر پور میں خطاب

حضور قبلہ فخر ملت کئی بار میر پور آزاد کشمیر تشریف لے گئے۔ میر پور میں آپ حاجی سلیم صاحب کی رہائش گاہ پر قیام فرمایا کرتے تھے۔ حاجی سلیم صاحب کو حضور قبلہ فخر ملت نے خلافت سے بھی نوازا تھا۔ آپ جب بھی میر پور آزاد کشمیر کا دورہ فرماتے حاجی سلیم صاحب آپ کا پر تپاک استقبال کرتے اور آپ کے آرام و آسائش کا بھر پور خیال رکھتے۔ میر پور کے علاقہ سیکٹر ای تھری تھوتھال میں حضور قبلہ امیر ملت محدث علی پوری کے عاشق و خلیفہ حضرت مولوی محمد عالم مدفون ہیں۔ جن کے صاحبزادگان ڈاکٹر شریف احمد پی ایچ ڈی انجمن خدام الصوفیہ کے سیکرٹری کے طور پر کافی عرصہ فرائض انجام دیتے رہے ہیں اور پروفیسر حبیب احمد آزاد کشمیر یونیورسٹی۔ ڈاکٹر احمد اور صاحبزادہ یوسف احمد جون کے مہینہ میں سالانہ عرس مبارک مولوی محمد عالم منعقد کرتے ہیں حضور قبلہ فخر ملت کئی دفعہ اس محفل پاک کی صدارت کے لئے تشریف فرما ہوئے اور حاضرین کو اپنے ایمان افروز خطاب سے نوازا صاحبزادگان مولوی محمد عالم صاحب نے اس علاقہ میں بہت بڑا مدرسہ اور مسجد نور بنائی ہے جہاں پر عظیم الشان جلسہ کا اہتمام کیا جاتا جسمیں حضور قبلہ فخر ملت خصوصی طور پر شرکت کرتے۔ دور نزدیک کے علاقوں سے یاران طریقت کی ایک بڑی تعداد آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتی اور اس قاسم عطایا سے نور کی خیرات سے جھولیاں بھر کے جاتے۔

جہلم میں تبلیغ اسلام

عالم اسلام کے عظیم سکالر حضور قبلہ فخر ملت ہر سال جہلم میں تبلیغ اسلام کیلئے دورہ فرماتے اور اہل علاقہ کو انوار و تجلیات الٰہی سے فیوضات تقسیم فرماتے اس علاقہ کی ایک بڑی آبادی آپ کے مریدین پر مشتمل ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ جی ٹی روڈ پر آپ کا استقبال کرتے پھر آپ مختلف جگہوں پر تشریف لے جاتے۔

نکودر میں سالانہ جلسہ میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور قبلہ فخر ملت ہر سال دسمبر کے آخری دنوں میں نکودر جہلم تشریف لے جاتے۔ حضور قبلہ فخر ملت جہلم کے لوگوں سے بڑی محبت و شفقت کا اظہار فرماتے تھے۔ اپنے دیدار کے

طالب دیوانوں کو اپنے دیدار فرحت آثار سے نوازتے سال میں کئی بار اس علاقے میں آیا کرتے تھے۔ نکودر وہ خوش نصیب علاقہ جہاں دسمبر کا آخری جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ نکودر میں صاحبزادہ سید ذاکر حسین جماعتی کے والد محترم پیر سید خادم حسین شاہ صاحب کا سالانہ عرس مبارک منعقد ہوتا ہے۔ جس میں آپ تین تین گھنٹے خطاب دلنواز فرماتے تھے۔ اور یاران طریقت کے قلوب کو عشق سرور دو عالم ﷺ سے منور کر دیتے تھے۔ آپ کی تقریر کی ایک خاصیت تھی کہ جو بھی سنتا تھا دم بخود رہ جاتا تھا۔ جب تقریر کرتے تو آخر میں فرماتے کہ اگلے سال تقریر یہاں سے ہی شروع کرونگا۔ پورا سال گزرنے کے بعد لوگوں کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوتا کہ پچھلے سال تقریر کہاں ختم ہوئی تھی۔ لیکن حضور قبلہ فخر ملت جب اگلے سال تقریر شروع کرتے تو وہیں سے آغاز ہوتا۔ جب بھی آپ نکودر تشریف لاتے آپ کا فقید المثال استقبال کیا جاتا۔ گلیوں اور مسجدوں کو جھنڈیوں سے سجایا جاتا تھا۔ آپ کی گاڑی پر پھولوں کی بارش کی جاتی تھی۔ مسجد میں تازہ پھولوں کا سٹیج بنایا جاتا تھا۔ لوگوں کا رش اور ہجوم اس قدر ہوتا کہ دو گھنٹے صرف ملاقات کے لئے لگ جاتے اور حضور قبلہ فخر ملت تھکاوٹ کے باوجود مسکراتے جاتے ملاقات کرتے جاتے۔ اور کسی کا دل نہ دکھاتے تھے۔ لوگ جوق در جوق بیعت ہوا کرتے تھے۔ اس کے بعد حضور مہمانوں کا کھانا لگواتے اور خود کھانا بعد میں کھاتے تھے۔

رواتڑہ شریف میں حضور قبلہ فخر ملت کی آمد

رواتڑہ شریف تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم میں واقع ہے۔ اس علاقے کے روح رواں پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب سجادہ نشین رواتڑہ شریف ہیں جو کہ بڑے عالی ظرف اور ملنسار طبیعت کے مالک ہیں وہ ہر سال حضور قبلہ فخر ملت کو رواتڑہ تشریف لانے کی دعوت دیتے تو حضور کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پہاڑی علاقہ رواتڑہ میں تشریف فرما ہوتے۔ جنہوں نے علاقے بھر میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو سلسلہ عالیہ میں داخل کیا۔ رواتڑہ شریف میں ہر سال سالانہ عرس مبارک کی صدارت حضور قبلہ فخر ملت فرمایا کرتے تھے اور خطاب فرماتے تھے۔ جب آپ عرس مبارک کی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لاتے تو لوگ سینکڑوں کی تعداد میں آپ کا استقبال کرتے۔ پھولوں کا ہار اور پتیاں لے کر کھڑے ہوتے تھے اور آپ کا

شاندار استقبال کیا جاتا۔ آپ کا ایمان افروز خطاب سننے کے لئے دور دراز کے علاقوں سے آتے اور آپ کا خطاب سنتے تھے۔

ڈھوک ساہی میں سالانہ عرس پاک کی تقریب میں شرکت

ہر سال مارچ کے مہینہ میں ڈھوک ساہی میں سالانہ عرس مبارک حضور قبلہ امیر ملت محدث علی پوری کا انعقاد کیا جاتا۔ حضور قبلہ فخر ملت کے خلیفہ جناب محترم سید زاہد حسین جماعتی صاحب بڑے عقیدت و محبت اور پیار کے ساتھ حضور قبلہ فخر ملت کو اس عظیم الشان عرس پاک کی محفل میں شرکت کی دعوت دیتے اور آپ کا شاندار استقبال کرتے۔ کھلے میدان میں جلسے کا انتظام کیا جاتا۔ جہاں جہلم بھر سے یاران طریقت شرکت کیلئے آتے اور حضور قبلہ فخر ملت کی تشریف آوری سے پہلے ہی جلسہ گاہ لوگوں سے بھر جاتی۔ مجھے بھی ایک بار اس نورانی و روحانی محفل میں شریک ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ قبلہ زاہد حسین شاہ صاحب بڑے درویش صفت انسان ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت سے دیوانگی کی حد تک محبت کرتے ہیں۔ شاہ صاحب کا دل ہر وقت اپنے شیخ کی محبت میں دھڑکتا ہے۔ جب بھی آپ سے ملاقات ہوتی ہے۔ حضور قبلہ فخر ملت کے عشق و محبت میں گرفتار دکھائی دیتے ہیں۔ ڈھوک ساہی میں جب حضور کا خطاب شروع ہوتا تو لوگ فلک شگاف نعروں کی گونج میں آپ کو داد و تحسین دیتے اور پھر ہمہ تن گوش آپ کا خطاب دلنواز سنتے۔ حضرت اپنی زبان اقدس سے ہجوم عاشقاں کو معارف قرآن و احادیث مبارکہ سناتے۔ جلسہ کے اختتام پر ختم شریف اور درود و سلام بحضور آقائے نامدار تاجدار مدینہ سیدنا محمد ﷺ پیش کیا جاتا۔ کھانے کا انتظام ہوتا اور یاران طریقت اپنے شیخ کی عظمتوں و صداقتوں کے گن گاتے ہوئے واپس اپنے گھروں کو لوٹتے۔

موہال گاؤں دینہ میں حضور فخر ملت کی تشریف آوری

خلیفہ فخر ملت حافظ محمد فاروق جماعتی کا تعلق موہال گاؤں سے ہے۔ حضور قبلہ فخر ملت بچپن میں اس گاؤں میں تشریف لایا کرتے تھے۔ پورا گاؤں حضور قبلہ امیر ملت محدث علی پوری کے غلاموں پر مشتمل ہے۔ حضور قبلہ فخر ملت اپنے سجادہ نشینی کے دور میں کئی کئی دن اس گاؤں میں قیام فرماتے تھے۔ حافظ محمد فاروق صاحب کو حضور قبلہ فخر ملت نے ۳۰ راگست ۲۰۰۱ء کو علی پور شریف حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر خلافت و

اجازت سے نوازا۔ آپ پیر خانے کی خدمت بخوبی انجام دے رہے ہیں۔

وزیر آباد میں سالانہ پروگرام

وزیر آباد کے علاقہ گھنٹی آرائیاں میں اور وزیر آباد کے گرد نواح میں حضرت فخر ملت کے چاہنے والوں کی ایک بڑی تعداد آباد ہے۔ خلیفہ حضور قبلہ فخر ملت محترم قاری محمد حنیف جماعتی اور آپکے صاحبزادہ محترم علامہ محمد زبیر جماعتی فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف ہر سال حضور فخر ملت کو وزیر آباد آنے کی دعوت دیتے۔ آپ کمال فیاضی اور فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔ ان حضرات کی دعوت قبول فرماتے اور ہر سال جمعۃ المبارک پڑھانے کے لئے وزیر آباد تشریف لاتے۔ دور نزدیک سے ہزاروں کی تعداد میں یاران طریقت صبح ہی سے آپ کے استقبال کیلئے جمع ہونا شروع ہو جاتے۔

مجھے بھی ایک بار اس عظیم الشان پروگرام میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ جیسے ہی حضور فخر ملت وزیر آباد کے علاقہ گھنٹی آرائیاں میں پہنچتے لوگ فلک شگاف نعرے بلند کرتے ہوئے اور آپ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرتے ہوئے دیوانہ وار آپ کی قدم بوسی کرتے۔ مرکزی جامع مسجد میں خطبہ جمعہ کیلئے اجتماع ہوتا۔ بڑے اچھے انتظامات کئے جاتے۔ ساری محفل کے انعقاد میں خلیفہ فخر ملت محترم قاری محمد حنیف جماعتی اور ان کے صاحبزادگان خصوصی دلچسپی لیتے۔ حضور فخر ملت کی آمد کے ساتھ ہی جلسہ گاہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہتی۔ تلاوت کلام پاک سے جلسہ کی کارروائی شروع ہوتی۔ ثناخوان مصطفیٰ بارگاہ رسالت ﷺ میں گلہائے عقیدت ومحبت پڑھتے اور پھر آخر میں حضور فخر ملت کو دعوت خطاب دی جاتی۔ حضرت کئی کئی گھنٹے علم وفراست سے بھرپور علمی گفتگو فرماتے اور لوگوں کے ایمان کو تازہ کرتے۔ اس کے بعد آپ قاری صاحب کے آستانے پر تشریف لے جاتے اور کھانا تناول فرماتے۔

گجرات میں فخر ملت کی آمد

لالہ موسیٰ اور گجرات کے مختلف علاقوں میں حضور فخر ملت کے مریدین اور متوسلین کی بڑی تعداد ہے۔ آپ یاران طریقت کی دعوت پر متعدد بار ان علاقوں میں تشریف فرما ہوئے اور کئی مواقع پر آپ نے حاضرین سے ایمان افروز خطابات فرمائے۔ ایک دفعہ حضور فخر ملت گجرات میں نعیم اکبر جماعتی صاحب کے گھر اچانک بغیر کسی پروگرام کے تشریف لے گئے تو

سارے علاقہ میں آپ کی آمد کی خبر آناً فاناً پھیل گئی۔ مریدین و متوسلین کی بڑی تعداد اپنے عظیم شیخ طریقت کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے جمع ہو گئی۔ عجیب دیدنی منظر تھا لوگوں کا ہجوم نعروں کی گونج میں آپ کی قدم بوسی کرنے کیلئے بے تاب دکھائی دیتا تھا۔ گجرات میں حضور فخر ملت نے متعدد بار علاقوں میں خطابات بھی فرمائے لیکن طوالت کے پیش نظر ہر پروگرام کی تفصیلات تحریر کرنا ممکن نہیں۔

سیالکوٹ میں آمد

سیالکوٹ میں حضور قبلہ فخر ملت سال میں کئی بار تشریف لاتے تھے اور لوگوں کو اپنے مواعظہ حسنہ سے مستفید کرتے تھے۔ سیالکوٹ میں آپ نے کئی بار عظیم الشان جلسوں اور محافل میلاد سے خطاب بھی فرمایا۔

جب بھی حضور فخر ملت سیالکوٹ تشریف لاتے تو محترم عرفان احمد جماعتی کے مکان پر قیام فرماتے۔ عرفان صاحب نے اپنی کوٹھی میں ایک علیحدہ کمرہ حضور فخر ملت کے قیام کیلئے خاص طور پر بنوایا ہے جہاں آپ قیام پذیر ہوتے۔ محترم ڈاکٹر تنویر الاسلام سابق صوبائی وزیر بھی حضور فخر ملت کے معتقدین میں شامل ہیں جب بھی آپ سیالکوٹ تشریف لاتے ڈاکٹر صاحب آپ کی خدمت عالیہ میں حاضری دیتے اور آپ کے فیوضات سے مستفید ہوتے۔

سیالکوٹ میں حضور قبلہ عالم محدث علی پوری کے غلاموں کی ایک بڑی تعداد رہتی ہے ۔ حضرت کے چاہنے والے آپ کی خوشبو پر لپکتے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں کا مجمع ہو جاتا۔ حضور فخر ملت نے متعدد بار سیالکوٹ میں تاریخی جلسوں کی صدارت کی اور لوگوں کو اپنے ایمان افروز مواعظہ حسنہ سے نوازا۔

گوجرانوالہ میں حضور کے تبلیغی و اصلاحی دورہ جات

حضور قبلہ فخر ملت ہر سال تبلیغ وارشاد کیلئے گوجرانولہ شہر میں تشریف لے جاتے تھے۔ اس شہر میں آپ کے مریدین و متوسلین کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ آپ کے معتقدین نے کئی مدرسے قائم کر رکھے ہیں۔ جہاں ہزاروں بچے حفظ قرآن کرتے ہیں۔ حضور فخر ملت نے کئی مواقع پر مختلف کانفرنسز اور محافل میلاد میں شرکت کی۔ جب بھی آپ اس شہر میں تشریف لاتے تو اہل علاقہ آپ کا فقید المثال استقبال کرتے۔ آپ نے کئی ایمان افروز خطابات فرمائے

۔کئی تقریبات میں مدرسوں کے سالانہ جلسوں کے مواقع پر حفاظ کرام کی دستار بندی فرمائی اور اپنے فیوضات و برکات سے اہل علاقہ کو مستفید کیا۔ گوجرانوالہ میں قاری احمد رضا جماعتی جو کہ بڑے خوش الحان ثناء خوان مصطفےٰ ہیں۔ حضرت فخر ملت کے معتقد ہیں۔ حضور فخر ملت" قاری صاحب سے خصوصی شفقت و مہربانی کا سلوک فرمایا کرتے تھے اور اپنے اکثر جلسوں میں قاری صاحب کو اپنے ہمراہ لے کر جایا کرتے تھے۔ راہوالی میں حاجی محمد صدیق جماعتی صاحب اور ڈاکٹر محمد عرفان گورائیہ صاحب کی دعوت و عرض نامے پر آپ جلوہ افروز ہوتے اور اپنے واعظ حسنہ سے نوازتے۔

چتوکی میں استقبال

عالم اسلام کے عظیم سکالر ولی کامل شہزادہ رسول عربی ﷺ جگر گوشہ حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی ہر سال چتوکی میں تشریف لے جاتے تھے جہاں پر خلیفہ فخر ملت محترم حاجی عبدالغفور جماعتی اور خلیفہ فخر ملت محترم حاجی محمد اکرم جماعتی کے گھروں میں قیام فرماتے تھے۔ آپ جب بھی چتوکی میں تشریف لائے یاران طریقت والہانہ انداز میں آپ کا استقبال کرتے اور آپ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرتے۔ حضور والا کئی دن تک چتوکی میں قیام فرماتے اور یاران طریقت کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور ان کو فیوضات و برکات سے مستفید کرتے۔ چتوکی اور گردونواح کے علاقوں سے یاران طریقت کی ایک بڑی تعداد آپ کی قدم بوسی کیلئے جمع ہو جاتی اور آپ کی زیارت سے مستفید ہوتی۔

حضرت فخر ملت کا انداز ہی نرالا تھا۔ آپ کے چہرہ اقدس سے جمال مصطفےٰ کی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ آپ نور مصطفےٰ کی جھلک دکھائی دیتے تھے۔ آپ نور مصطفےٰ سے مزین تھے جدھر بھی نگاہ کرم فرماتے تھے۔ دلوں کی کیفیت تبدیل ہو جاتی تھی۔ آپ کی نگاہ ولایت میں بڑی تاثیر تھی۔ گفتگو بھی جادو اثر تھی۔ جو بھی آپ کی صحبت بابرکت میں چند لمحوں کیلئے بیٹھ جاتا تھا۔ اپنے آپ کو دنیا کا خوش قسمت ترین انسان سمجھتا تھا۔ آپ کی زیارت دراصل زیارت مصطفےٰ تھی۔ آپ کی نگاہ نگاہ مصطفےٰ تھی۔ آپ کا قرب مصطفےٰ ﷺ تھا۔ اس لئے کہ آپ کا خون خون مصطفےٰ ﷺ تھا۔ حاجی عبدالغفور جماعتی چتوکی میں آپ کے خلیفہ ہیں جو کہ خوش الحان ثناخوان مصطفےٰ ﷺ بھی ہیں۔ انہوں نے عرس مبارک کے موقع پر بیان فرمایا کہ مجھے میرے

شیخ طریقت کی برکت اور نسبت سے یہ اعزاز حاصل ہوا کہ خواب میں آقا نامدار تاجدار مدینہ حضور سرور کائنات کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضور فخر ملت چتوکی میں ایک عظیم الشان جلسے سے بھی خطاب فرماتے۔ ہزاروں کا مجمع جامع مسجد چتوکی میں ہوتا۔ انوار و تجلیات کی بارش ہوتی اور آپ فیضان سرور دو عالم کی خیرات حاضرین میں تقسیم فرماتے

فخر ملت کی پھول نگر میں تشریف آوری

حضور قبلہ فخر ملت ہر سال لبے جاگیر گاؤں پھول نگر میں تشریف لاتے تھے۔ جہاں یاران طریقت کی ایک بہت بڑی تعداد میں اپنے شیخ طریقت اور ولی نعمت کا فقید المثال استقبال کرتے۔ آپ جامع مسجد شاہ جماعت لبے جاگیر میں ہر سال سالانہ محفل میلاد و عرس پاک کی محفل سے خطاب فرماتے۔ خلیفہ فخر ملت حافظ محمد رمضان جماعتی حضور قبلہ فخر ملت کے استقبال اور جلسے کے انتظامات کرواتے۔ علاقے کے لوگوں کی بڑی تعداد آپ کا استقبال کرتی اور ہزاروں کا مجمع آپ کا خطاب دلنواز سننے کیلئے جمع ہو جاتا۔ ایک دفعہ لبے جاگیر کی مسجد شاہ جماعت کی توسیع کا آپ نے حکم فرمایا۔ یاران طریقت نے مسجد کو وسیع کر کے تعمیر کروایا لیکن جب اگلے سال حضور فخر ملت جلسے سے میں جلوہ افروز ہوئے تو شرکائے جلسہ کی تعداد کئی گنا زیادہ تھی۔ لوگ گلیوں، مکانوں کی چھتوں پر آپ کا ایمان افروز خطبہ سماعت کر رہے تھے۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا حافظ جی مسجد کو چاہے جتنا بڑا کر لو لوگوں کی تعداد پھر زیادہ ہو گی۔ یہ حضرت کی کرامت تھی کہ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے تھے لوگ جوق در جوق آپ کے حاضر خدمت ہوتے تھے۔

فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا دورہ ملتان

حضور قبلہ فخر ملت علیہ الرحمہ ہر سال دورہ ملتان فرماتے تھے۔ جہاں پر قبلہ عالم حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے محبوب خلیفہ ولئی کامل حضرت سیدنا چادر والی سرکار کے آستانہ پر آپ کا پرتپاک استقبال ہوتا۔ سجادہ نشین چادر والی سرکار ملتان شریف حضرت پیر سید ولی شاہ صاحب جماعتی، صاحبزادہ پیر سید علی حسین شاہ جماعتی و حضرت پیر سید نور حسین شاہ جماعتی یہ حضرات حضور قبلہ فخر ملت کے خلیفہ ہیں۔ بڑے محبت و عقیدت کے ساتھ اس عظیم شہزادہ رسالت مآب کا استقبال کرتے۔ اس موقع پر حضور قبلہ فخر ملت کا خطاب دلنشین بھی ہوتا

حضور والا کی ایمان افروز اور حکمت و دانش سے بھرپور گفتگو سن کر حاضرین مجلس پر وجد طاری ہو جاتا۔ یہ حضرت فخر ملت کی طلسماتی شخصیت تھی کہ ہر کوئی آپ کا دیوانہ نظر آتا۔

سابق ایڈووکیٹ جنرل پاکستان جناب محترم سید ریاض الحسن گیلانی پی ایچ ڈی نے کیا خوبصورت بات بیان کی ہے۔ علی پور شریف پاکستان میں سب سے بڑا روحانی آستانہ ہے اور حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ تمام روحانی پیشواؤں سے بڑے پیر اور ولیٔ کامل ہیں۔

ملتان شریف میں ۱۲ ربیع الاول کو میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر عظیم الشان تقریب ہر سال منعقد کی جاتی ہے۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی حضور قبلہ فخر ملت ہوتے تھے۔ آستانہ عالیہ چادر والی سرکار پر ہر سال حضور سرور کائنات کی پیدائش کی خوشی میں ہزاروں پاؤنڈ کا کیک کاٹا جاتا اور حضور فخر ملت اس موقع پر خطاب بھی فرماتے۔ اس دفعہ ۲۰۱۲ء میں ۱۲ ربیع الاول کے موقع پر آستانہ چادر والی سرکار پر ۵۰۰۰ پاؤنڈ کا کیک میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر کاٹا گیا۔ اس روحانی تقریب سعید کے مہمان خصوصی مرکزی سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف جانشین حضرت امیر ملت و فخر ملت حضور قبلہ ظفر الملت تو قیر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی تھے۔ جیو چینل نے اپنے خبرنامہ میں اس تقریب کی خصوصی طور پر کوریج پیش کی۔

کہروڑ پکا میں فخر ملت کا استقبال

قلب زمرد کی ملتی ہے آرزو
ذکر نبی ہو ہر گھڑی فریاد ہے
مرشد کو جو پیار ہے جیون کا سنگھا رہے
ہر دولت قربان ہے جاں میری نثار ہے
مرشد میرا سب سے نرالا
ان پہ فدا میرا تن من سارا
مسجدیں روشن ہیں جن سے وہ قافلہ سالار ہے
ٹھنڈی آنکھیں ہوتی ہیں زمرد ان کی دید سے
چاند سا مکھڑا ہے جن کا وہ میری سرکار ہے

حضور قبلہ فخر ملت (سجادہ نشین دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ چراغیہ کبروڑ پکا پیر سید زمرد حسین شاہ صاحب جو کہ حضرت فخر ملت کے خلیفہ بھی ہیں) کی دعوت پر ہر سال کبروڑ پکا میں سالانہ عرس مبارکہ چراغ الاولیاء قبلہ پیر سید چراغ النبی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریب سعید کی صدارت فرمایا کرتے تھے اور اپنے دلنشین خطبہ صدارت سے مخلوق خدا کو مستفید فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا استقبال کرنے کیلئے ہزاروں لوگ موجود ہوتے تھے اور آپ کی آمد پر فلک شگاف نعرے لگا کر آپ کو خراج عقیدت پیش کیا جاتا۔

خلیفہ فخر ملت حضرت پیر سید زمرد حسین شاہ صاحب سالانہ عرس پاک کے جملہ انتظامات بڑے پیار و محبت کے ساتھ کرواتے اور حضرت فخر ملت کا شاندار استقبال کرتے۔ حضرت فخر ملت کو خطاب کی دعوت دی جاتی اور جلسہ گاہ لوگوں سے بھر جاتی۔ حضور والا کئی کئی گھنٹے خطاب دلنواز فرماتے۔ حضور فخر ملت اپنے جدِ امجد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان اتنے دلکش پیرائے میں فرماتے کہ حاضرین مجلس کی ذہنی اور دلی کیفیات تبدیل ہو جاتیں اور وہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر دکھائی دینے لگتے۔ کبروڑ پکا بھی وہ خوش نصیب سرزمین ہے جس کو حضور فخر ملت نے اپنے فیوضات سے نوازا۔

مدینہ منورہ میں حاضری

آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب شہزادہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم جگر گوشہ حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بے شمار مرتبہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں زیارت روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تشریف لے گئے۔ آپ نے کئی حج بھی کیے۔ جب بھی آپ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ تشریف لے جاتے اپنے کئی خادموں کو بھی اپنے ہمراہ اپنے ذاتی خرچ پر لے جاتے۔ یہ حضور فخر ملت کی ہستی مبارکہ کی خاصیت ہے کہ آپ نے سینکڑوں ہزاروں لوگوں کو اپنے ذاتی خرچ پر زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت عطا فرمائی۔ آپ کی مثال کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ بے مثل و بے مثال ذات اقدس کے مالک تھے۔ آپ رحمت کا خزانہ تھے جس سے خلعت عطاء ہوتی تھی۔ آپ کی روح بدر کامل کی طرح تھی جس سے اندھیرے مٹ جاتے تھے۔

آپ کا جسم اطہر نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روشن و منور تھا جب حضور فخر ملت مدینہ منورہ

پہنچتے تو آپ کی عاجزی و انکساری کی انتہا ہوتی۔ آپ محبت و عقیدت رسول اکرم ﷺ کا پیکر دکھائی دیتے۔ مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوتے اور حضور سرور کائنات تاجدار مدینہ سیدنا محمد ﷺ کے مزار پر انور پر پہنچ کر سلام عشق و محبت پیش کرتے اور عرض گزار ہوتے حضور ﷺ آپ کا نام لیوا آپ ﷺ کا ادنیٰ غلام حاضر ہے جو گلی گلی کوچہ کوچہ آپ ﷺ کے ذکر و فکر سے مخلوق خدا کے دل و دماغ کو آپ ﷺ کی خوشبوؤں سے عطر بیز کرتا ہے۔ جو پیغام الٰہی اور پیغام مصطفےٰ ﷺ دنیا کے کونے کونے میں پھیلاتا ہے۔ آپ ﷺ کی بارگاہ عظمت و جلالت میں حاضر ہے اور نگاہ کرم کی بھیک مانگتا ہے۔

جانشین حضرت امیر ملت حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کئی مرتبہ رمضان شریف میں بھی مدینہ منورہ تشریف لے گئے جب بھی آپ مدینہ منورہ تشریف لے جاتے۔ جماعت منزل مدینہ منورہ میں قیام فرماتے۔ مسجد نبوی شریف میں افطاری کے وقت اپنا دستر خوان بچھاتے اور سینکڑوں لوگوں کیلئے افطاری کا انتظام کرواتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مدینہ شریف میں خرچ کرنے پر دوسری جگہوں کی نسبت لاکھوں گنا زیادہ ثواب ملتا ہے اور روزہ بھی اپنے خرچ پر افطار کرنا چاہیے اور اگر استطاعت ہو تو مخلوق خدا پر زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا چاہیے۔ کیونکہ مسجد نبوی شریف وہ مقدس جگہ ہے جو ساری دنیا سے افضل و اعلیٰ اور برکت والی جگہ ہے۔

حضور فخر ملت نور اللہ مرقدہ کی ہستی مبارکہ کا یہ اعجاز و کمال ہے کہ آپ نے سینکڑوں لوگوں کو خواب میں آقائے نامدار حضور سرور کائنات ﷺ کی زیارت کروائی اور ہزاروں لوگوں کو خواب میں مسجد نبوی شریف کے اندر ملاقات کا شرف عطا کیا۔ حصول برکت کیلئے یہاں پر دو واقعات پیش کرتا ہوں۔

۱۔ مہر محمد عثمان جماعتی (بھلوال) نے مجھے بتایا کہ اس کو خواب میں حضور قبلہ فخر ملت کی زیارت ہوئی اس وقت آپ مسجد نبوی شریف میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ عثمان مسجد شریف میں دستر خوان بچھاؤ۔ پھر آپ نے کھانا لگانے کا حکم دیا۔ میں نے دستر خوان لگایا بے شمار مخلوق خدا حضور فخر ملت کی مہمان بنی لوگوں نے کھانا تناول کر لیا تو مجھے حکم ہوا کہ اب خود بھی کھانا کھالو جب میں کھانے سے فارغ ہوا تو حضور والا نے مجھے فرمایا کہ عثمان جاؤ جا کر روضہ رسول عربی ﷺ کی زیارت کر کے آؤ۔ میں مسجد نبوی شریف کے صحن کی طرف گیا اور گنبد خضریٰ کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور فخر

ملت کے شہزادگان کو شاد و آباد رکھے۔ آمین

۲۔ حافظ غلام مصطفےٰ حال مقیم لندن برطانیہ نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ میرے شیخ کامل، پیرو مرشد مجھ سے بہت زیادہ خوش تھے ایک رات میں سویا۔ میری قسمت جاگی مجھے حضور فخر ملت کی زیارت ہوئی۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا۔ حافظ جی میرے ساتھ چلو میں آپ کے پیچھے چلتا گیا۔ قبلہ فخر ملت میرے آگے آگے چل رہے ہیں۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے جا رہا ہوں۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہم مدینہ منورہ میں پہنچ گئے۔ مسجد نبوی شریف ہے حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی آگے تشریف فرما ہیں۔ میں آپ کے پیچھے بیٹھ گیا ہوں۔ قبلہ پیر صاحب نے مجھے ہاتھ لگایا فرمایا آگے آؤ۔ میں آگے بڑھا تو آقائے نامدار حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ سامنے کھڑے تھے۔ میں نے حضور ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا میں نے عرض کی یہ سب کرم سلسلہ کیساتھ اور میرے شیخ کامل پیرو مرشد فخر ملت کے ساتھ نسبت کی وجہ سے ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس سلسلہ میں نماز بھی شامل ہے پھر اس کے بعد میں بیدار ہو گیا

جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی ہے فدا بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

فخر ملت کا دورہ یورپ و برطانیہ

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ واشاعت و ترویج اسلام کے سلسلہ میں بے شمار مرتبہ برطانیہ و یورپ تشریف لے گئے۔ ۱۹۸۵ء میں حضور فخر ملت لندن تشریف فرما ہوئے تو ڈاکٹر خالد حسن کے ہاں ٹھہرے۔ ڈاکٹر صاحب جو حضور امیر ملت محدث علی پوری کے مرید تھے۔ انہوں نے پی ایچ ڈی کی ہوئی تھی۔ بڑے متقی و پرہیز گار مومن انسان تھے۔ انہوں نے اپنی ایک لائبریری بنائی تھی۔ جس میں کئی ہزار اسلامی کتابیں تھیں۔ حضور فخر ملت جب بھی لندن تشریف لے جاتے تو ڈاکٹر صاحب کی لائبریری سے کتابوں کا مطالعہ کرتے۔ حافظ غلام مصطفےٰ حال مقیم لندن جو کہ حضور فخر ملت کے خادم خاص ہیں نے بتایا کہ ایک مرتبہ حضور فخر ملت نے مجھے اور ڈاکٹر صاحب کو حکم دیا تم فیملی سمیت پہلے عمرہ کرو۔ ہم آپ کے حکم کے مطابق حرم شریف پہنچے۔ بعد میں آپ کے ہمراہ مدینہ منورہ گئے پھر ہم کراچی آگئے ڈاکٹر صاحب اور میں نے اکٹھے کراچی سے لاہور آنا تھا۔ جہاز میں ہماری ایک ساتھ سیٹ تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا کہ جناب آپ کچھ دیر کیلئے خاموش رہیں۔ میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے

۲۰ منٹ کے اندر حضور فخر ملت ﷫ کی شان میں ایک منقبت لکھی جس کا عنوان تھا ''علی پور کو چل''، جس کے تقریباً ۱۳۵ اشعار ہیں۔

اٹھا اپنا کمبل علی پور کو چل
پڑے گی وہیں کل علی پور کو چل
نہ کر آج اور کل علی پور کو چل

ڈاکٹر صاحب نے یہ منقبت بورڈنگ کارڈ پر لکھ کر مجھے دی اور کہنے لگے حضور فخر ملت کی خدمت میں پیش کر دیں۔ میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ پیر صاحب نے منقبت پڑھ کر فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب نے بہت اچھا لکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضور امیر ملت کی شان میں اور بھی کئی منقبتیں لکھی ہیں۔

قبلہ پیر صاحب نے آپ کا ایک شعر دربار شریف کے اندر اوپر والی پٹی میں جہاں اشعار لکھے ہوئے ہیں وہاں لکھوایا ہے جو کہ یہ ہے

ہے ذات پاک تیری پر توانا قاسم
تیرے فقیر کو پھر فکر بیش و کم کیا ہے

پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی مدظلہ العالی کی شادی کا سہرا بھی ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے۔ قبلہ پیر صاحب نے جو کوٹھی پیر سید ظفر حسین شاہ جماعتی کیلئے بنوائی ہے اس پر جو شعر لکھا ہے وہ بھی ڈاکٹر خالد حسن قادری کا ہے۔ ڈاکٹر صاحب تاریخی قطعہ لکھنے کے بھی ماہر تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت شروع شروع میں جب لندن تشریف لے جاتے تھے تو ڈاکٹر صاحب کی رہائش گاہ پر قیام فرماتے تھے۔ حضور فخر ملت دورہ یورپ کے دوران بھی نماز باجماعت اداء کرتے تھے۔ آپ خود بھی نماز کی پابندی کرتے تھے اور تمام لوگ جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ تھکاوٹ کے باوجود جب آپ آرام کرتے اگر ایک گھنٹہ بھی آرام فرماتے تو نماز کا وقت ہو جاتا۔ آپ خود بھی نماز کیلئے اٹھ جاتے اور باقی لوگوں کو بھی اٹھا دیتے۔ حافظ غلام مصطفےٰ بیان کرتے ہیں کہ حضور فخر ملت جب بھی دورہ برطانیہ کیلئے لندن تشریف لاتے تو میرے گھر پر قیام فرماتے۔ حافظ جی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ لندن تشریف لائے تو مجھے فون کے ذریعہ بتایا کہ میں کس تاریخ کو لندن آؤں گا۔ مقررہ دن کو میں لندن کے ہیتھرو ائیر پورٹ جو کہ میرے گھر سے تقریباً ڈیڑھ سو میل کے فاصلے پر ہے پہنچ گیا

۔میں رات کو لندن پہنچ گیا۔ جب میں سو رہا تھا کہ خواب میں مجھے اس طرح آواز آئی جیسے کوئی اعلان کر رہا ہے کہ وقت کا قطب تشریف لا رہا ہے۔ تم اٹھو اور پاک صاف ہو کر اس کی زیارت کرو پھر اچانک میں بیدار ہوا، میں سمجھ گیا گویا مجھے کسی نے اٹھایا ہے کہ حضور فخر ملت تشریف لانے والے ہیں۔ جلدی جلدی اٹھو ان کی زیارت کرو

یورپ میں سلسلہ نقشبندیہ کی خدمت

حضور قبلہ فخر ملت جب بھی لندن تشریف لاتے آپ یورپ کے مختلف شہروں میں تشریف لے جاتے اور تبلیغ اسلام کا عظیم فریضہ سرانجام دیتے۔ آپ کے شب و روز سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت میں گزرتے۔ جہاں بھی شہر میں اور جس مسجد میں حضور تشریف لے جاتے وہاں آپ کی خدمت میں بے شمار لوگ جوق در جوق آپ کے دست اقدس پر توبہ کرتے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوتے۔ آپ نے یورپ میں رہنے والے مسلمانوں کی دینی اور مذہبی رہنمائی فرمائی اور ان کی مشکلات کو حل فرمایا۔ یورپ میں جتنے لوگ بھی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ علی پور شریف کے ساتھ نسبت رکھنے والے ہیں۔ تقریباً نوے فی صد پیر بھائی حضور فخر ملت کے مرید ہیں۔ اور کئی پیر بھائیوں کو حضور فخر ملت نے علی پور شریف کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر بلا کر ان کو خلافت بھی عطاء فرمائی۔ جن پیر بھائیوں نے بیعت کے بعد آپ کے بتائے ہوئے اسباق پر عمل کیا اور آپ سے محبت و عقیدت کا اظہار کیا ان لوگوں کی رسائی آپ نے حضور امیر ملت محدث علی پوری تک اور پھر آقائے نامدار تاجدار مدینہ حضور سیدنا محمد ﷺ کی بارگاہ تک بھی فرمائی۔ بے شمار ایسے خوش نصیب ہیں جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت اور محبت کی وجہ سے زیارت رسول نصیب ہوئی بطور تبرک چند ایک واقعات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

۱۔ حضور سیدی و مرشدی پیر سید افضل حسین شاہ کے خادم خاص حافظ غلام مصطفےٰ جماعتی نے بتایا کہ ایک مرتبہ حضور فخر ملت برطانیہ تشریف لائے آپ نے مجھے فرمایا حافظ جی اولڈہم شہر جانا ہے۔ میں نے عرض کی جناب ٹھیک ہے۔ ہم اولڈہم میں ایک پیر بھائی کے گھر پہنچے۔ جہاں پر ایک شخص جس کا نام راجہ محمد ظفر ہے اس نے آپ سے بیعت کی پھر کچھ عرصہ کے بعد حضور فخر ملت واپس پاکستان تشریف لے آئے۔

دو تین مہینے کے بعد راجہ ظفر جماعتی نے قبلہ پیر صاحب کو خط لکھا جناب پیر صاحب کامل پیر تو اپنے مرید کو حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کرواتا ہے۔ جو آپ نے مجھے اسباق دیئے تھے میں تو ان پر عمل کر رہا ہوں لیکن ابھی تک مجھ پر یہ کرم نہیں ہوا۔ مجھ پر نظر کرم فرمائیں راجہ صاحب نے خط لکھ کر برطانیہ سے پوسٹ کر دیا۔ ابھی وہ خط پاکستان میں حضور فخر ملت تک نہیں پہنچا تھا کہ ایک رات راجہ صاحب سوئے ان کو عالم اسلام کے عظیم شیخ طریقت ولی کامل حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ خواب میں ملے۔ آپ نے فرمایا راجہ صاحب اس طرف دیکھو۔ نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ اسطرح آپ ﷺ کی زیارت سے راجہ صاحب مشرف ہوئے۔ اس کے بعد راجہ صاحب نے قبلہ پیر صاحب کو فون کیا اور ساتھ رونے لگے کہنے لگے جناب میں نے آپ کی خدمت میں خط بھیجا ہے۔ پیر صاحب نے فرمایا مجھے تو آپ کا خط ابھی تک نہیں ملا۔ راجہ صاحب نے عرض کی جناب میں نے یہ لکھا تھا کہ میں آپ کے بتائے ہوئے اسباق پڑھتا ہوں۔ لیکن ابھی تک مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا ہے۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے حضور سرور دو عالم ﷺ کی زیارت کرادی ہے۔ قبلہ پیر صاحب نے راجہ صاحب کا فون بند کر کے مجھے فون کیا کہ حافظ جی راجہ صاحب کو فون کر کے مبارک باد دو کہ ان کو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی ہے۔ پھر آپ نے فون کر کے راجہ صاحب کو حکم دیا کہ راجہ صاحب تم علی پور شریف عرس پر آنا۔ راجہ صاحب عرس پر آئے۔ قبلہ پیر صاحب بیان فرما رہے تھے۔ آپ نے راجہ صاحب کی خواب اور زیارت رسول ﷺ کا واقعہ مخلوق خدا کو سنایا۔ پھر پیر صاحب نے فرمایا راجہ صاحب اٹھو لوگوں کو اپنی زیارت کراؤ۔ اس واقعہ کو عرس پر کئی لوگوں نے سنا۔

۲۔ حافظ غلام مصطفےٰ جماعتی نے بتایا ایک مرتبہ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فون کیا کہ میں برطانیہ آرہا ہوں۔ اس سال میری مالی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ کیونکہ جب قبلہ پیر صاحب تشریف لاتے تو بے شمار پیر بھائی اور عقیدت مندوں کا جم غفیر ہوتا لوگ سلام کیلئے حاضر خدمت ہوتے رہتے تو اس دوران لنگر شریف کا مکمل انتظام میں اپنی طرف سے کرتا۔ اس سال میرے پاس گاڑی بھی نہیں تھی۔ جب قبلہ پیر صاحب نے مجھے فون کیا کہ میں آرہا ہوں۔ میں نے اپنے دوستوں سے قرض لیا۔ اس میں سے گاڑی خریدی تاکہ قبلہ پیر صاحب کو کسی قسم کی پریشانی نہ ہو

حضور قبلہ فخر ملت تشریف لائے۔ اس دوران جتنے بھی پیر بھائی آئے ان کے کھانے کا انتظام میں نے اپنی طرف سے کیا۔ پھر کئی دور دراز شہروں میں قبلہ پیر صاحب تبلیغ اسلام کیلئے تشریف لے گئے۔ میں آپ کے ہمراہ گیا۔ حضور والا نے تقریباً ڈیڑھ ماہ برطانیہ میں قیام فرمایا۔ اس دوران ہزاروں لوگ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں آپکے دست مبارک پر توبہ کر کے داخل ہو گئے اور حضور کا مرید بننے کی سعادت حاصل کی۔

الغرض حضور قبلہ فخر ملت کی ہستی مبارکہ خوشبوؤں کی مانند تھی۔ جنھوں نے دنیائے فانی میں تصوف وطریقت کی خوشبو سے نہ صرف پاکستان بلکہ سرزمین یورپ کو بھی مشک بار کیا۔

مولانا روم: نے کیا خوب کہا

ہرچہ گوید مرد عاشق بوئے عشق
از دھانش می جہد در کوئے عشق
گر بگوید فقہ فقر آید ہمہ
بوئے فقر آید ازآن خوش دمدمہ
ور بگوید کفر دارد بوئے دین
آید از گفت شکش بوئے یقین

ترجمہ:۔ جو مرد عاشق عشق کی خوشبو بکھیرتا ہے اسکی خوشبو سے عشق کی گلی مہک اٹھتی ہے۔ اگر وہ مسائل فقہ بھی کہے تو وہ سراسر معرفت ہوتی ہے۔ اس نقارہ حق کے بولنے سے معرفت کی خوشبو آتی ہے۔ اگر وہ کہے کہ دین کی مہک دبی ہوئی ہے تو اس کے اندر گفتگو سے یقین کی خوشبو پھیل جاتی ہے۔

باب دہم

حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا

سفرِ آخرت

محبتوں وخوشبوؤں کا سفیر

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ محبتوں وخوشبوؤں کے سفیر ونمائندہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ حقیقی معنوں میں کعبۃ العشاق تھے۔ آپ کی آمد مدینہ منورہ کی پاکیزہ ومعطر فضا کی مانند ہوتی تھی۔ آپ کی صحبت دل واذہان کے لئے طمانیت کا باعث ہوتی تھی۔

آپ کا وجودِ مسعود باعث رحمت وبرکت ہوتا تھا۔ جہاں بھی تشریف لے جاتے تھے منظر تبدیل ہو جاتے۔ ظلمت ختم ہو جاتی۔ تاریکیاں کافور ہو جاتی تھیں۔ غم، دکھ، مصائب، وآلام کا خاتمہ ہو جاتا تھا۔ حضرت فخر ملت کی ہستی پیغام محبت تھی، پیغام وفا تھی، پیغام عشق رسول تھی، پیغام الٰہی تھی اور پیغام معرفت وحقیقت تھی۔ آپ امن وسلامتی کا پیغام تھے۔ نفرتوں کے خلاف تھے۔ ساری زندگی محبتیں بانٹتے رہے۔ آپ کی محفل دراصل چاند چہروں اور متقی لوگوں کی کہکشاں ہوتی تھی۔ جدھر بھی نظر کرم اٹھاتے تھے عشق الٰہی اور عشق رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ روشن ہو جاتے تھے۔ حضور فخر ملت نے فیوضات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان گنت دیپ روشن کیے جو رہتی دنیا تک مخلوقِ خدا کو ہدایت کی روشنی فراہم کرتے رہیں گے۔ آپ علم وحکمت اور خوشبوؤں و محبتوں کے نمائندہ وسفیر تھے۔ محفلوں کے دیدہ ور تھے۔ اور عقیدتوں کے شناور تھے۔

روشنیوں کا پیکر

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی مبارکہ جگمگاتی روشنیوں کی مانند تھی۔ آپ کا چہرہ اقدس چودھویں کے چاند کی طرح روشن ومنور تھا۔ آپ کی آمد طلوع آفتاب کا منظر ہوتی تھی۔ دلی کیفیات تبدیل ہو جاتی تھیں۔ آپ کا روحانی تصرف اور نگاہِ لطف وکرم گناہ گار کو متقی وپرہیزگار اور پارسا بنا دیتی تھی۔ ایک ایسا سائبان کرم وآفتاب حرم جو لعل ویاقوت سے بھی زیادہ قیمتی تھا۔ لاکھوں کروڑوں متوسلین جس کی زیارت کے لئے اشتیاق دید اور شوقِ فراواں کا مظاہرہ کرتے تھے۔ وہ سادگی ومروت کا پیکر کبھی کسی سائل کو مایوس نہیں لوٹاتا تھا۔ وہ عظیم شیخ طریقت، ملت اسلامیہ جو گمراہی میں ڈوبی ہوئی مخلوقِ خدا کے لئے محبت تھا۔ جسے دیکھ کر بہاریں بھی وجد میں آجاتی تھیں۔ ستارے جھوم جاتے تھے۔ اور خوشبوئیں بڑھ کر نور مصطفےٰ اور نوید حضرت امیر ملت کے مبارک قدموں سے لپٹ جاتی تھیں۔ ہر طرف مرحبا مرحبا کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔ انوار وتجلیات کی بارش ہوتی تھی۔ روحیں شاداب ہو جاتی تھیں۔ اور دلوں میں صل علیٰ کے نغمے

گونج اٹھتے تھے۔ حضور فخر ملت کی آمد سے آسمانوں کے رنگ زمین پر جلوہ گر ہو جاتے تھے۔ چاروں طرف خوشبوئیں بکھر جاتی تھیں۔ اور ٹھنڈک بھری خوشگوار ہوائیں چلنا شروع ہو جاتی تھیں۔

چاہتوں کا مرکز و محور

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ چاہتوں کا مرکز و محور تھے۔ کروڑوں دلوں کی دھڑکن تھے۔ آپ کے گرد ہر وقت ہجوم عاشقاں ہوتا تھا۔ آپکے جلسے میں ہزاروں لوگ شریک ہوتے تھے۔ آپ کے دست حق پر بیعت ہونے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ دراصل فخرِ ملت نام ہے پیکرِ محبت کا، فخر ملت نام ہے پیکرِ خلوص و وفا کا، فخر ملت نام ہے علم و دانش کا، اور فخر ملت نام ہے معرفت و حقیقت کا، یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ کہ اللہ کے کامل ولی اور برگزیدہ ہستیاں اپنے عظیم الشان کارناموں کی بدولت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لوگوں کے دلوں میں زندہ رہتی ہیں۔ اور تاریخ انہیں ہمیشہ سنہری حروف میں لکھتی ہے۔ حضور فخر ملت بلاشبہ ایک ایسے عظیم ولیِ کامل تھے جو بے مثل و بے مثال تھے۔ جو عزت و تکریم آپکو حاصل ہوئی وہ بہت کم لوگوں کے نصیب میں ہوتی ہے۔ آپ کی ہستی ٹھنڈے میٹھے پانی کے چشمے کی مانند تھی جہاں سے علوم باطنی و علومِ ظاہری کے پیاسے اپنی پیاس بجھاتے تھے۔ اور علم و معرفت کی دولتِ لازوال سے اپنی جھولیاں بھر کر لے جاتے تھے۔ آپ فیوضاتِ الٰہی و فیوضاتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے قاسم عطایا تھے۔ جس کو جتنا چاہتے عطا فرماتے تھے۔ سلطنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو لامحدود اختیارات حاصل تھے۔

قلبِ مطمئنہ

وہ ریحان ریاضِ شہہ جماعت	گلاب گلستان امیر ملت
خدائے پاک کا مقبول بندہ	گیا دارِ فنا سے سوئے جنت
وہ نفسِ مطمئنہ رب کی جانب	اسی کے حکم سے کی اُس نے رجعت

حضور قبلہ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ قدس سرہ العزیز ایک عظیم انسان، ایک عظیم مسلمان، ایک عظیم مومن، ولیٔ کامل، اور ایک عظیم شیخِ طریقت ملتِ اسلامیہ تھے۔ جو قلبِ مطمئنہ رکھتے تھے۔ وہ پروردۂ آغوشِ ولایت اور ابن العارف ربانی تھے۔ تاجدار علی پور اور نویدِ امیر ملت تھے۔ ان کے مقام عظمت و جلالت کو بیان کرنا ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے۔

کیونکہ ان کی ہستی وری الوریٰ ہے۔ اعلیٰ و اولیٰ ہے۔ آپ کی ہستی مبارکہ پرسکون سمندر کی مانند تھی، اطمینان و یقین کی دولت لازوال سے مالا مال تھے۔ علم و معرفت اور روحانیت وطریقت کا سرمدی پیغام تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت کی روح مبارکہ وہ بدرِ کامل ہے جس سے اندھیرے مٹتے ہیں۔ آپ وہ دریائے مغفرت ہیں جس سے نجات ملتی ہے۔ آپ کا جسم مطہر وہ شب قدر ہے جس سے ایمان کی دولت ملتی ہے۔ آپ کی ہستی مبارکہ رحمت کا وہ خزانہ ہے جس سے خلعت عطا ہوتی ہے۔ آپ بیتِ معمور کی طرح ہیں جس کا فرشتے طواف کرتے ہیں۔

ایک ایسا عظیم شیخ طریقت جس کا تصور دلوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ ایسا مرشد کامل جو حوروں کا مظہر اور جنت کا باغ ہے۔ جو مرشدِ کامل جب اپنے ہونٹوں کو جنبش دیتے تھے تو مشک وعنبر کی خوشبو سے فضائیں معطر اور عطر باغ ہو جاتی تھیں۔ راہ حق کا ایسا عظیم مسافر جس کی گرد راہ کو پہنچنا بھی ناممکن ہے دنیا میں بسنے والے لاکھوں لوگوں کے لئے وہ جان سے پیارے اور پیغامِ باغ و بہاریں جن کی مثل کوئی ہے ہی نہیں جو عالی مقام اور عالی مرتبت ہیں۔ جن کا قرآنی ماہ تاریخ (سال وصال) ۴ رجولائی ۲۰۱۲ء

"اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا"

جہدِ فروغ دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر ہوئے
جس کی حیاتِ پاک کے لمحات روز و شب
خود بھی کیا کرایا بھی اہل جہاں سے
ذکر کثیر رب کریم و شہہ عرب
توصیف اس مجسمہ خیر کی کروں
اتنا میرا مقام کمال سخن ہے کب

کوائف قبل از وصال

۱۰۔۱۱ مئی ۲۰۱۲ء سالانہ عرس مبارک پر خطاب دلنواز:

۱۰۔۱۱ مئی کا سالانہ عرسِ مبارک آستانہ عالیہ علی پور شریف ۲۰۱۲ء میں منعقد ہوا۔ جس کے جملہ انتظامات حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ کے زیر نگرانی بہ احسن انجام پذیر ہوئے۔ حضورِ والا نے اپنی ناسازِ طبیعت کا کسی کو احساس تک نہ ہونے دیا۔ لاکھوں لوگوں کے

لئے کھانے کے انتظامات ان کے آرام وآسائش کا خیال رکھا۔ ہر آنے والے کے مسائل کو صبر و تحمل سے سننا اور دعائے خیر فرمانا جاری رہا۔ آپ نے کسی بھی مرحلہ پر اپنے چاہنے والوں کو مایوس نہ کیا۔

۱۱ مئی کی رات کو دربار امیر ملت کے وسیع احاطہ میں جب عرس مبارک کی تقریب سعید اپنے عروج پر تھی تو راقم الحروف نے لاکھوں عشاقانِ حضور فخر ملت کے ہمراہ بدر المشائخ، شمس الآفاق، قطب الاقطاب، حضور فخر ملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ کا فقید المثال استقبال کیا۔ آپ کی آمد کے ساتھ خوشگوار ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں۔ مرحبا مرحبا کے نعروں کی گونج میں فضیلۃ الشیخ کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے۔ ساری رات محفل حمد و نعت کا سلسلہ جاری رہا۔ حضورِ والا ہمیشہ کی طرح تبسم بہاراں فرماتے رہے۔ ثناء خوانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازتے رہے۔ آخر شب حضور فخر ملت نے حاضرین مجلس کو اپنے خطاب دلنواز سے مالا مال کیا۔ صلوٰۃ و سلام بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ قدس میں پیش کیا گیا اور آپ نے مخلوق خدا کے لئے خصوصی دعا فرمائی اور رخصت کی اجازت دی۔ آپ نے دعا کے دوران فرمایا تمام یاران طریقت جو عرسِ مبارک کے موقع پر تشریف لانے میں حضور امیر ملت محدث علی پوری کے مہمان ہوتے ہیں۔ ہم اپنی طرف سے حتی المقدور کوشش کرتے ہیں۔ دل و جان نچھاور کرتے ہیں۔ اور آپ لوگوں کی خدمت کرتے ہیں۔ پھر بھی اگر کوئی خامی یا کوتاہی رہ گئی ہو تو ہم معذرت چاہتے ہیں۔ یہ حضورِ والا کی منکسر المزاجی اور اعلیٰ ظرفی تھی۔ کہ اتنا بلند مقام ولایت ہمہ وقت مخلوق خدا کی خدمت اور پھر عاجزی کا اظہار، قربان جائیں حضور کی دلکش اداؤں پر ساری زندگی کسی کا دل نہیں دکھایا۔ خود تکلیف برداشت کی لیکن اپنے چاہنے والوں کے آرام و سکون کو مقدم جانا۔ ایسی فراخدلی، اعلیٰ ظرفی، شفقت و عنایت اور مخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ کسی شیخ طریقت میں نظر نہ آئے گا۔ جیسا کہ اس عظیم شیخ طریقت ملت اسلامیہ کی شخصیت مبارکہ کا خاصہ تھا۔

یکم جون ۲۰۱۲ء کو بھلوال سرگودھا تشریف آوری:

جانشین امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اپنے وصال کے کافی عرصہ پہلے سے شوگر اور بلڈ پریشر کے امراض میں مبتلا تھے۔ آپ باقاعدگی سے شوگر اور بلڈ پریشر کو کنٹرول میں رکھنے والی ادویات استعمال کرتے تھے۔ ڈاکٹرز حضرات بیشمار مرتبہ آپ کو مکمل آرام کرنے کا مشورہ دے چکے تھے۔ لیکن آپ مسلسل سفر و حضر اور خطبات کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے تھے۔ اپنی جان اور

صحت کی پرواہ کئے بغیر پاکستان کے کونے کونے میں محافل میلاد، سالانہ عرس مبارک کی محفلوں میں متواتر شریک ہوتے رہے۔ بیماری کے باوجود آپ نے ملتان، لاہور، کراچی وغیرہ کا دورہ کیا۔صبر و تحمل اور قربانی کا پیکرِ عظیم تھے۔ کہ کبھی تکلیف کے باوجود بھی اپنی بیماری کا ذکر نہیں کیا۔

یکم جون ۲۰۱۲ء کو جب حضور فخر ملت بھلوال میں اپنے ماموں جی حضرت الحاج الحافظ پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب کے سالانہ عرس مبارک کی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے تو آپ کی طبیعت ناساز تھی۔ ناسازی طبع کے باوجود محفلِ پاک میں کئی گھنٹے تشریف فرما رہے۔ بھلوال کے یارانِ طریقت نے حسب روایت حضور والا کو دعوت دی۔ بیماری کے باوجود کئی یاران طریقت کے ہاں آپ کی تشریف آوری ہوئی۔ خندہ پیشانی، ملنساری، ایثار، مروت و محبت آپ کی شخصیت، مقدمہ کے نمایاں اوصاف تھے۔ جن پر اک اپنی حیات مقدمہ کے آخری ایام تک کاربند رہے

۱۷ رجون کا آخری وعظ:

آستانہ عالیہ ساہو چک شریف پہ حضرت خواجہ صوفی احسان الٰہی صاحب کی دعوت پر ۱۷ رجون ۲۰۱۲ء کو دار العلوم حفظ القرآن ساہو چک شریف کا افتتاح بھی آپ نے اپنے دست مبارک سے فرمایا اور عظمت قرآن پر خطاب دلنواز بھی فرمایا جو کہ آپ کی حیات طیبہ کا آخری وعظ تھا۔ وہاں آپ نے اپنی کمزوری اور نقاہت کا احساس تک نہ ہونے دیا بلکہ جلسہ میں کرسی پر بیٹھ کر ہی لوگوں کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھتے رہے اور اپنے فیضان سے مالا مال فرماتے رہے۔

۲۷ رجون ختم پاک کی محفل

۲۷ رجون ۲۰۱۲ء کو حضور فخر ملت کی صاحبزادی آپا جی عزیزہ فاطمہ (مرحومہ) کے سالانہ ختم پاک کی محفل شیش محل میں منعقد ہوئی، سینکڑوں کی تعداد میں یارانِ طریقت نے اس روحانی محفل میں شرکت کی۔ حضور فخرِ ملت کی طبیعت اس دن کافی ناساز تھی۔ لیکن آپ نے کمال شفقت و مروت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر آنے والے سائل کو خوش آمدید کہا۔ ہر کسی کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ عصر کی نماز کے بعد حضور والا اپنے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے تو سٹیج سیکرٹری (راقم الحروف) نے حضور والا کا استقبال کیا اور اس عظیم شیخ طریقت کو خراج عقیدت پیش کیا جس پر آپ نے تبسم کا اظہار فرمایا اور ساتھ ہی حکم دیا کہ میری طبیعت آج ناساز

ہے۔ لہٰذا میں خطاب نہیں کروں گا۔ ثناء خوانِ مصطفےٰ ﷺ نے گلہائے عقیدت پیش کیے۔ حضرت مولانا محمد یعقوب رضوی صاحب نے مختصر خطاب فرمایا اور حضور والا نے دعا فرمائی۔ لوگوں کے لنگر کھانے تک کرسی پر تشریف فرما رہے۔ پھر اپنے کمرے میں چلے گئے۔

وصال شریف

۲/ جولائی ۲۰۱۲ء کو بدر المشائخ، ولیٔ نعمت، حضور قبلہ فخر ملت کی طبیعت اچانک خراب ہوئی۔ آپ کو سینہ مبارک میں شدید درد محسوس ہوا۔ حضور والا نے میڈیسن استعمال کی لیکن خواطر خواہ فائدہ نہ ہوا۔ تو آپ اپنے خدام صدام اور کاشف کے ہمراہ قلعہ احمد آباد پہنچے۔ اس دن گھر کے جملہ افراد کسی کام کے سلسلہ میں لاہور گئے تھے۔ قلعہ احمد آباد میں ڈاکٹر نے چیک کرنے کے بعد مشورہ دیا کہ دل کی تکلیف ہے کسی بڑے ہسپتال میں چیک کروائیں۔ وہاں سے آپ سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ جہاں پر آپ اسلام سینٹرل ہسپتال سیالکوٹ میں داخل ہوئے۔ خدام کو سختی سے منع کیا کہ کسی کو اطلاع نہ دیں۔ حاجی محمود اختر جماعتی بھلوال بیان کرتے ہیں کہ حضور پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی نے مجھے فون کیا اور حکم فرمایا کہ پیر سید اعجاز حسین شاہ کو بھی حضور والا کی بیماری کی اطلاع کریں۔ اور خود بھی سیالکوٹ آجائیں۔ حاجی صاحب کہتے ہیں کہ یہ اطلاع ہمیں ۳/ جولائی دوپہر کو ہوئی۔ پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب اور سید ظہیر حسین شاہ صاحب اور حاجی حسن جماعتی سیالکوٹ کے لئے اسی وقت روانہ ہو گئے۔ ہم لوگ شام سے تھوڑی دیر پہلے اسلام سینٹرل ہسپتال سیالکوٹ پہنچے۔ جب حضور فخر ملت کے کمرہ میں داخل ہوئے تو آپ نے ہمیں دیکھتے ہی اسی دل نواز مسکراہٹ کے ساتھ مخاطب ہوئے جو آپ کا معمول تھا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ لوگ پریشان نہ ہوں۔ مجھے تھوڑی سی تکلیف ہے۔ پھر آپ نے ہمیں کھانا کھلانے کا حکم فرمایا۔ ہسپتال میں بھی آپ کی نوازشات جاری تھیں۔ اس دن آپ کی عیادت کرنے والوں میں حضرت مولانا محمد یعقوب رضوی صاحب، حاجی غالب صاحب، اور حافظ طلعت محمود نارووال سے آئے تھے۔ جن کو آپ نے نوازشات اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کر دیا تھا۔ آپ کے گھر کے افراد جو ہسپتال میں تھے آپ نے ۳/ جولائی کی شام کو تمام لوگوں کو مطمئن کر کے گھر واپس بھیج دیا تھا۔

حاجی محمود اختر جماعتی بیان کرتے ہیں کہ حضور والا کے حکم سے سید اعجاز حسین شاہ

صاحب ظہیر شاہ صاحب، حاجی حسن اور میں علی پور شریف پہنچ گئے۔ اور حضور پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب اور صدام ہسپتال میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر رہے۔ ہسپتال میں جو بھی آپ کی عیادت کے لئے آتا آپ کمال شفقت اور بندہ نوازی کا اظہار فرماتے اٹھ کر بیٹھ جاتے۔ اور فرماتے دیکھو میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔ اور پھر عیادت کرنے والے سے اس کا حال دریافت کرتے اس کو لنگر کھلانے کا حکم فرماتے اور ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ رخصت کر دیتے۔ ایسا ساقی بندہ نواز شیخ بارکہ، ولیٔ نعمت جو اپنے دکھ درد بھول کر دوسروں کے دکھوں کا مداوا کرے۔ تاریخ انسانی میں کم ہی نظر آئے گا۔ ۳ اور ۴ جولائی کی درمیانی رات تقریباً بارہ بجکر پندرہ منٹ پر حضور فخر ملت اپنے جگر گوشہ صاحبزادہ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کو اپنے کمرہ میں بلایا۔ شفقت و محبت کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا اور وصیت فرمائی اور ضروری امور کے بارے میں ارشادات صادر فرمائے۔ رات ۱ بجکر ۱۵ منٹ پر حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب نے علی پور شریف فون کر کے پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب اور حاجی محمود اختر جماعتی کو ہسپتال میں بلایا۔ اور بتایا کہ حضور فخر ملت کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی ہے۔ اور آپ کو لاہور لے جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ حاجی محمود اختر جماعتی بتاتے ہیں کہ ہم چاروں سید اعجاز حسین شاہ صاحب، ظہیر حسین شاہ صاحب، حاجی حسن جماعتی، رات دو بجے ہسپتال پہنچ گئے۔ حضور فخر ملت پر بیماری کا غلبہ تھا۔ شدید تکلیف کی حالت میں تھے۔ آپ پر غنودگی طاری تھی۔ اور نبض کی رفتار کم اور زیادہ ہو رہی تھی۔ ہم نے ہسپتال کی انتظامیہ کو بتایا۔ کہ ہم فوری طور پر یہاں سے لاہور شفٹ ہونا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ایمبولینس اور ڈاکٹر کا انتظام کیا جائے۔ جو ہمارے ساتھ جائے۔ ڈاکٹر تنویر اسلام صاحب جو کہ حضور قبلہ کے چاہنے والوں میں شامل ہیں نے فوری طور پر جملہ انتظامات کر دیئے۔ رات تین بجے حضور قبلہ فخر ملت نے آنکھیں کھولیں اور پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب جو آپ کے قریب ہی کھڑے تھے کو حکم فرمایا کہ پریشان مت ہوں اور جا کر نماز پڑھیں۔

سیالکوٹ سے لاہور کے لئے روانگی:

حاجی محمود اختر جماعتی بیان کرتے ہیں کہ رات تقریباً تین بجکر پینتالیس منٹ پر ہم سیالکوٹ سے ایمبولینس میں لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔ ایمبولینس میں ایک ڈاکٹر بھی ہمراہ تھا۔ جو کہ وقتاً فوقتاً آپ کا معائنہ کر رہا تھا۔ ایمبولینس کے پیچھے دو گاڑیوں میں حضور پیر سید ظفر

حسین شاہ اور سید اعجاز حسین شاہ صاحب تشریف لا رہے تھے۔ ایمبولینس میں حضور والا کو ڈرپ لگی ہوئی تھی۔ رات چار بجے ڈرپ اتر گئی۔ ڈاکٹر نے گاڑی رکوائی اور دوبارہ ڈرپ لگائی۔ حاجی صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس وقت حضور قبلہ فخر ملت بار بار ایک ہی سوال کرتے تھے۔ کہ کیا صبح کے چار بج گئے ہیں۔ جانشین حضرت امیر ملت، توقیرِ ملت حضور قبلہ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب زیدہ مجدہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو ہر چیز کا علم ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ان کو اپنی وفات کے وقت کے بارے میں بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ کب وہ دنیا فانی کو چھوڑ کر دارِ بقا کو روانہ ہوں گے۔ حضور فخرِ ملت نے آخری وقت میں مجھے وصیت کی اور احکامات فرمائے اور بار بار مجھ سے ایک ہی سوال کرتے تھے۔ چار بجنے میں کتنی دیر ہے۔ گویا آپ کو اپنے خالق حقیقی سے ملنے کا بے چینی سے انتظار تھا۔ اور حضور قبلہ عالم حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب اور حضور سرور کائنات ﷺ سے ملاقات کرنے کا اشتیاق تھا۔ وقت کے متعلق آپ نے کئی دفعہ پوچھا۔ پھر آپ فرمانے لگے مجھے علی پور شریف لے چلو۔ مجھے ظفر پیر صاحب کے کمرے میں لے جاؤ۔ اس کا کمرہ بہت ٹھنڈا ہے۔ تقریباً چار بج کر پندرہ منٹس کے قریب پسرور ڈسکہ روڈ پر لاہور جاتے ہوئے ایمبولینس میں آپ کی روح مبارکہ ملاءِ اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔ ڈاکٹر نے گاڑی رکوائی اور بتایا کہ حضور والا کی سانس آنا بند ہو گئی ہے۔ اور پھر اس نے گاڑی سے اتر کر ڈاکٹر تنویر الاسلام صاحب کو فون کیا اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ حاجی محمود اختر جماعتی بیان کرتے ہیں کہ میں ایمبولینس میں حضور والا کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ جب ڈاکٹر آپ کے وصال کی تصدیق کر رہا تھا۔ تو ڈرپ چل رہی تھی۔ میں نے ڈاکٹر کی توجہ اس جانب مبذول کروائی تو اس نے دوبارہ آپ کا معائنہ کیا۔ اور بتایا کہ حضور وصال فرما گئے ہیں۔

نشانِ مردِ حق:

صبح کی اذانیں ہو رہی تھیں۔ چہار سو اطراف و اکناف میں اللہ اکبر کی صدائیں گونج رہی تھیں۔ عالم اسلام کے عظیم شیخ طریقت، ولئ نعمت، بدر المشائخ حضور قبلہ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ القاری مفتی پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے چہرہ مبارک پر تبسم بہاراں تھا۔ چہرہ نورانی سے نور کی کرنیں آسمان کی جانب بلند ہو رہی تھیں۔ نورانی فرشتے آپ کے استقبال کے لئے صف باندھے کھڑے تھے۔ جیسے وہ اس عظیم شہزادہ رسالت مآب کو سلامی

دے رہے ہوں۔ مدینہ منورہ سے تر بتر ٹھنڈی ہوائیں اور نور کی کرنیں اس پیکر نوری کو اپنی آغوشِ رحمت میں لے رہی تھیں۔ ہر طرف یہ صدائیں گونج رہی تھیں مرحبا سیدی، مرحبا کی مدنی، مرحبا فضیلۃ الشیخ، مرحبا بدر المشائخ، مرحبا شمس الآفاق، بہارو وجد میں آجاؤ ستارو جھوم جاؤ، خوشبوؤں بڑھ کر اس عظیم شیخ طریقت کے قدموں سے لپٹ جاؤ کہ یہی تاجدارِ ولایت ہے۔ یہی رنگ و نور کا پیکر ہے۔ یہی آفتاب حرم ہیں۔ یہی حسن کائنات ہیں۔ اور یہی پیکر انوار و تجلیات ہیں۔

سفر آخرت آپ کی پیشانی مبارک پر یہ جملہ ہویدا تھا۔

هٰذَا حَبِيْبُ اللّٰهِ مَاتَ فِيْ حُبِّ اللّٰهِ

ترجمہ: "یہ اللہ کا دوست ہے اللہ کی محبت میں دنیا سے رخصت ہوا"۔

حضرت علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ

نشان مرد حق دیگر چہ گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

"مرد حق کی نشانی یہ ہے کہ جب موت آتی ہے تو اس کے لبوں پر تبسم ہوتا ہے"

۱۳ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ بمطابق ۴ رجولائی ۲۰۱۲ء کی صبح دنیا مردِ کامل شیخ المشائخ، بدر المشائخ، شمس الآفاق، قطب الاقطاب، سلطان الاولیاء، ولئ نعمت، شہزادہ سرور دو عالم العارف ابن العارف ربانی، سراپا رحمت و برکت، ولئ کامل، جانشین حضور قبلہ عالم جگر گوشہ جوہر ملت حضرت الحاج الحافظ القاری حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم برکتوں رحمتوں روشنیوں محبتوں والی ہستی مبارک سے بچھڑ گئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○

حزن وملال

شیخ العصر، ولئ نعمت حضور قبلہ فخر ملت کے وصال کی خبر آپ کے متعلقین، متوسلین اور مریدین کے لئے حزن وملال اور رنج وغم کا باعث تھی۔ وہ خانوادہ رسول عربی کا لعلِ شب چراغ تھے۔ جو اساطیر الاولی کی تصویر تھے۔ آپ کا وجود مسعود صداقتِ اسلام کی روشن دلیل تھا۔ اور آپ قرونِ اولی کی دینی حمیت کا مجسمہ نور تھے۔ بلاشبہ آپ کا وجود آئینہ رحمت و برکت تھا۔ سخاوت کی آبشار اور دلوں پر حکمران تھے۔ ۴ رجولائی ۲۰۱۲ء کی صبح طلوع ہونے والے سورج کی

کر تیں وہ روح فرسا پیغام لائیں جس سے چہار سو تاریکیاں پھیل گئیں۔ نبض حیات ڈوبنے لگی۔ کائنات سسکیاں لے رہی تھی، کائنات کا ذرہ ذرہ مصروف آہ وفغاں تھا۔ کھلی کلیاں مرجھا گئیں۔ اور مسکراہٹیں دم توڑ گئیں۔ حاتف جرس سنائی دی۔ دنیا کے کونے کونے میں بین الاقوامی الیکٹرونک میڈیا نے، انٹرنیٹ، جیو، اے۔آر۔وائے اور پاکستان کے قومی خبرنامہ چینلو نے بریکنگ نیوز نشر کیں کہ عالمِ اسلام کے عظیم شیخ طریقت جانشین قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ عظمتوں و صداقتوں کے پیکر سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب دنیا فانی سے پردہ فرما گئے ہیں۔ یا اللہ یہ خبر تھی یا بجلی کی کڑک کی کائنات کی نبض تھم گئی دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے، عشاقانِ فخر ملت حزن وملال کی تصویر بن گئے۔ ان کے دل و دماغ میں تاریکی اور سناٹا چھا گیا۔ اس تاریکی وسناٹے میں ایک ہی صدائے احتجاج بلند ہو رہی تھی۔ ''نہیں ایسا نہیں ہوسکتا''

حضور قبلہ فخر ملت کا جسد نوری علی پور سیداں شریف میں پہنچا تو ہر طرف اُداسی چھا گئی وہ نہایت کٹھن صبر آزما اور دل دہلا دینے والا منظر تھا۔ ہر طرف حبس اور گھٹن تھی۔ وہ عظیم پیکر رحمت و برکت آج دنیا سے رخصت ہو رہا تھا۔ جو امر بالمعروف کی آواز تھا۔ جو مظہر حق وصداقت تھا۔ جو سچے دلوں کا فاتح تھا۔ جو فقر اسلام کی دلیل محکم تھا۔ جو خدا کی سرزمین پر نور کا پیکر تھا۔ جو سائبان کرم تھا۔ جس کا وجود عطیہ ربانی تھا۔ جو جود وسخا کا چشمہ صافی تھا۔ جو نفرتوں کے بے آب وگیاہ صحرا میں محبتوں اور خوشبوؤں کا سفیر تھا۔ جس کی زیارت زیارت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی جس کا نور نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا، جو علم وحکمت کا کوہ ہمالیہ تھا، جو خوشبوؤں بھرے سفیدہ جزیرے کی مانند تھا۔ جو ابن العارف ربانی تھا۔ جو ولایت کا نیر اعظم تھا۔ جو سلسلہ نقشبندیہ کا ماہِ منیر تھا۔ جو جان علی پور و شان علی پور تھا۔ نور دیدہ وجگر گوشہ جوہر ملت تھا۔ جو تصویر امیر ملت و نوید امیر ملت تھا۔ جس کی نورانی وروحانی اور علمی شخصیت کا تصور ہی قلوب واذہان کے لئے اطمینان وسکون کا باعث تھا۔

نمازِ جنازہ اور آخری دیدار:

۴ر جولائی ۲۰۱۲ء کی صبح دنیا کے کونے کونے سے اپنے عظیم شیخ طریقت کی نماز جنازہ میں شریک ہونے کے لئے حضور پرنور کا آخری دیدار کرنے کے لئے اور آپ کی عظمتوں برکتوں والی ہستی کو الوداعی سلام کرنے کے لئے مریدین ومتوسلین کے قافلے علی پور شریف پہنچنا شروع

ہو گئے تھے۔ آپ کی نماز جنازہ کا وقت سہ پہر چار بجے مقرر کیا گیا تھا۔ آج ہر سوار اور ہر سواری کی منزل علی پور سیداں ہی تھی۔ یارانِ طریقت کے کاروان کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے آہوں اور سسکیوں کے ساتھ آپ کا آخری دیدار کرنے کے لئے علی پور شریف جمع ہو رہے تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت کو غسل شریف دینے والوں میں خوش نصیب محترم پیر سید عرفان امیر شاہ بخاری رواترہ شریف بھی شامل تھے۔ جو بیان کرتے ہیں کہ حضور قبلہ فخر ملت کا جسم مبارک اس قدر تر و تازہ تھا جیسا کسی زندہ انسان کا ہوتا ہے۔ اور آپ کے چہرہ اقدس سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ اور آپ کے جسمِ معطر سے خوشبوئیں آ رہی تھیں۔ جو اس بات کی واضح دلیل تھیں کہ اللہ کے کامل ولی مرتے نہیں۔ بلکہ شہید کا درجہ و مقام حاصل کرتے ہیں۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارِ آخِرٍ ○

ترجمہ: ”اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ دار بقاء کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں“۔

۴ر جولائی ۲۰۱۲ء کی دوپہر تک علی پور شریف کے اطراف و اکناف میں گاڑیاں ہی گاڑیاں تھیں۔ شیش محل کا اندرونی صحن سامنے والا میدان، مسجد نور اور دربار شریف کا وسیع احاطہ لوگوں سے بھر چکا تھا۔ جوں جوں نماز جنازہ کا وقت قریب آتا جا رہا تھا لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ حضور قبلہ فخر ملت کے چاہنے والے جن کی تعداد لاکھوں میں تھی آج بڑے بے چین، بے تاب اور پر ملال تھے۔ غم و الم کا ایک ایک پل صدیوں پر محیط تھا۔ غسل شریف کے بعد حضور والا کے جسدِ نوری کو آخری دیدار کے لئے شیش محل کے صحن میں رکھ دیا گیا۔ اور عشاقان فخر ملت کو اپنے شیخ طریقت کو آخری بار ملنے اور زیارت کرنے کی اجازت دی گئی۔ لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ بالآخر شیش محل کا گیٹ بند کر دیا گیا۔ اور پولیس کی بھاری نفری گیٹ پر تعینات کر دی گئی۔ گیٹ کی کھڑکی سے قطار میں داخلے کی اجازت دی گئی کئی گھنٹے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ لیکن ہر گزرتے پل کے ساتھ دیدار کرنے والوں کی تعداد بڑھتی ہی گئی۔ بالآخر جنازہ کی چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دیئے گئے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جنازہ کو کندھا دے سکیں۔ حضور والا کے جسدِ نوری کو کلمہ طیبہ اور درود و سلام کی گونج میں جنازہ پڑھنے کے لئے کھلے میدان میں لایا گیا۔ تاحدِ نگاہ سروں کے قافلے اور لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ جیسے ہی جنازہ کی چارپائی اٹھائی گئی ایک بہت بڑا اندھیر طوفان جانب شمال سے نمودار ہوا لوگوں کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ یہ طوفان ہمیں اڑا کر لے جائے گا۔ آپ کا جسدِ نوری جنازہ گاہ میں پہنچنے کی دیر تھی کہ یہ اندھیر

طوفان کچھ جانب مشرق اور کچھ جانب مغرب چلا گیا اور درمیان سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہوگئیں۔ اگرچہ سارا دن شدید گرمی اور حبس تھی۔ لیکن موسم خوشگوار ہوگیا۔ یہ حضور فخر ملت کی کرامت تھی کہ آپ جہاں بھی جاتے تھے۔ موسم خوشگوار ہوجاتا تھا۔ اور ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہوجاتی تھیں۔ اور آپ کے جنازے کے موقع پر بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔ جنازہ کی چارپائی پر ابابیل کے جھرمٹ نے اڑنا شروع کردیا اور ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہوگئی۔

حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی کی دستار بندی

حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کی وصیت کے عین مطابق آپ کی نماز جنازہ پڑھنے سے قبل آپ کے اکلوتے لخت جگر حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب کی دستار بندی کی گئی۔ خاندان امیر ملت محدث علی پوری کے عظیم روحانی بزرگ خلیفہ فخر ملت محترم المقام فخر السادات حضرت الحاج پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے حضرت آپا جی صوفیا دامت برکاتہم عالیہ کے حکم سے حضور قبلہ عالم امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی دستار حضور ظفر الملت کے سر پر باندھی اور آپکو جانشین امیر ملت وجانشین فخر ملت اور سجادہ نشین دربار حضرت امیر ملت آستانہ عالیہ علی پور شریف مقرر فرمایا چونکہ ولی نعمت بدر المشائخ عالم اسلام کے عظیم سکالر حضور قبلہ فخر ملت کی نماز جنازہ پڑھانے کی اہلیت اور جرأت کسی میں نہ تھی۔ لہٰذا جانشین حضرت امیر ملت محدث علی پوری مقرر ہونے کے بعد حضور ظفر الملت توقیر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب زیدہ مجدہ نے حضور والا کی نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ کی براہ راست نشریات پنجاب ٹی۔وی نے ٹیلی کاسٹ کی۔ رات ۹ بجے کے خبرنامہ میں پاکستان کے تمام نمایاں نیوز چینلز نے عالم اسلام کے اس عظیم سکالر وداعی کو خوبصورت الفاظ کے ساتھ خراج تحسین پیش کیا۔ اور خدمت اسلام کے لئے آپ کی کوششوں کو سراہا۔ ملک بھر سے پیران عظام اور سجادہ نشین حضرات نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ نامور علماء کرام اور سیاسی وسماجی شخصیات نے جنازہ میں شرکت کی۔ تاحد نگاہ عاشقان فخر ملت کا ہجوم تھا۔ میڈیا کے نمائندگان کے مطابق تقریباً دولاکھ سے زائد افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ سیالکوٹ نارووال کی تاریخ میں کبھی کسی بڑی سے بڑی ہستی کا نماز جنازہ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں نے نہیں پڑھا جتنے افراد حضور فخر ملت کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ سابق ڈپٹی کمشنر

لاہور اور خلیفہ فخر ملت جناب محترم چوہدری غلام حسین صاحب کے مطابق انہوں نے اپنی پوری زندگی کبھی کسی بڑی سے بڑی ہستی کے جنازہ میں لوگوں کا اتنا بڑا اجتماع نہیں دیکھا۔ جتنا بڑا اجتماع حضور فخر ملت کے جنازہ کے موقع پر تھا۔ نمازِ جنازہ سے قبل کئی گھنٹے لوگوں کی صفیں درست کرنے پر صرف ہوئے۔ اس موقع پر حضور فخر ملت کے منظورِ نظر خطیب جامع مسجد شاہ جماعت نارووال حضرت علامہ مولانا محمد یعقوب رضوی صاحب نے مختصر خطاب فرمایا اور لوگوں کو صبر و تحمل کی تلقین دی۔ ہزاروں مریدین شدتِ غم سے نڈھال تھے۔ انتہائی رقت آمیز مناظر تھے لاکھوں افراد آنسو بہا رہے تھے۔ اس روز شدید گرمی تھی لیکن جب پیر صاحب کی نماز جنازہ کا وقت ہوا تو اچانک بادل منڈلانے لگے اور ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں۔ اس موقع پر رضوی صاحب نے لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول کرواتے ہوئے پڑھا۔

آئیاں ٹھنڈیاں ہواواں مدینے دیاں
یاد آئیاں فضاواں مدینے دیاں
تینوں لین گے او کدی نہ کدی
منگدا رو توں دعاواں مدینے دیاں

ماہ علی پوری کی تدفین:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ○ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ (سورۃ شوریٰ ۲۲-۲۳)

ترجمہ: "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے۔ ان کے لئے ان کے پروردگار کے یہاں وہ سب کچھ ہے جس کی وہ خواہش کریں گے۔ یہ بڑے فضل و بزرگی کی بات ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس کی اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو خوشخبری دیتا ہے۔ جنہوں نے ایمان لا کر نیک کام کیے۔ کہہ دیجئے! میں تم سے اس چیز کا کوئی اجر نہیں مانگتا۔ بجز اہل قرابت کی دوستی کے"

حضور قبلہ فخر ملت نے ۴ جولائی ۲۰۱۲ء بمطابق ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۳۳ ہجری کی صبح ۴ بجکر ۱۵ منٹس پر وصال فرمایا۔ اسی روز تقریباً شام ۶ بجے آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور اسی

روز مغرب کی نماز کے بعد حضور والا کی تدفین عمل میں لائی گئی۔

زیارت کرنے والی مخلوقِ خدا کی تعداد لاکھوں میں تھی۔ یہ ممکن نہ تھا کہ تمام لوگ حضور والا کی زیارت کر پاتے۔ جب لوگ دربار شریف حضرت امیر ملت کے احاطہ میں آپ کا آخری دیدار کر رہے تھے تو بے شمار لوگوں نے روایت کیا کہ حضور والا کے چہرہ اقدس پر زندہ جاوید مسکراہٹ اور تبسم بہاراں تھا۔ اور آپ کے چہرہ مبارک پر پسینہ تھا جو خشک نہیں ہو رہا تھا۔ یہ اس امر کی واضح دلیل تھی کہ آپ اللہ کے محبوب ولیِ کامل ہیں اور شہادت عظمیٰ سے سرفراز ہوئے ہیں۔ حضور فخر ملت کے اکلوتے لختِ جگر، جانشین امیر ملت و جانشین فخر ملت، توقیرِ ملت، ظفر الملت، حضور پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب کے حکم سے حضور امیر ملت محدث علی پوری کے مزار شریف کے اندر حضرت سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب کے پہلو میں حضور والا کا مرقدِ منور تیار کیا گیا تھا۔ لکڑی کے تابوت میں حضور والا کے جسدِ نوری کو درود و سلام کے ورد کی گونج میں اتارا گیا۔ جس وقت آپ کے جسم اطہر و منور کو قبر شریف میں اتارا جا رہا تھا۔ مزار شریف کے اندر عنبر و کستوری کی خوشبوئیں بکھر رہی تھیں۔ اور آپ کے مرقد منور سے نور کی شعائیں نکل کر چاروں طرف پھیل رہی تھیں۔ جو اس بات کی واضح دلیل تھیں کہ یہ کوئی عام ہستی نہیں بلکہ نورِ حسینؓ و نورِ فاطمۃ الزہرہؓ ہے۔ نورِ مصطفےٰ ﷺ اور محبوبِ خدا ہے۔ اور جگر گوشہ حضرت امیر ملت محدث علی پوری ہے۔ حضور فخر ملت کی وصیت کے مطابق آپ کے سینہ مبارک پر کچھ تبرکات رکھے گئے۔ جن میں گنبدِ خضریٰ سے اترنے والے روغن شریف کے ٹکڑے، روضہ رسول کے اندر استعمال ہونے والے جھاڑو کے تنکے اور غلافِ کعبہ کا ایک ٹکڑا شامل تھا۔ اور حضور سرور دو عالم ﷺ کے موئے مبارک تھے۔ اس طرح عشاقانِ فخر ملت نے افسردہ چہروں تڑپتے اداس دلوں اور بہتی آنکھوں کے ساتھ اپنے محبوب عظیم شیخ طریقت کی تدفین کی۔

ٹپک پڑتے ہیں آنسو جب تمہاری یاد آتی ہے
یہ وہ برسات ہے جس کا کوئی موسم نہیں ہوتا

اس طرح یہ مردِ درویش، مرشد کامل اور عالم بے بدل اپنی زندگی کی روشن راہیں چھوڑ کر اور خود حیاتِ نو سے متعارف ہو کر اور اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملا۔ مولا کریم آپ کی قبر مبارک پر لاکھوں، کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے۔ اور آپ کے فیوضات عالیہ مخلوق خدا کے لئے صراط مستقیم پر کاربند رہنے کا باعث بنتے رہیں۔ ملاءِ اعلیٰ سے نوری مخلوق ہر روز آپ کے مرقدِ پُر انوار

پر جوق در جوق اترتی ہے۔ اور صلِ علیٰ کے حسین نغمے الاپتی ہے۔ حسن محمود جماعتی نے کتنے دلکش پیرائے میں منظر کشی کی ہے۔

تن میں دیکھا من میں سوچا ذات افضل شاہ جی
خلوت بیٹھوں جلوت بیٹھوں ذات تمہاری افضل شاہ جی
لب جو کھولا کچھ جو بولا ذکر نبی کا پایا ہے
اللہ اللہ ذکر نبی سوغات تمہاری افضل شاہ جی
آنکھیں موندھ کے یار سے ملنے شان سے نکلے کوچے سے
وقتِ رخصت دیکھی تھی بارات تمہاری افضل شاہ جی
تم ہو سوہنڑے تم من سوہنڑے چاند سا مکھڑا عنبر خوشبو
واللہ و سبحان اللہ کیا بات تمہاری افضل شاہ جی
تم کو دیکھا تم کو مانا جو کچھ جانا تم کو جانا
اپنی بس پہچان جہاں میں ذات تمہاری افضل شاہ جی

ختم قل شریف

۶ر جولائی ۲۰۱۲ء بروز جمعۃ المبارک علی الصبح دربار شریف حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے وسیع و عریض صحن میں حضور قبلہ فخر ملت کی روح مبارکہ اور آپ کی بلندی درجات کے لئے قل شریف کی محفل منعقد ہوئی۔ ہزاروں کی تعداد میں مخلوقِ خدا اس رحمتوں بھری محفل میں شریک ہوئے۔ دربار شریف کا وسیع و عریض صحن اور مسجد نور لوگوں سے بھر چکی تھی۔ ملک پاکستان کے کونے کونے سے جید علماء کرام، پیرانِ عظام اور سیاسی و سماجی شخصیات کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ ثناء خوانِ مصطفیٰ اور قراء حضرات کی بڑی تعداد بھی اس نورانی محفل میں شریک ہوئی تھی۔ صبح سے لے کر دوپہر تک قل خوانی فاتحہ شریف اور درود و سلام پڑھنے کا سلسلہ جاری رہا۔ تلاوت کلام پاک سے تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ پھر ثناء خوانِ مصطفےٰ ﷺ نے حضور سرورِ دو عالم ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر گلہائے عقیدت پیش کئے۔ علمائے کرام نے تقاریر کیں اور آخر میں ختم شریف پڑھا گیا۔ اور دعا ہوئی۔ حضور قبلہ ظفر الملت حضرت حافظ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے مہمانوں کے لئے کھانے کا وسیع انتظام کیا تھا۔

شیش محل میں مخلوق خدا جن کی تعداد ہزاروں میں تھی کو کھانا کھلایا گیا۔ قل شریف کے ختم کے بعد سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف حضور قبلہ ظفر الملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی شیش محل میں تشریف فرما ہوئے۔ اور مخلوقِ خدا آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر تعزیت اور فاتحہ خوانی کرتی رہی۔

تعزیت اور فاتحہ خوانی کرنے والوں میں ملک بھر سے نامور علماء کرام سیاست دان وزراء پیران عظام، وکلاء، ڈاکٹرز، سماجی شخصیات، الغرض ہر طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ایک بڑی تعداد تھی۔ جس کی تفصیلات آپ آگے چل کر تاثرات کے باب میں پڑھیں گے۔ فی الوقت چند نامور حضرات گرامی قدر کا ذکر کروں گا۔

۱۔ پیر طریقت رہبر شریعت جگر گوشہ ضیاء الامت حضرت پیر امین الحسنات شاہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین بھیرہ شریف وفاقی وزیر مملکت مذہبی امور پاکستان

جگر گوشہ ضیاء الامت جسٹس پیر کرم شاہ الازہری محترم المقام پیرِ طریقت، رہبر شریعت حضرت پیر امین الحسنات شاہ صاحب مدظلہ العالی تعزیت اور فاتحہ خوانی کے لئے علی پور شریف میں تشریف آوری ہوئی۔ حضور قبلہ فخر ملت کی بلندی درجات کے لئے دعا مانگی اور حضور ظفر الملت کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازا اور اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ پیر امین الحسنات شاہ صاحب نے حضور فخرِ ملت کی ہستی مبارکہ کو شاندار انداز میں خراج عقیدت پیش کیا۔ اور جناب پیر فاروق بہاؤالحق صاحب نے ڈائری میں تعزیت کے تاثرات تحریر کئے۔

۲۔ حضرت علامہ صاحبزادہ فضل کریم صاحب مرکزی صدر جماعت اہل سنت پاکستان

مرکزی صدر جماعت اہلسنت پاکستان جناب محترم المقام حضرت علامہ صاحبزادہ فضل کریم صاحب آستانہ عالیہ علی پور شریف میں حاضر ہوئے۔ حضور قبلہ فخرِ ملت کے مزارِ پُر انوار پر فاتحہ خوانی کی اور حضور قبلہ ظفر الملت کے ساتھ تعزیت کی۔ صاحبزادہ فضل کریم صاحب نے حضور قبلہ فخر ملت کی نوازشات کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کی ہستی مبارکہ اہل سنت پاکستان کے لئے بالعموم اور عالمِ اسلام کیلئے بالخصوص ایک قیمتی اثاثہ اور سرمایہ تھی۔ آپ کی رحلت سے اُمتِ مسلمہ کو ناقابل تلافی نقصان اُٹھانا پڑا ہے۔ آپ نے حضور والا کی ذات کو خراجِ عقیدت پیش کیا اور لواحقین کو صبرِ جمیل کی تاکید کی۔

حضور قبلہ فخر ملت کی ہستی مبارکہ کے ایصالِ ثواب کیلئے ہر جمعرات بعد نمازِ عصر قرآن خوانی اور درود وسلام کی محافل منعقد ہوتی رہی جن میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے۔ شیش محل مخلوقِ خدا سے بھر جاتا۔ حضور ظفرِ ملت ہر جمعرات کو مہمانوں کیلئے کھانے کا انتظام کرواتے۔ یہ سلسلہ چہلم شریف تک جاری رہا۔ ہزاروں قرآنِ پاک کا ثواب اور کروڑوں درود شریف کا ثواب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ کی ہستی مبارکہ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

چہلم تک لاکھوں کی تعداد میں مخلوقِ خدا اظہارِ تعزیت اور مزارِ پرانوار پر حاضری کے لئے علی پور شریف حاضر ہوئی۔ ہر روز سینکڑوں، ہزاروں لوگ آتے اور فاتحہ خوانی کرتے اور اپنے عظیم شیخ طریقت کو خراجِ عقیدت پیش کرتے۔

ختم چہلم شریف

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا چہلم شریف ۸ راگست ۲۰۱۲ء کو آستانہ عالیہ علی پور شریف میں منعقد ہوا۔ چہلم شریف کی تقریب کے لئے دربار شریف حضور قبلہ عالم حضرت پیر سید جماعت علی شاہ کے احاطہ میں خصوصی انتظامات کئے گئے۔ چونکہ شدید گرمی کا موسم تھا اور رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ لہٰذا حضور قبلہ ظفر الملت نے دربار شریف میں شامیانے لگوائے تھے۔ اور بجلی کے پنکھوں کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ تا کہ مخلوقِ خدا کو کسی قسم کی تکلیف نہ اٹھانا پڑے۔ چہلم شریف کی تقریب بعد نماز ظہر شروع ہوئی۔ لاکھوں کی تعداد میں یارانِ طریقت ملک کے کونے کونے سے تشریف لائے۔ مسجد نور اور دربار شریف لوگوں سے بھر چکا تھا۔ عشاقانِ فخر ملت کے قافلے اپنے ولئ کامل کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے صبح سے ہی آنا شروع ہو گئے تھے۔ دوپہر تک جلسہ گاہ میں تل دھرنے کی جگہ تک نہ تھی۔ ہر طرف چاند چہروں اور سورج پیشانیوں کی کہکشاں دکھائی دیتی تھی۔ ثناء خوانِ مصطفےٰ اور قراء حضرات کی بڑی تعداد نے چہلم شریف کی محفل میں شرکت کی۔ ملک پاکستان کے نامور جید علمائے کرام نے اپنی تقاریر میں وحید العصر شیخ طریقت غوث زماں مجددِ دوراں حضور قبلہ فخر ملت کی دینی وملی اور اسلامی خدمات کو سراہا۔ چورا شریف کے صاحبزادگان نے خصوصی طور پر چہلم شریف کی بابرکت محفل میں شرکت کی۔ عصر کی نماز جلسہ گاہ میں ادا کی گئی۔ محفل کے اختتام پر ختم شریف پڑھا گیا۔ اور حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

صلوٰۃ والسلام پیش کیا گیا۔ اور دعا کی گئی۔ چونکہ رمضان شریف کے ایام تھے۔ لاکھوں کی تعداد میں یارانِ طریقت اس بابرکت اور مقدس مہینہ میں روزے کی حالت میں جہلم شریف کی اس محفل میں شریک تھے۔ سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف جانشین فخرِ ملت حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے افطاری و لنگر کے لئے خصوصی انتظامات کروائے تھے۔ شیش محل اور سامنے والے گراؤنڈ میں شامیانے لگائے گئے تھے۔ جگہ جگہ میٹھے پانی اور دودھ کی سبیلیں لگائی گئی تھیں۔ لوگوں کو دسترخوان پر بیٹھا کر باعزت طریقے سے روزہ افطار کروایا گیا اور لنگر کھلایا گیا تھا۔ راقم الحروف نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لاکھوں مخلوقِ خدا کا اجتماع اور کمال نظم وضبط اور یاران طریقت کے لئے لنگر کا وافر انتظام بلاشبہ یہ فیضان امیر ملت تھا۔ اور حضور ظفر الملت کی کرامت تھی۔ کہ ایک ہی وقت میں اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کے لئے انتظامات بااحسن انجام پائے۔ حضور فخرملت پیر سید افضل حسین شاہ کے وصال کے بعد جس صبر و تحمل کا مظاہرہ حضرت پیر سید ظفر حسین شاہ نے کیا اور جس احسن انتظام کا مظاہرہ جہلم شریف کے موقع پر کیا۔ اس کی مثال دینا محال ہے۔ حضرت فخرملت کے مریدین یقیناً ظفر الملت کو فخرِ ملت سمجھتے ہیں۔ آپ کا بے حد احترام کرتے ہیں اور آپ کو دل و جان سے عزیز سمجھتے ہیں۔ حضرت ظفر الملت نے اپنی سجادہ نشینی کے بعد اب باقاعدہ طور پر مخلوق خدا کی بیعت لینے اور رہنمائی کرنے کا فریضہ انجام دینا شروع کر دیا ہے۔ خدا آپکو لمبی عمر عطا فرمائے (آمین)

قطعات تاریخ وصال

رفتید و لے نہ از دل ما

حضرت پیر سید افضل حسین شاہ سجادہ نشین امیر ملت دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

علی پور سیداں شریف تاریخ وصال ۲ جولائی ۲۰۱۲ء بمطابق ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ

از: سردار محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ حسن ابدال

سجادہ نشین کا دورانیہ: ۳۲ سال بہ الفاظ بحساب ابجد "طیب ہو"

قرآنی مادہ تاریخ (سال وصال) اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

فضیلت یاب اجمل طیبہ: ۱۴۳۳ھ شمع بام شریعت: ۱۴۳۳ھ

عظمت فقر حیدر: ۲۰۱۲ء تذکرہ حق: ۱۴۳۳ھ

"نبراس عرفان طریقت" ۱۴۳۳ھ "تذکار رسالت" ۲۰۱۲ء

"شاہراہ ملک عظمت" ۲۰۱۲ء

قطعہ تاریخ بحساب ہجری ا

وہ خاندان سید الکونین ﷺ کا سپوت
اس کا نسب عظیم بلند و بہیں حسب
ساعی تھا بہر عظمت اسلام عمر بھر
ملتے نہیں کسی کو کمالات بے سبب
جہد فروغ دین نبی ﷺ میں بسر ہوئے
اس کی حیات پاک کے لمحات روز و شب
خود بھی کیا کرایا بھی اہل جہان سے
ذکر کثیر رب کریم و شہ عرب
توصیف اس مجسمہ خیر کی کروں
اتنا مرا مقام کمال سخن ہے کب
مجھ کو معا عطا ہوئی اس کے وصال کی

چاہی سروش غیب سے تاریخ میں نے جب
تاریخ اس خدا کے ولی کے وصال کی
طارق کہی ہے میں نے "فضیلت علو ادب"

۱۴۳۳ ہجری

وہ ریحان ریاض شبہ جماعت
گلاب گلستان امیر ملت
خصوصی اس کو قدرت نے نوازا
سجایا اس کے سر پر تاج عظمت
کیا اس کے لئے مختص ازل میں
لباسِ شرف و ملبوس فضیلت
عیاں اس کے رُخِ پُر نور سے تھا
شکوہِ فقر و جلالِ طریقت
رہا کوشاں فروغِ حق کی خاطر
رکھی قائم بزرگوں کی روایت
اصولوں پر چلا اسلاف کے وہ
سنبھالی خوب آبائی وراثت
حسیں نقش کمالات نیاگاں
خدا والوں کا عکسِ شان و شوکت
خدائے پاک کا مقبول بندہ
گیا دارِ فنا سے سوئے جنت
وہ نفسِ مطمئنہ رب کی جانب
اسی کے حکم سے کی اس نے رجعت
مرید حد درجہ ہیں محزون و مغموم
ملول و غم زدہ ہیں اہل نسبت

منور اس کا مرقد ہو خدایا
الٰہی پُر مہک ہو اس کی تربت
ہے تاریخ وصال اس مرد حق کی
بحمد اللہ "علو و افضلیت"

۱۴۳۳ھ

از: صاحبزادہ پیر محمد فیض الامین فاروقی سیالوی ایم۔اے گجرات
"صدیق جہاں صاحبزادہ پیر سید افضل حسین شاہ"

۲۰۱۲ء
"مرکزِ انوار علی پور شریف"

۱۴۳۳ھ

مرحبا پیر افضل سعادت نشاں — زُبدۂ کاملاں افتخار زماں
وہ فرشتہ تھے اِک شکلِ انسان میں — صاحب اِتقا تھے وہ شیریں دہاں
گلشنِ شہ جماعت کا دِلکش وہ پھول — ابرِ جُود و کرم بحرِ فیضِ رواں
تیرہ شعبان کی تھی وہ شنبہ چہار — بن گئے جا کے وہ زیب خُلدِ جناں
جس کا دیدار تھا وجہ تسکینِ دل — چھپ گیا چہرۂ پُر نور وہ نا گہاں
اُن کی مرقد ہمیشہ فروزاں رہے — پائیں جنت میں وہ قُربِ شاہِ شہاں
سالِ رحلت کہو اُن کی فیض الامین — "مجلّی دیئے پیر افضل صدیق جہاں"

۱۴۳۳ھ

از: علامہ صاحبزادہ پیر عرفان الٰہی قادری ساہو چک شریف ضلع سیالکوٹ

"مولانا الحاج پیر سید افضل حسین نقشبندی"

۲۰۱۲ء

وا دریغا پیر افضل بھی ہوئے ہم سے جدا
ہو گیا پیدا جہانِ علم و دانش میں خلا
تھے وہ مردِ پاک باطن خوب سیرت ذی وفا
اُن کی رگ رگ میں رچی تھی اُلفتِ خیر الوریٰ
اِک صفِ ماتم بچھی ہے عالمِ اسلام میں
ہو گئے ہیں طالبانِ راہِ حق بے دست و پا
اُن کی مرقد پر رہے بارانِ رحمت کا نزول
باغِ جنت میں اُنھیں حاصل ہو قُربِ کبریا
اُن کا عرفانِ الٰہی قادری نے سالِ وصل
" پیر افضل نقشبندی مردِ صالح " کہہ دیا

۲۰۱۲ء

شمس الآفاق، قطب الاقطاب، سلطان الاولیاء، واقف اسرار حقیقت، زبدۃ الکاملین، عمدۃ العارفین، شہزادۂ رسول عربی ﷺ، جگر گوشہ حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ، آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب، حضور قبلہ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ القاری پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت پر پیغامات تعزیت

تصور میں اترتا ہوں تو سوچیں مہک اٹھتی ہیں
جمال یار کا گلشن بڑا شاداب دکھتا ہے

ماہنامہ رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم گوجرانوالہ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ بمطابق اگست ۲۰۱۲ء

فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳ رشعبان المعظم بمطابق ۴ رجولائی بروز بدھ بوقت فجر تقریباً ۴ بج کر ۳۵ منٹ پر بعمر تقریباً ستر سال قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ اسی روز بعد نماز عصر علی پور سیداں شریف (ضلع نارووال) میں ادا کی گئی۔ جس میں نامور علماء اور مشائخ اور تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

خدا کی قدرت اس روز شدید گرمی تھی لیکن جب حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ کا وقت ہوا تو اچانک بادل منڈلانے لگے اور ٹھنڈی ہوائیں شروع ہو گئیں۔ اس موقع پر رضوی صاحب نے لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول کراتے ہوئے پڑھا۔

آئیاں ٹھنڈیاں ہواواں مدینے دیاں
یاد آئیاں فضاواں مدینے دیاں
تینوں لین گے او کدی نی کدی
منگدا رو تو دعاواں مدینے دیاں

یاد رہے کہ شہید میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مولانا محمد اکرم رضوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کے موقع پر بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ ۴ ربیع الاول ۱۴۱۵ ہجری بمطابق ۱۴ راگست کا دن تھا۔ اور شدید دھوپ تھی۔ جوں ہی مولانا صاحب کا جنازہ اسلامیہ کالج کے گراؤنڈ میں پہنچا تو ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں۔ اس موقع پر رضوی شہید کے شیخ کامل علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب نے بڑے پیارے انداز میں پڑھا۔

آئیاں ٹھنڈیاں ہواواں مدینے دیاں
یاد آئیاں فضاواں مدینے دیاں

پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے بے شمار خوبیوں سے نوازا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عالم دین بھی تھے اور حافظ قرآن بھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اندرون ملک اور بیرون ممالک کئی مرتبہ تبلیغی دورے فرمائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان بڑا دلنشین ہوتا۔ چونکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی عقیدت تھی۔ اس لیے اپنے بیانات میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار بھی پڑھتے اور

بڑے خوبصورت انداز میں ان کی تشریح فرماتے۔ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ۲۲ سال آستانہ عالیہ نقشبندیہ علی پور سیداں شریف کے سجادہ نشین رہے۔

مشرف دور کا واقعہ

ہر سال علی پور سیداں شریف میں نماز تراویح میں قرآن پاک سناتے۔ مشرف دور میں نارووال کا ڈی سی اور رمضان المبارک میں دعوت نامہ لے کر آیا کہ اسلام آباد میں صدر صاحب نے بعض علماء و مشائخ کو افطار ڈنر پر بلایا ہے۔ نارووال میں سے آپ کا نام ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مشرف کیلئے میں اپنی منزل کو نہیں چھوڑ سکتا۔ مجھے مشرف کی پارٹی کی ضرورت نہیں۔ میں تو نماز تراویح میں قرآن پاک سناؤں گا۔

نباضِ قوم مفتی پیر ابو داؤد محمد صادق مدظلہ سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑی محبت فرماتے۔ قاضی محمد یعقوب رضوی خطیب جامع مسجد شاہ جماعت نارووال کے بقول حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کئی مرتبہ فرمایا کہ اگر علماء میں سے کسی کو ولی مانتا ہوں تو وہ مولانا محمد صادق ہیں۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کے آپ مستقل قارئین میں سے تھے۔ کتاب براہین صادق میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درج ذیل تاثرات موجود ہیں۔

حضرت علامہ مفتی ابو داؤد محمد صادق صاحب کی شخصیت قابل تعارف نہیں۔ یہ شخصیت ماشاء اللہ پاکستان بلکہ بیرون ملک بھی مشہور ہے۔ انہوں نے دین کی تبلیغ و اشاعت میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ جو کسی سے نہ ہو سکتے تھے۔ میں حضرت علامہ موصوف و مذکور کیلئے بوساطت سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل حضرت مذکور کو حیات طولانی سے طاقت اور توانائی عطا فرمائے۔ تاکہ دین متین کی زیادہ سے زیادہ تبلیغ ہو سکے۔ اور راستے میں بھٹکے ہوئے سیدھی راہ پر گامزن ہو کر باعث نجات بن سکیں۔

(فقط والسلام پیر سید افضل حسین شاہ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے پیر صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ صاحبزادہ پیر ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی و دیگر متعلقین و محبین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ہم سب کو حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۔ جناب محترم صاحبزادہ فضل کریم صاحب صدر جماعت اہلسنت پاکستان
فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب جماعتی رحمۃ اللہ علیہ میری نظر میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب، جانشین حضرت امیر ملت محدث علی پوری، حضور قبلہ فخر ملت ایک بلند پایہ اور عظیم مبلغ اسلام، پیر طریقت اور مرشد با کمال تھے۔ حضرت فخر ملت کی دینی و علمی و مذہبی شخصیت عالم اسلام کے لئے ایک روحانی پیشوا اور علمی ہستی کا درجہ رکھتی تھی۔ آپ کے مذہبی و علمی کارناموں کی پوری دنیا معترف ہے۔ حضرت نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کی سربلندی اور ترویج و اشاعت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ بلاشبہ وہ اس صدی کے مجدد تھے۔ ان کے علمی و مذہبی کارناموں سے دنیا ہمیشہ کے لئے مستفید ہوتی رہے گی۔

یہ انسان بظاہر کمزور و ناتواں نظر آتا ہے۔ بے بس و لاچار دکھتا ہے۔ لیکن اس کے اندر ایسی خفتہ صلاحیتیں ہیں اگر وہ انہیں بروئے کار لائے تو نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں کا مصداق بن جاتا ہے

صاحبزادہ فضل کریم صدر جماعت اہلسنت پاکستان

۳۔ حضرت پیر امین الحسنات شاہ صاحب (وفاقی وزیر مذہبی امور پاکستان)

حضور قبلہ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایک ہمہ جہت شخصیت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بسر فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وجود عالم اسلام کیلئے ایک نعمت عظمیٰ کی حیثیت رکھتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چلے جانے سے تصوف میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند کو صحیح معنوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جانشین بنائے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے جوار خاص میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

پیر امین الحسنات شاہ وفاقی وزیر مذہبی امور پاکستان

۹ رجولائی ۲۰۱۲ء

۴۔ وکیل ختم نبوت محترم سید ریاض الحسن گیلانی صاحب پی۔ایچ۔ڈی

حضرت قبلہ مفتی پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نور اللہ مرقدہ الشریف

حضور قبلہ فخر ملت ایک عظیم مذہبی وروحانی شخصیت تھے۔وہ مجھ پر بڑی شفقت ومہربانی فرماتے تھے۔علی پور شریف ہندوستان وپاکستان کا سب سے بڑا پیر خانہ ہے۔وکیل ختم نبوت ہونے کی برکت سے مجھ پر حضرت فخر ملت کی خصوصی توجہ وعنایت رہی۔میں نے دیکھا کہ جس طرح علی پور شریف پاکستان کا سب سے بڑا پیر خانہ ہے۔اسی طرح پاکستان کے تمام مشائخ عظام میں سے حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب علمی اور عملی اعتبار سے سب سے بلند اور منفرد شخصیت کے مالک تھے۔

وکیل ختم نبوت صاحبزادہ سید ریاض الحسن گیلانی

(ایم۔اے،ایل۔ایل۔بی،پی۔ایچ۔ڈی) سابق ایڈووکیٹ جنرل آف پاکستان

۵۔ حضرت الحاج خواجہ پیر صوفی احسان الٰہی صاحب آستانہ عالیہ ساہو چک شریف

جانشین امیر ملت قاسم فیضانِ نبوت حضرت فخر ملت مفتی پیر سید افضل حسین شاہ صاحب جماعتی رحمۃ اللہ علیہ علم وعمل کا سمندر تھے،آپ کی شخصیت خانقاہی نظام اور سجادگان کیلئے نعمت عظمیٰ کی حیثیت رکھتی تھی۔آپ سفیر رسولِ عربی ہی نہیں بلکہ فنا فی الرسول کا درجہ رکھتے تھے۔آپ نے اپنے علم سے لوگوں کے ظاہر کو سنوارا صوفیاء کے باطن کو نکھارا اور طہارت بخشی۔اپنا خونِ جگر دے کر گلشنِ حقیقت ومعرفت کی آبیاری کی۔آپ فقر ودرویشی کے پیغامبر تھے۔وقت کے نامور علماء ومشائخ،اہل علم وقلم اربابِ حکمت ودانش آپ کے قدموں میں بیٹھنا سعادت سمجھتے تھے۔آپ فقیر کے ساتھ بڑی محبت فرماتے تھے۔ہمارا آپس میں قلبی وذہنی ربط تھا۔آپ کے چلے جانے سے دُنیائے تصوف وروحانیت میں بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے اس کو اپنی رحمت سے پورا فرمائیں۔

خدائے جل شانہٗ آپ کے جانشین صاحبزادہ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب صاحب اور آپ کے بیٹوں کو صحت وسلامتی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائیں تاکہ آپ کا فیضان ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جاری وساری رہے۔آمین بجاہ طہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر صوفی احسان الٰہی غفرلہٗ
سجادہ نشین درگاہ مقدسہ ساہوچک شریف ضلع سیالکوٹ
۱۰ر جولائی ۲۰۱۲ء

۶۔ جناب بشیر احمد سلہریا صاحب ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر نارووال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ماشاء اللہ لا قوۃ

حضور قبلۂ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الحمد اللہ ۱۹۸۵ء میں بندۂ ناچیز نے بی ایس سی انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی۔ اور قبلہ پیر افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات ہوئی تو انہوں نے ملازمت کیلئے دعا کی۔ اور عملی طور پر ایک رقعہ پیر سید مظہر الحق المعروف چمن پیر سرکار کے نام لکھا جو آپ کی علمی بصیرت کا مظہر تھا۔ ماشاء اللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں سے مجھے اعلیٰ ملازمت مل گئی۔ اور میں محکمہ زراعت میں بطور واٹر مینجمنٹ آفیسر بھرتی ہو گیا۔ الحمد للحی القیوم فاللہ خیر الرازقین

بشیر احمد سلہریا ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر
۱۱ر جولائی ۲۰۱۲ء نارووال

۷۔ جناب ڈاکٹر سید احسن گیلانی جماعتی صاحب سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور قبلۂ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی ہیں جس کے پیدائشی ولی ہونے کی بشارت حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے دی تھی۔ اور حقیقت میں ایسا ہی تھا۔ میں نے دینی زندگی میں پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ سے سنا ہے کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ بھکھی شریف میں پڑھا کرتے تھے تو حافظ پیر سید جلال الدین تمام اساتذہ سے فرمایا کرتے تھے کہ پیر افضل صاحب سے سبق کیا سننا ہے۔ اس کو سب کچھ آتا ہے۔ کبھی بھی سبق نہیں سنا کرتے تھے۔ شیخ الحدیث حافظ محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ شیخ جامعہ نے کہا کہ شاہ جی تمہارا پیر تو علم کا بے کنارہ سمندر ہے۔ ان کے سامنے تو بڑے بڑے علماء بڑا سنبھل کر

خطاب کرتے ہیں۔ بندۂ ناچیز اس قابل نہیں کہ اپنے پیر و مرشد کے بارے میں کوئی زبانِ تاثر بیان کرے۔ یہ تو حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ہی کی کرم نوازی کا ثمر ہے آج اتنا کچھ لکھ رہا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے والا ہر کوئی یہی سمجھتا تھا کہ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے تھے۔ آپ نے بندۂ ناچیز کو خلافت کے علاوہ آستانہ عالیہ کے تمام تعویزات کی بھی اجازت فرمائی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات حاصل کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ امید ہے کہ آپ کے جانشین پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب پورا پورا حق ادا کرتے ہوئے غلامان فخر ملت کو مایوس نہیں کریں گے۔ اور روحانی پیاس بجھاتے رہیں گے۔

ڈاکٹر سید احسن گیلانی جماعتی سیالکوٹ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

۸۔ جناب میجر (ر) حضرت پیر سید سجاد حسین گیلانی جماعتی صاحب لاہور

حضور قبلۂ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بے مثل شخصیت تھے۔ ان کے ذکر پاک سے رحمتیں اور نعمتیں عطا ہوتی ہیں۔

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اللہ کریم گلشن پاک کو تا قیامت آباد رکھے۔

احقر غلام میجر (ر) سید سجاد حسین گیلانی جماعتی لاہور (کہروڑ پکا)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

۹۔ مصنف کتب کثیرہ علامہ صاحبزادہ پیر عرفان الٰہی قادری صاحب ساہو چک شریف

حضور قبلۂ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ علماء کیلئے اُستاد مشائخ کیلئے شیخ کامل اور غریبوں کیلئے غم خوار اور غمگسار کی حیثیت رکھتے تھے۔ حضور قبلۂ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کمزور و ناتواں لوگوں کو توانا بنایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہم جیسے ناقصوں کو علم و عمل کے ذریعے اور اپنی نگاہ کامل سے کامل بنایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسا عالم، محقق، فقیہ، شیخ الحدیث والتفسیر میری نظر میں کوئی نہیں۔ فقیر تو فقط آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستر خوان کا ہی

ذلا خوار ہے۔اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کو بوسے دینے کی بدولت علم وعمل حاصل ہوا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی تقریر کی تیاری نہیں کی تھی بلکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ بتاتے ہیں میں آگے تقسیم کر دیتا ہوں۔

خلیفہ مجاز حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

احقر العباد صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری غفرلہٗ

آستانہ عالیہ ساہو چک شریف

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

۱۰۔جناب ڈاکٹر ضیاء اللہ صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ کنجاہ شریف ضلع گجرات

حضور قبلہ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے تھے۔ہمارے رہنما و مرشد تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی محبت وسخاوت کا مرقع تھی۔ہر ایک مرید کیلئے شفقت ومحبت کا پیکر تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کمی تا قیامت پوری نہیں ہوسکے گی۔اللہ تعالیٰ حضور امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کو ہمیشہ ہمیشہ قائم رکھے۔اور حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا فیض جاری وساری رکھے۔آمین!

طالب دعا ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ

سجادہ نشین دربار عالیہ طالبیہ کنجاہ شریف ضلع گجرات

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

۱۱۔جناب پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب سجادہ نشین کاہنہ شریف لاہور

حضور قبلہ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارا سب کچھ تھے۔خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی تھا وہ میرے پیر و مرشد تھے۔ہر بات زندگی کی خوشی کی ہو یا غمی کی میں ان سے ضرور کرتا تھا۔گویا وہ بات جو میں کسی اور سے نہیں کرتا تھا۔میں اپنے پیر و مرشد سے کیا کرتا تھا۔اور میری زندگی کے ہر فیصلے کو سلجھاتے تھے۔دینی ہو یا دنیاوی ہو ہر معاملے کو سلجھاتے تھے۔یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ مجھے جو کچھ ملا میرے پیر و مرشد کی دعا سے ملا۔مجھے اس دنیا میں کوئی نہیں جانتا تھا۔ان کے نام کی بدولت سے مجھے دنیا میں عزت ملی۔اور شہرت ملی۔یعنی سب کچھ ملا۔میں دعا گو ہوں کہ خدا میرے پیر و مرشد کے درجات کو مزید بلندی دے۔میں تو یہ

ہی کہوں گا کہ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ کہ میں فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کچھ لکھ سکوں۔ پس خدا ان کے وسیلے سے ہم پر اپنا خاص کرم کرے اور ہمیں بھی انہی کی طرح زندگی گزارنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین!

سید محمد اشرف جماعتی کاہنہ نولاہور

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

۱۲۔ جناب اقبال چشتی صاحب امیر جماعت اہلسنت پاکستان صوبہ پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ و السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

و علی الک و اصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

حضور قبلہ عالم پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر برطانیہ میں سنی۔ انتہائی دکھ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے علوم وروحانیت کے صحیح معنوں میں وارث اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان کے قاسم تھے۔ اس گئے گزرے دور میں ان کی زیارت سے اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ آپ کی سادہ سادہ گفتگو میں علمی وقار اور روحانی چاشنی نمایاں ہوا کرتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ انتہائی اعلیٰ درجے کے شیخ ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم مردم شناس تھے۔ آپ خانقاہی دنیا میں عظیم سرمایہ اور اہلسنت کا قابل فخر اثاثہ تھے۔ آپ کے وصال سے علی پور سیداں شریف میں فیضان امیر ملت کا عظیم سورج غروب ہوا ہے۔ خدا کرے اس کی شعاعوں سے فیض پانے والے سورج ستارے چاند بن کر طلوع ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضور امیر ملت کے تمام شہزادگان کو پیر صاحب کی طرح فیضان امیر ملت کا امین وقاسم بنائے۔ اور بالخصوص آپ کے لخت جگر سید ظفر حسین شاہ جماعتی کو اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت امیر ملت کے تمام خاندانی اُمور کا امین بنائے۔ اور محنت کے ساتھ اس آستانے کا امین بنائے رکھے۔ آمین بجاہ النبی الکرم۔

محمد اقبال چشتی، امیر جماعت اہلسنت پاکستان صوبہ پنجاب

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

۱۳۔ جناب پیر سید محی الدین محبوب حنفی القادری صاحب حویلیاں شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد رسول رب العلمین علیہ و الہ و اصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کل نفس ذائقہ الموت وقال جل شانہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم و لا ھم یحزنون۔

امروز خانقاہ معلی نقشبندیہ جماعتیہ علی پور سیداں شریف میں بغرض دعا و ایصال ثواب برائے حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت پر وارد ہوا۔ حضرت کی علمی و روحانی دینی خدمات بمطابق جدہ کریم طول حیات رہیں۔ اور دین متین کی اشاعت وتصوف کی تعلیمات کے فروغ میں مرحوم رفیع درجہ نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ اور ملک وبیرون ملک آپ کی سعی سے اسلام و اہل اسلام کی خاطر جو کاوشیں ہوئیں وہ اساس دینیہ کی تقویت کے معنی میں ہیں۔ آپ کا سانحہ ارتحال دلوں کو بے حد غمزدہ کر گیا۔ اور اس عظیم المرتبت شخصیت کا پردہ پوش ہونا ایک ایسے وقت میں عالم اسلام کیلئے ایک بڑا صدمہ ہے۔ ملتجی الہ اللہ ہوں۔ کہ حضرت صاحبزادہ موصوف بالقابہ اپنے والد کریم کے اسوہ طیبہ پر عمل پیرا ہو کر رسم دیرینہ تقویت ملت اسلامیہ کو باطریق احسن جاری رکھیں گے۔ اور اس معروف آستانے کا کردار تابندہ بناتے رہیں گے۔

العبد السید محی الدین الحنفی القادری
متولی مرکز روحانی خانقاہ محبوب آباد حویلیاں شریف

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

۱۴۔ جناب حضرت پیر سید مبارک علی شاہ صاحب سجادہ نشین منڈیر شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج مورخہ ۱۱ر جولائی ۲۰۱۲ء کو فقیر آستانہ عالیہ امیر ملت حاضری کیلئے آیا۔ بسلسلہ افسوس اور فاتحہ میرے انتہائی محسن رفیق اور قابل احترام جناب پیر افضل حسین شاہ صاحب حاضر ہوا۔ آپ کا علمی مقام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ بے حد شفیق ملنسار اور قابل احترام شخصیت تھے۔ عالم اسلام اور خاص طور پر روحانی دنیا میں آپ کے وصال سے بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے۔ جو بہت مدت کے بعد شاید پُر ہو سکے۔ دعا ہے رب تعالیٰ ظفر حسین شاہ صاحب کو ان کے نقش قدم پر چلائے۔ اور اس عظیم روحانی خانقاہ اور عزت و بابرکت خانقاہ کو مزید برکتیں

دے۔ آمین!

احقر سید مبارک علی شاہ

سجادہ نشین درگاہ عالیہ حضرت محبوب ذات، منڈیر شریف

۱۵۔ جناب پیر محمد عتیق الرحمٰن صاحب میر پور آزاد کشمیر ممبر قانون ساز اسمبلی آزاد کشمیر

امیر ملت مجدد دین وملت حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پور شریف عالم اسلام کی ایک عظیم علمی تحقیقی روحانی شخصیت گزری ہیں۔ جن کے فیضان کے چشمے دنیا بھر میں جاری ہیں۔ انہی کے عظیم مرکز کے سجادہ نشین حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب شریعت وطریقت میں انفرادیت کے حامل بڑے بڑے علماء بھی آپ کی خدمت میں جائیں۔ ایسے ہی پتا چلتا ہے کہ سب حاضرین آپ ہی سے اکتساب فیض وعلم کر رہے ہیں۔ آپ بلاشبہ دنیا اسلام کے رجل عظیم تھے۔ اتنی بلند وبالا شخصیت میں عجز وانکساری کی کیفیت دیکھ کر اسلاف یاد آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ گلستان جماعت علی صبح قیامت طلوع ہونے تک قائم ودائم رہے۔ اور چار دانگ عالم میں فیض کے چشمے جاری رکھے۔

محمد عتیق الرحمٰن سجادہ نشین فیض پور شریف

میر پور آزاد کشمیر ممبر قانون ساز اسمبلی آزاد کشمیر

۱۶۔ جناب قاری فقیر محمد مسعودی صاحب دار التجوید سیالکوٹ

جانشین امیر ملت مبلغ اسلام حضرت الحافظ العلامہ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کا سانحہ بلاشبہ عظیم سانحہ ہے۔ اس پر فتن دور میں آپ کا وجود با مسعود وجہ ہدایت تھا جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ اس عظیم سانحے کو اللہ کریم حضرت کے عزیز واقارب میں اور اولاد کریم جمیع اُمت مرحومہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ کی خدمات دینیہ اور خدمات مریدین کو قبول فرمائے۔ اور تا ابد آپ کی قبر انور جو تجلیات انوار الٰہی سے یقیناً فیض یاب ہے سے اللہ کے بندے رشد وہدایت حاصل کرتے رہیں۔ آمین!

قاری فقیر محمد مسعودی دار التجوید سیالکوٹ

۱۷۔ جناب سید مقبول حسین شاہ صاحب علی پور سیداں شریف

حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے وصال کا سانحہ ایسا ہے کہ اس سے پیدا ہونے والا علمی و روحانی خلا عرصہ دراز تک پُر نہ ہو سکے گا۔ ان کے لاکھوں معتقدین اور مریدین بے لوث محبت بھری شخصیت کو کبھی فراموش نہیں کر پائیں گے۔ آپ کا تعلق ایک ایسے دینی اور علمی گھرانے سے تھا جس نے کفر و شرک کے گڑھ ہندوستان میں آپ کے جد امجد پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے نہ صرف خود بابائے قوم قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کا بھرپور ساتھ دیا بلکہ اپنے مریدین و وابستگان کو بھی مسلمانانِ ہند کی نمائندہ جماعت آل انڈیا مسلم لیگ کی حمایت کا حکم دیا۔ انہی کے طفیل پنجاب میں برطانیہ پارٹی کے اثر و رسوخ کو بے اثر کرنے کیلئے خاطر خواہ امداد ملی۔ انہی کے جد امجد محدث علی پوری کے روحانی مقام و مرتبے سے اہل وطن بخوبی واقف ہیں۔ پاکستان کے بنانے میں محدث علی پوری کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ جو کہ تا قیامت مسلمانوں کیلئے ناقابل فراموش ہوگا۔

دنیا میں ساری مخلوق خدا انہی ولیوں اور صوفیاء کرام کے طفیل رزق کھاتی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ان نیک لوگوں کے طفیل رزق اور بارش عطا کی جاتی ہے۔ حضرت فخر الملت سے بہت سی کرامات سرزد ہوئیں تھیں۔ آپ نے بے شمار لوگوں کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ میں بیعت فرما کر صوم وصلوٰۃ اور اسباق جماعتیہ کا پابند بنایا۔ آپ حضور امیر ملت کے اس قول مبارک (جان جائے پر نماز نہ جائے) کا اکثر ذکر فرماتے۔ آپ نے بہت سے علماء دین اور اللہ عزوجل کے مقرب بندوں کو ملازمتیں عطا کیں۔ ایک خلیفہ مجاز جناب سید اعجاز حسین شاہ صاحب ایم اے اسلامیات بھی ہیں۔ حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے وصال پر ان کی وصیت کے مطابق قبل از جنازہ محترمہ سیدہ قبلہ آپاں جی صوفیہ صاحبہ اور سید اعجاز حسین نے آپ کے بیٹے سید ظفر حسین شاہ صاحب کی دستار بندی کردی تھی۔ اللہ تعالیٰ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب کو اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! تا کہ گلستان امیر ملت تا قیامت باسلامت سرسبز وشاداب رہے۔ اور عقیدت مندوں اور مریدین اس چمن کی مہک سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے فیض یاب ہوتے رہیں۔ آپ کے نماز جنازہ پر لاکھوں افراد و مریدین کا ہجوم تھا۔ جو اپنے محبوب مرشد کو الوداع کہنے کیلئے ملک کے کونے کونے سے اکٹھے ہوئے تھے۔

علی پور شریف کے ارد گرد گاڑیاں ہی گاڑیاں تھیں۔ ملک بھر سے پیران عظام اور

سجادہ نشین صفیں باندھے موجود تھے۔ اس موقع پر انتہائی رقت آمیز مناظر دیکھنے کو ملے۔ ہزاروں افراد شدت غم سے نڈھال تھے۔ اور آنسو بہا رہے تھے۔ آپ کی رہائش گاہ کے قریب ہی جنازہ گاہ کا مقام تھا۔ ضلع نارووال کی تاریخ میں اتنا بڑا جنازہ کبھی نہ ہوا تھا۔ جنازہ پڑھانے کی سعادت آپ کے لخت جگر جناب سید ظفر حسین شاہ زید مجدہ کو حاصل ہوئی۔ جنازہ ہونے سے قبل ہی ایک بہت بڑا اندھیر طوفان جانب شمال سے نمودار ہوا۔ لوگوں کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ یہ طوفان ہمیں اُڑا کر لے جائے گا۔ جنازے کی چارپائی ابھی جنازہ گاہ میں آئی ہی تھی کہ اندھیر طوفان کچھ جانب مشرق اور کچھ جانب مغرب چلا گیا اور درمیان میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آنا شروع ہو گئی۔ جب کہ اس سے پہلے سارا دن شدید گرمی اور حبس تھا۔ اور اس کے بعد موسم بڑا خوشگوار اور ٹھنڈا ہو گیا۔ جنازے کی چارپائی پر ابابیل کے جھرمٹ نے اُڑنا شروع کر دیا۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی۔ لوگوں نے بڑے اطمینان کے ساتھ اور سکون سے نماز جنازہ پڑھی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ عزوجل نے فخر ملت کے ولی کامل ہونے کا ثبوت پیش کر دیا۔ آپ کے جنازہ میں لاکھوں عقیدت مندوں اور مریدوں نے شرکت کر کے ثواب دارین حاصل کیا۔ مولا کریم آپ کی قبر مبارک پر لاکھوں بلکہ کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آمین!

اس طرح یہ مرد درویش اپنی زندگی کی روشن راہیں چھوڑ کر اور خود حیات نو سے متعارف ہو کر چار جولائی ۲۰۱۲ء ۱۳ شعبان المعظم کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کو روضہ شریف میں مرقد منور حضرت سراج الملت جناب پیر سید محمد حسین کے قریب سمت مغرب میں دفن کر دیا گیا۔

سگ دربار شاہ جماعت
ناچیز فقیر پر تقصیر احقر الراقم سید مقبول حسین شاہ جماعتی
علی پور سیداں شریف

۱۸۔ جناب ڈاکٹر نور حسین صاحب اسلام آباد

میرے نزدیک حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام و مرتبہ بہت بلند و بالا ہے۔ مجھے ایک بات یاد ہے جو میرے سامنے ہوئی وہ یہ ہے کہ حضور قبلہ عالم امیر ملت جہاں کہیں جانے لگتے تو فرماتے کہ میں پیر افضل صاحب سے اجازت لے آؤں۔ اس سے بڑھ کر آپ کا مقام و مرتبہ کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ایک مجدد وقت بھی آپ سے اجازت لے کر جاتے

ہیں۔

ڈاکٹر نور حسین اسلام آباد

۱۹۔ جناب ڈاکٹر عامر رووف قریشی صاحب سیالکوٹ

میرا ڈوبا ہوا بیڑہ تارا سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور فخر ملت کے وسیلہ سے اس سے بڑھ کر میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں آپ حقیقی تعریف کرسکوں

ڈاکٹر عامر رووف قریشی سیالکوٹ

۲۰۔ جناب پیر سید مدثر حسین شاہ صاحب علی پور سیداں شریف

حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک ہمہ صفت موصوف شخصیت تھے۔ صحیح معنوں میں جانشین حضرت امیر ملت ثابت ہوئے۔ اپنی علمی، فکری، سماجی وملی خدمات کی بناء پر ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ ان کا وصال ملت اسلامیہ کا ایک عظیم نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مرقد انور پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آمین!

خاک پائے درگاہ جماعت علی
سید مدثر حسین شاہ

۲۱۔ جناب احسن اقبال صاحب (وفاقی وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ)

محترم پیر افضل شاہ صاحب کی روحانی ومذہبی خدمات ہمیشہ یاد رکھیں جائیں گی۔ ان کا علمی مرتبہ بھی قابل رشک ہے۔ وہ انتہائی شفیق اور غریب ترس شخصیت کے مالک تھے۔ جن کے جانے سے ایک عظیم خلا پیدا ہوگیا ہے۔ جسے پورا کرنا ناممکن ہوگا۔ میری دعا ہے کہ اللہ ان کے سجادہ نشین اور عقیدت مندوں کو اس صدمے سے نمٹنے کیلئے صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین! میں ان کی شفقت اور محبت کو کبھی نہیں بھلاسکوں گا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں اور برکتیں فرمائے۔ آمین!

احسن اقبال

۸؍جولائی ۲۰۱۲ء

۲۲۔ جناب صاحبزادہ سید شفقت شیرازی خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ چورا شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۹۹۹ء میں یکم جون کو بھلوال شریف میں محفل نعت تھی۔ اور میری بھی نعت شریف ہوئی۔ محفل نعت جس وقت اختتام پذیر ہوئی تو شہنشاہ ولایت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے ساتھ قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ فرمانے لگے کہ حضور کھانا ہمارے ساتھ تناول فرمائیں۔ میں نے آپ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا اس کے بعد فرمانے لگے کہ کچھ کہنا ہے میں نے عرض کی سرکار حج کی درخواست دی ہے دعا کریں درخواست قبول ہو جائے۔ آپ نے اپنی زبان اقدس سے فرمایا کہ آپ کی درخواست قبول ہو گئی ہے۔ آپ گھر سے دو میل فاصلے پر ہونگے تو خوشخبری تیار ہوگی۔ میں جب واپس لاہور آیا تو مغل پورہ میں ہی خوش خبری مل گئی کہ آپ کو مبارک ہو۔ آپ کی درخواست قبول ہو گئی ہے۔ ولی کامل کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ان شاء اللہ پورے ہو گئے۔ اور میرا حج اکبر ہوا۔ اللہ پاک عمل کی توفیق فرمائے۔ آمین!

صاحبزادہ سید شفقت شیرازی خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ چورا شریف

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

۲۳۔ جناب پروفیسر رضی الدین احمد جماعتی صاحب کراچی

حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اختر ملت کو اللہ اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

پروفیسر رضی الدین احمد جماعتی کراچی

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

۲۴۔ جناب سید علی حسین جماعتی صاحب آستانہ عالیہ چادر والی سرکار ملتان

بدھ کی کربناک صبح کا سورج میرے مرشد کریم کی جدائی کا پیغام لیکر نمودار ہوا، ایسا معلوم ہوتا تھا کا دھڑکن رُک جائے گی میرے والد گرامی حضرت پیر سید زین العابدین کے وصال کے بعد میرے مرشد کریم نے والد کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ آج جب مرشد کریم موجود نہ ہیں تو ہم حضرت پیر سید ظفر حسین صاحب کی صورت مبارک میں انہیں تلاش کر رہے ہیں۔ میرے دادا جان حضرت پیر سید ولی محمد شاہ صاحب المعروف سیدنا چادر والی سرکار نے

اپنے صاحبزادے کو اپنے مرشد پر قربان کیا۔ پھر آپ کے دوسرے صاحبزادے اور میرے والد گرامی کا وصال بھی علی پور کی مقدس سرزمین پر ہوتا ہے۔ یہ ہماری اور اس گھرانے کی نسل در نسل غلامی کی دلیل صادق ہے۔ میں اپنی بات ان اشعار کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔

یوں کئی لوگ دنیا سے بچھڑ جاتے ہیں
کئی لوگ دنیا میں چلے آتے ہیں
بعض آتے ہیں تو بہار آتی ہے
بعض جاتے ہیں تو راحت چلی جاتی ہے
ڈھونڈتی پھرتی ہے ان کو نگاہ بے تاب
نہیں ملتا پھر انکا زمانے میں جواب

سید علی حسین جماعتی

آستانہ عالیہ حضرت چادر والی سرکار ملتان

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

۲۵۔ جناب پروفیسر محمد اصغر جماعتی گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی سیالکوٹ

حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب جماعتی مجھ جیسے بندہ ناچیز پر نہایت شفقت فرماتے تھے۔ ہر سال میرے غریب خانے پر آتے اور شفقت و محبت کے پھول نچھاور فرماتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اور حضرت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب کو عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین!

پروفیسر محمد اصغر جماعتی

گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی سیالکوٹ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

باب دوازدہم
کرامات

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں انبیاء کرام علیہم السلام افضل ترین اور برگزیدہ ہستیاں ہوتی ہیں وہ خدا تعالیٰ کے بندوں کی ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً مبعوث ہونے پر یہ دین مکمل ہو گیا۔ اور سلسلہ نبوت ختم ہوا۔ انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنی صداقت کی سند کے طور پر ہمیشہ ایسے امور پیش کئے جو خرقِ عادت تھے۔ انہی کو اصطلاح میں معجزہ کہتے ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات سے تاریخ انسانی بھری پڑی ہے اور قرآن مجید بھی شاہد و ناطق ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی میراث ان کے معجزات اور ان کی تعلیمات ہوتی ہے۔ اور اس دنیا سے ان کے رخصت ہو جانے پر ان کی میراث ان کی روحانی اولاد یعنی اولیاء اللہ کو منتقل ہوتی ہے۔ بشرطیکہ وہ کامل اولاد ان کی کامل تابع ہو۔ اس لئے نبی کے کامل متبع کو ولی اللہ کہتے ہیں۔ اور اولیاء کرام ہی کو انبیاء کی روحانی میراث ملتی ہے۔ چنانچہ نبی کا معجزہ جب ولی کو بطور وراثت پہنچتا ہے تو اس کا اصطلاحی نام کرامت ہوتا ہے۔ جس طرح نبی کا معجزہ اس کی نبوت کی سند ہوتا ہے اسی طرح ولی کی کرامت اس کی ولایت کی سند ہوتی ہے۔ اور ولی کی کرامت درحقیقت اس نبی کا معجزہ ہوتا ہے جس کا ولی تبع ہوتا ہے۔ اب یہاں قرآن مجید سے چند کرامات کی اسناد پیش کی جاتی ہیں تا کہ قارئین آسانی سے سمجھ سکیں اور ایمان ویقین کو پختہ کر سکیں۔

۱۔ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ○

ترجمہ:۔ "جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا (اس کی) عبادت گاہ میں (تو) موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیزیں (یعنی بے موسم پھل وغیرہ) ایک بار بولے اے مریم! کہاں سے تمہارے لئے آتا ہے یہ (رزق) مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب"۔ (سورۂ آل عمران آیت نمبر ۳۷ پارہ ۳)

قارئین حضرت مریم نبی نہ تھیں بے موسم پھلوں کا آپ کے پاس پایا جانا آپ کی کرامت تھی۔

۲۔ قرآن مجید میں سورہ الکھف کی آیت نمبر ۶۶ تا ۸۷ تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر کیا ہے میں یہاں طوالت کے پیش نظر عبارت نہیں لکھ رہا لیکن وہ تمام واقعہ عرض کر رہا ہوں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین کا مضمون بنانے کی سعادت عطا فرمائی۔ اس بات پر اولیاء کا اجماع ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اللہ کے مقبول ولی تھے اور حضرت

موسیٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ رسول تھے۔ مختصراً عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"کہا اس بندے (خضر علیہ السلام) کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں بشرطیکہ آپ سکھائیں مجھے رشد و ہدایت کا خصوصی علم جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔ اس بندے نے کہا آپ میرے ساتھ صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں اس بات پر جسکی آپ کو پوری طرح خبر نہیں۔ آپ نے کہا آپ مجھے پائیں گے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا صبر کرنے والے اور میں نافرمانی نہیں کروں گا آپ کے کسی حکم کی۔ اس بندے (خضر علیہ السلام) نے کہا اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھنے نہیں یہاں تک کے میں آپ سے اس کا خود ذکر کروں۔ پس وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ سوار ہوئے کشتی میں تو اس بندے نے اس میں شگاف کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام بول اٹھے کیا تم نے اس لئے شگاف کیا ہے کہ اس کی سواریوں کو ڈبو دو۔ یقیناً تم نے بہت برا کیا ہے۔ اس بندے نے کہا کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ میں یہ طاقت نہیں کہ میری سنگت پر صبر کرسکیں۔ آپ نے عذر خواہی کرتے ہوئے کہا کہ نہ گرفت کرو مجھ پر میری بھول کی وجہ سے اور نہ سختی کرو مجھ پر میرے اس معاملہ میں بہت زیادہ پھر وہ دونوں چل پڑے حتیٰ کہ جب وہ ملے ایک لڑکے کو تو اس (خضر علیہ السلام) نے اسے قتل کر ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کیا مار ڈالا آپ نے ایک معصوم جان کو کسی نفس کے بدلہ کے بغیر بے شک آپ نے ایسا کام کیا ہے جو بہت ہی نازیبا ہے۔ اس نے کہا کیا میں کہہ نہ دیا تھا آپ کو کہ آپ میری معیت پر صبر نہ کرسکیں گے آپ نے کہا اگر میں نے پوچھوں آپ سے کسی چیز کے بارے میں اس کے بعد تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں۔ آپ میری طرف سے معذور ہوں گے۔ پھر وہ چل پڑے یہاں تک کہ جب ان کو گزر ہوا گاؤں والوں کے پاس تو انہوں نے ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا ان کی میزبانی کرنے سے پھر ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی اس بندے نے اسے درست کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے اگر آپ چاہتے تو اس محنت پر مزدوری ہی لے لیتے۔ اس نے کہا (بس سنگت ختم) اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ میں آگاہ کرتا ہوں آپ کو ان باتوں کی حقیقت پر جن کے متعلق آپ صبر نہ کر سکے۔ وہ جو کشتی تھی وہ چند غریبوں کی تھی جو (ملاحی کا) کام کرتے تھے دریا میں۔ سو میں نے ارادہ کیا کہ اسے عیب دار بنا دوں اور (اسکی وجہ یہ تھی کہ) اُن کے آگے جابر بادشاہ تھا جو پکڑ لیا کرتا تھا ہر کشتی

کو زبردستی سے۔ اور وہ جو لڑکا تھا۔ تو (اسکی حقیقت یہ ہے کہ) اسکے والدین مومن تھے۔ پس ہم نے چاہا کہ بدلہ دے انہیں ان کا رب (ایسا بیٹا) جو بہتر ہو اس سے پاکیزگی میں اور ان پر زیادہ مہربان ہو۔ باقی رہی دیوار (تو اسکی حقیقت یہ ہے کہ) وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (دفن) تھا۔ اور ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا۔ پس آپ کے رب نے ارادہ فرمایا کہ وہ دونوں بچے اپنی جوانی کو پہنچیں اور نکال لیں اپنا دفینہ یہ (ان پر) ان کے رب کی خاص رحمت تھی اور (جو کچھ میں نے کیا) میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا یہ حقیقت ہے ان امور کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا"۔ (ضیاء القرآن جلد سوم صفحہ ۳۱ تا ۴۵ آیت نمبر ۶۶ تا ۸۲ سورہ الکھف)

اب اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ خضر علیہ السلام کا خرق عادت یہ کام کرنا اس علم لدنی کے باعث تھا جو اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو عطا فرماتا ہے یہی حضرت خضر علیہ السلام کی کرامات ہیں۔

۳۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ○ (سورہ النمل آیت نمبر ۴۰ پارہ ۱۹)

ترجمہ:۔ "اور بے شک میں اس کو اٹھالانے کی طاقت بھی رکھتا ہوں امین بھی ہوں عرض کی اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ (اجازت ہو تو) میں لے آتا ہوں اسے آپکے پاس اس سے پہلے کہ آپکی آنکھ جھپکے پھر جب آپ نے اسے دیکھا کہ وہ رکھا ہوا ہے آپ کے نزدیک تو فرمانے لگے یہ میرے رب کا فضل ہے۔ تاکہ وہ آزمائے مجھے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جس نے شکر کیا تو وہ شکر کرتا ہے اپنے بھلے کے لئے اور جو ناشکری کرتا ہے وہ اپنا نقصان کرتا ہے بلاشبہ میرا رب غنی بھی ہے"۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک خادم آصف بن برخیا نے تخت بلقیس آنکھ جھپکنے سے پہلے پیش خدمت کر دیا یہ اسکی کرامت ہے کیونکہ وہ نبی تو نہیں تھا۔ اس کے پاس تو بس تھوڑی معرفت تھی۔ اور ساتھ ہی یہ سبق دیا گیا کہ غرور نہیں آنا چاہیے۔ بلکہ حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں شکر ہے رب کا اور سراپا نیاز بن جاتے ہیں۔

۴۔ وَتَحْسَبُهُمْ اَیْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ ○ (سورہ الکھف آیت نمبر ۱۸ پارہ ۱۵)

ترجمہ:''اور (اگر تو دیکھے) تو انہیں بیدار خیال کرے گا حالانکہ وہ سو رہے ہیں۔ اور ہم انکی کروٹ بدلتے رہتے ہیں (کبھی) دائیں جانب اور (کبھی) بائیں جانب اور ان کا کتا پھیلائے بیٹھا ہے اپنے دونوں بازو ان کی دہلیز پر''۔

اس میں اللہ تعالیٰ ان ولیوں کی کرامت کا ظہور فرما رہا ہے۔ جو جابر حکمران کے ڈر سے اپنے مولیٰ کی یاد میں اور کفر و شرک سے بچنے کے لئے ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے جسموں کو تین صدیوں تک صحیح سلامت رکھا طوالت کے ڈر سے مکمل واقعہ پیش نہیں کر رہا۔

اب بندہ ناچیز کرامت کا ثبوت احادیث وسنت کی روشنی میں پیش کرتا ہوں

حضرت سالم رضی اللہ عنہ کے والد گرامی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''تم سے پہلے لوگوں کے ایک قبیلہ میں سے تین شخص سفر پر روانہ ہوئے۔ رات ہو گئی تو انہیں ایک غار ملی وہ اس میں داخل ہو گئے۔ خدا کا کرنا کہ پہاڑ سے ایک پتھر لڑھکا اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ بخدا! اس پتھر سے نجات تو تب ناممکن ہے۔ جب تک نیک اعمال کے واسطہ سے بارگاہ الٰہی میں دعا نہیں مانگو گے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا کہ میرے والدین بوڑھے اور عمر رسیدہ تھے۔ میں اپنے والدین سے قبل کسی کو دودھ نہیں پلاتا تھا۔ نہ بیوی بچوں اور نہ ہی غلام کو۔ ایک دن درخت تلاش کرتے مجھے دیر ہو گئی میں شام تک واپس نہ آیا تو وہ سو گئے۔ میں نے دودھ دوہا اور ان کے پاس پہنچا تو وہ ابھی تک سوئے پڑے تھے میں نے بیدار کرنا اچھا نہ سمجھا اور ان سے پہلے بیوی بچوں اور غلام کو دودھ پلانا مناسب خیال نہ کیا چنانچہ ہاتھ میں پیالہ لئے کھڑا رہا اور اس انتظار میں رہا کہ ابھی جاگیں گے۔ اسی دوران صبح ہو گئی۔ اب وہ جاگے تو اپنے حصے کا دودھ پیا۔ تو اے اللہ اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو جس مصیبت میں ہم گرفتار ہیں اسے دور کر دے چنانچہ پتھر قدرے ہٹا لیکن نکلنے کا راستہ نہ بنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا: کہ پھر دوسرا بولا اے اللہ! میری ایک چچازاد بہن تھی مجھے بہت پیاری لگتی تھی۔ میں نے اسے بہکانے کی کوشش کی لیکن وہ انکاری ہو گئی۔ ایک سال وہ قحط میں مبتلا ہو گئی۔ تو میرے پاس چلی آئی میں نے اسے ایک سو بیس دینار اس شرط پر دینے کو کہا کہ اسے برائی کرنا ہو گی۔ وہ رضا مند ہو گئی۔ جب میں برائی پر قادر ہوا تو اس نے کہا تمہارے لئے یہ

مناسب نہیں کہ ناحق مہر توڑ دو۔ چنانچہ میں برائی سے باز آ گیا۔ اور پیچھے ہٹ گیا حالانکہ وہ مجھے ساری دنیا سے پیاری تھی۔ پھر میں نے اسے وہ سونا بھی چھوڑ دیا جو اسے دے چکا تھا۔ الٰہی اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا۔ تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے دے۔ جس میں ہم گرفتار ہیں پتھر کچھ مزید ہٹا لیکن یہ اب بھی نکل نہیں سکتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تیسرا بولا کہ الٰہی! میں نے چند مزدوروں سے مزدوری پر کام لیا۔ اور انہیں اجرت دے دی صرف ایک آدمی ایسا تھا جس نے اپنی مزدوری نہ لی اور چلا گیا۔ اسکی وہ اجرت میرے پاس بڑھتی رہی۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد وہ آیا اور مجھ سے اجرت مانگی۔ تو میں نے کہا۔ یہ اونٹ، بکریاں، گائے اور غلام جو کچھ بھی تم دیکھ رہے ہو سب تمہارا ہے اس نے کہا مجھ سے مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا مذاق نہیں کر رہا چنانچہ وہ سب مال ہانک کر لے گیا اور باقی کچھ بھی نہ چھوڑا۔ الٰہی! اگر یہ کام میں نے صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے دے۔ جس میں ہم مبتلا ہیں۔ چنانچہ پتھر مکمل طور پر ہٹ گیا اور وہ غار سے نکل کر روانہ ہو گئے،،۔ (الرسالۃ القشیریہ صفحہ ۴۱۰، نفحات الانس صفحہ ۴۹) بستان العارفین بحوالہ صحیح بخاری و صحیح مسلم، تجلیات مرشد)

"حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ایک طویل واقعہ میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام (اصحاب صفہ) کی دعوت کی۔ آپ نے خود بھی کھانا کھایا اور دوسروں نے بھی۔ ہر لقمہ اٹھانے کے بعد کھانا پہلے سے بھی بڑھ جاتا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے فرمایا اے ہمشیرہ بنی فراس! یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک (میرے سرتاج) اس وقت تو یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ چنانچہ ان سب صحابہ نے بھی خوب کھایا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھی روانہ کیا جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تناول فرمایا،،۔ (صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مسند امام بزار رحمۃ اللہ علیہ المنہاج السوی، تجلیات مرشد)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی ایسی بات نہیں سنی جس کے متعلق انہوں نے فرمایا ہو کہ میرے خیال میں یہ اس طرح ہے اور وہ ان کے خیال کے مطابق نہ نکلی ہو،،

(صحیح بخاری شریف، المنہاج السوی بحوالہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ و امام نووی رحمۃ اللہ علیہ)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس کا سالار ایک شخص کو مقرر فرمایا جس کا نام ساریہ تھا۔ ایک دن آپ خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک دوران خطبہ فرمایا (پکارا) اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ لو۔ جنگ کے بعد لشکر سے ایک قاصد آیا اور کہنے لگا۔ اے امیر المومنین! ہم دشمن سے لڑ رہے تھے۔ اور قریب تھا کہ وہ ہمیں شکست دے دے۔ پھر اچانک کسی پکارنے والے نے پکارا۔ اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ لو۔ ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف کر لیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی اور ہمیں فتح و مسرت عطا فرمائی"۔ (المنہاج السوی بحوالہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ)

عبد فقیر نے ہزاروں میں سے چند ایک واقعات مستند حوالہ جات کے ساتھ پیش کر دیے جو کہ اہل شعور اور فکر و یقین والے احباب کے لئے اکسیر کا درجہ رکھتے ہیں۔ اب میں کرامت کی تعریف اور ظہور کے بارے میں اولیاء و علماء کے اقوال کی روشنی میں پیش کرتا ہوں۔

حضرت امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ تصوف کی نادر کتاب الرسالۃ القشیریہ کے صفحہ ۴۰۳ پہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت استاذ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"کہ اولیاء اللہ کی کرامتیں قابل تسلیم و جواز ہیں اور اس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایک وہم و گمان میں آنے والی چیز ہے۔ اور دماغ میں اس کے آنے سے کوئی شرعی اصول نہیں ٹوٹتا لہٰذا یہ ضروری ہے۔ ہم بتائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ایجاد کرنے کی قوت رکھتا ہے اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ اسے ایجاد کر دینا اللہ کی قدرت و قوت میں ہے تو اس کے جائز ہونے میں کوئی شے رکاوٹ نہیں بن سکتی"۔

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۰۴ پہ اپنا خیال علمی نکتہ نظر کے تحت فرماتے ہیں۔

"کرامت ایک حادث چیز ہوتی ہے (جیسے معجزہ) کیونکہ جو چیز قدیم ہوتی ہے۔ اس سے کسی فرد کا تعلق نہیں ہوتا یہ ایک عادت کے خلاف ہونے والا کام ہوتا ہے۔ یہ دار تکالیف (دنیا) میں واقع ہوتی ہے۔ ایک بندے کی خصوصیت اور فضیلت بتایا کرتی ہے۔ کبھی تو اسکی دعاء اور اپنی پسند سے واقع ہوتی ہے۔ اور کبھی ظاہر نہیں ہوا کرتی۔ اور کبھی کبھی اس کے اختیار کے بغیر ہی واقع ہو جاتی ہے۔ ولی کو یہ حکم نہیں ہوتا کہ اپنے اعتراف کے لئے لوگوں سے کہے لیکن اگر وہ کسی اہل شخص کو یہ بتادے تو جائز ہوتا ہے۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ جو کرامت ایک ولی کو حاصل

ہے وہی سب کو حاصل ہو بلکہ اگر کسی ولی کی ایک کرامت بھی ظاہر نہ ہو سکے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ولی ہی نہیں ہے۔ یاد رکھیے کہ ولی کو اپنی کرامت دکھانے کی محتاجی نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ اس کی طرف دھیان دیتا ہے صرف یہ ہوتا ہے کہ کرامت کے واقع ہونے پر ان کا یقین مضبوط ہوتا اور بصیرت بڑھ جاتی ہے۔ کہ یہ اللہ کا فضل ہے چنانچہ وہ اسے اپنے عقائد کی درستگی کا سبب جانتے ہیں۔ بہر حال اولیاء کے ہاتھوں ظہور کرامت کو جائز سمجھنا واجب ہوتا ہے۔ تمام اہل معرفت کا اس بات پر اتفاق ہے۔ اور اس سے اتنا مضبوط علم حاصل ہو جاتا ہے جس سے شکوک وشبہات دور ہو جاتے ہیں۔ ان کرامات کا اظہار کبھی یوں ہوتا ہے کہ ولی کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ کبھی بھوک پیاس لگنے پر کھانا سامنے آ جاتا ہے۔ حالانکہ بظاہر کھانا مل جانے کا سبب کوئی نہیں ہوتا۔ یونہی پیاس لگنے پر پانی مل جاتا ہے۔ کبھی مختصر مدت میں آسانی سے طویل مسافت طے ہو جاتی ہے۔ کبھی جانی دشمن سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔ اور کبھی غیب سے آواز آ جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ یہ سب کام عام عادت کے خلاف ہوتے ہیں"۔

حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف نفحات الانس کے صفحہ ۵۲۴ پہ حضرت شیخ امام قطب انام شہاب الدین عبد اللہ عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔

"یعنی ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اولیاء ہیں۔ جنکی کرامات ظاہر ہوئی ہیں۔ علی حذا ہر ایک رسول کے زمانہ میں ان کے متبعین ہوتے ہیں۔ جن سے کرامات فرق عادات ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ اولیاء کی کرامات انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا تتمہ ہے۔ لیکن جو شخص کہ احکام شرعیہ کا ملتزم نہیں اور اس کے ہاتھ پر خرق عادات کا ظہور ہو تو ہمارے اعتقاد میں وہ شخص زندیق بے دین ہے۔ اور جو کچھ اس سے ظاہر ہوتا ہے وہ مکر واستدراج ہے"۔

حضرت امام محمد عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف خلاصۃ المفاخر کے صفحہ ۴۰ پر بحوالہ علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"کرامات اولیاء حق ہیں اور ولی وہ ہے جو ذات وصفات الٰہی کا عارف، امکانی حد تک طاعت الٰہی کا پابند گناہوں سے مجتنب، شہوات ولذات سے روگرداں ہو اور وہ کرامت اسکی طرف سے کسی خرق عادت واقعہ کے ظہور کو کہتے ہیں۔ کرامت کے حق ہونے کی دلیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے بزرگوں سے وہ متواتر واقعات ہیں جن کا انکار ممکن نہیں۔ خصوصاً

ایسے امور جو مشترک پائے جاتے ہیں اگر چہ ان کی تفصیل خبر واحد کے ذریعے پہنچی ہے۔ اور قرآن مجید بھی کرامات کے ظہور پر ناطق وشاہد ہے۔ جیسے حضرت مریم کا واقعہ اور سلیمان علیہ السلام کے صحابی کا واقعہ کرامت ولی سے خرق عادت کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے معمولی وقت میں لمبی مسافت طے کر لینا اور اسکی مثال آصف بن برخیا کا دور دراز مسافت سے پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس لانا ہے۔ اور جیسے ضرورت کے وقت طعام، پانی اور لباس منگوا لینا۔ جیسے پانی چلنا، چنانچہ بے شمار اولیاء سے منقول ہے۔ اور ہوا میں اڑنا جیسے جعفر بن ابی طالب اور لقمان سرخی کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ جیسے بے زبان چیزوں اور بے زبان جانوروں کا بولنا۔ بے جان چیزوں کے بولنے کے متعلق سلمان فارسی اور ابوالدرداء سے راویت ہے۔ کہ ان کے سامنے پیالے سے تسبیح پڑھنے کی آواز آئی اور انہوں نے سنی اور بے زبان جانوروں کے بارے میں وہ راویت ہے۔ کہ ایک شخص بیل پر وزن لادے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گزرا بیل نے سرکار دو عالم کی طرف رخ کر کے کہا میں اس لئے پیدا نہیں ہوا میں تو کھیتی باڑی کے لئے پیدا ہوا ہوں۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ بیل بول رہا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا اس پر ایمان ہے۔ اور جیسے مصیبتیں ہٹا دینا یا دشمن سے بچا لینا وغیرہ۔ اسکی مثال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ کے منبر پر نہاوند میں اپنے لشکر کو دیکھنا اور امیر لشکر کو اے ساریہ، پہاڑ، پہاڑ پکار کر پہاڑ کے پیچھے سے چھپ کر دشمن کے حملے سے خبردار کرنا ہے۔ اور اسی طرح ساریہ کا اتنی دور سے یہ آواز سن لینا ہے۔ یا حضرت خالد کا بغیر کسی نقصان کے زہر پی لینا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط سے دریائے نیل کا جاری ہو جانا ایسے اتنے واقعات ہیں جنہیں شمار نہیں کیا جاسکتا"۔

حجتہ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"کنکریوں کا تسبیح پڑھنا، عصا کا سانپ بن جانا، جانوروں کا کلام کرنا اور اس قسم کے جو واقعات منقول ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔ حسی، خیالی، عقلی (حسی طور پر ان چیزوں کے واقع ہونے کے امکان کے دلائل میں فرماتے ہیں) جو خدا نطفہ سے آدمی اور مادہ سے جاندار پیدا کر سکتا ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ سنگریزے میں جان ڈال دے اور حیوان کو قوت گویائی دے دے۔ تمام اجسام متماثل ہیں۔ اس لئے ایک جسم میں جو باتیں پائی جاتی ہیں وہ ہر ایک جسم میں پائی جاسکتی ہیں۔ گو بالفعل نہ پائی جائیں۔ آفتاب ایک مدت میں ایک چیز کو

گرم کرسکتا ہے۔ آگ فوراً کرسکتی ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ جو امور بتدریج وقوع میں آتے ہیں۔ پیغمبر کی تاثیر سے فوراً وقوع میں آئیں۔ (اس پر طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں) تینوں اقسام حسی، خیالی اور عقلی پر ایمان لانا واجب ہے"۔

حضرت امام ابوالحسن الشطنوفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف مبارکہ بہجتہ الاسرار کے صفحہ ۱۲۸ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"ولی کی کرامت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے قانون پر استقامت فعل ہے۔ ولایت کے سر کی باتیں کرنا نقص ہے اور اسکی نسیم کی گھات میں لگے رہنا کرامت ہے۔ کرامت اس کا نام ہے کہ کسی ولی کے دل پر خدا کے نور کے عکس کا اثر نور کلی کی روشنی کے چشمہ سے فیض الٰہی کے واسطہ سے پڑے اور یہ امر ولی پر اس کے اختیار کے بغیر ہی ہوتا ہے۔ اولیاء انبیاء کے ارشادات حقیقی اطلاعوں، نوری ارواح قدسی اسرار، روحانی انفاس پاکیزہ مشاہدات کے ساتھ خاص ہوتے ہیں"۔

امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف بستان العارفین میں صفحہ ۱۳۶ میں فرماتے ہیں۔

"کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ یونس میں فرمایا ہے کہ "سن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں اور یہی بڑی کامیابی ہے"۔ اہل حق کا مذہب ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات ثابت اور ہر دور میں جاری اور واقعۃً موجود رہی ہیں۔ اس پر عقلی ونقلی دلائل قاہرہ بھی موجود ہیں"۔

حضرت سید محمد بن مبارک کرمانی "میر خورد" قدیم ترین کتاب سیر الاولیاء کے صفحہ ۴۸۵ پہ لکھتے ہیں۔

"کہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ خواجگان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تین چیزیں ہیں جو بطریق کرامت حاصل ہوتی ہیں ایک علم بغیر پڑھے سیکھے حاصل ہو جانا۔ جیسا کہ خواجہ ابو حفص نیشاپوری کو سفر حج میں حاصل ہوا۔ کہ جب وہ بغداد میں پہنچے اور خواجہ جنید رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو عربی زبان میں نہایت وضاحت سے گفتگو کرنے لگے۔ دوسرے جو چیز عوام خواب میں دیکھتے ہیں وہ اولیاء کو بیداری کی حالت میں محسوس ومشاہدہ ہونا۔ تیسری جو عوام کا

تصوران کے نفس میں اثر ڈالتا ہے اولیاء کا وہی تصور غیر کے نفس میں موثر ہوتا ہے۔ مثلاً جب کوئی شخص حوض کا تصور کرتا ہے اسی وقت اس کا منہ پُر آب ہو جاتا ہے اور یہ تصور کی تاثیر کا ادنیٰ اثر ہے اسی طرح اگر صاحب کرامت نفس غیر میں کسی چیز کا تصور کرے گا تو اس کا اثر فوراً خارج میں موجود ہو جائے گا۔ اور کسی شخص کے حاضر ہونے کا تصور کرے گا تو وہ شخص اسی وقت حاضر ہو جائے گا۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ خارق عادت کے چار مرتبے ہیں۔ ا۔ معجزہ، ۲۔ کرامت، ۳۔ معونت، ۴۔ استدراج معجزہ تو صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے۔ دوسرے کو ہرگز میسر نہیں ہوتا کیونکہ ان کا علم و عمل دونوں درجہ کمال کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور وہی حقیقت میں اہل صحو ہیں۔ اور کرامت اولیاء کا حصہ کیونکہ یہ لوگ بھی بہ نسبت اوروں کے علم میں کامل ہوتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء میں فرق ہے اور وہ یہ کہ انبیاء غالب الحال ہوتے ہیں اور اولیاء مغلوب الحال ہوتے ہیں۔ معونت وہ ہے جو بعضے مجنونوں کو میسر ہوتی ہے۔ یہ لوگ علم و عمل کچھ نہیں رکھتے لیکن خرق عادات کے طور پر ان سے گاہے بگاہے کوئی چیز دیکھنے میں آجاتی ہے۔ رہا استدراج اسکی کیفیت یہ ہے کہ جو لوگ ایمان کا حصہ نہیں رکھتے اور ساحروں، شعبدہ بازوں کی طرح برخلاف عادت ان سے کوئی بات دیکھی جاتی ہے تو اس خلاف عادت بات کو استدراج کہنا اور سمجھنا چاہیے''۔

حضرت علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ''کرامت صرف اس ولی سے صادر ہوتی ہے جو اپنے نبی کا کامل متبع ہو۔ اسی وجہ سے وہ ولی اس امت کے خواص میں سے ہوتا ہے معلوم ہوا کہ کرامت کا صدور متقی صالح اور کامل متبع سنت کے بغیر کسی سے نہیں ہو سکتا کیونکہ وہی نبی کی صحیح روحانی اولاد ہوتی ہے''۔

قارئین محترم حضور نبی رحمت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں معجزات ظہور پذیر ہوتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی بہت سی کرامات کا ظہور ہوا جن کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد صوفیاء عظام رحمہم اللہ اور اولیاء کاملین کے ہاتھوں بے شمار کرامات معرض ظہور میں آئیں۔ اور تا حال خوارق و کرامات دیکھنے میں آرہی ہیں اور قیامت تک ایسا ہوتا رہے گا۔ کیونکہ امت میں ایک جماعت ہمیشہ موجود رہے گی۔ جو نیکی کا حکم دیتی رہے گی اور برائی سے منع کرتی رہی گی۔ اور وہ جماعت صوفیائے کرام کی برگزیدہ جماعت ہے۔

کرامت صرف یہ ہی نہیں کہ کوئی مافوق الفطرت بات کا ہو جانا یا حیرت انگیز کام کر دکھانا بلکہ اصل میں کرامت کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی زندگی کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ڈھال کر رضائے الٰہی حاصل کی جائے اور جو بھی یہ باہمت کام کرے گا وہ صاحب کرامت ولی ہوتا ہے۔

کیونکہ ولی کی کرامت جب ماحول پر اثر انداز ہوتی ہے تو اللہ کی مخلوق خدا تعالیٰ سے دور ہو چکی ہوتی ہے۔ اس کی کوشش سے اللہ کی یاد اور عبادت کی طرف کھینچی چلی جاتی ہے۔ ان کے دل میں یقین اور ایمان کی شمع روشن ہونے لگتی ہے۔ رزائل دور ہوتے ہیں اور فضائل کے حصول کا جذبہ اور شوق پیدا ہونے لگتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کا کتابوں والا واقعہ مشہور ہے۔ کہ وہ سارا منظر دیکھ کر مولانا رحمۃ اللہ علیہ ان کے قدموں میں گر کر معرفت الٰہی حاصل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

مولوی ہرگز نشد مولائے روم   تا غلام شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نشد

اولیاء اللہ کے حالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی ایک ہی ایسی ہستی جلوہ گر ہو گئی کہ جس نے بالکل نا مساعد حالات میں دعوت الی اللہ کا کام کر کے ہزاروں بگڑے ہوئے لوگوں کو اللہ کا بندہ بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ اس کو پڑھ کر سب کے شکوک و شبہات کو دور فرمائے اور اولیاء اللہ کی محبت و معرفت عطا فرمائے۔ اور صحیح معنوں میں مسلمانی کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور میدان معرفت آسان فرمائے، (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم) بقول شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ:

یکے دیدم از عرصہ رودبار   کہ پیش آمدم بر پلنگے سوار
چناں ہول زاں حال بر من نشست   کہ ترسیدنم پائے رفتن بہ بست
تبسم کناں دست برلب گرفت   کہ سعدی مدار آنچہ دیدی شگفت
تو ہم گردن از حکم داور مپیچ   کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

ترجمہ: "فرماتے ہیں کہ رودبار کے میدان میں میں نے ایک شخص کو دیکھا چیتے پر سوار ہو کر میرے سامنے آیا۔ اس کو دیکھ کر مجھ پر ایسا خوف طاری ہوا کہ میرے پاؤں چلنے سے رہ گئے۔ چیتے کے سوار نے مسکرا کر ہاتھ ہونٹوں پر رکھا اور فرمایا کہ سعدی! جو کچھ تو نے دیکھا ہے اس پر تعجب نہ کر۔ تو خدا کے حکم سے گردن نہ پھیر کوئی بھی تیرے حکم سے گردن نہ پھیرے گا"۔

شیخ الاسلام وحید العصر فضیلۃ الشیخ جانشین امیر ملت
حضرت الحاج الحافظ القاری خواجہ مفتی پیر سید محمد افضل حسین
شاہ جماعتی نور اللہ مرقدہ۔ کے پاکیزہ حالات اور سیرت طیبہ
کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے سے یہ حقیقت روز روشن کی
طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہر دو
کمالات وکرامات سے ایک وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ اور
آپ رحمۃ اللہ علیہ محبوبیت کے انتہائی ارفع واعلیٰ مقام پر فائز تھے۔
حسن واخلاق کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے جمال ظاہری کی
نعمت بھی بدرجہء اتم عطا فرمائی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وجود مسعود
ہی ایک اعجاز خداوندی تھا۔ ایسے عظیم المرتبت اہل اللہ جب
اپنے کمال کو پہنچ جاتے ہیں تو ان کا وجود مقدس مخلوق خدا کے
لئے سراپاء رحمت بن جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ میں انکساری
کا کمال جذبہ تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ اپنے کمالات کو
پوشیدہ رکھنا ہی پسند فرمایا۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دست نائب قدرت سے ظہور پذیر ہونے والے کمالات یعنی کرامات کو تحریر میں لانا دشوار ہی نہیں بلکہ محال وناممکن ہے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ ارادت جو لاکھوں میں شمار ہوتا ہے۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہر ارادتمند پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بے نظیر و بے مثال تصرف کے ظہور کی ایک ایک روایت بھی قلمبند کی جائے تو ہزاروں دفتر درکار ہوتے ہیں۔

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولیں واضح کرامت یہ بھی ہے۔ کہ دیکھنے والے اکثر پہلی نظر میں ہی گرویدہ ہو کر رہ جاتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والہ وشیدا ہو جاتے۔ دن رات لوگ قدمبوسی کے لئے ہجوم کرتے بڑھتے اور ایسا معلوم ہوتا جیسے دلوں میں نور وسرور کا ایک خزانہ بھر گیا ہے۔ ارادتمند اور نووارد عوام وخواص یکساں شکار تھے۔ بلکہ غیر عقیدہ بھی اثر لئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ ایک خاص بڑی جماعت ہر وقت دربار عالیہ میں چلی آرہی ہے۔ بعض بچپن میں شکار ہوئے اور ابھی

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یاد دل میں بسائے اس طرح جی رہے ہیں۔

تمہارے آستاں سے اٹھ کر مستانے کہاں جائیں
جو وابستہ ہوئے تم سے وہ دیوانے کہاں جائیں

کراماتِ فخر ملت

سراپا کرامت

سیدہ آپا جی صوفیہ سرکار نے بتایا کہ افضل پیر صاحب کی کرامت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ نے جس کیلئے کسی بھی پریشانی کیلئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اس کی مصیبت کو دور فرما دیا۔ کراچی کی ایک عورت فاطمہ شہزاد ہیپا ٹائیٹس کی مریضہ تھی۔ ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا۔ اس کی تندرستی کیلئے آپ کی خدمت میں دعا کیلئے عرض کیا گیا۔ آپ نے اس کیلئے دعا فرمائی۔ تو وہ بالکل تندرست ہوگئی۔ اسی طرح چک نمبر ۵ جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں ایک عورت کو بھی یہی بیماری تھی۔ اس کو بھی ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ یہ دو تین ماہ کی مہمان ہے۔ عنقریب ختم ہو جائیگی۔ اس کے بیٹوں نے پیر صاحب کی خدمت میں اپنی والدہ کی تندرستی کیلئے دعا کے واسطے عرض کیا۔ آپ نے اس کی تندرستی کیلئے دعا فرمائی وہ بھی بالکل تندرست ہوگئی۔ اب بھی وہ تندرست ہے علی پور شریف ہر سال حاضری دیتی ہے۔

(آپ کی خدمت میں جو بھی حاضر ہوتا سب سے پہلے آپ اس سے یہی فرماتے کہ کھانا کھالو۔ مخلوقِ خدا کی خدمت کرنا بہت بڑی عبادت ہے)

شدید بارش اور اولوں میں گاڑی محفوظ رہی

حضور سیدی و مرشدی قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے خادم محمد سرفراز صاحب نے بتایا ایک مرتبہ حضور فخر ملت کے ساتھ نارووال حاجی غالب کے گھر گیا۔ موسم خراب ہو رہا تھا۔ مجھے قبلہ پیر صاحب نے فرمایا موسم خراب ہو رہا ہے گاڑی باہر نکالو گھر چلتے ہیں۔ میں نے گاڑی باہر نکالی تو اس دوران ہلکی ہلکی بارش شروع ہوگئی۔ قبلہ پیر صاحب گاڑی میں تشریف لائے تو بارش تیز ہوگئی۔ جب ہم ریلوے پھاٹک کے پاس پہنچے تو اولے پڑنے شروع ہو گئے۔ اولے بھی بڑی تیز رفتاری سے گر رہے تھے۔ میں نے پیر صاحب کی خدمت میں عرض کیا جناب بڑے بڑے

اُولے گر رہے ہیں۔ مجھے حضور فخر ملت نے فرمایا تمہیں کچھ نہیں ہوتا فکر نہ کرو۔ تم گاڑی چلاؤ۔ میں گاڑی چلاتے ہوئے دیکھ رہا تھا کہ گاڑی سڑک کے درمیان چل رہی ہے اور گاڑی کے دونوں طرف زور، زور سے اُولے گر رہے ہیں لیکن گاڑی کے اُوپر ایک بھی اولہ نہیں گرتا۔ حضور فخرِ ملت کی نظر کرم سے ہماری گاڑی بالکل محفوظ رہی۔ اس واقعہ کو حضور سیدی مرشدی پیر سید افضل حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے خود بھی سیدہ عزیزہ بی بی کے سالانہ ختم ۲۰۱۰ء پر بیان فرمایا۔

موسم بدل گیا

قاری محمد اشرف مدرس علی پور سیداں بیان کرتے ہیں کہ جب جامع مسجد نور علی پور سیداں کی چھت تبدیل کی گئی اور لینٹر ڈلوایا گیا۔ جس دن مسجد کا لینٹر ڈالا جانا تھا۔ حضور فخرِ ملت مسجد میں تشریف لائے۔ بڑی شدید گرمی تھی آپ فرمانے لگے اتنی گرمی میں لینٹر کیسے ڈلا جائے گا اور مزدور کیسے کام کریں گے۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ فوراً ہی آسمان پر بادل چھا گئے جبکہ اس سے پہلے آسمان بالکل صاف تھا۔ گرمی شدید تھی جب تک لینٹر مکمل نہیں ہوا آسمان پر بادل چھائے رہے اور ہلکی ہلکی بارش ہوتی رہی۔ جب تک کام ہوتا رہا قبلہ پیر صاحب بھی وہیں تشریف فرما رہے۔

مخفی عقیدوں کا علم

حضور سیدی و مرشدی فخرِ ملت رحمتہ اللہ علیہ کے خادم صدام حسین نے مجھے بتایا کہ ہم پیر صاحب کے ساتھ ساہیوال کے قریب جا رہے تھے۔ راستے میں نماز کیلئے پیر صاحب نے گاڑی مسجد کے پاس رُکوائی۔ حافظ طلعت حسین بھی ساتھ تھے۔ مغرب کی نماز کا وقت تھا جب مسجد میں داخل ہوئے تو جماعت ہو رہی تھی پیر صاحب نے حافظ طلعت کو فرمایا مسجد کے صحن میں تکبیر کہو۔ آپ نے نماز شروع کر دی۔ جب قبلہ پیر صاحب نے سلام پھیرا تو مسجد کے اندر سے چار پانچ آدمی آ گئے۔ انہوں نے اس طرح نماز پڑھنے پر اعتراض کیا پیر صاحب نے طلعت حسین کو فرمایا انہیں رہنے دو یہ اپنی نمازیں ضائع کر رہے ہیں۔ ہم کیوں کریں پھر آپ نے ارشاد فرمایا ان کا امام بدعقیدہ ہے۔ پیر صاحب کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ ہمارے شیخ طریقت لوگوں کے مخفی عقیدوں کے بارے میں بھی علم رکھتے ہیں۔

کھانا تیار تھا

لیے جا گیر جو کہ بھائی پھیرو کے ساتھ ہے۔ وہاں کے خلیفہ حافظ محمد رمضان جماعتی نے بتایا۔ ہم نے یہاں سے ایک ٹویوٹا بک کروائی۔ ہم ہیں کے قریب پیر بھائی تھے۔ جب ہم نارووال بجلی گھر چوک پر پہنچے ہم میں سے چند ساتھی کہنے لگے یہاں کھانا کھالیں تو کچھ ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ علی پور شریف چلو۔ جب ہم پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہمیں بوتلیں پلائیں۔ حافظ محمد رمضان جماعتی صاحب کہتے ہیں کہ بوتلیں ابھی ہمارے ہاتھوں میں تھیں کہ پیر صاحب فرمانے لگے آپ کے ساتھیوں کو بہت بھوک لگی ہوئی ہے کھانا تیار ہے انہیں کھانا بھی کھلاؤ۔

نعم البدل کی پیشن گوئی

قاری افتخار احمد صاحب مدرس مدرسہ نقشبندیہ جماعتیہ علی پور سیداں شریف بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا (نصیر جماعتی) کے گھر دو جڑواں بچے پیدا ہوئے ان میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی دونوں فوت ہو گئے۔ قبلہ فخرِ ملت ہمارے گھر تشریف لائے میری دادی صاحبہ نے پیر صاحب سے عرض کیا جناب نصیر کے دو بچے پیدا ہوئے اور دونوں ہی فوت ہو گئے قبلہ پیر صاحب نے فرمایا نصیر کو اللہ تعالیٰ ان کا نعم البدل عطا فرمائے گا۔ کچھ سالوں بعد نصیر صاحب کے پھر دو جڑواں بچے پیدا ہوئے ان میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔ آج بھی وہ دونوں زندہ ہیں جبکہ اس سے پہلے تین بچے (دو بچیاں اور ایک بچہ) فوت ہوا۔ آپ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات اللہ رب العزت نے پوری فرمائی۔

تیس روزوں کی پیشن گوئی

قاری افتخار احمد صاحب بیان کرتے ہیں ۲۰۱۰ء میں رمضان المبارک کا چوتھا جمعہ تھا۔ پیر صاحب جمعہ پڑھانے آئے اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ اس دفعہ ۲۹ روزے ہونگے اور آئندہ جمعہ کو عید ہوگی قبلہ فخر ملت نے فرض نماز پڑھانے کے بعد مجھے فرمایا مولوی صاحب آئندہ جمعہ پڑھانے آنا ہے مطلب یہ تھا کہ آئندہ جمعہ کو روزہ ہوگا عید نہیں ہوگی۔ بعد میں بالکل ایسے ہی ہوا اگلے جمعہ کو تیسواں روزہ تھا اور ہفتے کو عید تھی۔

دل کا خیال جان لیا

سید افضال حسین شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ پیر سید نذر حسین شاہ کے ایصال و

ثواب کیلئے جمعرات کا ختم شریف شروع ہونے والا تھا۔ تو میں نے دل میں سوچا کہ کاش آج قبلہ فخرِ ملت مجھے تلاوت کیلئے بلائیں۔ ابھی میں آ کر بیٹھا ہی تھا کہ قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا افضال شاہ جی قرآن پاک کی تلاوت کرو یہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا مقام و مرتبہ ہے کہ ان کی نگاہِ ولایت لوگوں کے دلوں میں چھپی ہوئی باتیں جان لیتی ہے۔

دل کی بات جان لی

حاجی عبدالغفور جماعتی ساکن پتوکی بیان کرتے ہیں کہ ہم چند احباب اپنے شہر سے قبلہ فخرِ ملت کی زیارت کیلئے آ رہے تھے۔ بعض دوست آپس میں باتیں کرنے لگے کہ ہم فلاں پیر صاحب کے پاس گئے تو انہوں نے ہمارے دل کی بات جان لی۔ میرے دل میں بھی خیال آیا کہ کاش آج پیر صاحب میرے دل کی بات بھی جان لیں۔ جب ہم علی پور سیداں پہنچے حویلی میں داخل ہوئے تو خادم نے بتایا پیر صاحب آرام فرما رہے ہیں۔ میں بیت الخلاء میں گیا۔ باہر آیا اِدھر اُدھر دیکھا کہیں سے صابن مل جائے تا کہ میں ہاتھ دھولوں۔ صابن نہ ملا خادم نے مجھے آواز دی کہ حاجی صاحب اس کمرے میں آ کر کھانا کھالیں میں نے سوچا میں نے تو قبلہ فخرِ ملت کے کمرہ میں بیٹھ کر کھانا کھانا ہے یہ مجھے ادھر بلا رہا ہے۔ چنانچہ میں اس کے بلانے پر کمرے میں چلا گیا ابھی میں نے چند لقمے ہی کھائے تھے کہ قبلہ پیر صاحب اپنے کمرے سے باہر نکل کر بڑے دروازے کے پاس بیٹھ گئے۔ میں نے قبلہ فخرِ ملت کو سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا حاجی صاحب میرے کمرے میں واش بیسن کے پاس صابن پڑا ہوا ہے۔ اندر جا کر ہاتھ دھولیں اور اندر کھانا پڑا ہوا ہے کھالیں۔ میں نے عرض کیا جناب کھانا کھالیا ہے۔ آپ نے فرمایا ابھی تو تم نے کچھ بھی نہیں کھایا لہٰذا ایسا ہی ہوا جیسا میں نے دل میں سوچا تھا۔

دلی کیفیت سے آگاہی

حافظ محمد بشیر ساکن ڈسکہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے قبلہ فخرِ ملت نے فون کیا اور فرمایا حافظ جی آج دوپہر تک علی پور شریف آ جاؤ ہمیں ملتان جانا ہے میں ظہر سے پہلے علی پور شریف حاضر ہو گیا کھانا کھایا اور سو گیا۔ ہم عصر سے پہلے علی پور شریف سے روانہ ہوئے اور نارووال پہنچ کر گاڑی میں پیٹرول ڈلوایا۔ مولانا یعقوب رضوی بھی ساتھ تھے جب ہم نارووال سے پندرہ، بیس کلومیٹر آگے گئے تو مجھے گاڑی چلاتے ہوئے نیند آنے لگی۔ میں نے دل میں سوچا کاش پیر صاحب

واپس علی پور شریف چلنے کو کہہ دیں ابھی میں یہ سوچ رہا تھا کہ پیر صاحب نے فرمایا حافظ جی گاڑی کو موڑ و واپس چلتے ہیں۔ میں نے گاڑی موڑ کر اس کا رخ علی پور شریف کی طرف کر دیا۔ پیر صاحب نے میرے دل کی بات جان لی تھی۔

ہاتھ ٹھیک ہو گیا

پپو بٹ کے ساتھ یہ واقعہ ہوا۔ کہنے لگا میرے دوست اعظم کی شادی تھی قبلہ فخر ملت نے اس کا نکاح پڑھایا میں بھی ساتھ تھا نکاح کے بعد قبلہ فخر ملت لاہور جا رہے تھے۔ مجھے فرمایا تم بھی ساتھ چلو۔ میں صوفہ کے پیچھے چھپ گیا یہ سوچ کر کہ دوست کی شادی کو چھوڑ کر کیسے جاؤں۔ سب پٹاخے چلا رہے تھے مجھے کہنے لگے تم بھی چلاؤ۔ گولہ چلاتے ہوئے ایک گولہ میرے ہاتھ میں ہی پھٹ گیا۔ میرے سارے کپڑوں پر خون بکھر گیا میرے ہاتھ کی رگیں نظر آ رہی تھیں سب کہنے لگے کہ اب تو ہاتھ کاٹنا پڑے گا۔ ڈاکٹر کے پاس گئے پٹی وغیرہ کروائی۔ قبلہ فخر ملت لاہور سے واپس آ گئے تھے انہیں اس واقعہ کا پتہ چلا۔ آپ مجھے فرمانے لگے تمہیں کس نے کہا تھا کہ صوفہ کے پیچھے چھپ جاؤ۔ پھر فرمانے لگے تمہارے ہاتھ کو کچھ نہیں ہو گا ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ نے خود میرے ہاتھ کا علاج کروایا اور آپ کی توجہ سے میرا ہاتھ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ کٹنے سے بچ گیا۔

خواب میں زیارت رسول ﷺ کروادی

حاجی نصیر احمد جماعتی (ڈسکہ) بیان کرتے ہیں کہ قبلہ فخر ملت ڈسکہ میں تشریف لائے آپ جامع مسجد خضریٰ میں بیان فرما رہے تھے۔ قبلہ فخر ملت کے بیان کے دوران دو مہمان آئے قبلہ فخر ملت نے فرمایا نصیر ان کو گھر لے جاؤ اور کھانا کھلاؤ۔ میں ان مہمانوں کو لیکر گھر آ گیا۔ انکو کھانا پیش کیا۔ کھانے کے دوران میں نے ان سے پوچھا جناب کہاں سے تشریف لائے ہیں اور کیا کام کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم کوٹلی کوکے والی سے آئے ہیں میں تھانیدار ہوں۔ غالباً اس نے اپنا نام چوہدری غلام رسول بتایا۔ میں نے کہا پولیس والے کم ہی کسی کے مرید ہوتے ہیں آپ کیسے حضرت صاحب کے مرید ہوئے۔ اس نے کہا کہ اک مرتبہ قبلہ فخر ملت ہمارے گاؤں میں تشریف لائے۔ جس جگہ آپ نے قیام کیا اسی جگہ میں آپکی زیارت کرنے چلا گیا۔ دل میں سوچا کہ آپ بھی عام پیروں کی طرح ہیں۔ رات کو گاؤں کی ہی مسجد میں محفل تھی۔ جب محفل شروع ہوئی تو میں گاؤں سے باہر چند میل دور اپنے ڈیرے پر چلا گیا۔ میں حقہ لے کر

بیٹھا ہوا تھا کہ محفل کی آواز مجھ تک آ رہی تھی۔ قبلہ فخرِ ملت کا بیان شروع ہو گیا۔ میں بیان سننے لگا بیان سنتے سنتے لیٹ گیا اور مجھے نیند آ گئی خواب کی حالت میں ہی دیکھ رہا ہوں کہ آسمان سے دو کرسیاں آئی ہیں۔ جس جگہ کرسیاں اتری ہیں۔ اس طرف مخلوقِ خدا اکٹھی ہونا شروع ہو گئی تھوڑی ہی دیر میں ایک جمِ غفیر ہو جاتا ہے۔ بڑی کثرت سے لوگ آ رہے ہیں جو بھی آتا ہے ادھر ہی بیٹھ جاتا ہے۔ میں بھی لوگوں کی طرح اسی طرف جاتا ہوں جب میں لوگوں کے قریب جاتا ہوں آگے سے آواز آتی ہے۔ چوہدری صاحب کو آگے آنے دو میں آگے بڑھتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں ان کرسیوں پر بڑی نورانی ہستیاں بیٹھی ہیں۔ میں جب قریب ہوتا ہوں تو ایک کرسی پر قبلہ فخرِ ملت بیٹھے ہیں میں نے آپ کو سلام کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا آپ نے فرمایا پہلے انہیں سلام کرو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سلام کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوں تو آنکھ کھل جاتی ہے تو اس وقت بھی قبلہ فخرِ ملت بیان فرما رہے تھے۔ پھر میں جلدی سے مسجد کی طرف چلتا ہوں جب مسجد میں پہنچتا ہوں تو قبلہ فخرِ ملت اپنا بیان ختم کر دیتے ہیں۔ میں اُن کے پاس پہنچ جاتا ہوں تا کہ انہیں اپنا خواب سنا سکوں آپ نے فرمایا ایسی باتیں لوگوں کو نہیں بتاتے پہلے تم سبق لے لو اور سلسلہ میں داخل ہو جاؤ۔

بغیر پٹرول کے سفر

حاجی نصیر جماعتی بیان کرتے ہیں کہ تقریباً بیس سال پہلے کا واقعہ ہے۔ حضور قبلہ فخرِ ملت اُدھیاں کے قریب ایک گاؤں میں تشریف لائے۔ مجھے حاجی صادق جماعتی نے کہا وہاں قبلہ فخرِ ملت کا بیان سننے چلتے ہیں۔ میں اور حاجی صادق دونوں موٹر سائیکل پر روانہ ہو گئے جب ہم جھنڈو ساہی کے قریب پہنچے تو موٹر سائیکل بند ہو گئی۔ بڑی کوشش کی مگر وہ اسٹارٹ ہی نہیں ہوئی تھک کر میں نے حاجی صاحب سے کہا۔ تم بھی پیر صاحب کو یاد کرو میں بھی کرتا ہوں اس کے بعد جب میں نے موٹر سائیکل اسٹارٹ کی تو آپ کی توجہ سے چلنا شروع ہو گئی۔ ہم اس گاؤں میں پہنچے آپ کی زیارت کی آپ نے ہمیں کھانا کھلایا۔ محفل شروع ہوئی۔ محفل کے بعد ہم نے واپسی کا ارادہ کیا قبلہ فخرِ ملت نے ایک شخص کو فرمایا ڈسکہ سے دو دیوانے آئے ہیں ان کو گھر لے جاؤ۔ رات کو اُدھر ہی ان کو بستر وغیرہ دینا۔ جب صبح ہوئی اُسی گھر والے نے ہمیں ناشتہ وغیرہ دیا اتنے میں قبلہ فخرِ ملت کا پیغام آ گیا کہ پیر صاحب تم کو یاد کر رہے ہیں ہم آپ کی خدمت میں حاضر

ہوئے۔آپ نے پھر ہمیں کھانا کھانے کا حکم فرمادیا۔کھانے کے بعد قبلہ فخرِ ملت نے پوچھا کس طرف سے واپس جاؤ گے ہم نے عرض کیا اس راستے سے آپ نے ارشاد فرمایا اب تم کو اوٹھیاں والے راستے سے جانا ہے۔راستے میں پیٹرول پمپ آئے گا۔وہاں سے پیٹرول ڈلوالینا۔جب وہاں پیٹرول کیلئے رُکے تو دیکھا ٹینکی میں پیٹرول بالکل نہیں تھا اور انجن بھی بہت گرم تھا۔یہ قبلہ فخرِ ملت کی توجہ اور کرامت تھی کہ ہم نے موٹر سائیکل پر پچیس کلومیٹر بغیر پیٹرول کے سفر کیا۔اس لیے آپ نے فرمایا کہ پیٹرول پمپ پر جا کر پیٹرول ڈلوالینا۔

حاضرین کی تعداد میں مسلسل اضافہ

خلیفہ حافظ محمد رمضان جماعتی لبے جاگیر والے (بھائی پھیرو کے پاس) نے بتایا کہ ہمارے پاس قبلہ فخرِ ملت ہر سال تشریف لاتے جس مسجد میں آپ بیان فرماتے۔آپ کی تشریف آوری پر اتنی زیادہ مخلوق ہو جاتی کہ ساری مسجد لوگوں سے بھر جاتی ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کیا جناب آپ کے تشریف لانے پر لوگوں کا رش زیادہ ہو جاتا ہے اور مسجد چھوٹی محسوس ہوتی ہے۔ہم مسجد کو وسیع کرنا چاہتے ہیں آپ دعا فرمادیجئے۔آپ فرمانے لگے حافظ جی مسجد چاہے جتنی مرضی بڑی کرلو پھر بھی لوگ زیادہ ہونگے۔مسجد میں پھر بھی سما نہیں سکتے۔ہم نے مسجد کو وسیع کرنا شروع کر دیا۔سال کے بعد جب قبلہ فخرِ ملت تشریف لائے مسجد وسیع ہونے کے باوجود لوگوں کی تعداد زیادہ ہوگئی۔جب آپ نے جمعتہ المبارک پر وعظ فرمانا شروع کر دیا تو اتنی کثیر تعداد میں لوگ آئے کہ مسجد مکمل طور پر لوگوں سے بھر گئی حتیٰ کہ مکانوں کی چھتوں پر اور بازار میں صفیں بچھا کر لوگوں نے نماز جمعہ ادا کی۔جیسا آپ نے فرمایا ایسا ہی ہوا کہ لوگوں کی تعداد پہلے سے بھی زیادہ تھی۔

جج نے خود وکالت کی

لیاقت بلوچ جماعتی نے اپنا واقعہ سنایا۔میرا محکمانہ سنیارٹی کا کیس سپریم کورٹ میں لگا ہوا تھا اور میرا وکیل ہائی کورٹ کا جج بن گیا۔اس لئے میرے لیے وکیل نہیں تھا۔میں نے قبلہ فخرِ ملت سے عرض کیا کہ وکیل بھی نہیں ہے اور تاریخ میں دو دن رہ گئے۔آپ نے فرمایا اللہ عزوجل بہتر کرے گا۔فکر نہ کرو ان شاءاللہ تاریخ پر میں پیش ہوا۔مخالف وکیل نے خوب کوشش کی مگر سپریم کورٹ جج ناصر اسلم زاہد نے اس طرح کیس چلایا۔جیسے وہ میرا وکیل ہو۔اس کے بعد

دوپہر دو بجے سب کو دوبارہ بلا کر میرے حق میں فیصلہ دے دیا۔ میں نے فون پر قبلہ فخرِ ملت سے عرض کیا۔ تو انہوں نے مبارکباد دی اور فرمایا یہ تو ہونا ہی تھا۔

ڈاکو مارا گیا

لیاقت بلوچ جماعتی نے بتایا۔ میری خیر پور سندھ میں تعیناتی کے دوران ایک مشہور ڈاکو نے میرے پتہ پر چٹھی بھجوائی کہ ۶ لاکھ روپے بھیجو ورنہ تم کو اٹھالیں گے یا مار دینگے۔ میری خوش قسمتی کہ اس دوران قبلہ فخرِ ملت کراچی سندھ تشریف لے آئے۔ میں کراچی قبلہ فخرِ ملت کے خلیفہ سید اخلاق صاحب کو ساتھ لیکر آپ کی خدمت میں پیش ہو گیا اور ڈاکو کی دھمکی آمیز چٹھی کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے فوراً دعا فرمائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ عزوجل بہتر کریگا۔ میں اجازت لے کر واپس خیر پور پہنچ گیا۔ چند دن بعد وہ ڈاکو پولیس مقابلے میں مارا گیا۔ حضور نے فرمایا یہ تو اسی دن طے ہو گیا تھا کہ ڈاکو کا ایسا حشر ہونا ہے۔

آپریشن کامیاب ہو گیا

لیاقت بلوچ جماعتی بیان کرتے ہیں کہ میری بیوی ہسپتال میں داخل تھی۔ ڈلیوری کیس تھا۔ صورت حال بڑی پیچیدہ تھی۔ بلڈ (خون) کی کمی ہو گئی تھی میں نے سید اخلاق صاحب سے اور انہوں نے قبلہ فخرِ ملت سے عرض کیا۔ بزرگوں کی دعاؤں سے آپریشن کامیاب ہو گیا۔ میں نے فون پر سید اخلاق صاحب کو بتایا اور انہوں نے قبلہ فخرِ ملت کو عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا میرا لیاقت اکیلا رہ جاتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا۔

غیبی امداد

قبلہ فخرِ ملت کے خادم خاص صدام حسین نے بتایا جب ہم علی پور شریف سے قبلہ فخرِ ملت کو سیالکوٹ ہسپتال لے کر جانے لگے تو قبلہ فخرِ ملت نے سرفراز کو کہا الماری سے کچھ رقم نکال لو۔ اس نے تقریباً پینتیس ہزار روپے نکال کر مجھے دیئے۔ وہاں ہسپتال میں جو آپ کی عیادت کرنے آتا آپ فرماتے اس کو کھانا کھلاؤ۔ میں علی رضا کو پیسے نکال کر دیتا رہا۔ اس دوران میں دوائیاں بھی لاتار ہا حتیٰ کہ آپ کو پانچ پانچ چھ چھ ہزار کے کئی ٹیکے بھی لگتے رہے۔ دوائیوں کی پرچیاں میں جیب میں رکھتا رہا۔ پھر قبلہ فخرِ ملت کو جو ڈاکٹر چیک کرنے آتے وہ تین ڈاکٹر تھے۔ جب بھی وہ دیکھنے آتے قبلہ فخرِ ملت مجھے اشارہ کرتے میں ان کو پانچ پانچ ہزار دیتا رہا۔ ایک ڈاکٹر

توپانچ چھ مرتبہ آیا۔ اس کو ہر دفعہ میں نے قبلہ فخرِ ملت کے کہنے پر پانچ ہزار دیا۔ اسی طرح جو نرسیں آپ کو دیکھنے آتیں ان میں سے کسی کو ایک ہزار اور کسی کو دو ہزار دیتا رہا۔ اس دوران میرا موبائل خراب ہو گیا۔ میں نے قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں عرض کیا جناب موبائل خراب ہو گیا ہے آپ نے فرمایا نیا موبائل لے لو۔ میں نے باہر آ کر سوچا کہ اتنا خرچ ہو رہا ہے لہٰذا پانچ چھ ہزار کا کوئی سیٹ لے لیتا ہوں۔ میں نے چھ ہزار کا نیا سیٹ خرید لیا۔ نئے موبائل میں سم ڈالی ہی تھی کہ بھائی نصیر کا فون آ گیا اس نے بتایا کہ وہ قبلہ فخرِ ملت کی عیادت کیلئے ہسپتال آنا چاہتا ہے۔ میں ابھی قبلہ فخرِ ملت کے پاس پہنچا ہی تھا کہ آپ فرمانے لگے نصیر کو فون کر کے کہو کہ غلام حسین سے پچاس ہزار روپے لے کر ہسپتال آ جائے۔ نصیر چھوٹی باجی نصرت بی بی کے ساتھ مزید رقم لے کر ہسپتال پہنچ گیا۔ باجی صاحبہ پیر صاحب کو دیکھ کر رونے لگیں۔ قبلہ فخرِ ملت مجھے کہنے لگے اس کو دلیہ دو اور کہو کھا لے۔ قبلہ فخرِ ملت تھوڑی دیر کے بعد اپنی لختِ جگر کی طرف دیکھ کر پھر اپنا چہرہ انور دوسری طرف پھیر لیتے۔ کچھ دیر کے بعد پھر مجھے قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا نصیر سے رقم لے لو اور ان سے کہو گھر واپس چلے جائیں۔ نصیر نے کہا مجھے قبلہ فخرِ ملت نے دو ہزار روپے دیئے اور باجی صاحبہ کو پانچ ہزار روپے دیکر فرمایا اب تم گھر چلے جاؤ۔ صدام نے کہا میں نے نصیر سے روپے لے لئے اور وہ گھر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد قبلہ فخرِ ملت نے مجھے فرمایا روپے دو۔ میں نے وہ پچاس ہزار روپے جو نصیر سے لیے تھے قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ قبلہ فخرِ ملت نے روپے اپنی جیب میں ڈال کر فرمایا میرے روپے دے دو۔ میں نے عرض کیا جناب میں نے آپ کو دے دیئے ہیں آپ فرمانے لگے جو تمہیں گھر سے نکلتے ہوئے دیئے تھے وہ روپے کہاں ہیں۔ میں نے عرض کی جناب وہ دوائیوں پر اور جو مہمان آئے ہیں انکو کھانا کھلانے پر خرچ ہو گئے ہیں آپ فرمانے لگے وہ تمہارے پاس ہیں صدام کہتا ہے میں بڑا پریشان ہوا چند منٹ اسی پریشانی میں رہا وہ روپے تو سارے خرچ ہو گئے ہیں۔ میں نے اپنی دونوں سائیڈ کی جیبوں کو باہر نکال کر عرض کی دیکھ لیں خالی ہیں۔ پھر قبلہ فخرِ ملت فرمانے لگے اپنی سامنے والی جیب میں دیکھو۔ پھر میں نے سامنے والی جیب میں جو دوائیوں کی پرچیاں تھی سب کو نکالا۔ آپ فرمانے لگے ان کو الگ کرو۔ جب میں نے پرچیوں کو علیحدہ کیا تو ان کے درمیان میں پانچ پانچ ہزار کے نئے نوٹ تھے۔ قبلہ فخرِ ملت فرمانے لگے ان کی گنتی کرو۔ جب میں نے انکی گنتی کی تو وہ اٹھہتر ہزار روپے نکلے میں بڑا حیران ہوا کہ اتنے پیسے کہاں سے آ گئے حالانکہ میں خود کئی ٹکیے پانچ چھ ہزار کے خرید

کرلایا۔ پھر ڈاکٹروں اور نرسوں کو بھی کئی ہزار دیئے اور نہ ہی کسی نے مجھے پیسے دیئے حالانکہ جب گھر سے ہم آئے تو سرفراز نے گن کر پینتیس یا چالیس ہزار دیئے تھے۔ یہ قبلہ فخر ملت کی کرامت اور توجہ سے ہی ہوا۔ کیونکہ میں تو اتنی زیادہ رقم خود اپنے ہاتھوں سے نکال کر خرچ کرتا رہا۔ پھر بھی اسکے باوجود اتنی زیادہ رقم کا بچنا یہ قبلہ فخر ملت کی کرامت ہی ہے۔ اور دوسری بات جو واقعہ سے معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ میں نے تو نصیر کو منع کر دیا کہ قبلہ فخر ملت ناراض ہونگے جب میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے خود حکم فرمایا نصیر کو فون کرو کہ وہ آ جائے۔ یہ بھی آپ کی کرامت ہے۔

نام کی برکت

محمد انور جماعتی ۶ چک ۱۱۴ ایل میاں چنوں والے نے بتایا۔ میری زمین دو کنال تھی اور اس پر کسی نے ناجائز قبضہ کرلیا۔ زمین کا کیس پہلے سول عدالت میں ہوا۔ پھر اس کے بعد وہ کیس ہائی کورٹ میں رہا۔ تقریباً تیس سال کیس عدالت میں رہا۔ ملتان ہائی کورٹ میں تاریخ تھی۔ ہم تاریخ پر حاضر ہوئے۔ جب میں اپنے وکیل کے ساتھ عدالت میں حاضر ہوا۔ فریق مخالف بھی آیا۔ جج نے میرے وکیل سے کہا بحث کرو۔ وکیل کہنے لگا جناب تاریخ دے دیں۔ جج کہنے لگا یہ کیس بہت پرانا ہے بحث کرو۔ میرا وکیل خاموش ہو گیا۔ میں نے دل میں سوچا یہ معاملہ خراب ہو رہا ہے۔ میں نے دل ہی میں سوچا اگر یہ کیس میرے حق میں ہو جائے۔ تو میں علی پور سیداں شریف جا کر قبلہ فخر ملت کا مرید ہو جاؤں گا۔ ابھی میں نے پریشانی کے عالم میں قبلہ فخر ملت کو یاد ہی کیا تھا کہ جو بحث میرے وکیل نے کرنی تھی وہ ساری بحث جج نے میری طرف سے کی اور فریق مخالف کی اپیل کو رد کر دیا۔ جج نے میرے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اس کے بعد میں نے علی پور شریف حاضر ہو کر قبلہ فخر ملت سے بیعت کرلی۔

وصیت یاد آ گئی

بپو بٹ نے بتایا جب حضور سراج الملت کی صاحبزادی سیدہ سردار آپا جی کا ۱۹۹۹ء میں وصال ہوا۔ آپ کی قبر مبارک میں قبلہ فخر ملت نے تبرکات رکھے۔ اس وقت قبلہ فخر ملت نے مجھے وصیت کی کہ جب میرا وقت آئے گا تو یہ تبرکات تم نے میری قبر میں رکھنے ہیں۔ بپو نے بتایا جب قبلہ فخر ملت سیالکوٹ ہسپتال میں تھے۔ میں آپکی عیادت کیلئے گیا۔ قبلہ پیر صاحب مجھ سے

تقریباً ایک گھنٹہ باتیں کرتے رہے آپ نے فرمایا میں نے تمہیں ایک کام کہا تھا کیا تمہیں یاد ہے اس وقت اچانک میری زبان سے نکل گیا۔ جی جناب یاد ہے۔ حالانکہ میرے ذہن میں اس وقت وہ بات نہیں تھی۔ لیکن جب دوسرے دن آپ کے وصال کی خبر ملی تو اس وقت میرے ذہن میں وہ بات آگئی کہ قبلہ فخرِ ملت نے مجھے تبرکات کی وصیت کی تھی۔ وہ تبرکات کیا تھے۔ اس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک، روضہ مبارک کے سبز رنگ کے روغن کا ایک ٹکڑا، غلاف کعبہ کا ایک ٹکڑا، بیت اللہ شریف کے اندر جس جھاڑو سے جھاڑو دیا جاتا اس کے تنکے۔ یہ تبرکات آپ کی قبر مبارک میں آپ کے سینہ مبارک پر رکھے گئے۔

کامیابی کی بشارت

سابق ناظم ظفر اقبال بٹ (ڈسکہ) نے بتایا الیکشن ہونے میں چند دن باقی تھے۔ میرے ماموں نے مجھ سے کہا علی پور شریف جانا ہے قبلہ فخرِ ملت کے پاس میں نے کہا ماموں جی الیکشن کے بعد جائیں گے۔ ماموں کہنے لگے نہیں الیکشن سے پہلے ہی جانا ہے۔ ہم علی پور شریف آنے کیلئے گھر سے روانہ ہوئے۔ جب ہم علی پور پہنچے تو پیر صاحب شائد نارووال جانے کیلئے بالکل تیار تھے۔ آپ نے فرمایا تم کھانا کھاؤ اور حویلی میں جا کر ٹھہرو۔ میں تھوڑی دیر کے بعد آ جاؤں گا۔ میں اوپر جا کر کمرے میں سو گیا۔ دو تین گھنٹے سویا رہا کافی تھکاوٹ تھی۔ ایک لڑکے نے آ کر اُٹھایا اور کہا کھانا کھالو۔ کھانے کے بعد میں پھر سو گیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد قبلہ فخرِ ملت تشریف لے آئے۔ میرے ماموں نے عرض کیا جناب یہ میرا بھانجا ہے اس نے ناظم کا الیکشن لڑنا ہے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس کو کامیابی دے اور یہ بشیر ہے اس نے نائب ناظم کی سیٹ سے الیکشن میں حصہ لیا ہے۔ آپ نے اسی وقت فرمایا جب ناظم جیت گیا تو نائب ناظم بھی جیت جائے گا۔ جیسے قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا اسی طرح ہوا۔ میرے ساتھ نائب ناظم بھی جیت گیا۔ دوسری مرتبہ جب الیکشن قریب تھے قبلہ فخرِ ملت کے صاحبزادے پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے بڑے بیٹے صاحبزادہ سید نور حسین شاہ صاحب پیدا ہوئے میں مٹھائی لیکر قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی جناب شہزادہ حضور کی مبارک ہو۔ پھر قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا میں بھی تمہیں الیکشن میں کامیابی کی مبارک دیتا ہوں۔ حالانکہ ابھی الیکشن ہوا بھی نہیں قبلہ فخرِ ملت نے پہلے ہی الیکشن میں کامیابی کی مبارک دے دی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی شان ہے جو ان کی زبان مبارک سے نکل جاتا ہے۔ یہ اللہ عزوجل اس کو پورا فرما دیتا ہے۔

گاڑی پہنچ گئی

قاری نعمت علی صاحب مسلمانیاں والے بتاتے ہیں۔ یہ واقعہ میرے بھائی اصغر کے ساتھ پیش آیا۔ اس نے بتایا کہ قبلہ فخرِ ملت کراچی تشریف لائے لیکن مجھے علم نہیں تھا کہ آپ آئے ہوئے ہیں۔ میں رات کو سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ صبح کا وقت ہے تقریباً دس سوا دس بجے کا ٹائم ہے۔ میں کراچی کے ایک چوک میں کھڑا ہوں۔ میں اپنے پیچھے سر پھیر کر دیکھتا ہوں تو قبلہ فخرِ ملت تشریف فرما ہیں۔ میں آپ کی قدم بوسی کرتا ہوں۔ صبح جب میں بیدار ہوتا ہوں اور اسی جگہ پر جا کر کھڑا ہو جاتا ہوں جہاں رات کو میں نے اپنے خواب میں دیکھا۔ ٹھیک اسی وقت جب پیچھے کی جانب دیکھتا ہوں تو قبلہ فخرِ ملت جلوہ افروز ہیں۔ میں آپ کی زیارت کرتا ہوں۔ آپ کو سلام عرض کرتا ہوں اور اپنا تعارف کراتا ہوں کہ جناب میں قاری نعمت علی مسلمانیاں والے کا بھائی ہوں اور ادھر کراچی میں کام کرتا ہوں۔ مجھے دیکھ کر بڑے خوش ہوئے۔ پھر کراچی میں جہاں بھی پروگرام ہوتا قبلہ فخرِ ملت مجھے بلا لیتے۔ ایک دفعہ کراچی میں آپ کو گاڑی کی ضرورت پیش آئی تو اچانک ایک آدمی گاڑی لے کر حاضر ہو گیا اور اس نے عرض کیا کہ مجھے عبدالرشید نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ جو امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے مرید ہیں اور انہوں نے مجھے کہا ہے کہ جہاں بھی قبلہ فخرِ ملت نے جانا ہو گا تم ان کو اسی گاڑی میں لیکر جانا جتنی دیر تک آپ کراچی میں تشریف رکھے ہوئے ہیں اور جب تم کو وہ اجازت دیں پھر تم واپس آ جانا۔

سخاوت کا منفرد انداز

سید اشفاق شاہ صاحب بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ قبلہ فخرِ ملت نے کماد لگوایا قبلہ فخرِ ملت نے گنوں سے بھری ہوئی ٹرالی کو بازار میں کھڑا کرا دیا لوگ گنے اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ قبلہ فخرِ ملت کے ایک بہت گہرے دوست سید حافظ اختر فتح پور والے انہوں نے عرض کیا جناب آپ نے ٹرالی بازار میں کھڑی کر دی ہے لوگ گنے اٹھا کر لے جا رہے ہیں قبلہ فخرِ ملت فرمانے لگے حافظ جی ٹرالی کو اسی لیے یہاں کھڑا کیا ہے کہ لوگ گنے لے جائیں تو کیا بچے اور عورتیں گنے لینے کیلئے کھیت میں جائیں ایسی سخاوت کرنا آپ ہی کا خاصہ ہے۔ کیونکہ آپ کا تعلق سخی گھرانے سے ہے۔

جماعت علی کا گھرانہ سخی ہے   بنی ہے سخاوت پہچان علی پور

خواب سے آگاہی

خادم حسین جماعتی جو کہ مرید کے کے پاس ایک گاؤں یاوے والی وہاں کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ خواب میں حضور امیر ملت کی زیارت کی تو آپ نے پڑھنے کیلئے ایک وظیفہ بتایا جب میں بیدار ہوا تو وہ وظیفہ مجھے بھول گیا۔ میں بڑا پریشان ہوا۔ میں اسی پریشانی میں قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا بھلایا کیوں تھا میں نے عرض کیا بھول ہو گئی۔ آپ نے مہربانی فرماتے ہوئے اُسی وظیفہ کو پڑھایا اور فرمایا یہی تھا میں نے عرض کیا حضور یہی وظیفہ قبلہ امیر ملت نے مجھے خواب میں پڑھایا تھا۔

مشکوک ہدیہ سے اجتناب

خادم حسین جماعتی بیان کرتے ہیں کہ ہم ہر سال سالانہ عرس پاک کے موقع پر ایک بکرا لنگر شریف کے لئے لے کر آتے تھے۔ میرے چار بیٹے ہیں اب ہر سال چار بکرے پیش کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ عرس پاک کے موقع پر مجھے بیٹے کہنے لگے ابا جی عرس پر نہیں جانا؟ میں نے کہا بکرا نہیں ہے تو پھر میں نہیں جاؤں گا۔ اتفاق سے ایک شخص میرے بیٹے کو ملا اس کے پاس ایک بکرا تھا۔ میرے بیٹے نے اس سے سودا کیا۔ دس ہزار میں سودا طے ہو گیا۔ میرا بیٹا اس شخص کو کہنے لگا اس کی قیمت کچھ دنوں بعد دونگا۔ اس نے بکرا دے دیا۔ میرا بیٹا بکرے کو لیکر گھر آ گیا اور مجھے کہنے لگا ابو جی علی پور شریف جانے کی تیاری کر لیں بکرا میں لے آیا ہوں۔ جب ہم علی پور شریف آئے تو قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قبلہ فخرِ ملت مجھے فرمانے لگے خادم حسین بکرا اُدھار ہی لے آئے ہو۔ پیسے نہیں تھے تو پھر ویسے ہی آجاتے۔ جب قبلہ فخرِ ملت نے مجھے یہ فرمایا تو میں نے اپنے بیٹے کی طرف غصے سے دیکھ کر کہا اس کی قیمت کیوں نہیں دی۔ یہ قبلہ فخرِ ملت کی نگاہِ ولایت تھی کہ بکرے کو دیکھ کر ہی بتا دیا کہ تم نے یہ جانور اُدھار لیا ہے۔

بتائے بغیر جان لیا

حاجی نصیر احمد جماعتی (ڈسکہ) نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں نے گھر سے ہی ارادہ کیا کہ قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضر ہونا ہے تو اتنی رقم آپ کی خدمت میں نذر پیش کرنی ہے اور اتنی رقم مدرسہ کیلئے ہے۔ جب میں علی پور شریف پہنچا اور قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضری دی آپ

کی خدمت میں نذر پیش کی لیکن مجھے آپ کو بتانا یاد نہ رہا۔ کہ مدرسہ کیلئے بھی رقم ہے۔ قبلہ فخر ملت نے وہ رقم جب پکڑی تو اس میں سے اتنی رقم مولوی اسماعیل صاحب کو دی کہ مدرسہ کے کھاتے میں جمع کردو۔ جتنی میں نے سوچی ہوئی تھی۔

بیٹے کی بشارت

حاجی صادق صاحب کپڑے والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ پیر صاحب میرے چچا محمد شریف جماعتی کے گھر تشریف لائے۔ انہوں نے سفید چنوں کی چاولوں کی دیگ پکوائی۔ ختم شریف کیلئے جب آپ کے سامنے چاول رکھے قبلہ فخر ملت فرمانے لگے یہ تو مجھے پسند ہیں۔ اس وقت میرے چچا کی تیسری چھوٹی بیٹی کی عمر نو سال تھی۔ قبلہ فخر ملت نے فرمایا دعا کرو اللہ تعالیٰ شریف کو بیٹا عطا فرمائے۔ قبلہ فخر ملت کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹا عطا فرمایا اور اس کا نام علی رضا رکھا اللہ تعالیٰ اس کو سلامت رکھے۔

بیماری جاتی رہی

گوجرانوالہ کی ایک پیر بہن عذرا بی بی کہتی ہیں۔ ایک دفعہ میری بھابھی بہت بیمار ہوگئی اسے دورے پڑتے تھے۔ وہ بڑا عرصہ ڈاکٹروں حکیموں سے علاج کرواتی رہی کہیں سے بالکل آرام نہ آیا۔ بالآخر وہ میرے پاس چلی آئی اور کہنے لگی کہ مجھے قبلہ فخر ملت کے پاس لے چلو تو میں نے کہا تم دل سے یقین رکھو گی تو پھر ٹھیک ہو جاؤ گی۔ میرے قبلہ فخر ملت کوئی عام پیر نہیں ہیں پھر میں اسے لے کر حضور قبلہ فخر ملت کی خدمت میں حاضر ہوئی تو میں نے قبلہ فخر ملت کو سارا واقعہ سنایا تو قبلہ فخر ملت نے دم کیا اور کچھ تعویز دیئے۔ پھر ہم واپس گھر آگئے۔ اس وقت قبلہ فخر ملت نے فرمایا ٹھیک ہو جائیگی۔ قبلہ فخر ملت کے ایک دفعہ دم کرنے سے میری بھابھی کو ہمیشہ کے لئے دورے پڑنے سے نجات مل گئی پھر اسے کبھی دورہ وغیرہ نہیں پڑا۔ پھر وہ کہنے لگی واقعی قبلہ فخر ملت سچے سید اور ولی اللہ ہیں پھر اس کے بعد میری بھابھی قبلہ فخر ملت کی مرید ہوگئی۔

سانس کی تکلیف جاتی رہی

عذرا بی بی گوجرانوالہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ میری نواسی بیمار ہوگئی۔ جب وہ روتی تھی تو اس کی سانس رک جاتی اور ایسے لگتا کہ جیسے وہ ختم ہوگئی ہے۔ پھر اسے بڑے بڑے ڈاکٹروں کے پاس لے کر جاتے تو ڈاکٹر کہتے کہ ایک سال تک اس کا مکمل علاج کروائیں۔ لیکن

اس کی ماں پریشان رہتی تھی۔ مجھ سے اس کی پریشانی دیکھی نہیں جاتی تھی تو میں نے کہا میرے قبلہ فخرِ ملت کے ہوتے ہوئے ہم کیوں پریشان ہوں۔ میں اسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے ایک دفعہ دم کیا اور ایک تعویز دیا تو اس کے بعد ہماری بیٹی کی سانس کبھی نہیں رکی۔ اب تک وہ ماشاءاللہ بالکل صحت مند ہے۔

پتھری جاتی رہی

عذرا بی بی گوجرانوالہ بیان کرتی ہیں ایک دفعہ میری بیٹی کے پیٹ میں پتھری ہوگئی تو ڈاکٹروں نے کہا کہ آپریشن ہوگا لیکن میں یہ خبر سن کر بہت زیادہ پریشان ہوگئی۔ پھر میں قبلہ فخرِ ملت کے پاس حاضر ہوئی اور میں نے عرض کی کہ حضور میری بیٹی کے پیٹ میں پتھری ہوگئی ہے، اور ڈاکٹر کہتے ہیں کہ آپریشن ہوگا لیکن میری بیٹی بہت کمزور ہے دعا کریں کہ وہ بغیر آپریشن کے ٹھیک ہو جائے۔ قبلہ فخرِ ملت نے مٹی کے ڈھیلے دَم کر کے دیئے۔ اور فرمایا یہ پیٹ پر لگانا انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیگی۔ ابھی ایک دفعہ میری بیٹی نے یہ طریقہ کیا تو پھر ہم نے ڈاکٹر سے چیک کروایا تو ڈاکٹر نے کہا کہ اب تو اس کے پیٹ میں پتھری کا نام ونشان بھی نہیں رہا لیڈی ڈاکٹر نے کہا کہاں سے علاج کروایا ہے تو میری بیٹی نے کہا ڈاکٹروں سے علاج نہیں کروایا ہے۔ بلکہ اپنے قبلہ فخرِ ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب سے کروایا ہے جنکے چرچے عرب اور عجم میں ہیں جن سے دنیا فیض یاب ہو رہی ہے۔ یہ ان کی نظر کرم ہے کہ میں آپریشن سے بچ گئی خدا میرے قبلہ فخرِ ملت کا سایہ تا قیامت ہمارے سروں پر قائم دائم رکھے۔ آمین۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

بینائی واپس آگئی

مولوی محمد جمیل نقشبندی جماعتی لوہری والا تحصیل وزیر آباد نے بتایا۔ لوہری والا میں ایک لڑکی اندھی ہوگئی۔ اس لڑکی کو قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں لایا گیا۔ حضور قبلہ فخرِ ملت نے اس لڑکی کو دم کیا۔ اس لڑکی کی بینائی ٹھیک ہوگئی آج تک وہ لڑکی زندہ ہے۔

جنت کی سیر

حاجی محمد اکرم جماعتی ساکن چک نمبر ۵ جنوبی تحصیل بھلوال نے بتایا۔ یہ حضور قبلہ

فخر ملت کی وفات سے پہلے کی بات ہے کہ میں نے ایک خواب دیکھا۔ جس میں پیر صاحب مجھے حکم دیتے ہیں کہ جاؤ اکرم جنت میں بنے ان مکانات کی سیر کر کے آؤ۔ ان کے حکم کے مطابق جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا وہ مکانات اتنے زیادہ تھے کہ میں آدھے راستے سے تھک کر واپس آگیا۔ میں نے عرض کیا سرکار یہ اتنے زیادہ مکانات کس لئے ہیں؟ قبلہ فخر ملت نے فرمایا میرے ساتھ میرے غلام بھی ہونگے۔

جو پہنچوں سر حشر تو میں یہ دیکھوں
یہاں بھی میرے پیر کی سروری ہے

دعا کی برکت

حاجی محمد صادق کپڑے والے (ڈسکہ) نے بتایا کہ جون ۲۰۱۲ء کے مہینہ میں ایک دن بہت زیادہ گرمی تھی میں نے حضور قبلہ فخر ملت کو فون کیا اور عرض کی جناب گرمی بہت زیادہ ہے دعا فرمائیں بارش ہو جائے۔ قبلہ فخر ملت نے جلالی کیفیت میں فرمایا پھر میں کیا کروں پھر میں نے عرض کیا حضور دعا فرمائیں بارش ہو جائے آپ نے فون بند کر دیا۔ حاجی صاحب نے کہا پھر خود ہی دوسرے دن صبح کے وقت قبلہ فخر ملت نے شفقت فرماتے ہوئے مجھے فون کیا سناؤ بارش ہو گئی میں نے عرض کیا جناب آپ کی دعا کی برکت سے مخلوق خدا کا بھلا ہو گیا۔

عالم دین بنادیا

قاری محمد الیاس جماعتی پنڈی پنجوڑاں (سیالکوٹ) نے بتایا۔ کہ میرے والد صاحب مولوی محمد اسحاق جماعتی کچھ بھی نہیں پڑھے نہ سکول کا کچھ پڑھا ہے اور نہ ہی درس نظامی پڑھا ہے۔ ایک مرتبہ حضور قبلہ فخر ملت نے میرے والد صاحب کو اپنے سینے سے لگایا پھر اس کے بعد میرے والد صاحب تقریریں کرنے لگے۔ اور میرے والد صاحب نے اب کتابوں کی لائبریری بھی بنالی ہے۔ حضور قبلہ فخر ملت کی نگاہ کرم سے آپ نے میرے والد محترم کو عالم دین بنا دیا۔ پھر قبلہ فخر ملت نے کرم فرماتے ہوئے والد صاحب کو اپنی خلافت سے بھی نواز دیا۔

توجہ کا اثر

کرامت علی جماعتی ولد ڈاکٹر غلام غوث ۳۲۵ ب۔ ج ٹوبہ ٹیک سنگھ نے اپنا واقعہ سنایا۔ میں این۔ ایل۔ سی کمپنی میں ملازم تھا۔ میں کمپنی کا بڑا ٹرالہ چلاتا تھا۔ اکثر سپر ہائی وے پر

رات کوٹرالہ چلاتے چلاتے سوجایا کرتا تھا۔ اور ٹرالہ چلتا رہتا تھا۔ اللہ تعالی کے فضل وکرم اور قبلہ فخر ملت کی نظر کرم سے کبھی ایکسیڈنٹ نہیں ہوا۔ ایک مرتبہ قبلہ فخر ملت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ فرمانے لگے بھائی کرامت جب ٹرالہ چلاتے ہوئے نیند آجائے تو ٹرالہ روک کر سوجایا کرو۔ قبلہ فخر ملت کے فرمانے کے بعد میرے ذہن میں یہ بات آئی۔ اکثر مجھے نیند آجاتی تھی۔ میری حفاظت تو میرے قبلہ فخر ملت کرتے رہے۔ اس لئے آپ نے فرمایا جب تمہیں نیند آجائے تو پھر ٹرالہ روک کر سوجایا کرو۔ یہ فرمان اس بات کی دلیل ہے کہ قبلہ فخر ملت کی اپنے مریدوں کی طرف ہر وقت نظر کرم اور توجہ رہتی ہے۔

جادو سے بچالیا

حامد علی جماعتی ملتان نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں نے علی پور شریف حاضری دی آپ نے فرمایا کرامت پر بڑا سخت جادو ہوا تھا۔ کراچی میں حضرت عبداللہ شاہ غازی کے دربار کے قریب ہی سلطانہ آباد کالونی میں ہم رہتے تھے۔ وہاں پر میں بیمار ہوگیا۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا گویا کسی نے مجھ پر جادو کر دیا ہے۔ قبلہ فخر ملت کراچی تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ بھائی محمد علی خادم تھے لیکن مجھے آپ کے کراچی میں جانے کا کوئی علم نہ ہوسکا۔ میں سلطانہ آباد کی ایک مسجد میں مولوی عابد صاحب کے پاس جمعہ پڑھنے جاتا تھا۔ کیونکہ وہ اکثر قبلہ فخر ملت کا ذکر جمعہ میں کرتے تھے۔ اس لیے میں وہاں جاتا تھا۔ ایک دن میں اپنی رہائش پر واپس آرہا تھا۔ میرے چہرے پر پانی کے چھینٹے پڑے۔ میں بڑا پریشان ہوگیا کہ اب میری خیر نہیں ہے۔ میں نے اپنے منیجر کو کہا جناب مجھے پنجاب کا لوڈ دیکر بھیج دیں تاکہ میں اپنے قبلہ فخر ملت کی خدمت میں حاضری دوں۔ انہوں نے مجھے پنجاب بھیج دیا۔ میں کام سے فارغ ہوکر علی پور شریف حاضر ہوا۔ قبلہ فخر ملت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کھانا کھالو۔ جب میں کھانے لگا تو بھائی محمد علی صاحب جو آپ کے خادم تھے وہ کہنے لگے کہ میں قبلہ فخر ملت کے ساتھ کراچی گیا ہوا تھا۔ پھر ہم سمندر کے پاس آئے۔ میں نے قبلہ فخر ملت کو دیکھا کہ آپ سمندر میں کافی دور چلے گئے۔ جب آپ واپس تشریف لائے فرمانے لگے کرامت پر بڑا سخت جادو ہوا تھا۔ اب اس کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ بھائی محمد علی نے کہا خدا کا شکر کرو قبلہ فخر ملت نے تمہیں بچالیا۔ پھر میرے ذہن میں بات آئی جو پانی میرے چہرے پر پڑا وہ قبلہ پیرومرشد نے آب شفاء کے چھینٹے مجھ پر پھینکے۔ اس کے بعد مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ یہ قبلہ فخر ملت کی ہم غریبوں پر نظر کرم ہے کہ آپ نگاہ کرم سے ہمیں

مصیبتوں سے بچا لیتے ہیں۔

جب میں گھر سے علی پور شریف کیلئے روانہ ہوا۔ اس وقت میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش اس دفعہ قبلہ فخرِ ملت کے ساتھ آپ کی گاڑی میں بیٹھ کر سفر کرنے کا موقع مل جائے۔ جب میں قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضر ہوا رات علی پور شریف گزاری صبح کھانے کے بعد قبلہ پیر صاحب کی خدمت میں اجازت کیلئے حاضر ہوا۔ قبلہ فخرِ ملت فرمانے لگے کہ ہمارے ساتھ ہی اڈے تک چلے جانا۔ میں نے عرض کی ٹھیک ہے۔ قبلہ فخرِ ملت جب گاڑی میں بیٹھنے لگے۔ مجھے حکم فرمایا تم بھی گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔ میں بھی آپ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا۔ گاڑی چلنے لگی۔ قبلہ فخرِ ملت کہنے لگے تم اڈے تک جاؤ گے یا ڈسکہ تک ہمارے ساتھ چلو گے۔ میں نے عرض کیا جناب ڈسکہ تک جاؤں گا۔ آپ فرمانے لگے وہاں سے تمہیں لاہور کی گاڑی آسانی سے مل جائے گی۔ یہ قبلہ فخرِ ملت کی نگاہِ کرم ہے کہ آپ نے میرے دلی خیالات کو جان لیا جو میں نے گھر سے روانہ ہوتے ہوئے سوچا تھا اور آپ نے مجھ پر کمال شفقت فرماتے ہوئے اپنے ساتھ گاڑی میں سوار کیا۔

من پسند کھانے کی تمنا پوری ہوئی

حامد علی جماعتی نے بتایا ایک مرتبہ میں علی پور شریف آیا۔ اس دفعہ میں نے دل میں یہ سوچا کہ قبلہ فخرِ ملت کے پاس لنگر شریف سے بکرے کا گوشت کھانا ہے۔ میں علی پور شریف آیا۔ قبلہ فخرِ ملت آرام فرما رہے تھے۔ خادم نے مجھے کھانا کھلایا۔ خادم نے مجھے کہا اوپر کمرے میں جا کر آرام کر لو میں نے تھوڑی دیر آرام کیا کچھ دیر کے بعد میں نیچے آیا۔ قبلہ فخرِ ملت باہر تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ کی دستِ بوسی کی۔ قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا لنگر کھانا ہے۔ یہ آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ تیسری دفعہ میں نے عرض کیا حضور یہاں کے لنگر سے کون انکار کرتا ہے آپ نے فرمایا کمرے میں کھانا پڑا ہوا ہے۔ جاؤ کھا لو۔ میں آپ کے کمرے میں کھانے کیلئے چلا گیا۔ جب میں نے برتن کا ڈھکن اُٹھایا تو وہ بکرے کا گوشت ہی تھا۔ میں نے وہی کھایا۔ یہ قبلہ فخرِ ملت کی نگاہِ ولایت ہے کہ میرے دل میں جس کھانے کی تمنا تھی وہی آپ نے مجھے کھلا دیا۔

دلی خیالات سے باخبر

حامد علی جماعتی نے بتایا میں پیر سید علی حسین شاہ صاحب چادر والی سرکار کے شہزادے

کے ساتھ ملتان شریف سے یہاں علی پور شریف حاضر ہوا۔ جب ہم دونوں قبلہ فخر ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کھانا کھالو۔ جب ہم کھانا کھانے لگے۔ برتن کا ڈھکن اٹھایا۔ تو سالن بھنڈیوں کا تھا سالن کو دیکھ سید علی حسین شاہ صاحب کہنے لگے کہ قبلہ فخر ملت کی کرامت دیکھو۔ میں جب ملتان سے آنے لگا اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ علی پور شریف جا کر بھنڈیوں کے ساتھ کھانا کھاؤں گا۔ تم یہ دیکھ لو سامنے بھنڈیاں ہی پڑی ہوئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے شیخ کامل ہمارے دلی خیالات سے بھی باخبر ہیں۔

جادو سے نجات

حامد علی جماعتی نے بتایا مجھ پر کسی نے جادو کر دیا کہ اس کا کاروبار نہ چلے اور نہ ہی اس کی شادی ہو۔ پہلے میرا کاروبار ٹھیک تھا اچانک ماند پڑ گیا۔ میں بڑا پریشان رہتا تھا۔ اسی پریشانی میں میں اپنی والدہ صاحبہ کے ساتھ ملتان سے علی پور شریف آیا۔ ہم علی پور شریف رات کو پہنچے۔ جب صبح قبلہ فخر ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو قبلہ فخر ملت نے میری والدہ کو فرمایا اس پر بہت سخت جادو ہوا ہے۔ میں رات سے اس کیلئے دعا کر رہا ہوں۔ حامد علی صاحب نے اس کے بعد کہا جب ہم واپس گھر پہنچے تو مجھے کسی قسم کی پریشانی نہیں تھی، کاروبار پہلے سے بھی زیادہ بہتر ہو گیا اور میری شادی بھی ہو گئی۔ یہ سب کچھ قبلہ فخر ملت کی توجہ اور دعا کے صدقے میں مجھے جادو سے نجات ملی۔

ترقی کا راز

کراچی سے صوفی مشتاق احمد جماعتی نے بتایا میں ایک مرتبہ قبلہ فخر ملت کی خدمت میں علی پور شریف حاضر ہوا میں نے جب آپ کی زیارت کی آپ فرمانے لگے کیسے آئے ہو۔ میں نے عرض کی جناب پرموشن کیلئے آیا ہوں۔ میں بینک میں نوکری کرتا ہوں۔ مجھے ترقی چاہئے آپ دعا فرما دیں۔ قبلہ فخر ملت نے فرمایا فکر نہ کرو تمہاری ترقی ہو جائے گی۔ کچھ دنوں کے بعد جب میں واپس کراچی گیا اور بینک میں نوکری کیلئے گیا دو یا تین دن بعد بینک ڈیپارٹمنٹ کا جو آفیسر تھا اس نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا اور مجھے کہنے لگا مجھے سچ بتاؤ تمہاری ترقی میں کیا راز ہے۔ حالانکہ میں نے تمہارا نام ڈیپارٹمنٹ میں بھیجا ہی نہیں کیونکہ تمہارا نمبر 9 ہے جن کے نام بھیجے ہیں ان کے پچیس چھبیس سے زیادہ ہیں۔ میں نے مینیجر کو کہا بھائی میں نے اپنی پرموشن علی پور شریف

سے کرائی ہے۔ کہنے لگا وہ کیسے میں نے اس کو بتایا میں نے اپنے پیر صاحب قبلہ فخر ملت کی خدمت میں ترقی کے لئے عرض کی تھی۔ میری ترقی قبلہ فخر ملت کی توجہ کی برکت سے ہوئی۔

کمیٹی نکل آئی

صوفی مشتاق احمد جماعتی نے بتایا ۱۹۷۰ء میں کراچی کے کچھ ساتھی میرے بیٹے کیساتھ پارٹنر شپ پر اکٹھے کام کرتے تھے میرے بیٹے کے وصال کے بعد انہوں نے مجھے کہا۔ کہ ہم آپ کو جہاز کے آنے اور جانے کا ٹکٹ لیکر دیتے ہیں۔ آپ اپنے پیر صاحب کے پاس جائیں اور ہمارے لئے دعا کرائیں کہ ہماری کمیٹی نکل جائے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ انہوں نے مجھے کراچی سے لاہور تک آنے جانے کا ٹکٹ لیکر دیا۔ میں علی پور شریف قبلہ فخر ملت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کی خدمت میں اپنے آنے کا مقصد عرض کیا اور ساتھ مودبانہ عرض کی کہ حضور اگر کمیٹی نہ نکلی تو پھر میں ان کو ٹکٹ کے روپے واپس کردونگا۔ آپ نے فرمایا فکر نہ کرو کمیٹی ان کی ہی نکلے گی تم پیسے واپس نہ کرنا۔ علی پور شریف میں چند دن ٹھہرنے کے بعد آپ کی اجازت سے میں واپس کراچی چلا گیا۔ دوسرے ماہ کی دس تاریخ کو ان کی کمیٹی نکل آئی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ہماری کمیٹی نکل آئی ہے۔ میں نے قبلہ فخر ملت کو فون پر عرض کیا جناب مبارک ہو کمیٹی نکل آئی ہے۔ قبلہ فخر ملت نے فرمایا تمہیں بھی مبارک ہو۔ پہلے کافی عرصہ سے ان کی کمیٹی نہیں نکلی تھی لیکن جب قبلہ فخر ملت نے توجہ فرمائی فوراً ہی ان کی کمیٹی نکل آئی۔

برکت والی چینی کا اثر

قبلہ فخر ملت کے ایک مرید جو پچیس سال سے علی پور شریف میں رہ رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے چند واقعات سنائے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں بچپن میں بہت ضدی تھا اور کئی کئی گھنٹے روتا رہتا تھا اپنی ضد منوانے کیلئے کئی کئی دن والدین کو تنگ کرتا رہتا۔ میری والدہ محترمہ علی پور شریف عرس مبارک کے موقع پر حاضر ہوئیں اور قبلہ فخر ملت سے چینی دم کروائی کہ بچہ بہت ضد کرتا ہے اور روتا رہتا ہے۔ میری والدہ بتاتی ہیں کہ اس دم اور برکت والی چینی کے استعمال کے بعد میں نے ضد ترک کردی اور رونا بھی بند کردیا۔ میری والدہ نے نیت کی تھی کہ جب میں بڑا ہو جاؤنگا تو قبلہ فخر ملت کی ہی بیعت کراونگی۔ لہذا میں نے بڑے ہو کر قبلہ فخر ملت کی دست بیعت کی۔ حالانکہ اس وقت شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ سجادہ نشین تھے اور آپ کے والد محترم

جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ بھی بیعت فرماتے تھے۔

گمشدہ بیگ مل گیا

صوفی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میں واپڈا میں ملازم تھا تو ہر ماہ مخصوص رقم لنگر شریف کیلئے جمع کرتا رہتا تھا۔ سال بعد عرس شریف کے موقع پر حاضری کیلئے ارادہ کیا۔ تو بیگ میں تھوڑا سامان اور جمع شدہ نذرانہ رکھ کر لاہور بادامی باغ بس اڈہ پر پہنچا۔ نارووال والی بس میں سوار ہوا اور سب سے اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا بیگ بھی سیٹ پر رکھ دیا۔ میں نے سوچا کہ جلدی سے اُتر کر پیشاب کی حاجت سے فارغ ہو آؤں ساتھ والی سواری سے کہہ کر میں اتر گیا۔ جب واپس آیا تو بس پر سوار ہو کر جب اگلی سیٹ پر پہنچا تو دیکھا کہ سیٹ کے ڈیزائن کلر اور آدمی بھی دوسرے تھے۔ گویا میرے والی بس نکل گئی اور اس کی جگہ دوسری بس نارووال کی کھڑی تھی۔ میں بہت پریشان ہوا اور فوراً اُتر کر ٹیکسی کے ذریعے اگلی بس پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ بھی مطلوبہ بس نہیں تھی اور بھاگ دوڑ کر اگلی بس کو پکڑا وہ تھی تو نارووال کی مگر جس کی مجھے تلاش تھی وہ بڑی کوشش کے بعد بھی نہ مل سکی۔ لہٰذا ناچار میں اسی بس میں بیٹھ گیا اور سفر کرنے لگا میرے چہرے پر پریشانی دیکھ کر قریب کے ساتھی بولے کیا پریشانی ہے۔ میں نے واقعہ سنایا وہ افسردہ ہوئے اور تسلی دی۔ میں دل میں قبلہ فخرِ ملت کو یاد کرتا رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ مجھے اپنے سامان کی فکر نہیں پشیمانی ہے تو اس نذرانہ کی جو میں نے قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں پیش کرنا تھا سفر کٹتا رہا منزل قریب آتی گئی اچانک بدوملہی سٹاپ پر بس رکی۔ اس کے آگے والی بس جو چلنے ہی والی تھی میں نے تیزی سے اتر کر آگے کھڑی بس کی اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی سے ویسے ہی برجستہ کہا کہ بھائی جان میرا بیگ پکڑا دیں۔ اس نے مجھے دیکھا اور جلدی سے میرا بیگ تھما دیا۔ میں واپس اپنی بس میں آ کر بیٹھ گیا اور بیگ کھول کر جائزہ لینے لگا کہ کوئی چیز گم تو نہیں ہوئی لیکن جب قبلہ فخرِ ملت محافظ اور پاسبان ہوں تو فکر کیا ہے۔ ہر چیز سلامت، پیسے پورے بہت خوش ہوا ساتھ بیٹھے لوگ بھی خوش ہوئے اور حیران بھی۔ جب سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا تو نذر پیش کی آپ خوش ہوئے اور مسکرائے بھی۔

غلطی پر تنبیہ

صوفی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں میں واپڈا آفس میں کام کرتا تھا۔ ہمارا

اور سپر مجھ سے کچھ ناجائز فرضی کوٹیشن ڈسپیچ یعنی اندراج کرواتا تھا۔ اور میرے دراز میں کچھ رقم رکھ جاتا۔ جب میں قبلہ فخرِ ملت کے پاس سلام کے لئے حاضر ہوا اور میں نے اس رقم کے بارے میں مطلع کیا تو قبلہ فخرِ ملت نے سن کر فرمایا کہ حرام کھانے کے لئے تو ہی رہ گیا ہے۔ اس تنبیہ کے بعد میں نے پھر کبھی ایسی رقم وصول نہیں کی اور میز کی دراز کو تالا لگا دیا۔

بینائی بہتر ہو گئی

صوفی ناقص صاحب نے بتایا۔ جب میری عمر ساٹھ سال سے زیادہ ہوئی۔ تو میری نظر کمزور ہونے لگی۔ میں نے عینک لگوانے کی بجائے ارادہ کیا کہ ہر ماہ اپنی آنکھوں پر قبلہ فخرِ ملت سے دم کروالیا کروں گا۔ پھر میں پابندی سے ہر ماہ سلام اور دست بوسی کے بعد آنکھوں پر قبلہ فخرِ ملت سے دم کرالیتا۔ قبلہ فخرِ ملت کی پھونک کی برکت سے میری بینائی پہلے سے بہتر ہو گئی اور عینک کی نوبت نہیں آئی۔ اب بھی ماشاءاللہ عینک کے بغیر پڑھ سکتا ہوں اور لکھ بھی لیتا ہوں۔

کراچی کی سیر

صوفی ناقص صاحب نے بتایا۔ جن دنوں میں لاہور واپڈا میں ملازم تھا ایک دن اچانک قبلہ فخرِ ملت کی یاد ستانے لگی اور زیارت کو دل چاہا۔ حاضری کے لئے علی پور سیداں شریف جب پہنچا تو پتہ چلا کہ قبلہ فخرِ ملت کراچی تشریف لے گئے ہیں۔ خادم سے کراچی کا ایڈریس لیا اور لاہور آ کر سفر کی ایک دن کی تیاری کے بعد دوسرے دن ریلوے اسٹیشن تین چار بجے پہنچ گیا۔ کراچی کا ٹکٹ لیا اور پلیٹ فارم پر آ گیا گاڑی کھڑی تھی۔ مجھے پتہ نہیں تھا کہ کراچی والی گاڑی میں پہلے سے بکنگ ہوتی ہے۔ تب سیٹ ملتی ہے۔ کیونکہ میں پہلی دفعہ کراچی جا رہا تھا۔ مجھے کچھ معلومات نہیں تھی۔ جن کی بکنگ نہیں تھی وہ لوگ کھڑے تھے اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی میری طرف آیا مجھے بازو سے پکڑ کر گاڑی پر سوار کرایا اور دروازے کے قریب کھڑکی کے ساتھ اکیلی سیٹ پر بٹھا دیا اور کہا یہاں سے نہیں اُٹھنا اور وہ غائب ہو گیا۔ اتنے لمبے سفر میں میرے لئے یہ سیٹ کسی نعمت سے کم نہ تھی۔ جو لوگ بکنگ کے بغیر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب ٹی ٹی نے اٹھا دیئے مگر میری ٹکٹ دیکھنے کے بعد خاموشی سے چلا گیا۔ گویا مجھ انجان کی سیٹ میرے قبلہ فخرِ ملت نے بک کروائی تھی۔ جب میں کراچی میں قبلہ فخرِ ملت کی قیام گاہ پر حاضر ہوا۔ کراچی میں ایک مقام پر محفل تھی قبلہ فخرِ ملت مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ محفل کے بعد قبلہ فخرِ ملت نے ایک پیر

بھائی کو فرمایا اس کو پورے کراچی کی سیر کراؤ۔اس نے مجھے ساحل سمندر، بحری جہازوں، عجائب گھر اور چڑیا گھر کی سیر کروائی اور بھی بہت سی جگہوں پر لے گیا۔ چوتھے دن قبلہ فخر ملت نے حاجی رشید کو فرمایا اس کو اسٹیشن پر لے جاؤ گاڑی میں بیٹھا کر پھر آنا۔

بیٹے کی بشارت

محمد جاوید اقبال ولہلہ جماعتی ساکن گاؤں چک نمبر ۱۲ ر۔ب سکندر پور تحصیل جھمرہ ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ قبلہ فخر ملت پر اللہ تعالیٰ رب العزت کروڑوں رحمتیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آپ کی دعا اور نظر کرم سے آج میں جس مقام پر ہوں آپ ہی کی برکت سے ہوں۔ میں شادی کے بعد پانچ سال تک اولاد کی نعمت سے محروم رہا اور یہ وقت میرے لئے کتنا مشکل تھا وہ تو میں ہی جانتا ہوں اور میرا خدا جانتا ہے جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولاد کی امید لگتی تھی۔ تین چار ماہ گزرنے کے بعد ڈی۔این۔سی کروانا پڑتی تھی۔ میں نے اچھے سے اچھے ڈاکٹروں سے اپنی بیوی کا علاج کروایا اس کے باوجود بھی یہ سلسلہ جاری رہا لیکن تیسری دفعہ جب چار ماہ سے ہم پریشان ہو جاتے تھے میری بیوی بالکل ٹھیک رہی ہم بہت زیادہ خوش تھے۔اس دفعہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت خوبصورت بیٹے سے نوازا۔ لیکن وہ پیدا ہوتے ہی فوت ہو گیا۔ ہم بہت ہی مایوس ہو چکے تھے۔اس کے بعد ہم قبلہ فخر ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔قبلہ فخر ملت حویلی میں اپنے کمرے میں تشریف فرما تھے۔ میں نے رو کر آپ سے فریاد کی کہ میری اولاد نہیں ہے اور مایوسی کی وجہ سے ہم دونوں میاں بیوی ٹھیک طرح سے بات بھی نہیں کرتے۔آپ نے فرمایا جو کچھ تم نے مجھے بتایا ہے۔آج کے بعد سب بھول جاؤ۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کرم کرے گا اور اس دفعہ اللہ پاک آس لگائے تو میرے پاس آنا اور تعویز لے جانا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو وارث عطا فرمائے گا۔ لیکن اس سے کچھ دن بعد قبلہ فخر ملت ہمارے ساتھ والے گاؤں میں تشریف لائے۔جس وقت ہمیں آپ کی تشریف آوری کی خبر ملی اسی وقت ہم آپ کی زیارت کیلئے وہاں چلے گئے۔تو وہاں آپ کی زیارت کا شرف نصیب ہوا تو آپ نے چینی دم کر کے میری بیوی کو دی۔ دوسرے دن جب میری بیوی نے وہ چینی منہ میں ڈالی تو اس نے گلاب جیسا ذائقہ محسوس کیا اور پھر جب منہ سے نکال کر دیکھا تو وہ چینی سے گلاب کی پتیاں بن گئیں۔ میری بیوی نے مجھے اسی وقت فون کر کے بتایا میرے پاس پیر بھائی انور جماعتی صاحب بھی تھے میں نے فوراً ان کو یہ واقعہ سنایا۔انہوں نے خوش ہوتے ہوئے کہا کہ بہت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ

خوشی دکھائے گا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ہمیں اولاد کی امید لگا دی اور یہ اسی کی نشانی تھی لیکن ہم اس سے باخبر تھے ہم قبلہ قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے تعویز عطا فرمایا اور دعا فرمائی۔ آپ کی نظرِ کرم اور دعا سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت پیارا سا بیٹا عطا فرمایا جس کے سر کے بال ایک طرف سے سفیدی مائل ہیں۔ جو کہ میرے سرکار کی نشانی ہے۔ قبلہ فخرِ ملت نے اس کا نام محمد عثمان ذوالنورین رکھا۔ ہمیں بہت خوشی ہوئی ہم نے دربار شریف پر حاضری دی۔ تو قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا جاوید اب تو تم خوش ہو۔ اللہ تعالیٰ نے نشانی دے کر بیٹا دیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی دعا کی برکت سے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا مزید دیئے۔ میرے ماموں کا بیٹا اعجاز احمد وٹالہ جو کہ سعودی عرب مدینہ شریف میں رہتا ہے۔ میرے ساتھ جب ولی کامل قبلہ فخرِ ملت سے ملنے گیا تو وہ آپ کی زیارت کرنے کے ساتھ ہی آپ کے دستِ بیعت ہو گیا۔

وارث مل گیا

جاوید اقبال وٹالہ نے بتایا میرے چچا اختر حسین وٹالہ پنجاب پولیس میں ملازم ہیں ان کی تین بیٹیاں تھیں۔ قبلہ فخرِ ملت کے پاس علی پور شریف حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ حضور دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ عزوجل مجھے وارث عطا کرے آپ کی دعا اور نظرِ کرم سے وہ ایک خوبصورت بیٹے کا باپ بن گیا۔ اسی طرح میرا ایک دوست آصف علی جو کہ میڈیسن کمپنی کا منیجر ہے۔ اسے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت سے بیٹے جیسی نعمت سے نوازا ہے۔ قبلہ فخرِ ملت کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ عزوجل نے ہر نعمت عطا کی ہے۔ اچھی نوکری اور گاڑی بھی دی ہے۔

شمس المصطفیٰ جماعتی ولد ڈاکٹر عطاء المصطفیٰ جماعتی نے بتایا۔ ایک بار قبلہ فخرِ ملت غلام نبی ٹھیکیدار جو کہ خلیفہ بھی تھے۔ ان کے ساتھ ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہمارے مکان کی حالت بہت خراب تھی۔ ایک کمرہ کچا اور ایک کچا برآمدہ تھا۔ غلام نبی ٹھیکیدار صاحب نے کہا کہ قبلہ دعا کریں یا تو ڈاکٹر صاحب کا مکان فروخت ہو جائے یا بن جائے تو قبلہ فخرِ ملت فرمانے لگے ٹھیکیدار صاحب کبھی جگہ بھی بیچتے ہیں۔ یہ مکان بن جائے گا ایک ماہ میں۔ دادا جی بتاتے ہیں کہ آپ کے فرمانے کے دو دن بعد نیا مکان بننا شروع ہو گیا۔ جس دن نیا گھر بنا کر رہائش اختیار کی اُس دن ایک مہینہ پورا ہو گیا۔ پاس ایک پیسہ بھی نہ تھا۔ قبلہ فخرِ ملت کے کرم سے ہی بن گیا۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
تمہارے دم سے میری نجات ہو کے رہی

نشہ چھوٹ گیا

شمس المصطفےٰ جماعتی نے بتایا کہ ایک مرتبہ قبلہ فخر ملت سانگلہ ہل تشریف لائے ہوئے تھے۔ میرے دادا جی کے چھوٹے بھائی اپنے بیٹے طاہر کو لے کر حاضر خدمت ہوئے اور قبلہ فخر ملت سے عرض کیا کہ بیٹا آوارہ پھرتا ہے۔ نشہ کرتا ہے آپ دعا فرمائیں یہ ٹھیک ہو جائے۔ دادا ابو کے بھائی بار بار یہی کہتے رہے اور قبلہ فخر ملت بار بار یہی فرماتے رہے کہ ٹھیک ہو جائے گا، ٹھیک ہو جائے گا۔ قبلہ فخر ملت کے فرمانے کے کچھ ہی دن کے بعد طاہر پولیس میں بھرتی ہو گیا۔ مڈل پاس تھا۔ ہر قسم کا نشہ چھوڑ دیا داڑھی رکھ لی اور نماز کا پابند بھی ہو گیا۔ اب ماشاء اللہ طاہر کے چار بچے ہیں اور اچھی زندگی گزار رہا ہے۔

فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا

ڈاکٹر محمد جان جماعتی نے بتایا کہ ہماری زمین کے پانی کا تنازع ہمسائے زمیندار کے ساتھ چل رہا تھا اور کیس ہائی کورٹ لاہور میں تھا۔ جس نے بہت پریشان کیا ہوا تھا۔ غلام نبی ٹھیکیدار صاحب جب انتقال کر گئے تو قبلہ فخر ملت جنازہ پر تشریف لائے۔ میں کیس کے سلسلہ میں لاہور تھا۔ واپس آیا قبلہ فخر ملت کے بارے میں پتہ چلا کہ آپ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں قبلہ فخر ملت سے ملنے مستری لطیف صاحب کی دوکان پر گیا۔ حضور فرمانے لگے ڈاکٹر صاحب جنازہ پڑھا ہے میں نے عرض کی حضور کیس نے بہت پریشان کیا ہوا ہے لاہور سے ابھی آیا ہوں حضور نے فرمایا ٹھیکیدار صاحب کی فاتحہ پڑھ کر آؤ۔ میں فاتحہ پڑھ کر قبلہ فخر ملت کی خدمت میں پھر حاضر ہوا۔ قبلہ فخر ملت نے دعا فرمائی اور فرمایا کیس کا فیصلہ تمہارے حق میں ہو جائے گا۔ جب میں دوسری تاریخ پر ہائی کورٹ گیا تو جج مجھے کہنے لگا کہ میں تمہارا وکیل ہوں بس تم نے نہیں بولنا فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا۔ اور ایسا ہی ہوا فیصلہ میرے حق میں ہو گیا۔ میں حیران تھا کہ جج اتنا مہربان کیوں ہو گیا ہے۔ یہ سوچنے لگا یہ کیسے ہوا۔ پھر مجھے قبلہ فخر ملت کا فرمان یاد آیا کہ فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا۔ یہ میرے قبلہ فخر ملت کا کمال ہے کہ کیس میرے حق میں ہو گیا۔ مخالفین نے معافی مانگی اور شرمندہ ہوئے۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

گناہوں سے توبہ کروادی

محمد عثمان جماعتی نے بتایا کہ میں نے شاہدرہ ٹاؤن میں بال کٹنگ کی دوکان بنائی۔ میں نے اپنی دوکان پر قبلہ فخر ملت کی بڑی بڑی تصویریں لگائی ہوئی تھیں۔ جب میری دکان پر کوئی نوجوان بال کٹوانے یا کسی اور کام سے آتے تو میں اپنے قبلہ فخر ملت کے متعلق باتیں ان کو بتاتا۔ کبھی آپ کی سخاوت کے بارے میں، کبھی آپ کے خاندان کے بارے، کبھی قبلہ فخر ملت کے حسن وجمال کے بارے میں اور کبھی علی پور شریف کے لنگر کے بارے میں ان سے باتیں کیا کرتا وہ نوجوان مجھے خود کہتے ہمیں اپنے پیر صاحب کے پاس لے چلو۔ ان میں سے زیادہ تر ایسے نوجوان تھے جو شراب کے عادی تھے جب وہ نوجوان علی پور شریف آتے قبلہ فخر ملت کی زیارت کرتے ہی آپ سے بیعت کرنے کی عرض کرتے قبلہ فخر ملت ان کو بیعت فرما لیتے۔ اس سے پہلے کبھی وہ نشے کو چھوڑتے ہی نہ تھے۔ حالانکہ ان کے والدین بھی اپنے بچوں کے نشہ کی وجہ سے پریشان رہتے تھے۔ ان نوجوانوں کو جب سے قبلہ فخر ملت نے گناہوں اور برائیوں سے توبہ کرائی پھر اس کے بعد کبھی انہوں نے نشہ نہیں کیا۔

بیماری جاتی رہی

محمد سلمان رضا ولد حاجی محمد اکرم جماعتی پرانی منڈی چوکی نے بتایا میری بیوی کو ہیپاٹائیٹس سی کی بیماری تھی جس کا علاج ملک کے تمام شہروں کے ڈاکٹروں سے کرواتے رہے جس سے مرض مزید بڑھتا چلا گیا۔ اس کے بعد ہم نے جناح ہسپتال سے تقریباً چھ ماہ کا انجکشن کورس تجویز کیا مگر اس سے بھی مریضہ کو کوئی فرق محسوس نہ ہو سکا۔ پھر میرے والد صاحب نے کہا کہ قبلہ فخر ملت سے مدد طلب کی جائے۔ پھر ہم نے قبلہ پیر صاحب سے دعا کے لئے عرض کیا اور آپ نے دعا فرماتے ہوئے فرمایا حاجی صاحب اس بچی کا آپ اپنڈیکس کا آپریشن کروادیں۔ والد صاحب اگلے روز ڈاکٹر کے پاس گئے اور آپریشن کروانے کے لیے کہا مگر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مرض تو اور ہے مگر آپ آپریشن اپنڈیکس کا کروار ہے ہیں۔ والد صاحب نے کہا کہ یہ میرے مرشد کا حکم ہے۔ چنانچہ والد صاحب نے آپریشن کروادیا اور مرض کچھ ماہ بعد مکمل طور پر ختم ہو گیا۔ جب حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو اس کے بارے میں آگاہ کیا گیا تو آپ نے مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا حاجی صاحب ڈاکٹر تو دوائی کے ذریعے مرض کا علاج کرتے ہیں۔ مگر ہیپا

ٹائٹس کا مرض ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے جراثیم سو جاتے ہیں۔ مگر ختم نہیں ہوتے۔ ہم نے ان جراثیم کو ملنے والی خوراک ہی بند کر دی ہے۔ اپنڈیکس میں موجود غدود اس کو خوراک فراہم کرتا تھا ہم نے اس سے پہلے امریکہ میں کافی افراد کا اس طرح علاج کروایا ہے۔ جو کہ کامیاب ہوا ہے۔

نقصان سے بچالیا

حاجی رحمت علی جماعتی ۱۵۰ فیصل کالونی اوکاڑہ نے بتایا ۱۹۸۰ء کا واقعہ ہے کہ میں سفر حج سے واپس آیا۔ میں نے اپنے کاروبار کے سلسلے میں آلو کی فصل کا ایک بڑا سودا طے کیا۔ خدا کی قدرت چند دنوں بعد ریٹ کافی ڈاؤن ہو گیا۔ مجھے اس سودے میں بہت بڑا نقصان دکھائی دینے لگا۔ میں اتنا بڑا نقصان برداشت کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ ذہنی طور پر ہر وقت پریشان رہنے لگا ہر وقت نقصان کا سوچ سوچ کر دل بے چین رہنے لگا۔ یہ میری زندگی کا پہلا اتنا بڑا واقعہ تھا۔ ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا۔ یا اللہ صدقہ محبوب پاک ﷺ مجھے اس نقصان سے محفوظ فرما۔ جب میں حضور فخر ملت رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو کافی پریشان تھا۔ حال احوال پوچھنے کے بعد حضور فخر ملت مسکرا کر میری طرف دیکھ کر فرمانے لگے۔ حاجی صاحب آپ پریشان نظر آرہے ہیں کیا وجہ ہے میں نے عرض کیا حضور آلو کی فصل کا سودا کیا تھا اس میں بہت زیادہ نقصان نظر آرہا ہے۔ میری گنجائش بھی اتنی نہیں ہے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس نقصان سے محفوظ فرمائے۔ آپ نے مسکرا کر مجھے فرمایا حاجی صاحب جاؤ اللہ تعالیٰ خیر فرمائے گا۔ آپ نہ گھبرائیں، حوصلہ رکھیں چند روز بعد اللہ تعالیٰ عزوجل بہتر فرما دیگا۔ میں دل میں پریشان تھا ، پھر دل سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے کہ اگر پیر کا کہا پورا نہ ہو تو وہ پیر نہیں۔ پیر کا کہا مرید نہ مانے تو وہ مرید نہیں۔

اور مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کا یہ شعر زبان پر آگیا کہ

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

(ترجمہ: ان کا فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے اگرچہ یہ آواز اللہ تعالیٰ کے بندے کے منہ سے نکلتی ہے) ۔ ٹھیک چند روز بعد ایران کا بارڈر کھل گیا اور آلو ایران جانے لگے مارکیٹ میں تیزی آگئی اور قبلہ فخر ملت کی دعا کی برکت سے میں اتنے بڑے نقصان سے محفوظ رہا۔ اللہ تعالیٰ ان کے مزار پر انوار پر کروڑوں رحمتیں اور برکتیں نچھاور فرمائے آمین۔

انگلینڈ کی سیر

حاجی رحمت علی جماعتی نے بتایا میرا ایک بیٹا محمد شہزاد عابد اور دو بیٹیاں انگلینڈ میں رہائش پذیر ہیں۔ میں نے اپنی اہلیہ کے ہمراہ کافی دفعہ برٹش ویزہ کیلئے اپلائی کیا مگر ہر بار ناکام رہا۔ میری بیٹی بیٹے نے میرے لئے بہترین عطر کا گفٹ ۴۲ پونڈ میں لے کر بھیجا۔ میں نے کہا کہ میں اتنا قیمتی عطر کیسے استعمال کروں یہ کسی دوست کو گفٹ کر دونگا اور خود کم قیمت کا بازار سے لے کر استعمال کرلوں گا۔ کافی سوچ کے بعد وہ عطر میں نے گھر والوں سے چھپا کر رکھ لیا۔ حاجی محمد حمید جماعتی مرحوم کے چہلم کے سلسلے میں قبلہ فخرِ ملت سے اوکاڑہ کیلئے ٹائم لینے کیلئے ہم علی پور شریف حاضر ہوئے۔ میں نے دل میں سوچا کہ دنیا میں قبلہ فخرِ ملت سے زیادہ اور کون ہمیں پیارا ہے میں نے عطر والا گفٹ اپنے بیگ میں رکھ لیا اور علی پور شریف قبلہ پیر صاحب کی خدمت عالیہ میں عطر پیش کر دیا۔ آپ عطر دیکھ کر بہت خوش ہوئے میں نے عرض کیا قبلہ میری بیٹی نے انگلینڈ سے بھیجا ہے بیٹی کیلئے اور ہمارے لیے بھی دعا فرمائیں کہ ہمارا ویزہ لگ جائے۔ آپ نے مسکرا کر دعا فرمائی اور فرمایا حاجی صاحب آپکا ویزہ انشاء اللہ تعالیٰ اس دفعہ لگ جائے گا۔ میں نے ۱۹ر اکتوبر ۲۰۱۱ء کو اپلائی کیا ۲۲ر اکتوبر کو ہمارا ویزہ لگ گیا۔ ۲۴ر اکتوبر کو ہمیں پاسپورٹ واپس مل گئے۔ اس طرح ۱۱ر نومبر تا ۱۶ر فروری انگلینڈ کی ہم نے سیر کی۔ اس طرح قبلہ فخرِ ملت کی دعا کے صدقے ہمیں انگلینڈ کی سیر کرنے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ قبلہ فخرِ ملت کی تربت پر اپنی رحمت کا نزول مدام فرمائے آمین۔

ہم جن نکالنے والے پیر نہیں ہیں

حاجی رحمت علی جماعتی صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ میں اور چند دوست قبلہ فخرِ ملت کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے۔ آپ سے گفتگو جاری تھی کہ اتنے میں چار آدمی ایک مخبوط الحواس آدمی کو پکڑے حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں دیکھتے ہی مجھے فرمایا کہ حاجی صاحب یہ آدمی ذہنی مریض ہے اسے ڈاکٹر کی دوائی سے آرام آجائیگا۔ مگر یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس آدمی کو جن کا سایہ ہے ان کے آنے سے قبل ہی آپ نے مجھے یہ بات فرمادی۔ (اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ "مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے) چند منٹ کے بعد وہ لوگ حاضر ہوئے اور سلام عرض کرنے کے بعد کہا حضور اس آدمی کو جنات کا سایہ ہے یہ دوسرے

لوگوں کو مارتا ہے اس لئے ہم اس کو باندھ کر یہاں لائیں ہیں آپ نے پوچھا کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں اور تم کو کن لوگوں نے یہاں بھیجا ہے۔ انہوں نے عرض کی ہم موڑ کھنڈا کے قریب ایک گاؤں سے حاضر ہوئے ہیں ہمارے گاؤں کی ایک نوجوان لڑکی کو جنات کا سایہ تھا۔ تو اس لڑکی کو علی پور شریف لائے تھے۔ تو آپ کی دعا سے وہ لڑکی ٹھیک ہوگئی تھی۔ اب وہ شادی کے بعد اپنے بچوں کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزار رہی ہے اس لئے ہم اپنے بیمار آسیب زدہ آدمی کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا دربار پر حاضری دو لنگر کھاؤ اس کو کسی اچھے سے ڈاکٹر سے دوائی لے کر دو یہ ٹھیک ہو جائے گا۔ ہم جن نکالنے والے پیر نہیں ہیں بلکہ جن تو ہمارے مرید ہیں میں نے دعا کر دی ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلد صحت یاب ہو جائیگا۔ اس کو علی پور شریف سے کھول کر لے جاؤ یہ کسی کو کچھ نہیں کہے گا۔ ڈاکٹر کے چند روزہ علاج کے بعد وہ آسیب زدہ آدمی بالکل صحت یاب ہو گیا۔

محکمہ نہر میں نوکری مل گئی

مختار احمد جماعتی ولد نظام دین موضع لالہ مہر چند نے بتایا کہ قبلہ فخر ملت کی ذات با برکات نورانی روحانی فیوض و برکات کا احاطہ کرنا ناممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے آپکو تمام نورانی اور روحانی علوم عطا فرمائے اور آپ کو تمام درجات عالیہ سے سرفراز فرمایا جس کی حد کسی کو معلوم نہیں۔ جب آپ پہلی دفعہ موضع لالہ مہر چند بستی باغ والا میں تشریف لائے تو پیر بھائی عمر حیات ولد شاہ محمد رجتکی نے اپنے والد سے عرض کیا ابا جان میں قبلہ فخر ملت کا مرید ہونے لگا ہوں تو ان کے والد نے منع کر دیا کہ میں سمندری والے پیر صاحب کا بیعت ہوں اور تو بھی ان کا ہی مرید ہونا۔ محمد عمر آپ کی زیارت سے متاثر ہو چکا تھا۔ وہ بار بار اصرار کرتا رہا کہ میں نے قبلہ فخر ملت کا بیعت ہونا ہے اس کا والد روکتا رہا۔ جب آپ مسجد میں خطاب فرمانے لگے تو آپ کو روحانی باطنی طور معلوم ہو گیا تو آپ نے سپیکر میں اعلان فرمایا کہ جو لڑکا بیعت ہونا چاہتا ہے آگے آجائے اور ساتھ میں فرمایا ماں باپ اگر برے کام سے روکیں تو رک جاؤ اور اپنے ماں باپ کا کہا مانو اگر ماں باپ نیک کام سے منع کریں تو ان کا کہنا نہ مانو۔ لہٰذا وہ لڑکا قبلہ فخر ملت کا بیعت ہو گیا۔ کچھ سال بعد آپ نے پوچھا تو کیا کام کرتا ہے۔ تو اس نے عرض کیا کہ میں پرائیویٹ ملازمت کرتا ہوں دعا فرمائیں کہ پکی نوکری مل جائے اور سرکاری نوکری مل جائے۔ آپ نے دعا فرمائی جلد ہی اس کو محکمہ نہر میں ملازمت مل گئی اس کے بعد محمد عمر کا والد شاہ محمد ہر

سال علی پور شریف حاضر ہوتا رہا۔

دس سال کے بقایا جات مل گئے

مختار احمد جماعتی نے بتایا میرا چچازاد بھائی عبدالغفار محکمہ واپڈا اسکائپ سکیم ٹیوب ویل میں بھرتی تھا۔ گورنمنٹ نے اسکو دس سال سے فارغ کر دیا تھا۔ قبلہ فخر ملت میرے گھر تشریف فرما تھے عبدالغفار کو لے کر حاضر خدمت ہوا تو آپ سے ساری کہانی عرض کی آپ نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ ملازمت پکی ہو جائیگی۔ بھائی عبدالغفار کی ملازمت جلد ہی مستقل ہو گئی اور دس سال کے بقایا جات ملنے شروع ہو گئے۔

ذاتی مکان مل گیا

حاجی محمد احمد صاحب کشمیر نیشنل بینک آف میاں چنوں نے بتایا کہ میں کرائے کے مکان میں رہتا تھا۔ قبلہ فخر ملت سے عرض کی دعا فرمائیں اپنا ذاتی مکان مل جائے آپ نے فرمایا مل جائے گا فکر نہ کرو۔ مجھے جلد ہی مکان بارہ ہزار روپے میں مل گیا حالانکہ اس وقت میرے پاس صرف دو ہزار روپے تھے۔ باقی رقم کا انتظام نہ جانے کہاں سے ہو گیا۔ مجھ پر یہ کرم قبلہ فخر ملت کی دعا سے ہوا دس سال پہلے کی بات ہے کہ اس مکان کی قیمت بارہ لاکھ روپے مل رہی تھی۔

کاروبار بڑھ گیا

حاجی محمد احمد صاحب میاں چنوں والے نے بتایا کہ میں مٹی کے تیل کا کام گھر پر ہی کرتا تھا۔ قبلہ فخر ملت میرے گھر تشریف لائے تو پیر صاحب نے فرمایا کہ حاجی صاحب یہ بو والا کام شروع کر لیا ہے تو قبلہ فخر ملت کاؤنٹر والی کرسی پر تشریف فرما ہوئے میں نے عرض کیا قبلہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ برکت دے۔ آپ نے وہیں بیٹھ کر دعا فرمائی تو اتنی برکت ہوئی اتنی سیل ہو گئی کہ تیل پورا نہیں ہوتا تھا دن رات تیل لینے والوں کا رش لگا رہتا تھا۔

ملازمت بحال رہی

حاجی محمد احمد صاحب میاں چنوں والے کہتے ہیں میں علی پور سیداں شریف آیا۔ میں نے قبلہ فخر ملت سے عرض کیا ملازمین کی پنشن ختم کر دی گئی ہے۔ ریٹائرڈ ہونے والا ہوں۔ جب پنشن نہیں ملے گی تو کل بھی ریٹائرڈ ہونا ہے آج ہی ہو جاتا ہوں تو پیر صاحب نے فرمایا حاجی صاحب ریٹائرڈ نہیں ہونا ہے آپ ملازمت کرتے رہیں آپ کو پنشن بھی ملے گی آپ ملازمت

کرتے رہیں میں نے قبلہ فخرِ ملت کے حکم کی تعمیل کی اور ملازمت کر رہا ہوں۔ پہلے تیس لاکھ پنشن ملنا تھی اور اب آپ کی دعا سے چھتیس لاکھ پنشن ملے گی۔

مریدوں کے حالات سے باخبر

حاجی عبدالرشید خلیفہ صاحب اقبال نگر نے بتایا کہ میرے لڑکے کا انگلینڈ سے رشتہ آیا اس سے پہلے قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا تھا کہ حاجی صاحب آپ کے لڑکے کو انگلینڈ نہ بھیج دیں عرض کی حضور دعا فرمائیں انگلینڈ سے رشتہ آیا ہے۔ انہوں نے کہا پاکستان میں شادی کر کے نکاح نامہ ساتھ لگا کر ویزہ بنے گا۔ میرے پاس رقم نہ تھی کچھ رقم رشتے داروں سے اور پڑوسیوں سے ادھار لی پھر بھی رقم کم تھی۔ میری بیوی نے کہا کہ رقم بہت کم ہے شادی کا کام ہے پیر صاحب سے تیس ہزار روپے اُدھار مانگ لیں آپ دے دینگے۔ میں نے کہا مجھے تو قبلہ فخرِ ملت سے پیسے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔ میں نے نہیں مانگنے۔ رمضان شریف کے روزوں کے دن تھے تو ستائیسویں رات پڑھنے کیلئے علی پور شریف جانا تھا میں نے حاجی محمد احمد صاحب سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم رات کو سفر کریں گے۔ راستے میں سحری کریں گے اور دن کے وقت علی پور شریف پہنچ جائینگے۔ میں نے حاجی صاحب سے کہا کہ میں سحری کر کے چلوں گا اور علی پور شریف جا کر افطاری کرونگا۔ حاجی محمد احمد صاحب کے ہمراہ کچھ اور ساتھی جب علی پور شریف پہنچے۔ قبلہ فخرِ ملت سے ملے۔ آپ نے خیریت دریافت کی اور فرمایا حاجی صاحب یہ تیس ہزار روپے کا چیک ہے حاجی عبدالرشید صاحب کو دے دینا اس کو ضرورت تھی۔ وہ وہاں کیش کرالے گا۔ میں جب علی پور شریف پہنچا حاجی محمد احمد صاحب نے وہ چیک مجھے دے دیا تو میں حیران ہو گیا کہ ہم اقبال نگر میں پیسوں کی بات کر رہے تھے لیکن قبلہ فخرِ ملت نے ہماری گفتگو کو جو ہم نے اپنے گھر میں کی اسکو جان بھی لیا اور اتنی ہی رقم ہمیں عطا بھی کر دی اس سے پتہ چلتا ہے۔ قبلہ فخرِ ملت اپنے مریدوں کے حالات سے بھی باخبر ہیں اور اپنی کرم نوازی سے ان کی پریشانی بھی دور فرماتے ہیں۔

ارادہ جان لیا

مختار احمد جماعتی نے بتایا صوبیدار غلام نبی صاحب ہمارے ساتھ علی پور شریف عرس شریف میں حاضری کیلئے گئے پہلے بیعت نہیں تھے۔ راستے میں کہنے لگے کہ میرا ارادہ تھا میں اور میری بیوی دونوں اکٹھے بیعت ہوتے تو اچھا تھا۔ اس دفعہ بیوی ساتھ نہیں آئی۔ ہم نے علی پور

شریف پہنچ کر قبلہ فخر ملت سے عرض کی حضور صوبیدار صاحب کو بیعت کرنا ہے۔ قبلہ فخر ملت نے فرمایا جب دونوں اکٹھے آئیں گے تو بیعت کرلوں گا۔

دم کی برکت

مختار احمد جماعتی نے بتایا میں عرس شریف کے موقع پر قبلہ فخر ملت کے پاس ہال میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک مائی صاحبہ پیر بہن بڑی عمر کی تھی۔ آپ کے سامنے چینی کاغذ میں لے کر آئی اور عرض کیا قبلہ میرے لڑکے کا رشتہ نہیں ہوتا۔ آپ نے چینی پر پھونک ماردی۔ وہ چینی مائی صاحبہ لے کر گھر چلی گئی دوسرے سال عرس شریف پر وہی عورت میری موجودگی میں باتیں سنانے لگی۔ اس نے کہا کہ پچھلے سال عرس شریف پہ، میں نے قبلہ فخر ملت سے چینی دم کروائی تھی۔ میں نے اپنے پڑوسی کے ذریعے ان کے رشتے داروں کو چینی پانی میں حل کر کے پلا دی۔ تو انہوں نے میرے لڑکے کو رشتہ دے دیا۔ جب اس بات کا پتہ لوگوں کو چلا تو پڑوسی آ کر مجھ سے پوچھنے لگے کہ تمہارے بیٹے کا رشتہ کیسے ہوا۔ تو مائی صاحبہ نے چینی والی کہانی سنائی تو پڑوسن عورت نے کہا وہ چینی ہے تو تھوڑی سی مجھے بھی دے دو۔ اس کو چینی دی اور اس نے استعمال کی تو اس کے لڑکے کا رشتہ ہو گیا۔ اس طرح تیسری پڑوسن عورت نے کہا ہمارا رشتہ نہیں ہوتا اس کو بھی وہی دم والی چینی دی۔ اس نے استعمال کی اس کے لڑکے کا بھی رشتہ ہو گیا۔ وہ مائی صاحبہ کہنے لگی قبلہ فخر ملت کی پھونک کو ایسے ہی نہ سمجھا کرو۔ اس پھونک میں بڑی طاقت ہے۔

پانی میٹھا ہو گیا

مختار احمد جماعتی نے بتایا میرے گھر پر ۲۰۰۵ء میں قبلہ فخر ملت تشریف فرما تھے۔ میرا بھانجا محمد اکرم جماعتی تحصیل گوجرہ چک نمبر ۹۸ کوٹلی سے میرے گھر پر قبلہ فخر ملت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور گوجرہ کا پانی کھارہ، کڑوا ہے۔ فصلوں کو نقصان دیتا ہے زمین قابل کاشت نہیں رہتی۔ نہری پانی بہت کم ہے زمین خالی ہے۔ بے آباد پڑی ہے۔ ادھر اروتی کے علاقہ میں پانی اچھا ہے۔ ہمارا ارادہ ہے گوجرہ والی زمین فروخت کر دیں اور ادھر سے لے لیں۔ قبلہ فخر ملت نے فرمایا کہ دعا کر دیتے ہیں۔ قبلہ فخر ملت کی دعا برکت سے ٹیوب ویل لگایا تو اس کا پانی میٹھا نکل آیا۔ فصلوں کو موافق آ گیا۔ لوگ پیتے ہیں۔ جانور پیتے ہیں۔ نہری نظام بہتر ہو گیا۔

بچوں کی بشارت

محمد رمضان جماعتی صاحب کی لڑکی کے تین چار بچے بڑے آپریشن سے پیدا ہوئے اور فوت ہو گئے تھے۔ صرف پہلی ایک بچی ٹھیک ہے۔ اس پر لڑکی کے شوہر نے کہا اولاد نہیں بچتی۔ اس لڑکی کو طلاق دے دی۔ لڑکی کی شادی دوسری جگہ کر دی گئی۔ دوسرا خاوند بد عقیدہ تھا۔ ڈاکٹروں نے کہا آخری آپریشن ہے اس کے بعد آپریشن نہیں ہوگا۔ محمد رمضان نے قبلہ فخر ملت کو خط میں تمام تفصیل لکھ دی کہ وہ تعویز کو نہیں مانتے آپ نے جوابی خط میں فرمایا کہ ہم دعا کر دیتے ہیں۔ آپ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکا اور ایک لڑکی عطا فرمائی۔ وہ لڑکی خوشی سے اپنے گھر زندگی گزار رہی ہے۔

دعا کی برکت

غوث محمد جماعتی صاحب کی بیوی کو اٹھراء کا مرض ہو گیا تھا بچے آٹھ ماہ کے پیٹ میں ہی فوت ہو جاتے تھے۔ قبلہ فخر ملت ان کے گھر تشریف لے گئے۔ والدہ صاحبہ نے قبلہ فخر ملت کے پاؤں پکڑ لیے اور رونے لگی۔ اور عرض کیا کہ میرے بیٹے کی جڑ نہیں لگتی دعاء فرمائیں۔ قبلہ فخر ملت نے فرمایا دونوں میاں بیوی علی پور شریف آئیں۔ تعویز بھی دوں گا اور دوائی بھی لکھ کر دوں گا۔ وہ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے تعویز اور دوائی استعمال کی اللہ تعالیٰ نے ان کو تین لڑکے عطا فرمائے۔ ہر دفعہ لڑکا آپ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا۔ تیسرے لڑکے پر آپ نے غوث محمد کی والدہ کو فرمایا اب تو آپ راضی ہیں نا؟

تعویز کی برکت

محمد جمیل صاحب کی بیوی دسمبر ۲۰۱۱ء میں بیمار ہو گئی۔ دوائی لے کر تھک گئے ٹیسٹ وغیرہ کروائے کسی بیماری کا پتہ نہ چلا۔ ذہنی طور پر دماغ کام چھوڑ گیا تھا۔ ان کا چالیس ہزار روپے خرچ ہو گیا تھا۔ لیکن آرام نہ آیا۔ انہوں نے ٹیلی فون پر قبلہ فخر ملت سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا تعویز خط میں بھیج دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ خیر کرے گا۔ تعویز استعمال کیے تو بالکل تندرست ہو گئی۔

اولاد کی بشارت

محمد ظفر جماعتی ساکن چک نمبر ۵ بھلوال بیان کرتے ہیں کہ میری شادی کو سولہ برس گزر گئے لیکن اولاد کے نعمت سے محروم تھا اسی دوران میری اہلیہ کا انتقال ہو گیا۔ قبلہ فخر ملت کی دعا سے بہت اچھے خاندان میں میرا رشتہ طے ہو گیا اور چند ماہ بعد قبلہ فخر ملت نے میرا نکاح

پڑھایا اور اولاد کے لیے دعا فرمائی۔ چوہدری محمد ظفر جماعتی ڈیرے والا اور ان کی اہلیہ علی پور شریف حاضر ہوئے اور اولاد کیلئے دعا کروائی۔ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے شادی کے پہلے سال بیٹی اور دوسرے سال بیٹا عطا فرمایا اور ان کے نام بھی حضور فخرِ ملت نے تجویز فرمائے۔

دعا کی برکت سے شادی ہوگئی

غلام عباس جماعتی تحصیل کمالیہ کی شادی نہیں ہوتی تھی رشتہ نہیں ملتا تھا۔ غلام عباس نے ارادہ کیا کہ اس دفعہ جب قبلہ فخرِ ملت یہاں تشریف لائیں گے۔ تو آپ سے عرض کروں گا۔ حضور شادی کیلئے دعا فرمائیں۔ غلام عباس جب قبلہ فخرِ ملت کو ہار پہنانے لگا تو آپ نے چہرہ مبارک اوپر اٹھایا مسکرا کر فرمایا۔ ہار میرے گلے میں ڈال رہا ہے اپنے گلے میں بھی ڈالو۔ غلام عباس نے عرض کی حضور دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا فرما دی۔ تو پندرہ دن میں رشتہ لڑکی والے لے کر ان کے گھر آئے اور کہنے لگے دس پندرہ دن مقرر کرتے ہیں کوئی زیور، کوئی کپڑا وغیرہ نہیں چاہیے بس ایک کار میں دو تین آدمی دولہا کے ساتھ آ جائیں۔ اسی طرح ہوا غلام عباس کی شادی ہوگئی۔ لڑکی والوں نے کافی سامان دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صاحب اولاد کیا اور آپ کی دعا سے بھائی محمد عمر جماعتی رجنگی اور بھائی منیر احمد کی شادی بھی ہوگئی۔

بیٹے کی بشارت

مختار احمد جماعتی نے بتایا میرے چچازاد بھائی محمد حسین جماعتی کے گھر اولاد نہ ہوتی تھی تقریباً آٹھ سال کے بعد آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹا عطا فرمایا۔

فخرِ ملت کا تصرف

محمد ظریف شاد ساکن چک نمبر ۵ بھلوال بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ۱۱ مئی کے سالانہ عرس پر علی پور سیداں میں محفلِ نعت جاری تھی۔ کلام شاعر بزبان شاعر کے مصداق جب مجھے منقبت پڑھنے کے لیے بلایا گیا تو میں نے مائیک میں سامعین کو بتایا کہ گلے کی خرابی کے باعث آج میں تحت اللفظ (بغیر طرز کے) پڑھوں گا۔ قبلہ فخرِ ملت نے فوراً میری طرف نظر التفات فرمائی اور حکم دیا کہ تحت اللفظ نہیں بلکہ ترنم کے ساتھ پڑھو۔ آپ نے ایک لمحے میں ایسا تصرف فرمایا کہ بغیر دم اور دوا کے میرے گلے کی ساری تکلیف جاتی رہی اور میں نے مترنم آواز میں منقبت پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

فقط شاہ افضل ہیں شان علی پور ہے روشن انہی سے جہان علی پور

نقصان سے محفوظ رہے

مختار احمد جماعتی نے بتایا کہ تقریباً سات، آٹھ سال قبل میری بیوی کے چچا محمد اسماعیل قوم گجر ساکن موضع لالہ مہر چند کے مویشی بھینسیں اور دوسرے جانوروں کو باؤلے کتے نے کاٹ لیا اور محمد اسماعیل کو بھی باؤلے کتے نے کاٹ دیا۔ دم کرنے والے مولوی پیر فقیر آتے رہے دم کرتے رہے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ دو عدد بھینس پاگل ہو گئیں۔ ان کو زیادہ اثر ہو گیا تھا۔ کافی تعداد میں لوگ خیریت معلوم کرنے کیلئے آ رہے تھے۔ دو بھینسوں کو بندوق سے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ بڑا نقصان ہوا اور باقی جانور بھی بیمار کھڑے تھے۔ میں نے ٹیلی فون پر قبلہ فخرِ ملت کی خدمت اقدس میں سارا واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا جو مویشی مر گئے اور نقصان ہوا ان کی بات نہیں باقی جو مویشی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صحت یاب ہو جائیں گے۔ اور ان کو بفضلہٖ تعالیٰ کچھ نہیں ہوگا۔ اور ساتھ ہی مجھ ناچیز کو باؤلے کتے کا دم کرنے کی اجازت عطا فرمائی اور تمام طریقہ دم تفصیل کے ساتھ سمجھایا تو میں تین دن تک تمام مویشیوں اور گھر کے تمام افراد کو گڑ پر دم کر کے کھانے کو دیتا رہا اور مٹی کے ڈھیلوں پر دم کر کے معلوم کرتا رہا کہ اس کتے کے بال مٹی کے ڈھیلوں سے نکل رہے ہیں۔ جب مٹی سے کتے کے بال نکلنا بند ہو گئے تو دم کرنا بند کیا۔ آپ کی نظر کرم اور تصرف سے تمام مویشی اور گھر کے تمام افراد خیریت سے ہیں۔

کینسر سے نجات مل گئی

ریٹائرڈ صوبیدار علی اکبر چک نمبر ۱۰/۱۴ آر کچا کھوہ ضلع خانیوال کا واقعہ ہے۔ نومبر ۲۰۱۱ء اقبال نگر میں حاجی بابا جی خوشی محمد نوری کے سالانہ عرس مبارک پر قبلہ فخرِ ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب جماعتی کی زیر صدارت جلسہ ہو رہا تھا۔ صوبیدار علی اکبر نے مائیک پر آ کر عرض کیا کہ میرے گلے میں پھوڑا سا نکل آیا تھا۔ میں نے کراچی، لاہور اور راولپنڈی کے تمام ہسپتالوں میں ٹیسٹ کروائے۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ کینسر کا پھوڑا ہے۔ آرام نہیں آئیگا۔ میں پریشان ہو گیا پھر علی پور سیداں حاضر ہوا اور قبلہ فخرِ ملت کی خدمت اقدس میں تمام بات بتائی۔ تو آپ نے فرمایا جاؤ مولوی اسماعیل سے جا کر پینے والے تعویز لے لو۔ میں نے مولوی صاحب کے پاس آ کر عرض کیا جناب پینے والے تعویز دیں۔ آپ کی زبان مبارک سے فیض جاری ہوا۔ تعویز پینے

شروع کیئے۔ اور بالکل تندرست ہو گیا ہوں اور آپ کے پاس کھڑا ہوں مجھے آپ کی نظر کرم سے کینسر جیسی جان لیوا بیماری سے نجات ملی۔

حج کی سعادت مل گئی

حاجی فضل محمد صاحب نے بتایا میں ۲۰۰۹ء میں نے علی پور شریف سالانہ عرس شریف ۱۰ ا امئی پر قبلہ فخرِ ملت سے عرض کی حضور دعا فرمائیں حج کیلئے جانا ہے تو آپ نے فرمایا دربار شریف پر جا کر دعا کریں۔ حج کی منظوری ہو جائے گی۔ حاجی فضل محمد کہتے ہیں میں دربار شریف پر حاضر ہو کر دعا کرنے لگا۔ قبلہ فخرِ ملت سے رو رو کر عرض کرنے لگا۔ حج کی منظوری ہو گئی۔ جب سب کچھ مکمل ہو گیا تمام اسباب بنتے چلے گئے۔ تو دربار علی پور شریف حاضر ہو کر قبلہ فخرِ ملت سے عرض کی کہ حضور حج کی درخواست پاس ہو گئی ہے تو آپ نے ڈاکٹر جمال الدین صاحب جماعت منزل مدینہ شریف کا فون نمبر دیا اور آپ نے ڈاکٹر صاحب کو فون پر بتایا کہ میرے مرید حج کیلئے آ رہے ہیں ان سے ملنا ان کی دعوت کرنا ان کو جماعت منزل پر بلانا ان کی خدمت کرنا تو حاجی فضل محمد صاحب اپنے کافی ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ شریف پہنچے۔ ڈاکٹر صاحب سے فون پر رابطہ کیا تو وہ گاڑی لے کر ہمارے پاس پہنچ گئے اور اپنے ساتھ لے گئے۔ ہم سب کی دعوت کی بہت زیادہ خدمت کی اور ہم سب فریضہ حج خیر و سلامتی سے ادا کر کے واپس آ گئے۔

شیخ کی محبت

مختار احمد جماعتی نے بتایا کہ میں اور محمد سعید جماعتی علی پور شریف حاضر ہوئے، چیئر مین پیر سید محمد اشرف شاہ صاحب سبزی والے کھیت میں تشریف فرما تھے۔ ہم آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ دست بوسی کی سعادت حاصل کی۔ حاجی فضل محمد نے عرض کیا حضور ہمارے لئے دعا فرمائیں تو آپ نے فرمایا قبلہ فخرِ ملت سے دعا کرواؤ۔ آپ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک آدمی پیر بھائی قلعہ احمد آباد سے آیا اور مجھ سے کہنے لگا پیر صاحب قلعہ احمد آباد میں میری مٹھائی کی دوکان ہے۔ پہلے کام اچھا تھا اب بالکل ہی بند ہو گیا ہے۔ ہم بھوک سے مر رہے ہیں دوسری دوکانوں پر گاہکوں کا ہجوم ہے آپ میرے لیے دعا فرمائیں۔ تو میں نے اس پیر بھائی رانا سویٹس والے کو کہا کہ قبلہ فخرِ ملت کے پاس چلا جا اور وہاں جا کر رونا شروع کردے۔ جب آپ رونے کا سبب پوچھیں گے تو حقیقت

حال بتادینا۔ اس پیر بھائی لالہ حنیف صاحب نے ایسا ہی کیا قبلہ فخر ملت کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام کیا اور رونے لگا۔ آپ نے فرمایا کیوں روتے ہو خیر تو ہے۔ عرض کیا حضور دوکان کا کام بالکل بند ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا تعویز لکھ کر دیتا ہوں جا کر غلے میں یا کاؤنٹر میں رکھ دینا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل بہتر کرے گا۔ اور آپ نے اس کیلئے دعا فرمائی۔ تو اس پیر بھائی نے تعویز غلے میں رکھ دیا مٹھائی کا کام اللہ تعالیٰ کی برکت سے بڑھنا شروع ہو گیا۔ گاہکوں کی قطاریں لگ گئیں۔ کئی ملازم مال تیار کرنے لگے اور کئی ملازم سودا دینے لگے۔ دن رات ہجوم ختم نہیں ہوتا۔ اس پیر بھائی کو لاکھوں روپے کی بچت ہونے لگی۔ اس پیر بھائی نے ساتھ ہی دو کنال زمین خرید کر قبلہ فخر ملت کے نام انتقال کروا دی۔ چاردیواری کروا کر گیٹ لگا دیا اور قبلہ فخر ملت کا نام مبارک گیٹ پر لکھوا دیا۔ وہ پیر بھائی ہر سال اس پلاٹ میں محفل عید میلاد النبی ﷺ منعقد کرواتا ہے۔ آپ کی زیر صدارت محفل پاک ہوتی ہے۔ چیئرمین پیر محمد اشرف شاہ صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ لنگر خانہ کیلئے دودھ کی کمی ہو گئی تمام بھینسیں حاملہ تھیں۔ مہمانوں کیلئے دودھ ناکافی تھا۔ میں نے قبلہ فخر ملت سے عرض کیا کہ حضور لنگر خانہ میں دودھ کم ہے دعا فرمائیں مسئلہ حل ہو جائے تو قبلہ فخر ملت کی دعا سے وہی بھینسیں زیادہ دودھ دینے لگیں اور آخیر تک دودھ دیتی رہیں۔ دودھ کی کمی پوری ہو گئی۔ آپ نے فرمایا ہم نے آج تک کبھی بھی بھینسوں کا دودھ نہیں بیچا۔ تمام گائے، بھینسوں کا دودھ لنگر خانہ میں لسی، مکھن، دہی اور چائے میں استعمال ہوتا ہے۔ پھر آپ کہنے لگے میں قبلہ فخر ملت کا خادم ہوں پیر بھائیوں کی خدمت کرتا رہتا ہوں۔ عرس شریف کے دنوں میں تین، چار دن لگاتار رات دن میں نہیں سوتا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ قبلہ فخر ملت کے مہمانوں میں سے کوئی بھوکا نہ رہ جائے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس آڈٹ والے آئے محکمہ اوقاف والے آئے انہوں نے آ کر سب کچھ دیکھا۔ لنگر کا انتظام خرچہ دیکھا ہمارا کوئی بھی بجلی کا بل بقایا نہیں ہے۔ بینکوں کا قرضہ ہمارے ذمہ ایک روپیہ بھی نہیں ہے۔ وہ افسران دیکھ کر حیران رہ گئے اور اس آستانہ عالیہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہنے لگے پاکستان میں واحد آستانہ عالیہ علی پور شریف ہے۔ جن کے ذمے کوئی بھی قرضہ بینک، بجلی کا بل، ٹیلی فون کا بل اور کوئی بھی سرکاری واجبات بقایا نہیں ہیں۔

چیئرمین پیر اشرف شاہ صاحب کو جب بھی ہم نے رقم کی صورت میں نذرانہ پیش کیا تو آپ نہیں لیتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ قبلہ فخر ملت مجھے اتنی رقم دے دیتے ہیں کہ مجھ سے

ختم نہیں ہوتی پھر بھی بچ جاتی ہے۔ چیئرمین صاحب کا اکثر معمول رہا کہ پیر بھائیوں، مریدوں سے پوچھ لیتے کہ جس پیر بھائی کے پاس کرایہ نہیں ہے۔ وہ مجھ سے لے کر جائے کافی سارے پیر بھائیوں کو کرایہ عطا فرماتے رہتے۔

جماعت علی کا گھرانہ سخی ہے بنی ہے سخاوت پہچان علی پور

فخر ملت تمہارے ہی نہیں ہمارے بھی رہبر ہیں

سید اشفاق شاہ صاحب عرف خالو جی نے بتایا جب قبلہ فخر ملت کا وصال ہوا تو آپ کے جنازے پر پورے پاکستان سے لوگ آئے۔ قصور کے علاقے سے کچھ احباب میرے جاننے والے بھی آئے میری جب ان کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے بتایا ہمارے ساتھ دوسرے مسلک کے وہابی بھی ہمارے علاقے میں قبلہ فخر ملت کے جنازے پر آئے ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا تم کس وجہ سے آئے ہو۔ وہ کہنے لگے کہ قبلہ فخر ملت صرف تمہارے ہی نہیں ہمارے بھی رہبر ہیں پھر انہوں نے اپنے علاقے کا واقعہ سنایا۔ کہ ہمارے علاقے میں سنیوں اور وہابیوں کا مسجد کے معاملے میں جھگڑا ہو گیا۔ جھگڑے کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ہم مرنے اور مارنے پر تیار ہو گئے۔ اسلحہ بھی تیار کر لیا۔ اتفاق سے قبلہ فخر ملت اسی مسجد میں نماز کیلئے تشریف لے آئے۔ نماز ادا کرنے کے بعد جب آپ نے شور سنا تو آپ نے پوچھا کیا وجہ ہے آپ کو بتایا گیا یہ مسئلہ ہے آپ نے دونوں فریقوں کو کہا۔ تم دونوں اپنے اپنے مولویوں کو بلا کر لاؤ جو تم کو لڑائی جھگڑے پر ابھار رہے ہیں۔ دونوں مولوی بھی آ گئے۔ آپ نے ان مولویوں سے پوچھا۔ جب ایک مسجد بنا دی جائے۔ اب وہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہو گیا۔ تم مجھے بتاؤ اب کوئی شخص کسی کو اللہ کے گھر سے نماز پڑھنے سے روک سکتا ہے۔ کہنے لگے نہیں اگر کوئی روکے گا وہ خود گنہگار ہو گا۔ آپ نے فرمایا بلکہ اگر کوئی عیسائی یا ہندو بھی آ جائے وہ اپنی عبادت شروع کر دے تم اس کو بھی منع نہیں کر سکتے۔ اور اگر جماعت کا مسئلہ ہے تو تم اپنی جماعت کرا لو۔ وہ اپنی جماعت کرا لیں۔ کسی بھی مسجد میں کوئی کسی کو نماز پڑھنے سے نہیں روک سکتا۔ آپ کی وجہ سے ہم لڑائی جھگڑے سے بچ گئے۔ قتل و غارت سے بچ ہے۔ کہنے لگے آج تک ہمیں کسی نے یہ مسئلہ بتایا ہی نہیں تھا۔

جیسے میں نے سوچا ویسے ہی ہوا

حاجی نصیر احمد جماعتی ڈسکہ سے نے مجھے خود بتایا کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ فخر ملت نے مجھے

عرس شریف کیلئے بینرز لکھنے کیلئے حکم فرمایا۔ جب میں نے بینرز لکھ لئے۔ میں بینرز لیکر علی پور شریف حاضر ہوا۔ جب میں حویلی پہنچا تو خادم نے مجھے بتایا کہ قبلہ فخر ملت کھوہ پر گئے ہیں۔ میں سر پر بینرز اٹھائے ہوئے وہاں سے ہی میں کھوہ پر پہنچا۔ جب قبلہ فخر ملت صاحب کے پاس پہنچا میں نے دل میں سوچا کہ اتنی گرمی میں قبلہ فخر ملت یہاں کھیت میں تشریف فرما ہیں میں ابھی آپ کے پاس حاضر ہی ہوا۔ کہ اچانک بہت تیز بارش شروع ہو جاتی ہے۔ پھر آپ نے مجھے کھانا کھانے کے متعلق فرمایا کہ ڈیرے میں جا کر کھانا کھالو۔ کھانے کے بعد میں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قبلہ فخر ملت نے فرمایا دربار شریف میں سلام کر کے چلے جانا۔ جب میں دربار شریف کی طرف آنے لگا میں نے دل میں سوچا کہ بارش بہت تیز ہوئی ممکن ہے راستے میں پانی کھڑا ہوگا میں نے جب راستے کی طرف دیکھا وہ بالکل خشک ہے ایسے معلوم ہوا گویا کہ یہاں بارش ہوئی نہیں۔ یہ سب قبلہ فخر ملت کی توجہ سے ایسے ہوا۔ کیونکہ آپ نے میرے دلی خیالات کو جانا۔ جیسے میں نے سوچا ویسے ہی ہوا۔

فوراً ترقی ہوگئی

صوفی مشتاق احمد جماعتی نے مجھے بتایا۔ قبلہ فخر ملت کراچی تشریف لے گئے۔ ایک جگہ پر قبلہ فخر ملت کا بیان تھا۔ ابھی آپ اسٹیج پر بیٹھے ہی تھے کہ مجھے خرم جماعتی نے کہا کہ قبلہ فخر ملت سے میری ترقی کیلئے عرض کرو۔ میں N.I.I کمپنی میں کام کرتا ہوں (نیشنل جوبلی انشورنش) میں نے خرم بھائی کو کہا موقع اچھا ہے ابھی تم خود قبلہ فخر ملت کی خدمت میں ترقی کے لئے عرض کر دو۔ اس نے اسی وقت قبلہ فخر ملت کی خدمت میں ترقی کیلئے عرض کر دی۔ آپ نے فرمایا ہو جائیگی۔ جب صبح کو خرم بھائی اپنے دفتر گئے۔ کمپنی کی طرف سے ان کی ترقی کے آرڈر ان کے سامنے میز پر پڑے ہوئے تھے۔ قبلہ فخر ملت کی نگاہ کرم سے فوراً ہی خرم بھائی کی ترقی ہوئی۔

جان بچ گئی

محمد عثمان جماعتی لاہور نے بتایا کہ ایک مرتبہ جب حضرت پیر سید نذر حسین شاہ کا ۲۰۰۹ء میں وصال ہوا۔ آپ کے ختم شریف پر میں لاہور سے علی پور شریف آنے کیلئے بس اسٹاپ پر کھڑا تھا اور اپنے موبائل سے فون کر رہا تھا۔ پیچھے سے ایک گاڑی آئی۔ گاڑی میں بیٹھے ایک شخص نے میرا موبائل مجھ سے چھین لیا اور گاڑی تیز کر دی میں نے ایک پتھر اٹھا کر گاڑی کو مارا۔

گاڑی کا شیشہ ٹوٹ گیا۔ گاڑی کو روک کر میرے پاس آئے۔ مجھے نہیں پتہ تھا وہ ڈاکو تھے۔ مجھے کہنے لگے تم نے ہماری گاڑی کا شیشہ کیوں توڑا ہے۔ میں نے کہا تم نے میرا موبائل کیوں چھینا ہے۔ پھر انہوں نے مجھے زبردستی پکڑ کر گاڑی میں بیٹھا لیا۔ گاڑی میں ہی انہوں نے مجھے کسی چیز سے بے ہوش کر دیا۔ جب مجھے ہوش آیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے مجھے ایک کرسی پر بیٹھا کر رسیوں سے باندھا ہوا ہے۔ اور ہر طرف اسلحہ سے مسلح ہو کر آدمی کھڑے ہوئے ہیں۔ پھر وہ مجھے کہنے لگے اگر تم ہمارے مخالف پارٹی کے دشمن کو مار دو گے اس کے بعد ہم تجھے چھوڑ دیں گے۔ ورنہ تمہیں مار دیں گے۔ میں نے ان سے کہا کسی انسان کو قتل کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ پھر وہ مجھے تھپڑوں سے مارنے لگے اور ساتھ ہی کہتے کہ ہماری بات مان لو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ وہ لوگ مجھے مار رہے تھے مگر میری آنکھوں سے آنسو بھی نہیں نکلا۔ ان میں سے ایک شخص بولا اس نے دیکھو کتنی مار کھائی ہے لیکن اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں آئے۔ پھر ایک شخص نے مجھے بندوق کا بٹ مارا جس کی وجہ سے میرے ناک سے خون نکل آیا میں پھر بھی نہ رویا۔ جس جگہ انہوں نے مجھے باندھ کر رکھا ہوا تھا وہ ایک بہت بڑی حویلی تھی جس میں کئی آدمی اسلحہ پکڑ کر چکر لگا رہے تھے۔ حویلی کے باہر کئی لوگ گاؤں کے کھڑے ہو کر مجھے دیکھ رہے تھے۔ لیکن ان میں سے کوئی آدمی میری مدد کیلئے نہ آیا وہ کیسے آتے ان کو اپنی جان کا خطرہ تھا۔ صرف ایک باباجی آئے۔ وہ باباجی ان کو کہنے لگے تم اس کو نہ مارو میں اس کو سمجھا دیتا ہوں کہ وہ تمہاری بات مان لے۔ باباجی مجھے ایک طرف لے گئے اور کہنے لگے بیٹا ان کی بات مان لو ورنہ تمہیں جان سے مار دیں گے۔ انہوں نے کئی لوگوں کو یہاں مار کر اس گندے نالے میں پھینک دیا ہے۔ میں نے باباجی سے کہا یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، میں پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی علی پور شریف والوں کا مرید ہوں۔ یہ مجھے نہیں مار سکتے۔ پھر اُدھر ہی میں نے دل میں قبلہ فخر ملت کا تصور کیا اور عرض کی یا حضرت اب آپ ہی مجھے ان لوگوں سے بچا سکتے ہیں۔ اسکے علاوہ میرا کوئی اور سہارا نہیں ہے۔ اس کے بعد پھر وہ مجھے اپنے پاس لے گئے اور کہنے لگے۔ اگر یہ ہماری بات نہیں مانتا۔ اس کو ٹوکے سے کاٹ کر اس گندے نالے میں پھینک دو۔ عثمان جماعتی نے بتایا میں دل ہی میں قبلہ فخر ملت سے عرض کر رہا تھا۔ فقط آپ ہی مجھے ان ظالموں سے بچا سکتے ہیں۔ پھر کہنے لگے ٹھیک دو گھنٹے بعد مخالف پارٹی کے لوگ گاڑیوں پر آئے۔ انہوں نے آتے ہی ان سب لوگوں کو فائرنگ کر کے مار دیا۔ حالانکہ ان کے پاس بڑا اسلحہ تھا لیکن

ان میں سے کوئی شخص بھی جوابی حملہ نہ کر سکا۔ جن لوگوں نے مجھے پکڑا ہوا تھا تقریباً چالیس کے قریب آدمی تھے ان میں سے کسی کو بھی ہمت نہ ہو سکی کہ وہ جوابی فائرنگ کر سکے۔ حتیٰ کہ چند لمحوں میں مخالف پارٹی والوں نے ان تمام لوگوں نے ان تمام لوگوں کو جان سے مار دیا پھر ان میں سے ایک شخص نے مجھے تھپڑ مار کر پوچھا کون ہو تم۔ میں نے ان کو ساری بات بتا دی کہ یہ مجھے کیسے لائے اور مجھے کس بات پر مجبور کر رہے تھے اور ساتھ میں نے ان کو بتایا کہ تم نے ان کو نہیں مارا بلکہ میرے قبلہ فخرِ ملت نے ان کو مروایا ہے۔ پھر بعد میں مجھے پتہ چلا کہ وہ لوگ مجھے کہاں لے کر آئے تھے۔ وہ جگہ اتحاد کیمیکل کمپنی راوی ریان کے پیچھے چند میل دور ایک گاؤں تھا۔ آج میں دنیا میں زندہ ہوں تو یہ فقط قبلہ فخرِ ملت کی نگاہ کرم سے ہے۔ آپ کی نگاہ ولایت نے فوراً ہی میری دستگیری فرما کر مجھے ان ظالموں کے ظلم سے بچایا اور ان کا تمام فرمایا۔

مرزائیت ختم ہو گئی

مولوی محمد جمیل نقشبندی جماعتی لوہری والا نے بتایا حضرت جوہر ملت نے لوہری والا میں مرزائیوں سے مناظرہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نور نہیں بلکہ نبی پاک ﷺ نور ہیں۔ مرزائی بھاگ گئے حضرت جوہر ملت نے فرمایا مجھے گھر لے جاؤ۔ جب فیصلہ ہوگا تو میں واپس آجاؤنگا۔ مرزائیوں نے کہا ہم مناظرہ نہیں کرینگے۔ مولوی محمد جمیل علی پور شریف گئے۔ تو حضرت قبلہ فخرِ ملت نے پوچھا کہ مرزائیوں کا لاؤڈ سپیکر چلتا ہے کہ نہیں مولوی صاحب نے کہا چلتا ہے۔ قبلہ فخرِ ملت نے فرمایا سپیکر بند ہو جائیں گے۔ کچھ دن گزرے تو مرزائیوں کے متعلق اعلان کر دیا۔ ان کی نماز اذان وغیرہ کی پابندی انکی مسجدوں کو بند کر دیا۔ آپ کی دعا سے مرزائیت ختم ہو گئی۔

داڑھی رکھ لی

پیر بھائی عبدالشکور محکمہ واپڈا میں درجہ چہارم کے ملازم تھے۔ اس نے قبلہ فخرِ ملت کی خدمت میں عرض کی حضور دعا فرمائیں میری ترقی ہو جائے اور منت مانگی ترقی ہو جائیگی تو پھر آئندہ عرس شریف پر داڑھی رکھونگا۔ آپ کی دعا برکت سے اس کی ترقی ہو گئی اور لائن مین کی ڈیوٹی مل گئی۔ اس نے داڑھی رکھ لی اور پرہیزگار زندگی گزار رہا ہے۔

سزائے موت کا ملزم بری

مختار احمد جماعتی نے بتایا میرا بھانجا محمد شفیق قتل کے کیس میں جیل چلا گیا اور میرے دو

بہنوئی بھی جیل چلے گئے تھے پانی کے وارہ پر لڑائی ہوئی ضلع جھنگ تحصیل چنیوٹ موضع جھلے میں رہتے تھے لڑنے والے بھی پیر بھائی بابو خان اور رحمت اللہ کی اولادیں ان کے لڑکے تھے بابو خان کے لڑکوں نے دو گھنٹے پہلے پانی باندھ لیا میرے بہنوئی نے روکا کہ ابھی ہمارا دو گھنٹے ٹائم باقی ہے لیکن انہوں نے زبردستی کرتے ہوئے پانی اپنے کھیتوں کو لگانا شروع کر دیا لڑائی شروع ہوگئی وہ گیارہ آدمی تھے وہ لاٹھی سے مارتے رہے محمد دین۔ محمد حسین دونوں شدید زخمی ہو گئے۔ میرا بھانجا محمد شفیق گھر میں کمرے میں بیمار لیٹا ہوا تھا جب اس کو لڑائی کا پتہ چلا کہ میرے چچا کو بہت مارا ہے اور زخمی ہو گئے ہیں تو اس نے بندوق اُٹھائی گولیاں ساتھ لے کر باہر نکلا اور ہوائی فائر کیا تا کہ وہ لوگ ڈر کر بھاگ جائینگے پھر دوبارہ گولی ڈالی اور ان لوگوں کی طرف بھاگا ان کا لڑکا محمد افتخار نامی محمد شفیق اس کی طرف بھاگا وہ بندوق چھین رہا تھا اور کسی پروار کرنے لگا تھا کہ کھینچتے ہوئے بندوق چل گئی اور اس کے منہ پر گولی لگی وہ موقع پر ہی چل بسا باقی آدمیوں نے جب افتخار کو مرے ہوئے دیکھا تو اس کے منہ میں پانی ڈالتے رہے پانی نہ گزرا وہ اپنے گھروں کو بھاگ گئے ہمارے آدمی اکیس دن ہسپتال چنیوٹ میں داخل رہے کر اس پرچہ نہ ہو سکا محمد دین محمد حسین محمد شفیق پر پرچہ ہوا تینوں جیل چلے گئے میں نے قبلہ فخر ملت سے عرض کی اور میرے منہ سے نکل گیا قبلہ دو آدمی بے قصور جیل میں ہیں۔ آپ نے فرمایا آجائینگے فکر نہ کر محمد دین اور محمد حسین آٹھ ماہ بعد ضمانت میں رہا ہو گئے اور محمد شفیق رہ گیا۔ اس کو عدالت نے سزائے موت کا حکم سنایا تو میں نے علی پور شریف حاضر ہو کر عرض کی تو قبلہ فخر ملت نے فرمایا کہ تو نے اس دن دو آدمی کہے تھے وہ آگئے ہیں تیسرے کا نام نہیں لیا تھا، چلو فکر نہ کر وہ بھی آجائیگا کیس ہائی کورٹ لاہور میں تھا آپ نے فرمایا جب تاریخ نکلے مجھے بتانا میں اپنی مرضی سے وکیل رکھوں گا پیسے بھی تھوڑے لے گا تاریخ نکل آئی ۲۰۰۰ء میں آپ نے ہمارے ساتھ جا کر ایڈووکیٹ تقی محمد صاحب آف نارووال وکیل رکھا اور ہم نے اس کو صرف پچیس ہزار روپے دیے وہ بھی لیتا نہ تھا کیس کی اچھی تیاری کی دو ججوں نے فیصلہ کیا مخالف وکیل تین لاکھ روپے طے کر کے آیا ہوا تھا بہت دیر بحث کرتا رہا لیکن ہمارے وکیل نے کہا جج صاحب فیصلہ میرٹ پر کر دیں موت اچانک حادثاتی ہوئی ہے۔ جان بوجھ کر نہیں مارا۔ تو ججوں نے محمد شفیق کو بری کر دیا۔ اور ہم نے قبلہ فخر ملت کو عدالت میں حاضر پھرتے ہوئے دیکھا اور جب محمد شفیق کو ساتھ لے کر علی پور شریف حاضر ہوئے قبلہ فخر ملت نے ہمیں اور محمد شفیق کو مبارک باد دی۔ ہم نے مٹھائی کا نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا تعویز لے کر جانا دشمنی

والے ہو کوئی دشمن وار نہ کر سکے گا۔ شفیق کے بری ہونے سے دو ماہ پہلے آپ خواب میں آ کر میرے ساتھ جیل گئے۔ گیٹ والے سیکورٹی گارڈ نے میرا شناختی کارڈ دیکھا۔ میرے ہاتھ پر دستخط کیے مہر لگائی۔ آپ شفیق والی کوٹھی میں مجھے ساتھ لے گئے اور محمد شفیق کو بازو سے پکڑ کر باہر لے آئے۔ میں نے صبح ہوتے ہی گھر والوں کو خواب سنایا اور مٹھائی شیرینی منگوا کر تقسیم کی۔ آپ نے دونوں ججوں کے نام ہمیں بتا دیے تھے اور ہم سے پوچھا کہ یہی جج تھے نا۔ ہم نے عرض کی حضور جی ہاں یہی نام تھے۔ صلح کیلئے پیر بھائی بابو خاں سے قبلہ فخر ملت سے رقعہ لکھوا کر پانچ پیر بھائیوں کی موجودگی میں بابو خاں کو پہنچایا۔ اُس رقعہ میں لکھ دیا۔ حضور میں نے صلح نہیں کرنی پچیس لاکھ روپے مانگنے لگے۔ میرے قبلہ فخر ملت نے فرمایا پریشان نہیں ہونا فکر نہ کریں لڑکا آ جائے گا، ضرور آ جائے گا۔ بابو خان کی شکل مرنے سے پہلے تبدیل ہو گئی تھی لوگ اسے سور کے نام سے پکارنے لگے تھے۔

جیسا حضور فخر ملت نے فرمایا ویسا ہی ہوا

محمد جمیل کا بھتیجا محمد بشیر کا لڑکا نصیر احمد دہشت گردی کے الزام میں آرمی سٹاف نے پکڑ لیا اور اس کے ساتھ اس کے دو بہنوئی اور کچھ لڑکے لئے تھے۔ ان کو نہ جانے کس جیل میں رکھا تھا ان کی کپڑے سے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ کوئی بھی رابطہ نہیں۔ پانچ، چھ سال تک کوئی حل نہ نکل سکا، گھر والے اور باقی سب لوگ کہتے تھے کہ نصیر احمد اور باقی ساتھی آرمی میں مار دیے ہیں۔ محمد جمیل جماعتی نے اپنے بھائی بشیر احمد کو ساتھ لیا اور تین چار پیر بھائی ساتھ تھے۔ علی پور شریف پہنچے قبلہ فخر ملت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تمام کہانی سنائی آپ غسل فرما کر باہر تشریف لائے تھے۔ آپ نے قمیض پہن کر فرمایا گاڑی وہ کھڑی ہے۔ میں آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہوں جہاں کہیں بھی میری ضرورت ہے چلتا ہوں لے چلو۔ لیکن جب ہمیں پتہ ہی نہیں کہ کس افسر کو کہنا ہے لڑکا کہاں ہے پھر ہم کہاں جائیں گے۔ اس طرح کرتے ہیں۔ میں دعا کر دیتا ہوں اللہ تعالیٰ عزوجل کے کرم سے نصیر احمد ضرور آئے گا۔ اور آپ نے ساتھ فرمایا وہ زندہ ہے ضرور آئے گا فکر نہ کرو۔ کچھ ماہ گوجرانوالہ تھانہ میں نصیر احمد کو لائے۔ والدین کو اطلاع ہوئی۔ وہاں جا کر ملاقات ہوئی کیس کی سماعت ہوئی۔ نصیر احمد کو بے گناہ قرار دے کر بَری کر دی گیا اور باقی ساتھی اسکے بہنوئی بھی بری ہو کر آ گئے۔ جس طرح قبلہ فخر ملت نے فرمایا تھا کہ وہ ضرور آئے گا ایسا ہی ہوا۔ آپ کی دعا برکت سے لڑکے کا پتہ بھی چلا اور اس کو رہائی بھی مل گئی۔

بہت بڑی ہستی والے ہیں

ایک دفعہ قبلہ فخر ملت حاجی فضل محمد کے ڈیرہ پر جلسہ سے خطاب فرما رہے تھے تو ایک شخص محمد یار موضع لالہ مہر چند کا رہنے والا۔ آج دیکھتا ہوں کتنی ہستی والے ہیں راستے میں آتے ہوئے اسے خیال آرہے تھے۔ جلسہ گاہ میں وہ آکر سب سے پیچھے بیٹھ گیا۔ چار سال سے چلہ کشی کر رہا تھا۔ اور دربار شریف ماجھی سلطان میں رہ کر اپنی منزل حاصل کرنے میں مصروف تھا۔ قبلہ فخر ملت کو دیکھتے ہی اس کا سارا علم چلہ کشی سلب ہو گیا۔ وہ بہت پریشان ہوا کہ میرا علم میری محنت کہاں گئی۔ میں تو خالی ہو گیا ہوں۔ ختم شریف کے بعد وہ آپ کی دست بوسی کیلئے حاضر ہوا اور معافی مانگی۔ اس کے بعد اس نے دل وجان سے تسلیم کر لیا کہ آپ بہت بڑی ہستی ہیں۔

ڈویژن اور ہے

حاجی فضل محمد جماعتی صاحب کا لڑکا محمد بلال میٹرک کرنے کے بعد ملتان میں میڈیکل کلاس کیلئے داخلہ لینا تھا رات کو محمد بلال کو قبلہ فخر ملت نے خواب میں آکر فرمایا کتنے نمبر ہیں محمد بلال نے نمبر بتائے آپ نے فرمایا تمہارا داخلہ ملتان میں نہیں ہونا۔ کیونکہ ڈویژن اور ہے ہمارا ڈویژن فیصل آباد ہے۔ صبح ہوئی محمد بلال نے خواب اپنے والد حاجی فضل محمد کو سنایا کہ قبلہ فخر ملت خواب میں فرما گئے ہیں داخلہ نہیں ہونا پھر ہم نہ جائیں تو اچھا ہے۔ حاجی صاحب نے کہا چلو چلتے ہیں شاید داخلہ ہو جائے۔ جب ملتان اس دفتر درخواست دینے لگے تو افسران نے بتایا کہ تمہارا داخلہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ڈویژن اور ہے۔ وہاں سے خالی واپس آگئے۔

باب سیزدہم
مناقب فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

فکر رہتی نہیں اس کو گھر بار کی
نیچی نظروں کے ہیں دل نشانے ہوئے
شاہ افضل ہیں دنیا میں مانے ہوئے

وہ سر بزم بیٹھے ہیں چٹائی پہ جب
دم بخود ہو گئے دیکھ کر سب کے سب
رحمتوں کے کھلے در انہی کے سبب
فخر ملت کی شان ولایت عجب
ابر رحمت فرشتے ہیں تانے ہوئے
شاہ افضل ہیں دنیا میں مانے ہوئے

خلقتیں آئیں الفت کی ماری ہو یہاں
رحمتوں کا سدا ابر باری یہاں
آ کے چمکی ہے قسمت ہماری یہاں
ہیں سخاوت کے دریا بھی جاری یہاں
سخائے خاتم کے قصے پرانے ہوئے
شاہ افضل ہیں دنیا میں مانے ہوئے

جب سے مرشد کا دل میں ٹھکانہ ہوا
شاؔد ہے دل سے ان کا دیوانہ ہوا
ان کی نسبت سے در پہ آنا ہوا
پھر لبوں پہ جاری یہ ترانہ ہوا
دکھ زمانے کے ہم سے بیگانے ہوئے
شاہ افضل ہیں دنیا میں مانے ہوئے

منقبت بحضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

(۴)

رونق علی پور کی ہیں شاہ افضل ۔۔۔ سدا مسکراتے رہیں شاہ افضل
جدھر ڈالتے ہیں نگاہ شاہ افضل ۔۔۔ کیے جارہے ہیں عطا شاہ افضل
پکارا علی پور میں ہر آنے والا ۔۔۔ کرم ہو گیا بے پناہ شاہ افضل
مرید آپ کے ہیں ستاروں کی مانند ۔۔۔ چمکتا ہوا چاند ہیں شاہ افضل
کسی کو علی پور سے الفت ہے کتنی ۔۔۔ یہ سب جانتے ہیں میرے شاہ افضل
مرید آرہے ہیں شرق وغرب سے ۔۔۔ ہوا جا رہا ہے اضافہ مسلسل
لٹائے دل و جاں علی پور پہ دنیا ۔۔۔ کہ مسند نشیں ہیں یہاں شاہ افضل
تو دنیا کی ہلچل سے نہ ہو پریشاں ۔۔۔ علی پور میں چل کر مٹا اپنی ہلچل
دنیا تو ہے مال و دولت پہ مرتی ۔۔۔ میرا مال و دولت میرے شاہ افضل
نہیں کوئی ان سا زمانے میں دیکھا ۔۔۔ یکتا زمانے میں ہیں شاہ افضل
ملتی نہیں راہ بلائے جہاں کو ۔۔۔ بس اک ڈالتے ہیں نگاہ شاہ افضل
نسل در نسل یہ بڑھے جا رہا ہے ۔۔۔ علی پور سے چھے (۶) چک کا رشتہ مسلسل
وہ کامل ہوئے ہیں جو ناقص بنے تھے ۔۔۔ دکھایا اثر نسبت شاہ افضل
کئی غم کے مارے یہیں آپڑے ہیں ۔۔۔ ان کیلیے ہے پناہ شاہ افضل
نظر ان کے چہرے سے ہٹتی نہیں ہے ۔۔۔ کہ ہیں پیکر دل ربا شاہ افضل
رہتی نہیں کچھ کمی پھر گدا کو ۔۔۔ کرتے ہیں جب کچھ عطاء شاہ افضل
آنکھوں میں ہے تازگی ان کے دم سے ۔۔۔ ہمارے دلوں کی ضیاء شاہ افضل
علی پور میں جو آتے ہیں بھیک لینے ۔۔۔ کرتے ہیں در اُن پہ وا شاہ افضل
نوازے گئے ہیں تیرے در سے لاکھوں ۔۔۔ میرے دل کی حسرت مٹا شاہ افضل
انہی کا ہے فرماں یہ مدحت سرائی ۔۔۔ کہاں میں کہاں مدحت شاہ افضل
میرے سر پہ ہے دست شفقت انہی کا ۔۔۔ مکین دل شاؔد ہیں شاہ افضل

منقبت بحضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

(۴)

لبوں پر ہے جاری ثنائے علی پور — نکلتی ہے دل سے صدائے علی پور
جلوہ نما ہیں یہاں شاہ افضل — اڑ کر جہاں کیوں نہ آئے علی پور
کریں تا قیامت دلوں پر حکومت — جو ہیں آج مسند آرائے علی پور
جماعت علی رحمۃ اللہ علیہ کی دلوں پر نظر ہے — ہوا ہے میرا دل فدائے علی پور
علی پور کی الفت دلوں میں بسالو — دلوں کو نگینہ بنائے علی پور
علی پور میں روضہ خدا کے ولی کا — رحمت گھٹا بن کے چھائے علی پور
علی پور میں آئیں محبت کے مارے — کہاں بے ادب دیکھ پائیں علی پور
شب و روز ہوتی ہے رحمت خدا کی — بڑھی جا رہی ہے ضیائے علی پور
چمک پائی ان کے مقدر نے یہاں سے — جنہیں راس آئی فضائے علی پور
نوازے گئے ہیں ہزاروں — نہیں بھولتی یہ ادائے علی پور
مچی ہیں جہاں میں سخاوت کی دھومیں — مرادوں کو گوہر لٹائے علی پور
کوئی آ رہا ہے فضاؤں میں اڑ کے — کوئی سر کے بل چلتا آئے علی پور
دل پر خطا ہم بھی لائے علی پور — کہ رنگ اس پہ اپنا چڑھائے علی پور
ہوئی شاد تجھ پر عطاؤں کی بارش — بہت خوش ہیں فرما روائے علی پور

منقبت بحضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

(۵)

شاہ جماعت کی شان سخا آپ ہیں
شاہ افضل ہمارے پیا آپ ہیں

آپ کی ذات ہے ان پہ سایہ نبی
بے کسوں کی جہاں میں ردا آپ ہیں

جس کے دم سے ہمیں تازگی مل گئی
وہ علی پور کی ٹھنڈی ہوا آپ ہیں

آپ سے کیا چھپا ہے میرا حال دل
تخت شاہی پہ جلوہ نما آپ ہیں

دیکھ کر آپ کو دل کیوں نہ ہو فدا
شاہ جماعت کی ہر ادا آپ ہیں

بھیک پاتا ہے آ کے جہاں آپ سے
کیوں نہ پائے کہ باب سخا آپ ہیں

کھینچ لیتی ہے دل کو نظر آپ کی
ہر کوئی یہ کہے دل ربا آپ ہیں

ڈوب سکتا نہیں بحر غم میں کبھی
جس سفینے کے بھی نا خدا آپ ہیں

درد آ کر ہمیں اب ستاتا نہیں
درد کو بھی پتا ہے دوا آپ ہیں

پیر ہیں اور بھی جگ میں لاکھوں مگر
ہوں کروڑوں تو بھی جدا آپ ہیں

شاہ جماعت کا ہے باغ مہکا ہوا
اس چمن کے گل خوشنما آپ ہیں

حسن رب نے دیا بے بہا آپ کو
جو بھی دیکھے کہے اجتبا آپ ہیں

روشنی پا رہا ہے جہاں آپ سے
نور قدرت کا روشن دیا آپ ہیں

شادؔ اس کا جہاں میں نہ ٹوٹے بھرم
آپ سے عرض ہے پیشوا آپ ہیں

منقبت بحضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

(۶)

مچی دھوم عالم میں جود و سخا کی
علی پور میں ہے ہر دم رحمت خدا کی

علی پور سے ہم کو ملے دین و دنیا
اسے یہ فضیلت خدا نے عطا کی

نہیں بھولتے شاہ افضل کسی کو
مریدوں سے کیا ہے محبت بلا کی

نظر بھر نہ دیکھو گے حسن جہاں کو
صورت جو دیکھی میرے دل ربا کی

نہیں رنج و غم اس کے نزدیک آتے
جس نے بھی ان سے ذرا بھی وفا کی

مدینے سے جو ہو کر آئے علی پور
فضیلت میں کیا بتاؤں اس ہوا کی

جسے شاہ افضل کا در مل گیا ہے
ضرورت نہ رہی اسے پھر ہما کی

مجھے زندگی میں جو مشکل نے گھیرا
پہنچا میں خدمت میں مشکل کشا کی

درخشاں ہے کیا شاہ افضل کا پیکر
بڑی شان ہے اس مجسم ضیاء کی

یہ ہے آستانہ خدا کے ولی کا
پوری نہ ہو کیوں طلب ہر گدا کی

چلو شادؔ تم بھی علی پور کی جانب
شب و روز جاتی ہے خلقت خدا کی

شان علی پور

(۷)

چہرہ مرشدی سے جو ظاہر جمال ہے
اس کی لطافتوں کا بتانا محال ہے

ان کا سلوک دیکھ کر ہر ایک نے کہا
مجھ سے ہی میرے شیخ کو محبت کمال ہے

افضل حسین شاہ کا ثانی نہیں کوئی
ان کو دیا خدا نے اوج کمال ہے

اپنے شاگردوں کو مدینے میں بھیجنا
ان کی سخاوتوں کی ادنیٰ مثال ہے

دل میں رقم اگست کی تاریخ تیس ہے
ہاں آج شاہ جماعت کا یوم وصال ہے

دل کھینچتا ہے چہرہ انور کی روشنی
چھایا نور سر بہ سر سید کی آل ہے

تیری نگاہ ناز سے سوکھے ہرے ہوئے
دشمن تیرے دیا رکا رو بہ زوال ہے

بلا کر بٹھا لیا تھا ضیافت میں اپنے ساتھ
اے شادؔ تیرا شاہ کو کتنا خیال ہے

شانِ علی پور

(۸)

کیا بات علی پور کی دنیا کے دیاروں میں
جو شان یہاں دیکھی دیکھی نہ ہزاروں میں

سرکار کے چہرے کو وہ نور دیا رب نے
ایسی بھی چمک ہوگی کیا چاند میں تاروں میں

الفت شاہ افضل کی انمول نگینہ ہے
یہ چیزیں نہیں ملتی دنیا کے بازاروں میں

میرے شیخ کے مکتب میں آتے ہیں جہاں والے
دنیا میں مرید ان کے لاکھوں میں ہزاروں میں

لنگر یہ علی پور کا سو سال سے جاری ہے
سائل کو۔ نہیں رکھتے کسی طور قطاروں میں

ایک بار چلو تم بھی دیکھ آؤ علی پور کو
بگڑی بھی بنا دیں گے سرکار اشاروں میں

آباد اسے رکھنا مرشد کے خیالوں سے
دل کو نہ ڈبو دینا دنیا کے خساروں میں

اس گنبد بیضا کی ہر چیز مثالی ہے
شیشے سے جڑے دیکھو پر نور دیواروں میں

دیکھ آئے ہیں سب ساتھی محبوب کی گلیوں کو
پہنچیں گے کبھی ہم بھی پر کیف نظاروں میں

اے شاؔد تجھے حاصل دیدار کی دولت ہے
رکھتے ہیں تجھے مرشد ہر وقت بہاروں میں

شانِ علی پور

(۹)

شاہ افضل کی عظمت بھی کیا خدا نے بڑھائی ہے
ہونے کو فدا ان پہ حاضر سب خدائی ہے
خدا نے خوف اور غم سے انہیں بچایا ہے
سایہ ان پر کرنے کو گھٹا کی رحمت آئی ہے
کبھی قہقہہ نہیں سنتا وہاں پر بیٹھنے والا
خوشی خود دیکھ کر ان کو وہاں پر مسکرائی ہے
شاہ افضل نے لاکھوں پر کرم کی انتہا کر دی
کوئی اب تک نہیں سمجھا کہاں تک دل ربائی ہے
کبھی ان کی پیشانی پر سلوٹ کو نہیں دیکھا
طبیعت میں یہ نرمی بھی کیا خدا نے سجائی ہے
حسینوں میں حسیں ایسا نہیں اب تک کہیں دیکھا
شاہ افضل کی صورت کیا خوب میرے رب نے بنائی ہے
شاہ افضل کا ہر پہلو جہاں بھر میں مثالی ہے
میرے مرشد کے پیکر میں تجلی کیا سمائی ہے
میرا مرشد زمانے میں مثالی شان رکھتا ہے
شاہ بے بدل ہو کر غریبوں سے نبھائی ہے
زمانے بھر کی ہر خوبی میرے مرشد میں ملتی ہے
یہ حسنی حسینی ہیں یہ نسبت مصطفائی ہے
ترے اے شاؔد کیا کہنے تجھے ان کی حمایت ہے
خدا کے فضل سے جن میں بھلائی ہی بھلائی ہے

نور کے آستانے کی کیا بات ہے

(۱۰)

نور کے آستانے کی کیا بات ہے
چاند کے جگمگانے کی کیا بات ہے

جھلملاتے ستاروں کا جھرمٹ یہاں
مرشدی کے گھرانے کی کیا بات ہے

حال دل سن کر وہ مسکرانے لگے
ان کے یوں مسکرانے کی کیا بات ہے

ان کی نظر کرم نے بھرم رکھ لیا
نقش باطل مٹانے کی کیا بات ہے

جاری لنگر یہاں پر ہے سو سال سے
ایسے مہمان خانے کی کیا بات ہے

فیض پانے کو ہیں سب بھکاری جمع
اپنا راتب کھلانے کی کیا بات ہے

جان پہچان ان کی زمانے سے ہے
نام لیکر بلانے کی کیا بات ہے

دل تڑپتا تھا ان کی زیارت ملے
خواب میں رخ دکھانے کی کیا بات ہے

گھر سے نکلا تھا سر پہ کفن باندھ کر
مرشدی کے دیوانے کی کیا بات ہے

جن کی نسبت سے ہے شاؔد کی آبرو
بات ان کی سنانے کی کیا بات ہے

نذر عقیدت بحضور فخر ملت

(۱۱)

آپ کو جس نے بھی دیکھا حضرت افضل حسین
ہو گیا جلوہ بہ جلوہ حضرت افضل حسین

لب پہ آسکتا نہیں دل میں سما سکتا نہیں
در مصطفوی ہے کیسا حضرت افضل حسین

پنجتن کے فیض سے ہیں آ بھی علی پور میں
حسن کا حسن سراپا حضرت افضل حسین

کثرت جلوہ کی اللہ رے تبسم ریزیاں
بن گئے ہیں خود ہی پردہ افضل حسین

مسکراتی ہے نگاہ عظمت کونین بھی
ایسے سایے کا ہیں سایہ حضرت افضل حسین

علم و عرفاں بھی بہ چشم قلب کہہ سکتے نہیں
اتنے جلووں کا ہیں جلوہ حضرت افضل حسین

نام نامی آپ کا اسم گرامی آپ کا
روح کی تطہیر ہے کیا حضرت افضل حسین

خود بخود ول جائے گا حسن حیات جاوداں
نام رکھ لوں زندگی کا حضرت افضل حسین

ان کی ایک سانس ہے لاکھوں دعاؤں کی دعا
روح میں جس نے بسایا حضرت افضل حسین

دستگیری مجھ کو روح دستگیری اے نفیسؔ
جیسے ہی ہونٹوں پہ آیا حضرت افضل حسین

ہر طرف برستی ہے سیرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴)

شہر علم ہی کیا ہے، شہرت افضل حسین
عرش پر بھی بجتی ہے نوبت افضل حسین
فیض شاہ جماعت سے جس طرف نگاہ پہنچی
خود چمک اٹھی دل میں صورت افضل حسین
اس کی حاضری ہو گی بل یقیں مدینے میں
جس کے دل میں گھر کر لے الفت افضل حسین
جب گناہ بے حد سے بے طرح تڑپتا ہوں
خود زباں پر آتا ہے حضرت افضل حسین
جس طرف نظر جائے حسن حق نظر آئے
کیا جمال کثرت ہے وحدت افضل حسین
چشم و دل سے دیکھو تو میرے پیر افضل کو
صورتوں سے افضل ہے سیرت افضل حسین
کوئی بھی عقیدت مند کیسے ہو تہی دامن
ہر طرف برستی ہے سیرت افضل حسین
جاں لبوں پر آنے دو غم کو مسکرانے دو
تشنگان کوثر ہے شربت افضل حسین
روحیں وجد کرتی ہیں جذبہ عقیدت سے
خادموں سے کیا ہو گی خدمت افضل حسین
ہر مراد حق اپنی کس طرح پوری نہ ہو
میں نے حق سے مانی ہے منت افضل حسین
ہم ہدایتی کیا ہیں ہم جماعتی کیا ہیں
روحوں کی زباں پر ہے مدحت افضل حسین

زباں پر ہے نام آپ کا پیر افضل
(۱۳)

زباں پر ہے نام آپ کا پیر افضل — نہ ہو کام کیسے میرا پیر افضل
وہ ہے مرتبہ آپ کا فخر ملت — جھکائے ہیں سر اولیاء پیر افضل
جسے مل گیا در تیرا میرے مرشد — کہیں اور کیا جائے گا پیر افضل
جماعت علی کی حمایت ہو جس کو — سے خوف کیا حشر کا پیر افضل
تمہاری نظر سے ہوئے زندہ مردے — میرے مردہ دل کو جلا پیر افضل
کہاں مجھ سا دنی کہاں تجھ سا اعلیٰ — بھلا مجھ سے کیا ہو ثنا پیر افضل
برائے حبیب خدا کے کرم سے — کرم کی نظر ہو ذرا پیر افضل
نظر جب اٹھاؤں تو طیبہ کو دیکھوں — مجھے وہ نظر کر عطا پیر افضل
جسے روح کونین سنتی ہے ہر دم — میرے دل کی ہیں وہ صدا پیر افضل
کمالات رحمت کو کیسے بھلا دوں — میری مصیبت کی بجا پیر افضل
ہر اک سانس پر کیوں نہ ہو نام نامی — ہے بے شک نفیسؔ آپ کا پیر افضل

کچھ ایسا ہیں حسنِ بشر پیر افضل علیہ الرحمۃ
(۱۴)

عجب رخ سے ہو جلوہ گر پیر افضل — کہ دل بن گیا ہے نظر پیر افضل
سوئے مہر و مہہ اس کی آنکھیں اٹھیں کیا — جو دیکھے تمہیں اک نظر پیر افضل
سما جائے جو دل میں حسن تصور — تو اک سانس ہو عمر بھر پیر افضل
تصور سا ہوتا ہے خیر البشر ﷺ کا — کچھ ایسا ہیں حسن بشر پیر افضل
اگر حسن سے آپ کا نام لے لوں — قدم چومیں فتح و ظفر پیر افضل
بہ فیض نبی ﷺ باغ روحانیت کے — شجر مرتضیٰ ہیں ثمر پیر افضل
جبیں کو جمال عقیدت عطا ہو — کہاں تک پھروں در بدر پیر افضل
خدا کے حضور اپنی عظمت نہ پوچھو — وہ حسنین آہ کا ہیں اثر پیر افضل
مجھے فخر ہے ہوں مرید ان کا دیکھو — بہشتوں کا کیسا ثمر پیر افضل
نگاہوں میں ہر دم نفیسؔ انکا جلوہ — جدھر دیکھتا ہوں ادھر پیر افضل

میں دل میں کر رہا ہوں تحریر پیر افضل رحمۃ اللہ علیہ

(۱۵)

یوں تو ہے کُل جہاں میں توقیر پیر افضل
علی پور خاص کر جاگیر پیر افضل

ملتی ہیں جسکی کڑیاں جا کر شاہ نجف سے
وہ حلقہ تصوف زنجیر پیر افضل

افضل میاں کو مصرعہ سمجھ میں آیا
حضر رہ عمل ہے تنویر پیر افضل

در پہ جو آیا ان کے دنیائے دل بدل دی
اللہ رے نظام تسخیر پیر افضل

ان کے فیوض نسبت ہیں نام ہی سے ظاہر
مہتاب معرفت ہے تفسیر پیر افضل

اک عام آدمی بھی مخدوم ہو گیا ہے
جس میں سما گئی ہے تنویر پیر افضل

یکجا کریں گے سب کو میرے ظفر شاہ
تھامی ہے اب انہوں نے زنجیر پیر افضل

اسلام سے مشرف ہوتے ہیں سن کے کافر
ہوتی ہے جس جگہ پر تقریر پیر افضل

حلقے میں آ چکا ہو کیوں جائے وہ کہیں پھر
محبوب ایسی پائی زنجیر پیر افضل

اشعار جو سناؤں سب کو پسند آئیں
وہ چاہیے زبان کو تاثیر پیر افضل

روز ازل سے لے کر اب تک ہے یاد مجھ کو
وہ خواب جس کی تم ہو تعبیر پیر افضل

در مصطفیٰ ﷺ سے پائی ہے اور کس نے
جو آپ کو ملی ہے توقیر پیر افضل

کھل جائیں گے رموز و اسرار زندگی کے
میں دل میں کر رہا ہوں تحریر پیر افضل

قیدی بنوں نہ کیسے میں اے نفیس حق کا
قدموں میں ہے، ازل سے زنجیر پیر افضل

ہر طرف عنایت ہے میرے پیر افضل سے

(۱۶)

روح و دل کو نسبت ہے میرے پیر افضل سے
میری ہر شرافت ہے میرے پیر افضل سے

جذبۂ طریقت کا فیض خود بخود مجھ پر
کیا حسیں محبت ہے میرے پیر افضل سے

جتنا فخر کرتا ہوں فخر بڑھتا جاتا ہے
میری قدر و قیمت ہے میرے پیر افضل سے

ہر نظر جماعتی ہے ہر نفس ہے نقشبندی
آفتاب عظمت ہے میرے پیر افضل سے

عظمتیں نچھاور ہوں کیوں نہ سب مریدوں پر
ہر کسی کو الفت ہے میرے افضل سے

میرے دل کو بھی مولا گلشن منور کر
سارا شہر جنت ہے میرے پیر افضل سے

ہر ولی کا قائل ہوں یوں تو ہر طرح لیکن
دل کو خاص نسبت ہے میرے پیر افضل سے

فیض شاہ افضل تو ہر طرف ہی چھایا ہے
ہر طرف عنایت ہے میرے پیر افضل سے

جلوہ محمد ﷺ سے اے نفیس یوں چمکوں
میرا حسن فطرت ہے میرے پیر افضل سے

کیا نور حق نما ہے افضل تیری گلی میں

(۱۷)

جلووں کا ارتقاء ہے افضل تیری گلی میں
کیا نور حق نما ہے افضل تیری گلی میں

اک اک قدم، جماعتی آواز دے رہا ہے
واللہ کیا ادا ہے افضل تیری گلی میں

ہوش و خرد کا عالم سرمایہ جنوں ہے
وہ عظمت خدا ہے افضل تیری گلی میں

بے دیکھے دیکھتا ہوں جلووں کا حسن معنی
آئینہ وفا ہے افضل تیری گلی میں

کہتا ہوں بے کہے میں سنتا ہوں بے سنے میں
کیسی حسیں ادا ہے افضل تیری گلی میں

روحانیت کی دنیا کیسے نہ جان جاں ہو
ہر ورد مرحبا ہے افضل تیری گلی میں

معمور ہو رہا ہے یہ ایک جماعتی دیکھو
کس شمع کی ضیاء ہے افضل تیری گلی میں

بیتابی غرض کیا، معذوریٔ غرض کیا؟
ہر درد کی دوا ہے افضل تیری گلی میں

ہر آرزوئے ایماں کیسے نہ ہو گی پوری
فیضان مصطفیٰ ﷺ ہے افضل تیری گلی میں

زائر کو حق نہ ہو گا کس طرح حاضری کا
وہ راہ پر فضا ہے افضل تیری گلی میں

مقبولیت کے حق میں ذرے بھی چاند تارے
وہ مستقل دعا ہے افضل تیری گلی میں

قلب نفیس کیسے جاگے نہ ہر نفس پر
شہر نبی ﷺ عطا افضل تیری گلی میں

رہبر جہاں ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸)

رہبر جہاں ہیں حضرت افضل حسین
افضلیت کی زباں ہیں حضرت افضل حسین

گفتگو پاک سے برسیں کیوں نہ رحمت کے پھول
حسن کا حسن بیاں ہیں حضرت افضل حسین

رخ سے از خود ہی چمکتا ہے علی پوری جمال
وہ حقیقی ترجماں ہیں حضرت افضل حسین

آپ کے اجداد کا تھا جو کچھ رنگیں سلسلہ
ان کے روح گلستاں ہیں حضرت افضل حسین

آپ کے دیدار سے زائرین کیسے نہ مست ہوں
ہر دکھے دل کی فغاں ہیں حضرت افضل حسین

اہل ایماں کیلئے اہل عقیدت کیلئے
خامشی میں بھی بیاں ہیں حضرت افضل حسین

عظمت ایماں کا حسن تخیل دیکھیئے
بے نیاز این و آہ ہیں حضرت افضل حسین

اور اسی آداب سے گویائی ممکن ہی نہیں
بے زبانوں کی زباں ہیں حضرت افضل حسین

حشر میں ایسے ہی پرساں ہونگے اپنے اے نفیس
جیسے اب سایہ کناں ہیں حضرت افضل حسین

پیر سید محمد مظفر حسین شاہ جماعتی صاحب
کے مختلف محافل میں اندازِ شفیقانہ

عشق کی پہچان ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹)

عشق کی پہچان ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ
یعنی عجب انسان ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

سب مریدوں پر کرم اے خدا یونہی رہے
مستقل حسان ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

حشر کی رسوائی کیا خوف کیا اُسے
جس کے نگہبان ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

چاروں طرف آپکے مستقل پانچ پھول
ایسے گلستاں ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

صدقے نہ ہوں کس طرح آیۂ وآیات پر
حافظ قرآں ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

روحیں بصد شان سے ہوتی ہیں محو طواف
واقعی ایک شان ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

پنجتن کے فیض سے رحمتوں کو ناز ہے
حق نما انسان ہیں حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

کوئی کسی کا ہو کوئی کسی کا نفیس
اپنا تو ایماں ہے حضرت افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

بابُ چہاردہم

جانشین فخر الملت حضور ظفر الملت

شہزادۂ رسالت مآب، جگر گوشہ امیر ملت توقیر ملت،
پیر طریقت، پاسبان فیضان فخر ملت، رہبر شریعت، پروردۂ
آغوش ولایت، نور حسینؓ، جانشین حضرت امیر ملت حضرت
الحاج الحافظ القاری علامہ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب
سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف نارووال

ولادت باسعادت

جانشین امیر ملت وفخر ملت حضرت قبلہ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب یکم ستمبر ۱۹۸۰ء کو علی پور سیداں شریف ضلع نارووال میں خانوادۂ امیر ملت میں پیدا ہوئے۔ آپ کا بچپن بڑا حسین گزرا۔ آغوش ولایت میں آپ کی صغر سنی گزری۔ چھوٹی عمر میں ہی قرآن مجید حفظ کرلیا اور جملہ علوم پہ دسترس حاصل کی۔

حضرت ظفر الملت کی دستار بندی

یا رب محمد ﷺ و علی رضی اللہ عنہ و زہرا رضی اللہ عنہا
یا رب حسین و حسن و آل عبا رضی اللہ عنہم
از لطف برآر حاجتم در دوسرا
بے منت مخلوق ما علی الہ علی

ترجمہ:۔ اے میرے پروردگار! بہ طفیل سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور بہ طفیل اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ تعالیٰ اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا۔ اے رب بصدقہ شہزادگان کونین سیدنا امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما و بہ طفیل آل سیدنا امام زین العابدینؓ دارین کی حاجت اپنی مہربانی اور فضل سے پوری کر۔ مخلوق کی منت واحسان کے بغیر میرے لیے جو کچھ اعلیٰ سے اعلیٰ ہے میسر فرما۔ (رباعیات نقشبند از محمد صادق قصوری صفحہ نمبر ۷۹)

بیدم یہی تو پانچ ہیں مقصود کائنات
خیر النساءؓ حسینؓ و حسنؓ مصطفیٰ ﷺ علیؓ

آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضور قبلہ فخر ملت حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے وصال پر ملال کے بعد آپ کے جگر گوشہ اور اکلوتے فرزند شہزادہ رسالت مآب، تو قیر ملت ظفر الملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب جانشین امیر ملت اور سجادہ نشین آستانہ عالیہ دربار عالیہ حضرت امیر ملت مقرر ہو گئے۔ ۴ر جولائی ۲۰۱۲ء کو آپ کی دستار بندی حضرت سیدہ آپا جی صوفیہ دامت برکاتہم العالیہ کے حکم سے حضور قبلہ فخر ملت کے خلیفہ اور خاندان امیر ملت کے روحانی بزرگ حضرت الحاج پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب نے اپنے دست شفقت سے فرمائی۔ یہ بات حقیقت ہے کہ حضرت ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب اپنے والد

گرامی کا عکس ہیں۔ جو بھی آپ کی زیارت کرتا ہے اسے یہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ حضور فخر ملت کی زیارت کر رہا ہے۔ آپ کی شکل و شباہت اپنے والد گرامی سے ملتی جلتی ہے۔ حضرت ظفر ملت کی ہستی مبارکہ میں فخر ملت کی تمام خوبیاں اور خصوصیات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ آپ اسی خندہ پیشانی میانہ روی اور خوش خلقی کے ساتھ زائرین امیر ملت سے پیش آتے ہیں۔ جسطرح سے حضرت فخر ملت پیش آتے تھے۔ آپ خاص طور پر علمائے کرام اور یاران طریقت کی بہت زیادہ توقیر کرتے ہیں۔ یہ آپ کی شخصیت مبارکہ کا کمال ہے کہ آپ نے حضرت فخر ملت کے مریدین کو ان کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ آپ سائلین سے ملاقات کرتے ہیں۔ ان کے مسائل انتہائی صبر و تحمل سے سنتے ہیں۔ خدمت اسلام کے جذبہ سے سرشار ہیں۔ حافظ قرآن ہیں۔ دینی و مذہبی معاملات میں مکمل دلچسپی لیتے ہیں۔ آپ حضرت فخر ملت کے خانقاہی نظام اور فکر و ترویج کی اشاعت کے لیے دن رات مصروف رہتے ہیں۔

حضور سرور کائنات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخلوق کی حاجت روائی کیلئے خاص فرمایا ہے۔ لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں اُن کے پاس لے کر آتے ہیں۔ اور وہ ان کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے وہ خاص بندے عذاب الٰہی سے امان میں ہیں۔ (امام ابونعیم و امام طبرانی)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے لیے اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں بے شک اللہ کے محبوب ترین بندے یعنی اولیاء اللہ وہ ہیں جو لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت ڈالتے ہیں اور اس زمین پر لوگوں کی خیر خواہی کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔ (تجلیات مرشد)

حضرت ظفر الملت کا روحانی مقام

ارشاد خداوندی ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔

ترجمہ:۔ یقیناً اللہ ان کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں اور جو نیک کاموں میں سرگرم رہتے ہیں۔ مصنف تفسیر ضیاء القرآن پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ تبلیغ و اشاعت اسلام میں کامیابی کا انحصار فقط تائید الٰہی اور نصرت ربانی ہے۔ اس لیے مبلغ اسلام کو بتا دیا گیا کہ یہ سعادت صرف اُن پاکبازوں کو بخشی جاتی ہے۔ جو زیور تقویٰ سے آراستہ

ہوں۔اور خلق خدا کے ساتھ احسان اور خیر خواہی کے جذبات سے ان کے دل معمور ہوں۔

مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ولایت ایک قرب خاص ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔ولایت وہی ہے نہ کہ یہ اعمال سے آدمی خود حاصل کر لے۔البتہ غالباً اعمال حسنہ اس عطیہ الٰہی کیلئے ذریعہ ہوتے ہیں۔اور بعضوں کو ابتداء میں ہی مل جاتی ہے۔(بہار شریعت جلد ا صفحہ ا)

سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف حضرت ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی وہ بلند و ارفع روحانی مقام رکھتے ہیں جو باعث رشک ولایت ہے۔آپ کی ہر ہر ادا سے روحانی خوشبو آتی ہے۔آپ کا مقام ولایت اور آپ کی نسبت آسمان کی بلندیوں کو چھوتی ہے۔نہایت درویش صفت انسان ہیں۔تصوف اور روحانیت کے پیاسے آپ کے دربار پر حاضری دیتے اور اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔آپ روحانی سلسلہ میں مریدین کی رہنمائی بہ احسن انجام دیتے ہیں۔آپ کی دعاؤں اور نظر کرم سے غمزدہ اور اور مصیبت زدہ لوگوں کے دکھ درد دور ہوتے ہیں۔اور بلائیں ٹلتی ہیں۔

يُصْرِفُ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ الْبَلَاءَ وَالْغَرَقَ۔ ترجمہ:۔انہیں کے سبب اہل زمین سے بلائیں اور سیلاب دور ہوتا ہے۔(ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر جلد ا صفحہ ۲۱۳ دارالکتب العلمیہ بیروت)

حضور قبلہ ظفر ملت مدظلہ العالی کی یہ شان اور نسبت ہے کہ آپ کو حضور فخر ملت اور حضور امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست ہدایات اور رہنمائی ملتی ہے۔جن کی روشنی میں آپ مخلوق خداوندی کے مسائل حل کرتے ہیں۔آپ فیضان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاسبان و امین ہیں۔سائبان کرم ہیں۔پاسبان حرم ہیں۔کمال دانشمندی اور بصیرت سے آپ نے حضور فخر ملت کی نورانی اور روحانی روایات کو برقرار رکھا ہوا ہے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو میرے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں سے کون زیادہ محبوب ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! فاطمہ رضی اللہ عنہا مجھے تم سے زیادہ پیاری ہے اور تم میرے نزدیک اس سے زیادہ عزیز ہو۔(غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام طبرانی)

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضور ظفر الملت مدظلہ العالی اسی خاندان عالیہ مقدسہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گلستان کا خوش رنگ پھول ہیں۔جن کی

طرف تاجدار مدینہ حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ محبت و پیار کا اظہار فرما رہے ہیں۔

انہی کا گھر مخزن ہدایت یہی ہیں محور پیمبری کا
انہی کے نقش قدم کی مٹی سے راز ملتا ہے بو ذری کا
انہی کی خوشبو کا نام جنت ہے گنگناتی ہوا سے پوچھو
جناب زہرا رضی اللہ عنہا کے مرتبے کو خود رسول خدا سے پوچھو

اخلاق حسنہ

جانشین امیر ملت محدث علی پوری جگر گوشہ فخر ملت حضور ظفر الملت دامت برکاتہم العالیہ کی ہستی مبارکہ میں ان گنت اخلاقی صفات پائی جاتی ہیں۔ بلاشبہ آپ حسن اخلاق کا پیکر اتم ہیں۔ آپ حضور فخر ملت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کے اخلاقی اقدار کے پاسبان ہیں۔ خوش خلقی اور خوش گفتاری آپ کی طبیعت کا خاصہ ہے۔ آپ اخلاقیات کا پرچار کرتے ہیں۔ آپ کی عادات، آپ کی گفتگو میں تصنع نہیں پائی جاتی۔ بلکہ حقیقت پر مبنی گفتگو فرماتے ہیں۔ نمود و نمائش کو بالکل پسند نہیں فرماتے۔ عاجزی و انکساری اور سادگی کو فروغ دیتے ہیں۔ سادہ لباس کو پہننا، سادہ خوراک کا کھانا آپ کی طبیعت کا معمول ہے۔ اپنے لیے وہی چیز قبول کرتے ہیں جو دوسروں کیلئے پسند کرتے ہیں۔ تکبر و غرور کا نام نہیں۔ نرم دل ہیں۔ زائرین امیر ملت کے ساتھ بیٹھنا، ان کے ساتھ کھانا تناول کرنا اور ان کو تحفے تحائف دے کر رخصت کرنا آپ کی شخصیت مقدسہ کا معمول ہے۔ الغرض آپ کی ذات گرامی میں وہ تمام خصائص موجود ہیں جو حضور قبلہ فخر ملت کی ذات گرامی میں پائے جاتے تھے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ عوارف المعارف میں فرماتے ہیں کہ

''تصفیہ قلوب و تزکیہ نفوس براہ راست تعلیمات نبوی ﷺ کا ثمرہ ہے۔ جو شخص اس سرچشمہ ہدایت سے جس قدر زیادہ سیراب ہو۔ اسی مناسبت سے صفائے قلب اور تزکیہ نفس میں بھی زیادہ امتیاز حاصل کرتا ہے۔ علوم ظاہری تصوف کی ضد نہیں ہیں۔ بلکہ مبادی طریقت ہیں خلقت کی اصل ذات رسالت مآب ﷺ ہے۔ ساری کائنات ان ہی کے طفیل میں ہے۔ یہی ذات اقدس دنیا میں رشد و ہدایت لے کر آئی۔ جو شخص اپنی پاکیزہ نیت کے لحاظ سے اس جوہر گرامی ﷺ سے جس قدر زیادہ قرب و مناسبت رکھتا ہے۔ اسی قدر علم و ہدایت سے زیادہ بہرہ ور ہوتا ہے۔ اور دوسروں کیلئے باعث ہدایت بنتا ہے۔ یہی گروہ صوفیاء اور با اصطلاح قرآن مجید

گروہ مقربین کہلاتا ہے۔ (عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین سہروردی)

کلام الٰہی میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے: فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔

ترجمہ:۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ان بندوں کو خوش خبری سنا دو جو ہمارے کلام کو حسن استماع سے سنتے ہیں۔ اور اس کی اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہیں خدا نے ہدایت دی ہے اور یہی لوگ صاحب عقل سلیم ہیں۔

شیخ الاسلام زکریاء انصاری فرماتے ہیں کہ "تصوف وہ علم ہے جس سے تزکیہ نفس، تصفیہ اخلاق، تعمیر ظاہر و باطن کے احوال کا علم ہوتا ہے۔ تاکہ سعادت ابدی حاصل کی جاسکے۔ اس کا موضوع بھی تزکیہ اور تصفیہ اخلاق و تعمیر ظاہر و باطن ہے۔ اور اس کی غایت و مقصد سعادت ابدی کا حاصل کرنا ہے"۔ (مناقب رومی از محمد ریاض قادری ص ۱۴، ۱۵)

شہزادہ امیر ملت جگر گوشہ فخر ملت حضور ظفر الملت مدظلہ العالی کے اخلاق حسنہ تصوف و طریقت کے اصولوں کے عین مطابق ہیں۔ اور آپ اپنے اسلاف کے ظاہر و باطن کے عکاس ہیں۔ آپ کے اخلاق حسنہ شریعت الٰہی اور طریقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اخلاق تعلیمات کا پرچار کرتے ہیں۔

پہنچے علو شان کے مرتبہ کمال پر
نور جمال برق تیرگی صندل پر

روحانی فیض کی فراہمی

سجادہ نشین علی پور شریف بار کر ہیں۔ آپ کو براہ راست روحانی فیوضات گنبد خضریٰ کے مکین، آقائے نامدار، تاجدار کائنات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے حاصل ہوتے ہیں۔ جو قرب اور مقام بارگاہ رسالت میں حضور قبلہ فخر ملت اور حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری کو حاصل ہے اس قرب کی نسبت کا فیض مکمل آپ کیلئے چراغ راہ ہے۔ آپ کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ آپ گلشن مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ سرسبز گل ہیں جن کے گرد شمع رسالت کے پروانے ہر وقت طواف کرتے ہیں۔ اور حقیقتاً یہ عین ایمان ہے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور اہل بیت اطہار کا جو مقام و عظمت ہے۔ قیامت تک اہل بیت کی دنیا آباد و شاداب

رہے گی۔ آج کے دور جدید میں حضور ظفر الملت اہل بیت کا روشن تمغہ و چراغ ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت کے وصال مبارک کے بعد غلامان امیر ملت و مریدین فخر ملت نے حضور ظفر ملت کے ساتھ جس محبت و شفقت کا اظہار کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور فخر ملت کے سچے و پکے غلام ہیں۔ اور وفادار ہیں اور حضور ظفر ملت کا دامن کبھی نہیں چھوڑیں گے۔

زمانہ چھوٹ جائے تیرا میخانہ نہ چھوٹے گا
کہ ساقی تیرے میخواروں کو غداری نہیں آتی

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علیؓ، فاطمہ، حسنؓ، حسینؓ اور ہم سے محبت کرنے والے روز قیامت ایک ہی جگہ اکٹھے ہوں گے۔ قیامت کے دن ہمارا کھانا پینا بھی اکٹھا ہوگا۔ یہاں تک کہ لوگوں میں فیصلے کر دیے جائیں گے۔ (غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام ابن عساکر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو آگ کا عذاب نہیں دے گا۔ (عرفان السنۃ ۲۸۷ بحوالہ امام طبرانی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری بیٹی کا نام فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس لیے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس سے محبت کرنے والوں کو دوزخ سے جدا کر دیا ہے۔ (غایۃ الاجابۃ بحوالہ امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ)

مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مثنوی شریف میں شیخ طریقت کی ضرورت اور فیض مسلسل کی فراہمی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست بس پر آفت و خوف و خطر

ترجمہ:۔ کسی شیخ طریقت کا ہاتھ پکڑ لے کیونکہ اس کے بغیر سلوک طے کرنا خطرناک ہے۔

پیر باشد نرد بان آسمان
تیر پراں از کہ گرد و از کماں

ترجمہ:۔ پیر آسمان کیلئے یعنی خدا تک پہنچنے کے لیے مثل سیڑھی کے ہے۔ تیر کمان کے بغیر کیسے پرواز کر سکتا ہے۔

شیخ نورانی زراہ آگہہ کند
نور را با الفاظ ہا ہمراہ کند

ترجمہ:۔نورانی لوگ اللہ کی راہ سے آگاہ کرتے ہیں۔اپنے الفاظ کلام کے ساتھ نور بھی ہمراہ کرتے ہیں۔ (مثنوی مولانا روم)

حق گوئی وصداقت

شاعر بارگاہ الٰہی میں حمد سرا ہوتا ہے

منبع ہے تو ہی جود و کرم ، لطف و عطا کا
خالق ہے تو اے مالک ارض و سما کا

رب کائنات سارے جہانوں کا مالک ہے۔اس کے جودوکرم اور لطف وعطا کی کوئی حد نہیں۔وہ زمینوں، آسمانوں کا مالک ہے۔یہ اس کی عظیم ہستی کا کمال ہے کہ جسے چاہے اپنی بارگاہ صمدیت سے نواز دے۔خدائے ذوالجلال نے حضور سرور کائنات ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان عالیہ مقدسہ پر بے پناہ عنایات اور اکرام کئے ہیں۔اور حضور ﷺ کو اس کائنات ارض کا تاجدار بنایا ہے۔

قرآن کے سپاروں میں وہ بول رہا ہے
کیا خوب سماعت میں رس گھول رہا ہے

جگر گوشۂ فخر ملت حضور ظفر الملت مدظلہ العالی بھی اسی گلستان کرم کا سرمدی پھول ہیں۔ آپ حق گوئی وصداقت کا حسین مجسمہ ہیں۔سچائی اور صاف گوئی آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ خیالات، پاکیزہ جذبوں اور حسین سوچوں کے علمبردار ہیں۔آپ کی ذات میں خلوص اور صداقت کا رنگ غالب ہے۔اگرچہ آپ باقاعدہ مبلغ نہیں لیکن حقیقتاً شیخ ہدایت ہیں۔آپ انتہائی لطیف اور دلکش پیرائے ہیں۔لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ کی نوید یاران طریقت کو سناتے ہیں۔ان کے غموں اور دکھوں کو کم کرتے ہیں۔اور اپنی دعاؤں اور نگاہ کرم سے مخلوق خداوندی کے مسائل حل کرتے ہیں۔

رب العزت کا ہمیشہ امت مسلمہ پر یہ کرم رہا ہے کہ ایسے ایسے سدا بہار پھول کھلتے رہے ہیں کہ جن کی خوشبو سے پورا عالم معطر ہوتا رہا ہے۔دنیا کہ دیگر باغوں کے برعکس چمنِ مصطفیٰ ﷺ کے پھولوں کو نہ تو کسی آفتاب کی تمازت اُڑا سکی ہے اور نہ ہی کفر و باطل کی تندوتیز ہوائیں

او نشید در حضور اولیاء

صوفیاء کرام اور اولیاء عظام کا وجود مسعود اہل دنیا کیلئے باعث عزت اور باعث برکت و رحمت ہے۔ یہ بات حقیقت ہے کہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نقش قدم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضور ظفر الملت بھی حد درجہ مہمان نواز ہیں۔ مہمانوں کی خاطر مدارت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ اپنی نگرانی میں کھانے پکواتے ہیں آپ کا دستر خوان بڑا وسیع و عریض ہوتا ہے۔ طرح طرح کے کھانے پکوانا اور اپنی نگرانی میں لوگوں کو کھلانا آپ کا معمول اور شیوہ ہے۔ زائرین امیر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آرام و آسائش کا بھرپور خیال رکھتے ہیں۔ اپنے والد گرامی کی طرح آپ کی مہمان نوازی بھی پوری دنیا میں مشہور ہے۔ اور آپ یقینی طور میزبان علی پور کا کردار ادا کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے اسلاف کی روایات کو برقرار رکھا ہوا ہے۔ عرس مبارک کے موقع پر لاکھوں کی تعداد میں مریدین اور متوسلین کیلئے کھانے پینے کا انتظام کرنا اگرچہ انتہائی مشکل کام ہے مگر آپ بھی فریضہ بہ احسن انجام دیتے دکھائی دیتے ہیں۔

حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان نظر ہے کہ لوگ جوق در جوق آگے آتے سلام کرتے ہیں اور آپ کی تعظیم بجالاتے ہیں۔ یہ ایسی عزت و تکریم ہے جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ حضور فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کامل فیاضی کے ساتھ مقام و مرتبہ، جوہر کمال، اکرام و نوازشات اپنے لاڈلے فرزند کو عطا کر دیے ہیں کہ زمانہ آپ کا مدح سرا ہے۔

خیال شاہ خوش خویم تبسم کرد بر رویم
چنین شد نسل بر نسلم چنین فرزند فرزندم

ترجمہ:۔ اس شاہ نے خوش مزاجی اور مسکراہٹ کے ساتھ مجھ پر نظر فرمائی اور مجھے نسل در نسل پشتوں تک جوہر کمال عطا فرما دیا۔

رب العالمین کا ہزارہا شکر اور احسان عظیم ہے کہ تمام مخلوق میرے حضور قبلہ فخر ملت کے گھر کی مرید ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "جب کوئی مہمان کسی کے ہاں آتا ہے تو اپنا رزق لے کر آتا ہے اور جب جاتا ہے تو صاحب خانہ کے گناہ بخشے جانے کا سبب ہوتا ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اپنے بھائی

کی مہمان نوازی کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کیلئے دس لاکھ نیکیاں لکھتا ہے۔ اور دس لاکھ برائیاں اس کے نامۂ اعمال سے مٹا دیتا ہے۔ اور اُس کے دس لاکھ درجے بلند کرتا ہے۔ اور اُس کو تین جنتوں سے کھانا کھلاتا ہے۔ یعنی فردوس، عدن اور خلد۔ (احیاء العلوم)

کیمیائے سعادت میں ہے کہ ایک بزرگ کی عادت کریمہ تھی کہ بھائیوں کے سامنے دستر خوان بچھاتے تو بہت سارا کھانا لگاتے اور فرماتے (حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کھانا دوستوں کے آگے سے بچ رہے اس کا حساب نہ ہوگا۔) میں چاہتا ہوں کہ جو کھانا دوستوں کے آگے سے بچا ہوا اُٹھاؤں اور کھایا کروں۔ (کیمیائے سعادت)

مہمان کی تعظیم کرنے والے کیلئے جنت کی بشارت ہے۔ جیسا کہ حضور سرور دو عالم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ مہمان برکت ہے خدا کی طرف سے اور نعمت ہے اللہ تعالیٰ کی تو جس نے مہمان کی تعظیم کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور جس نے مہمان کی تعظیم نہ کی وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (درۃ الناصحین)

آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب، جگر گوشہ حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت کا خاندان مقدسہ پوری دنیا میں مہمان نوازی اور بندہ پروری کیلئے مشہور ہے۔ جتنی توقیر و تعظیم علی پور شریف میں مہمان کی ہوتی ہے اس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے بھی اپنے والد محترم کی مہمان نوازی کی روایت کو برقرار رکھا ہوا ہے۔ آپ مہمانوں کیلئے مختلف انواع کے کھانے پکاتے ہیں۔ اور انہیں کھلا کر حد درجہ خوشی کا اظہار فرماتے ہیں۔ مہمانوں کی توقیر و تعظیم میں بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔

ظفر الملت اور جود و سخا

جود و سخا اور کرم نوازی حضور سرور کائنات ﷺ کے خاندان عالیہ مقدسہ کی پہچان ہے۔ حضور ﷺ کو رب ذوالجلال نے کل کائنات کیلئے قاسم عطایا مقرر فرمایا ہے۔ ساری کائنات آپ ﷺ کے جود و سخا کی مرہون منت ہے۔ آپ ﷺ جس کو عطا کرتے ہیں اس کو پھر مانگنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اس کو غنی اور مالدار کر دیتے ہیں۔ یہی خوبی اور صفت آپ ﷺ کے اہل بیت اطہار میں پائی جاتی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا اپنے اہل بیت اطہار کے بارے میں ارشاد گرامی ہے: حضرت زید بن

ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! بے شک میں تم میں دو نائب چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب جو کہ آسمان و زمین کے درمیان پھیلی ہوئی ہے۔ اور میری عترت یعنی میرے اہل بیت اور یہ کہ یہ دونوں اس وقت تک ہرگز جدا نہ ہوں گے جب تک یہ میرے پاس حوضِ کوثر پر نہیں پہنچ جاتے۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔
(مرج البحرین فی مناقب الحسنین)

سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف حضرت الحاج الحافظ پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی خانوادۂ رسول ﷺ کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ حضور سرور کائنات سرکار دو عالم ﷺ کے خاندان کے سرمدی پھول ہیں۔ آپ کی ہستی مبارکہ میں وہی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو کہ آپ کے آباؤ اجداد کا خاصہ ہیں۔ آپ سخی ابن سخی اور کریم ابن کریم ہیں۔ جود و سخا کا پیکر ہیں۔ صبح و شام آپ کے در کرم پر سائلین کا ہجوم رہتا ہے۔ اور آپ ہر ایک کی دادرسی کرتے ہیں۔ عنایات و اکرام کی بارش کرتے ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں۔ خدام امیر ملت، علماء کرام اور ثناء خوان مصطفیٰ ﷺ کی دل کھول کر مدد کرتے ہیں۔ اور اپنے مریدین کو خالی ہاتھ رخصت نہیں کرتے۔ بلکہ تحفے تحائف دے کر رخصت کرتے ہیں۔ آپ کی سخاوت دریا کی لہروں کی مانند ہے سمندر کا سا دل رکھتے ہیں۔ اور ہمیشہ مخلوق خدا کی خدمت کرنا غریبوں کی دستگیری کرنا پسند فرماتے ہیں۔ سخاوت خاندانِ امیر ملت کی پہچان ہے۔ جس کو آپ نے برقرار رکھا ہوا ہے۔

آنکہ بد ہد بے امید و سود ہا
آں خد ایست آں خد ایست آں خدا
یا ولی حق کہ خوے حق گرفت
نور گشت و تابش مطلق گرفت
اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلاں ہر گز نمیرد

ترجمہ:۔ ولی اللہ جس کسی کو کچھ عطا کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا معاوضہ اور بغیر توقع کے دیتا ہے۔ ولی اللہ صفاتِ الٰہی سے متصف ہو جاتا ہے۔ رب کے نور سے منور ہو کر مطلق نور علیٰ نور ہو جاتا ہے۔ اگر پوری دنیا تیز آندھی کی زد میں آجائے تب بھی مقبولان خدا کا چراغ گل نہیں

ہوتا۔ (مناقب رومی از محمد ریاض قادری)

عظمت وجلالت

سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف حضور ظفر الملت مدظلہ العالی کی ہستی مبارکہ عظمت وجلالت والی ہستی ہے۔ خوش لباس اور خوش اخلاق ہیں۔ آپ کی ذات مقدسہ میں امتیازی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ جو کہ آپ کو دوسروں سے نمایاں کرتی ہیں۔ آپ ہر دلعزیز شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ نے حضرت فخر ملت کے اکلوتے فرزند ہونے کے ناطے شہزادوں جیسی زندگی گزاری ہے۔ آپ سخاوت ودریا دلی کا عملی ماڈل ونمونہ ہیں۔ آپ کی شان وشوکت، فراخدلی، اور فیض رسانی بے مثال ہے۔ آپ کے حسن وجمال، رفعت وبلندی پر لوگ رشک کرتے ہیں۔ شیخ عبداللہ ابن المبارک نے ایک مرتبہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ ولی کی کیا تعریف ہے؟ تو آپ نے فرمایا ولی وہ ہے جس کے چہرہ پر حیاء، آنکھوں میں گریہ، دل میں پاکیزگی، زبان پر تعریف، ہاتھ میں بخشش، وعدہ میں وفا اور بات میں شفاء ہو۔ یعنی یہ اولیاء اللہ کے ذاتی خصائل ہیں۔ (مناقب رومی صفحہ ۳۴)

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ولی وہ ہے جس میں محبت الٰہی کی علامات پائی جاتی ہیں۔ اور اخلاق واعمال میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کاربند ہو۔ یعنی اخلاق وافعال میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادا کرنا ہی علامت اہل اللہ اور یہی درویشی ہے۔ (مناقب رومی صفحہ ۳۴)

ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہے جس کی زبان پر عظمت وجلالت اور نرمی ہو۔ حسن اخلاق، خندہ پیشانی، اور نفس کا سخی ہو۔ اعتراض کم کرے۔ جو شخص اس کے سامنے عذر پیش کرے اس کا عذر قبول کرے۔ تمام لوگوں پر شفیق ہو۔ اور کسی کے احسان پر نظر نہ رکھتا ہو۔

سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب سر الاسرار میں فرماتے ہیں کہ "ولایت کا ماحصل یہ ہے کہ انسان اپنے اندر اخلاق الٰہیہ پیدا کرے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اپنے اندر خدائی اخلاق پیدا کرو"۔ اور جامع صفات بشریت اتار کر صفات الٰہی کا لباس پہنو۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! جب میں کسی بندے کو دوست رکھتا ہوں تو اس کے کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، اور پاؤں بن جاتا ہوں۔ پھر وہ میرے ہی واسطے سے سنتا ہے دیکھتا ہے، کلام کرتا ہے، پکڑتا اور چلتا ہے۔ (سیدنا غوث الاعظم سر الاسرار صفحہ ۹۵)

ظفر الملت اور نسبت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

یہ امر حقیقت ہے کہ فیضان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہی معرفت الٰہی کے حصول کا پیش خیمہ ہے۔ واسطۂ رسالت ہی وہ زینہ ہے جو سیدھا عرش الٰہی تک جاتا ہے اگر کوئی اس واسطے کو درمیان سے مٹانا چاہے تو اس کا یہ عمل اللہ کے نظام کو منسوخ کرنے کی سعی موہوم کے مترادف ہوگا۔ اس حقیقت پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک دلالت کرتا ہے: ''میں (نعمتوں) کی تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا کرنے والا ہے''۔ (صحیح البخاری والمسلم بحوالہ شان اولیاء حصہ اول)

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کہ آبروئے ہر دوسرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

باب نبوت ہمیشہ کیلئے بند ہو جانے کے بعد فیوضات الٰہیہ کی ترسیل و اجراء کے نظام کو جاری وساری رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و مقرب اولیاء کرام کا سلسلہ جاری فرما دیا۔ یہ اولیاء کرام در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرات عامۃ الناس میں تقسیم کرنے اور انہیں اللہ کی بارگاہ کا راستہ دکھانے پر معین ہیں۔ اُن سے فیض حاصل کرنا حکم باری کی تعمیل ہے۔ قرآن مجید میں حکم ربانی ہے کہ ترجمہ:۔ (اے میرے بندے) تو اپنے آپ کو ان لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں۔ اسکی رضا کے طلبگار رہتے ہیں۔ (اس کی دید کے متمنی اور اس کا مکھڑا تکنے کے آرزومند رہتے ہیں) تیری (محبت اور توجہ) کی نگاہیں ان سے نہ ہٹیں۔

(سورۃ الکھف ۱۸۔ آیت ۲۸)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی بارگاہ تک رسائی کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! تم میرے ان بندوں سے اپنا ناطہ جوڑ لو جو صبح و شام میری یاد میں سرمست رہتے ہیں۔ اور جو میرے چمنستان الست سے جام پر جام لنڈھاتے ہیں۔ اور میرے ذکر میں اُن کے شب و روز عالم سرشاری میں بسر ہوتے ہیں۔ اب جنہیں میری قربت درکار ہو ان کیلئے ضروری ہے کہ میرے ان خدامست بندوں کی محبت اور سنگت اختیار کر لیں۔ اور ان بادہ کشوں کی معیت اور محفل میں آ جائیں۔ تاکہ انہیں بھی اس سرور و نشاط کے چند گھونٹ میسر آ جائیں۔ اگر وہ نہیں تو فقط اس کی خوشبو سے سرشاری نصیب ہوگی۔ وہ بھی کم نہیں۔ (شان اولیاء حصہ اول)

گردِ مستاں گرد، گر و مے کم رسد بوئے رسد
بوئے او گر کم رسد رؤیت ایشاں بس است

جگر گوشۂ فخر ملت حضور قبلہ ظفر الملت مدظلہ العالی کو حضور سرور کائنات ﷺ کی ہستی مبارکہ سے روحانی نسبت بھی ہے۔ اور جسمانی نسبت بھی۔ وہ سرور دو عالم ﷺ کے گل رنگ باغ کا سرمدی پھول ہیں۔ یہ تعلق اور نسبت وہ تعلق ہے جو ہر کسی کے نصیب کی بات نہیں۔ یہی روحانی اور جسمانی تعلق اور نسبت آپ کے بلندیٔ درجات اور عظمت شان وشوکت کا باعث ہیں۔ حضور قبلہ عالم محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات قدسی سے روحانی فیوضات مسلسل آپ کو ملتے رہتے ہیں۔ اور آپ کیلئے چراغ راہ ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت براہ راست آپ کی نگرانی اور رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ نسبت رسالت محمدی ﷺ کا فیض ہے کہ آپ کی شخصیت مبارکہ میں سحر انگیزی اور مقناطیسی وطلسماتی کشش پائی جاتی ہے۔ جو باقی تمام پیران عظام میں آپ کو نمایاں کرتی ہے۔

محبت رسول عربی ﷺ

سلاسل طریقت کا روحانی وخانقاہی نظام من جانب اللہ قائم ہے۔ یہ حقیقتاً ایک سلسلۂ نور ہے جو تمام عالم انسانیت کو رب لم یزل کی رحمت سے سیراب کر رہا ہے۔ اس سے انکار، عقل کا انکار، شعور کا انکار، اور رب کائنات کے نظام ربوبیت کا انکار ہے۔ اولیاء کرام کا تعلق اپنے آقا و مولا حضور سرور کائنات ﷺ سے کبھی نہیں ٹوٹتا۔ اور ان کے قلوب گنبد خضریٰ کی سرکار کی محبت لازوال میں ہمہ وقت سرشار رکھتے ہیں۔ حضرت ابو العباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بہت بڑے ولی اللہ گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ "اگر ایک لمحہ کیلئے بھی چہرۂ مصطفیٰ ﷺ میرے سامنے نہ رہیں تو میں اس لمحے خود کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ (روح المعانی ۲۲۔۳۶ بحوالہ شان اولیاء حصہ دوم)

آقائے دو جہاں ﷺ اپنی رحمۃ للعالمینی کی بناء پر اس کائنات آب وگل کے مقناطیس اعظم ہیں۔ جس مقناطیس کی طرف ساری دُنیا محبت وعشق وارفتگی کا اظہار کرتی ہے۔ بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

در شبستان حرا خلوت گزید
قوم و آئین و حکومت آفرید

غار حراء کی خلوتوں نے تاجدار کائنات ﷺ کو پوری نسل انسانی کا محسن وہادیٔ اعظم بنا دیا۔ جس کے دم قدم سے دُنیائے مشرق ومغرب ایک قوم، ایک قرآن اور ایک حکومت الٰہیہ کے نظم میں پرودی گئی۔ اُس فیضان الوہیت کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کے مطابق دیدار عطا کیا۔ اور اپنا دست قدرت میرے دونوں

شانوں کے درمیان میں رکھا۔ اُس کی بدولت میں نے اپنی سینے پر ٹھنڈک محسوس کی۔ ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی۔ فیض الوہیت کا یہ عالم تو زمین پر تھا۔ اس فیض کا عالم کیا ہو گا جو قَابَ قَوْسَیْنِ کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات کی بلندی کا باعث بنا۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اَوْ اَدْنٰی کا قرب الوہیت عطا ہوا۔ جس کے بعد زمان ومکان ولامکاں کے تمام فاصلے مٹ گئے۔ اور محب ومحبوب میں دو کمانوں سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔ (شان اولیاء حصہ دوئم)

قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے الفاظ سے مخلوق کو یہ بتلانا مقصود تھا کہ دیکھو اپنا عقیدہ درست رکھنا۔ اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور معبودیت اپنی جگہ پر برحق ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا قریب ہو کر بھی عبدیت کے مقام پر فائز ہیں۔ یہ فرق روا رکھنا لازم ہے۔ فیض الوہیت کی ساری حدیں اور انتہائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ہوئیں۔ جب تمام فیض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَءَ الْحَقَّ۔ جس نے مجھے دیکھ لیا تحقیق اس نے اللہ کو دیکھ لیا (صحیح البخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۶)

یہ حقیقت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم الوہیت کے قاسم ہیں۔ اور اولیاء اللہ فیضانِ رسالت مآب کے قاسم ہیں۔ اور یہ درجات اور بلندیاں فقط ان لوگوں کا نصیب ہیں جو آقائے نامدار تاجدار مدینہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں گرفتار ہیں۔

قارئین کرام! جگر گوشۂ فخر ملت حضور ظفر الملت عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر ہیں۔ آپ کو اپنے جد امجد محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت ہے۔ اور محبت وعقیدت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سبق آپ کو اپنے والد گرامی سے ملا ہے۔ آپ کی ہر ہر ادا اور ایک ایک لفظ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ادب وتعظیم رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا غماض ہے۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت لازوال آپ کا حرزِ جاں ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ:۔ بھلا وہ شخص جو مردہ (یعنی ایمان سے محروم) تھا۔ پھر ہم نے اسے (ہدایت کی دولت) زندہ کیا۔ اور ہم نے اس کیلئے (ایمان ومعرفت کا) نور پیدا فرمایا۔ (اب) وہ اس کے ذریعے (بقیہ) لوگوں میں (بھی روشنی پھیلانے کیلئے) چلتا ہے۔ (سورۃ الانعام ۶:۱۲۲) مراد یہ ہے کہ کچھ وہ لوگ ہیں جن کے دل مردہ تھے۔ ہم نے ان مردہ دلوں کو زندہ کر کے نور نبوت سے سرفراز فرمایا۔ پھر جیسے انہیں نور نبوت سے زندگی ملی۔ وہ اس نور کو لوگوں میں بھی بانٹتے ہیں۔ اب یہ اسی یَمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ کا کرشمہ تھا کہ کسی کو غوث اعظم کی صورت میں بغداد میں یہ ذمہ داری دی۔ کسی کو داتا گنج بخش ہجویری بنا کر لاہور بھیج دیا۔ کسی کو خواجہ اجمیر بنا دیا۔ تو کسی کو غوث بہاؤ الدین زکریا بنا کر ملتان میں نور بانٹنے پر

لگا دیا کوئی اس نور کو سرہند میں تقسیم کرنے پر معمور ہوا تو کسی کو فیضانِ رسالت مآب ﷺ کا پاسبان بنا کر امیر ملت محدث علی پوری بنا دیا۔ (شان اولیاء حصہ دوئم) وہ دل جو مردہ تھے سب اس نور نے زندہ کر دیئے اب موت کی کیا مجال کہ انہیں مار سکے۔ موت تو صرف ایک ذائقہ ہے۔ بقول اقبال

موت تجدید مذاق زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے

وہی نور مصطفیٰ ﷺ جو گنبد خضریٰ کی سرکار ﷺ سے ترسیل فیض کی شکل میں دنیا کے کونے کونے میں تقسیم ہوتا ہے حضور قبلہ فخر ملت کی شکل میں سرزمین پاکستان پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ لاکھوں بے نور اور مردہ دلوں کو نور محمدی ﷺ کی شعاؤں سے روشن و تاباں کر دیتا ہے۔ اسی نور مصطفیٰ ﷺ اور آئینہ مصطفیٰ ﷺ کا عکس اور پرتو حضور فخر ملت مدظلہ العالی کی ذات گرامی ہے جو سجادہ نشین دربار حضرت امیر ملت اور جانشین امیر ملت کی مسند عزت و تکریم پر فائز ہو کر نور مصطفیٰ ﷺ کی شمع اور نور مصطفیٰ ﷺ کے چراغ لاکھوں کروڑوں دلوں میں فروزاں کر رہا ہے۔

ظفر الملت کی دور اندیشی

حضرت ظفر الملت مدظلہ العالی انتہائی زیرک، دور اندیش اور عقلمند ہیں۔ آپ بڑی فراست و بصیرت اور حکمت و دانشمندی کے ساتھ دربار حضرت امیر ملت محدث علی پوری کے جملہ انتظامات سنبھالتے ہیں۔ حضور فخر الملت کے وصال مبارک کے بعد جس حکمت و بصیرت کے ساتھ آپ نے سجادہ نشینی کے فرائض اور ذمہ داریاں سنبھالیں، جملہ انتظامات کا بندوبست کیا، تمام لوگ آپ کی فراست و عقلمندی پر حیران و ششدر رہ گئے۔ حضرت ظفر الملت مدظلہ العالی کی دُور اندیشی اور حکمت و بصیرت دراصل حضرت امیر ملت اور حضرت فخر ملت کے فیض اور رہنمائی کا نتیجہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے: اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکال لیتا ہے۔

دیں مجو اندر کتب اے بے خبر
علم و حکمت از کتب دیں از نظر

ترجمہ:۔ اے بے خبر دین کو کتابوں میں مت تلاش کر علم و حکمت تو کتابوں میں ہے مگر دین نظر سے ملتا ہے۔ (علامہ اقبال)

صحبت از علم کتابی خوشتر است
صحبت مردان حر آدم گر است

ترجمہ:۔صحبت کتابی علم سے بہتر ہے۔آزاد بندوں کی صحبت آدم گری کرتی ہے۔(علامہ اقبال)

ما کلیسا دوست ما مسجد فروش
او ز دست مصطفیٰ ﷺ پیمانہ نوش

ترجمہ:۔ہم تو کلیسا دوست اور مسجد فروش ہیں وہ تو حضور ﷺ کے ہاتھوں سے جام حقیقت نوش کرتے ہیں۔(علامہ اقبال)

ہیں کے اسرافیل وقت اند اولیاء
مردہ را زیشاں حیات است ونما

ترجمہ:۔یادرکھو اولیاء اللہ اپنے وقت کے اسرافیل ہیں مردہ لوگوں کو ان سے زندگی اور نمود ملتی ہے۔(مناقب رومی ص ۳۰)

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ علم ومعرفت میں بڑا مقام رکھتے ہیں۔وہ علم وحکمت اور دور اندیشی کا منبع اور سرچشمہ حضور سرور کائنات ﷺ کی ہستی ستودہ صفات کو قرار دیتے ہیں۔

خدمت اسلام

جانشین حضرت امیر ملت محدث علی جگر گوشہ حضور فخر الملت حضرت ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی خدمت اسلام کے جذبے سے سرشار ہیں۔آپ ہمہ وقت دین اسلام کی خدمت کیلئے کمربستہ رہتے ہیں۔آپ کا ہر ہر قول وفعل دین اسلام کی خدمت اور سربلندی وعظمت کیلئے وقف ہے۔جانشین امیر ملت محدث علی پوری کی مسند عزت وتکریم پر فائز ہونے کے بعد آپ ہر لحہ ملت اسلامیہ اور عالم اسلام کی ترقی اور سربلندی کیلئے کوشاں ہیں۔اسلامی تعلیمات کے پرچار اور فروغ کیلئے سفر کرنا اور ساری ساری رات محافل ذکر ونعت کی صدارت کرنا آپ کا معمول ہے۔آپ نے اپنی زندگی اپنی ذات کیلئے نہیں بلکہ حضور ﷺ اور حضرت امیر ملت کے عظیم روحانی مشن کی اشاعت وتبلیغ کیلئے وقف کر رکھی ہے۔عوام وخواص آپ کی خدمت اسلام کیلئے کوششوں پر آپ کے ممنون ومشکور ہیں۔

خدمت اسلام ایک عظیم مشن ہے جس کو حضور ﷺ کی حیات ظاہری کے بعد اولیاء کرام اور علماء و

مشائخ نے جاری وساری رکھا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اے علی رضی اللہ عنہ قرآن و حدیث کا علم اور اسلامی تعلیمات کا علم سینہ بہ سینہ ہے اور گوش بگوش ہے۔ اور یہ کام قیامت تک جاری رہے گا۔ خدمت اسلام کیلئے حضور امیر ملت نے جس عظیم خانقاہ علی پور شریف کی بنیاد رکھی تھی حضور فخر ملت نے خدمت اسلام کی کوششوں اور شبانہ روز جدوجہد کے ذریعے سے ہی اس خانقاہ علم وحکمت کو عروج بخشا۔ آج کے دور جدید میں حضور ظفر الملت مدظلہ العالی وہ عظیم ہستی ہیں جو اپنے آباؤ اجداد کے طریق پر چلتے ہوئے دن رات خدمت اسلام کرتے ہیں۔ یہ امر حقیقت ہے کہ بڑے بڑے جید پیرانِ عظام اور نامی گرامی علماء کرام حضور فخر ملت کے خرمنِ حکمت کے خوشہ چیں ہیں۔ اور آپ کی دین اسلام کی سربلندی کیلئے خدمات عالیہ پر ہمہ وقت آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اسی خدمت اسلام اور دین متین کی سربلندی کا جذبہ حضور ظفر الملت کی ہستی مبارک کا خاصہ ہے۔

شیخ شرف الدین یحیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات صدی میں لکھتے ہیں کہ مشائخ طریقت کا اتفاق ہے کہ تکمیل توبہ کے بعد مسلمان پر فرض ہے کہ ایسا پیر پختہ تلاش کرے جو نشیب وفراز سلوک سے آگاہ ہو۔ اور صاحب حال ومقام ہو۔ اور ایسا طبیب حاذق ہو کہ مرید کے جملہ امراض وعوارض باطنی کا علاج جانتا ہو۔ اور سب کی دوا کر سکتا ہو۔ (مکتوبات صدی از شیخ شرف الدین)

ظفر الملت کا علم باطنی

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی شان ہے: "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے"۔

جواہر غیبی میں ہے کہ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس فکر میں مغموم تھے کہ احکام شریعت تو ہر شخص دریافت کرتا ہے مگر اسرار باطن کے متعلق کوئی سوال نہیں کرتا۔ اس روز امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دل میں القا ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اسرار باطن معلوم کرنے کی استدعا کی۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شگفتہ خاطر ہوئے کہ ان اسرار کا اہل اور لائق پیدا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے علیؓ مجھ کو حکم تھا کہ بجز طالب صادق یہ اسرار کسی کے سامنے ظاہر نہ ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہارے دل میں ان کی طلب پیدا ہوئی"۔

پس جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اسرار حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو تعلیم فرمائے۔ پھر اس علم باطنی کا خزانہ بوسیلہ علی المرتضیٰؓ اولیاء کرام تک پہنچا۔ اور قیامت تک ان

مقدس ہستیوں سے یہ سلسلہ فیض جاری رہے گا۔ سیدنا غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اسرار باطنی کے اس سمندر میں غوطے لگا رہا ہوں جس کے کنارے پر انبیاء کرام کھڑے ہیں کونسا سمندر ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا سمندر۔ (مناقب رومی ص ۳۴)

قارئین کرام! علم باطنی و اسرار باطنی کتابوں مدرسوں سے نہیں ملتے۔ اور مجاہدہ و ریاضت کا ثمر نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ اولیاء اللہ کا فیضان نظر ہوتے ہیں۔ اور اولیاء کاملین کی نگاہ کرم سے ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ اسرار باطنی کا طالب ہر کوئی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ چند منتخب شدہ نفوس قدسیہ کا سینہ اور دل علم باطنی و اسرار باطنی کا محور و مرکز بنتا ہے۔ آسمان امیر ملت محدث علی پوری کے روشن چراغ حضور قبلہ فخر ملت کے جگر کے ٹکڑے حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی وہ ہستی مبارکہ اور روحانی شیخ طریقت ہیں جو کہ حضور امیر ملت اور حضور فخر ملت کے علم باطنی اور اسرار باطنی کے حقیقی وارث و امین ہیں۔ گنبد خضریٰ سے براہ راست باطنی علوم و راہنمائی اور فیوض برکات گنبد بیضی کے مکین کشور خوباں کے صدر نشین حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہستی مقدسہ تک منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ جہاں سے حضور ظفر ملت کو یہ عام علوم و راہنمائی بہ احسن میسر آتی ہے۔

سرمہ کن در چشم خاک اولیاء
تا کہ بینی ابتداء تا انتہاء

ترجمہ:۔ اولیاء اللہ کی خاک پا کو آنکھوں کا سرمہ بنالو تا کہ اول سے انتہا تک چیزوں کا مشاہدہ کرلو۔

گر بامر پیر رفتی ایں طریق
مست گردی عاقبت ہم زیں رحیق

ترجمہ:۔ اگر اپنے پیر و مرشد کے حکم کے تابع رہ کر اس راستہ کو طے کر لیا تو ایک نہ ایک دن شراب معرفت سے ضرور مست ہو جاؤ گے۔

تشنگاں گر آب جویند از جہاں
آب ہم جوید بعالم تشنگاں

ترجمہ:۔ پیاسے اگر پانی کو جہاں میں تلاش کرتے ہیں تو پانی بھی اپنی پیاسوں کی تلاش میں رہتا ہے۔ (مناقب رومی ص ۲۹)

حافظ قرآن

حضور ظفر الملت مدظلہ العالی قرآن پاک کے حافظ ہیں۔ آپ کا یہ معمول مبارک ہے کہ بلاناغہ صبح قرآن پاک کی تلاوت فرماتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے نصیحت فرمایئے: تو حضور ﷺ نے فرمایا تقویٰ اختیار کرو یہی تمام اُمور کی اصل ہے۔ پھر میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اور فرمایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا قرآن کریم کی تلاوت اپنے اوپر لازم کرلو۔ اس لیے کہ وہ زمین میں تمہارے لیے نور ہے اور آسمان میں تمہارے لیے جمع شدہ خزانہ ہے۔ (تفسیر مظہری جلد اول ص ۲۳)

حضور سرورِ کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: حضرت ابوعمامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ قرآن کریم پڑھو بے شک قیامت کے دن صاحبِ قرآن کیلئے شفیع بن کر آئے گا۔ (تفسیر مظہری جلد اول ص ۲۳)

قرآن کریم فرقان حمید رب کریم کی طرف سے اپنے بندوں کی ہدایت اور دستگیری کیلئے آقائے دوجہاں ﷺ پر نازل ہوا۔ قرآن پاک کی اہمیت و عظمت و شان دیگر علوم و فنون اور کتب سے کہیں زیادہ اور ارفع ہے۔ بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ مقام و مرتبہ کے اعتبار سے کسی کتاب کو قرآن مجید سے کوئی نسبت نہیں۔ قرآن پاک کے مطالعہ کا مقصد انسان کو اپنے بلند ترین مقصدِ زیست سے آگاہ کرنا ہے۔ قول و فعل میں یکسانیت اور سیرت و کردار میں نکھار پیدا کرنا ہے اور ظاہر و باطن میں للّٰہیت اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی لہر دوڑانا ہے۔ قرآن پاک کو پڑھنے سے دل کی ظلمتیں کافور ہوتی ہیں۔ خفتہ صلاحیتیں جلا پاتی ہیں۔ اور انسان مقرب بارگاہ الٰہی بنتا ہے۔

(تفسیر مظہری جلد اول ص ۲۵)

رب کریم کا ارشاد ہے کہ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

ترجمہ: "بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں بڑی نشانیاں ہیں اہل عقل کے لئے۔ وہ عقل مند جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ

تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں (اور تسلیم کرتے ہیں) اے ہمارے مالک! انہیں پیدا فرمایا تو نے یہ (کارخانہ حیات) بے کار۔ پاک ہے تو ہر عیب سے بچالے ہمیں آگ کے عذاب سے“۔
(سورہ آل عمران آیت ۱۹۰، ۱۹۱، پارہ ۴)

ظفر الملت کے تبلیغی دورے

حضرت ظفر الملت مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف ایک متحرک شخصیت کے مالک ہیں۔ اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلسل سفر میں رہتے ہیں۔ اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یارانِ طریقت کو پند و نصائح کرنا اور ان کی دعوتوں پر جلسوں اور کانفرنسوں میں شرکت کرنا آپ کے معمولات زندگی ہیں۔ آپ کی مجالس و محافل میں ہزاروں لوگ شرکت کرتے ہیں۔ اور آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے ہیں۔ آپ کے ساتھ مجھے بھی کئی جلسوں اور کانفرنسوں میں شرکت کا موقع ملا۔ اور میں نے مشاہدہ کیا کہ یارانِ طریقت اُسی والہانہ جوش و خروش اور عقیدت و محبت سے حضرت ظفر الملت کا استقبال کرتے ہیں۔ جس طرح دلی عقیدت کا اظہار حضور فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ آپ جہاں بھی ترویج و اشاعت اسلام اور تبلیغ کیلئے تشریف لے جاتے ہیں لوگ آپ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرتے ہیں۔ اور جوق در جوق سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوتے ہیں۔ آجکل کے دورِ جدید میں حضور ظفر الملت مدظلہ العالی نہ صرف اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل رہے ہیں بلکہ اپنے آباؤ اجداد کے نورِ علم اور نورِ فیض سے لوگوں کے اذہان و قلوب کو منور کر رہے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال مبارک ک بعد جب ستمبر ۲۰۱۲ء میں آپ پہلی بار کاہنہ شریف لاہور میں تشریف لے گئے۔ تو ہزاروں مریدین کے جم غفیر نے آپ کا بے مثال استقبال کیا۔ لوگ فرطِ اشتیاق سے رو رہے تھے اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دے رہے تھے۔ وہی منظر تھا جیسے حضور فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا استقبال ہوتا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے حضور فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود تشریف فرما ہیں۔ ہر طرف نور کی کرنیں پھیل رہیں تھیں۔ آسمان کی وسعتوں میں چمکنے والے ستارے اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ یہ حضور امیر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضور فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نورِ عین ہے۔ سفیر شہر رسالت

مآب ﷺ ہے جو دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کا چراغ روشن کرنے آیا ہے۔ نور بانٹنے آیا ہے۔ اور علم وحکمت کے موتی بکھیرنے آیا ہے۔ عرس پاک کی محفل ساری رات جاری رہی۔ ثناء خوان مصطفیٰ ﷺ اور علمائے کرام عظمت مصطفیٰ ﷺ بیان کرتے رہے اور ہجوم عاشقاں داد وتحسین کے نعرے بلند کرتا رہا۔ منظر دیدنی تھا۔ کاہنہ نو کے در و دیوار، لاھور شہر کے باسی، اور پیران عظام کاہنہ شریف گواہ ہیں کہ حضور ظفر الملت مدظلہ العالی کی شکل میں حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسٹیج پر رونق افروز تھے۔ وہی رنگ ونور کی بارش تھی۔ وہی فیوضات وعنایات کا دریا تھا۔ وہی روحانیت اور نورانیت تھی۔ جو حضور فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد پر ہوا کرتی تھی۔ حضور ظفر الملت نے جلسہ کے شرکاء سے مختصر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "میرے والد گرامی ہر سال اس بابرکت ومقدس عرس پاک کی محفل میں شرکت کیلئے آتے تھے۔ میں بھی ان شاء اللہ العزیز اپنے والد کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ہر سال اس محفل مبارک میں حاضری دوں گا"۔

راقم الحروف کو بے شمار پروگراموں اور محافل میں حضور ظفر الملت مدظلہ العالی کے ہمراہ جانے کا اتفاق ہوا۔ لاہور، جہلم، پتوکی، فیصل آباد، ہر جگہ آپ کا بے مثال استقبال ہوتا تھا۔
فیصل آباد میں ایک گاؤں کا ذکر کرتا چلوں۔ یہ گاؤں فیصل آباد سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔ تقریباً سارا گاؤں ہی حضور امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے غلاموں پر مشتمل ہے۔ حضور امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاندان سے گاؤں کے لوگ بے پناہ محبت وعقیدت رکھتے ہیں۔ حضرت ظفر الملت ۲۰۱۳ء میں جب اس گاؤں میں تبلیغی دورے پر تشریف لے گئے تو میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ گاؤں کے لوگ جن کی تعداد سینکڑوں میں تھی گاؤں کے باہر ایک میل دور آکر آپ کا استقبال کیا۔ آپ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں۔ اور نعرے بلند کرتے ہوئے آپ کی گاڑی کے ساتھ ساتھ پیدل چلتے رہے۔ مولانا روم نے کیا خوب کہا

زانکہ گر پیرے نہ باشد در جہاں
نے زمین بر جائے ماند نے مکاں

ترجمہ:- "کیونکہ دنیا میں اگر اللہ والے نہ ہوتے تو یہ زمین اور کون ومکان اپنی جگہ قائم نہ رہ سکتے"۔

چوں شوی دوراز حضور اولیاء
درحقیقت گشتۂ دور از خدا

ترجمہ: "جب تو اولیاء کی حاضری سے دور ہو گیا تو در حقیقت تو خدا سے بھی دور ہو گیا"۔

گر تو سنگ خارہ و مر مر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

ترجمہ:۔ اگر تو سخت پتھر اور سنگ مرمر بھی ہے تو کسی صاحب دل کے پاس پہنچ تو گوہر بن جائے گا۔

گر تو گوئی نیست پیرے آشکار
تو طلب کن در ہزار اندر ہزار

ترجمہ:۔ اگر تو یہ کہتا ہے کہ کوئی پیر نظر نہیں آتا تو لاکھوں میں اسے تلاش کرنے کی کوشش کر۔

محافل میلاد کا انعقاد

حضور ظفر الملت صاحب سجادہ نشین علی پور شریف کی ہستی مبارکہ عشق رسالت مآب ﷺ کا پیکر اتم ہیں۔ آپ عظیم شیخ طریقت و پیر طریقت ہیں۔ آستانہ عالیہ علی پور شریف میں محافل میلاد و عرس کی تقریبات کا انتظام و انصرام بڑی عقیدت و محبت کے ساتھ کرتے ہیں۔ پر تکلف کھانے پکواتے ہیں۔ اور مہمانوں کے آرام و آسائش کا بھرپور انتظام کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے خاندانِ عالیہ کی روایات کو برقرار رکھا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی شہرت و مقبولیت کے ڈنکے دنیا میں بج رہے ہیں۔

حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ محبت ہی عین ایمان ہے۔ تصوف و طریقت کا نچوڑ بھی عشق مصطفیٰ ﷺ ہے۔ تمام اولیاء کرام اور بزرگانِ دین جنہوں نے بلند مقام پائے انہوں نے عشق رسول اللہ ﷺ اور محبت و تعظیم رسول عربی ﷺ کا درس دیا۔ شیخ طریقت بھی ایسا ہونا چاہیے جو پیکر عشق رسالت مآب ﷺ ہو اور آقائے نامدار اور تاجدار مدینہ ﷺ کے ذکر کی محافل محبت و احترام کے ساتھ انعقاد کرتا ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ حضور ظفر الملت کی ہستی مبارکہ فنافی الرسول ﷺ ہے اور آپ کو یہ بلند مقام اپنے والد گرامی کی برکات کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ جو فنافی اللہ بھی تھے اور فنافی الرسول ﷺ بھی تھے۔ اور مرید صادق یہ دونوں مقام اپنے شیخ طریقت کے ساتھ محبت کے ذریعے حاصل کر سکتا ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ اپنے پیر کے ساتھ محبت کا یہ عالم ہونا چاہیے کہ اگر مرید کے دل میں شوق ہو کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھوں، تو اپنے شیخ کو دیکھ لے۔ اسی طرح اگر دیدار الٰہی کی طلب ہو تو بھی اپنے شیخ طریقت کی زیارت کرے

کیونکہ پیر کامل فنافی الرسول ﷺ اور فنافی اللہ ہوتا ہے۔ اس بات کی وضاحت مولانا روم مثنوی میں کرتے ہیں۔

چونکہ ذات پیر را کر دی قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول ﷺ

ترجمہ: ''جب تم نے پیر کی ذات کو اپنا رہبر قبول کر لیا تو اس کی ذات میں خدا اور رسول ﷺ بھی شامل ہیں''۔ کامل اعتقاد یہی ہے کہ پیر کامل کے ملنے کے بعد اپنے شیخ کے سوا مرید کی کوئی اور مراد باقی نہ رہے۔

تمام صوفیاء کرام اس بات پر زور دیتے ہیں کہ بیعت ہونے کے بعد مرید کے دل میں اپنے شیخ طریقت کیلئے محبت اور ادب کے جذبات موجزن ہوں۔ اور مرید اپنے شیخ سے والہانہ محبت کرنے والا ہو۔ اسی لئے بزرگ فرماتے ہیں تصوف سارے کا سارا ادب ہے اور تصوف کا مدار عشق مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اگر مرید کے دل میں اپنے شیخ اور حضور سرور دو عالم ﷺ کی محبت نہیں تو وہ فیض سے محروم رہے گا۔

عرس پاک کی تقریبات کا انتظام وانصرام

حضرت ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف انجمن خدام الصوفیاء کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۱۰۔ ۱۱ مئی اور سالانہ عرس پاک حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انعقاد بڑی محبت اور دلچسپی کے ساتھ کرواتے ہیں۔ سالانہ عرس کی تقریبات میں جیسا کہ لاکھوں کی تعداد میں زائرین شریک ہوتے ہیں دربار شریف کے احاطہ میں شامیانے لگوائے جاتے ہیں قالین بچھائے جاتے ہیں حالانکہ گرمی کا موسم ہونے کی بناء پر بجلی کے پنکھوں کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ ان لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کیلئے کھانے اور لنگر کا انتظام بھی کیا جاتا ہے ان کے آرام و آسائش کا مکمل خیال رکھا جاتا ہے۔ یہ تمام جملہ انتظامات آپ کمال فراست اور کمال عقلمندی سے سرانجام دیتے ہیں۔ یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ جس طرح کے انتظامات عرس مبارک کے موقع پر علی پور شریف میں کئے جاتے ہیں اس کی مثال پورے ملک پاکستان میں کہیں بھی نہیں ملتی۔ اور اس کا سہرا بغیر کسی مبالغہ آرائی کے پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی کے سر ہے۔ حضرت ظفر الملت چمنستانِ سرور دو عالم ﷺ کے لہلہاتے پھول ہیں۔ آسمان امیر ملت کا روشن و تابندہ ستارہ ہیں۔ سادات عالیہ علی پور

شریف کے خاندان کی سب سے بڑی پہچان ان کی مہمان نوازی ہے۔ اور یہ فریضہ سادات کرام بلا تخصیص اپنا ہو یا پرایا بخوبی سرانجام دیتے ہیں۔ بقول امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آسمان خان زمین خان زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

مریدین کے ساتھ شفقت کا سلوک

حضرت ظفر الملت مدظلہ العالی مریدین و متوسلین کے ساتھ جس شفقت اور نرمی کے ساتھ پیش آتے ہیں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپ ہمدرد و غمگسار ہیں۔ دکھی انسانیت کی خدمت آپ کا شیوہ ہے۔ کسی کو تکلیف اور مصیبت میں دیکھ کر بے چین ہو جاتے ہیں۔ جس طرح حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کے ساتھ شفقت و محبت کا سلوک کیا کرتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت ظفر الملت بھی اس انداز میں لوگوں کے ساتھ محبت و مروت کا سلوک کرتے ہیں۔ ان کی حاجات پوری کرتے ہیں اور ان کے مسائل پوری توجہ کے ساتھ سنتے ہیں۔ یہ حضرت ظفر الملت مدظلہ العالی کی محبت و شفقت اور خصوصی توجہ اور نوازشات کا ثمر ہے کہ آپ نے حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے چاہنے والوں کو آپ کے وصال کے بعد بکھرنے نہیں دیا۔ بلکہ ایک لڑی میں پرو کر رکھا ہے۔ آپ کی شفقت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت ہے۔ خدا آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے اور آپ کا سایہ عاطفت ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین!

کسے کہ نوبت الفقر و فخر زجانش
چہ التفات نماید بتاج و تخت ولوا

ترجمہ:۔ جو شخص دل و جان سے فقر و مستی کا اعلان کردے وہ تخت و تاج اور بادشاہی کے علامتی جھنڈے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔

یہ امر حقیقت ہے کہ حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی پاسبان فیضان امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ و فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ میں آپ کو مقام روحانیت حاصل ہے۔ پاکستان کے طول عرض میں فیضان امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کو پھیلانے میں آپ کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے ہیں ہجوم عاشقاں آپ کا استقبال کرنے کیلئے جمع ہوتا ہے۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ

علیہ اور حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ بلاشبہ فیوضات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے عوام الناس کو مستفید کرتے ہیں۔ عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع دلوں میں جلاتے ہیں۔ نفرتوں اور کدورتوں کی بجائے محبت کا پیغام دیتے ہیں۔ اتحاد و یگانگت اور امن و سلامتی کو فروغ دیتے ہیں۔ آپ کی گفتگو سے محبت کی خوشبو آتی ہے۔ بلاشبہ آپ صحیح معنوں میں فیضان امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ اور فیضان فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے امین و پاسبان ہیں۔ در و دیوار آپ کی عظمت و شان و شوکت کی گواہی دیتے ہیں۔ آپ کی ہستی مبارکہ رنگوں اور روشنیوں کا پیکر ہے۔ برکتوں اور رحمتوں کا خزانہ ہے۔ فیوضات روحانی کا منبع و ماخذ ہے۔

حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی عنایات آپ کو ہر وقت حاصل ہیں۔ اور گنبد خضریٰ اور گنبد بیضی سے آپ کو رہنمائی ملتی رہتی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''اے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم سے محبت رکھنا اللہ نے قرآن کریم میں فرض قرار دیا ہے''۔

شہزادگان ظفر الملت مدظلہ العالی

زیب سجادہ جگر گوشۂ ظفر الملت شہزادۂ فخر ملت قندیل نور

نور الملت صاحبزادہ حضرت پیر سید نور حسین شاہ صاحب جماعتی

چمنستان سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھلکھلاتے پھول آسمان امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے روشن ستارے زیب سجادہ جگر گوشۂ ظفر الملت صاحبزادہ حضرت پیر سید نور حسین شاہ صاحب رنگوں کا پیکر ہیں۔ آپ ۲۱ مئی ۲۰۰۵ء کو خانوادۂ امیر ملت میں پیدا ہوئے۔ روشنیوں، محبتوں کا پیکر اور مجسمۂ نور ہیں۔ چاہتوں کا محور و مرکز ہیں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن چراغ ہیں۔ نور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ نور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ

ترجمہ:۔ آپ فرمائیے میں نہیں مانگتا اس (دعوت حق) پر کوئی معاوضہ بجز قرابت کی محبت کے۔ (سورۃ شوریٰ آیت ۲۳)

مصنف تفسیر ضیاء القرآن پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں حضور سرور کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کا ایک ہی مقصد تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے جو طرح طرح کی گمراہیوں کے باعث اپنے رب سے دور جا چکے ہیں۔ پھر قریب ہو جائیں۔ کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر پھر نور ہدایت سے اپنے قلب و نظر روشن کریں۔ اس مقصد کے حصول کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لگن کا یہ عالم تھا کہ دن رات اسی میں مشغول رہتے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۶ صفحہ ۳۷۶)

مصنف تفسیر ضیاء القرآن لکھتے ہیں کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ قرابت داروں۔ خاندان بنو ہاشم خصوصاً اہل بیت کرام کی محبت ان کا ادب و احترام عین ایمان بلکہ جان ایمان ہے۔ جس کے دل میں اہل بیت کیلئے محبت نہیں اس کی شمع ایمان بجھی ہوئی ہے۔ اور وہ منافقت کے اندھیروں میں بھٹکا ہوا ہے۔ کتنی کسی کی قرابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت اطہار سے زیادہ ہوگی اتنی ہی اس کو محبت و احترام زیادہ مطلوب ہوگا۔ ایک نہیں صد ہا ایسی احادیث موجود ہیں جن میں اہل بیت اطہار سے محبت کرنے اور ان کا ادب ملحوظ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بیشک اہل بیت پاک کی محبت ہمارا ایمان ہے۔ لیکن یہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اجر نہیں بلکہ یہ شجر ایمان کا ثمر ہے۔ جہاں ایمان ہوگا وہاں حب آل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہوگی۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۶ صفحہ ۳۷۷)

حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے بروایت عبد اللہ بن حارث، عبد المطلب بن ربیعہ سے روایت کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی! ہم نکلتے ہیں تو قریش آپس میں باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ ہمیں دیکھ کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید غصہ آیا۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ اللہ اور میری قرابت کی وجہ سے تم سے محبت نہ کرے۔
(تفسیر ابن کثیر جلد ۶ صفحہ ۲۱۷)

نور الملت صاحبزادہ پیر سید نور حسین شاہ صاحب نور کا ٹکڑا ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ کا سرمدی پھول ہیں۔ آپ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے جگر کا ٹکڑا ہیں۔ روحانیت کا مظہر ہیں۔ نورانیت کا پیکر ہیں۔ گلاب کا تر و تازہ مہکتا پھول ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بارے میں پیشنگوئی فرمائی تھی کہ "میرے بعد صاحبزادہ حضرت پیر سید نور حسین شاہ جماعتی سلسلہ نقشبندیہ عالیہ کا کامل ولی اللہ اور صحیح معنوں میں فیضان امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا پاسبان و امین ہوگا۔ جو دعا کرے گا پوری ہوگی۔ اپنے وقت کا عالم اور مجدد ہوگا۔ جو دین اسلام

اور مخلوق خدا کی خدمت کرے گا اور ہمارا نام روشن کرے گا"۔

یہ بات حقیقت ہے کہ اگرچہ صاحبزادہ پیر سید نور حسین شاہ جماعتی کم عمری میں ہیں لیکن چند سال کی اس عمر میں بھی آپ سے بے شمار کرامات منسوب ہو چکی ہیں۔ آپ سیف زبان ہیں۔ جو بات آپ کی زبان سے نکلتی ہے پوری ہو جاتی ہے۔ دعا کرتے ہیں تو جادو کی طرح کا اثر دکھاتی ہے۔ آپ کی باتوں میں حکمت و دانائی غالب دکھائی دیتی ہے۔ خدا حضرت فخر الملت رحمۃ اللہ علیہ کے تصدق آپ کے نور علم میں اضافہ کرے۔ آمین!

دل نواز و دل پذیر و دل نشین و دل کشا
چارہ ساز و چارہ کار و چارہ گر و خیر البشر ﷺ

زیب سجادہ شہزادہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ جگر گوشہ ظفر الملت سفیر ملت
صاحبزادہ پیر سید رافع حسین شاہ صاحب جماعتی

نورِ مصطفیٰ ﷺ نور حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نورِ حسین رضی اللہ عنہ نور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا زیب سجادہ شہزادہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ جگر گوشہ ظفر الملت سفیر ملت صاحبزادہ حضرت پیر سید رافع حسین شاہ جماعتی مدظلہ العالی حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان عالیہ مقدسہ کا روشن چاند ہیں۔ آپ یکم اگست ۲۰۰۱ء کو خانوادہ امیر ملت میں پیدا ہوئے۔ آپ حضور قبلہ فخر الملت رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں کا نور ہیں۔ خوشبو کا پیکر، التفات کا مرکز و محور، حسن و خوبی کا شاہکار، اور عظمتوں کا مجسمہ ہیں۔ آپ کی ہستی مبارکہ میں وہی سج دھج کمال بے نیازی اور شان و شوکت پائی جاتی ہے۔ جو کہ حضور قبلہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی میں پائی جاتی ہے۔ آپ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ فیوضات محمدی اور فیوضات امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ جو حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے سنہری دور میں جاری و ساری تھا۔ انشاء اللہ العزیز مستقبل میں بھی حضرت صاحبزادہ پیر سید رافع حسین شاہ کی شکل میں باران کرم کی طرح اور روحانی و نورانی آبشار کی طرح بنجر و ویران زمینوں کو سیراب کرتا رہے گا۔ اور دلوں کو عشق مصطفیٰ ﷺ سے روشن و منور کرتا رہے گا۔ آپ حضرت فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا عکس اور تصویر دکھائی دیتے ہیں۔ بڑے ذہین و عقل مند ہیں۔ اخلاقیات کا پیکر و مجسمہ ہیں۔ نور مصطفیٰ ﷺ آپ کے چہرہ مبارک میں جھلکتا صاف دکھائی دیتا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

ہوئے فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ یہ میرے بیٹے ہیں۔ (مرج البحرین فی مناقب الحسنین ص ۱۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ سے محبت کی۔ اس پر لازم ہے کہ وہ ان دونوں (حسن و حسین رضی اللہ عنھما) سے بھی محبت کرے۔ (مرج البحرین فی مناقب الحسنین ص ۵۱)

سر بہ سر مہر و مروت ، سر بہ سر صدق صفا
سر بہ سر لطف و عنایت، سر بہ سر خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

زیب سجادہ شہزادہ فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ جگر گوشہ ظفر الملت گوہر ملت
صاحبزادہ حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب جماعتی مدظلہ العالی

خوش خصال و خوش خیال و خوش خبر، خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم
خوش نژاد و خوش نہاد و خوش نظر، خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرور کائنات، آقائے نامدار، تاجدار مدینہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے نسبت اور محبت نور ایمان ہے۔ اور دُنیا و آخرت میں کامیابی کا زینہ ہیں۔ یہ وہ نغمہ قدسی ہے جو دلوں کو قرار اور آرزوؤں کو نکھار بخشتا ہے۔ یہ وہ پیرایۂ اظہار ہے جس کی بدولت بندگانِ خدا کو محبوب خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ کمال سعادت بھی ہے اور سرمایۂ شفاعت بھی۔ یہ راہ یقین و ایمان بھی ہے اور منزل عرفان بھی۔ یہ بزم کائنات کی رونق بھی ہے اور حیات جاوداں کا عنوان بھی۔ یہ تحدیث نعمت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا احسان بھی۔

سب سے اعلیٰ تیری سرکار ہے سب سے افضل
میرے ایمان مفصل کا یہی ہے مجمل

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ جس نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔ اور جس نے اللہ سے محبت کی اُس نے اُسے جنت میں داخل کر دیا۔
(مرج البحرین فی مناقب الحسنین صفحہ ۵۶)

چمنستان سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی پھول آسمان امیر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

روشن اور درخشندہ ستارے، شہزادۂ فخر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ جگر گوشہ ظفر الملت زیب سجادہ گوہر ملت صاحبزادہ حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ مدظلہ العالی حضور امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان عالیہ کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ ۴/ جون ۲۰۰۷ء کو خانوادۂ امیر ملت میں پیدا ہوئے۔ جن کی زیارت کر کے ایسا لگتا ہے کہ یہ پیکر بشریت نہیں بلکہ پیکر نورانیت ہیں۔ صاحبزادہ والا شان کی ہستی مبارکہ میں حضور فخر الملت رحمۃ اللہ علیہ کی تمام خوبیاں اور اخلاق حسنہ بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔ آپ کم عمری میں ہی سنجیدگی، متانت، بردباری، اور فراست کا پیکر اور مجسمہ دکھائی دیتے ہیں۔ خوش اخلاق و خوش گفتار ہیں۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ جانشین فخر ملت سجادہ نشین حضرت امیر ملت حضرت ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ مدظلہ العالی اور آپ کے عالی مرتبت شہزادگان جب روحانی تقریبات کے موقع پر اسٹیج پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ تو غلامان فخر ملت کے غم، دکھ درد، دور ہو جاتے ہیں۔ ان پاکیزہ مقدس نفوسِ قدسیہ کی زیارت دراصل دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کی ضمانت ہے۔ یہ شہزادگان حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے بیٹے ہیں۔ اور حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فخر الملت رحمۃ اللہ علیہ کے جگر کے ٹکڑے ہیں۔ ان سے محبت و عقیدت دراصل حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فخر الملت رحمۃ اللہ علیہ اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و عقیدت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شہزادگان کو صحت و سلامتی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین!

منقبت بحضور شہزادہ فخر ملت
ظفر الملت حضرت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب

آؤ دیکھو ہیں نظارے نور کے
اس چمن کے پھول سارے نور کے
شاہ افضل نام ہے اک چاند کا
اس کے گردا گرد تارے نور کے
شاہ ظفر ہے اک چشم نور کا
اور اس کے تین دھارے نور کے
نور کی تو ہے بس خبر نور کو
اور جانے کون بارے نور کے
شاہ افضل کا تصرف خوب ہے
کر رہے ہیں یہ اشارے نور کے
دیکھتا ہے سب جہاں اس شان کو
ہو گئے ہیں چرچے تمہارے نور کے
شاؔد ذکر شیخ میں جب محو تھا
بن گئے کیا نور پارے نور کے

اظہار عقیدت حضرت الحاج الحافظ ظفر ملت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب جماعتی

(قبلہ ظفر ملت کا پسندیدہ کلام)

چہرۂ شاہ افضل بھلایا نہ جائے گا
صبر و قرار دل کو دلایا نہ جائے گا

جس نے بھی ان کی یاد میں آنکھوں کو نم کیا
اس کا ہر فعل ہرگز ضائع نہ جائے گا

داغ مفارقت کا یہ صدمہ عظیم ہے
دل سے یہ غم کا داغ مٹایا نہ جائے گا

جب سے جدا ہوئے افضل حسین شاہ
گزری ہے دل پہ کیا کیا بتایا نہ جائے گا

افضل شاہ کے گھرانے کی خیر ہو
دنیا سے تا ابد یہ مٹایا نہ جائے گا

سجادہ نشیں ہوئے ہیں ظفر حسن شاہ
اب کوئی سر بھی سامنے اٹھایا نہ جائے گا

رکھی ہے ان کے سر پہ دستار شاہ نے
تا حشر ان کے سر سے سایہ نہ جائے گا

جمالِ رخ ظفر کا نظارہ عجیب ہے
نور پدریاں ہے چھپایا نہ جائے گا

فضل خدا سے ان کو فضیلت ہوئی نصیب
رتبہ شہِ ظفر کا گھٹایا نہ جائے گا

ہم نے تو چن لیا ہے جماعت علی کا در
در در پہ شادؔ ہم سے جایا نہ جائے گا

نذر عقیدت حضرت ظفر الملت حافظ ظفر حسین شاہ جماعتی دامت برکاتہم

یوں علوم فرقاں ہیں حضرت شاہ ظفر
خود ہی حافظ قرآں ہیں حضرت شاہ ظفر

دل ادب سے جھکتے ہیں فیض شاہ افضل سے
فیض بخش فیضان ہیں حضرت شاہ ظفر

اہل دل نہ بن جائیں کیوں بہار گلدستہ
عظمت گلستاں ہیں حضرت شاہ ظفر

عارفوں کی رفعت سے جذبہ ولایت سے
معرفت بداماں ہیں حضرت شاہ ظفر

ذرہ ذرہ علی پوری کیوں نہ ہر طرف چمکے
آفتاب تاباں ہیں حضرت شاہ ظفر

کیوں نہ فتح حاصل ہوں نام ہی سے ظاہر ہے
کیا حسیں انساں ہیں حضرت شاہ ظفر

نور سا برستا ہے ہر طرف فضاؤں میں
شمع نظم امکاں ہیں حضرت شاہ ظفر

روح کی تڑپ اب تک کیوں ہے
عاشق شہیداں ہیں حضرت شاہ ظفر

فیض شاہ افضل ہیں قرب شاہ اختر ہیں
جس جگہ فروزاں ہیں حضرت شاہ ظفر

جذبہ غلامی سے اے نفیسؔ یوں چمکوں
معتقد کا ایماں ہیں حضرت شاہ ظفر

منقبت در شان حضور ظفر الملت دامت برکاتہم العالیہ

افضل حسین شاہ کا شاہکار خوب ہے — سر پہ شاہ جماعت کی دستار خوب ہے
افضل حسین شاہ کا دربار خوب ہے — سخائے ظفر حسین کا اظہار خوب ہے
اکیلا کہے نہ کوئی کبھی بھول کر اسے — افضل حسین شاہ مددگار خوب ہے
اشرف حسین، رافع و سید نور شاہ — پسران شاہ ظفر کا پیار خوب ہے
ملتی ہے ان کو دیکھو تو ہر دل کو روشنی — گلہائے بے مثال کی مہکار خوب ہے
علی پور میں آرہے ہیں مریدوں کے قافلے — جلوہ نما یہاں دلدار خوب ہے
چہرۂ شاہ ظفر پہ ہالہ ہے نور کا — جی بھر کے شاد دیکھ لو دیدار خوب ہے

منقبت در شان پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب

باغ شہِ جماعت لہکتا ہوا ملے گا — ہر پھول اس چمن کا مہکتا ہوا ملے گا
افضل حسین شاہ تھے اپنی مثال آپ — ان سا اب ہمیں کوئی رہنما نہیں ملے گا
اس چاند کی چمک تو ذرا غور سے دیکھو — شاہ ظفر کا چہرہ افضل نما ملے گا
ان کو دیے ہیں رب نے خزانے بڑے بڑے — ان کی ہتھیلیوں پر بیٹھا ہما ملے گا
سب پھول ہیں اس چمن کے اپنی جگہ مگر — رتبہ شاہ ظفر کا سب سے جدا ملے گا
آل نبی ﷺ کی دل سے عزت کیا کرو — ان کا جو ہو گیا اس کو خدا ملے گا
مدینے کا باگ ایسا اس کی مثال نہ کوئی — اسی آستاں سے ہم کو اس کا پتا ملے گا
جاؤ کبھی علی پور، سخاوت کی شان دیکھو — لطف و عطا ملے گا، جود و سخا ملے گا
تا عمر شاد کرنا آل نبی ﷺ کی خدمت — سبط نبی ﷺ کا صدقہ تجھے بے بہا ملے گا

شمس الآفاق، ولی نعمت، مرشد باکمال، فضیلۃ الشیخ، سلطان اولیاء، قطب الاقطاب، واقف اسرار حقیقت، سائبان کرم، آفتاب حرم، نوید امیر ملت، شہزادہ رسول عربی، عالمی مبلغ اسلام، شیخ البارکہ، شیخ البلاد، فخر ملت، حضرت الحاج الحافظ القاری پیر سید افضل حسین شاہ صاحب جماعتی کے خلفائے عظام

(۱) فخر السادات، جگر گوشۂ سرورِ دو عالم الحاج الحافظ حضرت پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی بھلوال

جگر گوشۂ سرورِ دو عالم، چمنستان امیر ملت محدث علی پوری کے لہلہاتے پھول، آسمان ولایت کے روشن و منور ستارے، فخر السادات، خلیفۂ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید اعجاز حسین شاہ مدظلہ العالی خاندان حضرت امیر ملت کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ درویش صفت انسان ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے آپ نے ایم۔ اے علوم اسلامیہ اور ایل ایل بی کی ڈگریاں حاصل کیں ہیں۔ آپ حضور قبلۂ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے ماموں جی ولی نعمت و ولی کامل، سیف زباں، جلیل القدر روحانی بزرگ حضرت الحاج الحافظ پیر سید نذیر حسین شاہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ حضرت الحاج پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب اپنے وقت کے عظیم عظمت وجلالت والے برکتوں رحمتوں والے ولی اللہ تھے۔ جو زبان سے کہہ دیتے تھے اللہ تعالیٰ وہ بات پوری فرما دیتے تھے۔ مخلوق خدا اُن کی خدمت عالیہ میں حاضری دینے کیلئے اور دعائیں کروانے کیلئے حاضر ہوتی تھی۔ آپ کے چار صاحبزادے سید اعجاز حسین شاہ، سید الطاف حسین شاہ، سید ریاض حسین شاہ اور سید فیاض حسین شاہ ہیں۔

حضرت پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب حضرت پیر سید علی حسین شاہ صاحب کے اکلوتے فرزند تھے۔ جو کہ حضرت پیر سید نجابت علی شاہ صاحب جو حضور قبلہ عالم امیر ملت حضرت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے بڑے بھائی تھے۔ یہ سادات عالیہ اور نفوس قدسیہ علی پور شریف سے کافی عرصہ پہلے تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے گاؤں چک ۶ جنوبی میں علی پور شریف سے آ کر آباد ہو گئے تھے۔ یہاں پر ان کی زرعی زمین ہے۔ حضور قبلۂ فخر ملت کو اپنے ماموں جی حضرت الحاج پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب سے بہت پیار تھا۔ اور آپ کے ماموں بھی آپ کو ولی کامل اور قبلۂ عالم مانتے تھے۔

حضرت الحاج الحافظ پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب حضور قبلۂ فخر ملت کا بڑا ادب و احترام کرتے تھے۔ اگرچہ حضور فخر ملت عمر میں ان سے چھوٹے تھے لیکن حضرت پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب فرماتے تھے کہ یہ ولی کامل اور حضرت امیر ملت محدث علی پوری کا صحیح جانشین

اور حقیقی وارث ہے۔ اور میں اس کو امیر ملت سمجھتا ہوں۔ اور جو نہیں مانتا اس کیلئے سخت الفاظ بولتے تھے۔ حضرت الحاج الحافظ پیر سید نذیر حسین شاہ کی ہستی مبارکہ محبتوں، روشنیوں اور خوشبوؤں کا پیکر تھی۔ آپ وفاؤں اور حسین اداؤں کا مجسمہ تھے۔ پیکر نور تھے۔ پیکر رحمت و برکت تھے۔ محبتوں کے سفیر تھے۔ روحانی بزرگ تھے۔ آپ کی ہستی مبارکہ میں کمال شانِ بے نیازی اور سج دھج تھی۔ عظمت وجلالت ونورانیت آپ کی ذات اقدس کا خاصہ تھی۔ آپ نے سرزمین بھلوال میں انوار وتجلیات اور فیوضات وبرکات کی بارش کی۔ آپ بڑے اعلیٰ ظرف اور سخی لجپال تھے۔ مخلوق خدا پر شفقت آپ کی عادتِ کریمانہ تھی۔ آپ صحیح معنوں میں ولی کامل اور شیخ بارکہ تھے۔ خونِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ نورِ فاطمۃ الزہرۃؓ اور نور حسنؓ وحسینؓ تھے۔ آپ کے جدامجد تاجدار مدینہ آقائے نامدار حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نور آپ کے چہرۂ اقدس پر جھلملاتا دکھائی دیتا تھا۔ آپ کا ہر ہر قول وفعل رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہوتا تھا۔ آپ حق وصداقت اخلاص وایمانداری کا پیکر اتم تھے۔ صاف گو متقی وپرہیزگار ولی کامل تھے۔ اہل علاقہ آپ کا احترام حد درجہ ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔ آپ کی موجودگی میں کسی کو اونچی آواز میں گفتگو کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ آپ کا آستانہ ومیخانہ فیوضات وبرکات کا چشمۂ صافی ہے۔ جہاں سے متلاشیان حق اپنی روحانی پیاس بجھاتے ہیں۔ خدا اس گھرانے کو قائم ودائم وشاداب وآباد رکھے۔

رہے تا ابد فروزاں تیرا خاور درخشاں
تیری صبح نور افشاں کبھی شام تک نہ پہنچے

حضرت الحاج پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب کشور خوباں کے صدر نشیں، ولی کامل، سلطان الاولیاء، قطب الاقطاب جگر گوشۂ حضرت امیر ملت محدث علی پوری، جگر گوشۂ حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اور آپ نے آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا۔ حضور قبلہ پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب کے بارے میں حضور قبلہ فخر ملت فرمایا کرتے تھے کہ

"یہ ہمارے خاندان میں سچے، صاف گو، متقی وپرہیزگار، عجز وانکساری کا پیکر اور درویش صفت انسان وبزرگ ہیں"۔

حضور قبلۂ فخر ملت حضرت پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب سے کمال شفقت، حسن سلوک اور محبت کا اظہار فرماتے تھے۔ جب بھی حضرت سید اعجاز حسین شاہ صاحب کا تذکرہ ہوتا حضور فخر ملت ان کی تعریف وتوصیف فرماتے اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے۔ حضرت فخر ملت ہمیشہ دعا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضرت پیر سید نذیر حسین شاہ کے خاندان عالیہ مقدسہ کو کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔

صاحبزادہ حضرت پیر سید اعجاز حسین شاہ پیکر روحانیت و پیکر نورانیت ہیں۔ آپ اپنے بیگانے ہر ایک کیلئے باعث شفقت ومحبت ہیں۔ حکمت ودانش مندی کا پیکر ہیں۔ آپ عشق سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت لازوال سے فیض یاب ہیں۔ احکام شریعت کے مکمل پابند ہیں۔ علمی ومذہبی شخصیت کے مالک ہیں۔ اپنے علاقہ کی معروف سماجی شخصیت ہیں۔ کئی بار حج بیت اللہ شریف و زیارت روضۃ الرسول سے مشرف ہوئے ہیں۔ ہر سال یکم جون کو اپنے والد گرامی قدر حضرت الحاج پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب کا سالانہ عرس پاک بڑی عقیدت واحترام سے منعقد کرواتے ہیں۔ اور ان کی یادوں کو تازہ کرتے ہیں۔ حضور فخر ملت ہر سال عرس پاک کی تقریبات میں خطاب دلنواز فرمایا کرتے تھے۔ حضرت الحاج پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب کی شادی عالم بے بدل، مفتی اعظم، مرشد باکمال سجادہ نشین سوئم جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی ہے۔ آپ کے تین صاحبزادے سید ظہیر حسین شاہ، سید نعمان حسین شاہ اور سید زبیر حسین شاہ ہیں اور دو صاحبزادیاں ہیں۔

سجادہ نشین پنجم آستانہ عالیہ علی پور شریف وجانشین حضرت امیر ملت محدث علی پوری جگر گوشہ فخر ملت، تو قیر ملت، ظفر الملت حضرت الحاج الحافظ پیر سید ظفر حسین شاہ کی شادی آپ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ جن سے شہزادگان وصاحبزادگان حضور ظفر الملت صاحبزادہ جناب پیر سید نور حسین شاہ صاحب، صاحبزادہ سید رافع حسین شاہ صاحب، صاحبزادہ سید اشرف حسین شاہ صاحب اور صاحبزادی ہیں۔ جو کہ حضور قبلۂ فخر ملت کے علوم روحانی وعلوم باطنی کے حقیقی وارث ہیں۔ یہ شہزادگان والاتبار جب بھی بھلوال میں اپنے نانا حضرت پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب کے گھر تشریف لاتے ہیں تو سارے علاقے اور ماحول کو خوشبوؤں اور روشنیوں سے معطر ومنور کردیتے ہیں۔

ان شہزادگان کی زیارت کر کے حضور قبلہ فخر ملت کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے خاندان حضور فخر ملت اور خاندان حضرت پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب کو شاد و آباد رکھے۔ اور اس چمنستان و گلستان رسول عربی کے ترو تازہ پھول تا قیامت فیوضات محمدی سے مخلوق خدا کو فیض یاب کرتے رہیں۔ آمین!

فخر السادات، جگر گوشہ سیف زباں حضرت الحاج پیر سید اعجاز حسین شاہ متقین، عالمین، عاملین، کاملین، صابرین، شاکرین، عاشقین اور عابدین و صالحین سادات عالیہ مقدسہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کا مقام اعلیٰ و اولیٰ ہے۔ روحانیت آپ کو ورثے میں ملی ہے۔ بڑے پاکیزہ ماحول میں آپ کی تربیت ہوئی۔ اور ظاہر و باطن کی پاکیزگی آپ کو وراثت میں ملی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ گھریلو زندگی اور خاندانی اخلاق و کردار اور طور اطوار کا انسانی زندگی پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ صاحبزادہ صاحب کی ذات وصفات پر خاندانی بود و باش، روایات، خلوص و محبت، عبادات و ریاضت، نیکی و پارسائی، خلق و مروت اور محبت و الفت کا گہرا اثر ہے۔

آپ خوف خدا، شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی، راست بازی، حق گوئی و پارسائی، شرم و حیا اور ادب و تعظیم کا حسین مرقع و مجسمۂ نور ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کا دل دکھانا ہرگز پسند نہیں۔ اور ہمیشہ اخلاق نبوی کا درس دیتے ہیں۔ آپ باہمی محبت اور اتفاق و اتحاد سے رہنا پسند فرماتے ہیں۔ ہر کسی سے محبت و شفقت آپ کی فطرت ثانیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین!

(۲) حضرت پیر سید محمد اشرف حسین شاہ صاحب جماعتی کاہنہ شریف لاہور

حضرت پیر سید محمد اشرف حسین شاہ جماعتی سجادہ نشین کاہنہ شریف لاہور خلیفہ مجاز حضور امیر ملت جناب حضرت پیر سید منیر حسین شاہ شیرازی جماعتی کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت پیر سید منیر حسین شاہ حضور فخر ملت کے منظور نظر تھے۔ اور آپ کو بھی امیر ملت محدث علی پوری سے بہت پیار تھا۔ ہر وقت حضرت امیر ملت کا ذکر خیر کرتے تھے۔ حکیم حاذق تھے۔ دور دراز سے لوگ علاج کیلئے کاہنہ نو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور حضور امیر ملت کی نظر کرم کا فیض تھا کہ صحت یاب ہو کر لوٹتے تھے۔ جب حضرت امیر ملت نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا تو مخلوق خدا کی بڑی تعداد کاہنہ شریف میں آپ کی خدمت میں دعا کیلئے

پر معمور فرمایا۔

ایف۔اے کے بعد درس نظامی کیلئے مدرسہ فیضان مدینہ روالتڑہ شریف میں داخلہ لیا۔وہاں پر دینی تعلیم کے ساتھ روحانی تعلیم بھی حاصل کی۔روالتڑہ شریف میں پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب کی قربت میں رہ کر روحانی تعلیم بھی حاصل کی۔سید ذاکر شاہ صاحب نے بی۔اے اور ایم۔اے کی ڈگریاں علامہ اقبال یونیورسٹی سے حاصل کیں۔حضور قبلہ فخر ملت کو سید ذاکر حسین شاہ صاحب سے بڑا پیار تھا۔آپ جب بھی جہلم کا دورہ فرماتے تو ذاکر شاہ صاحب کو ضرور ساتھ رکھتے۔

سید ذاکر شاہ صاحب بڑے ملنسار اور خلوص ومحبت کا پیکر ہیں۔اپنے مرشد خانہ سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔جہلم میں تمام یاران طریقت آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔اور آپ کا ادب واحترام کرتے ہیں۔حضور قبلہ فخر ملت جب نکودر تشریف لاتے تو آپ جلسے کے انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور بڑے شاندار انداز میں ولی نعمت حضور قبلہ فخر ملت کا استقبال کرتے تھے۔سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کی خدمت میں آپ نے کوئی کسر روا نہیں رکھی ہے۔خدا آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔آمین!

(۵) محترم جناب حضرت سید منور حسین شاہ صاحب جماعتی نکودر

محترم جناب سید منور حسین شاہ جماعتی پیر سید خادم حسین شاہ صاحب جماعتی کے صاحبزادے ہیں۔منور حسین شاہ صاحب کی پیدائش جون ۱۹۶۲ء کو نکودر تحصیل دینہ ضلع جہلم میں ہوئی۔پیر خانے کی محبت اپنے والد کی وجہ سے بچپن ہی سے تھی اور حاضری کیلئے بچپن ہی سے دربار عالیہ پر جاتے تھے۔لیکن باقاعدہ سلسلہ عالیہ میں ۱۹۸۳ء میں داخل ہوئے۔اور حضور قبلہ فخر ملت کے دست اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

سید منور حسین شاہ صاحب جماعتی پچھلے ۲۵ برس سے انگلینڈ میں مقیم ہیں۔آپ قبلہ فخر ملت کے حکم پر ہر سال ۱۰۔۱۱ مئی عرس شریف میں حاضر ہوتے رہے۔شاہ صاحب کی محبت اور سلسلہ کی خدمت دیکھتے ہوئے حضور فخر ملت نے آپ کو ۲۰۰۸ء میں خلافت سے نوازا اور اجازت بیعت فرمائی۔قبلہ حضور فخر ملت جب بھی انگلینڈ تشریف لے جاتے منور شاہ صاحب کے گھر ضرور جایا کرتے تھے اور ان کے گھر رات بسر کیا کرتے تھے۔اب بھی حضور ظفر ملت جب انگلینڈ

تشریف لے جاتے ہیں تو شاہ صاحب کے گھر ضرور تشریف لے جاتے ہیں۔

قبلہ فخر ملت شاہ صاحب سے بہت پیار کرتے اور اپنے بیٹوں کی طرح شفقت فرماتے رہے ہیں۔ آپ شاہ صاحب کو فرمایا کرتے تھے کہ ظفر شاہ صاحب آپ کے چھوٹے بھائی ہیں ان کا خیال رکھا کریں اور ان سے بھی پیار کریں۔ قبلہ ظفر ملت بھی شاہ صاحب سے بہت پیار اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔

شاہ صاحب انگلینڈ میں سلسلہ عالیہ کی خدمت کرتے ہیں اور جگر گوشہ حضور فخر ملت، حضور ظفر ملت کی قدم بوسی کیلئے پاکستان آتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کو لمبی زندگی اور صحت عطا فرمائے اور وہ یوں ہی سلسلہ عالیہ کی خدمت کرتے رہیں۔

(۶) محترم جناب سید زاہد حسین شاہ صاحب ڈھوک ساہی دینہ

محترم المقام جناب پیر سید زاہد حسین شاہ صاحب جماعتی کا تعلق ڈھوک ساہی شریف تحصیل دینہ ضلع جہلم سے ہے۔ آپ ایک مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے والد گرامی قدر بڑے درویش صفت انسان تھے۔ آپ کا آبائی گاؤں رواتڑہ شریف ہے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے گھر سے حاصل کی۔ ۲۰۰۰ء میں رواتڑہ شریف میں عرس مبارک کے موقع پر خلیفہ فخر ملت جناب محترم سید عرفان امیر شاہ صاحب کے گھر میں سید زاہد حسین شاہ صاحب کی دستار بندی ہوئی۔ اور حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔ خلافت ملنے کے بعد آپ نے سلسلہ عالیہ کی خدمت کا کام بڑی تیزی سے کیا۔ اور اپنے پیر خانے کا فیض علاقے میں عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں علاقے میں نام پیدا کر لیا۔

آپ ہر سال مارچ کے مہینہ میں ڈھوک ساہی میں سالانہ عرس پاک حضرت امیر ملت محدث علی پوری مناتے ہیں۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں یاران طریقت شرکت کرتے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت اس روحانی وبابرکت محفل کی صدارت فرمایا کرتے تھے۔ اور اپنے مواعظ حسنہ سے لوگوں کو مستفید فرمایا کرتے تھے۔

قبلہ پیر سید زاہد حسین شاہ جماعتی خوشبوؤں اور محبتوں کا پیکر ہیں۔ اپنے شیخ طریقت کی تصویر دکھائی دیتے ہیں۔ ہمہ وقت ذکر شیخ میں مشغول رہتے ہیں۔ حضور فخر ملت کے وصال کے بعد آپ بڑے مغموم دکھائی دیتے ہیں۔ اور شیخ طریقت کا ہر وقت ذکر خیر کرتے رہتے ہیں۔ آپ

کوحضور فخر ملت سے بڑی محبت تھی۔ خدا ان کی محبت وعقیدت وسلامت رکھے۔ اور ان کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین!

(۷) جناب حافظ محمد فاروق صاحب جماعتی دینہ جہلم

محترم جناب حافظ محمد فاروق جماعتی صاحب کا تعلق موہال گاؤں تحصیل دینہ سے ہے۔ آپ ۱۹۸۱ء میں حضور فخر ملت کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ ان کے والد محترم حاجی شریف جماعتی صاحب نہایت ہی متقی اور شریف النفس انسان تھے۔ اور پیر خانے کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت اپنے بچپن میں موہال گاؤں میں تشریف لاتے تھے۔ پورا گاؤں حضور کے والدین کے مریدین پر مشتمل تھا۔ حضور کئی کئی دن اس گاؤں میں قیام فرماتے۔ حافظ محمد فاروق جماعتی جو نہایت ہی شریف اور متقی ہیں کو حضور فخر ملت نے ۳۰ راگست ۲۰۰۰ء کو عرس مبارک علی پور شریف کے موقع پر خلافت واجازت سے نوازا تھا۔

حافظ صاحب نے ۱۹۷۷ء میں لالا موسیٰ سے حفظ قرآن کیا۔ اس کے بعد آپ نے احسن القرآن اور دار العلوم اشاعت اسلام سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ موہال گاؤں میں حضور قبلہ فخر ملت کے پہلے اور آخری خلیفہ ہیں۔ قبلہ پیر صاحب کی کرامت سناتے ہوئے حافظ صاحب نے بتایا کہ میں پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹی عطا فرمائی ہے اس کا نام تجویز فرمائیں۔ تو پیر صاحب نے فرمایا کہ پہلے کتنی اولاد ہے تو میں نے عرض کی کہ سرکار دو بیٹیاں ہیں یہ تیسری ہے۔ سرکار نے فرمایا کہ بیٹی کا نام فاطمہ رکھو تو اللہ تمہیں بیٹا عطا فرمائے گا۔ حافظ صاحب بتاتے ہیں کہ اس کے بعد ان کے گھر بیٹا ہوا تو حضور فخر ملت نے اس کا نام نعمان رکھا۔ حافظ صاحب دن رات سلسلہ عالیہ کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ اور حضور امیر ملت محدث علی پوری اور حضور فخر ملت کے فیضان کو علاقے میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

(۸) محترم ڈاکٹر شریف احمد صاحب جماعتی میر پور

محترم ڈاکٹر شریف احمد جماعتی خلیفہ مجاز حضور قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری حضرت مولوی محمد عالم کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ حضرت مولوی محمد عالم کا مزار میر پور کے علاقے تھوتھال میں ہے۔ جن کا عرس مبارک ہر سال جون کے مہینہ میں منعقد ہوتا ہے۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوتے ہیں۔ مولوی محمد عالم کے

صاحبزادگان ڈاکٹر شریف احمد جماعتی، ڈاکٹر احمد جماعتی، پروفیسر حبیب احمد جماعتی اور صاحبزادہ یوسف احمد جماعتی ہر سال اپنے والد گرامی کا عرس پاک بڑے اہتمام کے ساتھ مناتے ہیں۔

مولوی محمد عالم کو حضور قبلہ محدث علی پوری سے بے حد محبت تھی۔ آپ حضور قبلہ عالم کا حکم اپنی جان سے زیادہ عزیز جانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے عرس کے موقع پر ہر سال ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر شریف احمد جماعتی کو مولوی محمد عالم کے وصال کے بعد قبلہ فخر ملت نے خلافت واجازت سے نوازا۔

ڈاکٹر صاحب آجکل لندن میں مقیم ہیں۔ آپ نے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ہوئی ہے۔ اور ایک بہت بڑے عالم ہیں۔ سلسلہ عالیہ کی تبلیغ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ نے کچھ عرصہ علی پور شریف میں اسٹیج سیکرٹری کے فرائض بھی انجام دیئے۔ مذہبی وعلمی شخصیت ہیں۔ حضور فخر ملت کے روحانی فیوضات کے علمبردار ہیں۔

(۹) جناب پروفیسر محمد حبیب احمد صاحب جماعتی میر پور

جناب پروفیسر حبیب احمد جماعتی بھی مولوی محمد عالم کے صاحبزادے ہیں۔ آپ ایم۔ اے علوم اسلامیہ ہیں۔ اور ایک مذہبی شخصیت وروحانی شخصیت ہیں۔ آزاد کشمیر یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ F2 میر پور میں آپ کی رہائش ہے۔ اور F2 میں ہی آپ نے دارالعلوم گلزار حبیب بنایا ہوا ہے۔ جہاں پر درس نظامی، حفظ اور علوم اسلامیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ آپ اس ادارے کے پرنسپل بھی ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت نے آپ کو ۱۰ امئی کو عرس مبارک کے موقع پر خلافت واجازت سے نوازا۔ اس وقت سے آپ سلسلہ عالیہ کی خدمت کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ بھی اپنے والد گرامی مولوی محمد عالم کا عرس ہر سال جون کے مہینہ میں ذوق و شوق سے منعقد کرواتے ہیں۔ خدا ان کو سلامت رکھے۔ آمین!

(۱۰) محترم حاجی سلیم احمد جماعتی صاحب میر پور

خلیفہ فخر ملت محترم المقام حاجی سلیم احمد جماعتی صاحب کا تعلق بھی میر پور سے ہے۔ آپ ایک بزنس مین ہیں۔ آپ کو حضور قبلہ فخر ملت سے بے حد محبت تھی۔ حضور جب بھی میر پور تشریف لاتے تو حاجی سلیم احمد صاحب کی رہائش گاہ پر ضرور قیام فرماتے تھے۔ آپ بڑے شریف النفس، متقی اور بزرگ ہیں۔ ہر سال علی پور شریف میں عرس مبارک کے موقع پر حاضری

آپ کا معمول ہے۔ حضور فخر ملت نے حاجی صاحب کو کمال فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خلافت عطا فرمائی۔ حاجی صاحب حضور فخر ملت کا تذکرہ بڑے ادب واحترام اور عقیدت ومحبت سے کرتے تھے۔ اور پیر خانہ سے محبت کا اظہار فرماتے ہیں۔ آپ کے صاحبزادے بھی حضور فخر ملت کے بیعت ہیں۔ الغرض پورا خاندان حضور فخر ملت کے چاہنے والوں پر مشتمل ہے۔

(۱۱) جناب محترم قاری محمد حنیف جماعتی صاحب وزیر آباد

خلیفہ فخر ملت جناب محترم قاری محمد حنیف جماعتی صاحب متقی و پرہیز گار اور مذہبی وعلمی شخصیت ہیں۔ آپ کی خدمات عالیہ کے صلہ میں حضور فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب جماعتی نے آپ کو خلافت سے نوازا۔ آپ عشقی آرائیاں وزیر آباد کی جامع مسجد میں خطیب کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ہر روز درجنوں لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ انہیں اپنے پیر و مرشد کے فیوضات سے فیض یاب فرماتے ہیں۔ حضور فخر ملت کے حکم سے آپ نے اپنے گھر کے پاس مسجد اور مدرسہ قائم کیا ہے۔ جہاں پر سینکڑوں کی تعداد میں طلباء و طالبات حفظ قرآن کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ ہر سال آپ سالانہ عرس مبارک حضور امیر ملت محدث علی پوری کی یاد میں وزیر آباد میں منعقد کرواتے ہیں۔ ہر سال حضور فخر ملت اس جلسہ کی صدارت فرماتے تھے اور اپنے خطاب دلنواز سے ہزاروں کی تعداد میں مخلوق خدا کو نوازتے تھے۔

(۱۲) محترم حاجی امیر خان صاحب جماعتی چکوال

جناب محترم حاجی امیر خان جماعتی چکوال سے وہ خوش نصیب ہیں جن کو حضور فخر ملت نے خلافت واجازت سے نوازا۔ آپ چکوال کی ہر دل عزیز شخصیت ہیں۔ آپ آرمی سے ریٹائرڈ ہیں۔ ہر سال سالانہ عرس پاک علی پور شریف کے موقع پر درجنوں بسوں کا قافلہ لے کر عرس مبارک کی تقریبات میں حاضری دیتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ کی خدمت کیلئے آپ نے چکوال میں بہت کام کیا ہے۔ سینکڑوں لوگوں کو حضور فخر ملت کے دست حق پرست پر بیعت کروایا ہے۔ آپ نے چکوال میں عظیم الشان مسجد شاہ جماعت اور مدرسہ تعمیر کیا ہے۔ جہاں پر حضور فخر ملت سالانہ عرس پاک کی تقریب سے خطاب فرمایا کرتے تھے۔ دور دراز علاقوں سے ہزاروں لوگ اس جلسہ میں شرکت کرتے اور حضور فخر ملت کی زیارت سے مشرف ہوتے۔

محترم حاجی امیر خان جماعتی پابند صوم وصلوٰۃ و پابند سنت رسول عربی ہیں۔اور یاران طریقت کو بھی سختی سے شریعت کا پابند بناتے ہیں۔

(۱۳) محترم المقام چودھری غلام حسین صاحب جماعتی ڈپٹی کمشنر (ر) لاہور

حافظ غلام مصطفیٰ چک جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے رہنے والے تھے۔چودھری غلام حسین حافظ غلام مصطفیٰ صاحب کے صاحبزادے ہیں۔حافظ غلام مصطفیٰ قبلہ عالم حضور امیر ملت محدث علی پوری کے منظور نظر تھے۔قبلۂ عالم حضور امیر ملت نے آپ کو ظاہری و باطنی پاکیزگی کے باعث پاک دل کے خطاب سے نوازا۔اور آخری وقت میں آپ کو علی پور شریف میں اپنے پاس بلالیا۔اور انہیں علی پور سیداں شریف کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

حافظ غلام مصطفیٰ صاحب کے چار بیٹے ہیں۔حافظ غلام مرتضیٰ، حاجی غلام نبی، حافظ غلام حسن یہ تینوں وفات پاچکے ہیں۔

چودھری غلام حسین صاحب جو کہ حافظ جی کے چوتھے بیٹے ہیں کو حضور فخر ملت نے خلافت واجازت سے نوازا۔یہ چاروں بھائی اور ان کی اولادیں سوسال سے آستانہ عالیہ علی پور شریف سے وابستہ ہیں۔اور ہر سال باقاعدگی سے علی پور سیداں شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔حضور قبلہ فخر ملت غلام حسین صاحب کو چودھری صاحب کہہ کر پکارتے تھے۔چودھری غلام حسین صاحب فنافی الشیخ ہیں اور عاجزی وانکساری کا پیکر ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کو دین ودنیا کی نعمتوں سے مالا مال کیا ہے۔چودھری غلام حسین صاحب اور آپ کے سارے بھائی حضور قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔حاجی غلام نبی صاحب مرتے دم تک ہر سال عرس مبارک کے موقع پر علی پور شریف حاضر ہوتے رہے۔حاجی غلام نبی صاحب کو اپنے پیر خانے سے بہت محبت تھی۔ان کی وفات یکم جون کو ہوئی۔اس وقت حضور قبلہ فخر ملت بھلوال میں ہی تھے۔آپ نے حاجی صاحب کی نماز جنازہ پڑھائی۔حضور فخر ملت چودھری صاحب سے خاص محبت وشفقت کا مظاہرہ فرماتے تھے۔اور آپ کی صحت وتندرستی اور روحانی درجات کی بلندی کیلئے دعا فرماتے تھے۔

(۱۴) جناب محترم عبدالغفور صاحب جماعتی الفاسوسائٹی لاہور

محترم حاجی عبدالغفور جماعتی صاحب الفاسوسائٹی لاہور کے رہائشی ہیں۔عجز وانکساری

کا پیکر اور خلوص و وفا کا مجسمہ ہیں۔ ملنسار اور شریف الطبع ہیں۔ حضور فخر ملت کے منظور نظر ہیں۔ آپ کو حضور فخر ملت اور آپ کے شہزادگان سے خاص دلی لگاؤ ہے۔ سالانہ عرس پاک منعقدہ علی پور سیداں شریف ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۰ء کے موقع پر عالم اسلام کے عظیم سکالر، مفتی اعظم حضور قبلہ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔ آپ ہر سال حضور سرور کائنات ﷺ کا میلاد بڑے ذوق وشوق سے مناتے ہیں۔ ایک عظیم الشان جلسے کا اہتمام کرتے ہیں۔ ضیافت میلاد سے شرکاءِ جلسہ کی تواضع کرتے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت ہر سال اس جلسہ کی صدارت کرتے اور خطاب فرماتے تھے۔ اب شہزادۂ فخر ملت پیر سید ظفر حسین شاہ اس محفل کی رونق کو دوبالا کرتے ہیں۔

(۱۵) جناب محترم قاری فیاض احمد صاحب جماعتی لاہور

خلیفہ فخر ملت جناب محترم قاری فیاض احمد جماعتی لاہور میں پیور اما سنٹر کی جامع مسجد کے خطیب ہیں ۔ ۲۰۰۸ء میں سالانہ عرس پاک علی پور شریف کے مقدس موقع پر آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔ قاری فیاض احمد جماعتی صاحب ۱۹۹۴ء میں حضور قبلہ فخر ملت کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ آپ حکیم مولوی محمد صدیق مرحوم جو کہ سراج الملت حضور پیر سید محمد حسین شاہ کے مرید تھے، کے صاحبزادے ہیں۔ قاری فیاض احمد جماعتی فرماتے ہیں کہ حضور فخر ملت ایسے شیخ طریقت تھے کہ جب بھی کسی کو کسی پریشانی کا سامنا ہوتا تو وہ فقط حضور فخر ملت کی زیارت کرتا تو اس کی پریشانی دور ہو جاتی۔ قاری صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضور فخر ملت نے خلافت کی دستار میرے سر پر رکھی تو میرے دل کی دنیا بدل گئی۔ اور مجھے قلبی راحت محسوس ہوئی۔ اور آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات ہونے لگی۔ اور دل کی تمام تاریکیاں اور سیاہیاں ختم ہو گئیں۔

(۱۶) علامہ صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری صاحب آستانہ عالیہ ساہو چک شریف سیالکوٹ

حضرت علامہ صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری صاحب آستانہ عالیہ ساہو چک شریف، ضلع سیالکوٹ کی عظیم درگاہ کے فرد سجادہ نشین ہیں۔ آپ ماہنامہ مناظ الاسلام انٹرنیشنل کے چیف ایڈیٹر و مؤسس اور دار العلوم حفیظ القرآن کے پرنسپل بھی ہیں۔ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں جنہوں نے بیالیس سال محدث علی

پوری کی خدمت کی صاحبزادہ صاحب اُن کے نواسے اور درگاہ شریف کے سجادہ نشین بھی ہیں۔ آپ ایک علمی مذہبی اور روحانی شخصیت کے مالک بھی ہیں۔ آپ نے بے شمار علمی اور تحقیقی مقالے لکھے ہیں۔ بے شمار مذہبی کتابوں کے مصنف ہیں۔ حضور فخر ملت کے حکم سے آپ نے کتاب ضرورت مرشد کو از سرنو ترتیب دے کر چھپوایا ہے۔ بڑے اعلیٰ پایہ کے خطیب اعظم ہیں۔ دلپذیر و دلنشیں انداز میں تقریر کا فن جانتے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت آپ سے بڑی شفقت و محبت کا سلوک فرماتے تھے۔ حقیقتاً صاحبزادہ صاحب آج کل کے کفر و باطل اور فسق و فجور سے بھرے ہوئے ماحول میں ایمان و یقین اور نیک نفسی و پاکبازی کے چراغ روشن کرتے ہیں۔ آپ کی تصانیف تقریر و خطابت اور خوبیاں اسلامی حلقوں میں خراج تحسین حاصل کر رہی ہیں۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ سب عنایات و اکرام میرے پیر و مرشد، ولی نعمت پیر سید افضل حسین شاہ کی نگاہ ولایت کا اثر ہے۔

صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری صاحب ۲۷ رجون ۱۹۸۲ء بمطابق ۵ ررمضان المبارک ۱۴۰۳ھ بروز اتوار کو ساہو چک شریف ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ نہایت منکسر المزاج اور سادگی پسند ہیں۔ تصوف و طریقت کا رنگ آپ کو ورثے میں ملا ہے۔ آپ کا بچپن حضرت قلندر کبریا عاشق رسول خلیفہ امیر ملت حضرت باباجی خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر بے ریا و باصفا رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ گزرا۔ آپ کے والد گرامی حضرت الحاج خواجہ باباجی صوفی احسان الٰہی صاحب برکاتہم العالیہ جن کو آستانہ عالیہ علی پور سے خاص نسبت اور فیض ہے۔

صاحبزادہ عرفان الٰہی قادری صاحب نے میٹرک کر لینے کے بعد دارالعلوم محمدیہ غوثیہ سے دینی علوم، صرف و نحو، تجوید، قرأت، تفاسیر احادیث حاصل کیے۔

آپ نے ۱۹۹۸ء میں اپنے والد گرامی حضرت الحاج خواجہ باباجی پیر صوفی احسان الٰہی صاحب کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ سالانہ عرس پاک ۱۱ رمئی ۲۰۰۹ء کو علی پور سیداں شریف میں ولی نعمت، جانشین امیر ملت، بدر المشائخ، حضرت الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ اور دستار بندی فرمائی۔ قبلہ پیر صاحب نے آپ کو روحانی بلندیوں سے ہمکنار کیا۔ حضور سیدی فخر ملت کی روحانی صحبت میسر ہوئی تو آپ کی سیرابی کا یہ حال تھا کہ مست ہو کر فرمانے لگے۔۔۔

شراب پی کر جو نہ بہکے ظرف اس کا ہے
کہ اک اک بوند اس کی رکھتی ہے تاثیر میخانہ

ہر روز سینکڑوں لوگ درگاہ شریف پہ حاضر ہوتے ہیں اور فیضانِ امیر ملت و فیضانِ فخر ملت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا: عرفان صاحب کے نعت پڑھنے اور تقریر کرنے سے مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے اور ان کا سلسلہ واعظ اب جاری رہے گا اور ان شاء اللہ اگلے سال تک یہ بہت اچھے مقرر اور عالم دین بن چکے ہوں گے۔ اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضور فخر ملت نے فرمایا تھا۔ صاحبزادہ عرفان الٰہی صاحب ایک منفرد مقرر بھی بن گئے ہیں اور بے شمار کتابوں کے مصنف بھی۔ آپ کی مشہور کتابوں میں درج ذیل تصانیف شامل ہیں:

۱۔ محبت و اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ خصائص اہل بیت علیہ السلام

۳۔ تجلیات مرشد

۴۔ مصباح الصوفیاء

۵۔ ضرورت مرشد

۶۔ ماہنامہ مناظ الاسلام انٹرنیشنل جو ہر ماہ آستانہ عالیہ ساہو چک شریف ضلع سیالکوٹ سے شائع ہوتا ہے۔

آستانہ عالیہ ساہو چک شریف پہ سالانہ محفل میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ۲۰ ربیع الاول شریف کو اور حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس پاک و تصوف سیمینار ہر سال ۱۳۔۱۴۔۱۵ نومبر کو انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ جس میں حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ صدارت و خصوصی خطاب فرمایا کرتے تھے اور اب حضور سیدی ظفر الملت تشریف فرما ہوتے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت اکثر آستانہ عالیہ ساہو چک شریف پہ جلوہ افروز ہوا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ حضور امیر ملت و حضور فخر ملت کے تصدق صاحبزادہ صاحب کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین!

۱۷۔ جناب محترم حاجی احمد خان صاحب (مرحوم) لاہور

جناب محترم حاجی احمد خان صاحب (مرحوم) محترم جناب ہارون خان صاحب مینیجنگ ڈائریکٹر (PEL) کے والد گرامی تھے۔ بڑے ہی متقی، پرہیز گار اور شریف النفس

انسان تھے۔ صاف گو تھے اور ہمیشہ سچی بات کرتے تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت نے آپ کو بھی خلافت واجازت سے نوازا۔ آپ ہمیشہ اپنے پیر خانے کا نام عزت و احترام اور عقیدت سے لیتے تھے۔ حضور قبلہ فخر ملت سے آپ کو خاص طور پر محبت و لگن تھی۔ بڑے ہی ملنسار اور خوش طبع قسم کے انسان تھے۔ دکھی انسانیت کی خدمت کر کے آپ کو دلی سکون اور روحانی تسکین ملتی تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

(۱۸)۔ جناب محترم ہارون خان صاحب مینیجنگ ڈائریکٹر (PEL) لاہور

جناب محترم ہارون خان صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور کے رہائشی ہیں۔ آپ حضور فخر ملت کے منظور نظر افراد میں شامل ہیں۔ ہارون خان صاحب کو اپنے عظیم شیخ طریقت سے خاص اُنس و محبت اور دلی لگاؤ تھا۔ آپ علی پور شریف میں حاضری دینا اپنے لئے باعث فخر و سعادت سمجھتے تھے۔ آپ کو اپنے پیر و مرشد سے خصوصی فیض حاصل ہوا اور حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ حضور فخر ملت آپ کی دعوت پر ہر سال ماڈل ٹاؤن میں جلسہ میلاد مصطفیٰ ﷺ میں شرکت کیلئے تشریف لاتے تھے۔ جہاں پر آپ کا شاندار استقبال کیا جاتا تھا۔ اور حضور فخر ملت اپنے خطاب دلنواز سے مخلوق خدا کو مستفید کرتے تھے۔ یہ حضور فخر ملت کا فیضان نظر ہے کہ ہارون صاحب مادہ پرستی کے اس پرفتن دور میں صحیح اسلامی اقدار کی پاسداری کرتے ہیں۔

(۱۹)۔ محترم میجر (ر) پیر سید سجاد حسین گیلانی صاحب جماعتی لاہور

محترم میجر (ر) پیر سید سجاد حسین گیلانی صاحب کا تعلق کہروڑ پکا سے ہے۔ آج کل آپ لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔ آپ کا تعلق سادات عالیہ کے مقدس و روحانی خانوادے سے ہے۔ آپ بڑے ہی منکسر المزاج، سادہ طبیعت، متقی، پاکباز، مخلص اور ایماندار انسان ہیں۔ اپنے پیر و مرشد حضور فخر ملت سے آپ کو عشق کی حد تک محبت و لگن ہے۔

آپ پابند صوم وصلوٰۃ اور احکام شریعت کے پابند ہیں۔ حضور فخر ملت کے تمام ارشادات کی پیروی کرنا اپنے لیے باعث فخر سمجھتے ہیں۔ آپ کی طبیعت میں فقط عاجزی پائی جاتی ہے۔ مذہبی و روحانی شخصیت ہیں۔ جو بھی دعا فرماتے ہیں اللہ پوری فرما دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مخلوق خدا آپ کے پاس دعا کروانے کیلئے حاضر ہوتی ہے۔ جہاں بھی حضور فخر ملت کا جلسہ ہوتا تھا آپ وہاں پہنچ جاتے تھے اور ان کا استقبال کیا کرتے تھے۔ علی پور شریف میں بھی ہر چھوٹے

بڑے پروگرام میں آپ کی حاضری یقینی ہوتی تھی۔ سلسلہ عالیہ کی خدمت آپ اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے تھے۔ تمام یارانِ طریقت آپ کا احترام کرتے ہیں اور آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جب حضور فخر ملت علیہ الرحمہ نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا تو آپ کے دل کی دنیا بدل گئی اور آپ روحانیت کی بلندیوں پر پہنچ گئے۔ حقیقت کے راز جان لینے کے بعد اور اپنے پیرو مرشد کے میخانۂ عشق ومحبت سے جام پی لینے کے بعد آپ نے روز وشب ذکر خدا اور ذکر مصطفیٰ ﷺ میں بسر کرنے شروع کر دیئے۔ پیر خانہ کی بار بار حاضری اور اطاعت واتباع مرشد آپ کا اولین فریضہ بن گیا۔ اپنے مرشد گرامی سے محبت آپ کی پہچان ہے۔ آپ محفلوں کی رونق اور محبتوں اور خوشبوؤں کا پیغام ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے تصدق سے آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

(۲۰) محترم حضرت زاہد حسن فریدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ اسلام آباد

محترم زاہد حسین فریدی صاحب قبلۂ عالم امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے مرید صادق ہیں۔ آپ ایک عظیم روحانی شخصیت ہیں۔ حضور فخر ملت آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی نے قطب وقت دیکھنا ہو تو وہ زاہد حسین فریدی صاحب کی زیارت کر لے۔ آپ فنا فی الشیخ کے درجے پر فائز ہیں۔ آپ تلہ گنگ کالج کے ریٹائرڈ پرنسپل ہیں۔ بے شمار مرتبہ مدینہ منورہ کی حاضری سے فیضیاب ہوئے۔ حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت عطا فرمائی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کیلئے آپ کی خدمات کو سراہا۔ فریدی صاحب متقی، پرہیزگار، صاف گو، پیکر وفا، اور سچے عاشق رسول و عاشق حضرت امیر ملت ہیں۔ پیرانہ سالی کے باوجود علی پور شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور اپنے پیرو مرشد کے روضہ پر حاضری دیتے ہیں۔ یارانِ طریقت آپ کا بے حد احترام کرتے ہیں۔

(۲۱) حافظ ظفر حسن فریدی صاحب اسلام آباد

محترم حافظ ظفر حسن فریدیؔ صاحب زاہد حسن فریدی صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ حبیب بنک اسلام آباد میں زونل چیف کے عہدے سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ آپ بھی اپنے بھائی کی طرح اپنے پیر خانے سے خاص نسبت ومحبت رکھتے ہیں۔ حضور فخر ملت آپ کے ساتھ خاص شفقت ومہربانی کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔

حافظ ظفر حسین صاحب نہایت ہی سادہ طبیعت اور حکیم الطبع ہیں۔ حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔ اور اپنے روحانی فیوضات سے آپ کو مستفید کیا۔ ہر سال عرس شریف کے موقع پر علی پور شریف میں حاضری ان کا معمول ہے۔ شریعت وطریقت کی مکمل پابندی کرتے ہیں۔ حسن اخلاق وحسن سلوک آپ کا وطیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین!

(۲۲) محترم حاجی صادق صاحب چکوال

محترم حاجی صادق جماعتی کا تعلق چکوال سے ہے۔ نہایت ہی متقی و پرہیزگار انسان ہیں۔ فرائض وواجبات کی ادائیگی بڑی ذمہ داری سے کرتے ہیں۔ چکوال میں یاران طریقت کی خدمت اور ان سے رابطہ ونسبت رکھنا آپ کی بڑی خوبی ہے۔ حضور فخر ملت نے آپ کو بھی خلافت واجازت سے نوازا ہے۔ اور یوں آپ پر انوار وتجلیات روحانی کی بارش ہوئی۔ اور آپ کے درجات کی بلندی کا باعث بنی۔ خلافت ملنے کے بعد آپ نے بڑی جانفشانی سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خدمت کی۔ پیر خانہ سے محبت اور حضور فخر ملت سے دلی عقیدت آپ کی پہچان ہے۔ شعائر اسلامی کی تبلیغ اور عمل صالح آپ کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔

(۲۳) محترم حاجی عبدالغفور صاحب جماعتی پتوکی

محترم حاجی عبدالغفور جماعتی پتوکی سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ خوش الحان ثنا خوان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت آپ سے بڑی شفقت اور محبت کا اظہار فرماتے تھے۔ اور خاص طور پر آپ سے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سنا کرتے تھے۔ حاجی صاحب جب اپنی سوز وگداز میں ڈوبی مترنم آواز کے ساتھ مدحت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کرتے تو ہزاروں دل عشق رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز ہو جاتے۔ اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں چمکنے لگتے ہیں۔ حاجی عبدالغفور جماعتی صاحب کو حضور قبلہ فخر ملت نے عرس مبارک کے مقدس موقع پر خلافت و اجازت سے نوازا۔ پتوکی میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کی ترویج واشاعت میں آپ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اور ہر سال یاران طریقت کی ایک بڑی تعداد کے ہمراہ علی پور شریف میں عرس مبارک کے موقع پر حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ آپ وہ خوش نصیب ثناء خوان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو خواب میں دو بار زیارت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل ہوا ہے۔

(۲۴) محترم حضرت پیر محمد سجاد صاحب قصوری لاہور

محترم حضرت پیر محمد سجاد صاحب قصوری ایک علمی و مذہبی شخصیت کے حامل ہیں۔ حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا اور آپ پر خصوصی عنایات و اکرام کی بارش کی۔ آپ نہایت ہی پاکباز و متقی شخصیت ہیں۔ دین اسلام کا پرچار اور خدمت خلق آپ کا وطیرہ ہے۔ پیر محمد سجاد صاحب قصوری اپنے پیر خانے سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ اور روحانیت و طریقت کے مسافر ہیں۔ سچائی و ایمانداری آپ کی طبیعت کا لازمی جزو ہے۔

احکام الٰہی اور اتباع رسول ﷺ کو مقدم سمجھتے ہیں۔ اور شریعت و طریقت کے پابند ہیں۔ حضور فخر ملت کی خصوصی نگاہ ولایت اور فیوضات امیر ملت سے آپ فیض یاب ہیں۔ اور عشق سرور دو عالم ﷺ کی دولت لازوال سے مالا مال ہیں۔ آپ علمی و مذہبی شخصیت ہیں۔ دینی و اسلامی حلقوں میں آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

(۲۵) محترم سید نصر اللہ شاہ ستاری صاحب کہروڑ پکا

محترم سید نصر اللہ شاہ ستاری صاحب خلیفہ مجاز حضور قبلہ فخر ملت کہروڑ پکا کے رہنے والے ہیں۔ آپ ایک بلند پایہ خطیب اور سچے عاشق رسول ہیں۔ حضور قبلہ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے کمال سخاوت اور فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قبلہ شاہ صاحب کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ اور یوں آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ میں خصوصی خدمت کا موقع ملا۔ آپ ہر سال علی پور شریف میں عرس مبارک کے موقع پر حاضری دیتے ہیں۔

حضور فخر ملت کی موجودگی میں آپ عرس پاک کے موقع پر خطاب فرمایا کرتے تھے۔ اور حضور فخر ملت آپ کی خطابت کو سراہتے تھے۔ کہروڑ پکا میں مذہبی و اسلامی حلقوں میں آپ کو بڑی قدر و منزلت حاصل ہے۔ اور آپ اہل علاقہ کو اپنے فیوضات و برکات سے مستفید کرتے ہیں۔

(۲۶) جناب محترم پیر سید زمرد حسین شاہ گیلانی کہروڑ پکا

قلب زمرد کی یہی ہے آرزو
ذکر نبی ﷺ ہو ہر گھڑی فریاد ہے

جناب محترم پیر سید زمرد حسین شاہ گیلانی کہروڑ پکا کے رہنے والے ہیں۔ آپ آستانہ عالیہ مجددیہ چراغیہ کہروڑ پکا کے سجادہ نشین ہیں۔ اور حضرت پیر سید چراغ النبی شاہ گیلانی کے

خاندانِ مقدسہ کا چشم و چراغ ہیں۔ آپ بڑے ہی خوش اخلاق، خوش اطوار مومن کامل ہیں۔ اسلام کے روحانی فیوضات کے وارث ہیں۔ آپ کی دعوت پر حضور قبلہ فخر ملت ہر سال کہروڑپکا سالانہ عرس مبارک پیر سید چراغ النبی شاہ گیلانی کی روحانی و نورانی تقریب میں شرکت کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔ جہاں پر شاہ صاحب اپنے مریدین کے ہمراہ حضور فخر ملت کا استقبال کیا کرتے تھے۔ حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔ آپ وفاؤں اور محبتوں کا پیکر ہیں۔ اور مخلوق خدا کی خدمت آپ کی زندگی کا اولین مقصد ہے۔ ہمہ وقت اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر کاربند رہتے ہیں۔

(۲۷) محترم حاجی اکرم صاحب جماعتی پتوکی

حضور قبلہ فخر ملت نے عرس مبارک کے موقع پر حاجی محمد اکرم جماعتی کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ پتوکی میں سلسلہ عالیہ کی خدمت میں پیش پیش رہتے ہیں۔ حضور فخر ملت ہر سال آپ کی دعوت پر پتوکی تشریف لاتے تھے۔ جہاں پر تمام یاران طریقت ان کا استقبال کیا کرتے تھے۔ پتوکی میں اکثر حضور فخر ملت حاجی محمد اکرم جماعتی صاحب کے گھر میں قیام فرماتے تھے۔ حاجی صاحب پتوکی کے دورہ کے دوران حضور فخر ملت کے ہمراہ ہوتے اور اپنے پیر و مرشد کی خدمت بجالاتے۔ حضور فخر ملت نے آپ کو اپنے خصوصی فیوضات سے مستفید کیا۔ اور آپ ہر وقت یاران طریقت کی خدمت کیلئے کمربستہ رہتے ہیں۔

(۲۸) محترم حافظ محمد رمضان صاحب لمبے جاگیر بھائی پھیرو

محترم حافظ رمضان صاحب لمبے جاگیر بھائی پھیرو کے رہائشی اور حضور فخر ملت کے منظور نظر ہیں۔ حضور فخر ملت نے عرس مبارک علی پور شریف میں آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ اور آپ کی دستار بندی کی۔ حافظ صاحب ہر سال پیر صاحب کو اپنے علاقے میں خطاب کی دعوت دیتے تھے اور حضور فخر ملت جمعۃ المبارک پڑھانے لمبے جاگیر بھائی پھیرو تشریف لے جاتے تھے۔ یہ علاقہ آپ کے خصوصی کرم و فیض کا دلدادہ ہے۔ آپ شاہ جماعت جامع مسجد میں خطبۂ جمعہ دیتے تو ہزاروں کی تعداد میں مخلوق خدا آپ کا خطاب دلنواز سن کر باغ باغ ہو جاتی۔ اس عظیم الشان روحانی محفل کے انعقاد کے روح رواں جناب محترم حافظ محمد رمضان جماعتی ہوتے۔

(۲۹) محترم پروفیسر منشاد علی صاحب بہاولپور

پروفیسر منشاد علی شاہ صاحب کا تعلق بہاولپور کی سرزمین سے ہے۔ آپ بڑے متقی، پرہیزگار اور منکسر المزاج ہیں۔ آپ ایک عرصہ تک آستانہ عالیہ علی پور شریف میں سالانہ عرس مبارک کے انتظام وانصرام اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیتے رہے۔

حضور قبلہ فخر ملت نے آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ آپ ایک علمی و مذہبی شخصیت ہیں۔ اپنے مرشد خانہ سے آپ کو کمال قلبی لگاؤ اور محبت ہے۔ پیرانہ سالی کے باوجود آپ ہر سال علی پور شریف سے حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ حضور قبلہ فخر ملت ایک دفعہ آپ کی عیادت کیلئے بہاولپور آپ کے گھر بھی تشریف لے گئے۔ اور آپ سے خصوصی شفقت و محبت کا اظہار فرمایا۔

محترم پروفیسر منشاد علی صاحب نے اپنی ساری زندگی خدمت اسلام کیلئے وقف کئے رکھی۔ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کے پرچار کیلئے ہمیشہ کوشاں رہے۔

(۳۰) محترم جنرل (ر) حافظ منور سلہریا صاحب راولپنڈی

محترم جناب جنرل (ر) حافظ منور سلہریا بھی بدر المشائخ، جانشین حضرت امیر ملت جناب حضرت فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے فیوضات عالیہ سے فیض یاب ہوئے۔ اور آپ کو خلافت کی دستار عطا ہوئی۔ سالانہ عرس مبارک علی پور شریف میں حضور فخر ملت نے آپ کو دستار باندھی اور دعا فرمائی۔ جنرل صاحب عجز و انکساری و خلوص و وفا کا پیکر ہیں۔ اپنے مرشد و مرشد خانہ سے محبت اور لگن آپ کا وصف خاص ہے۔ ہر سال عرس مبارک کے موقع پر حاضری دیتے ہیں۔ اور سلسلہ عالیہ کی خدمت دل و جان سے کرتے ہیں۔ بڑے ہی متقی اور پابند صوم وصلوٰۃ ہیں۔ حضور فخر ملت آپ سے خصوصی شفقت و مہربانی کا سلوک فرمایا کرتے تھے اور آپ کو اپنے فیوضات سے نوازتے تھے۔

(۳۱) محترم حافظ علی احمد صاحب راولپنڈی

جناب محترم حافظ علی احمد صاحب کا تعلق راولپنڈی سے ہے۔ بڑے خوش اخلاق قسم کے انسان ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ خلوص، محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں۔ آپ کا شمار بھی حضور فخر ملت کے چاہنے والوں میں ہوتا ہے۔ آپ اپنے شیخ طریقت کا تذکرہ بڑی محبت کے

ساتھ کرتے تھے۔ اور حضور فخر ملت کے انعامات واکرام کو بیان کرتے ہیں۔ حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔ تب سے آپ سلسلہ عالیہ کی ترویج واشاعت کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔ اور اپنے پیرومرشد کا ذکر خیر کرتے ہیں۔

حافظ احمد علی صاحب نیک دل، پارسا انسان ہیں۔ اور ایثار وقربانی کا جذبہ رکھتے ہیں۔ مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک آپ کا عمل صالح ہے۔

(۳۲) محترم حضرت مفتی غلام رسول جماعتی صاحب

جناب محترم مفتی غلام رسول صاحب جماعتی حضور قبلہ فخر ملت کے استاد گرامی قدر تھے۔ حضور فخر ملت نے درس نظامی اور علوم اسلامیہ کی تعلیم مفتی صاحب سے حاصل کی۔ مفتی غلام رسول صاحب عرصہ ۳۰ سال تک علی پور شریف کے مدرسہ میں مدرس کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ بلند پایہ خطیب، عالم بے بدل اور مفتی اعظم تھے۔ علمی و مذہبی شخصیت تھے۔ حضور فخر ملت کے منظور نظر تھے۔ آپ اپنے شاگرد رشید کے دست حق پرست پر لندن میں بیعت ہوئے۔ اور جب علی پور شریف میں عرس مبارک کے موقع پر تشریف لائے تو حضور فخر ملت نے آپ کو دستار خلافت عطا فرمائی۔ اور ساتھ ہی آپ کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ مفتی صاحب فرماتے تھے کہ اگرچہ امام اعظم ابوحنیفہ اپنے وقت کے امام اور جید عالم دین تھے مگر انہوں نے بھی کامل شیخ طریقت کی بیعت کی تھی۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کی شکل میں ایک کامل شیخ طریقت مل گیا ہے۔ اس لیے میں نے اپنی نجات کیلئے ان کی بیعت کی ہے۔

(۳۳) محترم حاجی اسماعیل جماعتی صاحب

جناب محترم حاجی اسماعیل جماعتی حضور فخر ملت کے استاد بھی ہیں۔ اور منشی کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔ حاجی اسماعیل صاحب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ کو سجادہ نشین علی پور شریف کے ساتھ منشی کے طور پر فرائض انجام دینے کا موقع ملا۔ آپ بڑے ہی منکسر المزاج اور حلیم الطبع ہیں۔ سادگی اور عاجزی کا پیکر ہیں۔ سارا سارا دن علی پور شریف میں حاضر رہتے ہیں اور اپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔ حضور فخر ملت نے آپ کو حج بیت اللہ کیلئے بھیجا اور خلافت و اجازت سے نوازا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ اور خاندان امیر ملت کیلئے آپ کی خدمات قابل

ستائش ہیں۔ پیرانہ سالی کے باوجود علی پور شریف میں حاضر رہتے ہیں اور سجادہ نشین پنجم و جانشین امیر ملت محدث علی پوری حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ صاحب کے احکامات بجالاتے ہیں۔ حضور فخر ملت آپ پر خصوصی عنایات فرماتے تھے اور آپ کے ساتھ شفقت و مہربانی کا سلوک فرماتے تھے۔

(۳۴) حضرت پیر سید ولی حسین شاہ جماعتی سجادہ نشین چادر والی سرکار ملتان شریف

جناب محترم المقام حضرت پیر سید ولی حسین شاہ جماعتی سجادہ نشین چادر والی سرکار ملتان شریف بڑے عالی مقام و بلند مرتبت پیر طریقت ہیں۔ آپ عالی ظرف، ابن العارف ربانی ہیں۔ مذہبی و روحانی حلقوں میں آپ کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ آپ اپنے بزرگوں کے چشمۂ فیض روحانی کے وارث و نگران ہیں۔ مخلوق خدا کی خدمت اور ان سے محبت آپ کا شیوہ ہے۔ آپ کو حضور فخر ملت سے خصوصی نسبت تھی۔ حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت و اجازت کے ساتھ ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ اور آپ پر ڈھیروں انعامات و اکرام کی بارش کی۔

حضور فخر ملت ہر سال خصوصی دعوت پر آستانہ عالیہ چادر والی سرکار تشریف لے جاتے تھے اور عظیم الشان جلسے سے خطاب فرماتے۔ آپ کا خطاب دلنواز سننے کیلئے دور دراز سے لوگ تشریف لاتے۔ اور آپ کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہوتے۔ جناب حضرت پیر ولی حسین شاہ جماعتی خوش خلق اور حلیم الطبع روحانی بزرگ ہیں۔ جو حضور سرور دو عالم ﷺ کے فیوضات عالیہ کو دنیا میں عام کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

(۳۵) حضرت پیر سید علی حسین شاہ صاحب جماعتی ملتان شریف

محترم صاحبزادہ حضرت پیر سید علی حسین شاہ جماعتی چادر والی سرکار کے نور نظر ہیں۔ آپ بڑے شریف النفس اور عجز و انکساری کا پیکر ہیں۔ حضور فخر ملت آپ سے بہت شفقت و مہربانی کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ صاحبزادہ صاحب روحانی شخصیت ہیں۔ اور اتباع رسول عربی کے پابند ہیں۔ حضور فخر ملت نے آپ کو بھی خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ ہر سال سالانہ عرس پاک کے موقع پر اپنے مریدین کے ہمراہ علی پور تشریف لاتے ہیں۔ اور فیوضات امیر ملت محدث علی پوری سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ خدا حضور سرور کائنات ﷺ کے تصدق آپ کو خیر و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین!

(۳۶) حضرت پیر سید نور حسین شاہ جماعتی ملتان شریف

صاحبزادہ حضرت پیر سید نور حسین شاہ صاحب جماعتی بھی جگر گوشہ چادر والی سرکار ہیں۔آپ کو بھی حضور فخر ملت سے خصوصی فیض ونسبت حاصل ہے۔حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت کی دستار باندھی اور سلسلہ عالیہ کی ترویج واشاعت کے عظیم مشن کی ذمہ داری سونپی۔آپ بڑے متقی وپارسا اور پرہیزگار شخصیت کے حامل ہیں۔آپ بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلاف کی یادوں کو تازہ کرتے ہیں۔اور دین مصطفیٰ کی سربلندی کیلئے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں۔اللہ آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں۔اور آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خدمت کے فرائض انجام دیتے رہیں۔اور مخلوق خدا کو فیض یاب کرتے رہیں۔

(۳۷) جناب محترم قاری عبدالکریم صاحب کہروڑ پکا

ثناء خوان مصطفیٰ جناب محترم قاری عبدالکریم صاحب کہروڑ پکا ملتان شریف کے رہنے والے ہیں۔بڑے خوش الحان ثناء خوان مصطفیٰ ہیں۔حضور قبلہ فخر ملت آپ سے مناقب حضور امیر ملت سنا کرتے تھے۔قاری صاحب موصوف جب اپنی سوز وگداز میں ڈوبی آواز کے ساتھ منقبت شریف علی پور کو چل ترنم سے پڑھتے تو عجیب سماں ہوتا تھا۔حضور قبلہ فخر ملت نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔اور آپ پر روحانی فیوضات کی بارش کی۔

قاری عبدالکریم صاحب بڑے متقی، پرہیزگار اور ملنسار انسان ہیں۔اپنے پیر خانہ کا احترام حد بدرجہ کرتے ہیں۔آپ کو حضور قبلہ فخر ملت سے بڑی محبت ہے۔آپ اپنے پیر ومرشد کا تذکرہ کرتے ہیں۔اور ہر وقت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کے پرچار میں مصروف عمل رہتے ہیں۔قاری صاحب محفل میلاد میں شرکت کیلئے کئی بار انگلینڈ تشریف لے گئے ہیں۔

(۳۸) جناب محترم حاجی محمد خالد جماعتی صاحب سانگلہ ہل

جناب محترم حاجی محمد خالد صاحب سانگلہ ہل کے رہنے والے ہیں۔حضور قبلہ فخر ملت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے کمال شفقت وفیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔محترم حاجی خالد صاحب بڑے ہی محبت کرنے والے انسان ہیں۔یاران طریقت کے ساتھ خصوصی محبت کا اظہار فرماتے ہیں۔علی پور میں منعقدہ تمام پروگراموں میں شرکت فرماتے ہیں۔بڑے ہی متقی وپارسا ہیں۔ایماندار وخلوص ووفا کا پیکر ہیں۔اپنے عظیم شیخ

طریقت حضور فخر ملت اور حضور ظفر الملت سے آپ کو عشق ہے۔ جذبہ ایثار و قربانی آپ کا شیوہ ہے۔ حضور فخر ملت بھی آپ پر خصوصی نگاہ کرم و لطف و عنایات فرماتے تھے۔ اور آپ کے جذبہ محبت کو سراہتے تھے۔ خدا آپکی سلسلہ کیلئے خدمات کو قبول منظور فرمائے۔ آمین!

(۳۹) حضرت خواجہ سمیع الحسن صاحب نقشبندی جماعتی کراچی

آپ کی ولادت ۲ مئی ۱۹۲۰ء کو آگرہ (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کا تعلق سید گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد گرامی خواجہ نور الحسن صاحب ایک بڑے بزرگ تھے۔ اور آپ کے دادا حضرت سید عادل شاہ صاحب حضرت سید امراؤ علی شاہ صاحب قلندر کے خلفاء میں سے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد آپ یکم نومبر ۱۹۴۷ء کو کراچی میں تشریف لائے۔ محکمہ ٹیلیفون میں ملازم تھے۔ محکمے کی طرف سے دیئے گئے مکان میں رہائش پذیر رہے۔ خواجہ صاحب حضور حاجی ذاکر علی صدیقی رہتکی خلیفہ مجاز حضور قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔

حضرت خواجہ سمیع الحسن صاحب کو اپنے پیر و مرشد سے بے انتہا محبت تھی۔ ہر روز ان کی خدمت میں حاضری دیتے۔ پیر و مرشد کو بھی ان سے محبت تھی۔ اور وہ خواجہ صاحب کو بھوکا قلندر کہتے۔ آپ کے مرشد نے آپ کو تعویزات کی اجازت دی۔ اور مخلوق خدا کی خدمت کا موقع دیا۔ اور حضرت خواجہ صاحب کے چھوٹے سے گھر کو آستانہ میں بدل دیا۔ مخلوق خدا سینکڑوں کی تعداد میں آپ کے پاس تعویزات لینے آتی۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ صاحب نے حضور فخر ملت سے عرض کی کہ لوگ پتا نہیں دنیا بھر سے کیسے میرے پاس آجاتے ہیں۔ خط بھیجتے ہیں۔ اور فون بھی کرتے ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت نے ارشاد فرمایا: خواجہ صاحب فرشتے آپ کا نمبر ملا کر دیتے ہیں۔

حضور قبلہ فخر ملت نے اس موقع پر ایک حدیث شریف بھی سنائی جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ پاک ایسے مخصوص لوگوں کو خاص طور پر پیدا فرماتا ہے۔ جو اس کی مخلوق کی خدمت کرتے ہیں۔ اور حضور فخر ملت نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ صاحب بھی ان ہی خاص لوگوں میں سے ہیں جو اس کی مخلوق کی خدمت کیلئے پیدا کیئے گئے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور فخر ملت نے کراچی میں سالانہ جلسے کے موقع پر حضرت خواجہ صاحب کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ دیکھو کتنے نورانی ہو گئے

ہیں۔ان کے چہرے کی زیارت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔اور بخشش ہو جاتی ہے۔چونکہ حضور حاجی ذاکر علی صاحب صدیقی رہتکی جو کہ حضور قبلہ عالم کے خلیفہ مجاز تھے نے اپنی زندگی ہی میں کہہ دیا تھا کہ ہم دنیا میں نہ ہونگے صرف حضور فخر ملت کا دور دورہ ہوگا میرے بعد انھیں نہ چھوڑنا۔چنانچہ ان کے وصال کے بعد حاجی صاحب کے تمام مریدین نے حضور فخر ملت سے تجدید بیعت کی۔خواجہ سمیع الحسن صاحب نے بھی علی پور شریف میں حاضر ہو کر حضور قبلہ فخر ملت سے بیعت کی۔

ایک مرتبہ ۱۹۸۱ء یا ۱۹۸۲ء میں حضور فخر ملت P.E.C.H.S کراچی میں حافظ محمد اقبال صاحب کے ہاں موجود تھے۔جہاں آپ کراچی میں ہمیشہ قیام فرمایا کرتے تھے۔حضور قبلہ فخر ملت نے کمال فیاضی و مہربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خواجہ صاحب کو دستار خلافت باندھی۔اور دعا فرمائی۔خواجہ صاحب نے ساری زندگی مخلوق خدا کی خدمت کی۔آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی بڑی خدمت کی۔ہر جمعہ بعد از نماز عصر آپ محفل ختم خواجگان شریف اپنی رہائش گاہ پر منعقد کرواتے جس میں کثیر تعداد میں پیر بھائیوں اور یاران طریقت کی شرکت ہوتی۔اور سلسلہ عالیہ کے فیوضات سے فیض یاب ہوتے۔

حضرت خواجہ صاحب بڑے متقی، پرہیزگار، اور پارسا تھے۔آپ تمام عمر تہجد کی نماز ادا کر لینے کے بعد درود شریف ہزارہ پڑھتے تھے۔پھر نماز فجر ادا کرتے اور اس کے بعد ایک منزل تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کرتے۔اور سات دنوں میں ایک قرآن پاک مکمل کرتے۔حضرت خواجہ سمیع الحسن نے ۸۷ برس کی عمر میں ۲۳ رمئی ۲۰۰۷ء کو وفات پائی۔آپ کو کراچی میں آپ کے مرشد کریم حضور حاجی ذاکر علی صاحب صدیقی رہتکی کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

(۴۰) حضرت خواجہ فخر الحسن صاحب (المعروف ندیم بھائی) کراچی

جناب خواجہ فخر الحسن صاحب نقشبندی جماعتی المعروف ندیم بھائی یکم نومبر ۱۹۶۵ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔آپ حضرت خواجہ سمیع الحسن صاحب نقشبندی کے صاحبزادے ہیں۔آپ نے ابتدائی تعلیم کراچی ہی سے حاصل کی۔۱۹۸۷ء میں آپ نے B.S.C کا امتحان نمایاں نمبروں سے پاس کیا۔پھر آپ محکمہ ماحولیات سندھ میں بطور آفس سپرنٹنڈنٹ ملازم ہو

گئے۔ حضور فخر ملت نے ۱۹۹۶ء میں آپ کا نکاح حضور حاجی ذاکر علی رحمتہ اللہ علیہ کی خلیفہ مجاز حضور قبلہ عالم کی نواسی کے ساتھ پڑھایا۔ جن سے آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ جن میں سے تین بچے قرآن پاک کے حافظ ہیں۔ خواجہ صاحب نے ۱۹۸۰ء کو علی پور شریف میں حضور قبلہ فخر ملت سے بیعت کی۔ خواجہ سمیع الحسن کے وصال کے بعد ان کے چہلم کے موقع پر حضور قبلہ فخر ملت آپ کے سر پر دستار رکھی پھر اگلے ہی سال ۱۱ مئی ۲۰۰۸ء کو عرس شریف کے موقع پر دوبارہ آپ کی دستار بندی کی۔

حضرت خواجہ فخر الحسن صاحب سلسلہ عالیہ کی بھرپور خدمت کر رہے ہیں۔ تمام محافل و ختم خواجگان شریف اسی طرح سے جاری ہیں۔ خواجہ صاحب کراچی میں حضور امیر ملت اور حضور فخر ملت کے روحانی فیض کی ترویج کیلئے کوشاں ہیں۔ مئی و اگست میں حضور قبلہ عالم کا عرس شریف کراچی میں مناتے ہیں۔ جولائی میں حضور فخر ملت کا عرس پاک مناتے ہیں۔ آپ کے پاس ہر وقت لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ جو روحانی فیض لینے کیلئے آتے ہیں۔

خواجہ صاحب نے نشر و اشاعت کی ترویج کیلئے حضور فخر ملت کی اجازت سے ایک ویب سائیٹ www.ameermillat.org بھی شروع کر رکھی ہے۔ جو دنیا بھر میں دیکھی اور پڑھی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلسلہ عالیہ کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(۴۱) جناب باقر علی صدیقی صاحب کراچی

جناب محترم باقر علی صدیقی صاحب حضرت حاجی ذاکر علی صدیقی رحمتہ اللہ علیہ صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کا تعلق اور نسبت روحانی خانوادے سے ہے۔ آپ کے والد گرامی قدر ایک عظیم بزرگ اور پیر تھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کیلئے ان کی بڑی خدمات تھیں۔ محترم باقر علی صاحب اپنے بزرگوں کی اقدار اور نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمہ وقت سلسلہ کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے آپ پر خصوصی نگاہ فرماتے ہوئے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ جناب محترم باقر علی صدیقی صاحب بڑے ہی متقی، ملنسار، منکسر المزاج، پارسا اور تحمل اور برداشت اور بردباری کا پیکر ہیں۔ مخلوق خدا کی خدمت کر کے آپ کو بڑی روحانی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

(۴۲) جناب محترم ناصر جمیل قریشی صاحب کراچی

جناب محترم ناصر جمیل قریشی صاحب بڑے ہی شفقت ومحبت سے پیش آنے والے عظیم انسان ہیں۔آپ ہر چھوٹے بڑے عرس پاک اور ختم پاک کے موقع پر علی پور شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔اور اپنے مرشد خانہ کے ساتھ محبت کا اظہار کرتے ہیں۔جانشین حضرت امیر ملت حضور قبلہ فخر ملت نے عرس پاک کے موقع پر آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔اور آپ کے سر پر دستار باندھی۔

محترم ناصر جمیل قریشی صاحب خوش اخلاق، خوش گفتار، انسان ہیں۔ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں۔جملہ یاران طریقت کے ساتھ محبت سے ملتے ہیں۔ کراچی میں حضور فخر ملت کے دورہ کے دوران آپ ان کے ہمراہ ہوتے تھے۔اور ہمہ وقت اپنے پیرومرشد کی خدمت اقدس بجالاتے تھے۔خلافت واجازت ملنے کے بعد آپ میں عجز وانکساری وخلوص ووفا کا جذبہ غالب ہے۔اور سادہ زندگی گزارنا پسند فرماتے ہیں۔خدا آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔آمین!

(۴۳) جناب محترم حضرت سید اصغر حسین شاہ صاحب کراچی

محترم سید اصغر حسین شاہ صاحب کراچی میں حضور قبلہ فخر ملت کے خلیفہ مجاز ہیں۔آپ دینی اقدار کے پاسدار ہیں۔احکام خداوندی کو مقدم جانتے ہیں۔اور عشق رسول عربی کا پیکر ہیں۔آپ کی خدمات کے صلہ میں حضور قبلہ فخر ملت نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت کی ذمہ داری سونپی۔

حضرت سید اصغر حسین شاہ صاحب پر حضور قبلہ فخر ملت خصوصی شفقت ومہربانی کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔آپ بھی اپنے مرشد خانہ سے بہت محبت کرتے تھے۔آستانہ عالیہ علی پور شریف میں حاضری دیتے اور اپنے مرشد خانہ کا ذکر خیر بڑے فخر کے ساتھ کرتے۔کراچی میں آپ یاران طریقت کے ساتھ رابطہ میں رہتے ہیں۔اور مخلوق خدا کی خدمت کرتے ہیں۔

(۴۴) حضرت صوفی مشتاق احمد صاحب کراچی

جناب محترم صوفی مشتاق احمد صاحب بڑے ہی پارسا اور نیک دل انسان ہیں۔ہر سال عرس مبارک کے موقع پر آستانہ عالیہ علی پور شریف میں حاضری دیتے ہیں۔حضور پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے کمال فیاضی کے ساتھ آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔اور آپ

کیلئے دعا فرمائی۔

صوفی مشتاق صاحب کراچی میں سلسلہ عالیہ جماعتیہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت کیلئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ یاران طریقت اور مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک فرماتے ہیں۔ اور حضور امیر ملت محدث علی پوری و حضور فخر ملت کا ذکر خیر ہر گھڑی کرتے ہیں۔ اپنے پیر و مرشد کی طرح لوگوں میں صحیح اخلاق اقدار کو اجاگر کرتے ہیں۔

(۴۵) جناب حضرت قاری دلشاد احمد صاحب کراچی

جناب حضرت قاری دلشاد احمد صاحب کراچی میں پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کے خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ ہر وقت اپنے پیر و مرشد اور پیر خانہ کی خدمت میں مصروف عمل رہتے ہیں۔ اور سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت میں مگن رہتے ہیں۔

نہایت ہی متقی و پارسا ہیں۔ یاران طریقت کیساتھ بڑے ادب و احترام کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ ملنسار اور خوش مزاج طبیعت کے حامل ہیں۔ حضور فخر ملت کے دورۂ کراچی کے موقع پر آپ ہر جگہ ان کے ساتھ موجود رہتے ہیں۔ اور جلسوں کے انتظامات میں اپنی خدمات پیش کرتے تھے۔ حضور فخر ملت کی آپ پر خصوصی نگاہ ولایت تھی۔ آپ ان پر بڑی شفقت و مہربانی کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ آپ بھی دل و جان سے اپنے عظیم مرشد کی خدمت بجالاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ قاری صاحب کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین!

(۴۶) حضرت غلام مصطفیٰ بیگ صاحب کراچی

جناب محترم حضرت غلام مصطفیٰ بیگ صاحب خلیفہ مجاز حضور فخر ملت تھے۔ آپ آستانہ عالیہ علی پور شریف کے فیوضات سے فیضیاب ہوئے۔ اور حضور فخر ملت نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ ۹ ر جولائی ۱۹۹۳ء کو اس جہان فانی سے پردہ فرما گئے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت کیلئے جو خدمات انجام دیں وہ قابل ستائش ہیں۔ آپ کو کراچی میں دفن کیا گیا۔

(۴۷) حضرت سید اخلاق علی شاہ صاحب کراچی

حضرت سید اخلاق شاہ صاحب بھی حضور فخر ملت کے خلیفہ مجاز تھے۔ بڑے ہی متقی اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ پیر خانہ سے محبت کرتے تھے۔ آپ کو بھی حضور فخر ملت نے خلافت و

اجازت سے نوازا۔ آپ نے 11 جولائی 1997ء کو کراچی میں وصال فرمایا۔ خدا آپ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

(۴۸) حضرت سید خوش نصیب خان صاحب کراچی

جناب محترم حضرت سید خوش نصیب خان (مرحوم) 22 جنوری 2010ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ بڑے ہی اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ ظرف کے مالک تھے۔ آپ نے بڑی جانفشانی کے ساتھ سلسلہ عالیہ کی خدمت کی۔ آپ حضور قبلہ فخر ملت کے منظور نظر افراد میں شامل تھے۔ اور آپ نے ان کو خلافت عطا فرمائی۔

(۴۹) حضرت سید مظفر علی صاحب کراچی

حضرت سید مظفر علی صاحب کراچی میں جانشین حضرت امیر ملت محدث علی پوری حضور فخر ملت کے خلیفہ مجاز تھے۔ جو دن رات اپنے پیر خانہ کی خدمت اور پرچار میں مصروف عمل رہتے تھے۔ آپ نے 19 رمضان المبارک 1425ھ بمطابق 3 نومبر 2004ء کو وفات پائی۔ اور کراچی میں مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں جگہ عطا فرمائیں۔ آمین!

(۵۰) حضرت راشد حسن قادری صاحب کراچی

جناب محترم راشد حسن قادری صاحب بھی کراچی میں حضور فخر ملت کے خلیفہ مجاز تھے۔ بڑے ہی پاکباز و پارسا فطرت کے حامل تھے۔ سلسلہ عالیہ کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے۔ ہر کسی کے ساتھ محبت و شفقت کا سلوک کرتے تھے۔ آپ نے 29 جولائی 1994ء کو وفات پائی۔

(۵۱) حضرت ابرار صاحب کراچی

حضرت ابرار صاحب بھی حضور فخر ملت کے کراچی میں خلیفہ تھے۔ نیک سیرت انسان تھے۔ ہمہ وقت ذکر خدا اور ذکر رسول اللہ ﷺ میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کو آستانہ عالیہ علی پور شریف سے بہت محبت تھی۔ آپ نے 11 فروری 2010ء کو وفات پائی۔ خدا آپ کو جنت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

(۵۲) حضرت زبیر عالم چشتی صاحب کراچی

جناب محترم حضرت زبیر عالم چشتی صاحب بھی وہ خوش نصیب انسان تھے جن کو حضور

فخر ملت نے خلافت سے نوازا۔ اور آپ پر انعام واکرام کی بارش کی۔ آپ اپنے مرشد کریم سے بڑی محبت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے کراچی میں 10 اگست 2007ء کو وفات پائی۔

(۵۳) جناب حضرت فیض الحق صاحب کراچی

جناب محترم فیض الحق صاحب کراچی میں حضور فخر ملت کے خلیفہ تھے۔ آپ بڑے متقی، پرہیزگار اور پارسا انسان تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کی سربلندی کیلئے وقف کردی۔

(۵۴) حضرت حکیم محمد شریف صاحب کراچی

جناب محترم حکیم محمد شریف صاحب کراچی کے رہنے والے تھے۔ آپ کو بھی حضور قبلۂ فخر ملت نے خلافت واجازت سے نوازا۔ آپ ہر وقت اپنے پیر ومرشد اور سلسلہ عالیہ کی خدمت کیلئے مصروف عمل رہتے تھے۔ آپ نے 22 اکتوبر 2000ء کو کراچی میں وصال فرمایا۔ اور وہیں دفن ہوئے۔ خدا تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

(۵۵) علامہ صاحبزادہ حافظ زبیر حنیف صاحب جماعتی وزیر آباد

محترم جناب علامہ صاحبزادہ حافظ زبیر حنیف جماعتی صاحب بے بدل خطیب اور مدرس ہیں۔ آپکا وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے ایک مذہبی گھرانے سے تعلق ہے۔ آپ کے والد گرامی علامہ پیر قاری محمد حنیف جماعتی اپنے شیخ کی تصویر، نمونہ اسلاف اور ایک مستند عالم دین ہیں اور وزیر آباد کے مشائخ میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ حضور فخر ملت کے خلیفہ مجاز بھی ہیں۔ اپنے آبائی گاؤں لویری والا جہاں قبلہ عالم پیر سید اختر حسین شاہ جماعتی ہر سال تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ کی شفقتوں اور مہربانیوں میں پروان چڑھے ہیں حافظ صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر اپنے والد گرامی کے پاس حاصل کی اور 11 سال کی عمر میں حضور فخر ملت کے دست حق پرست پر بیعت کی آپ کی نظر کرم سے حفظ قرآن اور میٹرک کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھیرہ شریف تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا پیر محمد کرم شاہ الازہری کے دار العلوم محمدیہ غوثیہ میں داخل ہوکر فاضل عربی، ادیب عربی، ایف اے، بی اے، اور درس نظامی تک تعلیم مکمل کی۔ اور ۲۰۰۰ء میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد بی ایڈ، ایم اے اسلامیات۔ عربی۔ اردو۔ ایجوکیشن۔ ہسٹری اور ایم فل تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد اب پی۔ ایچ۔ ڈی اسلامک سٹڈیز کیلئے کوشاں ہیں۔

حافظ صاحب کو حضور فخر ملت سے والہانہ عقیدت ومحبت ہے۔ جس کو مدنظر رکھتے ہوئے اور شفقت و

حضور قبلہ فخر ملت بورے والا میں خطاب فرماتے ہوئے

حضور قبلہ فخر ملت ماہو چک شریف میں آخری واعظ فرماتے ہوئے

حضور قبلہ فخر ملت نکودر میں خطاب فرماتے ہوئے

حضور قبلہ فخر ملت لاہور میں خطاب فرماتے ہوئے

مہربانی فرماتے ہوئے حضور فخر ملت سالانہ عرس شاہ جماعت کے موقع پر عرصہ ۲۸ سال سے ہر سال جمعہ کا خطبہ وزیر آباد جامع مسجد عیدگاہ اور جامع مسجد شاہ جماعت میں ارشاد فرماتے رہے جس میں ہزاروں لوگ آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ حافظ صاحب کو حضور فخر ملت نے دو مرتبہ دستار خلافت عطاء فرمائی۔ پہلی مرتبہ سالانہ عرس شاہ جماعت 2005 کے موقع پر جامع مسجد عیدگاہ وزیر آباد میں اور دوسری بار سالانہ عرس علی پور سیداں شریف ۱۱ مئی 2011ء کی آخری مجلس میں دستار فرمائی۔ اور سلسلہ عالیہ کی خدمت کی اجازت عطاء فرمائی۔ حافظ صاحب نے حضور امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ کی نسبت سے حضور فخر ملت کے حکم اور اجازت سے امیر ملت گرلز اسلامک سنٹر 2001ء اور دارالعلوم شاہ جماعت برائے طلبہ 2007ء اور جامع مسجد شاہ جماعت 2007ء جیسے اداروں کو قائم کیا جہاں آج 300 سے زائد طلباء اور طالبات دینی و دنیاوی تعلیم سے مستفید ہو رہے ہیں حافظ صاحب کو حضور فخر ملت کے ساتھ انتہائی درجے کی عقیدت و محبت ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود کسی کالج یا یونیورسٹی میں پڑھانے نہیں گئے اس لئے کہ حضور فخر ملت نے حکم فرمایا۔ کہ آپ نے ان مدارس میں خدمت کے فرائض سرانجام دینے ہیں جو کہ آج بھی فیضان فخر ملت کو تقسیم کرنے کیلئے آپ کی لگائی گئی ڈیوٹی کو سرانجام دے رہے ہیں، اور اپنے شیخ کی دعاؤں عنایتوں سے مالا مال ہو رہے ہیں اور اس پر مطمئن ہیں۔ کہ وہ اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں اور آج انہی مہربانیوں شفقتوں اور عنایتوں کو قائم رکھتے ہوئے حضور ظفر الملت پیر سید ظفر حسین شاہ جماعتی بھی خدمت کا موقع فراہم کر رہے ہیں جو کہ حضور ظفر الملت کی مہربانی شفقت اور حضور فخر ملت کی نظر کرم کا منہ بولتا ثبوت ہے اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کی عقیدت کو تا قیام قیامت قائم رکھے اور انکی نسل کو بھی حضور ظفر الملت صاحبزادگان عالی وقار خدمت بجالانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

قارئین کرام! الشمس الآفاق، آسمان ولایت کے آفتاب جہاں تاب، فضیلۃ الشیخ، کشور خوباں کے صدر نشیں، قطب الاقطاب، سلطان الاولیاء، سفیر رسول عربیؐ، جگر گوشہ امیر ملت محدث علی پوری حضور قبلہ فخر ملت حضرت الحاج الحافظ القاری مفتی پیر سید افضل حسین شاہ صاحب انوار و تجلیات و فیوضات کا و برکات کا ایک بحر بے کنار تھے۔ آپ کے تصرفات ایک تیز

بہتے دریا کی مانند تھے۔ آپ نے اپنی نگاہ ولایت کے اثر سے مخلوق خدا کی ایک بڑی تعداد کو نوازا۔ حضور فخر ملت کے خلفاء آسمان نقشبندو آسمانِ امیر ملت محدث علی پوری کے وہ روشن ستارے ہیں جو فیوضات فخر ملت سے آج دنیا کے کونے کونے کو منور وتاباں کر رہے ہیں۔ آپ کے خلفائے عظام ایک روحانی کہکشاں کی طرح ہیں جو حضور فخر ملت کے نور رحمت اور علوم دینی کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان سے ہزاروں لاکھوں لوگوں کی اصلاح باطن ہو رہی ہے۔ گمراہی و جہالت کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ علم ومذہب اور روحانیت کی روشنی پھیل رہی ہے۔ یہ امر حقیقت ہے کہ حضور فخر ملت کے خلفاء کی درست تعداد اور جامع احوال تک مجھے رسائی نہ مل سکی۔ اور میں اپنے ناقص علم کے ساتھ خلفاء کا تذکرہ کما حقہ انجام نہ دے سکا۔ بے شمار ایسے خلفاء ہیں جن کے بارے میں مجھے علم نہیں۔ اور میری تحقیق کا دائرہ اس سلسلہ میں محدود رہا۔ بہر حال جن عظیم خلفاءِ فخر ملت کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ان کے میں نے درج کر دیے ہیں۔ ایک دفعہ انڈیا کے ایک دور دراز علاقے سے غالباً نیل گڑھی کا علاقہ ہے ایک بوڑھے بزرگ تشریف لائے تھے۔ اور حضور قبلہ فخر ملت نے ان کو سالانہ عرس پاک کے موقع پر خلافت کی دستار باندھی تھی۔ ان کا نام اور حالات موصول نہ ہو سکے۔ اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں۔ حضور قبلہ فخر ملت انگلینڈ کا دورہ فرماتے تھے۔ آپ کا فیض مسلسل دنیا کے کونے کونے میں پھیلا ہوا ہے۔ مشرق ومغرب میرے عظیم شیخ طریقت کے فیوضات سے بہرہ مند ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیری کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔ آمین!

وہ خلفائے فخر ملت جن کے حالات وواقعات میرے علم میں نہ آ سکے ان کے اسم گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت مولانا احمد یار جماعتی صاحب ڈسکہ

حضرت قاری نعمت علی جماعتی صاحب لاہور

حضرت قاری عبدالرشید جماعتی صاحب گوجرانوالہ

مولوی محمد اسحاق جماعتی صاحب پنڈی پنجوڑاں سیالکوٹ

علامہ حافظ عبدالغفار جماعتی صاحب ۶ چک اقبال نگر تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

باب شانزدہم

خطباتِ فخر ملت علیہ رحمۃ اللہ

شمس الآفاق، ولی نعمت، مرشد با کمال، فضیلۃ الشیخ، سلطان اولیاء، قطب الاقطاب، واقف اسرار حقیقت، سائبان کرم، آفتاب حرم، نوید امیر ملت، شہزادہ رسول عربیؐ، عالمی مبلغ اسلام، شیخ البلاد، شیخ البارکہ، فخر ملت، حضرت الحاج الحافظ القاری پیر سید افضل حسین شاہ صاحب جماعتی کے خطبات دلنواز

خطبہ نمبر ا

محفل میلاد الفاسو سائیٹی لاہور ۷راپریل ۲۰۰۷ء

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ
خواجہ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حاجی صاحب کی اس محفل پاک کو قبول ومقبول فرمائے۔ ہر سال اس محفل کی رونق میں اضافہ فرمائیں۔ میں اپنی کوشش کے مطابق جتنے یارانِ طریقت کو کہہ سکا ان سب کو کہا۔ انہی کی برکت سے محفلِ پاک میں رونق ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انشاء اللہ اس میں ہمیشہ زیادہ سے زیادہ اضافہ فرمائیں گے۔ اور رونق بڑھتی رہے گی۔ ابتداء میں دو باتیں حضرت امیرِ ملت کی نسبت سے کرنا چاہتا ہوں، اس کے بعد چند گزارشات آپکی نسبت سے کروں گا پھر چند گزارشات آیت کی نسبت سے۔ یہ لاہور کا ٹاؤن ہال ہے بڑا مشہور ہے۔ اس ٹاؤن ہال میں سیرت امیرِ ملت کانفرنس ہو رہی تھی۔ اس محفل پاک میں مولانا محمد بخش مسلم صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے حضرت امیر ملت کے موضوع پہ خطاب فرمایا: کہ ہمارے ملک پاکستان میں یا اس زمانے میں ملکِ ہندوستان میں میلاد کی محفلوں کا آغاز ہی حضرت امیرِ ملت نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ جو آج پورے پاکستان میں ہم تم محافل میلادِ مصطفیٰ ﷺ مناتے ہیں اس کی ابتداء ہی حضرت امیرِ ملت نے کی تھی اور حضور نے ہی اس کی ابتداء کر کے مختلف شہروں میں منعقد کر کے اس میں خود تشریف لے جا کر ہمیں یہ طریقہ بتایا ورنہ اس سے پہلے تو ہم ایسے موقع پر بارہ وفات کا ختم دلایا کرتے تھے۔ تو گویا ان محفلوں کا ثواب اور اجر جو ہے مولانا محمد بخش مسلم صاحب

کی زبان کے مطابق وہ سارا حضرت امیر ملت کو پہنچتا ہے، دوسری بات میں آپکی خدمت میں حضرت امیر ملت کی نسبت سے یہ کرنا چاہتا ہوں۔ سند کے ساتھ اس لیے عرض کر رہا ہوں تا کہ کسی بات کی نسبت میری زبان کی طرف نہ ہو۔ ورنہ شک وشبہ کی گنجائش رہتی ہے۔ میں نے ایک دفعہ شیخ عبداللہ (بڑی دیر تک ہندوستان والے کشمیر کے وزیر اعلیٰ رہے ہیں) ان کی لکھی ہوئی کتاب پڑھی۔ اس کتاب میں بڑا کچھ لکھا ہوا تھا اس میں سے کافی حصہ مجھے یاد ہے لیکن فی الوقت میں آپکی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ قائد اعظم محمد علی جناح سری نگر میں حضرت امیر ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو ان کو ایک وقت کے کھانے کی دعوت پیش کی۔ فرمایا کہ ایک وقت کا کھانا آپ میرے ساتھ کھائیں۔ وہ دوسرے دن کا تھا یا تیسرے دن کا تھا۔ میرے والد صاحب نے اس کے متعلق سیرت امیر ملت میں یہ لکھا ہے کہ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ اختر ایسی دعوت کر جو قائد اعظم ساری زندگی یاد رکھیں۔ میں اس نسبت سے تو بات نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن میری زبان پر آ گئی تو میں کر دیتا ہوں میں شیخ عبداللہ کی بات آپ کو سنانا چاہتا تھا۔ والد صاحب نے لکھا ہے کہ ہم نے وہاں جو پیر بھائی تھے، امیر، سیٹھ لوگ تھے۔ ان سب نے علیحدہ علیحدہ آ کر کہا کہ نہیں حضور آپ ہمیں اجازت دیں ہم قائد اعظم کے کھانے کا انتظام کریں گے۔ تو حضرت امیر ملتؒ نے کہا چونکہ دعوت میں نے دی ہے اس لیے کھانے کا انتظام بھی میں ہی کروں گا۔ آپ اپنی خوشی سے جو کچھ پکا کر لانا چاہیں لا سکتے ہیں۔ اور لوگوں کو بھی دعوت عام ہے۔ میں نے دیکھا تو نہیں شائد آپ میں سے کسی پرانے بزرگ نے دیکھا ہو۔ نشاط باغ سری نگر میں بڑا مشہور ہے۔ اس نشاط باغ میں حضرت امیر ملت نے قائد کی دعوت کا انتظام کیا۔ والد صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنی طرف سے جو کھانے تیار کئے وہ 42 اقسام کے تھے۔ اس کے علاوہ باقی پیر بھائی جو کچھ لے کے آئے وہ ہزاروں کی تعداد تک مہمانوں کی تعداد پہنچتی تھی۔ قائد اعظم جس کھانے کو بھی ہاتھ لگاتے پوچھتے یہ کس نے تیار کیا؟ یہ کس طرح بنتا ہے؟ کہاں سے آیا ہے۔ تو ہم کہتے تھے کہ یہ تو حضرت قبلہ عالم کا خوان نعمت ہے ہمیں نہیں پتہ یہ کہاں سے آیا ہے اور کس طرح تیار ہوا ہے۔ بہر کیف میں جو بات کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھی کہ شیخ عبداللہ نے وہاں لکھا ہے کہ اس موقع پر حضرت امیر ملت نے فرمایا کہ تم اس طرح کرو کہ اعلانات، جلسوں میں شامل ہونے، اخبارات میں خبریں دینے کی بجائے اپنا ایک جھنڈا تیار

کرواور وہ مسلم لیگ کا ایک جھنڈا اختیار کرو۔ اور اس میں اعلان کرو کہ یہ مسلمانوں کا جھنڈا ہے اور جو مسلمانوں کی صف میں شامل ہونا چاہتا ہے وہ جھنڈے کے نیچے آ جائے اس وقت ہی یہ نعرہ مشہور ہوا تھا "مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ" اس وقت ہی یہ نعرہ بنا تھا اور مشہور ہوا تھا۔ قائداعظم نے حضرت قبلہ عالم سے اس موقع پر جھنڈے کے لیے پوچھا کہ حضور میں کس رنگ کا جھنڈا بناؤں؟ تو آپ نے سبز رنگ منتخب فرمایا۔ کہ سبز رنگ اپنے جھنڈے کا منتخب فرمائیں۔ شیخ عبداللہ نے کتاب میں لکھا تھا پاکستان کے جھنڈے میں جو سبز رنگ ہے، آج بھی موجود ہے اور ہمیشہ ہی موجود رہے گا یہ حضرت امیر ملت کا عطا کردہ ہے۔ اور یہ حضرت امیر ملت کی نشانی ہے اور حضور نے یہ نشان عطا کیا ہوا ہے اور اسی کی برکت سے قائداعظم کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا زمانہ تھا۔ صحابہ کرام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو ان کا مقصد صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت ہوتا تھا۔ شاعر نے لکھا ہے۔

جب حُسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہو گا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہو گا

وہ چہرہ ایسا نہیں تھا کہ صحابہ کرام بلا وجہ ہی اس کو دیکھتے رہتے تھے۔ نہیں بلکہ وہ چہرہ ایسا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اس کی رویت فرماتے رہتے تھے۔ قرآن یہ کہتا ہے، اگر ہم قرآن کا مطالعہ کریں تو تھوڑا سا ترجمہ آپکی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ قرآن کی ایک آیت ہے (قد نریٰ تقلب وجهك في السمآء فلنولينك قبلة ترضٰها) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق ہی یہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش ہی یہ تھی کہ ہمارا قبلہ بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ ہو جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک سے باہر، جو لوگ جاتے ہیں اللہ پاک سب کو نصیب کرے وہ مسجد قبلتین کی زیارت کر کے آتے ہیں اور وہاں انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ قبلہ رخ بدلنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ اس طرف تھا، بیت المقدس اس طرف ہے، جب بیت اللہ قبلہ شریف بنا تو بالکل ہی رخ بدل کر دوسری طرف ہو گیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق ہی یہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت یہ تھی کہ بیت اللہ قبلہ شریف بن جائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شوق کی وجہ سے وحی کے انتظار میں اپنا چہرہ انور تھوڑی دیر کے بعد آسمان کی طرف اٹھاتے کہ شائد اب وحی نازل ہو جائے شائد اب وحی نازل ہو جائے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس موقع کو ان الفاظ میں بیان فرمایا (قد نریٰ تقلب وجهك في السمآء) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب

آپ اپنا چہرہ انور آسمان کی طرف بدلتے ہیں، آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھتے ہیں تو آپ تو ایک دفعہ چہرہ انور اوپر کرتے ہیں تو ہم آپ کے چہرے کو بار بار دیکھتے ہیں۔ (قد نرٰی) تمام کتابوں میں تفسیر آپ پڑھیں، ضیاء القرآن پڑھیں دوسری تفسیریں پڑھیں، انہوں نے لکھا ہے کہ رویت جو ہے بات رویت میں تکرار کا معنی آتا ہے تکرار کا معنی یہ ہوتا ہے کہ بار بار کسی چیز کا کرنا۔ تو رب تبارک وتعالیٰ دیکھنے کے لیے کوئی بھی لفظ استعمال فرما سکتے تھے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسا لفظ فرمایا جس کے معنی میں ہی تکرار ہے۔ تو معنی یہ بنے گا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ اپنا چہرہ ایک دفعہ آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں ہم آپ کے چہرے کو بار بار دیکھتے ہیں۔ پھر آگے حکم ہے (فلنولینک قبلۃ ترضٰھا) ہم آپ کو ایسے قبلے کی طرف پھیریں گے جس میں آپ کی رضا ہے، جس میں میری، یہ نہیں کہا کہ میں راضی ہوں نہیں (ترضٰھا) جس میں آپ راضی ہوں گے۔ اس کو اعلیٰ حضرت نے بیان فرمایا ہے

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھنے میں مصروف رہتے تھے اور حضور ﷺ کا چہرہ دیکھتے رہتے تھے اور اپنے دلوں کو خوش کرتے رہتے تھے۔ اسی دوران کسی ایسی محفل کا ذکر ہے۔ صحابہ کرام جب نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں بیٹھتے تھے تو گفتگو نہیں کرتے تھے بلکہ حدیثوں میں آتا ہے کہ صحابہ کرام اس طرح بیٹھتے تھے جس طرح ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ یہ حدیث کے الفاظ ہیں اس طرح حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھتے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ ذرا سا سر ہلایا تو پرندہ اُڑ کے چلا جائے گا۔ اس طرح حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھتے تھے اور محو نظارہ رہتے تھے۔ کسی ایسی ہی محفل کا ذکر ہے تمام صحابہ کرامؓ بیٹھے ہوئے تھے ایک صحابی اُٹھ کے کھڑے ہو گئے۔ سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ قیامت کب آئے گی؟ نبی اکرم ﷺ کا ذکر کرنے سے پہلے میں آپ کی خدمت میں ایک چھوٹا سا نکتہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ قرآن پاک میں اسی طرح کا ایک سوال ہے۔ (یسئلونك ماذا ینفقون) یارسول اللہ ﷺ آپ سے سوال کرتے ہیں کیا خرچ کریں؟ اور اللہ تعالیٰ جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ (قل ما انفقتم من خیر) جو بھی نیک کام میں تم خرچ کرنا چاہو۔ (فی الوالدین) سب سے پہلے اپنے والدین کو دیا کرو۔ (والاقربین) اور اپنے رشتے داروں کو دیا کرو، یتیموں کو دیا کرو، مسکینوں کو دیا کرو، مسافروں کو دیا کرو۔ اب سوال یہ تھا

کہ کیا خرچ کریں؟ جواب ملتا ہے کہاں خرچ کریں۔ تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ کیونکہ فضیلت، افضل واعلیٰ وہ جگہ ہے جہاں خرچ کرنا ہے۔ اس لیے اس مال کی بجائے وہ تو خرچ کرنا ہی ہے جو فضیلت والا عمل ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا۔ آپ میری بات سمجھ گئے ہیں؟ اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اے اللہ کے رسول ﷺ قیامت کب آئے گی؟ حضور ﷺ کو باوجود اس کے کہ اسکا علم تھا کہ قیامت کب آئے گی اس کے جواب میں نبی پاک ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ قیامت فلاں وقت میں آئے گی۔ میں اس نسبت سے چھوٹے سے دو حرف پیش کر دیتا ہوں نبی پاک ﷺ کی حدیث پاک سے تاکہ آپ کو اندازہ ہو جائے کہ حضور ﷺ کو علم تھا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: جب دنیا سے نیکی اُٹھ جائے گی اس وقت قیامت آئے گی۔ جب تمام کے تمام لوگ بُرے رہ جائیں گے اس وقت قیامت قائم ہوگی۔ جب تک نیکی قائم رہے گی اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔ تو اس صحابی نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی؟ تو نبی اکرم ﷺ اس کے جواب میں اس کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ تجھے جلدی قیامت کے آنے کا شوق ہے بڑا مطالبہ کر رہا ہے قیامت کے جلد آنے کا، یہ بتا کہ قیامت کے لیے کیا اعمال لے کر جائے گا بارگاہ رب العزت میں؟ بات یہ ہے کہ بات جب شروع کریں تو لمبی ہو جاتی ہے قرآن میں یہ حکم ہے (قل انا الموت الذی تفرون منه ایکم احسن عملا) اللہ تبارک وتعالیٰ نے زندگی اور موت کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ تاکہ تمہاری آزمائش کرے۔ تم میں سے اچھے عمل کون کرتا ہے۔ یعنی قیامت میں عمل لے کر جانا ہے۔ آزمائش کس سے ہوتی ہے؟ عملوں سے۔ (ان اللہ علیٰ کل شئی) ہر چیز کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن مخلوقات میں سے آزمائش اور امتحان انسان کا ہونا ہے کہ انسان نے نیک عمل اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے ہیں۔ بات یہ ہے کہ بات سے بات نکلتی ہے تو باتیں کرنے کے لیے ہوتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ ایک دن تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا جس مسلمان کے تین چھوٹے بچے بچپن میں فوت ہو جائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان بچوں کی سفارش سے ان کے والدین کو جنت میں داخلہ دے دیں گے۔ یا یہ لفظ ہیں کہ وہ بچے اس وقت تک جنت میں نہیں جائیں گے جب تک والدین کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں۔ جب نبی پاک ﷺ نے یہ فرمایا کہ جس کے تین بچے فوت ہو جائیں جس نسبت سے میں یہ حدیث سنا رہا ہوں وہ آخر میں آئے گی۔ ایک صحابی اُٹھے یا رسول اللہ ﷺ جس کے دو بچے بچپن میں فوت ہو

جائیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جس کے دو بچے فوت ہو جائیں وہ بھی اپنے والدین کو جنت میں لے کر جائیں گے۔ایک اور صحابی اٹھے یا رسول اللہ ﷺ جس کا ایک بچہ فوت ہو جائے فرمایا وہ بھی ان کو جنت میں لے کر جائیگا۔ایک اور صحابی اٹھے یا رسول اللہ ﷺ جس کا کوئی بچہ فوت نہ ہو ،جس کا کوئی بچہ ہوا ہی نہ یا ہو تو فوت ہی نہ ہو۔تو نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اس کا میں شفیع ہوں اس کو میں جنت میں لے کر جاؤں گا۔اعلیٰ حضرت نے اس کو بیان کیا ہے۔

رضا پُل سے اب وجد کرتے گزریئے کہ ہے ربِّ سَلِّم صدائے محمد ﷺ

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کی شفاعت میں کروں گا۔صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میدان محشر لگا ہوا ہوگا آپ کن لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے؟؟ فرمایا (شفاعتی لاہل القبائل من الامتی) میری امت کے گناہ گار لوگ ہوں گے ان کی شفاعت کروں گا۔تو میں نے یہ بات اس نسبت سے آپ کی خدمت میں پیش کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جس کے پاس کوئی سامان نہیں ہوگا، تو اللہ کی بارگاہ میں رسول اللہ ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔اس کو اپنے ساتھ جنت میں لے کر جائیں گے۔تو صحابی کو حضور ﷺ نے فرمایا کہ (ما اعدت لساعت) تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ وہ عرض کرتا ہے یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو کوئی ایسا سامان نہیں ہے جو میں بارگاہ رب العزت میں فخر کے ساتھ پیش کر سکوں یا جو میری نجات کا ذریعہ بن سکے۔فرمایا وہاں کچھ نہ کچھ تو پیش کرنا ہی پڑے گا۔کچھ نہ کچھ تو لے جانا ہی پڑے گا۔تو وہ صحابی کہتا ہے یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو صرف آپ ﷺ کی محبت ہی ہے۔بات یہ ہے، ہر برتن میں سے وہ نکلتا ہے جو اس میں موجود ہو۔اگر دودھ ہو تو دودھ نکلے گا، پانی ہو تو پانی نکلے گا۔ میں ذرا آپ کی توجہ دلانے کے لیے دنیاداری کی مثال عرض کر دیتا ہوں تا کہ انہماک تھوڑا سا ختم ہو جائے۔کہتے ہیں کسی زمانے میں ایک بادشاہ نے اپنے وزیر کو بلایا۔اس نے کہا کہ مجھے بہت سارے دودھ کی ضرورت ہے۔اور اس حوض کو دودھ سے بھرنا ہے۔تو وزیر نے کہا کہ حضور یہ تو کوئی فکر کی بات نہیں، کوئی پریشانی کی بات نہیں۔اس طرح کرتے ہیں اعلان کر دیتے ہیں کہ بادشاہ کو دودھ کی ضرورت ہے۔کسی کے پاس تھوڑا کسی کے پاس زیادہ ہوگا۔ہر شخص رات کے وقت ایک مٹکا دودھ کا اس حوض میں ڈال دے۔گاؤں والے گاؤں سے لے کے آئیں شہر والے شہر سے لے کے آئیں۔جہاں تک مناسب ہو ہر آدمی ایک مٹکے کا انتظام کرے۔پنجابی میں گھڑا کہتے ہیں اور اس حوض میں ڈال دے۔تو صبح کو حوض دودھ سے بھر جائے گا۔بادشاہ نے

کہا کہ تجویز تو بڑی پیاری ہے، بڑی اچھی ہے۔ لیکن ایک شرط ہے، اس طرح کرنا ہے کہ سب سے پہلے وزیر تم نے مٹکا دودھ کا ڈالنا ہے اس نے کہا جی ٹھیک ہے۔ وہ زمانہ آپ سمجھتے ہیں کہ لائٹوں کا زمانہ نہیں تھا۔ اندھیری راتیں ہوتیں تھیں۔ وزیر نے سوچا کہ سب نے دودھ ڈالنا ہے اگر میں ایک پانی کا مٹکا ڈال دوں گا تو کیا فرق پڑے گا۔ صبح کون دیکھے گا کہ کس نے کتنا ڈالا ہے۔ پہلا مٹکا ہی اس نے ڈالنا تھا تو اس نے ایک مٹکا پانی ڈال دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ صبح کے وقت جب بادشاہ وہاں دیکھنے گیا تو وہاں سارا حوض ہی پانی سے بھرا ہوا تھا۔ یعنی ہر شخص نے پانی ڈالا تھا۔ ہر برتن میں سے وہی نکلے گا جو اس میں موجود ہوگا ہر شخص کی سوچ یہی ہوگی کہ سب نے دودھ کا مٹکا ڈالنا ہے اگر میں ایک پانی کا مٹکا ڈال دوں تو کیا ہوگا، تو نتیجہ کیا نکلا؟ کہ سارا حوض ہی پانی سے بھر گیا۔ بس اسی لیے کہتے ہیں۔

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کے سلطاں سے کچھ بھول ہوئی ہے

تو بہر کیف میں اس نسبت سے بات نہیں کر رہا میں اس نسبت سے بات کر رہا ہوں کہ ہر برتن میں سے وہی نکلتا ہے جو اس میں موجود ہو۔ اس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت ہی تھی اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے میرے پاس تو صرف آپ کی محبت ہی محبت ہے۔ احمد ندیم قاسمی نے لکھا ہے

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا — اس کی دولت ہے فقط نقش کف پا تیرا
قصر و ایوان و شہنشاہ سے گزرتا ہے ندیم — درِ محمدؐ کا جو آئے تو صدا دیتا ہے

اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو صرف آپ کی محبت ہی محبت ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اور بات یہ ہے کہ ہر صحابی کے پاس اگر کچھ آخرت میں لے جانے کے لیے کچھ تھا وہ صرف رسول اللہ ﷺ کی محبت تھی۔ ہر صحابی کی پونجی یہ تھی۔ میں نے علی پور شریف پچھلے دنوں ایک حدیث بیان کی تھی جو حدیث کی کتابوں میں موجود ہے بڑی برکت والی بات میں آپ کی خدمت میں بھی پیش کر دیتا ہوں۔ حضرت بلال حبشیؓ جن کا ذکر پاک اکثر ہوتا رہتا ہے اور آپ سنتے بھی رہتے ہیں۔ وہ بیمار تھے نزع کا وقت آ گیا ان کا جانا یقینی ہو گیا ان کے گھر والے ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کی حالت کو دیکھ کر بے بس ہو رہے تھے۔ کسی کی آنکھوں میں آنسو تھے، کوئی زبان سے کچھ کہہ رہا تھا، کوئی انتظار میں تھا۔ بہر کیف غم کی حالت میں بیٹھے تھے۔ اچانک

ان کی بیوی اس کے منہ سے بڑے سخت الفاظ نکلے اس نے اونچی آواز سے (واحزنا، واحزنا) دو تین دفعہ کہا۔ آج کسی نے دیکھنے ہیں تو ہمارے غم دیکھے۔ ہم پر آج غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ جب اس نے اونچی آواز سے کہا تو اس کی آواز حضرت بلال کے کانوں میں پہنچی۔ جب اس کی آواز آپ کے کانوں میں پہنچی تو آپ نے آنکھیں کھول دیں۔ اور اس کو سنانے کے لیے بلند آواز سے کہا (واطربا، واطربا) جس نے خوشی دیکھنی ہے ہماری خوشی دیکھے۔ ہر برتن سے وہ نکلتا ہے جو اس میں موجود ہو۔ حضرت بلال حبشی نے کہا آج خوشی دیکھنی ہے کسی نے تو آؤ ہماری خوشی دیکھو۔ کیوں؟ میں تو رسول اللہ ﷺ کی ملاقات کے لیے جا رہا ہوں۔ میری تو زندگی کا مقصد آج حاصل ہو رہا ہے۔ میری تو جدائی کی گھڑیاں ختم ہو رہی ہیں۔ مجھے تو خوشی ہو رہی ہے۔ میں رسول اکرم ﷺ سے ملاقات کروں گا۔ اور حضور ﷺ کے صحابہ سے ملاقات کروں گا جو مجھ سے پہلے جا چکے ہیں ان کی زیارت کروں گا اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاؤں گا۔ اس لیے میری خوشی کو دیکھنا ہے کسی نے آج دیکھے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو صرف آپ ﷺ کی محبت ہی ہے۔ اور اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ یہ بات کیوں سنا رہا ہوں؟ اس لیے کہ تمام علم اصول کا، علم تفسیر کا یہ اصول، علم معنی کا یہ اصول ہے (العبارۃ لعموم لالخصوص السبب) اعتبار ہمیشہ لفظ کے عام ہونے کا ہوتا ہے سبب کے خاص ہونے کا نہیں ہوتا۔ میں اس کی مثال آپ کو قرآن سے پیش کر دیتا ہوں۔ قرآن میں دو طرح کے خطابات ہیں، ایک ہے (یا ایھا الناس) ایک ہے (یا ایھا الذین امنو) ایک اور خطاب ہے (یا ایھا النبی، یا ایھا المزمل، یا ایھا المدثر) تو یہ بڑا پیارا نقطہ ہے، بڑا عجیب نقطہ ہے جو علماء کرام نے بیان فرمایا ہے۔ جب کوئی چیز بیان کر دی جائے، تحریر میں آ جائے تو آسان ہو جاتی ہے۔ جب تک تحریر میں نہ آئے وہ مشکل ہوتی ہو۔ تو میں اس نسبت سے، بعد میں عرض کروں گا، قرآن سے پہلے کروں گا۔ قرآن میں بعض جگہ یہ ہے (یا ایھا الناس) مفسرین کرام لکھتے ہیں جہاں (یا ایھا الناس) ہے وہاں مکے والوں سے خطاب ہے۔ جہاں (یا ایھا الذین امنو) یہ مدنی آیتوں میں عام طور پر ہے اس سے مراد ہے صرف (لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ) پڑھنے والے۔ اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ مکے والوں کو عبادت کا خطاب ہو رہا ہے تو صرف عبادت مکے والوں پر فرض ہے۔ دوسرے لوگوں پر فرض نہیں۔ یا مکے والوں کو اللہ سے ڈرنے کا ذکر ہو رہا ہے تو صرف مکے والوں نے ہی اللہ سے ڈرنا ہے۔ دوسرے لوگوں نے نہیں ڈرنا۔ بلکہ علماء کرام

فرماتے ہیں کہ اعتبار ہمیشہ لفظ کے عام ہونے کا ہوتا ہے سبب کے خاص ہونے کا نہیں ہوتا۔تو لفظ چونکہ عام ہے اس لیے جو بھی انسان ہو چاہے وہ مکے میں رہتا ہو چاہے وہ مدینے میں رہتا ہو، چاہے وہ عرب میں رہتا، چاہے وہ عجم میں رہتا ہو۔ان سب کو خطاب ہے اے لوگو! جہاں بھی رہتے ہو اپنے رب کی عبادت کرو۔تو جب یہ اصول ہے (العبرۃ لعموم لفظ لا لخصوص السبب) کا اعتبار ہمیشہ لفظ کے عام ہونے کا ہوتا ہے، سبب کے خاص ہونے کا نہیں۔تو اس صحابی نے جب عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تو آپ کی محبت ہی ہے، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں جو فرمایا وہ ہم سب کے لیے ہے۔صحابہ کرامؓ کے لیے بھی اور ہمارے سب کے لیے بھی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تو سن لے تیرے پاس اگر قیامت میں بارگاہِ رب العزت میں پیش کرنے کے لیے صرف میری محبت ہے تو پھر سن لے (المرءُ ما احب) قیامت والے دن آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ دنیا میں محبت کرے گا۔تو میرا مطلب عرض کرنے کا یہ ہے کہ آپ سب لوگ اپنے گھر کا آرام چھوڑ کر آئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سننے کے لیے، اپنی محبت کا اظہار کرنے کے لیے اس لیے جو کہ ہمارے سب کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت موجزن ہے۔آپ کسی آرام کے لیے، کسی کھانے کے لیے، کسی اور ضرورت کے لیے نہیں آئے۔صرف ذکر مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سننے کے لیے آئے ہیں۔اس لیے کہ ہمارے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اسی طرح ہے۔جس طرح صحابہ کرامؓ کے دلوں میں تھی۔صحابیت کا درجہ الگ ہے، محبت کا درجہ الگ ہے۔تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سب کے لیے فرمایا ہے (المرءُ ما احب) مرد ہمیشہ اس کے ساتھ قیامت کے دن رہے گا جس کے ساتھ دنیا میں اس کی محبت ہوگی۔علی پور شریف یہ ذکر ہوا تھا اور مجھے یاد آگیا ہے آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔بڑی پیاری حدیث ہے، بڑی برکت والی حدیث ہے کہ نیک آدمی جنتی آدمی، مومن (لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ) پڑھنے والا جب جنت میں جائے گا تو آس پاس نگاہ دوڑائے گا جو مکان اس کو ملے گا اسکو غور سے دیکھے گا فرشتوں سے سوال کرے گا کہ میں اس مکان میں اکیلا ہوں میرے والدین کہاں ہیں؟ سوال کرے گا میری بیوی کہاں ہے؟ سوال کرے گا میری اولاد کہاں ہے؟ سوال کرے گا میرے دوست احباب کہاں ہیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرشتے اس کو جواب دیں گے کہ تیرے عمل ان سے افضل و اعلیٰ ہیں ان کے عمل تیرے جیسے نہیں ہیں، ان کے عمل تیرے جیسے اچھے نہیں ہیں اس لیے وہ تیرا مقام نہیں پاسکے۔وہ جہاں ان کی جگہ مقرر ہے، اپنے

درجے کے مطابق وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ وہاں موجود ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ آدمی جواب دے گا کہ میں نے جو عمل کیے ہیں خالی اپنے لیے نہیں کیے ان کے لیے بھی کیے ہیں۔ مجھے یہ جنت میں رہنا گوارا نہیں، میں اس جنت میں نہیں ٹھہروں گا جہاں میرے دوست احباب نہ ہوں۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو ارشاد ہوگا کہ ان کے درجے بلند کر کے اس کے پاس لے آؤ تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوسکیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کے درجات کو بلند کر دیا جائے گا۔ اور امام فخر الدین الرازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ ایک اکٹھا کرنے کی یہ صورت بھی ہوسکتی تھی کہ اوپر والوں کو نیچے لے آیا جاتا۔ بلکہ فرمایا ان کے اپنے عمل جو ہوں گے ان کو ہم کم نہیں کریں گے، اس کا درجہ نیچے نہیں کریں گے بلکہ نیچے والوں کو اوپر لے کے جائیں گے۔ (بفضل من اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نیچے والوں کو اوپر لے کر جائیں گے۔ تو میرا مطلب یہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کی محبت ہمارے دلوں میں موجزن ہے تو رسول اللہ ﷺ کی زیارت جنت میں اسی طرح ہوتی رہے گی جس طرح صحابہ کرام کو ہوگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اس نعمت سے مالا مال فرمائے، امین۔

اب میں چند گزارشات اس آیت پاک کی نسبت سے عرض کر دیتا ہوں میں نے آیت پڑھی (مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ) محمد اللہ کے رسول ہیں۔ آج میں نے صرف یہ بیان کرنا ہے کہ کیسے رسول ہیں۔ اللہ کے رسول تو ہیں لیکن کیسے رسول ہیں؟ سب سے پہلے مجھے اس وقت شیخ بوصیری کا شعر یاد آرہا ہے۔ ابھی قاری صاحب قصیدہ بردہ شریف کے کچھ شعر پڑھ رہے تھے۔ وہ کہتے ہیں فاق النبیین فی خلق وفی خلق وہ ایسے رسول تھے جو پیدائش میں بھی نبیوں سے فوقیت حاصل کر گئے، نبیوں سے افضل ہیں، نبیوں سے اعلیٰ ہیں، نبیوں سے اول ہیں، وفی خلق اور اخلاق میں بھی نبیوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ قرآن نے بیان فرمایا ہے (انك لعلیٰ خلقٍ عظیم) محبوب آپ ایسے مقام پر فائز ہیں کہ آپ کا خلق خلق عظیم ہے۔ یعنی عظیم کا لفظ کیوں بیان فرمایا؟ کہ عظمت کی انتہا نہیں آپ کے خلق کی بلندی کی بھی انتہا نہیں۔ عظیم کی عظمت کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ عظیم کی عظمت کی کوئی انتہا نہیں۔ صفت مشبہ ایک ہوتا اسم فاعل ایک ہوتا ہے اسم مشبہ۔ کتابوں والے لکھتے ہیں دونوں میں فرق یہ ہے کہ اسم فاعل میں جو صفت پائی جاتی ہے وہ کبھی اس کی ذات سے جدا ہو جاتی ہے، ختم ہو جاتی ہے۔ جیسے مثال کے طور پر سامعؐ۔ سامعؐ کا معنی ہے سننے والا۔ تو آدمی ہر وقت تو نہیں سنتا رہتا۔ ضاربٌ کا معنی ہے مارنے والا۔ تو آدمی ہر وقت مارتا نہیں۔ مطلب اسی

طرح کوئی کام بھی آدمی کرتا ہو مزارع کاشت کاری کرتا ہو تو ہر وقت تو کاشت کاری نہیں کرتا۔ تو صفت ہمیشہ جو ہے فاعلیت والی اس انسان کی ذات سے جس کی طرف اس کی نسبت کی گئی ہے۔ وہ ہمیشہ قائم و دائم رہتی ہے اس سے جدا نہیں رہتی۔ جیسے شریف۔ شریف شرافت والی صفت جس کی ذات میں پائی جائے گی وہ ہمیشہ ہی شریف رہے گا۔ وہ صفت اس سے کبھی جدا نہیں ہو گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہاں رسول اللہ ﷺ کی طرف جب صفت کی نسبت کی تو صفت مشبہ کے ساتھ کی کہ وہ خلق ایسی عظمت والا ہے، کہ عظمت کی انتہا ہے نہ خلق کی بلندیوں کی انتہا ہے۔ تو شیخ بوصیری فرماتے ہیں

فاق النبین فی خلق وفی خلق یارسول اللہ ﷺ آپ خلق میں بھی نبیوں سے افضل ہیں خلق میں بھی نبیوں سے افضل ہیں۔

ولم یضال فی علم ولا کرم۔ یارسول اللہ ﷺ وہ علم میں بھی آپ کے علم کے قریب بھی نہیں جاسکے اور کرم میں بھی سخاوت میں بھی آپ کی سخاوت کے قریب نہیں جاسکے۔ چہ جائیکہ تمام صفات سخاوت آپ کی ذات والی، وہ تو آپ کی صفت کرم والی کے قریب بھی نہیں جاسکے۔ جو صفت ہے اعلیٰ حضرت نے اس کو بیان فرمایا ہے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شاہ بطحا تیرا کہ نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

اور یہ حدیث شریف بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی زبان پر کبھی لفظ لا نہیں آیا سوائے (لا الہ الا اللہ) کے لفظ لا آیا ہی نہیں۔ اگر کبھی آتا تھا تو (لا الہ الا اللہ) میں آتا تھا اسکے علاوہ لا لفظ کبھی آیا ہی نہیں۔ تو اسی لیے شیخ بصیری کہتے ہیں۔ کرم میں بھی کوئی نبی کریم ﷺ کے قریب نہیں جا سکا۔ حدیث شریف میں آتا ہے (کان اجود الناس) تمام کائنات کے انسانوں میں صفت جود پائی جاتی تھی وہ تمہارسول اکرم ﷺ کی ذات میں پائی جاتی تھی۔ ایک بڑا پیارا نقطہ ہے جو سخاوت کی نسبت سے مجھے یاد آ گیا ہے۔ علماء کرام نے بیان فرمایا ہے کہ حاتم طائی کی سخاوت بڑی مشہور ہے۔ کہتے ہیں اس کے گھر کے آٹھ دروازے تھے۔ حاتم طائی کے گھر کے یا مکان کے جہاں بیٹھ کر وہ سخاوت کیا کرتا تھا اس کے آٹھ دروازے تھے۔ اس میں صفت یہ تھی کہ اگر ایک آدمی ایک وقت میں بار بار آٹھ دروازوں سے آتا تھا وہ کسی دروازے سے اس کو منع نہیں کرتا تھا۔ یہ نہیں کہتا تھا کہ ابھی تو تم اس دروازے سے لیکر آئے ہو اب پھر لینے کے لیے آ گئے ہو۔ دوسرے دروازے سے جاتا تھا، تیسرے سے جاتا تھا، چوتھے سے جاتا تھا، آٹھ دروازوں سے وہ بار بار

آتا تھا تو وہ انکار کرتا ہی نہیں تھا۔ ہر وقت اتنا ہی دیتا تھا جتنا پہلے دروازے سے دیتا تھا۔ یہاں علماء کرام نے بیان فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کی سخاوت میں اور حاتم طائی کی سخاوت میں کیا فرق ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر جو جاتا تھا تو اس کو کسی اور دروازے پر جانے کی ضرورت ہی نہیں رہتی تھی۔

خطبہ نمبر ۲

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ بمقام جہلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ قال ذٰلک ما کنّا نبغی، فارتدّا علیٰ آثارھما قصصا ﴿۶۴﴾ فوجدا عبدا من عبادنا آتینٰہُ رحمۃً من عندنا وعلّمنٰہُ من لّدنّا علماً ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ میری اور تمام حضرات کی اس محفل پاک میں حاضری قبول ومنظور فرمائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس محفل پاک کے اندر ہمیشہ ہمیشہ اضافہ فرمائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس عرس پاک کی محفلوں کو قائم ودائم رکھیں۔ مسجد کی تکمیل کو اللہ تبارک وتعالیٰ خزانہء غیب سے پورا فرمائیں۔ مسجد کو ہمیشہ آباد رکھیں۔ لوگوں کو یہاں سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ حاجی میر صاحب، حاجی صادق صاحب کو صحت وسلامتی کے ساتھ جن حضرات نے عرس کے قیام میں حصہ لیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ سب کو صحت وسلامتی اور عافیت کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائیں۔ اور عرس پاک کی محفل کو منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ میں نے جو آیت پاک پڑھی ہے اس نسبت کے ساتھ چند گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مگر ابتدائی طور پر ایک الگ مسئلہ ایک الگ بات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ شائد میری گفتگو لمبی ہو جائے، قرآن پاک اللہ کا کلام ہے۔ سورۃ بقرہ جب شروع کریں سب سے پہلے یہ الفاظ ہیں (ذالک الکتاب لاریب فیہ) کہ یہ جو کتاب ہے اس کے اندر کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ کا کلام ہونے میں اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ تو وہ کلام جس میں شک کی گنجائش نہیں، شک موجود نہیں علماء کرام نے اس کی آیات کو اس کے رکوع کو، اس کے

الفاظ کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصہ احکام کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ بعد میں عرض کرتا ہوں اجتماعی طور پر عرض کر دیتا ہوں۔ تھوڑی سی گزارش بعد میں کرتا ہوں۔ ایک حصہ احکامات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، دوسرا حصہ متشابہات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، تیسرا حصہ ناسخ ومنسوخ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، چوتھا حصہ حکایات اور واقعات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اب دوبارہ پیچھے کو آتا ہوں کہ کہ قرآن ایسا کلام ہے، ایسی کتاب ہے جس کے اندر کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں۔ سمجھنے والی بات یہ ہے کہ اللہ کا کلام، اللہ کی کتاب ہمیشہ رسولوں کے اوپر نازل ہوتی تھیں۔ نبی کے اوپر صرف وحی نازل ہوتی تھی۔ لیکن رسول کے احکام کی تبلیغ کرتے تھے۔ رسول جو تھے ان کے اوپر کتابیں، مختلف صحیفے چھوٹے بڑے نازل ہوتے تھے۔ مشہور کتابیں جو ہیں وہ چار ہیں جو اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعے کتابیں نازل ہوئیں۔ توریت، زبور، انجیل اور قرآن پاک۔ نبی جو ہوتا ہے، وہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے یا اظہار نبوت کرتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام آپ کی طرف لے کر آیا ہوں۔ اللہ کے حکم کو آپ تک پہنچانے آیا ہوں۔ حکم یہ ہے کہ آپ تک اللہ کا حکم پہنچا دوں اور آپ کو حکم یہ ہے کہ اللہ کے احکام کو پورا کرو۔ تو نبوت جو ہے وہ دعویٰ ہے، نبی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، رسول رسالت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن کوئی دعویٰ بغیر دلیل کے قابل قبول نہیں ہوتا۔ لہٰذا نبوت یا رسالت یہ بھی ایک دعویٰ ہے اس کے لیے بھی دلیل کی ضرورت ہے۔ نبیوں نے ہمیشہ معجزے کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ یعنی ایسی ایسی چیزیں جو ظاہری طور پر نہ ہو سکیں اس کو کر کے دکھاتے ہیں۔ اور وہ وقوع پذیر ہو گئی، اسی طرح ہو گیا۔ تو جب اسی طرح ہو گیا تو معجزہ ثابت ہو گیا۔ تو معجزہ جو ہے دلیل ہوتا ہے۔ جب دلیل ثابت ہو گئی تو اس کی بات ثابت ہو گئی۔ میں اصل بات عرض کرنے سے پہلے ایک چھوٹی سی بڑی پیاری مثال آپ کو دیتا ہوں۔ کہ نبی اکرم ﷺ جب معراج سے تشریف لائے، حضور نے تمام حالات تمام واقعات آ کے بیان کیے تو کفار مکہ تک بھی پہنچے، اس لمبی کہانی کا ایک حصہ یہ ہے کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے آ کر یہ دریافت کیا کہ ہمارا تجارت کا مال لے کر قافلہ ملک شام سے آ رہا ہے۔ آپ نے اسے کہیں راستے میں دیکھا ہے؟ آپ جو فرماتے ہیں، وہاں اس سواری پر بیت المقدس گئے ہیں۔ اگر آپ وہاں کے راستے سے گزرے ہیں تو آپ نے اس قافلے کو دیکھا کہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں دیکھا ہے آپ نے جگہ بتائی۔ انہوں نے کہا کوئی نشانی کوئی علامت؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ فلاں بندہ جو ہے اس قافلے کے اندر اس کی اونٹنی یا اونٹ گم

ہو گیا تھا۔ وہ اس کی تلاش میں پریشان تھا۔ میں جب وہاں سے گزرا تو میں نے ایک جگہ اس کے اونٹ کو چرتے یا کھڑے دیکھا تھا۔ وہ آدمی جب مجھے نظر آیا تو میں نے اسے بتایا کہ پریشان نہ ہو تیرا اونٹ فلاں جگہ پر ہے وہاں سے لے آؤ۔ وہ پھر اس جگہ جا کے اس جگہ سے اپنا اونٹ لے آیا۔ انہوں نے بجائے اس کے کہ مطمئن ہوتے کہ ٹھیک ہے کہ جب قافلہ آئے گا تو پوچھ لیں گے کہ کیا واقعی آپ نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی تھی اور آپ ﷺ کی آواز پر، یہ جو باتیں میں بیان کر رہا ہوں یہ اگلی باتوں سے تعلق رکھتی ہیں اور تم نے واقعی اس آواز پر جا کے اپنا اونٹ تلاش کیا تھا۔ یعنی اس پر مطمئن ہونے کی بجائے انہوں نے اگلا ایک اور سوال کر دیا۔ کہ آپ نے قافلہ دیکھا ہے تو بتائیں کہ قافلہ پہنچے گا کب؟ مکہ پاک کے اندر قافلہ کب پہنچے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا دو دن کا وقفہ بیان کر کے فرمایا پرسوں شام تک پہنچ جائے گا۔ پرسوں سورج غروب ہونے سے پہلے تک قافلہ پہنچ جائے گا۔ جبکہ ان (کفار مکہ) کی اطلاع کے مطابق قافلہ پانچ دن بعد پہنچنا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا پرسوں شام سے پہلے، سورج غروب ہونے سے پہلے قافلہ پہنچ جائے گا۔ ان کی اطلاعات جو تھی، گھوڑوں پر وہ آتے کیونکہ وہ تیز آتے ہیں اور انہوں نے آ کر کہا کہ قافلہ فلاں جگہ پر تھا۔ اور اس حساب سے کیونکہ اونٹوں پر آ رہے تھے۔ جتنا سفر روزانہ کرتے تھے، میں بات کو لمبا نہیں کرنا چاہتا، اسی طرف رہتا ہوں۔ اس حساب سے قافلہ پانچ دن بعد آنا تھا۔ ان کو اطلاع یہ تھی کہ پانچ دن بعد آنا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پرسوں شام کو آ جائے گا۔ کفار مکہ نے اکٹھے ہو کر مشورہ کیا کہ اب ہمارے پاس پکا ثبوت آ جائے گا جس کے ساتھ ہم ان کی تکذیب کر سکیں گے، یہ کہہ سکیں گے کہ انہوں نے غلط بیانی کی ہے۔ کیونکہ قافلہ تو پانچ دن بعد کے فاصلے پر تھا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ پرسوں شام کو آ جائے گا۔ پرسوں کس طرح آئے گا وہ تو اتنی دور ہے، اونٹوں کی رفتار اتنی تیز ہو سکتی ہے نہ انسان کی چال اتنی تیز ہو سکتی ہے۔ اس حساب سے جب ہمیں اطلاع ہے تو قافلہ نہیں پہنچے گا۔ پھر بات غلط ہو جائے گی۔ جب وہ دن آ گیا۔ دن جب زوال کی طرف ڈھل گیا، جوں جوں دن غروب ہونے کے قریب گیا، آخر میں انہوں نے مشورہ کر کے کچھ آدمی مغرب کی طرف، اللہ آپ کو موقع دے، اب موجودہ زمانے میں وہ نقشہ نہیں رہا، بہت سے پہاڑ جو ہیں انہوں نے بلڈوزر کر کے گرا کے ان کے پتھر، مٹی باہر پھینک کے نیچے کر دیے ہیں اور ان کی جگہ پر رستے بنا دیے ہیں۔ بہر کیف کچھ لوگ جو تھے اس زمانے میں اتنی اونچائی تھی پہاڑ کی جس طرف سورج غروب ہونا تھا کچھ لوگ ادھر جا کے کھڑے

ہو گئے اور کچھ لوگ جدھر سے قافلے نے آنا تھا اس طرف جا کے کھڑے ہو گئے۔ انتظار میں کھڑے ہوئے کہ قافلہ نہ آئے سورج غروب ہو جائے اور ہم وہاں سے آواز دیں کہ سورج غروب ہو گیا ہے، قافلہ نہیں آیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورج کو حکم دیا، وقت کی رفتار کو بند کر دیا، سورج کی حرکت کو بند دیا۔ فرمایا جب تک قافلہ مکہ پاک میں نہ پہنچ جائے اے سورج تو نے غروب ہونا ہی نہیں۔ میں چونکہ اس نسبت سے بات کر رہا ہوں، موضوع نہیں۔ میں تو اس نسبت سے بات کر رہا ہوں کہ معجزہ دلیل ہوتا ہے۔ مگر اس کے باوجود بہت ساری باتیں ہیں ان کو اعلیٰ حضرت نے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں بیان کر دیتا ہوں۔ سورج الٹے پاؤں پلٹے یعنی یہاں تو سورج غروب ہونا تھا، وہاں غروب ہوئے سورج کو واپس لے آئے۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے، چاند اشارے سے ہو چاق
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ کی

اشارے سے چاند چیر دیا، چھپے ہوئے خُر کو عصر کیا، گئے ہوئے، چھپے ہوئے، خر کو عصر کیا، گئے ہوئے دن کو عصر کیا، یہ تاب وتواں تمہارے لیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورج کو حکم دیا کہ تو نے غروب ہونا ہی نہیں۔ چنانچہ وہ وہاں انتظار میں کھڑے۔ آخر کیا ہوا سورج کی چند کرنیں باقی رہ گئیں تو وہ قافلہ جس طرف سے آنا تھا انہوں نے اعلان کر دیا۔ (جاء الرّبی) قافلہ کے میں داخل ہو گیا۔ ادھر مغرب والوں نے اعلان کر دیا (غربہ الشمس) سورج غروب گیا ہے۔ یعنی پہلے قافلہ کے میں داخل ہوا پھر اس کے بعد سورج غروب ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ثابت ہو گیا۔ میں ایک مثال آپ کو سنانے کے لیے پیاری بات بتائی۔ دوسری عرض میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن خود ایک معجزہ ہے۔ قرآن خود نبی اکرم ﷺ نے قرآن کی آیات کو، قرآن کے الفاظ، قرآن کے رکوع، قرآن کے سیپارے، یہ سب خود ایک معجزہ ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی نبوت کو ثابت کرتے ہیں، بیان کرتے ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا قرآن کے الفاظ۔ آیت موضوع ہے (ان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتو بسورۃ ممثلہ) فرمایا جو کچھ کلام ہم نے، جو کلام اپنے بندے پر ہم نے نازل کیا ہے اگر تم اس بارے میں شک میں مبتلا ہو تو اس جیسی کوئی سورۃ لا کے دکھاؤ۔ واقعہ اس طرح ہوا کہ نبی اکرم ﷺ پر اللہ تبارک تعالیٰ نے سورۃ کوثر نازل کی سورۃ کوثر قرآن کی سب سے چھوٹی سورۃ ہے۔ لیکن اس کے معنی تفسیر اس کی تفسیر سب سے زیادہ ہے کبھی موقع ہوا میں اس نسبت سے آیت پڑھ کے عرض کروں گا تو بہت لمبی گفتگو ہے۔ اس بارے

میں، بہت عظیم معنی ہیں اس کے۔ تو سورۃ کوثر سب سے چھوٹی سورۃ ہے۔ اس کی نسبت سے دو واقعات اس وقت پیش آئے ایک تو یہ ہوا کہ عرب کے سات آدمی تھے جو اس علاقے کے بڑے اپنے آپ کو سب سے بڑے عالم کہلانے کا دعویٰ کرتے تھے کہ ہم سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ اور ہمارے مقابلے کا علم کسی کے پاس نہیں ہے۔ انہوں نے سات قصیدے لکھے۔ قصیدوں پر بات چلی ہے اس نسبت سے بھی تھوڑی سی گفتگو کرلوں گا۔ انہوں نے سات قصیدے لکھے چونکہ ان قصیدوں کا اسلام کے ساتھ، دین کے ساتھ تعلق نہیں تھا اس لیے میں ان کے الفاظ یا شعر کو معنی نہیں بیان کرتا۔ لیکن انہوں نے اس میں اپنے علم کا اظہار کیا اور ان سات قصیدوں کو کعبے شریف کے اوپر باہر کی طرف لٹکا دیا۔ اس دعوے کے ساتھ کہ اگر ہمارے علم سے زیادہ کسی کے پاس علم ہے تو اسطرح کے قصیدے لکھ کے لائے اور لٹکائے۔ ہم اس کے علم کا اقرار کریں گے۔ جب یہ سورۃ نازل ہوئی تین آیتیں ہیں (انا اعطینک الکوثر ○ فصل لربک وانحر ○ ان شانئک ھوالابتر ○) اس کا ترجمہ یہ ہے یارسول اللہ ﷺ ہم نے کوثر جو ہے اس کے دو معنی ہیں۔ دس معنی مفسرین نے لفظ کوثر کے دس معنی بیان کیے ہیں۔ جن میں سے ایک معنی تو وہ حوضِ کوثر تھا۔ اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل　　　ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ

رسول اللہ ﷺ دریائے رحمت ہیں اور یہ کوثر اور سلسبیل تو اس کے دو قطرے ہیں۔ اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں

آبِ زم زم بھی پیا خوب بجھائی پیاسیں　　　آؤ اب جودِ شہہِ کوثر کا دریا دیکھو

(انا اعطینک الکوثر) ہم نے آپ کو حوضِ کوثر عطا کیا یا اس کا معنی ہے کہ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کر دیا ہے۔ (فصل لربک) آپ اپنے رب کی رضا کے لیے نماز پڑھا کریں (وانحر) اور قربانیاں دیا کریں، جانور ذبح کیا کریں۔ (ان شانئک ھوالابتر) آپکا دشمن جو ہے وہ مختون نسل ہے۔ میں اب اس کی تفسیر کرنے کے لیے نہیں میں اس کا معنی بیان کرنے کے لیے عرض کی ہے کہ تین آیتیں نازل ہوئیں نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا، قصیدوں کی بات ہے۔ میں اب قصیدوں کی اس سے اعلیٰ بات بھی کرتا ہوں کہ حضور ﷺ نے حکم دیا جاؤ اس کو کعبے پر لٹکا دو۔ لکھ کے ان قصیدوں کے مقابلے میں لٹکا دو۔ اتفاق سے وہ سات کے سات شاعر جو تھے زندہ تھے۔ جب یہ سورۃ صحابہ کرامؓ نے جا کر ان کے مقابلے میں لکھ کے لٹکا دی۔ ان شاعروں نے جب یہ

کلام پڑھا تو وہ اپنے سات کے سات قصیدے اتار کر لے گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا سارا کلام ان تین آیتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اتنی فصیح و بلیغ، اتنی اعلیٰ وہ جب ناامید ہوئے، انہوں نے ایک، اس زمانے کا اپنے علاقے کے اندر سب سے بڑا عالم تھا۔ ان شاعروں سے بھی بڑا عالم تھا۔ اس کا نام ثعبان وائل تھا۔ انہوں نے سورۃ لکھ کے اس کے پاس لے گئے۔ وہ کہنے لگے جناب ہمیں اس کے مقابلے میں ایک کلام لکھ کے دو اس سے اعلیٰ کلام لکھ کے دو۔ جب اس نے کلام پڑھا، اس نے کہا بات یہ ہے کہ اتنا کلام ہے تو اس کے مقابلے کا اتنی جلدی نہیں لکھ سکتا۔ تم اسے چھوڑ جاؤ۔ میں آپ کو سمجھانے کے لیے مثال دیتا ہوں کہ ہمارے پاس اکثر لوگ فتویٰ لینے کے لیے آتے ہیں تو ہم اسے کہتے ہیں کہ بھئی اپنا سوال چھوڑ جاؤ ہم فقہ کی کتابیں نکال کے دیکھیں گے اس میں جو کچھ لکھا ہوگا اس کے مطابق تمہارا جواب لکھ دیں گے۔ دو دن، تین دن بعد آ کے لے جانا۔ اس نے کہا کہ یہ چھوڑ جاؤ میرے پاس سوال یا سورۃ کی تین آیتیں تو میں سوچ کے اس سے اعلیٰ کلام لکھوں گا تو پھر تم وہ لے جانا۔ وہ بڑے خوش ہو کے آ گئے۔ میں اب بات کو مختصر کروں، لمبا نہ کروں۔ مہینہ گزرا تو وہ پھر چلے گئے کہ جناب ہمارا کلام۔ انہوں نے کہا یار کوشش میں نے بڑی کی ہے پر فرصت نہیں ملی۔ مختلف بہانے، بات کو مختصر کرنا چاہتا ہوں کہ سال گزر گیا۔ ان کو چکر لگاتے سال گزر گیا مگر وہ نہ لکھ سکا۔۔۔۔۔۔ اعظم نے لکھا

کوئی تیں جیہا نظری آوے تے ویکھاں کوئی دوسرا دل توں بھاوے تے ویکھاں
خدا نے عطا کیتا جو حُسن تینوں میں نہ رجا کدی بھاویں لکھ واری ویکھاں

وہ لکھ سکتا ہوتا تو لکھتا۔ سال کے اندر مکے کے سرداروں نے کفار مکہ نے ایک فیصلہ کیا کہ آخری دفعہ اس کے پاس وفد بھیجو، بندہ بھیجو اسے کہو بھئی تم نے لکھ کر دینا ہے تو ٹھیک ہے نہیں تو ہمارا کاغذ اور سورۃ ہی واپس کر دو تا کہ ہم خاموش ہو جائیں، چپ کر جائیں۔ جب وفد گیا انہوں نے کہا اگر نہیں لکھ کے دے سکتے تو ہمارا کاغذ ہی واپس کر دو ہم چپ کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ ہم وہاں روز ہی اعلان کرتے ہیں کہ ہم لانے لگے ہیں، ہم لانے لگے ہیں۔ اس نے کہا نہیں فکر نہ کرو میں نے لکھ دیا ہوں۔ اور لفافے میں یا کاغذ میں کسی چیز میں بند کر کے دے دیتا ہوں۔ یہ کاغذ دے دیتا ہوں۔ بہر کیف میں تمہیں بند کر کے دیتا ہوں۔ تم اسے وہاں جا کے کھول کے پڑھ لیں، سب کو پڑھا دیں۔ وہ بڑے خوش ہوئے، خوش ہو کے لے گئے۔ لا کر سب اکٹھے ہو کر انہوں نے کہا پہلے خود پڑھتے ہیں پھر کسی کو پڑھائیں گے۔ کہ اس نے کیا لکھ کے دیا ہے۔ وہ

جب کھولا اور پڑھا تو ساری سورۃ لکھ کے اس کے آخر میں جو جگہ بچی تھی اس جگہ پر لکھ دیا کہ یہ کسی بشر کا کلام ہی نہیں ہے۔ اگر بشر کا کلام ہوتو میں کوئی بات لکھ کر دوں۔ (ماخذ اکلام البشر) یہ بشر کا کلام ہی نہیں، یہ انسان کا کلام ہی نہیں۔ تو مطلب یہ ہوا کہ خود قرآن پاک ایسا معجزہ ہے کہ اس کے ساتھ کا کوئی اور معجزہ ہے ہی نہیں۔ میں نے جو بات شروع کی تھی پہلے اس کی طرف آتا ہوں میں نے عرض کی تھی کہ قصیدوں کی بات ہے، اور اس نسبت کے ساتھ ایک دو چیزیں اور سنا دیتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ کی عظمت کو بیان کرنے کے لیے برکت حاصل کرنی ہے، کوئی نہیں وقت گزر جائے گا، بات پوری نہ ہوگی، جتنی ہوگئی اتنی سہی۔ ہم نے کونسا کوئی معاوضہ مقرر کیا ہوا ہے۔ یہ باتیں آپ کو سنانی ہیں باقی پھر سہی۔ میں یہ عرض کر رہا تھا نبی اکرم ﷺ کا زمانہ تھا۔ ایک کافر تھا اس نے نبی اکرم ﷺ کی شان کے خلاف کچھ شعر لکھے ہجو عربی میں کہتے ہیں یعنی حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی کرتے ہوئے کچھ شعر لکھے۔ جس کے اندر جو الفاظ تھے، بے ادبی کے الفاظ تھے۔ نبی اکرم ﷺ کو جب یہ اطلاع پہنچی کہ اس نے اس طرح کے شعر لکھے ہیں۔ مدینے پاک کا راہب، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ جہاں ملے اسے قتل کر دو۔ اس کا چلنا پھرنا مشکل ہو گیا، باہر نکلنا مشکل ہو گیا۔ وہاں اس کا بھائی تھا وہ اس کے پاس پناہ لینے کے لیے اس کے باغ میں گیا۔ اس نے اس سے کہا اگر تم میرے بھائی نہ ہوتے تو میں تمہیں ابھی قتل کر دیتا۔ تم یہاں سے چپ کر کے نکل جاؤ۔ نہیں تو تمہاری جان جائے گی۔ اگر بچنا چاہتے ہو تو تمہارے پاس ایک ہی طریقہ ہے کہ مسلمان ہو جاؤ۔ اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے دل کے اندر ہدایت ڈالی۔ وہ اپنے گھر گیا یا کسی تنہائی والی جگہ پر یا جہاں رہ سکتا تھا تنہائی میں۔ وہاں بیٹھ کے اس نے قصیدہ لکھا اور لکھ کے چادر، میں اپنے لفظوں میں بیان کرتا ہوں۔ اوپر چادر لی، جو لکھا تھا اس کو بغل میں چھپا لیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے کبھی نہیں گیا تھا اس سے پہلے، دوسری بات یہ عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہ اللہ کو جو منظور ہو وہ پورا ہو کر ہی رہتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کے گھٹنے پکڑ کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کعب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کے اسلام قبول کر کے آپ ﷺ کی غلامی میں آ کے معافی مانگنا چاہتا ہے۔ اس کو حاضر ہونے کی اجازت ہے؟ نبی اکرم ﷺ رحمۃ للعلمین ہیں، تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں تو آپ ﷺ کس طرح کہہ سکتے تھے کہ نہیں میں نے اسے سزا دینی ہے۔ پھر تو رحمت ختم ہو گئی۔ پہلے حکم تو تھا، حکم تو وہی تھا لیکن وہ

اپنی ذات کے لیے نہیں تھا کہ میں قتل کروں گا، صحابہ کو حکم تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو رحمۃ اللعلمین ہیں۔

آپ کو سمجھانے کے لئے ایک بڑی پیاری بات بتا دیتا ہوں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعلمین ہیں۔ آپ ایک دن بازار میں جا رہے تھے۔ سامنے سے ایک آدمی آ رہا تھا، وہ آدمی کافر تھا۔ صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اس نے زور کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر تھپڑ مار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بازو سے پکڑ لیا۔ پکڑ کے فرمایا کہ تم نے بلا وجہ مجھے تکلیف پہنچائی ہے، پریشان کیا ہے۔ اگر میں تیرے ساتھ یہی سلوک کروں یا میں بھی تمہیں تھپڑ ماروں پھر تجھے پتہ چلے کہ کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے۔ یا کسی کو تکلیف پہنچائیں تو جس طرح اپنے آپ کو تکلیف ہوتی ہے اسی طرح دوسروں کو بھی ہوتی ہے۔ صحابہ کرام اس انتظار میں تھے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں تو ہم اس کو ایک تھپڑ کی بجائے مار ہی دیں۔ یعنی بات ہی ختم کر دیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگا جناب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تھپڑ نہیں مار سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بدلہ لوں تو پھر۔ اس نے کہا جناب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدلہ لے ہی نہیں سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کوئی عاجز ہوں، میں کوئی مجبور ہوں یا تیرا میرے اوپر کوئی زور ہے؟ مختصر الفاظ بہر کیف جو کچھ بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں اور وہ آگے سے جواب دیے جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بدلہ نہیں لے سکتے۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی وجہ بتاؤ کہ میں تم سے بدل کیوں نہیں لے سکتا۔ اس نے بڑے پیارے الفاظ کہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ہم میں کیا فرق رہ جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم برائی کا بدلہ برائی کے ساتھ دیتے ہی نہیں چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعلمین ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے اس لیے آپ مجھ سے بدلہ نہیں لے سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا۔ اس نے کہا میں نے ایمان کے لیے کیا تھا۔ اس نے کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعب جو ہے مسلمان ہو کے معافی مانگنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے، اجازت ہے؟ فرمایا اجازت ہے۔ حضرت عمرؓ کھڑے ہو گئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابھی اس کی گردن اتار دوں، اسے قتل کر دوں؟ فرمایا اب تو میں نے اس کو پناہ دے دی ہے۔ ابھی تو میں نے اس کو معافی دے دی ہے، معافی دینے سے پہلے اگر قتل کر دیتے تو کر دیتے۔ اب یہ میری پناہ میں آ گیا ہے۔ میں اس کے شعر ایک دو آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یعنی یہ وہ قصیدے تھے جو انہوں نے بے مقصد لکھے تھے لیکن اصل قصیدے جس میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی ہے

اس کی نسبت سے ایک اردو کا شعر ہے

اگر اے نسیم سحر تیرا ہو گزر دیارِ یار میں
میری چشمِ نم کا سلام کہنا حضورِ بندہ نواز میں

اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں۔

تیری گلی کو چھوڑ کر باغِ جہاں میں جائے کون
نقد میں ملے جو مدعا، وعدے پہ جی لگائے کون

اعلیٰ حضرت کے بھائی مولانا حسن رضا خاں صاحب لکھتے ہیں۔

سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر
بغیر یار ان کو چین آجاتا اگر
تو بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر
داستانِ غم کہوں کس سے تیرے ہوتے ہوئے
اور کس کے در پہ جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر
مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسن
اور جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر
نہ جہاں میں راحتِ جاں ملی، نہ متاعِ امن و اماں ملی
جو دوائے دردِ نہاں ملے، جو ملی بہشت یہاں ملی

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اب تو میں نے اس کو پناہ دے دی ہے، اب تو میں نے اس کو معاف کر دیا ہے، یہ مسلمان ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے جو کرنا تھا کرتے اب نہیں کر سکتے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی شان میں ایک قصیدہ لکھ کے لایا ہوں۔ اجازت ہو تو پیش کروں؟ فرمایا سناؤ۔ اس کے دو شعر میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک شعر تو انہوں نے اپنی نسبت کے ساتھ لکھا۔

(اُنْبِئْتُ اَنَّ رسول اللّٰہ ﷺ اَوْعَدَنِیْ) وہ کہتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے مجھے سزا دینے کا اشارہ فرما دیا ہے۔ (والعفو عند رسول اللّٰہ ﷺ مامول) رسول اللہ ﷺ سے ہمیشہ گناہوں کی غلطیوں کی معافی کی امید رکھی جاتی ہے، سزا کی امید لے کے تو آتے

ہی نہیں یہاں۔ اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں

اک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے شیدا کے لیے تو کافی ہے اشارہ دیر سے

آگے فرماتے ہیں (ان رسول لنور مصنوع بہ) رسول اللہ ﷺ تو ایسا نور ہیں جس سے کائنات روشنی حاصل کرتی ہے۔ (وسیف من سیوفی اللہ مسکون) اور اللہ کی تلواروں سے ایسی تلوار ہیں جو تمام باطل کو اکھاڑ دیتی ہے۔ تو بہر کیف میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب انہوں نے اپنی تعریفوں کی نسبت سے یا اپنے خیالات کی نسبت سے قصیدے لکھے تھے تو رسول اللہ ﷺ کی عظمت کی نسبت سے اتنے قصیدے لکھے گئے ہیں کہ ساری زندگی پڑھتے رہیں اور سنتے رہیں تو ختم نہیں ہو سکتے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ظفر نے قصیدہ بردہ شریف کے چند شعر پڑھے ہیں۔ شیخ محمد شرف الدین بصیری آپ کو فالج ہو گیا تھا۔ چارپائی پر لیٹے رہتے تھے اور شعر لکھتے رہتے تھے جو خیال میں آتا تھا۔ ایک دن رات کو سوئے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، حضور ﷺ تشریف لائے۔ آپ چارپائی کے تکیے والی طرف بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بصیری قصیدہ تو سناؤ۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ قصیدے تو میں نے بہت لکھے ہیں حضور کونسا قصیدہ سننا چاہتے ہیں؟ وہ آپ نے جو قصیدہ فرمایا اس کے بڑے پیارے وہی دو شعر سنانا چاہتا ہوں۔ اس کے بڑے پیارے الفاظ ہیں جس کے ساتھ انہوں نے شروع کیا بہت اعلیٰ اپنے ذہن کی حالت کو، کیفیت کو بیان کیا اور فرماتے ہیں (امن تذکر جیران بذیٔ سلم) فرماتے ہیں جس طرح کوئی شخص ان کو کہہ دے وہ کہتے ہیں کہ ذیسلم ایک پہاڑی کا نام ہے جو مدینہ پاک کے قریب ہے۔ کہ وہ ذیسلم کی پہاڑی کے قریب اس کے ہمسائے اس کے قریب رہنے والا تیرا محبوب جو ہے تجھے کہیں اس کی یاد تو نہیں آ گئی۔ کیا تجھے اس کی یاد آ گئی ہے اپنے محبوب کی جو ذیسلم پہاڑی کا ہمسایہ ہے۔ جو ذیسلم پہاڑی کے قریب رہتا ہے۔ کیوں یاد آ گئی؟ کیا نشانی ہے؟ اس لیے کہ (مزجت دمعاً جریٰ من مقلۃ بدم) پورا شعر پڑھا امن تذکرو جلانی بزی سلمیٰ کہ ذی سلم پہاڑی کے جو ہمسائے ہیں وہ تجھے یاد آ گئے ہیں کیوں؟ اس لیے کہ تیری آنکھوں سے جو آنسو نکل رہے ہیں ان میں خون شامل ہے ان آنسوؤں میں خون ملا ہوا ہے یعنی تم اپنے محبوب کی جدائی میں اتنا بے چین ہو کہ تم خون کے آنسو رو رہے ہو اور تمہارا سب سے محبوب تو وہی ہے جو ذیسلم پہاڑی کے قریب رہتے ہیں ام حبت الریح من لقاء کاظمۃ او

اومضال برقٌ فی الظلماء من اضم اس کا یہ معنی ہے محبت ہی کیا کاضمہ کی پہاڑی کی طرف سے کوئی ہوا کا جھونکا آگیا ہے اوومضال البرق فی الظلمآءِ من اضم یا اندھیری رات میں ازم پہاڑی کی طرف سے کوئی بجلی چمکی ہے جس کی روشنی سے تجھے اپنے محبوب کا خیال آگیا ہے اس کا جواب لکھتے ہیں نعم سرٰی طیف من اھویٰ فارقنی والحب یعترض اللذاۃ با لالم فرماتے ہیں ہاں تو سچ کہتا ہے، اس سے پہلے بھی بہر کیف اس پہلے بھی شاعر نے اک شعر کہا ہے نعم ہاں رات کو مجھے اپنے محبوب کا خیال آگیا ہے اور اس نے مجھے جگا دیا ہے نیند سے بیدار کر دیا ہے والحب یعترض اللذۃ با الالم اور محبت جہاں ہو جاتی ہے وہاں لذتیں ختم ہو جاتی ہیں اور دکھ اور درد شروع ہو جاتے ہیں آدمی اپنے محبوب کی یاد بے چین اور مغموم ہو جاتا ہے مجھے بھی اپنے محبوب کی یاد آئی ہے اس نے مجھے جگا دیا ہے اور اس کی جدائی کی وجہ سے میری آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں بہر کیف شعر لمبے ہیں قصیدہ لمبا ہے پھر اس نے سوال کیا تیرا محبوب کون ہے جس کی جدائی میں تو نہ سو سکتا ہے نہ بیٹھ سکتا ہے نہ کھا پی سکتا ہے تجھے کچھ بھول گیا ہے بتا تو سہی وہ تیرا محبوب کون ہے؟ اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سید کونین میرا محبوب کوئی عام انسان نہیں ہے میرے محبوب کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس کی صفت یہ ہے کہ وہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کے سردار ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا انا سید الاولین والآخرین میں پہلوں کا بھی اور پچھلوں کا بھی سردار ہوں میرے محبوب جنوں اور انسانوں کے سردار ہیں والفریقین من عرب من عجمی یعنی عربیوں اور عجمیوں کے سردار ہیں تو بہر کیف میں نے قصیدے کی نسبت سے دو چار باتیں عرض کی ہیں اب میں پیچھے کی طرف آتا ہوں قرآن پاک کے اندر چار چیزیں ہیں ان میں سے ایک قسم حکایات اور واقعات ہیں چونکہ وہ بات جو میں نے شروع کی تھی اسے ساتھ ملا لو تو بات سمجھ میں آ جائے گی کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اور سچا ہے اس کے سچے ہونے میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں لہٰذا قرآن پاک میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں ان کے سچ ہونے میں کسی قسم کی گنجائش نہیں وہ تمام کے تمام سچے ہیں۔ قرآن کی پیار والی ایک دو باتیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ہیں وہ میں آپ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔

حضرت سلیمانؑ کا واقعہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے واقعہ پورا بیان کروں گا لیکن اس سے پہلے شائد درمیان میں ایک دو باتیں اور کرنی پڑیں گی حضرت سلیمانؑ کا واقعہ چونکہ حکایت کی نسبت سے ذکر ہے اس کے الفاظ جو قرآن میں بیان کئے ہیں آپ کو سنانا چاہتا ہوں کہ حضرت

سلیمانؑ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے تو آپ کو خیال آیا اور دعا کرنے لگے یا اللہ مجھے بخش دے وھب لی اور مجھے ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ملے۔ یعنی مطلب ہے واقعہ یہ ہوا کہ انہوں نے بیٹھے ہوئے یہ دعا مانگی اور یہ الفاظ بیان کیے کہ قرآن نے ذکر کر دیا تو ہوا یہ کہ اس کے وقوع پذیر ہونے میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں وہ سچا واقعہ ہے۔ تو انہوں نے دعا کی ویغفرلی وھبلی ملك الایمبغی لاحد من بعدانك انت الغفار۔ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ملے تو بخشنے والا ہے تو ہی عطا کرنے والا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی پیدائش ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے پیدا ہوتے ہی سر سجدہ میں رکھ دیا اور چونکہ حدیث میں سب کچھ موجود ہے اس میں حوالے کی ضرورت نہیں سر سجدے میں رکھ دیا اور پیدا ہوتے ہی سجدے میں سر رکھ کے جو الفاظ ادا کئے وہ کیا تھے؟ ؟ رب ھبلی امتی اے اللہ میری امت کو بخش دے میں یہ بات اس نسبت سے سنانا چاہتا ہوں یا سنائی ہے کہ سلیمانؑ نے جو دعا مانگی وہ اپنے لئے مانگی اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لئے وہ دعا مانگی حضرت عیسیٰؑ بچپن میں انہوں نے کلام کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے پیدائش کے وقت ہی کلام کیا ہے اور کیا لفظ فرمائے ہیں رب ھبلی امتی یا اللہ میرے لئے میری امت کو بخش دے تو فرق ہو گیا، سمجھ آ گئی ہے کہ نہیں؟ کہ انہوں نے اپنی ذات کے لئے دعا مانگی رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لئے دعا مانگی آپ نے فرمایا کہ بخش دے تو اللہ نے فرمایا بخش دیا۔ اس نسبت سے بات کو پورا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بخش دیا حضرت عبداللہ بن عباسؓ، یعنی اس وقت جب آپ نے سجدے میں دعا فرمائی اس وقت نہ آپ کی بعثت ہوئی تھی نہ آپ پر قرآن نازل ہوا تھا قرآن تو چالیس سال کی عمر کے بعد نازل ہوا بعثت چالیس سال کی عمر کے بعد ہوئی ہے لیکن یہ دعا کس وقت کی ہے؟ پیدا ہوتے ہی حضرت عبداللہ بن عباسؓ نبی پاک ﷺ کے چچا کے بیٹے تھے حضرت عباسؓ رسول اللہ کے چچا تھے جب قرآن نازل ہوا تو قرآن کی آیت نازل ہوئی من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ فمن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ بات ذرا ذہن میں رہے کہ رب ھبلی امتی حق نے فرمایا کہ بخشا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کی امت کو بخش دیا پیدا ہوتے ہی تمہاری بخشش کی دعا کی قرآن میں جو آیت پاک ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے جو شخص ایک ذرے کے برابر نیکی کرے گا وہ لکھ دی جائے گی میں اس کی تفسیر نہیں کرنا چاہتا میں اپنے مقصد کی بات کرنا چاہتا ہوں جو شخص ایک ذرے کے برابر برائی کرے گا وہ بھی لکھ دی حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کافر کی نیکیاں اسے دکھا کر جلا دی جائیں گی ضائع کر

دی جائیں گی اور اسکی برایاں اسے دکھا کے اس پر اسے سزا دی جائے گی اور مومن جو مسلمان ہے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھتا ہے اس کی نیکیاں اس کو دکھا کر اس کی جزا دی جائے گی اس کا بدلہ اسے دیا جائے گا اور اس کی برائیاں اسے دکھا کر معاف کر دی جائیں گی۔ اس کی مغفرت کر دی جائے گی کیوں کہ رب تعالی نے حضور ﷺ کی دعا کے مطابق فرمایا ہوا ہے کہ بخشا اور برائیاں بھی دیکھ کے اللہ تبارک وتعالی بخش دے گا۔ تو خیر میں یہ بات کر رہا تھا اس طرف آتا ہوں کہ سلیمانؑ نے دعا کی یا اللہ مجھے ایسا ملک عطا کر یہ نہیں ہے کہ یہ حکایت ہے یہ قرآن کا واقعہ ہے مجھے ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ملے اور میں اس نسبت دو باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں اللہ نے فرمایا فسخرلہ الریح تجری بامرہ انہوں نے دعا کی ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا ان کے حکم کے مطابق چلتی تھی ایک لطیفہ ہمارے بچپن کے زمانے کا پڑھا ہوا ہے۔ وہ بات کے ساتھ ذہن میں تازہ ہو جائے گا کہ سلیمانؑ کی حکومت ہر چیز پر تھی اور قرآن کی نسبت یہ واضح ہو گیا کہ ہوا بھی ان کے حکم کے مطابق چلتی تھی۔ ہوا ان کے تابع تھی مچھر کا ایک غول کا غول جماعت کی جماعت اکٹھی ایک دفعہ سلیمانؑ کے پاس حاضر ہوئی انہوں نے آکے عرض کی کہ ہوا ہمارے ساتھ بڑی دشمنی رکھتی ہے ہمیں تو یہ کھڑا ہی نہیں ہونے دیتی آپ کسی وہم میں مبتلا نہ ہو جانا کہ شائد یہ لطیفے کی بات ہے یا کوئی فرضی بات ہے۔ میں آپ کو اس کی ایک مثال قرآن سے دیتا ہوں۔ یہ تو ایک مشہور بات ہے جو میں سنا رہا ہوں لیکن اسے واضح کرنے کے لئے قرآن سے ایک مثال دے دیتا ہوں کہ حضرت سلیمانؑ اپنے لشکر کے ساتھ ایک دفعہ بہت وسیع وعریض لشکر کے ساتھ کہیں جا رہے تھے آگے چیونٹیوں کا ایک علاقہ تھا جہاں بہت زیادہ تعداد کے اندر چیونٹیوں نے اپنے گھر بنائے ہوئے تھے۔ خیر بات ادھر ہی آجاتی ہے کہ قرآنی حکایات سچی ہیں کوئی شک کی گنجائش نہیں قرآن نے اس واقعے کو بیان کیا فرمایا جب وہ چیونٹیوں کی وادی پر پہنچے تو وہ چیونٹیوں کی سردار جو تھی اس نے چیونٹیوں سے مخاطب ہو کر کہا جلدی جلدی اپنی بلوں میں داخل ہو جاؤ۔ سلیمانؑ اور ان کا لشکر اپنے پاؤں تلے روند کر نہ گزر جائیں۔ جو بات تمہیں سنانا چاہتا ہوں۔ سلیمانؑ نے اس چیونٹی کی آواز کو سن لیا اور سمجھ گئے۔ تو قرآن نے اس کو بیان کیا ہے فتبسم ضاحکً من قولھا وقال رب اوْزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت عَلَیّ اس کی بات کو سن کے آپ ہنسنے لگ گئے۔ فرمایا یا اللہ یہ تو نے مجھے نعمتیں دی ہیں اس لئے کہ میں تیرا شکر ادا کروں میرا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے اندر چیونٹی کی بات کو سن کے سمجھنے کا ذکر

موجود ہے، تو یہ تو بچوں کی آواز سن کے سمجھ جائے تو اس میں کیا عجب ہے، یا اس میں کون سی عجیب بات ہے؟؟ وہ مچھر آیا اور اس نے کہا جناب ہوا مجھے کھڑا نہیں ہونے دیتی کسی جگہ پر۔ جہاں جاتا ہوں میرے پیچھے آجاتی ہے۔ یہ میری جان کی دشمن ہے، اسے کہیں کہ میرا پیچھا چھوڑ دے یا یہ سمجھ لو کہ اسے کہیں کہ مجھے کبھی آرام کا موقعہ دے دیا کرے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہوا جتنی تھوڑی چلتی ہے مچھر بندوں کو زیادہ کاٹتا ہے۔ کیونکہ اسے بیٹھنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اس کا کتنا وزن ہوتا ہے؟ ہوا کے ساتھ یہ بیٹھ ہی نہیں سکتا۔ سلیمانؑ نے کہا اس طرح کرتے ہیں کہ فیصلہ تو تب ہی ہوگا جب دونوں فریق موجود ہوں گے۔ تو میں ہوا کو بھی بلاتا ہوں۔ قرآن نے بیان کیا ہے کہ ہوا بھی ان کے تابع کر دی، تو ہوا کو بلاتے ہیں، اس کی بات سنتے ہیں کہ وہ کیا کہتی ہے۔ جب آپؑ نے ہوا کو بلایا تو وہ کہتے ہیں کہ ہوا کا جھونکا ہی آیا تو مچھر دس میل دور چلا گیا۔ بہر کیف اس بات کو چھوڑو عرض یہ کر رہا تھا کہ انہوں نے دعا مانگی یا اللہ پاک ایسا ملک دے جو میرے بعد کسی کو نہ ملے یہ بھی قرآن کی ایک حکایت تھی اس کی نسبت سے میں دوسری بات کرنا چاہتا ہوں دو حدیثیں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں تا کہ تقابلی جائزہ ہو جائے۔ نبی اکرم ﷺ ایک دن نماز پڑھا رہے تھے ہاتھ باندھے ہوئے تھے، آپ قیام کی حالت میں کھڑے تھے۔ اچانک آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ سامنے کی طرف لمبا کیا پھر پیچھے کر لیا، پھر دوسری دفعہ، تھوڑی دیر بعد اپنا ہاتھ لمبا کیا پھر پیچھے کر لیا۔ تیسری دفعہ پھر لمبا کیا پہلے سے بھی زیادہ پھر پیچھے کر لیا۔ آپ ﷺ نے جب نماز مکمل کی سلام پھیر لیا۔ تو نبی کا ہر فعل تعلیمِ امت کے لیے ہوتا ہے۔ اس طرح کی بہت ساری حدیثیں ہیں بہر کیف میں اس طرف نہیں جانا چاہتا تا کہ اپنے اصل موضوع پر رہوں۔ جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں وہاں پہنچوں۔ تو ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آج آپ نے ایسا عمل کیا ہے جو پہلے کبھی نہیں کیا۔ کیا ہم بھی نماز میں اسی طرح کیا کریں کہ کبھی ہاتھ لمبا کریں پھر پیچھے لے آئیں پھر لمبا کریں پھر پیچھے آئیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اس طرح نہیں کرنا۔ میرے ہاتھ لمبا کرنے کی ایک خاص وجہ تھی۔ جب صحابہؓ نے پوچھا تو آپ نے فرمایا جب میں نماز پڑھ رہا تھا تو شیطان جو اللہ کا دشمن ہے وہ میرے قریب آکے میرے دل میں وسوسے پیدا کرنا چاہتا تھا۔ میرے خیالات کو اللہ کی حاضری سے بدل کر دوسری طرف لگانا چاہتا تھا۔ میں نے چاہا کہ میں اس کا ہاتھ پکڑ لوں کہ بتاؤں کہ تو کیوں اس طرح کرتا ہے تو وہ دوڑ گیا۔ جب میں نے اسے پکڑنے کے لیے ہاتھ آگے کیا تو وہ دوڑ گیا۔ اب بجائے اس کے کہ وہ سمجھ جاتا کہ آپ نے اسے

پکڑ لینا ہے اور واپس نہ آتا، وہ اپنی فطرت، عادت سے مجبور تھا وہ پھر واپس آ گیا جب دوبارہ واپس آیا تو پھر وسوسے پیدا کرنا چاہے تو میں نے پھر اس کو پکڑنے کے لیے ہاتھ لمبا کیا، وہ پھر دوڑ گیا، پھر تیسری دفعہ پھر آ گیا فرمایا میں نے اپنا ہاتھ اس کے اتنا قریب کر لیا کہ میرا ہاتھ اس کے بازو تک پہنچنے والا تھا میں اس کو پکڑنے لگا تھا اور مجھے سلیمانؑ کی یہ دعا یاد آ گئی۔ یعنی اس کا یہ مطلب نہیں کہ قدرت نہیں ہوئی۔ بلکہ قدرت تو تھی لیکن فرمایا کہ مجھے وہ دعا یاد آ گئی اور فرمایا اگر میں اسے پکڑ لیتا تو میں نے اسے مدینہ شریف کی مسجد کے ستون کے ساتھ اسے باندھ دینا تھا اور مدینہ پاک کے بچوں نے صبح آ کر، اس کے ساتھ کھیلنا تھا، چھیڑنا تھا، اسے تنگ کرنا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے اختیار دیے تھے۔ ایک دفعہ کی بات ہے، بخاری شریف کی حدیث ہے کہ صدقے کا مال یا غنیمت کا کچھ مال آیا۔ جو مدینہ شریف کے لوگوں میں تقسیم کرنا تھا۔ بہت زیادہ مقدار میں تھا۔ مسجد نبوی کے پاس اس کا ڈھیر لگا دیا۔ بہر کیف وہ غلہ وہاں پڑا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو بلایا فرمایا ابو ہریرہ تمہاری یہاں ڈیوٹی ہے کہ رات کو چور نہ آئے، غلہ چوری کر کے نہ لئے جائے۔ اس کی حفاظت کرنی ہے۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ وہ جاگتے رہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آدھی رات ہوئی ایک آدمی آ گیا۔ ایک طرف میں تھا دوسری طرف وہ تھا۔ اس نے اپنی چادر بچھا دی اور اس میں غلہ ڈالنے لگ گیا۔ میں نے اسے دیکھا تو دوڑا دوڑا اس کے پاس گیا اور اسے بازو سے پکڑ لیا۔ میں نے کہا کہ میں تو اس کی حفاظت کے لیے جاگ رہا ہوں اور تم اس میں سے چوری کرنے بیٹھ گئے ہو۔ میں نے تجھے چوری نہیں کرنے دینی۔ چل میں تجھے رسی سے باندھ دیتا ہوں صبح نبی پاک ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا اور چوری کی سزا دلواؤں گا۔ وہ فرماتے ہیں کہ وہ میری منتیں کرنے لگ گیا، مجھے معافی دے دیں۔ آئندہ نہیں آؤں گا۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھوکے تھے۔ بہر کیف جو کچھ اس نے حیلے بہانے بنائے، آپؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ترس آ گیا۔ صبح نبی اکرم ﷺ نماز فجر پڑھانے کے لیے تشریف لائے۔۔ آپ ﷺ نے نماز فجر پڑھائی اور نماز پڑھا کر آپ ﷺ منبر کے ساتھ، محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر صحابہؓ کی طرف چہرہ کر کے بیٹھ گئے۔ صحابہؓ کو تو شوق ہی آپ کے چہرے کی زیارت کا ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے پہلی بات ہی یہ کی کہ حضرت ابو ہریرہؓ کو بلاؤ۔ آپ جب جماعت کروانے کے لیے آتے تو سنتیں گھر سے پڑھ کر آتے تھے۔ حضور آتے تو تکبیر ہوتی تھی، اب بھی جائیں تو وہ سنت ادا ہوتی ہے وہاں کہ جب امام داخل ہوتا

ہے مسجد میں تو تکبیر شروع ہو جاتی ہے۔ تو نماز پڑھا کر صحابہؓ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ تو بغیر کسی سے پوچھے بغیر کسی کے بتائے آپ نے فرمایا (یا ابی ہریرہ) جناب ابو ہریرہؓ اٹھ کے کھڑے ہو گئے۔ (اسیر حل بارہ) رات کو جسے قید کیا تھا اس قیدی کا کیا بنا؟ انہوں نے سارا واقعہ سنا دیا۔ جب واقعہ دہرایا تو فرمایا (ابو ہریرہ فیعود) اس نے پھر آنا ہے۔ وہ دوبارہ پھر واپس آئے گا۔ چونکہ غلہ سارے دن میں تقسیم نہیں ہوتا تھا۔ سمجھتے ہو کہ اب نماز وقت ہوتا ہے، اس کے بعد لوگوں نے کھانا پکانا ہوتا ہے۔ کچھ وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرماتے ہوں گے کچھ وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آرام کرنا ہوگا۔ تو اسی وقت، دن کو ہی فرماتے کہ (فیعود) وہ پھر آئے گا۔ رات ہوئی تو آپ فرماتے ہیں کہ میں باخبر رہا کہ کیونکہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ آج اس نے آنا ہی آنا ہے۔ دوسری رات کو وہ پھر آ گیا۔ اس دن میں نے اسے ڈالنے سے پہلے ہی پکڑ لیا۔ میں نے اسے کہا کہ آج میں نے تجھے نہیں چھوڑنا، تو جھوٹا بندہ ہے۔ کل کہہ کے گیا تھا کہ میں نہیں آؤں گا، پھر بھی آ گیا ہے۔ اس نے پہلے دن سے بھی زیادہ منتیں کیں، پاؤں کو ہاتھ لگائے، ماتھے کو ہاتھ لگائے، ہاتھ جوڑے پتا نہیں کیا کچھ کیا ہوگا۔ فرماتے ہیں مجھے پھر ترس آ گیا۔ میں نے اسے پھر چھوڑ دیا۔ جب دن ہوا نماز ہوئی تو پھر وہی بات۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یا ابی ہریرہ ما فعل اسیر حل بارہ) کہ رات والے قیدی کی سناؤ۔ میں نے پھر واقعہ سنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت فرمایا (فیعدو) پھر آئے گا۔ مولوی کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں۔ فرمایا اس نے پھر آنا ہے۔ وہ تیسری رات پھر آ گیا۔ پھر آخر رات یہ ہوا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا اب میں نے تمہیں کسی قیمت پر نہیں چھوڑنا تجھے سزا دلوا کے چھوڑنی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی اطلاع دے دیتے ہیں کہ تو نے پھر آنا ہے۔ اگر تو سچا ہوتا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیوں فرماتے۔ اس نے کہا اچھا اگر آج تیرے ساتھ وعدہ کروں کہ آج کے بعد نہیں آتا اور دوسری بات یہ ہے کہ میں تمہیں راز کی بات بتاتا ہوں جو ہر انسان کو فائدہ دینے والی ہے۔ تم مجھے چھوڑ دو میرا وعدہ ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ اس نے جب یہ بات کی تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا بات یہ ہے کہ رات کو سونے سے پہلے آیت الکرسی اپنے اوپر دم کر کے سویا کرو ساری رات شیطان تمہارے نزدیک نہیں آ سکے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح پھر فرمایا (یا ابی ہریرہ ما فعل سیر حل بارہ) تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟ آپؓ نے یہ بتا دیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خود تو جھوٹا ہے لیکن بات سچی کر گیا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹا کون تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شیطان تھا بندہ نہیں تھا۔ وہ شیطان جو ہے

اس سے جو بات کر گیا ہے وہ سچی ہے۔ بہر کیف میرا مطلب، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ قرآن کی جو حکایات ہیں وہ ساری سچی ہیں۔ جس طرح حضرت سلیمانؑ کی دعا میں نے عرض کی اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کے واقعات میں نے عرض کیے ہیں۔ میرا جو مقصد ہے اس طرف آتا ہوں کہ پھر اس کے بعد عصر کی نماز بھی پڑھنی ہے، ختم بھی پڑھنا ہے، بہر کیف میں عرض یہ کر رہا تھا کہ جو قرآن کی حکایات ہیں وہ سب سچی ہیں۔ اب اس طرف آؤ میں باقی باتیں چھوڑ دیتا ہوں، جو آیت میں نے پڑھی تھی وہ قرآن کے اندر موسیٰؑ اور خضرؑ کے سفر کی حکایت ہے۔ اس کے بہت سارے حصے ہیں، بہت ساری نسبتیں ہیں۔ ان کا اختصار کے ساتھ بیان ہو سکتا ہے لیکن مختصر یہ کہ موسیٰؑ نے ایک دفعہ اللہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ کیا دنیا میں کوئی بندہ ایسا بھی ہے جس کو مجھ سے زیادہ علم ملا ہو؟ میں اس کی تفصیل بیان نہیں کرنا چاہتا، جس کا علم مجھ سے زیادہ ہو۔ تو رب تعالیٰ نے فرمایا (سفرتہ) سفر وسیلہ ظفر (مجمعۃ البحرین) ایک جگہ پر جہاں دو سمندر اکٹھے ہوتے ہیں، وہاں جاؤ وہاں آپ کو ایک بندہ ملے گا۔

مختصر یہ کہ آپ نے ایک مچھلی بھون کے ساتھ لی اور اپنے ساتھ ایک خادم لیا۔ اس جگہ پر پہنچے تو ٹھنڈی اور پیاری ہوا لگی دل چاہا کہ وہاں آرام کریں۔ آپؑ سو گئے اس خادم نے دیکھا کہ وہ بھنی ہوئی مچھلی، جو گھی کے اندر تلی ہوئی تھی وہ وہاں زندہ ہو گئی۔ زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی۔ اس کے بعد جب آپؑ جاگے، دیکھا کہ دن ڈھل گیا ہے۔ فرمایا چلو جلدی چلو ہمارا تو دور کا سفر ہے۔ آگے جا کے کہنے لگے (اتنا سفر لقد لقینا من سفرنا ھذا لقد) بھئی وہ مچھلی کھانے کے لیے لے کے آئے تھے۔ مچھلی کھاتے ہیں بھوک لگی ہے، تھک گئے ہیں سفر کر کر کے۔ اس وقت ان کے ساتھی نے، خادم نے کہا کہ جناب وہ مچھلی تو جس جگہ آپ سوئے تھے زندہ ہو کے سمندر میں چلی گئی ہے۔ اب میں آپ کو مچھلی کہاں سے دوں۔ قرآن نے اس کو بیان کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا (ذلک ما کنا نظ) اسی جگہ کی تلاش میں تو ہم آئے تھے۔ یعنی جہاں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا مردہ جانور کو لگے تو اسے زندہ کر دے۔ اس جگہ کی تلاش میں ہے کیونکہ وہاں اللہ کا ایک نیک بندہ رہتا ہے۔ جس کی برکت سے وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور وہ رحمتیں اگر مردہ جانور کے جسم کو، رحمت والی ہوا لگتی ہے تو اسے بھی زندہ کر دیتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ ایک دفعہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے جسم پاک پر ہاتھ پھیرنے شروع کر دیے۔ اتنی بے چینی سے ہر جگہ پر ہاتھ پھیر رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے

دریافت فرمایا عائشہ کیا کہتی ہو؟ کیا چاہتی ہو؟ کیا کر رہی ہو؟ کوئی مقصد بتاؤ۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر اتنے زور کی بارش ہو رہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم خشک ہے میں یہ دیکھنا چاہتی ہوں کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر بارش کا کوئی اثر نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم خشک ہے یا مجھے ہی خشک نظر آ رہا ہے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جو چادر اوپر لی ہوئی ہے یہ کون سی ہے؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اپنے اوپر لی تھی وہ چادر آپ کہاں اتار کر گئے تھے تو میں نے وہ اوپر اوڑھ لی ہے۔ بات سمجھو کہ اس وقت کے اندر اللہ کا بندہ جس جگہ پر بیٹھا ہو وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اس کی برکت یہ ہے کہ مردہ جانور اس رحمت والی ہوا سے زندہ ہو جاتا ہے۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ یہ چادر میرے جسم کے ساتھ لگی ہے، یہ چادر اتنی برکت والی ہو گئی ہے کہ اس کی برکت سے مدینہ پاک پر میری وجہ سے جو اللہ کی رحمتیں نازل ہو رہی ہیں، اس کے انوار و تجلیات جو نازل ہو رہے ہیں وہ تمہیں نظر آنے شروع ہو گئے ہیں۔ ایک چادر کی برکت سے وہ تمہیں نظر آنے شروع ہو گئے ہیں۔ تو وہ اصل بارش نہیں ہو رہی وہ تو رب کے انوار و تجلیات کی بارش ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ پاک کے ساتھ جو کپڑا لگ جائے اسکی عظمت یہ ہے کہ اس کی برکت سے عائشہ صدیقہؓ کی آنکھیں بھی اور باطن بھی نور والا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خونِ پاک جس جسم میں جس نسل میں موجود ہو گا وہ نسل بھی سدا ہی نور والی ہو جائے گی۔ وہ بھی سدا ہی نور والی ہو جائے گی۔ اور اس پر بھی سدا ہی اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی، برکتیں عطا ہوں گی۔ ایک بات چھوٹی سی تمہیں بعد میں بتاتا ہوں میں نے بات اور بتانی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود نور والے ہیں، حضور کا جسم خود نور والا ہے تو جس جسم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خون منتقل ہو جائے گا وہ جسم بھی نور والا بن جائے گا۔ میں نماز پڑھنے کے لیے بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں، حضرت قبلہ عالمؒ ایک دفعہ کسی پیر بھائی کے گھر تشریف لے گئے۔ آپؒ جب جاتے تو بیس بیس دن پندرہ پندرہ دن یک ہی جگہ قیام فرماتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک نے آ کے کہنا کہ جناب میں نے آج حضرت صاحب کا ختم دلوانا ہے آپؒ نے فرمانا چلو ٹھیک ہے۔ دوسرے دن انہوں نے سوچا کہ اچھا طریقہ ہے۔ دوسرے دن دوسرے نے جانا کہ جناب آج میں نے ختم

پڑھانا ہے۔ پھر اس طرح وہ 20, 20, 25, 25 دن ایک جگہ پر رہنا۔ دوسرے دن پھر وہ آدمی، مختصر یہ کہ آٹھ دن آپؒ اس گاؤں میں رہے۔ آٹھ دن آپؒ نے فرمایا نہیں اب جانا ہی جانا ہے، تمہاری تو تسلی نہیں ہوتی میں کیا کروں۔ مجھے اور بھی کام ہیں۔ جب آپؒ نے جانے کی تیاری فرمائی۔ اس نے عرض کی جناب دعا فرماؤ۔ آپ نے بجائے دعا فرمانے کہ فرمایا کہ چوہدری تم زمیندار ہو، اور زمیندار کا ایک اصول ہے کے بھیڑ جس زمین میں ایک رات گزارے سات سال اس زمین کی فصل دوسری زمین کے برابر نہیں ہوتی۔ یعنی دوسری زمین کی فصل سات سال اس کے برابر نہیں ہوتی۔ اس کی فصل سات سال زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ یہ بات کر کے فرمایا چوہدری تم اللہ کے بندے کو بھیڑوں سے کمزور سمجھتے ہو؟ میں سات دن تیرے گھر رہا ہوں تمہیں ابھی بھی دعا کی ضرورت ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک نورٌ علیٰ نور ہے، مجسمۂ نور ہے۔ حضور پاک ﷺ کا نور جس جسم میں، جس نسل میں خون شامل ہو جائیگا وہ نسل جو ہے نور والی ہو جائے گی۔ جہاں قدم رکھیں گے وہ جگہ برکت والی ہو جائے گی۔ جہاں دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیں گے وہ ہاتھ نیچے کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ وہ دعا قبول فرمالیں گے۔

خطبہ نمبر ۳

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ جھوک شریف چونیاں ۲۰۰۷ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ ذٰلِکَ مَا کُنَّا نَبْغِ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

برکت حاصل کرنے کے لیے آیت کا تھوڑا سا حصہ آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے تھوڑی دیر کے اندر گفتگو کرونگا اس کے بعد ختم شریف پڑھوں گا، اس کے بعد عشاء کی نماز ادا کر کے ادھر سے جائیں گے۔ کیونکہ ادھر سے فارغ ہو کر اور کئی جگہوں سے ہو کر پھر میں نے چتو کی پہنچنا ہے۔ اس لیے آپ کی خدمت میں تھوڑا وقت گزاروں گا پھر اجازت لوں گا۔ جو آیت پاک کا میں نے کچھ حصہ پڑھا ہے یہ قرآن پاک کا ایسا واقعہ ہے جو اکثر و بیشتر علماء کرام بیان فرماتے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں اس نسبت کے ساتھ گفتگو نہیں کرنا چاہتا جو گفتگو میں کرنا چاہتا ہوں اس کی ابتداء اس طرح ہے کہ موسیٰ اللہ کے پیارے نبی تھے، اللہ کے رسول تھے۔ ان کی عظمت کی وجہ سے ان کے درجات کی وجہ سے ان کا لقب ہے کلیم اللہ۔ کلیم اللہ ان کا لقب کیوں پڑا؟ قرآن نے بیان فرمایا ہے اس لیے ان کا لقب کلیم اللہ ہوا کہ اللہ سے کلام کرنے والے تھے۔ قرآن نے اس کو بیان فرمایا ہے (ترجمہ): ان کے رب نے ان کے ساتھ کلام کیا۔ بات توجہ کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ آپ سمجھدار ہیں نبی یا رسول اس کو کہا جاتا ہے جس پر اللہ کی وحی نازل ہو اور رسول اس کو کہتے ہیں جس پر اللہ کی کتاب نازل ہو۔ لیکن وہ سارے کتاب کا نزول، وحی کا نزول بذریعہ فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بات ذہن میں آ گئی ہے میں کر دیتا ہوں اس سے علم میں اضافہ ہو گا کہ وحی وہ کئی اقسام کی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر جو وحی آتی رہی وہ بھی کئی اقسام کی ہیں۔ لفظ وحی کے معنی کئی قسم کے ہیں۔ اور یہ قرآن کے اندر اس لفظ کا اطلاق مختلف ہستیوں پر ہوا ہے یعنی

میرے کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ یہ اس لفظ کی خصوصیت صرف اور صرف نبیوں کے ساتھ ہے، بلکہ لفظ کی خصوصیت جو ہے دوسری ہستیوں کے ساتھ بھی ہے۔ لیکن ادھر معنی اور ہے۔ جب اس لفظ کی نسبت نبیوں کے ساتھ کریں گے تو معنی اور ہیں۔ جس طرح میں قرآن کی ایک مثال دے دوں۔ ہم موسیٰ کی نسبت سے ذکر کر رہے ہیں تو موسیٰ کی نسبت سے ہی میں آیت پاک پڑھ دیتا ہوں۔ جو جب موسیٰ کی والدہ نے ان کو ڈبے میں بند کر کے دریا میں پھینکا تو رب تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے موسیٰ کی والدہ کی طرف وحی کی کہ تم فکر نہ کرو کہ دودھ تو تم ہی اسے پلاؤ گی۔ تو بہر کیف واقعہ تو لمبا ہے۔ لیکن میرا یہ مطلب ہے کہ موسیٰ کی والدہ جو تھیں وہ نبی نہیں تھیں، نبوت ہمیشہ مردوں پر آئی عورتوں پر تو نہیں آئی۔ لیکن وحی کی نسبت ان کی طرف ہے۔ اس جگہ پر معنی کچھ اور ہے۔ اور جب نبی کی طرف نسبت کریں گے تو معنی اور ہے۔ قرآن کی ایک اور آیت پیش کر دیتا ہوں (ترجمہ): اس مقام پر میں آیت کا ترجمہ کر دیتا ہوں۔

اس مقام پر وحی کا اطلاق ایک شہد کی مکھی کی طرف ہے۔ فرمایا تیرے رب نے مکھی کی طرف وحی بھیجی۔ اس وحی میں اس کو کیا کہا؟ تو اپنے گھر پہاڑوں میں بنایا کر، درختوں پر اپنے گھر بنایا کر جدھر لوگ رہتے ہیں۔ ان کے مکانوں میں بھی اپنے گھر بنایا کرو۔ کئی دفعہ آپ نے دیکھا ہوگا شہد کا چھتہ گھروں کے قریب یا گھروں کے اندر بھی لگا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ہر قسم کے پھل کھایا کرو۔ فرمایا کہ پھل کھانے کے بعد پھولوں کا رس چوسنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو راستے بنائے ہیں تمہارے گھر پہنچنے کے لیے ان راستوں کو تیرے تابع بنا دیں گے۔ یعنی تمہارا چلنا ہی ان رستوں پر ہوگا جو تم کو کسی اور طرف نہیں لیکر جائیں گے۔ بلکہ سیدھے تمہارے گھر لے جائیں گے۔ ان کے پیٹوں میں سے ایسا شہد نکلے گا جن کے مختلف رنگ ہوں گے۔ آپ کے علاقے میں بھی شہد ہوگا اور تم دیکھتے ہو کہ اس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں اس کی خوبی یہ ہوگی کہ لوگوں کے لیے شفا بن جائے گا۔ مولانا روم نے اس نسبت کے ساتھ ایک شعر کہا ہے، وہ بھی مجھے یاد آ گیا ہے۔ وہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ مکھی شہد والی اور دوسری عام مکھی ایک پھول پر ایک ہی قسم کے پھول پر بیٹھتی ہیں جس طرح مثلاً ایک کھیت ہے۔ ایک زمین ہے ایک ایکڑ ہے۔ اس میں سرسوں کے پھول آج کل لگے ہوتے ہیں۔ مختلف قسم کے پھول ہوں۔

چنبیلی کے پھول یا گلاب کے پھول ہوں، دونوں مکھیاں اس پر بیٹھتی ہیں۔ اور اس کا رس چوستی ہیں۔ لیکن وہ فرماتے ہیں کہ تاثیر کا فرق یہ ہے شہد کی مکھی کے جسم سے جو شیرہ نکلتا ہے

اس سے بیماروں کو شفا ملتی ہے۔ شہد کی مکھی اور عام مکھی کے اعضاء ایک ہی ہیں، کھانا وہی ہے تاثیر کا فرق ہے۔ عام مکھی کے جسم سے جو شیرہ نکلتا ہے اس سے تندرست آدمی کو بیماری لگتی ہے۔ شفا والے لوگوں کو بیماری لگتی ہے۔ اور شہد والی مکھی کے جسم سے جو شیرہ نکلتا ہے اس سے بیماروں کو شفاء ملتی ہے۔ پھر تاثیر کا فرق ہے۔ میں بات وحی کی کر رہا تھا لیکن بات دور چلی گئی ہے لیکن مجھے ایک بات یاد آ گئی ہے وہ بڑی پیاری ہے اس نسبت کے ساتھ مجھے یہ بات کہتے کہتے یاد آئی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ کی حدیث شریف ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ایک دن شہد کی مکھیاں میرے پاس آ گئیں۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ شفا تو اللہ کے حکم سے ہوتی ہے لیکن اس میں مٹھاس کس طرح پیدا ہوتی ہے؟ شہد ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے کہ نہیں؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب ہم کھانے پینے سے فارغ ہو جاتی ہیں رس ہمارا جو شیرہ ہمارے جسموں میں بنتا ہے، جو خوراک سے بنتا ہے اس کو ہم اس چھتے میں منتقل کر دیتی ہیں اس کو اپنے لفظوں میں بیان کر لو کہ جب سارا دن جب سفر کر کے کھا پی کر اور جب آ کر چھتے میں رات گزارتی ہیں، اور جب ہم اکٹھی ہو کر بیٹھتی ہیں تو اس وقت جتنی دیر ہم چھتے پر بیٹھی رہتی ہیں وہ سارا وقت یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ پر درود پڑھتی رہتی ہیں اس درود پاک کی برکت کے ساتھ اس شیرے میں مٹھاس آ جاتی ہے۔ تو بہر کیف یہ الگ موضوع ہے میں پھر کبھی سہی، تو بات یہ کر رہا تھا اللہ تعالیٰ نے مکھی کی طرف وحی بھیجی تو وحی نبیوں کی طرف بھی آتی۔ وحی عورتوں کی طرف بھی آتی ہے، وحی اور چیزوں کی طرف بھی آتی ہے، وحی مکھی کی طرف بھی آتی ہے لیکن ان سب کے معنی الگ الگ ہیں۔ جب وحی کی نسبت نبیوں کی طرف کریں گے تو معنی الگ ہوگا اور جب اس کی نسبت عورت کی طرف کریں گے تو معنی الگ ہوگا۔ جب انبیاء کی طرف نسبت کریں گے تو ان کا معنی الگ ہوگا جب مکھیوں کی طرف کریں گے تو معنی الگ ہوگا۔ لفظ ایک ہے لیکن اس کے معنی الگ ہیں اور نسبت کے ساتھ اس کے معنی بدلتے رہتے ہیں۔ تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ موسیٰ اللہ کے نبی تھے ان کے ساتھ اللہ نے جو کلام کیا جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ بغیر وحی کے کیا۔ اور براہ راست کیا۔ اس لیے ان کا لقب کلیم اللہ بن گیا۔ وہ کلام قرآن کے اندر موجود ہے لیکن میں تھوڑی سی بات دوسری طرف جا کر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے امتی ہیں اور نبی کریم ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ کلمے کی بڑی برکتیں اور عظمتیں ہیں لیکن میں اس طرف نہیں جانا چاہتا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ علماء کرام نے بڑا پیارا نقطہ

بیان کیا ہے کہ موسیٰ کا لقب ہے کلیم اللہ اور نبی کریم ﷺ کا لقب ہے حبیب اللہ ﷺ۔ اس کے اور اس کے درمیان فرق کیا ہے؟ اس فرق کو ایک شاعر نے بیان کیا ہے اور ایک حدیث شریف کے اندر نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ میں دونوں چیزیں آپکی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔

لاڈلے تھے خدا کے کلیم خدا — فرق یہ ہے کہ کلیم اور محبوب میں
وہ کلام حق سننے گئے طور پر — ان کے گھر خود خدا کا کلام آ گیا

میں اختصار کی طرف نہیں آتا لیکن نبی پاک ﷺ کی حدیث پاک آپکی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ مولانا روم نے اس کو بیان کیا ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: کہ میرا اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے جب میرے اور اللہ کے قریب نہ کوئی جا سکتا ہے نہ کوئی مقرب ترین فرشتہ جا سکتا ہے اور نہ کوئی رسول جا سکتا ہے۔ ایک بات آپ کے علم میں اضافے کے لیے بیان کر دوں۔ قرآن میں ارشاد فرمایا: کہ رب نے ان کے ساتھ کلام کیا کہ وہ کلام کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کر دیا تا کہ تم اس سے بے خبر نہ رہ سکو۔ کہ اللہ نے کیا کلام کیا۔ میں آپ کو ایک دو منٹ بعد کچھ آیات سنا دیتا ہوں وہ کلام اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے تا کہ ہم بے خبر نہ رہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا کلام فرمایا تھا۔ لیکن معراج والی رات اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جو کلام کیا ہے پردہ بے حجاب علماء کرام نے ان کی تین اقسام بیان کی ہیں۔ پہلی قسم یہ کہ ستر ہزار کلام وہ تھا نبی اکرم ﷺ کو آگے بیان کرنے کی اجازت ہی نہیں تھی۔ شاعر نے اس کا ترجمہ تو نہیں کیا لیکن اس نسبت کو بیان کرنے کے لیے سنا دیتا ہوں۔

محب اور محبوب کے درمیان ایسے اشارے ہیں جن کی کراما کاتبین کو بھی خبر نہیں ہوتی جن کا کام ہے صرف اور صرف لکھنا، ان کو بھی پتا نہیں چلتا۔ ستر ہزار کلام وہ تھا جس کو آگے بیان کرنے کی اجازت ہی نہیں تھی۔ اور ستر ہزار کلام وہ تھا جس کو صحابہ کرامؓ کے سامنے بیان کرنے کی اجازت تھی لیکن جن کے سامنے رسول اللہ ﷺ ضروری نہیں کہ پوری کی پوری بیان کریں بلکہ اس میں سے جتنی مرضی وہ بیان کریں لیکن حکم یہ تھا کہ صحابہ کرامؓ کو کہ تم نے آگے بیان نہیں کرنی۔ یعنی نبی کریم ﷺ کچھ حصہ بیان فرما دیتے اس کا حکم تھا کہ تم نے آگے بیان نہیں کرنا۔ ستر ہزار کلام وہ تھا جس کو رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کرام کو بیان کرنے کی اجازت اور صحابہ کرام کو آگے دوسرے لوگوں کو بیان کرنے کی اجازت تھی۔ مطلب یہ کہ ادھر جو کلام تھا میں حبیب اور کلیم کے

درمیان فرق بیان کر رہا تھا ایک فرق تو میں نے شعر میں بیان کر دیا تھا اور دوسرا حدیث پاک میں بیان کیا تھا اس کی تشریح کے طور پر بیان کر رہا تھا کہ کلام بھی کئی قسم کے ہیں لیکن ادھر جو موسیٰ کے ساتھ کلام کیا وہ قرآن میں موجود ہے (ترجمہ): فرمایا کہ میں تیرا رب ہوں پاک وادی میں تم کھڑے ہو وادی طویٰ۔ کوہ طور پر جس جگہ موسیٰؑ کھڑے ہوئے تھے اس جگہ کا نام طویٰ ہے۔ تم کو حکم ہے کہ تم اپنا جوتا اتار دو۔ میں نے تم کو اپنے لیے پسند کر لیا جو آپ کی طرف وحی کی جاتی ہیں اس کو سن لو میں خدا ہوں میرے علاوہ تمہارا کوئی دوسرا خدا نہیں، اور میری عبادت کرنی ہے اور میرے ذکر کے لیے نماز ہے اور قیامت آنے والی ہے میں اس کو کچھ دیر چھپا کر رکھوں گا تا کہ لوگ نیکیاں کرتے رہیں اور اپنی نیکیاں کما کر نیکیاں حاصل کرتے رہیں۔ موسیٰ بتاؤ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ فرمایا یہ میرا ڈنڈا ہے اس کے ساتھ میں تکیہ بھی لگا لیتا ہوں اور اپنی بکریوں کے لیے اس کے ساتھ درختوں سے پتے بھی اتار لیتا ہوں۔ اور بھی کئی ضرورتوں میں کام آجاتا ہے۔ بات سے بات نکلتی ہے لیکن چونکہ میری عادت یہ ہے کہ جو بات میرے سامنے آئے وہ تمہارے علم میں اضافے کے لیے میں جدھر بھی ہوں میں بیان کر دیتا ہوں۔ چھڑی کا بندہ سہارا لے لیتا ہے اس نسبت سے قرآن پاک میں ایک واقعہ ہے۔ چھڑی سے سہارا لینے کی نسبت سے ایک واقعہ ہے، موسیٰ علیہ السلام نے بھی فرمایا میری اور بھی کئی حاجتیں اس سے پوری ہوتی ہیں آگے آپ نے سنا ہے میں آگے نہیں جانا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کو نیچے پھینک دو جب پھینکا تو وہ سانپ بن گیا۔ موسیٰؑ ڈرنے لگے فرمایا ڈرو نہ پکڑ لو اس کو ہم اصل حالت میں لے آتے ہیں۔ میں دوسری بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ جو تھے ان کی بھی بڑھاپے کی عمر تھی۔ آپ نبی بھی تھے اور رسول بھی تھے۔ اور انسانوں کے بادشاہ بھی تھے اور جنوں کے بادشاہ بھی تھے۔ چونکہ میں نے پہلے عرض کی تھی کہ جو بات بھی شروع کریں وہ دور نکل جاتی ہے لہٰذا میں ادھر آتا ہوں۔ آپ جنوں کے بھی بادشاہ تھے۔ یہ مسجد اقصیٰ جس کو یہودی آج بھی ہیکل سلیمانی کہتے ہیں یہ سلیمانؑ نے بنوائی تھی۔ اور پتھروں سے بنوائی تھی۔ یہ جنوں سے بنوائی گئی تھی۔ جس طرح وہ چاہتے تھے وہ ان کی رضا پر کام کرتے تھے منبر و محراب بنائے تھے، ہانڈیاں پک رہی تھیں جس میں کوئی چمچہ ہلا رہا تھا وہ بنا رہے تھے۔ بہر کیف جو وہ چاہتے تھے وہ حکم دیتے تھے۔ وہ بناتے جاتے تھے۔ مسجد اقصیٰ، ہیکل سلیمانی سلیمانؑ نے بنوایا تھا۔ صبح جا کر کھڑے ہو جاتے تھے چھڑی اپنی ٹھوڑی کے نیچے اس طرح رکھ لیتے اس کے سہارے سارا دن کھڑے رہتے کمزور تھے ویسے

کھڑے نہیں رہ سکتے تھے لیکن کام کروانے کے لیے سارا دن اس کے سہارے کھڑے رہتے۔ شام ہوتی تھی تو چھڑی اپنے ہاتھ میں پکڑ کر گھر چلے جاتے اور جن اپنے گھر چلے جاتے۔ وہ صبح پھر چھڑی کے سہارے اپنی ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور جن اپنا کام کرتے رہتے تھے۔ ان کی ہیبت، ان کا دبدبہ ڈر یہ بھی فرق ہے حدیث شریف میں موجود ہے۔ میں تھوڑی دیر بعد مختصراً عرض کر دیتا ہوں ان کی ہیبت، دبدبہ ڈر جنوں پر اس طرح طاری ہوتا تھا کہ ان کو حضرت سلیمانؑ کی طرف دیکھنے کی جرات نہیں ہوتی تھی۔ نبی کریم ﷺ سے ایک صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کے حُسن اور حضرت یوسفؑ کے حُسن میں کیا فرق ہے؟ فرمایا یوسفؑ کے حُسن میں چمک تھی اور میرے حُسن میں ملاحت ہے۔ یعنی وہ جنوں کو دیکھنے کی جرات نہیں اجازت نہیں۔ فرمایا میرے حُسن میں ملاحت ہے۔ ملاحت کہتے ہیں نمک کو۔ کیا مطلب ہے؟ کہ جو میرا چہرہ دیکھتا ہے وہ دیکھتا رہتا ہے۔ نہ اس کی آنکھیں سیر ہوتی ہیں نہ اس کا دل سیر ہوتا ہے نہ اس کا جانے کو دل کرتا ہے۔

سارے جہاں میں خوبرو تیری قسم تیرے بغیر　　　جچتے نہیں نگاہ میں اپنی نظر نجا

جو ایک دفعہ دیکھتا ہے دیکھتا ہی رہتا ہے میں نے شاید رات چوکی میں شعر سنایا تھا کہ:

نگاہِ لطف ہی کافی تھی بیمارِ محبت کو　　　نہ سنتے حال لیکن دیکھ جاتے اپنی آنکھوں سے

تو بہر کیف میں یہ عرض کر رہا تھا حضور ﷺ کے چہرہ پر انور میں اللہ تعالیٰ نے ایسا حُسن پیدا فرمایا تھا

خُدا نے اوہ حُسن عطا کیتا تینوں　　　نہ رجاں کدی پا دیں ویکھاں لکھ وار

یہ معنی ہیں ملاحت کے۔ حضرت امام زین العابدینؓ نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں نعت لکھی۔ اس کا ایک شعر ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اس طرح، جس طرح سورج کی چمک ہے۔ چاشت کے وقت سورج کی چمک دیکھو تو حضور ﷺ کا چہرہ معلوم ہوتا ہے۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے آسمان پر چودھویں رات کا چاند چمک رہا تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں بیٹھا کبھی رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی آسمان کے چاند کو دیکھتا تھا۔ فرماتے ہیں مجھے اللہ کی قسم ہے نبی اکرم ﷺ کے چہرہ آسمان کے چاند سے زیادہ حسین معلوم ہوتا تھا۔ جو بات میں اب کرنے لگا ہوں وہ بھی سچی اور علی پور شریف کے قریب ایک گاؤں میں ایک بزرگ تھے وہ

مستند عالم تھے۔ اس طرح کے مستند عالم تھے کہ میرے والد صاحب کو مسائل کے بارے میں کوئی حوالہ پوچھنا ہوتا، مشورہ کرنا ہوتا تو آدمی بھیج کر اُن کو بلا لیتے تھے، یہ مسئلہ ہے اس کا حوالہ کس کتاب میں ہے؟ پھر وہ کتابیں منگوا کر اس جگہ سے پڑھتے یا تلاش کرتے تھے۔ بہرکیف مستند عالم تھے، حافظ قرآن تھے، عالم دین تھے۔ تہجد گزار تھے، نورانی چہرے والے تھے۔ فرماتے ہیں کہ علی پور شریف میں مسجد نور میں رمضان کا مہینہ تھا تراویح پڑھ کر حضرت چونکہ پڑھاتے تھے آپ کو تھکن ہو جاتی تھی۔ آپ تکیہ لگا کر بیٹھے تھے۔ لوگ آپ کو دبا رہے تھے۔ فرمایا کہ میں بھی پاس بیٹھا تھا کہ آسمان پر چودھویں کا چاند چمک رہا تھا۔ فرماتے ہیں کہ کبھی میں چاند کی طرف دیکھتا اور کبھی حضرت امیر ملتؒ کے چہرے کی طرف دیکھتا تھا۔ مجھے اللہ کی قسم حضرت کا چہرہ چودھویں کے چاند سے زیادہ حسین تھا۔

جس کو بار دو عالم کی پرواہ نہیں — ایسے بازو کی ہمت پہ لاکھوں سلام

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمتوں کا سمندر دیکھنا ہو تو نبی اکرم ﷺ کے چہرے کو دیکھ لو۔ ان کی ہمت کی انتہا نہیں۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ جو جن تھے اس کو سلیمان علیہ السلام کی طرف دیکھنے کی جرات نہیں تھی۔ بات بھولتی نہیں ہے وہ چھڑی کی بات سمجھانے کے لیے آپ کو اتنے مسائل سنا دیئے۔ شائد کوئی عالم اتنے مسائل بیان نہ کر سکے۔ وہ چھڑی لیکر کھڑے ہو جاتے جن کام کرتے رہتے۔ شام کو اپنے گھروں میں چلے جاتے۔ ایک دن شام ہوئی آپ سلیمانؑ گھر نہ گئے۔ میں بات پہلے کر چکا ہوں کہ ان کو سلیمانؑ کی طرف دیکھنے کی جرات ہی نہیں۔ شام ہو گئی، عشاء ہو گئی، رات ہو گئی، صبح ہو گئی بابا جی گھر نہ گئے۔ قرآن نے بیان کیا ہے کہ سال گزر گیا۔ نہ جن ان کی طرف دیکھتے نہ ان کو پتا چلے۔ ان کو سال ہو گیا بھوکے پیاسے کام پر لگے رہے دھڑا دھڑ۔ نہ بابا جی جائیں نہ وہ گھروں کو جائیں اور نہ آرام کریں۔ آخر وجہ کیا تھی؟ کہ حضرت سلیمانؑ کی کھڑے کھڑے روح قبض ہو چکی تھی، فرشتہ آیا اسی حالت میں روح قبض کر لی۔ اب جان ہوتی تو بابا جی جاتے۔ سال گزر گیا وہ چھڑی تھی حدیث شریف میں آتا ہے (ان اللہ حرم علی الارض ان تاءکل اجساد الانبیاء) اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ اس لیے بابا جی کو کچھ ہونا تو نہیں تھا۔ وہ چھڑی جس کو دیمک نے کھا لیا نیچے سے کھوکھلی ہو کر ٹوٹ گئی۔ جب چھڑی گری تو بابا جی گر پڑے۔ آپؑ کے امتی جو تھے، آپ کے گھر والے جو

تھے، آپ کا خاندان جو تھا وہ آپ کو اٹھا کے لے کر گئے۔ جنوں پر کیا گزری؟ جس نے جو پتھر پکڑا تھا وہیں پر پھینکا، وہیں رکھا، جو کوئی کھڑا تھا۔

وہیں سے ہی واپس جو کوئی ہانڈی بنا رہا تھا اس نے ہانڈی وہیں رکھی اور چلا گیا۔ قرآن نے فرمایا (فلما خر تبینت الجن ان لو کانو یعلمون الغیب مالبثو فی العذاب المھین) وہ کہنے لگے اگر ہم غیب جانتے تو اس تکلیف دینے والے عذاب میں نہ رہتے۔ یعنی دیکھنے کی جرات ہی نہیں تھی۔ کہ ہمیں غیب کے ذریعے خبر ہو جاتی آپ کا علم ہو جاتا تو اس ذلیل کرنے والے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔ میرے کہنے کا مطلب ہے کہ جنوں سے کئی کام لیے جاتے ہیں۔ تو موسیٰ کیساتھ جو گفتگو ہوئی اس کو اللہ نے قرآن میں بیان کر دیا لیکن نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جو گفتگو ہوئی یا اس کے بعد جو گفتگو ہوتی رہی آپ نے فرمایا، ہمارے درمیان نہ کوئی فرشتہ نہ کوئی نبی قریب آسکتا ہے نہ کوئی رسول قریب آسکتا ہے۔ میں نے عرض یہ کی تھی کہ موسیٰ کا لقب تھا کلیم اللہ اور جس کیساتھ رب نے براہ راست کلام کیا ہو اس سے بڑی عظمت اور کس کی ہوگی؟ نبی اکرم ﷺ نے تمہارے حوصلے زیادہ کرنے کے لیے تمہارے ایمان کی پختگی کے لیے تمہارے ایمان کی تازگی کے لیے ایک ارشاد فرمایا میں آپ کو سنا دیتا ہوں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں (ان اللہ حیی کریم) فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ بڑا ہی حیا والا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑا ہی حیا والا ہے۔ (کریم) ساتھ کرم والا بھی ہے۔ (یستحی عبدہ) اپنے بندے سے حیا کرتا ہے۔ یعنی حیا والا ہے اور اپنے بندے سے حیا کرتا ہے۔ کس بات کی؟؟ (الی رفع یدیہ الیہ) جب اللہ کا بندہ ہاتھ اٹھا کے اپنے اللہ کے سامنے کوئی عرض کرتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ مجھ سے کوئی مانگے اور میں اس کے ہاتھ خالی لوٹا دوں۔ اللہ تعالیٰ حیا کرتے ہیں کہ میرا بندہ میری طرف ہاتھ کرے مجھ سے مانگے اور میں اس کے ہاتھ خالی واپس کر دوں۔ کبھی خالی واپس نہیں کروں گا جو مانگے گا اسے دوں گا۔ بہر کیف یہ بات کرنے کا میرا مقصد یہ ہے کہ تمہارے ساتھ تو اللہ تعالیٰ ہر وقت کلام کرنے کی خواہش رکھتے ہیں شوق رکھتے ہیں کہ تم مانگو اور رب تم کو عطا کریں۔ جاؤ جو کچھ تم نے مانگا وہ تم کو دیا، جاؤ جو تم نے مانگا تمہیں دیا۔ قرآن میں بیان کیا ہے رب تعالیٰ نے (اجیب الدعوۃ الداع اذا دعانی فالیستجیب لی) فرمایا کہ دعا کرنے والا جب دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کر لیتا ہوں۔ (فالیستجیب لی) لوگوں کو چاہیے کہ وہ مجھ سے دعائیں قبول کروائیں، دعائیں مانگیں تاکہ میں قبول کرتا رہوں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ موسیٰ کی ایک

عظمت ایک درجہ یہ تھا کہ اللہ نے ان کے ساتھ کلام کیا اور بھی بہت سے درجے ہیں اور بھی بہت سی عظمتیں ہیں لیکن بات کو لمبا نہیں کرنا تو مطلب یہ ہے کہ اپنی عظمتوں کی طرف جب نگاہ کی تو، ایک مسئلہ مجھے یاد آ گیا ہے۔ میں آپ کو سنا دیتا ہوں ایک بزرگ تھے انہوں نے کسی بزرگ سے سوال کیا کہ جناب بایزید بسطامی بڑے بلند بزرگ گزرے ہیں وہ اپنی حالت لوگوں کے سامنے بیان کرتے تھے تو فرماتے تھے (ترجمہ) میں پاک ہوں اللہ نے مجھے پاک کیا ہے۔ اللہ نے میری شان کو عظیم بنایا ہے بڑی عظمت والا بنایا ہے۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی تھے شاعر نے بڑا پیارا شعر بیان کیا ہے اس میں بایزید کا ذکر کیا ہے اس لیے میں سنانے لگا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ایسی ادب کی جگہ ہے کہ عرش سے بھی زیادہ نازک ہے۔ ماشانی کہنے والا بایزید جب اس دربار میں حاضر ہوتا ہے تو سانس بند اور نظریں جھکا کر آتا ہے۔ جنید اور بایزید یہاں اپنی سانس بند کر کے آتے ہیں نظریں جھکا کر آتے ہیں۔ سوال اس نے یہ کیا کہ بایزید بسطامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی تھے تو وہ اپنی شان ان لفظوں میں بیان کرتے تھے۔ اللہ نے میری بہت عظیم شان بنائی ہے، بڑی عظمت والی شان بنائی ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے پوچھا ہر نبی معصوم ہوتا ہے گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا تو گناہ ہی کوئی نہیں لیکن آپ فرماتے ہیں کہ میں استغفار 100 دفعہ روزانہ پڑھتا ہوں۔ عام طور پر استغفار پڑھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ اللہ کا شکر گزار بندہ بننے کے لیے شکریہ ادا کرنے کے لیے استغفار پڑھتے۔ اس نے سوال یہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے بلند مدارج ہیں لیکن اس کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم استغفار پڑھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گناہ ہی کوئی نہیں اور بایزید کہتے ہیں کہ اللہ نے میری بڑی عظمت بنائی ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میری بات غور سے سن لو اور سمجھ لو کہ بایزید بسطامی کو جو درجے اور مدارج ملے تھے وہ ایک جگہ جا کر رک گئے تھے۔ میں اس کی مثال تو نہیں دے رہا میں آپکو سمجھانے کے لیے بات کر رہا ہوں ایک آدمی جہاز میں بیٹھ جاتا ہے، جہاز نے جتنی بلندی پر جانا ہوتا ہے وہ وہاں جا کر رک جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ بایزید بسطامی کو جو مدارج ملے تھے وہ ایک جگہ جا کر رک گئے تھے۔ اس نسبت کے ساتھ جب وہ اپنی بلندی دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ میری بڑی شان ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج اور درجات تھے وہ ہر وقت، ہر لمحہ بلند ہوتے تھے۔ اس میں ایک جگہ کا تصور بھی نہیں تھا۔ وہ ہر وقت زیادہ ہوتے رہتے تھے۔ ایک بات مجھے یاد آ گئی ہے میں

آپکو بعد میں سناتا ہوں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ جب اپنے اونچے درجے کو دیکھتے تھے تو استغفار پڑھتے تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ کے مدارج ایک جگہ جا کر رکتے نہیں تھے۔ آپ ﷺ شکر کرنے کے لیے استغفار پڑھتے تھے۔ عرس کے موقع پر علی پور شریف میں جلسہ ہو رہا تھا۔ ایک بزرگ مولانا امام دین صاحب حضرت کے خلیفہ تھے۔ اس زمانے کے اندر B.A پاس تھے وہ تقریر فرما رہے تھے۔ دوران گفتگو بیان کرتے کرتے انہوں نے کہا کہ میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں تم اس کا جواب دو۔ سوال انہوں نے یہ کیا، لیکن میں بات کرنے سے پہلے ایک بات کر دیتا ہوں۔ ایسا سوال وہ بندہ کر سکتا ہے جس کا علم وسیع ہو۔ جس طرح ایک آدمی کی نظر نہ ہو تم اس کو رنگوں کی شناخت کروا سکتے ہو؟ مطلب ہے کسی شاعر نے لکھا:

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے   دیدۂ کور کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے

کیونکہ وہ خود نظر والے تھے۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے ایسے انسان پیدا فرمائے جو اللہ کے ولی تھے، ابن الوقت تھے، جو غوث وقت تھے۔ انہوں نے سوال یہ کیا کہ ہر انسان پر پانچ نمازیں فرض ہیں۔ ہر مسلمان پانچ فرض نمازیں ہی پڑھتا ہے۔ کبھی کسی نے سات پڑھی ہیں، کبھی چھے بھی کسی نے پڑھی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ قبلہ عالمؒ کے ساتھ ہم دن رات سفر میں رہے ہیں، کہ آپ بھی پانچ فرض نمازیں ہی پڑھتے تھے، سارا وقت اللہ کی مخلوق کی ضرورتیں پوری کرنے میں گزارتے تھے۔ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنا اللہ کی رضا کا سبب بنتا ہے۔ نہ ہم سے علیحدہ ہوتے ہیں نہ ہم سے جدا ہوتے ہیں نہ علیحدہ ہو کر چلہ کشی کرتے ہیں نہ وظیفہ پڑھتے ہیں نہ کوئی تسبیح پڑھتے ہیں ہمارے سامنے ہی رہتے ہیں وعظ فرماتے ہیں تو ہمارے سامنے ہوتے ہیں لیکن مدارج کی طرف دیکھتے ہیں تو حضرت قبلہ عالمؒ کے مدارج ہم سے لاکھوں گنا بلند ہیں۔ یہ بات میں پہلے کر چکا ہوں کہ ان کو مدارج نظر آتے تھے۔ ایک حضرت کے خلیفہ تھے انہوں نے منقبت لکھی فارسی میں کافی لکھا لیکن ایک منقبت حضرت کے بارے میں لکھی۔ آپؒ فرماتے تھے کہ آپ کی منقبت سب سے زیادہ نمبر لے گئی ہے۔ اس کا ایک شعر ہے

دامن شیخ ورائی بہر نجاتم کافی   کہتے ہیں کہ میرے شیخ کا دامن میری نجات کے لیے کافی ہے۔

فکر عقبیٰ نہ غمِ روز شماری   نہ آخرت کا فکر ہے کہ فرشتے آئیں گے نہ قیامت کے دن کا ڈر ہے کہ کیونکہ شیخ کا دامن پکڑا ہوا ہے۔

میرے شیخ کا دامن میری نجات کے لیے کافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بتاؤ حضرت بھی

وہی نماز پڑھتے ہیں ہم بھی وہی نماز پڑھتے ہیں لیکن حضرت صاحب کے درجات بہت بلند ہوتے جاتے ہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے؟ سب نے جو جلسے میں بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ آپ اس کا جواب بہتر جانتے ہیں ہمیں بھی بتائیں تا کہ ہمیں بھی اس کا پتا چل جائے آپ نے فرمایا بات یہ ہے کہ حضرت قبلہ عالم دن رات اللہ کے دین کی خدمت کرتے ہیں۔ لوگوں کو نماز پڑھنے کا رستہ بتاتے ہیں، لوگوں کو اللہ کے قریب ہونے کا رستہ بتاتے ہیں۔ آج کے زمانے کے اندر اور اس زمانے کے اندر ایک مختصر فرق میں آپکو بتا دیتا ہوں کہ آپؒ جب سبق پڑھاتے تھے جو لوگ توبہ کرتے تھے تو ان سے فرماتے تھے کہ وعدہ کر کہ آج کے بعد جس دن نماز نہ پڑھوں اور روٹی کھاؤں تو خنزیر کھاؤں۔ وہ فرماتے تھے کہ انہوں نے فرمایا والد صاحب نے کہ حضرت ہزاروں بندوں سے یہ وعدے لیتے تھے۔ تو نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں (ابدل علی الخیر کفٰی علہ) نیکی کا رستہ بتانے والے کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا نیکی کرنے والے کو ملتا ہے۔ تو حضرت نے لاکھوں لوگوں کو نمازی بنایا ہے۔ ہم اپنی نماز پڑھتے ہیں تو حضرت کے مرید، آپ کے عقیدت مند جب نماز پڑھتے ہیں تو ساری نمازوں کا ثواب آپؒ کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ لہذا ہمارے نامہ اعمال میں صرف ہماری نماز کا ثواب لکھا جاتا ہے ادھر لاکھوں نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ ان کے درجے خود بڑھیں گے۔ ایک آدمی تھے بزرگ تھے حضرت کے خلیفہ بھی تھے اور حضرت کے بہت مقبول بھی تھے۔ جو فوت ہو گئے انہوں نے واپس تو نہیں آنا تب سنایا کرتے تھے کہ حضرت قبلہ عالم کی وفات ہو گئی۔ میں کئی مہینے تک علی پور نہ آیا۔ کافی دیر ہو گئی دل میں خیال گزرا کہ اب محبت کدھر ہے، وہ صورت کدھر ہے۔ حضرت کو دیکھتے تھے حضرت کی زیارت کرتے تھے سارے غم بھول جاتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس غم کی وجہ سے پریشانی میں جتلاء رہتا تھا۔ یہ نہیں کہ عقیدت ختم ہو گئی تھی۔ پریشانی میں جتلا رہنا۔ وہاں جانے کو دل نہ کرنا۔ فرماتے ہیں میں رات کو سویا ہوا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ میں علی پور شریف گیا ہوں۔ اوپر گیا ہوں، سلام کیا ہے تو اس طرح لگا کہ آپؒ کسی سفر کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔ میں نے جب سلام کیا تو فرمایا کہ ابراہیم بہت اچھا ہوا کہ تم آ گئے ہو۔ میں جانے لگا ہوں چلو تم بھی ساتھ چلو۔ لوٹا اور صندوقچی ساتھ لے لو کیونکہ جب گھر سے نکلتے ہیں تو یہ نہیں کہ ہم کوئی نیا کام کرتے ہیں۔ جو خادم ساتھ ہوتے ہیں انکو فرماتے ہیں بھئی تولیہ بھی لے لو، جائے نماز بھی رکھ لو۔ تو حضرت قبلہ عالمؒ ایک اور شے بھی رکھواتے ہوتے تھے مسواک وہ لوٹے میں بھیگی رہتی تھی جب

تک ان کے دانت سلامت رہے جب دانت نہیں بھی تھے تو خالی مسوڑھوں پر پھیر لیتے تھے۔ تو فرمایا ابراہیم لوٹا اور صندوقچی لے لو تولیہ کندھے پہ ڈال لو چلو چلیں۔ اتنے میں میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ نیچے اتر آئے ہیں اور ایک بہت ہی نورانی بہت ہی نور والی سواری کھڑی ہے تانگے کی طرح جو آگے گھوڑا ہے اس سے بھی نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں تانگے کی سیٹوں میں سے بھی نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں فرماتے ہیں آپ آگے بیٹھ گئے میں پیچھے بیٹھ گیا۔ وہ تانگہ چلنا شروع ہو گیا۔ میں چپ کر کے بیٹھا رہا۔ فرماتے ہیں کہ تھوڑی دیر بعد میں نے نگاہ اٹھا کے سامنے نظر کی تو دیکھا حضرت قبلہ عالم کی جگہ پر حضرت کے سجادہ نشین اول حضرت سراج الملت بیٹھے ہیں۔ میں حیران ہوا کہ میری نظر کی غلطی ہے کہ واقعی آپ ہی ہیں۔ پھر جب میں نے غور سے دیکھا تو واقعی ہی سراج الملت تھے۔ اور آپ کا چہرہ حضرت امیر ملت سے زیادہ نور والا چمک رہا تھا۔ فرماتے ہیں تانگہ چل رہا تھا پھر میں نے اچھی طرح دیکھ لیا۔ جب سمجھ آ گئی کہ حضرت صاحب کی جگہ آپ آ گئے ہیں اس کے بعد اسی جگہ بیٹھ گئے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ تانگہ پہلے زمین پر چلتا ہے تو میں نے دیکھا زمین پر نہیں چلتا بلکہ زمین سے اونچا ہو کر اڑنے کی شکل میں چلتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ خواب میں ہی مجھے سمجھ آ گئی کہ یہ تو میرا ایمان صحیح کرنے کے لیے مجھے خواب آیا ہے۔ کہ تم جس وجہ سے نہیں آتے ان کے درجے تو مجھ سے بھی زیادہ ہیں۔ دو باتیں اور کروں گا پھر بات کو ختم کروں گا۔ حضرت کے خلیفہ مولانا غلام محمد صاحب تھے جب پاکستان ہندوستان بنا تھا تب وہ سول سیکرٹریٹ کے خطیب تھے اور سیرت امیر ملت میں ان کا تعزیت نامہ لکھا خط موجود ہے۔ اس میں لکھتے ہیں "باقیات صالحات میں مساجد و معابد ادارے مدارس ہی نہیں بلکہ نیک اور صالح اولاد چھوڑی اس کی فی زمانہ مثال نہیں ملتی"۔

وہ حاجی صاحب والی بات پوری کرتا ہوں پھر دوسری سنا کے ختم کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں پھر صبح اٹھا ہوں خالد صاحب کے شعر یاد آ گئے

اگر دل ہے بے کل علی پور کو چل	اٹھا اپنا کمبل علی پور کو چل
نہ کر آج اور کل علی پور کو چل	پڑے گی وہیں کل علی پور کو چل
جو وہاں نہ گزرے وہ کیا زندگی	نہ کر دیر اک پل علی پور کو چل

وہ فرماتے ہیں کہ صبح ہی اٹھا تو علی پور شریف پہنچ گیا۔ اب مجھے سمجھ تو آ ہی گئی تھی تو کیوں نہ جاتا۔ میں پہنچا، جا کے سلام کیا اور بیٹھا تو جاتے ہی آپ نے فرمایا ابراہیم کچھ بتاؤ بھی کہ سوچے جاؤ

گے میرے آنسو آ گئے۔ تو میرا مطلب عرض کرنے کا یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے موسیٰ کو جو عظمتیں عطا فرمائی ہیں ان میں کوئی شک شبہ والی بات نہیں ہے۔ لیکن حضرت امیر ملت کی ذات کو اور حضرت کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ نے وہ عظمتیں عطا فرمائی ہیں جن کی فی زمانہ مثال نہیں ہے۔ والد صاحب نے سیرت امیر ملت میں ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہ آپ کی بیماری کے دن تھے جس بیماری میں آپکی وفات ہوئی، ایک مائی آ گئی۔ سلام کیا روٹی پانی پوچھا اس کے بعد اس نے عرض کی کہ حضورؒ میں آپکی بیعت کرنے آئی ہوں۔ توبہ کرنے آئی ہوں،۔ آپ نے کسی خادم کو آواز دی۔ اس کو آپ نے کہا کہ اس کو صاحبزادے کے پاس لے جاؤ، چونکہ حضرت صاحب سراج الملت سب سے بڑے تھے ان کو سب صاحبزادہ کہتے تھے۔ فرمایا کہ ان کو صاحبزادے کے پاس لے جاؤ۔ اور کہو کہ اس کو توبہ کرائیں۔ مائی پریشان سی ہو گئی، حوصلہ ٹوٹ گیا۔ اس نے عرض کی کہ جناب میں تو آپکی بیعت ہونے کے لیے آئی ہوں۔ فرمایا کہ مائی تم میری بات نہیں مانتی ہو، بحث کرتی ہو میری زبان نہیں سمجھتی ہو خادم نے کہا مائی اٹھو ناراض کرنا ہے حضرت کو۔ مائی چلی گئی۔ آپکی خدمت میں حاضر ہوئی وہاں جا کے بیعت کی واپس حضرت کے پاس حاضر ہوئی تو فرمایا کہ دیکھا ہے صاحبزادے کو؟ کہتی جناب دیکھا ہے۔ تسلی ہوئی ہے؟ جناب ہوئی ہے فرمایا اب میری بات سن لو لفظ یہ فرمایا، فرمایا میں نے ساری زندگی جھوٹ نہیں بولا۔ مائی قسم اٹھا کے کہتا ہوں کہ میں نے صاحبزادے کو خود سے اچھا سمجھتے ہوئے تمہیں ان کے پاس بھیجا ہے۔ اعلیٰ حضرت کا شعر پڑھ کر بات کو ختم کرتے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

ماسٹر کرم الٰہی صاحب سیالکوٹ میں ہوئے ہیں انہوں نے اپنے وقت میں منقبت لکھی تھی، اس کا ایک شعر میں آپکو سنا دیتا ہوں۔

چہ گویم گر علی پور سیداں خواہی چہ بینی۔ میں تمہیں کیا بتاؤں اگر علی پور سیداں آئیں تو کیا کچھ نہیں دیکھا جاتا، کیا کیا عجائبات وہاں نظر آتے ہیں جس کو دیکھو گے اہل وفا ہو گا جس کو دیکھو گے اس کا دل صاف ہو گا، اللہ کی معرفت والے دیکھو گے۔ بہر کیف آپ نے فرمایا مائی اللہ کی قسم میں نے صاحبزادے کو خود سے اچھا سمجھ کے تمہیں ان کے پاس بھیجا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، ان کے ذکر پاک کی محفلیں منعقد کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ نمبر۴

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ خواجہ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

لمبے جاگیر بھائی پھیرو ۲۸/مارچ ۲۰۰۳ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

قرآن مجید کی پہلی سورت، سورۃ فاتحہ کی آخری آیات کی تلاوت کرنے سے پتا چلتا ہے یعنی ان آیات کا مطالعہ کرنے سے پتا چلتا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد بیان کی ہے اس کے بعد اپنی صفات بیان کی ہیں پھر ہماری نسبت کے لیے جب عبادت اور مدد طلب کرنے کے لیے جب ہمارے خیالات کا اظہار فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ (ایاك نعبد وایاك نستعین) یہ آیت اپنے اندر خود ایک بہت بڑا مضمون رکھتی ہے۔ جو بیان کے قابل ہے۔ ہم پھر کبھی اسے بیان کریں گے۔ پھر اس کے بعد دعائیہ الفاظ بیان کیے۔ (اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ) اے اللہ ہم کو ہدایت عطا فرما۔ منزل مقصود تک پہنچنے کا جو سیدھا راستہ ہے۔ میں مقصد بیان کروں اس سے پہلے تم لوگ اپنے ذہن نشین کر لو کہ جب بھی کوئی آدمی قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اس کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک حالت یہ ہوتی ہے کہ نماز کے اندر تلاوت کرنا، ایک حالت یہ ہوتی کہ نماز کے علاوہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرنا۔ جب نماز کے اندر تلاوت ہوتی ہے تب شرطیں کافی سخت ہوتی ہیں۔ مثلاً سب سے پہلے اس کے لیے باوضو ہونا ہمارا جسم ظاہری و باطنی پالیدگی سے پاک ہونا، پھر کپڑوں کا پاک صاف ہونا، قبلہ شریف کو منہ ہونا، عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرنا۔ ان سب شرطوں کے بعد جب آدمی دعا کرتا ہے یا عرض کرتا ہے کہ یا اللہ تبارک وتعالیٰ

ہمیں ہدایت کا سیدھا راستہ دکھا۔ یہاں پر میں آپکو ایک حدیث سناتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ انسان جب نماز ادا کرتا ہے۔ نماز کے اندر وہ جتنی بھی گفتگو کرتا ہے اس کا سارا حساب اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز کے اندر انسان اس طرح گفتگو یا کلام کرتا ہے جیسے کسی کے کان میں۔ وہ صرف اسے علم ہوتا ہے یا جس کے کان میں بات کی جائے۔ گویا ساری نماز کے اندر انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے۔ یہی کہ جب انسان نماز میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر بھی ہو جاتے ہیں، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ لا صلوٰۃ الا بحضور القلب نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک دل حاضر نہ ہو۔ کہ جب ہم نماز پڑھتے ہیں دل حاضر ہوتا ہے، ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر بھی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے کلام بھی کرتے ہیں، نیت بھی کرتے ہیں۔ عبادت کا معنی ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو عاجز بنا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنا تا کہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہو۔ ثواب زیادہ سے زیادہ حاصل ہو۔ یعنی اسکی انتہا تک پہنچنے کو عبادت کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں (انما الاعمال بالنیات) یعنی بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک نیت نہیں ہوگی تب تک عمل قبول نہیں ہوگا تو سوچو انسان نماز بھی پڑھتا ہو عبادت کے اندر مشغول بھی ہو جسم بھی پاک ہو نیت بھی کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے ساتھ براہ راست ہم کلام بھی ہو اور پھر دعا مانگے (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ) یعنی اگر نماز کے اندر رہنا صراط مستقیم نہیں تو پھر انسان اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے کیا مانگتا ہے؟ مگر کیونکہ انسان ہر وقت نماز میں مشغول نہیں رہتا اس کے ذمے کچھ فرائض بھی ہوتے ہیں، کچھ واجبات بھی ہوتے ہیں، اس نے زندگی کے اندر رزق بھی تلاش کرنا ہوتا ہے، بچوں کی پرورش بھی کرنی ہوتی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ وہ راستہ جس کے اوپر چل کر انسان اپنے سارے فرائض اچھے طریقے سے حل کر سکے اور وہ راستہ جس کے اوپر چل کر انسان کامیابی حاصل کر سکے اور وہ راستہ جس کے اوپر چل کے انسان اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکے اس کو کہا جاتا ہے صراط مستقیم۔ (اهدنا) اے اللہ ہم کو ہدایت عطا فرما ہدایت کا معنی ایک منزل مقصود تک کسی کو پہنچانا یا اس کا مطلب ہوتا ہے کسی کو منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے راستہ دکھانا۔ تو جب وہ راستہ ہمیں مل جائے گا ہم اس راستے پر سفر کریں گے جو صراط مستقیم ہے تو پھر خود بخود منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔ اس کے اوپر مثال تو نہیں مل سکتی پر میں آپ کی آسانی کے لیے بتا دوں کہ جس طرح آپ

سب اس مسجد میں آئے ہو تو اس سڑک پر چل کر آئے ہو جو آپ کو اس مسجد تک پہنچا دے۔ اسی طرح جب صراط مستقیم ہمیں مل جائے گا اور ہم اس کے اوپر چلنا شروع کر دیں گے تو منزل مقصود ہمیں مل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر لیں گے۔ منزل مقصود کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے اندر کامیابی حاصل کرنا یعنی نماز ضرور پڑھو عبادت ہے مگر نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ ان سے معلوم ہوتا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کے انعامات ہیں۔ نماز پڑھنا عبادت ضرور ہے لیکن اس کی سب شرطیں جو میں نے پہلے آپ کو بتائی ہیں ان کو سیکھنا بہت ضروری ہے اور یہ علم کس طرح حاصل ہو گا؟ جب ہم ان لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھیں گے جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے انعام ہوتے ہیں اور جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ہم ان کے پاس بیٹھیں گے تو جس راستے پر وہ لوگ چلتے ہوں گے وہ صراط مستقیم ہے۔ تو جو اپنی نعمتیں نازل فرمائے گا اور جو اصل انعام ہوگا وہ قیامت والے دن ہوگا۔ اس کی مثال میں آپ کو دیتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کا دن ہوگا ایک حافظ قرآن کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا۔ جب فرشتے اس کا نام لیں گے تو اس کے آگے حافظ قرآن لفظ ہوگا تو پھر آگے باری تعالیٰ فرمائیں گے اس کو ادھر ہی کھڑا رہنے دو اس کا معاملہ بعد میں طے کریں گے پہلے اسکے والدین کو میرے سامنے لے آؤ، پھر اس کے والدین کو آواز دیں گے تو وہ حاضر ہو جائیں گے تو حق باری تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ جو دو تاج ہیں ایک اس کے والد کے سر پر رکھ دو اور دوسرا اس کی والدہ کے سر پر رکھ دو کیونکہ یہ ایک حافظ کی عظمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بہت زیادہ ہیں جتنے بھی حافظ ہوں گے ان کے والدین کو یہ عظمتیں حاصل ہوں گی۔ بات چونکہ حافظ قرآن کی شروع ہوگئی تو میں آپکو اس کی عظمت کے لیے چھوٹی سی مثال دے دوں کہ یہ نہیں کہ جب قیامت ہوگی تبھی اس کے والدین کو تاج حاصل ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دنیا میں انہیں کوئی فضیلت نہیں حاصل ہوگی۔ اس کی مثال بھی میں آپکو دے دوں کہ بچہ جب حفظ کرنے جاتا ہے تب اس کی عمر چھوٹی ہوتی ہے اور چھوٹی عمر کے اندر فرشتے جنہیں کراماً کاتبین کہا جاتا ہے جو نامہ اعمال لکھتے ہیں تب مقرر ہی نہیں ہوتے۔ لہٰذا جو بھی قرآن مجید کے الفاظ وہ پڑھتا ہے اس کا سارا اجر اس کے والدین کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کا سارا اجر ضائع ہوتا ہے۔ نہیں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ قرآن کا ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں اور قرآن کا ایک حرف پڑھنے سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور قرآن کا حرف پڑھنے سے دس

درجات بلند ہوتے ہیں۔ میں اس کی مثال دے کر آپ کو یہ بات سمجھا دوں کہ قرآن کے ایک حرف پڑھنے سے دس، دس نیکیاں ملتی ہیں۔ تو جب بچہ ایک حرف پڑھتا ہے تب تو فرشتے مقرر ہی نہیں ہوتے تو اس کی نیکیاں کون لکھتا ہوگا؟ تو نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں اس کی نیکیاں سب اس کے والدین کے نامہ اعمال میں جاتی ہیں۔ دس، دس گناہ معاف کیے جاتے ہیں دس، دس درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ نیک لوگوں کی صفیں جو ہوتی ہیں یعنی نماز کے اندر ہم جو عبادت کرتے ہیں اس عبادت کے اپنے درجے ہوتے ہیں لیکن ان کی صفوں کے اپنے درجے ہوتے ہیں۔ جو سب سے پہلی صف پہ امام صاحب کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں ان کے درجات سب سے بلند ہوتے ہیں۔ جو دوسری صف میں کھڑے ہوتے ہیں ان کے درجے پہلی صف کی نسبت کم ہوتے ہیں۔ اس کی مثال میں آپ کو دوں کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ امام جب (والضالین) کہتا ہے تو آپ لوگ آمین کہو تو نبی ﷺ فرماتے ہیں اس وقت جو لوگ آمین کہتے ہیں ان کے درجات اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ زمین و آسمان ان کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ جس طرح فارسی میں مقولہ ہے حلوہ خوردن روئے باشد۔ حلوہ کھانے کے لیے منہ چاہیے ان کے درجات جو ہیں اتنے زیادہ ہیں کہ ہم ان کو دیکھ نہیں سکتے۔ کیونکہ ہماری وہ نظریں ہی نہیں ہیں مگر جن لوگوں کی نظریں ہیں، باطنی نظروں والے ان کو یہ سب درجات دکھائی دیتے ہیں۔ کیونکہ رسول ﷺ رسولوں کے سردار ہیں اس لیے ان کو وہ درجات نظر آتے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ درجات اتنے افضل اور عظمت والے ہیں کہ زمین و آسمان کے اندر بھی نہیں سما سکتے۔ نظر آنے کی مثال کے ساتھ میں آپ کو مختصر کر کے ایک حدیث پاک سناتا ہوں۔ مدینے پاک کے اندر نبی کریم ﷺ ایک دن باغات کے اندر تشریف لے گئے۔ جب باغات سے واپس آ رہے تھے تو یہودی قوم وہاں آباد تھی۔ مدینے شریف کے اندر عیسائی بھی تھے اور یہودی بھی تو یہودی خاندان کا ایک جوان بچہ جس نے حضور ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھا، جب اس نے حضور ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھا تو وہ دیکھتا ہی رہ گیا۔ یعنی اسے نبی کریم ﷺ سے محبت ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ کا چہرہ وہ چہرہ ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ بار بار دیکھتے تھے۔ مولانا جامی لکھتے ہیں: ثنائے ازل مخاطب رابا دل: فرماتے ہیں جب ازل والے دن جس نے ہر چیز بنائی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک نے اس نے جب رسول اللہ ﷺ کو بنایا ہوگا تو اس نے دل کے اندر یہ کہا ہوگا۔

حبذا کہ چہ خوش خندہ عقیق یمنی را

بات بالکل یہی ہے کہ وہ یمنی موتی جس کے اندر سرخی بھی ہوتی ہے کشش بھی ہوتی ہے حسن بھی ہوتا ہے جب میں نے اسے کھودا ہے، بنایا ہے۔ جس طرح اس کو اتنا پیارا کنندہ کیا ہے جس طرح وہ سرخ ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک اللہ تعالیٰ نے بنا کر بھیجا تو رب تعالیٰ نے خوشی کا اظہار کیا ہے کہ بہت ہی اعلیٰ حضور پاک ﷺ کے چہرہ انور کو بنایا ہے۔

حسان بن ثابتؓ جو نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر ایک شعر کے اندر بیان کیا ہے

واجمل منك لم تلد النسآء یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ سے زیادہ جمال والا، حسن والا خوبصورتی والا کسی ماں نے پیدا ہی نہیں کیا۔

صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ حضرت یوسفؑ کے حُسن میں اور آپ ﷺ کے حُسن میں کیا فرق ہے؟ فرمایا میرا چہرہ جو ہے، میرا رخ انور جو ہے میرا حُسن جو ہے اس کے اندر ملاحت والی صفت پائی جاتی ہے۔ اور حضرت یوسفؑ کا چہرہ مبارک جو ہے اس میں صباحت والی صفت پائی جاتی ہے۔ ملاحت سے مراد یعنی فرق ان میں صرف اس طرح ہے کہ جیسے آٹے میں نمک ہوتا ہے اس کی روٹی کھا کر دل کرتا ہے اور کھائیں لیکن جس آٹے میں نمک نہیں ہوتا اس کی روٹی پھیکی ہوتی ہے، اچھی نہیں لگتی، پسند نہیں کی جاتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا حُسن وہ حُسن ہے جس میں ملاحت پائی جاتی ہے جو ایک بار دیکھ لے اپنی نظر ہی بند نہیں کرنا چاہتا۔ دل کرتا ہے دیکھتے ہی جاؤ۔ دیکھتے ہی جاؤ۔

سامنے رخِ یار ہو سجدہ میں ہو سرِ نیاز یونہی حزین یار میں آٹھوں پہر نماز

تو یہودی نوجوان نے جب آپ ﷺ کا رخ مبارک دیکھ لیا تو دیکھتا ہی گیا۔ اس نے ہر روز کا معمول بنا لیا کہ جب حضور ﷺ مسجد نبوی میں بیٹھتے تھے تب مسجد نبوی چھوٹی ہوتی تھی تو پیچھے بیٹھ کر رخ انور کو دیکھتا ہی رہتا تھا۔ جب آپ ﷺ اندر چلے جاتے تو وہ لڑکا بھی اپنے گھر کو چلا جاتا۔ جونہی صبح ہوتی آپ ﷺ آتے تو وہ لڑکا بھی آجاتا۔ کئی روز تک یہی معمول جاری رہا۔ ایک دن آپ ﷺ محفل میں تھے کہ اس دن وہ بچہ نہ آیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہ بچہ آج کیوں نہیں آیا انہوں نے جواب دیا پتا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کا پتا کرو۔ تو ایک صحابی ان کے گھر گئے تو پوچھا کہ نبی کریم ﷺ تمہارے بیٹے کو یاد فرما رہے ہیں وہ آج کیوں نہیں آیا تو اس کے والدین نے کہا کہ وہ آج بیمار ہے وہ اٹھ کر چل نہیں سکتا اس کو تکلیف بہت زیادہ ہے۔ اس

لیے وہ نہیں جا سکا۔ تو جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس صحابی نے عرض پیش کی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا وہ نہیں آیا تو ہم ان کی طرف چلتے ہیں۔ تو جب نبی اکرم ﷺ ان کے گھر گئے تو وہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر اپنی بیماری بھول گیا اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی، خوش ہو گیا۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا تو وہاں حضرت عزرائیل نظر آئے تو آپ ﷺ سمجھ گئے کہ وہ یہاں اس بچے کی روح قبض کرنے آئے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے اس بچے سے کہا پڑھو لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو مرتے وقت لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھے گا وہ جنت میں جائے گا۔ تو اس لڑکے نے اپنے والدین کی طرف دیکھا کہ یہ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ نہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ جو کچھ نبی کریم ﷺ کہتے ہیں وہ پڑھو، لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ چنانچہ اس نے پڑھا لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ تو تب ہی اس کی روح پرواز کر گئی۔ تو جب اس کی وفات ہو گئی صحابہ کرام کی موجودگی میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کے والدین سے کہ آپ کے سامنے یہ کلمہ پڑھ کے مرا ہے اس لیے اب ہم نے اسے دفن کرنا، اس کو غسل دینا ہے، ہم نے اسے کفن دینا ہے اب ہم نے ہی اس کا جنازہ پڑھانا ہے اور ہم نے اسے اپنے قبرستان میں دفن کرنا ہے۔ تو اس کے والدین نے ان کو اجازت دے دی کیونکہ کلمہ پڑھا تھا۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس کو محبت تھی۔ تو جب جنازہ تیار ہو گیا صحابہ کرامؓ جنازہ لے کر جانے لگے نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ میرا مقصد صرف یہ بیان کرنا ہے کہ جب حضور ﷺ جا رہے تھے تو صحابہ کرام نے دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے قدم مبارک کی انگلیاں زمین پر رکھتے ہیں لیکن ایڑھیاں زمین پر نہیں لگاتے۔ چونکہ صحابہؓ کو بھی حضور ﷺ سے محبت ہوتی تھی ان سے یہ سب برداشت نہ ہو سکا۔ ان کو خیال آیا کہ شائد حضور ﷺ کے قدم مبارک میں کوئی تکلیف ہے یا کوئی کانٹا چبھ گیا ہے تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر کوئی تکلیف ہے تو ہم آپ کو اٹھا کر لے چلتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ تو پھر انہوں نے پوچھا کہ پھر آپ اپنا قدم مبارک زمین پر پورا کیوں نہیں رکھ رہے؟ تو فرمایا: (میں نے عرض کی تھی کہ دیکھنے والوں کی نظر ہو تو وہ دیکھ سکتے ہیں) کہ اس جنازے میں آسمان سے اتنے فرشتے آئے ہوئے ہیں کہ اگر میں اپنے قدم پورے رکھوں تو ان کے قدموں پر میرے قدم آئیں گے۔ اس لیے میں زمین پر قدم نہیں رکھ رہا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ وہ نیکیاں، وہ خصائل، وہ فضیلتیں جن میں وہ زمین و آسماں جب بھر جاتے تھے تو انہیں نظر آتے تھے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے کہا کہ جو بھی امام کے ساتھ آمین کہے

گا تو اس کے درجات اتنے زیادہ ہیں کہ زمین و آسمان بھر جاتے ہیں۔ تو میں بیان کر رہا تھا حافظ کے والدین کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ درجات بلند کر دیے جاتے ہیں کیونکہ جب وہ بچہ ہوتا ہے تو اپنے گھر سے نکلتا ہے تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے پر بچھاتے ہیں۔ وہ فرشتے اسے نظر نہیں آتے لیکن وہ فرشتے اس کے قدموں کے نیچے پر بچھاتے جاتے ہیں۔ بہر کیف میں یہ بیان کر رہا تھا کہ قیامت کا دن ہوگا اور حق باری تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس کے ساتھ بعد میں ملیں گے پہلے اس کے والدین کو بلاؤ، اور اس کے والدین کے سر پر تاج رکھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر تاج کی روشنی ہر تاج کا نور سورج، چاند ستاروں سے بھی کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ میرے کہنے کا مطلب ہے کہ انعام جو ملے گا وہ قیامت کے دن ملے گا اور جو حافظ کو بعد میں تو اس کو حکم ہوگا کہ تم قرآن پڑھتے جاؤ اور جنت کی سیڑھیاں چڑھنا شروع کر دو۔ جہاں والناس آئے وہاں پر جنت میں اپنی مرضی کا گھر بنالو۔ یعنی اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے تو کوئی گھر مقرر نہیں کیا۔ مگر اس کو انعام، اس کو فضیلت یہ دی جائے گی کہ جہاں اس کو گھر پسند ہوگا وہاں بنالے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے جنت کے گھر تمہارے حوالے کیے، جہاں تمہیں پسند ہے وہاں گھر بنالینا انعام قیامت والے دن ملیں گے۔ اسی لیے ہم دعا کرتے ہیں (اھدنا الصراط المستقیم) اے اللہ ہمیں ان لوگوں کا راستہ دکھا جن کو تو نے انعام عطا فرمائے۔ یہاں پر میں آپکو ایک بات بتاتا چلوں کہ قرآن کی تفسیر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قرآن کی تفسیر قرآن کے ساتھ اور ایک قرآن کی تفسیر حدیث کے ساتھ۔

قرآن کی تفسیر قرآن کے ساتھ یہ ہے کہ قرآن میں اس کی وضاحت کسی دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہو کہ قرآن کے الفاظ کے معنی اس کے اندر ہی اسکا معنی مل جائے۔ اسے کہتے ہیں قرآن کی تفسیر قرآن کے ساتھ۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ کے عمل کے ساتھ قول و فعل اسکا معنی بیان کیا جائے۔ اس کہتے ہیں قرآن کی تفسیر حدیث کے ساتھ۔ یہاں پر میں آپ کو ایک آسان سی مثال دے دوں تا کہ آپ کو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ جائے۔ قرآن میں ہے (اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ) یعنی تم نماز ادا کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ مگر قرآن کے اندر نماز کی رکعات نہیں ہیں۔ زکوٰۃ کا نصاب نہیں ہے۔ لیکن جس طرح نبی کریم ﷺ نے نماز ادا کی اس کی رکعات، اوقات کے بارے میں خود عملی طور پر کر کے دکھایا اور زکوٰۃ کے نصاب کے بارے میں بتایا کہ کس طرح دینی ہے، کتنی کتنی دینی ہے۔ یعنی ان کی وضاحت نبی کریم ﷺ کے ساتھ آ جائے گی۔ تو ہم

اسے کہیں گے قرآن کی تفسیر حدیث کے ساتھ۔ اس جگہ پر (صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ) کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر انعام نازل کیے گئے ہیں۔ یہ کون لوگ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ کے انعام نازل ہوں گے؟ ان کی تفسیر اگر قرآن کی تفسیر کیساتھ کریں تو بھی اس کا معنی ملتا ہے۔ اگر قرآن کی تفسیر حدیث کے ساتھ کریں پھر بھی اس کا معنی ملتا ہے۔ میں تو آپ کو قرآن کی تفسیر میں اس کا معنی ایک آیت پڑھ کر کرتا ہوں۔ قرآن مجید میں پانچویں پارے میں ایک آیت ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم۔ ترجمہ: جو لوگ اللہ کی فرمانبرداری کریں گے، جو لوگ رسول ﷺ کی فرمانبرداری کریں گے تو قیامت کے دن ان کو، ان لوگوں کے ساتھ رہنا نصیب ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات کیے ہونگے۔ رسول اللہ ﷺ کی مجلس لگی ہوئی تھی صحابہ کرامؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ کے چہرہ انور کی زیارت کر رہے تھے۔ ایک صحابی اٹھے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ قیامت کب آئے گی تو نبی کریم ﷺ نے بجائے اس کو قیامت کی نشانیاں بتاتے، کوئی وقت بیان کرتے، حضور ﷺ نے اس ہی سوال کر دیا کہ تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اللہ کی بارگاہ میں کونسا عمل پیش کرو گے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے، کوئی ایسا عمل نہیں جس کو میں اللہ کی بارگاہ میں پیش کروں۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا کچھ نہ کچھ تو لے کر جانا پڑے گا۔ تو پھر اس نے کہا کہ اگر وہاں کچھ نہ کچھ لے کر ہی جانا ہے تو پھر میرے پاس تو آپ ﷺ کی محبت سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ قیامت کے روز اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ اسی لئے شیخ سعدی شیرازی نے لکھا ہے۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا
کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامانِ آلِ رسول ﷺ

یار زندہ صحبت باقی۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۵

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ لمبے جاگیر بھائی پھیرو ۲۰۰۶ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ۔ (سورۃ بلد، پارہ ۳۰) ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

تمام اہل محفل کو اسلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ کا انتہائی شکر ہے اللہ تعالیٰ ہر بار اس محفل کی رونق میں اضافہ فرماتے ہیں۔ اس کی ترقی فرماتے ہیں۔ اور اس کی برکت میں اضافہ فرماتے ہیں۔ آپ لوگ ہر بار محبت کے ساتھ تشریف لاتے ہیں میں آپ کا شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ آپکو اسی محبت کے ساتھ تشریف لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جیسے جیسے آپ تشریف لاتے جائیں گے آپ کی محبت میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ میں نے جو آیت مبارکہ پڑھی ہے اس کا ترجمہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ محرم کا مہینہ ہے اور اس آیت کا ترجمہ امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ کے حوالے سے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے ایک ضروری بات آپ سے عرض کرنا چاہوں گا وہ بات یہ ہے کہ اس مہینے کے اندر تاریخ اسلام کے دو عظیم واقعات پیش آئے ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ کو اتنی شہرت ملی ہے کہ لوگ دوسرے واقعے کو بھول گئے ہیں۔ عظمت میں دونوں واقعات برابر ہیں۔ بلکہ تاریخ اسلام گواہ ہے، اسلامی تاریخ اور عقائد کے مطابق نبی کریم ﷺ کی جتنی بھی امت ہے ان کی فضیلت نبی کریم ﷺ کے بعد خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے۔ جس ترتیب سے ان کو خلافت ملی ہے اسی ترتیب کے مطابق اس کائنات کے انبیاء کرام اور رسولوں کے بعد ان کی فضیلت ہے اس کائنات میں ہر انسان کا عقیدہ یہ ہے،

اس کا مذہب یہ ہے کہ انبیاء اور رسولوں کے بعد اس کائنات میں سب مخلوقات سے افضل حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ یعنی تمام مخلوقات میں انبیاء اور رسولوں کے بعد چاروں خلفاء کرام کا رتبہ سب سے بلند ہے۔ اس کائنات کے اندر اگرچہ آل محمد کی فضیلت اپنی جگہ موجود ہے، قائم ہے۔ لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ تمام مخلوقات تو گویا اس کے اندر آل محمد ﷺ بھی شامل ہو جاتی ہے یعنی اللہ کے عظیم الشان اور افضل الحق نبیوں اور رسولوں کے بعد تمام مخلوقات میں سے افضل حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ اور اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ اور اسی ترتیب کے مطابق باقی خلفاء۔ اسی ماہ محرم کے اندر حضرت عمر فاروق کی شہادت بھی ہوئی ہے۔ بلکہ پہلے حضرت عمر فاروق کی شہادت ہوئی ہے بات سے بات نکلتی ہے اور بات اتنی ہی لمبی ہو جاتی ہے۔ اور لمبی بات جلدی بھول جاتی ہے اور میں یہ بات آپ کو ذہن نشین کروانے کے لیے مختصر کرنا چاہوں گا۔ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ وفور شوق اور محبت کے ساتھ احد پہاڑ پر چڑھ گئے۔ جنگ احد والا ایک الگ واقعہ ہے اور یہ الگ واقعہ ہے۔ اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عثمان غنیؓ موجود تھے۔ حدیث کی کتابوں کے مطابق اور بخاری شریف کی حدیث ہے اصل وجہ اللہ جانے یا اللہ کا رسول ﷺ جانے جب حضور ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا کر کھڑے ہوئے تو پہاڑ نے سر سرانا یعنی ہلنا شروع کر دیا۔ یعنی آپ ﷺ کے قدم مبارک کی برکت اور آپ ﷺ کے معطر وجود کی برکت نے اسے ہلنے پر مجبور کر دیا یا پھر آپ ﷺ کی عظمت نے اسے لرزنے پر مجبور کر دیا۔ یعنی اس پہاڑ کی اس سوچ نے اس کو ہلنے پر مجبور کر دیا۔ کہ کہاں میں ادنیٰ اور خاکی اور کہاں نبی پاک ﷺ کا بابرکت وجود جو میرے پتھروں پر کھڑے ہیں، جو میری چوٹی پر کھڑے ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

وہ آئے ہیں ہمارے گھر میں خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

تو پہاڑ نے ہلنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے احد پہاڑ کو مخاطب کر کے اپنا پاؤں اس کی زمین پر مارتے ہوئے فرمایا کہ "اے احد ٹھہر جا۔ تجھے پتہ نہیں کہ تیرے اوپر ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں"۔ یعنی حضرت عمرؓ کو شہادت کا درجہ بہت سالوں پہلے ہی مل چکا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی شہادت کی بشارت ان کی موجودگی میں ان کو دے دی تھی۔ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کا درجہ دے دیا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ وہ شخصیت ہیں جن کی فضیلت نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرمائی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو عمرؓ بن خطاب ہوتے۔ یعنی ہم یہ نہیں کہتے کہ ابو بکر صدیقؓ کے بعد عمرؓ سب مخلوقات سے افضل ہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث اس بات کی دلالت کرتی ہیں، اس بات کی گواہی دیتی ہیں اس لیے ہم ان کو تمام مخلوقات سے افضل سمجھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا یعنی نبوت والی صفت کو نکال کر نبیوں والی ساری صفات حضرت عمر فاروقؓ کی ذات میں موجود تھیں۔ اگر کبھی مجھے بات کرنے یا ثابت کرنے کا موقع ملا تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جن کے لیے (حضرت عمر فاروق) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی صفات بیان فرمائی تھیں جب ان کو نبوت نہیں ملی تو ان کے بعد کسی کو کیسے مل سکتی ہے؟ ایک چھوٹی سی بات مزید میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس دنیا میں شہرت ہے، یا یہ بات کہی جاتی ہے کہ اس دنیا میں دو قسم کے انسان موجود ہیں ایک مرشد اور ایک مرید، ایک پیر اور ایک مرید۔ مرید جو ہوتا ہے اس کو ہمیشہ اپنے مرشد کی زیارت کا شوق ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ محبت کے ساتھ اپنے مرشد کی زیارت کا شوق رکھتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا کہ

مانگی دعا شب وصال نکس مرید عشق نے
حشر تلک نہ دن چڑھے، ہو ایسی شب دراز

یعنی مرید کو اپنے مرشد کے دیدار کا اتنا شوق ہوتا ہے، ملاقات اور زیارت کی اتنی چاہت ہوتی ہے کہ وہ دعا کرتا ہے کہ نہ سورج چڑھے نہ ہماری ملاقات ختم ہو۔ لیکن حضرت عمر فاروقؓ ایسے مرید تھے جو اپنے مرشد کی مراد بھی تھے۔ یعنی مرید اپنے مرشد سے محبت کرتا ہے لیکن آپؓ ایسے مرید تھے جن سے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کو دو نسبتیں حاصل تھیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرید بھی تھے اور مراد بھی۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اللہ تعالیٰ سے حضرت عمر فاروقؓ کے لیے دعا مانگی تھی۔ کہ یا اللہ اسلام کی مدد فرما اسلام کو غلبہ عطا فرما اور عمر فاروقؓ کو اسلام عطا فرما اور ان کی وجہ سے اسلام کی مدد کر اور غلبہ عطا فرما۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو خود اللہ تعالیٰ سے مانگا تھا۔ علما کرام فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق وہ شخصیت ہیں جو اپنے مرشد کے مرید بھی تھے اور مراد بھی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مبارکہ کا تب بھی وہی اثر تھا اور آج بھی وہی اثر ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی قبولیت کے اثر کے حوالے سے میں آپ کی خدمت میں ایک حدیث پیش کرنا چاہوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں حضرت ابو

ہریرہ شامل ہیں جو ایک مشہور صحابی گزرے ہیں ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی۔ انکی محبت کا یہ عالم تھا کہ وہ بہت سا وقت آپ کی خدمت میں گزارتے لیکن جب وہ گھر جاتے تھے تو ان کی والدہ جو کہ مسلمان نہیں ہوئی تھیں حضرت ابو ہریرہ سے جھگڑا کرتی تھیں۔ لیکن آپ ؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہی اتنا تھا کہ سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے اور ان کی بات کے ان کو دنیا کو کوئی چیز اچھی نہیں لگتی تھی۔ مولانا روم فرماتے ہیں کہ جب کسی سے محبت ہو جائے کسی سے پیار ہو جائے تو ایک بات اچھی لگتی ہے کہ بات میرے محبوب کی ہو اور زبان چاہے کسی کی بھی ہو یعنی ہر وقت محبّ کے کان اپنے محبوب کا ذکر ہی سننا چاہتے ہیں۔ یہی عالم حضرت ابو ہریرہؓ کی محبت کا تھا۔ لیکن آپ کی والدہ کے جھگڑوں کی وجہ سے آپ کا دل بہت برا ہوتا تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں کہ میری والدہ کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائیں اور وہ بھی اسلام قبول کرلیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ یا اللہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے، اس کو سیدھا راستہ دکھا دے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگ کر اپنے ہاتھ نیچے کیے تو مجھے یقین ہو گیا کہ کام بن گیا ہے۔ آپ ؓ فرماتے ہیں کہ یہ ایسا وقت تھا کہ میرا وہاں سے اٹھنے کو دل نہیں کر رہا تھا۔ لیکن دوسری طرف مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے اتنا شوق پیدا ہوا، اتنی جلدی پیدا ہوئی کہ میں جلد سے جلد اس دعا کی قبولیت کا نتیجہ دیکھ لوں۔ میں اسی وقت وہاں سے اٹھ کر گھر کی طرف چل دیا۔ جب میں گھر پہنچا تو دروازہ بند تھا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور آواز دی، تو آواز آئی کہ اے ابو ہریرہ وہاں رک جا۔ آواز ایسے آئی تھی جیسے کوئی نہانے کے دوران بولا ہو۔ تھوڑی دیر انتظار کے بعد جب دروازہ کھلتا ہے تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری والدہ نہا دھو کر اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر دروازے میں کھڑی ہیں۔ اور جو پہلا لفظ ان کی زبان سے نکلا ہے وہ (اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شرک لہ و اشھد ان محمد اعبدہ ورسولہ) ہے کہ میں گواہی دیتی ہو کہ اللہ ایک ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتی ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اس حدیث کا مطلب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے اثر کا اس وقت جو عالم تھا آج بھی وہی عالم ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو تھوڑے ہی دن گزرے تھے اور ہمارا معمول تھا ہم صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے سامنے مسجد نبوی میں پیش ہوتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کرتے تھے۔ اور ساتھ میں ان کے روضہ اقدس پر حاضری بھی دیتے تھے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایسی ہی محفل سجی ہوئی تھی کہ اعرابی آیا (اعرابی وہ باشندہ جو مدینہ شریف کا رہنے والا نہ ہو بلکہ مکہ شریف کا رہنے والا ہو) اعرابی آیا تو نہ اس نے کسی کی طرف دیکھا نہ کسی سے کلام کیا نہ ہی سلام کیا اور نہ ہی سلام کا جواب دیا۔ وہ سیدھا نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی طرف گیا اور اپنا ماتھا یعنی پیشانی اور اپنے دونوں ہاتھ آپ ﷺ کی قبر مبارک پر رکھ دیے اور اپنا سینہ بھی قبر مبارک پر رکھ دیا۔ میں زیادہ لمبی تفصیل بیان نہیں کروں گا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر یہ سب ناجائز ہوتا تو حضرت علیؓ، حضرت عمر فاروقؓ سمیت بہت سے صحابہ کرام وہاں موجود تھے کسی نے بھی اس شخص کو نہیں روکا۔ قرآن کریم میں مومنین کی صفت بیان کی گئی ہے۔ ترجمہ: تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو تو اگر اس میں کوئی برائی ہوتی تو اتنے جلیل القدر صحابہ کرام موجود تھے کسی نے بھی اس شخص کو نہیں روکا۔ اگر یہ برا کام ہوتا تو وہ ضرور روکتے۔ کیونکہ یہ مومنین کی صفت ہے کہ وہ برے کام سے روکتے ہیں۔ لیکن وہاں موجود تمام صحابہ کرام صرف ان کی طرف دیکھتے رہے کسی نے بھی ان کو نہیں روکا۔ اس آدمی نے اسی حالت میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی اور قرآن پاک کی سب سے پہلے آیت پڑھی اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ترجمہ: جب لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تب آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوں، یہ نہیں کہا کہ مسجد میں چلے جاؤ، یہ نہیں کہا کہ میرے پاس حاضر ہوں یہ نہیں کہا کہ نماز پڑھو۔ فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوں اور اللہ سے بخشش کی دعا مانگیں۔ اور نبی کریم ﷺ اس کے حق میں اللہ کے حضور معافی کی درخواست کریں، یعنی صرف اس انسان کا معافی مانگنا کافی نہیں۔ اگر وہ معافی کا خواستگار ہے تو اسے چاہیے کہ وہ نبی کریم ﷺ کو اپنا وسیلہ بنائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی درخواست قبول کرلے۔ کیونکہ حضور پاک ﷺ کی دعا کبھی رد نہیں کی جاسکتی۔ اس آدمی نے یہ درخواست کر کے رونا شروع کردیا۔ اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیے ہیں اور اب میں اللہ کے حکم کے مطابق آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں، میں بھی آپ ﷺ سے بخشش کی دعا مانگتا ہوں۔ آپ ﷺ بھی میرے لیے بخشش کی دعا مانگیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے گناہ معاف فرمائے۔ حضرت مولا علی شیر خداؓ فرماتے ہیں کہ ہم ابھی مسجد میں بیٹھے ہی تھے کہ ہم سب نے اپنے کانوں سے آپ ﷺ کی آواز سنی آپ ﷺ نے فرمایا اے شخص مبارک ہو، خوشی سے جاؤ کہ تمہارے سب گناہ معاف ہوگئے۔ نبی کریم ﷺ

فرماتے ہیں کہ حق ہمیشہ علیؓ کے ساتھ رہے گا اور علی ہمیشہ حق کے ساتھ رہے گا۔ نبی کریم ﷺ کی ذات پاک کی شان یہ ہے، ان کی عظمت یہ ہے کہ ان کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات کو بغیر کسی شک کے سچ مان لیا جائے۔ ان کی کسی بات پر شک کرنا بھی ایمان کے منافی ہے۔ اور ایمان کو ضائع کرنا ہے تو جب حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم سب نے حضور ﷺ کے روضہ اقدس سے یہ آواز سنی تو ایمان کا تقاضا ہے کہ اس کو بغیر کسی شک وشبہ کے سچ مان لیا جائے۔ یہ ساری باتیں میں نے اس حوالے سے بیان کی ہیں کہ اسی ماہ محرم کے اندر حضرت عمر فاروق کی شہادت کا واقعہ پیش آیا اور امام الشہداء امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ آپؓ کی جملہ اولاد جو آپؓ کے ساتھ تھی ان میں حضرت زین العابدین چند سادات جو بچ گئے باقی تمام لوگ شہید ہو گئے۔ اس ماہ محرم کے اندر کربلا کا واقعہ پیش آیا اسی کی نسبت سے میں نے یہ آیت پڑھی ہے۔ اس کا ترجمہ میں آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "یہ شہر اس لیے ہے کہ آپ ﷺ اس شہر میں تشریف فرما ہیں" میں اس کا ترجمہ بڑی تفصیل سے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس آیت کا صحیح ترجمہ مولانا احمد رضا خاں نے اپنے شعر کے ذریعے کیا ہے۔

کھائی خالق پاک نے خاک قدرت کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

نبی اکرم ﷺ کے قدم مبارک کی ہتھیلی (حضور پاک ﷺ کیونکہ ننگے پاؤں نہیں پھرتے تھے اس لیے) حضور اکرم ﷺ کے نعلین پاک پر مٹی لگ گئی تھی اور ان کے قدم مبارک نعلین پاک پر لگ گئے تھے اس لیے اس مٹی یعنی اس شہر کی مٹی کی برکت قائم ہے۔ کیونکہ اس پر نبی کریم ﷺ کے نعلین پاک لگ گئے تھے۔ اب میں آپ کو ایک اور بات تفصیل سے سمجھانا چاہوں گا۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ انسانوں کے لیے اس زمین پر جو پہلا گھر بنایا گیا ہے وہ مکہ میں ہے سب لوگ عام طور پر مکہ بولتے ہیں۔ لیکن قرآن پاک میں کہا گیا ہے بکہ علماء کرام نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جس طرح کسی لفظ کی کئی نقلیں ہوتی ہیں اسی طرح عربی زبان میں مکہ بھی کہا جاتا ہے اور بکہ بھی۔ اور یہ وجہ بھی بیان کی گئی ہے کہ شہر کے جس حصے میں مسجد حرام ہے اسے مکہ کہا جاتا ہے اور باقی حصے کو بکہ کہا جاتا ہے یا شہر کے اندر والے حصے کو بکہ کہا جاتا ہے اور باہر والے حصے کو مکہ کہا جاتا ہے۔ فرمایا کہ لوگوں کے لیے اس زمین پر پہلا گھر وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ یہ گھر فرشتوں نے بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس گھر کی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ یہ گھر

بڑی ہی برکتوں والا ہے۔ تمام جہان والوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ جس مکان کی صفت خود اللہ تعالیٰ بیان فرمائے اس سے زیادہ برکت والا اور فضیلت والا مکان اور کون سا ہو سکتا ہے۔ اس کی جغرافیائی حدود کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔ کہ اگر ایک پنکھے کے ساتھ رسی باندھ دی جائے اور دوسرے سرے پر پتھر باندھ دیا جائے تو پتھر اسی جگہ پر ملے گا جو پنکھے کے بالمقابل یعنی عین سامنے کی زمین ہوگی۔ یعنی خط مستقیم میں۔ اسی طرح یہ مکان بھی اللہ کے عرش کے بالکل نیچے ہے۔ یعنی یہ مکان جس جگہ پر ہے وہ نور کے گھیرے میں ہے یعنی یہ مکان نور سے بنا ہوا ہے۔ عام انسانی آنکھ یہ نہیں دیکھ سکتی اس کے لیے نور والی نظر کا ہونا لازمی ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں کہ اللہ کے جو نیک اولیاء ہیں ان کی نظر نور والی ہوتی ہے۔ اور اسی نور والی نظر کی وجہ سے لوح محفوظ کو اپنے سامنے، آنکھوں کے عین سامنے دیکھ سکتے ہیں۔

میں زیادہ تفصیل نہیں بیان کروں گا۔ مختصراً یہ کہنا چاہوں گا کہ اللہ کے جو نیک بندے ہیں وہ فرشتوں سے افضل ہیں۔ جب حضور ﷺ معراج کی شب اللہ کے حضور اس کی بارگاہ میں پیش ہوئے تو جس جانور کی سواری وہ کر کے گئے تھے اس کا نام ہے براق۔ جب عام انسان فرشتوں سے افضل ہو سکتے ہیں تو براق جو کہ ایک جانور تھا اس سے بتدریج افضل ہوں گے۔ بات نور والی نظر کی ہو رہی ہے تو میں آپ کو براق کی صفت بتانا چاہوں گا کہ اس کی عظمت اس کی شان یہ تھی کہ جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی وہاں اس کا قدم لگ جاتا تھا۔ ہم عام انسان ہیں ہماری نظر بہت دور تک کام کرتی ہے۔ ہمیں اپنے آس پاس کے گھر نظر آتے ہیں تو کیا ہم ایک قدم اٹھا کر وہاں پہنچ سکتے ہیں؟ اسی طرح ہمیں آسمان پر سورج اور چاند اور ستارے نظر آتے ہیں تو کیا قدم اٹھا کر وہاں پہنچ سکتے ہیں؟ نہیں پہنچ سکتے لیکن اس براق کی فضیلت یہ تھی کہ وہ جہاں تک دیکھ سکتا تھا وہاں پر ہی اپنا قدم رکھتا تھا۔

تو چاہے تو ہر شب ہو مثال شب اسراء　　تیرے لیے دو چار قدم عرش بریں ہے

اس کے علاوہ میں آپ کو ایک اور بات تفصیل سے بتانا چاہوں گا کہ نبی کریم ﷺ کو ۲۷ رجب المرجب صرف ایک معراج نہیں ہوا تھا، بلکہ ۲۷ معراج ہوئے تھے۔ ایک معراج براق پر ہوا تھا اور باقی ۲۶ معراج براق کے بغیر ہوئے تھے۔ یہ سب بتانے کا مقصد تھا کہ ایک فرشتہ جو کہ براق سے افضل ہے اور نیک انسان فرشتوں سے افضل ہے۔ براق کی فضیلت یہ ہے کہ جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی وہاں تک اس کا قدم جا سکتا تھا تو ایک ولی ایک نیک انسان کی نور والی

نظر کا اندازہ لگائیں کہ کہاں تک کام کرے گی۔ ان کی نظر کے سامنے تو لوح محفوظ تک آجاتی ہے۔ تو بات ہو رہی تھی کہ یہ گھر یعنی اللہ کا گھر نور سے بنا ہوا ہے۔ یہ کوئی اینٹ گارے سے بنا مکان نہیں یہ گھر فرشتوں نے بنایا ہے اور فرشتوں کو حکم دیا گیا ہے وہ اپنی جو عبادت کرتے ہیں وہ اس گھر کی طرف منہ کر کے کریں۔ وہ فرشتوں کا کعبہ اور ان کی عبادت کا مرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ جب زمین پر کعبہ بنا رہے تھے تو انہوں نے حکم دیا کہ میرے عرش کے بالکل نیچے خط مستقیم میں جس جگہ زمین پر میرا نور آتا ہے وہاں یہ گھر بناؤ اس لیے یہ گھر سایہ نور ہے۔ نور کے گھیرے میں۔ ہم جو کعبے کا طواف کرتے ہیں تو وہ اس لیے کہ اس کے عین اوپر فرشتے اللہ کے عرش پر بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں اور ہم اس کے نیچے کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ تو اس جگہ کی برکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ ایک تو یہ گھر برکت والا ہے، نور سے بنا ہوا ہے اور اس کی دوسری عظمت اس کی یہ ہے کہ یہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مرکز ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے عرش اور بیت المعمور کے نیچے ہے۔ لیکن بات جب اس جگہ کی حرمت کی قسم کھانے کی ہوتی ہے تو اس لیے قسم نہیں کھائی کہ یہ جگہ برکت والی ہے یا جگہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مرکز ہے۔ بلکہ اس لیے کہ وہاں نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک لگ گئے تھے۔ تو جناب یہ سوچیئے کہ جس جگہ نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک لگ جائیں وہ کتنی برکت والی ہوگی کہ جس کی برکت کی قسم خود اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں دیتے ہیں۔ تو جس جگہ نبی پاک ﷺ کا خون شامل ہو جائے، جس مٹی میں آپ ﷺ کا لہو شامل ہو جائے اس کی برکت کا اندازہ ہم لگانے سے قاصر ہیں۔ اب میں آپ سے ایک اور بات کرنا چاہوں گا، ایک اور مسئلہ بیان کرنا چاہوں گا کہ اس کائنات کے اندر جتنے بھی نکاح ہوئے ہیں وہ میاں بیوی کی مرضی سے ہوئے ہیں۔ حضرت آدمؑ سے لے کر آج تک جتنے بھی نکاح ہوئے ہیں وہ میاں بیوی کی مرضی سے ہوئے ہیں۔ نکاح خواں پہلے لڑکی کی مرضی اس کے دستخط نکاح نامے پر کرواتا ہے اور اسی طرح لڑکے سے بھی 3 بار ہاں کروائی جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا حضرت خدیجہؓ سے جو نکاح ہوا تھا وہ نبوت سے پہلے ہوا تھا۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال اور نبی کریم ﷺ کی عمر پچیس سال تھی۔ وہ نکاح بھی ان کی مرضی سے ہوا تھا لیکن حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا حضرت علیؓ سے جو نکاح ہوا وہ ان کی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ کی مرضی سے ہوا۔ اللہ کے حکم سے ہوا یہ بات حدیثوں سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس بہت سے لوگ حضرت فاطمہؓ کے رشتے کے لیے آئے تھے لیکن ان کا نکاح

حضرت علیؓ سے اللہ کے حکم سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کو اپنا حکم دے کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ حضرت فاطمہ " کا نکاح حضرت علیؓ سے کریں تو نسبت ہمیشہ میاں بیوی کی مرضی سے قائم ہوتی ہے یا ان کے والدین کی مرضی سے قائم ہوتی ہے۔ لیکن یہ پہلی نسبت تھی جو اللہ کے حکم سے قائم ہوئی۔ یہ تاریخ کا واحد نکاح ہے جو اللہ کے حکم سے ہوا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی دہلی کے اندر بزرگ ہوئے ہیں۔ انہوں نے مسئلہ بیان کیا ہے فرماتے ہیں روز ازل جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب کچھ لکھا تھا اس دن جس کو دین اور دنیا اور آخرت کے اندر نیک بخت لکھا تھا اس کو اولاد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر اس کو پیدا فرمایا۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر نکاح اللہ کے حکم سے ہوا ہے تو پیدائش بھی اللہ کے حکم سے ہوئی، اللہ کی مرضی کے بغیر پیدائش نہیں ہو سکتی۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں جسکو اللہ چاہے اس کو بیٹیاں عطا فرماتے ہیں اور جسکو چاہتے ہیں اس کو بیٹے عطا فرماتے ہیں۔ تو میرا مطلب یہ ہے کہ یہ عظمت یہ نسبت جو ہے یہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے قائم کرنے سے معلوم ہو کہ فاطمہ الزاہراؓ اللہ کی مرضی سے ہوئیں۔ ہر ایک کے گھر اولاد اللہ کی مرضی سے ہوتی ہے۔ لیکن فاطمہ الزاہراؓ کی اولاد اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو ان کی رضا ان کی عظمت ان کی نسبت ہر حال کے اندر ہر وقت ضروری تھی۔ میں ایک حدیث پاک آپ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں، حدیثیں تو بہت ہیں ان میں سے ایک حدیث پاک میں عرض کر دیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے زمانے میں حضرت امام حسنؓ کی بھی چھوٹی عمر تھی اور امام حسینؓ کی بھی چھوٹی عمر تھی۔ چھوٹے چھوٹے بچے تھے ابھی لکھنا سیکھ رہے تھے۔ دونوں بھائی بیٹھ کے اتفاق سے ایک دن تختی لکھ رہے تھے۔ جب تختی پوری لکھی گئی ایک بھائی نے دوسرے کی طرف دیکھا۔ دیکھ کے انہوں نے کہا تم نے بھی تختی لکھی ہے اور میں نے بھی لکھی ہے میرا خط تم سے اچھا ہے۔ دوسرے نے کہا نہیں نہیں میرا خط تم سے اچھا ہے۔ بچے کے اندر ایک یہ بھی صفت ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر ظاہر کرتا ہے۔ انہوں نے کہا میرا خط تم سے اچھا ہے۔ دوسرے نے کہا میرا خط تم سے اچھا ہے ان کی اس بات پر بحث ہو گئی۔ وہ کہیں میرا خط اچھا ہے وہ کہیں میرا خط اچھا ہے۔ انہوں نے کہا ہم اپنی ماں سے فیصلہ کروا لیتے ہیں۔ ماں کون تھی؟ فاطمہ الزاہراؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الفاطمة بضعة منی۔ فرمایا فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے فرمایا جو اس کے ساتھ محبت کرے گا وہ میرے ساتھ محبت کرے گا۔ اور جس نے ان کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ وہ تختیاں ماں کے پاس لے

گئے۔ وہ اپنی تختی آگے کر دیں دوسرا بھائی اپنی تختی آگے کر دے۔ وہ کہے ماں جی اچھی طرح دیکھ لیں میرا خط اچھا ہے دوسرا کہے میرا خط اچھا ہے۔ ماں کی ممتا ماں کو خیال آیا کہ اگر میں نے فیصلہ کر دیا تو دوسرے نے رونے لگ جانا ہے وہ کسی کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتی تھیں ان کو دونوں کے ساتھ محبت تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں فیصلہ نہیں کرتی۔ اپنے باپ سے کروالو۔ وہ دوڑے دوڑے شوق کے اندر اسی طرح تختیاں پکڑے حضرت مولائے کائنات، مولا مشکل کشا، شیر خدا، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ وہ کہیں خط میرا اچھا ہے وہ کہیں میرا خط اچھا ہے۔ انہوں نے کہا اپنی ماں سے پوچھو، کہا وہاں سے ہو آئے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ میں نے فیصلہ نہیں کرنا تم اپنے والد سے فیصلہ کروالو۔ حضرت علی کو بھی وہی خیال آیا کہ اگر میں نے جس کے حق میں فیصلہ کر دیا دوسرے کو شرمندگی ہو اور اس نے رونے لگ جانا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں میں فیصلہ نہیں کر سکتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کروالو۔ کس سے کروالو؟؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ ان دونوں کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ نے قائم کی تو ان کی رضا بھی رب کو مقصود ہے۔ ان دونوں کو اللہ نے راضی رکھنا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی طرف دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو دائیں ران پر بٹھایا ایک کو بائیں ران پر بٹھایا۔ اور فرمایا: یا اللہ پاک مجھے ان دونوں سے محبت، میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، یا اللہ پاک جو بھی ان سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت فرما۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کروالو۔ وہ چھوٹے چھوٹے بچے تھے، دوڑتے دوڑتے شوق کے ساتھ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے جا کر وہ تختیاں آگے رکھیں، انہوں نے کہا جناب ہم نے تختیاں لکھی ہیں، ایک نے کہا میرا خط اچھا ہے دوسرا کہے میرا خط اچھا ہے۔ دوسرے نے کہا نہیں جناب میرا خط اچھا ہے، یہ اپنی عظمت ظاہر کرنے کے لیے کہتا ہے کہ میرا خط اچھا ہے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کروانے کے لیے آئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی ماں سے فیصلہ کروالو۔ انہوں نے کہا کہ ان کے پاس بھی گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اپنے باپ سے فیصلہ کروالو ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرمائیں۔ تو میں نے تھوڑی دیر پہلے حدیث بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا اللہ پاک مجھے دونوں سے محبت ہے تو جہاں محبت ہو اس کو بندہ ناراض تو نہیں کر سکتا۔ پھر اس کی ناراضگی اس کو منظور نہیں ہوتی۔ کسی طرح اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا، اس کی پریشانی نہیں دیکھ سکتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

ان سے محبت تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح کرتے ہیں کہ قرعہ ڈال لیتے ہیں، فال ڈال لیتے ہیں، جس کے نام قرعہ نکلے گا اس کا خط صحیح ہوگا۔ وہ خوش ہوئے، انہوں نے کہا جی قرعہ ڈال لیتے ہیں۔ کتابوں میں لکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیب منگوایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بٹھالیا تختیاں زمین پر رکھ دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح کرتے ہیں کہ سیب اوپر پھینکتے ہیں۔ تو اللہ کی مرضی سے اس نے زمین پر گرنا ہے۔ جس کی تختی کے اوپر سیب گرے گا اس کا خط اچھا ہوگا۔ آپ کو منظور ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں منظور ہے۔ جس نے حدیث شریف بیان کی وہ لکھتا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیب اوپر پھینکا تو رب کو ان دونوں کی رضا منظور تھی۔ آپ کو یاد ہوگا، بات لمبی ہو جاتی ہے کہ جب حضرت ابراہیم کو نمرود نے آگ میں پھینکا تھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضر جبرائیل کو قمیض دے کر بھیجا تھا کہ جلدی جا جبریل یہ قمیض حضرت ابراہیم کو پہنا دو۔ وہ ان کو آگ میں پھینکنے لگے تو حضرت جبرائیل پہنچ گئے اور جا کر ان کو قمیض پہنا دی اور اس قمیض کی برکت سے وہ آگ سے محفوظ رہے۔ یعنی یہ فرضی بات نہیں ہے بلکہ قرآن میں اس قمیض کا ذکر ہے۔ جب حضرت یعقوبؑ کے بیٹے یوسفؑ کو ان کے گھر سے لے گئے کھیلنے کے لیے تو حضرت یعقوبؑ نے وہ قمیض حضرت یوسفؑ کو پہنائی تھی۔ تو جب حضرت یوسفؑ مصر کے بادشاہ بنے تو اپنے بھائیوں کو جو ان کے پاس گئے تھے، ان کی شناخت ہوگئی، انہوں نے اپنی غلطیوں کی معافی مانگ لی حضرت یوسفؑ نے وہ قمیض اپنے بھائیوں کو دی تھی کہ جاؤ میرے باپ کی آنکھوں پر لگاؤ، سورۃ یوسف میں ہے: فرمایا میری یہ قمیض لے جاؤ، میرے باپ کے چہرے پر پھیرو جا کر۔ ان کی نظر واپس آجائے گی۔ یہ کوئی فرضی بات نہیں اصلی واقعہ ہے۔ انہوں نے جا کر ان کی قمیض ان کی آنکھوں پہ پھیری حضرت یعقوبؑ کی بینائی واپس آگئی۔ قرآن میں اس کا ذکر ہے۔ بہر کیف میرا یہ مطلب ہے کہ جبریل کو حکم ہوا کہ وہ قمیض جا کر پہنا دو۔ آپ بتائیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیب اوپر پھینکے کتنا عرصہ گزرا ہوگا، اور اللہ نے حکم دیا کہ جلدی جنت سے چھری لے جاؤ جبریل دیر نہ کرنا جنت سے چھری لے جاؤ سیب کو گرنے سے پہلے کاٹ کر دو ٹکڑے کر دینا۔ جبریل کسی کو نظر آئے نہ چھری کسی کو نظر آئی فرمایا اس سیب کو درمیان سے کاٹ دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے ہر چیز کو دیکھتے تھے۔ مولانا جامی نے لکھا ہے۔ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو جبریل جیسے بڑے ہی غلام رکھتے ہیں۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا ادنیٰ غلام ہوں"۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسینوں کے سردار ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بڑا بلند ہے کبھی

ہمارے مکان کی طرف نظرِ کرم فرمادیں۔ بہر کیف اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو حکم دیا کہ جنت سے چھری لے جاؤ اور سیب کو درمیان سے کاٹ دو اور آدھا سیب ایک تختی پر رکھ دو اور آدھا سیب دوسری تختی پر رکھ دو۔ یعنی ان کی ناراضگی ان کی پریشانی جس خون کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمادی ہو اس کی رضا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مقصود ہے اور اللہ تعالیٰ نے جبریل سے کہا سیب کے دو ٹکڑے کر کے ایک اس تختی پر رکھ دو دوسرا دوسری تختی پر رکھ دو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ کے خط کا فیصلہ نہیں کرسکتا اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ دونوں کے خطوں کو برابر کردیا ہے۔ ایک شعر پڑھ کے بات کو ختم کرتا ہوں۔ اپنی نسبت سے بھی آپ کی نسبت سے بھی تا کہ ذکر ہو جائے۔

تجھ سے در، در سے سگ، سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس کی نشانی کے جو سگ ہیں مارے نہیں جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

اللہ تبارک وتعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے صدقے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مغفرت فرمائے، اس محفل کو ہمیشہ قائم ودائم رکھے، وما علینا الا البلاغ المبین۔

خطبہ نمبر ۶

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ بمقام پتوکی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

میں گھر سے ڈرتے ڈرتے نکلا تھا، طبیعت کافی دنوں سے ٹھیک نہیں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ پہنچائیں گے۔ اور اللہ نے پہنچایا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جو آیت پاک پڑھی ہے اس کا ترجمہ ہے "کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں"۔ ان چند الفاظ کے معنی کے ساتھ اور تفسیر کی نسبت کے ساتھ بہت لمبی گفتگو ہے لیکن ابتدائی طور پر میں تھوڑا پیچھے آتا ہوں۔ ہاشمی صاحب نبی اکرم ﷺ کی رحمت کے بارے میں، حضور ﷺ کی صفت جو رحمت والی ہے اس کے بارے میں نہایت ہی اعلیٰ اور علمی گفتگو کر کے گئے ہیں۔ برکت حاصل کرنے کے لیے آیت کی نسبت کے ساتھ بھی اور حاجی صاحب کی گفتگو کی نسبت کے ساتھ بھی ایک دو باتیں آپکی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔ آیت کے ترجمے کے بعد گزارشات عرض کروں گا۔ نبی اکرم ﷺ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت جبریل امین حاضر تھے۔ میں کہنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن زبان پر آ گیا ہے اس لیے کہہ دیتا ہوں۔ کہ جس کی جتنی عقل ہو اس کے مطابق اس سے گفتگو کی جائے مطلب یہ ہوتا ہے گفتگو کا کہ آنے والا کچھ نہ کچھ حاصل کر کے جائے۔ اور مثال جو ہوتی ہے وضاحت کے لئے ہوتی ہے۔ کیونکہ مثال زیادہ ذہن نشین ہوتی ہے بہ نسبت لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرنے کے مولانا روم کا کلام پڑھیں۔ مثنوی شریف میں انہوں نے ایسی ایسی اعلیٰ گفتگو فرمائی ہے۔ لیکن ساری گفتگو مثالیں دے کر فرمائی ہے میں اس طرف نہیں جانا چاہتا لیکن میں اس واسطے عرض

کرنے لگا ہوں۔ کہ مثال جو ہے وضاحت کے لیے ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی حدیث پاک ہے حضور ﷺ بیٹھے ہوئے تھے حضرت جبریل امین بھی حاضر تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے جبریل امین سے ایک سوال پوچھا ایک دوسری حدیث شریف مجھے یاد آ گئی ہے وہ بعد میں سناتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے جبریل امین سے سوال کیا کہ اے جبریل میں جو تمام جہانوں کے لیے رحمت ہوں۔ اللہ نے فرمایا ہے۔ وما ارسلنك الا رحمة للعلمین تمام جہانوں کے لئے رحمت ہوں اور جہانوں میں تم بھی شامل ہو جہان کے اندر رہنے والے لوگ جو ہیں جس قسم کی بھی مخلوق ہو اور تم ہی تو اسی مخلوق میں شامل ہو جہانوں سے ایک فرد ہو تم یہ بتاؤ میری رحمت سے تمہیں کیا حصہ ملا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جتنی دیر آپ تشریف نہیں لائے تھے آپ کا ظہور نہیں ہوا تھا۔ مجھے اپنی آخرت کے بارے میں فکر رہتی تھی۔ میری آخرت کس طرح کی ہوگی مجھے فکر رہتی تھی۔ میں قرآن لے کر آیا قرآن کی آیتیں آپ پر نازل کیں۔ تو قرآن میں رب نے فرمایا۔ نزل بروح الامین اس قرآن کو اے رسول ﷺ آپ پر ایسی روح نے نازل کیا ہے جو امانت والی ہے تو اللہ تعالی نے جب میری تعریف کر دی امانت والے لوگوں کے ساتھ تو میں سمجھ گیا کہ میری آخرت اب صحیح ہوگی تو جبریل امین نے عرض کی مجھے آپ ﷺ کی رحمت سے یہ حصہ ملا ہے کہ میرا انجام صحیح ہوگا۔ اللہ تعالی نے قرآن میں مجھے روح الامین کہہ دیا ہے۔ اور جتنی بھی کتابیں میں لے کر آیا ہوں کسی کتاب میں تعریف نہیں آئی لیکن نبی پاک ﷺ نے ایک اور سوال کیا فرمایا جبریل آدم سے لے کر مجھ تک جتنے نبی آئے ہیں جتنے رسول آئے ہیں تم سب پر اللہ کی وحی لے کر آتے رہے ہو مجھ میں اور ان میں کوئی فرق بھی نظر آیا تمہیں کہ کوئی نہیں؟ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ حضرت یوسفؑ کو بھی اللہ تعالی نے حسن عطا کیا تھا تو آپ ﷺ کے حسن اور یوسفؑ کے حسن میں فرق کیا ہے؟ فرمایا انا ملیح واخیہ یوسف صبیح فرمایا میرے حسن میں ملاحت پائی جاتی ہے جس طرح آٹے میں نمک ہو۔ جس آٹے میں نمک ہو اسے کھانے کو زیادہ دل کرتا ہے اسی طرح میرے حسن میں ملاحت ہے۔ جو مجھے دیکھ لے پھر بار بار اسکا دل مجھے دیکھنے کو کرتا ہے۔ پھر اس کا دل چاہتا ہے کہ میں دیکھتا ہی رہوں دیکھتا ہی رہوں۔ نظریں بند ہی نہیں ہوتی۔ واخیہ یوسف صبیح میرا بھائی یوسف جو ہے اس کے حُسن میں چمک تھی۔ چمک جو سورج کی ہے وہ برداشت ہی نہیں ہوتی۔ اس پر وہ برقع پہن کر چلتے تھے۔ مشکوٰۃ شریف کے اندر ایک حدیث پاک ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک دن بازار چلے جا رہے تھے، ایک جوان لڑکا

تھا جب اس کی نظر آپ ﷺ کے چہرے پر پڑی، اس کی نظر بند ہی نہ ہوئی۔ کیا مطلب؟ اس کو آپ ﷺ کی ذات پاک کے ساتھ محبت ہو گئی عشق ہو گیا۔ اس کا دل چاہے کہ سامنے روئے یار سجدہ بھی ہو سر نیاز بیدم وارثی لکھتا ہے

سامنے روئے یار ہو سجدہ بھی ہو سر نیاز یونہی حزین ناز میں آٹھوں پہر نماز

اس کا دل کہہ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے سامنے ہوں اور میں ان کو دیکھتا ہی رہوں دیکھتا ہی رہوں۔ وہ لڑکا یہودیوں کا تھا۔ اس نے اپنا معمول بنالیا کہ مسجد کنارے پر آ کر ایک جگہ بیٹھ جاتا جہاں نبی اکرم ﷺ کا چہرہ انور نظر آتا تھا۔

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھکو مانگ کر اٹھتے نہیں میرے ہاتھ اس دعا کے بعد

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ سامنے ہو اور میں اسے دیکھتا ہی رہوں دیکھتا ہی رہوں۔ اس کی وضاحت میں بعد میں کروں گا فی الحال حدیث پاک سنا دیتا ہوں۔ جب نبی پاک ﷺ گھر چلے جاتے وہ بھی اٹھ کر گھر چلا جاتا۔ اس نے پوچھ لیا کہ حضور ﷺ کس وقت اٹھتے ہیں کس وقت بیٹھتے ہیں اور وہ آ کر بیٹھ جاتا۔ اور حضور ﷺ کے آنے کا انتظار کرتا رہتا۔ ایک دن نبی اکرم ﷺ آ کر بیٹھ گئے وہ لڑکا نہ آیا۔ آپ ﷺ نے بار بار ادھر دیکھا لیکن لڑکا نہ آیا۔ آپ ﷺ نے کسی صحابی کو فرمایا کہ وہ لڑکا جو یہاں آ کر بیٹھ جاتا تھا وہ آج کدھر ہے؟ صحابی نے آ کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ بیمار ہے چارپائی سے اٹھ نہیں سکتا۔ اس کو تکلیف زیادہ ہے۔ اس لیے نہیں آیا۔ آپ ﷺ اٹھ کر اس کے گھر چلے گئے۔ وہ نہیں آیا تو ہم اس کے پاس چلے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے وہاں ملک الموت کو دیکھا۔ عزرائیل اس کی روح نکالنے کے لیے آئے۔ اس لڑکے نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی، تبسم آ گیا، ہنسی آ گئی، خوش ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے کہا تیرا آخری وقت ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ میری اور تمہاری محبت قائم ہی رہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ اب جاتے ہوئے کلمہ پڑھ لو۔ (لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ) میرا تمہارا تعلق ختم نہیں ہوگا۔ اس نے اپنے والدین کی طرف دیکھا انہوں نے جب سنا تو ان کو تو پہلے ہی پتا تھا کہ ہمارے کام کا تو اب رہا نہیں۔ گھر ہوتا ہے تو ساری ساری رات جاگتا ہے کہ کب دن چڑھتا ہے اور کب رسول اللہ ﷺ کی زیارت کروں جا کر۔ بہر کیف انہوں نے دیکھا اور کہا کہ نبی پاک ﷺ کا حکم مانو جس طرح وہ کہتے ہیں کرو۔ اس نے کلمہ پڑھا (لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ) حضرت عزرائیلؑ اس کی روح قبض کرنے آئے ہوئے

تھے وہ روح قبض کر کے لے گئے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اب ہم نے اسے کفن دینا ہے، ہم نے اسے غسل دینا ہے ہم نے اس کا جنازہ پڑھنا ہے اور ہم نے اسکو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا ہے۔ بڑی مختصر طور پر بات کر رہا ہوں نبی پاک ﷺ اس کے جنازے کے ساتھ جا رہے تھے تو صحابہ نے دیکھا کہ آپ ﷺ آدھے پاؤں پر چل رہے ہیں، پاؤں کی انگلیوں پر چل رہے ہیں، ایک صحابی سے نہ رہا گیا، اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کے پاؤں میں تکلیف ہے تو میں آپ کو اٹھا لوں، فرمایا نہیں نہیں میرے پاؤں میں کوئی تکلیف نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے جنازے میں شامل ہونے کے لیے فرشتے اتنے بھیجے ہیں کہ اگر میں پاؤں پورا زمین پر رکھوں تو فرشتوں کے پاؤں پہ پاؤں آ جائے۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا انا ملیح میرا حسن جو ہے نمک والا۔ جو ایک بار دیکھتا ہے وہ بار بار دیکھتا ہی رہتا ہے۔ تمام تفسیر والوں نے قرآن پاک کی اس آیت کی تفسیر کے اندر (قد نریٰ تقلب وجهك فى السماء) اس کے اندر لکھا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہر فعل کے اندر حکمت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے اندر جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں اس میں بھی ایک بڑی عجیب وغریب حکمت ہے۔ نبی پاک ﷺ ایک دن نماز پڑھ رہے تھے حضور ﷺ نے اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ کعبہ شریف کے بدلنے کی خواہش آپ ﷺ کے دل میں تھی۔ کعبہ شریف مکہ شریف بن جائے۔ یعنی قبلہ آپ ﷺ نے اپنی چاہت اور خواہش کے اظہار کے لیے اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔ اس لیے رب تعالیٰ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ آپ تو اپنا چہرہ ایک دفعہ اٹھاتے ہیں، مجھے اتنا پیارا لگتا ہے کہ میں اسے بار بار دیکھتا رہتا ہوں۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا کہ سارے نبیوں کے پاس آپ آتے رہے ہیں تو یہ بتائیں کہ میرے اور ان کے درمیان کیا فرق ہے؟ چنانچہ حضرت جبریلؑ نے کہا سارے جہاں پھرے ہیں، ہر ایک کے ساتھ محبت کی ہے، یارسول اللہ ﷺ بڑے سوہنے دیکھے لیکن آپ ﷺ کی ذات کے اندر جو صفتیں پائی جاتی ہیں وہ کائنات کے اندر کسی انسان کے میں نہیں ہیں۔

ملکِ کونین میں انبیاء تاجدار تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ

وہ تمام معجزات جو تمام رسول جو عظمت والے ہیں لیکر آئے ہیں انما تخرت من نورہ وہ تمام معجزات ان کو نبی کریم ﷺ کے نور کی برکت سے ملے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں اور ہمیں حضور ﷺ کی رحمت سے کیا حصہ ملا؟ ہمیں کسی

سے کیا غرض۔ ہم نے تو اپنی بات کرنی ہے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی رحمت سے کیا حصہ ملا۔ اس کی اتنی مثالیں ہیں کہ ساری رات نہیں مہینوں کے مہینے بیان کرتے رہیں تو ختم نہیں ہوگا۔ میں اس کی ایک چھوٹی سی مثال آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ہمیں نبی پاک ﷺ کی رحمت سے کیا حصہ ملا ہے۔ آسان سی مثال، قربانی کا جو پچھلا مہینہ گزرا ہے اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے سب توفیق والوں نے قربانیاں دیں جانور ذبح کیے، اللہ کو اپنا واجب ادا کیا اللہ کو راضی کرنے کے لیے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ تین دن جو ہیں ان تین دنوں میں تمام نیک عمل مقبول ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ارادۃ الدم ہے۔ وہ خون کا بہانا۔ آپ کے علم میں ہوگا میں آپ کے علم کے اضافے کے لیے تازہ کرنے کے لیے عرض کردیتا ہوں کہ قربانی کے قبول ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ نیت اور ارادہ صرف اور صرف خون بہانے کا ہو گوشت کا تصور بھی نہیں ہونا چاہیے۔ اور فقہ کی تمام کتابوں میں لکھا ہے، ایک عدد گائے کے سات حصے ہوتے ہیں۔ اگر ایک آدمی کی نیت بھی گوشت حاصل کرنے کی ہو تو ان چھے کی قربانی بھی قبول نہیں۔ چونکہ حلال چیز ہے بعد میں اس کو استعمال کرنا ہے۔ اسکے حصے کرنا بالکل جائز ہے۔ گھر کھانا، رشتے داروں کو دینا، سب ہی کارِ ثواب ہے۔ لیکن جب خریدنا ہے اور جب ذبح کرنا ہے اس وقت تک گوشت کا تصور بھی ذہن میں نہیں ہونا چاہیے، پھر قربانی قبول ہے۔ اگر یہ شرط نہ پائی گئی تو قربانی قبول نہیں ہوگی۔ تو بہر حال جس نسبت سے میں بیان کرنا چاہتا ہوں جب ہم قربانی کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی رحمت کا صدقہ ہمیں کیا حصہ ملا۔ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ قربانی کے جانور کے جسم پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔ قرآن میں ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا، رسول اللہ ﷺ کی رحمت کا صدقہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ایک جانور ذبح کرنے کے ساتھ اتنی نیکیاں عطا فرمادیتے ہیں کہ ہر بال کے بدلے ایک نیکی، جس طرح حاجی جب حج کرنے کے واسطے جاتا ہے یا عمرے والا زیارت کرنے کے لیے جاتا ہے تو جب گھر سے چل پڑتا ہے تو اس کے ہر قدم کے بدلے نیکی ملتی ہے اسی طرح جب جانور ذبح کرتے ہیں تو اس کی کھال کے اوپر جتنے بال ہیں ہر بال کے بدلے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ یہ نبی پاک ﷺ کی رحمت سے حصہ ہمیں ملا ہے۔ کہ گناہ جب بھی کرنا ہے وہ ایک ہی ہونا ہے۔ کیا جانور کے جسم کے بال گنے جاسکتے ہیں؟ ایک جانور کے ذبح کرنے سے لاتعداد نیکیاں مل گئیں اگر اللہ نے پانچ، دس سال توفیق دے دی تو جانور کے جسم پر بال گنے ہی نہیں جاسکتے۔ میں

تھوڑی سی وضاحت کرتا ہوں۔ شائد پہلے بھی آپ کو سنائی ہو ایک حدیث پاک بھی سنا دیتا ہوں۔ اور ایک اپنے پاس سے بات سنا دیتا ہوں۔ ایک انسان کا سر چھوٹا ہے یا جانور کا جسم؟؟ انسان کا سر چھوٹا ہے۔ دنیا میں آج تک کوئی ایسی مشین پیدا نہیں ہوئی، بنی نہیں جو انسان کے سر کے بال گن سکے تو جانور کے جسم کے بال کس طرح گنے گی؟؟ معلوم ہوا کہ ان گنت نیکیاں مل جاتی ہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کو تو ہر چیز کا علم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحمت سے ایک چھوٹی سی مثال ہے کہ رحمت سے ہمیں یہ حصہ ملتا ہے کہ ہر بال کے بدلے نیکی ملتی ہے۔ اب میں آپ کو ایک حدیث سنا دیتا ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نسبت کے ساتھ۔ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث ہے آسمان کے اوپر رات کے وقت تارے چمک رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی لیٹی ہوئی تھیں آسمان کے ستاروں کو دیکھ رہی تھیں۔ اچانک دل میں خیال آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر دیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جتنے آسمان کے ستارے ہیں کسی کی نیکیاں بھی اتنی ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب نہیں دیا کہ عائشہ میں تو آسمان کے ستاروں کی تعداد بھی نہیں جانتا تو مجھے کسی کی نیکیوں کا علم کیسے ہو سکتا ہے۔ میں موازنہ کیسے کروں؟ جب تکڑی میں تولنا ہو تو ایک طرف چالیس کلو، پانچ کلو، دس کلو، باٹ رکھو گے تو دوسری طرف تولو گے۔ اگر ایک طرف رکھے جاؤ اور دوسری طرف کچھ بھی نہ رکھو تو وزن کیسے ہو سکتا ہے؟ علماء کرام نے بیان فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر انسان کی نیکیوں کی تعداد کا علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ہیں۔ ایک حدیث اس کو چھوڑ کر آپ کو سنا دوں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم تھے۔ ربیعہ ان کا نام تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنا، وضو کے لیے پانی لا کر دینا، اور جو کام فرمانا وہ کرنا۔ ایک دن وضو کروا رہے تھے فرمایا یا ربیعہ سل ماشئت اے ربیعہ جو چاہے مانگ لے مولانا لکھتے ہیں۔

جھولیاں کھولے ہوئے بے سمجھے نہیں آئے ہمیں معلوم ہے دولت تیری

سل ماشئت جو چاہے مانگ لے۔ جس طرح آج کل لوگ کہتے ہیں وہ کہتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے میں کیا مانگوں جو میں نے مانگنا ہے اللہ سے مانگوں گا۔ بلکہ کیا کیا، سئلتک میں آپ کو مانگتا ہوں۔ اگر آپ فرماتے ہیں کہ جو چاہے مانگ لے سئلتک مانگتا ہوں اور آپ سے ہی مانگتا ہوں کیا مانگتا ہوں، (مرافقتک فی الجنۃ) جس طرح یہاں محبت کرتے ہیں جنت میں بھی محبت کریں۔ جس طرح یہاں ساتھ رکھا ہے یہ نہیں کہا کہ اللہ سے دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ جنت

میں آپ کے ساتھ رکھیں۔ نہ فرمایا سلتک میں آپ سے ہی مانگتا ہوں۔ مرافقتک فی الجنۃ، جس طرح یہاں آپ کے ساتھ ہوں جنت میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ان کو یہ طریقہ بتایا اعنی بکثرت السجود۔ جنت میں میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو سجدے زیادہ کیا کرو، نماز زیادہ پڑھا کرو، بہر کیف میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ نے فرمایا ہاں عائشہ ایسا انسان ہے جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں۔ معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ کو انسان کی نیکیوں کا بھی علم ہے۔ اور آسمان کے ستاروں کی گنتی کا بھی علم ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کون ہیں؟ فرمایا عمر فاروق ان کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے باپ کی نیکیاں کتنی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ ان کی غار ثور والی ایک ہی نیکی ان سب نیکیوں سے افضل ہے۔ غار کے اندر ان کی جو ایک نیکی ہے وہ ان کی ساری نیکیوں سے افضل و اعلیٰ ہے اور باقی ساری جو نیکیاں گنتی کریں وہ ہمیشہ ہمیشہ سب سے زیادہ رہیں گی۔ لوگوں میں سے جس بندے نے مجھ پہ جو احسان کیا میں نے اس کا بدلہ دے دیا لیکن میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ فرمایا ان کے احسانوں کا بدلہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ بہر کیف میں نے جو ایک دو مثالیں عرض کی ہیں میرا خیال ہے کافی ہوں گی۔ نبی اکرم ﷺ کی رحمت سے ہمیں کیا حصہ ملا۔ بڑی اعلیٰ مثال آپ کو سنائی ہے، اگر مثالیں سناتے رہیں اور واقعات بیان کرتے رہیں تو ختم ہی نہیں ہوتے لیکن ایک چھوٹی سی مثال نبی کریم ﷺ کی رحمت کی اور دے دیتا ہوں پھر بات کو آگے بڑھاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا کوئی امتی ایسا نہیں جس کو قبر میں حضور ﷺ کی زیارت نہیں ہوگی جس وقت حضور ﷺ کی زیارت ہو جاتی ہے پھر تمام گناہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے معاف فرما دیئے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ سب کے سارے گناہ بخش دے گا۔ قرآن میں ارشاد ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ حضرت علیؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی حدیث شریف ہے کہ الحق مع علی وعلی مع الحق۔ فرمایا حق ہمیشہ علیؓ کے ساتھ رہے گا اور علی ہمیشہ حق کے ساتھ رہے گا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی وفات کو تھوڑے ہی دن گزرے تھے اور ہمارا معمول یہ تھا کہ ہم مسجد نبوی میں بیٹھ کے نبی پاک ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرتے رہتے اور نبی پاک ﷺ کی باتیں کرتے رہتے تھے۔ کبھی کوئی کرتا تھا، کبھی کوئی کرتا تھا۔ ہم بیٹھے تھے اور حضور ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کر رہے

تھے۔ کہ بدوی، بدوی کہتے ہیں گاؤں کا رہنے والا جو شہر کے اندر نہیں رہتا تھا ہم اس کو جانتے نہیں تھے۔ وہ آدمی آیا اور ہمارے قریب سے گزر گیا نہ اس نے ہماری طرف دیکھا اور نہ اس نے ہم سے سلام دعا کی بلکہ اس نے نبی اکرم ﷺ کی قبر اطہر کے اوپر جا کر اپنا سینہ بھی دونوں ہاتھ بھی ناک بھی، پیشانی بھی رکھ دی۔ اور ہم قبر پر جا کر ہاتھ لگاتے ہیں، دعا مانگتے ہیں ہم کو کہتے ہیں کہ تم نے سجدہ کر دیا ہے۔ اس بندے کو حضرت علی یا کسی اور بندے نے کھڑے ہو کر یہ نہیں کہا کہ تو نے سجدہ کر دیا۔ حدیث کے الفاظ ہیں کہ اس نے پیشانی بھی، ناک بھی، اور دونوں ہاتھ بھی قبر کے اوپر رکھ دی۔ اور رب کے قرآن کی اس نے یہ آیت پڑھی۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ اور جب لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو یا رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس آ جائیں۔ فاستغفروا اللہ۔ پھر آ کر اللہ سے بخشش کی دعا مانگیں۔ واستغفر لھم الرسول۔ اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لیے بخشش کی دعا مانگیں۔ لوجدوا اللہ توابا الرحیما۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرما لیں گے۔ اس بندے نے آیت پڑھ کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ بس میں بھی وہ انسان ہوں جس نے اپنی جان پر بہت ظلم کیے۔ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے پاس حاضر ہو گیا ہوں۔ میرے لیے اللہ سے بخشش کی دعا مانگیں۔

حضرت علی فرماتے ہیں ہم موجود تھے، قبر کے اندر سے ہم نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی مبارک ہو اللہ نے تیرے سارے گناہوں کو معاف کر دیا۔ تیرے یہاں آنے کی برکت سے اللہ نے تیرے سارے گناہ بخش دیے ہیں۔ اور ہمیں رحمت سے کیا حصہ ملا ہے؟ ہر آٹھ دن بعد نبی اکرم ﷺ کے سامنے ہر انسان کے عمل پیش کیے جاتے ہیں حضور ﷺ فرماتے ہیں جو نیک عمل ہوتے ہیں اس پر میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں، خوش ہوتا ہوں، الحمد اللہ کہتا ہوں، یا اللہ شکر ہے تو نے میرے امتیوں کو نیکی کرنے کی توفیق عطا فرمائی، اور جو برے ہوتے ہیں فرمایا استغفر واللہ لکم۔ میں ان کے لیے بخشش کی دعا مانگتا ہوں۔ رحمت سے حصہ ملا کہ نہیں؟ قبر تو دور کی بات ہے ہر آٹھویں دن حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں جن امتیوں کے برے عمل پیش کیے جاتے ہیں میں نا امید نہیں ہوتا بلکہ ان کے لیے اللہ سے بخشش کی دعا مانگتا ہوں۔ ہمیں رحمت سے کیا حصہ ملا۔ نبی اکرم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے، صحابی حاضر تھے، ایک صحابی نے تیر کمان لا کر رکھ دی۔ آپ نے فرمایا تیر کمان لے کر آؤ۔ وہ تیر کمان لے آیا۔ آپ ﷺ نے وہ تیر کمان حضرت

عثمان غنیؓ کے ہاتھ میں پکڑا دی۔ عثمان ذرا تیر تو چلا کر دکھاؤ، کہ آپ کا تیر کتنی دور جاتا ہے۔ آپ کی طاقت دیکھنی ہے۔ انہوں نے اسی طرح ہنستے ہنستے تیر چلا دیا۔ جب کمان سے تیر چل گیا، تو سارے صحابہ سے فرمایا آؤ چلیں دیکھیں کہ عثمان کا تیر کتنی دور گیا ہے۔ حضرت عثمان بھی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے آگے سارے صحابی ساتھ بڑی خوشی خوشی ہنستے ساتھ جارہے تھے، چلتے گئے، چلتے گئے، ایک جگہ جاکر دیکھا تو تیر پڑا ہوا تھا۔ عثمان بس اتنی طاقت؟ تیر بس یہاں تک آنا تھا؟ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلایا تو میں نے پوری طاقت کے ساتھ تھا، یہاں تک ہی آیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ بہر کیف تیر پکڑ لیا، ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا لوگو! سنو جس جگہ کے اوپر تیر گرا ہے یہاں عثمان کی قبر ہوگی۔ کیا حکمت ہے؟ کسی کے تصور میں بھی نہیں۔ مسلمانوں کو ایسے حصہ ملنا تھا۔ کسی کے تصور میں بھی نہیں کہ اس لیے جارہے تھے۔ اور اس لیے تیر چلانے کا حکم ہوا ہے۔ فرمایا یہاں عثمان کی قبر ہوگی، اور جہاں ہم بیٹھے تھے وہاں میری قبر ہوگی۔ کیونکہ ہر نبی اپنے مکان کے اندر جس جگہ اس کی روح قبض کی جاتی ہے وہاں ہی اسے دفن کیا جاتا ہے۔ یہ سوال ہوا تھا اس وقت جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بنانے کے لیے صحابہ کرامؓ کے درمیان بحث ہو رہی تھی۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس جگہ نبی کی روح قبض کی جائے وہاں ہی اسے دفن کیا جاتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا یہاں میری قبر ہوگی اور وہاں عثمان کی ہوگی۔ فرمایا ان دو جگہوں کے درمیان جو بھی دفن ہوگا وہ جنتی ہوگا۔ جو بھی دفن ہوگا۔ رحمت سے حصہ ملا کہ نہ ملا؟ یہ ہے رحمۃ للعلمین کا معنی۔ پچھلے سال عرس شریف کے موقع پر یہ بات سنائی تھی میں نے برکت والی بات ہے، آپ کا ایمان تازہ ہونے والی بات ہے۔ ہر وقت ذہن میں رکھنے والی بات ہے میں آپ کو سنا دیتا ہوں۔ ضلع جھنگ کا ایک آدمی ہے اب تو وہ فوت ہو گیا ہے اس نے بات سنائی کہ محرم کا مہینہ تھا عرس شریف کی تاریخیں بھی تھیں ۱۰، ۱۱ مئی عرس شریف کی بھی تاریخیں تھیں۔ جلسہ ہو رہا تھا، حضرت قبلہ عالم وعظ فرما رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ قیامت تک اس جگہ میں جو دفن ہوگا جنت میں جائے گا۔ اسی لیے اسے جنت البقیع کہا جاتا ہے۔ علی پور شریف کا جلسہ تھا۔ حضرت قبلہ عالم وعظ فرما رہے تھے۔ محرم کا مہینہ تھا ایک آدمی اٹھا اس نے عرض کی حضور مجھے اجازت فرمائیں میں جانا چاہتا ہوں۔ فرمایا بیٹھ جا میری بات سن۔ جلسہ ختم ہوگا اس کے بعد جانا۔ بیٹھ گیا۔ ہم لوگ جلد باز ہوتے ہیں ہمارے دل کے اندر صبر نہیں ہوتا، تھوڑی دیر گزری وہ پھر کھڑا ہو گیا۔ اٹھ کے کہنے لگا جناب مجھے اجازت دیں میں

نے پاکپتن شریف جانا ہے۔ وہاں آج کا ہی دن ہے اور میں نے بہشتی دروازہ گزرنا ہے۔ اور بہشتی دروازہ آج ہی کھلا رہنا ہے۔ اور میں آج جاؤں گا تو رات کسی وقت پہنچوں گا۔ فرمایا بیٹھ جا یہ بات کہہ کر فرمایا تو بھی سن، اور لوگو آپ بھی سنو، یہ کہتا ہے میں نے پاکپتن جا کر بہشتی دروازہ گزرنا ہے۔ وہاں آٹھ دن بہشتی دروازہ کھلا رہتا ہے اور علی پور شریف بارہ مہینے کھلا رہتا ہے۔

گنبد خضریٰ سے لیکر گنبد بیضا تک — رحمتیں ہی رحمتیں ہیں نور کے دریا رواں

فرمایا وہاں آٹھ دن کھلا رہتا ہے، علی پور شریف بارہ مہینے کھلا رہتا ہے اور قیامت تک کھلا رہے گا۔ یہ نبی اکرم ﷺ کی رحمت سے حصہ ملا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت صاحب کے صدقے آپ سب کی حاضری قبول فرمائے۔ بہر کیف گفتگو بہت لمبی ہو گئی۔ میں نے آیت پاک پڑھی تھی محمد الرسول اللہ، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ بڑی لمبی گفتگو لیکن فی الحال میں تھوڑی سی گفتگو کرنا چاہتا ہوں اس نسبت کے ساتھ۔ اس سے پہلے ایک گزارش کر دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے دین کا حصہ ہے کلمہ۔ (لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ) بات میری سمجھنا۔ بات مشکل بھی ہے اور آسان بھی ہے۔ جب تک آدمی کلمہ نہ پڑھے وہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، ایماندار نہیں ہو سکتا۔ تو قرآن پڑھو سارا، سارے قرآن میں کلمہ نہیں ہے۔ حضرت امیر ملت فرمایا کرتے تھے کہ انسان ساری زندگی لا الہ الا اللہ پڑھتا رہے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ تو زندگی میں ایک دفعہ بغیر لا الہ الا اللہ کے محمد الرسول اللہ پڑھ لے تو مسلمان ہو جائے گا۔ سارا قرآن پڑھو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ہے ہی نہیں۔ لا الہ الا اللہ بھی نہیں ہے۔ وجہ کیا ہے؟ علماکرام نے بیان فرمایا ہے کہ وجہ یہ ہے کہ دو چیزیں ہوتی ہیں، ایک ہوتا ہے دعویٰ دوسری ہوتی ہے دلیل۔ اور اصول یہ ہے کہ دلیل کے اندر دعوی موجود ہوتا ہے۔ دعوے کے اندر دلیل موجود نہیں ہوتی۔ تو لا الہ الا اللہ ہے دعویٰ اور محمد الرسول اللہ ہے دلیل۔ جس طرح کہ نبوت دعوی ہے اور معجزہ اس کی دلیل ہے۔ نبوت؟ دعویٰ اور معجزہ؟ دلیل۔ یعنی جس نبی نے بھی نبوت کا دعوی کیا تو اس نے معجزات پیش کیے۔ مولانا روم نے بہت ساری باتیں مثالیں دے کر بیان کیں کیونکہ مثال سے وضاحت ہو جاتی ہے۔ اس حدیث کو بھی انہوں نے بیان کیا ہے۔ اس واقعے کو بھی مولانا روم نے بیان کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، کعبہ شریف کے اندر، کعبہ شریف کی حدود کے اندر، حرم پاک کے اندر تو ابوجہل آ گیا۔ اس نے مٹھی بند کی ہوئی تھی۔ اس نے سوال کیا آپ نبی ہو معجزہ دلیل ہے۔ اس نے کہا آپ نبی ہو یہ بتائیں میری مٹھی میں کیا ہے؟ تو مولانا روم نے اس

کو بیان فرمایا ہے۔ فرمایا فرق تم کرلو جواب مل جائے گا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ میں بتاؤں کہ تمہاری مٹھی میں کیا ہے یا تیرے ہاتھ والی چیز بتائے کہ میں کیا ہوں؟ اس نے کہا میرے ہاتھ والی۔ اسے پتا تھا کہ کبھی پتھر بھی بولے ہیں۔ اس نے کہا اگر یہ چیز بتادے تو اس سے بڑی کوئی بات ہی نہیں۔ تو مولانا روم لکھتے ہیں: ان پتھروں نے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھا۔ حضرت حسان نے نبی اکرم ﷺ کی جب تعریف کی تھی تو حضور کی تعریف میں یہ الفاظ بولے۔ ساحتہ الشجر ة۔۔۔۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے حکم کی تکمیل میں پتھر بولنے لگ گئے۔ میں عمرہ کرنے گیا، جمعے کا دن تھا۔ امام صاحب نے خطبہ جمعہ میں کہا کہ لوگوں کے دلوں کے اندر نبی اکرم ﷺ کی محبت ہی ختم ہوگئی ہے۔ انہوں نے حدیث شریف سنائی۔ اور جب سنا رہے تھے جتنی دیر سناتے رہے روتے رہے۔ اور کہنے لگے محبت کیا ہوتی ہے؟ اور محبت کی کیا نشانی ہے اور پھر انہوں نے حدیث پاک سنائی کہ نبی اکرم ﷺ کا جسم پاک بھاری ہوگیا۔ حضور پاک ﷺ کا جسم کھڑے ہونے کی وجہ سے تھکن ہو جاتی تھی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ممبر بنا دیں؟ آپ لاٹھی پکڑ کر کھڑے ہوتے تھے، آپ نے فرمایا ٹھیک ہے بنالو۔ وہ ممبر بنا جب آپ ﷺ ممبر پر جا کر بیٹھے پہلے دن اس پتھر سے جدائی ہوگئی جس پتھر کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔ انہوں نے حدیث کو بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ ممبر پر بیٹھے تو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ شروع کیا، ارشادات فرمانے شروع کیے، تو صحابہ نے سنا کہ ایک طرف سے زور زور سے رونے کی آواز آ رہی ہے۔ جس طرح بچہ روتے ہوئے چیختا ہے اس طرح رونے کی آواز آنا شروع ہوگئی۔ لیکن رونے والا نظر نہ آیا۔ رونے والا روئی جائے، روئی جائے نظر نہ آئے۔ نبی اکرم ﷺ نے جب آواز سنی تو حضور ﷺ نے اس طرف توجہ فرمائی شیخ نے بیان فرمایا، اور حدیث میں بھی اس طرح ہے کہ وہ پتھر رو رہا تھا۔ اس نے کہا کہ محبت کی علامت یہ ہے، محبت کی نشانی یہ ہے کہا اپنے محبوب کی جدائی پتھر برداشت ہی نہ کرسکا۔ اور اس نے کہا ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جاتا ہے اور ہماری آنکھوں میں آنسو نہیں آتا۔ ہمیں حضور ﷺ کی یاد نے اس قدر مجبور کیا ہی نہیں کہ ان کا نام سن کے ہمیں رونا آئے۔ چنانچہ کیا ہوا؟؟ کہ نبی پاک ﷺ اترے ممبر سے اور جا کر اس پتھر پر ہاتھ رکھا، جس طرح بچے کو دلاسہ دیتے ہیں، چپ کرواتے ہیں، جب پیار سے اس پر ہاتھ پھیرے تو اس کا رونا سسکیوں میں بدل گیا، پھر آہستہ آہستہ وہ خاموش ہوگیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لائے اور خطبہ دینا شروع کیا، یا رسول اللہ ﷺ آپ کی جدائی میں تو پتھروں نے رونا شروع کر

دیا، یارسول اللہ ﷺ آپ کی جدائی میں پتھر بول پڑے، یارسول اللہ ﷺ آپ کے حکم کی تعمیل میں پتھروں نے بولنا شروع کر دیا۔ شق القمر باشارتہ۔ آپ ﷺ نے اشارہ کیا اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ تو میں عرض کر رہا تھا۔ جس طرح نبوت کے لیے معجزہ دلیل ہوتا ہے اسی طرح ہر دعوے کے لیے دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ نبوت دعوی ہے معجزہ اس کی دلیل ہے اسی طرح ہر دعوے کے لیے دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ اور اصول یہ ہے کہ دعوے کے اندر دلیل موجود نہیں ہوتی۔ لیکن دلیل کے اندر دعوی موجود ہوتا ہے۔ تو لا الہ الا اللہ دعوی ہے محمد الرسول اللہ اس کی دلیل ہے۔ چونکہ دلیل کے اندر دعوی موجود ہوتا ہے لہٰذا لا الہ الا اللہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں تھی اسی لیے اللہ نے محمد الرسول اللہ کہہ کر کلام پورا فرمایا۔ اس کے ساتھ دعوی بھی ہو جاتا ہے، صرف اتنے لفظ پڑھنے سے ہی کلمہ پورا ہو جاتا ہے۔ اس کی معتی کی نسبت کے ساتھ بڑی برکتیں اور بڑی عظمتیں ہیں۔ لمبی گفتگو ہے، تبرک بھی آ گیا ہے میرا خیال ہے حاجی صاحب تھک گئے ہیں کہہ رہے ہیں سلام پڑھیں، تھوڑا سا حوصلہ رکھیں جو بات میں سنانا چاہتا تھا اس کی ابتداء ابھی کی ہے، وہی آپ کو سنا دیتا ہوں۔ مختصر طور پر عرض یہ ہے کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ شیطان جب فرشتوں میں ہوتا تھا تو فرشتوں کا استاد ہوتا تھا۔ معلم الملک اس کا نام تھا۔ ایک دن وہ کھڑا تھا اور عرش کی طرف اس کی نگاہ گئی تو عرش کے نیچے پردہ لٹک رہا تھا۔ اس نے دل میں سوچا کہ پردے کے نیچے کیا چیز ہو گی؟ اس کے سامنے لکھا ہوا آ گیا کہ پردے کے نیچے ایسی عظمت والی چیز ہے اس کا علم حاصل کرنے کے لیے کسی جگہ پر ستر ہزار سال تک سجدے کر کے اللہ تعالی کی عبادت کر پھر وہ اس کے لیے پردہ ہٹا دوں گا۔ اس کی عظمت یہ ہے کہ تم ستر ہزار سال سجدے کی حالت میں عبادت کرو پھر اس قابل ہو گے کہ اس کو پڑھ سکو۔ یعنی اللہ تبارک وتعالی نے ہمیں جو کلمہ عطا فرمایا ہے اس کی عظمت یہ ہے کہ اس کو دیکھنے کے لیے بھی ستر ہزار سال عبادت کرنی پڑے گی۔ جب اس نے کہا میں اس فضیلت میں پیچھے نہ رہ جاؤں، میں ضرور حاصل کروں گا۔ کہتے ہیں سجدے میں پڑ گیا۔ ستر ہزار سال عبادت کی، جب سجدے سے سر اٹھایا تو عرض کی یا اللہ میں نے یہ شرط پوری کر دی پردہ ہٹا۔ اس کے پیچھے لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ اس کے ذہن میں تصور یہ آیا کہ میں نے ستر ہزار سال صرف یہ لفظ پڑھنے کے لیے پڑا رہا ہوں۔ یہ تو جنت کے اندر ہر درخت کے پتے پر ہر روز پڑھتا تھا۔ لکھتے ہیں کہ اصل بے ایمان اسی وقت ہو گیا تھا جب نبی اکرم ﷺ کے نام نامی کی جو تعظیم اس کے دل میں تھی ختم ہو گئی اصل میں بے ایمان اسی وقت

ہو گیا تھا۔ صرف اظہار اس کا حضرت آدم کو سجدہ کے وقت ہوا تھا۔ تو یہ ایسا عظمت والا کلمہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ جو آدمی ستر ہزار سال عبادت کرے پھر اس کو دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ اور ہمارے لیے ہر وقت پڑھتے رہنے میں ثواب ہے، جتنی دفعہ مرضی پڑھو، اتنی دفعہ ہی اللہ تعالیٰ نیکیاں عطا فرمائیں گے۔ اور نبی اکرم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی روز ازل سے اللہ تعالیٰ نے تصنیف فرما دیا تھا۔ اب یہ بات لمبی ہوتی ہے لیکن میں عرض کر دیتا ہوں کہ کتابوں میں لکھا ہے حضرت عبدالمطلب جب نبی اکرم ﷺ کو دیکھنے جا رہے تھے تو دل میں سوچتے جا رہے تھے کہ نام کیا رکھوں۔ تو اتنی تعداد میں فرشتوں کی طرف سے ان کے کانوں میں، گونجتی ہوئی آواز میں محمد ﷺ، محمد ﷺ، محمد ﷺ ہر طرف سے آواز گونجتی تھی ان کے کان میں کیونکہ روز ازل ہی سے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام تصنیف فرما دیا تھا اس کی بھی حکمت کتابوں میں لکھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی اللہ تعالیٰ نے خلقت فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے سجدے میں سر رکھ دیا آپ کی روح مبارک نے سجدے میں سر رکھ دیا پتا نہیں کتنی دیر سجدے میں پڑے رہے آپ کو پتا ہے اس بات کا کہ روز ازل کی باتوں کا ہمیں علم نہیں ہے۔ لیکن قیامت کی باتیں تو ہمیں نبی کریم ﷺ نے بتائی ہیں حضور ﷺ سجدے میں ہی سر رکھے رہیں گے۔ تو اٹھائیں گے ہی نہیں۔ آخر اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائیں گے ارفع الراءس اے میرے محبوب سر تو اٹھاؤ، کیوں اتنی دیر سے سجدے میں پڑے ہو۔ اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے کہ

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نوری باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

تو حکم ہو گا ارفع الراءس سر کو اٹھاؤ، پھر کیا حکم ہو گا؟ آپ مانگتے جاؤ میں دیے جاؤں گا۔ تم سوال کرو میں دیتا رہوں گا۔ اشفع تشفع۔ اے میرے محبوب جس کی بھی شفاعت کرو گے میں شفاعت قبول کروں گا۔ ایک ایسا وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے روز ازل کی باتیں تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ بہر کیف نبی اکرم ﷺ نے سجدے سے سر اٹھایا۔ سجدے سے اٹھتے ہی اس وقت سب سے پہلے فرمایا الحمد للہ رب العلمین۔ سب سے پہلے خدا کی حمد کس نے کی تھی؟ نبی اکرم ﷺ نے۔ الحمد للہ رب العلمین۔ تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ تو اس کے جواب میں رب نے فرمایا تھا محمد الرسول اللہ فرمایا تم میری تعریف کرتے ہو، جاؤ کائنات تمہاری تعریف کرے گی۔ محمد ﷺ کا معنی کیا ہے؟ جس کی ہمیشہ ہمیشہ تعریف کی جائے۔

حمد ہی کی جائے۔ یعنی جس کی زبان پر بھی آئے تعریف کا ہی لفظ آئے۔ فرمایا آپ نے ایک دفعہ کہا ہے، الحمد للہ رب العلمین تم محمد ﷺ ہو تمہاری تعریف ہر آدمی ہمیشہ ہمیشہ ہی کرتا رہے گا۔ اس وقت رب تعالیٰ نے فرمایا محمد الرسول اللہ۔ میں نے صرف تمہارا نام ہی محمد نہیں رکھا، تعریف والا نام نہیں رکھا بلکہ ساتھ ہی رسول بھی بنا دیا۔ حضور ﷺ نے خود فرمایا۔ میں اس وقت بھی نبی تھا جس وقت آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔ اب ضرورت یہ ہے سمجھنے کی کہ حمد کا معنی کیا ہے۔ اور ہمیشہ لغوی معنی جو ہوتا ہے وہ تمام الفاظ کے اندر موجود ہوتا ہے۔ کسی بھی لفظ کا جو معنی ہوتا ہے وہ جتنے بھی الفاظ یعنی جن کو صیغے کہتے ہیں، جتنے بھی اس میں لفظ بنتے جائیں گے، اس میں سب سے پہلا ابتدائی معنی موجود ہوگا۔ بات سمجھ گئے ہو؟؟ یعنی جتنے بھی الفاظ بنتے جائیں گے ان کے اندر معنی موجود ہوگا۔ علما کرام نے بیان فرمایا کہ حمد کا معنی ہے کہ والثناء باللسان اگر فعل ہے تو جمیل الاختیاری ہے۔ حمد کے واسطے شرط یہ ہے کہ تعریف کی جائے۔ کسی کی عمدہ صفات کو بیان کرنا اس کو کہا جاتا ہے ثناء۔ کسی کے لیے اچھی صفات بیان کرنا، اس کو کہا جاتا ہے ثناء۔ اور پہلی شرط یہ ہے کہ اس کی صفت بیان کی جائے، دوسری شرط یہ ہے کہ یہ باللسان، وہ بیان بھی زبان کے ساتھ ہو۔ حمد اس وقت بنے گی جب وہ زبان کے ساتھ ہو۔ اگر فعل ہے تو جمیل الاختیاری ہے۔ ایسے فعل کی وجہ کے ساتھ جو اچھا ہو، اور اس شخص کی ذات کے اختیار میں موجود ہو۔ یعنی اس کے اختیار کے اندر بھی ہو، یہ نہیں کہ اختیار سے باہر ہو۔ میں ایک دفعہ کسی جگہ گیا۔ وہاں ایک بہت بڑے مولوی صاحب تھے۔ انہوں نے بیان کرنا شروع کر دیا کہ دیکھو کوئی ڈی۔ سی ہوتا ہے تو اس کو اپنے ضلع کا اختیار ہوتا ہے۔ تھانیدار ہوتا ہے تو اس کو اپنے تھانے کی حد کے اندر کچھ نہ کچھ اختیار ہوتا ہے، تو نبی اکرم ﷺ رسول ہیں تمام کائنات کے لیے، تمام جہانوں کے لیے رحمۃ للعلمین ہیں۔ حضور ﷺ کو اپنی سلطنت میں کوئی اختیار نہیں۔ خیر اس کے بعد انہوں نے مجھے وقت دیا تو میں نے ایک مسئلہ بڑی تفصیل کے ساتھ دو گھنٹے بیان کیا۔ بہر کیف میں عرض یہ کر رہا تھا کہ پہلی شرط یہ ہے کہ تعریف ہو اور اس کی اعلیٰ صفت بیان کی جائے، دوسری شرط یہ ہے حمد کی کہ زبان سے ہو، تیسری شرط یہ ہے کہ کسی ایسے فعل کی وجہ سے ہو جس کا معنی حمد والا ہو، چوتھی شرط یہ ہے کہ اس کے اختیار میں بھی ہو، پانچویں شرط یہ ہے کہ اس کی طرف سے نعمت ملے یا نہ ملے یعنی مثلاً اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کو بیماری دیتا ہے تو پھر بھی اس کی تعریف، اگر کسی کو شفا دیتا ہے تو پھر بھی اس کی تعریف، کسی کو تھوڑی زندگی دیتا ہے تو پھر بھی اس کی تعریف، کسی کو زیادہ زندگی

دیتا ہے تو پھر بھی اسکی تعریف، کسی کو مال و دولت زیادہ دیتا ہے تو پھر بھی اسکی تعریف، کسی کو تھوڑا دیتا ہے تو پھر بھی اس کی تعریف۔ کسی کو اس کے سامنے چون وچرا کی اجازت نہیں۔ لا یفعل لما یفعل۔ قرآن کہتا ہے اللہ جو کرتا ہے، اس سے سوال نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی نعمت دے تو پھر بھی شکر، نہ دے تو تب بھی تعریف۔ یہ معنی ہے حمد کا۔ اس میں معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یہ بھی لفظ حمد سے ماخوذ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے اندر تمام صفات جتنی بھی ہیں اللہ کے اختیار میں ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اندر جتنی بھی صفات پائی جاتی ہیں ساری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہیں۔ میں آپ کو اس کی مثال دیتا ہوں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک صحابی حاضر ہوئے کوئی گفتگو ہوئی انہوں نے کسی معاملے میں شہادت دی۔ قرآن کہتا ہے واستشهدو الشهدين من الرجالكم کسی معاملے میں گواہی کی ضرورت ہو تو بندوں میں سے دو گواہ پیش کرو۔ اس صحابی کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری اکیلے کی شہادت دو کے برابر ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ دو گواہ پیش کرو۔ اس کو قرآن کی مخالفت نہیں کہنا، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کہنا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس کو چاہیں وہ جیسے چاہیں لوٹائیں، جو چاہیں، جتنا چاہیں، جس کو چاہیں لوٹائیں، خالق کی ہر شے پر حکمران ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں علی پور شریف اپنے کمرے سے نکلا ۳۰ راگست والے عرس شریف کا موقع تھا میرے ساتھ والے کمرے میں آفریدی صاحب وہ اپنے زمانے کے پرنسپل تھے۔ نہایت نورانی چہرہ ان کا زیارت کے قابل وہ اس وقت ساتھ والے کمرے میں موجود تھے۔ میں نے دیکھا جلسے میں جانے کے لیے وہ گفتگو فرما رہے تھے۔ میں تھوڑی دیر کھڑا ہو گیا انہوں نے کہا حضرت قبلہ عالم کی عظمت پوچھتے ہو؟ فرمایا کہ ہمارے حضرت کی عظمت کا کوئی اندازہ کر ہی نہیں سکتا۔ میرے حضرت صاحب فرماتے ہیں میں اس لیے سنانے لگا ہوں کہ میرے والد صاحب فرماتے تھے ولی وہ ہوتا ہے جس کی ذات کے اندر نبوت والی صفت کے علاوہ باقی تمام صفات موجود ہوں۔ اصول یہ ہے کہ نبوت والی صفت کے علاوہ تمام صفات نبیوں والی ہوں۔ تو وہ ولی ہوتا ہے۔ کہنا تو آسان ہے ہم ہر آدمی کو کہہ دیتے ہیں لیکن جب صفات تلاش کرنی پڑیں، قرآن کیا کہتا ہے؟ من يهدى الله ان يهديهٗ يشرح صدرهٗ للاسلام۔ اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دینا چاہتے ہیں اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں حضرت قبلہ عالم کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جو جم غفیر کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں نہ گزرا ہو۔ کوئی لمحہ مسلمانوں کے جم غفیر کے ساتھ اللہ کی

بارگاہ میں نہ گزرا ہو یعنی ہمہ وقت اللہ کی بارگاہ میں حاضر رہتے۔ محبت رسول اکرم ﷺ کا جذبہ انسانوں کے دلوں میں جگایا۔ یہ نہیں کہ خود ہی نمازیں پڑھی ہیں لاکھوں انسانوں کو نمازی بنایا۔ اور جس کے دل کے اندر رسول اللہ ﷺ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے پھر وہ ہر وہ کام کرے گا جس سے حضور ﷺ راضی ہوں۔ بہر کیف آفریدی صاحب فرما رہے تھے کہ ہمارے حضرت کی عظمت کو دنیا والے سمجھ ہی نہیں سکتے۔ فرمایا اللہ نے بیان فرمایا قرآن پاک میں سورۃ لقمان کی آیت ہے یعلم ما فی الارحام پانچ چیزیں ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی اور فرمایا یعلم ما فی الارحام اور جو کچھ رحموں میں ہے اللہ اس کو جانتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں جو کچھ ہے اللہ اس کو جانتے ہیں۔ بیٹا ہے یا بیٹی ہے۔ دیکھو نا اب مشینیں آگئی ہیں وہ مشینیں بتا دیتی ہیں کہ بچہ ہے یا بچی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم کی نفی ہوگئی۔ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مشینوں تک علم پہنچا دیا ہے اللہ کے علم کی نفی تو نہیں ہوگی۔ اس کے ساتھ وہ مشینیں بتا دیتی ہے۔ فرمایا یعلم ما فی الارحام اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو ان کے رحموں میں ہے۔ آفریدی صاحب فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت کی ہے کہ رحم میں جو ہو اس کا مجھے علم ہے، فرمانے لگے ہمارے حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا ہوا ہے، ایک آدمی حاضر ہوا تو آپ نے اسے فرمایا کہ اللہ تمہیں پانچ بیٹے دے گا۔ کتنے؟؟ پانچ۔ آفریدی صاحب فرمانے لگے ہمارے حضرت کو اللہ نے یہ اختیار دیا ہوا ہے کہ پیٹ میں کچھ بھی نہیں ہے اور حضرت صاحب فرما رہے ہیں جو ہوگا بیٹا ہی ہو گا۔ یعنی ہونے سے پہلے ہی ارشاد فرما رہے ہیں یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے حضرت کو یہ اختیار دیا ہوا ہے جو فرما دیتے اللہ تعالیٰ پورا کر دیتے۔ جب نبی کریم ﷺ کے غلاموں کی یہ شان ہے تو یہ سب رسول اللہ ﷺ کے صدقے میں ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کو اختیار یہ ہے کہ آپ نے ایک صحابی کو فرمایا کہ تیرے اکیلے کی شہادت دو کے برابر ہے، کسی صحابی نے اعتراض نہیں کیا کہ قرآن نے دو شہادتیں فرمائے ہیں بلکہ وہ جتنی دیر بھی زندہ رہے عمر فاروقؓ کی خلافت میں زندہ رہے، حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت میں وفات پائی۔ جتنی دیر وہ زندہ رہے تمام خلفاء راشدین ان کی ایک شہادت کو دو کے برابر تسلیم کرتے رہے۔ یہ معنی ہے اختیار کا۔ اور وہ اختیار ان کی ذات میں موجود ہو اس کی ذات میں پایا جائے۔ محمد الرسول اللہ فرمایا جس کی ہم حمد کرتے ہیں وہ صاحب اختیار اللہ کے رسول ہیں۔ اور ہمیشہ ہمیشہ ان کی رسالت قائم رہے گی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ میں انہی الفاظ پر اکتفاء کرتا ہوں۔ پانچ، دس منٹ اور سنا

دیتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ ہجرت کے سفر میں جب مکہ پاک سے چلے تو مکہ پاک کے لوگوں نے انعام مقرر کیا کہ جو آدمی ہمیں رسول اللہ ﷺ کی خبر لا کر دے گا، ہم اس کو سو (100) اونٹ انعام دیں گے یا جتنا بھی انعام رکھا ہو۔ وہاں ایک آدمی جوان لڑکا تھا۔ تھوڑی سی اس کی عمر تھی وہ خود بیان کرتے ہیں کہ مکے شریف کے اندر اس وقت میرے سے زیادہ تیز چلنے والا اور اعلیٰ نسل گھوڑا کسی کے پاس تھا ہی نہیں۔ میں نے یقین کیا، ارادہ کیا کہ میں نے یہ انعام ضرور لینا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں اپنے گھوڑے پر سوار اور گھوڑا دوڑا دیا۔ رسول اللہ ﷺ غار ثور کے قریب پہنچ گئے تھے۔ ابھی غار میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب اس سوار کو دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ مخبر آ گیا، وہ آدمی آ رہا ہے، اس نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ وہ جا کر کفار مکہ کو بتائے گا اور وہ ہمارے پیچھے آ جائیں گے۔ مجھے اپنا تو کوئی فکر نہیں، حضور ﷺ کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابو بکر کیوں غم کرتے ہو؟ فکر نہ کرو، سوچو نہ (ان اللہ معنا) اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے (ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم) فرمایا اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا آپ غم نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے اس نے دیکھ لیا جو گھوڑے پر سوار تھا اس نے جب پہچان کیا دیکھ لیا کہ یہ وہی ہیں۔ غار میں آ گئے، غار کی کہانی بہت مشہور ہے۔ کبوتر نے انڈے دے دیے اور مکڑی نے جالا بن دیا۔ شیخ بصیری نے اس کو بیان کیا کہ جب کافر آئے دیکھنے کے لیے تو انہوں نے کہا کہ یہ مکڑی نے جالا بنا ہے اگر وہ یہاں سے گزرتے تو جالا ٹوٹ جانا تھا، یہ جو گھونسلہ ہے اس نے گر جانا تھا اس میں سے انڈے تو گر جاتے۔ کبوتر نے انڈے دے دیے، مکڑی نے جالا بُن دیا۔ بہر کیف اس نے جب دیکھا اور واپس مڑنے لگا اس نیت کے ساتھ کہ میں جا کر ان کو بتاتا ہوں وہ خود ان کو پکڑ لیں گے۔ جب اس نے گھوڑے کو موڑا تو اس کے گھوڑے کے چاروں پاؤں پتھروں کے اندر دھنس گئے۔ نہ وہاں کوئی پانی، نہ وہاں کوئی دلدل، نہ وہاں کوئی بارش۔ پتھر کے اندر پاؤں دھنس گئے۔ اس نے شور مچایا مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ۔ نبی پاک ﷺ نے آواز دے کر فرمایا جس ارادے سے آئے ہو اگر یہ ارادہ ختم کرو گے تو تو تم بچ جاؤ گے۔ اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو، اور اپنے آپ کو اور اپنے گھوڑے کو صحیح سلامت زمین سے نکلنا چاہتے ہو تو پھر ارادہ ترک کر دو۔ تو اس نے دل سے ارادہ ترک کر دیا تو گھوڑا ابھر آ گیا۔ تھوڑی دور گیا تو شیطان نے پھر بہکایا، اور اس نے کہا روز روز تو نہیں، بار بار تو گھوڑے

زمین میں نہیں گرتے، زمین نرم ہو جاتی ہے تو وہی زمین تھی پتا نہیں ادھر کیا تھا کیا نہیں تھا۔ اس نے پھر ارادہ بدل لیا۔ گھوڑا پہلے سے بھی زیادہ زمین میں دھنس گیا۔ ساتھ اس کے پاؤں بھی گھٹنوں تک پھر اس نے پہلے سے بھی زیادہ شور مچایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تک سچے دل سے توبہ نہ کرو گے اس وقت تک تیرا گھوڑا نہیں نکلنا۔ اس نے اللہ کو حاضر و ناظر جان کر نیت کر لی کہ میں نہیں بتاؤں گا۔ جب نیت کر لی تو گھوڑا پھر باہر آ گیا۔ جب گھوڑا لے کر واپس جانے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادھر آؤ میری طرف۔ وہ پاس حاضر ہو گیا۔ فرمایا تم آج میری مخبری کرنے آئے ہو۔ ایک وقت وہ ہو گا جب ایران کے بادشاہ کے ہاتھوں کے کنگن تیرے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔ سونے کے کنگن جن کو ہم کڑے کہتے ہیں۔ یہ منہ اور مسور کی دال وہ کہنے لگا میں کہاں مکے کا عام آدمی اور ایران کا بادشاہ کہاں۔ جس طرح آج امریکہ سب سے بڑی سلطنت ہے اسی طرح اس وقت ایران بہت بڑی سلطنت تھی۔ سب سے بڑی بادشاہی ایران کی بادشاہی ہوتی تھی۔ اس نے اپنے تخت کا دو ہزار سالہ جشن منایا تھا۔ دو ہزار سال سے ہماری سلطنت قائم ہے اور اس کا تخت بھی جاری ہے۔ بہر کیف وہ اتنی بڑی سلطنت تھی۔ اب وہ سوچے کہاں وہ بادشاہی، کہاں میرے ہاتھ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمانا تھا فرما دیا۔ وہ واپس چلا گیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مدینے پاک چلے گئے۔ اس کے بعد فتح مکہ ہوئی۔ جب مکہ شریف فتح ہوا تو پھر وہ آدمی اس موقع پر مسلمان ہوا۔ اس کا نام تھا سراقہ۔ اس کے باپ کا نام تھا مالک۔ سراقہ بن مالک۔ فتح مکہ ۸ ہجری میں ہوئی اس کے بعد جب وہ مسلمان ہو گیا۔ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بار زیارت کر لی۔

دیکھا جو حسنِ یار تو طبیعت مچل گئی ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی

جس نے دیکھ لیا، پھر اس کا دل کیسے بھر سکتا ہے، پھر اس کے بعد گزارا ہی نہیں پھر وہ مکہ شریف چھوڑ کر مدینہ شریف چلے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی، حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت آئی وہ ختم ہو گئی، حضرت عمرؓ کی خلافت آئی۔ اس دوران ایران فتح ہوا، اور مال غنیمت مدینہ منورہ میں آیا۔ ڈھیر لگ گئے مال کے۔ اس آدمی نے ایک تھیلی الگ کندھے کے اوپر رکھی ہوئی تھی۔ جب انہوں نے سارا مال رکھ دیا۔ اونٹوں کے اوپر آیا یا جو کچھ بھی آیا سب کچھ کھول کر ڈھیر لگا دیے۔ ایک تھیلی اس نے علیحدہ مٹھی میں پکڑی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ کیا تھیلے میں علیحدہ پکڑا ہوا ہے؟ اس نے کہا کہ جناب جو امیر لشکر ہے اس نے کہا تھا کہ یہ بڑی خاص چیز ہے سوائے

عمرؓ کے کسی اور کے ہاتھ میں نہ چلی جائے۔ آپ نے کھول کے دیکھا تو وہ کڑے تھے۔ اس نے کہا یہ جو کڑے ہیں یہ اس بادشاہ کے کڑے تھے۔ پتہ نہیں اس میں کتنے ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے ہوں گے، کتنے تولے سونا ہوگا۔ وہ جب آپ نے دیکھے، کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ نے اپنی دونوں انگلیوں میں وہ کڑے ڈال لیے ڈال کر ارشاد فرمایا کہ جاؤ سراقہ کو ڈھونڈ کر لاؤ۔ سراقہ کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا۔ وہ گلیوں میں بیٹھ کر دوستوں کے ساتھ گپیں لگا رہے تھے یا اپنے کام میں مصروف تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کا حکم تھا۔ بڑے جلال والے تھے، جو نام سنتا تھا ایک بار تو خون خشک ہو جاتا تھا۔ جب انہوں نے نام سنا کہ سراقہ کو حضرت عمرؓ نے بلایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج خیر نہیں ہے۔ خون خشک ہوگیا، رنگ بدل گیا۔ وہ بار بار پوچھیں کہ کام کیا ہے؟ بات کیا ہے؟ خیر تو ہے؟ میرے اوپر کوئی سوال تو نہیں ہوگیا؟ مجھے کوئی سزا تو نہیں ملنی؟ مجھے کچھ بتاؤ تو سہی۔ وہ کہیں مجھے کچھ پتہ ہو تو کچھ بتاؤں۔ مجھے تو انہوں نے کہا ہے کہ بلا کے لاؤ۔ وہ ڈرے ہوئے آئے سامنے۔ آپؓ نے فرمایا! ادھر آگے آؤ۔ اور بھی ڈر گیا، کانپنا شروع ہوگیا۔ فرمایا! دایاں ہاتھ آگے کرو۔ اپنی انگلی سے ایک کڑا نکال کر ان کے دائیں ہاتھ میں ڈال دیا۔ دوسرا نکال کر بائیں ہاتھ میں ڈال دیا۔ اس کے تصور میں بھی نہیں تھا، وہ ڈر کی وجہ سے جو یاد تھا وہ بھی بھول گیا تھا۔ وہ دیکھی جائے، اے امیر المومنین یہ کیا ہے؟ فرمایا یاد کر تجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایران کے بادشاہ کے کڑے تیرے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔ یہ وہی کڑے ہیں انہوں نے ڈرتے ڈرتے عرض کی اے امیر المومنین مرد کے لیے تو سونا حرام ہے۔ یہ اختیارِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ فرمایا تیرے لیے حلال ہے، تجھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا تو پہنے گا کڑے۔ اس لیے تیرے لیے جائز ہے۔ انہوں نے ساری زندگی نمازیں کڑے پہن کر پڑھیں۔ اتارے ہی نہیں۔ یہ ہے اختیارِ مصطفیٰ ﷺ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اس محفل کو قائم ودائم رکھے۔ ہم اپنی زندگی میں پھر حاضریاں دیتے رہیں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۷

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ بمقام راہوالی گوجرانوالہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْم سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم

تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

قرآن پاک کی آیت پاک جو پڑھی ہے اس رکوع کی ابتدا ایمان والوں کے ذکر سے ہوتی ہے اور اس میں ایمان والوں کو مخاطب کر کے ایمان والوں کو اللہ تعالٰی کا ذکر کرنے کا حکم دیا۔ کہ ایمان والو! اللہ تبارک وتعالٰی کا ذکر کیا کرو کثرت سے۔ کثرت کا معنی زیادتی ہے۔ کثرت جو ہے اس کی کوئی انتہا نہیں۔ لہٰذا کثرت یعنی ذکر کی کوئی انتہا نہیں۔ اسی لیے ہمارے بزرگان کرام نے فرمایا ہے کہ جو دم غافل سو دم کافر۔ ہر دم کر اللہ، اللہ، اللہ۔ یعنی چونکہ کثرت کی کوئی انتہا نہیں اس لیے ذکر کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ اور کوئی لمحہ، کوئی گھڑی کوئی وقت ایسا نہ گزرے جس وقت انسان کا دل اللہ کی یاد سے غافل ہو۔ قرآن شریف میں آتا ہے۔ لَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ ان لوگوں میں سے نہ ہونا جو اللہ کے ذکر سے غافل ہیں۔ مطلب یہ کہ جب ہم اللہ کے حکم کی تعمیل کریں گے اللہ کے حکم پر عمل کریں گے تو ظاہر ہے کہ جب مالک کا حکم مانیں تو مالک خوش ہوتا ہے اور جب کے حکم کو پورا کریں تو اس کی جزا اور خیر مالک عطا فرماتا ہے۔ میں آپ کو اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔ قیامت کا دن ہوگا کسی روزے دار کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا۔ رب تعالٰی فرشتوں کو فرمائیں گے کہ اس بندے نے اپنی ضروریات زندگی کو چھوڑا، بھوک و پیاس برداشت کی، اپنا دن کام میں گزارنے کے باوجود یہ میری یاد سے غافل نہ رہا اور اس نے روزہ میری رضا کی خاطر رکھا، آج بروز قیامت اس کی جزا بھی میں دوں گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث ہے کہ "جب روزے دار کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا تو رب تبارک وتعالیٰ فرشتوں کو فرمائیں گے اس بندے نے اپنی تکلیف برداشت کی میری رضا کے لیے، میری ضرورت کے لیے، اس کی جزا بھی میں ہی دوں گا" یعنی وہ جزا کس طرح دیں گے؟؟ اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ بتاؤ کوئی مزدور ہو، کوئی آدمی ہو، مالک اسے کسی کام پر لگا دے۔ وہ خوشی سے مالک کا حکم پورا کرے، مالک کا کام پورا کر کے خوشی کے ساتھ مالک کی بارگاہ میں حاضر ہو اور کہے کہ جو مجھے حکم ہوا تھا میں نے وہ پورا کر دیا ہے۔ تو وہ مالک جو ہے اس جو اس کی جزا پوری دے گا یا کچھ کم کر کے دے گا؟؟ فرشتوں نے کہا کہ رب العلمین جب اس نے کام پورا کیا ہے لہٰذا اس کو جزا، بدلہ بھی پورا دیا جائے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے اس بندے کی جس نے جس نے روزے میرے لیے رکھے، میری خوشی کے لیے سب کچھ کیا، میرا حکم پورا کیا۔ اس کی جزا میرے پاس جنت کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں ہو سکتی۔ یعنی اس کو حکم ہوگا کہ تو سیدھا ہی جنت میں چلا جا۔ کیونکہ تو نے میرا حکم پورا کیا ہے۔ اس کی جزا میں نے دینی ہے۔ تو نے مجھے راضی کیا ہے، میں تجھے راضی کروں گا۔ اس لیے ساری مخلوق کے اندر اللہ تعالیٰ اس کی عظمت کو ظاہر کریں گے اور فرمائیں گے کہ تو جنت میں چلا جا بغیر حساب کے۔ میرا عرض کرنے کا مطلب ہے کہ ایمان والوں کو جب اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں ذکر کا کہ ایمان والو! اللہ کا ذکر کرو وہ بھی کثرت کے ساتھ کرو۔ ہمارے مرشد، ہمارے پیر کا بھی حکم ہے کہ ہر وقت، کوئی گھڑی، کوئی سانس، کوئی وقت ایسا نہ گزرے جب آپکا دل اللہ کی یاد سے غافل ہو۔ کوئی کام کر رہے ہو، دل جو ہے وہ اللہ کی یاد میں لگا رہے۔ اس کے بہت سارے فائدے ہیں۔ اس کی دو مثالیں آپکو دے دیتا ہوں۔

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اندر بہت سارے عیب ہیں، بہت سارے گناہوں کا مرتکب ہوتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ سارے گناہ چھوڑ دوں۔ لیکن میں اس پر عمل نہیں کر سکتا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جناب کوئی ایسی ترکیب بتائیں جس سے مجھ سے گناہ چھوٹ جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح کرو کہ ایک وعدہ کرو میرے ساتھ اور اس پر عمل بھی کرنا ہے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو ارشاد فرمائیں گے وہ آسان ہوگا میں اس پر عمل ضرور کروں گا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہا کہ تم آج کے بعد

جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وعدہ کرلیا کہ میں آج کے بعد جھوٹ نہیں بولوں گا۔ جب واپس اپنے گھر گیا۔ آدمی کوئی بھی کام اکیلا نہیں کرتا، کوئی نہ کوئی اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب اس کے ساتھی آئے مختلف قسم کے ساتھی آئے جن کے ساتھ وہ گناہوں کے ارتکاب کے لیے جاتا تھا۔ مثال کے طور پر جواء کھیلنے والے آئے، انہوں نے کہا کہ آؤ جواء کھیلیں۔ قرآن نے فرمایا (اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ) جواء جو ہے پلید ہے اور شیطان کا کام ہے۔ (فَاجْتَنِبُوْهُ) تم اس سے بچا کرو، پرہیز کیا کرو تا کہ کامیابی حاصل کرلو۔ اللہ کا حکم ہے۔ وہ چلنے سے پہلے، ان کے ساتھ جانے سے پہلے اس نے سوچا کہ میں جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ کونسا گناہ کیا ہے؟ میں نے وہاں جھوٹ تو بولنا نہیں، وہاں سچ بتانا پڑے گا کہ جوا کھیلا ہے تو سارے صحابہ کرامؓ میں بدنام ہو جاؤں گا، مشہور ہو جاؤں گا، لوگ لعن طعن کریں گے کہ قرآن نے جس کو صاف صاف حرام قرار دیا ہے، پلید قرار دیا ہے، تو وہ کام کرتا ہے جو شیطان کے کام ہیں۔ ہم نے تیرے ساتھ سلام دعا نہیں کرنی، ہم تیرے ساتھ قطع تعلقی کرتے ہیں تو اس وقت میری زندگی جو ہے وہ موت کے برابر ہوگی۔ تو ان کو اس نے کہا میں نے تمہارے ساتھ نہیں جانا تم جاؤ۔ مختصر یہ کہ جو اس کے گناہوں کے ساتھی تھے وہ بار بار اس کے پاس آتے رہے اور ہر وقت اس کے ذہن میں یہی خیال آتا رہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو حضورؐ نے پوچھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے پوچھا کہ یہ کام کیا ہے؟ وہ گناہ کا کام ہوا تو جھوٹ تو بولنا نہیں کیونکہ وعدہ کیا ہے لہٰذا وہاں سچ بتانا پڑے گا کہ ہاں جی میں نے کیا ہے پھر سزا ملے گی سچ بولنے کی، جھوٹ نہ بولنے کی۔ گناہ کرنے کی وجہ سے تو بہتر ہے کہ گناہ کرنے سے سارے ساتھیوں کے سامنے شرمندہ ہونے سے بہتر ہے کہ میں گناہ سے ہی بچ جاؤں۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! مجھ سے تمام گناہ چھوٹ گئے ہیں۔ میں آج گناہوں سے اس طرح پاک ہو گیا ہوں جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ میں نے جھوٹ نہ بولنے کا جو وعدہ کیا تھا کہ سچی بات کروں گا اس ایک کام کی برکت سے مجھ سے تمام گناہ چھوٹ گئے ہیں۔

ایک اور آدمی وہ ہمارے شیخ پیر و مرشد کی خدمت میں بیعت ہونے کیلئے حاضر ہوا اس نے بیعت کی۔ شیخ نے جب وعدے لیے کہ یہ گناہ والے کام نہیں کرنے، جھوٹ نہیں بولنا، چوری نہیں کرنی، غیبت نہیں کرنی، چغلی نہیں کرنی، شراب نہیں پینی، جواء نہیں کھیلنا، دھوکہ نہیں کرنا۔

جب سارے وعدے شیخ نے لیے، اُس وقت تو وہ وعدے کر لئے اور بولتا گیا نماز پڑھتی ہے، روزے رکھنے ہیں، زکوٰۃ دینی ہے، طاقت ہوئی تو حج کرنا ہے۔ اس کے بعد اسنے کہا جناب یہ مجھ سے وعدے تو کروالیے ہیں، مجھ سے ان پر عمل تو نہیں ہونا۔ مجھے تو عادتیں ہیں بری، ساتھی مجھے مجبور کرتے ہیں۔ یعنی اس آدمی نے کہا کہ مجھ سے ان پر عمل نہیں ہوگا۔ شیخ نے کہا تو اس طرح کر تو ایک اور وعدہ کرلے۔ وہ وعدہ یہ ہے کہ میرے سامنے تو نے گناہ نہیں کرنا۔ اس نے کہا جی یہ تو بہت آسان کام ہے۔ بھلا میں آپ کے سامنے گناہ کس طرح کرسکتا ہوں۔ آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہوؤں اور مجھے کوئی کہے کہ چل جواء کھیلنے چلیں۔ تو میں آپ کے سامنے تو نہیں جاؤں گا گناہ نہیں کروں گا، وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کے سامنے گناہ نہیں کروں گا۔ ایک بات یاد رکھو اسباق میں، جو سبق شیخ دیتا ہے ایک یہ سبق بھی ہے کہ اپنے مرشد کا چہرہ ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہے۔ یہ ہے جس پر ہمیں عمل کرنا ہے۔ ایک صورت یہ ہے کہ شیخ نے اس پر عمل کروانا ہے۔ اس نے جب گناہ کرنے کا ارادہ کرنا، نیت کرنی تو شیخ کا چہرہ سامنے آجانا۔ آپ کو سمجھانے کے مقصد کے لیے میں ایک واقعہ بیان کررہا ہوں کہ یوسف علیہ السلام کو جب زلیخا اندر لے کر گئی۔ سات کمرے تھے، ہر کمرے کا دروازہ بند کر کے ساتویں کمرے میں لے گئی۔ وہاں جا کر اس نے اپنی خواہش کا، محبت کا اظہار کیا۔ تو قرآن میں آتا ہے (لولا۔۔۔۔۔۔۔ربہ) وہ کریوسفؑ کام کا ارادہ اگر اپنے رب کے برہان کو دلیل کو نہ دیکھتے۔ اور دلیل کیا تھی؟؟ ہمیں اپنے باپ کا چہرہ نظر آگیا۔ حضرت یعقوبؑ کا چہرہ نظر آ گیا۔ انہوں نے کہا کیا کرنے لگے ہو؟؟ اسی وقت یوسفؑ واپس دوڑ گئے۔ جس دروازے کو ہاتھ لگائیں وہ کھلتا جائے۔ میرا مقصد وہ واقعہ عرض کرنے کا نہیں بلکہ یہ عرض کرنا ہے کہ ایک شعر عرض کرتا ہوں "ست گُر ایسا چاہیے جو سقلی گرسا ہو"

پنجابی میں کہتے ہیں "پانی پیوے پُن کے تے مرشد پھڑیئے چُن کے"۔

یہ معنی ہے ست گُر۔ سات گُروں کے برابر جو انسان ہو اس کو مرشد بنائیں۔

ست گُر ایسا چاہیے جو سقلی گر سا ہو
جنم جنم کے پوتڑے پل میں دیوے دو

وہ جب کلعی کرتے ہیں برتن کو تو ساری میل اتار دیتے ہیں۔ جب کلعی کرتے ہیں، شیشے کی طے چمکا کر ہاتھ میں پکڑا دیتے ہیں۔

انہوں نے، مرشد نے، شیخ نے کہا کہ چل یہ وعدہ کر کہ میرے سامنے گناہ نہیں کروگے

انہوں نے کہا کہ میں آپ کے سامنے میں گناہ کر ہی نہیں سکتا اس نے کہا ٹھیک ہے میں یہ نہیں کروں گا وعدہ کرتا ہوں اس کے بعد جب اپنے گھر گیا، کسی گناہ کی جب نیت کرے ارادہ کرے غلط سمت جانے کا تو سامنے شیخ کا چہرہ آ جائے۔ ضلع سرگودھا میں ایک جگہ ہے چک (۱۰)۔ وہاں ایک حافظ صاحب تھے، ان کا نام تھا غلام حسن وہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں اپنے گھر تھا، شیطان نے مجھے بہکایا۔ میرے دل میں وسوسے، خیالات آیا کریں کہ قرآن پاک پتا نہیں سچا ہے کہ نہیں۔ سارے حکم جو ہیں تعمیل کے قابل ہیں کہ نہیں۔ سارا اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے کہ نہیں۔ مختلف اوقات میں یہ خیال آیا کریں ایک دن یہ خیال آیا اور ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ غلام حسین اگر تو اسی بات پر رہا تو تیرا تو سارا ایمان خراب ہو جائے گا۔ اور ایمان کو ٹھیک کرنے کے لیے مرشد ہی کامیابی دے سکتا ہے۔ تیرا مرشد بھی کامل ہے چل اس کے پاس وہ کہتے ہیں کہ مغرب کی نماز کا وقت تھا اور میں علی پور شریف میں شیش محل کے اوپر جہاں حضرت قبلہ عالمؒ بیٹھے ہوئے تھے، اوپر والی منزل پر گرمیوں کی شام کو پہنچا، جب میں پہنچا تو جماعت کھڑی تھی، اور جب جماعت کھڑی ہو تو کوئی بات نہیں کر سکتا۔ حضرت قبلہ عالمؒ بھی کھڑے تھے۔ اس وقت ان سے بات کرنے کا یا کسی اور کے ساتھ بات کرنے کا تو کوئی تصور سوچ بھی نہیں سکتا۔ سب سے آخری صف میں جو بندہ تھا اس کے بائیں طرف سیڑھیاں چڑھتی تھیں۔ جماعت میں کھڑا ہونے والا میں تھا۔ جماعت کی پہلی رکعت تھی۔ میں جماعت میں شامل ہو گیا۔ آپؒ نے نماز پڑھائی، نماز پڑھانے کے بعد جب سلام پھیرا، جب بائیں طرف سلام پھیرا تو دعا مانگنے کی بجائے منہ بائیں طرف کر کے اسی وقت بغیر کسی کے بتائے آپ نے فرمایا کہ جس کے دل کے اندر خیال آئے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے وہ بے ایمان ہو جاتا ہے۔ حافظ صاحب فرمانے لگے چونکہ گیا ہی اسی لیے تھا۔ ابھی ملا نہیں تھا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ تو مجھے ہی حکم ہو رہا ہے۔ میں نے وہیں بیٹھے بیٹھے عرض کی کہ جناب مجھے بھی کبھی کبھی یہ خیال آتا ہے تو آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ فرمایا آج کے بعد نہیں آئے گا۔

ست گرو ایسا چاہیے جو سقلی گر جیسا ہو — جنم جنم کے پوتڑے پل میں دیوے دو

فرمایا آج کے بعد نہیں آئے گا۔ فرمایا آپ نے حضرت عمر کے متعلق یہ فرمایا تھا شیطان عمر کے سائے سے بھی دور بھاگتا ہے۔ (اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ) اس کا مطلب ہوا کہ وسوسے کون ڈالتا ہے؟؟ شیطان۔ قرآن میں آتا ہے (مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ

يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○) تو جب شیطان سائے سے دور جائے گا تو ذات کے قریب کس طرح آئے گا۔ جب ذات کے قریب نہیں آسکتا تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی شان یہ ہے کہ شیطان ان کے قریب آ ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا وسوسے بھی پیدا نہیں کرسکتا۔ اور حضرت قبلہ عالم امیر ملتؒ کی شان یہ ہے کہ شیطان جس کے دل کے اندر وسوسے پیدا کرتا ہے آپ اس دل کو پاک اور صاف کر دیتے ہیں اور شیطان کو اس سے اتنا دور بھگا دیتے ہیں کہ شیطان پھر طاقت ہی نہیں رکھتا کہ اس کے قریب جا کے اس کے دل کے اندر وسوسے ڈال سکے۔ تو معلوم ہوا کہ:

ست گر ایسا چاہیے جو سقلی گر جیسا ہو
جنم جنم کے پوتڑے پل میں دیوے دو

منٹ میں ایک لفظ کے ساتھ شیطان کی قدرت کو ختم کر دے۔ قرآن کے اندر یہ آتا ہے کہ (لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ) یا اللہ تبارک وتعالیٰ میں ان سب لوگوں کو گمراہ کروں گا مگر جو تیرے نیک بندے ہیں ان کے قریب بھی نہیں آؤں گا، ان کو چھوڑ دوں گا۔ یعنی اس دل کو حضرت قبلہ عالمؒ نے اپنی نگاہ سے، اپنی زبان سے قلب ذاکر بنا دیا۔ اور اس انسان کو اللہ کا نیک بندہ بنا دیا۔ شیطان کا وعدہ ہے کہ جو نیک بندہ ہوگا یا اللہ پاک میں اس کے قریب نہیں جاسکوں گا۔ جو آیت پڑھی تھی میں نے پہلے عرض کی تھی کہ جب حکم ہوا کہ اللہ کا ذکر کیا کرو کثرت کے ساتھ۔ جب ہم اس حکم کی تعمیل کریں گے، ان کی جزا، اس کا پھل، اس کا ثمر اللہ کی بارگاہ سے ملے گا۔ اس کی ایک علامت یہ ہے، ایک جز، ایک حصہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے اندر فرمایا (وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ○) یا رسول اللہ ﷺ مومنوں کو بشارت دے دیں، جو آپ کی ذات پر اللہ کی واحدانیت پر، آپ کی رسالت پر ایمان لے آتے ہیں انکو بشارت دے دیں، خوشخبری دے دیں (بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ○) کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہر وقت نازل ہو رہا ہے۔ فضل اس درجے کو کہتے ہیں، اس مرتبے کو کہتے ہیں جو انسان کو اللہ کی طرف سے ملے۔ یعنی اس انسان کے عمل کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اس میں اللہ کی رضا کا دخل ہوتا ہے اللہ جس پر راضی ہو جائے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کر لے۔ فرمایا مومنوں کو یہ خوشخبری دے دیں کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے (فَضْلًا كَبِيرًا) بہت بڑا فضل نازل ہو رہا ہے۔ علماء کرام نے بیان فرمایا تین چار چیزیں ہیں پھر

اس کے بعد کچھ چیزیں بیان کرتے ہیں۔ پہلی یہ کہ (بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ) یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مومنوں کو بشارت دے دیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ حکم خدا کا ہو اور زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو تو بشارت ہمیشہ کے لیے ہوگئی۔ (لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ○) ان کے لیے جو بشارتیں ہوتی ہیں وہ دنیوی زندگی میں بھی ہوتی ہیں اور آخرت کی زندگی میں بھی ہوتی ہیں۔ (بشر المومنین) یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو بشارت دے دیں۔ تو معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو خوشخبری ملتی ہے مومنوں کو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ وہ کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ دوسری یہ ہے علماء کرام نے بیان فرمایا کہ جملہ اسمیہ جو ہے جب تاکید کے ساتھ آئے تو یہ استمرار کے لیے آتا ہے۔ دوام کے لیے آتا ہے۔ یعنی ہمیشہ قائم رہنے کے لیے آتے ہیں۔ یہاں جملہ اسمیہ اللہ نے فرمایا ہے کہ مومنوں کو بشارت دے دو کہ ان کو اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل عطا ہو رہا ہے۔ فضل جو ہے فضیلت کا معنی ہے درجہ، مرتبہ، فضل۔ یہاں یہ معلوم ہوا کہ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک فضل وہ ہے جو فضلِ کبیر ہے، ایک فضل وہ ہے جو کبیر والی صفت سے خالی ہے۔ جس طرح قرآن میں آتا ہے (واللہ فضل بعضکم علیٰ بعض فی الرزق) اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض کے اوپر رزق دے کر فضیلت عطا فرما دی۔ یہاں فضیلت تو ہے لیکن فضیلتِ مطلق نہیں۔ یعنی فضیلتِ کبیر خاص نہیں۔ اسی طرح اور بھی بہت ساری مثالیں ہیں۔ یہاں جو بات میں کہنا چاہتا ہوں اس طرف آ کے اس کو بیان کروں کہ قرآن کا ایک بڑا مشہور واقعہ ہے۔ آپ نے علماء کرام سے بہت دفعہ سنا ہوگا۔ کہ حضرت سلیمانؑ کی کچہری لگی ہوئی تھی، دربار لگا ہوا تھا۔ بلقیس آ رہی تھی، شہزادی بلقیس آ رہی تھی۔ آپؑ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؑ کو خیال آیا سات سو میل کے قریب وہاں سے سفر تھا۔ آپ کو خیال آیا کہ اس کو (بلقیس شہزادی کو) چونکہ وہ اپنے علاقے کی ملکہ ہے، بادشاہ ہے۔ اس کو اس کے ہی تخت پر بٹھایا جائے۔ اب تخت اس کا سات سو میل دور تھا کمرے میں بند تھا، جس طرح بھی تھا اس کی بحث کی ضرورت نہیں۔ بات تو صرف اتنی ہے کہ وہ جہاں بھی اس کی بادشاہی تھی وہاں اس کا تخت تھا۔ حضرت سلیمانؑ کو خیال آیا کہ اس کے آنے سے پہلے، اس کے بارے میں آتا ہے جس طرح مسجد کا دروازہ ہے یا کچھ کم و بیش کہ وہ دروازے سے باہر آ چکی تھی، اندر داخل ہونا تھا، آپؑ کو خیال آیا کہ اس کو اس کے تخت پر بٹھایا جائے۔ اس وقت آپؑ نے فرمایا (اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِىْ بِعَرْشِهَا) اے جماعت، اے مخلوق جو میرے پاس بیٹھے ہو مجھے بتاؤ (اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِىْ بِعَرْشِهَا) اس کا عرش، اس کا تخت کون بندہ لے

کر آئے گا اور کتنی جلدی لے کے آئے گا؟؟ ایک جن اٹھا، اس نے کہا میں لے کے آؤں گا۔ انہوں نے فرمایا کتنی دیر میں؟؟ علماء کرام نے اس کے مختلف معنی کیے ہیں۔ بہر کیف انہوں نے پوچھا کتنی دیر میں لاؤ گے؟؟ اس نے کہا (قبل انت کم مقام) بعض علماء نے تو یہ معنی کیا ہے کہ یہ مجلس جس میں آپ بیٹھے ہیں اس کے ختم ہونے سے پہلے لے آؤں گا۔ اصل معنی اس کا یہ ہے کہ جہاں آپ بیٹھے ہیں اس جگہ سے کھڑے ہوں پھر اس سے پہلے میں لے آؤں گا۔ (وانی علیہ القوی اجمعین) مجھے اس پر طاقت ہے۔ میں مضبوط ہوں، قوت والا ہوں۔ جہاں آپ بیٹھے ہیں آپ کے اُٹھ کر کھڑے ہونے سے پہلے تخت آ جائے گا۔ آپؑ نے فرمایا نہیں مجھے اس سے بھی جلدی چاہیے۔ قرآن میں آتا ہے (قال الذی عندہٗ علمو من الکتاب) اس شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا علم تھا ایک ولی اللہ بھی مجلس میں بیٹھا تھا، آصف بن برخیا اُن کا وزیر تھا۔ وہ اللہ کا نیک بندہ تھا، بڑا مقبول بندہ تھا۔ اس نے کہا (انا وا اتیک بہ) میں لاؤں گا۔ آپ نے پوچھا کتنی دیر میں لاؤ گے؟؟ اس نے کہا (قبل ایرتر دا علیک ترفک) آپ آنکھ بند کریں اور کھولیں اس سے پہلے تخت آ جائے گا۔ چنانچہ ان کا مقصد یہ کہ وہ دروازے سے باہر آئی ہی تھی (فلم ادفعو مستقرم عندہٗ) جب سلیمانؑ نے کہا وہ لاؤ اور آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت بچھا تھا۔ سلیمانؑ نے جب دیکھا تخت کو کہ ان کے سامنے ہے، قرار پا چکا ہے۔ (قال ھٰذا من فضل ربی) سلیمانؑ نے کہا یہ میرے رب کا فضل ہے میں پہلے یہ بیان کر چکا ہوں یہ بات کہ فضل اس درجے کو کہا جاتا ہے جو اللہ کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے۔ (...............مفقور) اللہ تعالیٰ مجھے آزمانا چاہتے ہیں کہ میں نے وزیروں کو جو اس مجلس میں بیٹھنے والوں کو جن پر آپؐ کی نگاہ کرم پڑتی ہے ان کو میں نے اتنی طاقت دی ہے کہ وہ آنکھ جھپکنے سے پہلے سات سو میل سے تخت لے کر آ کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے آزمانا چاہتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔ لیکن بات یاد رکھو (ھٰذا من فضلِ ربی) یہ میرے رب کا فضل ہے (لیب لووانی) کہ اللہ مجھے آزمانا چاہتا ہے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔ جو آیت میں نے پڑھی ہے اس کا میں دوبارہ ترجمہ کر دیتا ہوں کہ یا رسول اللہ ﷺ مومنوں کو بشارت دے دیں کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے فضل نازل ہو رہا ہے اور فضل بھی فضلِ کبیر ہے۔ جس انسان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو اور وہ اسے بیان کرے کہ میرے رب کا فضل ہے تو اسکے مجلس میں بیٹھنے والوں کو جس پر اس کی نگاہ پڑ جائے ان انسانوں کو اللہ تعالیٰ اتنی طاقت دیتا ہے کہ وہاں بیٹھے

بیٹھے آنکھ جھپکنے سے پہلے وہ وہاں تخت لا کر بچھا دیتے ہیں۔ اور اسے حضرت سلیمانؑ بیان کرتے ہیں کہ اللہ میرا امتحان لینا چاہتا ہے۔ لیکن آپ اپنی طرف دیکھو اور آیت کا ترجمہ یاد رکھو اور سوچو کہ یہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی طلب کے بغیر، حضرت سلیمانؑ نے طلب کیا (ایکم یاتینین بعرشہ) تم میں سے کون لائے گا اس کا عرش؟؟ (قبل ان یاتون مسلمین) اس سے پہلے کہ وہ مسلمان ہو کے میرے پاس آئیں۔ یہاں کسی مومن نہیں اپنی مثال لے لو۔ جب قرآن نازل ہوا تو ہم میں سے کون موجود تھا؟ کوئی موجود نہیں تھا تو طلب کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ یعنی قرآن کے نزول کے وقت جب ہم میں سے کوئی موجود ہی نہیں تھا، یا دنیا میں اس وقت جہاں جہاں جتنے بھی مسلمان ہیں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ جب موجود نہیں تھے تو طلب تو وہ بندہ کرتا ہے جو موجود ہو۔ اب میں آپ کے پاس بیٹھا ہوں اور پانی منگواؤں یا کچھ بھی۔ یہاں بیٹھا ہوں تو منگواؤں گا نا۔ بلکہ آج سے چودہ سو سال پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد جتنے لوگ آئے، وہ سارے اس وقت موجود ہی نہیں تھے۔ تابعین سے شروع ہو گا یہ وقت تو سارے موجود ہی نہیں تھے تو کسی نے اللہ سے کسی قسم کا سوال نہیں کیا۔ لیکن بغیر طلب دیا۔ شاعر نے لکھا ہے

قربان میں ان کی بخشش پر، مقصد بھی زباں پر آیا نہیں
بن مانگے دیا اور اتنا دیا، دامن میں ہمارے سمایا نہیں

جب ہم موجود ہی نہیں تھے تو بغیر طلب کے حکم ہوا (بشر المومنین) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مومنوں کو یہ بشارت دے دو جس زمانے بھی، جہاں بھی کوئی کلمہ پڑھنے والا ہو گا وہ مومن ہو گا فرمایا سب کو بشارت دے دو جتنے مومن آتے رہیں گے، پیدا ہوتے رہیں گے، جوان ہوتے رہیں گے ایمان پر، کلمہ پڑھتے رہیں گے اور ایمان پر قائم رہیں گے ان سب کو یہ بشارت دے دو کہ ان پر اللہ کا فضلِ کبیر نازل ہو رہا ہے۔ فرق کیا ہے؟؟ فارسی کا ایک مقولہ ہے کہ ﴿ حلوا خوردن را روئے باشد ﴾ کہ حلوا کھانے کے لیے بھی منہ چاہیے۔ مطلب یہ ہے کہ ہمیں وہ نظر چاہیے جس سے ہم اس فضل کو دیکھ سکیں۔ فضل تو نازل ہو ہی رہا ہے اور بدستور نازل ہو رہا ہے۔ نظر کس طرح کی چاہیے؟ میں اس نسبت سے پرانا واقعہ سنا دیتا ہوں پھر نیا سناؤں گا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ، آپ بغداد شہر کے اندر مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ وضو فرما رہے تھے اس زمانے کا آج بھی ٹونٹیوں کا طریقہ یہی ہے کہ پانی ایک طرف سے آتا دوسری طرف چلا جاتا۔ اس وقت مسجدوں میں، بادشاہی مسجد میں آج بھی حوض بنے ہیں۔ جس میں پانی جمع ہو جاتا

ہے۔ اس وقت حوض ہوتے تھے مسجدوں میں جس کی اطراف میں نالی بنی ہوتی تھی، ایک اور آدمی آپ کے اوپر کی طرف بیٹھ کر وضو کر رہا تھا اور اس کے وضو کا پانی امام ابوحنیفہؒ کے سامنے سے ہو کے گزرتا تھا۔ اس کا بھی وضو ختم ہو گیا، آپ کا وضو بھی ختم ہو گیا۔ جب نماز پڑھنے کے لیے مسجد کی طرف جانے لگے تو دونوں اکٹھے چلنے لگے۔ آپ نے جاتے ہوئے اسے کہا اے بھائی، اے بندے! سود کھانا چھوڑ دو، تمہیں پتا نہیں سود حرام ہے۔ اتنی بات کی اور وہ بھی چلا جا رہا تھا۔ اس کے پاس نا رتھی۔ کہتے ہیں نہ پائے رفتن، نہ جائے ماندن

وہ چپ کا چپ۔ نہ اسے زمین جگہ دے کہ وہ اس کے اندر چلا جائے نہ آگے جائے نہ پیچھے جانے کے لیے قدم ساتھ دیں۔ وہ سوچتا ہی رہا مگر نماز کا وقت تھا وہ نماز پڑھنے چلے گئے۔ نماز سے فارغ ہوئے وہ اٹھ کے آپ کے پاس چلا گیا، امام ابوحنیفہؒ کے پاس۔ وہ کہنے لگا جناب میں اس شہر کا رہنے والا نہیں ہوں۔ میں اس شہر میں پہلی دفعہ آیا ہوں۔ باہر سے آیا ہوں۔ آپ کا چہرہ آج سے پہلے نہیں دیکھا۔ جب میں نے نہیں دیکھا تو آپ نے بھی مجھے نہیں دیکھا۔ آپ کو یہ کس طرح علم ہو گیا ہے کہ میں سود کا کاروبار کرتا ہوں؟ بات وہ ہے فضلِ کبیر جو ہے اللہ کا فضل آپ پر نازل ہو رہا ہے اور جس طرح اسے دیکھنے کے لیے نظر چاہیے اور وہ فضل بھی اس میں ہی شامل ہے کہ آپؒ نے اسے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ آدمی جب وضو کرنے لگتا ہے تو جب ہاتھ دھوئے تو اس کے ہاتھ کے گناہ دھل کے پانی میں چلے جاتے ہیں، منہ میں پانی ڈالے تو اس کے منہ کے گناہ دھل کے پانی میں چلے جاتے ہیں۔ (علیٰ ھذا القیاس) جب وہ وضو کر کے اٹھتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ بات سمجھو۔ یعنی گناہ کرنے مشکل ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اسی شیخی پر گناہ کرتے رہیں۔ یہ تو اس کے فضل کی نشانی ہے۔ اور انہوں نے لکھا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا (ان اللہ حیّ کریمٌ یستحیی عبدہٗ) اللہ تبارک وتعالیٰ کرم کرنے والے بھی ہیں اور حیا کرنے والے بھی۔

غم سبھی راحت و تسکین میں ڈھل میں جاتے ہیں
جب کرم ہوتا ہے، حالات بدل جاتے ہیں

کلی کرتے ہیں منہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ منہ پر پانی ڈالتے ہیں، ظاہر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ فضل کی نشانیاں ہیں۔ اور کیا فضل چاہیے ہمیں کہ گناہ ہم کریں اور اللہ تعالیٰ

مغفرت فرمائیں۔ امام فخر الدین الرازی نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم فرمایا کہ یارسول اللہ ﷺ مومن بندوں اور عورتوں کے لیے بخشش کی دعا مانگا کریں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کرنی تھی تو حکم بھی دیا ہے۔ انہوں نے تو گناہ کرتے ہی رہنا ہے مگر آپ ﷺ اس کے لیے دعا مانگا کریں۔ یہ فضل کی نشانی ہے۔ اسی طرح جو بندہ وضو کرتا ہے تو اپنے اعضاء دھوتا ہے تو جو گناہ پانی میں دھل کے جارہے تھے ختم ہو رہے تھے، تیرے ہاتھوں کے گناہ، تیرے منہ کے گناہ۔ وہ سود والے گناہ تھے جو نظر آرہے تھے۔ اس لیے میں نے تجھے کہا کہ سود کھانا بند کردے۔ کیونکہ وہ گناہ جس پانی میں دھل کے جارہا تھا۔ اسی طرح امام ابوحنیفہ کے بہت سارے واقعات ہیں۔ ایک دفعہ آپؒ نے ایک آدمی کو فرمایا کہ والدین کی نافرمانی نہ کیا کر۔ کہ فرمانبرداری کیا کر۔۔ جو بندہ والدین کا نافرمان ہو اس کے نیک عمل بھی قبول نہیں ہوں گے۔ بہر کیف میرا عرض کرنے کا یہ مقصد نہیں۔ بلکہ یہ عرض کرنا ہے کہ فضل بدستور داخل ہو رہا ہے۔ کتنا بڑا فضل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حکم ہے کہ یارسول اللہ ﷺ مومن مردوں کے لیے، مومن عورتوں کے لیے بخشش کی دعا مانگا کریں۔ ایک یہ فضل ہے کہ صرف منہ پر پانی ڈالو، ہاتھوں پر پانی ڈالو اور گناہ دھل جائیں۔ اور یہ فضلِ کریم جن پر نازل ہو وہ تخت لا سکتے ہیں سات سو میل سے اور جن پر فضلِ کبیر نازل ہو نبی کریم ﷺ کے دربار سے ان کو خلعتیں عطا ہوتی ہیں، لباس عطا ہوتے ہیں، انعام عطا ہوتے ہیں۔

ایک آدمی تھا۔ اس سے پوچھا تو کس کا مرید ہے؟ اس نے کہا میں حضرت نظام الدین اولیاء کا مرید ہوں۔ وہ کہنے لگے ان کی بزرگی کا چرچا میں نے بہت سنا ہے۔ ان کی ولایت کی شہر تو بہت ہے۔ لیکن حضور پاک ﷺ کی درگاہ کے اندر تو ہم نے ان کو کبھی نہیں دیکھا۔ وہ پریشان ہو گیا۔ جس کو اپنے شیخ کے ساتھ محبت ہو اور اس کے سامنے ان کی کمی بیان کی جائے، اسے پریشانی ہونی ہی ہے۔ رات کو سویا، اسے خواب میں نظر آیا کہ ایک بڑا نورانی محل ہے اور بہت سارے لوگ اس محل میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس نے پوچھا یہاں اتنے لوگ داخل ہو رہے ہیں، یہاں کیا ہے؟ اس نے کہا حضور پاک ﷺ کا دربار لگا ہوا ہے۔ حضور پاک ﷺ تشریف لاتے ہیں اور جتنے لوگ جارہے ہیں ان کو زیارت کرواتے ہیں۔ اس نے کہا پھر میں کیوں محروم رہوں اندر داخل ہونے سے۔ جب اندر داخل ہوا تو لوگ قطار کے اندر بیٹھے تھے۔ اسے اس وقت وہ بات یاد آگئی۔ اس نے اس محفل میں اپنے شیخ کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ وہ ایک سرے

سے دوسرے سرے تک گیا، اسے وہ نظر نہ آئے۔ کسی نے کہا تم کسے ڈھونڈتے ہو؟ اس نے کہا اپنے مرشد کو تلاش کرتا ہوں۔ اس نے کہا ملے نہیں؟ اس نے کہا نہیں۔ اس نے کہا نا امید نہ ہو سیڑھیاں چڑھ کے اوپر جاؤ، وہاں بھی ایک مکان ہے وہاں تلاش کر۔ سات منزلیں اوپر چڑھا۔ ان کو تلاش کیا تو جس وقت ساتویں منزل پر پہنچا تو اس کی سب سے پہلے نظر اپنے شیخ پر پڑی۔ اور حضور ﷺ کے سب سے قریب بائیں بیٹھے تھے۔ اس وقت اسے سمجھ آئی وہ جو بندہ کہتا تھا اسے دوسری منزل سے اوپر کبھی کوئی چڑھنے نہیں دیتا تھا۔ وہ ساتویں منزل پر کیسے دیکھ سکتا تھا۔ یہ اُن پر فضلِ کبیر تھا۔

پشاور کے ایک حافظ عمران صاحب تھے۔ اور مدینہ پاک ہر سال جاتے تھے۔ ایک سال وہ گئے۔ جہاں ان کا مقام تھا وہاں بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کا دربار لگا، نبی اکرم ﷺ نے سبکو انعام سے نوازا۔ لباس عطا فرمائے۔ جو جو کچھ آپ ﷺ کا دل چاہا وہ دیا۔ اس نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے بائیں طرف جگہ خالی تھی۔ وہاں بھی ایک خلعت پڑی تھی۔ لیکن کوئی آدمی موجود نہیں جو اس خلعت کو حاصل کرے۔ جب تمام انعامات تقسیم ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حافظ عمران صاحب کو آواز دی۔ وہ آئے تو حضور ﷺ نے وہ خلعت اپنے دستِ مبارک سے حافظ عمران کو دی اور کہا تم نے یہاں سے واپسی پر سید حا علی پور شریف جانا ہے۔ اور حضرت امیر ملت کا یہ مقام ہے جو اس وقت حاضر نہیں ہو سکے یہ ان کو دینا ہے۔ (وبشر المومنین بان لھم فضلا کبیرا) یا رسول اللہ ﷺ مومنوں کو بشارت دے دیں کہ اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہر وقت عام رہا ہے۔ ان پر نازل ہو رہا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے دربار اقدس سے نوازشات ان پر ہو رہی ہیں، انعامات اور خلعتیں عطا ہو رہی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ایسے پیر خانے کی غلامی ہمیشہ نصیب فرمائیں (آمین) اور ان کی غلامی پر ہی ہماری موت ہو

(آمین یا رب العلمین)

دیا جن کے صدقے میں سب کچھ الٰہی تیرا فضل ان پہ سدا مانگتے ہیں
قیامت تلک ان کا ہو بول بالا، صبح و مساء یہ دعا مانگتے ہیں

خطبہ نمبر ۸

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت
الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ
سالانہ عرس مبارک آستانہ عالیہ علی پور شریف (نارووال)

اَلْحَمْدُلِلّٰہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ○ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

جو آیت پاک میں نے پڑھی ہے اس کا ترجمہ ہے جس شخص کے سینے کو اللہ تعالیٰ اسلام کے لیے کھول دیں اس کو اللہ کی طرف سے نور عطا ہو جاتا ہے پچھلے سال عرس شریف کے موقع پر جو آیت پاک میں نے پڑھی تھی یرید اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام اللہ تبارک وتعالیٰ جس کو ہدایت دینا چاہیں اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں اور اس ضمن میں اس کی نسبت حضرت امیر ملت کے مناقب میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیے تھے جس میں کافی وقت گزر گیا تھا اب تو میرے پاس وقت ہی نہیں ہے لیکن جو ابتدائی طور پر میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی تھی۔ شروع میں ان الفاظ کو دہرا دیتا ہوں۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ پیدائشی طور پر مسلمان صرف نبی اکرم ﷺ کی اولاد پاک ہے رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وانا اول المسلمین نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں سب سے پہلا مسلمان میں ہوں رسول اللہ ﷺ چونکہ رسول ہیں نبی ہیں اس لئے اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے ہر عیب اور ریب سے پاک ہوتا ہے اور شک والی جتنی بھی چیزیں ہوتی ہیں ان سے بھی پاک ہوتا ہے تو نبی اکرم ﷺ افضل الرسول ہیں۔ حضور خود فرماتے ہیں (انا سید الاولین والآخرین) میں پہلوں کا بھی سردار ہوں اور پچھلوں کا بھی سردار ہوں۔ تو قرآن میں نبی کریم ﷺ کی نسبت سے

یہ فرمایا کہ محبوب کہہ دو (انا اول المسلمین) سب سے پہلا مسلمان میں ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک کیونکہ ہر عیب اور ریب سے پاک ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ بعثت سے پہلے بھی پاک ہیں اور بعثت بھی پاک ہیں۔ اور ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک ازل سے لے کر ابد تک پاک ہی پاک ہے۔ تو جب پہلے مسلمان نبی پاک ﷺ ہیں تو رسول اللہ ﷺ کی جتنی بھی اولاد ہے وہ سارا نبی اکرم ﷺ کا خون ہے۔ اور حضور ﷺ کا خون پاک ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ کی ساری اولاد پاک ہے۔ تو یہی پیدائشی مسلمان ہیں۔ باقی تمام حضرات، تمام لوگ تو مسلم ہیں۔ کسی کی دس پشتوں بعد اسلام شروع ہوتا ہے کسی کی پندرہ پشتوں بعد اسلام شروع ہوتا ہے، کسی کی بیس پشتیں پہلے اسلام شروع ہوتا ہے۔ تو مطلب یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی اس کی نسل میں پشت ایسی آجائے گی جہاں سے اس کے اسلام کی ابتداء ہوتی ہے۔ لیکن رسول اکرم ﷺ کے لیے اور حضرت ابوبکر صدیق یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان رسالت پر سب سے پہلے عمل کرنے والے کون ہیں؟ حضرت ابوبکر صدیق تو پھر تو مسلم ہی ہوئے۔ جب سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں حضور ﷺ کی بعثت پر۔ اس کے لیے میں دلیل نہیں دیتا۔ تو پھر آپ ﷺ کی اولاد جو ہے وہ بھی مسلمان ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے مسلمان ہیں۔ اور حضور ﷺ کی ذات میں کسی قسم کا شائبہ اور شبہ کبھی پیدا ہی نہیں ہوا۔ اس لیے حضور ﷺ کی ساری اولاد پیدائشی مسلمان ہے۔ جب پچھلے دنوں ۶ / مارچ کو پیر اشرف صاحب کا جہلم تھا اس وقت ایک حدیث پاک پیش کی تھی۔ اور اس کی نسبت سے یہ گزارش کی تھی کہ حضرت امیر ملت کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے پیدائشی مسلمان بنایا ہے۔ اور فضیلتیں بھی پیدائشی عطا کی ہیں۔ میں نے جو دو حدیثیں بیان کی تھیں بعض دوست نہیں تھے۔ اس لیے میں ان کو دہرا دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، صحابہ کرام موجود تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ شہید کسے کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی جناب کافر اور مسلمانوں کی لڑائی ہو تو جو مسلمان کافر کے ہاتھ سے مر جائے وہ شہید ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا جواب کیا دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا یوں تو میری امت کے بہت تھوڑے لوگ شہیدوں میں شامل ہوں گے۔ پھر تو شہید کی نسبت کے ساتھ میری امت بہت تھوڑی رہ جائے گی جن کو یہ عظمت حاصل ہوگی۔ تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ پھر آپ فرما دیں کہ شہید کسے کہتے ہیں۔ اس کی نسبت سے میں نے عرض کیا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباس آپ کا لقب ہے (حبر الامۃ) امت کے پہلوان اور شیخ الحدیث بھی ہیں۔ عبداللہ بن

عمر اور عبداللہ بن عباس دونوں حدیث میں شیخ ہیں۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس سے صحاح ستہ کی کتاب ابن ماجہ کے اندر، ابن ماجہ نے حدیث حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سفر میں جس کو موت آئے گی اس کو شہید کا درجہ ملے گا۔ میں نے آپکی خدمت اس نسبت سے یہ عرض کی تھی۔ اگر فضیلت کو دیکھیں تو حضرت امیر ملت کا سارا خاندان ہی شہیدوں کی صف میں جو اس صف میں نہیں آتے ان کی وفات جمعے والے دن ہوئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں جس کی وفات جمعے کے دن یا جمعے کی رات کو ہوئی ہو قیامت والے دن اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس کے جسم پر خدا کے حکم سے شہید کی مہر لگا دی جائے گی۔ اور شہداء کی صف میں شامل ہو کر جنت میں جائے گا۔ میں نے یہ عرض کی تھی کہ خود امیر ملت کی وفات جمعرات اور جمعے کی رات کو ہوئی تھی۔ اس کے بعد حضرت سراج الملت کی وفات سفر میں ہوئی تھی آپ بھی شہید، حضرت پیر سید خادم حسین شاہ صاحب کی وفات سفر میں ہوئی اور حادثے میں ہوئی آپ بھی شہید، حیدر پیر صاحب کی وفات سفر میں ہوئی وہ بھی شہید، اور پیر بشیر صاحب کی وفات سفر میں ہوئی وہ بھی شہید۔ سیدہ آپا جی جو حیدر پیر صاحب کی بیوی تھیں ان کی وفات لاہور میں ہوئی وہ بھی شہید، اشتیاق شاہ صاحب، منظر شاہ صاحب بیٹھے ہیں ان کی والدہ کو کینسر کی تکلیف ہو گئی تھی وپٹ سر، یا بطن کی یا پیٹ کی تکلیف میں جسے شمار کیا جاتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (المبطون الشہیدا) پیٹ کی بیماری سے جو مرے گا وہ شہید ہے۔ وہ بھی شہید میری والدہ کو تکلیف تھی ان کی وفات ہوئی، وہ بھی شہید۔ میری خالہ جو تھی بشیر صاحب کی والدہ ان کو یہ تکلیف تھی اس کے ساتھ ان کی وفات ہوئی اس لیے وہ بھی شہید۔ آخر میں کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ کہ اشرف پیر صاحب کی وفات بھی سفر میں ہوئی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو شہادت کا درجہ عطا فرمایا۔ پیر مزمل شاہ صاحب کے والد صاحب جو ہر ملت کو سیالکوٹ سے لاہور لے جا رہے تھے کہ راستے میں آپ کی وفات ہوئی تھی اس لیے آپ بھی شہیدوں کی صف میں شامل ہو گئے۔ بہر کیف میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر ملت کی ساری اولاد کو دی ہے کہ سارے ہی شہید ہیں۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں قیامت والے دن میری امت کے ستر ہزار وہ امتی ہوں گے جو بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے۔ پھر یہاں پر ختم نہیں فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سے ہر بندہ اپنے ساتھ اپنی شفاعت کر کے ستر ہزار بندوں کو بغیر حساب کے جنت میں لے کر جائے گا۔ اور جو بندہ شہید ہو گا وہ اپنے ستر عزیزوں کی شفاعت کر کے جو گناہ گار ہوں

گے ان کو جنت میں لے کر جائیں گے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اللہ کا ایک نیک بندہ جس قبرستان میں دفن ہو جائے اس کی برکت اللہ تعالیٰ دس قبریں اس کی دائیں طرف سے، دس اس کی بائیں طرف سے، دس سر کی طرف سے دس پیروں کی طرف سے۔ ایک روایت یہ ہے کہ سارا ہی قبرستان۔ اللہ اس کے جانے کی برکت سے بخش دے گا۔ سارے قبرستان کو یا دس، دس قبریں ہی گن لیں تو چالیس ہو گئیں کہ نہیں۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (لقد وجبت لھم النار) حضور ﷺ نے فرمایا وہ بخشے جائیں گے جن کے لیے دوزخ کی آگ واجب ہو چکی ہوگی۔ تو ہر شہید اپنے ستر عزیزوں کی شفاعت کرے گا۔ کسی صف میں، کسی سفارش میں اللہ ہمیں بھی لے جائے گا۔ مولوی عبدالغفور صاحب تقریر کیا کرتے تھے تو شعر پڑھتے ہوتے تھے۔

تیرے باغ بہار، گلزار وچوں   اک ڈنگڑا، کنگلوا، میں وی سئی
تیرے اوٹھاں، گھوڑیاں مہیاں وچوں   اک بھیڑاں دا تکندڑا میں وی سئی

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

تجھ سے در، در سے سگ، سگ سے ہے مجھ کو نسبت
اور میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک رہے میرے گلے میں پٹہ تیرا

تو بہرکیف دوسری بات میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا قرآن پاک کی ایک آیت سنا کے ایک واقعہ سنانا چاہتا ہوں۔ قرآن پاک کی ایک آیت ہے (من یخرج من بیتہ مہاجراً الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ) اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف نکل پڑے۔ تو رستے میں اس کو موت آجائے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے ایک بوڑھے صحابی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے عشق نے جب ان کے دل کے اندر ٹھاٹھیں ماریں تو اپنے بیٹوں سے کہنے لگے میری چارپائی کو اٹھا کر مدینے شریف لے چلو انہوں نے کہا اگر آپ وہاں نہ پہنچ سکے، بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ تب جہازوں یا کاروں کا زمانہ تو نہیں تھا۔ راستے میں موت آ گئی تو۔ انہوں نے کہا میرا منہ تو مدینہ شریف کی طرف ہوگا۔ بیچ راستے میں موت آ گئی۔ جب مدینہ

منورہ میں خبر پہنچی تو صحابہ نے کیا کہنا شروع کر دیا؟ کاش وہ مدینے شریف پہنچ جاتا، کاش وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو جاتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی طرف سے جواب دینے کے لیے قرآن کی یہ آیت نازل کر دی۔ (من یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ) جو شخص اپنے گھر سے نکلتا اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہو جاتا ہے۔ علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں اس آیت کی تفسیر لکھتے ہیں (العبرۃ لعموم لفظ لا لخصوص السبب) وہ کہتے ہیں کہ علمی اصول کا قاعدہ یہ ہے کہ اعتبار ہمیشہ لفظ کے عام ہونے کا ہوتا ہے، سبب کے خاص ہونے کا نہیں۔ کیا مطلب؟ (یا ایھا الناس) یہ مکے والوں کو خطاب (یا ایھا الناس عبدو) (یا ایھا الناس اتقو) یہ مکے والوں سے خطاب کیا، اے مکے والو اللہ سے ڈرا کرو، اے مکے والو اپنے رب کی عبادت کیا کرو۔ تو یہاں تمام علمی اصول والوں نے بیان فرمایا کہ یہاں سبب کے خاص ہونے کا اعتبار نہیں لفظ کے عام ہونے کا اعتبار ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ صرف مکے والوں کو ہی عبادت کا حکم ہے اور کسی کو نہیں۔ چونکہ معنی عام ہے، لفظ عام ہے اس لیے ہر انسان کے لیے حکم ہے۔ علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں (من یخرج من بیتہ) کے اندر بھی لفظ عام ہے جو شخص بھی اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف نکلے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہو جاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں لفظ عام اس لیے ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے لیے گھر سے نکلے بلکہ وہ لکھتے ہیں کہ کوئی بھی ایسا کام، کوئی بھی ایسا عمل جس میں انسان کو ثواب ملتا ہو وہ اس سفر میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس کی تفصیل میں ایک چھوٹی سی بات عرض کر دیتا ہوں لمبی نہیں کرتا پھر اس کے بعد بات عرض کر دیتا ہوں۔ پھر اس کی تفسیر لکھتے ہوئے ایک عام بات انہوں نے لکھی ہے کہ (زیارۃ الصدیق) کوئی بندہ اپنے گھر سے دوست کو ملنے جاتا ہے تو رستے میں موت آجاتی ہے، کہتے ہیں اس پر بھی یہ آیت صادق آجائے گی۔ لیکن میں اس کی وضاحت صرف روح المعانی کے ساتھ نہیں کرنا چاہتا۔ میں اس کی وضاحت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (ان اللہ تعالیٰ فی عون عبدہ ما دانا العبد فیہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اتنی دیر اپنے بندے کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہے گا یعنی جب کسی کے کام کے لیے بندہ جائے اسے راستے میں موت آ جائے اس پر بھی یہ آیت صادق ہوگی۔ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہے۔ اب اس نسبت سے میں ایک واقعہ آپ کی خدمت میں

عرض کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے، ان کی زندگی لمبی کرے۔ آپا جی صاحبہ۔ میری چاچی بھی لگتی ہیں، میری خالہ کی بیٹی بھی لگتی ہیں اس لیے ہم ان کو آپا جی کہتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں اشرف پیر کی وفات پر اس کے غم میں اکثر روتی رہتی تھی۔ ایک بات آپ کو بتا دوں کیوں کہ بات اگر دلیل کے ساتھ ہو جائے تو انسان کا ذہن مطمئن ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا زمانہ تھا سلیمان فارسیؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا آپس میں معاہدہ ہوا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا کہ جو پہلے مر گیا وہ دوسرے کو ضرور ملے گا۔ انہوں نے آپس میں وعدہ کر لیا۔ جب عبدالرحمٰن بن عوفؓ رہے سلیمان فارسی کی وفات ہو گئی۔ وہ عبدالرحمٰن بن عوف کو خواب میں ملے۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ ان کو خواب میں ملے۔ اس زمانے م میں مٹی کی چاٹیاں مٹی کے گھڑے، یا اسی طرح ہانڈیاں بنی ہوتی تھیں۔ ہمارے گھر مٹی کے برتنوں کی قطار لگی ہے۔ اس قطار کی تیسری یا چوتھی ہانڈی جو ہے، یا جو برتن ہے ان میں میرے اتنے پیسے ہیں فرض کر وہ دو سو روپے تھے۔ ان میں سے پچاس روپے فلاں آدمی کی میرے پاس امانت ہے۔ اب میری وفات کے بعد میرے غم کی وجہ سے میرے گھر والوں سے شرم کرتے ہوئے وہ بندہ اپنے پیسے نہیں مانگ رہا۔ اس گھڑے میں میں نے پیسے رکھے ہیں۔ وہ پیسے گھر جا کر کہو اس کے پیسے اس کو پہنچا دیں۔ انہوں نے وہ پیسے نکالے اور نکال کر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس لے گئے کہ جناب یہ پیسے ہیں۔ ان کے کہنے پر ہم نے ڈھونڈے ہیں۔ اتنے ہی نکلے ہیں۔ اب ان کو کیا کریں؟ آپ نے اس بندے کو بلایا۔ بلا کر فرمایا کہ فیصلے کا سوال ہے تم بتاؤ کہ ان کے پاس تمہاری امانت تھی؟ کتنے پیسے تھے؟ اس نے اتنے ہی بتائے جتنے انہوں نے کہا تھا۔ حافظ محمد ابن قیم، جو امام ابن تیمیہ کا شاگرد ہے، اس کتاب الروح کے اندر یہ حدیث نقل کر کے یہ واقعہ نقل کر کے بیان کیا ہے کہ یہ پہلی وصیت ہے خواب میں مرنے کے بعد جس پر حضرت ابوبکرؓ نے عمل کروایا۔ تو مطلب یہ ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ جو خواب ہیں وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اس روایت کے مطابق سچے خواب کی دلیل ہوتے ہیں۔ اب میں عرض کروں گا کہ آپا جی نے فرمایا کہ میں اشرف پیر کی وفات پر، غم تو سب کو ایک جیسا ہوتا ہے۔ کسی نے تھوڑا رو لیا، کسی نے زیادہ رو لیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میرے آنسو ہر وقت جاری رہتے تھے۔ جب اکیلی ہوتی تھی اس کی یاد آ جاتی تھی۔

س۔ ذہن کے اندر خیال آتا تھا کہ اس مسافری میں، بے بسی میں پتا نہیں اسے کتنی

تکلیف ہوئی ہوگی، کس طرح اس کی موت ہوئی ہوگی۔ بہر کیف اس وجہ سے میں روتی تھی۔ ایک دن فرماتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جلسے کے اندر۔ جلسہ بہت بڑا کھلا میدان ہے۔ میں بارہا کہہ چکا ہوں۔ دہرا دیتا ہوں میں یہ ساری باتیں صاحب مزار کی موجودگی میں کہہ رہا ہوں۔ اور میرا اس بات پر ایمان ہے کہ وہ ہماری ہر بات کو سن رہے ہیں۔ اور نبی اکرم ﷺ کی اس نسبت کے ساتھ میں نے بہت دفعہ یہ بات کی ہے اس لیے دہراتا نہیں۔ حافظ ابن قیم نے پہلی حدیث کتاب الروح کی یہ لکھی ہے کہ مزار والے کو جب جا کر سلام کرو تو وہ تمہارے سلام کو سنتا ہے۔ اور تم کو پہچانتا ہے۔ اور تمہارا نام لے کر تمہارے سلام کا جواب دیتا ہے۔ بہر کیف میں حضرت کی موجودگی میں یہ بات کر رہا ہوں۔ آپا جی یہ فرماتی ہیں کہ میں نے یہ دیکھا کہ ایک بہت کھلا میدان ہے۔ وہاں جتنے بزرگ بیٹھے ہیں سب کے چہرے نورانی ہیں اور میں نے زندگی میں کسی کا نور والا چہرہ نہیں دیکھا۔ اور اس صورت کے اندر کچھ نورانی بزرگوں نے اشرف پیر کو اپنے پہلو میں لیا ہوا ہے۔ یا اس پر نور کا سایہ کیا ہوا ہے۔ اور وہاں درمیان میں لا کر بٹھا دیا ہے۔ جس طرح دولہا کو بٹھاتے ہیں۔ اور سب سے پہلے حضرت امیر ملت کھڑے ہوتے ہیں اٹھ کے اپنی دستار مبارک منگوا کر اشرف پیر کے سر پر باندھ دیتے ہیں۔ اس کے بعد جتنے وہاں بزرگ ہیں وہاں سارے ہی باری باری اٹھتے ہیں کوئی اپنی چادر دے دیتا ہے کوئی ہار پہنا دیتا ہے، کوئی سہرا باندھ دیتا ہے۔ پتا نہیں کیا کچھ کر کے اس کو دولہا بنا دیتے ہیں۔ اور وہ مجھے مخاطب ہو کر کہتا ہے آپا جی آپ میرے غم میں کیوں روتی ہیں۔ یہ جو کچھ آپ دیکھ رہی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سے لاکھوں گنا زیادہ مجھے مقام عطا فرمایا ہے۔ میرے چچا جی یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

دیا جن کے صدقے میں سب کچھ الٰہی — تیرا فضل ان پہ سدا مانگتے ہیں
قیامت تلک رہے ان کا بول بالا — صبح و مساء یہ دعا مانگتے ہیں

یہ درجہ شہادت حضرت امیر ملت کے طفیل ملا۔ اب میں اس بات کو ختم کرتا ہوں یہ لمبی گفتگو ہے، لیکن میں اسے ختم کرتا ہوں۔ اپنی آیت کی طرف آتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جس کے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں اس کو اپنے رب کی طرف سے نورانیت عطا ہو جاتی ہے۔ آپ کو سمجھانے کے لیے میں ابتدائی طور پر ایک واقعہ عرض کر دیتا ہوں۔ کمبالہ ہندوستان کا ایک شہر ہے۔ وہاں سائیں توکل شاہ صاحب بڑے مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ شیخ طریقت تھے۔ بڑے لوگ ان کے بیعت ہوتے تھے۔ انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی۔ ایک

عالم دین کتابیں پڑھایا کرتے تھے۔ جب وہ کتابیں پڑھا پڑھا کر اس نتیجے پر پہنچے کہ جب تک کامل مرشد کے ساتھ نسبت نہ ہو انسان کو روحانی فیض عطا نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے مرشد کامل کی تلاش شروع کر دی۔ مختلف جگہوں پر گئے۔ ہر آدمی کی ہمت اس کی سوچ کے مطابق ہوتی ہے۔ وہ اپنی سوچ کے مطابق مختلف جگہوں پر گئے۔ لیکن ان کا دل مطمئن نہ ہوا۔ سوچ کی نسبت کے ساتھ میں آپ کو ایک بات بتا دیتا ہوں۔ کہ پرانے بزرگوں کی بات کس طرح کی ہوتی تھی۔ حدیث کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ امام بخاری محمد بن اسماعیل بخاری ان کو امام حدیث کیوں کہا جاتا ہے اور ان کی کتاب بخاری شریف اس کو قرآن کے بعد کیوں درجہ دیا جاتا ہے؟ تمام حدیث کی کتابوں میں اسے صحیح کتاب کیوں کہا جاتا ہے۔ اس کی مثال بیان کرتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے کہ امام بخاری بخارا میں تھے۔ بخارا روس کا ایک شہر ہے وہاں گرمی بھی ہوتی ہے لیکن سردیوں میں برف پڑتی ہے۔ ہمارے سلسلہء عالیہ نقشبندیہ کے خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاری بھی بخارا کے ہیں۔ امام بخاری جب حدیثیں جمع کر رہے تھے۔ ان کو کسی نے بتایا کہ یمن کے اندر ایک بہت بڑے عالم دین ہیں جو حدیث پڑھاتے ہیں اور جو حدیثیں ان کے پاس ہیں یا جو حدیثیں وہ بیان کرتے ہیں وہ دوسرے علماء کے پاس ان کی سند نہیں۔ امام بخاری کو شوق پیدا ہوا کہ اس بندے سے ضرور فائدہ حاصل کرنا چاہیے۔ اور ان احادیث کو اس کتاب میں شامل کرنا چاہیے۔ اس وقت پیدل سفر کا زمانہ تھا۔ سامان، بستر یا سر پہ اٹھایا جاتا تھا یا دھوبیوں کی طرح کمر پر باندھا جاتا تھا۔ امام بخاری نے اپنا بستر باندھ لیا، اپنا سامان اٹھالیا کاغذ قلم لے لیے اور سفر شروع کر دیا۔ جب وہ یمن کے علاقے میں سمندر پہ پہنچے، کشتی میں بیٹھے۔ پتہ نہیں چھ مہینے لگے، پتہ نہیں چار مہینے لگے، پتہ نہیں دس مہینے لگے۔ جتنا ٹائم بھی لگا انہوں نے سفر کر کے اس شہر کے اندر یا اس گاؤں کے اندر پہنچے۔ اس عالم کے گھر گئے یا اس کے مدرسے میں گئے انہوں نے بتایا کہ ان کے پڑھانے کا یہ وقت نہیں ان کا مزرع ہے، زمیندار ہیں وہ، زمینداری کا کام کرتے ہیں۔ اس وقت باہر وہ اپنی زمینوں پر چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ امام بخاری آئے ہی ان کے پاس تھے انہوں نے سوچا کہ ایسے بندے کی زیارت میں دیر نہیں ہونی چاہیے، جتنی جلدی ہو سکے ان کے پاس چلے جاتے ہیں۔ وہاں پر اگر کوئی حدیث مل گئی تو فوری طور پر لکھ لوں گا۔ بات سمجھیں کہاں بخارا سے چلے۔ سمندر کا سفر کیا، پیدل سفر کیا، یمن پہنچے۔ آگے پتہ نہیں پھر کتنا پیدل سفر کیا۔ جب اس کی زمینوں پر پہنچے۔ وہاں جا کر پوچھا کہ فلاں آدمی سے مجھے ملنا ہے۔

انہوں نے کہا کہ انہوں نے اپنا گھوڑا چھوڑا تھا اپنی چراگاہ کے اندر، اپنی زمینوں میں۔ اب ان کو شوق ہے، گھوڑے کو انہوں نے بڑی محبت سے رکھا ہے تو اب وہ اپنے گھوڑے کو پکڑنے گئے ہیں قریب گئے تو اس نے گھوڑے کے آگے خالی جھولی کی ہوئی تھی۔ بات سمجھتے ہو، کیا کیا ہوا تھا؟ کیا مطلب؟ کہ گھوڑا یہ سمجھے کہ اس میں دانے ہیں اور وہ دانے کھانے کے لیے آئے اور میں اسے پکڑ لوں۔ کیونکہ ان کے ساتھ گھوڑے کو انس تھا، تو ان کی عادت ہوگی دانے ڈالتے ہوں گے گھوڑے کو، اور وہ سمجھے کہ دانے آگئے ہیں میرے لیے اور وہ آ جائے، اور میں اسے پکڑ کے لے جاؤں۔ جب امام بخاری ان کے پاس پہنچے، جب وہ ان کے پاس پہنچے تو گھوڑا بھی ان کے پاس آ گیا اور اس نے گھوڑا بالوں سے پکڑ لیا، اور جھولی چھوڑ دی۔ جب جھولی چھوڑی تو جھولی کیا تھی؟ جب خالی جھولی دیکھی تو امام بخاری وہیں سے ہی واپس مڑ گئے۔ فرمانے لگے کہ میرا تو سارا سفر ہی ضائع گیا ہے۔ یعنی ان کی اپنی سوچ تھی۔ جو ساتھی ہوں گے یا بعد میں کسی نے، ۔ بہر کیف کسی نے بھی روایت کی کہ حضرت صاحب اتنا سفر کیا، اس بندے کے پاس بیٹھ تو جانا تھا، رات ایک گزار لینی تھی، مل تو لینا تھا، گفتگو تو اس کے ساتھ کر لینی تھی۔ فرمانے لگے میں اس کے ساتھ کیا گفتگو کرتا۔ جو بندہ گھوڑے کے ساتھ جھوٹ بول سکتا ہے وہ اگر نبی اکرم ﷺ کی طرف جھوٹی بات کر دے تو میں اس کا کیا بگاڑ لوں گا؟ اس کے دل کے اندر خوف خدا ہی نہیں ہے، جانور سے جھوٹ بول سکتا ہے، تو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جھوٹ بولے گا تو اس کے پاس کیا ہے جو اس پر اعتماد ہو جائے۔ واپس آ گئے امام بخاری۔ نہ ملے اس کو نہ اس سے حدیث حاصل کی، نہ پڑھا نہ کچھ۔ اس لیے ان کو امام الحدیث کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اتنی تحقیق کے ساتھ اتنی محنت کے ساتھ حدیثیں جو ہیں اس کے اندر لکھی ہیں۔ بہر کیف میں اس بات کو لمبا نہیں کرتا۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ وہ مولوی صاحب جو تھے ان کا بھی کوئی نہ کوئی ذہن تھا مختلف خانقاہوں پر، مختلف مشائخ کے پاس، علماء کے پاس گئے، دل مطمئن نہ ہوا۔ آخر کسی نے کہا کہ آپ نہیں مانتے یا ذہن نہیں مطمئن ہوتا تو اس وقت کے بزرگ ہیں سائیں توکل شاہ صاحب۔ بڑی دنیا ان کے ہاتھ بیعت ہوتی ہے آپ ان کے پاس چلے جائیں۔ وہاں آپ کا دل مطمئن ہو جائے گا۔ وہاں گئے تو ان کا خیال تھا کہ ایک وقت درسِ حدیث ہوتا ہوگا، ایک وقت میں درسِ قرآن ہوتا ہوگا، مختلف تفسیریں ہوتی ہوں گی، مختلف تفسیروں کے حوالے دیے جاتے ہوں گے، اس نسبت کے ساتھ وضاحتیں ہوتی ہوں گی۔ مگر وہاں کسی ایسی مجلس کا اہتمام نہیں تھا۔ وہ فقیر روشن انسان تھے وقت اپنا

گزارتے تھے۔ خدا رسیدہ انسان تھے۔ باطن انکا اللہ نے پاک کر دیا تھا۔ ان مولوی صاحب نے سائیں توکل شاہ صاحب کے آستانے پر چند دن گزارنے کے بعد جب کوئی بات اپنی مرضی کے مطابق نہ دیکھی تو وہاں سے واپسی کا ارادہ کر لیا۔ اجازت لی کہ جناب میں اب جانے لگا ہوں۔ فرمانے لگے کہ کیوں جانے لگے ہو؟ کہنے لگے کہ میں جس مقصد کے لیے آیا تھا مجھے وہ مقصد حاصل نہیں ہوا اس لیے میں واپس جانے لگا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا آپ ایسا کریں کہ آپ ابھی نہ جائیں، یہاں رہیں اور ہمیں حدیث پاک سنایا کریں۔ نبی اکرم ﷺ کی احادیث ہمیں سنایا کریں، جتنے ہم یہاں لوگ ہیں ہم آپ کے شاگرد بن کر بیٹھیں گے اور ہمیں سنایا کریں۔ مولوی صاحب کو اس بات سے خوشی حاصل ہوگئی۔ انہوں نے احادیث مبارکہ سنانا شروع کر دیں۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک دن ایک حدیث پاک سنا رہے تھے تو سائیں توکل شاہ صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب یہ حدیث پاک نبی اکرم ﷺ کی نہیں۔ یعنی یہ الفاظ متن جسے ہم کہتے ہیں جس کی نسبت آپ نے نبی اکرم ﷺ کی طرف کی ہے یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں۔ مولوی صاحب کہنے لگے کہ نہ آپ کے پاس کتاب، نہ آپ پڑھے ہیں اور میں کتاب پڑھ کے اس میں سے آپ کو حدیث سناتا ہوں پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ حدیث نہیں؟ فرمایا کہ نہیں یہ حدیث نہیں ہے۔ مولوی صاحب پریشان ہوگئے۔ کہ میں اتنی محنت کر کے آیا ہوں اور یہ نہ حدیث پڑھے ہیں نہ حدیثیں پڑھاتے ہیں یہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے جا کے آئمہ کرام کی کتابیں دیکھیں، جو حدیث کو روایت کرنے والے لوگ تھے، ان کے نام پڑھے، ان کے حالات پڑھے، ان میں روایت کرنے والا بندہ تھا اس کے بارے لکھا تھا جس روایت کے اندر اس بندے کا نام آجائے گا وہ روایت کمزور ہو جائے گی۔ وہ مضبوط اور صحیح نہیں رہے گی۔ اور جب مولوی صاحب نے یہ پڑھ لیا۔ مولوی صاحب کو سمجھ آگئی کہ بات تو شاہ صاحب کی صحیح تھی، بابا توکل شاہ صاحب کی بات صحیح تھی۔ انہوں نے صحیح کہا کہ ایک حدیث جو میں نے کل بیان کی تھی میں نے کتابوں میں پڑھا ہے وہ واقعی ضعیف حدیث ہے، حدیث صحیح نہیں۔ لیکن جناب یہ بتائیں کہ آپ کو کیسے پتہ لگ گیا؟ نہ آپ کے پاس کوئی کتاب، نہ آپ پڑھے ہیں، وہ بات جو میں قرآن کی روشنی میں بیان کرنا چاہتا ہوں حضرت امیر ملتؒ کی نسبت کے ساتھ وہ شاہ صاحب نے وہ بات ارشاد فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ مولوی صاحب بات یہ ہے کہ جب آپ حدیث بیان کرتے ہیں تو آپ کی پیشانی سے، ایک نور کی چمک نکلتی ہے

جو آسمان تک جاتی ہے۔ تب آپ کے چہرے سے وہ نور کی چمک نہیں نکلی تھی۔ رازق صاحب اپنی آخرت سنوار گئے، وہ لکھ گئے۔

گنبدِ خضریٰ سے لیکر گنبدِ بیضاء تلک رحمتیں ہی رحمتیں ہیں نور کے دریا رواں

(وهو علىٰ نور من ربه) فرماتے ہیں ایک نور نہیں نور کے دریا، سیلاب ہے نور کا جو ہر وقت یہاں رحمتیں برساتا رہتا ہے۔ خالد صاحب نے ان کے بھائی نے جو شعر لکھا ہے وہ بھی کم نہیں۔ وہ لکھتے ہیں ہے ذات پاک تیری پرتوِ انا قاسم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (والله يعطى و انا قاسم) اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ خالد صاحب فرماتے ہیں ہے ذات پاک تیری پرتوِ انا قاسم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم کرنے والی جو صفت ہے اس کا ''پرتو'' اس کا عکس آپ پر پڑتا ہے، جب شیشے میں سورج کی چمک پڑتی ہے تو شیشے سے جو چمک نکلتی ہے اس کا بھی وہی اثر ہوتا ہے جو سورج کی شعاع کا ہوتا ہے اس کے سامنے بھی آنکھیں کھلی نہیں رہ سکتیں۔ فرماتے ہیں ہے ذات پاک تیری پرتوِ انا قاسم۔ انا قاسم کی جو شعاع نکلتی ہے اس کا اثر حضرت امیر ملت کی ذات پاک پر پڑتا ہے۔ تو ان کی ذات پاک کو بھی نور کی شعاع کی وہی کیفیت، وہی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے فرماتے ہیں

تیرے فقیر کو پھر فکر بے شکم کیا ہے ہے ذات پاک تیری پرتوِ انا قاسم
تمہارا ذکر تمہارا خیال، غیب وحضور ہمیں خبر ہی نہیں ہستی کیا آدم کیا ہے

تو سائیں توکل شاہ صاحب نے کہا آپ کے چہرے سے چمک نہیں نکلی تھی۔ تو حضرت امیر ملتؒ کی ذات جو ہے اس کا پیشانی کے ساتھ تعلق نہیں جس طرح اکثر آپ سنتے ہیں اپنی بات کے ثبوت کے لیے میں وہی شعر پڑھ دیتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
سر تا با قدم ہیں تنے سلطان زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی زہرا ہیں کلی جس کی حسین اور حسن پھول (فهو على نور من ربه) شعاع نکلتی تھی پیشانی سے جو سر سے لیکر پاؤں تک نور ہو!!! تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا، گل کر دے نے اوہ عرشوں پار دی: تو میں بات یہ کر رہا تھا کہ اس کو اللہ کی طرف سے نورانیت عطا

ہو جاتی ہے۔ حضرت امیر ملتؒ کی نسبت سے، یا نور والی صفت بیان کرنے کی نسبت سے آدمی کئی گھنٹے بیان کرتا رہے بات ختم نہیں ہوتی۔ لیکن وقت ختم ہونے والا ہے اس لیے میں آپکی خدمت میں ایک واقعہ عرض کر دیتا ہوں، اس کے بعد بات کو ختم کروں گا۔ علی گوہر صاحب کپتان بہادر گاؤں چکوال کے رہنے والے تھے۔ وہ علی پور شریف آئے۔ مولوی صاحب سائیں توکل شاہ صاحب والے جو تھے ان کی نسبت سے کپتان علی گوہر صاحب نے بھی اپنے ذہن کے اندر پیر کا ایک نقشہ قائم کیا ہوا تھا۔ جب یہاں آئے، کئی دن رہے۔ جو نقشہ انہوں نے قائم کیا تھا اس میں سے کوئی صفت بھی ان کو نہ ملی۔ کیونکہ میں پہلے یہ حدیث سنا چکا ہوں وہی سنا دیتا ہوں کہ۔ (ان اللہ تعالیٰ فی عون العبدہ ما کان العبد فی عون اخیہ) بندہ جب تک اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً روٹی کا ٹائم ہو تو جتنے مہمان ہیں ان کو روٹی کھلانا ان کی ضرورت ہے۔ اسی طرح بیمار ہے، بے اولاد والے ہوں، بیمار ہوں انکی مدد یہ ہے کہ ان کی خدمت کرو، ان کی تکلیف دور کرنے کے لیے ان کی مدد کرو۔ بہر کیف جس طرح کا بھی بندہ آئے اس کی ضرورت پوری کر و یہ اس کی مدد ہے۔ کپتان صاحب کو وہ نقشہ نظر نہ آیا۔ جس طرح ابھی شاہ صاحب نے بیان فرمایا ہے کہ آپ عصر کے وقت کنویں پر تشریف لے جاتے تھے۔ سردیوں کے دن تھے۔ آپ ظہر کی نماز کے بعد کنویں کی طرف جا رہے تھے۔ رستے میں کپتان صاحب عرض گزار ہوئے کہ جناب میں اجازت چاہتا ہوں یہاں سے سٹیشن کی طرف رستہ جاتا ہے، میں جانا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اور کوئی جگہ تو رہی نہیں، قادیان ہی بچا ہے وہاں جاتا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا کہ وہ بے ایمان تو خود کے قابل نہیں اس نے تمہارا کیا سنوارنا ہے؟ چلو آؤ میرے ساتھ۔ اب حکم تھا، اس میں یہ جرأت تو نہیں تھی کہ انکار کرتا، وہ آپ کے ساتھ چل پڑا۔ اس جگہ سے چند قدم آگے جا کر پانچ قدم، دس قدم، بیس قدم آگے جا کر آپ کھڑے ہو گئے۔ حضرت قبلہ عالمؒ کھڑے ہو گئے۔ اور ساتھیوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ دعا مانگو سارے دعا مانگو بی بی جان کے لیے۔ بی بی جان وہ فوت ہو گئی ہیں۔ آپ نے بھی دعا مانگی۔ نبی اکرم ﷺ مدینہ پاک میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں بیٹھے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا سارے دعا مانگو نجاشی کے لیے وہ فوت ہو گیا ہے۔ مدینہ شریف میں بیٹھے نجاشی بادشاہ تھا حبشہ کا وہ وہاں سے کئی ہزار میل دور ہے، کئی سو میل دور ہے۔ فرمایا وہ فوت ہو گیا ہے اس کے لیے دعا مانگو۔ سب نے دعا مانگی۔ تھوڑی دیر ہوئی، کچھ وقت گزرا آپ نے فرمایا

صفیں بناؤ نجاشی کا جنازہ پڑھنا ہے۔ تمام کتابوں میں لکھا ہے نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے اللہ تعالیٰ نے تمام پردے ہٹا دیئے۔ نجاشی کی میت آپ ﷺ کے سامنے تھی اور صحابہ کرامؓ نبی پاک ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ اس کی میت سامنے ہونے کی نسبت سے حاضر پر نماز جنازہ پڑھا رہے تھے۔ چنانچہ تھوڑی دور جا کر آپ کھڑے ہو گئے اور حاضرین کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ بی بی جان کے لیے دعا کرو وہ فوت ہو گئی ہیں۔ اب یا حضرت قبلہ عالم کو علم تھا بی بی جان کون ہیں یا اس بابے کپتان علی گوہر کو علم تھا کہ بی بی جان کون ہیں، اور کسی کو پتہ ہی نہیں۔ سب نے دعا مانگی، بابے نے بھی دعا مانگی اس کے بعد دو دن یا تین دن رکھا آپ نے اور بابے کو اجازت دے دی کہ جاؤ اب تم اپنے گھر۔ تمہاری چھٹی کم رہ گئی ہے تم اپنے گھر چلے جاؤ، گھر سے ہو کر پھر ڈیوٹی پر جانا۔ جب کپتان علی گوہر یہاں سے سٹیشن سے سوار ہوا اور وزیر آباد جنکشن، وہاں ریل گاڑی کی کراسنگ ہے۔ اس ٹرین کو اس نے بدلنا تھا وہ وہاں سٹیشن پر پھر رہا تھا، اس ٹرین سے اس کی یونٹ کا ایک آدمی اتر کر کپتان صاحب کو آ کر ملا السلام علیکم۔ کپتان صاحب بھی بمبئی میں ملازم تھے ان دنوں بمبئی میں ان کی یونٹ تھی۔ وہ بندہ بھی بمبئی میں ان کی یونٹ کا ملازم تھا وہ بھی بمبئی سے آ رہا تھا۔ کپتان صاحب نے پہلی بات اس کے ساتھ یہ کی کہ سناؤ بھئی وہاں کا حال کیا ہے؟ کیسی گزر رہی ہے؟ اس نے کہا حال کیا ہونا ہے، آپ سے محبت کرنے والی، پیار کرنے والی مائی بی بی جان آپ کی غیر موجودگی میں فوت ہو گئی ہے۔ آپ ان کے جنازے میں شامل ہو سکے ہیں، نہ اس کا دیدار کر سکے ہیں۔ ہم سب کو اس بات کا بہت ہی افسوس ہے۔ کپتان صاحب نے جب اسے پوچھا وہ مائی کب فوت ہوئی ہے؟ تو بعینہ وہی وقت تھا جو حضرت قبلہ عالم نے علی پور شریف میں کھڑے ہو کر فرمایا تھا۔ کہاں بمبئی اور کہاں علی پور شریف ۔(فھو علیٰ نور من ربہ) کا معنی یہ ہے کہ اسے رب کی طرف سے نور عطا ہو جاتا ہے، جس کا سینہ رب تعالیٰ اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں۔ کہ وہ بیٹھا علی پور میں ہو اور جو کچھ بمبئی میں ہو رہا ہو اس کو نظر آ رہا ہو۔ بلکہ لوح محفوظ پر جو کچھ لکھا ہے اس کا بھی اس کو علم ہوتا ہے اور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے۔ ابھی تو ابتدء ہے پر وقت ختم ہو گیا

(وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العلمین)

خطبہ نمبر ۹ (یہ آپ کی حیات طیبہ کا آخری وعظ ہے)

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت

الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

بر مقام: درگاہ عالیہ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رساہو چک شریف بتاریخ

۱۷ ر جون ۲۰۱۲ء بمطابق ۲۶ ر رجب المرجب ۱۴۳۳ھ بروز اتوار بوقت بعد نماز عصر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ الٓمّٓ ○ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ○ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کلام پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کیں تمام موجودات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے نورِ پاک سے روشن ہوئے۔ اس کے ضمن میں ایک چھوٹی سی حدیث پاک بیان کر دیتا ہوں۔ حضرت جابر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی خَلَقَ نُوْرَ نَبِیِّکَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ کُلِّهَا وَخَلَقَ الْاَشْیَاءَ مِنْ کُلِّ نَبِیِّکَ۔ ”اے جابر اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو ہر چیز سے پہلے بنایا اور تمام چیزوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنایا“۔

ابتداء کی نسبت سے یہ سب چیزیں ہیں، پہلی حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے لوح کو پیدا فرمایا، پانی کو پیدا فرمایا ان میں مناسبت اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا، علماء نے بیان فرمایا ہے کہ ابتداء کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ جس طرح کہ ”ا الف یا ۱ ایک“ کہ ایک سے پہلے کوئی عدد نہیں الف سے پہلے کوئی حرف نہیں اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے نور کی پیدائش سے پہلے کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی۔ اسی طرح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا فرمایا، قلم کو پیدا فرمایا تو ان کی نسبت یہ ہوگی کہ بعض سے پہلے اور بعض کے بعد جیسا کہ ۴ کا ہندسہ ہے وہ تین کے بعد ہے اور ۵ سے پہلے ہے۔ اسی طرح جو ابتداء ہے تو اس میں حضور ﷺ کے نور سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک کی دوسری سورت سورۂ بقرہ بیان فرمائی۔ تو اس کی ابتداء میں رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور فضیلت کو بیان فرمایا: کہ قرآن میں کسی شک کی گنجائش نہیں اور متقین کیلئے ہدایت ہے اُن کو نیکی کا رستہ دیکھاتی ہے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک تو رسول اللہ ﷺ کی صفت فرمائی دوسرا اپنے کلام کی ابتداء میں خود اپنے کلام کی ثناء فرمائی۔ کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ یہ تو اس کی عظمت ہوگئی تو نبی اکرم ﷺ نے اسکی فضیلت اس طرح بیان فرمائی۔ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَ هُدًى لِّلنَّاسِ فرمایا: تم میں سے فضیلت والا وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے ۔ پہلا یہ ہے کہ یہ ہماری ضرورت ہے دوسرا یہ کہ اسکی فضیلت۔ کوئی فرد ایسا نہیں کہ قرآن کی تلاوت کرے اور ضائع ہو جائے۔ کوئی نماز ایسی نہیں کہ جس کے اندر قرآن نہ پڑھا جائے اور وہ نماز ضائع ہو جائے۔ لہٰذا کیونکہ نماز فرض ہے تو فرض تلاوت کلام کے بغیر ادا نہیں ہو سکتا تو دوسرا جتنے اللہ کی طرف سے انسان کے معمولات ہیں تو وہ کیسے قرآن کے بغیر ادا ہو سکتے ہیں۔ جو بندہ نماز کے اندر قرآن پاک پڑھتا ہے یعنی نماز کے اندر مخصوص نہیں تو جب نماز کے اندر پڑھنے کا یہ ثواب ہے تو نماز کے بغیر بھی پڑھنے کا یہی ثواب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو بندہ الم پڑھتا ہے یعنی الف الگ حرف ہے، ل الگ حرف ہے اور م الگ حرف ہے۔ اور جو بندہ الف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ۱۰ نیکیاں عطا فرمائیں گے۔ ۱۰ بُرائیاں ختم کریں گے ۱۰ درجے اُس کے نیکوں کی صف میں بلند فرمائیں گے اسی طرح جو ل پڑھتا ہے اُس کو بھی ۳۰ درجے ملیں گے۔ اور جو "م" پڑھتا ہے اس کو بھی ۳۰ درجے ملیں گے۔ لیکن علمائے کرام، مفسرین کرام نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کی کوئی انتہا ہی نہیں، بلکہ قرآن میں موجود ہے کہ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن کی مثال یوں ہے جیسے زمین کے اندر کاشتکار فصل کاشت کرتا ہے۔ تو وہ گندم کا ایک دانہ کاشت کرتا ہے اُس میں سے سات سٹے اُگتے ہیں اور ہر سٹے میں سو دانہ ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک بندے نے ایک دانہ کاشت کیا تھا اُس کو سات سو دانہ ملا ہے۔ آگے قرآن مجید میں اللہ فرماتا ہے کہ اللہ جس کو

چاہے دوگنا عطا فرمادے یعنی ایک دانہ کاشت کرے اللہ ۷۰۰ عطا فرمادے۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ کئی مقامات پہ اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب عطا فرماتا ہے۔ یعنی جیسا کہ الف پڑھے گا تو یہ تین حروف ہیں تو حرف الف پڑھنے سے اُس کو ۹۰ نیکیاں ملیں گی۔ ایک چھوٹا بچہ ہو اُس کے والدین اُس کو مسجد میں نہ بھیجیں نہ ماں باپ کو کچھ حاصل ہوگا نہ ہی اس بچے کو کچھ حاصل ہوگا۔ لیکن جب ماں باپ اُس کو مسجد میں بھیجیں گے تو چھوٹے بچے کے کندھوں پہ فرشتے یعنی کراماً کاتبین نہیں ہوتے تو اُسکی نیکیاں ایک اُس کے والدین کے نامہ اعمال میں لکھیں جاتی ہیں، دوسرا اُس کے اساتذہ کے نامہ اعمال میں لکھی جاتیں ہیں۔ تیسرا جو بندہ نیکی کا راستہ بناتا ہے اُس کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے۔ جتنا نیکی کرنے والے کو ملتا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ قرآن پڑھا جانے اور پڑھایا جانے سے ثواب ملتا ہے لیکن جب تک اُس کو پڑھائے جانے کا انتظام نہ کیا جائے اُس وقت تک کوئی ایسا آدمی نہیں جس کے بچے کو پڑھانے کیلئے اُستاد گھر جائے۔ مدرسہ بنایا جائے تو اس میں بچے آجائیں تو اُس کا سارا ثواب انتظام کرنے والے کو بھی ملتا ہے پڑھانے والے کو بھی ملتا ہے اور بچوں کے والدین کو بھی ملتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم سب سے بہتر وہ شخص ہے جو خود قرآن پڑھتا ہے اور دوسروں کو قرآن کی تعلیم دیتا ہے'' اگر یہ انتظام نہ کیا جائے تو قرآن کی تعلیم کیسے حاصل ہوگی۔ مسکد کے اندر ہم جو اینٹ لگواتے ہیں وہ لگوانے والا ہمیشہ نہیں رہتا لیکن وہ اینٹ ہمیشہ رہتی ہے، تو اسی طرح اُس مسجد کا، نمازیں پڑھنے والوں کا ثواب، نمازوں کا ثواب جس طرح پڑھنے والوں کو ملتا ہے اسی طرح اُس بنانے والے کو بھی ملتا ہے۔ میں اسکی ایک مثال پیش کردیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''کسی جگہ پہ رہنے والے لوگ نیکیوں سے اس قدر دور ہوجاتے ہیں کہ اُن کے ذہنوں کے اندر بھی نیکی کا تصور ختم ہوجاتا ہے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتیں کھاتے ہیں، رزق کھاتے ہیں لیکن نیکیاں نہیں کرتے۔ کہ ایک دن ایسا آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جلال جوش میں آجاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اس گاؤں والے لوگ اب میرا رزق کھانے کے قابل نہیں رہے، میری رحمت کا حصہ حاصل کرنے کے قابل نہیں رہے۔ لہٰذا تم صبح کے وقت کا انتظار کرو میں تمہیں حکم دوں تو اس بستی کو نیست و نابود کردو۔ جب صبح کا وقت ہوتا ہے مسجد میں فجر اذان ہوتی ہے ایک ماں گھر سے اپنے بچے کو جگاتی ہے وضو کرواتی ہے کپڑے پہناتی ہے اور اُس کے ہاتھ میں سپارہ دے کر مسجد میں چھوڑنے جاتی ہے وہ بچہ اس مسجد میں جا کر نماز پڑھتا ہے اور

پھر تلاوت قرآن کرتا ہے اور پڑھتا ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرماتا ہے کہ اس جگہ سے میرا عذاب اُٹھا لو اور میری رحمتیں اِن لوگوں پر نازل کر دو میں ان سے راضی ہوں۔ اس لئے کہ جس قوم کا میں ایک چھوٹا بچہ میرا قرآن پڑھتا ہے تو میں اللہ قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ میں ان کے اُوپر عذاب نازل نہیں کروں گا۔"

بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک چھوٹے بچے کہ قرآن مجید پڑھنے سے اتنا اجر ملتا ہے، اتنی عظمت ملتی ہے تو جب بڑے لوگ مسجدوں میں جا کر نمازیں پڑھیں، قرآن کی تلاوت کریں تو وہ سارے کا سارا ثواب ہمیں بھی ملے گا، مسجد بنانے والوں کو بھی ملے گا، مدرسہ بنانے والوں کو بھی ملے گا، ہمارے اُستادوں کو بھی ملے گا اور ہمیشہ ملتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں اور اس مدرسہ کو اس مقصد کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ اس کو چلانے والوں پہ اللہ رحمت فرمائے۔ زیادہ سے زیادہ لڑکوں کو یہاں سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خطبہ نمبر ۱۰

خطاب دلنواز فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

برمقام: درگاہ عالیہ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رساہو چک شریف بتاریخ ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۴۳۲ھ بمطابق ۲۴ فروری ۲۰۱۱ء بروز جمعرات بوقت ۱۲ بجے رات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ ○ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میں اپنی گفتگو کے شروع میں دو چار واقعات حضرت امیر ملت کی نسبت سے پیش کروں گا۔ حافظ صاحب تھوڑی دیر پہلے میرے اُستاد محترم کا ذکر کر رہے تھے۔ میں آپ کی خدمت میں چھوٹی سی مثال دے کر اُن کی شخصیت کا تعارف کروا دیتا ہوں۔ وہ ۱۹۵۹ء کے آخر میں پڑھانے کیلئے علی پور شریف آئے تھے۔ میں اُن دنوں علم کی آخری کتابیں پڑھ رہا تھا۔ حدیث شریف میں نے اُنہیں سے پڑھی تھی ابھی وہ نئے نئے آئے تھے کہ میرے ساتھ میرے دادا جان سراج الملت حضرت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ جتنی انسان کی نگاہ بلند ہوتی ہے اُتنی ہی اُسکی سوچ بلند ہوتی ہے۔ میں اِسکی آسان سی مثال پیش کر دیتا ہوں کہ نبی پاک ﷺ جب معراج شریف پر تشریف لے گئے تو حضور ﷺ جس براق پہ سوار تھے رسول اللہ ﷺ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اُس کو یہ عظمت عطا فرمائی کہ جہاں تک اُس براق کی نگاہ جاتی وہاں اُس کے قدم پہنچتے تھے۔ آسان سی بات ہے کہ رات کے وقت جب ہم باہر ہوتے ہیں تو ہماری نگاہ آسمان تک پہنچتی ہے مگر آسمان

تک ہمارے قدم نہیں پہنچ سکتے۔ اسی طرح جب سورج غروب ہوتا ہے ہم اُس کو دیکھ سکتے ہیں لیکن ہمارے قدم وہاں نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن اُس بُراق کو رسول اللہ ﷺ کے تشریف فرما ہونے کی وجہ سے یہ برکت حاصل ہوئی کہ جہاں تک اُسکی نظر جاتی وہاں اُس کے قدم پہنچتے۔ میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جتنی انسان کی عظمت بڑھتی ہے اُتنی اُسکی سوچ بھی بڑھتی ہے۔ حضرت سراج الملت کی زندگی کا آخری سال تھا اُنکی سوچ عروج کو پہنچی ہوئی تھی۔ تو میرے دادا جان نے مفتی صاحب سے یہ سوال کیا کہ ایک آدمی علی پور شریف آتا ہے۔ حضرت امیر ملت کے مزار پہ جاتا ہے۔ تو وہاں ایک ولی اللہ کی زیارت کرتا ہے اور اُسی وقت میں کوئی اور آدمی داتا صاحب علیہ الرحمہ کے مزار پہ جاتا ہے تو وہ بھی وہاں ولی اللہ کی زیارت کرتا ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک وقت میں انسان دو جگہ موجود ہو۔ تو اُنہوں نے فوراً بتایا کہ مسلم شریف کی شرح میں علامہ شبیر احمد عثمانی نے لکھا ہے کہ ایک ولی اللہ ایک وقت میں ستر جگہ پہ موجود ہو سکتا ہے۔ یہاں میں آپ کو ایک مثال عرض کرتا ہوں: حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ایک دن اپنے حجرہ مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور ہماری خواہش ہے کہ آپ روزہ ہمارے گھر افطار فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص دعوت کو قبول نہیں کرتا وہ میری نا فرمانی کرتا ہے۔ تو آپ نے دعوت کو قبول فرمایا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور آدمی حاضر ہوا اُس نے بھی یہی عرض کی آپ نے دعوت قبول فرمائی، اسی طرح ایک وقت کی دعوت ستر آدمیوں نے پیش کی اور آپ نے قبول فرمائی۔ جب افطاری کا وقت قریب ہوا تو حضور غوث اعظم نے خادم سے فرمایا کہ مسجد میں افطاری کا انتظام کرو۔ اُسی خادم نے سوچا کہ حضور نے ستر آدمیوں سے وعدہ بھی فرمالیا ہے اور خود یہاں مسجد میں روزہ افطار کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ آپ نے مسجد میں مہمانوں کے ساتھ روزہ افطار کیا اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک آدمی کھڑا اور عرض کی حضور آپ کا شکریہ آپ نے ہمارے ساتھ ہمارے گھر میں روزہ افطار فرمایا۔ اسی طرح ستر کے ستر آدمی کھڑے ہوئے اور آپ کا شکریہ ادا کیا اور آپ نے حسب دستور مسجد میں بھی روزہ افطار کیا۔

تو مفتی صاحب نے کہا کہ جناب اللہ کا ولی ایک وقت میں ستر جگہ پر موجود ہوتا ہے۔ لیکن حضرت صاحب کے علم کا یہ عالم تھا کہ آپ یہ سُن کر مطمئن نہ ہوئے آپ نے فرمایا یہ کتاب ہمارے کتب خانے میں موجود ہے میں خود پڑھنا چاہتا ہوں میں اپنی جوانی میں خود وہ

کتاب دیکھ کر لایا اور مفتی صاحب سے کہا کہ وہ واقعہ نکال کر پڑھ کر سنائیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مفتی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا کیا تھا کہ اتنے مشکل سوال کا فوراً جواب بھی دے دیا اور وضاحت بھی کر دی۔

دوسری بات میں حضرت قبلہ عالم امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ محدث عربی زبان کا ایک لفظ ہے اس کو دو طرح سے پڑھا یا استعمال کیا جاتا ہے۔ "محدِث اور محدَث" ان دونوں کے اعراب بدلنے سے معانی بدل جاتے ہیں۔ محدِث وہ ہوتا ہے جو کتابوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پڑھ کر اپنے شیخ کو سنائے یا لوگوں کو سنائیں جس طرح علماء کرتے ہیں۔ ایک بڑا واقعہ ہے میں سنا ہی دیتا ہوں کیونکہ سننے اور سنانے کیلئے ہم سب حاضر ہیں۔

ہندوستان کے شہر انبالہ میں ایک مجذوب بزرگ ہوئے ہیں اُن کی بڑی شہرت تھی۔ ایک عالم صاحب تھے جو کہ ساری زندگی کتابیں پڑھاتے رہے مگر اُن کا سینہ منور نہیں ہوتا تھا۔ اُنہوں نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ میری کیفیت نورانی کیسے ہوسکتی ہے۔ لوگوں نے کہا آپ تھوڑی دیر پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیں اور مُرشد کامل کی تلاش میں چلے جائیں۔ جو پسند آئیں اُن سے بیعت کر لیں۔ سلسلے کی نسبت سے اُس نے اپنے دل میں ایک نقشہ بنا لیا کہ مرشد میں یہ صفت ہوگی۔ اس طرح کا اُٹھنا، بیٹھنا اور چلنا پھرنا ہوگا۔ وہ مختلف جگہوں پر گئے کوئی تعویز کر رہا ہے کوئی دُعا کر رہا ہے جو اُن کا خیال تھا وہ نظر نہیں آتا تھا۔ اصل بات شیخ سعدی نے لکھ دی ہے۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

طریقت جو کہ روحانی پاکیزگی ہے یہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ مولانا روم نے اس کو اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں ایک عرض کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ ٹھیک ہے تم مجھ سے یہ کام کروانا چاہتے ہو تو ایسی زبان سے دُعا کرو کہ جس کو کسی سے دُکھ نہ ہوا ہو۔ جس سے تم نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ میرے پاس تو ایسا نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کی مخلوق کی خدمت مے لگ جاؤ۔ جب اُن کی خدمت کرو گے تو وہ تمہارے لئے دُعائیں کریں گے۔ اُن میں سے کوئی تو ایسا ہوگا جسکی اللہ تعالیٰ دُعا قبول فرمائیں گے۔ اس لئے سعدی نے لکھ دیا ہے کہ

طریقت اور روحانیت اللہ کی مخلوق کی خدمت سے ملتی ہے تسبیح پڑھنا تعویز کرنا وغیرہ کا نام طریقت نہیں بلکہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنے کا نام طریقت ہے۔ مجھے ایک اچھی بات یاد آئی ہے اسی کی نسبت سے ہم بات کر رہے ہیں۔

حضرت قبلہ عالم امیر ملت شیخوپورہ کے علاقہ میں تشریف فرما تھے۔ وہاں آپ کو پتہ چلا کہ یہاں پیر بہار علی شاہ صاحب ایک مجذوب بزرگ ہیں لیکن کسی سے گفتگو نہیں کرتے آپ نے فرمایا چلو زیارت کرتے ہیں۔ جب حضرت قبلہ عالم گئے تو وہ اپنی لگن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت قبلہ عالم نے السلام علیکم کہا لیکن وہ خاموش رہے پھر دوبارہ سلام کی پھر جواب نہ دیا جب تیسری مرتبہ جواب نہ دیا تو آپ نے فرمایا کہ گونگا ہی بن کے رہنا نہ کسی سے کچھ لینا اور نہ کسی کو کچھ دینا۔ جب حضرت صاحب نے یہ لفظ فرمائے تو بول پڑے اور کہنے لگے کہ تو نے بول کر دیکھ لیا ہے کیا حال ہے لوگ پیشاب بھی نہیں کرنے دیتے۔ میرا بھی یہی حال کروانا ہے۔ اسی لئے تو کہا ہے کہ مسند پہ بیٹھنا تعویز کرنا طریقت نہیں بلکہ لوگوں کی خدمت کرنا طریقت ہے۔ بزرگی اسی کا نام ہے: ''سوالی جائے نہ خالی''

میں واپس اُسی بات پہ آتا ہوں کہ جب وہ بزرگ بہت سے آستانوں پہ گئے لیکن جو نقشہ اُن کے ذہن میں تھا نہ ملا۔ پھر کسی نے کہا سائیں توکل شاہ صاحب بہت اچھے اور مشہور بزرگ ہیں اُن کے پاس جاؤ اُن سے فیض حاصل کرلو وہ جب اُن کے پاس گئے وہ پہلے ہی مجذوب تھے اُنہوں نے پریشان ہو کر اجازت لے لی۔ بابا جی نے فرمایا میاں صاحب نہ جاؤ کافی دل لگا ہے آپ کے ساتھ لوگ یہاں بیٹھتے ہیں آپ سے باتیں کرتے ہیں اور فیض لیتے ہیں۔ لہٰذا آپ یہاں ہی رہو۔ اُنہوں نے کہا نہیں میں پہلے ہی شاگرد چھوڑ کر آیا ہوں اور یہاں بھی شاگرد: آپ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو ہم آپ کا یہ شوق بھی پورا کر دیتے ہیں آپ وقت مقررہ پر ہمیں حدیث مبارکہ سنایا کریں۔ مولوی صاحب کو یہ بات پسند آ گئی کچھ اجازت نہ ملی لہٰذا اُنہوں نے حدیث پاک سنانا شروع کردی۔ جو الفاظ نبی اکرم ﷺ نے زبان سے فرمائے ہیں اُنہیں متن حدیث کہتے ہیں۔ میں ایک حدیث پاک آپ کو سنا دیتا ہوں، حضرت موسیٰ کاظم کے بیٹے امام علی رضا سفر پہ جا رہے تھے، سارا شہر اُن کی زیارت کیلئے باہر آیا تھا لیکن چالیس ہزار طالب علم بھی اپنے اُستادوں کے ساتھ آئے جو اُن کی حدیث سُن کر اُن کے شاگرد بننا چاہتے تھے۔ لوگوں نے کہا جناب ہم وہ حدیث پاک سُننا چاہتے ہیں جس کے تمام راوی اہل بیت میں

سے ہوں۔آپ نے فرمایا لکھو مجھے میرے باپ موسیٰ کاظم سے بیان فرمایا اُن کو اُن کے باپ نے اُن کو اُن کے باپ امام زین العابدین نے اُن کو حضرت امام حسینؓ نے اُن کو حضرت علی المرتضیٰؓ نے یہ حدیث پاک بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دن اللہ تعالیٰ سے سُنا اللہ تعالیٰ فرمارہے تھے اپنی زبان سے کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہ الفاظ میرا قلعہ ہے۔جو یہ الفاظ پڑھے گا وہ میرے قلعہ میں داخل ہو جائے گا۔میری حفاظت میں آجائے گا اور میرے عذاب سے ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو جائے گا۔ایک دن مولانا صاحب بیان فرمارہے تھے جب اُنہوں نے متن حدیث بیان فرمایا۔تو سائیں توکل شاہ صاحب نے فرمایا کہ مولانا صاحب جو آپ نے حدیث بیان فرمائی ہے وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے۔مولوی صاحب نے کہا میں نے کتابیں پڑھ کے شرح بیان کی ہے۔جب محفل پاک ختم ہوئی تو مولوی صاحب نے تمام کتب اور شرح پڑھی اور سائیں صاحب کی خدمت میں عرض کیا جو کچھ آپ نے فرمایا وہی سچ ہے۔سائیں توکل شاہ صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب جب آپ متنِ حدیث پڑھتے تھے تو آپ کی پیشانی سے نور کی شعاع نکلتی تھی جو آسمان تک جاتی تھی لیکن اس حدیث سے وہ شعاع نہیں نکلی میں سمجھ گیا یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔تو مولوی صاحب نے عرض کی حضور سب سے پہلے آپ مجھے بیعت کریں،تو اِسے کہتے ہیں محدث:

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث لکھنے سے پہلے غسل کیا دو نفل پڑھے اُس کے بعد ایک حدیث لکھی۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اُن کے اُستاد تھے امام مالک کی کیفیت ایسی تھی۔شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "جہاں میٹھا چشمہ ہو وہاں آدمی پرندے اور کیڑیاں سب چیزیں پہنچ جاتی ہیں۔مطلب یہ ہے کہ اُن لوگوں نے اتنی محنت کر کے حدیثیں لکھیں اور ہم تک پہنچائیں کہ اُن کے پاس جو آدمی جاتا تھا اور عرض کرتا کہ جناب یہ مسئلہ ہے اس بارے میں ہمیں کوئی حدیث پاک سنائیں،کتابوں میں لکھا ہے کہ اُنہوں نے رونا شروع کر دینا اور کہنا کہ میں اس قابل کہاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سناؤں پھر گھر جانا غسل کرنا نئے کپڑے پہننے کرسی رکھنی سر پہ دستار باندھتے اور پھر حدیث بیان فرماتے۔اسے کہتے ہیں محدث کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک پڑھ کر لوگوں کو سنائیں۔

مدینہ شریف میں حارث نامی ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں۔جہاد کا زمانہ تھا جب

اسلامی فوج جہاد کیلئے چلی تو اُن کو بھی اس میں شریک کر لیا گیا وہ بھی چلے گئے جاتے ہوئے چالیس دینار اپنی بیوی کے پاس امانت رکھ گئے۔ کہنے لگے کہ جب وہ واپس آؤں گا تو لے لوں گا۔ اُن کے ستائیس سال جہاد میں ہی گزر گئے۔ ستائیس سال کے بعد جب لشکر واپس آیا تو حارث نے بھی جا کر اپنے گھر پہ دستک دی، گھر سے سفید کپڑے پہنے بڑا خوبصورت نوجوان نکلا، کہنے لگا بابا جی کیا کام ہے۔ آپ کہنے لگے یہ میرا گھر ہے تم کون ہو۔ وہ نوجوان کہنے لگا ربیعہ بن حارث یہ آندر حارث کی بیوی نے سُنی وہ دروازے پہ آئی اور کہنے لگی یہ تو میرا خاوند ہے خیر آپ گھر میں داخل ہوئے۔ پہلا سوال کیا کہ یہ نوجوان کون ہے، دوسرا کہا کہ وہ امانت جو میں نے رکھی تھی، اُن کی بیوی نے کہا کہ پہلے کھانا کھائیں پانی پئیں اور ستائیس سال کے بعد آئے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کر کے آؤ۔ آپ روضہ شریف پہ چلے گئے نماز پڑھی جب مسجد نبوی سے نکلنے لگے تو دیکھا کہ ایک نوجوان خوبصورت لڑکا بوڑھے لوگوں کو حدیث پاک پڑھ کے سنا رہا تھا۔ وہ تھکے تھے جلد واپس گھر چلے گئے۔ بیوی نے پوچھا کہ زیارت کر کے آئے ہو وہاں کیا دیکھا۔ وہ کہنے لگے ایک بڑا خوبصورت نوجوان لوگوں کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پڑھ کر سنا رہا تھا۔ وہ بڑی پیاری گفتگو کر رہا تھا میں اگر تھکا نہ ہوتا تو میں بھی سنتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کی شرح جس طرح بیان کر رہا تھا میں نے کبھی نہیں سُنی۔ بیوی کہنے لگی اگر اس طرح کا بیٹا چالیس دینار میں مل جائے تو سستا ہے یا مہنگا کہنے لگے کہ چالیس لکھ دینار بھی ہوں تو اس طرح کا بیٹا مل جائے تو سستا ہے۔ تو بیوی نے کہا کہ جب آپ گئے تھے تو میرے ہاں بچہ پیدا ہونے والا تھا۔ یہی بچہ پیدا ہوا میں نے تیرے چالیس دینار خرچ کر کے اس کو علم پڑھایا اور دیکھ آج لوگ اس سے علم سیکھ رہے ہیں۔ اُس نے اپنے بیٹے کا ماتھا چوما اور گھر لے گئے۔ اس کو کہتے ہیں محدث۔۔۔

محدث وہ ہوتا ہے جن کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث سنائیں۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو قبول کرتے تھے وہ سب محدث تھے۔

حضرت عمر کا زمانہ خلافت تھا حضرت علی المرتضٰی نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ فجر کی آذان ہوئی اور حضرت علی مسجد نبوی میں نماز کیلئے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور بعد میں دعا مانگنے کی بجائے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کے صحابہ کرام کی طرف چہرہ مبارک کر کے بیٹھ گئے۔ شاعر لکھتا ہے۔

ہر اک فدا ہے بن دیکھے　　　دیدار کا عالم کیا ہو گا

حضرت علی دیکھتے ہیں کہ ایک عورت کچھ کھجوریں لے کر مسجد نبوی میں آئی اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیں تا کہ برکت ہو۔ نبی پاک ﷺ کے ہاتھ لگ گئے اور وہ خوشبو والی ہو گئیں۔

ایسی خوشبو نہیں کسی پھول میں　　　جیسی خوشبو نبی کے پسینے میں ہے

حضرت علی فرماتے ہیں جب نبی پاک ﷺ کے ہاتھ مبارک کھجوروں پر لگے تو میرا بڑا دل کیا کہ حضور یہ کھجوریں مجھے عطا فرمائیں اور میں کھالوں۔ حضور ﷺ نے ایک کھجور عطا کی اور میں نے کھالی پھر خیال پیدا ہوا کہ ایک اور مل جائے ایک اور مل گئی۔ پھر خیال پیدا ہوا کہ ایک اور مل جائے، حضور نے ٹوکرا سے واپس کر دیا۔ اتنی دیر میں حضرت علی کی آنکھ کھل گئی۔ فجر کی آزان ہوئی آپ مسجد میں گئے۔ حضرت عمر مصلہ پر کھڑے تھے چونکہ آپ خلیفہ وقت تھے۔ حضرت علی کو بھی وہی رات والی جگہ ملی۔ حضرت عمر جماعت کروائی اور اُسی طرح ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ ایک عورت کھجوروں کا ٹوکرا لے کر حاضر ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر نے ایک کھجور دی اُن کا پھر دل چاہا ایک اور کھجور دی تیسری مرتبہ پھر دل کیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر رات کو خواب میں رسول اللہ ﷺ آپکو تیسری کھجور عطا فرماتے تو میں بھی ضرور تیسری کھجور دیتا۔ اس کو کہتے ہیں محدث۔۔۔

یہ بات میں نے آپ کو اس لئے سُنائی ہے کہ حضرت قبلہ عالم امیر ملت کو اللہ تعالیٰ نے محدِث اور محدَث دونوں درجے عطا فرمائے تھے۔ حضرت قبلہ عالم نبی پاک ﷺ کی حدیث دوسروں کو بھی سناتے تھے اور رسول اللہ ﷺ اپنی باتیں حضرت صاحب کو بھی سناتے تھے۔

۳۰ اگست کا دن تھا میرے والد صاحب کی وفات ہو گئی تھی۔ ہم شیش محل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ۳۰ اگست کو حضرت صاحب کا عرس بھی تھا، گوجرانوالہ کے تین آدمی آئے ہم نے اُن کو کھانا کھلایا اور پوچھا آپ کیسے آئیں ہیں۔ اور میں نے کہا کہ آپ کے بزرگوں کو فالج ہوا ہے اور وہ بیس دن سے بے ہوش ہیں آپ کیوں آئے ہو اگر انہیں کچھ ہو گیا تو پھر پریشانی ہو گی۔ اُنہوں نے جواب دیا ہمیں ہمارے والد صاحب نے بھیجا ہے اور آج صبح ہی گفتگو کرنے لگے ہیں۔ اُنہوں نے کہا ہے کہ آج علی پور شریف عرس ہے اور آپ وہاں جائیں حاضری پیش کریں۔ ہم نے اُنہیں کہا کہ آپ بیمار ہیں ہم کیسے جائیں اور اُنہوں نے کہا کہ آپ پریشان نہ

ہوں وہاں میرے لئے دُعا بھی کرنا اور تبرک بھی لے کر آنا مجھے تین سال کی زندگی اور مل گئی ہے۔ ہم نے کہا ابا جی آپ بے ہوشی میں باتیں کر رہے ہیں آپ کی ہوش ٹھیک ہے؟ تو بابا جی نے کہا ہاں ہوش ٹھیک ہے۔ میرے پیر حضرت امیر ملت میرے پاس تشریف لائے تھے اور مجھے فرمایا کہ میں نے اللہ سے تیرے لئے تین سال کی زندگی اور لے لی ہے۔ اور پھر یہی ہوا وہ بابا جی تین سال کے بعد فوت ہوئے۔

یار زندہ صحبت باقی۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۱۱

خطاب دلنواز: فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

بر مقام: درگاہ عالیہ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ ساہو چک شریف

بتاریخ: ۲۰ ربیع النور شریف ۱۴۲۶ھ بمطابق ۳۰ اپریل ۲۰۰۵ء بروز جمعرات بوقت ۱۲ بجے رات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ○ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰہِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کی حاضری قبول ومنظور فرمائیں۔ اللہ پاک اس محفل کی رونق میں ہمیشہ ہی اضافہ فرمائیں۔ اللہ پاک صوفی صاحب (صوفی صاحب سے مراد حضرت الحاج خواجہ باباجی صوفی احسان الٰہی صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ ساہو چک شریف ہیں) کو صحت وتندرستی خیر وعافیت فیض وکرم کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائیں۔ صاحبزادگان کو اللہ تعالیٰ صحت وسلامتی خیر وعافیت کے ساتھ رکھیں۔

عرفان صاحب کے نعت شریف پڑھنے سے آپ سب کو یقینی طور پر خوشی حاصل ہوئی مجھے آپ سب سے زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔ اور انشاء اللہ ان کا یہ نعت خوانی اور واعظ وبیان کا سلسلہ جاری رہے گا۔ کیونکہ صوفی صاحب ہر مہینے گیارہویں شریف کی محفل منعقد کرتے ہیں اور انشاء اللہ صاحبزادہ صاحب اس محفل میں اپنے ملفوظات سے لوگوں کو نوازا کریں گے۔ ہر مہینے محفل پاک میں نعت خوانی فرمائیں گے اور اگلے سال جب ہم سب یہاں اکٹھے ہوں گے تو یہ

بڑے ذوق وشوق اور بغیر کسی جھجک کے بڑے عظیم نعت خواں اور بڑے عظیم مقرر بن چکے ہوں گے۔ آمین!

نبی اکرم ﷺ کا ذکر پاک ہو رہا ہے، میں بھی برکت حاصل کرنے کیلئے چند گزارشات آپ کی خدمت میں کر دیتا ہوں جو مجھے یاد آئیں گی۔

رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے زمانے سے پہلے یعنی عیسیٰ کے اور نبی اکرم ﷺ کے تشریف لانے کے اندر اتنا فرق ہے کہ اب ۱۴۲۶ھ ہے اور دوسری طرف ۲۰۰۵ء ہے۔ تو تقریباً ۶۰۰ سال کا فرق ہے۔ یہ جو چھ سو سال کا فرق ہے اس کے اندر کوئی نبی نہیں آیا۔ نبی عام ہوتا ہے اور رسول خاص ہوتا ہے، نبی کا درجہ کم ہوتا ہے اور رسول کا درجہ زیادہ ہوتا ہے۔ تو جب نبی کوئی نہیں آیا تو رسول بھی کوئی نہیں آیا۔ اس لئے سوچنے والی بات ہے آسان لفظوں میں ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ اس دوران نہ کوئی نبی آیا اور نہ ہی کوئی رسول آیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت عیسیٰ علیہ السلام کے جانے کے ساتھ ہی ختم ہوگئی۔ نبی اکرم ﷺ تقریباً چھ سو سال بعد تشریف لائے۔ تو اس درمیانی زمانے کو زمانہ فترت کہا جاتا ہے۔ جس زمانے وحی کا سلسلہ منقطع ہو جائے اس زمانے کو زمانہ فترت کہا جاتا ہے۔ گویا کہ آسمان سے وحی نازل نہیں ہوتی تھی لیکن نظامِ قدرت تو ویسے ہی چلتا تھا۔ سو اس نظام کو چلانے کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی پسند کے مطابق طریقے اختیار فرمائے۔

جب نبی اکرم ﷺ کے والدِ گرامی حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی تو ان کی پیشانی میں نورِ مصطفےٰ ﷺ چمک رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی ولادت پر بھی خوشی منائی جائے چونکہ زمانہ فترت تھا وحی تو بند تھی اور خوابیں تو انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں بھی لوگوں کو آتی تھیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے معجزات میں یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ وہ تعبیر الرویاء کا علم رکھتے تھے۔ خوابوں کی سچی تعبیر بیان کیا کرتے تھے اور خوابیں آتی تھیں تو اللہ نے یہ علم عطا فرمایا تھا اگر خوابیں نہ آتیں تو تعبیر کی ضرورت ہی نہ پیش آتی۔ اگرچہ اس نسبت سے قرآن کے اندر زیادہ واقعات ہیں لیکن میں ایک واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔ آپ لوگوں نے بارہا علماء سے سنا ہوگا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں عزیز مصر نے خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں اور سات کمزور گائیں ہیں لیکن کمزور گائیں موٹی فربہ گایوں کو کھا جاتیں ہیں۔ سات سٹے تر و تازہ اور

سات سٹے خشک بادشاہ ہر روز یہ خواب دیکھے۔ دو تین دن کے بعد اُس نے نجومیوں کو بلایا اور اس خواب کی تعبیر دریافت کی۔ اُنہوں نے کہا یہ نیند کی باتیں ہیں ذہنی خیالات ہیں ہم نہیں جانتے۔ یوسف کے ساتھ دو آدمی جیل خانے میں رہے تھے اُن میں سے ایک بادشاہ کا قریبی غلام تھا۔ اُس نے کہا کہ اے سلطان اگر اسکی تعبیر چاہتے ہو تو مجھے یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجو میں اس خواب کی تعبیر پوچھ کر آتا ہوں۔ وہ یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے آنکھ جھپکنے سے پہلے تعبیر بتادی۔ تعبیر یہ تھی کہ سات سال تیز بارشیں ہوں گی خوب فصل ہوگی اور سات سال بارشیں بند ہو جائیں گی سٹے خشک ہو جائیں گے اور خزانے کا نام ونشان ختم ہو جائے گا۔ اُس نے پوچھا گایوں والی کیا کہانی ہے آپ نے فرمایا جو سات سال رزق کما کر رکھو گے وہ قحط سات سال میں لوگ کھا جائیں گے۔ غلام نے جا کر یہ تعبیر بادشاہ کو بتادی کہ جناب کچھ بھوکے مریں گے اور کچھ پیٹ بھر کر کھائیں گے۔ بادشاہ نے کہا جو بندہ یہ بتا سکتا ہے اُسی سے پوچھو اس سے بچنے کا کیا طریقہ ہے۔ اُس نے جا کر عرض کیا کہ جناب حفاظت کا طریقہ بھی بتائیے۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر حفاظت چاہتے ہو تو زمین کے خزانے میرے سپرد کر دو میں ان کی حفاظت کرنا اور خرچ کرنا بھی جانتا ہوں۔ لہٰذا آپ وزیر خزانہ مقرر ہوئے۔ آپ نے حکم جاری کر دیا کہ جتنی بنجر زمینیں ہیں اُن سب کو آباد کیا جائے۔ زمینداروں کو بیج خریدنے کیلئے رقم دی۔ المختصر آپ نے ساری بنجر زمین آباد کروائی۔ تو جہاں سو من دانے ہوتے تھے وہاں ہزار من دانے ہوئے۔ اُنہوں نے کہا کہ اب تو دانے بہت زیادہ ہو گئے ہمارے پاس تو سنبھالنے کیلئے جگہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا یہ دانے سٹوں میں ہی رہیں گے۔ کیونکہ سٹوں میں نہ سُسری لگتی ہے نہ کیڑا اور نہ ہی بارشوں سے گلتے ہیں۔

البتہ ثابت ہوا کہ خوابوں کا آنا پرانا طریقہ ہے زمانہ فترت کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ لیکن جب زمانہ فترت میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی کی پیدائش پر خود خوشی منائی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو خواب دکھایا کہ میں عبداللہ کو ذبح کر رہا ہوں۔ جس طرح عزیز مصر کو ہر روز خواب آتا تھا۔ اسی طرح آپ کو بھی ہر روز خواب آنے لگا۔ آخر کار آپ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشورہ کیا کہ میں ہر روز یہ خواب دیکھتا ہوں وہ آپ کو اس زمانے کے ایک راہب کے پاس لے گئے جو کہ علوم انجیل وتورات کے ساتھ ساتھ علم نجوم کا بھی ماہر تھا۔ آپ نے اُس کو یہ سارا قصہ سُنایا اور فرمایا کہ

میں تو اپنے بیٹے کو ذبح نہیں کر سکتا کیونکہ وہ مجھے اپنی ساری اولاد سے پیارا ہے۔ لہٰذا مجھے کوئی طریقہ بتایا جائے۔ راہب نے کہا کہ قرعہ ڈالو اور قرعہ کم از کم دس اونٹوں سے شروع کرو۔ اگر اونٹوں والی پرچی آئے تو اُتنے اونٹ ذبح کرو یہ عبداللہ کے گوشت کے برابر ہوگا اور اگر عبداللہ کا نام آئے تو پھر دس اونٹ اور جمع کر کے قرعہ ڈالو۔ اسی طرح قرعہ ڈالتے ڈالتے دوسو اونٹ تک قرعہ پہنچا۔ تو حضرت عبدالمطلب نے دوسو اونٹ ذبح کر کے گوشت لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت کی خوشی کے پیش نظر حضرت عبدالمطلب کو یہ طریقہ القاء فرمایا۔ جب نور مصطفیٰ ﷺ حضرت عبداللہ کی پیشانی میں چمکتا تھا تو حضرت عبداللہ خود فرماتے ہیں کہ "جہاں جہاں سے میں گزرتا تھا تو خشک گھاس میرے قدم لگنے سے تازہ ہو جاتی۔ درخت کے نیچے جا کر بیٹھتا تو درخت پھلدار ہو جاتا اور سفر کے دوران درخت آگے ہو کر میرے اُوپر سایہ کر دیتے مجھے دھوپ میں نہ چلنے دیتے"۔ اور آپ کی یہ شان زمانے میں مشہور ہو گئی۔ قرآن مجید کا ایک واقعہ سنا کر اس بات کو مکمل کریں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لینے کیلئے جب کوہ طور پر گئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ چالیس راتیں یہاں میری عبادت کرو۔ موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پہ تھے کہ سامری جادوگر نے ایک مٹی کا بچھڑا بنایا اور کوئی طریقہ اختیار کیا جس سے وہ بچھڑا بولنے لگا۔ وہ آواز مارے تو بھاگتا ہوا اسکی طرف آئے وہ صحیح بچھڑے کی طرح بولے، سامری نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو گمراہ کرنے کیلئے کہا کہ یہ تمہارا خدا ہے اسکی عبادت کرو اور اسکی پُوجا کیا کرو۔ موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو دیکھا کہ قوم بچھڑے کی پوجا کر رہی ہے آپ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو سخت ناراض ہوئے۔ کہ میں آپ کو اپنا خلیفہ بنا کر گیا تھا تا کہ آپ قوم کا خیال رکھیں۔ اُنہوں نے کہا کہ میں نے ان کو بہت سمجھایا لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی۔ موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو بلایا اور پوچھا کہ تو نے میرے بعد کیا اور کیسے کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ موسیٰ کی پرورش ہوئی تھی فرعون کے گھر جو کہ کافر تھا۔ اُس نے خدائی دعویٰ کیا تھا۔ تو موسیٰ بنے اللہ کے رسول۔ اور سامری کی ماں اس کو کنویں میں پھینک آئی تھی۔ کنویں میں اسکی پرورش جبرائیل نے کی۔ اُس کو رزق جبرائیل پہنچاتے رہے۔ اب جب سمندر سے یا دریا سے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر گزرے تو سب سے آگے جبرائیل علیہ السلام کا گھوڑا سب سے آگے تھا اُن کے گھوڑے کی برکت سے دریا خشک ہو گیا۔ پیچھے پیچھے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر آ گئے۔ جبرائیل آمین علیہ السلام کی یہ خاصیت ہے کہ

جہاں قدم رکھیں وہ چیز زندگی والی ہو جاتی ہے۔ تو اس کی زندگی یہ ہے کہ وہاں سبزہ پیدا ہو جائے۔ مردہ زمینیں فصل پیدا ہو جانے سے زندہ ہو جاتی ہیں۔ تو سامری کو اس گھوڑے کی شناخت تھی۔ سامری نے اُس گھوڑے کے قدم سے ایک مٹھی بھر مٹی اٹھالی۔ اور وہ مٹی اس بچھڑے کے منہ میں ڈالی۔ چونکہ جبرائیل علیہ السلام کے قدم حیات آفریں ہیں تو وہ مٹی جب بچھڑے کے منہ میں گئی تو وہ بولنے لگا۔

بات سُنانے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی عظمت یہ ہے کہ اُن کے قدموں سے ہر چیز زندگی والی ہو جاتی ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک جس پیشانی میں تھا اُس کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ صفت عطا فرمائی تھی کہ وہ جہاں قدم رکھتے وہ جگہ بھی حیات آفریں ہو جاتی۔

جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی یہ صفت مشہور ہوئی تو حاسدین یہودیوں کے راہبوں اور پادریوں نے یہ بیان کرنا شروع کر دیا کہ اس کے اندر نور مصطفےٰ ہے جسکی وجہ اور برکت سے یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ نبی آخر الزماں ان کی نسل میں پیدا ہوں گے۔ یہودیوں نے یہ ترکیب سوچی کے نبی آخر الزماں کو پیدا نہیں ہونے دیں گے۔ لہٰذا عبداللہ کو قتل کر دو۔ ستر کے قریب یہودی تیار ہو گئے اُنہوں نے تلواریں زہر آلود کیں۔ پھر نشانہ بازی کے ذریعے اپنے آپ کو مضبوط کیا اور کہا کہ ستر آدمی گھیرا ڈال کر اُن پر حملہ کر دیں گے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عبدالمطلب فرمایا کرتے تھے کہ اکیلے باہر نہ جایا کرو۔ آپ نے بتایا کہ مجھے تو کوئی ڈر نہیں لگتا میرے اُوپر تو درخت بھی سایہ کر دیتے ہیں۔ سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ ستر یہودی موقع کی تلاش میں رہے کہ آخر ایک دن آپ شکار کھیلنے کیلئے باہر گئے تو اُنہوں نے موقع غنیمت جان کر حضرت عبداللہ کے گرد گھیرا ڈال لیا تو آپ نے دیکھا کہ آسمان سے کئی سو کی تعداد میں گھوڑوں پہ سوار آ گئے۔ اُنہوں نے اسی وقت ستر کے ستر یہودی قتل کر کے ختم کر دیئے۔ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ خوشی خوشی اپنے گھر تشریف لے آئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن جلوہ افروز تھے کہ آپ نے فرمایا: اَنَا ابْنُ ذَبِيْحَيْن "کہ میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں" ایک حضرت عبداللہ اور دوسرے حضرت اسماعیل علیہ السلام

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خود خوشی منائی اور حضرت عبداللہ کی ولادت پر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے خوشی منوائی۔ حفیظ جالندھری نے لکھا ہے:

فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی

جناب آمنہ سنتی تھیں یہ آواز آتی تھی
سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ جاؤ میرے محبوب کی آمد کے جشن مناؤ، تالیاں بجاؤ، نعتیں پڑھو اور ترانے گاؤ۔

آج تاریخ کا وہ دور ہے جبکہ کمپیوٹر اور ٹیلی وژن کا زمانہ ہے۔ ہمیں ہر ملک کی دوری اور فاصلوں کا علم ہے۔ یعنی مکہ پاک سے ایران ہزاروں میل دور ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو میرے جسم سے ایک نور نکلا جسکی وجہ سے مکہ پاک میں بیٹھ کر مجھے کسریٰ کے محل کے کنارے نظر آگئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں۔ کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک میں تشریف فرما ہوئے تو اس سے پہلے مدینہ پاک تاریک تھا، اندھیرا رہتا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر گلیاں روشن ہو گئیں۔ مکان روشن ہو گئے۔ غاریں اور پہاڑ بھی روشن ہو گئے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے کیسی خوشی منائی کہ نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی چمکنے سے، کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ اس بادشاہ نے دیکھا کہ اتنا مضبوط محل اور اسکے چودہ کنگرے زمین بوس ہو گئے۔ اُس نے نجومیوں کو بلایا اور پوچھا۔ تو اُنہوں نے حساب لگا کر بتایا کہ آج رات نبی آخر الزمان پیدا ہو گیا ہے اور یہ اسکی پیدائش کی خوشی کا اظہار ہے اور صرف چودہ بادشاہوں تک تیری سلطنت قائم رہے گی اور اس کے بعد ختم ہو جائے گی۔

ایک بادشاہ کو خواب آیا کہ اُس کو اُونٹوں کو عربی گھوڑے مار رہے ہیں قتل کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اُونٹ دریائے دجلہ و فرات جو کہ عراق و ایران میں ہے وہاں تک پہنچ گئے۔ اور گھوڑے وہاں کے گلی محلوں اور بازاروں میں پھیل گئے۔ بادشاہ نے تعبیر دریافت کی تو پادریوں اور راہبوں نے بتایا کہ نبی آخر الزماں پیدا ہو چکے ہیں۔ اُن کی فوج یہاں تک آئے گی تمہیں اور تمہارے گھوڑوں کو ختم کریں گے۔ تمہارے شہروں اور بازاروں میں اُن کی حکومت ہو گی۔

ایک ہزار سال سے فارس کا آتشکدہ جل رہا تھا یعنی اُس کی آگ کبھی بجھی ہی نہیں تھی۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو آپ کے نور کی چمک جب اُن کے آتشکدے تک پہنچی تو اُسکی آگ بجھ کر بند ہو گئی۔ دیکھو پہلے آپ کو ایک مثال سمجھا دوں کہ نور اور نار دو ضدیں ہیں جہاں نور

ہوگا نار نہیں ہوگی اور جہاں نار ہوگی نور نہیں ہوگا۔ نور کا کام ہے ٹھنڈک پہنچانا اور نار کا کام ہے جلانا۔ یہ نہ سمجھنا کہ وہ بھی روشنی ہے یہ بھی روشنی ہے بلکہ یہ دو ضدیں ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنایا ہی نور دینے والا تھا۔ ایک ہوتا ہے خالی نور ایک ہوتا ہے دوسروں کو نور عطا کرنے والا تو آپ کا کام تھا دوسروں کو نور عطا کرنا۔ تو جہاں جہاں آپ کا نور جاتا نار ختم ہو جاتی۔ خوشی منانے کی بات چل پڑی ہے اس کے ضمن میں ایک بڑی پیاری بات میں آپ کی خدمت میں عرض کر دوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد میں نضر اور نضار باپ بیٹا گزرے ہیں۔ اُس باپ کے ہاں جب بیٹا پیدا ہوا تو اُس کو اتنی خوشی ہوئی کہ اُس نے اعلان کروا دیا کہ کل تمام علاقہ کے لوگوں کی میرے ہاں دعوت ہے، تمام لوگ جمع ہو گئے اُس نے کہا کہ میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے اس لئے میں تم سب کی دعوت کر رہا ہوں۔ اُس نے کئی اُونٹ ذبح کر کے سب کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا ہمارے ہاں اب رواج نہیں۔ پچھلے سال صوفی احسان الٰہی صاحب نے اونٹ کی قربانی کی تھی۔ آج کے زمانے میں لوگوں کو ہضم ہی نہیں ہوتا البتہ سب سے مہنگا جانور ہوتا ہے۔ شام کو اُس نے لوگوں کو برتنوں میں بھی ڈال کر دیا۔ اور جاتے ہوئے لوگوں کو کہا کہ کل پھر تمہاری دعوت ہے باقی رشتہ داروں کو بھی ساتھ لے کر آنا۔ دوسرے دن اُس نے کئی گائیں ذبح کروائی۔ لوگوں کو کھانا کھلا کر پھر برتنوں میں بھی ڈال کر دیا اور کہا کل پھر تمہاری دعوت ہے۔ تیسرے دن اُس نے بکرے ذبح کروائے۔ لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور شام کو پھر حسب سابق اُس نے کہا کہ کل پھر تمہاری دعوت ہے۔ چوتھے دن اُس نے دُنبے ذبح کروائے۔ پانچویں دن مُرغے ذبح کروائے اور لوگوں کو پیٹ بھر کر کھلایا اور اعلان کر دیا کہ کل پھر آنا۔ چھٹے دن اُس نے چاندی تقسیم کی۔ ساتویں دن اُس نے پیسے تقسیم کئے۔ لوگوں نے کہا کہ بیٹا ہی پیدا ہوا ہے اس کو کو نسے سرخاب کے پَر لگ گئے ہیں۔ اس نے بیٹے کی پیدائش پر سب کچھ تقسیم کر دیا ہے۔

ع دل کے افسانے نگاہوں تک پہنچے بات چل نکلی ہے اب جانے کہاں تک پہنچے

جب اُس نے یہ بات سُنی تو اعلان کر دیا کہ اے لوگو! کل پھر تمہاری آخری دعوت ہوگی لوگ پھر جمع ہو گئے اُس نے پھر خاطر مدارت کی کہ آج کی دعوت میں نے تمہاری بات کا جواب دینے کیلئے کی ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

پائے سگ بوسیدہ مجنوں خلق گفتہ ایں چہ بود
گفت گاہے گاہے ایں در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

مجنوں نے کُتے کے پاؤں چوم لئے لوگوں نے کہا یہ کیا ہے اُس نے کہا کہ یہ کتا لیلیٰ کی گلی سے ہو کر آیا ہے۔

دیدۂ مجنوں اگر بودے ترا ہر دو عالم بے خطر بودے ترا

اگر مجنوں کی آنکھ سے دیکھو تو سارا جہان تمہاری نظروں میں ہے۔

اُس باپ نے کہا کہ تم میری آنکھ سے نہیں دیکھتے جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں۔ اگر تم بھی دیکھ لو تو تمہیں پتہ چلے کہ جو کچھ میں نے دیا ہے وہ کچھ بھی نہیں سارے جہان کی دولت بھی اگر اس پر نثار کر دوں تو پھر بھی اس کا حق ادا نہیں ہوتا۔ کیونکہ نورِ مصطفیٰ ﷺ اس کی پیشانی میں چمک رہا تھا اُس باپ کو پتا چل گیا کہ نبی آخرالزمان نے میرے اس بیٹے کی اولاد میں سے پیدا ہونا ہے۔ وہ بیٹے کی خوشی نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ کی خوشی منا رہا تھا۔ جس کے آنے کی خوشی رب تعالیٰ منائے تو انسان اُس کی آمد کی خوشی کیوں نہ منائیں۔ آمدِ مصطفیٰ ﷺ کی جتنی بھی خوشی کی جائے کم ہے۔ وہ نور جسکی پیشانی میں منتقل ہو جاتا ہے وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔

اِتَّقُوْا عَنْ فِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ ''مومن کی سمجھ سے ڈرتے رہا کرو وہ خدا کے نور سے دیکھ رہا ہے''۔ مولانا روم نے اسکی مثال اسطرح پیش کی ہے

گر خوری یک لقمہ از نانِ نور
بہتر از صد لقمہ نانِ تندور

نور کی ایک روٹی کا ایک لقمہ تندور کی ہزار روٹی سے بہتر ہے۔

نور کی روٹی کیا ہے اللہ کے ولی کی اِک نگاہ ہے۔ آپ لوگوں نے بزرگوں سے سنا ہوگا۔ کہ جب اللہ والوں کی محفل میں بیٹھو تو دل تھام کر بیٹھو کیونکہ ان کی نگاہ دل پر پڑتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں میلادِ پاک کی خوشیاں ہمیشہ منانے کی توفیق عطا فرمائیں، اسکی برکتیں حاصل کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔ اب اجازت عطا فرماؤ۔ یار زندہ صحبت باقی۔ پھر زندگی رہی ملاقات ہوگی پھر صوفی صاحب کی زیارت کریں گے اس بہانے آپ لوگوں کی خدمت میں بھی کچھ عرض کر دیں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبہ نمبر ۱۲

خطاب دلنواز: فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت

حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

بر مقام: درگاہ عالیہ حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ ساہو چک شریف

بتاریخ: ۱۴/۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳ء بوقت ۱۱ بجے رات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ○ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میں آپ کی خدمت میں تھوڑی دیر کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ چند گزارشات جو میرے ذہن میں آئیں گی پیش کروں گا۔ یہ محفل پاک صوفی صاحب (صوفی صاحب سے مراد حضرت الحاج بابا جی خواجہ صوفی احسان الٰہی صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ ساہو چک شریف ضلع سیالکوٹ کی مرضی کیمطابق بعد میں بھی جاری رہے گی اس لئے بتا رہا ہوں کہ میرے جانے کے بعد آپ لوگ جانے کی کوشش نہ کرنا۔ جب صوفی صاحب اجازت دیں تو جانا۔ میں بھی زیادہ دیر بیٹھنا چاہتا تھا مگر بیماری کی تکلیف کی وجہ سے تھوڑی دیر کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ حاضری اللہ تبارک وتعالیٰ قبول فرمائیں۔ آج کی محفل میں گفتگو محفل کی نسبت سے کرنا چاہتا ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات مسجد نبوی شریف میں نماز عشاء پڑھ کر فارغ ہوئے تمام صحابہ کرام اپنے گھروں کو جانے لگے۔ ایک آدمی وہاں بیٹھا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم مہمان ہو؟ اس نے عرض کی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مہمان ہوں مدینہ شریف کا رہنے والا نہیں۔ میں صرف اور صرف آپ کی زیارت کیلئے آیا ہوں۔ میرا مقصد برکت حاصل کرنا ہے لہٰذا میں یہاں تھوڑی سی بات اور بیان کر دیتا ہوں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت درجات حاصل

کرنے کا ذریعہ ہے، یعنی نبی پاک ﷺ کے زمانے کے اندر بھی اور آج بھی درجات کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے میں یہاں دو تین چیزیں عرض کر دوں۔ کہ صحابی اُس کو کہا جاتا ہے جس نے ایمان کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی ہو۔ ایک دفعہ صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کہا کہ میں آپ لوگوں پہ ایک سوال کرنا چاہتا ہوں اُس کا جواب دیں۔

سوال یہ ہے کہ کوئی ایسا آدمی بتاؤ جس نے نہ نماز پڑھی ہو، نہ روزہ رکھا ہو، نہ حج کیا ہو، نہ زکوٰۃ دی ہو لیکن مرے تو وہ جنتی ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ آخری زمانے کی بات ہے۔ کیونکہ آخری زمانے کے اندر ہی یہ سب چیزیں فرض ہوئیں تھیں۔ صحابہ کرام نے کہا کہ سوال تم نے کیا ہے جواب بھی تم ہی بتاؤ۔ کیونکہ جو گھر کے اندر ہوتے ہیں وہ بہتر جانتے ہیں کہ گھر میں کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ سوال تم نے کیا ہے لہٰذا چہ جائیکہ ہم اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہیں۔ تم ہی بتاؤ کہ اس کا جواب کیا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ ایک کافر ہو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کلمہ شریف پڑھ کر چہرۂ انور کی زیارت کرے اور جا کر کفار کے خلاف جنگ میں لڑے اور شہید ہو جائے۔

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

حالانکہ اُس شخص نے کوئی عمل نہیں کیا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایمان سب سے پہلے تمام گناہوں کو ختم کرتا ہے۔ تو جب ایمان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور کی زیارت ہو جاتی ہے تو وہ صرف گناہ ہی نہیں ختم ہوتے بلکہ درجات میں بھی بلندی حاصل ہوتی ہے۔ صحابیت کا درجہ نصیب ہوتا ہے۔ کائنات کی کوئی چیز انبیاء کے بعد اُس کا ہم مثل نہیں ہو سکتی۔

میں آپ کے ذہنوں کے خیالوں کے مطابق عرض کرتا ہوں کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زندگی کا زمانہ ہے آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی اُٹھا اُس نے عرض کی کہ میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا ہاں کرو: اُس نے کہا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا درجہ زیادہ ہے یا حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا درجہ زیادہ ہے۔ چونکہ عمر بن عبد العزیز عدل و انصاف میں مشہور ہیں۔ اُن کو تاریخ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی جگہ پر عمر ثانی کہا جاتا ہے۔ بات میں سے بات نکلتی ہے میں اُن کے ایمان کی وضاحت کرتا چلوں۔ کہ عمر بن عبد العزیز کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ ایک آدمی رات کے وقت آپ سے ملنے آیا۔ جب وہ

اندر آ کر بیٹھ گیا گفتگو شروع ہوئی۔ اُس وقت یہ لائٹوں کا زمانہ نہیں تھا۔ سرسوں کے تیل والے دیئے جلائے جاتے تھے، آپ نے وہ چراغ بجھا دیا۔ بعض اوقات یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں درجے میں بہت فضیلت والی ہوتی ہیں۔ گو کہ آپ اُس وقت خلیفہ وقت تھے اُس آدمی کو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی اور اُس نے اپنی بات جاری رکھی۔ جب اُس کی گفتگو ختم ہوئی وہ آدمی جانے لگا تو آپ نے پھر وہ چراغ جلا دیا۔ اُس نے عرض کی کہ جناب آپ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ ناراض ہیں آپ نے فرمایا کہ نہیں تم سے مجھے پیار ہے محبت ہے تم مہمان ہو۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہمان کی عزت کرو اُس نے کہا کہ جناب جب میں حاضر ہوا تو آپ نے چراغ بجھا دیا اور اب جلا دیا ہے اُس وقت آپ نے جو بات فرمائی وہ آپ کے تقوے کی دلیل ہے، پرہیزگاری کی علامت ہے۔ آپ نے فرمایا: اس چراغ میں سرکاری پیسوں کا تیل جلتا ہے میں سرکاری کام کر رہا تھا۔ اب یہ میری اور تمہاری ذاتی ملاقات تھی ذاتی معاملات پہ میں سرکاری خرچ نہیں کرتا اس لئے چراغ بجھا دیا ہے۔ تو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے کاتب وحی ہیں تو امیر معاویہ کی شان پوچھتے ہو تو امیر معاویہ کے گھوڑے کے پاؤں کی مٹی اُڑ کر گھوڑے کی ناک کو لگ جائے تو سو عمر بن عبد العزیز اکٹھے کرو تو اُس گھوڑے کی مٹی کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔

تو زیارت رسول اکرم ﷺ کا یہ درجہ ہے کہ صحابی بنتا ہی اُس وقت ہے جب چہرۂ رسول کی ایمان کے ساتھ زیارت کر لیتا ہے۔ بہرکیف میں بات کو طویل نہیں کرتا۔

اُس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں فقط آپ کی زیارت کیلئے آیا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ کون ہے جو اس مہمان کو اپنے ساتھ اپنے گھر میں لے جائے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں لے جاتا ہوں۔ فرمایا لے جاؤ۔ جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر پہنچے تو اپنی اہلیہ محترمہ کو فرمایا کہ نبی پاک ﷺ کا مہمان ہے اسکی خدمت کرنی ہے تو گھر میں کچھ ہے: بات بات سے بات نکلتی ہے چونکہ بات محبت کی کر رہے ہیں تو میں کسی مبالغے کے کہ یہ بات کہہ رہا ہوں میں اپنی محبت کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد نبوی شریف میں اعلان فرمایا کہ جہاد کیلئے لشکر بھیجنا ہے اسکی مدد کرو۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ ہمیشہ ہمیشہ حضرت ابو بکر صدیق سب سے سبقت لے جاتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کو خوش کر لیتے ہیں۔ آج مجھے پتہ ہے کہ ان کے گھر میں کچھ نہیں لہذا آج میں

خوش کروں گا۔ آج مجھ سے سبقت کیسے لے جائیں گے۔ لیکن جب آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے حاضر ہوئے اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بعد میں حاضر ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت کچھ لاکر پیش کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر بہت کچھ لے کر آئے ہو گھر بھی کچھ چھوڑا ہے کہ نہیں آپ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھا گھر اور آدھا یہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تجھے برکت عطا فرمائے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں دل ہی دل میں بہت خوش ہوا کہ آج پتہ چلے گا جب ابو بکر صدیق سے اتنا ڈھیر لگے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقِ غار حضرت ابو بکر صدیق حاضر ہوئے۔ جو کچھ بھی گھر تھا برتن کپڑا وغیرہ سب لا کر پیش کر دیا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں میں بڑا خوش ہوا کہ کہاں اتنا بڑا ڈھیر اور کہاں یہ چھوٹی سی پوٹری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھول کر دیکھا اور پوچھا کہ ابو بکر گھر میں کیا چھوڑ کر آئے ہو۔ شاعر نے لکھا ہے کہ اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "صدیق کیلئے کافی ہے خدا اور اُس کا رسول بس"

اُنہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا ساتھ گھر چھوڑ کر آیا ہوں باقی تو اور کچھ نہیں۔ فیروز پور کا ایک شاعر ہوا ہے لکھتا ہے:

گھر دیتیاں راضی جے ہو جاوے سوہنا
بڑا ستا سودا خریدار لئی اے

اب اس بات کو مکمل کرتے ہیں کہ جناب ابو بکر صدیق کی اہلیہ محترمہ نے عرض کی کہ ایک روٹی ہے یا آپ کھا لیں یا مہمان کھا لے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر آدھی آدھی کھائی تو نہ مہمان کا پیٹ بھرا اور نہ ہی میرا تو یہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہے۔ چنانچہ آپ نے گھر کے کسی فرد سے فرمایا کہ کھانا لے کر آنا اور اس طریقے سے رکھنا کہ کپڑے یا کسی چیز سے روٹی رکھتے ہوئے چراغ بجھا دینا۔ آپ لوگوں کے وہم کو دور کرنے یا علم میں اضافے کیلئے عرض کر دیتا ہوں کہ اُس وقت لائٹوں کا زمانہ نہیں تھا بلکہ پتھروں کے ساتھ آگ جلائی جاتی تھی۔ دو پتھر ایک دوسرے کے ساتھ رگڑ کر شعلہ نکلتا تھا۔ چنانچہ اُس کھانا رکھنے والے نے چراغ بُجھا دیا۔ آپ نے بھی کھانا شروع کر دیا اور مہمان نے بھی۔ مہمان تو روٹی توڑ کر کھاتا رہا اور آپ خالی مُنہ ہلا ہلا کر کھاتے رہے اور مُنہ بھی اس طرح ہلاتے کہ اُس مہمان کو پتہ چلتا کہ آپ بھی کھا رہے ہیں۔ اُس مہمان نے کہا کہ میں نے روٹی کھالی ہے آپ نے برتن میں ہاتھ مارا تو وہ خالی تھا۔ بعد میں آپ بھی سو گئے اور مہمان بھی سو گیا۔ صبح جب آپ نماز پڑھنے کیلئے گئے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا

۔تو آپ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ کس چیز نے آپ کو ہنسایا فرمایا کہ رات کے روٹی کھانے کی آواز نے مجھے خوش کیا ہے۔یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام اُسی وقت رسول اللہ ﷺ کو بتا گئے کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کے صحابہ آپ کے مہمان کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں:

تو بات میں نے یہ عرض کرنی ہے کہ اگر اللہ کو راضی کرنا ہے تو نماز روزے کے ساتھ بالکل رب راضی ہوتا ہے۔لیکن فرائض کے بعد اگر رب کو راضی کرنے کا طریقہ تو صرف ایک ہی طریقہ ہے اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنا کچھ پاس ہو تب بھی کرو نہ کچھ پاس ہو تب بھی کرو۔ میں تعریف کرنے کیلئے یہ بات نہیں کر رہا بلکہ ایک حقیقت بیان کرنے لئے بات کر رہا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے صوفی احسان الٰہی صاحب کو یہ صفت عطا فرمائی ہے میں یہاں یہ واضح کر دوں کوئی مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ حضرت قبلہ عالم امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارک تھی کہ پاس کچھ نہ بھی ہوتا تو اُدھار لے کر خرچ کر دیتا۔تو صوفی صاحب کے پاس بھی کچھ نہیں ہوتا آپ لوگوں کی خدمت کرتے ہیں ہر آنیوالے کی خدمت کرتے ہیں پاس کچھ نہ بھی ہو تو اُدھار لے کر خرچ کر دیتے ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ ان کا اُدھار بھی اُتار دیتے ہیں۔تو مہمان نوازی کرنا آئے ہوئے لوگوں کی خدمت کرنا اس سے بڑھ کر فرائض وواجبات کے بعد اور کوئی عبادت نہیں۔میں اسکی مثال عرض کر دوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عادت مبارک تھی کہ کبھی اکیلے کھانا نہیں کھاتے تھے۔مہمان نوازی کرتے،مہمانوں کو بُلا کر کھانا کھلاتے۔لوگوں کے گھروں سے مہمانوں کو لا کر ساتھ بیٹھا کر کھانا کھلاتے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس انسانی شکل میں فرشتے آئے اور مبارک باد دی کہ اللہ آپ کو بیٹا دے گا۔اُنہوں نے سلام پیش کیا۔تو آپ جواب نہیں دیا بلکہ گھر چلے گئے اور گائے کا بُھنا ہوا گوشت اُنہیں پیش کیا۔اُن کی مہمان نوازی کی یہ عادت تھی کہ مہمان کو پوچھتے نہیں تھے کہ تم نے روٹی کھائی ہے کہ نہیں تمہیں بھوک لگی ہے کہ نہیں کہاں سے آئے ہو کیا کام ہے سب سے پہلے اُس کے سامنے روٹی رکھتے تھے۔تو پتہ چلا کہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنا انبیاء علیہم السلام کی سُنت ہے۔

تو میں بات کر رہا تھا کہ اُن کی عادت تھی مہمان نوازی کرنا ایک دن کوئی مہمان نہ آیا لوگوں کے گھروں میں دریافت فرمایا کوئی مہمان نہ آیا۔آپ گھر کے باہر ایک چوک میں جا کر

کھڑے ہو گئے۔ وہاں ایک آدمی سفید داڑھی، سرخ چہرہ اچھے لباس والا دیکھا آپ بہت خوش ہوئے۔ کہ بڑا نیک مہمان ملا ہے آپ نے کہا میرے ساتھ میرے گھر چلو۔ اُس نے کہا کہ میں سفر پہ جارہا ہوں آپ نے فرمایا کہ کام پھر کرنا پہلے میرے ساتھ میرے گھر چلو۔ جب گھر پہنچے تو آپ نے کھانا سامنے رکھا اور آپ نے بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کیا تو اُس نے ویسے ہی خاموشی کے ساتھ شروع کر لیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے بسم اللہ نہیں پڑھی اللہ کا نام نہیں لیا تو اُس نے کہا میں تو آتش پرست ہوں۔ آگ کی پوجا کرتا ہوں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک دن عرض کیا کہ یا اللہ پاک کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ میں دُعا کرتا ہوں تو دُعا قبول نہیں ہوتی تو دُعا قبول ہونے کی کوئی صفت بتا دیں۔ تاکہ میں جب بھی دُعا کروں تو اس صفت کے مطابق کروں اور میری دعا قبول ہو جائے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ جب بھی دُعا کرو پاک منہ کے ساتھ کیا کرو۔ موسیٰ علیٰ نبینا نے عرض کی کہ بندے سے غلطیاں تو ہو جاتی ہیں کمی بیشی تو ہو جاتی ہے۔ ہر وقت یا ہر گھڑی تو منہ پاک نہیں ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اگر تمہارا منہ پاک نہیں تو جن کا منہ پاک ہے اُن سے دُعا کروایا کرو۔ شیخ سعدی نے اس کی مثال یہ بیان فرمائی ہے۔ "مہمان نوازی بندوں کو کھانا کھلانے کا نام نہیں بلکہ چڑیوں کو، کبوتروں کو، چکوروں کو، کوؤں کو بھی دانہ ڈالو چوغا ڈالو کیونکہ شائد کسی دن اُن کے طفیل ہُما بھی تمہارے جال میں پھنس جائے۔ ہُما اُس جانور کو کہا جاتا ہے کہ جس کے سر پر سے گزر جائے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے۔ تو مقصد یہ ہوا کہ مہمان نوازی کیا کرو نیکوں سے دُعا کروایا کرو۔

علی پور شریف میں عرس شریف ہو رہا تھا حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ تھا، امیر سعید اللہ صاحب امرتسری منقبت لکھ کر پڑھتے تھے۔ جس کا پہلا شعر یہ تھا۔

علی پور میں آج کیا ہو رہا ہے — جو ذرہ ہے وہ حق نما ہو رہا ہے
ہمیں کیا غرض ہے ڈھونڈیں ہُما کو — تیرا سایہ ظلِ ہُما ہو گیا ہے

موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ اگر تمہارا منہ پاک نہیں تو پاک منہ والوں سے دُعا کروایا کرو۔ عرض کی میں اتنے بندے کہاں سے تلاش کروں اور اُن کی نشانیاں کیسے ڈھونڈوں اور میں لوگوں کو کیسے پوچھوں کہ تمہارا منہ پاک ہے یا نہیں۔ تو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دستر خوان فراخ کر اللہ کی مخلوق کی خدمت کر، لوگوں کو روٹی کھلایا کر۔ اُن میں پاک منہ والے بھی ہوں گے وہ جب دُعا کریں گے تو تمہارے حق میں بھی ہو جائے گی اب ہم سب کی ضرورت یہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ کوئی بندہ ایسا نہیں جو دعویٰ کرے کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ تو پھر ہماری ضرورت بخشش ہے تو گناہوں کو معاف کرانے کا طریقہ نبی پاک ﷺ نے بھی یہی بتایا ہے جو میں نے تمہیں بتایا ہے۔ اگر کسی کے پاس کوئی مہمان آئے گا تو اس کے ساتھ السلام علیکم کہے گا اور اگر سو ۱۰۰ مہمان آئے گا تو سو ہی سلام کہے گا۔

راکھ وہاں زیادہ ہوگی جہاں لکڑیاں جلیں گی لکڑیاں وہاں جلیں گی جہاں آگ جلے گی، آگ وہاں جلے گی جہاں روٹی پکے گی روٹی وہاں زیادہ پکے گی جہاں کھانے والے آئیں گے اور کھانے والے وہاں آئیں گے جہاں جوئی کھلانے والا ہوگا۔

تو یہی ضرورت ہے کہ ہم اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: کہ جب مہمان اور مہمان نواز یعنی دو مسلمان آپس میں سلام لے کر مصافحہ کرتے ہیں تو مصافحہ کر کے ہاتھ جدا ہونے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ اُن دونوں کی بخشش فرما دیتے ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کئی لوگ بڑے ہی گنہگار ہوتے ہیں فرمایا خواہ ریت کے ذرات کے برابر ہی گناہ کیوں نہ ہوں، پھر بھی اللہ معاف فرمائے گا۔ اگر پہاڑوں کے برابر بھی ہوں تو معاف ہو جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر جنت میں جانا چاہتے ہو تو اپنے اندر تین صفات شامل کر لو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

۱۔ لوگوں کو کھانا کھلانا (آئے لوگوں کو تسبیحاں، ہتارے پکڑا دینا نہیں بلکہ کھانا کھلانا ضروری ہے)۔

۲۔ سلام کہو تو اُونچی آواز سے۔

۳۔ رات کو اُٹھ کر نماز پڑھا کرو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

پچھلی راتی رحمت رب دی دیوے پئی آوازہ
بخشش منگن والیاں لئی کُھلا اے دروازہ

اللہ تبارک وتعالیٰ اس مجلس کو قائم رکھے اس کی رونق میں اضافہ فرمائے۔ صوفی احسان الٰہی صاحب کو خیر و عافیت صحت و سلامتی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اِن کے فیوض و برکات سے آپ لوگوں کو فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عرفان الٰہی کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ یار زندہ صحبت باقی

خطبہ نمبر ۱۳

خطاب دلنواز: فضیلۃ الشیخ عالمی مبلغ اسلام جانشین حضرت امیر ملت

حضرت الحاج الحافظ مفتی پیر سید محمد افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

بر مقام: ڈولی ہال والٹن لاہور ۱۹۹۸ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ۔ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ ○ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمام حضرات ایک دفعہ درود پاک پڑھیں

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

اس محفل پاک کے اندر اللہ تعالیٰ ہم سب کی حاضری مقبول منظور فرمائے۔ حضرت قبلہ عالم امیر ملتؒ کی خدمت میں سب حاضر ہیں ہماری نیت کو ہمارے ارادوں کو ہمارے الفاظ کو حضرت قبلہ عالم سمجھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں۔ یہ حاضری قبول ہو جائے مقبول ہو جائے اس حاضری کا صدقہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرما دیں۔ نیکی کی توفیق عطا فرمائیں۔ آیت پاک جو میں نے پڑھی ہے اس کی نسبت سے چند گذارشات آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ دو چیزیں اس سے پہلے بیان کرنا چاہتا ہوں تھوڑی دیر پہلے چند گذارشات پیش کرنے کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ اگر کسی وقت آپ کا شوق ہو گا خواہش ہو گی جو مسئلہ تھوڑے سے وقت کے لئے میں نے بیان کیا تھا اور شاہ صاحب نے کئی دن لگا کے عدالت میں پیش کیا تھا وہ شاہ صاحب نے ایک لفظ بھی اپنے ذہن سے بیان کر کے عدالت میں بیان نہیں کیا۔ بلکہ اس کی شرعی حیثیت ہے۔ جب سے قرآن نازل ہوا ہے تب سے اس مسئلہ کا وجود آیا۔ میں فی الحال یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اگر کبھی موقع ہوا آپ کہیں گے کہ آج اس نسبت سے مسائل سنائیں اس طرح میں نہیں سناؤں گا۔ ورنہ میرا اجر و ثواب ختم ہو جائے گا۔ پھر کبھی کہیں گے تو ضرور سناؤں گا۔ تعریف اللہ کی ذات کی ہے مگر انشاء اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کے دین کو ہمارے امام صاحب نے جس طرح ہم تک پہنچایا بہت

اچھے الفاظ کے اندر آپ کے سامنے بیان کروں گا۔ فی الحال میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ظاہری نسبت کے ساتھ حنفی ہیں اور باطنی نسبت کے ساتھ نقشبندی ہیں۔ تیسری نسبت ہمارے اندر جو ہے وہ اسلام کی ہے۔ کہ ہم سب مسلمان ہیں سوال یہ ہے کہ ہم کیوں مسلمان ہیں۔ اس واسطے ہمارے بزرگوں نے دین ہم تک پہنچایا۔ ایک جگہ پہ میں گیا وہاں گفتگو ہوئی۔ وہاں جو پرانے بڑھاپے کی عمر کے لوگ تھے انہوں نے کہا کہ اگر حضرت قبلہ عالم امیر ملتؒ ہمارے علاقے میں تشریف نہ لاتے تو آج ہم بھی کافروں والا مذہب رکھتے کوئی سکھ ہوتا کوئی ہندو ہوتا کوئی چمار ہوتا کوئی کچھ ہوتا۔ کہ حضرت قبلہ عالمؒ نے ہم پہ احسان فرمایا۔ ہمارے علاقے میں آئے ہمارے بزرگوں کو مسلمان کیا کلمہ پڑھایا تو آج ہم مسلمان ہیں۔ آج ہم اس لیے مسلمان ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے دین ہم تک پہنچایا۔ اور اولیت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاصل ہے۔ سب سے پہلے آنے والی نسل تک اسلام صحابہ نے پہنچایا۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے کے اندر جو قرآن جمع ہوئے، حضرت عثمان غنیؓ کا لقب ہے جامع القرآن، کامل الحیاء۔ حیا اور ایمان کے اندر درجہ کمال حاصل کرنے والے۔ قرآن کی جمع کے اندر درجہ کمال حاصل کرنے والے۔ حضرت عثمان غنیؓ اپنی زبان مبارک سے ایک لفظ فرماتے ہیں جو سن لینا تو آسان ہے مگر زندگی نہیں دن کے تھوڑے حصے کے اندر عمل کرنا مشکل ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ فرماتے ہیں میں جب مسلمان ہوا، بیعت کی اور بیعت کرتے وقت اپنا دایاں ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دیا۔ اُس دن سے لیکر آج تک یہ ہاتھ میں نے اپنے جسم کے نمکین والے حصوں کو کپڑے سمیت بھی نہیں لگایا۔ گھٹنوں سے لے کر ناف تک یہ کون سا حصہ ہوتا ہے؟ نمکین کا۔ آپ یا میں یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ اسی دن کے کچھ حصے میں اپنے نمکین کو ہاتھ نہ لگایا ہو۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حیا آتی ہے۔ سوالی نے پوچھا کیوں نہیں لگایا؟ آپ نے فرمایا کہ حیا آتی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہو پھر وہ ہاتھ جسم کے نمکین والے حصے کو لگاؤں۔ ساری زندگی اس کے بعد کبھی نہ لگایا۔ ان کا دوسرا لقب جامع القرآن قرآن کو جمع کرنے والے۔ میں گفتگو یہ کر رہا ہوں کہ ہم مسلمان کیوں ہیں؟ حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں سلطنت اسلامیہ پوری دنیا میں پھیل چکی تھی۔ روس کا علاقہ، کابل کا علاقہ یہ سارے علاقے آپ کے زمانے میں فتح ہوئے۔ ترکی بھی اور افریقہ بھی آپ کے زمانے میں فتح ہوئے۔ جب دور دور تک پھیل گئی تو لوگوں نے قرآن کو اپنے اپنے لہجے میں پڑھنا شروع کر دیا۔ جس طرح کہ سورة

فاتحہ پڑھیں تو (مالک یوم الدین) جن علاقوں کا لہجہ مختلف ہے انہوں نے (ملک یوم الدین) پڑھنا شروع کر دیا۔ مل کی یوم الدین) پڑھنا شروع کر دیا۔ اس طرح کی بہت ساری تحریفات شروع کر دیں۔ لفظوں کے پڑھنے کا اندازہ بدلنا شروع کر دیا۔ جب مدینہ پاک اطلاع پہنچی تو حضرت عثمانؓ نے حکم نامے بھیج کر ساری سلطنت سے قرآن مجید کے نسخے جو پڑھے جاتے تھے واپس منگوا لیے۔ اور صحیح نسخے ساری سلطنت میں بھجوا دیے۔ اور حکم فرما دیا کہ عربی لہجے کے سوا کسی اور لہجے میں کوئی شخص قرآن نہ پڑھے۔ آپ لوگوں کو بات سمجھ آ گئی ہوگی، کہ آپؓ یہ کام نہ کرتے تو آج مسلمانوں کا قرآن کے لفظوں پر اتفاق نہ ہوتا۔ ہم آج اس لیے مسلمان ہیں کہ ہمارے اولین بزرگوں میں اولیت صحابہ کرام کو حاصل ہے۔ جنہوں نے دین ہم تک پہنچایا۔ انہوں نے دین براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا۔ دین حاصل کرنے میں کچھ لوگوں کو اولیت حاصل ہوئی، کچھ لوگوں کو ثانویت حاصل ہوئی، کچھ پہلے کچھ بعد میں۔ جو لوگ دین حاصل کرنے میں سبقت لے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو درجات میں سبقت دی۔ اللہ تعالیٰ ہی درجے عطا کرتا ہے۔ مگر عمل کرنا انسان کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو دین میں سبقت لے جانے والے ہیں وہی درجات میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں جو ایمان کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے میں سبقت لے گئے وہی خدا کے ہاں بھی درجات میں سبقت لے گئے۔ تحقیق سے ثابت ہے پہلے کلمہ پڑھنے والوں میں حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی شامل ہیں اور حضرت خدیجہؓ، حضرت زید بن حارث، حضرت علیؓ بھی شامل ہیں۔ علماء کرام نے تقسیم کر دی کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ سبقت لے گئے، اور عورتوں میں حضرت خدیجہؓ، اور بچوں میں حضرت علیؓ سبقت لے گئے، اور غلاموں میں حضرت زیدؓ سبقت لے گئے۔ اس سبقت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کر دیا۔ سبقت لے جانے والے میرے نزدیک بھی سبقت لے جانے والے ہیں۔ اور قربت بھی ان کو حاصل ہوگی۔ ان لوگوں کے کلمہ پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام اعمال نیکیوں میں بدل دیئے۔ کلمہ پڑھنے سے پہلے کی زندگی کے تمام اعمال نیکیوں میں تبدیل کر دیئے اور کلمہ پڑھنے کے بعد کی نیکیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ جو اللہ کی رضا کے لیے دوسری وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لیے۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر اگر کسی نے احسان کیا میں نے اس کا بدلہ دنیا میں ہی ادا کر دیا مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے احسانوں کا بدلہ انہیں اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے سینے میں ڈالا میں نے اسے ابوبکر صدیق کے سینے میں ڈال دیا۔ اس کے باجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر صدیقؓ کے مجھ پر اتنے احسان ہیں کہ میں ان کا بدلہ نہیں دے سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا بدلہ دے گا۔ اس کی مثال آپ لوگوں کو اس طرح دوں گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات اپنے گھر تشریف فرما تھے اور حضرت عائشہ لیٹی ہوئی تھیں۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے، انہیںؓ ایک خیال آگیا اور عرض کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا دنیا پر کوئی ایسا انسان ہے جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں۔ آپ لوگ حیران ہوں گے دنیا پر ابھی تک کوئی ایسی مشین نہیں ہے جو سر کے بال گن سکے۔ انسان کا سر تو چھوٹا سا ہے اور آسمان تو بہت بڑا ہے، سارے آسمان پر ستارے ہیں، جب انسان کے سر کے بال نہیں گنے جاسکتے تو اتنے بڑے آسمان جس کا کوئی کنارہ نہیں اس کے ستارے کس طرح گنے جاسکتے ہیں۔ جب حضرت عائشہؓ نے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میں ستاروں کی گنتی نہیں جانتا، تو نیکیاں کس طرح بتاؤں۔ جب ترازو سے تولتے ہیں تو ایک طرف چیز اور دوسری طرف باٹ رکھتے ہیں، جب ترازو کی سوئی درمیان میں رک جائے تو کہتے ہیں کہ اب وزن برابر ہے۔ قرآن کہتا کہ جب تولو تو پورا پورا تولو، یعنی تولنے والے آلے یعنی ترازو کو درست درمیان میں رکھو۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتنی نیکیاں ہیں یعنی آسمان کے ستاروں کے برابر نیکیاں ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان کے ستاروں کی گنتی کا علم تھا۔ کیا آپ لوگ کسی اندھے شخص کو رنگوں کی پہچان کرا سکتے ہیں؟ بالکل نہیں۔ پہچان تو وہی کرے گا جسے رنگوں کی پہچان ہوگی رنگوں کے بارے پتا ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان کے ستاروں کا بھی علم ہے اور لوگوں کی نیکیوں کا بھی علم ہے۔ اس کی مثال دیتا ہوں حضرت عثمان غنی مسجد میں تشریف فرما ہیں اور لوگ نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہو رہے ہیں۔ آپ کسی کا نام لیے بغیر فرماتے ہیں کہ لوگوں کو شرم نہیں آتی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آکر بیٹھ جاتے ہیں اور ان کی نگاہوں میں گناہوں کا اثر ہوتا ہے۔ وہ سچ کا زمانہ تھا گناہوں پر پچھتاوا ہوتا تھا کچھ صحابہ کرامؓ کے درمیان سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ جناب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں کیا پھر وحی تو نہیں آنے لگی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں نہیں وحی تو نہیں آتی اس شخص نے عرض کی کہ جناب! میں بازار سے مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لئے آ رہا تھا ایک عورت چلی آ رہی تھی میں نے اسے دیکھا میرے دل نے چاہا کہ پھر اسے دیکھوں مگر اکیلا آ رہا تھا آپؓ کو کیسے

پتا چلا کہ میری نگاہوں میں گناہ کا اثر ہے۔ وحی کے بغیر کیسے پتا چل سکتا ہے؟ کیا آپؓ پر وحی آتی ہے؟ میرا بات کرنے کا مقصد ہے کہ جب آپ ﷺ کے غلاموں کو دوسروں کے اعمال اور ارادوں کا پتا چل جاتا ہے تو سرکار دو عالم ﷺ کو اپنی ساری امت کے اعمال کا پتا چل جاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ عرض کرتی ہیں اتنی نیکیاں کس کی ہیں؟ تو سرکار ﷺ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ کی اتنی نیکیاں ہیں جتنے آسمان پر ستارے ہیں معلوم ہوا آپ ﷺ کو اپنے امتیوں کی نیکیوں کی تعداد کا بھی علم ہے۔ حضرت عائشہ عرض کرنے لگیں کہ اور میرے باپ کی نیکیاں، انہوں نے تو بہت خدمت کی ہے میرے باپ کی نیکیاں کدھر گئیں؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت کی کیا بات ہے۔ ایک مرتبہ آپ مسجد میں تشریف لائے حضور ﷺ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے لباس کو دیکھ کر تبسم فرمانے لگے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی حضور آپ ﷺ نے تبسم فرمایا ہے کیا وجہ ہے؟ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا، آپؓ کے لباس کو دیکھ کر وہ لباس کھدر کے کپڑے بٹنوں کی جگہ کانٹے لگے ہوئے تھے، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ساری دولت آپ سرکار ﷺ پر نچھاور کر دی۔ اور بٹنوں کے لیے پیسے نہ تھے۔ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت بلالؓ کو خرید کر آزاد کر دیا تو سرکار ﷺ نے فرمایا اے ابو بکرؓ بلال کو خریدتے وقت مجھے بھی بتا دیتے اس میں میں بھی حصہ ڈال دیتا۔ تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ میں نے تو اسے خریدا ہی آپ ﷺ کے ارادے پر ہے۔ اور غلام کے پاس تو جو بھی کچھ ہوتا ہے وہ تو ہوتا ہی آقا ﷺ کا ہے۔ ایک موقع پر ایک شخص سے آپ ﷺ نے فرمایا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تو غلام ہے اور تیرا باپ تیرا آقا ہے۔ اور آقا کے ہوتے ہوئے سب کچھ آقا کا ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کی حضور میں بھی آپ ﷺ کا غلام ہوں۔ مولانا جامی نے فرمایا، جامی عاجز ہے، بے چارہ ہے، سچے اور صاف دل سے جو آل محمد ﷺ کے غلام ہیں میں ان کا بھی غلام ہوں۔ حضرت امیر خسرو تجارت کر کے واپس آ رہے تھے راستے میں ایک نعت خواں ملا جو اکثر حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت میں جاتا تھا اور اکثر نعت پڑھتا تھا۔ حضرت امیر خسرو نے پوچھا کہ مرشد پاک کی خدمت میں گئے تھے۔ کہنے لگا ہاں گیا تھا۔ نعت سنائی تھی؟ اس نے کہا کہ ہاں سنائی تھی۔ کیا انعام ملا؟ اس نے جواب دیا جب لینے کے لیے نہیں جاتا تھا تو پھر بھر بھر کر دیتے تھے آج میری بیٹی کی شادی تھی آج یہ ٹوٹی جوتی دی ہے۔ میں پریشان ہوں کچھ نہ ملا حضرت امیر خسرو نے پوچھا کہ یہ جوتی فروخت کرنی ہے؟ اس نے کہا

ضرور، میرے کس کام کی ہے؟ آپ نے پوچھا کتنے کی؟ اس نے کہا جو آپ کا دل چاہے۔ آپ نے کہا میرے دل کی بات تو یہ ہے کہ سارا مال تجارت تیرا اور جوتی مجھے دے دو امیر خسرو نے جوتی خرید کر اپنے سر پر رکھ لی اور ارادہ کیا کہ مروں گا تو اپنی قبر میں رکھوں گا۔ سرکار دو عالم ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی امانت دار تھا۔ کسی نے اس کے پاس امانت رکھ دی۔ وہ آدمی کہیں چلا گیا، کئی سال بعد وہ آدمی واپس آیا تو اس نے اپنی امانت واپس مانگی تو امانت دار نے کہا کہ ساری بکریاں تیری ہیں۔ اللہ تیرے مال میں برکت ڈالتا رہا۔ یہ لے لو، یہ سارا مال تمہارا ہے۔ ایک دفعہ اس امانت دار شخص پر مشکل وقت آ گیا۔ اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا اور عرض کی اے اللہ میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا ہے آج میری مشکل حل فرما۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مشکل حل فرما دی۔ حضرت امیر خسرو نے سارا مال دے کر کہا میں نے بہت سستا سودا خرید لیا ہے۔ چند سکے دے کر جان خرید لی ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ تجارت سے کیا مال کمایا تو جوتی پیش کی مرشد پاک نے فرمایا خسرو ابھی بھی سستا سودا خرید لیا ہے۔ نقشبندیوں کے شیخ حضرت ابوالحسن خرقانی محمود غزنوی کے مرشد تھے۔ انہوں نے محمود غزنوی سے کہا کہ یہ میری قمیض سامنے رکھ کر دعا کرنا۔ سومنات کا مندر فتح نہیں ہو رہا تھا ایک رات محمود غزنوی نے نفل پڑھ کر قمیض سامنے رکھ کر دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے صبح مندر فتح کروا دیا۔ جب محمود غزنوی مرشد کے حضور حاضر ہوا تو عرض کی کہ مندر فتح ہو گیا ہے۔ اور بتایا کہ میں نے قمیض سامنے رکھ کر دعا کی تو مجھے فتح ہوئی۔ مرشد پاک نے فرمایا کہ تو نے میری قمیض کی کوئی قدر نہ پائی۔ وہ حیران ہوا اور عرض کی کیا مطلب؟ بزرگوں نے فرمایا کہ تو اگر یہ دعا کرتا کہ سارا ہندوستان مسلمان ہو جائے تو ایسا ہی ہوتا۔

جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مکہ سے مدینہ ہجرت کر رہے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ ایک اونٹنی کی مجھ سے قیمت وصول کر لو تا کہ مجھے بھی اس کا اجر و ثواب ملے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ حضور اگر اجر و ثواب کی بات ہے تو میں دونوں اونٹنیوں کو آپ ﷺ کی ملک کرتا ہوں۔ مجھے اجر کی ضرورت نہیں بلکہ میرا اجر بھی آپ ﷺ کو ملے گا۔ سب کچھ مانگ لیا خدا سے تجھ کو خدا سے مانگ کر۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کھدر کا لباس پہنا اور کانٹوں کے بٹن لگائے تو اس دن جبرائیل امین بھی یہی لباس زیب تن کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا جبرائیل آج یہ کیا لباس ہے؟ تو عرض کی اے اللہ

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آج حضرت ابوبکرؓ نے بھی یہی لباس پہنا ہوا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمانوں کے تمام فرشتے آج یہ لباس پہنیں۔ کیوں کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب کا یہ لباس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے اس سوال کہ میرے ابا جانؓ کی نیکیاں کہاں گئیں؟ فرمایا کہ غار والی رات کی نیکیاں ستاروں سے زیادہ ہیں۔ جب ساری زندگی کی نیکیاں اکٹھی کی جائیں گی تو بے شمار ہوں گی۔ حضرت ابوبکرؓ کی نیکیوں کے برابر تو اور کسی کی نیکیاں ہو ہی نہیں سکتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت بی بی فاطمہؓ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہوں گی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں جانے والے جتنے بوڑھے ہوں گے ان کے صدیقؓ ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے دروازوں کے نام انسانوں کے نیک اعمال پر ہوں گے۔ ہم نماز پڑھتے ہیں تو نماز کا دروازہ، حج کرتے ہیں تو حج کا دروازہ، زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے لیے زکوٰۃ والا دروازہ، اسی طرح جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام باب الریان ہے۔ جس میں سے روزہ دار داخل ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پاک ہے انسان دنیا میں جو نیک عمل زیادہ کرے گا جنت میں اسی دروازے سے داخل ہوگا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جو باری باری تمام دروازوں سے جنت میں داخل ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی وہ کون ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ جنت کے تمام دروازوں سے داخل ہوں گے ان میں ابوبکر بھی شامل ہوگا۔ تمام مخلوق میں انبیاء کے بعد افضل ترین مخلوق حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ ایک دفعہ صحابہ کرامؓ کی محفل لگی ہوئی تھی، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ قیامت والے دن اے علی تم حوض کوثر پر لوگوں کو پانی پلاؤ گے، مجھے بھی پانی پلاؤ گے؟ حضرت علیؓ نے عرض کی کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جنت کے دروازے پر ابوبکر صدیقؓ دربان ہوں گے، کیا آپؓ مجھے اندر داخل ہونے دیں گے؟ مولانا جامی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہمان ہوں گے اللہ تعالیٰ کے اور باقی سارا جہان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہوگا۔ سب جنت میں جانے والوں کو حوض کوثر سے پانی پلایا جائے گا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو سبقت حاصل کرتے ہیں ایمان میں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی سبقت والے ہیں اور وہی قربت والے ہیں۔ موضوع کافی لمبا ہے باقی پھر کبھی زندگی رہی تو، اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی حاضری قبول و منظور فرمائے۔ آمین۔

ختم شریف خواجگان

ہاتھ اُٹھا کر فاتحہ اَرواحِ پاک حضرات خواجگانِ نقشبندیہ قدس اسراہم کی بارگاہ میں پیش کریں اور تین بار یہ دُعا مانگیں

خداوندا بحضرت جلال تو باز گشتیم توبہ کردیم از ہر گناہ و بدی سہو و بیکاری خطاو غفلت کہ از ما گزشتہ است از زمان مکلف تا ایں دم دانستہ یا نادانستہ از ہمہ باز گشتیم توبہ کردیم و بصدق دل می خوانیم

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اس کے بعد سات سورۃ فاتحہ پڑھیں اس کے بعد

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ سورۃ الم نشرح ۷۹ مرتبہ

سورۃ اخلاص ۱۰۰۰ مرتبہ سورۃ فاتحہ ۷ مرتبہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ

درج ذیل اا، اا یا بشرط فرصت سو، سو مرتبہ پڑھیں۔

اللھم یا حل المشکلات اللھم یا قاضی الحاجات اللھم یا دافع البلیات

اللھم یا منزل البرکات اللھم یا مجیب الدعوات اللھم یا شافع الامراض

اللھم یا مفتح الابواب اللھم یا مسب بالاسباب اللھم یا رافع الدرجات

اللھم یا دلیل المتحیرین اللھم یا غیاث المستغثین اللھم یا امان الخائفین

اللھم یا ارحم الرحمین

اس کے بعد یہ قطعہ تین، پانچ یا سات مرتبہ پڑھیں

شیاء للہ چوں گدائے مستمند
المدد خواہم ز شاہ نقشبند
المدد یا خواجۂ مشکل کشا
ما ہمہ محتاج تو حاجت روا

پھر یہ رباعی تین، پانچ یا سات مرتبہ پڑھیں۔

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو
شیاء للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما
آفریں بر دست و بر بازوئے تو

ختم پاک کا ثواب بارگاہ اقدس حضرت سرور کونین وجہ تخلیق کائنات، فخرِ موجودات، احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفیٰ ﷺ میں پیش کر کے تمام حضرات خواجگان و اولیاء کرام، تمام سلاسلِ صوفیاءِ عظام اور تمام مومنین و مومنات کی خدمت میں پیش کر کے دعا مانگیں۔

ختم شریف مجددیہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۵۰۰ مرتبہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ

ختم پاک کا ثواب حضرت خواجہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر کے دعا مانگیں

ختم شریف معصومیہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ آیت کریمہ ۵۰۰ مرتبہ درود شریف ۱۰۰ مرتبہ

اس ختم پاک کا ثواب حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر کے دعا مانگیں

ختم شریف جماعتیہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ ۱۰۰ مرتبہ

سورۃ الاخلاص ۱۰۰ مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ ۱۰۰ مرتبہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ

ختم پاک کا ثواب حضور قبلہ عالم ابو العرب سوئی ہند، قیوم زماں امیر ملت الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر کے دعا مانگیں

ختم شریف حسینیہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۱۰۰ مرتبہ

سورۃ الاخلاص ۱۰۰ مرتبہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۱۰۰ مرتبہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ

ختم پاک کا ثواب زبدۃ العارفین، سراج الملت علامہ الحاج الحافظ پیر سید محمد حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر کے دعا مانگیں

ختم شریف افضلیہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ سورۃ فاتحہ محفل میں موجود ہر شخص ایک مرتبہ

سورۃ الاخلاص ۱۰۰ مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۱۰۰ مرتبہ

درود شریف ۱۰۰ مرتبہ

ختم پاک کا ثواب پیکرِ شفقت و محبت علامہ مفتی محدث و مفسر و فقیہ عصر نبیرۂ حضرت سیدنا امیر ملت سیدنا فخر الملت الحاج الحافظ پیر سید افضل حسین شاہ جماعتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں پیش کر کے دعا مانگیں۔

اسباق

۱۔ نماز میں باقاعدگی (جان جائے تو جائے مگر نماز نہ جائے۔۔۔فرمانِ قبلہ عالم)

۲۔ ہر وقت دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکرِ پاک کرنا

۳۔ پیرومرشد کا چہرہ ہر وقت آنکھوں کے سامنے رکھنا

۴۔ درود شریف ہزارہ کی تسبیحات

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّاۃَ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّۃٍ

۵۔ نمازِ تہجد (پہلے دو رکعت تحیۃ الوضو ادا کریں۔اس کے بعد دو، دو رکعت کی نیت کر کے بارہ رکعتیں اس طرح پڑھیں کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ سورۃ الاخلاص، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد دو مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھیں۔اسی طرح ہر رکعت میں ایک کا اضافہ کرتے ہوئے بارہ (۱۲) رکعتیں مکمل کریں۔

۶۔ نماز پڑھنے کے بعد دعا سے پہلے دوزانو قبلہ رُخ بیٹھ کر حسب مرضی مراقبہ کریں۔بائیں جانب گردن جھکا کر آنکھیں بند کر کے حضور پیرومرشد کا چہرہ سامنے لا کر دل پر سانس ماریں اور دل میں اللہ کہیں۔

دعا حضور فخر ملت رحمۃ اللہ علیہ

ملا جن کے صدقے میں سب کچھ الٰہی
فضل تیرا ان پہ سدا مانگتے ہیں
قیامت تلک ان کا ہو بول بالا
صبح و مساء یہ دُعا مانگتے ہیں
آمین

مصادر و مراجع

نمبر	کتاب	مصنف
۱	تفسیر ابن کثیر	امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
۲	تفسیر نعیمی	مولانا احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
۳	تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
۴	تفسیر ضیاء القرآن	پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
۵	صحیح بخاری شریف	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۶	صحیح مسلم شریف	امام ابو الحسن مسلم بن حجاج القشیری رحمۃ اللہ علیہ
۷	جامع ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
۸	سنن ابن ماجہ	امام حافظ ابو عبد اللہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ
۹	سنن ابو داؤد	امام ابو داؤد ابن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰	مشکوٰۃ شریف	رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	ضیاء النبی ﷺ	پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
۱۲	افضل الرسل ﷺ	پیر سید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۳	سیرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ	پیر سید اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۴	شانِ حبیب الرحمٰن ﷺ	مولانا احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
۱۵	کتاب الجواہر المنظم	امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ
۱۶	اشعۃ اللمعات	شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۷	مواہب لدنیہ	امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۸	کشف المحجوب	حضرت سیدنا عثمان بن علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ
۱۹	غنیۃ الطالبین	حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰	بہجۃ الاسرار	حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
۲۱	سر الاسرار	حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
۲۲	کیمیائے سعادت	حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
۲۳	احیاء العلوم	حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
۲۴	رسالہ القشیریہ	امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن رحمۃ اللہ علیہ
۲۵	تجلیات مرشد رحمۃ اللہ علیہ	علامہ پیر عرفان الٰہی قادری
۲۶	خصائص اہلبیت علیہم السلام	علامہ پیر عرفان الٰہی قادری
۲۷	ضرورت مرشد	علامہ پیر عرفان الٰہی قادری
۲۸	محبت واطاعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ پیر عرفان الٰہی قادری
۲۹	روضۃ السالکین فی مناقب الصالحین	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
۳۰	قرآن کا تصور علم	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
۳۱	اسلام اور جدید سائنس	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
۳۲	سورۃ الفاتحہ اور تصور ہدایت	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
۳۳	خطبات کاظمی جلد سوم	سید احمد سعید کاظمی
۳۴	ذکر جمیل	مولانا محمد شفیع اوکاڑوی
۳۵	حدائق بخشش	امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
۳۶	شانِ علی پور	پروفیسر محمد ظریف شآد
۳۷	ہمارا اسلام	مفتی محمد خلیل برکاتی
۳۸	ماہنامہ ضیائے حرم	لاہور۔ اسلام آباد
۳۹	ماہنامہ انوار الصوفیہ	کراچی
۴۰	ماہنامہ مناط الاسلام	سیالکوٹ

ختم شد

خاتمۃ الکتاب

الحمد اللہ تعالیٰ عبدِ حقیر پُر تقصیر نے اس مجموعہ عشق و محبت "سیرت فخر ملت" کو اللہ کے فضل و کرم، نبی رحمت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر عنایت اور مرشد کامل کے فیض خاص سے آج مورخہ ۱۵ رمارچ ۲۰۱۴ء بمطابق ۱۳ رجمادی الاول ۱۴۳۵ھ کو مکمل کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے مقبول اور مفید عام و خاص فرمائے۔

گر قبول اُفتد زہے عزو شرف

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ نَفْسًا بِکَ مُطْمَئِنَّۃً تُؤْمِنُ بِلِقَاءِکَ وَتَرْضٰی بِقَضَاءِکَ وَتَقْنَعُ بِعَطَاءِکَ۔

آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد انور جماعتی
بھلوال سرگودھا